بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر

گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

ہفت روزہ

# پیغام صلح

لاہور "پاکستان"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۵۸ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۸ شوال المکرم ۱۳۸۹ھ مطابق ۷ جنوری ۱۹۷۰ء | نمبر ۱


## جلسہ سالانہ کی تقاریر پر پی پی آئی کے نمائندہ کا تبصرہ

جلسہ سالانہ کی بعض تقاریر پر پی پی آئی کے نمائندہ کی طرف سے پاکستان ٹائمز کی مختلف اشاعتوں میں تبصرہ ہوا ہے جو درج ذیل ہے:۔

### اسلام تمام چیلنجوں کا مقابلہ کر سکتا ہے

مولانا صدرالدین صاحب نے جمعہ کے دن لاہور میں بیان کیا کہ اسلام تمام زمانوں کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کی استعداد رکھتا ہے۔

مولینا صدرالدین صاحب نے جو جمعہ کی صبح کو سہ روزہ احمدیہ کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے، یہ بیان کیا کہ انسان کے بنائے ہوئے طریق سزبت اور جہالت کو دُور کرتے ہیں ناکام رہے ہیں۔

آپ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نسلِ انسانی کے لئے امن اور اخوت کا پیغام لے کر آئے جو زمانہ حاضرہ میں دو مسلح کیمپوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ متقابلہ فلاسفیوں سے تعلق رکھنے والی طاقتیں جو عامہ تباہی کے ہتھیاروں سے مسلح ہیں انہوں نے انسانی بقا کے لئے خطرہ پیدا کر دیا ہے۔

آپ نے بتایا کہ نسلِ انسانی کو تباہی سے بچانے کے لئے صرف اسلام ہی اُمید کی کرن رکھتا ہے۔ پی پی آئی۔ (پاکستان ٹائمز مؤرخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۹ء)

### مسلمانوں کو رسول کریمؐ کی متابعت کی تاکید

مولینا صدرالدین صاحب امیر جماعت احمدیہ نے مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ منفرد پارٹیوں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہدایات کی پیروی کریں۔

آپ نے احمدیہ جماعت لاہور کی سالانہ کانفرنس کے دوسرے روز ہفتہ کے دن تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدیہ جماعت ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے دنیا کو روشناس کرا سکتی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اس بات کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالےٰ پر ایمان اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی پیروی اختیار کی جائے آپ نے بتایا کہ غیر حقیقی مقاصد اور مال و دولت کی چاہت نے دنیا کی زندگی میں برائیاں اور تاریکیاں پیدا کر دی ہیں (پی پی آئی)

(پاکستان ٹائمز مؤرخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۹ء)

### امراء اپنے بچوں کو تبلیغ دین کے لئے تیار کریں

حضرت امیر مولینا صدرالدین صاحب کی تقاریر کے مندرجہ بالا اقتباسات کے علاوہ ڈان کراچی نے مندرجہ ذیل بیانات بھی شائع کئے ہیں:۔

"مولانا نے مغربی طاقتوں کا عربوں کے خلاف اسرائیل کی امداد کرنا قابلِ ملامت قرار دیا) اور فرمایا تمام مسلمان ممالک کو مشترکہ دشمن کے مقابلہ کے لئے اپنے باہمی اختلافات کو نظرانداز کر دینا چاہیئے۔

انہوں نے مسلمان امراء کو اپنے بچے تبلیغ دین کے لئے تیار کرنے کی نصیحت کی۔

جلسہ کے افتتاحی اجلاس کی صدارت مسٹر این اے فاروقی سابق چیف الیکشن کمشنر پاکستان نے کی اور پاکستان کے علاقوں اور بیرون ملک سے ممبران جماعت نے جلسہ میں شرکت کی۔

### اسلام نے اقتصادی تحفظ پیش کیا ہے

مسٹر این اے فاروقی چیف الیکشن کمشنر نے بیان کیا ہے کہ اسلام نے مال و دولت کی چاہت کو ناپسند کیا ہے اور غرباء اور بے کسوں کے لئے اقتصادی تحفظ کا وعدہ دیا ہے۔

اتوار کے دن لاہور میں احمدیہ کانفرنس کے آخری اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے اسلامی تعلیمات کو مروج کرنے اور سوسائٹی سے [illegible] کو دفع کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

آپ نے فرمایا کہ لوگوں کو قرآنی اصول سکھانے سے ہی ہمارے مختلف مسائل کو حل کرتے ہیں [illegible]

## اعلان

پورے اطمینان دل۔ روحانی انبساط اور بشاشتِ قلب کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ میں جماعت احمدیہ قادیان کی رکنیت سے استعفا دینے کے بعد احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام بھارت کا باقاعدہ ممبر بن گیا ہوں امیر قوم مولانا صدرالدین ایدہ اللہ تعالیٰ میری درخواستِ بیعت قبول فرما چکے ہیں۔ پیغام صلح بمبئی کی ادارت میرے سپرد کی جا چکی ہے۔ احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت عطا فرمائے اور مفوضہ فرائض کی ادائیگی میں میری تائید و نصرت فرماتا رہے۔ آمین

سمیع اللہ۔ سابق مبلغ جماعت قادیان۔ 9-12-69

## قارئین کے خطوط

# مولوی یعقوب خانصاحب نے جس مقصد کی ابتداء کی ہے اس میں انہیں کبھی کامیابی نصیب نہ ہو گی

## میاں بشارت احمد بقا صاحب کا مکتوب ایڈیٹر پیغامِ صلح کے نام

مکرم و معظم مولانا دوست محمد صاحب - ایڈیٹر پیغامِ صلح - لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

پیغامِ صلح مجریہ ۱۷ دسمبر میں محمد یعقوب خانصاحب کے اعلانِ بیعتِ خلافت ربوہ پر آپ کا اداریہ پڑھا اور بڑا ہی لطف آیا خاں صاحب نے جماعت لاہور پر جو بے بنیاد الزامات لگائے ہیں - ان کا نہایت مدلل اور مسکت جواب دیا گیا ہے - اور جن امور کو موصوف نے بیعتِ خلافت کے لئے بنیاد بنایا ہے ان پر آپ نے جس متانت اور سنجیدگی کے ساتھ خوبصورت تنقید کی ہے - وہ ہر طرح لائق تحسین ہے

جزاک اللہ احسن الجزاء

خانصاحب نے جس مقصد کی ابتداء کی ہے - انشاء اللہ العزیز اس میں انہیں کبھی کامیابی نصیب نہ ہوگی - جماعت لاہور کا کوئی فرد بھی ان کا ساتھ نہ دے گا - کیونکہ جماعت لاہور بفضلِ خدا ایک زندہ اور فعال جماعت ہے - یہ پیر پرستوں کا گروہ نہیں - نہ اس کا سربراہ کوئی پیر ہے - یہاں صحیح اسلامی جمہوریت آزادیٔ رائے اور حریتِ فکر پائی جاتی ہے - اللہ کے دین اور اس کے آخری رسولؐ کے لئے سچی غیرت اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ایثار اس جماعت کا طرۂ امتیاز ہے - یہاں پیر اور خلیفہ کی حضور میں نذرانے نہیں دیئے جاتے - جو لاکھوں تک پہنچ جاتے ہیں - اور جن سے بقول اقبال مرحوم

گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

اور عیش و نشاط کے سامان فراہم ہوتے ہیں دعوئے خلیفہ راشد کا ہوتا ہے - لیکن زندگی کے رنگ ڈھنگ قیصر و کسریٰ کو شرماتے ہیں کیا خانصاحب کا علمِ دین اور علمِ تاریخ اسلام اتنا کچھ ہی ہے؟

وہ خلافت ربوہ کی گود میں گرنا چاہتے تھے - تو گر پڑتے - ہر شخص اپنے اعمال کا خود جوابدہ ہے - لیکن انہوں نے جماعتِ لاہور کو ناحق متہم کر کے اپنی بیعت کا جو جواز پیش کیا ہے - اُسے پڑھ کر بڑا افسوس ہوا - اور ہمیں مجبور کیا گیا - کہ ان کے نجی حالات کو منظر عام پر لایا جائے - ہمیں قادیان سے الگ ہوئے پچپن برس سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے ہم نے انتھک محنت، بے مثال قربانی اور عدیم النظیر لٹریچر سے ایک عظیم الشان تاریخ لکھ ڈالی ہے - جسے اہلِ ربوہ کا کوئی فرد انشاء اللہ مٹا نہ سکے گا - زمانہ حال کا ہر محقق اور مستقبل کا ہر مؤرخ ہمارے کارناموں سے ایسی تاریخ مرتب کرے گا جس سے آنے والی نسلیں ہماری گرانبار احسان ہوں گی - تو اہلِ نظر خود بخود یہ حکم لگانے پر مجبور رہوں گے - کہ قادیانی پاپائیت کا ہی بھونڈا چربہ ہے - انشاء اللہ یہ شجرِ باطل کٹ کے رہے گا - اور احمدیت کی صرف وہ تصویر دنیا میں مقبول ہو گی - جسے جماعت لاہور مسلسل پیش کر رہی ہے - اس تصویر میں سچائی کا نور ہے - یہ جمعیت جس پر اتنا فخر اور تکبر کیا جا رہا ہے - اس کے بکھرنے میں کچھ دیر نہ لگے گی - اور وہ قلت جسے ہدفِ استہزاء بنایا جا رہا ہے - اسے خدا تعالےٰ ایسی قبولیت سے نوازے گا - جس کی نظیر نہ ہو -

آپ نے خانصاحب کے چیلنج کو منظور کر کے ان کی لاف زنی کا بھی خوب جواب دیا ہے - وہ ظفر اللہ صاحب جو ایک ماہ قبل لاہور میں خانصاحب کی بیعت کا انکشاف کر چکے تھے - انہیں متنازعہ فیہ مسائل میں بطور ثالث مقرر کرنا کتنا مضحکہ خیز ہے - موصوف ابتداء سے ہی [illegible] ربوہ سے وابستہ ہیں - اور اس جماعت کے وہ ستون ہیں - جن کا نام لے لے کر ربوی حضرات نے بہتیرے سادہ لوح مگر غرض کے ماروں کو اپنے دام میں پھنسایا اور بدستور پھنسا رہے ہیں - ایسے اشخاص کو ثالث مقرر کرنا چہ معنی دارد -

اللہ تعالےٰ نے حضرت مولانا محمد علیؒ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ان کے روحانی درجات کو ہر آن بلند سے بلند تر فرمائے - اس منصور اور خدا کے شیر نے مرزا محمود احمد صاحب کو بار بار للکارا لیکن اُس خود ساختہ مصلح موعود کو عمر بھر مقابلہ کی کوئی جرأت نہ ہوئی - سر ظفر اللہ خاں صاحب کو بھی امورِ متنازعہ میں ثالث بننے کی دعوت بار بار دی - مگر آں مکرم نے بھی خموشی میں ہی اپنی عافیت جانی - جب وہ رسالہ فرقان کے لئے ایک طول طویل مضمون لکھ رہے تھے انہی ایام میں حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر چند سوالات کئے تھے - لیکن چوہدری صاحب نے اُن کا بھی جواب نہ دیا ——— پھر مسئلہ خلافت پر گفتگو کے لئے ہمارے موجودہ امیر ایدہ اللہ نے انہیں مدعو فرمایا - جس پر بھی وہ خاموش رہے - اب وہ کونسی نئی بات پیدا ہو گئی ہے جس کے لئے خانصاحب نے چوہدری صاحب کو ثالثی کا حق ادا کرنے کے لئے راضی کر لیا ہے -

آپ نے اس سلسلہ میں جو تجویز پیش کی ہے - وہ نہایت ہی معقول ہے - اور اگر فی الواقع خلافتِ ربوہ تحقیقِ حق کی خواہاں ہے تو اُسے جرأت سے کام لینا چاہیئے - اور مناظرہ پر آمادگی کا فوراً اعلان کر دینا چاہیئے -

مگر امید نہیں - کہ وہ ایسا کرنے پر آمادہ ہو - کیونکہ گذشتہ پچپن سال اس کے خلاف گواہی دے رہے ہیں ——— آپ بہرحال خاں صاحب کے چیلنج کی منظوری کے اعلان کو اپنے مؤقر اخبار میں مسلسل دھراتے رہیں - تاکہ ربوی نظام خلافت کو اپنی خودساختہ سچائی کا ڈھنڈورا پیٹنے کا موقع نہ مل سکے - والسلام

خاکسار - بشارت احمد بقا

---

# غیر ماموارنہ خلافت کہاں سے آگئی؟

مکرم معظم جناب ایڈیٹر صاحب پیغامِ صلح لاہور - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۹ء کی الفضل میں مولانا یعقوب خانصاحب سابق ایڈیٹر لائٹ کی بیعت خلافت کی وضاحت پڑھ کر دل کو جہاں ایک طرف رنج ہوا وہاں دوسری طرف یہ بھی تعجب ہوا کہ تعصّب اور بُغض اور کینہ ایک انسان سے کیسی کیسی حرکات سرزد کراتا ہے - مولوی یعقوب خاں صاحب نے اپنی بیعت کی وضاحت کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ :-

"حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس اُمت میں نبوت کا اسی لئے خاتمہ ہوا کہ میرے بعد خلفاء ہوں گے جو دینی راہ پر قوم کو چلاتیں گے"

لیکن یہ خلیفہ کی بات کرتے ہیں وہ اس اُمت میں نبوت کا خاتمہ نہیں بلکہ [illegible] ہے اور اس نبوت کا خود ایک خلیفہ بنتا ہے جس کا کہ مولانا یعقوب خاں صاحب [illegible] بیعت بھی اس اُمت میں اختتام تسلیم کرتے ہیں اور نہ صرف یہ کہ مولوی صاحب خود تمام عمر اس کے خلاف برسرپیکار رہے ہیں - بلکہ بیعت کرتے وقت بھی یہ لکھتے ہیں کہ اس اُمت میں نبوت کا اس لئے خاتمہ ہوا کہ اب نبی کی بجائے خلیفے ہوں گے جن میں سے ایک ان کا موجودہ خلیفہ ہے حیران ہوں کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر آیت استخلاف کے ماتحت ماموریت خاتم خلیفہ تھے تو یہ غیر ماموارنہ خلافت کہاں سے آگئی جس کے ساتھ وابستگی میں اب ان کو راہ نجات نظر آتی ہے -

باقی رہا ان کا جماعت کے دونوں لیڈروں کے چہروں کی زیر صدارت چوہدری ظفر اللہ صاحب حُسن کی نمائش کا مقابلہ کرنا اور تقریباً یک صد سالہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ سے اپنی بجائے خلافت بڑھائی ہوئی اپنے خلیفہ کی ڈاڑھی کا موازنہ کرنا تو ہمیں اس مقابلہ سے بھی ہرگز تامل نہیں بلکہ خوشی ہوگی اگر وہ اپنے سابقہ امام کا بعد از دعوے مصلح موعود موجودہ احمدیہ جماعت لاہور کے کسی لیڈر سے موازنہ کروا دیں تا دنیا یہ اندازہ کرلے کہ آسمانی نور اور سکون کس کے چہرے پر برس رہا ہے - بوقت ضرورت میاں محمود احمد سابق خلیفہ جماعت ربوہ کا بعد از دعوئے مصلح موعود فوٹو ارسال کیا جا سکتا ہے -

فقط والسلام

شیخ منظر مسعود - گوجرانوالہ

---

# احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کی ایمان افروز تقریبات

## دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا قابلِ رشک مظاہرہ

بعض ناگزیر ملکی حالات کی وجہ سے ایک سال کے التواء کے بعد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا چھپنواں سالانہ جلسہ جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ۲۵ تا ۲۸ دسمبر ۶۹ء کو منعقد ہوا۔ ملک بھر کے احمدی اور غیر احمدی خواتین و حضرات نے جلسہ کی مختلف تقریبات میں حصہ لیا۔ الحمدللہ ان ایام میں بھرپور اجتماعات ہوئے اور دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے سلسلہ میں پُر معارف و پُر حقائق تقاریر ہوئیں۔ ان ایام میں اخوت اسلامی کا نظارہ جو اس تحریک کا طرۂ امتیاز ہے، غیر معمولی طور پر دیکھنے میں آیا۔ شرکاء جلسہ امیر و غریب فدائیان اسلام ایک دوسرے سے بلا امتیاز ملتے اور لذت اخوت حاصل کرتے۔

سب کے دل میں دین اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ایثار و قربانی کا ولولہ موجزن تھا۔ وہ پودا جس کو پچپن برس پہلے چند فدائیان دین اسلام نے انتہائی بے سر و سامانی کی حالت اور نامساعد حالات میں لگایا تھا۔ اس جلسہ میں اس کے شیریں پھل دیکھنے میں آئے۔ اور ہر پہلو سے جلسہ کی تقاریب کامیاب رہیں۔ الحمد للہ رب العالمین

جلسہ کی تیاریاں کئی روز سے ہو رہی تھیں۔ مہتمم صاحب جلسہ سالانہ اور معاونین کرام نے اپنے فرائض کو نہایت توجہ اور خوش اسلوبی سے انجام دینے کی کوشش فرمائی اور معزز و مکرم مہمان حضرات کو ہر ممکن آرام و سہولت پہنچانے میں ساعی رہے۔ کارکنان انجمن سکولوں کے اساتذہ و طلباء، تنظیم خواتین سلسلہ، ممبران ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن، مبلغین، اراکین سلسلہ و دیگر رضاکاروں نے جلسہ کی سرگرمیوں میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔ یہ سب اصحاب شکریہ کے مستحق ہیں اور ان خواتین و حضرات کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے جو اپنے وطنِ عزیز کے [illegible] علاقوں اور سردی کے ایام میں ہر قسم کی مصروفیات کو چھوڑ کر دین کو مقدم کرتے ہوئے [illegible] دراز کا سفر اختیار کر کے جلسہ [illegible] میں شریک ہوئے۔ اور اپنے احوال و اوقات میں سے دین متین کی خدمت کے لئے گراں قدر ایثار و عشق کا ثبوت دیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ ان خواتین و حضرات پر بھی فضل و رحم فرمائے جو بعض حالات و مجبوریوں کے باعث شریک جلسہ نہ ہو سکے۔

جلسہ میں شریک ہونے والے معزز مہمانوں کی آمد دو روز پہلے سے ہی شروع ہو گئی تھی۔ بعض دوست اپنے ہمراہ غیر از جماعت حضرات کو بھی لائے۔ مہمانوں کے استقبال اور ان کی رہنمائی اور خدمت و تواضع کا حسب معمول باقاعدہ انتظام تھا۔

ایام جلسہ میں نمازیں باجماعت جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بڑے خضوع و خشوع سے ادا ہوتی رہیں۔ نماز تہجد میں محترم ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کی پُر سوز قرآن خوانی سے مقتدیوں پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی تھی۔ درس قرآن کا سلسلہ جاری رہا جس میں حقائق و معارف درس قرآن سے دلوں کے اندر تبتل الی اللہ کی کیفیت پیدا ہوتی رہی۔

## خواتین احمدیہ کا جلسہ

پروگرام کے مطابق ۲۵ر دسمبر کو بروز جمعرات صبح دس بجے خواتین احمدیہ کا سالانہ جلسہ احمدیہ ہال واقعہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوا۔ ہال کو نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ یہ اجتماع بڑا پُر رونق اور کامیاب رہا۔ احمدی خواتین کے علاوہ کئی غیر از جماعت معزز بیگمات بھی شریک ہوئیں۔ جلسہ کی صدارت کے لئے بیگم صاحبہ الحاج شیخ میاں فاروق احمد ملتانوی کا اسم گرامی پروگرام میں درج تھا۔ لیکن بروقت پیش آمدہ وجوہ سے آپ کچھ تاخیر سے تشریف لا سکیں اس لئے بیگم صاحبہ کرنل سید بشیر حسین نے صدارت فرمائی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض شعبہ خواتین کی سیکرٹری محترمہ رضیہ علی صاحبہ نے سر انجام دیئے۔

محترمہ امینہ بی بی اور عزیزہ راشدہ مبارک عبداللہ نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ دربنزی کی ایک عزیزہ نے خوش الحانی سے نعت پڑھ کر حاضرات کو محظوظ کیا۔

### حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر

امیر قوم حضرت الحاج مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ نے خواتین کے اس ایمان افروز اجتماع سے خطاب فرمایا آپ نے سورۃ المجادلہ کی چند آیات تلاوت فرما کر ان کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت سرور کائنات خاتم الانبیاء حبیب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسل و ملائکہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔ آپ صلعم دنیا جہان کے ایک ہی بادشاہ ہیں جنہوں نے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی ہر طرح کی فطری نظری اور عملی آزادی بخشی ہے۔ اس حقیقت کا اظہار اس سورۃ کی پہلی آیت قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا میں کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ ہم اپنے محبوب رسول صلعم کے مقابلہ میں ایک عورت کی بھی بات سنتے ہیں۔ خدا رب العالمین ہے۔ اس کے سامنے مرد اور عورت برابر ہیں۔ حضرت امیر قوم نے اس سلسلہ میں عورت کے مقام و مرتبہ، اس کی اہمیت، مرد اور عورت کے تعلقات گھر میں اور گھر سے باہر کے معاملات، دونوں کی ذمہ داریوں کا ذکر فرمایا جو دین اور معاشرہ نے ان پر عائد کی ہیں اور قرآن کریم نے جس صالحہ اور مطہرہ عورت کی تصویر کھینچی ہے اور جس بلند کرداری کی اس سے توقع کی ہے اس پر آپ نے بالتفصیل روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ اس پُر فتن دور میں جبکہ دنیا اور اس کے علائق ذہنوں پر مستولی ہیں اور مادہ پرستی زوروں پر ہے، مذہب کی طرف توجہ کم ہے۔ آج اسلام کی مثالی عورت کے عملی نمونہ اور اس کے چلتے پھرتے کردار و اخلاق کی اشد ضرورت ہے۔ اسلامی عورت کے قول و فعل سے جو پاک گھر اور مطہر معاشرہ اور جنت نشان ماحول پیدا ہو سکتا ہے اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہماری عورتوں کو اصلاح احوال کی طرف توجہ کرنا چاہئیے۔ انسانی تربیت کا آغاز ماں کی گود سے ہوتا ہے اس لئے خواتین اسلام کے لئے گھر بیٹھے اسلام کی خدمت کا یہ سنہری موقعہ حاصل ہے کہ وہ اپنے بچے بچیوں کو اسلام کی تصویر بنا دیں۔ عورت کا اخلاق قرآنی اور اس کا چلن اسلامی ہونا چاہئیے۔ وہ بڑوں اور چھوٹوں کے لئے مثال ہو۔ اس ضمن میں آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ و مطہرہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ حضور صلعم نے عورت کی بڑی تعظیم فرمائی ہے۔ ساری عمر عورت کی تکریم فرمائی۔ اپنی بیوی کی تکریم کی اپنی بیٹی کی تعظیم کی۔ غلام حبشی رضاعی ماں کی تعظیم کی ہے مسلمان اور غیر مسلمان عورت سب کی تعظیم حضور صلعم نے کی ہے۔

عورت کے مقام۔ اس کے کردار اس کی اہمیت پر تاریخی طور پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت امیر قوم نے تلقین فرمائی کہ خواتین اپنے اندر حسن کردار پیدا کریں۔ اپنے عمل کے اندر اسلام کی روشنی پیدا کریں۔ اپنی اولاد کو اسلام کے سانچہ میں ڈھالیں۔ ان کے لئے اعلیٰ نمونہ پیدا کریں۔ تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا عملی نمونہ اپنے بچوں کے سامنے رکھیں۔ اولاد کا اکرام کریں۔ عزیز و اقارب کا ادب و احترام کریں۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ میں بارگاہ الٰہی میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مردوں اور عورتوں کو توفیق دے کہ وہ مکارم اخلاق کے پیکر بن جائیں۔ ان پر برکات نازل ہوں۔ ان کی اولادوں پر فضل نازل ہو، ان کے شوہروں پر رحم اور فضل ہو۔ گھر اور گھر کے باہر دیکھنے والے محسوس کریں کہ یہ مسلمان عورت ہے۔

### تقریر محترمہ بیگم مسرت بشیر صاحبہ

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کی تقریر دلپذیر کے بعد محترمہ بیگم مسرت بشیر صاحبہ نے تقریر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کے چند نکات پیش کئے اور کہا کہ حضرت امام زمانؑ نے جب اپنے علم اور حقائق دینیہ کا دنیا پر اظہار فرمایا اور لوگوں کو راہ حق کی دعوت دی تو ہزاروں کی تعداد میں مخالف نمودار ہو گئے مگر آپ نے ہمت نہ ہاری۔ اور اللہ تعالیٰ

کے حکم سے تمام دنیا میں اشاعت اسلام کا بیج بو دیا اور اسلام کا غلبہ ثابت کر دیا۔ آپ نے حاضرات کو حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کی نصیحت کی اور فرمایا کہ اپنے اندر صحابیات کا رنگ پیدا کرنا چاہیئے اپنے عمل میں اطاعت الٰہی ہو۔ اخوت و محبت کا رنگ غالب ہو اور اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ اُمتِ محمدیہ کے ممبر کہلانے کے مستحق ہو سکیں۔

محترمہ مسرت بشیر صاحبہ کی ناصحانہ تقریر کے بعد سیالکوٹ کی عزیزہ مسرت عزیز صاحبہ نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام —

"جمال و حسن قرآں نور جانِ ہر مسلماں ہے"

ترنم سے پڑھ کر سنایا حاضرات بہت محظوظ ہوئیں۔

## تقریر آنسہ عبدالرحمٰن مصری صاحبہ

محترمہ آنسہ عبدالرحمٰن مصری صاحبہ نے ایک پُرمعارف تقریر کی آپ نے سورۃ العصر کی تلاوت و تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سورۃ جتنی مختصر ہے اسی قدر جامع ہے۔ الفاظ کم ہیں لیکن مطالب و مفاہیم کے لحاظ سے نہایت جامع اور پُرمعارف ہیں۔ اس تقریر کا مکمل متن کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام کیا جائیگا۔

## تقریر بیگم صاحبہ عبدالمنان عُمر صاحب

بیگم صاحبہ عبدالمنان عمر نے آیت کریمہ ولتکن منکم اُمّۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جماعت جس سے وابستہ ہونے کا مجھے اور آپ کو فخر حاصل ہے کوئی معمولی دنیاوی انجمن نہیں نہ کوئی عام سوشل قسم کی سوسائٹی ہے جسے چند لوگوں نے مل کر بنایا ہو۔ بلکہ وہ عظیم الشان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدمؑ سے شروع ہوئی اور اللہ تعالےٰ نے اسے اپنے ہاتھ سے قائم فرمایا۔

آپ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اسلام ایک مکمل دین ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے ایسے انتظامات فرمائے ہیں کہ یہ دین ہمیشہ کے لئے زندہ اور تابندہ رہے گا۔ اور مامورانِ الٰہی اس کی آبیاری کرتے رہیں گے۔ اس انتظام کی صورت یہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے کسی مجدد کا آنا ضروری قرار دیا۔ جو دینِ اسلام کا خادم اور اس الٰہی مذہب کے احیاء کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تیرہ سو سال سے اللہ تعالےٰ کی یہ سُنّت پوری ہوتی چلی آ رہی ہے تا آنکہ چودھویں صدی میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؒ بطور مجدد مامور ہوئے

ہم نے محض توفیق الٰہی سے اس خدا کے مامور کو مانا ہے۔ اس پر ہم جتنا بھی اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کریں کم ہے۔ یہی وہ مقدس وجود ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ نے یہ احمدی جماعت قائم کی ہے اور یہ جماعت اب کسی طرح نابود نہ ہوگی۔ یہ بڑھے گی۔ پھلے گی اور پھولے گی۔ اور اللہ کے فضل و توفیق کی برکتیں اس پر نازل ہوں گی۔ اس لئے اس جماعت کو ایک عام دنیاوی جماعت کی طرح میں شامل ہونے کا اقرار کچھ چیز نہیں۔ جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پُورا پورا عمل نہ ہو۔ اور ہمیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم حقیقی طور پر اس کی جماعت بن جائیں اور اپنی زندگی کو منشاء الٰہی کے ماتحت اس کی رضا کے سانچے میں ڈھال لیں۔

بیگم صاحبہ موصوفہ کے بعد محترمہ نسیم اصغر صاحبہ نے خوش الحانی سے بارگاہ الٰہی میں نذرانہ حمد و ثنا پیش کیا۔

## تقریر بیگم صاحبہ چوہدری ظہور احمد صاحب

بعد ازاں بیگم صاحبہ چوہدری ظہور احمد صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں چند باتیں قرآن مجید کے احترام و تلاوت کے متعلق کہنا چاہتی ہوں، اور خصوصاً نوجوان بچیوں کو توجہ دلاتی ہوں جن کی صحیح رہنمائی کرنا ہمارا فرض ہے۔ اوّل قرآن کریم ایسی جگہ رکھنا چاہیئے جہاں اس پر گرد و غبار نہ پڑے۔ اس کو اُٹھاتے رکھتے وقت ہاتھ پاکیزہ ہوں۔ بچوں میں شروع سے ہی یہ خیال راسخ کرنا چاہیئے کہ ہاتھ صاف کر کے سپارے کو پکڑیں اور جہاں تک تلاوت کا تعلق ہے تو قرآن کریم کی ٹھہر ٹھہر کر آہستہ آہستہ اور جہاں تک ممکن ہو ترجمہ و مطلب سمجھتے ہوئے تلاوت کرنا چاہیئے کیونکہ قرآن کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس پر غور و خوض کیا جائے اور اس کی تعلیمات کو عمل میں لایا جائے۔ محترمہ بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر پڑھی ہے اس میں آپؑ فرماتے ہیں کہ جو آیات سمجھ نہ آئیں ان کے لئے دُعا کریں کہ ان کے مطلب سمجھنے کے لئے اللہ تعالےٰ دماغ کھول دے۔ محترمہ بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ جو لوگ قرآنی علوم سے بہرہ ور نہیں ان کی تعلیم کے لئے ہمیں کوشش کرنا چاہیئے۔ میں نے اس مقصد کے لئے اپنے زندگی کے بقیہ دن صرف کرنے کا تہیہ کر لیا ہے اور ایک ادارہ بنایا ہے جس کا مقصد اول یہ ہے کہ قرآن مجید کے احکامات کو چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں کی شکل میں شائع کر کے نوجوان بچے بچیوں کے ہاتھوں میں دیئے جائیں۔

اس کام میں اعلےٰ خاندان کی شریف خواتین نے میرا ہاتھ بٹانے کا عہد کیا ہے۔ میری خواتین کی خدمت میں یہ استدعا ہے کہ اس کفر و الحاد کے زمانے میں قرآن کی تعلیم کی اشاعت اور اسے نوجوان طبقہ کو ذہن نشین کرانے میں مدد دیں آپ نے فرمایا کہ یہ ایک بہت بڑا جہاد ہے امید ہے کہ آپ بھی اس مفید و نیک تحریک اور جد و جہد میں میری معاون بنیں گی اور ثواب حاصل کریں گے۔ ہم نے جو ٹریکٹ اب تک شائع کئے ہیں وہ بطور نمونہ میرے پاس ہیں اگر کوئی بی بی لینا چاہیں تو لے سکتی ہیں۔

## تقریر رضیہ علی صاحبہ

ننھی حاجرہ رمضان کی تلاوت السلمٰن شریف کے بعد محترمہ مکرمہ رضیہ علی صاحبہ نے تنظیم خواتینِ احمدیہ کی سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے تنظیم کے بعد قابلِ اصلاح امور کی طرف توجہ دلائی اور تنظیم کے استحکام کے لئے چند مفید تجاویز پیش کیں۔ اس تنظیم کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے ماضی کے زمانہ کے پہلوؤں کو یاد کر کے احمدی خواتین کی قربانیوں اور جوش و ولولہ کا تذکرہ فرمایا اور کہا کہ وہی لگن اور جوش اور وہی ایثار و قربانی وہی ولولہ اور عشق اور وہی باہمی محبت و اُلفت کا عملی اظہار جو اس تنظیم کے سفر دشت میں ہوتا تھا اب بھی اسی طرح ہونا چاہیئے تاکہ جن مقاصد کے لئے یہ تنظیم قائم ہوئی ہے ان کو سرانجام دیا جا سکے۔

اسلام کی خدمات کے سلسلہ میں عورت کا جو مقام ہے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے محترمہ فاضلہ مقررہ نے فرمایا کہ ہم احمدی خواتین کو ان کے نقش قدم پر چل کر ماضی کو حال بنا دینا چاہیئے۔ ہمارے ماحول میں اصلاح و تربیت کا رنگ غالب آنا چاہیئے اور اس دور میں جبکہ اسلام کو ہر ممکن طریق سے زیر کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور دنیا داری کی لاتعداد تحریکیں چہار اطراف سے دین کو شکست دینے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے۔ ہم احمدی خواتین کے لئے یہ دور چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہم نے اس دجالی اور باطل مکر و فریب کی تہذیب کا بڑے حوصلہ و صبر عزم و استقلال سے مقابلہ کرنا ہے۔ یہ مقابلہ ایسے اسلامی فکر و عمل سے ہو سکتا ہے اور ان ہتھیاروں سے لیس ہو کر ہو سکتا ہے جو کہ حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں عطا فرمائے ہیں۔ ہمیں اسلام کی تبر و خوبی بھری تعلیمات کو جو کاغذوں اور کتابوں کی زینت ہیں ان کو اپنے عمل کی زینت بنانا چاہیئے۔ ہمارے چال چلن، اطوار و گفتار میں اسلام کی شرم و حیا اور اسلام

کی شرافت و ثقافت کا رنگ غالب ہو چاہیئے ہمارے شب و روز اسلامی تعلیمات کے نور سے روشن ہوں۔ ہم اسلام کی اور محمد رسول اللہ صلعم کی سچی متبع ثابت ہوں۔

## تقریر بیگم صاحبہ میاں محمد احمد صاحب

محترمہ مکرمہ بیگم صاحبہ میاں محمد احمد صاحب خلف الرشید حضرت امیر مرحوم نے اپنی مختصر سی تقریر میں خواتین کو سادگی اختیار کرنے کی تلقین فرمائی آپ نے فرمایا کہ سادگی کی تعلیم اسلام نے جگہ جگہ دی ہے۔ سادگی صرف اسلام کی تعلیم نہیں بلکہ یہ آج کا ضرورت ہے۔ آج کا یہ دور معاشی بحران کا دور ہے آج کی زرق برق اور آرائش و زیبائش کی تہذیب نے انسان کے معاشی حالات کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی ناک رکھنے کے لئے لوگوں نے تکلفات کو اپنانا شروع کیا ہے جو بہت سی پریشانیوں کا موجب ہو گیا ہے اور بہت سی سماجی برائیاں جنم لے رہی ہیں لہٰذا ضرورت ہے کہ مسلمان عورت اپنے گھر میں اور اپنے گھر سے باہر تکلفات کو اور [illegible] آرائش و زیبائش کو چھوڑ دے اور سادگی اختیار کرے۔ سادگی مسلمان کی خوبی ہے اور عورت کا حسن اور زیور ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ہم احمدی خواتین کے لئے تو بالخصوص سادگی انتہائی ضروری ہے وہ روپیہ پیسہ جو ہم اپنے تن بدن کی نمائش و زیبائش پر خرچ کرتی ہیں وہ ہمیں اسلام کے تن بدن کی زیبائش پر خرچ کرنا چاہیئے آج اپنے آپ پر پیسہ خرچ کرنے کی نسبت اسلام پر پیسہ خرچ کرنے کی انتہائی ضرورت ہے آپ میری ان گذارشات پر تنہائی میں بیٹھ کر غور کریں کہ ہمارا وہ جسم جو مٹی سے بنے اور مٹی میں چلا جائے گا اس کے تکلفات کی [illegible] نہیں کرتیں لیکن اسلام کے لئے اس کے بناؤ سنگار کے لئے کچھ زیادہ فکر ہمیں نہیں [illegible] بہنیں سادگی اختیار کریں اور آرائش [illegible] سے پیسہ بچا کر اسلام کی خدمت کے لئے مختص کریں تو یہ رضائے الٰہی کے حصول کا موجب [illegible]

ازاں بعد ننھی بچی سعیدہ مختار نے قرآن کریم کی تلاوت و ترجمہ کیا۔

## محترمہ جسارت بیگم صاحبہ

محترمہ جسارت بیگم صاحبہ نے "کچھ [illegible] باتیں" کے موضوع پر مقالہ پڑھا آپ نے [illegible] کہ ہم ایک رُوحانی جماعت [illegible] رُوحانی قدروں کی [illegible]

# جلسہ سالانہ کی مردانہ نشست

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے چھپن روزہ جلسہ سالانہ کا آغاز ۲۵ دسمبر ۱۹۶۹ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ہوا۔ پہلے دن تنظیم خواتین احمدیہ کا اجلاس ہوا جس کی مختصر رپورٹ اسی شمارے میں درج ہے

۲۶ دسمبر ۱۹۶۹ء بروز جمعۃ المبارک صبح ۹ بجے جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی سابق چیف الیکشن کمشنر کی زیر صدارت اجلاس اول کا آغاز ہوا۔ جناب قاری محمد بوستان خاں صاحب اور جناب پروفیسر غلام محمد صاحب خادم نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ اور جناب پروفیسر صاحب موصوف نے منظوم کلام حضرت مسیح موعودؑ در مدح سرور عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ "جان و دلم فدائے جمال محمد است" ـــــ ترنم سے پڑھا۔ جناب مولینا دوست محمد صاحب چیف ایڈیٹر ہفت روزہ پیغام صلح نے ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑھ کر سنائے

بعد ازاں امیر قوم حضرت الحاج مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے افتتاحی تقریر فرمائی جس کا متن اسی اشاعت میں شائع کیا جا رہا ہے۔

## مولانا احمد یار صاحب کی تقریر

حضرت امیر ایدہ اللہ کے بعد مکرم مولانا احمد یار صاحب مبلغ اسلام نے "بلاد غیر میں تحریک احمدیت" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے جزائر فیجی میں اپنی سہ سالہ تبلیغی جدوجہد کا خاکہ پیش فرمایا اور ان جزائر کے جغرافیائی، تاریخی معاشرتی اقتصادی اور دینی و مذہبی کوائف و حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریک احمدیہ کے اثر و نفوذ کا ذکر فرمایا۔ اور کہا کہ وہاں پر جماعت بڑی سرگرم و متحرک ہے اور تبلیغ دین و اشاعت اسلام کے سلسلہ میں اس کی تاریخ بڑی روشن ہے آپ نے قوم کو توجہ دلائی کہ وہاں پر ایک مستقل مبلغ و منتظم کی ضرورت ہے۔

دوران تقریر میں مولانا صاحب نے پاکستان و بلاد غیر کے طلباء دارالتعلیم القرآن کو یکے بعد دیگرے بلا کر حاضرین سے تعارف کرایا۔ اور بلاد غیر کے طلباء مسٹر ظفر اقبال از امریکہ اور مسٹر سعید الرحمان از ڈوموٹی نائیجیریا نے مختصر طور پر تقاریر کیں۔ جن میں انہوں نے اپنے علاقوں میں تحریک احمدیہ کے آغاز و اثرات کا ذکر کرتے ہوئے خدمت دین کے متعلق اپنے عزائم کا اظہار کیا۔

## میاں بشیر احمد منٹو صاحب کا خطاب

ازاں بعد مکرم مولینا بشیر احمد صاحب منٹو ایم اے مبلغ اسلام نے ـــــ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی الخ کی تلاوت ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کائنات میں جو کچھ بھی ہے اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہے اور ہر چیز کسی نہ کسی خدمت پر مامور ہے آپ نے اس بات پر زور دیا کہ انسان اور مومن کی محبت اپنے خالق و مالک اور معبود حقیقی کے سوائے اور کسی سے نہ ہونی چاہیئے۔ اور یہ کہ محبت الٰہی کے حصول کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپنی زندگی کا شعار بنانا چاہیئے۔ حضور صلعم کی ساری کی ساری زندگی قیامت تک کے لئے بنی نوع انسان کے لئے نمونہ ہے۔ اس نمونہ پر عامل ہو کر انسان اپنے مقصد پیدائش میں کامیاب و کامران ہو جاتا ہے۔ اس نمونہ پر عملدرآمد کی بڑی مثالیں امت اسلامیہ میں ملتی ہیں۔ اولیاء کرام اور مجددین و مامورین کرام کی ایک تابناک تاریخ ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک چلے گا۔ اس بیسویں صدی کے دور میں خدا کی طرف سے ایک مامور آیا۔ اس مامور نے اسوۂ رسول صلعم کی کامل پیروی کر کے امام زمان اور مامور الٰہی کا مقام حاصل کیا۔ جس طرح آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلعم کی حیات مبارکہ میں عزم و استقامت، ہمت و شجاعت، بردباری اور کرم و عفو و درگذر اور اللہ تعالیٰ کے لئے غیرت و حمیت کے نمونے ملتے ہیں اسی طرح اس کے غلام و خادم حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ خوف و ہراس کے وقت اور دشمنوں کی مخالفت کے دوران آپ کا اپنے خدا پر توکل رہا۔ اور آپ اپنے مقاصد و فرائض سے کبھی غافل نہ ہوئے اور زمانہ کے مامور مسیح موعودؑ نے توحید و رسالت اور دین و قرآن اور امت مسلمہ کی بے مثال خدمت و غیرت کا اظہار عملی طور پر فرمایا۔ وہ ہمارے محسن ہیں، ہمیں ان کی خدمات کا عام اعتراف و اظہار کرنا چاہیئے اور یہ بھی کہ ہم احمدی ہیں اس کا بھی اعلان علم کرنا چاہیئے۔ اگر دل میں یہ جرأت نہیں تو یہ شیطانی وساوس ہیں اور ذکر الٰہی سے اس کا علاج کرنا چاہیئے۔

محترم مولانا موصوف نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ :-

مسلمان جہاں کہیں ہے وہ مسلمان ہے
مشرق کا مسلمان

مغرب کے مسلمان کا بھائی ہے۔ ہم مسلمان ہیں اور دوسرے مسلمان ہمارے بھائی ہیں۔ آج عالم اسلام پر سخت ابتلاء اور گھبراہٹ طاری ہے اس میں ہم سب شامل ہیں۔ ہمیں اسلام اور ملت اسلامیہ کے دکھ درد کا علاج اجتماعی صورت میں کرنا چاہیئے۔ ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم ارادہ اور تہیہ کر لیں کہ ہم نے اسلام اور دین کے لئے جینا ہے اور اس راہ میں ہمیں ہر قسم کے ایثار و قربانی سے کام لینا ہے اگر یہ احساس کل عالم اسلام کو ہو جائے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ فتح آپ کی ہے اور کامیابی آپ کے قدم چومے گی اور آپ ہی دنیا کے رہبر ہوں گے۔

## چیمہ صاحب کا اہم مقالہ

محترم منٹو صاحب کے بعد حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات نے ایک مقالہ کے ذریعہ قوم کو "دو ضروری مسائل" کی طرف توجہ دلائی۔ پہلی تجویز ایک نہایت اعلےٰ پیمانہ پر "قرآن نمبر" شائع کرنے کی تحریک ہے اور دوسرا مسئلہ پاکستان کی اقتصادیات سے تعلق رکھتا ہے۔ اس اہم مقالہ کو مکمل صورت میں کسی آئندہ اشاعت میں شائع کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

## نماز جمعہ

طعام و آرام کے وقفہ کے بعد جامع احمدیہ میں نماز جمعہ ادا کی گئی۔ خواتین و حضرات نے بھاری اکثریت سے اس اجتماع میں شرکت کی۔ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ دیا اور نماز جمعہ کی امامت فرمائی۔ آپ نے اپنے خطبہ میں توحید الٰہی۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی تخلیق کائنات اور اس کی برکات۔ پیدائش انسانی کی غرض۔ انسان پر اللہ تعالیٰ کے احسانات اور افضال و اکرام۔ رسالت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، آپؐ کی سیرت مبارکہ اور ختم نبوت، حضرت امام زمان مسیح موعودؑ کے حقیقی مقام مجددیت و ماموریت اور آپ کی خدمات دینیہ۔ ابطال اجراء نبوت، اسلام کی عالمگیر تعلیمات موجودہ حالات میں جماعت احمدیہ کے فرائض۔ اور جماعتی امور و مقاصد پر محققانہ اور عالمانہ رنگ میں روشنی ڈالی ـــــ گھنٹہ بھر کا یہ خطاب بڑا مؤثر اور دلپذیر تھا۔ اس خطبہ کا مکمل متن انشاء اللہ جلد ہی ہدیہ قارئین کرام ہو گا۔

## اجلاس دوم

بعد نماز جمعہ دوسرا اجلاس تین بجے بعد از دوپہر جناب خان بہادر غلام ربانی خان صاحب رئیس مانسہرہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ حافظ محمد ادریس صاحب گجرات کے نواسے عزیزی طارق محمود نے قرآن کریم کی بڑی خوش الحانی اور اصول قرأت کے تحت تلاوت کی۔ احباب نے اس بچے سے بہت محبت و شفقت کا اظہار فرمایا۔ محترم مرزا مسیح الملک فرزند رشید مکرم مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام فائح فجی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ـــــ نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا ـــــ مسرور کن ترنم سے پڑھا۔ جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔

## پروفیسر غلام محمد خادم صاحب کی تقریر

جناب پروفیسر غلام محمد خادم صاحب نے ـــــ "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی" ـــــ کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ محترم پروفیسر صاحب موصوف نے سورۃ الصف کے پہلے رکوع کی تلاوت و ترجمہ کے بعد فرمایا کہ اس سورۃ کا خاص تعلق غلبۂ دین اسلام سے ہے اس میں یہ پیشگوئی ہے کہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہو گا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کے لئے اتحاد و اتفاق، نظم و ضبط اور تنظیم کے ساتھ بڑے مصائب و شدائد کا مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس عظیم الشان پیشگوئی سے مسلمانان عالم غافل تھے۔ اس زمانے کے امام۔ مجدد صد چہاردہم حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے اس پیشگوئی پر پھر سے زندہ ایمان پیدا کیا اور اس زمانہ میں اسلام کی ترقی اور اس کے روحانی غلبہ کی بشارت دی۔ محترم مقرر نے فرمایا کہ حضرت مرزا صاحبؑ اس دور کے مجددؑ مہدی اور مسیح موعودؑ تھے۔ حضرت صاحبؑ کے دعاوی کی تصدیق و تائید اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نشانات ظاہر ہوئے آپ نے ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا۔ یہ بڑی محققانہ تقریر ہے جو کسی آئندہ ایشو میں ہدیہ قارئین کرام کی جائے گی

## مبلغ فیجی کا ٹیپ ریکارڈ

ماسٹر محمد عبداللہ صاحب نے جو جزائر فیجی کے سب سے پہلے مبلغ تھے سانفرانسسکو امریکہ سے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قوم کے نام ایک پیغام بھیجا تھا جس کا ٹیپ ریکارڈ سنایا گیا۔

اس پیغام میں مکرم ماسٹر صاحب نے سلسلہ کی خدمات دینیہ کے ذکر میں انجمن کے سامنے بعض بڑی معقول تجاویز رکھی ہیں جو اشاعت اسلام اور انجمن کی ترقی کے لئے بڑی سود مند ہیں۔ یہ پیغام کسی اسی اشاعت میں شائع کیا جا رہا ہے۔

## ساطع صاحب کی تقریر

بعد ازاں محترم جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام فاتح فیجی نے تقریر فرمائی مرزا صاحب نے جلسہ ہی میں یہ اعلان فرمایا کہ وہ آئندہ کیلئے اپنی تنخواہ مبلغ تین سو روپے انجمن کو بطور چندہ دیں گے اور تبلیغ کا کام بلا تنخواہ کرتے رہینگے اس تقریر میں مکرم مرزا صاحب نے تبلیغ قرآن کے سلسلہ میں اپنے مجاہدانہ عزائم اور اشاعت اسلام کے دس سالہ پروگرام کا اعلان فرمایا۔

آپ کی تقریر دلپذیر کے بعد دعائے خیر کی گئی۔ اور آج کے جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔

# ۲۷ر دسمبر ۱۹۶۹ء کی کارروائی

## اجلاس اوّل

۲۷ر دسمبر بروز ہفتہ کو صبح نو بجے جناب الحاج میاں فاروق احمد شیخ صاحب کی صدارت میں آج کا پہلا اجلاس شروع ہوا۔ عزیزم رشید احمد طالب علم ادارہ تعلیم القرآن اور عزیز طارق محمود نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ محترم عبدالعلی صاحب نے نظم پڑھی اور پروفیسر غلام محمد خادم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ترنم سے پڑھ کر حاضرین کو محظوظ فرمایا۔

## صاحب صدر کی تقریر

بعد ازاں صدر جلسہ جناب الحاج میاں فاروق احمد صاحب نے حاضرین جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر مامور ربانی کا کلام اپنے اندر ایک عجیب شانِ جاذبیت رکھتا ہے مامور کا کلام اور اس کی صحبت کے اندر علوم کے خزائن ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اصلاح احوال اور حصول تقوےٰ وقرب الہٰی کے لئے اور اخلاقی اقدار کے احیاء کے لئے انسان نے ہمیشہ ان ربانی انسانوں کے کلام اور ان کی صحبت کو ذریعہ بنایا ہے اور اس کا اثر دنیا پر ہمیشہ عیاں رہا ہے اس لئے کہ مامورین کرام عین الیقین اور حق الیقین کے مقام پر ہوتے ہیں۔

محترم صاحب صدر نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ زمانہ علوم وفنون کا زمانہ ہے۔ اس زمانہ میں بے اندازہ علوم کی ترویج ہوئی اور ہو رہی ہے۔ اس علم وفن اور سائنس وحکمت کے زمانہ میں تہذیب یافتہ قوموں کے اندر بھی مجددین کے کلام کا اثر زیادہ ہے۔ اور وہ نتائج برآمد ہو رہے ہیں جو اپنے اندر معجزہ کا اثر رکھتے ہیں۔ صاحب صدر نے کہا کہ مامور اور مفکرین زمانہ اور فلاسفروں کے کلام میں فرق ہوتا ہے۔ مامور یقین اور معرفت اور عرفان کے مقام سے بول رہا ہوتا ہے اور اس کے کلام میں زور اور اثر ہوتا ہے اور دنیا دار مفکرین اور عالموں اور فلاسفروں میں یہ خصوصیت نہیں ہوتی کیونکہ ان کے تخیل کی پرواز عقل کی سطح تک ہی محدود ہوتی ہے۔ میاں صاحب موصوف نے فرمایا کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ جب تک ہماری مجالس میں حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام کا کلام پڑھا اور سنا نہیں جاتا اس وقت تک یہ مجالس مکمل نہیں ہوتیں اس لئے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "لیکچر سیالکوٹ" کے آخری دو صفحے تبرک کے طور پر پڑھ کر سناتا ہوں۔ تاکہ میرے اور آپ کے لئے ازدیاد ایمان کے موجب ہوں۔

چنانچہ آپ نے لیکچر سیالکوٹ کے آخری صفحات پڑھ کر سنائے۔ حضرتؑ کا یہ کلام آئندہ درج کیا جائے گا۔

## تقریر قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ

مکرم قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ نے بین الملی اور بین المملکتی سطح پر تبلیغ اسلام کے میدان میں انجمن کا مقام ——" کے موضوع پر ایمان افروز معلوماتی تقریر فرمائی۔ آپ نے کہا کہ کچھ عرصہ میں نے افریقہ میں تبلیغ واشاعت اسلام کے سلسلہ میں گذارا ہے وہاں کے عملی تجربہ اور تحقیقاتی مطالعہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور منفرد وممتاز مقام رکھتی ہے۔ ربوائی مبلغین اور غیر احمدی جماعتیں اپنے مخصوص اعتقادات کے تحت بلاد غیر میں نہیں پنپ سکتیں۔ خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ لاہور کے معتقدات قرآن وسنت کے مطابق ہیں۔ اس لئے یہی معتقدات قبولیت عامہ سے مشرف ہیں۔

محترم قاضی صاحب نے افریقہ میں اپنے تبلیغی قیام کے حالات وکوائف پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ میں نے سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر خدمت دین اور اشاعت اسلام کے لئے ہر ممکن ذرائع سے فائدہ اٹھایا۔ حکومت کی طرف سے براڈکاسٹنگ کے مواقع حاصل ہو گئے مختلف اسلامی ممالک کے سفیروں سے مالی امداد اور اخلاقی تعاون حاصل ہوا۔ مختلف اسلامی تعلیمات پر چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں کی اشاعت وتقسیم کی۔ خط وکتابت سے کام لیا مختلف اسلامی جماعتوں نے تعاون اور الحاق کیا۔ اور روپیہ پیسہ سے میرا ہاتھ مضبوط کیا ہم نے مختلف جلسے اور تقاریب منعقد کیں لیکچروں کا سلسلہ قائم کیا۔ رسائل جاری کئے اور اس سلسلہ میں نشر واشاعت کے ہر ممکن الحصول ذرائع اختیار کئے۔ پوسٹر چھپوائے اور تقسیم کئے۔ جس کے نتیجہ میں کئی عیسائیوں نے اسلام قبول کیا۔ محترم قاضی صاحب موصوف نے افریقہ میں تبلیغی جدوجہد اور وہاں کے حوصلہ افزا نتائج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ عیسائیت اسلام کے دروازے پر کھڑی ہے اور وہاں لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ ہماری طرف سے مسلسل جدوجہد جاری رہے

قاضی صاحب محترم نے یہ لیکچر خود قلمبند کر کے برائے اشاعت بھیجنے کا وعدہ کیا ہے جو انشاءاللہ پیغام صلح میں درج ہو گا۔

## سیکرٹری صاحب کی سالانہ رپورٹ

مکرم قاضی صاحب موصوف کی تقریر کے بعد محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے انجمن کی سالانہ رپورٹ پیش فرمائی۔ جو مطبوعہ صورت میں ہے اور حسب ضرورت دفتر انجمن سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

## حضرت امیر ایدہ اللہ کا خطاب

بعد ازاں حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجلاس سے خطاب فرمایا جو آئندہ اشاعت میں درج کیا جائے گا۔ اس خطاب کے بعد آپ نے چندہ کی تحریک فرمائی۔ تعمیل ارشاد کے طور پر قوم نے بڑے ایثار وقربانی کا ثبوت دیا اور بڑھ چڑھ کر چندہ دیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

## تقریر مولانا عبدالمنان عمر صاحب

بعد ازاں مولانا عبدالمنان عمر صاحب نے جماعت کی ضرورت واہمیت اور اس کی برکات پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ آپ کی تقریر الگ شائع ہو چکی ہے۔ اور شعبہ مفت اشاعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

## مرزا مسعود بیگ صاحب کی تقریر

جناب مرزا مسعود بیگ صاحب نے موجودہ حالات میں قوم کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی آپ نے انجمن کی تاریخ کا اجمالاً ذکر کرتے ہوئے کہا کہ حالات اور وقت کے مطابق تدابیر وتجاویز پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے انسانی نفس کے مختلف مدارج۔ ولادت۔ بچپن۔ جوانی۔ بڑھاپا اور پھر ان مدارج کے مناسب حال خوراک وغیرہ سے کی۔ اور فرمایا کہ اس وقت ہماری جماعت کو توانائی اور حرارت کی ضرورت ہے۔ یہ وقت بڑے خطرناک دور سے گذر رہا ہے۔ اسلامی اقدار کی بری طرح بے قدری ہو رہی ہے وہ اسلامی اقدار جو قرآن وسنت نے پیش کی ہیں ان پر کہیں عمل نظر نہیں آتا۔ آج مادیت کا دور ہے۔ اقتصادیات کا دور ہے ہر کہیں پیسہ ہی کا چکر ہے۔ اخلاقی قدروں کا کوئی پاس و احترام نہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں فساد ہے۔ بڑے سے چھوٹا ہر قسم کی معاشی اور معاشرتی اور سماجی برائیوں کا شکار ہے۔ مکرم مرزا صاحب موصوف نے فرمایا کہ ان حالات میں ہماری جماعتی ذمہ داری بہت بھاری ہے۔ وہ ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے سرگرم عمل ہوں سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر سے زندہ کریں۔ اور ہر قسم کی اخلاقی، معاشی اور معاشرتی قدروں کو فروغ دیں۔ اور اپنی نوجوان نسل کی طرف توجہ دیں۔ ان کی تربیت کا خاص اہتمام کریں۔ ہر گھر میں تعلیم وتربیت دین کا سلسلہ جاری کرنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب نے اپنے گھر میں جو نمونہ پیدا کر رکھا ہے اسی طرح ہر گھر کو مرکز تعلیم وتربیت بنا دیں۔ خانصاحب کے ہاں روزانہ باجماعت نمازوں کے علاوہ تین درس ——— قرآن۔ حدیث اور ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ کے ہوتے ہیں۔ یہی نقشہ ہر گھر میں ہونا چاہیئے۔

آپ نے جماعت احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دور میں ہماری جماعت غنیمت ہے۔ جو عیوب دیگر جماعتوں میں ہیں، الحمدللہ وہ اس جماعت میں نہیں ہیں۔ ہمارے ڈاکٹر وکیل، جج اور کاروباری لوگ اور استاد سب کے سب فرض شناس، غریب پرور، منصف اور دیانت دار ہیں۔ ناجائز روپیہ نہیں کماتے اور نہ کسی کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

مکرم مرزا صاحب نے جماعت کے سامنے سالانہ پروگرام پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر جماعت بعد از جلسہ سالانہ اپنے اپنے ہاں جلسے منعقد کریں وہاں مقامی عہدیداران کا انتخاب کریں۔ اور جماعتی تعلیم وتربیت کا اپنے حال کے مطابق انتظام کریں۔ اور موجودہ زمانہ کے جدید ذرائع تعلیم کو اپنائیں، بچوں کے ذہن کے مطابق انہیں تعلیم دیں۔ جو کچھ انہیں سکھانا

چاہتے ہیں اس کا نمونہ انہیں اپنے عمل سے دکھائیں۔ ہر احمدی بزرگ کو اپنے نوجوانوں کے اوپر تربیتی نقطہ نگاہ سے نظر رکھیں امید ہے کہ جب آپ تشریف لائیں۔ تو میری گذارشات پر عامل ہو کر آئیں گے اللہ تعالے آپ کو توفیق بخشے۔

## مولانا ودیارتھی صاحب کی تقریر

مکرم مرزا صاحب کی تقریر کے بعد حضرت مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے محققانہ اور عالمانہ تقریر فرمائی جس کا متن اخبار کی کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام ہوگا۔ حضرت مولانا دامت برکاتہ کی تقریر کے بعد اجلاس دعائے خیر کے بعد ختم ہوا۔

## احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کا تقریری مقابلہ۔

اسی شام بعد از نماز عشاء ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام تقاریر کا ایک انعامی مقابلہ ہوا جس میں سکول اور کالجوں کے طلبا نے شرکت کی۔

سکول کے طلباء کے لئے موضوع سخن تھا "اسلام میں جہاد کا تصور"

کالجوں کے طلباء کا مضمون تھا "اسلام میں معاشرہ کا تصور"

صدارت کے فرائض ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے صدر شاہد احمد صاحب نے انجام دیئے۔ اور اسٹیج سیکرٹری مسٹر وسیم حسن تھے۔ جناب میجر حنیف اختر صاحب، جناب ڈاکٹر محمد دین صاحب اور جناب ڈاکٹر نظیر الاسلام صاحب نے بحیثیت جج مقابلہ کے نتائج ترتیب دیئے۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مسٹر وسیم حسن سیکرٹری تنظیم نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ مقابلہ کے نتائج حسب ذیل ہیں۔

### سکول :۔

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور کو ٹرافی ملی۔ اول دوم انعام اسی سکول کے طلباء ٭ آفتاب احمد اور طلحہ فضل نے حاصل کیا سوم انعام سکندر صاحب متعلم مسلم ہائی سکول بدوملہی کو ملا۔ ٹرافی اور کیس عبدالغفور ثاقب صاحب نے

### کالج :۔

گورنمنٹ کالج لاہور نے ٹرافی حاصل کی مقبول ڈار گورنمنٹ کالج لاہور اول آئے ایم اے او کالج لاہور کے اختر عشرتی صاحب [illegible]

## روئداد اجلاس منعقدہ ۲۸ر دسمبر

۲۸ر دسمبر ۱۹۶۹ء کو بروز اتوار صبح ۹ بجے جناب کرنل سید بشیر حسین صاحب کی صدارت جلسہ میں منعقد ہوا۔

سب سے پہلے جناب عبدالحی صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ جناب پروفیسر غلام محمد خادم صاحب جناب محمد اعظم صاحب علوی اور عزیزم رضا کار کمران از سیالکوٹ نے منظوم کلام ترنم سے پڑھا۔

## خانبہادر غلام ربانی خانصاحب کی تقریر

پروگرام کے مطابق محترم حافظ شیر محمد صاحب خوشابی مبلغ اسلام نے تقریر کرنا تھی لیکن بوجہ ناسازی طبع تشریف نہ لا سکے۔ حسب ارشاد صدر جلسہ خان بہادر غلام ربانی خانصاحب نے تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ الحمد للہ اللہ تعالے نے ہمیں توفیق عطا فرمائی ہے کہ ہم نے حضرت حضرت امام زمان علیہ السلام کا دامن پکڑا ہے۔ یہ سعادت جن لوگوں کے حصہ میں آئی ہے وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ آپ رجال کی جماعت ہیں۔ آپ نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد اپنے امام کے دست مبارک پر کیا ہے اور اس عہد کو جس ایثار و قربانی سے آپ نباہ رہے ہیں۔ اس کے آثار و نتائج اللہ تعالے کے ہاں بڑے مقبول ہیں۔ آپ دین کے معاملہ میں دنیا کے رہنما ہیں۔ میں یہ بات زبانی جمع خرچ کے طور پر نہیں بلکہ تجربہ و مشاہدہ اور حقائق و تاریخ کی بناء پر کہہ رہا ہوں۔ آپ نے جو لٹریچر پیدا کیا ہے اس سے دنیا بہرہ مند ہو رہی ہے۔ آپ کی ان تحریری خدمات کا اثر تمام دنیا پر ہے۔ لوگ زبانوں سے اقرار کریں یا نہ کریں لیکن ان کے دل گواہی دیتے ہیں۔

مکرم خانبہادر صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اس عظیم الشان اور عظیم القدر لٹریچر کی وسیع پیمانے پر اشاعت و تقسیم کی ضرورت ہے۔ آپ کی جماعت کا ایک ایک فرد مبلغ ہے ضرورت ہے کہ احباب جماعت عملی طور پر تبلیغ کے میدان میں نکل کھڑے ہوں۔ آپ کے پاس لٹریچر کا ایک خزانہ ہے۔ اس کو لے کر دنیا میں پھیل جائیں۔ اس سے بڑھ کر اور [illegible] علمی تحقیق کریں۔ یہ قلمی جہاد ہے اور قلمی جہاد ہی ہماری جماعت کا طرۂ امتیاز ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ احباب سلسلہ میری ان گذارشات پر عمل پیرا ہوں گے۔ اللہ تعالے آپ کو اپنی جناب سے خصوصی توفیق عطا فرمائے۔

## حضرت امیر مرحوم کے خادم کا خط

محترم صدر جلسہ نے خانبہادر صاحب کی تقریر کے بعد حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کے ایک خادم کا خط از جناب ایم اے صمد صاحب از گیا بھارت کا مکتوب پڑھ کر سنایا جس کے مندرجات کسی جگہ درج ہیں۔

## ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی تقریر

بعد ازاں مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے حاضرین سے خطاب فرمایا اور کہا کہ جب معاشرہ میں فساد و انحطاط پیدا ہو جاتا ہے اور اس کی قدریں پامال ہو جاتی ہیں تو اس کی اصلاح کی ربانی صورت یہ ہے کہ اللہ تبارک تعالے اپنی جناب سے اُمت محمدیہ میں سے ایک منتخب و مقبول مامور اصلاح احوال و عقائد کے لئے مبعوث فرماتا ہے جو اپنے عملی نمونہ اور قوی اثر سے پہلے تو چھوٹے اور محدود پیمانہ پر ایک پاکیزہ و مطہر ماحول پیدا کرتا ہے اور پھر اس کا دائرہ اثر ایک عالم پر وسیع ہو جاتا ہے، یہ ہے خلاصہ اس طریق اصلاح کا جو اللہ تعالے انسانی معاشرہ کی تطہیر و پاکیزگی کے لئے کرتا ہے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں جب اصلاح عالم کی اشد ضرورت پیش آئی تو اللہ تعالے نے صدی کے سر پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو بطور مجدد و مامور مبعوث فرمایا۔ حضرت امام زمان نے اصلاح و تبلیغ کا بیڑا اُٹھایا۔ اس وقت ایک حلقہ سے آواز اُٹھی کہ جب تک حکومت کی باگ ڈور مسلمانوں کو نہ مل جائے اس وقت تک نہ مسلمانوں کے اندر ہی اصلاح احوال کی کوئی صورت ہو سکتی ہے اور نہ تبلیغ دین کا فریضہ کما حقہٗ طور پر ادا ہو سکتا ہے۔ تاہم حضرت مامور من اللہ نے اپنا کام جاری رکھا، خدا کے فضل سے آپ کے نفخ روحانی کے اثر سے ایک پاک [illegible] تبلیغ [illegible] تبلائیں کہ انہوں نے اس فریضہ کو کہاں تک انجام دیا اور معاشرہ کہاں تک نیکی اور صلح کاری کے راستوں پر چل نکلا ہے اور تبلیغ دین کی کیا صورت کی گئی ہے۔ مسلمانوں کو پاکستان کی حکومت ملے ہوئے بائیس تئیس سال کا عرصہ ہو چکا ہے لیکن بدی اور بدکرداری پہلے سے کہیں زیادہ زور پکڑ رہی ہے۔ اخلاقی اور رُوحانی قدریں بہت بُری طرح پائمال کی جا رہی ہیں اور لادینیت اور شر بڑی سرعت سے پھیل رہا ہے اور آپ نے دیکھا کہ حکومت کا حصول ہمارے اخلاق اور رُوح کی تہذیب کے میدان میں ہمارے لئے سُودمند نہ ہو سکا۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ نیکی اور اصلاح کی تحریک اور اس کی اشاعت حکومت اور ڈنڈے کی مرہون منت نہیں۔ اور نہ جبر و استبداد سے اس کا رواج ممکن ہے۔ یہ دلوں سے تعلق رکھتی ہے اور یہ تحریکات ایک دل سے دوسرے دل پر اثر کرتی ہیں۔ ایمان اور خداخوفی اس کے محرک ہیں۔ اگر معاشرہ کا ایک ایک فرد ایمان باللہ اور تقوی اللہ کا مالک ہو جائے تو معاشرہ جنت نشان بن سکتا ہے۔ اخلاقی قدریں بحال ہو سکتیں اور رُوح کی حکمرانی قائم ہو سکتی ہے۔

جناب ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اصلاح احوال کیلئے صرف حکومت کی قوت ہی ذمہ دار نہیں ہے بلکہ معاشرہ کا ایک ایک فرد اور ایک ایک اکائی اس کی ذمہ دار ہے ضرورت ہے کہ حکومت اسلامیہ پاکستان کا ایک ایک فرد باخدا ہو جائے۔ باطنی اور اصلاحی انقلاب دستور سازوں اور منشوروں سے نہیں بلکہ پاک دلوں کے پاک اثرات سے پیدا ہوتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کونسی حکومت اور طاقت تھی۔ کہ آپؐ نے عرب سے عجم تک نیکی کی برکات کو عام کر دیا اور ۱۳ سال کے قلیل ترین عرصہ میں باطنی انقلاب کا عظیم الشان مظاہرہ فرمایا۔

مکرم مقرر موصوف نے فرمایا کہ آج پھر سے رُوحانی انقلاب برپا کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ روحانی انقلاب اور یہ باطنی اصلاح قرآنی اور آسمانی قوت کے زیر اثر ہی ممکن ہے

باقی بر صفحہ ۸ کالم اول

٭ آفتاب الدین احمد جیلیم شیلڈ اور

# بقیہ جلسہ خواتین

(بسلسلہ صفحہ ۷)

کہ اس مقام کو حاصل کرنے میں ہم کہاں تک کامیاب ہوتے ہیں۔ ہمارا یہ اجتماعی فرض ہے کہ ہم سوچیں کہ جماعت میں ذوق کیسے پیدا کی جائے۔ جماعت کی ترقی و توسیع کے سلسلہ میں چند تجاویز پیش کرتے ہوئے محترمہ بیگم صاحبہ موصوفہ نے کہا کہ سلسلہ کے نوجوان طلباء و طالبات کو جماعتی افکار و نظریات سے روشناس کروانے کے لئے ہر ممکن اقدام کئے جائیں۔ جماعتوں میں تنظیمی سرگرمیاں جاری کی جائیں۔ جلسہ سالانہ کی کامیابی کے لئے سال بھر کچھ نہ کچھ کرواتے اور کرتے رہنا چاہیئے اور یہ کہ اپنے ذاتی علمی نمونہ سے اپنے بچوں اور بچیوں کے دل و دماغ میں سلسلہ کی عظمت و قدر اور ضرورت و اہمیت اور اس کی خدمات و ایثار کا شعور پیدا کرنا چاہیئے۔

## تقریر محترمہ رخشندہ عبدالحق صاحبہ

محترمہ رخشندہ اختر ایم اے نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جلسہ سالانہ کا مقصد تجدید عہد ہے اور اس عہد کو پورا کرنا اور نئی نسل کے سامنے پیش کرنا اور دہراتا ہے نسلاً اور اس کے رسول خاتم النبیین صلعم کا پیغام اور ان کی تعلیمات آنے والی نسلوں کے عملوں اور سینوں میں منتقل کرتے ہوئے اب ہمیں دیکھنا اور اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے کہ اس عہد کی تکمیل ہم نے کس قدر کی ہے اور جو کچھ ہم نے ابھی تک نہیں کیا ہے وہ کس طور پر پورا کر سکتے ہیں۔

محترمہ موصوفہ نے اسلامی آداب و اخلاق پر قرآن و حدیث کے حوالوں سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ہماری گفتگو میں تلخی نہ ہونا چاہیئے فحش کلمات نہ ہوں کسی کی عیب جوئی نہ ہو۔ کسی کے الزامات کی تشہیر نہ ہو۔ اور کسی کے متعلق سخت الفاظ استعمال نہ کریں۔ انہوں نے حاضرات کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کی کہ اگر ہم اپنے معاشرے کو اسلامی تہذیب و تمدن کا شاہکار دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ہمیں آگے نہیں بلکہ پیچھے دیکھنا ہوگا۔

## محترمہ مس تاج خان صاحبہ

محترمہ مس تاج خان صاحبہ سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج باغبانپورہ لاہور نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے عرصہ سے بچوں بچیوں سے بات کرنے کا بہت کم موقع ملا ہے۔ مجھے محترمہ رضیہ علی صاحبہ کی دعوت پر یہاں حاضر ہو کر آپ سے مخاطب ہونے کا موقعہ ملا۔ میں آپ سے اس جماعت اور اس کے خصوصی اعتقادات کے بارے میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ آپ نے جماعت کی تاریخ پر اجمالی روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی مجدد۔ مہدی۔ مسیح موعود۔ کی سیر حاصل وضاحت فرمائی۔ اور سلسلہ رسالت و ولائت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت کے بعد امت محمدیہ میں ولایت کا سلسلہ قائم ہے اور اس سلسلہ کی ایک کڑی اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعودؑ ہیں۔ محترمہ پرنسپل صاحبہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں مسلمانوں کی کمزوری اور احساس کمتری کے حالات بتلاتے ہوئے حضرت امام زمانؑ کی ان عظیم الشان خدمات دینیہ کا تذکرہ فرمایا جو آپ نے اسلام اور ملت اسلامیہ کی مدافعت کے لئے سر انجام دیں اور حقائق و براہین کے ذریعہ سے اسلام کا ادیان باطل پر غلبہ ثابت کیا۔

مقررہ موصوفہ نے حاضرات کو حضرت امام زمانؑ کے علم کلام سے استفادہ کرنے کی پرزور تلقین فرمائی اور کہا کہ آج مذہب بیزاری عام ہے کیونکہ ایمان باللہ کی کمی ہے۔ حضرت امام زمانؑ کا مقصد ماموریت ایمان کو جو ثریا پر اٹھ چکا تھا زمین پر لے آنا تھا۔ چنانچہ حضرت امام زمانؑ نے دلوں کے اندر ایمان پیدا کیا۔ اور یہ زندہ ایمان پیدا کیا۔ اور زندہ خدا کی زندہ قدرتوں کے کرشمے دکھلائے۔ آج ہمیں اس ایمان کے نور سے اکناف عالم کو روشن کرنے کی ضرورت ہے۔ چاہیئے کہ خواتین ایمان باللہ سے منور ہو کر صحابیات کے کردار کا اظہار کریں۔

## بیگم صاحبہ ڈاکٹر محمد عبداللہ مرحوم

محترمہ بیگم ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب رحؒ نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ قریباً چودہ سال کے عرصہ کے بعد مجھے آج اس مبارک تقریب میں اپنی احمدی بزرگ خواتین اور بہنوں و بچیوں سے ملاقات کا موقعہ ملا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس طرح ماؤں کو اپنے بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کے لئے مختلف قسم کے صبر آزما اور حوصلہ شکن حالات و واقعات سے واسطہ پڑتا ہے۔ اسی طرح ایک مبلغ اسلام کو بھی تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے میدان میں مختلف قسم کے پریشان کن ادوار سے گذرنا پڑتا ہے۔ وہ لوگ جو اسلام کے قریب آئے ہوئے ہیں ان سے نوزائیدہ بچوں کی طرح سلوک، شفقت و محبت کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ مجھے اپنے شوہر مرحوم کے ساتھ اس میدان میں کام کرنے کا موقعہ ملا ہے اسلئے مجھے ایک مبلغ کی ذمہ داریوں کا احساس ہے اور ان کے فرائض کا اچھی طرح علم ہے۔

ہم عورتیں بھی مبلغ کا حکم رکھتی ہیں۔ ہماری صحیح تبلیغ اور خدمت گھر میں اولاد کی اسلامی رنگ میں پرورش و تربیت ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم من حیث الجماعت اپنی نئی پود کو اس رنگ میں ڈھالنے کے لئے عملی منصوبہ بنائیں اور ان کی ایسی تربیت کریں کہ وہ اپنے گرد و پیش کے لئے عملی مبلغ کا کام دیں۔ ہماری جماعت اسی فریضہ کی انجام دہی کے لئے وقف ہے۔ ہم مرد، عورت، چھوٹے بڑے، امیر غریب سب کو اس مبارک کام کی سر انجام دہی کے لئے اپنے تمام تر وسائل کو مجتمع کر کے مصروف کار ہونا چاہیئے۔ یہ کام ہماری جماعت سے ہی مختص ہے اور کسی سے نہیں۔ لیکن یاد رکھیئے اگر اس الٰہی فریضہ کی انجام دہی میں آپ تغافل اور سستی دکھلائیں گی تو خدا تعالےٰ کسی اور کو یہ خدمت دین کی سعادت عطا کر دے گا اور اپنے فضل و کرم اور رحمت و سعادت کا دامن دوسروں تک پھیلا دے گا۔ چاہیئے کہ اللہ کے اس منشاء کے ماتحت اپنے آپ کو اور اپنے شب و روز کو الٰہی رضاء کے مطابق ڈھال لیں کہ اسی میں ہماری فلاح و بہبود ہے۔

## بیگم صاحبہ میاں فاروق احمد صاحب

بعد ازاں بیگم صاحبہ میاں فاروق احمد صاحب طلعت نے تقریر فرمائی جو اسی اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام ہے۔

## دعائے خیر

آپ کی تقریر کے بعد جلسہ کا اختتام ہوا محترمہ آنسہ عبدالرحمٰن مصری صاحبہ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ہمیں اسلام کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اور اے اللہ! ہمیں توفیق دے کہ ہم اسوۂ رسول صلعم کو اپنا شعار بنا لیں۔ اے اللہ ہمیں اس زمانے کے مجدد و مامورؑ کے اغراض و مقاصد کو پورا کرنے کی قوت بخش اور اے اللہ! تو مسلمانوں کے دلوں میں اس مامور و مجددؑ کی محبت ڈال اور ہم سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔ ہمیں اپنے فرائض کو ادا کرنے کی ہمت بخش۔ ہمارے بچے بچیوں کو اسلام کے صحیح راستے پر گامزن کر دے۔

اے اللہ! ہمیں شیطان کے وساوس سے اپنی پناہ میں لے لے۔ اے اللہ! ہمیں سچے پکے اور کھرے مسلمان بنا دے۔ اے اللہ! دنیا کے مصائب و مشکلات کو دور فرما دے عالم اسلام کے ابتلاء کو ٹال دے اور مسلمان قوم پر رحم فرما اور مسلمانوں کو مسلمان ہونے کی توفیق دے۔

## تحریک چندہ

دعائے خیر کے بعد چندہ سالانہ کی تحریک پر خواتین نے بڑھ چڑھ کر چندہ دیا۔

## زنانہ دستکاری کی نمائش

فراہمی چندہ کے بعد زنانہ دستکاری کی نمائش ہوئی۔ خواتین نے بڑھ چڑھ کر دستکاری کی چیزیں خریدیں۔ بچیوں نے بہت زیادہ کل شربت کے سٹال لگائے ہوئے تھے۔ اس نمائش کی آمدنی انجمن کو پیش کی گئی۔

تنظیم خواتین کے عہدیداران اور ممبران مبارکباد کی مستحق ہیں کہ ان کی مساعی اور جد و جہد سے خواتین سلسلہ کا جلسہ سالانہ اور زنانہ دستکاری کی نمائش کامیاب رہی۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو اجر و ثواب عطا فرمائے۔

# اخبار احمدیہ

## مسلم ٹاؤن میں درس قرآن

مورخہ یکم جنوری سنہ ۱۹۷۰ء سے مسلم ٹاؤن کی مسجد میں محترم میاں نصیر احمد صاحب فاروقی نے درس قرآن کریم کا سلسلہ شروع کیا ہے درس ہر سوموار اور جمعرات کو بعد از نماز مغرب ہوتا ہے۔

## مسجد مسلم ٹاؤن کیلئے عطیہ

مسجد مسلم ٹاؤن کی مرمت کے لئے محترم میاں فضل احمد صاحب نے مبلغ دو ہزار روپے اور محترم اعجاز الٰہی صاحب نے ایک ہزار روپے دیئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔

فضل حق چودہری

## وفات

(۱) میاں عبدالغنی بٹ صاحب (برادر عبدالشکور بٹ مرحوم) کی اہلیہ چند روز ہوئے انتقال فرما گئیں۔

(۲) حاجی اللہ رکھا کا بھائی جلسہ سالانہ کے بعد دواخانہ انجمن میں فوت ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

میاں عبدالغنی بٹ صاحب اور اللہ رکھا صاحب اور انکے دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی کی جاتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومین کو …

# اِسلام تمام انبیاءؑ اور اقوامِ عالم کا دِین ہے

## بین الاقوامی اِتحاد اور عدل و انصاف قائم کرنے کا واحد ذریعہ توحیدِ الٰہی اور تمام انبیاءؑ پر ایمان ہے

افتتاحی تقریر فرمودہ حضرت امیرِ قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بر موقعہ جلسہ سالانہ مؤرخہ ۲۶ر دسمبر سنہ ۱۹۶۹ء

شرع لکم من الدین ما وصّی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصّینا بہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ ——— لنا اعمالنا ولکم اعمالکم۔ لا حجۃ بیننا وبینکم واللہ یجمع بیننا۔ والیہ المصیر ——— (الشوریٰ ۴۲: ۱۳—۱۵) ———

### رسولِ کریم صلعم کا پہلا کام دُنیا کو دینِ واحد پر قائم کرنا

ان آیات میں دو اہم امور کی تلقین کی گئی ہے۔ ایک تو یہ کہ حضور سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کوئی ذاتی دین مذہب پیش نہیں کر رہے بلکہ فرمایا یہ وہ دین ہے جو سابق انبیاء کرام علیہم السلام نے اقوامِ عالم کو تلقین فرمایا تھا اور قدیم ترین پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام نے اور ان کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور بعد ازاں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیش فرمایا۔ آج کل دو بڑی قومیں بڑے عروج پر ہیں اور دنیا پر چھائی ہوئی ہیں۔ اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اپنی طاقت و قوت کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ ان کا نام بھی قرآن کریم نے لیا ہے فرمایا کہ وہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی اقوام ہیں۔ اقوامِ عالم کو پیغمبرانِ الٰہی نے جو مشترک تعلیم دی تھی اور جو تعلیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دنیا جہان کو دی ہے وہ یہ ہے ان اقیموا الدین کہ اس دین پر جو تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام نے تعلیم و تلقین فرمایا ہے ثابت قدمی سے قائم ہو جاؤ۔ ولا تتفرقوا فیہ اور اس میں کوئی اختلاف و تفرقہ پیدا نہ کرو۔ ان آیات میں اہم تلقین یہ ہے کہ دنیا جہان کا دین ایک ہے۔ اس عالمگیر اور ہمہ گیر دین کی تلقین کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مامور فرمایا گیا۔ یہ نہایت ہی اہم کام تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سپرد کیا گیا۔

### دوسرا اہم فریضہ اقوامِ عالم میں عدل و انصاف

اور دوسرا اہم فریضہ جو حضور صلعم کے سپرد کیا گیا اس کے بارے میں فرمایا امرت لاعدل بینکم۔ آج دنیا کی بڑی امراض میں سے یہی دو بڑی امراض ہیں ایک بین الاقوامی عدل و انصاف سے انحراف اور دوسرے توحیدِ الٰہی کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کو معبود بنانا، دین کا تقاضہ تو یہ تھا کہ دنیا جہان کی قومیں ایک ہو جائیں لیکن آج سب قوموں میں فساد ہے اور سب ایک دوسرے کو مارنے اور تباہ کرنے کے درپے ہیں۔

### دجّالی اقوام کی طرف سے اسلام کو مٹانے کی کوشش

اخبارات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دجّالی قومیں اسرائیلیوں کو بہت بڑی اخلاقی و مالی مدد دے رہی ہیں، روپیہ پیسہ اور اسلحہ دے کر اس کو تقویت پہنچا رہی ہیں اور اس کو اکسا رہی ہیں کہ مسلمانوں پر غالب آجاؤ۔ آج اس بیسویں صدی میں مخالفِ اسلام اقوام کے اندر یہ ولولہ اور جوش ہے کہ اسلام کو بہر صورت مٹا دیا جائے۔ ہمارے ہمسایہ ہندو کے دل میں بھی تڑپ ہے کہ کسی طرح پاکستان کو اپنا حصہ بنالے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ دنیا کی بڑی بڑی قومیں اپنی برتری قائم کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی ہیں۔ امریکہ دل سے چاہتا ہے کہ روس کو تباہ کر دیا جائے۔ اور روس امریکہ کی تباہی کے درپے ہے۔ اسی طرح اقوامِ یورپ جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی پیرو ہیں ایک دوسرے کی تباہی اور ہلاکت کے لئے کئی کئی اسلحہ اور گولہ بارود کا ذخیرہ تیار کر رہی ہیں لیکن سب قوموں کے اندر اسلام کے بارے میں بڑے بلا ارادے ہیں وہ اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہتی ہیں۔

### اسلام تمام دنیا کا دین ہے

ان دو امور کا ذکر قرآن کریم کی ان آیات میں آتا ہے۔ فرمایا شرع لکم من الدین ما وصّی بہ نوحًا والذی اوحینا الیک الخ۔ آنحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ وہ دین جو ہم نے سابقہ انبیاءؑ کو وصیت کیا تھا۔ یہ دین جو سب کے لئے مشترک ہے۔ عالمگیر ہے اس کے اندر دائمی اور ابدی قوت ہے۔ اس دین کو آپؐ نے قائم کرنا ہے۔

### اتّحادِ عالم کی تعلیم

فرمایا ولا تتفرقوا۔ اور ہم نے یہ بھی تلقین کی ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے، فرقہ فرقہ، جماعت جماعت اور گروہ گروہ ہو کر زندگی بسر نہیں کرنا، کیونکہ اللہ سب کا ایک ہے، وہ ربّ العالمین ہے۔ افسوس ہے کہ آج مسلمان بھی اللہ کو ربّ العالمین نہیں مانتا چوہڑا۔ چمار۔ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی۔ بڑا چھوٹا۔ سب اللہ کی مخلوق ہیں۔ ان سب کی خدا جسمانی نشو و نما کرتا ہے۔ اور اس نے ہر قوم میں انبیاءؑ بھیج کر ان کی رُوحانی تربیت کا سامان کیا ہے۔

### ہمارا تاریخی دین

یہ تلقین حضور نبی کریم صلعم نے ساری دنیا کو ایک کرنے کے لئے کی ہے۔ یہ ہمارا تاریخی دین ہے۔ ہمارا دین اس وقت سے ہے جب سے انسانیت پیدا ہوئی ہے۔ انسانی طبیعت میں اول وقت سے ہی نیکی اور بدی کی پہچان رکھ دی گئی ہے

### مسلمانوں کی باہمی تفرقہ بازی

یہ بڑی قیمتی تلقین ہے۔ لیکن ہم مسلمان بھی خدا کو ربّ العالمین نہیں مانتے۔ مسلمانوں کے دلوں میں بھی خطرناک طور پر تعصب موجود ہے ایک مسجد کی دوسری مسجد کے ساتھ دشمنی ہے حالانکہ ہم مسلمان اس رسولؐ کا کلمہ پڑھتے ہیں جس کا مقصد ساری دنیا کی قوموں کو ایک کرنا تھا۔

### یورپ کا تجویز کردہ سطحی طریق اتحاد

یورپ کی قوموں نے دنیا کو ایک کرنے کے لئے یہ طریقہ سوچا ہے کہ کرکٹ کی ٹیمیں ایک دوسرے ملک میں بھیجدو اور نوجوان ناچ گانے والے لڑکیاں بھیجدو۔ آج بیسویں صدی میں جو علم و عقل کی صدی ہے یورپ کی پڑھی لکھی قوموں نے اتحاد و اتفاق کے یہ طریق اپنائے ہیں جو کسی طرح فائدہ مند نہیں۔

### قرآن مجید کا تجویز کردہ دائمی طریق اِتحاد

قرآن کریم جو آج سے چودہ سو سال پہلے نازل ہوا اس کا کہنا ہے کہ اِتحاد سطحی طریق سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ دائمی اتحاد اس طرح ممکن ہے کہ دنیا جہان کی قوموں کو خدا کی مخلوق خیال کیا جائے اور دنیا جہان کی قوموں کے پیغمبروں اور رہبروں کی صرف تعظیم و تکریم ہی نہیں بلکہ ان پر ایمان لایا جائے۔ فرمایا اٰمنت بما انزل اللہ من کتاب۔ یہودیوں اور نصرانیوں کے لئے جو اللہ تعالےٰ نے رشد و ہدایت کی کتب نازل فرمائی ہیں میں ان پر ایمان لاتا ہوں۔ اتحاد و اتفاق کا یہ منشور آج سے چودہ سو سال پہلے کا تجویز کردہ ہے۔ اس وقت ایک امی اور ان پڑھ انسان نے وہ بات کہہ دی جو یورپ کے مفکرین و مدبرین کے ذہنوں میں اب تک نہیں آسکی۔

### ایک دوسرے کو تباہ کرنے کے ناپاک عزائم۔

آج اس تعلیم کی اشد ضرورت ہے۔ آج قومیں ایک دوسرے کو تباہ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں۔ ان کے خزانے تباہ ہو رہے ہیں، بجٹوں میں اضافے ہو رہے ہیں۔ ہمارے ہمسائے ہندو کا یہ حال ہے کہ وہ اسلحہ اور بارود کی خرید کے لئے بجٹ میں اضافہ کرتا چلا جا رہا ہے لوگ بھوکوں مر رہے ہیں۔ اناج وہاں نہیں ہے قحط کا عالم ہے۔ کپڑا مہنگا ہے۔ باوجود اس کے سارے کا سارا روپیہ اسلحہ اور بارود پر خرچ کیا جا رہا ہے اس لئے کہ ہمسائے پاکستان کو کمزور اور تباہ کر دیا جائے۔ ہندو دن رات ان ناپاک عزائم کو پورا کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ وہ امریکہ اور روس کی طرح بموں کی تیاری میں مصروف ہے۔ تف ہے ایسی تہذیب پر جس پر یورپ نازاں ہے۔ کہ وہ ایک قوم کو دوسری قوم سے لڑوانے کا سامان

کر رہی ہے۔ ہر قوم اسی فکر میں ہے کہ میرے پاس ہی سب سے زیادہ اسلحہ اور بارود جمع ہو جائے۔ آج دنیا تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے اور اس کے بڑے خطرناک ارادے ہیں۔ لیکن پہل کوئی اس لئے نہیں کرتا کہ اسے ڈر ہے کہ ہم بھی مارے جائیں گے۔ ان کو اللہ کا خوف نہیں ہے۔

## اسلام دنیا کو ایک کرنا چاہتا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لذٰلک فادع واستقم کما امرت۔ ولا تتبع اھواءھم۔ یہ تاریخی مذہب ہو ہر ایک نبی اور رسول نے تلقین کیا ہے اسی کی تعلیم حضور صلعم نے دی ہے۔ اسلام دنیا کو فتح نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ دنیا کو ایک کرنا چاہتا ہے۔

## رسول کریم صلعم کے مقاصد کی بلندی اور مسلمانوں کے عمل کی پستی

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا ہم مسلمان ہیں۔ ہماری ایک مسجد دوسری مسجد کو کافر کہتی اور مرتد کہتی ہے۔ اور ان کو ایسا کرنے سے لذت آتی ہے۔ کیا یہ عمل اور یہ طریق حضور نبی کریم صلعم کے مقاصد کے خلاف نہیں ہے؟ اور کیا ہم قرآن کریم کی تلقین کے برخلاف نہیں چل رہے؟ کہاں حضور نبی کریم صلعم جن کے مقاصد آسمانوں سے بھی اوپر چلے گئے ہیں اور کہاں ہم آپ کے نام لیوا کہ جن کے عمل زمین کی پستیوں میں گر چکے ہیں ہم مسلمان اپنے بھائی بند مسلمانوں کو ہی کافر کہتے ہیں دوسری اقوام کو ساتھ ملانا تو دور کی بات ہے۔

## حضرت مسیح موعودؑ اخوت کی بیعت لیتے تھے نبوت کی نہیں۔

میں نے حضرت مرزا صاحبؑ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ وہ اخوت کی بیعت لیتے تھے۔ نبوت کی نہیں۔ ان کا دعوےٰ مجددیت کا تھا نبوت کا دعوےٰ نہیں تھا۔ اپنے نہ ماننے والوں کو آپ کافر نہیں کہتے تھے۔ آپ کو اللہ تبارک تعالےٰ نے اپنی جناب سے نور اور معرفت بخشی تھی۔ آپ وہ باتیں تلقین کرتے تھے جو حضور صلعم نے تلقین کیں۔ آپ نے فرمایا کہ "میرا نبوت کا دعوےٰ نہیں یہ آپ کی غلطی ہے کیا یہ ضرور ہے کہ جو الہام کا دعوےٰ کرے وہ نبی بھی ہو جائے"۔ جنگ مقدس صـ۶۷ ـ

"یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوےٰ نہیں"

(الحکم مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوےٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا ہے۔"

(تریاق القلوب صـ۱۳۰)

جو بیعت حضرت صاحبؑ اپنے مریدوں سے لیتے تھے وہ طبع شدہ اب بھی موجود ہے۔ اس کو کوئی شخص تبدیل نہیں کر سکتا۔ وہ مسلمان علماء جو اس تحریک کو ختم کرنا چاہتے ہیں یا وہ لوگ جو حضرت صاحبؑ کو نبی مانتے ہیں وہ غور کریں کہ حضرت صاحبؑ تو بیعت اخوت لیتے تھے بیعت نبوت نہیں لی۔ حضرت صاحبؑ مرد خدا تھے سوائے خدا کے کسی سے ڈرنے والے نہیں تھے۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے تھے کہ نعوذ باللہ نبی ہو کر اخوت کی بیعت لیتے تھے۔ اس لئے ہم حضرت صاحبؑ کے بھائی ہیں۔ اگرچہ آپ کا مرتبہ اور شان بہت بلند ہے۔

## وحی نبوت کا انقطاع ۔ مسیح موعودؑ کا ارشاد

آپ فرماتے ہیں:۔

"ہمارے نبی صلعم کے بعد کس طرح کوئی نبی آ سکتا ہے جبکہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتم کر دیا"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰) اور فرمایا "ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں"

(حمامۃ البشریٰ صـ۴۹) اور فرمایا "اللہ کو یہی شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایاں اس کو کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہے"

(آئینہ کمالات اسلام صـ۳۷۷) اور فرمایا "خدا تعالےٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس امت کے لئے اور ایسی ہتک اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا نہیں رکھے گا کہ ایک رسول کو بھیجکر جس کے ساتھ جبرائیل کا آنا ضروری امر ہے اسلام کا تختہ اُلٹ دے" (ازالہ اوہام صـ۵۷۷)

## تفرقہ کو مٹا کر اتحاد پر زور دیا جائے

ارشاد الٰہی ہے ولا تتفرقوا فیہ ۔ ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جاؤ۔ حدیث میں الجماعت الجماعت کی بڑی تلقین کی گئی ہے کہ تم نے اتحاد و اتفاق سے رہنا ہے۔ اور ان آیات میں آگے چل کر لکھا ہے فلذٰلک فادع واستقم کما امرت تم نے استقلال دکھلانا ہے۔ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ اس مشکل کام کی انجام دہی میں آپ کو بڑے عزم و استقلال کی ضرورت ہے مسلمانوں کے دل میں یہ ولولہ پیدا ہو جانا چاہیئے کہ ہم نے تفرقہ مٹانا ہے۔ اور اپنی مساعی سے مقاصد اسلام کو بارآور کرنا ہے ۔۔۔

..........

## بین الاقوامی عدل و اتحاد کی تعلیم ۔ سب نبیوںؑ پر ایمان لایا جائے۔

دوسرا حصہ بڑا مشکل ہے جو اللہ تعالےٰ نے مومنوں کے اندر عالمگیر بین الاقوامی عدل و انصاف پیدا کرنے کے لئے فرمایا امنت بما انزل اللّٰہ من کتٰب و امرت لاعدل بینکم اللّٰہ ربنا وربکم ۔ لنا اعمالنا ولکم اعمالکم یہ کتنی بلند وحی ہے جو آنحضرت صلعم پر اتری اللہ تعالےٰ نے حضور صلعم کو حکم فرمایا ہے کہ آپ ساری قوموں اور پیغمبروںؑ پر ایمان لائیں۔ اور حضور صلعم نے اس حکم الٰہی کی تعمیل فرمائی۔

## بعد میں کسی نبی کے آنے یا اس پر ایمان لانے کا ذکر قرآن میں نہیں

بھلا آج کوئی نیا نبی آجائے تو اس نبی پر حضور صلعم کو تو ایمان لانا نصیب نہ ہوا اس طرح آپؐ اس حکم الٰہی کے اس حصہ پر عمل نہ فرما سکے۔ لیکن قرآن کریم میں ایسی کوئی آیت درج نہیں ہے کہ آپؐ کے بعد بھی کوئی نبی آنے والا ہے اس پر بھی ایمان لاؤ۔ اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے نبوت و رسالت کا سلسلہ پھر سے شروع ہو جائے تو یہ کتاب کامل نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ کتاب کامل ہے اس میں یہ جملہ درج نہیں ہے کہ آپؐ کے بعد بھی نبی آئے گا اگر حضور صلعم کے بعد بھی نبی اور رسول آنا ہے تو حضور صلعم کا ایمان مکمل نہیں ہوتا جب تک آپؐ اپنے بعد آنے والے نبیوں اور رسولوں پر ایمان نہ لائیں۔ حضور صلعم کا یہ فریضہ ہے کہ آپؐ تمام انبیاءؑ پر ایمان لائیں۔ ان کی کتب پر ایمان لائیں اور اپنی نبوت و رسالت پر بھی ایمان لائیں جیسا کہ حضور صلعم نے فرمایا امنت بنبیک الذی ارسلت ۔ حضور صلعم نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اپنے بعد آنے والے نبیوں اور رسولوں پر ایمان لاتا ہوں۔ اور یہ ممکن نہ تھا۔ اور نہ ایسا ہو سکتا تھا۔ کمالِ دین کا تقاضہ ہے کہ نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہو۔ اگر کوئی اور نبی آپؐ کے بعد آجائے تو دین مکمل نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد بھی نبی آئیں گے ان پر میں ایمان لاتا ہوں۔ اس لئے کہ دین آپؐ پر کامل ہو چکا، اور کسی اور نبی کا آنا کمالِ دین کے منافی ہے

## تمام مخلوق کی ربوبیت کرنے والا ایک ہی رب ہے۔

پھر فرمایا اللّٰہ ربنا وربکم ۔ تمام قوموں کا خالق اور رب ایک ہی خدا ہے۔ اس کے فعل سے نظر آتا ہے کہ وہ سب قوموں کا خالق و مالک اور پالنہار ہے۔ ساری کی ساری مخلوق کے لئے ایک ہی آسمان کی چھت ہے۔ اور رہنے کے لئے سب کے لئے ایک ہی فرش ہے۔ اور تمام بنی نوع انسان کے لئے دو لالٹینیں ہیں سورج اور قمر۔ ان کی وجہ سے کائنات میں زندگی ہے اس سے ظاہر ہے کہ بنی نوع انسان کی ربوبیت اور تربیت کرنے والا ایک ہی رب ہے۔۔

## سب قوموں کا دارومدار اعمال پر

لنا اعمالنا ولکم اعمالکم ۔ سوائے اعمال کے نجات ممکن نہیں ہے۔ غیر قوموں کے اعمال کے بھی نتائج مترتب ہوتے ہیں وہ شخص جو نیکی کے راستوں پر گامزن ہے اس دنیا میں بھی جنت میں ہے۔ ایک مسلمان اگر کھیتی باڑی اچھی طرح سے نہیں کرتا۔ اور ایک سکھ دن رات اپنے کھیتوں کی دیکھ بھال کرتا ہے تو آپ خود سمجھ لیجئے کہ اللہ تعالےٰ کس کی کھیتی باڑی میں برکت ڈالے گا۔ ظاہر ہے کہ سکھ مسلمان سے زیادہ فائدہ حاصل کرے گا۔ یہ کیوں؟ مسلمان تو کلمہ پڑھتا ہے پھر اس کی کھیتی میں برکت کیوں نہیں؟ اس لئے کہ کلمہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ کھیتی کے متعلق اس کے اعمال بد ہیں سارا دارومدار تو اعمال پر ہے۔ اپنے اعمال روشن کرو۔ دل کے اندر ایمان پیدا کرو۔ ایمان سے دل و دماغ روشن ہوتے ہیں۔ اور دل و دماغ کی روشنی سے اعمالِ صالحہ کی توفیق ملتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا صفیۃ عمۃ رسول اللّٰہ و یا فاطمۃ بنت محمد ایتونی باعمالکم یوم القیامۃ ولا بانسابکم ۔ اے میری بیٹی فاطمہؓ اور میری پھوپھی صفیہ قیامت کے دن اعمال لے کر آنا وہاں حسب و نسب کچھ چیز نہیں، لا املک لکم من اللّٰہ شیئاً ۔ وہاں میرا اختیار کچھ نہیں ہے۔ میں تمہاری سفارش نہیں کر سکتا۔ وہاں صرف اور صرف تمہارے اعمال ہی کام آئیں گے۔ یہ تلقین دنیا جہان کے لئے ہے۔

## نبی کریم صلعم نے سب قوموں کو اکٹھا کرنے کا سامان کر دیا۔

فرمایا لاحجۃ بیننا و بینکم ۔ اللّٰہ یجمع بیننا ۔ اب ہم میں تنازع کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اللہ پر ایمان ہی ہم سب کو اکٹھا کر دے گا۔ اس تلقین کے ساتھ حضور صلعم نے سب کی سب قوموں کو ایک کر دیا۔ یہ ایک ہی مردِ خدا ہے۔ حضور صلعم اکیلے ہیں اور سب قومیں برسرِ پیکار ہیں لیکن عزم و استقلال اور ایمان و عمل کی وجہ سے آپؐ نے وہ انقلاب اور وحدت

(باقی بر صفحہ ۱۵ کالم ۲ ملاحظہ کریں)

# جماعت کی مذہبی و تعلیمی ترقی اور تبلیغی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے متعلق ضروری تجاویز

## سان فرانسسکو (کیلیفورنیا) سے ماسٹر محمد عبداللہ صاحب کا جلسہ سالانہ کے لئے ٹیپ ریکارڈ پیغام

• جلسہ سالانہ کی روئداد میں جو دوسری جگہ درج ہے یہ بتایا جا چکا ہے کہ سان فرانسسکو (کیلیفورنیا امریکہ) سے ہمارے ایک مجاہد بھائی ماسٹر محمد عبداللہ صاحب نے جلسہ سالانہ کے لئے ایک ٹیپ ریکارڈ پیغام بھیجا تھا جو ۲۷ر دسمبر کے دوسرے اجلاس میں سنایا گیا، وہ پیغام درج ذیل ہے:

حضرات! السلام علیکم!

ایسے سالانہ اجتماع میں جبکہ آپ جماعت کے علماء اور فضلاء کے مواعظ حسنہ اور ان کی علمی اور مذہبی معلومات سے مستفید ہو رہے ہیں، اس خاکسار کا پیغام اُمید ہے آپ کی سمع خراشی کا باعث نہ ہوگا۔ میرا یہ پیغام میرے علم سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ پیغام میرے ذاتی تجربہ و مشاہدات کا آئینہ ہے۔ ممکن ہے جماعت کے احباب عموماً اور نوجوان طبقہ خصوصاً اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

۱۹۳۱ء کے سال سے میں وطن سے باہر ہوں اور اڑتیس سال کی زندگی پردیس میں گذار دی ہے۔ وہ وقت مجھے یاد ہے کہ جب لاہور کے ریلوے اسٹیشن پر خلاف توقع حضرت امیر مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ خاکسار کو الوداع کہنے کے لئے پہنچ گئے تھے۔ اگرچہ میں ان سے آخری ملاقات کر چکا تھا لیکن یہ ان کی اس خاکسار پر کرم نوازی تھی کہ آپ کو جب معلوم ہوا کہ میں روانہ ہو گیا ہوں، تب آپ بھی ٹرین کی روانگی سے چند منٹ پیشتر ریلوے پلیٹ فارم پر پہنچ گئے۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر معلوم نہیں کہ کونسی دعائیں پڑھیں کہ میں ایسا معلوم کر رہا تھا کہ میرا ہاتھ ایک بیٹری میں ہے اور اس بجلی کا اثر جسم کے تمام حصوں کو پہنچ رہا ہے۔ جزائر فیجی میں جا کر معلوم ہوا کہ حضرت امیر مرحوم کی آخری توجہ اور دعاؤں کا اثر تھا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھے تمام مشکلات و مصائب کو عبور کرنے کی طاقت بخشی اور مولانا مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کے فیجی جانے سے پیشتر جب کبھی کبھار ہماری مجلس میں خاکسار کو تقریر کرنے کے لئے کہا گیا۔ میری تقریریں دو دو گھنٹہ تک جاری رہتیں اور با اثر ثابت ہوئیں۔ دراصل جو زبان سے نکلتا تھا وہ الفاظ اور وہ خیالات اور ترتیب مضامین ان تقاریر کے ہوتے تھے یا بالفاظ دیگر ان تقاریر کا اعادہ ہوتا تھا۔ جو میں نے حضرت مولانا عصمت اللہ۔ حضرت خواجہ کمال الدینؒ یا حضرت امیر مولینا محمد علیؒ یا دیگر بزرگان سلسلہ کی زبانی سنی تھیں۔ مذہبی علوم کا حاصل کرنا ایک ہم اخویم مولینا میرزا مظفر بیگ صاحب خاکسار کے مکان پر جزائر فیجی میں تھے۔ جب میں نے ان کو انجمن کا خط دربارہ وفات حضرت مولانا عصمت اللہ رحمۃ اللہ دکھایا۔ وہ خط دیکھتے ہی فرش پر لوٹنے لگے۔ وہ چیخیں مار مار کر روتے تھے۔ وہ مولینا میرزا مظفر بیگ صاحب جو مخالفین کی صف میں شیر کی طرح نظر آتا تھا۔ اس کا دل مولانا عصمت اللہ کی وفات کی خبر سُن کر موم کی طرح پگھل گیا۔

افسوس کہ جماعت کی قیمتی ہستیاں گذشتہ سالوں میں یکے بعد دیگرے ہم سے جُدا ہو گئیں۔ ان کے سامنے جنگ عظیم کے بعد ترقی جماعت اور اشاعت اسلام کے منصوبے تھے افسوس کہ ان کو ان منصوبوں کی تکمیل کا موقعہ نصیب نہ ہوا ان کی ارواح کے ایصالِ ثواب کے لئے ہم پر فرض ہو جاتا ہے کہ ہم اپنے قدم کو آگے بڑھائیں اور اتفاق اور یکجہتی کے ساتھ کام کریں:

نوا را تلخ تر مے زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی
حُدی را تیز تر مے خواں چو محمل را گراں بینی

خداوند کریم کے فضل و کرم سے پاکستان بننے کے بعد جماعت کے تجار اور انڈسٹریلسٹ مالا مال ہو گئے ہیں۔ اور وہ اس قابل ہو گئے ہیں۔ کہ وہ یورپ۔ امریکہ اور افریقہ میں اسلامی مشن کھولنے کے لئے فراخ دلی سے امداد کریں۔ لیکن تبادلہ زر کا معاملہ نئے مشن کھولنا تو درکنار موجودہ مشنوں کو بند کرنے کا موجب ہو گیا ہے۔

حضرت میاں محمد صاحب مرحوم نے خاکسار سے امریکن مشن کے لئے ایک لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ لیکن آپ اپنی زندگی میں تبادلہ زر کی مشکلات کی وجہ سے اس وعدہ کو پورا نہ کر سکے۔ حضرت میاں صاحب مرحوم نے عزیزی ظفر اقبال عبداللہ کو جو لاہور میں فی الحال مذہبی تعلیم حاصل کر رہا ہے اور اس جلسہ میں موجود ہے بی اے کی تعلیم تک کے لئے چھ سال تک وظیفہ دینا منظور فرمایا تھا۔ لیکن عزیز موصوف چند وجوہات کی بناء پر پاکستان نہ جا سکے اور یہاں امریکہ چلے آئے۔ اب وہ اپنی ملازمت چھوڑ کر مذہبی تعلیم کے حصول کے لئے آپ کے درمیان موجود ہیں اور حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب و دیگر بزرگان سلسلہ سے دینی علم حاصل کر رہے ہیں۔

ان قربانی کی مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے اندر ایسے مالدار لوگ موجود ہیں۔ جو لاکھوں روپیہ ہر سال جماعت کی مضبوطی اور اسلام کی ترقی کے لئے پیش کر سکتے ہیں۔ اگر ان کی پیشکش تبادلہ زر کی مشکلات کی وجہ سے غیر ملکی مشنوں پر صرف نہیں کی جا سکتیں۔ تو مقامی طور پر تو خرچ ہو سکتی ہے۔ اور وہ اپنے عطیات کے نتائج اپنے ملک کے اندر ہی اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔

مورمن MORMON چرچ کی ہسٹری سے آپ بخوبی واقف ہوں گے کہ ان کو کس قدر مصائب اور دشواریوں سے یہاں سرزمین امریکہ میں گذرنا پڑا۔ آخر انہوں نے اپنی نجات اسی میں سمجھی کہ وہ امریکہ کے ایک ویران اور ناجائز علاقہ میں ہجرت کر جائیں۔ سفر کی دشواریوں کی وجہ سے کئی ایک کمزور اور نحیف جانیں راستہ میں تلف ہو گئیں لیکن انہوں نے ہمت نہ ہاری۔ انہوں نے بنجر اور ناجائز علاقہ کو آباد کیا۔ آج اگر آپ سالٹ لیک سیٹی ...... کو دیکھیں تو ان کے مذہبی اور دنیوی کاروبار کو دیکھ کر دنگ رہ جائیں گے۔ اُن کی ترقی کا انحصار ان کی مالی قربانی پر ہے جو دس فیصدی شرح آمدنی ماہوار پر وصول کی جاتی ہے ان کی جماعت کا کوئی فرد غریب نہیں ہے۔ وہ غریب کی امداد کر کے اس کو متوسط درجہ پر لے آتے ہیں۔ اور اگر اس میں صلاحیت ہوتی ہے۔ تو کاروباری زندگی میں اس کو لگا کر مالدار بنا دیتے ہیں۔

۱۹۵۵ء میں جبکہ خاکسار مولینا بشیر احمد منٹو صاحب کی غیر حاضری میں امریکہ مشن کے کام سنبھالنے کے لئے فیجی سے سان فرانسسکو آیا ہوا تھا۔ ایک امریکن لکھ پتی کا صوا فیجی سے گذر ہوا۔ اس نے جہاز سے صووا شہر کے ایک مقام کو دیکھا جو اس کی نظر میں نہایت دلکش تھا۔ بس اس نے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ وہ اپنے خرچ سے اسی جگہ مورمن چرچ تعمیر کرائے گا۔ اور وہاں پر مشن کھولے گا۔

جہاز سے اُترتے ہی وہ اسی مقام پر پہنچا یہاں ایک قیمتی عمارت تھی۔ اس کے مالک کا اس نے پتہ دریافت کیا۔ اور اس عمارت کا اور ملحقہ زمین کے خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ پراپرٹی کے مالک کی زمین اور مکانات اور سستی جگہوں پر بھی تھے۔ جو چرچ سکول اور بورڈنگ ہاؤس وغیرہ کے لئے زیادہ موزوں تھے۔ لیکن وہ مورمن لکھ پتی اپنا ارادہ نہ بدل سکا۔ اور اس نے اس پراپرٹی کو ہزارہا پونڈ کے صرف سے خرید کر ہی دم لیا

یہ تمام کام ..... ختم کر کے وہ واپس امریکہ پہنچ گیا۔ یہاں اس نے اپنے ارادہ اور منصوبہ کو اپنے چرچ کی ہائی کونسل میں پیش کیا۔ اور پراپرٹی کا ٹائیٹل پیش کیا۔ ہائی کونسل نے اس کے اس عطیہ کو قبول کیا اور

عمارات تیار

ہونی شروع ہوئیں۔ اس مورمن چرچ کے ممبروں میں ایک اور خوبی یہ ہے کہ یہ اپنی مذہبی اور قومی عمارات کو اپنے ہاتھوں سے تیار کرتے ہیں۔ اور غریب و امیر مل کر مزدوروں کی طرح کام کرتے ہیں۔ ایک امیر اپنی جگہ ایک مزدور کی مزدوری کی رقم دے کر جان نہیں چھڑا سکتا صووا۔ فیجی میں مورمن چرچ سکول مشنری کوارٹرز کی تعمیرات کے لئے امریکہ ہی سے چرچ کے ممبر گئے جن میں وہ لکھ پتی بھی شامل تھا۔ جب میں ۱۹۵۶ء میں واپس فیجی گیا۔ تو ان کی عمارات کو اس قلیل عرصہ کے اندر دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ میں نے ان کے ایک مشنری کو مذاقاً کہا کہ تم مورمن نہیں ہو۔ بلکہ مومن ہو جس کی تعریف قرآن مجید میں آئی ہے

خیر یہ ماجرا تو ایک امریکن مالدار کا ہے جو لاکھوں روپیہ نثار کر کے چرچ کی عمارات کی تعمیر میں مزدوروں کی طرح کام کرتا رہا۔ اب میں آپ کی توجہ اس غریب جماعت کی طرف دلاتا ہوں جس کی ابتداء کوریہ میں ہوئی اور اس کی ایک شاخ گذشتہ دو سال سے یہاں قائم ہوئی۔ انہوں نے گذشتہ سال ایک پرنٹنگ پریس خرید کیا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ تمہاری کمزور جماعت نے اس قدر بھاری پریس کس طرح حاصل کیا۔ اس نے کہا کہ جاپان سے ایک طالب علم جو ہماری سوسائٹی کا یہاں آ کر ممبر ہوا۔ وہ اپنے والدین سے پانچ ہزار ڈالر اپنے اخراجات سالانہ کے لئے لایا تھا۔ اس نے یہ رقم ہماری سوسائٹی کے حوالے کی اور ہم نے اس کی رہائش اور خورد و نوش کی ذمہ داری لے لی۔ اس رقم کو دیگر رقومات کے ساتھ جو حاصل

سعادت خیال کریں۔

ہوئی ملاکر یہ کام شروع کیا گیا۔

میں ایک پرنٹر ہے جو ایک پریس میں کام کرتا ہے۔ وہ دن میں وہاں کام کرتا ہے۔ شام کو یہاں کام کرتا ہے۔ اور اپنے ساتھیوں کو بھی ٹرینڈ کرتا ہے۔ جو لیڈی IBM ٹائپ رائٹر پر کمپوز کر رہی ہے۔ وہ سکول میں پڑھاتی ہے۔ اپنی تنخواہ سوسائٹی کو دے رہی ہے۔ اور خود یہاں آکر مفت کام کر رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم نے ۱۰۰۰۰۰ ڈالر کی قیمت کی ایک بلڈنگ خریدی ہے۔ اس کی اقساط بھی اسی اصول سے پوری ہو رہی ہیں۔ اس کے ممبر اپنی آمدنی سوسائٹی کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اور وہ صرف اپنی جائز اور سادہ ضروریات زندگی کے لئے معمولی رقومات واپس لیتے ہیں۔ باقی رقم بلڈنگ کو فری FREE کرانے پر خرچ ہوتی ہے۔

جب حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب کی زیر نگرانی ترجمۃ القرآن انگریزی کی طباعت کا بندوبست ہوا۔ تو آپ نے باوجود مالی مشکلات اس کی طباعت کی ظاہری خوبیوں کو نظر انداز نہیں ہونے دیا۔ اسی طرح یہی اصول آپ نے برلن مسجد کی تعمیر کے لئے سامنے رکھا۔ یہی وہ اصول ہے جو بیرون ملک میں ہمارے اغراض کو کامیاب کر سکتا ہے لیکن افسوس ہے کہ ہماری مطبوعات کا معیار چھپائی و کاغذ جو جنگ عظیم سے پہلے تھا۔ وہ اس کے بعد قائم نہیں رہ سکا۔ اس معیار کو ہم تب ہی بلند کر سکتے ہیں۔ جب ہمارا اپنا مطبع ہو۔ اور کتب کی چھپائی کی ماڈرن طریق پر سہولتیں حاصل ہوں۔ آج کل زمانہ پبلسٹی کا ہے۔ علم ترقی کر رہا ہے۔ اور صاحب علم نئی صداقتوں کی جستجو کر رہے ہیں۔ ہمارے دماغوں سے یہ خیال نکل جانا چاہیئے۔ کہ ہم ایک کتاب کو دو تین ہزار کی تعداد میں شائع کریں۔ اور جب وہ ذخیرہ ختم ہو جاوے تب دوبارہ اس کے چھپوانے کا بندوبست کریں۔ ہمیں امریکن اصول ———

Mass production کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ Jehova Witness کی کتب کی اشاعت میں سب امریکن اور غیر امریکن سے بڑھ گیا ہے۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ ان کی تعداد روز افزوں ترقی پر ہے۔ ان کے ہفتہ وار رسائل لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوتے ہیں۔ ان کے ممبر بازاروں میں کھڑے ہو کر ان کو فروخت کرتے ہیں۔ ان کی کتب لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوتی ہیں۔ اسی لئے وہ ان کو نہایت ہی کم قیمت پر فروخت کر سکتے ہیں۔ اگر قرآن مجید مترجم انگریزی کی ایک لاکھ جلدیں بیک وقت شائع کرائی جاویں۔ تو ہم تا جران کتب کو ۴۰٪

محمد دی پرافٹ

ریلیجن آف اسلام

اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی تصنیف :-

محمد ان ورلڈ سکرپچرز

اور خواجہ نذیر احمد صاحب کی تصنیف ———

جیسس ان ہیون ان ارتھ

——— کی کتب بیک وقت ایک ایک لاکھ کی تعداد میں شائع کی جاویں۔ ان کا کاغذ چھپائی اور جلد بندی اعلیٰ ہو۔ کہ وہ امریکن یا انگلش معیار چھپائی پر پوری اتر سکیں۔ اور پھر ان کی فروخت کے لئے پیر شمس الدین جیسے بامحنت اور جفاکش نوجوان پیدا کئے جاویں۔ جو دنیا کے کونوں میں ان کی اشاعت کے لئے خدا پر بھروسہ کر کے نکل جاویں۔ ان سب منصوبوں کی کامیابی کے لئے ایک ماڈرن پرنٹنگ پریس کی اشد ضرورت ہے جو مالدار طبقہ کی قربانیوں اور پیشکش سے پوری ہو سکتی ہے۔ جماعت کے لوگ ان کتب کو خرید کر کے اپنی طرف سے یورپ اور امریکہ کی لائبریریوں میں بھیج سکتے ہیں، یہاں کے سکولوں اور کالجوں میں دیگر مذاہب کا مطالعہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اور ان کتب کی مانگ روز افزوں بڑھ رہی ہے جو اسلام پر مسلمان مصنفین کے ہاتھوں سے لکھی گئی ہوں۔

جماعت کی مذہبی اور تعلیمی ترقی کے لئے بہتر ہے۔ کہ ہر بڑے شہر میں جہاں جماعت ہو جماعت کے مخیر احباب ایسے عالیشان مرکز تیار کریں۔ جو دیگر مسلمانوں کے لئے نمونہ ہوں۔ ان میں لیکچر ہال۔ ڈائننگ ہال۔ کچن۔ لائبریری اور نماز کے لئے اوپر منزل پر مسجد۔ ان مراکز پر آخری ماہ جمعہ کو شام کے کھانے کا بندوبست ہو۔ جس میں جماعت کے ممبر اور ان کے احباب شامل ہوں۔ اور لیکچروں اور ایجوکیشنل فلم کا انتظام ہو۔ ان مرکزوں کی تعمیر کا کام مقامی جماعت پر نہ چھوڑ دیا جاوے۔ بلکہ مرکزی انجمن ہر سال ایک ایک مرکز کا پلین تیار کرے۔ ممکن ہے کہ کوئی ایسے متمول افراد کھڑے ہو جاویں۔ جو اپنے کسی مرحوم بزرگ کی یادگار میں اپنے خرچ پر یہ مرکز تیار کرا دیویں۔ لیکن یاد رکھو اور خوب یاد رکھو ہمیں اپنے مالدار بزرگوں کی امیدوں پر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہ بیٹھ رہنا چاہیئے بسا اوقات جماعت کا غریب طبقہ اپنی مالی قربانیوں میں امیروں سے سبقت لے جاتا ہے۔ ہمارے کئی ایک منصوبے ہماری امراء پر توقعات رکھنے کے افراد کو اُن اوصاف کو بھی قائم رکھنے کی ضرورت ہے۔ جو احمدیہ جماعت کا طرۂ امتیاز تھیں۔ جہاں ہمارے غریب طبقہ کے ممبروں کے دلوں میں ہمارے امراء کے لئے احترام تھا۔ وہاں جماعت کے امراء ہر وقت اپنے غریب ممبروں کی بہبودی کا خیال رکھتے تھے۔ ایک بار ضلع ڈیرہ غازی خان کے عبدالغفور مرحوم احمدیہ بلڈنگس لاہور کے مہمانخانہ میں سالانہ جلسہ کے بعد رہ گئے اور چند دنوں کے بعد وہ سخت بیمار ہو گئے۔ جونہی یہ رپورٹ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ حضرت ڈاکٹر میرزا محمد یعقوب بیگ صاحب اور حضرت ڈاکٹر غلام محمد صاحب کو پہنچی۔ تینوں ڈاکٹر ایک غریب عبدالغفور کی بیماری کی تشخیص اور علاج معالجے کے لئے بروقت پہنچ گئے اور ان کا علاج پوری کوشش اور دلجمعی سے شروع کیا۔ عبدالغفور مرحوم کئی بار اپنی زندگی میں جماعت کے ڈاکٹروں کے احسانات اور غریب پروری کا فخر کے ساتھ ذکر کیا کرتے تھے۔ مہمان نوازی ہمارے ورثہ میں آئی ہوئی تھی ایک بار میں انجمن کے چندہ کی وصولی کے لئے پشاور پہنچا۔ اور وہاں جاکر حضرت مولانا غلام حسن مرحوم کا مہمان ہوا۔ جب میں سونے کے کمرے میں داخل ہوا۔ تو مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی اور شرم سے پسینہ پسینہ ہو گیا کہ حضرت مولانا مرحوم اپنے مبارک ہاتھوں سے بچھونے کی چادر کو سیدھا کر رہے تھے۔ اور چیک کر رہے تھے کہ سردی سے محفوظ رکھنے کے لئے پورا سامان کمبل وغیرہ موجود ہیں یا نہ۔ کہاں میری حیثیت ایک معمولی ٹیچر کی۔ اور کہاں مولینا مرحوم۔ جن کی علمی اور عملی شہرت زبان زد خلائق تھی اور آپ آنریری مجسٹریٹ بھی تھے۔ اسی طرح آج چالیس سال کا عرصہ گذرنے کے باوجود مجھے خان عبدالاکبر خان مرحوم تحصیلدار۔ ملک عبدالکریم ٹھیکیدار از راولپنڈی۔ خان نور محمد خان داروغہ نہر ڈیرہ غازی حضرت مولینا عزیز بخش مرحوم۔ خان عبدالعزیز خان مرحوم آف ملتان۔ غلام ربانی خان صاحب اور گل عباس خان صاحب۔ اخویم عبدالرحمان صاحب مرحوم راولپنڈی وغیرہم کی مہمان نوازی نہیں بھولی ان کے پاس جاکر دل یہی چاہتا تھا کہ ان کے پاس چند دن ٹھہریں۔ جب خان نور محمد خان مرحوم کو چوٹ لگی اور وہ جام پور کے ہسپتال میں داخل ہو گئے تھے۔ تو میں ان کی تیمارداری دس بارہ میل دامل سے پیدل چل کر کرنے آتا تھا۔ جونہی دلوں میں پیدا کر دیئے تھے اور یہ ہماری جماعت کا مایہ امتیاز بنے ہوئے تھے۔ ان روایات کو جماعت کی ترقی اور بہبودی کے لئے تازہ رکھنے کی ضرورت ہے۔

حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب نے جو ارادہ سنٹرل سٹینڈرڈ اور گیانا کا کیا ہوا ہے وہ نہایت ہی مبارک ہے۔ خداوند کریم آپ کے اس ارادہ کو کامیاب بنائے مجھے امید ہے کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے وہ سامان پیدا کر رہا ہے کہ ہمارے بیرونی ممالک کے مشن ہماری بیرونی جماعتوں کی مالی قربانیوں سے چلیں اور جو تبادلہ زر کی پابندیاں گورنمنٹ پاکستان کے ذریعہ عائد ہو گئی ہیں۔ ان کا ازالہ دوسرے ملکوں کے رہنے والوں کے ذریعہ ہو جاوے۔ آپ کو غالباً یاد ہو گا کہ جب مولینا بشیر احمد منٹو صاحب کو یہاں سان فرانسسکو میں مشن کے لئے مکان لینا تھا۔ اور روپیہ کی دقت تھی۔ تو خداوند کریم نے پردۂ غیب سے اس کے سامان پیدا کر دیئے۔ وہ اس طرح کہ مصر کے بادشاہ فاروق کی بہن ملکہ نزلی اپنی لڑکی کے ساتھ سان فرانسسکو اتفاقاً پہنچ گئیں اور اس نے اپنی لڑکی کا نکاح پڑھانے کے لئے مولینا منٹو سے درخواست کی۔ ملکہ نزلی سے نکاح خوانی کے بعد پانچ ہزار ڈالر ملے جو آپ نے مکان کی خرید پر صرف کئے۔ خدا کارساز ہے۔ اسی کی ذات پر ہمارا بھروسہ ہونا چاہیئے۔ جو خدا کے لئے ایک قدم اٹھاتا ہے۔ خدا دس قدم اس کی طرف اٹھاتا ہے۔

ہماری جماعت میں وہ بزرگ بھی موجود ہیں جنہوں نے جماعت اور اسلام کی خدمت پچاس ساٹھ برس سے بھی زیادہ کی ہے۔ اور ان کی ہمتوں میں کبھی تزلزل نہیں آیا۔ آپ ان کی خدمات کی قدر کریں۔ اور اس اجتماع میں ان کو مبارکباد کہیں۔ اگر وہ بیمار ہیں تو ان کی تیمارداری کریں۔

والسلام۔

خاکسار۔ محمد عبداللہ

---

جن احباب کے ذمہ ۱۹۶۹ء کا چندہ پیغام صلح بقایا ہے۔ وہ سال رواں ۱۹۷۰ء کے چندہ کے ساتھ جلد ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

# جلسہ سالانہ کا نہایت بابرکت اور پاکیزہ ماحول

## حضرت مجدد زمانؑ کے پیدا کردہ محترم بزرگوں کی دینی خدمات

### جلسہ خواتین احمدیہ میں بیگم صاحبہ شیخ میاں فاروق احمد صاحب کا

## خطبہ صدارت

محترم بہنوں اور بزرگ خواتین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت مسیح موعود میرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ نے آج سے ستر اسی سال پہلے قرآن کریم کے حکم کے ماتحت ایک جماعت کی بنیاد اس غرض سے رکھی کہ وہ خاص کر یورپین ممالک میں اشاعت اسلام کے علاوہ مسلمانوں میں ایسی ایسی ہستیاں پیدا کریں جو معاشرہ کے لئے ایک مثال ہوں اور خیالات اور کردار سے سوسائٹی کے اندر ایک پاکیزہ اور باعلم ماحول پیدا کرسکیں۔ انسان کے خیالات اور کردار میل ملاپ اور جلسوں کے انعقاد سے پنپتے ہیں۔ ہمارے سالانہ جلسے کی بنیاد تو روحانی ہے کیونکہ خدا کے مامورؑ نے یہ بنیاد ڈالی۔ یقیناً ایسے اجتماعات باعث برکت ہوتے ہیں جلسے کے تین دن اور تین راتوں میں ایک نہایت بابرکت اور پاکیزہ ماحول ہوتا ہے۔ صبح حضرت مولانا صاحب اور سارا دن باعلم و عمل لوگوں کی پاکیزہ معیاری تقریریں اور دعاؤں کا پرخلوص دینی ماحول یقیناً ایک ایسا نظارہ ہے کہ اس زمانہ میں سوائے اس احمدیہ بلڈنگس کے اور کہیں نظر نہیں آتا۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے بالغ بچوں کو جلسہ میں ضرور شرکت کرنے پر مجبور کریں۔ ہمارے فاضل بزرگوں کی علمی تقریریں اور پاکیزہ صحبت اور ان کا روحانی ماحول یقیناً ہمارے بچوں کو بہتری کی طرف لے جائے گا۔

میں جماعت کے چند محترم بزرگوں کا ذکر کرنا اس لئے مناسب سمجھتی ہوں کہ ان کے حالات یقیناً ہمارے لئے تقویت ایمان کا موجب ہیں۔ اور ان کی تقلید ہماری اولادوں کے لئے مشعلِ راہ کی موجب ہوسکتی ہے۔

۱۔ حضرت مولانا محمد علی مرحوم کو حضرت میرزا صاحبؑ نے قادیان میں رہائش اختیار کرنے کو فرمایا تو انہوں نے اپنی وکالت چھوڑ کر قادیان میں جا ڈیرہ لگایا۔

حضرت مولانا مرحوم نے اس جماعت کی بیش بہا خدمت کی ہے انہوں نے ابتداً انگریزی زبان میں ایک رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے نام سے شروع کیا جس کو وہ نہایت محنت اور جانفشانی سے کئی سال ایڈٹ کرتے رہے۔ علمی دنیا نے اس رسالہ کی بہت قدر کی۔ اس رسالہ میں اسلام کی تعلیمات پر لاجواب مضامین لکھے جاتے تھے۔

حضرت مولانا محمد علی مرحوم کا انگریزی ترجمۃ القرآن تو ایک ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے جو تمام دنیا میں مقبول ہوا۔ انسائیکلوپیڈیا میں بھی اس کا ذکر ہے۔ پھر آپ نے اُردو ترجمہ اور تفسیر بھی شائع کی۔ یہ نیک کام حضرت مجدد وقتؑ کے ایک خصوصی نشان کا درجہ رکھتا ہے۔ ان تفسیروں کو لوگوں نے محض قدر کی نگاہ سے ہی نہیں دیکھا بلکہ اکثر لوگ ان سے فیضیاب ہوئے اس کے علاوہ حضرت مولاناؒ نے ساری زندگی عمدہ عمدہ تصانیف پر وقف کردی۔

۲۔ حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم نے انگلستان میں ووکنگ مشن کی بنیاد رکھی۔ یہ یورپ میں سب سے پہلا مسلم مشن تھا۔ ایسا مشن قائم کرنے کے لئے غیر معمولی قابلیت اور جرأت درکار تھی۔ یہ حضرت میرزا صاحبؑ کا روحانی اثر اور آپ کی صحبت کا اثر تھا کہ خواجہ صاحبؒ کامیابی عطا ہوئی۔ مجھے ووکنگ دو تین مرتبہ جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ اس مشن نے اسلام کی بہت بڑی خدمت کی ہے جس کا سہرا ہماری تمام جماعت کے سر ہے۔

۳۔ دو سال بعد خواجہ صاحبؒ کی جگہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے اس مشن کا کام سنبھالا وہ زمانہ نہایت نازک تھا۔ کیونکہ پہلی جنگ عظیم شروع ہوگئی تھی۔ خواجہ صاحب اور دوسرے مسلمان جو انگلستان میں مقیم تھے سب گھروں میں اسیر ہوچکے تھے۔ جنگ نے ایسی بھیانک صورت اختیار کی کہ جان بچانا مشکل ہوگیا تھا۔ عمارتیں دھڑا دھڑ گرنے لگیں۔ جانیں تلف ہونے لگیں جان بچانے کے لئے زمین دوز اڈے تیار کرنے پڑے۔ اس خوفناک زمانہ میں ہمارے حضرت مولانا صدرالدین صاحب برابر تبلیغی کام میں مصروف رہے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کا انگریزی ترجمہ قرآن نہایت ظاہری و باطنی خوبیوں سے مزین کیا۔ ان کی اس محنت کا اعتراف مولانا صاحب مرحوم نے قرآن کے دیباچے میں کیا ہے۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب کے زمانہ میں انگریز بہت بڑی تعداد میں مسلمان ہوئے۔

واپس وطن آکر انہوں نے مسلم ہائی سکول لاہور کی بنیاد رکھی۔ اس سکول کو نہایت ممتاز حیثیت حاصل تھی۔ لاہور شہر کے تمام معزز خاندانوں کی اولاد اس میں داخل ہوئی۔

دو سال کے بعد حضرت مولانا صدرالدین صاحب جرمنی میں مشن قائم کرنے کے لئے گئے۔ وہاں پر انہوں ایک عالی شان مسجد تعمیر کی۔ مجھے برلن میں اس مسجد کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ مسجد ہمارے لئے ایک فخریہ کارنامہ ہے۔ آپ نے قرآن پاک کا جرمن زبان میں ترجمہ شائع کیا۔ ان کی کوششوں میں خدا نے برکت ڈالی اور قابل قابل معزز لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی۔

پھر اوکاڑہ میں انجمن کو مربعے آپ نے اپنی جان پر کھیل کر دلوائے اور ان مربعوں کی آمدنی کی برکت سے تبلیغ کے کام پر روپیہ صرف کرنا آسان ہوگیا۔

علاوہ ازیں احمدیہ مارکیٹ اور احمدیہ ہال بھی آپ ہی کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے جس سے سوا لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی جماعت کو مل رہی ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ہمارے درمیان موجود ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے اور ان کو صحت سے ہمارے درمیان رکھے کیونکہ آپ کا وجود ہمارے لئے بے حد باعث برکت ہے۔ میری یہ خوش قسمتی تھی کہ مجھے حج پر آپ کے ساتھ جانے کا موقعہ نصیب ہوا۔ اور مجھے آپ کو قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ آپ ایک ولی اللہ بزرگ ہیں۔ میں نے تو حضرت میرزا صاحبؑ کو نہیں دیکھا۔ لیکن درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ حضرت میرزا صاحبؑ کے ہاتھ کے لگائے ہوئے درخت کا ایک پھل مولانا صدرالدین صاحب ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

یہ تو قابل رشک شخصیتیں ہیں جو مجدد وقتؑ نے پیدا کیں۔ آج جب دنیا دین سے بے حد لاپرواہ ہے تو ہماری جماعت اور باعلم و عمل لوگوں کا موجود ہونا اسلام کی اشد ضرورتوں میں سے ہے اس لئے ہمیں اپنی جماعت کی اشاعت کے کاموں میں اور جلسوں میں بغیر کسی تساہل کے ہمیشہ حصہ لینا چاہیئے۔ ان چند باتوں کے ساتھ میں اس عزت افزائی کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے اس جلسہ کی صدارت کا شرف عطا فرمایا۔

---



# تبلیغی ڈاک

## نائیجیریا

ترجمہ خط از مسٹر وحید اکن بلے۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میرا خط لکھنے کی فقط اس لئے ہے کہ آپ مجھے کچھ کتابیں ارسال کریں تاکہ مطالعہ سے میرے مذہبی خیالات میں ترقی ہو۔

میری خدا سے دعا ہے کہ مذہب اسلام جو کہ سب مذہبوں سے بالا مذہب ہے خوب ترقی کرے اُمید ہے کہ آپ میری گذارش پر زیادہ توجہ دیں گے۔

(ان کو خط کا جواب دیا گیا۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی۔ اسلام اینڈ کرسچینٹی۔ کال آف اسلام بھیجے گئے)

---

ترجمہ خط۔ بعیرا توا دلونیمی نائے جیریا۔

السلام علیکم۔ میں یہ درخواست برائے شمولیت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور بھیج رہا ہوں۔ اس سے پیشتر میں بیا ٹراتس ادلو بنمی کو جانتا تھا اور اب میں بعیرا توا دلو بنمی کو بھی جانتا ہوں۔ میں نے اسلام مسٹر ایم اے ادی ودلی جو کہ آپ کے مشن کا ممبر ہے قبول کیا تھا۔ اور اس آدمی سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اسلام قبول کر لو گے تو تمہیں چند کتب بمعہ قرآن شریف انگریزی منگوا دوں گا اور ساتھ ہی ممبرشپ سرٹیفکیٹ بھی۔ اس لئے میری درخواست پر غور فرمائیں اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اسلام کی توسیع کی کوشش کروں گا۔ والسلام

(آپ کو خط کا جواب دیا گیا۔ ڈیتھ آف جیسس۔ مرزا غلام احمد۔ ڈیٹ فار گاٹن۔ اور بیعت فارم ارسال کئے گئے)

## گھانا

ترجمہ خط ابراھیم اسانجی۔ گھانا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں بڑی خوشی سے یہ چند حروف آپ کو تحریر کر رہا ہوں اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے یہ لکھا ہے میں مذہب کے متعلق کافی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں اس لئے آپ مجھے جو کتابیں آپ نے لکھی ہیں ارسال کریں۔ اُمید ہے کہ آپ میری درخواست پر غور فرمائیں گے۔ خط کا جواب جلدی دیں۔

(ان کو خط کا جواب دیا گیا نیز حمامۃ البشریٰ۔ الاستفتاء۔ ڈیٹ فار گاٹن اور فہرست کتب ارسال کی گئیں)

---

# جب سے میں نے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی ہے!

## ایک نئے احمدی نوجوان چودھری بشیر احمد صاحب کی تقریر

### جو انہوں نے جلسہ سالانہ پر کی.

صاحب صدر۔ اور خواتین و حضرات

السلام علیکم

میں شکریہ ادا کرتا ہوں انتظامیہ کا کہ انہوں نے خاکسار کو یہاں حاضر ہو کر آپ سے کچھ عرض کرنے کا موقعہ بخشا ہے الحمدللہ میں جماعت کا جو اشاعت اسلام کے اہم فریضہ کی ادائیگی میں شب و روز مصروف ہے۔

حضرات خاکسار کا تعلق ایک زمیندار گھرانے سے ہے۔ والد صاحب کی دین پسندی نے اولاد کو دین کی طرف مائل کیا ہے۔ اس اثر کی وجہ سے دینی مطالعہ کا کم و بیش موقع ملتا رہا ہے۔ یوں تو اسلام ایک ہے لیکن میں نے کئی اسلاموں کا مطالعہ کیا ہے۔ جن میں سے اگر ایک اسلام ایک مسجد کا ہے تو دوسرا دوسرے مولوی صاحب کا ہے۔ مجھے بہت عرصہ تک یہ بات سمجھ نہ آتی تھی کہ اگر محمد رسول اللہ صلعم کا اسلام ایک ہے تو آپ کی امت کے اسلام ایک سے زیادہ کیوں ہیں۔ اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر کیوں کہتا ہے اور ایک فرقہ جنتی اور دوسرا جہنمی کیوں ہے؟

میں یہ بھی سوچتا رہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ سُنی تھے اور نہ شیعہ تھے تو ان کی اُمت کہلانے والے کیوں سُنی اور شیعہ ہیں مطاع اور مطیع پیر اور مرید ہیں یہ تھا میری سمجھ سے بالا رہا۔ اگر میں کسی سے ملتا تھا تو وہ شیعہ ہوتا یا سُنی بریلوی ہوتا یا دیوبندی۔ اگر نہ ہوتا تو وہ مسلم اور مؤمن نہ ہوتا۔ وقت گذرتا رہا۔ لوگ میرے سوال و جواب سے مجھے مذہب بیزار قسم کا انسان خیال کرتے تھے۔ چونکہ میرا فکر تشنہ تسلی تھا۔ میں ہر فرقہ و تحریک اور جماعت کا لٹریچر تھوڑا بہت پڑھتا رہا۔ اس سلسلہ میں مجھے احمدیہ جماعت لاہور سے تعارف کا موقعہ ملا۔ یہ جماعت میرے لئے نئی تھی۔ میں اس کو ربوہ جماعت کی ایک شاخ خیال کرتا تھا۔ لیکن تحقیق و مشاہدہ نے ثابت کیا ہے۔ کہ اس کے اعتقادات قرآن و سنت کے مطابق ہیں۔

اس جماعت کے اصول و اعتقادات فرقہ بیزاری۔ ختم نبوت۔ اور اتحاد بین المسلمین وغیرہ امتیازی رنگ رکھتے ہیں۔ چنانچہ میں نے جماعت کے احباب سے قریبی تعلق پیدا کیا۔ جب بھی لاہور آنے کا موقعہ ملتا۔ احمدیہ بلڈنگس میں نماز ادا کرتا تھے حضرت مولانا صدر الدین صاحب اور حضرت ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی ذات نے بڑا متاثر کیا۔ اور حضرت امیر کے خطبات میں توحید الٰہی رسالت و سیرت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسلام کی عالمگیر اور حامل امن انصاف تعلیمات اور اتحاد مسلمین کا رنگ صحیح اسلام کے ترجمان ہیں۔

حضرات! گذشتہ رمضان شریف کی ستائیسویں رات کو ختم قرآن کی مجلس میں حضرت امیر کی نظر عنایت نے نیازمندی کا موقعہ بخشا بعد ازاں تین چار ملاقاتوں میں حضرت مولانا نے جماعت کی ضرورت و قیام، اس کے اغراض و مقاصد اور اعتقادات پر بھرپور روشنی ڈالی۔ اور ہر رنگ میں میری تسلی فرمائی۔ بالآخر میں نے اس جماعت کو برحق پا کر اس میں شمولیت اختیار کر لی۔ ان ایام جلسہ میں احباب جماعت کے جو محبت و پیار اور اخوت و خیر خواہی کا جذبہ دیکھا ہے۔ اور دین اسلام کے لئے جو غیرت و اشاعت کا ولولہ پایا ہے وہ قابل رشک ہے۔

جب سے میں نے سلسلہ میں شمولیت اختیار کی ہے اس وقت سے میں اپنے آپ میں تسلی و اطمینان محسوس کرتا ہوں اور میں پُر اُمید ہوں کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے مجھے سیدھی راہ دکھائی ہے میں اپنے گاؤں کے بھائیوں کو بھی جس کی آبادی ۷۹۴۲ افراد بالغ پر مشتمل ہے یہ راہ دکھاؤں گا اور دلائل اور دعاؤں کے ساتھ ان کے لئے اطمینان چاہوں گا۔ مجھے معلوم ہے کہ جماعت میں شمولیت میرے لئے مشکلات کے سامان رکھتی ہے۔ میرے بھائی مجھ سے روٹھ سکتے ہیں۔ میرے اموال میں کمی آ سکتی ہے لیکن مجھے ایک گونہ تسلی ہوتی ہے یہ جان کر اور دیکھ کر کہ اگر میرے چار بھائی مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اور مجھے چھوڑ دیں گے تو ان چار بھائیوں کی بجائے اللہ تعالیٰ نے یہ جماعت کی جماعت بھائیوں کی مجھے دے دیا ہے۔ اور اگر مجھے اموال کا نقصان ہوگا۔ تو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اطمینانِ قلب کے رنگ میں مجھے مال مل گیا ہے۔ جس کے منافع نہ صرف دنیا کے لئے ہیں بلکہ آخرت کیلئے بھی ہیں۔

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ بھائیوں کی طرح مجھ ناچیز کو بھی اس کی رضا کی راہوں کو روشن کرنے کی توفیق دے۔ اور میں آپ کے لئے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خدمتِ اسلام کا زیادہ سے زیادہ موقع عطا فرمائے۔

---

# بیان القرآن۔ انوار القرآن اور کتاب مجدد زمان کو

## کثرت سے پھیلایا جائے

## میں بیان القرآن کی طباعت کے لئے دو سو روپے نقد پیش کرتا ہوں

### حضرت امیر مرحوم کے ایک پرانے خادم علی محمد صاحب کا خط

### جو جلسہ سالانہ پر پڑھا گیا۔

بخدمت جناب سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

عرض ہے کہ میری بیوی جب زندہ تھی تو اس نے اپنے لئے ایک رضائی اور ایک تلائی یعنی بستر معہ ایک سرہانا تیار کیا تھا۔ لیکن ابھی تیار کر رہے تھے کہ وہ فوت ہو گئیں اور وہ بستر میں نے تیار کروا کر ان کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے میں انجمن کے مہمان خانے میں پیش کرتا ہوں تاکہ وہ مرحومہ کے لئے کچھ عرصہ یادگار ہو اور اس کی روح کو ثواب پہنچے۔

میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مجھے قرآن پاک کے درس سے یہ تحریک ہوتی ہے اور مجھے بڑا فائدہ پہنچا ہے۔ ہم ہر روز درس قرآن مجید سنتے ہیں۔ بیان القرآن اور انوار القرآن یہ دونوں تفسیریں بہت ہی مفید اور قیمتی خزانے ہیں۔ لیکن پتہ انہیں کو چلتا ہے جو غور سے پڑھتے اور سنتے ہیں۔ ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ کثرت مال و دولت کے پیچھے لگنا اور اصل مقصد زندگی کو بھلا دینا ایک دوزخ ہے۔ اور انسان کو اللہ تعالیٰ سے تعلق کے بغیر کمال انسانی حاصل نہیں ہوتا۔ ہر چیز کی ترقی اور اس کا نشوونما بغیر زوج کے نہیں ہوتا ففروا الی اللہ کا یہی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہی اپنا محبوب و مقصود حقیقی بناؤ۔ اور سب چیزوں کو چھوڑ کر اس کی طرف بھاگو۔

میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس شخص نے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا اور وہ انوار الٰہیہ سے محروم رہا جو امام وقت کے طفیل اُسے مل سکتے تھے۔ ہماری مسجد میں کتاب مجدد زمان بجواب "دو نبی" کا بھی درس ہوتا ہے حضرت مولانا مرتضیٰ خان حسن مرحوم نے ایسے اعلیٰ جواب دیئے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اس کتاب کو جماعت میں پھیلانا چاہیئے اور لوگوں کو بتانا چاہیئے کہ یہ کتاب بھی ایک خزانہ سے کم نہیں۔ موتی کی قدر وہ کر سکتا ہے جو اسے پہچانتا ہے۔ جو موتی کو پہچانتا ہی نہیں اس نے کیا قدر کرنی ہے۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ امام المفسرین حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم اور حضرت مولینا محمد علی صاحب مرحوم جن کی قلم کے سامنے یورپ جھک گیا۔ یہ لوگ خدا اور رسول کے عاشق تھے۔ وہ حضرت صاحب کی صحبت میں آ گئے۔ انہوں نے دیکھ لیا کہ وہ ایک آسمانی انسان ہے۔ اور اسکے قدموں میں رہنا عین سعادت ہے اور نیک بختی ہے وہ اخلاق کا مجسمہ اور شرافت کا پتلا ہے وہ قال اللہ اور قال الرسول پر جان و دل سے فدا اور کتاب و سنت پر سختی سے عمل پیرا ہے۔

ہمیں چاہیئے کہ بیان القرآن۔ انوار القرآن۔ مجدد زمان وغیرہ کتب کثرت سے چھپوائیں اور انجمن کی ان کتابوں پر خاص توجہ ہونی چاہیئے۔ اور میں ۲۰۰ روپے نقد بیان القرآن چھپوانے کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اور یہ سٹ بیان القرآن کے اُن آدمیوں کو دیئے جائیں جو خریدنے کی توفیق نہیں رکھتے اور پڑھنے کا شوق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کو بھی قرآن مجید کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ والسلام

خاکسار۔ علی محمد

محافظ چک ۶/۴-L اسلام آباد۔ اوکاڑہ

---

اے اللہ! اگر مجھ سے کوئی نیکی میری زندگی میں ہو گئی ہے تو اس کی جزا کے طور پر میری یہ دُعا قبول فرما۔ آمین

پیوستہ۔ بشیر احمد بقلم خود

ساکن بھیڈیاں کلاں تحصیل قصور ضلع لاہور

# گیا (بہار۔ بھارت) سے ہمارے محترم بھائی عبدالصمد صاحب کا خط جو جلسہ سالانہ میں پڑھا گیا

برادران جماعت۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

چونکہ ہمارا سالانہ جلسہ میں خود شریک ہونا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے اپنی تجاویز اس لفافہ کے ساتھ روانہ کر رہے ہیں۔ ازراہ کرم اس پر غور فرمائیں۔

(۱) ہمارا اخبار پیغام صلح (THE LIGHT) دنیا کی کوئی خبریں نہیں شائع کرتا۔ پہلے ایک آدھ صفحہ پیغام صلح کا خبروں کے لئے وقف تھا جو کسی بناء پر بند کر دیا گیا (میرے خیال میں ادق مضامین جو صرف مذہبی ہیں بجائے پیغام صلح کے ریویو آف اسلام میں شائع ہونا چاہیئے۔ اور کم سے کم اخبار پیغام صلح بلکہ THE LIGHT میں بھی دو تین صفحوں پر دنیاوی خبریں خصوصاً وہ خبریں جو مسلمانوں اور جماعت کی دلچسپی کی ہوں برابر شائع ہوتے رہنا چاہیئں ایسا کرنے سے غیر از جماعت احباب بھی جماعت کے اخباروں میں دلچسپی لیں گے اور شوق سے نہ صرف پڑھیں گے بلکہ جماعت کے اخبار کے خریدار بھی بن جائیں گے۔ اگرچہ وہ خبروں کے خیال سے اخبار خریدیں گے مگر ان کو مذہبی ضروری مضامین بھی پڑھنے کا موقع ملے گا اور ہماری جماعت کے کاموں سے دلچسپی لیں گے خریداروں کے بڑھنے کی وجہ سے اخبار میں اشتہارات بھی زیادہ بھیجے جائیں گے اور اس سے خاطر خواہ آمدنی بھی ہوگی۔ جب تک کافی اشتہارات اخبار کو نہ ملیں اخبار چلانے میں بڑی دقت ہوتی ہے اخبار کی مانگ زیادہ ہونے پر ہفتہ میں دو بار پیغام صلح شائع کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ کافی خریدار ہونے پر اس کو روزانہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

(۲) میرے خیال میں اسلام اور احمدیت کے متعلق آسان آسان دس پندرہ اسباق تیار کئے جائیں اور ان سبقوں کے آخر میں سوالات لکھے جاویں جو ان سبقوں کو پڑھ کر جواب لکھنے میں مدد دیں۔ ان سوالات کا امتحان لیا جائے۔ میرے خیال میں نوجوان اس میں دلچسپی لیں گے جو لوگ مسلم یا غیر مسلم ان سبقوں کو پڑھ کر جوابات لکھ بھیجیں وہ صحیح کر کے جواب دینے والوں کو واپس کر دیئے جائیں۔ اور آخر میں جوابات لکھنے والوں کو ایک سارٹیفکیٹ دیا جائے جیسا کہ عیسائی کرتے ہیں۔ آپ کے لاہور میں بھی صدائے نبوت کا عیسائی ادارہ ایسا کرتا ہے۔ جلسہ سالانہ پر اچھا اور صحیح جواب دینے والوں کو کتابیں وغیرہ بطور انعام دی جائیں بلکہ اوّل آنے والے شخص کو (معمولی قیمت کا) ایک تمغہ بھی دیا جائے۔ اور اس کے لئے جماعت سے چندہ لیا جا سکتا ہے۔

(۳) نوجوانوں میں احمدیہ یا اسلامی یا اسی قسم کا کوئی دوسرا نام تجویز کر کے سوسائٹی۔ کلب وغیرہ قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ بذریعہ پیغام صلح اس کے متعلق اشتہار دیا جا سکتا ہے۔

(۴) ایسے لوگوں کی ایک جماعت تیار کی جائے جو سال میں ایک ماہ یا دو ہفتہ اپنے وطن سے فرصت کے موقعہ پر باہر جا کر تبلیغ کریں اور اپنا خرچ کریں۔ ہو سکے تو ایسا انتظام خط و کتابت کے ذریعہ کیا جائے۔ کہ کسی مناسب جگہ مثلاً پہاڑی علاقہ یا قادیان میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی ہماری جماعت کا شخص موجود رہے۔ کیونکہ پہاڑی علاقوں میں تبلیغ کا زیادہ موقعہ ہے۔ اور اسی لئے عیسائی ایسی جگہوں میں جہاں کے لوگ پسماندہ ہیں اپنا مشن قائم کرتے ہیں۔ قادیان میں اپنی جماعت کے کسی (آنریری مبلغ) کا رہنا ضروری ہے۔ کیونکہ ہم نے وہاں رہ کر یہ محسوس کیا ہے کہ قادیانیوں میں بھی سعید روحیں ہیں جو قادیانیت چھوڑ کر ہماری جماعت کے اصولوں کو اپنانا پسند کریں گے۔ میرے خیال میں وہاں کے تنخواہ پانے والے لوگوں میں بھی اچھے خیالات کے لوگ ہیں۔ مگر چونکہ وہاں قادیانی ہی ہو کر رہ سکتے ہیں اس لئے وہ اپنے خیالات کو ظاہر نہیں کر سکتے۔

دعاگو۔ ناچیز۔ ایم اے صمد
گیا۔ صوبہ بہار۔ بھارت

---

## پیغام صلح

—— محترم بھائی عبدالصمد صاحب کی فرمائش کے مطابق آئندہ پیغام صلح میں مختصر خبریں دی جایا کریں گی۔

---

# افتتاحی تقریر

(بقیہ صفحہ ۱۰)

معجزہ دکھلایا جو قیامت تک کے لئے منہ بولتی تصویر ہے۔ عرب کی غیر متمدن سرزمین میں بدکردار لوگوں کے اندر ایک نبی اور رسولؐ مبعوث ہوا اور اس نے انسانی قلب و نظر کو روحانی نعمتوں سے مالا مال کر دیا۔ اور ثابت ہو گیا کہ اگر قوموں کے اتحاد و اتفاق کا صحیح رستہ دکھانے والا کوئی ہے تو وہ صرف محمد رسول اللہ صلعم ہیں۔

## بین الاقوامی اتحاد کا صحیح رستہ

فرمایا تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللّٰہ ولا نشرک بہ شیئا۔ الخ۔ آؤ ہم اس امر پر متفق ہو جائیں کہ صرف اللہ ہی ہمارا سب کا خالق و مالک اور رب ہے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ تمام رسولؐ اور نبی خدا کی طرف سے ہیں خدا کی طرف سے اگر سب رسول ہوں تو وہ تفرقہ کے باعث نہیں ہو سکتے۔ تفرقہ ہم پیدا کرنے والے ہیں۔ لا حجۃ بیننا وبینکم اللّٰہ یجمع بیننا۔ اس تلقین و تعلیم کے بعد ہم میں اور تم میں کوئی جھگڑا نہیں رہ جاتا۔ اللہ ہم سب کو جمع کرے گا۔ اللہ اکبر! کیا ولولہ اور کیا جوش ہے۔ والیہ المصیر۔ خدا کے حضور ہم نے جانا ہے کیا منہ لے کر جائیں گے۔ یہ وہ تعلیم ہے جو اتحاد پیدا کرنے کا موجب ہے۔

## مسلمانوں کے قومی حالات کی خرابی

مسلمانوں کے اندر اتحاد و اتفاق ہو جائے تو قومی مضبوطی کا باعث ہوگا۔ ہمارے قومی حالات خراب ہیں۔ ہمارے پلیٹ فارموں پر اتحاد نہیں ہے۔ پچھلے دنوں رباط میں جو کانفرنس ہوئی وہ ہمارے آپس کے اندرونی اختلافات کی وجہ سے ناکام ہو گئی۔ یہ ہماری بے اتفاقی اور قومی اتحاد کی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔ حضور صلعم نے قوموں کو ایک کر دیا۔ لیکن آج آپؐ کی اپنی قوم ایک نہیں ہے۔ جب تمہارے گھر کا یہ حال ہے تو تم یورپ پر اپنے قومی اتحاد و اتفاق کا رعب کیسے جما سکتے ہو۔ پاکستان میں بھی اتفاق نہیں ہے۔ ہندوستان میں بھی مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جا رہا کشمیر میں مسلمانوں پر ظلم ڈھائے جا رہے ہیں عربوں پر مصیبت طاری ہے۔ فلسطین اور بیت المقدس ہمارے عدم اتحاد کی بے برکتیوں کی منہ بولتی تصویر ہے ہمیں سوچنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے حضور ہم کیا منہ لے کر جائیں گے۔

---

# جماعت احمدیہ کی کامیاب تبلیغی مساعی

یہ چھوٹی سی مسلمانوں کی جماعت جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام سے موسوم ہے اس نے ٹھیکہ لے رکھا ہے کہ اس نے یورپ کی اقوام کو مسلمان کرنا ہے آپ غور کریں کہ یہ اپنے مقاصد میں کس حد تک کامیاب و کامران ہوئی ہے۔ اس نے خدمت دین اور اشاعت اسلام پر کس قدر روپیہ لگایا ہے اور کس حد تک مبلغین تیار کر کے یورپ پر بھجوائے ہیں۔ چاہیئے کہ دوسرے مسلمان بھائی بھی اس الٰہی مقدس کام میں ہمارا ہاتھ بٹائیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دین اسلام کی لاج اور غیرت اور اس کی حمایت و اشاعت کی غرض سے کیا کیا قربانیاں نہیں کیں اور کیا کیا مصائب و تکالیف برداشت نہیں کیں۔

## امراء اپنے بچوں کو تبلیغ دین کیلئے تیار کریں

آج آپ بڑی قربانی کرتے ہو تو غریبوں کے لڑکوں میں چند پیسے ڈال دیتے ہو اور اس سے زیادہ یہ کہ غریب غرباء لڑکے اکٹھے کر کے تبلیغی کلاس کھول دی۔ امراء کے اندر یہ جذبہ کیوں نہیں ہے کہ ہمارے بچے بھی علم دین سیکھیں۔ اور مبلغ بنیں۔ اگر یہ جذبہ نہیں ہے اور یہ مشاہدہ و تجربہ کی بات ہے کہ یہ ولولہ اور جذبہ نہیں ہے تو سوچیئے کہ آپ اللہ کے حضور کیا منہ دکھلائیں گے۔ امراء کو ولولہ اس دنیا کا ہے کہ ان کا بیٹا جج اور ڈپٹی کمشنر اور کمشنر ہو جائے کارخانہ دار اور انجنیئر ہو جائے۔ مال و دولت کے ڈھیر لگے ہوں۔ ہم سب نے اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ ہم اس کے سامنے کونسے عذر پیش کریں گے ہماری بے غیرتی کی ہمارا کونسا فعل پردہ پوشی کریگا؟؟

## دین کیلئے پرجوش ولولہ کی دعا

آیئے ہم خدا کے حضور دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے دلوں میں تحریک کرے اور ہمارے دلوں میں وہ جوش اور وہ ولولہ پیدا ہو جائے جس کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے غلام و خادم حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے اور وہ عزم و استقلال اور ایثار و قربانی دکھلائیں جو انہوں نے دکھلائی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں جوش اور ولولہ پیدا کرے اور اپنے دین کے لئے غیرت پیدا کر دے۔

---

## جلسہ سالانہ کا چندہ

جلسہ سالانہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل پر جو چندہ جمع ہوا اس سے نقد قریباً ۱۳ ہزار روپیہ اور وعدے قریباً آٹھ ہزار روپے ہے۔

## بقیہ روئداد جلسہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

اسی قوت کے زیر اثر جو قرآن نے بتلائی ہے وہ یہ کہ فاستبقوا الخیرات۔ نیکیوں میں مسابقت اختیار کرو اور ایمان کے تقاضوں کو عملی شکل دو۔ جب تک ایمانیات کی قدریں ہماری زندگی کی جزو نہیں بن جاتیں۔ چاہیئے کہ ہر شخص اپنے آپ کو خدا کے سامنے جوابدہ سمجھے اصلاح احوال کی اصلاحی تحریک سے اپنا دامن وابستہ کرے اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی الٰہی تحریک سے اپنا دامن وابستہ کرنے۔ اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اصلاح احوال کی صورت پیدا کی ہے اس تحریک کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے یہ تحریک الٰہی تحریک ہے اور یہ الٰہی منشاء کے اظہار کے طور پر قائم ہوئی ہے۔ اس جماعت میں وابستہ ہو کر الٰہی اغراض کو پورا کرنے سے ہی فرد اور معاشرہ کے چلن درست ہو سکتے ہیں۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے جماعت کے قیام و مقاصد اور اس کی خدمات دینیہ پر بھی مفصل روشنی ڈالی۔ اس تقریر کا مکمل متن کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام ہو گا۔

### چوہدری بشیر احمد صاحب کی تقریر

آپ کی تقریر کے بعد ایک نئے بیعت کنندہ چوہدری بشیر احمد صاحب نے تقریر فرمائی جس میں انہوں نے مسلمانوں کے مختلف فرقوں اور تکفیر بین المسلمین کا ذکر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق پیدا ہونے اور اس کے لٹریچر کا مطالعہ کرنے اور حضرت امیر ایدہ اللہ سے ملاقات اور آپ کی تقاریر و خطبات کے تاثرات کا بھی تفصیلاً ذکر کیا جو اس جماعت میں ان کی کشش کا موجب ہوئے انہوں نے بتایا کہ میں زمیندار ہوں اور خدا کے فضل سے اپنے علاقہ میں اثر و رسوخ رکھتا ہوں، تاہم اگر مجھے اس جماعت میں شمولیت سے نقصان بھی اٹھانا پڑے تو میں خوشی سے برداشت کروں گا۔ ان کی اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تقریر اسی اشاعت میں دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں۔

### خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے ارشادات

جناب چوہدری صاحب موصوف کی تقریر کے بعد مکرم جناب خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خانصاحب ستارۂ خدمت نے قوم سے خطاب فرمایا۔ ان کی تقریر کا مسودہ ملنے پر مکمل خطاب برائے استفادہ قارئین کرام اخبار میں شائع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

بعد ازاں محترم جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی سابق چیف الیکشن کمشنر نے "اسلامی تہذیب و تمدن کے بنیادی اصول" کے موضوع پر عالمانہ، عارفانہ اور ناصحانہ تقریر فرمائی جو جلد ہی اخبار میں شائع کی جائے گی۔

### بیرونی ممالک کے طلباء

آپ کی تقریر کے بعد فلپائن کے طالب علم مسٹر اسامہ اور سوڈان کے طالب علم مسٹر عبداللہ الیاس نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ یہ دونوں طالب تعلیم علم دین کے لئے مرکز میں آئے ہوئے ہیں۔

### حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشادات

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اختتامی تقریر فرمائی اور دعا کے بعد جلسہ کے اختتام کا اعلان فرمایا۔ آپ کی تقریر کسی قریبی اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام ہو گی۔

## برلن میں لیلۃ القدر اور عید الفطر کی تقریبات

### مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب کا مکتوب برلن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

مسجد برلن - مورخہ ۱۶-۱۲-۶۹

محترم مکرم جناب جنرل سیکرٹری صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

امید ہے کہ آپ بفضلہ تعالےٰ بخیریت ہونگے۔

ہمارے ہاں منعقد ہونے والے ہر دو اجتماعات بخیر و خوبی سرانجام پائے۔ ۷ دسمبر بروز اتوار لیلۃ القدر کا اجتماع اور ۱۱ دسمبر بروز جمعرات عید الفطر کا اجتماع ان ہر دو اجتماعات میں احباب نے بخوشی حصہ لیا اور ان ہر دو اجتماعات کو بارونق بنایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

فی الحال میں بیمار ہوں۔ ۱۲ دسمبر جمعہ کی شام کو طبیعت ناساز ہے صحت ہونے پر انشاء اللہ رپورٹ بھیج دوں گا۔

سالانہ جلسہ کا اجتماع مبارک ہو۔ جملہ احباب کو سلام۔ والسلام۔ خاکسار۔ محمد یحییٰ بٹ

## میری بیماری اور صحت

### مولوی عبدالوہاب صاحب عمر صاحبزادہ حضرت مولینا نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب

میری بیماری کوئی ایسی چیز نہیں کہ پیغام صلح کے اوراق میں جگہ پاتی مگر چونکہ مجھے ایک ہستی سے نسبت ہے جسے جماعت اپنا محسن اور مرشد گردانتی ہے۔

وگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم

نیز میں نے اپنے مرض کا تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ شاید اس سے کسی کو فائدہ پہنچے۔

بدھ کے دن شام کو میں ایک دوست کو ملنے گیا۔ راستہ میں میں نے محسوس کیا کہ میرے حواس پراگندہ ہیں۔ یوں محسوس ہوا جیسے میں فٹ پاتھ پر نہیں بلکہ سڑک کے درمیان چل رہا ہوں موٹریں میرے دائیں بائیں گذر رہی ہیں۔ مجھے تعجب ہوا کہ کوئی حادثہ کیوں پیش نہیں آیا۔ دوست کے پاس پہنچا۔ ان سے جو گفتگو ہوئی وہ بھی پریشان خیالی کی مظہر تھی۔

جمعرات کو بارہ بجے میں دواخانہ میں کام کر رہا تھا کہ ایک ملازم نے مجھ سے بارہ آنے طلب کئے، مگر میں نے اسے آٹھ آنے دیئے پھر اس نے چار آنے مزید طلب کئے۔ میں نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر اس نے گھر پر اطلاع کی۔ دوسرا نوکر مجھے اٹھا کر گھر لے گیا۔ رات کے بارہ بجے مجھ پر بے ہوشی طاری ہو گئی مگر وہ کامل بے ہوشی نہ تھی جمعرات کو سات بجے کیلسیم برونیٹ کا وریدی انجکشن دیا گیا جس کے بعد میں ہوش میں آ گیا۔

جمعہ کے دن مجھے میو ہسپتال لے جایا گیا۔ پچھتر فیصدی حواس قائم تھے۔

ہفتہ کو مجھے کمبائنڈ ملٹری ہسپتال لاہور چھاؤنی میں داخل کیا گیا۔ جہاں میرا مکمل چیک اپ check up. کیا گیا۔ خون کا امتحان ایکس رے انکر و کارڈیا گراف، سگمائڈ وگرافی کے بعد مجھے خون دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ خون دیا گیا۔ پھر امیفرن فولاد کا ایک مرکب براہ ورید دیا گیا۔ دو ہفتہ ہسپتال میں رہا۔ مجھے پہلے ذیابیطس کا مرض رہ چکا تھا جو یونانی علاج سے دور ہو گیا۔ مگر ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ اس کے بعض بد اثرات باقی رہ گئے۔ جو شریانیں دماغ میں خون لے جاتی ہیں ان میں سکیڑن پیدا ہوئی دماغ کو جب خون کم پہنچا تو قوما کی کیفیت پیدا ہوئی۔ مگر یہ مکمل قوما نہ تھا جو عموماً مہلک ثابت ہوتا ہے۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ آپ خوش قسمت تھے جو بچ گئے۔

اب میری طبیعت کافی اچھی ہے مگر ہنوز خون کی کمی پوری نہیں ہوئی اس لئے مزید خون دینے کی تجویز ہو رہی ہے۔

اس بیماری میں میری بیوی طاہرہ عمر نے دن رات میری خدمت کی۔ نیز میرے عزیز ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب نے علاج کے سلسلہ میں بہت کوشش کی۔ فجزاھم اللہ

احباب سے درخواست ہے کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھے خدمت دین کی توفیق بخشے۔

عبدالوہاب عمر

دواخانہ نورالدینؒ - جودھامل بلڈنگ - لاہور

### درخواست دعا

حضرت الحاج شیخ میاں مولا بخش صاحبؒ کے صاحبزادے میاں حفیظ الرحمٰن صاحب کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

مرسلہ - مولوی غلام حسین - مؤذن جامع احمدیہ لاہور۔

### ڈاکٹر مبارک احمد صاحب کی طبی خدمات

جناب ڈاکٹر مبارک احمد صاحب گذشتہ چند سالوں سے اپنے والد بزرگوار شیخ غلام محمد صاحب مرحوم و مغفور کی روح کے ایصال ثواب کے لئے جلسہ سالانہ پر آنیوالے معزز مہمانوں کے علاج معالجہ کی خدمات بلا معاوضہ انجام دیتے ہیں۔ اس سال بھی آپ نے اس فریضہ کو بہ احسن وجوہ ادا فرمایا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ آپ نے ایام جلسہ سالانہ میں نہ صرف مطب میں ہی معزز مہمانوں کو مشورہ دیا اور ادویات مفت دیں اور انجکشن و مرہم پٹی کی بلکہ معزز مہمانوں کی قیامگاہوں پر بھی جا کر امراض کی تشخیص فرمائی اور نسخہ جات رقم کئے اور مطب ادویات مفت فراہم کیں۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کے اس کار خیر کو مقبول و مشرف فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

# سالِ نو کا آغاز اللہ تعالیٰ کے نام سے

## مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی صفات رحمانیت اور رحیمیت کا مظہر ہونا چاہیئے

## حرص و ہوا سے بچو اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھو

خطبہ جمعہ
مورخہ ۲ جنوری ۱۹۷۰ء
فرمودہ
حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام
جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

الحمد للہ ربّ العالمین - الرّحمٰن الرّحیم - مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین ———— (سورۃ فاتحہ) ————

### اللہ کے نام سے سالِ نو کی ابتداء

آج نئے سال کی ابتداء ہے - اس وقت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھی بسم اللہ سے شروع کریں - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ ہر کام بسم اللہ سے شروع کیا جائے اس سے خدا کی برکت نازل ہوتی ہے - بسم اللہ کے معنی کیا ہیں - اس میں پہلا لفظ اللہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے - جس قدر مخلوقات ہے اس کی پیدائش - زندگی اور قیام کا موجب ہے میدانوں میں جس قدر مخلوق ہے" اس کا پالنہار ہے - سمندر جو خشکی سے تین گنا بڑا ہے اس کا بادشاہ ہے اور اس میں جس قدر زندگی ہے اس کی طرف سے ہے - اس بڑے بادشاہ کو سامنے رکھ کر، اس کو پکار کر ہم کہتے ہیں - کہ ہم اس سال کی ابتداء تیرے نام سے کرتے ہیں -

### اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کی وسعت اور اس کا وقار

جس قدر دنیا میں بادشاہ ہیں وہ اپنی اپنی سلطنتوں کے اندر بڑی بڑی طاقتوں کے مالک ہیں لیکن تمام دنیا کے بادشاہ تمام کائنات کے بادشاہ کے سامنے ان کی کچھ حقیقت نہیں - اس کائنات پر غور کریں تو خود زمین سُورج کے مقابلہ پر چھوٹی سی چیز ہے - اس فضاء کی بلندیوں اور فراخیوں کی کچھ حد نہیں یہ کتنی بڑی سلطنت ہے جس پر اللہ تعالیٰ حکمرانی کر رہا ہے - اس کی بادشاہت اپنی سلطنت کی وسعت کے لحاظ سے ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں ہوسکتا - ایک دفعہ برطانوی حکومت نے ہندوستان میں اپنا وائسرائے ایک شخص کو بنا کر بھیجا - وہ بڑا قابل آدمی تھا - جب وہ ہندوستان سے واپس گیا تو اس کو امریکہ میں ایمبیسیڈر بنا کر بھیجا گیا - یہ اس شخص کی بڑائی اور انگریزی سلطنت کا وقار تھا کہ اس نے اپنے وقار کے مطابق امریکہ میں اپنا سفیر بھیجا - اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی عظمت اور کبریائی کے مطابق دنیا میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنا ایمبیسیڈر بنا کر بھیجا - ہم اس بادشاہ کی مخلوق اور اس کے رسول صلعم کی اُمّت ہیں - اس بادشاہ کے نام سے ہم اس سال کی ابتداء کرتے ہیں -

### اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا مقتضا

اللہ تعالیٰ کی طاقتیں بے اندازہ ہیں - اس کے احسانات بے انتہاء ہیں - اس کا علم بڑا باریک اور وسیع ہے - اس کے علم اس کی قدرت اور اس کے احسانات کو سامنے رکھ کر اس کے نام سے ہم اس سال کی ابتداء کرتے ہیں - اللہ نے اپنے نام کے ساتھ الرحمٰن الرحیم بیان کیا ہے - الرّحمٰن اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جس کی وجہ سے ہر چیز کو جو بن مانگے مہیّا کی گئی ہے اور جو زندگی کے قیام کی موجب ہے - اس کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے فضل سے صفت رحمانیت کے ماتحت پیدا اور مہیا فرمایا ہے - جنگلات کی مخلوقات بے شمار ہے - ان کو عقل و فہم نہیں ہے - لیکن الرحمٰن تمام مخلوقات کے لئے تمام وہ چیزیں مہیا فرماتا ہے، جو اس کی زندگی کے لئے ضروری ہیں - ہمیں علم نہیں کہ ہماری زندگی کے قیام و بقاء کے لئے کیا کیا چیزیں ضروری ہیں - لیکن اس نے ہر ضروری چیز کو محض اپنے فضل سے پیدا کیا ہے - ہمیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کو سامنے رکھ کر دُعا کریں کہ وہ ہمارے لئے وہ برکات نازل فرمائے جو وہ ضروری سمجھتا ہے کہ ہمارے لئے مفید ہیں اور التجا کریں کہ اے اللہ! وہ ضروریات جن کے بارے میں ہمیں علم نہیں ہے وہ اپنی جناب سے اور محض اپنے فضل سے مہیّا فرما -

### صفت رحیمیّت کی غرض اور مقتضا

الرّحیم کے معنے ہیں ایک دانے کو جو ہم بوتے ہیں بارآور کر دینا - کبھی ایک دانہ گندم کا خوشہ بن جاتا ہے اور ہم ایک چھوٹی سی گٹھلی جو زمین میں بوتے ہیں ایک درخت بن جاتی ہے - لیکن اس دانے کو بارآور کرنا اور دانے کا پودا اور گٹھلی کا درخت بنانا یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے - تاہم انسان حقیر سی بھی کوشش کرے تو اس کا اجر اس سے بڑھ کر دینے والا الرّحیم ہے الرّحمٰن نے ہم کو جسم دیا قلب دیا - اعضاء دیئے کہ ان کے استعمال سے اور کائنات کی مہیا کردہ اشیاء سے ہم کام لیں - اور خدا کے حضور دُعا مانگتے رہیں کہ ان کے استعمال سے ہم پر اپنی برکات نازل فرما اس کے نتیجہ میں جو کچھ ہمیں ملے وہ صفت رحیمیّت کا اثر ہے -

### رحمانیت اور رحیمیّت کا اثر ہمارے قول و فعل پر

دن رات جو ہم بسم اللہ پڑھتے ہیں اور سورۃ فاتحہ بار بار دہراتے ہیں - اور ربّ العالمین کا ورد کرتے ہیں - کیا اس تعلیم کا اثر ہمارے قول و فعل کے اندر موجود ہے؟ ہمیں چاہیئے کہ الرّحمٰن کی صفت کو سامنے رکھتے ہوئے مخلوقِ خدا کے ساتھ مہربانی کریں اور لگاتار مہربانی کریں - الرّحمٰن بدلہ نہیں مانگتا - الرحمٰن یہ نہیں دیکھتا کہ کوئی عیسائی ہے یا یہُودی، ہندو ہے یا پارسی - اس کا سلوک سب کے ساتھ یکساں ہے - مسلمان کو بھی یہی سکھایا ہے کہ تمام بنی نوع انسان اس کے بھائی ہیں - یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں تفریق نہیں کرتا - لیکن مسلمان آج یہ دیکھتا ہے کہ فلاں شخص میری قوم، میرے اعتقاد اور میری جماعت کا ہے یا نہیں - حالانکہ مسلمان کا طریق ایسا ہونا چاہیئے کہ جب غیر قوم میں جائے تو پہچانا جائے کہ وہ مسلمان ہے کیونکہ اس کی طبیعت کے اندر تعصّب نہیں ہوتا - چاہیئے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی طرح بغیر معاوضہ کے ہم جنسوں کے ساتھ سلوک کریں -

### نیکی اور احسان دوسروں پر جتلانا مسلمان کی شان نہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذیٰ - کسی پر احسان کرو تو اس کو جتلاؤ نہیں - احسان کے جتلانے سے دل کو ٹھوکر لگتی ہے - مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ کسی سے نیکی کرکے اس کو یاد رکھے اور موقعہ آنے پر اس کو یاد دلائے اور جتلائے - مردوں اور عورتوں کو یہ صفت اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے - مسلمان کو اجازت نہیں کہ وہ اپنے خادم کو اپنی مہربانی اور احسان منڈیاں جتلاتا رہے یہ اسلامی تہذیب کے برخلاف ہے - اللہ تعالیٰ نے الرّحمٰن کی صفت سکھانے کے لئے فرمایا خیر النّاس من ینفع النّاس - بہترین انسان وہ ہے جس سے دوسرے انسان کو نفع پہنچے - اور اس پر احسان نہ جتلائے - انسانوں کے علاوہ حیوانات کو بھی فائدہ پہنچانا مسلمان کا فرض ہے - حضور نبی کریم صلعم جب کسی جگہ پر پڑاؤ ڈالتے تو آپؐ اور آپؐ کے صحابہ رضہ نماز سے پیشتر اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کے چارہ اور آرام وغیرہ کی فکر کرتے - باوجود اس کے کہ وہ عبادت الٰہی کے پروانے تھے لیکن وہ کہتے ہیں لا نسبح حتی نحل الرحال جب تک ہم مویشیوں کے پالان وغیرہ نہ اتار لیتے - اراحۃ الدواب اور جب تک جانوروں کے آرام کا بندوبست نہ کر دیتے اس وقت تک ہم نماز نہیں پڑھتے تھے -

### مومن اور مُسلمان کی تعریف

جہاں حضور صلعم یہ چاہتے ہیں کہ میری اُمت کے لوگ خیال رکھا کریں ہوں وہاں آپ نے یہ بھی فرمایا المؤمن من امن النّاس

مومن ہے جس سے لوگ امن وعافیت میں ہوں والمسلم من سلم المسلمون من لسانہ وید ہٖ مسلم وہ ہے جو لوگوں کے امن کا موجب ہو اور جس کے قول وفعل سے مسلمان امن میں رہیں اور اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔

## بسم اللہ سے ہر کام کی ابتدا کرنی چاہیئے۔

تو بسم اللہ سے ہمیں ہر کام کا آغاز کرنا چاہیئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر سورت کی ابتدا میں لکھی گئی ہے مسلمان دن رات بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور الحمد للہ پڑھتا ہے کہ اس کے اندر بھی یہ صفات ربوبیت اور صفات الرحمٰن اور الرحیم کی پیدا ہو جائیں۔

## اسلام مسلمان کو بابرکت بنانا چاہتا ہے۔

کہاں خیر الناس بننا اور کہاں لوگوں کی بے عزتی اور عیب جوئی کرنا یہ کس قدر تضاد ہے اسلام تو مسلمان کو ایک اعلےٰ درجہ کا رحیم وکریم انسان بنانا چاہتا ہے اور اس کو معاشرے کے لئے بابرکت بنانا چاہتا ہے۔ فرمایا انما المؤمنون اخوۃ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ آج اخوتِ اسلامیہ کی بہت بڑی کمی ہے۔ اخوت کے کچھ تقاضے ہیں۔ ان کو پورا نہ کرنا بڑا افسوسناک امر ہے۔ جس بادشاہ کو ہم پکارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے مولا! ہم پر تیرا رحم وکرم نازل ہو، اس کا حکم ہے انما المؤمنون اخوۃ۔ اے مومنو! آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ تمہارے معاملات کے اندر نظر آنا ہو کہ تم ایک دوسرے کے بھائی ہو۔

## مالک یوم الدین کا تقاضا سب کے حقوق اور حفظ مراتب کا خیال رکھا جائے

آگے فرمایا مالک یوم الدین۔ وہ یوم جزا وسزا کا مالک ہے اس کو طاقت وقدرت حاصل ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ تم اپنے تعلقات اور معاملات میں عدل وانصاف قائم کرو۔ اپنے گھر کے اندر اپنے بیوی بچوں کے حقوق کا خیال رکھو۔ گھر میں بڑے بھائی کا جو حق ہے اس کو ادا کرو۔ بڑی بہنیں، پھوپھی، خالہ، چچا اور ماموں کا بھی حق ہے ان کے حقوق کو مدِنظر رکھنا ارشادِ الٰہی ہے مالک یوم الدین۔ ہمیں سکھاتا ہے کہ لوگوں کے حفظِ مراتب کا خیال رکھنا اسلام ہے کوئی باپ ہے تو کوئی ماں ہے۔ کوئی کسی محکمہ کا ناظم ہے تو کوئی افسر ہے ان کے مراتب پر نگاہ رکھو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں امرنا رسول اللہ صلعم ان ننزل الناس علیٰ قدر منازلھم۔ سبحان اللہ! کیا تہذیب وثقافت ہے جو حضور نبی کریم صلعم نے سکھائی۔ اللہ تعالےٰ نے جہاں انسان کو جسم دیا ہے وہاں رُوح بھی عطا فرمائی ہے۔

## رُوح کی تربیت

ہم جسم کی تندرستی اور صحت کے لئے لاکھ جتن کرتے ہیں۔ ہزار احتیاط برتتے ہیں اسی طرح رُوح کی تربیت کے لئے احتیاط ضروری ہے۔ رُوح کی تربیت سے ہی انسان انسان بنتا ہے۔ اگر رُوح کی تربیت نہ ہو تو انسان حیوان ہے۔

## انسان اور حیوان میں فرق

حیوان کی صفت حرص اور لالچ ہے۔ حیوان چلتے چلتے کسی دوسرے کی کھیت میں چلا جاتا ہے اس کو سمجھ نہیں ہوتی۔ حیوان اور انسان میں یہی فرق ہے۔ جب انسان کی حرص اور لالچ بڑھتا ہے تو وہ حیوان اور درندہ بن جاتا ہے۔ انسان کے اندر ملکوتی صفات بھی ہیں۔ ان صفات کو اُجاگر کرنے سے انسان فرشتہ بن جاتا ہے

## حرص وہوا انسان کی ذلّت کا موجب ہے۔

حرص کو عربی میں الھویٰ کہتے ہیں جس کے معنی ہیں گرنا امام راغبؒ اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ الھویٰ یسمّیٰ بہ لانہ یھوی لصاحبۃ الی کل بذیۃ فی ھٰذہ الدنیا والی الھاویہ فی الاٰخرۃ۔ حرص اور لالچ دنیا میں مصیبت میں مبتلا کر دیتی ہے اور قیامت کے دن دوزخ میں ڈال دیتی ہے۔ الھویٰ کو اپنا دشمن بناؤ۔ تمہیں دیکھنے والا بھی دیکھے کہ تمہارے اندر کوئی حرص اور لالچ نہیں ہے۔ جو لوگ حرص اور لالچ کا شکار ہوئے۔ انہوں نے لاکھوں کروڑوں روپیہ جمع کرنے کا ارادہ کیا لیکن وہ گر گئے۔ وہ شرمندہ ہیں۔ آج تین سو تین آدمی جو معطل کئے گئے وہ اپنے آپ سے شرمندہ ہیں۔ تو حرص لالچ اس دنیا میں بھی انسان کو گرا دیتا ہے آج وہ لوگ اپنی نگاہوں میں آپ گر گئے ہیں کئی کمشنر اور ڈپٹی کمشنر بہت اُونچے خاندان سے تعلق رکھنے والے۔ گر گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے خاندان کو برباد اور بدنام کر دیا ہے۔ انسان مرکب ہے حیوانیت اور ملکوتیت سے۔ جس کا دل چاہے حیوان بن جائے۔ اور جس کا دل چاہے اپنے اندر کے فرشتہ کی پرورش کرے۔ اور وہ ارادہ کر لے کہ وہ حرص اور لالچ پر قابو پائے گا۔ حضور صلعم نے فرمایا جاھدوا اھوٰئکم کما تجاھدون اعدائکم۔ ایک دشمن تمہارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے وطن کے دفاع کے لئے اس کا مقابلہ تم ہر طرح کی طاقت سے کرتے ہو۔ حرص اور لالچ بھی تمہارا بڑا دشمن ہے یہ تمہارا کردار تباہ کرنے والا ہے۔ اس کا مقابلہ تم ہر طرح کی طاقت وقدرت اور سعی اور جدوجہد کے ساتھ کرو۔ یہ دشمن تمہارے پہلو میں ہے۔ ہر مسلمان کی آج یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ میں نے اپنے آپ کو مہذب مسلمان ثابت کرنا ہے، حرص وہوا پر قابو پانا ہے۔ ارد گرد کے لوگ سمجھتے ہوں کہ تم مسلمان ہو اور ان کو یقین ہو کہ تم لالچی اور طمع کے بندے نہیں ہو، کس قدر بلیغ کلام ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس طرح تم اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہو اسی طرح تم حرص وہوا کا مقابلہ کرو۔ بلاشبہ جسم بہت بڑی نعمت ہے لیکن رُوح جسمانیات سے بہت بڑھ کر ہے۔ یہ حرص دشمن ہے اس رُوح پر جو غارت گری کرنا چاہتا ہے اس کا مقابلہ کرو۔

## مسلمان کو عدل وانصاف قائم کرنا چاہیئے

علاوہ ازیں فرمایا مالک یوم الدین۔ مسلمان کو کوشش کرنا چاہیئے کہ وہ عدل وانصاف قائم کرے۔ لوگوں سے ظلم وجور روا نہ رکھے۔ اور ان کے حقوق ادا کرے۔ لوگوں کے مراتب کا خیال رکھے اس سے ہی معاشرہ میں تہذیب اور کردار ترقی پذیر ہوتا ہے۔ جب تک ایک ایک فرد کو یہ احساس نہ ہو کہ میں نے مسلمان بننا ہے، اس وقت تک معاشرہ میں خیر وخوبی پیدا نہیں ہو سکتی

## اطاعت وفرمانبرداری کو اپنا شعار بنائیں۔

فرمایا ایاک نعبد وایاک نستعین ایک مہذب انسان کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ وہ فرمانبردار ہو۔ قرآن کریم نے اطاعت اور فرمانبرداری پر بڑا زور دیا ہے۔ فرمایا ولہ اسلم من فی السمٰوات ومن فی الارض۔ زمین وآسمان کی ہر چیز اللہ تعالےٰ کی فرمانبردار ہے۔ ہمیں بھی اطاعت کا حکم ہے، لہٰذا اطاعت کو اپنا شعار بنائیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ادخلوا فی السلم کافۃ یعنے پوری پوری فرمانبرداری اختیار کرو لفظی ترجمہ تو یہ ہے فرمانبرداری کے اندر داخل ہو جاؤ۔ یعنی تمہارا اوڑھنا بچھونا فرمانبرداری ہو جانے۔ تم خدا کے پُورے پُورے فرمانبردار بنو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی پوری پوری فرمانبرداری کرو۔ تم اپنے حاکموں کے فرمانبردار بنو۔ اپنے بزرگوں کے فرمانبردار بنو۔ اپنے افسروں کے فرمانبردار بنو۔ الغرض الاطاعت الاطاعت الاطاعت تمہاری زبان پر اور تمہارے عمل میں نظر آنے۔

## یہودی اور عیسائی کی طرح تنگدل اور غالی نہ ہو۔

علاوہ ازیں مسلمانوں کو نہ یہودی صفت بننا چاہیئے اور نہ ہی عیسائی صفت بننا چاہیئے۔ وہ لوگ باوجود خدا کی کتاب اپنے پاس رکھنے کے یا تو لفظ پرست بن گئے اور احکام کی رُوح سے بیگانگی اختیار کرنے والے بن گئے یا غلو کرنے کی مرض میں مبتلا ہو کر اپنے نبیؑ کو خدا بنانے لگے۔ مسلمان بھی خدا کی کتاب پڑھتے ہیں ان کو لفظ پرستی اور تنگدلی اور تعصّب کا شکار نہ بننا چاہیئے اور نہ ہی اپنے مذہبی راہنما کو خدا سمجھنا چاہیئے اور نہ ہی اس کو نبی قرار دینا چاہیئے۔

## رسولِ کریم صلعم کا ورثہ کتاب اللہ اور سنّت نبویؐ

خدا کے رسولؐ نے مسلمان کو یہ تلقین فرمائی تھی۔ ترکت فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا ابدا کتاب اللہ وسنتی یعنے تمہارے لئے ایسا قیمتی ورثہ چھوڑتا ہوں جس پر مضبوطی سے عملدرآمد کرنے کے باعث تم کبھی بادِ صواب سے نہیں بھٹکو گے وہ ہے خدا کا کلام اور اس کے رسولؐ کی سنّت۔ قرآن کریم کے بعد اور رسول کریمؐ کے بعد نہ کوئی کتاب آسمان سے نازل ہوگی اور نہ ہی کوئی رسول آئے گا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ عبادت صرف خدا کی ہوگی پیروی صرف رسول اکرمؐ کی ہوگی۔ قیامت تک کیلئے ایک ہی ہماری کتاب ہے اور قیامت تک کے لئے ایک ہی ہمارے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

## صدقہ جاریہ کا ثواب حاصل کریں

احمدیہ مارکیٹ کے اُوپر جو فلیٹ بنائے جا رہے ہیں ان میں سے ایک فلیٹ کی جگہ خالی ہے۔ اس سے پہلے بعض دوستوں نے چند فلیٹ بنوائے ہیں جن میں سے ہر فلیٹ کا کرایہ دو سو روپیہ ماہوار انجمن کو اور ان کا ثواب بطور صدقہ جاریہ ان دوستوں کو پہنچتا ہے۔ باقی ایک فلیٹ کی تعمیر کے لئے بارہ ہزار روپیہ کی ضرورت ہے اگر کوئی صاحب یہ رقم مرحمت فرمائیں تو یہ ان کے لئے صدقہ جاریہ کا کام دے گی۔ امید ہے کوئی صاحبدل جلد از جلد اس ثواب کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس سلسلہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ سے خط وکتابت کی جائے۔

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ اسلام انگلستان

# پیغام احمدیت

(۸)

## کتاب "قادیانی مذہب" کے بعض اعتراضات پر تبصرہ

(۳۸ - الف) پیشاب کا انتظام

فصل پہلی صفحہ ۱۰۹ خلاصہ اعتراض:

مفتی محمد صادق صاحب کا بیان ہے - میری کوشش تھی کہ جہلم کے سفر میں رات کے وقت مجھے حضور کے پاس ہی سونے کا موقعہ ملے - رات جب حضرت پیشاب کی غرض سے اُٹھے تو میں جلدی سے مٹی کا برتن اور مٹی کے ڈھیلے لایا اور بعد میں برتن اُٹھا کر باہر لے گیا - دوسری دفعہ جب لاہور میں ایسا واقعہ پیش آیا تو حضرت مرزا صاحب نے مجھے برتن کو باہر نہ لے جانے دیا اور کھڑکی سے جو کمرے میں تھی خود ہی پیشاب باہر گرا دیا -

---

ہر انسان کے ساتھ بول و براز کی حاجات لگی ہوئی ہیں - اگر آپؑ کے مرید نے اس سلسلہ میں برتن لاکر رکھ دیا اور مٹی کے ڈھیلے مہیا کئے تو اس میں کونسی قباحت ہے - آخر اس وقت ہر جگہ فلش سسٹم کا تو انتظام نہ تھا کہ بٹن دبایا یا تار کھینچی تو سب کچھ پانی کے ساتھ بہہ گیا - رات کے وقت پیشاب کے لئے برتن استعمال کرنا اور اگر پانی نہ ہو تو استنجے کے لئے مٹی کے ڈھیلے استعمال کرنا یہی طریق مسنون ہے - خواجہ کمال الدین مرحوم سے ایک بار پنجاب کے بعض مولویوں نے پوچھا کہ جو انگریز مسلمان ہوتے ہیں کیا وہ تہبند بھی باندھتے ہیں اور مٹی کے ڈھیلوں سے استنجا بھی کرتے ہیں؟ خواجہ صاحب نے فرمایا بھائی جتنا مجھ سے ہو سکا میں نے کام کر دیا اب آپ لوگ بھی تو کچھ ہمت کریں اور ان یورپین مسلمانوں کو تہبند باندھنا اور مٹی کے ڈھیلے استعمال کرنا سکھائیں - خیر یہ تو جملہ معترضہ بیچ میں آ گیا - برقی صاحب اور ان کے حواریوں کے لئے ذیل کی روایت قابل غور ہے:

" ام ایمن کا بیان ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رات کے وقت ضرورةً برتن میں پیشاب کر کے رکھ دیا - مجھے پیاس لگی - پانی سمجھ کر پی لیا - صبح جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیشاب دکھاہے پھینک دو - انہوں نے عرض کیا وہ تو پی لیا ہے - اس پر آپ نے انکار نہیں فرمایا (اصباح بخاری جلد ۸ صفحہ ۳۵) اس سے معلوم ہوا کہ بول و براز بھی جائز ہے "

اس روایت سے ذیل کے امور پر روشنی پڑتی ہے - کہ "پیشاب کے انتظام" کے سلسلہ میں

۱ - رسول کریمؐ بھی رات کے وقت برتن میں پیشاب کیا کرتے تھے -

۲ - صبح کے وقت اسے پھینکوا دیتے تھے -

حضرت مرزا صاحب کے متعلق جو روایت مفتی محمد صادق صاحب کی بیان کردہ ہے اس میں صرف اتنا فرق ہے کہ اسے صبح پھینکنے کی بجائے ایک دفعہ مفتی صاحب برتن اُٹھا کر اسی وقت باہر لے گئے اور دوسری دفعہ حضرت صاحب نے اسے خود اُٹھا کر پھینک دیا کہ ناحق مفتی صاحب کو کیوں تکلیف دی جائے -

باقی رہا ام ایمن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشاب کو پانی سمجھ کر پی جانا اور اس سے علماء احناف - شوافع و موالک وغیرہم کا رسولؐ کے بول و براز کی طہارت کا استدلال تو یہ امر زیر بحث نہیں - تفصیلات دیکھنی ہوں تو احادیث کی کتب کی طرف رجوع کیجئے -

شامی کتاب الطہارت میں طہارت کے اقوال درج ہیں - مُلّا علی قاری نے شرح شفاء میں بول و براز کی طہارت کے تمام دلائل کو رد فرمایا ہے -

(۳۹) دو بیماریاں (۴۰) تیس برس (۴۱) دائم المرض ، فصل پہلی صفحہ ۱۱۰ - صفحہ ۱۱۱ -

خلاصہ اعتراضات :-

حضرت مرزا صاحب کو دو بیماریاں لاحق تھیں - دوران سر اور ذیابیطس - کبھی دُعا سے رخصت ہو جاتیں گویا دُور ہو گئیں مگر پھر شروع ہو جاتیں - کبھی بیس دفعہ اور بعض اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آنا وغیرہ -

---

کیا خدا تعالیٰ کے نیک بندے جسمانی تکالیف سے محفوظ رہتے ہیں؟ قرآن مجید میں ہے :-

وَاَيُّوبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

ایوب کی اس حالت کو یاد کرو جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے -

اس کی تفسیر میں ابن کثیر نے لکھا ہے :-

" حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیفوں کا ... بیان ہو رہا ہے جو مالی جسمانی اور اولادی تھیں ان کے بہت سے قسم قسم کے جانور تھے کھیتیاں باغات وغیرہ تھے ، اولاد تھی ، لونڈیاں ، غلام ، جائیداد اور مال متاع سب کچھ خدا کا دیا ہوا موجود تھا - اب جو رب کی طرف سے آزمائش آئی تو ایک سرے سے سب کچھ فنا ہو گیا - یہاں تک کہ جسم میں بھی جذام پھوٹ پڑا - دل اور زبان کے سوا سارے جسم کا کوئی حصہ اس مرض سے محفوظ نہ رہا یہاں تک کہ آس پاس والے گھن کرنے لگے - شہر کے ایک اجڑ کونے میں آپ کو سکونت اختیار کرنی پڑی - سوائے آپ کی ایک بیوی صاحبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے اور کوئی آپ کے پاس نہ رہا - اس مصیبت کے وقت سب نے کنارا کر لیا - یہی ایک تھیں جو ان کی خدمت کرتی تھیں ساتھ ہی محنت مزدوری کر کے پیٹ پالنے کو بھی لایا کرتی تھیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ سب سے سخت امتحان نبیوں کا ہوتا ہے پھر صالح لوگوں کا پھر ان سے نیچے کے درجے والوں کا پھر ان سے کم درجے والوں کا - اور روایت میں ہے کہ ہر شخص کا امتحان اس کے دین کے انداز سے ہوتا ہے - اگر وہ اپنے دین میں مضبوط ہے تو امتحان بھی سخت تر ہوتا ہے "

(تفسیر ابن کثیر اردو سترھواں پارہ صفحہ ۲۵)

معلوم ہوا کہ انبیاء اولیاء اور دیگر صلحاء کا بیمار پڑ جانا یا اور صدمات اُٹھانا بطور سزا نہیں ہوتا بلکہ سنت انبیاء و اولیاء کے مطابق اللہ تعالےٰ کا ایک امتحان ہوتا ہے -

اپنی خرابیٔ صحت کے باوجود حضرت مرزا صاحب جس طرح تبلیغ دین کے کاموں میں مصروف رہے وہ بطور خود ایک نشان ہے - جس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے (ملاحظہ ہو تبصرہ اعتراض نمبر ۵۴ - ۵۵ فصل پہلی) دوران سر اور ذیابیطس کے ضمن میں صرع (مرگی) نزول الماء اور کاربنکل سے جو خطرناک عوارض پیدا ہو جاتے ہیں ان سے خدا تعالےٰ نے آپ کو ہر طرح سے محفوظ رکھا - حضرت صاحب فرماتے ہیں :-

" ایک دن مجھے خیال آیا کہ ڈاکٹروں کے تجربہ کی رُو سے انجام ذیابیطس کا یا تو نزول الماء ہوتا ہے یا کاربنکل سرطان کا پھوڑا نکلتا ہے جو مہلک ہوتا ہے - سو اس وقت نزول الماء کی نسبت مجھے الہام ہوا نزلت الرحمة علٰی ثلٰث العین وعلی الاخریین یعنے تین عضو پر رحمت نازل کی گئی - آنکھ اور دو عضو پر - اور پھر جب کاربنکل کا خیال میرے دل میں آیا تو الہام ہوا السّلام علیکم - سو ایک عمر گذری کہ میں ان بلاؤں سے محفوظ ہوں - فالحمد للہ "

(قادیانی مذہب صفحہ ۱۱۱ بحوالہ حقیقۃ الوحی ص ۳۶۳)

ان میں سے پہلا الہام تو اس طرح پورا ہوا کہ آخر عمر تک آپ کو عینک لگانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی - اور دوسرے الہام کی رُو سے بھی حضرت صاحب کاربنکل کی تکلیف سے سلامتی میں رہے -

مخالفین احمدیت سو سو بار پیشاب کرنے کو بڑے مزے لے کر بیان کرتے ہیں اور وقت کا حساب لگا کر پوچھتے ہیں کہ اگر حضرت صاحب کی بیماری کی یہ کیفیت تھی تو نماز کس وقت پڑھتے ہوں گے -

بات تو صاف ہے سو یا ہزار کا لفظ محاورہ میں کثرت پر دلالت کرتا ہے جیسے ہم روزمرہ کی گفتگو میں کہتے ہیں کہ تمہیں یہ بات سو بار یا ہزار بار سمجھائی ہے پھر بھی نہیں سمجھے - حالانکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ تمہیں کثرت سے سمجھایا گیا ہے - دس بیس مرتبہ بھی ہو تو اس قسم کے الفاظ کا استعمال جائز ہے - عام طور پر حضرت صاحب کو پندرہ بیس مرتبہ دن میں پیشاب آتا تھا جیسا کہ حقیقۃ الوحی میں خود فرماتے ہیں :-

" دوسری مرض ذیابیطس تخمیناً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے - جیسا کہ اس نشان کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور ابھی تک بیس مرتبہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے "

(حقیقۃ الوحی ص ۳۶۳ ص ۳۶۴)

کبھی تکلیف زیادہ ہو جاتی تھی - باقی رہا نماز کا سوال تو اس کے متعلق انہوں نے خود تحریر فرمایا ہے جب ان کی تکلیف میں اضافہ ہوتا تھا تو :

" بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب زینہ پر چڑھ کر اوپر جاتا ہوں تو مجھے اپنی ظاہری حالت پر امید نہیں ہوتی "

(ضمیمہ اربعین ۳-۴ ص ۵)

عام حالات میں پندرہ بیس مرتبہ پیشاب کے لئے جانے سے نماز کے اوقات میں خلل نہیں پڑتا - مرزا صاحب تو اپنے ... نام کے ساتھ چشتی

قادری کے الفاظ لکھتے ہیں۔ اپنے روحانی پیشوا سید عبدالقادر جیلانی کے متعلق ذیل کا واقعہ پڑھ کر جس قسم کا چاہیں اچھوتا اور عجیب عنوان جمادیں:۔

" ایک دفعہ آپ کو کچھ خلل اسہال کا ہوا اور رات بھر میں باون مرتبہ اتفاق جانے بیت الخلاء کا عمل میں آیا ...... تو آپ نے باون مرتبہ ہی غسل تازہ کیا" گلدستہ کرامات صفحہ ۲۶۲)

علامہ ابن تیمیہ نے ایک اصولی بات بیان کی ہے:

" انبیاء بیمار پڑ سکتے ہیں اس لئے کہ مرض اور نبوت و رسالت کے مابین منافات نہیں"

(المنتقی صفحہ ۵۰۹ اردو ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری ناشر ادارہ احیاء السنۃ گھرجاکھ ضلع گوجرانوالہ)

اگر مرض اور نبوت کے مابین منافات نہیں تو مرض اور ولایت کے درمیان کیسے منافات ہو سکتی ہیں۔

(۴۴) چشم نیم باز۔ فصل پہلی صفحہ ۱۱۲

خلاصہ اعتراض:۔

حضرت مرزا صاحب کی عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں ایک دفعہ فوٹو کھینچوانے کے موقعہ پر بھی فوٹوگرافر کے کہنے پر آپ نے تکلیف سے آنکھوں کو زیادہ کھولا مگر وہ پوری طرح بند ہو گئیں۔ (روایت مولوی شیر علی صاحب بحوالہ سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۱۲۸ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب۔)

---

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم

مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ (سورۃ النور۔ آیت نمبر ۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

ان النظر سھم من سھام ابلیس مسموم من ترکھا مخافتی ابدلہ ایمانا یجد حلاوتہ فی قلبہ۔

نگاہ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص مجھ سے ڈر کر اسے چھوڑے گا میں اس کے بدلے اسے ایسا ایمان دوں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا۔ (طبرانی)

حضرت مرزا صاحب کی یہی غض بصر کی عادت تھی جسے برقی صاحب نشانہ ہدف بنا رہے ہیں۔

ایک سکھ مہمان نے حضرت مرزا صاحب کے والد سے کہا کہ آپ کا چھوٹا بیٹا کبھی نہیں دیکھا۔ جب آپ کے والد صاحب کو بلواتے تو

" آنکھیں نیچی کئے ہوئے آتے اور اپنے والد سے کچھ فاصلہ پر سلام کر کے بیٹھ جاتے بڑے مرزا صاحب ہنستے ہوئے فرماتے کہ لو اب آپ نے اس دلہن کو دیکھ لیا"

(تذکرۃ المہدی مصنفہ پیر سراج الحق صاحب بحوالہ مجدد اعظم حصہ دوم صفحہ ۱۳۱۷ مصنفہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

یہ تو آپ کے بچپن کے زمانہ کی سرگذشت ہے۔ یہی حالت بعد کے زمانہ کی تھی۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب فرماتے ہیں:۔

" کنواری لڑکی سے بھی بڑھ کر آپ باحیا تھے۔ غض بصر اس قدر تھا کہ مرد ہو یا عورت آپ آنکھ اٹھا کر دیکھتے نہ تھے۔ موٹی سے موٹی کام کاج کرنے والی عورتیں اس بات پر دو اور دو چار کی طرح یقین رکھتی تھیں کہ حضرت کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ ہفتوں، مہینوں اندر صحن کے پھرا کریں اور عورتوں کے مجمع میں سے ہر روز کیوں نہ گذرا کریں کبھی کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی آپ کی عادت نہ تھی۔ ہمیشہ نظر نیچی رکھتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک ریستمدا عورت نہا کر اور ایک چادر بدن کے گرد لپیٹے ہوئے گذر کر دوسری طرف جانے لگی تو کسی عورت نے کہا ادھر مرزا بیٹھا ہوا ہے۔ تو پہلی عورت کہنے لگی "اوہنوں کجھ نہیں لبھدا" یعنے اسے کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ وہ یقین تھا جو ہر ایک عورت کے دل میں تھا کہ آپ کو نظر اٹھا کر دیکھنے کی عادت نہیں"

(مجدد اعظم حصہ دوم صفحہ ۱۲۷۶)

یہ تو خواتین کی شہادت تھی۔ باہر مردوں میں بھی حضرت صاحب کا یہی حال تھا:۔

" کئی دفعہ ایسا ہوا کہ فرمایا فلاں صاحب کو بلا لو۔ تو وہ صاحب پہلو میں سے ہی بول پڑے کہ حضور میں تو یہ بیٹھا ہوا ہوں۔"

(مجدد اعظم حصہ دوم صفحہ ۱۲۷۶ مصنفہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

حضرت اقدس کی زندگی میں مخالفین کا یہ بھی پروپیگنڈا تھا کہ مرزا صاحب کے پاس نہ جانا وہ جادوگر اور مسمرائزر ہے حالانکہ مسمرائزر تو آنکھوں سے اثر ڈالتا ہے اور آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیچی رہا کرتی تھیں، کسی سے مخاطب ہو کر کلام بھی فرماتے ... نظر نیچی ہوتیں۔

شاید کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ ممکن ہے کسی بیماری کے باعث ایسا ہو لیکن یہ امر بھی درست نہیں آپ تو تمام تمام دن تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے تھے لیکن نہ کبھی آپ کی آنکھیں تھکیں اور نہ بیمار ہوئیں۔ اللہ تعالےٰ کا آپ کی نظر کے متعلق حفاظت کا وعدہ تھا اسی لئے باوجود لمبی عمر پانے کے آپ کی "چشم نیم باز" کو کبھی عینک کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

" ایک دفعہ بباعث مرض ذیابیطس جو قریباً بیس سال سے مجھے دامنگیر ہے آنکھوں کی بصارت کی نسبت بہت اندیشہ ہوا کیونکہ ایسے امراض میں نزول الماء کا سخت خطرہ ہوتا ہے تب خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنی اس وحی سے تسلی اور اطمینان اور سکینت بخشی اور وہ وحی یہ ہے نزلت الرحمۃ علی ثلث۔ العین وعلی الاخرین یعنے تین اعضاء پر رحمت نازل کی گئی ایک آنکھیں اور دو اور عضو اور ان کی تصریح نہیں کی گئی۔ اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا بیس برس کی عمر میں میری بینائی تھی ایسی ہی اس عمر میں بھی کہ قریباً ستر برس تک پہنچ گئی ہے وہی بینائی ہے سو یہ وہی رحمت ہے جس کا وعدہ خدا تعالےٰ کی وحی میں دیا گیا تھا" (حقیقۃ الوحی مصنفہ حضرت مرزا صاحب صفحہ ۳۰۶ و صفحہ ۳۶۴)

معلوم ہوا کہ حضرت مرزا صاحب کی آنکھوں کی "نیم بازی" کسی بیماری کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ قرآن کے ارشاد کے مطابق نگاہیں نیچی رکھنا آپ کی دوسری فطرت بن گئی تھی۔ اور اس پر اعتراض وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کی چشم غائر بین بصیرت سے خالی ہو اور جنہیں حضرت مرزا صاحب کی یہ بات قابل اعتراض نظر آئے۔

(۴۶) مقدمہ کی فکر۔ فصل پہلی۔

خلاصہ اعتراض:۔

حضرت صاحب کچہری کی طرف تشریف لے جانے سے پہلے دعا کے لئے اس کمرے میں گئے جو اس غرض کے لئے پہلے ہی سے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ جب دعا کر کے باہر نکلے تو مولوی محمد علی صاحب نے آپ کو چھڑی دی حضرت صاحب نے فرمایا یہ کس کی چھڑی ہے عرض کیا حضور ہی کی ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا میں نے تو سمجھا تھا کہ میری نہیں ہے۔

---

یہ مقدمہ کی فکر نہیں بلکہ عبادت کا انہماک تھا کہ انہیں دنیا و مافیہا سے بے خبر کئے دیتا تھا صحابہ کرام کی بھی یہی خصوصیت تھی کہ نماز میں وہ کیفیت طاری ہو جاتی کہ بعض اوقات جب سلام پھیرتے تو ایک دوسرے کو پہچانتے نہیں تھے۔ اگلے اعتراض پر نوٹ بھی ملاحظہ ہو۔

(۴۷) بے توجہی۔ فصل پہلی صفحہ ۱۱۳۔

خلاصہ اعتراض:۔

حضرت مرزا صاحب کی بے توجہی کا عالم یہ تھا کہ جراب کی ایڑی پاؤں کے تلے کے اوپر ہو جاتی، ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا گرگابی کا دایاں پاؤں بائیں پاؤں میں ڈال لیتے۔ کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔ (بحوالہ سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۵۸ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب)

---

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں

" اور منجملہ احوال نفس کے غیبت ہے۔ اور اس کے یہ معنی ہیں کہ نفس اپنی خواہشات سے غائب ہو جاتا ہے، جیسا کہ حارث بن عبداللہ کہتے ہیں۔ مجھے کچھ توجہ نہیں ہوتی کہ میں نے عورت کو دیکھا یا دیوار کو، اور امام اوزاعی سے کسی نے کہا ہم نے تمہاری باندی کو بازار میں دیکھا انہوں نے فرمایا کیا وہ زرقاء تھی؟ اور منجملہ احوال نفس کے محق ہے اور وہ حالت یہ ہے کہ ایک آدمی ایک مدت تک جس میں عادتاً کھانے پینے سے آدمی بے خبر نہیں رہ سکتا اس وجہ سے غافل رہے کہ اس کا نفس عقل کی جانب متوجہ ہو گیا اور اس کی عقل نور الٰہی سے بریز ہو گئی ہو۔" (حجۃ اللہ البالغہ اردو ترجمہ حصہ دوم صفحہ ۳۰۸)

شاہ ولی اللہ تو بے توجہی یا دوسرے الفاظ میں "غیبت" کے ان مقامات کا ذکر کر رہے ہیں جہاں ایک متقی انسان کو اس کی بھی خبر نہیں ہوتی کہ اس نے عورت کو دیکھا یا دیوار کو یا وہ ایسے مقام پر پہنچ جائے کہ اسے کھانے پینے سے بھی غفلت ہو جائے اور برقی صاحب اسی قسم کے مواد کو احمدیت کے حق میں "زہر قاتل" قرار دے رہے ہیں اور ان کے اپنے فلسفہ کی رُو سے یہی زہر اسلام کے حق میں "تریاق" بن جاتا ہے۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

(۴۸) جیب کے ڈھیلے۔ فصل پہلی صفحہ ۱۱۳

خلاصہ اعتراض:

حضرت مرزا صاحب بعض وقت اپنی جیب میں مٹی کے ڈھیلے رکھا کرتے تھے۔ اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ یہ باتیں اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ کو اپنے یار ازل کی محبت میں ایسی محویت تھی جس کے باعث دنیا سے بے خبر ہو رہے تھے۔ ریمارکس للمؤلف برقی: البتہ کھانے میں مرغ بٹیر وغیرہ مشک عنبر دین میں تاویلات اور نبوت کے دعوے کی طرف توجہ باقی رہ گئی تھی اس سے زیادہ نہیں۔

---

قارئین کو اس کا تجربہ بار بار ہو چکا ہو گا کہ

برنی صاحب اپنی کتاب کے متعلق جس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ یہ تحقیق و تنقید میں آپ ہی اپنی نظیر ہے (تمہید بمبر صفحہ ۸۳) اس کی صرف اتنی حقیقت ہے کہ یہ کتاب تمسخر، تضحیک، استخفاف و استہزاء میں اپنی نظیر آپ ہے۔ اعتراض نمبر ۴۷ کے جواب میں موجودہ اعتراض کا بھی جواب آ چکا ہے باقی رہا گرد کے اور مٹی کے ڈھیلوں کا "بعض وقت" یعنی جیب میں رکھ لینا شاید کسی کی طبع نازک پر گراں گذرے کہ اس طرح تو ڈھیلوں کا گرد و غبار گڑ کو لگ جاتا ہوگا تو اس کا علاج مشکل نہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا :-

"جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر پڑے تو چاہیئے کہ اس پر سے گرد و غبار کو دور کر کے اس کو کھا لے" (سنن ابو داؤد پارہ ۲۴۔ باب فی اللقمۃ تسقط۔ اردو ترجمہ جلد سوم صفحہ ۱۸۲)

دیسے اوپر کے حوالے میں "بعض وقت" کے الفاظ ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی کبھار ایسا ہوتا تھا۔

برنی صاحب نے اس سلسلہ میں مرغ و بٹیر کا ذکر کیا ہے۔ ایک شاہد عینی کا بیان سنئے۔

"ہم نے خود حضرت مرزا صاحب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے انہیں تو اس قدر جناب الہی کی یاد میں استغراق اور خدمت دین میں انہماک تھا۔ (اس موقعہ پر اعتراض نمبر ۵۰ انہماک کو بھی مدنظر رکھ لیا جائے۔ ناقل) کہ انہیں پتہ ہی نہ ہوتا کہ وہ کیا کھا رہے ہیں اور کیا پہن رہے ہیں۔ جو کھانا کسی نے پکا کر رکھ دیا سر جھکا کر کھا لیا۔ اگر کھانا نہیں رکھا تو مانگا بھی کبھی نہیں گھر کے لوگ خیال سے انہیں کھانا بھیج دیتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ انہیں اپنے استغراق اور انہماک سے اتنی فرصت ہی نہیں کہ وہ کھانا مانگیں۔ اگر کبھی کھانا بھیجنا بھول گئے تو فاقہ ہو گیا۔ اور نہ پھر کبھی شکایت نہیں کی کہ آخر میں گھر کا مالک ہوں میرے کھانے کی کیوں فکر نہیں۔ اچھا کھانا مل گیا تو وہ کھا لیا۔ برا مل گیا تو وہ کھا لیا۔ نہ اچھے کھانے پر اظہار خوشنودی ہے۔ نہ برے کھانے پر اظہار ناراضگی کیا۔ ایک مرتبہ آپ کسی تصنیف میں مشغول تھے۔ خادمہ کھانا لے آئی۔ آپ فرش پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کو اطلاع دے کر کھانا وہیں رکھ کر چلی گئی۔ آپ کو خبر بھی نہ ہوئی۔ اتفاق سے ایک جنگلی کتا کہیں سے گھس آیا۔ وہ کھانا سب کھا پی کر اور چاٹ کر برتن صاف کر کے چلتا ہوا۔ آپ کو تب بھی خبر نہ ہوئی۔ خادمہ کچھ عرصہ کے بعد آئی دیکھا برتن خالی پڑے ہیں اس نے سمجھا کہ کھانا کھا لیا وہ برتن اٹھا کر چلتی بنی آپ کو پھر بھی خبر نہ ہوئی۔ اس وقت کا فاقہ ہو گیا۔ آپ کو خیال بھی نہ آیا۔ بعد میں ظہر کی نماز کا وقت دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ نے اب تک کھانا نہیں کھایا۔ تب پتہ چلا کہ کھانا تو کتا کھا گیا۔ مسکرا کر فرمایا "اچھا ہے اب شام ہی کو کھانا کھائیں گے"۔ میں پوچھتا ہوں کھانے کے شوقینوں کا کیا یہی طریق ہوا کرتا ہے کہ اپنے خدمت دین کے کام میں اس قدر انہماک ہو کہ کھانے پینے کا ہوش ہی نہ ہو۔ کھانے پینے کے جو شوقین ہوا کرتے ہیں وہاں تو کھانے کے اوقات میں بڑا بھاری اہتمام ہوا کرتا ہے۔ ان کے مطبخ میں تو قسم قسم کے کھانوں میں بڑا تکلف ہوا کرتا ہے اور وہ خود کھانے کے وقت کے اس طرح منتظر رہتے ہیں جس طرح روزہ دار عید کے چاند کا منتظر ہوتا ہے" (مجدد اعظم حصہ دوم صفحہ ۱۲۶۳ مصنفہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

مشک و عنبر کی بحث اپنے موقعہ پر آ گئے آدمی ہے دین میں تاویلات اور نبوت کے دعاوی کا تذکرہ اپنے مقام پر دوسری تیسری اور چوتھی فصل کے جواب میں ہوگا۔

## (۵۰) انہماک۔ فصل پہلی صفحہ ۱۱۴۔

خلاصہ اعتراض :-

ارشاد حضرت مرزا صاحب کہ انہیں اسہال کی بیماری تھی اور کام میں اتنا انہماک تھا کہ جب حاجت محسوس ہوتی تو انہیں وقت کے ضائع ہونے کا احساس ہوتا۔ اسی طرح روٹی کھانے کے وقت ان کی توجہ اور خیال کسی اور ہی طرف لگا ہوتا۔

(منقول از منظور الٰہی صفحہ ۳۴۹)

دراصل یہ اسی قسم کے اعتراضات میں سے ہے جس کا جواب ہم اعتراضات نمبر ۴۶ بے توجہی اور نمبر ۴۷ جیب کے ڈھیلوں کے سلسلہ میں دے چکے ہیں۔ برنی صاحب ایک ہی بات کو مختلف رنگوں اور مختلف پیرایوں میں دہراتے ہیں اور اس طرح سے احمدیت کے "سربستہ رازوں" سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ بیماری کا ذکر اس سے قبل بھی ہو چکا ہے اور اس پر بحث دوسرے اعتراضات کے سلسلہ میں آگے بھی آئے گی۔ جب انسان کسی مقصد کی تحصیل میں گم ہو جائے تو عام مشاہدہ یہی ہے کہ اسے کھانے پینے کا ہوش نہیں رہتا۔ جیسے جیسے عمر رواں گذرتی جاتی ہے کام کی زیادتی اور وقت کی کمی کا احساس شدید ہوتا جاتا ہے۔ نمبر ۴۸ میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی کتاب کا جو اقتباس ہم نے دیا ہے اسے غور سے ایک دفعہ پھر پڑھ لیا جائے۔

## (۵۱) ادب۔ فصل اول۔ صفحہ ۱۱۴۔

خلاصہ اعتراض :-

مفتی محمد صادق صاحب روایت کرتے ہیں کہ وہ اور حضرت مرزا صاحب ایک یکہ میں ہم سفر تھے۔ حضرت صاحب ان کی طرف کسی وجہ سے جھک گئے تو مفتی صاحب ذرا کھسک گئے حضرت صاحب اور ان کی طرف ہوئے تو مفتی صاحب مزید ہٹ گئے اور جب یکہ کا پہیہ کسی گڑھے میں پڑا تو وہ جھٹکے سے نیچے گر گئے۔ اور اس خیال سے کہ حضرت محسوس نہ کریں جلدی سے اٹھ کر پیشاب کے لئے بیٹھ گئے۔ مگر آپ نے فرمایا "مفتی صاحب آپ گر گئے جگہ تو بہت ہے" اور آپ پیچھے ہٹ گئے شاید یہ بھی کوئی امتحان تھا اللہ بہتر جانتا ہے۔

(بحوالہ اخبار الفضل ۱۷ر جنوری ۱۹۳۵ء)

---

جہاں انسانی طبعی ضروریات کا ذکر ہوتا ہے برنی صاحب ان واقعات کو بڑے مزے سے لے کر بیان کرتے ہیں تاکہ قارئین کی بشاشت طبع کا سامان ہوتا رہے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کے متعلق لکھا ہے کہ جب وہ دوسری بار حضرت علی رضؓ سے ملے تو حضرت علیؓ نے انہیں رسول کریم صلعم کے خدمت میں لے جانے کا وعدہ کیا۔ چونکہ اسلام کے ابتدائی ایام تھے اس لئے حالات سخت ناسازگار تھے حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں :-

"جب صبح ہو تو تم میرے ساتھ چلو۔ راستے میں اگر ایسا واقعہ نظر آئے (مثلاً کوئی کافر سامنے آ جائے) کہ جس میں مجھے خطرہ معلوم ہو تو میں بیٹھ جاؤں گا گویا پیشاب کر رہا ہوں (تم چلے چلنا) پھر جدھر میں جاؤں چلے جانا حتیٰ کہ جہاں داخل ہو جاؤں تم بھی وہاں آ جانا"

(حضرت ابوذر غفاری صفحہ ۶۹ از مناظر احسن گیلانی مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی چوتھا ایڈیشن بحوالہ بخاری)۔

یہ تو ہوا کسی بہانے پیشاب کے لئے بیٹھ جانے والی بات کا جواب۔ اب رہا یہ امر کہ حضرت مرزا صاحب مفتی صاحب کی طرف اس قدر کیوں جھکے تو اس کے متعلق مفتی صاحب نے کوئی وجہ نہیں بتائی مفتی صاحب کا خیال ہے کہ یہ شائد کوئی امتحان تھا اللہ بہتر جانتا ہے۔ اگر یہ بات درست تسلیم کر لی جائے کہ حضرت صاحب نے کسی امتحان کی غرض سے ایسا کیا تھا تو اس میں بھی قابل تعجب بات نہیں۔ اولیاء اور صوفیاء اپنے مریدوں کی ترقی باطنی اور خود شکنی کے لئے اپنے اجتہاد سے کام لے کر ان میں اضطرار و اضطراب شکستہ دلی و شکستگی کی مختلف کیفیات پیدا کرتے ہیں جس سے اصل مقصود تکمیل حال ہوتا ہے اور یہ معالج ہی صحیح جان سکتا ہے کہ اس کے مریض کی صحت کے لئے کونسا نسخہ بہتر ہے۔ لیکن چونکہ مفتی صاحب نے خود اس کے متعلق کوئی قطعی رائے ظاہر نہیں کی اس لئے ہم بھی صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ واقعہ کیوں اور کیسے پیش آیا۔

## (۵۲) روٹی کے ٹکڑے۔ فصل پہلی۔ صفحہ ۱۱۵۔

خلاصہ اعتراض :-

حضرت مرزا صاحب بمشکل ایک پھلکا کھاتے تھے جب آپ اٹھتے تو روٹی کے ٹکڑے کا بہت سا چورہ آپ کے سامنے سے نکلتا تھا (بقول جناب میاں محمود احمد صاحب معلوم نہیں حضرت صاحب ایسا کیوں کرتے تھے مگر کئی دوست کہا کرتے تھے کہ حضرت صاحب یہ تلاش کرتے ہیں کہ ان روٹی کے ٹکڑوں میں سے کونسا تسبیح کرنے والا ہے اور کونسا نہیں۔

(بحوالہ الفضل جلد ۲۲ نمبر ۱۰۵ مورخہ ۵ مارچ ۱۹۳۵ء)

---

"کئی دوست" جو چاہے کہا کریں ان کے ایک دوست ڈاکٹر بشارت احمد صاحب فرماتے ہیں :-

"بہت بوٹیاں یا ترکاری کھانے کی آپ کو عادت نہ تھی بلکہ اکثر لعاب سے چھوا کر روٹی کا ٹکڑا کھا لیا کرتے تھے۔ لقمہ چھوٹا ہوتا تھا۔ جو ٹکڑے آپ کے آگے سے بچتے انہیں کھانے کے دوران میں ہی ہاتھ سے اتنا باریک کر دیتے کہ دسترخوان جھاڑنے پر پرندے آسانی سے چگ سکیں۔ چونکہ خود کھانا نہایت کم کھاتے تھے اس لئے کھانے کے دوران میں زیادہ وقت مہمانوں کی خاطر مدارات میں ہی گذار دیتے تھے۔ گوشت یا کوئی اچھی چیز ہوتی تو اپنے آگے سے اٹھا کر مہمانوں کے آگے رکھ دیتے۔

(مجدد اعظم۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب حصہ دوم صفحہ ۱۲۵۴)

اب روٹیوں کے ٹکڑوں کی بات چلی تو ایک صحابی کے متعلق بھی روایت سن لیجئے۔

"حضرت عدی بن حاتم چیونٹیوں کو روٹی کا چورا کر کے کھلایا کرتے تھے کیونکہ ان کو ان پر رحم آتا تھا" (اسوۂ صحابہ حصہ دوم عبدالسلام ندوی صفحہ ۲۹۳)

## (۵۳) دوران سر۔ فصل پہلی صفحہ ۱۱۵۔

خلاصہ اعتراض :-

حضرت مرزا صاحب نے اپنے ایک مرید کو لاہور میں لکھا کہ پان عمدہ بنگی اور ایک کموڈ بھجوا دیں۔ انہیں دوران سر کی وجہ سے پیروں پر بوجھ دے کر رفع حاجت کے وقت سر کو چکر آتا ہے۔ (بحوالہ خطوط امام بنام غلام صفحہ ۵)

حضرت صاحب خود تو پان نہیں کھایا کرتے تھے لیکن ان کی اہلیہ دہلی کی تھیں اور انہیں پان کھانے کی عادت تھی۔ اگر ان کے لئے انہوں نے لاہور سے پان منگوا لئے تو پھر اس پر اعتراض کی کیا بات ہے اب تو جو مولوی صاحبان لندن، امریکہ تک جاتے ہیں آیا وہ پانوں کا اپنے لئے خاص اہتمام کر کے جاتے ہیں۔ لندن میں تو ہوائی جہاز کے ذریعہ سے اہل ثقلین کے لئے پان پہنچتے ہیں۔ حسد اور تعصب کی یہی نشانی ہوتی ہے کہ ہر چیز کو محل اعتراض بنایا جائے۔۔

اسی طرح اگر حضرت صاحب نے کموڈ منگوا لیا۔ (جسے آپ نے انگریزی طرز کا پاخانہ لکھا ہے) تو اس میں کونسا فعل خلاف شریعت کیا۔ اس پر بیٹھنے سے دل پر زور کم پڑتا ہے اور تکان اور ضعف پیدا نہیں ہوتا قضائے حاجت کے لئے عرب لوگ جنگل میں نکل جایا کرتے تھے اور ایسے مقام کی تلاش کرتے جو گڑھے کی شکل کا ہوتا۔ ازواج مطہرات بھی اس مقصد کے لئے رات کے وقت وسیع میدان میں جاتیں۔ (بخاری کتاب الوضوء باب خروج النساء الی البراز) جب مدنیت کا غلبہ ہوا تو آبادی میں قدمچے بننے شروع ہوئے۔ لیکن مکانات میں بیت الخلاء کے انتظام کو ابتدا میں معیوب سمجھا جاتا تھا۔ امام بخاری نے عبداللہ بن عمر کی حدیث سے قدمچوں کے استعمال کا جواز ثابت فرمایا ہے (البخاری کتاب الوضوء باب من تبرز علی لبنتین) چاہے انسان جنگل کا رخ کرے یا بیت الخلاء کا استعمال ستر کا خیال رکھنا چاہیئے۔ نیز یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ کسی قسم کی نجاست اس کے کپڑوں اور جسم کو نہ لگے اگر قدمچوں کے استعمال کی اجازت ہے تو کموڈ کو استعمال کرنا کیسے ممنوع ہو گیا۔

آج مولوی مولانا لوگ، یورپ جاتے ہیں تو کیا وہ یورپین طرز کے بیت الخلاء استعمال نہیں کرتے۔ آنے والی نسلیں ہنسیں گی کہ چودھویں صدی کے علماء اور پڑھے لکھے لوگ رہنے بھی کس قسم کے سفیہانہ اعتراضات حضرت مرزا صاحب کی ذات پر وارد کئے۔

## (۵۴) دماغی بے ہوشی۔ فصل پہلی صفحہ ۱۱۵۔

خلاصہ اعتراض:۔

مفتی محمد صادق صاحب کی روایت کہ جب حضرت مرزا صاحب سخت دماغی محنت کرتے تو آپ کے دماغ پر ایک کمزوری کا حملہ ہوتا اور بے ہوش ہو جاتے۔ ایک دفعہ حضور ساری رات مسودہ لکھتے رہے اور میں نقل کرتا رہا۔ صبح کی اذان ہوئی تو حضرت صاحب کو تکلیف محسوس ہوئی جس سے لیٹ گئے اور بے ہوش ہو گئے۔ (منقول از اخبار الحکم مورخہ ۱۹۳۵ء)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بی صاحب کی قاموس میں انسان کا بیمار پڑنا یا بے ہوش ہونا اخلاقی جرم ہے جس کا ارتکاب خدا کے نیک بندوں سے نہیں ہونا چاہیئے۔ یہی تو بار بار ایسے امور کا ذکر کر کے اپنی قاموس کی ضخامت کو بڑھاتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے:۔

"ایک دن حضرت ابوہریرہؓ نے کتان کے دو رنگین کپڑے زیب تن کئے۔ تو ایک سے ناک صاف کر کے کہا کہ واہ واہ ابوہریرہ آج کتان کے کپڑے سے ناک پونچھتے ہو۔ حالانکہ ایک دن وہ تھا کہ بھوک کے مارے رسول اللہ صلعم کے منبر اور حضرت عائشہ کے حجرے کے سامنے بے ہوش گرتے تھے۔ لوگ آتے تھے تو گردن پر پاؤں رکھ کر کہتے تھے کہ ابوہریرہ کو جنون ہو گیا ہے حالانکہ یہ سب بھوک کی وجہ سے تھا۔" (اسوۂ صحابہ حصہ اوّل۔ صفحہ ۳۱۳ از عبدالسلام ندوی بحوالہ الترمذی ابواب الزہد بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

بے ہوشی بھوک کی وجہ سے ہو یا دماغی کام کی کثرت سے آخر بے ہوشی ہے۔ خدا تعالے کے طبعی قوانین جس طرح عام لوگوں پر اثر انداز ہوتے ہیں اسی طرح نیک بندوں پر بھی اپنا اثر دکھاتے ہیں۔ اور ایسی بے ہوشی جس سے انسان پھر اس دنیا میں ہوش میں نہیں آتا اس میں تو ایک عام انسان سے لے کر انبیاء تک سب شریک ہیں۔ ایک سلیم الفطرت انسان کے لئے اتنا ہی اشارہ کافی ہے جس نے نہ سمجھنا ہو اس کے لئے دفتر کے دفتر بھی لاحاصل ہوں گے۔

(اعتراض ۲۹ فصل پہلی پر بھی نوٹ ملاحظہ ہو)

## (۵۵) خرابی صحت۔ فصل پہلی۔ صفحہ ۱۱۶۔

خلاصہ اعتراض:۔

ارشاد حضرت مرزا صاحب: عرصہ تین چار ماہ سے میری طبیعت نہایت ضعیف ہے۔ ایک سطر بھی لکھوں یا فکر کروں تو خطرناک دوران سر شروع ہو جاتا ہے اور دل ڈوبنے لگتا ہے خطرناک حالت ہے گویا مسلوب القویٰ ہوں اور آخری وقت ہے ایسا ہی میری بیوی دائم المریض ہے۔

(منقول از اخبار بدر جلد ۲ صفحہ ۲۱)

یہ ۱۹۰۷ء کا واقعہ ہے جب حضرت مرزا صاحب اپنی زندگی کی آخری منزلیں طے فرما رہے تھے۔ اور آپ کو اپنی وفات کے قریب ہونے کی مسلسل اطلاعات مل رہی تھیں۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء میں آپ نے الوصیت تحریر فرمائی۔ فرماتے ہیں:۔

"خدائے عزّوجلّ نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارے میں اس کی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا۔"

اس لئے جب آپ پر کسی بیماری کا غلبہ ہوتا تو آپ خالق حقیقی سے ملنے کے لئے تیار ہو جاتے لیکن اللہ تعالے جب تک اپنے ناچیز بندوں سے کام لینا چاہتا ہے انہیں اس کی ہمت و استقلال و استطاعت بھی عطا فرماتا ہے۔ باوجود یہ حالت تھی کہ حضرت صاحب ایک سطر بھی لکھنے سے لاچار تھے یا بعد میں خدا نے توفیق عطا فرمائی تھی تو اس کے بعد حقیقۃ الوحی اور چشمہ معرفت جیسی ضخیم کتابیں تحریر فرمائیں دوسرے کتابچے۔ اشتہارات اور خطوط ان کے علاوہ ہیں وعظ اور لیکچروں کا سلسلہ تو اپنی وفات سے ایک دو روز قبل تک جاری رہا۔ صبح سے شام تک لوگ ملنے کے لئے آتے تھے۔ اور وفات سے ایک روز قبل آپ نے اپنا لیکچر "پیغام صلح" لکھا۔

رتی صاحب کی شکایت یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب بیچ بیچ میں بیمار کیوں ہوتے رہتے تھے انہیں یہ نظر نہیں آتا کہ اس خرابی صحت کے باوجود جتنے مصروف ان کے اوقات گذرتے تھے اس کی متحمل بڑے بڑے توانا انسانوں کی صحتیں بھی نہیں ہو سکتیں۔ اخبار وکیل کے غیر احمدی ایڈیٹر مولوی عبداللہ العمادی نے آپ کی وفات پر یہ لکھا تھا:۔

"وہ شخص۔ بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا ہے۔ خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا۔"

(اخبار وکیل امرتسر۔ مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

اور ان سب ہنگامہ خیزیوں کا مرکز ایک ایسا انسان تھا جس کی جسمانی صحت بہت ہی کمزور تھی۔ بس یہیں سے اللہ تعالے کے فضل کے کرشمے نمایاں کو زندگی میں نظر آتے ہیں۔ اور یہ غیر معمولی صحت بھی آپ کی صداقت کا ایک نشان ہے جو ازل سے مقدر تھا۔

حضرت مرزا صاحب تو اپنے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"ایک دفعہ بباعث مرض ذیابیطس جو قریباً بیس سال سے مجھے دامنگیر ہے آنکھوں کی بصارت کی نسبت بہت اندیشہ ہوا۔ کیونکہ ایسے امراض میں نزول الماء کا سخت خطرہ ہوتا ہے تب خدا تعالے نے اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنی اس وحی میں تسلی اور اطمینان اور سکینت بخشی اور وہ وحی یہ ہے نزلت الرحمۃ علی ثلٰث العین وعلی الاخریین۔ یعنے تین اعضاء پر رحمت نازل کی گئی ہے ایک آنکھیں اور دو اور عضو اور ان کی تصریح نہیں کی اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ پندرہ بیس برس کی عمر میں میری بینائی تھی ایسی ہی اس عمر میں بھی کہ قریباً ستر برس تک پہنچ گئی ہے وہی بینائی ہے سو یہ وہی رحمت ہے جس کا وعدہ خدا تعالے کی وحی میں دیا گیا تھا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰۶)

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

"مجھے دماغی کمزوری اور دوران سر کی وجہ سے بہت ناطاقتی ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اب میری حالت بالکل تالیف و تصنیف کے لائق نہیں رہی اور ایسی کمزوری تھی کہ گویا بدن میں روح نہیں تھی۔ اسی حالت میں مجھے الہام ہوا تردّ الیک انوار الشباب۔ یعنے جوانی کے نور تیری طرف واپس کئے گئے۔ بعد اس کے چند روز میں ہی مجھے محسوس ہوا کہ میری گمشدہ قوتیں پھر واپس آتی جاتی ہیں۔ اور تھوڑے دنوں کے بعد مجھ میں اس قدر طاقت ہو گئی کہ میں ہر روز دو دو جزو نو تالیف کتاب کی اپنے ہاتھ سے لکھ سکتا ہوں اور نہ صرف لکھنا بلکہ سوچنا اور فکر کرنا جو نئی تالیف کے لئے ضروری ہے پورے طور پر میسر آگیا۔ ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب اور یہ دونوں مرضیں اسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے میں نے اپنا دعوےٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے۔ میں نے ان کے لئے دعائیں بھی کیں مگر منع میں جواب پایا اور میرے دل میں القا کیا گیا کہ ابتدا سے مسیح موعود کے لئے یہ نشان مقرر ہے کہ وہ دو زرد چادروں کے ساتھ دو فرشتوں کے کاندھوں

پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا۔ سو یہ وہی زرد چادریں ہیں جو جسمانی حالت کے ساتھ ان کو دی گئیں۔ انبیاء علیہم السلام کے اتفاق سے زرد چادر کی تعبیر بیماری ہے۔ اور وہ دو زرد چادریں دو بیماریاں ہیں جو دو حصہ بدن پر مشتمل ہیں اور میرے پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی کھولا گیا ہے کہ دو زرد چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ پورا ہوتا۔
(حقیقۃ الوحی ص ۳۰۶ - ۳۰۷)

باقی رہا حضرت صاحب کی اہلیہ محترمہ کا بیمار رہنا تو اس میں تعجب کی بات کونسی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے اہل خانہ اور بچے بیمار نہیں پڑتے؟ انہیں ان کی وفات کے صدمے نہیں اٹھانے پڑتے (اعتراض ۳۹ فصل پہلی پر بھی نوٹ ملاحظہ ہو) نہ معلوم برقی صاحب کا طائر خیال انہیں کہاں کہاں بہکانے لئے پھرتا ہے۔ اور ان سے ایسی ایسی باتیں کہلواتا ہے جن کی تائید نہ شریعت کرتی ہے نہ عقل سلیم۔

**(۵۰) سخت بیمار۔ فصل پہلی ص ۱۱۶**

خلاصہ اعتراض

مرزا سلطان احمد صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی بیماری کا ذکر کیا اور ایک دفعہ آپ سخت بیمار ہو گئے آپ کے کہنے پر کیچڑ لا کر اوپر نیچے رکھا گیا تو حالت رو با صلاح ہو گئی یہ مرض قولنج زحیری کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دکھایا تھا کہ پانی اور ریت منگوا کر بدن پر ملی جائے مرزا بشیر احمد صاحب کے خیال سے مرزا سلطان احمد صاحب کو ریت کے متعلق ذہول ہو گیا۔

---

مٹی۔ ریت۔ یا مٹی کے لیپ سے علاج کرنا کوئی حضرت صاحب کی خصوصیت نہیں کہ یہ "دُرِّ مکنون" برقی صاحب نے اس بحرِ بے کراں میں غوطہ لگا کر نکالا ہے اور رنگ رنگ کی دلچسپی کے لئے کتاب کی زینت بنایا ہے۔ اطباء یونانی ہوں یا آیورویدک قرنہا قرن سے اس طریق علاج سے واقف ہیں۔ علامہ ابن قیم فرماتے ہیں:۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ زمین میں ایسے خواص پائے جاتے ہیں جو کئی امراض میں فائدہ مند ہوتے ہیں اور کئی خراب قسم کے امراض میں مفید اور نافع اثر رکھتے ہیں۔ جالینوس کہتا ہے کہ میں نے اسکندریہ میں کئی معالجین کو دیکھا وہ مصر کی مٹی استعمال کراتے۔ اسے پنڈلیوں۔ رانوں کلائیوں۔ پشت اور پسلیوں پر لیپ کراتے۔ اور اس سے خوب فائدہ ہوتا۔ کہتے ہیں گا ہے گا ہے اورام متعفنہ پر یہ لیپ بہت زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے ایک قوم کو دیکھا کہ زیریں حصہ سے اخراجِ خون کے باعث ان لوگوں کے بدن متورم ہو چکے تھے۔ انہیں اس مٹی سے کافی فائدہ ہوا۔ ایک دوسری جماعت کو دیکھا کہ انہیں مزمن درد سے صحت حاصل ہو گئی جو ایک طویل عرصہ سے بڑی شدت سے جاری تھا۔ اور کوئی تکلیف نہ رہا۔

(زاد المعاد علامہ ابن قیم۔ ترجمہ رئیس احمد جعفری حصہ سوئم ص ۳۳۲)

بات اب علاج معالجے کی چل نکلی ہے تو اس سلسلہ میں زاد المعاد کا ایک اور اقتباس بھی ملاحظہ ہو:۔

" مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن شہاب سے انہوں نے ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بتایا کہ عامر بن ربیعہ نے حضرت سہل رض بن حنیف کو غسل کرتے دیکھا تو کہا۔ بخدا میں نے آج تک ایسا با نکا شخص نہیں دیکھا اور نہ ایسی خوبصورت جلد دیکھی ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ اس پر حضرت سہل رض کو (نظر لگ جانے کے باعث) دست شروع ہو گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عامر کے پاس تشریف لائے اور ناراض ہوئے اور فرمایا تم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی کو کس وجہ سے قتل کرتا ہے؟ اس کے لئے غسل کرو۔ حضرت عامر نے اپنا چہرہ، ہاتھ، کہنیاں، گھٹنے۔ اطراف پاؤں اور اندرون آزار ایک پیالے میں دھویا۔ پھر یہ پانی ان پر بہا یا گیا تو ٹھیک ہو گئے۔"

(زاد المعاد ترجمہ حصہ سوئم ص ۳۰۹)

نیز ص ۳۱۵ پر اسی قسم کے طریقہ علاج کا مشورہ دیا گیا وہاں اتنا اضافہ کیا گیا ہے:۔

"پھر اسے مریض کے سر پر پیچھے سے اچانک بہا دیا جائے یہ وہ علاج ہے جو اطبا کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔"

(اعتراض ۳۹ فصل پہلی پر بھی نوٹ ملاحظہ ہو)

حضرت مرزا صاحب قولنج زحیری سے جب سخت بیمار ہوئے اور سولہ دن اس مرض پر گذر گئے:۔

"تو آثار نو میدی ظاہر ہو گئے اور میں نے دیکھا کہ بعض عزیز میرے دیوار کے پیچھے روتے تھے اور مسنون طور پر تین مرتبہ لیس سنائی گئی۔ جب میری مرض اس نوبت پر پہنچ گئی۔ تو خدا تعالیٰ نے میرے دل پر القا کیا کہ اور علاج چھوڑ دو اور دریا کی ریت جس کے ساتھ پانی بھی ہو اپنے بدن پر ملو۔ تب بہت جلدی دریا سے ایسی ریت منگوائی گئی۔ اور میں نے اس کلمہ کے ساتھ کہ
(باقی صفحہ ۲۴)

# غلبۂ اسلام کیلئے مالی قربانیوں کی اشد ضرورت

کیپ ٹاؤن۔ جنوبی افریقہ

مورخہ ۱۲/۱۱/۶۹ء

احباب کرام کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جس دور سے ہم گذر رہے ہیں لوگوں کا رجحان اسلامی حقائق کی طرف ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں احباب جماعت کی طرف سے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش ہونی چاہیئے۔ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا کیا اور ادائیگی فرض کے بعد جو پیسہ ہمارے ہاتھ میں رہتا ہے اسے ہم دیگر امور مثلاً بچوں کی تعلیم۔ شادی بیاہ بیماری وغیرہ کے لئے محفوظ رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ومما رزقنٰھم ینفقون یعنے اس سے جو ہم نے ان کو دیا خرچ کرتے ہیں" کیا اللہ تعالیٰ ہمارا نگہبان نہیں ہے؟ مرحوم حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب رح نے اپنی بے نظیر تفسیر انوار القرآن میں:۔ "و اذا الجنۃ ازلفت" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ تھوڑی سی نیکی سے بہت بڑا ثواب ملے گا یہی معنی جنت نزدیک کرنے کے ہیں۔

اس دور میں جبکہ لوگ مادیت کے زیر اثر ہیں ہماری توجہ صرف اور صرف اعلائے کلمۃ اللہ اور بنی نوع انسان کی خدمت کی طرف ہونی چاہیئے۔ تبلیغ اسلام کے لئے جو عظیم الشان لٹریچر کا سلسلہ انجمن نے پیدا کیا ہے اس کی کثرت سے اشاعت ہو۔ کیونکہ یہ حوض کوثر کا ہی چشمہ ہے جو امام الزمان کے فیوض سے اس زمانہ میں بہہ نکلا۔ اور صاحب شعور طبقہ اس سے برابر متاثر ہو رہا ہے۔

انجمن نے ایک طرف تو تبلیغ حق کا یہ ایک عظیم ذمہ اٹھا لیا ہے تو دوسری طرف دکھی بنی نوع انسان کے لئے دار الشفاء کی خدمات مہیا کی ہیں۔ اس رفاہی ادارہ سے حقوق العباد کو پورا کرنے کا ذمہ بھی ہمارا ہے۔ اس لئے قوم کے پُرخلوص حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اپنا عزیز مال اعلائے کلمۃ اللہ اور حقوق العباد کے ادارہ دار الشفاء کے لئے خرچ کریں واللہ خیر الرازقین۔

ہمارے محترم جناب شیخ محمد طفیل صاحب اب انگلستان چلے گئے ہیں۔ سب کچھ نئے سرے سے کام شروع کرنا ہے۔ اس کے لئے بھی مالی قربانیاں کرنی ہیں۔ غیر ممالک میں بسے ہوئے لوگ اگر متوجہ ہوں تو وہاں پر ان کے ہاتھ کافی مضبوط کئے جا سکتے ہیں۔ صاحب اثر و رسوخ حضرات کو تو بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کہیں نہ کہیں سے تو اپنا کام کروا ہی لے گا۔ لیکن ہم اس کار خیر سے محروم رہ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے کمائے ہوئے پیسوں میں سے اشاعت اسلام اور دار الشفاء کے لئے جہاں سے ہزاروں لوگوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے پیش پیش رہ کر قربانیاں کریں۔ یہاں پر مفت تقسیم لٹریچر کے لئے مندرجہ ذیل ٹریکٹوں کی خاص ضرورت ہے:۔

۱۔ کال آف اسلام ۔ مولانا محمد علی صاحب رح
۲۔ کرائسٹ از کم ۔ مرزا معصوم بیگ صاحب رح
۳۔ ڈیبیٹ فرگوٹن ۔ میاں رحیم بخش صاحب
۴۔ محمد اینڈ کرائسٹ ۔ مولانا محمد علی صاحب رح
۵۔ نبی یا مجدد
۶۔ کرائسٹ ان دی قرآن ۔ مظفر بیگ ساطع صاحب۔

مخلص۔ محمد حسین

بمبئی میں جناب عبدالرزاق صاحب نہایت سرگرمی سے

---

## جنوبی افریقہ سے دار الشفاء کیلئے مزید عطیات

جناب محمد حسین صاحب اشٹیکر جن کی طرف سے اشاعت اسلام اور دار الشفاء کے لئے اپیل شائع ہو رہی ہے جماعت کے نہایت ہی مخلص اور سلسلہ کے لئے درد دل رکھنے والے جوان ہیں اور جماعت احمدیہ کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کے روح رواں ہیں۔ انہوں نے گذشتہ سال دار الشفاء کے لئے کافی رقم جمع کر کے ارسال فرمائی تھی اب انہوں نے وہاں کے مسلمانوں اور عیسائیوں سے ذیل کے عطیات وصول کر کے دار الشفاء کے لئے ارسال فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔

اعزازی مہتمم دار الشفاء

| | شلنگ پونڈ |
|---|---|
| محترم ای امیر صاحب | 3 . 00 |
| عبدالعزیز اشٹیکر صاحب | 3 . 00 |
| محترم عمر ڈیوڈ صاحب | 3 . 00 |
| محترم محمد راجے صاحب | 2 . 10 |
| برائے ایصال ثواب مرحوم علی صاحب غنی | 2 . 10 |
| محترمہ عابدہ ڈیوڈ | 1 . 05 |
| محمد حسین اشٹیکر صاحب | 1 . 00 |
| محترم جے ڈیوڈ صاحب | 0 . 12 |

(بقیہ از صفحہ ۲۳ کالم ۲) سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اور درود شریف کے ساتھ اس ریت کو بدن پر ملنا شروع کیا اور ایک دفعہ جو جسم پر وہ ریت پہنچی تھی تو گویا میرا بدن آگ میں سے نجات پاتا تھا۔ صبح تک وہ تمام مرض دور ہو گئی۔ (حقیقۃ الوحی تصنیف حضرت مرزا غلام احمد صاحب صفحہ ۲۳۴)

ایک مومن کے لئے تو یہ واقعہ ازدیاد ایمان کا باعث ہے لیکن مخالفین کے لئے اس میں صرف تمسخر و تضحیک کا سامان ہے۔ سچ ہے ؎

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

## خریداران روح اسلام سے التماس

ماہنامہ روح اسلام کا نئے سال کا چندہ مبلغ -/4 (چار روپے) معہ بقایا چندہ گذشتہ سال ارسال دفتر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ادارہ

ہفت روزہ پیغام صلح - مورخہ ۷ر جنوری ۱۹۷۰ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۱

[illegible] پرنٹنگ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا

جلد ۵۸ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۶ ذیقعد ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۴ جنوری [illegible] | نمبر ۳

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
مَیں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دُوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

## حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مُسلمانیم از فضلِ خُدا
مُصطفٰےؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیرالرسل خیرالانام
ہر نبوّت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

## جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پُرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددّوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

## بحرِ حکمت کے موتی

### جنّت اور دوزخ میں جانے والے لوگ

عن اسامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قمت علی باب الجنّۃ فکان عامۃ من دخلھا المساکین واصحاب الجدّ محبوسون غیر ان اصحاب النار قد امر بھم الی النار وقمت علی باب النار فاذا عامۃ من دخلھا النساءُ

ترجمہ: اسامہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میں جنّت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو عام طور پر جو اس میں گئے وہ مسکین تھے اور آسودہ حال روکے گئے، مگر دوزخ والوں کے متعلق حکم ہوا کہ انہیں دوزخ میں لے جاؤ۔ اور مَیں دوزخ کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو عام طور جو اس میں گئے وہ عورتیں تھیں۔

نوٹ۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور
ظاہر ہے کہ مسکین بھی وہی جنّت میں گئے ہونگے جن کے اعمال اچھے تھے، بدکار چاہے امیر ہو یا غریب اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ ایسا ہی جو آسودہ حال روکے گئے وہ وہی ہیں جنہوں نے اپنے اموال سے حق اللہ اور حق العباد ادا نہیں کیا ورنہ آسودہ حال لوگ صحابہؓ میں کثرت سے ہو گئے تھے اسی طرح دوزخ میں وہی عورتیں گئیں جو لوگوں کو بدکاری کی طرف بلاتی ہیں۔

فضل الباری

## حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ

### عرب کے وحشیوں کو انسان اور انسان سے مہذب اور مہذب انسان سے باخدا انسان بنا دیا

### حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعودؑ کے قلم سے

یہ سوال کہ اس نبیؐ نے دنیا میں آکر کیا اصلاح کی، اس سوال کا جواب جیسا کہ ایک مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح کے بارے میں دے سکتا ہے، مَیں زور سے کہتا ہوں کہ ایسا صاف اور مدلل جواب نہ کوئی عیسائی دے سکتا ہے اور نہ کوئی یہودی اور نہ کوئی عیسائی۔

پہلا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب کی اصلاح تھی اور عرب کا ملک اس زمانہ میں ایسی حالت میں تھا کہ بمشکل کہہ سکتے ہیں کہ وہ انسان تھے کونسی بدی تھی جو ان میں نہ تھی اور کونسا شرک تھا جو ان میں رائج نہ تھا، چوری کرنا ڈاکہ مارنا ان کا کام تھا اور ناحق کا خون کرنا ان کے نزدیک ایک ایسا معمولی کام تھا جیسا کہ ایک چیونٹی کو پیروں کے نیچے کچل دیا جائے، یتیم بچوں کو قتل کرکے ان کا مال کھا لیتے تھے لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے، زناکاری کے ساتھ فخر کرتے اور علانیہ اپنے قصیدوں میں اُن گندی باتوں کا ذکر کرتے تھے۔ شراب خواری اس قوم میں اس کثرت سے تھی کہ کوئی گھر بھی شراب سے خالی نہ تھا اور قمار بازی میں سب مُلکوں سے آگے بڑھے ہوئے تھے حیوانوں کی عار تھی اور سانپوں اور بھیڑیوں کی ننگ۔

پھر جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوئے اور اپنی باطنی توجہ سے ان دلوں کو صاف کرنا چاہا، تو ان میں تھوڑے ہی دنوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی کہ وہ وحشیانہ حالت سے انسان بنے اور پھر انسان سے مہذب انسان اور مہذب انسان سے باخدا انسان، اور آخر اللہ تعالےٰ کی محبت میں ایسے محو ہو گئے کہ انہوں نے ایک بے حس عضو کی طرح ہر ایک دکھ کو برداشت کیا وہ انواع و اقسام کی تکالیف سے عذاب دیئے گئے اور سخت بیدردی سے تازیانوں سے مارے گئے۔ اور جلتی ہوئی ریت میں لٹائے گئے اور قید کئے گئے اور بھوکے اور پیاسے رکھ کر ہلاکت تک پہنچائے گئے مگر انہوں نے ہر ایک مصیبت کے وقت آگے قدم رکھا اور بعض ان میں ایسے تھے کہ ان کے سامنے ان کے بچے قتل کئے گئے اور بہتیرے ایسے تھے کہ بچوں کے سامنے ہی سولی دیئے گئے اور جس صدق سے انہوں نے خدا کی راہ میں جانیں دیں اس کا تصور کرکے رونا آتا ہے اگر ان کے دلوں پر یہ خدا کا تصرف اور ان کے نبیؐ کی توجہ کا اثر نہ تھا، تو پھر وہ کیا چیز تھی، جس نے ان کو اسلام کی طرف کھینچ لیا اور خرق العادت تبدیلی پیدا کرکے ان کو ایسے شخص کے آستانہ پر گرنے کی رغبت دی جو بیکس اور مسکین اور بے نوا کی حالت میں مکہ کی گلیوں میں تنہا پھرتا تھا، آخر کوئی روحانی طاقت تھی جو ان کو سفلی مقام سے اُٹھا کر اوپر کو لے گئی اور عجیب تر بات یہ ہے کہ اکثر ان کے دینی کفر کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن اور آنجنابؐ کے خون کے پیاسے تھے۔ پس میں تو اس سے بڑھ کر کوئی معجزہ نہیں سمجھتا کہ کیونکر ایک غریب مفلس تنہا بیکس ...

# ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا اجلاس

## سکولوں اور کالجوں کے طلباء کا تقریری مقابلہ اور تقسیم انعامات

جب سے ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آیا ہے۔ ہر سال وہ اپنے نوجوانوں کی دلچسپی کے لئے اور ان کے اندر مذہبی و فکری رجحانات کو اجاگر کرنے کے لئے ایک انعامی تقریری مقابلہ کا اہتمام کرتی ہے۔ اس مقابلہ کے لئے عنوانات کے انتخاب میں ہمیشہ مذہبی۔ اخلاقی و معاشرتی تقاضوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اس انعامی مقابلہ کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں شریک ہونے والے مختلف سکولوں اور کالجوں کے طلباء کو احمدیت کے صحیح اعتقادات سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی ۲۷ر دسمبر ۱۹۶۹ء کو ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے انعامی تقریری مقابلہ جامع مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوا۔ سکولوں کے لئے تقاریر کا عنوان "اسلام میں جہاد کا تصور" اور کالجوں کے لئے "اسلام میں معاشرہ کا تصور" مقرر کیا گیا تھا۔

اس اجلاس کی صدارت ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے صدر جناب شاہد احمد نے کی اور سٹیج سیکرٹری کے فرائض خاکسار وسیم حسن جنرل سیکرٹری نے انجام دیئے۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر نذیر الاسلام صاحب۔ ڈاکٹر محمد دین صاحب اور میجر نعیت اختر صاحب نے منصفین کے فرائض انجام دیئے انعامی مقابلہ شروع ہونے تک مسجد بزرگوں۔ نوجوانوں اور بچوں سے بھر چکی تھی۔ اور مسجد کی گیلری میں مستورات بھی کثیر تعداد میں موجود تھیں۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد میں سٹیج سیکرٹری نے انعامی مقابلہ کی شرائط پڑھ کر سنائیں جس کے بعد تقریری مقابلہ شروع ہوا سب سے پہلے سکولوں کے طلباء نے حصہ لیا۔ جس کے بعد کالجوں کے طلباء کی باری آئی۔ تقاریر ختم ہو چکیں۔ تو جج صاحبان اپنا اپنا فیصلہ مرتب کرنے میں مصروف ہو گئے۔

اس اثنا میں ایک غیر ملکی طالب علم مسٹر الیاس عبداللہ سوڈانی کا تعارف کرایا گیا، اور انہوں نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میرے لئے یہ فخر کا باعث ہے، کہ ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے ساتھ گہرے تعلقات کا شرف مجھے حاصل ہے انہوں نے بتایا کہ اس تحریک کو بیرونی ممالک میں اپنا موجودہ اعلیٰ وقار قائم کرنے کے لئے احمدی نوجوانوں کو اسلامی نظریات سے پورے طور پر واقفیت پیدا کرانی چاہیئے تاکہ وہ اسلام کے خلاف موجودہ رجحان کا مقابلہ کر سکیں، مسٹر الیاس نے اس بات پر زور دیا کہ احمدی نوجوان آگے بڑھیں اور ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے اور اس کی تحریکات میں پوری سنجیدگی اور دیانت داری کے ساتھ حصہ لینے کا عزم کریں۔۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ایسوسی ایشن ان کے اندر ایک تحریک کا ذریعہ ثابت ہوگی، آخر میں انہوں نے مزید فرمایا کہ مجھے قوی امید ہے کہ ایسوسی ایشن اپنے قابل اور سرگرم پریذیڈنٹ اور سیکرٹری کی کوششوں سے بہترین نتائج پیدا کرنے کی موجب ثابت ہوگی۔

مسٹر الیاس عبداللہ کے بعد سٹیج سیکرٹری کی دعوت پر ایک اور نوجوان احمدی مسٹر بشیر احمد صاحب سٹیج پر تشریف لائے انہوں نے جماعت احمدیہ کے اعتقادات کا ذکر کرتے ہوئے کہا:-

"چونکہ اس وقت ہمارے درمیان ایک بھاری تعداد میں غیر احمدی بزرگ اور نوجوان بیٹھے ہیں اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ان سب کے سامنے اپنے اعتقادات کا ذکر کروں تاکہ غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کا جو کہ ہمارے خلاف کیا جاتا ہے ازالہ ہو جائے۔ آپ نے کہا کہ جماعت احمدیہ لاہور ایک مذہبی جماعت ہے۔ اس کا کام سوائے تبلیغ اسلام کے اور کچھ نہیں۔ اشاعت اسلام اس کا واحد مشن ہے۔ اس کے بانی حضرت اقدس میرزا غلام احمد قادیانی مجدد وقت ہیں۔ ان پر دعوٰے نبوت کا الزام محض افترا ہے وہ ختم نبوت کے قائل ہیں اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت پر انہوں نے لعنت بھیجی ہے اور اسے کافر کاذب اور دجال کہا ہے اور لکھا ہے کہ میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ جناب بشیر احمد صاحب نے کہا کہ ان واضح حوالجات اور جماعت احمدیہ کی اسلامی اور تبلیغی سرگرمیوں کے پیش نظر میں آپ لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ کونوا مع الصادقین کے ارشاد ربانی کے ماتحت جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہو جائیں۔ اور اس کی دینی خدمات میں حصہ لے کر اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کریں۔

جناب بشیر احمد صاحب کے بعد مسٹر عبدالعلی صاحب (دیوبند) نے کلام احمدیہ میں سے ایک نظم بعنوان (نوجوانوں سے خطاب) نہایت ہی پرسوز لہجہ میں پڑھی جس سے حاضرین جلسہ خصوصاً نوجوان بہت محظوظ ہوئے۔ اب جج صاحبان اپنا فیصلہ مرتب کر چکے تھے جو صاحب صدر نے حاضرین کو سنایا جس کے مطابق چیلنج شیلڈز گورنمنٹ کالج لاہور اور مسلم ہائی سکول لاہور کے حصہ میں آئیں۔ انفرادی انعامات کی تقسیم حسب ذیل ہوئی :-

### کالجوں کے انفرادی انعامات :-

اوّل انعام : مقبول ڈار گورنمنٹ کالج لاہور۔
دوم " " : اختر عشرو ایم اے او کالج لاہور
سوم " " : محمد اشفاق گورنمنٹ کالج لاہور۔

### سکولوں کے انفرادی انعامات :-

اوّل انعام : آفتاب احمد۔ مسلم ہائی سکول نمبر ا لاہور۔
دوم " " : طارق خضر مسلم ہائی سکول نمبر ا لاہور
سوم " " : سکندر۔ مسلم ہائی سکول بدوملہی

میجر محمد حنیف صاحب کی طرف سے قاری طارق محمود کو دلجویانہ انعام دیا گیا۔

ڈاکٹر نذیر الاسلام صاحب نے انعامات تقسیم کئے جس کے بعد پریذیڈنٹ صاحب نے ایک مختصر سی تقریر میں حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور جلسہ برخاست ہوا۔

خاکسار۔ وسیم حسن جنرل سیکرٹری

## ضروری اعلان

لوکل رسید بک نمبر ۸۰ کے پرت نمبر ۷۹۸۴ تا ۸۰۰۰ ریلوے ٹرین میں گم ہو گئے ہیں۔ احباب ان نمبروں کی رسید پر کوئی رقم ادا نہ فرمائیں۔
اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری

(۱) ممبران ایگزیکٹو کیبنٹ وائی ایم اے اے (۲) مسلم ہائی سکول نمبر ا کا طالب علم تقریر کر رہا ہے (۳) ڈاکٹر نذیر الاسلام [illegible]

# اللہ تعالیٰ انسانی مشین کا موجد ہے اور وہی اس کے کل پرزوں کو بناتا ہے

## قرآن میں قیام صلوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کی ہدایت

## ۳۰۳ افسروں کی حرص و ہوا کا نتیجہ

## یورپ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں حضرت مسیح موعود کا کارنامہ ہے

## اس جماعت کی دینی خدمات میں اس کا ساتھ دو

### تقریر فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ

بر موقعہ جلسہ سالانہ مورخہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۶۹ء بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

الم - ذالک الکتاب لاریب فیہ - ھدی للمتقین - الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ و مما رزقنٰھم ینفقون - والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون - اولٰئک علیٰ ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون - (البقرۃ ۲: ۱ - ۵)

### الم کے معنی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت عبد اللہ ابن عباس رض نے الم کی تفسیر کرتے ہوئے اس کا مفہوم یوں ادا کیا ہے کہ الم سے مراد انا اللہ اعلم یعنی میں اللہ جو زمین و آسمان کا خالق اور تمام کائنات کا موجد ہوں - اور اس کائنات میں عالم انسانیت بھی موجود ہے - یہ میری اپنی ایجاد کردہ مشین ہے - اس مشین کے چلانے کا طریقہ بھی میں ہی جانتا ہوں -

### قرآن —— انسانی مشین کیلئے ہدایت نامہ

انسان کی مشین کو صحت اور کامیابی سے چلانے کے لئے ہم نے قرآن کریم کی شکل میں ہدایت نامہ دے دیا ہے - یہ کیا دل خوش کن اعلان ہے اور یہ کس قدر ماڈرن ہے پہلے زمانہ کے مصنف تو تمہید کے لئے صفحے کے صفحے لکھنے کے بعد آمدم بر سر مطلب لکھتے تھے لیکن قرآن کریم کے مصنف نے اس کتاب کا مطلب و مقصد پہلے ہی جملہ میں اور مختصر سے الفاظ میں ادا کر دیا - اور فرمایا ھدی للمتقین یعنی یہ کتاب کامیابی کا رستہ دکھاتی ہے

### موجد ہی پورے طور پر اپنی ایجاد کو سمجھ سکتا ہے۔

کچھ عرصہ ہوا جرمنوں نے زیپلن نامی ہوائی جہاز ایجاد کیا - اس کے بعد اس ہوائی جہاز کی نمائش کی گئی - اس میں سو سپاہی سفر کر سکتے تھے - اہل امریکہ نے ایسا جہاز خریدنے کی درخواست کی یہ اس وقت جرمنی میں تھا - جب وہ جہاز امریکہ کے لئے تیار ہو گیا تو اسے برلن پر اڑا کر دکھایا گیا - اس میں امریکن پائیلٹ اور انجنئیر بھی سوار تھے انہوں نے اس مشین کو دیکھا بھالا جب یہ جہاز واشنگٹن پہنچا - اور وہاں اس کی نمائش کی گئی تو قوم خوش تھی کہ کیا خوب سودا ہوا ہے - اب ہم اس جیسی مشین بنا سکتے ہیں - لیکن جرمنوں نے کہا کہ تم اس مشین کو قطعاً نہیں بنا سکتے - تم اس کے کل پرزوں کو تو دیکھ سکتے ہو لیکن تمہیں کیا پتہ ہے کہ ایک ایک کل پرزہ میں کون کون سی دھاتیں ملی ہوئی ہیں، اور کس تناسب سے ہیں اور ان کو کتنے درجے کی حرارت دی گئی ہے اور کتنی بار اس کو تپایا گیا ہے - جرمن موجد تھے ان کو اس کی ہر چیز کا علم تھا - لیکن چونکہ امریکہ موجد نہیں تھا - اس لئے اس کو پورا علم نہیں ہو سکتا تھا - وہ اس کی نقل پیدا کرنے میں ناکام رہے -

### قرآن کریم سے ہدایت یاب ہونے کے لئے متقی ہونا شرط ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں انسان کا موجد خالق ہوں - وہ لوگ جو سائیکالوجی کے علم سے واقف ہیں وہ سب حیران ہیں اور اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مشین کو بنانے میں کمال کر دیا ہے - فرمایا ھدی للمتقین یہ ہدایت نامہ یعنے قرآن کریم جو ہم نے بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کے لئے نازل فرمایا ہے - اس سے کوئی اناڑی اور جاہل فائدہ نہیں اٹھا سکتا - اس کا متقی ہونا شرط ہے -

### تقویٰ کے معنے

کسی صحابی رض نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا - یا رسول اللہ ما ھو التقویٰ - کہ تقویٰ کس کو کہتے ہیں فرمایا التقویٰ ان تزین باطنک للخالق کما تزین ظاھرک للمخلوق جس طرح تم مخلوق کی خاطر اپنے ظاہری جسم کو آراستہ پیراستہ کرتے ہو اسی طرح تم اپنے باطن کی تزئین و زیبائش اپنے اللہ کے لئے کرو مطلب یہ ہے کہ اپنے اندر اخلاق و کردار اور قلب و نظر کی بلندی پیدا کرو - الذین یؤمنون بالغیب - وہ لوگ متقی ہیں جن کا یہ ایمان ہے کہ خدا انہیں دیکھتا ہے - وہ غیب در غیب ہستی ہے - اس کی نگاہ ہمارے دل و دماغ کی باریکیوں اور تاریکیوں پر ہے -

حضور صلعم سے پوچھا گیا کہ ما الاحسان یا رسول اللہ اے اللہ کے رسول صلعم! احسان کیا ہے؟ فرمایا ان تعبد ربک کانک تراہ فان لم تراہ فانہ یراک - یعنے احسان یہ ہے کہ تم اپنے رب کی عبادت اس رنگ میں کرو کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو اور وہ تمہارے سامنے ہے اور اگر تم اسے دیکھ نہ سکو تو کم از کم تمہیں یہ احساس ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے - ایک سپاہی اپنے کمانڈر کے سامنے ایک خاص احساس اور خیال سے کام کرتا ہے - ایک مزدور اپنے مالک کارخانہ کے سامنے نہایت چستی کا اظہار کرتا ہے - اللہ یعلم سرکم و جھرکم - خدا تمہارے ظاہر و باطن، تمہارے ارادوں اور عزائم اور مقاصد و نیات کو جانتا ہے - جو کچھ تم کہتے اور ظاہر کرتے ہو اس میں اخلاص ہے یا نہیں ہے اس کو بھی وہ جانتا ہے ان اللہ علیم بذات الصدور - وہ تمہارے دلوں کی باتوں کو جانتا ہے تو فرمایا متقی وہ ہے جس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی ہے - اور اس کے احسانات اور افضال اس کے سامنے ہیں -

### تقویٰ کی دوسری علامت قیام صلوٰۃ۔

متقیوں کی دوسری علامت یہ ہے یقیمون الصلوٰۃ کہ وہ صلوٰۃ کے پابند ہوں - ایمان کے بعد عبادت کا درجہ ہے ایمان وہ چیز ہے جس سے دل و دماغ روشن ہوتے ہیں اور اس روشنی سے اعمال صالحہ جنم لیتے ہیں یہی دین کا خلاصہ ہے -

اگر یہ ماڈرن کتاب اس رنگ میں ہے کہ پہلے جملہ میں ہی اپنا مقصد ظاہر کر دیا گیا تو اس لحاظ سے بھی یہ ماڈرن ہے کہ پہلے صفحہ پر ہی انسانی پیدائش کی غرض و غایت بتلا دی -

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

## تیسری علامت — مخلوقِ خدا کی خدمت

کسی نے حضور صلعم سے پوچھا ما السلام یارسول اللہ حضورؐ! اسلام کس کو کہتے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا العظمت لامر اللہ والشفقت لخلق اللہ۔ اسلام یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی عظمت و کبریائی کے تحت اس کے احکامات پر عمل در آمد کیا جائے اور اس کی مخلوق کے ساتھ نیکی اور خیر خواہی کا سلوک کیا جائے۔ یہ دونوں باتیں قرآن کریم کی ابتداء میں بیان کر دی گئی ہیں۔ چنانچہ یقیمون الصلوٰۃ کے بعد فرمایا ومما رزقنٰھم ینفقون۔ اگر عبادت الٰہی ہے لیکن مخلوقِ خدا کی خدمت نہیں تو وہ عبادت بارگاہِ الٰہی میں مقبول نہیں۔ عبادت الٰہی کے ساتھ ساتھ مخلوق الٰہی پر مال خرچ کرنا اسلام ہے۔ صحابہ کرامؓ کا کہنا ہے کہ جب کبھی جہاد میں کسی جگہ ہم پڑاؤ ڈالتے تو سب سے پہلے ہم جانوروں کے پالان اتارتے اور ان کو دانہ پانی دیتے۔ اور ان کو آرام پہنچاتے۔ باوجود اس کے کہ نماز کا وقت ہوتا اور باوجود اس کے کہ ہم عبادتِ الٰہی کے پروانے اور پابند تھے۔ لیکن جب تک جانوروں کی دیکھ بھال نہ کر لیتے اس وقت تک صلوٰۃ ادا نہ کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبادتِ الٰہی اور خدمت خلق اللہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔

فرمایا ومما رزقنٰھم ینفقون یہ نچوڑ ہے قرآن کی تعلیم کا۔ یقیناً انفاق فی سبیل اللہ ایک زبردست قربانی کا مقتضی ہے فرمایا ہم نے جو کچھ تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے قدرے تم مخلوق الٰہی کی خیر خواہی پر صرف کرو تمہیں جو کچھ عطا ہوا ہے وہ رضا الٰہی کے حصول کے لئے صرف کرو۔ تمہیں دل و دماغ کی دولت عطا کر رکھی ہے۔ سامان معیشت عطا کر رکھا ہے۔ تمہارے پاس دولت مادی کے خزانے ہیں اور تمہارے پاس علم کے ذخیرے ہیں۔ ان کو مخلوقِ خدا کی خیر خواہی پر صرف کرو۔ بے شمار علماء ہیں جو اپنے علم کی دولت کسی کو دینا نہیں چاہتے یا اس کو غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں اور بہت سے دولت مند سانپ کی طرح دولت پر بیٹھے ہوئے ہیں اس میں سے اللہ کی راہ میں کچھ بھی خرچ نہیں کرتے۔ فرمایا یہ علم اور دولت خدا کی عطا کردہ ہے۔ اس سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانا چاہیئے۔

## صحابہ کرامؓ کا انفاق فی سبیل اللہ

صحابہ کرامؓ کے ایثار و قربانی کی داستانیں ہمارے لئے ایمان افروز اور موجب موعظت ہیں۔ جنگ احد کے موقعہ پر حضرت ابوبکرؓ نے اپنا سب کچھ حضور صلعم کے سامنے لا کر رکھ دیا اور کہا کہ گھر پر صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کا نام باقی چھوڑ آیا ہوں۔

## بخل اور حرص و ہوا کا نتیجہ

افسوس ہے کہ آج بڑے بڑے امراء کو فی سبیل اللہ انفاق کی توفیق میسّر نہیں۔ روپیہ امتحان ہے۔ روپیہ ایک انسان کو کبھی بخیل بنا دیتا ہے اور اس کی حرص و ہوا کو تیز بھی کر دیتا ہے۔ ایک شخص دنیا جہان کی دولت کا مالک ہوتا ہے۔ لیکن "ھل من مزید" کا نعرہ اس کی زبان پر ہوتا ہے۔ اس کا دوزخ بھرتا ہی نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں الھویٰ سے بچنے کی تلقین کی ہے فاما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی۔ الھویٰ کے معنے نیچے گرنے کے ہیں۔ حرص و ہوا انسان کو نیچے گرا دیتا ہے۔ اور قیامت کے دن یہ اس کو دوزخ میں گرا دے گا۔

## ۳۰۳ افسروں کی حرص و ہوا کا نتیجہ

آج اکثر لوگ حرص و ہوا کا شکار ہیں۔ پچھلے دنوں حرص و ہوا کا شکار ہونے والے تین سو تین اعلےٰ افسر گر گئے ہیں۔ کاش! وہ تھوڑی سی روٹی پر گذارہ کر لیتے تو ان کو ذلت و شرمندگی کے یہ دن نہ دیکھنے پڑے۔ ہم ان کو ملامت کرنے کے لائق نہیں۔ وہ ہماری قوم کا حصہ بلکہ Cream تھے۔ وہ ہمارے قومی کردار کے نمائندے تھے۔ انہوں نے اپنے عمل سے بتایا ہے کہ ہماری قوم حرص و ہوا کی باندی ہے۔ ان لوگوں نے دن رات کوشش کی کہ ہم لاکھ پتی اور کروڑ پتی ہو جائیں۔ آج انکی یہ ہوس ان کے لئے ذلت کا موجب بن گئی ہے۔ ان کی اس ذلت پر ہمیں خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ رونے کا مقام ہے اور اللہ کے آگے گرنے کا مقام ہے۔ آج ان معزول شدہ افسروں کے گھروں میں ماتم ہے کہ کاش! ہم اپنی ماہوار تنخواہ پر ہی گذارہ کرتے۔

## ایک نوجوان افسر کی عیاشی اور معہ عیال خودکشی

چند سال پہلے کی بات ہے۔ ایک نوجوان افسر نہایت لائق و قابل تھا۔ وہ لاہور میں رہتا تھا کہ مجھے اکثر مجلس و محفل میں جانا پڑتا ہے ایک ہی سینڈل اور ایک ہی سُوٹ کے ساتھ مجھے شرم آتی ہے۔ انہوں نے آمدنی کے ناجائز ذرائع سے کام لیا۔ کئی جوتے اور کئی ملبوسات استعمال میں آنے لگے محفلوں اور کلبوں میں ان کے ٹھاٹھ تھے۔ بچے فیشن کالج میں جانے لگے۔ ایک موٹر ان کے لئے اور دوسری اپنے لئے تھی۔ اس کے کرتوتوں کا حکومت کو پتہ چل گیا۔ اس کی رشوت خوری کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ یہ قانونِ الٰہی ہے واللہ مخرج ما کنتم تکتمون۔ جو تدابیر تم چھپا کر کرتے ہو ہم ان کو نکال باہر کریں گے اس قانون الٰہی کے نتیجہ سے بچ جاؤ۔ بچ جاؤ تو ایک شام کو اس افسر نے اپنے بیوی بچوں کو بلایا اور کہا کہ ہمارا پتہ چل گیا ہے ہم ننگے ہو گئے ہیں۔ زندہ رہنا دوزخ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہم سارے کے سارے گولیاں کھا لیں۔ یہ وہ آدمی ہے جو گناہ میں مبتلا ہے اور اس کے گناہ کا پتہ چل گیا ہے جس کے نتیجہ میں اس پورے خاندان نے گولیاں کھا لیں۔ صبح دم سارے کے سارے مر چکے تھے۔ اور آج وہ تین سو تین افسر جن پر یہ قانون وارد ہوا ہے کہ واللہ مخرج ما کنتم تکتمون۔ وہ مرنا چاہتے ہیں لیکن انہیں موت نہیں آتی۔

غرض حرص و ہوا انسان کو ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ اس دنیا میں بدنام کرتا اور قیامت کے دن دوزخ میں گراتا ہے۔

## پیغمبرِ خدا کا عظیم الشان معجزہ

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کتنے عظیم الشان انسان ہیں۔ انہوں نے کس قدر اعلےٰ تعلیم ہمیں دی ہے جس کے ذریعہ آپ صلعم نے تمام قوم کو فرشتہ سیرت بنا دیا۔ یقیناً حضور صلعم دنیا جہان کے کامیاب ترین پیغمبر ہیں جنہوں نے یہ مشکل ترین کرشمہ دکھایا۔ پانی کا شراب بنانا۔ کسی بے ہوش کو زندہ کر دکھانا یہ کوئی معجزہ نہیں ہے۔ معجزہ یہ ہے کہ عرب کے ڈاکوؤں، لٹیروں، بادہ خواروں، جُوا بازوں، کمینوں اور رذیلوں کو شریف و متقی معزز و مکرم اور فرشتہ سیرت بنا دیا۔ یہ انقلاب پیدا کرنا بڑا مشکل ہے۔ ہم اس پیغمبر صلعم کی اُمت ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اللہ کے لئے غیرت کی زندگی بسر کریں۔ اور اس دین اور اس عظیم الشان پیغمبرؐ کو اپنی بداعمالیوں سے رسوا نہ کریں۔

## اجتماعی زندگی کی تعلیم و تلقین

پھر متقیوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا متقی وہ ہیں جو یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون۔ اجتماعی زندگی کے بغیر کوئی زندگی نہیں۔ حضور نبی کریم صلعم نے اپنی قوم کو زندہ رکھنے کے لئے فرمایا کہ اے امیرو! اپنے غریب بھائیوں پر مال صرف کرو۔ ان کے دُکھ درد میں کام آؤ۔ اور غریبوں کو کہا کہ تم اپنے امیروں کی عزت و توقیر کرو وہ تمہاری قوم کی عزت و مضبوطی کا موجب ہیں۔ تم باہم مل کر نمازیں پڑھو۔ اور باہم مل کر زندگی بسر کرو۔ تو کامیابی اجتماعی زندگی بسر کرنے میں ہے۔ اور اجتماعی زندگی اس وقت تک رونما نہیں ہو سکتی جب تک قوم کے غریب حصہ کی پوری پوری ہمدردی نہ کی جائے اور ان کو فعال نہ بنا دیا جائے۔

## اسلام میں طبقہ غرباء کی عزت افزائی

اسلام نے عملاً طبقہ غرباء کی خیر خواہی اور ہمدردی کر کے دکھلائی اور اس کی قدر و منزلت بڑھائی۔ غلاموں کو امام الصلوٰۃ اور کمانڈر بنا دیا۔ صہیب رومیؓ اور بلالؓ امام اور سید قوم بن گئے۔ سیاہ رنگ بلالؓ نے جب اسلام قبول کیا تو حضور صلعم نے انہیں گلے لگایا۔ ان کو عظیم رتبہ مؤذن کعبہ کا عطا کیا۔ اور فرمایا کہ اے بلالؓ! میں دیکھتا ہوں کہ تو جنت میں میرے آگے آگے چل رہا ہے۔ میں تیری جوتیوں کی آواز سن رہا ہوں۔ کیا عزت افزائی فرمائی ہے! آج قوم ایک دوسرے کی عزت افزائی نہیں جانتی۔ تمہیں چاہیئے کہ اجتماعی زندگی اختیار کرو۔

## جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر دین کو پھیلائیں

وہ لوگ جو آج ہمارے جلسہ میں موجود ہیں۔ اور ہمارے کاموں کو اچھا سمجھتے ہیں میں ان کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ ہمارے ساتھ شامل ہو کر اللہ اور اس کے رسول صلعم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلائیں۔ یہ جماعت نصف صدی سے اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ یورپ میں انجام دے رہی ہے آپ بھی اس میں شامل ہو جائیں تاکہ ہم اسلام اور اس کی برکات کو اپنے اتحاد کی برکت سے دنیا میں پھیلا دیں۔

## جماعت احمدیہ کی طرف سے یورپ میں تبلیغ اسلام

حضرت مرزا صاحبؒ نے دیکھا کہ میں لندن میں ایک منبر پر کھڑا وعظ کرتے ہوئے سفید پرندے پکڑ رہا ہوں۔ تو آپ کی جماعت نے یورپ میں تبلیغ کر کے اہل یورپ

کیا۔ حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم پہلے مجاہد ہیں جنہوں نے تبلیغ اسلام کی بنیاد وہاں رکھی ہمیں ان کی مثال کو اپنے سامنے رکھنا چاہیئے جب وہ ولایت گئے تو یہاں کے وہ لوگ جو انگلستان کے تعلیم یافتہ تھے ہم سے مذاق کرتے تھے کہ یہ پاگل ہیں کہ ولایت میں جا کر انگریزوں کو مسلمان کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت مولانا نورالدین رح کی وفات کے بعد جماعت میں تفرقہ پیدا ہو گیا۔ میں اور حضرت مولٰنا محمد علی صاحب مرحوم نے اتحاد جماعت کے لئے کوشش کی۔ لیکن ہماری ایک نہ سُنی گئی۔ چنانچہ ہم دونوں قادیان سے یہاں لاہور آگئے۔ ہمارے پاس نہ کام کرنے والے آدمی تھے۔ اور نہ کوئی جماعت اور نہ خزانہ تھا۔ حضرت مولانا نورالدین رح فوت ہو چکے تھے لیکن وہ حکم دے گئے تھے اور حضرت خواجہ صاحب رح کا بھی اصرار تھا کہ میں تبلیغ اسلام کے لئے ولایت پہنچوں۔ اللہ کے فضل سے میرے ہاتھ پر سینکڑوں کی تعداد میں انگریز مرد اور عورتیں مسلمان ہوئیں۔ یہ اس لئے کہ ہمیں یقین تھا کہ اسلام برحق ہے اس کی تعلیم فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ اور عیسائی قطعاً حضرت مسیح اور آپ کے دین کے بارے میں علم نہیں رکھتے تھے وما لهم به من علم۔ اس لئے ہم انہیں مسلمان کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

## حضرت مسیح موعودؑ کا کارنامہ

یہ کارنامہ ہمارا نہیں بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کا کارنامہ ہے۔ ورنہ پاکستان میں تو کافی تعداد میں اہل علم موجود ہیں انہیں یہ توفیق کیوں میسر نہ آئی۔ انگلستان میں دوبارہ جانے کے بعد راقم کو جرمنی جانے کا موقعہ ملا۔ اللہ کے فضل سے وہاں بھی اسلام پھیلانے کی توفیق میسر آئی۔ جرمن زبان میں قرآن کا ترجمہ و تفسیر شائع کی۔ متعدد پی ایچ ڈی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ کام حضرت مسیح موعودؑ کا ہے اگر کوئی سمجھتا ہے کہ یہ کام میرا ہے تو وہ غلطی میں مبتلا ہے۔

## مولٰنا شبلی رح کے ساتھ مناظرہ

حضرت مولانا نورالدین رح نے مجھے مولٰنا شبلی رح کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے لکھنؤ بھیجا۔ میں نوجوان تھا۔ اور مولٰنا شبلی رح بزرگوار عالم۔ میں گھبرا کر رو دیا کہ میں بچہ ہوں وہ معمر ہیں عالم دین ہیں، بٹالہ سے لے کر لکھنؤ تک گریہ زاری کرتا ہوا گیا اور مولٰنا شبلی کے ہاں پہنچا۔ انہوں نے کافی کے دو پیالے پلائے۔ میرا اکرام کیا اور پوچھا کہ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ میں قادیان سے آیا ہوں اور آپ سے چند باتیں کروں گا۔ جناب نے لکھا ہے کہ خدا نے مسالہ سے یہ کائنات بنائی ہے قرآن میں اللہ تعالٰے کہتا ہے کہ میں نے نیست سے ہست کیا ہے۔ مولٰنا نے کہا یہ فلسفہ کی بات ہے قرآن کو فلسفہ سے کیا تعلق۔ میں نے کہا کہ قرآن کہتا ہے یٰس والقرآن الحکیم انك لمن المرسلين۔ اللہ تعالٰے بھی فلسفی ہے اور اس کا رسول صلعم بھی۔ رسول کریم کا کام ہے يعلمهم الكتاب والحكمة اور فرماتا ہے ومن يؤت الحكمة فقد اوتى خيرا كثيرا..... مولانا نے میرا ہاتھ محبت سے پکڑ لیا اور بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ حضرت مرزا صاحب نے ایسے آدمی پیدا کئے ہیں جو انگریزی بھی جانتے ہیں اور قرآن کریم بھی جانتے ہیں۔ میں نے شاگردوں کو عربی سکھائی تو الو پیدا ہوئے اور انگریزی کی تعلیم دی تو دہریہ نکلے۔ لیکن مرزا صاحب کے پاس بیٹھنے والے انگریزی خواں خادم اسلام ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ مرزا صاحب کو کیا مانتے ہیں۔ میں نے کہا مجدد۔ انہوں نے کہا کہ نبی کیوں نہیں مانتے۔ میں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلعم تو خاتم الانبیاء ہیں انہوں نے کہا کیا تم قانون ارتقاء کے قائل نہیں؟ میں نے کہا قائل ہوں مگر ہر چیز جو کمال کو پہنچی ہوئی ہو اس میں قانون ارتقاء کام نہیں کرتا۔ جب علامہ شبلی پیدا ہوئے تھے تو جو ہوا اس وقت ان کے پھیپھڑوں کے لئے موزوں تھی۔ آج بھی وہی ہوا ہے۔ آج تک اس ہوا میں کوئی ترقی رونما نہیں ہوئی۔ اس میں قانون ارتقاء کا دخل نہیں۔ بچہ ماں کا دودھ پیتا ہے ایک گنوار عورت اور ایک ملکہ کا دودھ ایک ہی جیسا ہے۔ ملکہ کے دودھ میں موتی گھلے ہوئے نہیں ہوتے۔ معلوم ہوا دودھ کامل طور پر پیدا کیا گیا ہے۔ اس میں مسئلہ ارتقاء کا دخل نہیں۔

سورج کو بھی اللہ تعالٰے نے ابتداء کامل مکمل پیدا کیا ہے اور اس میں قانون ارتقاء کا دخل نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سراجاً وقمراً منیراً ہیں۔ آپ صلعم روحانیت کے آسمان کے آفتاب و ماہتاب ہیں اس لئے حضور کے بعد کسی نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مولٰنا شبلی رح فرمانے لگے آج ہمارے علم میں اضافہ ہوا ہے۔ میں حیران ہوں کہ مرزا صاحب نے انگریزی خوانوں کو کیسے عالم دین بنا دیا۔

## حضرت مرزا صاحب مجدد ہیں نبی نہیں۔

میں ان حضرات سے کہتا ہوں جو ہماری جماعت میں شامل نہیں ہیں کیا ہمارا اور تمہارا دین الگ ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے تجدید دین کے سوا اور کچھ نہیں کیا۔ حضرت مرزا صاحب سے پہلے دین مکمل تھا۔ صرف اس کی تجدید آپ نے کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں غلام احمد ہوں۔ دین احمد کے پرچار کے لئے آیا ہوں میں محکم یقین رکھتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں ان کے بعد جو دعوٰے نبوت کرتا ہے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

"اللہ کو بھی شایاں نہیں کہ
خاتم النبیین صلعم کے بعد
نبی بھیجے اور نہیں شایاں
اس کو کہ سلسلۂ نبوت کو
دوبارہ از سر نو شروع کر دے
بعد اس کے کہ اسے قطع
کر چکا ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۷۷)

اب کون رہ گیا کا شخص بحث کر سکتا ہے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کے آنے کی پیشگوئی جب تک پوری نہ ہوئی تھی دین میں کوئی نقص نہیں تھا۔ اور جب پوری ہو گئی تو دین میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہوا۔

تو انگلستان اور جرمنی میں سینکڑوں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ میں نے برلن میں شاندار مسجد بنائی ہے وہ اسی قوم کے روپے اور قربانی سے بنی ہے۔ قرآن کریم کی تفسیر شائع کی ہے تو اسی قوم کے ایثار و عشق سے شائع ہوئی ہے۔

حضرت مولٰنا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور نے تفسیر قرآن انگریزی میرے سپرد کی۔ دیباچے میں انہوں نے لکھا ہے کہ الف سے لے کر یے تک اس تفسیر کو صدرالدین نے ایڈٹ کیا ہے اس لئے میں ان کا ممنون ہوں۔

## اس مجاہد اسلام جماعت کا ساتھ دیں

پس کیا وجہ ہے کہ لوگ ہمارے کام میں شریک نہیں ہوتے۔ ہم میں کوئی غلطی ہو تو اس کی نشاندہی کیجئے ورنہ آپ اس مجاہد اسلام جماعت کا ساتھ دیں اور اس کے کام میں معاون بن جائیں۔ یقین کیجئے کہ حیات اجتماعیہ موجب برکات ہے۔ آپ بھی ان برکات سے حصہ لیں۔

---



# اخبار احمدیہ

## شادی

۔۔۔ ۲۱ دسمبر ۱۹۶۹ء کو ملک اعزاز الٰہی (نواسہ حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب مرحوم) ولد ملک اعجاز الٰہی صاحب کی شادی شیخ میاں فضل احمد صاحب کی صاحبزادی نگین صاحبہ (پوتی شیخ میاں محمد صاحب و نواسی حضرت امیر مرحوم مولٰنا محمد علی صاحب رح) کے ساتھ بعوض پچاس ہزار روپیہ حق مہر پر ہوئی دعا ہے اللہ تعالٰے اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔

## شمولیت سلسلہ

۔۔۔ مندرجہ ذیل اصحاب سلسلہ عالیہ میں شامل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالٰے انہیں استقامت بخشے اور خدمات دینیہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔

۱ ۔ بشارت احمد صاحب ولد چودھری فضل داد صاحب نہر شرقی سیدھری ضلع گجرات۔
۲ ۔ زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ بشارت احمد صاحب نہر شرقی۔ سیدھری ضلع گجرات۔
۳ ۔ شیخ خلافت علی صاحب ولد شیخ عبدالحکیم صاحب۔ زینت پریس کوٹ مائیرسے۔ کشتیا۔ مشرقی پاکستان۔
۴ ۔ محمود زیا قذیفو متعلم جناح کورٹ ہوٹل کراچی
۵ ۔ عبدالمنیم معرفت ڈپٹی خلیل الرحمان صاحب خادم۔ مشرقی پاکستان۔
۶ ۔ چوہدری بشیر احمد صاحب ولد چودھری دین محمد صاحب بھیڈیاں کلاں ضلع لاہور۔
۷ ۔ اکرام الحق صاحب ولد سراج الحق صاحب چک جھمرہ۔ محلہ اسلام پورہ ضلع لائل پور۔
۸ ۔ ظفر اللہ صاحب معرفت شیخ محمد حنیف صاحب جمیل میڈیکل سٹور سکھے کے ضلع گوجرانوالہ
۹ ۔ مرزا عبدالمتین صاحب ولد مرزا نذیر الدین صاحب۔ میرپور میڈیکل حال ڈھاکہ۔
۱۰ ۔ مولوی المتوکل علی اللہ ولد مولوی عبدالحق صاحب اوتمان زئی چارسدہ ضلع پشاور

## بیماری اور درخواست دعا

۔۔۔ بحضور امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالٰے احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

گذشتہ دس روز سے میں خود بھی اور میرے بچے نسیم اختر۔ بشارت اقبال۔ صفیہ بانو بیمار ہیں انفلوئنزا اور ٹائیفائڈ صاحب فراش ہیں۔ بر لحاظ

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

# دو مسائل — (۱) قرآن نمبر کی اشاعت کی تحریک (۲) ملک کا معاشی نظام

## تقریر چودھری محمد حسن چیمہ صاحب برموقعہ جلسہ سالانہ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۹ء

حضرات! پروگرام میں آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ میری آج کی تقریر کا موضوع ہے "دو مسائل"۔ اس سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ شاید میں کوئی شرعی یا فقہی مسائل پر گفتگو کرنے لگا ہوں۔ میرا مقصد دو ضروری امور کی طرف جماعت کو توجہ دلانا ہے۔ جن کا تعلق ہماری جماعت کے مشن یعنی اشاعت اسلام سے ہے۔

حضرات! عرف عام میں انسانوں کے کسی جتھے کو جماعت، انجمن یا ادارہ کا نام دیا جاتا ہے۔ ان میں کوئی نام بھی ہماری جماعت پر چسپاں نہیں ہوتا۔ الفاظ خواہ یہی ہوں، مگر جو روح ہماری جماعت میں پھونکی گئی ہے، وہ بالکل ایک نرالی چیز ہے۔ ہم صرف جماعت یا انجمن یا ادارہ یا فرقہ نہیں ہیں۔ بلکہ ایک تحریک اور دعوت ہیں۔ یہ ایک تنظیم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خود اپنے مامور کے ذریعہ تشکیل فرمائی ہے۔ یہ تحریک خدا کی اپنی اٹھائی ہوئی ہے۔ اور ضرورت زمانہ کے لحاظ سے اسے برپا کیا گیا ہے۔ اسے ایک طرف علم سے نوازا گیا ہے اور دوسری طرف اسے عمل کی توفیق بخشی گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی کامیابی کے بڑے وعدے دیئے گئے ہیں۔ اور آج تک ان وعدوں کو حیرت انگیز طریق سے پورا کیا جاتا رہا ہے۔ بانی تحریک نے جب میدان عمل میں قدم رکھا تو اسے واللّٰہ یعصمک من النّاس کی نوید جانفزا سنا دی گئی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے قلب سے ماسویٰ اللہ کا خوف معدوم ہو گیا حضور کے ظہور کے وقت دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کا برصغیر ہند میں بڑا غوغہ تھا۔ مشرق کا مغرب سے تصادم تھا۔ تہذیب تہذیب سے ٹکرا رہی تھی۔ مختلف مذاہب کے علماء آپس میں نبرد آزما تھے۔ مباحثے تھے مناظرے تھے اس کے علاوہ الحاد اور زندقہ کا بھی دور دورہ تھا۔ ہر نوع کی قیادت بالکل بے لگام ہو کر انسانیت کی ذہنی پریشانی کا موجب ہو رہی تھی۔ ایسے حالات میں مرزا صاحبؑ نے ایک کی اقلیت میں ہو کر تمام دنیا کی اکثریت کو اس زور سے چیلنج دیا کہ تمام تضاد میں کھلبلی مچ گئی۔ مغرب کا لایا ہوا الحاد تمام مذاہب کا منہ چڑا رہا تھا۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے دلائل نے اسے چاروں شانے چت گرا دیا۔ دلائل کے علاوہ انہوں نے اپنے مشاہدات اور واردات قلبی کی جلوہ آرائیوں سے کل فضاء کو منور کر دیا۔ دلائل نے لوگوں کو یہاں تک تو پہنچا دیا تھا کہ اس کائنات کا "کوئی خدا ہونا چاہیئے"۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے شواہد نے "اس ہونا چاہیئے" کو "ہے" کے مقام پر پہنچا دیا۔

حضرات! یہ واقعات ہیں اور آپ خود اس کے گواہ ہیں کہ حضرت صاحبؑ کے وقت عیسائیت کی جو رو اس ملک میں سیلاب کی طرح چل رہی تھی رک گئی۔ حضرت صاحبؑ نے نہ صرف عیسائیت کے حملوں سے اسلام کی مدافعت کی بلکہ عیسائیت پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے جس سے عیسائیت کی کمر ٹوٹ گئی ہندوؤں میں آریہ سماج کا فرقہ بڑے جوش و خروش اور تمکنت سے ویدک دھرم کا پرچار کر رہا تھا حضرت صاحبؑ جو اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کے اصولوں پر جو بے رحم تنقید کی۔ تو اس سے نہ صرف یہ کہ آریوں کے حوصلے پست ہو گئے بلکہ مذہبی نقطہ نگاہ سے وہ جماعت ہی ختم ہو گئی۔ اور اس نے اپنا رخ سیاست کی طرف پھیر لیا۔ برہمو سماج جو بظاہر صلح کن اور معصوم سی تحریک بن کر سامنے آیا تھا۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے حملوں کی تاب نہ لا سکا۔ اور اس کے اپنے لیڈر اس سے منحرف ہو کر دوسری تحریکوں میں شامل ہو گئے سب سے سخت جان ہمارے ملک کے وہ علماء تھے جنہوں نے اس امت پر صدیوں سے اجتہاد کا دروازہ بند کر رکھا تھا اور تکفیر کے نقر بن کر لوگوں کو اسیرانِ ظلمت بنا رہے تھے۔ اور اپنی تاریک خیالیوں سے ترقی کے تمام دریچے بند کر رکھے تھے۔ تاکہ نور کی کوئی شعاع لوگوں کے قلوب کو منور نہ کر سکے۔ بہرحال حضرت صاحبؑ کے زمانہ میں معرکے پر معرکے ہوتے رہے۔ اور اس مرد مومن کو کوئی معاند میدان میں شکست نہ دے سکا۔ انگریز اور مغربی قوتوں کو آپؑ نے یاجوج ماجوج اور دجّال قرار دے کر ان کی اصلیت ایسی آشکارا کر دی کہ ان کی ظاہری چمک دمک لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کرنے سے رک گئی۔ کسرِ صلیب اور قتلِ خنزیر دو کام ایسے تھے جن کو سرانجام دینا آپؑ کا مشن تھا۔ حیاء سے معرّا اور شرافت سے عاری تہذیب قتل خنزیر کی موضوع لہٰ تھی۔ اور

کسرِ صلیب عیسائیت کی شکست کا دوسرا نام تھا۔ یہ ہر دو کام حضرت صاحبؑ کی زندگی میں سرانجام پا گئے اور وہ دلائل کا اتنا بڑا ذخیرہ چھوڑ گئے کہ ان سے کام لے کر ہر انسان جس وقت چاہے یہ دونوں کام سرانجام دے سکتا ہے۔ دشمنوں نے بڑی بڑی سازشیں کیں۔ حضورؑ کو نقصان پہنچانے کے بڑے بڑے منصوبے تیار کئے۔ عدالتوں میں جھوٹے مقدمات بنائے۔ مگر ہر موقعہ پر واللّٰہ یعصمک کا وعدہ مخالفوں کے سامنے سدِّ سکندری بن کر کھڑا ہو جاتا تھا۔ حتّٰی کہ آپ ان تمام مخالفتوں کے باوجود اپنے مشن میں کامیابی سے عہدہ برآ ہو کر طبعی موت سے اپنے خدا سے جا ملے حضرت صاحبؑ کے زمانہ کے بعد مولانا نورالدین صاحبؒ کا دور ایک پُرامن دور تھا۔ احمدیت کا پیغام تمام اطراف و اکناف میں پہنچ چکا تھا۔ اور یہ تحریک قبول عام اور شہرت دوام کی سند حاصل کرتی چلی جا رہی تھی۔ مولاناؒ بھی اپنے فرائض ادا کر کے اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئے۔ اس کے بعد تحریک پر ایک اولوالعزم دور آیا اور یہ بڑے ابتلاء اور امتحان کا دور تھا۔ اب دنیا تحریک کی طرف متوجہ ہو رہی تھی۔ اور اس تحریک سے بڑی بڑی امیدیں وابستہ کی جا رہی تھیں۔ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور اپنے حسنِ بیان سے عوام کو مسخر کر رہے تھے یہ تسخیر کا عمل درحقیقت تسخیر عالم کا روپ ڈھال رہا تھا کہ میاں محمود احمد صاحب سریر آرائے تخت خلافت ہو گئے۔ ذاتی وجاہت اور نفسانی خواہشات کے ماتحت انہوں نے ایسے وحشت ناک اعلانات کرنے شروع کر دیئے کہ مخالف اور موافق حیران اور ششدر ہو کر رہ گئے۔ جماعت کے وہ اکابر جو آسمانِ علم و معرفت کے چمکتے ستارے تھے۔ میاں محمود احمد کے غیض و غضب کا شکار ہو گئے۔ اور ان کے لئے قادیان میں ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے کہ ان کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑی۔ یہ بڑا خطرناک وقت تھا۔ احمدیت کی کشتی بھنور میں پھنسنے لگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مولوی محمد علیؒ کی شخصیت میں ایک ماہر ناخدا منظر عام پر لا کھڑا کر دیا جو اس کشتی کو ساحل مراد پر لے آیا۔ "قادیان کے محمود" نے دنیا کے تمام کلمہ گوؤں کو اسلام سے خارج کر دیا اور لاہور کے "محمد علیؒ" نے دنیا کے کافروں کو کلمہ پڑھوانے کی سکیمیں تیار کیں۔ ایک مسلمانوں کو کافر بنا رہا اور دوسرا کافروں کو مسلمان بنانے لگ گیا۔ محمود اور محمد علی کا یہ معرکہ حضرت مولانا محمد علیؒ کی زندگی تک جاری رہا۔ اور محمد علیؒ نے قرآن کے اس بیان کی حقیقت کو روزِ روشن کی طرح آشکارا کر دیا کہ کم من

فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله —

حضرت مولاناؒ کی قلم ہے حقائق و معارف سے پُر اتنا لٹریچر

دیکھ کر تمام قوموں کی سعید فطرتیں اسلام کی صحیح تصویر دیکھنے کے قابل ہو گئیں۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر ان کی بیگم صاحبہ نے ایک دردناک مضمون لکھا تھا۔ جس کے عنوان میں یہ شعر درج تھا۔ جو مجھے کبھی فراموش نہیں ہوتا۔

بڑے شوق سے سُن رہا تھا زمانہ
تمہیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

حضرات! یہ سب کچھ میں اس لئے بیان کر رہا ہوں تاکہ آپ از سر نو اس سچائی کو محسوس کریں کہ جب ہمارے قائدین اور ہماری جماعت سرگرم عمل تھی تو خدا کی نصرت بھی ہمارے ساتھ تھی۔ ہم نے جتنا کام کیا۔ اس سے کئی گنا زیادہ اس کے نتائج ہمارے سامنے آئے۔ ووکنگ میں اکیلے خواجہ کمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی سے ایک روشنی کا مینار کھڑا کر دیا گیا۔ اور یہاں تک ووکنگ مشن کو ترقی ہوئی کہ وہ دنیائے اسلام کا ایک دینی و تہذیبی اور ثقافتی مرکز بن گیا۔ وہاں دنیا کے بادشاہوں نے جا کر نمازیں پڑھیں۔ اور امراء و رئیس، مصلحین، سیاستین اور سیاحین وہاں جا کر اپنے دُکھوں کا مداوا ڈھونڈنے لگے۔ ووکنگ کی شاہجہان مسجد میں نماز ادا کر کے لوگوں کے دلوں کو سکون ملتا تھا۔ نو مسلم انگریز بڑے اخلاص اور خود اعتمادی سے وہاں جا کر طمانیت قلب کی دولت حاصل کرتے تھے۔ ووکنگ مشن جماعت احمدیہ لاہور کا بہت بڑا کارنامہ تھا۔ اس لئے اسے بڑی شہرت حاصل تھی۔ ایک رنگ میں تحریک احمدیت تمام دنیائے اسلام میں ایک مقتدر تنظیم بن گئی۔ اسلامک ریویو ننگ ظرفی کی حدود اور قیود سے بالاتر رہ کر دنیائے اسلام کا ایک نمائندہ جریدہ بن گیا۔

# آپ بھی
# اس کارِ خیر میں حصہ لیں

خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مولینا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ مفسر قرآن کی مقبول عام تفسیر دو جلدوں میں آفسٹ پر شائع ہو گئی ہے محترم میاں فضل احمد صاحب کی تحریک پر ہم نے روزنامہ مشرق میں چند صد سٹ بیان القرآن کی مفت تقسیم کا اعلان کیا تھا اسکے جواب میں ایک ہزار سے زائد درخواستیں موصول ہوئی ہیں جن میں سے ہم صرف ۲۰۰ درخواست کنندگان کو سٹ بیان القرآن مہیا کر سکیں گے۔

بقیہ ۸۰۰ سٹ بیان القرآن کے لئے عطیہ جات درکار ہیں۔ ایک سٹ کی قیمت تیس روپے ہے۔ جو احباب مکمل سٹ کی قیمت ادا نہ کر سکیں وہ حسب استطاعت اس میں شریک ہو سکتے ہیں۔ احباب جماعت سے التماس ہے کہ وہ قرآنی معارف کی اشاعت کے اس کار خیر میں حصہ لیں۔ رقوم ذیل کے پتہ پر ارسال کی جائیں۔

ڈاکٹر اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس براندرتھ روڈ۔ لاہور

میرا قلب ووکنگ کے سانحہ سے بالخصوص قلق اور اضطراب سے تڑپ رہا تھا کہ میرے ایک عزیز نے سیارہ ڈائجسٹ کا قرآن نمبر جو دو جلدوں پر مشتمل تھا مجھے مطالعہ کے لئے دیا۔ یہ دونوں جلدیں مجموعی طور پر ۹۵ صفحات پر مشتمل ہیں۔ تعارف میں جسے "دستک" کا نام دیا گیا ہے۔ مدیران نے لکھا ہے کہ قرآن نمبر اس لحاظ سے اپنی نوعیت کی پہلی کوشش ہے کہ اس کے لئے مسلسل تین دو سال کام کیا اور کرایا گیا ہے۔ بیشمار کتب اور تحریروں سے استفادہ کیا گیا۔ برٹش میوزیم، ترکیہ کی لائبریریوں اور خود اندرون ملک متعدد اشخاص اور اداروں سے مقالات نزول قرآن و مقامات مذکورہ بہ قرآن) اور قرآنی رسم الخط کے مختلف نمونوں کے فوٹو حاصل کئے گئے ہیں۔ پھر اس نمبر کے لئے خاص طور پر نقشہ ارض القرآن تیار کرایا گیا ہے۔ جو ملکی سرمایہ علم میں ایک اچھا اضافہ ہے۔" اس کے آگے یوں لکھا ہے کہ "یہ بات تو ہر قاری خود محسوس کرے گا کہ تدوین مضامین سے لے کر طباعت تک ادارہ سیارہ ڈائجسٹ نے صرف کثیر سے کام لیا لیکن اس مہم کو کاروباری ذہن سے بالاتر اور سود و زیاں سے بے نیاز ہو کر شروع کیا گیا۔" پہلی جلد میں لکھنے والوں کی تعداد اکتیس ہے اور قرآن نمبر میں لکھے ہوئے مضامین کی تعداد ینتالیس ہے۔ لکھنے والوں میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی۔ مولینا ابوالحسن علی ندوی۔ مولانا نعیم صدیقی۔ مولانا افتخار احمد بلخی وغیرہ کے نام پائے جاتے ہیں۔ جلد دوم میں لکھنے والوں کی تعداد چونسٹھ اور مقالات کی تعداد اٹھاون ۵۸ ہے۔ اس میں بھی نعیم صدیقی۔ ابوالاعلیٰ مودودی۔ ڈاکٹر سید اعتشام احمد ندوی وغیرہ کے مضامین درج ہیں۔ اور پُرانے مصنفین میں سے مولینا عبدالماجد دریابادی، اور مولانا ابوالکلام آزاد کے رشحات قلم کے نمونے بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ قرآن نمبر بڑے صبر آزما مراحل سے گذر کر عوام تک پہنچا ہے۔ قارئین کو معلوم ہے کہ ہمارے پاکستان کے مغربی حصہ میں سینکڑوں نہیں ہزاروں رسائل۔ جرائد۔ صحائف روزنامے، سہ روزے، ہفت روزے، ماہنامے اور سالنامے شائع ہو کر لوگوں کے دماغوں میں قسم قسم کے خیالات۔ تفریحات اور توہمات کی بھرمار کرتے ہیں۔ اس میں اکثر تعداد مخرب الاخلاق نگارشوں کی ہے۔ بایں ہمہ اس قرآن نمبر نے پبلک میں ایک اچھا مقام پیدا کیا ہے۔ اور لوگوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا ہے۔ اسلام کی یہ ایک بہت بڑی خدمت ہے۔ اور مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس نیک کام میں اپنا مال۔ اپنا وقت اپنا دماغ اور اپنی صلاحیتیں صرف کی ہیں!

قرآن کی اشاعت اور اس کے پیغام کا ابلاغ ہماری تحریک کا داعیہ ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ ہماری تحریک سے قبل مجالس دینیہ میں اسلامیات کے لئے جو کچھ نصاب جاری تھا۔ اس میں حدیث، فقہ، تاریخ، سیرت صرف و نحو، علم الکلام اور دیگر ہر قسم کے مضامین پڑھائے جاتے تھے۔ لیکن قرآن کریم ان میں ادب کے نقطہ نظر سے صرف اڑھائی پارے تک شامل نصاب تھا۔ بانئے تحریک احمدیہ نے سب سے پہلے عوام کی توجہ قرآن شریف کی طرف مبذول کی۔ اور دنیا کو قرآن کی دعوت دی اور اعلان کیا کہ اسلام کی اصل دولت۔ اصل مرکز۔ اصل سرچشمۂ نور۔ اصل منبع ہدایت۔ دین کی اشاعت اور علوم کا نچوڑ قرآن شریف ہی ہے۔ وہ جڑ ہے باقی سب فروعات ہیں۔ شارع اسلام علیہ السلام نے قرآن شریف کو ہی ہاتھ میں لے کر دنیا کی تمام تہذیبوں۔ تمدنوں۔ دینوں اور اداروں کو چیلنج کیا تھا۔ یہی کچھ حضور کے اس زمانہ کے نائب نے کیا۔ اور ہر ایک مذہب کو چیلنج دیا۔ کہ جب ہمارے مقابلہ پر آؤ۔ تو ہم قرآن کریم کا ہتھیار لے کر تمہارے مقابلہ کے لئے میدان مناظرہ میں آئیں گے۔ ہم جو دعوے کریں گے وہ قرآن کی بناء پر ہو گا۔ اس کے ثبوت میں جو دلائل فراہم کریں گے۔ ان کے لئے بھی قرآن ہی کو بطور سند پیش کریں گے۔ چنانچہ ۱۸۹۶ء میں جو جلسہ مذاہب عالم کا لاہور میں منعقد ہوا۔ اس میں ارباب نظم و نسق نے جو پانچ چھ سوالات بحث کے لئے پیش کئے۔ وہ اتنے جامع اور عالمگیر رنگ کے تھے کہ ان کے جواب لکھتے وقت ہر ایک مذہب کے عالموں کا کڑا امتحان ہوتا تھا۔ حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مضمون میں صاف الفاظ میں بیان کر دیا کہ ہر مذہب کو اپنی الہامی کتاب کو ان استفسارات پر روشنی ڈالنی چاہیئے۔ مقررین کو اپنی طرف سے کوئی وکالت نہیں کرنی چاہیئے۔ مختلف مذاہب کے خطیبوں نے اپنے اپنے مذاہب کا نقطۂ نظر پیش کیا۔ مگر کسی خطیب کو اپنی الہامی کتاب سے اس کے خیالات کی تصدیق نہ مل سکی۔ حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن شریف کی برتری کو ثابت کرنے کے لئے شروع ہی میں حاضرین کے سامنے تحقیق کی یہ کسوٹی پیش کی کہ میں جو کچھ کہوں گا قرآن سے کہوں گا۔ دعوے بھی قرآن سے پیش کروں گا اور دلیل بھی وہیں سے پیش کروں گا۔ حضور کا مضمون اتنا دلچسپ اور پُر از معارف اور لوگوں کو مسحور کرنے والا ثابت ہوا کہ حاضرین کے متفقہ تقاضا پر اس اجلاس میں ایک دن کا اضافہ کر دیا گیا تا حضور رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون ختم ہو سکے۔ مولانا عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کو پڑھ کر سنایا۔ حاضرین پوری دلجمعی اور خاموشی سے اسے سنتے رہے۔ جوں جوں مضمون سنایا جاتا رہا حاضرین پر وجد کی سی کیفیت طاری ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ مضمون کے اختتام پر سب کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ کہ یہ مضمون سب سے بالا رہا۔ ہر مکتبۂ کتب کی اخباروں میں اس مضمون کی تعریف تھی۔ یہاں تک کہ غیر مسلم اخبارات نے بھی اس مضمون کے لکھنے والے کو ہدیہ تبریک پیش کیا۔ اس جلسہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ نے بھی تقریریں کیں۔ اور دیگر مذاہب کے بڑے بڑے علمبرداروں نے بھی جلسہ میں خطاب کیا۔ لیکن اس کے بعد آج تک ان تقریروں کی کوئی بازگشت کہیں سنی نہ گئی۔ مگر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون آج تک برابر طبع ہوتا چلا آ رہا ہے کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے اور اسلام کے اصولوں پر اور دوسرے مذہب کو تنقیدی نگاہ سے پرکھنے پر وہ ایک بہت بڑی اتھارٹی ہے

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن آسمانی روشنی ملی تھی۔ جب ان انوار اور بصائر کا عام انتشار ہوا تو دیگر علمی حلقے بھی ان سے متاثر ہونے لگے۔ قرآن کی طرف لوگ آہستہ آہستہ متوجہ ہونے لگے۔ اور قادیان میں جو درس قرآن کا سلسلہ شروع ہوا اس کے دیکھا دیکھی درس کے مختلف سلسلے شروع ہو گئے۔ لوگوں کو حضور مرزا صاحب سے جو مباحثے اور مناظرے کرنے پڑے تو انہیں بھی قرآن کا مطالعہ کرنے کی ضرورت پڑی۔ تمام اُمت نے قرآن کو ایک مرکزی حیثیت دینی شروع کر دی اور ایک فرقہ تو از راہِ افراط اہل قرآن کہلا کر سامنے آ گیا۔ اس فرقہ سے نقصان بھی پہنچا مگر بالآخر وہ قرآن کی عظمت کو ظاہر کر کے خود ختم ہو گیا یہاں تک کہ اس کی بجائے جو لوگ ان نقشِ قدم پر چلنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے بھی قرآن کہلانے سے عار محسوس کی۔ کیونکہ اہل قرآن نے اپنے پیچھے اچھی روایات نہ چھوڑیں۔ بہرحال اس صدی کے مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ جزدانوں میں بند قرآن کو نکال کر عوام اور خواص کا ہادی بنا کر پیش کرنا شروع کیا۔ اور دنیا کی تمام کتب پر اس کی فوقیت ظاہر کرنی اپنا مقصد بنا لیا!

جب میں نے سیارہ ڈائجسٹ کے قرآن نمبر کو دیکھا تو میں اس نمبر کے نکالنے والوں کی محنت اور اخلاص سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ میں نے محسوس کیا۔ کہ درحقیقت یہ وہ کام ہے جس کو رواج دینے کے لئے اس زمانہ کا مامور آیا تھا۔ اس وقت ہم اس کے جانشین ہیں اب ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم قرآنی علوم کو دنیا میں پھیلائیں۔ اس میں

کوئی شک نہیں کہ ہم آج تک یہی کام کرتے چلے آتے ہیں۔ اور بانئے تحریک نے اپنی زندگی میں قرآن کریم کی تشریح اور تفسیر بیان کرتے ہوئے بے شمار صفحات سیاہ کر ڈالے اور ان کے بعد ان کے جانشینوں نے بھی اسی مقصد کے حصول میں اپنی عمریں صرف کر ڈالیں۔ مخالفتوں کے طوفان جب اُٹھے اور عناد کی آندھیاں چلیں تو مخالفوں نے نہایت ہوشیاری اور چابکدستی سے یہ اہتمام کیا۔ کہ کوئی ہمارے لٹریچر کو نہ پڑھے۔ مخالفین نے مخالفت سے اندھے ہو کر بے شمار کتابیں تحریک احمدیت کی مخالفت میں لکھوا ڈالیں اور لوگوں کو مخالفوں کی کتابوں سے بھی حضرت صاحبؑ کی تصنیفات کی کچھ جھلکیاں ملتی رہیں اور بہت دفعہ ایسا ہوا کہ مخالفوں کی شدتِ عناد نے بعض عناد پسند انسانوں کو صحیح حالات معلوم کرنے اور تحریک کی صحیح پوزیشن کی تحقیقات کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور جب انہوں نے ہمارے لٹریچر کا مطالعہ کیا تو اصلیت سے واقف ہو کر ہماری جماعت میں داخل ہو گئے۔

میں محسوس کرتا ہوں کہ سیارہ ڈائجسٹ کے اس قرآن نمبر نے ہمارے ملک کی ذہنی اخلاقی اور روحانی مارکیٹ میں قرآن کے متعلق لوگوں کو مزید معلومات اور معارف کی مانگ پیدا کر دی ہے۔ اور اگر قرآن مجید کے متعلق لوگوں کو زیادہ مواد حاصل ہو تو وہ خوشی سے اس کا مطالعہ کریں گے۔ حضرت صاحبؑ کی لکھی ہوئی ستّی کتابوں پر غیروں کو کیا اپنوں کو بھی پوری طرح عبور نہیں۔ اس کے بعد آج تک حضرت صاحبؑ کی اُٹھائی ہوئی بنیادوں پر جس لٹریچر کی تعمیر کی گئی ہے وہ بھی اتنا وسیع اور مختلف الانواع ہے کہ اس کے تمام خدوخال کی تفصیلات کو آسانی سے نہیں پڑھا جا سکتا۔ اس سیارہ ڈائجسٹ نے بروقت ہماری راہنمائی کی ہے۔ اور ہمیں ترغیب دی ہے کہ اگر ہماری جماعت خود کو اس کا اہل سمجھتی ہے اور قرآن کے بلاغ اور اشاعت اسلام ہی کو اپنا مشن سمجھتی ہے تو وقت ہے کہ اس کے چیدہ چیدہ اصحاب، اہل قلم، اہل علم، مبلغ اور فہم و فراست کے مالک، فلسفی اور اہل درد اُٹھیں اور دنیا کا کام کاج چھوڑ کر اپنی توجہ کا محور صرف قرآن کی اشاعت کو بنائیں اور تحریک کی طرف سے ایک شاندار پُرجلال اور پُرجمال پُرمعارف اور پُرمعلومات اپنے **کسی اخبار کا قرآن نمبر شائع کریں**۔ اس پر محنت کریں۔ دماغ کی ساری صلاحیتوں کو وقف کر دیں سلطان القلم کی تقلید کریں قلم کے جوہر دکھائیں تا قرآن کی اس مجوزہ محفل میں خود بانئے تحریک احمدیہ مسند نشین ہوں۔ ان کی تمام کتب کو بڑے غور و خوض سے مطالعہ کیا جائے اس مطالعہ کے نتیجہ میں ایک شاندار ملخّص دنیا کے سامنے پیش کر دیا جائے وہ ملخّص یقیناً لاجواب ہوگا۔ لعل و جواہر اس کے سامنے ماند پڑ جائیں گے۔ وہ اندھوں کو بینائی بہروں کو شنوائی اور عقل کو زیبائی اور فلسفہ کو دلربائی بخش دے گا۔ جماعت کے کچھ محققین حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کی کتب کا مطالعہ کریں اور قرآن کے متعلق جو موتی انہوں نے صفحات پر بکھیرے ہیں۔ ان کو جمع کریں اور ان کے کلام کا بھی ایک خلاصہ تیار کر کے اس نمبر میں شامل کر دیں۔ اسی طرح حضرت مولانا نورالدین صاحبؒ حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ اور دیگر زعمائے جماعت کی تصنیفات سے جستہ جستہ اور قیمتی سرمایہ جمع کر کے قرآن نمبر کے صفحات کو زینت بخشیں۔ اور ہمارے موجودہ اہل قلم مسائل حاضرہ کے لئے خود قرآن کا مطالعہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے توفیق پا کر نہایت دلآویز اور لذیذ پیرائے میں قرآن سے خوان نعمت تیار کر کے اقوام اور افراد کی ضیافت طبع کا سامان مہیّا کریں۔ حضرت امیر۔ مولانا عبدالحق صاحب مولانا مصری صاحب اور بعض دیگر بزرگ جو خدا کے فضل و کرم سے ابھی تک بقید حیات ہیں اپنے مطالعہ قرآن کا فیضان عام کر دیں۔

میں اس وقت اس کام کے لئے چندہ کی کوئی تحریک نہیں کروں گا۔ یہ میرے ذاتی خیالات ہیں۔ جب تک ان کی پذیرائی مجلس معتمدین سے نہ ہو ان کا مقام صرف ایک تجویز کا ہے۔ یہ کام نہایت دشوار بڑا محنت طلب اور جہاد کی سخت مشکل وادیوں میں گذرنے والا اور کڑی کد و کاوش کا محتاج ہے۔ یہ کام ساری قوم کے کرنے کا ہے۔ قوم کے ایک ایک فرد کی توجہ چاہتا ہے۔ اور **ممّا رزقنٰھم ینفقون** کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے دعوت دیتا ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

> "کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے
> اسے خدا کے راستے میں
> خرچ کر ڈالو۔"

پس جن کے پاس ذہن رسا ہے۔ مزاج معتدل ہے۔ عقل وافر ہے۔ دل میں گداز ہے قلب میں درد ہے۔ دماغ میں نور ہے۔ ہمتیں بلند ہیں ارادے محکم ہیں۔ استقلال ہے۔ استقامت ہے۔ مادی وسائل اور ذرائع ہیں دولت کی کثرت ہے۔ ہوش کے ساتھ جوش بھی ہے۔ وہ اُٹھیں اور خود کو یاد دلائیں کہ خدا سے وہ عہد کر چکے ہیں کہ ہم "دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے"

قرآن کی اس اشاعت کے موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور قرآن کی خدمت پر کمربستہ ہو کر اگر سیارہ ڈائجسٹ نے تین سال خرچ کئے ہیں تو یہ اپنی محنت کی شدّت اور اپنی عقیدت کی گہرائی سے اس مدّت کو کم کر کے ایک سال میں قرآن نمبر کا یہ خزانہ کتابوں کے گوشوں اور کونوں اور لکھے ہوئے صفحات کی سطروں سے کرید کرید کر نکالیں۔ اور تشنگان آب حیات کی پیاس کو بجھانے کا سامان پیدا کریں۔ یاد رکھئے کہ یہ وقت اپنے نفس کے محاسبہ کا ہے اپنی اجتماعی قوت کے محاسبہ کا ہے اور اپنے دعووں کے محاسبہ کا ہے۔ اپنے کردار کے محاسبہ کا ہے۔ یقولون ما لا تفعلون۔ تنبیہ کی تفہیم کا ہے۔ میں اس معاملے کو مجلس معتمدین میں پیش کروں گا کہ وہاں اہل قلم کی ایک کمیٹی متشکل ہو جائے۔ جو اس پروگرام کی تکمیل اپنے ذمہ لے لے۔ چھ ماہ کام کرنے کے بعد شائد وہ کمیٹی اس قابل ہو کہ اپنے کردار کی کچھ جھلکیں جماعت کے سامنے پیش کر سکے۔ اس وقت تمام جماعت کے نمائندگان کی ایک کانفرنس طلب کی جا سکتی ہے۔ اور انہیں اپنی محنت کے نتائج سے آگاہ کیا جائے گا۔ اگر ان نتائج سے وہ مطمئن ہو گئے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پھر سرمایہ کی کمی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔ یہ جماعت قربانی کرنا جانتی ہے۔ پروگرام بتلائے بغیر بھی وہ وقتاً فوقتاً قربانیاں کرتی رہی ہے۔ جب اتنا عالیشان پروگرام ان کے سامنے رکھ دیا جائے گا تو لوگ جو قرآن کے اعجاز سے پہلے ہی آگاہ ہیں۔ اور مصنف قرآن کی شانِ رحمت کا ہر وقت ورد کرتے رہتے ہیں۔ اپنے کثیر اموال قرآن کے قدموں پر نچھاور کر دیں گے۔ اور تبلیغ کا یہ وہ کارنامہ ہوگا جسے ہم شائد وونگ مشن کا نعم البدل کہہ سکیں۔

ہماری اس تجویز پر سیارہ ڈائجسٹ کے کارکنوں کو خیر مقدم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہم بھی وہی کام کرنے لگے ہیں جس کا انہوں نے آغاز کیا ہے۔ اس کا ثواب بھی انہیں ملے گا۔ اس سلسلہ میں قرآن کریم کی اس آیت کو نہیں بھولنا چاہیئے۔

قل لو کان البحر مدادا لکلمٰت ربّی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمٰت ربّی ولو جئنا بمثلہ مددا۔

ترجمہ:۔

"کہہ اگر سمندر میرے ربّ کے کلمات کے لئے سیاہی بن جائے تو سمندر ختم ہو جائے گا قبل اس کے کہ میرے ربّ کے کلمات ختم ہوں۔ گو ہم ویسا ہی (اور اس کی) مدد کو لائیں۔

یہ ایک مسئلہ ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔ اور میری تقریر کا نصف حصّہ ختم ہے۔

---

## بقیہ اخبار احمدیہ از صفحہ

سے پریشانی اور بدحالی درپیش ہے۔ اپنی کمزوریاں اور عصیان عرض کرنے کی تاب نہیں ہے۔ صرف اتنی عرض ہے کہ آنحضور ہم سب کی شفایابی اور مخلصی از آلام کے لئے دعائے خصوصی فرماویں۔ نیز بزرگان سلسلہ کی خدمت میں بھی تحریک فرماویں کہ سب بزرگ ہمارے لئے شفایابی کی دعا فرمائیں۔

بھدرواہ کی ساری بستی مرض انفلوئنزا میں مبتلا ہے۔ کئی ماہ سے بارش کی بوند نہیں دیکھی۔ چشمے۔ ندی۔ نالے۔ تالاب سب خشک ہو گئے ہیں۔ حالانکہ بھدرواہ افراط آب کے لئے سارے کشمیر میں مشہور ہے۔ ہماری اس ساری بستی کی خاطر دعا کی تحریک فرما کر ہم پر احسان کیجئے۔ عاجز۔ ماسٹر۔ عبدالکریم احمدی۔ بھدرواہ۔

۲۔ میاں اللہ دتہ صاحب ٹوپی فروش راولپنڈی۔ دمہ کے مریض ہیں اور کئی دنوں سے صاحب فراش ہیں۔ دعا کے لئے خواستگار ہیں۔

فضل حق۔ ناظم شعبہ تنظیم جماعت احمدیہ

## شکریہ تعزیت

راجہ عبدالمجید صاحب آف چھکسی اپنے والد مرحوم حاجی میاں محمد بخش صاحب کے تعزیت ناموں کے جوابات فرداً فرداً نہیں دے سکتے۔ اخبار احمدیہ میں تعزیتی خطوط لکھنے والوں کا راجہ صاحب کی طرف سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

## درخواست دعا

ام داؤد صاحبہ نے بنارس سے لکھا ہے۔ کہ وہ بہت سے گھریلو تنازعات میں گھری ہوئی ہیں نیز بلڈ پریشر کی بیماری نے انہیں پریشان کر دیا ہے سجدہ کرنے سے بھی انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی التماس کرتی ہیں۔ ان کے لئے

## مقامی جماعت لاہور کا انتخاب

مقامی جماعت لاہور کا انتخاب چند وجوہات کی بنا پر ملتوی ہو گیا تھا۔ اب فیصلہ ہوا ہے کہ یہ انتخاب بروز جمعہ بتاریخ ۱۶ بعد از نماز جمعہ ہوگا۔

فضل حق
ناظم شعبہ تنظیم جماعت

# حلال طیّب کمائی سے اعمالِ صالح کی توفیق ملتی ہے

## ناجائز کمائی سے کثرتِ مال حاصل کرنا غضب الٰہی کو دعوت دینا ہے
## حرص و ہوا انسان کو بلندیٔ مرتبت سے گرا کر ذلیل و خوار کر دیتی ہے

**خُطبہ جُمعہ**
مؤرخہ ۹ر جنوری ۱۹۷۰ء
فرمودہ
حضرت امیرِ قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام
جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایّھا الرسل کلوا من الطیّبات و اعملوا صالحًا - انی بما تعملون علیم (سورۃ المؤمنون - ۵۱)

اللہ تعالےٰ نے اپنے ہر ایک پیغمبر علیہ السلام کو منجملہ دوسرے احکام و فرامین کے یہ حکم بھی دیا ہے کلوا من الطیّبات کہ حلال طیّب کمائی کی روٹی کھاؤ - و اعملوا صالحًا - حلال طیّب روٹی کمانے اور کھانے کے بغیر اچھے عمل کرنے کی توفیق نہیں ملتی - حلال طیّب روٹی کھاؤ اور اچھے عمل کر کے دکھاؤ - انّی بما تعملون علیم - اور دیکھو یہ حقیقت تمہارے سامنے رہے کہ یہ ہم نے حکم دیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے اس حکم کی پابندی کی جائے - اس لئے تمہیں آگاہ کرتے ہیں کہ تمہارے اعمال کا ہم پورا پورا علم رکھتے ہیں۔ یہ یقین کر کے کہ زمین و آسمان کا بادشاہ ہمارے اعمال و اطوار پر نگاہ رکھتا ہے اس کی عظمت قدرت اور اس کے علم و طاقت کو سامنے رکھ کر حلال طیّب روٹی کمانے کا حکم سامنے رکھنا چاہیئے - اسلامی تعلیم کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ اعمال میں پاکیزگی پیدا کی جائے یہ آیت پیغمبروں کے لئے ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس آیت کریمہ کے مخاطب ہیں اللہ تعالےٰ نے محبوب ترین مخلوق یعنی اپنے پیغمبروں علیہم السلام کو یہ حکم دیا ہے کہ حلال طیّب روٹی کھاؤ - اس کا اثر دل و دماغ اور اعمال پر پڑتا ہے -

اگر حلال طیّب کمائی کی عادت نہیں بلکہ حرام کی کمائی پر کمر باندھی ہوئی ہے تو مال تو بے شک بڑھتا چلا جاتا ہے لیکن دل زنگ آلود ہو جاتا ہے - ایک وقت آتا ہے کہ دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے اور اچھے اعمال کی توفیق جاتی رہتی ہے -

یہ کس قدر نقصان دہ امر ہے کہ انسان کا ملکوتی حصہ زنگ آلود ہو جائے - حضور نبی کریم صلعم نے اس کو علیحدہ طور پر تلقین فرمایا ہے - یوں تو سارے کا سارا قرآن کریم جو آپ صلعم پر اترا آپؐ نے اُمت کو اس کی تلقین فرمائی ہے - اس کے علاوہ علیحدہ طور پر اس حکم کی بھی حضور صلعم نے اُمت کو تلقین فرمائی ہے - فرمایا ہے ان اللہ امر المسلمین ما امر بہ المرسلین - اللہ تعالےٰ نے اپنے ماننے والے مسلمانوں کو اس امر کے پابند رہنے کا حکم دیا ہے جو اس نے اپنے پیغمبروں کو حکم دیا ہے کہ کلوا من الطیّبات و اعملوا صالحًا کہ حلال کی کمائی کھاؤ اور اچھے عمل کرو - حضور اکرمؐ کی یہ تلقین بتلاتی ہے - کہ آپؐ کے قلب میں کس قدر تڑپ ہے کہ میری ساری کی ساری قوم ایسی ہو جائے کہ اس کا کھانا پینا حلال طیّب ہو - اور اس کے اعمال کے اندر پاکیزگی اور طہارت پیدا ہو جائے - حضور صلعم اپنی ساری اُمت کو اسی رنگ میں رنگین دیکھنا چاہتے تھے - اس لئے فرماتے ہیں ان اللہ طیّبٌ ویحب الطیّب -

حضور نبی کریم صلعم چاہتے ہیں کہ آپؐ کی قوم انبیاء کے اعمال کو اپنا نمونہ بنائیں - فرمایا اصحابی کالنجوم - میرے دوست ستاروں کا حکم رکھتے ہیں - یہ لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ستارے ہیں - اگر حضور صلعم روحانیت کے آفتاب ہیں تو آپؐ کے ساتھی نجوم ہیں - نجوم کا کام رات کی تاریکی میں صحراؤں، سمندروں اور فضاؤں کے اندر رہبری و رہنمائی کرنا ہے حضور صلعم فرماتے ہیں اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم میرے دوست ستارے ہیں ان میں سے کسی ایک کی بھی تم اتباع کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے حضور صلعم کی تڑپ یہ ہے کہ آپؐ کی جماعت کی جماعت ایسی بن جائے جو لوگوں کی رہبری اور ہدایت کی موجب ہو -

حلال طیّب روٹی ہزار ہا بدیوں اور فسادات کو مٹا دیتی ہے - یہ مرکزی نکتہ ہے جو حضور صلعم کو اللہ تبارک و تعالےٰ نے پاکیزہ کردار بنانے کے لئے تلقین فرمایا - فرمایا کلوا من طیّبات ما رزقنکم و لا تطغوا فیہ - پاک چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں اور اس میں سرکشی نہ کرو - حرام کھانا فساد و سرکشی کا باعث ہوتا ہے - جس کو منصب حاصل ہو گیا یا جس کو دولت میسر آ گئی وہ ابتلاء اور آزمائش کا شکار ہو گیا فرمایا ولا تطغوا فیہ - منصب اور دولت طغیان کا موجب ہو سکتے ہیں - چنانچہ حضرت موسٰے کو حکم ہوتا ہے اذھب الٰی فرعون انّہ طغٰی - کہ فرعون کی طرف جائیں - اس نے تمام حدود سے تجاوز کر لیا ہے اور ہر طرح کے فساد کا موجب بن گیا ہے - ولا تطغوا فیہ اسی طغیان سے بچے رہنے کا حکم ہے - سرکشی اختیار نہ کرو - کلوا ما رزقنکم کے معنی صرف رزق ہی نہیں بلکہ منصب، دولت وغیرہ جس قدر چیزیں ہیں وہ اس میں شامل ہیں - فرمایا منصب ہو یا دولت یا کوٹھی اور سامان وہ تمہارے لئے باعث طغیان نہ ہو جائے - طاغی انسان اللہ کو بھول کر عیش و عشرت کا بندہ بن جاتا ہے - لہذا تم طغیان کے شکار نہ ہو جاؤ -

حضور صلعم اور صحابہ کرامؓ کی زندگی بالخصوص جب آپؐ بادشاہت کے منصب جلیلہ پر متمکن تھے مثالی زندگی تھی -

اسی آیت کے آگے لکھا ہے فیحلّ علیکم غضبی اگر تم نے طغیان اختیار کیا تو اللہ کا غضب تم پر اُترے گا - یہ قانون الٰہی ہے - خدا اس کو نافذ فرماتا ہے - اگرچہ کوئی پولیس تمہیں دیکھے یا نہ - کوئی مجسٹریٹ تمہیں سزا دے یا نہ دے - کوئی بادشاہ تم پر قدغن لگائے یا نہ لگائے - مگر اللہ کے عذاب سے تم نہیں بچ سکتے - تم آسمانوں میں چلے جاؤ - زمین کی غاروں میں چھپ جاؤ - یا سمندروں کی گہرائیوں میں اُتر جاؤ - تاہم تم اللہ کی گرفت سے نہیں بچ سکتے -

اسی آیت میں فرمایا ومن یحلل علیہ غضبی فقد ھوٰی - جس پر میرا غضب نازل ہو جائے وہ اونچے مقام سے گر جاتا ہے اور تباہ ہو جاتا ہے - اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اُمتِ مرحومہ کو بتایا ہے کہ اس دنیا میں ایسے مواقع میسر آنے پر خدا کو یاد رکھو جس میں مبتلا ہو کر انسان اپنے مقام سے گر جاتا اور ذلیل و خوار ہو جاتا ہے -

اللہ تعالےٰ نے انسان کو عزت و تکریم کا مقام عطا کر رکھا ہے - فرمایا ولقد کرّمنا بنی اٰدم - ہم نے اولادِ آدم کو قابل تکریم بنایا - اس مقام سے متعلق غیر متمدنانہ زندگی بسر کرنا لازم ہے - انسان کا نروس سسٹم — Nervous System اس کے اختیار میں ہے وہ عذاب دینا چاہے تو اس کے نروس سسٹم پر عذاب وارد کر دیتا ہے - پھر یہ حیوان بن جاتا ہے - اس لئے مسلمانوں کو ہدایت کی ہے کہ تم اس طاقت و قدرت والے بادشاہ کو ماننے والے ہو اس کے عذاب سے بچو - گناہوں کی زندگی سے اجتناب کرو - حرص و ہوا کا انجام کہیں نہیں - اس کی منزل کہیں نہیں - ایک موٹر آ گئی تو دوسری کے لئے حریص انسان ہاتھ پاؤں مارتا ہے - ایک کوٹھی بنا کر دوسری کوٹھی بنانا چاہتا ہے ایک لاکھ روپیہ سے بڑھ کر چار لاکھ روپیہ کمانا چاہتا ہے اور چار لاکھ پر بھی قناعت نہیں ہوتی چاہتا ہے کہ اور بھی ہو - ہر روز بینک بیلنس دیکھتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہ دولت یہ مال و متاع اس کو معزز کر دے گا لیکن وہ آخر کار گر جاتا ہے اور اس کی عزت ختم ہو جاتی ہے -

حضور صلعم نے جہاں یہ فرمایا ہے کہ تم نے حلال طیّب روٹی کھانا ہے وہاں یہ بھی آپؐ کے متعلق فرمایا ہے کان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یامرنا بالصلوٰۃ والصدق والعفاف والصلۃ گناہ سے بچنا چاہتے ہو تو اللہ تعالٰے کی عبادت کرو - پابندی سے اس کا ذکر کرو - ہم روزانہ اقرار کرتے ہیں ایاک نعبد وایاک نستعین - اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں - اس اقرار کے مطابق اللہ تعالٰے کے حضور جھک جاؤ اور باقاعدہ نماز ادا کرو - اور فرمایا والصدق راستی اختیار کرو - ہمارے قلم اور ہماری زبان پر صدق و راستی ہونا چاہئے راستی سے دل منور ہوتے ہیں - راستی قلب کی خوراک ہے - آگے فرمایا والعفاف - پیٹ میں حرام کی روٹی نہ جائے - پیٹ عفیف ہو - نہ ہی تمہاری عصمت و عفت پر کوئی داغ آنے پائے -

ہمارے مسلمان قوم مرد اور عورتیں مقابلتہً تمام قوموں سے بڑھ کر عفیف ہے - قرآن و حدیث میں پیٹ کی عفت و عصمت کے لئے بار بار تاکید و تلقین آئی ہے - قرآن کریم نے بار بار دہرایا ہے کہ تمہاری زندگی پاکیزہ ہونا چاہئے - والصلۃ - آپس میں جوڑ رکھو، تفرقہ پیدا نہ کرو، ایک دوسرے سے توڑو نہیں - گھروں میں والدین ہیں، بھائی بہن ہیں - چچا - پھوپھا ہیں، ان سب کی عزت و تکریم کرو - اور جماعت کے ایک ایک فرد کی عزت و خیر خواہی ہو - فرمایا امرنا رسول اللہ ان ننزل الناس علٰے منازلھم کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - ینزلنا علی قدر منازل - حضور صلعم نے حکم دیا ہے کہ جماعت کے مرد اور عورت بوڑھا - بچہ - لڑکا - لڑکی - ان سب کی منازل اور مقام کا خیال رکھیں اور تکریم و تعظیم کریں - اور انہیں توڑنے کی کوشش نہ کرو جوڑنے کی کوشش کرو - فرمایا ید اللہ علی الجماعت خدا کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے - مبارک ہے وہ شخص جو توڑنے کے بجائے جوڑنے پر متحد رہتا ہے -

علاوہ ازیں فرمایا من عمل صالحًا من ذکر وانثٰی - کوئی مرد ہو یا عورت لڑکے ہوں یا لڑکیاں - جو کوئی نیک عملی کی زندگی اختیار کرے گا فلنحیینہٗ حیاتًا طیبۃ تو اس کی زندگی خوشگوار بنادی جائے گی - یہ کتنا قیمتی نسخہ ہے زندگی کو خوشگوار بنانے کا - زندگی روپیہ پیسہ سے خوشگوار نہیں بنتی - اس کا تعلق اعمالِ صالحہ سے ہے -

علاوہ ازیں فرمایا کہ اگر تمہارے پیٹ میں حلال طیب روٹی نہیں جاتی تو اللہ تمہاری دستگیری نہیں کرے گا - (۲) کی وضاحت ایک حدیث میں فرمائی ہے - رب اشعث اغبر یقول یارب یارب فانی یستجاب لہ مطعمہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام - ایک مصیبت زدہ مسافر ہوتا ہے - اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں - پریشان حال ہے جسم گرد آلود ہے اس حالت میں وہ دہائی دیتا ہے یارب یارب اے میرے مولیٰ میری سُن فانی یستجاب لہ - اللہ اس کی کیسے سُنے مطعمہٗ حرام اس کا کھانا حرام کا ہے اس کا پینا حرام کا ہے وملبسہٗ حرام اس کا لباس حرام کا ہے - اس کی دعا کیسے قبول ہو، نہیں ہو سکتی -

معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی گورنمنٹ کے علاوہ آسمان کی گورنمنٹ کا تسلط بھی ہے مصائب آتے ہیں - بادشاہوں اور انبیاء کرام پر بھی آتے ہیں - ان مصائب کو دُور کرنے والا صرف اللہ ہے - اللہ تو چاہتا ہے کہ وہ اپنے بندوں پر رحم کرے - لیکن کبھی کبھی اللہ کی رحمت کے درمیان بندے کے گناہ حائل ہو جاتے ہیں -

آپ قرآن کریم کی اس تلقین اور حضور نبی کریم صلعم کی اس تشریح کو سامنے رکھیں - اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کریں - اس سے عزت اور امن و سکون میسر آتے ہیں اور فساد رونما نہیں ہوتا بلکہ اس سے فساد مٹ جاتا ہے -

ہمارے جماعت کے بعض دوست تکلیف میں ہیں اور بعض کے گھروں میں بیماری ہے ان سب کے لئے آپ دردِ دل سے دُعا کریں -

---

# قلمی تبرکات

مرسلہ محمد صالح نور صاحب لائلپور

# خُطباتِ نُورالدین رح

(۱) (خطبہ جمعہ مؤرخہ یکم جولائی ۱۹۱۰ء)

اگر نتیجہ پر یقین ہو جاوے تو میں نہیں جانتا کہ انسان فکرمند ہووے - قبل از وقت انسان کو فکر ضرور ہوتی ہے کوئی برسات کے مکان بناتے ہیں کوئی گرمیوں کے لئے مکان بناتے ہیں مسلمانوں میں بھی فکر لگی رہتی ہے کہ کچھ روپیہ مل جاوے پھر عذاب بے شک ہو جاوے -

یقول کے معنے بتانے کے آتے ہیں اور قال کے معنے فَعَلَ کے بھی آتے ہیں - انسان یہ بتاتا ہے کہ ہم جب مر جاویں گے تو نئی مخلوق بن کر اُٹھیں گے - اس کو کچھ یقین نہیں اللہ تعالٰے ایک جگہ فرماتا ہے لم یکن شیئًا مذکورًا یعنی تم کچھ بھی نہ تھے یعنی تھے تو سہی مگر اس کو کوئی جانتا نہ تھا - جو لوگ متقی ہوتے ہیں ان کو اللہ تعالٰے دُکھوں سے بچا لیتا ہے اور ظالموں کو نجات نہیں دیتا -

اللہ تعالٰے فرماتا ہے کہ مومن بڑی چیز ہے دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا سے گذر گئے اور آپؐ کے مقابلہ میں نمرود بھی گذر گیا نمرود کا کوئی نام بھی نہیں لیتا اور نبی کریمؐ کے لئے ہزاروں درود و سلام بھیجتے ہیں - فرمانبرداری اور نافرمانبرداری میں یہی فرق ہے اللہ تعالٰے کی کتاب کی فرمانبرداری کرنے سے آدمی ہلاک نہیں ہوتا - ہمارا تو کہہ دینا ہے خواہ مانو یا نہ مانو -

الحمد للہ - میں تو اللہ تعالٰے کی تعریف کرتا ہوں کہ مجھ کو نیک لوگوں کے گھر میں پیدا کیا نبی کریمؐ کی فرمانبرداری عطا کی - قرآن کریم کا فہم بخشا - تم بھی اللہ تعالٰے کی فرمانبرداری کرو اگر کمزوری ہو تو مدد مانگو اور پھر استغفار کرو -

اذکروا اللہ یذکرکم - جس جس رنگ میں تم فرمانبردار رہوگے اسی اسی رنگ میں تم کو آرام دے گا جس طرح تم خدا کو یاد کروگے اسی طرح اللہ تعالٰے تم پر مہربان ہوگا اللہ تعالیٰ ذرّے ذرّے کا مالک ہے زمین و آسمان کے خزانے اسی کے ہاتھ میں ہیں تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو -

۲ - (خطبہ جمعہ مورخہ ۸ر جولائی ۱۹۱۰ء)

یایھا الناس انی رسول اللہ - اے لوگو میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں میں اس بادشاہ کا بھیجا ہوا ہوں جس کے ہاتھ میں تمام چیزوں کی بادشاہت ہے وہ سب کا مالک ہے - من وسلویٰ - بے محنت کا رزق - ہم ماں کے پیٹ میں تھے بے محنت کا رزق ملتا تھا جب پیٹ سے باہر نکلے تو بے محنت کا رزق ملتا رہا ہے یہ سب کو ملتا ہے - اگر اس کو تم پاک کر کے کھاتے تو تم کو نماز میں دعا کا بڑا ذوق ہوتا -

قادیان کے طالب علموں پر بہت فضل ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ شاگرد اُستادوں کی ٹوکریاں اُٹھاتے ہیں اور کئی ہزار کام کرتے ہیں اور جب کھانے کا وقت آیا تو استاد کہتے ہیں کہ جاؤ بازار سے مانگ کر کھاؤ اور وہ بیچارے جاتے ہیں کہیں سے لقمہ ملتا ہے اور کہیں سے ہاتھ کے قدر اور وہ مل کر کھاتے ہیں اور اسی پر گذارہ کرتے ہیں - قادیان کے طالب علموں کو اب میں مخاطب کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالٰے کا بہت بہت شکریہ ادا کرو تم کو کاغذ کیسی کثرت سے ملتا ہے - کپڑا کیسا ملتا ہے اور کپڑوں کو خود تم دھوتے بھی نہیں تم خدا کی نعمتوں کو یاد کرو - شہر میں جب جاؤ استغفار کرو - توبہ کرو -

تم یہاں کوئی جمعہ کے لئے آئے ہو کوئی کس کام کے لئے کوئی کس کام کے لئے - میں نے ایک لڑکے کو دیکھا ہے کہ ایک ماہ میں تیس روپے کے سنگترے کھا چکا ہے ایک اور لڑکا ہے کہ اس نے گھر سے روپیہ مانگ کر تیس روپے کا دودھ پی لیا ہے انہوں نے اللہ تعالٰے کی کیسی نافرمانی کی ہے - تم اللہ کا شکر کرو تم کو ہر روز قرآن کریم سننے کا موقعہ ملتا ہے - ہر دو رسالت دکورع مجھ کو سنانے پڑتے ہیں تم سن لو - تم کو پھر ایسا موقعہ قادیان میں آنے کا کب ہوگا اگر موقعہ ہو بھی گیا تو پھر تم کو نورالدین جیسا سنانے والا کب ملے گا ح ہے حاصل کر لو میں تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا سلام تک بھی طمع نہیں اللہ تعالٰے تم کو توفیق دیوے میں نے دردِ دل سے سنایا ہے -

(۳) (خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۱۰ء)

ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات کانت لھم جنت الفردوس نزلًا - صبح سویرے میرے دل میں خیال تھا کہ آج کون سی سورۃ پڑھوں اس وقت میں جب خطبہ کے لئے کھڑا ہوا تو یہی آیت جو مختصر سی ہے میرے دل میں آئی پہلے ایسی کا خیال بھی نہ تھا سب لوگ آرام چاہتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ اگر دین بھی رہ جائے مگر آرام ملے خواہ بوڑھا ہو خواہ جوان ہو اپنا اپنا آرام چاہتے ہیں ایک ایمان ہو اور پھر اعمال صالحہ ہوں جب یہ دونوں باتیں جمع ہو جاتی ہیں تو پھر اس آدمی کی جگہ جنت الفردوس ہوتی ہے - ایمان کا حاصل کرنا اور اس کے بعد اعمال صالحہ کا حاصل کرنا جنت الفردوس مہمانی کی جگہ ہے - جنت الفردوس اعلیٰ مکان ہے - کوئی چیز ایسی نہ ہو جس کی یہ فرمانبرداری کرتا ہے - اللہ تعالٰے کی رضامندی اللہ تعالٰے کی محبت اللہ تعالٰے کے قرب اللہ تعالٰے کی فرمانبرداری کا پتہ جو ملا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے -

غیر کو بُرا کہنا اور غیر کو سمجھانا آسان ہے مگر اپنوں کو سمجھانا بڑا مشکل ہے غرض کل آرام انسان کو ایمان اور اعمال صالح سے ملتے ہیں تم ایمان اور اعمال صالح کو قابو کرو پھر تم کو

باقی کا لم ۲ پر دیکھئے

حاضرین جلسہ کے مناظر

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مؤرخہ ۱۴ر جنوری ۱۹۷۰ء
رجسٹرڈ ایل۔ نمبر ۸۳۸ شمارہ ۲

خدا تعالےٰ کے فضل سے حضرت مولانا محمد علی مرحوم و مغفور کی تفسیر

# بیان القرآن جلد دوئم

شائع ہو گئی ہے۔ جن احباب نے پیشگی رقوم ارسال کی ہوئی ہیں ان سے التماس ہے کہ وہ دوسری جلد دستی حاصل کر لیں۔ یا پھر ۔/۲ روپے محصول ڈاک ارسال کر دیں۔ (ڈاکٹر) اللہ بخش۔ آنریری جنرل سکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

واسٹے وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷ سے شائع کیا۔

جلد ۵۸ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۳ ذیقعد ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۷۰ء | نمبر ۳

# کتاب و سنّت کے حجج شرعیہ ہونے کے متعلق

## حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب

### ارشادات امام زمان مجدد دوران مسیح موعود علیہ السلام

کتاب و سنّت کے حجج شرعیہ ہونے میں میرا مذہب ہے کہ کتاب اللہ مقدّم اور امام ہے۔ جس امر میں احادیث نبویہ کے معانی جو کئے جاتے ہیں کتاب اللہ کے مخالف واقع نہ ہوں تو وہ معانی بطور حجّۃ شرعیّہ کے قبول کئے جائیں گے لیکن جو معانی نصوص بیّنہ قرآنیہ سے مخالف واقع ہونگے ان معنوں کو ہم ہرگز قبول نہیں کرینگے۔ بلکہ جہاں تک ہمارے لئے ممکن ہوگا ہم اس حدیث کے ایسے معانی کریں گے جو کتاب اللہ کی نص بیّن سے موافق و مطابق ہوں اور اگر ہم کوئی ایسی حدیث پائیں گے جو مخالف نص قرآن کریم ہوگی اور کسی صورت سے ہم اسکی تاویل کرنے پر قادر نہیں ہوسکیں گے تو ایسی حدیث ہم موضوع قرار دیں گے کیونکہ اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے۔ فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون یعنی تم بعد اللہ اور اس کی آیات کے کس حدیث پر ایمان لاؤ گے۔ اس آیت میں صریح اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر قرآن کریم کسی امر کی نسبت قطعی اور یقینی فیصلہ دیوے یہاں تک کہ اس فیصلہ میں کسی طور سے شک باقی نہ رہ جائے اور منشاء اچھی طرح سے کھل جائے تو پھر بعد اسکے کسی ایسی حدیث پر ایمان لانا جو صریح اس کے مخالف پڑی ہو مومن کا کام نہیں ہے پھر فرماتا ہے فبای حدیث بعدہٗ یؤمنون۔ ان دونوں آیتوں کے ایک ہی معنی ہیں اس لئے اسجگہ تصریح کی ضرورت نہیں سو آیات متذکرہ بالا کے رُو سے ہر ایک مومن کا یہی مذہب ہونا چاہیئے کہ وہ کتاب اللہ کو بلا شرط اور حدیث کو شرطی طور پر حجّت شرعی قرار دیوے اور یہی میرا مذہب ہے۔

(سلسلہ تصنیفات جلد چہارم۔ الحق مباحثہ لدھیانہ)

# بحرِ حکمت کے موتی

## مردوں کو ریشم پہننا جائز نہیں

عن ابی عثمان النھدی

اَتانا کتاب عمر ونحن مع عتبۃ بن فرقدٍ باذربیجان انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نھی عن الحریر الا ھٰکذا واشار باصبعیہ اللّتین تلیان الابھام قال فیما علمنا انّہ یعنی الاعلام۔

ترجمہ: ابو عثمان نہدی سے روایت ہے کہ ہمارے پاس حضرت عمرؓ کا خط آیا اور ہم عتبہ بن فرقد کے ساتھ آذربیجان میں تھے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ریشم سے منع فرمایا ہے مگر اتنا اور آپ نے اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ کیا جو انگوٹھے کے قریب ہیں کہا اور ہمارے علم میں ان کی مراد نقش (پھول وغیرہ) ہیں۔

نوٹ از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مردوں کے لئے ریشم کی ممانعت کی وجہ بدیہی معلوم ہوتی ہے ایک تو انہیں دنیا میں رہ کر ہر قسم کی محنت اور مشقت کے کام کرنے ہوتے ہیں اور ریشم پہننے والا لازمی کا اس قدر عادی ہوجائے گا کہ وہ مشقت کے کام کو نہیں کرسکے گا۔ دوسرے اس میں اسراف بھی ہے۔ عورتوں کے لئے ریشم جائز ہے اس لئے کہ ان کی زینت کے سامانوں میں سے یہ ایک سامان ہے اور ان کا دائرہ عمل بھی گھر کے اندر ہے جہاں مشقت کے کام نسبتاً کم ہوتے ہیں۔

(فضل الباری)

لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

---

## حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

---

## جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہ رحمۃ اللہ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

# حاجی منشی محمد بخش صاحب مرحوم

## صدق، ایمان، اخلاص اور وفا کے پیکر

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہوگئیں۔

ان برگزیدہ بزرگ ہستیوں میں جنہیں ابتدائے تاریخ جماعت احمدیہ لاہور ۱۹۱۴ء سے والہانہ عقیدت و اخلاص رہا منشی محمد بخش صاحب مرحوم ایک نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کی وفات حال ہی میں آپ کے چھوٹے فرزند راجہ عبدالمجید صاحب سکنہ چھکسی ضلع ملتان میں ہوئی ہے اور جلسہ سالانہ سے ایک جمعہ قبل مرکزی مسجد احمدیہ لاہور میں حضرت امیر نے آپ کے جنازہ غائبانہ کی نماز پڑھائی تھی۔

منشی صاحب موصوف کے پھوپھا صوبیدار غلام حسین صاحب آف جالندھر کو انکی جنگی خدمات کے عوض ضلع لائل پور میں بیس مربعہ قطعات اراضی بغرض آبادکاری عطا کئے گئے تھے۔ اس مقصد کے لئے صوبیدار صاحب کی نظر حسنِ انتخاب منشی محمد بخش صاحب پر پڑی اور ۱۹۱۰ء کے قریب آپ کو ان قطعاتِ زمین کی آبادکاری پر مامور کیا گیا۔

ان ایام میں ضلع لائل پور کی اراضیات بے آباد اور پُرخطر جنگلات تھیں، جہاں آبیاری کے لئے پہلے پہل نہر نکالی گئی تھی۔ جن اصحاب کو جنگلات اور جھاڑیوں سے پُر اراضیات کی آبادکاری کی مشکلات کا تجربہ یا علم ہے وہی اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کام کس قدر کٹھن دشوار گذار اور محنت و مشقت طلب ہے۔ اس کا کچھ اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ان زمینوں پر اس وقت نہ کنوئیں تھے نہ کوئی پینے کے پانی کا کوئی اور انتظام تھا۔ بلکہ آبادکاروں کو صرف نہر کے کھالوں سے پانی میسر آتا تھا۔

### محنت و مشقتِ شاقہ، امانت، دیانت کے خوگر

سالہا سال کی انتہائی محنت، اعلیٰ انتظامی قابلیت اور حُسنِ کارکردگی کی صفات سے خوگر منشی محمد بخش صاحب مرحوم نے ان سنگلاخ قطعات اراضی کو نہ صرف جنگلات اور جھاڑیوں سے صاف کراکے لہلہاتے کھیتوں میں تبدیل کردیا بلکہ کئی مربعہ جات پر عریض مینا کو پھل دار باغات میں تبدیل کردیا جن میں سنگترہ مالٹا۔ امرود اور آم کے درخت پھلوں سے لدے رہتے ہیں۔

منشی محمد بخش صاحب مرحوم حضرت مولانا محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ کے بہنوئی اور راقم الحروف کے پھوپھا تھے۔ جب راقم الحروف نے ۱۹۲۱ء میں بی۔ ایس۔ سی کا امتحان پاس کرکے میڈیکل کالج میں داخلہ لیا تو اس وقت منشی صاحب مرحوم کی بڑی دختر سے اس کی شادی ہوئی تھی۔ ان ایام میں ابھی کاریں نئی نئی آئی تھیں اور خال خال لوگوں کے پاس ہوا کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ اس شادی میں شمولیت کی خاطر لائل پور سے میاں محمد اسمٰعیل صاحب رح اور میاں محمد صاحب رح کی معیت میں کار میں سفر کرکے چک نمبر ۲۵۳ پہنچے۔

کچھ عرصہ بعد صوبیدار صاحب کی اولاد نے اپنی زمین کا دوسرا انتظام کرلیا۔ ان میں میاں احسان الحق صاحب سابق جج مشہور ہستی تھے جو ڈونگ ہتن کے پہلے ٹرسٹیوں میں سے تھے منشی صاحب مرحوم وہاں سے اٹھ کر ساتھ کے چک نمبر ۳۰۳ آبیے جو شہر گوجرہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے جہاں آپ کی زندگی کے باقی ایام گذرے۔ آپ ہر جلسہ سالانہ میں شمولیت اختیار کرتے اور جملہ تحریکات جماعت میں انشراحِ صدر سے حصہ لیتے بلکہ اپنے چک میں تبلیغِ سلسلہ کا حق بھی ادا کرتے۔ ایک مرتبہ انہوں نے مرکز میں لکھا کہ وہاں کی جامع مسجد کا امام نیک انسان ہے اور ان سے اچھے مراسم رکھتا ہے اس کی جماعتی معلومات میں اضافہ کے لئے کسی عالم دین کو آپ کے چک میں بھیجا جائے۔

باوجود اپنے جماعتی مسلّمات پر نہایت انشراحِ صدر سے یقین پر قائم ہونے اور باوجود فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے آپ ایک مرنجان مرنج انسان تھے چنانچہ آپ کی وفات پر جب آپ کی لاش کو دفنانے کے لئے اس چک نمبر ۳۰۳ میں لایا گیا تو آپ کے جملہ عزیز و اقارب جو وہاں جمع ہوئے تھے قیام کا سب انتظام چک کے لوگوں نے ہی کیا۔

### ڈاکٹر جلال دین صاحب مرحوم آف گوجرہ

میں نے ذکر کیا ہے کہ منشی صاحب مرحوم کا چک شہر گوجرہ سے قریب ہی واقع تھا۔ اس مناسبت اور ابتدائی ایام میں وہاں آنے جانے کی وجہ سے ڈاکٹر جلال الدین صاحب مرحوم کی یادیں تازہ ہوجاتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم جماعت احمدیہ لاہور کے نہایت ہی مخلص، پُرجوش اور سرگرم رکن تھے۔

اختلاف سلسلہ کے اندرونی حالات سے پوری طرح واقفیت کے باعث ڈاکٹر صاحب مرحوم کو حضرت امیر مرحوم سے از حد عقیدت و محبت تھی اور آپ کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے۔ آپ اس امر پر انشراح صدر سے قائم تھے کہ تفرقہ کی ساری ذمہ داری میاں محمود احمد صاحب پر عاید ہوتی ہے جنہوں نے ذاتی اور خاندانی اغراض کے حصول کی خاطر حضرت مولانا محمد علی رح کو قادیان سے نکل جانے پر مجبور کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب اس امر کا اظہار علانیہ اپنے مخصوص انداز و الفاظ میں کیا کرتے۔ میں ان دنوں میں ابھی طالب علم ہی تھا اور اندرونی حالات سے کلی طور پر ناواقفیت کے باعث ڈاکٹر صاحب مرحوم کے ریمارکس کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہ سنتا تھا۔ بعد میں جب اصل حالات سے واقفیت ہوئی تو یہ امر پایہ یقین کو پہنچ گیا کہ آپ کے کلمات بالکل درست اور عین صداقت پر مبنی تھے۔ انہی ایام میں مولوی محمد یعقوب خانصاحب گوجرہ میں ہیڈ ماسٹر ہوکر وہاں لگے تھے جہاں اغلباً ڈاکٹر جلال الدین صاحب کے زیر اثر اور مناظرہ کے باعث خانصاحب کو جماعت میں تفرقہ کے صحیح حالات اور عقائد کا علم ہوا تو آپ نے جماعت قادیان سے علیحدگی اختیار کرکے جماعت لاہور میں شمولیت کی تھی۔ بعد میں خانصاحب موصوف کو جماعت احمدیہ لاہور کا مسلک اور طریقِ کار اس قدر مرغوبِ خاطر اور صحیح و صدق پر مبنی ثابت ہوا کہ آپ نے ہیڈ ماسٹری کو چھوڑ کر جماعت لاہور کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کردی۔ مگر افسوس ہے کہ خانصاحب گوناگوں ابتلاؤں اور مصائب کا شکار ہونے کے باعث استقامت پر قائم نہ رہ سکے۔

### باقیات صالحات

منشی محمد بخش صاحب مرحوم کو خدا تعالےٰ نے لمبی عمر عطا کی۔ آپ کی عمر وفات کے وقت قریباً ایک سو برس تھی۔ آخر عمر تک آپ کو دین سے شغف رہا۔ ۱۹۴۹ء میں فریضہ حج ادا کیا۔ گذشتہ برس مجھے بیان القرآن کا نیا ایڈیشن بھجوانے کا ارشاد فرمایا اور وہیں ٹیبل گمی ٹرسٹ کے ایک ہزار روپیہ کے اپنے حصص انجمن کے نام وقف کردیئے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے چوہدری شاہ دین صاحب جو مرکزی حکومت کراچی میں اکونٹنٹ کے محکمہ میں آفیسر رہ چکے ہیں ان کی ابتدائی تعلیم قادیان میں ہوئی۔ جب یہ دیگر دو اپنے ماموں زاد بھائیوں چوہدری فضل احمد مرحوم اور چوہدری سلطان علی مرحوم کی معیت میں حضرت مولانا محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ کے گھر میں رہائش رکھتے تھے۔ اور پھر اختلاف پر میٹرک کے لئے مسلم ہائی سکول لاہور میں تعلیم پائی اب کراچی میں مقیم ہوگئے ہیں۔ دوسرے بیٹے راجہ عبدالمجید صاحب ہیں جو موضع چھکسی میں آباد ہیں اور ضلع ملتان کے مواضعات سے انجمن معتمدین کے ممبر ہیں۔ نیز جن کی مساعی جمیلہ سے چک میں پرائمری سکول اور مسجد بن گئی ہے نیز آپ نے چار بیٹیوں اور دو لڑکوں کے علاوہ ان کی اولادیں چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنی خاص مغفرت سے آپ کی رُوح پُرفتوح کو نوازے اور اولاد کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عنایت کرے۔ آمین

## احمدیہ فکری محاذ کا ٹریکٹ

احمدیہ فکری محاذ کی اپیل بنام شرکائے جلسہ سالانہ سلسلہ عالیہ احمدیہ منعقدہ قادیان ربوہ ولاہور کے نام سے ایک ٹریکٹ شائع ہوا ہے جس میں اور چند ناشرین کے علاوہ احمدیہ حقیقت پسند پارٹی کا نام بھی درج ہے۔ اس ٹریکٹ کی اشاعت سے احمدیہ حقیقت پسند پارٹی کا تعلق نہیں ہے ہماری پارٹی کی طرف سے جو کتاب پمفلٹ اور اشتہار شائع ہوتا ہے اس پر لکھنے والے کا نام ضرور درج ہوتا ہے۔

یہ ٹریکٹ کسی ربوائی ایجنٹ کا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس جماعت کا امیرالمومنین حضرت مولوی نورالدین رضی کے زمانہ سے یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ دوسروں کے نام سے پمفلٹ۔ ٹریکٹ وغیرہ شائع کرکے ایکدوسرے کے خلاف بدظنی اور بداعتمادی پیدا کی جائے۔

غلام رسول۔ ایم۔ اے۔ ۸/۱/۲

ہفت روزہ پیغامِ صلح ــــــ لاہور ــــــ مؤرخہ ۲۱ جنوری ۱۹۷۰ء

# مودودی صاحب کا اسلام

• آج کل ملک میں مختلف پارٹیوں کے سربراہ حصولِ اقتدار کے لئے آئندہ انتخابات میں عوام سے ووٹ حاصل کرنے کی غرض سے اپنی اپنی اہلیت کے جو گیت گا رہے ہیں ان میں زیادہ تر اسلام اور کتاب و سنت کو حکومت کی بنیاد قرار دینے کے وعدے بڑے زور و شور سے کئے جا رہے ہیں، ہر پارٹی کے سربراہ کی طرف سے یہی اعلان ہوتا ہے کہ ہماری حکومت کتاب و سنت پر عمل پیرا ہوگی، یہ وعدے کہاں تک صحیح ہیں، یہ تو اس وقت معلوم ہوگا جب انتخابات کے بعد کوئی پارٹی برسر اقتدار آئے گی، لیکن فی الحال ہمیں دیکھنا ہے، کہ جس اسلام اور کتاب و سنت کا وعدہ کیا جاتا ہے، اس سے ان لوگوں کی کیا مراد ہے، یعنے اسلام کی کیا شکل و صورت ان کے نزدیک صحیح اور قابلِ عمل ہو سکتی ہے، کیونکہ بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ ہر بڑے سے بڑے لیڈر کے ہاں اسلام کی تصویر دوسروں سے جداگانہ اور حقیقی طور پر کتاب و سنت سے مختلف ہے، ہر شخص جو اقتدار کا خواہاں ہے اس کی پارٹی کے معتقدات سے اختلاف کرنے والا کافر اور گردن زدنی قرار دیا جا سکتا ہے۔

اس ضمن میں فی الحال ہم مودودی صاحب کے اس منصوبہ پر جس کا ذکر انہوں نے اپنے منشور میں کیا ہے، ان کے ذاتی معتقدات کی روشنی میں غور کرنا چاہتے ہیں، انہوں نے اپنے منشور میں اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ :۔

"جماعت اسلامی پُر امن آئینی اور جمہوری طریقوں سے نظامِ حکومت کو بدلنا چاہتی ہے اس کے پیشِ نظر پاکستان کو ایک ایسی ریاست بنانا ہے جو قرآن و سنت کے اتباع کی پابند اور خلافت راشدہ کے نمونہ کی پیرو ہو، جس میں اسلام کے اصول و احکام پوری طرح کار فرما ہوں، جو برائی کو مٹائے، نیکی کو پروان چڑھائے اور دنیا میں اللہ کا کلمہ بلند کرے، جو ظلم، ناجائز استحصال اور اخلاقی بے راہ روی کی ہر شکل کو مٹائے۔"

کتنے بلند اور کس قدر پاکیزہ خیالات ہیں، اگر ان خیالات پر صحیح طور پر کتاب و سنت کی روشنی میں عمل کیا جائے تو پاکستان فی الحقیقت ایک اعلیٰ درجہ کی اسلامی مملکت بن سکتا ہے، لیکن "اسلام کے اصول و احکام" کے بارہ میں مولانا کے ذاتی معتقدات کو اگر دیکھا جائے تو سمجھ نہیں آتا کہ وہ کس اسلام کو رائج کرنا چاہتے ہیں، مثلاً مولانا کا یہ عقیدہ ہے کہ

"راست بازی اور صداقت شعاری اسلام کے اہم ترین اصولوں میں سے ہے، اور جھوٹ اس کی نگاہ میں ایک بدترین برائی ہے لیکن عملی زندگی کی بعض ضرورتیں ایسی ہیں جن کی خاطر جھوٹ کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ بعض حالات میں اس کے وجوب کا فتوےٰ دیا گیا ہے"۔ (ترجمان القرآن مئی ۱۹۵۸ء صفحہ ۲۱)

اب فرمایئے مودودی صاحب کا یہ اعتقاد اگر آئندہ حکومت میں قابلِ ترویج سمجھا گیا تو اسلام کا کیا باقی رہ جائے گا اور حکومت کی کونسی ضرورتیں ایسی نہ سمجھی جائیں گی جن میں جھوٹ کی اجازت بلکہ وجوب پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کی جائے گی، اور اس صورت میں مودودی صاحب کے منصوبہ اسلام کی کیا شکل و صورت دنیا کے دیکھنے میں آئے گی، بالخصوص ایسی حالت میں کہ مودودی صاحب اپنی کتاب "اسلام کا نظریہ سیاسی" میں یہ بھی اعلان کر چکے ہیں کہ "اسلامی حکومت میں وہ مسلمان جو ان کی "اسلامی جماعت" کے پوری طرح ہم خیال نہیں انہیں سٹیٹ کے کام میں دخیل نہیں کیا جا سکتا وہ سٹیٹ کی حدود میں ذمّی کی حیثیت سے رہ سکتا ہے" جس شخص یا جس جماعت کے متعلق وہ چاہیں جھوٹ موٹ یہ الزام لگا کر کہ وہ انکے ہم خیال نہیں اسے حکومت سے علیحدہ کر کے ذمّی قرار دے سکتے ہیں، اس صورت میں مودودی صاحب کی جماعت اسلامی کے سوائے تمام مسلمان ذمّی کہلائیں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ خواہ کوئی کتنا بھی پکا اور سچا مسلمان ہو مودودی صاحب کے اس نظریہ کے ماتحت کہ

"بعض ضرورتیں ایسی ہیں جن کی خاطر جھوٹ کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ بعض حالات میں اس کے وجوب کا فتوےٰ دیا گیا ہے"

"خاص ضرورتوں کی خاطر" اسے اسلام ہی سے خارج کر کے غیر مسلم بلکہ مرتد قرار اور گردن زدنی قرار دے دیا جائے کیونکہ مودودی عقیدہ میں مرتد کی سزا رجم ہے، اگرچہ کتاب و سنت میں اس کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔

غرض خاص ضرورتوں کی خاطر جھوٹ کی اجازت بلکہ وجوب کا فتوےٰ ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے وہ جو چاہیں اور جس طرح چاہیں کام لے سکتے ہیں اور اس کو عین اسلام قرار دے سکتے ہیں، اس کی ایک عملی مثال حال ہی میں اخبارات میں آئی ہے، جو حسبِ ذیل ہے :۔

"لاہور ۹ جنوری ۱۹۷۰ء ڈیموکریٹک یوتھ فورس کے ایک سابق سرگرم رکن مسٹر نعیم اقبال قریشی نے انکشاف کیا ہے کہ ۹ مارچ ۱۹۶۹ء کو جماعت اسلامی حلقہ لاہور کے دفتر واقع نیلا گنبد میں آگ لگنے کے بعد حلقہ کے جنرل سیکرٹری مولانا صفدر حسین صدیقی قرآن پاک کی ایک آتش زدہ جلد باہر سے لے کر دفتر پہنچے تھے اور دوسرے لمحے وہاں یہ شور مچا دیا گیا کہ پیپلز پارٹی کے حامیوں نے قرآن حکیم جلا دیا ہے" (امروز مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۷۰ء)

یہیں تک نہیں مسٹر نعیم اقبال قریشی کا بیان ہے کہ :۔

"میاں صفدر صدیقی قرآن کو چھوڑ کر کہیں گئے اور واپس آنے کے بعد فورس کے دس بارہ لڑکوں کو ساتھ لے کر اخبارات کے دفتروں میں گئے، پی پی آئی کے رپورٹروں نے قرآن سوزی کے واقعے سے انکار کر دیا تو ان کو دھمکی دی گئی کہ اگر انہوں نے خبر ان کی منشاء کے مطابق نہ دی تو انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ ...... رات کو جب ہنگامہ ختم ہوا تو ہم نے مولوی حمید اللہ سے پوچھا کہ قرآن کہاں سے آ گیا...... مولوی صاحب نے کہا کہ آپ لوگوں کو اس وقت خاموشی اختیار کرنی چاہیئے کیونکہ یہ اسلام کا معاملہ ہے اور اگر کوئی غلط بات ہوئی تو لوگ اسلام سے متنفر ہو جائیں گے اس کی وجہ سے ہم خاموش ہو گئے......

...... اس حملہ کی جو رپورٹ پولیس میں درج کروائی گئی وہ انتہائی غلط تھی رپورٹ میں جن نوجوانوں کے نام حملہ آوروں کے طور پر لکھوائے گئے تھے وہ پیپلز پارٹی کے پر جوش رکن تھے اور جلسہ و جلوس میں شرکت کرتے تھے، جماعت والوں نے ان کو راہ سے ہٹانے کے لئے رپورٹ میں ان کا نام درج کروایا، رپورٹ میں جن گواہوں کے نام تھے ان میں سے ایک نام میرا بھی تھا، یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ میری جگہ پولیس کے روبرو مولوی حمید اللہ نے بیان دیا اور مجھے اگلے دن کی شام کو بتلایا گیا کہ تمہارا نام بھی گواہوں کی لسٹ میں ہے اور فلاں فلاں نام یاد کر لو اگر تم سے پوچھا جائے تو کہہ دینا کہ یہ لوگ تھے حالانکہ ان ناموں میں سے جو مجھ کو بتائے گئے تھے اکثر سے میں واقف تک نہ تھا، ۱۰ مارچ کو پی پی آئی کی جو رپورٹ اخباروں میں شائع ہوئی اس میں قرآن مجید کے بجائے کیش رجسٹر جلنے کی خبر تھی۔ اس پر جماعت والوں نے ایک وکیل کو (جس کا دفتر جماعت اسلامی کے دفتر والی بلڈنگ میں تھا) استعمال کیا اور خود صفدر صدیقی نے ہمارے سامنے بیان تیار کر کے اخباروں کو دیا جس میں وکیل صاحب کی زبانی کہا گیا تھا کہ میں نے خود ایک لڑکے کو قرآن آگ میں سے نکالتے ہوئے دیکھا ہے جو سراسر جھوٹ تھا"۔ (امروز ۱۰ جنوری ۱۹۷۰ء)

یہ ہے وہ اسلام جو مودودی صاحب کے عہدِ حکومت میں رائج ہوگا وہ جس کو اپنا ہم خیال پائیں گے اپنے ساتھ حکومت میں شامل کریں گے اور جسے اپنی ضرورتوں کی خاطر نکالنا چاہیں گے جھوٹ موٹ الزام دے کر نکال باہر پھینکیں گے اور جس کو نکال دیا وہ ذمی بن گیا یا اسے غیر مسلم اور مرتد قرار دے کر پھانسی پر چڑھا دیا۔

ایک اور بات جو مودودی صاحب نے اپنے منشور میں لکھی ہے وہ یہ ہے کہ جو جماعت رسول کریم صلعم کے بعد کسی کو نبی مانتی ہے اور اس کا انکار کرنے والوں کو کافر سمجھتی ہے اسے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ کون کونسی جماعت کس کس کو نبی مانتی اور اسے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتی ہے، ایک تو قادیانی یا ربوائی جماعت ہے اور دوسرے وہ لوگ جو رسول کریم صلعم کے بعد اُمتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے قائل ہیں اور جن میں خود مودودی صاحب بھی شامل ہیں (ملاحظہ ہو ان کی کتاب "قادیانی مسئلہ") کیا منشور کی مذکورہ بالا دفعہ کے مطابق ان سب کو غیر مسلم اقلیت (بلکہ غیر مسلم اکثریت) قرار دیا جائے گا؟ اس صورت میں پاکستان میں مودودی صاحب کی مجوزہ حکومت کونسے اسلام کی نمائندہ ہوگی؟

اس وقت تمام دنیائے اسلام میں صرف ایک ہی جماعت ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کی قائل نہیں اور بابِ نبوت کو بکلی مسدود سمجھتی ہے اور وہ جماعت احمدیہ لاہور ہے اور مودودی صاحب کے منشور کی مذکورہ بالا دفعہ کی رو سے صرف یہی جماعت حقیقی طور پر مسلمان ...

چودھری محمد حسین چیمہ صاحب کی تقریر بر موقعہ جلسہ سالانہ

# دوسرا اہم مسئلہ یا ضروری امر

# ملک کے نظام معاشیات کی بناء

# سوشلزم یا جمہوریت

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

اس سلسلہ میں میں ایک یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں۔ آج سے چودہ سو سال قبل کسی نے کسی کو بڑی ذمہ داری کا کام سپرد کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا۔ اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطْأً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا۔

یعنی ہم تجھ پر ایک بھاری بوجھ ڈالیں گے بے شک رات کو اُٹھنے والا نفس کو روندنے والا اور ذمہ داری کو سنبھالنے کے قابل بنانے والا ہے۔ پس حضرات دعائیں بھی کریں اور شب بیدار ہو کر خدا کے حضور گڑگڑانا بھی شروع کریں۔ اصلاح عالم کا کام بڑا مشکل ہے۔ یہ خدا کی استعانت کے بغیر سرانجام نہیں پا سکتا۔ اب میں دوسرے مسئلہ کو شروع کرتا ہوں:-

حضرت صاحبؑ کے زمانہ میں ایک معرکۃ الآرا مناظرہ مابین مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبد اللہ چکڑالوی ہوا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کا موقف یہ تھا کہ احادیث بعض اوقات قرآنی احکام کو بھی منسوخ کر دیتی ہیں۔ اور ان کا مقام قرآن شریف کے مقابلہ میں قاضی اور جج کا مقام ہے۔ قرآن اور حدیث میں اگر کہیں تضاد نظر آئے تو حدیث کو مقدم سمجھنا چاہیئے۔ اس کے برخلاف مولوی عبد اللہ چکڑالوی جو اہل قرآن کہلاتے تھے، اپنا موقف یوں بیان کرتے تھے کہ احادیث مجموعہ اباطیل ہیں اور وہ اسلام کے دشمنوں اور منافقوں کی گہری سازش کا نتیجہ ہیں۔ ان کو نہ صرف نظر انداز کرنا چاہیئے بلکہ انہیں نفرت اور حقارت سے مسترد کر دینا چاہیئے۔ اس مناظرہ سے اسلامی حلقوں میں بڑی ہلچل پیدا ہوئی۔ حتیٰ کہ خود بانئے سلسلہ حضرت مرزا صاحبؑ کو اس کا نوٹس لینا پڑا۔ اور انہوں نے اس مناظرہ پر ایک زبردست تبصرہ لکھا۔ ان کی پوزیشن ماموریت من اللہ کی تھی اور وہ اس وقت کے لئے بعض امور میں حکم اور عدل کا مقام رکھتے تھے۔ اور اللہ تعالےٰ سے ہدایت پا کر جو وہ فیصلہ کرتے وہ سب مسلمانوں کے لئے مشعل ہدایت کا کام دیتا تھا۔

حضرت صاحبؑ نے بڑے زبردست دلائل اور براہین سے اپنے تبصرہ میں یہ ثابت کیا۔ کہ قرآن ہر حالت میں مقدم ہے حدیث قطعاً اس امر کی مجاز نہیں کہ وہ کسی قرآن کے حکم کو منسوخ کرے۔ حدیث کی صحیح پوزیشن قائم کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اگر احادیث معرض ظہور میں نہ آتیں۔ تو بھی اسلام پر کوئی حرف نہیں آ سکتا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کو تبلایا کہ حدیث اور سنّت میں بھی امتیاز کیا جا سکتا ہے سنّت کا بیشتر حصہ جو احکام و نواہی پر مشتمل ہے حضورؐ نے اپنے تعامل سے اُمّت پر ظاہر کر دیا اور وہ جوں کا توں عملاً ساری اُمّت کے جوارح اور عمل سے آج تک ظاہر ہوتا چلا آ رہا ہے۔ بالفاظ دیگر جو کچھ آسمان سے قرآن کی صورت میں اترا تھا۔ زمین پر رسول اللہ صلعم اپنے عمل سے اسے ایک مشہود پیکر کی صورت میں ظاہر کر دیتے تھے۔ اور اسی کی تقلید اُمّت کا ہر فرد کرنے لگ جایا کرتا تھا۔

قرآن کی عالمگیر تعلیمات ملّت کے عالمگیر تعامل میں وقوع پذیر ہوتی چلی آتی ہیں۔ حدیث کا زیادہ سے زیادہ مرتبہ "ظن" اور "قیاس" کا ہو سکتا ہے۔ یقین کا نہیں ہو سکتا۔ مگر اس کے معنی یہ نہیں کہ ہم حدیث سے اغماض برتیں۔ ہمارے محدثین نے بڑی محنت اور کاوش سے بڑی تحقیق اور تدقیق سے احادیث کو جمع کیا۔ اس کی صحت کے اصول وضع کئے۔ روایات کو پرکھنے کے لئے بڑے اونچے معیار مقرر کئے اسماء الرجال کے متعلق تحقیقات کا ایک باب کھول دیا۔

پس جب تک کہ کوئی حدیث قرآن سے متصادم نہ ہو اور اس کی کوئی تاویل قرآن سے تطابق کے لئے نہ کی جا سکے۔ رد نہیں کرنا چاہیئے۔ آج یہی صورت ہمارے سامنے ملک کے مختلف نظریات کے حاملین نے پیدا کر دی ہے۔ بانئے سلسلہ نے اپنی دُور اندیشی اور فراست سے بڑے غور و خوض کے بعد ہمیں یہ تلقین کی تھی کہ ہم اشاعت اسلام کے موقف سے ادھر ادھر نہ ہوں۔ اور حتی الوسع عملی سیاست میں بحیثیت جماعت حصہ نہ لیں۔ ہم اس پر آج تک کاربند رہتے چلے آ رہے ہیں۔ لیکن جب معاملہ نظریات کا ہو یقین اور ایمان کا ہو۔ اصول اور مقصد کا ہو تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلامی قرآنی نقطۂ نگاہ کو واشگاف طریق پر لوگوں پر ظاہر کریں۔ اس وقت مسلمانوں میں نظریاتی طور پر دو گروہ ایک دوسرے کے خلاف صف آرا نظر آ رہے ہیں۔ ایک گروہ چاہتا ہے کہ اس ملک میں ایسا نظام معاشیات قائم کیا جائے جسے وہ اسلامک سوشلزم کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کے بالمقابل ایک گروہ ہے جو خود کو اسلام کا محافظ اور دین کا علمبردار ظاہر کرتا ہے۔ وہ جمہوریت پر ایمان رکھتا ہے۔ اور ملکی سیاست میں جمہوریت کے نفاذ کے لئے اس نے تمام ایسی جماعتوں سے تعاون کیا ہے جو ملک میں جمہوری فضا پیدا کرنے کی حامی ہیں۔ آج سے نو ماہ قبل امریکہ کی طرز کا یا اس سے ذرا مختلف صدارتی نظام قائم تھا۔ جس میں پریزیڈنٹ کو آئین کی رُو سے وسیع اختیارات حاصل تھے۔ اور یوں اس کو ایک گونہ مشابہت اسلام کے تصوّر خلافت سے تھی۔ مگر ہمارے موجودہ زمانہ کے اسلام پسند علماء نے یہ پسند کیا۔ کہ ملک میں برطانیہ کی طرز کا پارلیمنٹری نظام رائج ہو۔

جب یہ مطالبہ تسلیم کر لیا گیا۔ تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ برطانیہ کے پارلیمنٹری نظام کو خلافت راشدہؓ کے نظام سے اتنی مشابہت نہیں۔ مگر یہاں تو کسی نے یہ بھی نہیں چاہا کہ اس نظام کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کے لئے اسے اسلامی جمہوریت ہی کہہ دیا جائے۔ اسلامک سوشلزم کے دعویداروں کا موقف یہ ہے۔ کہ انہیں روس اور چین کے نظریات سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ صرف ان ملکوں کے مروّجہ اقتصادی ڈھانچہ سے صرف ان خطوط کو لے رہے ہیں۔ جن کا تعلق مفلس لوگوں کے اندر سرمایہ داروں کی پیدا کی ہوئی ناہمواریوں، بے اعتدالیوں، ناانصافیوں، ظلم۔ استبداد اور استحصال کو دور کرنے سے ہے۔ ہمارا ایمان اسلام پر ہے۔ ہم خدا کو واحد یقین کرتے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء سمجھتے ہیں۔ ہمارا سرچشمۂ ہدایت قرآن ہے اور اس پر عمل کرنا ہمارے لئے باعث نجات ہے۔ بایں ہمہ دونوں گروہوں میں سخت تنازعہ برپا ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ مولانا مودودی نے یہ فتویٰ صادر کر دیا ہے، کہ اشتراکی علماء کے پیچھے نماز ناجائز ہے گویا کہ اس ملک میں کچھ ایسے علماء بھی ہیں۔ جو علماء بھی کہلا سکتے ہیں۔ نمازیں پڑھانے کے لئے امامت کا فرض بھی ادا کر سکتے ہیں۔ ان نمازوں میں قرآن کی تلاوت بھی کر سکتے ہیں خدا کی کبریائی اور اس کی وحدانیت، محمد رسول اللہؐ کی رسالت اور ان کی حقانیت پر شہادت بھی دے سکتے ہیں اور تمام شعائر اسلامی کی پابندی بھی کر سکتے ہیں۔ بایں ہمہ چونکہ وہ ایک سیاسی گروہ سے اختلاف رائے کی جرأت کرتے ہیں۔ وہ اس قابل نہیں کہ لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھیں۔ خدا سے ان کی محبت، مساجد میں ان کی حاضری، نمازوں کی ادائیگی۔ کلمہ طیبہ کا اعلان اب ان کے کچھ کام نہیں آ سکتا۔ جب تک کہ وہ دوسرے گروہ کے سامنے ہتھیار نہ پھینک دیں۔

دوسری طرف سوشلزم کا نعرہ لگانے والے اس امر کو بھول گئے کہ بہرحال اس دَور میں سوشلزم اپنی معروف اصطلاح میں مغرب میں پیدا ہوا، روس میں پروان چڑھا اور چین میں انتہا تک پہنچ گیا۔ جب سوشلزم کا نام لیا جاتا ہے تو کارل مارکس۔ لینن سٹالین اور ماؤزے تنگ فوراً سامنے آ جاتے ہیں۔ اور جس کسی کو ذرا زیادہ شوق تصدیق ہو۔ وہ ان کے لٹریچر کو خود پڑھنے لگتا ہے۔ اور دوسروں کو اس کے پڑھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اس طرح نوجوان جب ان لوگوں کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھتے ہیں تو انہیں پتہ لگتا ہے کہ وہاں مذہب کو لوگوں کو مدہوش کرنے کے لئے افیون قرار دیا گیا ہے اس کائنات کو بے مالک بے خالق اور بے خدا بیان کیا گیا ہے۔ اس سے نوجوانوں کے ذہنوں میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ اسلامی تصورات اور روایات سے متنفر ہونے لگتے ہیں۔ اسلامک سوشلزم کے علمبردار بے شک خود کو اسلام کے وفا شعار اور تفصیلات قرآنی کو ماننے والے ظاہر کرتے ہیں لیکن سوشلزم کا پیدا کردہ لٹریچر برابر اپنا زہر ذہنوں میں داخل کرتا رہتا ہے جس کا نتیجہ نہایت خطرناک ہے۔ پس یہ دونوں گروہ افراط اور تفریط کی راہ پر چل رہے ہیں۔ ضرورت وقت اور مصلحت زمانہ کا بھی یہ تقاضا ہے کہ سوشلزم کے تصوّر اور اس کے معروف مفہوم

(باقی بر ...)

# قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی کمالِ عظمت اور عظیم قدرت کا اظہار

## الحمد للہ کی تشریح و تفسیر مختلف مقامات پر

## حضرت نبی کریم صلعم کی پاکیزہ زندگی اور تعلیمات کا اثر

خطبہ جمعہ
مؤرخہ ۱۶ر جنوری سنہ ۱۹۷۰ء
فرمودہ
حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام
جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

الحمد للہ الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمت والنور ثم الذین کفروا بربھم یعدلون - ھو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلا و اجل مسمی عندہ ثم انتم تمترون - وھو اللہ فی السموات وفی الارض - یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون - وما تاتیھم من ایۃ من ایات ربھم الا کانوا عنھا معرضین

(الانعام ۶: ۱-۴)

### الحمد سے شروع ہونے والی سورتیں۔

قرآن کریم کی کئی ایک سورتیں الحمد سے شروع ہوتی ہیں۔ پہلی سورۃ بھی انہی الفاظ سے شروع ہوتی۔ کئی درمیانی سورتیں بھی انہی الفاظ سے شروع ہوتی ہیں اور یہ سورۃ الانعام جس کی میں نے ابتدائی آیات پڑھی ہیں یہ بھی الحمد للہ سے ہی شروع ہوتی ہے۔

### سورۃ فاتحہ میں الحمد للہ کی تفسیر

اس کی کیا وجہ ہے کیوں ان الفاظ کا بار بار قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ الحمد للہ رب العالمین کے الفاظ جو سورۃ فاتحہ میں آتے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا ذکر مجمل طور پر آجاتا ہے اور بعد کے الفاظ اس کی تفصیلات ہیں۔ یہ تفصیلات کیوں بیان کی جاتی ہیں کسی چیز کی تفصیل بیان کرنے سے انسان کے دل و دماغ پر اثر پڑتا ہے۔ اور پہلی سورت میں الحمد للہ کے ساتھ رب العالمین کے لفظ میں اللہ کی تفسیر ہے الرحمٰن الرحیم۔ اور مالک یوم الدین بھی اللہ تعالیٰ ہی کی تفسیر ہے۔ اللہ تو مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے جو صفات تفصیلاً اور تشریحاً بیان کی گئی ہیں وہ اللہ کے اندر موجود ہیں۔ صرف اللہ کہہ دینے سے ہمارے دل و دماغ پر اتنا اثر نہیں پڑتا۔ اس لفظ کے اندر رب العالمین الرحمٰن۔ الرحیم۔ اور مالک یوم الدین کی صفات موجود ہیں۔

### الرحمٰن کے معنے

الرحمٰن کے معنے یہ ہیں کہ اللہ کی اس صفت کا ظہور اس وقت ہوا جب کہ ہم پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ اس نے ہماری خواہشات اور طلب و دعا کے بغیر وہ تمام چیزیں مہیا کر دیں جو ہمارے لئے ضروری اور لازمی تھیں۔ اس نے اپنے محض فضل و کرم سے ہمارے لئے یہ زمین و آسمان۔ یہ سورج اور چاند اور یہ ہوا اور پانی پیدا کیا۔ جس طرح یہ سب کچھ انسان کی درخواست کے بغیر پیدا کیا اسی طرح انسان کی روحانی تربیت کے لئے قرآن کریم کی شکل میں بارش نازل فرمائی تاکہ اس کی استعدادیں اور صلاحیتیں نشو و نما پائیں یہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا تقاضہ ہے۔

### الرحیم کے معنے

پھر الرحیم اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے، جس کی رو سے اس کی پیدا کردہ اشیاء کے استعمال اور محنت و مشقت کا اچھا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ انسان ایک دانہ زمین میں ڈالتا ہے الرحیم کی صفت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس دانہ سے کئی کئی بالیاں پیدا کرتا ہے۔ پھر ہر ایک بالی سے سو سو دانے نکلتے ہیں فرمایا کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ یہ اس صفت الرحیم کی تفصیل فرما دی۔ اسی طرح مالک یوم الدین کی تفصیل میں فرمایا ہے غافر الذنب وقابل التوب اللہ جو جزا و سزا کا مالک ہے، وہ بندوں کے قصوروں کو معاف کرتا رہتا ہے۔ بندے اس کی عبادت کا حق ادا نہیں کرتے۔ جب کوئی بندہ کسی فعل پر ندامت کرتا ہے اور گناہ کو ترک کر کے صحیح راہ پر آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اسے معاف کرتے ہیں۔

### دوسری جگہ الحمد للہ کی تفسیر

جس طرح الحمد للہ کی تشریح ان صفات کے اندر ہے ویسے ہی ان صفات کی تشریح پھر آگے قرآن کریم کرتا ہے فرمایا الحمد للہ الذی خلق السموات والارض۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے۔ یہ الحمد للہ کی تشریح ہے اس کے ساتھ ہی فرمایا جعل الظلمات والنور۔ اس نے دن اور رات بنائے جو برابر ایک دوسرے کے پیچھے آرہے ہیں ان کی وجہ سے مختلف موسم رونما ہوتے ہیں اور موسموں کی وجہ سے مختلف رنگ اور مختلف اناج پیدا ہوتے ہیں۔

### لفظ خلق اور فاطر کے معنے

الحمد للہ فاطر السموات والارض۔ یہاں فاطر کا لفظ استعمال کیا ہے اور پہلے خلق کا لفظ استعمال کیا تھا۔ خلق کے معنی تقدیر کے ہیں یعنے کسی چیز کا اندازہ کرنا اور نقشہ بنانا خلق السموات والارض کے معنے ہیں زمین و آسمان اور ان کی چیزوں کی پیدائش کا پہلے نقشہ بنایا۔ جیسے انجنیئر کسی مقام کا نقشہ بناتا ہے۔ اس کو تقدیر کہتے ہیں۔ اور فاطر السموات والارض کا مطلب ہے کہ اس تقدیر کے مطابق اس منصوبہ کو عملی شکل دی۔ جیسے معمار ایک نقشہ کے مطابق عمارت بناتا ہے۔ تو خلق میں نقشہ بنانا اور فاطر کے لفظ میں اس نقشے کو وجود میں لانا مراد ہے۔

### اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کا اظہار۔

اسی طرح فرمایا الحمد للہ الذی لہ ملک السموات والارض یعنی وہ جناب الٰہی مستحق حمد ہے جس کا تصرف آسمان و زمین پر ہے۔ پہلے تقدیر کا ذکر فرمایا پھر کائنات کے وجود میں آنے کا ذکر فرمایا۔ ان تفصیلات کے باعث خدا تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی انسان کے سامنے آجاتی ہے۔

### قرآن کریم میں انسان کی روحانی تربیت کا سامان

ایک اور جگہ فرمایا الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب۔ اگر انسان کے جسم کی تربیت و نشو و نما کے لئے ہم نے کائنات کو لگا دیا ہے۔ تو اس کی روح کی تربیت کے لئے بھی ہم نے سامان کیا ہے۔ وہ یہ کہ ہم نے اپنے بندہ پر کتاب نازل فرمائی۔ اس لئے بھی اللہ تعالیٰ ستائش کا مستحق ہے۔ فی الحقیقت جسم کی نسبت روح زیادہ قیمتی حصہ ہے۔ حیوانات کو سرے سے روح ہی نہیں دی۔ روح تو انسان کو میسر ہے اگر انسان روح کے تقاضے پورے نہیں کرتا تو وہ حیوان سے بدتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اس قیمتی حصہ یعنی روح کی تربیت و پرورش کا سامان پیدا کیا ہے۔

### جسمانی زندگی کیلئے پانی کی ضرورت

جسمانیات کے لئے فرمایا جعلنا من الماء کل شیء حی بارش کے بغیر

زندگی نہیں نہ نباتات اور کیڑے مکوڑے زندہ رہ سکتے ہیں اور نہ حیوانات اور انسان۔ پانی سوائے آسمان کے میسّر نہیں آسکتا۔ آج اخبارات میں لکھا ہے کہ ملک کے بعض حصوں میں پانی بالکل نہیں ہے۔ تمام لوگوں کی نگاہیں آسمان پر لگی ہوئی ہیں۔ پانی آسمان سے آتا ہے حالت یہ ہے کہ جب آسمان سے بارش نہ ہو تو دریا۔ ندی۔ نالے خشک ہو جاتے ہیں۔

## رُوحانی زندگی کے لئے کتابُ اللہ کا پانی

جس طرح سے اس پانی کے بغیر زندگی کا کوئی حصہ قائم نہیں رہ سکتا اسی طرح سے انسان کی رُوح بھی آسمانی پانی کی محتاج ہے یہ پانی اللہ تعالےٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نازل فرمایا۔ چنانچہ فرمایا الحمد للہ الذی انزل علےٰ عبدہ الکتاب وہ ذات ہر ستائش کے قابل ہے جس نے اپنے بندہ پر کتاب نازل فرمائی تاکہ انسانوں کی رُوح کی نشوونما ہو سکے۔

## دِن اور رات سے موسموں کا تغیّر

اور فرمایا وجعل الظلمات والنّور۔ اس کی خلقت میں ایک حصہ دن اور رات کا بھی ہے۔ دن آتا ہے اور اس کے بعد رات آتی ہے پھر دن چڑھتا ہے اس سے موسم بدلتے ہیں۔ اس کے بغیر مخلوق کی ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں۔ ان موسموں کی وجہ سے بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں گندم پیدا نہیں ہو سکتی جس جگہ کی زمین گندم کے لئے مناسب نہ ہو وہاں دنیا بھر کے سائنسدان اور ماہرین زراعت بھی گندم پیدا نہیں کر سکتے۔ اور اسی طرح سے ریگستان میں چاول کاشت نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ ہی کے فضل سے یہ تمام برکات نازل ہوتی ہیں۔

## انسانی پیدائش مٹّی سے

پھر فرمایا ھوالذی خلقکم من طین۔ اگر ہم نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کا ذکر کیا ہے تو آسمان تو تم سے دور ہے اور زمین تمہارے قریب ہے۔ لیکن اس سے بھی قریب ترین تمہاری اپنی ذات ہے۔ تم اس پر نظر کرو۔ خلقکم من طین۔ تم کو ہم نے مٹّی سے پیدا کیا ہے۔ آدمؑ ہی کو نہیں بلکہ تم سب انسانوں کو ہم نے مٹی سے پیدا کیا ہے تمہاری اولاد تمہارے سامنے اس مٹی سے پیدا ہوتی ہے۔ بارش سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ اس مٹی پر بارش ہوتی ہے۔ اس پر روئیدگی ہوتی ہے۔ اس کو گائے بھینس کھاتی ہیں۔ اس کا دُودھ تم پیتے ہو۔ مرغی کا انڈا تم کھاتے ہو، اور زمین کی روئیدگیاں، سبزی اور پھل وغیرہ تم کھاتے ہو۔ اس سے خون بنتا ہے۔ اسی سے تمہارے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح سب انسان مٹی سے ہی پیدا ہو رہے ہیں۔ اس پر غور کرنے کی ہدایت فرمائی ہے کہ اس سے اللہ تعالےٰ کے کمال صنعت کا پتہ چلتا ہے۔

## انسانی وجود میں قُدرت الٰہی کا اظہار

ایسا ہی ایک اور جگہ فرمایا سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم اللہ تعالےٰ کی حکمت قدرت اور احسانات کو کائنات میں کیا دیکھتے ہو انہیں اپنے وجود میں دیکھو۔ تم اپنے آپ کو دیکھو کہ تمہیں مٹی سے زندگی جیسی نعمت بخشی ہے۔ زندگی تو تمہیں مل جاتی ہے لیکن خود تمہیں قدرت حاصل نہیں کہ تم اپنی مرضی سے زندہ رہ سکو کبھی بچہ پیدا ہوتے ہی مر جاتا ہے اور انسان حیران ہو جاتا ہے کہ ہماری محبوب چیز ہم سے چھن گئی جس کی کئی مہینوں سے ہم آرزو کر رہے تھے۔ پھر کبھی چند مہینوں اور چند سالوں کے بعد بچے اور بچیاں مر جاتی ہیں اور بعض اوقات خود عالم شباب میں داعئ اجل کو لبیک کہہ جاتا ہے اور بعض وہ بھی ہیں جن کے ہاں اولاد ہوتی ہی نہیں۔ ایک شخص بڑا تنومند پہلوان ہوتا ہے لیکن اولاد کے لئے ترستا ہے اور اولاد نہیں ہوتی۔ معلوم ہوا کہ زندہ رہنا بھی ہمارے اختیار میں نہیں ہے اور پیدائش بھی ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔

## زندگی بڑی قیمتی چیز ہے

جن کے ہاں اولاد نہیں ہوتی ان کو پتہ ہے کہ اولاد کتنی بڑی نعمت ہے۔ جموں میں ایک طبیب تھے وہ نرینہ اولاد کی پیدائش کے لئے دوائی بیچتے تھے۔ انہوں نے سارے جہان کو دوائی دی اور لاکھوں روپیہ کمایا۔ لیکن خود ان کے اپنے ہاں سات لڑکیاں ہی پیدا ہوئیں لڑکا کوئی نہ ہوا۔ ایک عورت لائق اور صحت مند ہوتی ہے لیکن اولاد سے محروم۔ اس کی آرزو ہوتی ہے کہ اللہ اسے کوئی کالی بچی ہی دیدے جس سے وہ کھیلا کرے۔ اس کا دل اس کے لئے بے قرار ہوتا ہے معلوم ہوا کہ زندگی بڑی قیمتی چیز ہے۔

## اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی ضرورت

اس زندگی کے قیام کے لئے اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان کو ہماری خدمت کے لئے لگا رکھا ہے اور انسان کو فرشتہ بنانے کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ یہ تمام احسانات تمہارے سامنے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اختیار کرو۔ اگر تم فرمانبرداری نہیں کر رہے تو سوچ لو کہ تم ملزم ہو یا نہیں۔

## انسان کے ظاہر و باطن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا علم

زمین و آسمان پر اللہ تعالےٰ کے احکامات چلتے ہیں۔ یہ تدبیر کائنات اس کے اشاروں سے چل رہی ہے اور اس پر اس کا پُورا تسلط ہے۔ فرمایا ھواللہ فی السمٰوات وفی الارض۔ زمین و آسمان میں اللہ ہی کی حکمرانی ہے یعلم سرکم وجھرکم۔ ہمیں تمہارے ظاہر و باطن کا سارا علم ہے۔ تمہارے دل کے خیالات، تمہارے ارادوں اور تمہاری خواہشات کو خوب ہم دیکھتے ہیں۔ اور تمہارے ان منصوبوں کا بھی ہمیں علم ہے جو تم چھپ کر کرتے ہو اور جن کے ذریعہ سے تم ناجائز دولت کماتے ہو تمہارے دل کی جس قدر حرکات ہیں ہم ان سے باخبر ہیں۔ تمہارے سینے کی بلندی یا پستی کے سب خیالات کو ہم جانتے ہیں۔ کائنات کے پیدا کرنے والے کی قدرت اور اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ ویعلم ما تکسبون تمہاری کارروائیوں سے ہم پُورے طور پر واقف ہیں۔

## حصُول رضائے الٰہی کے لئے پاک اور مطہر زندگی اختیار کرو۔

اس اعلان کی غرض کیا ہے۔ غرض یہ ہے کہ مسلمان کے دل میں طہارت اور پاکیزگی پیدا ہو اور تم تمام نفسانی خواہشات اور ناپاک ارادوں سے پاک ہو جاؤ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ان اللہ طیّب و یحبّ الطیّب۔ اللہ کی ذات پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند کرتی ہے۔ وہ پاکیزہ لوگوں سے محبّت رکھتا ہے۔ اگر اللہ کی رضا چاہتے ہو تو اپنے اندر طہارت اور پاکیزگی پیدا کرو۔

## حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھیوں پر آپؐ کی پاکیزہ تعلیمات کا اثر۔

یہ ایک ہی کتاب ہے جو انسان کا درجہ بلند کرتی ہے حضور نبی کریم صلعم وہ کامیاب ترین انسان ہیں جنہوں نے قرآن کریم کی تعلیمات پر چل کر اپنے ارد گرد کے ماحول میں طہارت و پاکیزگی پیدا کر دی۔ جو لوگ حضور صلعم کے پاس بیٹھے وہ پاکیزہ ہو گئے اور انکی دنیاداری کی خواہشات ختم ہو گئیں ان کے اندر سے دنیا کی خواہشات مٹ گئیں۔

## حضرت ابوبکرؓ اور فاروق اعظمؓ کی پاکیزہ زندگیاں۔

ایک دن جہاد کے لئے چندہ فراہم کیا جا رہا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا سارا مال و متاع لا کر ڈال دیا۔ حضور صلعم نے پُوچھا کہ گھر میں کیا کچھ چھوڑ آئے ہو۔ عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا نام چھوڑ آیا ہوں۔ وہ فاروق اعظمؓ جن کا مشرق و مغرب میں رعب تھا ان کے کپڑوں میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ ایک دن کسی بادشاہ کی طرف سے ایلچی آیا۔ اس نے حضرت عمرؓ کے متعلق دریافت کیا۔ جواب دیا گیا کہ مسجد میں لیٹے ہوں گے۔ دیکھا گیا تو اکیلے فرش پر لیٹے ہوئے تھے۔ یہ وہ بادشاہ تھے جن کا رعب بڑے بڑے حکمرانوں پر تھا۔ شام اور ایران پر رعب تھا۔ ان لوگوں نے بادشاہت کے اندر سادگی اور بے نفسی کا بے مثال نمونہ قائم کیا یہ وہ لوگ تھے جو نبی کریم صلعم نے پیدا کئے۔

## حضرت نبی کریم صلعم کا پاکیزہ نمونہ اور عظیم معجزہ۔

خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے نفسی کا یہ حال تھا کہ بادشاہ ہو کر ان پہ پنجابی کی یہ ضرب المثل صادق آتی تھی، "اندر ور کے دیکھ نہ منجی نہ لیف"۔ یعنی گھر میں نہ چارپائی تھی نہ لحاف۔ کوئی باورچی گھر میں نہ تھا۔ کوئی کراکری یا فرنیچر نہیں، کوئی چپڑاسی نہیں۔ ولقد کان فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ حضور نبی کریم صلعم کا نمونہ بے نظیر ہے۔ اسی نمونہ کے مطابق صحابہ کرامؓ کا عمل درآمد نظر آتا ہے یہ کوئی معجزہ نہیں کہ کسی نے پانی پر چل کر معجزہ دکھا دیا اور کسی نے کسی مدہوش کو باہوش کر دیا۔ معجزہ تو حضور نبی کریم صلعم کا ہے کہ آپؐ نے آدم زاد کو انسان اور انسان کو فرشتے بنا دیا اور یہ قرآن کریم کی تعلیم کا اثر ہے کہ وہ انسان کو فرشتہ بنا سکتی ہے۔

## احکامِ الٰہی سے بے پروائی تباہی کا موجب ہے

یہ تمام احسان و افضال دیکھنے کے بعد بھی بعض لوگ قرآن کے احکام پر توجہ نہیں کرتے۔ یاد رکھو جو اللہ سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اللہ بھی اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ ایسی قوم اور ایسا ملک اس قابل ہے کہ اس کو

باقی بر صلا

# مسجد برلن (جرمنی) میں لیلۃ القدر اور عیدالفطر کے اجتماعات

## بعض اجتماعات کی فلم ٹیلی ویژن پر۔ ریڈیو پر امام مسجد برلین کا مکالمہ
## بعض سوسائٹیوں اور گرجا میں اسلام پر لیکچر جرنلسٹ سے انٹرویو

### مولوی محمد یحییٰ امام مسجد برلین کی دو ماہی رپورٹ

سال ۱۹۶۹ء کے آخری دو مہینوں نومبر و دسمبر کی تبلیغی رپورٹ ذیل میں درج کرتا ہوں امید ہے کہ احباب و قارئین کرام کے لئے موجب دلچسپی ہوگی۔ اس رپورٹ کو لکھتے ہوئے مجھے ایک خاص خوشی حاصل ہے۔ میں اس پر خوش ہوں کہ مجھے برلن مسلم مشن میں بحیثیت مسلم مشنری انچارج و امام تبلیغ اسلام کا کام کرتے ہوئے پورے دس سال ہوگئے۔ الحمدللہ۔ میرا قلب خدا کے اس فضل کے موجب اس کی حمد سے لبریز ہے۔ اس سے پیشتر تین سال ووکنگ مسلم مشن میں بھی تبلیغ اسلام کی خدمات بجا لانے کا موقعہ ملا۔ الحمد للہ اس تمام عرصہ میں قابل عیسائی پادریوں اور عیسائی پروفیسرز سے اسلام اور عیسائیت کے موضوع پر تبادلہ خیالات کا موقعہ ملا۔ عیسائی حلقوں اور ریڈیو پر اسلام پر تقاریر کرنے کا موقعہ ملا۔ ریڈیو پر مقالے نشر ہوئے اور مقامی اخبارات کے نمائندوں نے انٹرویو لے کر بڑے اچھے پیرایہ میں مسلم مشن کے بارہ میں مقالے لکھے۔ مسلمان ممالک مصر۔ سوڈان۔ لبنان۔ پاکستان۔ ایران۔ انڈونیشیا اور ملیشیا اور صومالیہ کے پریذیڈنٹ، وزراء اعظم وزراء خارجہ۔ اسمبلیوں کے سپیکر اور اعلیٰ افسران مسجد میں آئے۔ اجتماعات میں حصہ لیا۔ اور مشن کی تبلیغی مساعی کو سن کر متاثر ہوئے۔ اس عرصہ میں ہزاروں جرمن مرد اور عورتیں ہمارے اجتماعات میں آئے۔ انہوں نے اسلام کے پیغام کو سنا اور باہمی تبادلہ خیالات کر کے اسلام کے بارہ میں اور سیدنا حضرت نبی کریم صلعم کے بارہ میں اپنی غلط فہمیوں کی اصلاح کی۔ مسجد میں اجتماعات منعقد کئے اور خطبات دیئے اور پمفلٹ شائع کئے۔ اور بذریعہ خط و کتابت اور بذریعہ ترسیل لٹریچر اسلام کے پیغام کو جرمنی کے مختلف حصوں میں پہنچایا۔ اس دس سال کے عرصہ میں ۱۰۷ جرمن مردوں اور عورتوں نے مسجد میں پہنچ کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ ان سب امور کی توفیق کا مل جانا خدا کا بڑا احسان ہے۔ ۱۸ نومبر ۱۹۶۹ء سے اب گیارواں سال شروع ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور دعا ہے رب انی بما انزلت الیّ من خیر فقیر۔

ان چند تمہیدی الفاظ کے بعد تبلیغی مساعی کا حال مختصراً لکھتا ہوں۔

## عیدالفطر کا مبارک اجتماع

عیدالفطر کا مبارک تہوار ہم نے مسجد برلین میں گیارہ دسمبر بروز جمعرات منایا۔ حسب معمول اس مبارک اجتماع کے لئے دعوت نامے مسلمان احباب اور عیسائی دوستوں کے نام بھجوائے۔ خدا کے فضل سے اجتماع پر رونق اور پر مسرت رہا۔ مصر، سوڈان، ترکی، اردن، فلسطین، افغانستان، پاکستان، انڈونیشیا۔ اور جنوبی افریقہ سے آئے ہوئے مسلمان طلباء، میڈیکل ڈاکٹرز اور کونسل اور بعض سابق سفیر صاحبان اور جرمن نومسلمین نے اس اجتماع میں حصہ لیا۔ شہر کے معززین میں سے ہمارے حلقہ الرسڈارف کے میئر ہر شمیڈ ( Herr Schmidt ) اور بعض عیسائی پادری بھی ہمارے اجتماع میں موجود تھے۔ فطرانہ کا اعلان کیا گیا اور اسے اکٹھا کیا گیا۔ تکبیروں کا اعلان کیا۔ بعد میں نماز شروع ہوئی۔ ازاں بعد عید کا خطبہ دیا۔ اور پچیس منٹ تک احباب کو خطاب کیا۔ میں نے اپنے خطبہ میں ان چند امور کا ذکر کیا جو افراد میں حقیقی مسرت اور قوموں میں دائمی امن پیدا کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا کہ حقیقی مسرت مال و دولت کی بہتات یا معیار زندگی کو بڑھاتے چلے جانے سے افراد کو نصیب نہیں ہوگی۔ اس کا واحد ذریعہ وہ سبق ہے جو رمضان کے مہینہ نے ہمیں سکھایا ہے۔ یعنے جذبات حیوانیہ کو اپنے کنٹرول میں رکھنا اور یقین رکھنا کہ خدا تعالیٰ ہمیں ہر حالت میں دیکھتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے احکامات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے کھانے پینے اور جنسی خواہشات کو پورا کرنا۔ قوموں میں امن پیدا کرنے کے سلسلہ میں اسلام کے نظریات کی وضاحت کرتے ہوئے میں نے کہا کہ آج رنگ و نسل اور قومیت کے تفرقات نے قوموں میں باہمی نفرت اور ان میں بدامنی پیدا کر رکھی ہے۔ افراد کو نسلی اختلافات کی بناء پر تاریخ انسانی میں کئی بار موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ اسلام نے ان تمام نظریات کے خلاف جو تعصب پھیلانے اور قوموں میں بدامنی پھیلانے کا موجب ہیں۔ سخت جنگ کی ہے۔ اور ان کو مسلمان کے دل و دماغ سے ہمیشہ ہمیش کے لئے مٹا دیا ہے۔ اسلام نے اس امر پر بڑا زور دیا ہے۔ کہ تمام انسانیت خدا کے ہاں بحیثیت انسان برابر ہے۔ سب انسانوں کے لئے قانون ایک۔ جزا ایک اور سزا ایک۔ کالا ہو یا گورا۔ یہودی ہو۔ عیسائی یا مسلمان جو بھی خدا کے قوانین کی خلاف ورزی کرے گا سزا پا جائے گا۔ ایک قدم اسلام نے اور آگے بڑھایا ہے اور وہ تعلیم بھی دی ہے جس سے قوموں میں باہمی محبت پیدا ہو۔ اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر بھی قوموں کی اصلاح کے لئے پیغمبر بھیجے اور وہ سب خدا کے برگزیدہ بندے اور مطہر زندگی بسر کرنے والے تھے۔ ان سب کی تعلیم برحق تھی۔

میں نے مزید کہا کہ گذشتہ امتوں میں جو انبیاءؑ ہو گذرے ہیں ان میں سے بعض کا نام قرآن کریم میں لیا گیا ہے اور اکثر کا نہیں لیکن یہ امر نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ وہ انبیاء جن کا نام قرآن کریم میں لیا گیا ہے۔ ان میں سے اکثر انبیاء وہ ہیں جو بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے۔ ان کی زندگیوں کا حال قرآن نے مسلمانوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کے لئے بیان کیا ہے۔ اُن انبیاء کا مشکلات میں خدا کے حضور دعا کرنا اور ان کی دعاؤں کا قبول ہو کر خدا کی طرف سے مدد کا پہنچنا۔ یہ وہ امور ہیں جو مومنین کے لئے زندگی کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے بڑی قوت کا موجب ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمان نماز میں کھڑے ہو کر خدا کے حضور دعا کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں وہ انعامات عطا فرمائے جو اس نے ان گذشتہ انبیاء کو عطا فرمائے۔ یعنی وہ انعامات جو خدا نے حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ کو عنایت کئے۔ یہ وہ دعا ہے جو مومنین کے قلوب میں ان برگزیدہ انبیاء علیہم السلام کے لئے محبت کے جذبات پیدا کرتی ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت خود ایک ذریعہ ہے جس نے موسوی اور عیسوی مذاہب کو اسلام سے ملا دیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے آپؐ کے مبعوث ہونے کے بارہ میں پیشگوئی کی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے آپ کی آمد کی بشارت دی ہے۔ اور آپؐ کی بعثت سے ان ہر دو بزرگ انبیاءؑ کی پیشگوئیاں سچی ثابت ہو گئیں آپؐ کی بعثت نے اس امر کا اعلان کر دیا کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ جنہوں نے آپؐ کے بارہ میں پیشگوئی کی ہے۔ برحق اور سچے خدا کے فرستادہ تھے۔ یوں ایک مسلمان جو آپؐ پر ایمان لاتا ہے۔ دل سے ان انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کرتا ہے۔ جنہوں نے آپؐ کی بعثت کی پیشگوئی کی۔

میں نے مزید کہا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے قوموں سے تعصب دور کرنے اور ان میں محبت پیدا کرنے کے صرف نظریات ہی نہیں سکھلائے بلکہ انہیں اپنی زندگی میں قوم کے اندر رائج کر کے دکھایا۔ آپؐ نے بحیثیت بادشاہ غیر مسلم رعایا یہودیوں اور عیسائیوں کے حقوق کی حفاظت کا اعلان کیا۔ اور اعلان میں مسلمان حکومت کو ذمہ دار قرار دیا کہ وہ یہودی اور عیسائی کے مذہب۔ ان کے مال و جان اور عزت کی حفاظت کی ذمہ دار ہے۔ اسی تعلیم کا یہ اثر ہے کہ آج بھی مسلمان ممالک میں غیر مسلم لوگ امن کے ساتھ رہ رہے ہیں۔ ان کے حقوق محفوظ اور ان کی جانیں اور اموال محفوظ ہیں۔ آخر پر میں نے کہا کہ عید کا یہ تہوار ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم خوشی کے ایام میں خدا کو اور نسل انسانی کے غریب طبقہ کو نہ بھولیں بلکہ خدا کو یاد رکھیں اور غرباء کے لئے اپنے اموال خرچ کریں۔

اس کے بعد حاضرین کو میں نے عید مبارک کہی اور احباب ایک دوسرے کو عید ملنے شروع ہو گئے۔ افغانستان کے سابق سفیر جرمنی میں انڈونیشین کونسل اور علاقہ کے میئر خطبہ کے الفاظ پر بڑے خوش تھے۔ اور میئر صاحب نے مجھے کہا کہ اس خطبہ پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں آپ کی پالیسی وہی ہے جو ہماری ہے۔ حاضرین

کی تواضع چائے کیک اور بسکٹ وغیرہ سے کی گئی۔

## لیلۃ القدر کا اجتماع

ماہ رمضان کے دوران ۷ر دسمبر بروز اتوار لیلۃ القدر کا اجتماع ہوا۔ پروگرام یوں تھا۔ افطاری ۳ بج کر ۴۵ منٹ۔ نماز مغرب طعام سات بجے شام تک۔ اجرہ تلاوت قرآن کریم۔ صلوٰۃ۔ تقریر۔

اس دن گیارہ بجے صبح سے لے کر ۲½ بجے تک دو مزید تقریبات مسجد میں منعقد ہوئیں۔ ایک تقریب شادی اور دوسری ایک جرمن خاتون کا اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرنا۔ ان ہر دو تقریبات کی ایک فلم تیار کی گئی۔ مغربی جرمنی ہامبرگ سے ٹیلی ویژن کا ایک نمائندہ ۱۹ر نومبر کو میرے ہاں آیا اور اس نے بتایا کہ وہ جرمنی میں رہنے والے مسلمانوں کے بارہ میں ایک فلم تیار کرنا چاہتے ہیں اور مسجد برلین میں اگر کوئی تقریب منعقد ہونے والی ہو تو ہمیں اطلاع دی جائے۔ اتفاق سے ایک عرب نوجوان ایک جرمن عیسائی قوم خاتون سے شادی کے بارہ میں میرے پاس انہی دنوں آیا تھا۔ لہذا ٹیلی ویژن کے نمائندہ سے اس کا ذکر کیا گیا۔ اور ساتھ ہی لیلۃ القدر کے اجتماع کا ذکر کیا گیا۔ اس نے کہا یہ بہتر رہے گا۔ اور ان اجتماعات کی ایک ہی دن میں فلم تیار کر سکے گا چنانچہ اتوار کے دن پہلے شادی کی تقریب ہوئی میں نے خطبہ دیا۔ میرا تمام خطبہ ریکارڈ کیا گیا۔ بعد میں ایک جرمن خاتون جو ہمارے حلقہ میں حصہ لیتی رہتی تھی اس نے اس دن اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ اعلان کرنے سے پیشتر میں نے حاضرین کے سامنے دس منٹ کے قریب تقریر کی۔ یہ تقریر بھی ریکارڈ کی گئی۔ اور خاتون کا اعلان بھی فلما لیا گیا۔ جرمن خاتون سے علیحدہ بھی انٹرویو لیا گیا۔ انٹرویو میں پوچھا گیا کہ وہ مسلمان کیوں ہوئی ہے۔ اس کا اسلامی نام زبیدہ رکھا گیا۔

شام کے وقت ہم نے مسجد میں روزہ افطار کیا۔ نماز پڑھی۔ گھر آ کر کھانا کھایا۔ ٹیلی ویژن والوں نے ان سب کو فلم کیا۔ اور نماز میں قرأت ریکارڈ کی گئی۔ بعد میں کیمرہ کی یہ ٹیم ہم سے رخصت ہو گئی۔ ہم نے حسب پروگرام مسجد میں لیلۃ القدر کے سلسلہ میں اپنے باقی پروگرام کو جاری رکھا۔ قرآن کریم سے تلاوت ہوئی۔ ہم سب نے مل کر درود شریف سات بار بلند آواز میں پڑھا۔ بعد میں میں نے قرآن کریم کی خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے آدھ گھنٹہ تقریر کی۔ یہ اجتماع خدا کے فضل و کرم سے بخیر و خوبی گذرا۔

## ریڈیو کے لئے مقالمہ

مقامی ریڈیو والوں کی ایک ٹیم ۲۷ر نومبر کو دو بجے بعد دوپہر مسجد میں آئی اور انہوں نے اپنے پروگرام کے لئے پندرہ منٹ کا مکالمہ ریکارڈ کیا۔ وہ مسجد اور مسجد میں ہونے والے اجتماعات اور اسلام کے بنیادی اصولوں کے بارہ میں سوالات کرتے رہے اور میں جواب دیتا گیا۔ سوال و جواب کو ریکارڈ کیا گیا۔ اور ۸ر سات دسمبر کی صبح کو یہ پروگرام ریڈیو پر نشر کیا گیا۔

## تین لیکچر

ماہ نومبر میں تین مختلف پارٹیوں کی سوسائٹیز سے لیکچرز کی دعوت آئی۔ ان میں دو سوسائٹیز خواتین کی تھیں۔ اور تیسری ایک چرچ سے متعلق تھی۔ پہلی سوسائٹی میں لیکچر کا عنوان تھا "عورت کا مقام اسلام میں" دوسری سوسائٹی میں لیکچر کا عنوان تھا "اسلام میں شادی بیاہ اور طلاق"۔ تیسری میٹنگ میں لیکچر کا عنوان تھا "اسلام اور یہودی مذہب کے باہمی تعلقات"۔ پہلے اجتماع میں حاضرین کی تعداد ستر (۷۰) تھی۔ دوسری میں پچاس (۵۰) تیسری میں ستر (۷۰) کے قریب تھی۔ میرا یہ لیکچر ۴۵ منٹ تک جاری رہا۔ بعد میں ایک گھنٹہ حاضرین سے سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ خواتین اسلام کے نظریات کو بالخصوص اسلام کے نظریہ خلقت کو سن کو بہت متاثر ہوئیں۔ کثرت ازدواج کو میں نے یورپ کے لئے بطور حل پیش کیا۔

سوال و جواب کے دوران میں نے واضح کیا کہ یورپ میں مرد و عورت کے جنسی تعلقات میں جو آزادی پیدا ہو گئی ہے اس کا واحد حل اسلام میں ہے۔ اسلام میں عورت کے مقام کا عیسائی نظریات سے بھی مقابلہ کیا۔ خواتین نے عیسائی نظریات کو عورت کے بارہ میں سن کر بڑی حیرانی کا اظہار کیا۔ تیسرے اجتماع میں اسلام اور یہودی مذہب کے باہمی تعلقات کو حاضرین نے بڑی دلچسپی سے سنا۔ اور حاضرین نے کہا کہ کاش! ان نظریات کی ہماری سوسائٹی میں عام اشاعت ہو۔

## مختلف گروپ مسجد میں

چار مختلف گروپ مسجد میں آئے۔ ان میں سے ہر گروپ نے پہلے ہی سے مسجد میں آنے کا وقت مقرر کر رکھا تھا۔ دو گروپ ۱۶ر دسمبر کو ۲½ بجے ہمارے ہاں آئے اور ۴½ بجے تک میرے ہاں ٹھہرے۔ اسلام کے نظریات کو ان پر واضح کیا گیا۔ سوال و جواب میں مزید وضاحت کی گئی۔ ان کی تعداد تیس کے قریب تھی۔

حاضرین اس گفتگو سے متاثر تھے۔ ان کے لیڈر نے کہا کہ "آپ کے ہاں دو گھنٹہ ٹھہرنا اور نظریات کا سننا ہمارے لئے یہ کرسمس کا تحفہ ہے"۔ دوران گفتگو میں اس نے کہا۔ اسلام ایک فطری مذہب ہے۔ اور اپنے الفاظ میں قرآن کریم کے نظریات کو کئی بار سراہا۔

## ایک اور شادی کی تقریب

۱۹ر دسمبر بروز جمعہ ایک اور شادی کی تقریب منعقد ہوئی۔ دولہا نوجوان طیلن سے آیا ہے اور لڑکی جرمن عیسائی ہے۔

## نماز جنازہ

۲۷ر نومبر کو نماز جنازہ کے سلسلہ میں قبرستان جانا پڑا۔ ایک معمر جرمن نومسلمہ خاتون جمیلہ یونگاس وفات پا گئیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

سنہ ۱۹۴۷ء سے میاں بیوی اور بیٹی مسلمان ہو گئیں تھیں۔ مسٹر یونگاس ۱۹۶۱ء میں فوت ہو گئے تھے۔ ان کا جنازہ بھی میں نے پڑھایا تھا۔ قریباً آٹھ سال بعد جمیلہ یونگاس بھی وفات پا گئیں۔ ان کی بیٹی عرصہ ہوا فوت ہو چکی ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

جب سے میں یہاں برلن آیا ہوں۔ اس فیملی سے میرے تعلقات تھے۔ شروع شروع میں میاں بیوی مسجد میں آتے رہے۔ میاں کے فوت ہو جانے کے بعد مسز یونگاس مسجد میں آتی رہیں۔ بعد میں بعض جسمانی تکالیف کے پیش نظر وہ مسجد میں نہ آ سکیں۔ البتہ بذریعہ پوسٹ کبھی کبھی کچھ نہ کچھ رقم مسجد کو بھیج دیتیں۔ سال میں ایک بار میں خود ان کے پاس چلا جاتا۔ کچھ تحفہ ساتھ لے جاتا۔ اسلام کی باتیں ہوتیں تو وہ خوش ہوتیں اور ہر بار دہراتیں کہ جب سے میں مسلمان ہوئی ہوں اسلام پر ایمان لانے سے میں دل سے مطمئن ہوں۔

نماز جنازہ میں ان کی فیملی کے حلقہ کے بعض ملنے والے اور بعض جرمن نومسلم تھے۔ میں نے نماز جنازہ کے بعد سات منٹ کے قریب تقریر کی اور اسلامی نظریات کو دربارہ موت بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی اور اس کے خاوند اور اس کی بیٹی کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔

## جرنلسٹ سے انٹرویو

ماہ اکتوبر کے آخری ہفتہ میں ایک مقامی اخبار کا نمائندہ میرے ہاں آیا۔ مسجد کے بارہ میں اور مسجد میں ہونے والے اجتماعات اور اسلام کے نظریات کے بارہ میں سوالات کئے۔ بعد میں ایک لمبا مقالہ اپنی اخبار میں شائع کیا۔ اس میں مسجد کی تصویر اور محراب میں کھڑے ہوئے میری تصویر بھی شائع کی۔ وہ اسلام کے نظریات سے متاثر تھا۔ اور وہ لکھتا ہے کہ "پاکستانی ۴۵ سالہ امام بٹ کو ملنے اور اس سے گفتگو کرنے سے ہر کوئی اسلام کی تعلیم رواداری Tolerance سے متاثر ہو گا۔ اور یہ اثر لے گا کہ پاکستانی بٹ کو خدا نے انعل سے ہی اس اعلیٰ نظریہ کی اشاعت کے لئے چن رکھا ہے۔"

## دیگر سولہ اجتماعات مسجد میں

ان اجتماعات اور تقریبات کے علاوہ ۱۶۔ اجتماعات، جمعہ کی نماز اور ہفتہ وار میٹنگز کے سلسلہ میں منعقد ہوئے۔ خطبات دیئے۔ ہفتہ وار میٹنگز میں اسلام سے متعلق مختلف نظریات پر لیکچر دیئے۔ سوال و جواب میں نظریات کی وضاحت کی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ماہ فروری اور مارچ میں پبلک سکول سے پانچ لیکچرز کی دعوت آئی ہے۔

موضوعات یہ ہیں:-

(۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مذہب اسلام کی ابتداء۔

(۲)۔ مذہب اسلام کا عیسائی مذہب سے تعلق۔

(۳) اسلام کی اشاعت دنیا میں۔

(۴) زمانہ حال میں اسلامی تحریکات

(۵) قرآن کریم میں حقوق انسانی۔

ان کی رپورٹ انشاء اللہ آئندہ لکھوں گا۔

---

### روح اسلام کا قرآن نمبر

میں نے اپنی جماعت کی طرف سے قرآن نمبر شائع کرنے کے لئے تجویز پیش کی تھی۔ جسے مجلس معتمدین نے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر منظور کر لیا تھا۔ اور اس بارے میں ایک کمیٹی کی تشکیل بھی کر دی تھی۔ خدا کے فضل و کرم سے یہ کام شروع کر دیا گیا ہے۔ احباب سے دعا کے لئے درخواست کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کام کے لئے ہمارا ممد و معاون ہو اور یہ کام وقت پر پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

محمد حسن جیمہ

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے ۔ مبلغ انگلستان

# پیغامِ احمدیت

## کتاب "قادیانی مذہب" کے اعتراضات پر تبصرہ

((۹))

(۵۷) مرغوبات (۵۸) شکار کی غرض (۶۰) روغن بادام (۶۱) مشک (۶۲) عنبر (۶۳) مفرح عنبری ۔

فصل پہلی صفحات ۱۱۷ ۔ ۱۲۳ ۔

خلاصہ اعتراضات :۔

گرمی کے موسم میں کنوئیں سے پانی نکلوا کر ڈول میں سے پیتے تھے ۔ کوارے پکوڑے پسند تھے ۔ سالم مرغ کا کباب ۔ پرندوں کا گوشت گوشت کی بھنی ہوئی بوٹیاں مرغوب تھیں ۔ فرمایا گوشت کو دال سبزی ترکاری کے ساتھ بدل بدل کر کھانا چاہیئے ۔ پلاؤ بھی کھاتے تھے اور میٹھے چاول بھی ۔ میوہ جات آپ کو پسند تھے ۔ انگور میٹھے کا کیلا ۔ ناگپوری سنگترہ ۔ سیب ، سردے اور سرولی آم زیادہ پسند تھے ۔ برف ۔ سوڈا لیمنڈ ۔ بجز وغیرہ بھی گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے ۔ بازاری مٹھائیاں بھی کھا لیتے چاہے ہندو کی ساختہ ہوں یا مسلمان کی ۔ ولایتی بسکٹوں کو بھی جائز فرماتے ۔ کیونکہ بنانے والے کا ادعا تو مکھن ہے ہم ناحق بدگمانی اور شکوک میں کیوں پڑیں ۔ کمزوری کی حالت میں روغن بادام سر اور پیروں ، تسلیوں پر ملتے تھے ۔ اعلیٰ درجہ کی خالص مشک کا استعمال کرتے تھے ۔ اسی طرح بیماری کی حالت میں عنبر اور مفرح عنبری کا استعمال بھی کرتے تھے ۔ وغیرہ

---

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غذا اور ماکولات کے سلسلہ میں زاد المعاد کے اقتباسات ملاحظہ ہوں :۔

"آپ زمزم کے چشمے پر تشریف لے گئے لوگ پانی پی رہے تھے آپؐ نے ڈول لیا اور کھڑے ہو کر نوش فرمایا ۔" (زاد المعاد علامہ ابن قیم ۔ ترجمہ رئیس احمد جعفری جلد اول صفحہ ۱۲۰)

"آپ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا ۔ جی چاہا تو کھا لیا ورنہ چھوڑ دیا ۔ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عادت نہ ہونے کی وجہ سے گوہ نہ کھائی لیکن اُمت پر حرام نہیں فرمائی بلکہ آپؐ کے دستر خوان پر گوہ کھائی گئی اور آپؐ دیکھتے رہے ۔ آپؐ نے حلوہ اور شہد تناول فرمایا ۔ یہ دونوں چیزیں آپؐ کو پسند تھیں نیز آپؐ نے اونٹوں بھیڑوں ، مرغیوں ، سرخاب جنگلی گدھے اور خرگوش کا گوشت تناول فرمایا ۔ نیز سمندری جانور کا گوشت (مچھلی) کھایا ۔ اس کے علاوہ آپؐ نے بکری کا گوشت بھی استعمال فرمایا اور تر اور خشک کھجور بھی تناول فرمائی ۔ خالص دودھ پانی ملا دودھ ۔ ستو اور شہد کو پانی میں ملا کر نوش فرمایا ۔ کھجور کا میٹھا پانی بھی پیا نیز آپؐ نے حریرہ بھی کھایا جو دودھ اور آٹے سے بنتا ہے ۔ تر کھجور کے ساتھ ککڑی کھائی نیز پنیر کھایا ۔ روٹی کے ساتھ خشک کھجور کھائی سرکہ کے ساتھ بھی روٹی کھائی ثرید بھی کھایا جو روٹی کو گوشت میں بھگو دینے سے بنتا ہے ۔ اہالہ سے بھی روٹی کھائی ۔ اہالہ چربی کو کہتے ہیں بھنی ہوئی کلیجی اور گوشت کے ٹکڑے بھی کھائے پکا ہوا کدو تو آپؐ کو بہت ہی مرغوب تھا ثرید گھی میں ملا کر پنیر روٹی زیتون اور تر کھجور کے ساتھ خربوزہ اور خشک کھجور مکھن کے ساتھ بھی تناول فرمائی ۔"

(ترجمہ زاد المعاد حصہ اوّل صفحہ ۱۱۸ ۔ ۱۱۹)

اس سلسلہ میں چند مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں :۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خوشبو دانی تھی جس سے آپؐ خوشبو لگایا کرتے تھے اور سب سے زیادہ آپؐ کو مشک کی خوشبو پسند تھی اور "خاغیہ" خوشبو آپؐ کو بہت ہی بھلی لگتی تھی ۔ کہتے ہیں کہ یہ حناء کی خوشبو ہوتی ہے ۔"

(ترجمہ زاد المعاد حصہ اول صفحہ ۱۴۱)

"خورد و نوش میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ یہ نہ تھی کہ ایک ہی قسم کی غذاؤں پر قائم رہتے ان کے علاوہ دوسری استعمال نہ فرماتے ۔ یہ طریقہ طبیعت کے لئے از حد ضرر رساں ہوتا ہے ........ اہل شہر جس جس قسم کی اغذیہ کے عادی ہوں مثلاً گوشت پھل ۔ روٹی اور کھجور وغیرہ سب استعمال کرنا چاہیئے ۔"

(زاد المعاد مترجمہ حصہ سوم صفحہ ۳۵۵)

"نیز آپؐ گوشت پسند فرماتے تھے بازو اور گردن کا گوشت آپؐ کو زیادہ اچھا لگتا" (زاد المعاد حصہ سوم صفحہ ۳۵۹)

"نیز آپؐ حلوہ (میٹھی چیز) اور شہد پسند فرماتے" (ایضاً صفحہ ۳۵۹)

"آپؐ شہر کے تازہ پھل بھی استعمال فرماتے اور ان سے ہرگز پرہیز نہ کرتے ۔ یہ طریقہ بھی آدابِ غذا میں سے ہے اور صحت و عافیت میں ایک مؤثر سبب رکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ اور ہر علاقہ میں ایسے ایسے میوے پیدا فرما دیئے ہیں جو اپنے اپنے وقت کے مطابق وہاں کے رہنے والوں کے لئے فائدہ مند ہیں ۔" (ایضاً صفحہ ۳۶۰)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر مشک اور عنبر استعمال کرتے تھے" (سیرت النبی شبلی نعمانی حصہ اوّل ۔ جلد ۲ صفحہ ۱۶۲)

ابو داؤد میں فضل بن سہیل سے روایت ہے :۔

"اَکَلْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَحْمَ حُبَارَیٰ ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حباری گوشت کھایا ۔"

(سنن ابو داؤد جلد سوم پارہ ۲۴ ترجمہ علامہ وحید الزمان مطبوعہ قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی) اس حدیث کا اُردو میں یہ عنوان اسی پارہ کے باب ۱۹۳ میں درج ہے :۔

"کئی قسم کے کھانے پکانا اور کھانا ایک وقت میں درست ہے ۔"

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وددت ان عندی خبزۃ بیضاء من برۃ سمراء ملبقۃ بسمن ولبن (ایضاً صفحہ ۱۴۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید روٹی سفید گیہوں سمراء کی (سمراء ایک قسم کا بہتر گیہوں ہے) دودھ اور گھی میں تر کی ہوئی مجھے بہت پیاری ہے ۔

### پنیر کھانے کا بیان

"غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پنیر کی ٹکیہ آئی تو آپؐ نے چھری منگائی اور بسم اللہ کہہ کر اس کو تراشا" (ایضاً صفحہ ۱۴۴)

........................

### دو قسم کے کھانوں کو ملا کر کھانے کا بیان ۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے سو ہم نے مکھن اور کھجوریں آپؐ کے روبرو پیش کیں ۔ اور آپؐ کو مکھن اور کھجور بہت پیارا تھا ۔ (کیونکہ بہت لذیذ اور مقوّی ہوتا ہے ۔)" (ایضاً صفحہ ۱۴۹)

### زہد کا معیار

آنحضرت صلعم فرماتے ہیں : اَلزَّھَادَۃُ لَیْسَتْ بِتَحْرِیْمِ الْحَلَالِ ۔ یعنی زہد کا معیار یہ نہیں کہ انسان حلال چیزیں اپنے اوپر حرام کر لے ۔

(ترمذی ابواب الزہد)

لیمونیڈ ۔ ولایتی بسکٹوں ، پکوڑوں اور جنجر کے علاوہ باقی ہر قسم کی حلال اور طیب غذائیں کھانے کا ثبوت ہمیں سنت رسولؐ اور سنت اصحابِ رسول میں ملتا ہے ۔ قرآن مجید نے تو ایک سیدھا سادا اصول بیان فرمایا ہے :۔

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ (المائدہ آیت ۵)

آج تمہارے لئے ساری پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں ۔

وَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِہٖ مُؤْمِنُوْنَ ۔ (المائدہ آیت ۸۸)

جو کچھ حلال اور طیّب رزق اللہ نے تم کو دیا ہے اسے کھاؤ پیو ۔ اور اس خدا کی نافرمانی سے بچے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو ۔ پھر ارشاد فرمایا :۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰہِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ ھِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا خَالِصَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ۔ (الاعراف آیت ۳۲)

یعنی اے محمدؐ ! ان سے کہو کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام کر دیا جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے نکالا تھا اور کس نے خدا کی بخشی ہوئی پاک چیزیں ممنوع کر دیں کہو یہ ساری چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی ایمان لانے والوں کے لئے ہیں اور قیامت کے روز تو خالصتہً انہی کے لئے ہوں گی ۔

اس آخری آیت کی تفسیر مولانا مودودی

کے قلم سے ملاحظہ ہو :-

"مطلب یہ ہے کہ اللہ نے دنیا کی ساری زینتیں اور پاکیزہ چیزیں بندوں ہی کے لئے پیدا کی ہیں اس لئے اللہ کا منشاء تو بہر حال نہیں ہو سکتا کہ انہیں بندوں کے لئے حرام کر دے۔ اب اگر مذہب یا کوئی نظام اخلاق و معاشرت ایسا ہے جو انہیں حرام یا قابل نفرت یا ارتقائے روحانی میں سدِّ راہ قرار دیتا ہے تو اس کا یہ فعل خود ہی اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ بھی ان حجتوں میں سے ایک اہم حجت ہے جو قرآن نے مذاہب باطلہ کے رد میں پیش کی ہیں اور ان کو سمجھ لینا قرآن کے طرز استدلال کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے"

(تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۲۲ از سید ابوالاعلیٰ مودودی)

جن سطور کے نیچے ہم نے خط کھینچ دیا ہے اسے برقی صاحب کے ہمنوا ایک بار پھر پڑھ لیں یہ ایک مخالف سلسلہ احمدیہ کی رائے ہے شاید اس طرح انہیں وہ بات سمجھ میں آجائے جس پر معترض ہو رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں برقی صاحب نے حضرت صاحبؑ کی بیماری اور ناسازی طبیعت کے جو حوالہ جات دیئے ہیں ان پر قبل ازیں بحث ہو چکی ہے (یا آئندہ ہو گی) اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں (ملاحظہ ہو اعتراضات نمبر ۳۲-۳۹-۴۰-۴۱-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۹-۶۲ وغیرہ)

جب حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی میں یہ اعتراض ہوا کہ آپ بعض مقوی ادویات مشک عنبر وغیرہ استعمال فرماتے ہیں تو آپ نے جواباً فرمایا :-

"منشی الٰہی بخش اور اس کے رفیق اعتراض کرتے ہیں کہ میں بید مشک اور کیوڑہ استعمال کرتا ہوں یا اور اس قسم کی دوائیاں کھاتا ہوں تعجب ہے کہ حلال اور طیب چیزوں کے کھانے پر اعتراض کیا جاتا ہے...... شہادت مل سکتی ہے کہ مجھے کیوڑہ وغیرہ کی ضرورت کب پڑتی ہے میں کیوڑہ وغیرہ کا استعمال کرتا ہوں جب دماغ میں اختلال معلوم ہوتا ہے یا جب دل میں تشنج ہوتا ہے۔ خدائے وحدہٗ لاشریک جانتا ہے کہ بجز اس کے مجھے ضرورت نہیں پڑتی۔ بیٹھے بٹھائے جب محنت کرتا ہوں تو یک دفعہ ہی دورہ ہو جاتا ہے۔ بعض وقت ایسی حالت ہوتی ہے کہ قریب ہے غش آجائے اس وقت علاج کے طور پر استعمال کرنا پڑتا ہے"۔

(اخبار الحکم مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۰۲ء صفحہ ۳)

اس حوالے سے ایک اور بات بھی معلوم ہو گئی کہ برقی صاحب نے جو "محنت شاقہ" سے اعتراضات اکٹھے کئے ہیں یہ اکثر وہی ہیں جو مخالفین حضرت اقدسؑ کی زندگی سے کرتے چلے آتے ہیں۔

(۵۸) الف۔ کثرت کی آفت فصل پہلی صفحہ ۱۱۸

خلاصہ اعتراض :-

ایک زمانہ میں حضرت صاحب مہمانوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے جب تعداد پندرہ بیس تک پہنچ گئی تو آپ نے باہر مہمانوں کے ساتھ کھانا چھوڑ دیا ——

(ریمارک از برقی۔ تنہائی میں مرزا قادیانی کو یوں بھی کھانا حسب دلخواہ اچھا ملتا ہو گا چنانچہ ذکر ہے کہ مرزا صاحب کو پرندوں کا گوشت بہت مرغوب تھا مثلاً تیتر۔ مرغ۔ بٹیر وغیرہ)

---

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : لیس علیکم جناحٌ ان تاکلوا جمیعًا او اشتاتًا۔

(النور آیت ۶۱)

یعنی تم پر کچھ گناہ نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ شریعت نے تو مسلمانوں کو اس امر کی اجازت دے رکھی ہے کہ باہم مل کر کھاؤ یا جدا جدا۔ اس میں کسی قسم کا حرج و گناہ نہیں لیکن برقی صاحب اس ترک باہمی مواکلت پر کثرت کی آفت کا عنوان جما رہے ہیں۔ در اصل وہ جس آفت میں مبتلا ہیں اس کا کوئی علاج نہیں کثرت کے ساتھ آفت کا قافیہ ملتا ہے اتنا امر ہی عنوان قائم کرنے کے لئے کافی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے ان کا مقصد حقائق سے نہیں محض خوش طبعی سے ہے تاکہ قارئین کی تفریح نفسانی کی ضروریات پوری ہوتی رہیں اور اسی طرح وہ کتاب کے اثر کو دو آتشہ کرتے ہیں اس "جاسوسی طرز کے ناول" کے "علمی محاسبہ" کے متعلق کسی نے درست فرمایا

"برقی صاحب نے جو کام کیا ہے وہ عنوانات اور سرخیوں کے قائم کرنے میں کیا ہے"

کثرت اور آفت کا قافیہ ملانے سے برقی صاحب کا جی نہیں بھرا تو خطوط وحدانی میں تنہائی میں کھانا کھانے کی توجیہہ بھی پیش فرما دی کہ خوب دلپسند کھانا ملتا ہو گا پرندوں کا گوشت، وغیرہ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضور کی غذا عام حالات میں بہت سادہ تھی۔ جو کسی نے پکا کر سامنے رکھ دیا وہی کھا لیا۔ بیماری اور صحت کی کمزوری کے اوقات میں کبھی مقوی غذائیں بطور رفع لایموت اور سد رمق کے طور پر استعمال فرماتے تھے۔

کھانے پینے کی اشیاء سے بے توجہی کا یہ عالم تھا کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا اس وقت پتہ لگتا کہ کیا کھا رہے ہیں (بحوالہ "دیباچہ" مذہب فصل پہلی صفحہ ۱۱۳) نیز بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں مگر سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھا رہا ہوں (ایضاً صفحہ ۱۱۴)

(۵۹) درستی صحت۔ فصل پہلی صفحہ ۱۱۹

(نمبر ۵۵ خرابی صحت کے عنوان کے نیچے بحث ملاحظہ ہو)

نیز اعتراضات نمبر ۶۰ سے ۶۳ تک پر قبل ازیں تبصرہ ہو چکا ہے۔

(۶۴) افیون۔ فصل پہلی صفحہ ۱۲۳

خلاصہ اعتراض :-

برقی صاحب نے اس سلسلہ میں کچھ مختلف اقتباسات درج کئے ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت مرزا صاحبؑ کا اپنا ہے۔ ایک شیخ نور احمد صاحب کا ہے اور چار جناب میاں محمود احمد صاحب کے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کی کتاب نسیم دعوت سے یہ حوالہ درج ہے کہ آپ کو ذیابیطس کی بیماری کی وجہ سے کثرت سے پیشاب آتا تھا ایک دوست نے افیون کے استعمال کی صلاح دی حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں کہ

"میں نے خدا پر توکل کیا تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا"

اس کے ساتھ ہی جناب میاں محمود احمد صاحب کے ایک مضمون کا اقتباس ہے جس میں لکھا ہے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک افیون کا دواؤں میں استعمال نصف طب ہے "بعض اطباء کے نزدیک" کے الفاظ ملاحظہ ہوں اس لئے کہ اگلے اقتباس میں برقی صاحب فرماتے ہیں "میرزا قادیانی صاحب تو افیون کے اس درجہ قائل تھے کہ گویا افیون نصف طب ہے"۔ ناقل)

پھر لکھا ہے کہ حضرت صاحب نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا۔ مولانا نور الدین صاحب کو کچھ عرصہ دیتے رہے اور خود بھی استعمال کی۔ اسی طرح میاں صاحب نے بیان فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب کے ایک استاد کو بھی افیون کھانے کی عادت تھی۔ بچپن میں میاں محمود احمد صاحب کو بھی کچھ عرصہ افیون دی گئی اور پھر میاں صاحب نے خواجہ کمال الدین صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ بطور علاج خواجہ صاحب بھی کچھ ماہ افیون استعمال کرتے رہے۔ نور احمد صاحب کی روایت میں حضرت صاحب کی خوابیدہ آنکھوں کو دیکھ کر انہیں اس بات کا دھوکہ لگ گیا کہ شاید آپ افیون استعمال کرتے ہوں۔ بعد میں انہیں اپنی غلطی کا بہت افسوس ہوا اور ندامت ہوئی کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق ایسا خیال کیا۔ وغیرہ۔

---

جہاں تک حضرت مرزا صاحب کی خوابیدہ آنکھوں کا تعلق ہے اس کے متعلق ہم ۴۲ "چشم نیم باز" کے تحت مفصل بحث کر چکے ہیں کہ حضرت صاحب کی غضِ بصر کی عادت کے باعث ان کی آنکھیں ہمیشہ جھکی رہتی تھیں۔

حضرت صاحب کی اپنی تحریروں میں تو یہ صاف درج ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ پر توکل کیا اور خدا نے انہیں ان خبیث چیزوں کا (یعنی شراب اور افیون کا) محتاج نہیں کیا اب اگر ان کے صاحبزادے یا کسی اور مرید کا بیان اس کے خلاف ہو گا تو وہ قابل قبول نہیں۔ اگر حضرت مرزا صاحب کے کسی استاد کے متعلق یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ انہیں افیون کھانے کی عادت تھی تو اس کا تذکرہ حضرت صاحب کی اپنی تحریرات میں تو کہیں نہیں ملتا۔ ممکن ہے میاں صاحب کا بیان درست ہو ہمیں اس کی تصدیق کی ضرورت ہے نہ تکذیب کی۔

باقی رہا بطور دوا مرض کی اضطراری حالت میں اس کا استعمال جیسا کہ خواجہ کمال الدین صاحب کے متعلق کہا گیا ہے یا اس کے مرکبات کا استعمال تو ان استثنائی صورتوں میں ان اشیاء کا استعمال شریعت کے مطابق ہے شرح وقایہ کا ایک حوالہ ۶۵ کے تحت ملاحظہ ہو۔

(۶۵) سنکھیا۔ فصل پہلی صفحہ ۱۲۵

خلاصہ اعتراض :

میاں محمود احمد صاحب کا بیان کہ حضرت صاحب نے قتل کی دھمکیوں کے مدنظر کچھ عرصہ تک سنکھیا کے مرکبات کا استعمال کیا تاکہ خدانخواستہ آپ کو زہر دیا جائے تو جسم میں مقابلہ کی طاقت موجود ہو۔

(الفضل ۵ر فروری ۱۹۳۵ء)

---

یہ ایک اور روایت ہے اس امر کا حضرت مرزا صاحب کی تحریرات میں کہیں ثبوت نہیں ملتا کہ آپ نے قتل کے ڈر سے ایسا کیا ہو۔ اگر بطور دوا ایسے مرکبات استعمال کئے ہوں تو علیحدہ بات ہے۔

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۲)

# اخبار احمدیہ

## شمولیت سلسلہ

میاں محمد سعید محمود (سٹیشن ماسٹر) ولد میاں محمد شفیع مرحوم سکنہ جنڈیالہ ضلع شیخوپورہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے اور خدمات دینیہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔

## صحت اور عطیہ

۷ر نومبر ۱۹۶۹ء کو مجھے دل کا شدید دورہ پڑا۔ چار روز حالت بہت نازک رہی ہے۔ آخر آدھی رات خدا کے حضور دعا کی:-

"اللہ میاں آپ کا مرزا بیمار ہے
آپ رحم فرمائیں"

یہ چند لفظ سیدھے عرش پر پہنچے اور فرش پر میری صحت لے کر آئے اور میری حالت سنبھل گئی۔ اور میرے دو معالج ڈاکٹروں نے مجھے خطرے سے باہر قرار دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

میں نے اس خوشی میں مبلغ پچاس روپیہ انجمن کے مرکزی خزانہ میں جمع کرا دیا ہے یہ رقم انگریزی ترجمۃ القرآن کی مفت اشاعت پر خرچ کی جائے۔ خاکسار مرزا مظفر بیگ ساطع

## مقامی جماعت احمدیہ لاہور کا انتخاب

مورخہ ۱۶ر جنوری ۱۹۷۰ء کو بعد از نماز جمعہ مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے عہدیداران کا انتخاب زیر صدارت ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری ہوا۔ متفقہ طور پر مندرجہ ذیل عہدیداران منتخب ہوئے:-

میاں فضل احمد صاحب ... صدر
راقم چوہدری فضل حق ... سیکرٹری
چوہدری عبدالحق صاحب ... خازن

(چوہدری) فضل حق
ناظم شعبہ تنظیم جماعت

## جلسہ سالانہ کے سٹیج سیکرٹری

ہمارے سالانہ جلسہ کے ہر سہ ایام میں جناب چوہدری عبدالحق صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور نے نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی سے سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

## مسجد مسلم ٹاؤن میں درس قرآن کریم

دوستوں کی استدعا پر درس قرآن کریم کا وقت تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اب ہر سوموار و جمعرات کو بوقت ۴½ بجے شام درس قرآن کریم ہوگا۔ اور نماز مغرب تک جاری رہے گا۔ دوستوں سے استدعا ہے کہ وہ محترم نصیر احمد صاحب فاروقی کے پر از حکمت درس میں شامل ہو کر اپنے دینی علم میں اضافہ کریں اور ثواب دارین حاصل کریں۔

(چوہدری) فضل حق

## نظام معاشیات

(بسلسلہ صفحہ ۴)

اور اصطلاحات سے یکسر صرف نظر کر دیا جائے اور ملک میں نظام معاشیات صرف اسلامی اصولوں پر مرتب کر کے رائج کیا جائے یہ صحیح ہے کہ اس وقت کہیں بھی معاشیات کا اسلامی نظام رائج نہیں۔ اس لئے بعض لوگ مجبور ہو جاتے ہیں کہ وہ محسوس اور مشہود نظام کو بعض ملکوں میں مروج دیکھ کر اسے بطور نمونہ اختیار کریں۔ مگر اس میں ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اب ہمارے ملک میں اقتصادی ناہمواریاں اس حد تک پہنچ گئی ہیں کہ خود حکومت کے فراہم کردہ اعداد و شمار سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ ملک کی دولت کا کثیر نہیں بلکہ اکثر حصہ صرف چند خاندانوں میں متداول ہے اور ملک کی باقی آبادی مفلوک الحال ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ بعض گھروں میں بچے بھوک سے بلبلا رہے ہیں اور اکثر محنت کشوں اور کسانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ خود مولانا مودودی صاحب نے ملک کو اس حالت تک پہنچانے میں اچھا خاصا رول ادا کیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب مسئلہ ملکیت زمین میں بیّن الفاظ میں یہ لکھ دیا ہے کہ اسلام کی رو سے کسی کی ملکیت پر شرعاً حد بندی نہیں کی جا سکتی۔ اور جو جتنی چاہے زمین کی ملکیت حاصل کر سکتا ہے۔

اب ملک مودودی صاحب کے اس فلسفہ کو ناقابل قبول سمجھتا ہے۔ ہر شخص کی یہ تمنا ہے کہ ملک میں اس اقتصادی ناہمواری کو دور کیا جائے۔ خود مولانا مودودی نے بھی اپنے موقف میں تبدیلی پیدا کر لی ہے۔

## خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

تباہ کر دیا جائے۔ تباہی خود انسانوں کے اپنے اعمال سے اور خود اس قوم کے اعمال سے وارد ہوتی ہے۔ جو خدا کو چھوڑ کر بدیوں میں مبتلا ہو جائے۔ ورنہ اللہ رحیم کریم ہے وہ کسی ملک یا قوم کو تباہ کر کے انتقام نہیں لیتا۔ قوم اپنے اعمال سے برباد ہوتی ہے اور ان کے اپنے اعمال سے ہی اس پر برکات نازل ہوتی ہیں۔

یہ آیات ہمارے غور و فکر کے لئے ہیں۔ ضروری ہے کہ ہم سوچیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور کدھر جا رہے ہیں۔ ہم کیا ہیں ہم کس رسول صلعم کی امت ہیں اور ہماری رشد و ہدایت کے لئے کیسی اعلیٰ پایہ کی کتاب نازل کی گئی ہے۔

### خطبہ ثانی

### "لائٹ" کے فاضل ایڈیٹر کا فاضلانہ مضمون

اخبار لائٹ کے ایڈیٹر مرزا محمد حسین صاحب بیمار ہیں، ان کا وجود ہمارے لئے مغتنمات میں سے ہے، "لائٹ" کی ایڈیٹری بڑے لائق فائق شخص کو چاہتی ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ اس نے "لائٹ" کے لئے ایک قابل و لائق شخص ہمیں عطا فرمایا۔ وہ آج کل بیمار ہیں ان کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ میں آج ان کو مبارکباد دینے کے لئے "لائٹ" کا تازہ پرچہ لے کر آیا تھا جس میں قائد اعظم کے متعلق ایک مضمون انہوں نے لکھا ہے۔ یہ مضمون مرزا صاحب نے بڑی قابلیت اور محنت سے لکھا ہے اور اس کی اشاعت کونا قوم کی عزت کا باعث ہے۔ آج کل طرح طرح کی باتیں قائد اعظم کے بارے میں اخبارات میں لکھی جا رہی ہیں۔ کوئی انہیں سوشلسٹ کہتا ہے کوئی کچھ۔ مرزا محمد حسین صاحب نے بے نظیر مضمون لکھا ہے جس میں قائد اعظم کی شخصیت کا صحیح نقشہ کھینچا ہے۔ یہ پرچہ میں اپنے ساتھ لایا تھا کہ اس کے ہاتھ میں سے کہ مرزا محمد حسین صاحب کو مبارکباد دوں۔ اس مضمون کی اس وقت جبکہ مختلف سیاسی غیر سیاسی پارٹیوں کی طرف سے قائد اعظم کی شخصیت پر طرح طرح کی خیال آرائی ہو رہی ہے، بڑی ضرورت تھی، میں چاہتا ہوں کہ اس مضمون کا ترجمہ اردو میں بھی کیا جائے اور اس کو دس پندرہ ہزار کی تعداد میں شائع کرا کر تمام کالجوں اور سکولوں میں تقسیم کیا جائے تاکہ معلوم ہو کہ ہماری جماعت کیا خدمت کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ اس شخص پر اپنی برکات نازل کرے۔ اور پوری تندرستی عطا فرمائے اور ان کو کام والی لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین۔

(دعا کی گئی)

## پیغام احمدیت

(بسلسلہ صفحہ ۱۰)

شرح وقایہ میں لکھا ہے :-

جو کوئی چیز مسکر مخلوط ہووے تو پینا بر مذہب امام صاحب (یعنی امام ابو حنیفہ رح ناقل) درست ہے"

(شرح وقایہ جلد ۴ صفحہ ۵۹ کتاب الاشربہ مترجم اردو موسومہ بہ نور الہدایہ مطبوعہ مطبع نظامی کانپور)

یعنی مسکر اشیاء جب مخلوط ہو جائیں تو ان کا استعمال مصنف شرح وقایہ کے نزدیک بغیر بیماری کے بھی جائز ہے۔ اور جب کوئی مرض لاحق ہو تو پھر اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ ہی نہیں۔

(۶۶) دو بوتل برانڈی ـ فصل پہلی صفحہ ۱۲۶

خلاصہ اعتراض :

میاں مہدی حسین صاحب کا بیان کہ پیر منظور محمد صاحب کی اہلیہ کے لئے دو بوتلیں برانڈی کی لانے کے لئے کہا گیا۔ ان کی اہلیہ کے لئے ڈاکٹروں نے بتلائی ہوں گی۔

بات تو صاف ہے پیر منظور محمد صاحب کی بیمار اور کمزور اہلیہ کے لئے برانڈی کی ضرورت تھی۔ مہدی حسین صاحب پس و پیش کر رہے تھے حضرت صاحب کے کہنے پر انہوں نے آمادگی ظاہر کی۔ یہ معاملہ کوئی چوری چھپے نہیں کھلم کھلا سب کے سامنے پیش ہو رہا ہے۔ صاف ظاہر ہے ڈاکٹروں نے پیر صاحب کی اہلیہ کے لئے تجویز کی ہو گی۔ اعتراض ان لوگوں کی طرف سے ہو رہا ہے جن کی فقہ کی کتابوں میں صاف لکھا ہے۔

"پیاسے کو شراب پینا ضرورتاً جائز ہے"

(غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار جلد ۱ صفحہ ۱۰)

ہماری رائے میں پیاس کی شدت انتہا کو پہنچ جائے اور جان کے لالے پڑ جائیں تو اس صورت میں جائز ہے ورنہ نہیں۔ یہی شریعت کا مقصود ہے۔

جلد ۵۸ | یوم چہارشنبہ۔ مؤرخہ ۲۷ ذیقعد ۱۳۸۹ھ۔ مطابق ۴ فروری ۱۹۷۰ء | نمبر ۵

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
مَیں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

## حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شُد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفراست و خسران و تباب

## جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

## بحرِ حکمت کے موتی

### چھوٹی چھوٹی باتوں میں اختلاف کرنا موجب ہلاکت ہے

عن عبد اللہ سمعت رجلاً قراء اٰیۃً سمعت من النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلافہا فاخذت بیدہٖ فاتیت بہٖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال کلاکما محسنٌ قال شعبۃ اظنّہٗ قال لاتختلفوا فانّ من کان قبلکم اختلفوا فہلکوا۔

ترجمہ:—

حضرت عبد اللہ (بن مسعود رضؓ) سے روایت ہے کہ مَیں نے ایک شخص کو سُنا کہ ایک آیت اس طرح پڑھی کہ مَیں نے رسول اللہ صلعم سے اس کے خلاف سُنا تھا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے رسول اللہ صلعم کے پاس لایا تو آپ نے فرمایا دونوں اچھے ہیں شعبہ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے فرمایا اختلاف مت کرو کیونکہ جو تم سے پہلے تھے انہوں نے اختلاف کیا تو ہلاک ہوگئے۔

عن انسٍ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصر اخاک ظالمًا او مظلومًا قالوا یارسول اللہ ھٰذا ننصرہ مظلومًا فکیف ننصرہ ظالمًا قال تاخذ فوق یدیہ۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کر ظالم ہو یا مظلوم انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ مظلوم ہونے کی حالت میں

# تم میں سے جو اپنے اندر تبدیلی کریگا وہ ابدال ہے

## علوم قرآن دماغی قوت یا ذہنی ترقی سے نہیں بلکہ تقوےٰ سے آتے ہیں

### ارشادات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جس جس قدر انسان تبدیلی کرتا جاتا ہے۔ اسی قدر وہ ابدال کے زمرہ میں داخل ہوتا جاتا ہے۔ حقائق قرآنی نہیں کھلتے جب تک ابدال کے زمرہ میں داخل نہ ہو۔ لوگوں نے ابدال کے معنے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ اور اپنے طور پر کچھ کا کچھ سمجھ لیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ابدال وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو اپنے اندر پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اس تبدیلی کی وجہ سے ان کے قلب گناہ کی تاریکی اور زنگ سے صاف ہو جاتے ہیں شیطان کی حکومت کا استیصال ہو کر اللہ تعالےٰ کا عرش ان کے دل پر ہوتا ہے۔ پھر وہ روح القدس سے قوت پاتے اور خدا تعالےٰ سے فیض پاتے ہیں۔ تم لوگوں کو میں بشارت دیتا ہوں کہ تم میں سے جو اپنے اندر تبدیلی کرے گا وہ ابدال ہے۔ انسان اگر خدا کی طرف قدم اُٹھاتے، تو اللہ تعالےٰ کا فضل دوڑ کر اس کی دستگیری کرتا ہے۔ یہ سچی بات ہے اور مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ چالاکی سے علوم القرآن نہیں آتے۔ دماغی قوت اور ذہنی ترقی قرآنی علوم کو جذب کرنے کا اکیلا باعث نہیں ہو سکتا اصل ذریعہ تقوےٰ ہی ہے۔ متقی کا معلم خدا ہی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبیوں پر اُمّیت غالب ہوتی ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے اُمّی بھیجا کہ باوجودیکہ آپؐ نے نہ کسی مکتب میں تعلیم پائی اور نہ کسی کو اُستاد بنایا۔ پھر آپؐ نے وہ معارف اور حقائق بیان کئے جو دنیوی علوم کے ماہروں کو دنگ اور حیران کر دیا۔ قرآن شریف جیسی پاک۔ کامل کتاب آپؐ کے لبوں پر جاری ہوئی۔ جس کی فصاحت و بلاغت نے سارے عرب کو خاموش کرا دیا۔ وہ کیا بات تھی جس کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علوم میں سب سے بڑھ گئے۔ وہ تقوےٰ ہی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مطہر زندگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ قرآن شریف جیسی کتاب وہ لائے جس کے علوم نے دنیا کو حیران کر دیا۔

آپؐ کا اُمّی ہونا ایک نمونہ اور دلیل ہے اس امر کی کہ قرآنی علوم یا آسمانی علوم کے لئے تقوےٰ مطلوب ہے نہ دنیوی چالاکیاں۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

ہفت روزہ پیغام صلح خود مطالعہ کرنے کے بعد اپنے دیگر احباب تک پہنچائیں

مولینا محمد یحیٰی بٹ صاحب امام مسجد برلین (جرمنی)

# نکاح کے بعد دوسری تقریب

## ایک جرمن خاتون کا قبولِ اسلام

۷؍ دسمبر ۱۹۶۹ء کو مسجد برلین میں ایک جرمن خاتون نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ اس اجتماع میں مسلمان بھائی اور عیسائی دوست موجود تھے اور اس تمام تقریب کو ٹیلی ویژن والوں نے فلمایا اور ریکارڈ کیا۔ اس تقریر کا اُردو ترجمہ ذیل میں لکھتا ہوں:

معزز خواتین و حضرات!

مسز فریڈہ ارم گارڈ ورنسڈورت کو آپ جانتے ہیں وہ کئی ایک ہفتوں سے باقاعدگی سے ہمارے ہفتہ وار اجتماعات میں حصہ لے رہی ہیں اور انہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ بزبان جرمن از مولینا صدرالدین صاحب خرید رکھا ہے اور اسے وہ گھر پر پڑھتی ہیں۔ یہ خاتون آج آپ کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کریں گی۔

پیشتر اس کے کہ وہ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کریں۔ میں چند ایک باتیں آپ کے سامنے اسلام کی تعلیم اور اسلام میں داخل ہونے کے بارہ میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

اسلام کا بنیادی اصول اس خدائے واحد پر ایمان لانا ہے۔ جو موجود ہے۔ اور جس کا نسلِ انسانی کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ جس نے کہ تمام نسلِ انسانی کو پیدا کیا ہے۔ اور پیدا کرنے کے بعد اس نے ہمارے لئے تمام سامان اپنی رحمانیت کے تقاضا سے پیدا کئے ہیں جو ہماری جسمانی اور اخلاقی ترقیات کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً اس نے یہ تمام کائنات پیدا کی اور اس تمام کائنات کو انسان کی خدمت میں لگا دیا ہے۔ یہ اس لئے تاہم سائنٹیفک ترقیات کے ذریعہ اپنی زندگیوں کو پُرامن اور پُرلطف بنا سکیں۔ کائنات کا انسان کی خدمت میں لگا دینا خدا تعالےٰ کے انعامات میں سے بہت بڑا انعام ہے۔ اور یہ وہ انعام ہے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہماری پیدائش سے پہلے ہی ہمیں عطا کر دیا ہے۔

اس انعام کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مؤمن انسان اس خدائے واحد کی دل سے حمد کرتا ہے۔ اور جُوں جُوں وہ خدا کے اس انعام پر مزید غور کرتا ہے اتنا ہی اس کا دل خدا کی محبت سے بھر جاتا ہے۔ اس خدائے واحد نے جہاں ہمارے جسم کے لئے یہ انعامات ہمیں دیئے ہیں وہاں اس نے اپنے فضل سے ہماری اخلاقی اور رُوحانی ترقیات کے لئے بھی ہمیں سامان بہم پہنچائے ہیں اور وہ اس طرح کہ اس نے اپنی رحمانیت کے تقاضا سے مختلف اوقات پر انبیاء کو بھیجا۔ اور ان بزرگ ہستیوں کے ذریعہ سے اس نے قوموں کو اپنے نور سے آگاہ کیا تا مؤمن لوگ اس نور کو حاصل کر کے الٰہی نور سے منوّر ہو سکیں۔

یہ نظریہ کہ اللہ تعالےٰ نے مختلف قوموں کو اپنے نور سے آگاہ کیا۔ یہ وہ بلند نظریہ ہے جو متعصبانہ اور تنگ نظریات کو دُور کرتا ہے۔ یہ نظریہ مؤمنین کے دل و دماغ کو وسیع کرتا۔ اور انہیں اس عالمگیر تعلیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ کہ خدائے واحد پر ایمان رکھنے والا ان تمام سچائیوں پر ایمان لائے کہ خدائے واحد نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین سے پیشتر بھی مختلف قوموں میں انبیاء اور رسول بھیجے۔ مثلاً حضرت عیسیٰؑ، حضرت موسےٰؑ، حضرت ابراھیمؑ وغیرہم۔ مزید براں اسلام اپنے ماننے والوں سے یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس امر پر دل سے ایمان لائیں کہ ان تمام انبیاء نے خدا تعالےٰ کی ہستی کے بارہ میں ایک سی صداقت کا پرچار کیا اور نیز یہ کہ وہ سب خود بے گناہ زندگی بسر کرتے رہے۔

معزز حاضرین! ہم میں سے ہر ایک کو واضح ہونا چاہیئے کہ اسلام بعض رسومات کا نام نہیں۔ اسلام میں ظاہری رسومات کی کوئی قدر نہیں۔ بلکہ اس کی بڑی مذمت کی گئی ہے۔ اسلام کا قبول کرنا مطالبہ کرتا ہے کہ مؤمن اپنے نظریات میں اور اپنے اعمال میں ایک تبدیلی پیدا کرے۔ اسلام دیکھنا چاہتا ہے کہ ایک مسلمان کہاں تک خدائے واحد پر ایمان رکھتے ہوئے اپنی زندگی کو خدا کے احکامات کے تحت بسر کرتا ہے اسلام نے نسل انسانی کو زندگی کے وہ اعلےٰ اصول سکھلائے ہیں کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو افراد اور قوموں کے لئے یقیناً زندگی میں لطف اور امن پیدا ہو سکتا ہے۔ مسلمان ہونے کا اعلان کرنا اس امر کے مترادف ہے کہ ایک مسلمان کو ایک سیدھا راستہ مل گیا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بس اب ہم اس راستہ کے ابتدائی نقطہ پر کھڑے رہیں۔ بلکہ ہمیں چاہیئے کہ پوری کوشش اور پوری جد و جہد سے اس راستہ پر چلیں اور دوڑیں۔ یہاں تک کہ ہم اس مقصد کو حاصل کر لیں جس مقصد کی طرف یہ راستہ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ وہ مقصد کیا ہے؟ خدائے واحد کی دوستی اور اس کی محبت کا حاصل کرنا۔

اس اعلےٰ مقصد حیات کو حاصل کرنے کے لئے ہر ایک کو خود کوشش کرنا ہوگا۔ اور ہر ایک کو خود خدا کے حضور قربانی پیش کرنا ہوگی۔ وہ قربانی جس کی خدا کے حضور بڑی قدر ہے۔ یہ ہے کہ ایک مؤمن خدا کے احکامات کو بجا لانے کے لئے اپنی حیوانی خواہشات کو خدا کی رضا کے لئے قربان کرے اور وہ فعل بجا نہ لائے جسے اس کا نفس پسند کرتا ہے بلکہ وہ عمل بجا لائے جس کے کرنے کا خدا تعالےٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ بالفاظ دیگر اپنے حیوانی جذبات پر حکومت کرنا اور خدا کے احکامات کے سامنے اپنے سر کو خم کرنا یہ وہ قربانی ہے جس کا خدا ہم سے مطالبہ کرتا ہے اور جسے وہ پسند کرتا ہے۔ اور یہاں یہ وہ ذریعہ ہے جس سے ہم میں سے ہر ایک اس اعلےٰ مقصد حیات کو حاصل کر سکتا ہے۔

اسلام نے ایک اور حقیقت کو بھی واضح کیا ہے۔ اس نے اعلان کیا ہے کہ ہمارا ہر فعل جو ہم اپنی زندگی میں بجا لاتے ہیں، ضائع نہیں جاتا بلکہ وہ محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ اور وہ اس فعل کے کرنے والے کے لئے اچھا یا بُرا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ اس اعلان کے مدنظر ہم میں سے ہر ایک کو یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ دنیا میں امن یا بدامنی ان اعمال کا نتیجہ ہے جو افراد یا قومیں آج بجا لا رہی ہیں۔ جب ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں امن قائم ہو اور خود ہمیں حقیقی امن و مسرت نصیب ہو تو پھر وہ اعمال بجا لانے ہوں گے جو نتیجۃً امن پیدا کرتے ہیں۔ یعنی وہ اعمال جن کے کرنے کا خدائے علیم و حکیم نے ہم کو ارشاد فرمایا ہے۔

ہمیں یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ آج اس دَور میں خدا کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کرنا ناممکن ہے۔ انبیاء علیہم السلام جو ہماری طرح انسان تھے۔ ان سب کی زندگیوں میں یہ بات واضح نظر آتی ہے۔ کہ احکاماتِ الٰہیہ کے مطابق زندگی بسر کرنا ایک مؤمن کے لئے ممکن ہے۔

میں مانتا ہوں آج شیطانی وساوس کا زور زیادہ ہے۔ ان شیطانی وساوس کا مقابلہ کرنے اور ان پر غالب آنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے۔ اور وہ ذریعہ ہے خدائے واحد کی ذات پر اپنی نظر کو گاڑے رکھنا اور اپنی کمزوری کو جانتے ہوئے اسی سے امداد کی دُعا کرنا۔

یاد رکھیئے خدا کی مدد کا آنا ایک حقیقت ہے۔ اور جب کوئی مؤمن اپنی اخلاص بھری دعاؤں کے نتیجہ میں الٰہی مدد کو حاصل کر لیتا ہے تو پھر اس کے لئے ان شیطانی وساوس پر غالب آنا نہ صرف ممکن بلکہ آسان ہو جاتا ہے۔

ایک مسلمان کو حکم ہے کہ وہ پانچ بار خدا کے حضور کھڑا ہو کر نماز ادا کرے نماز کا ادا کرنا ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے مؤمن انسان خدا کی امداد کو حاصل کر لیتا ہے۔

— اسلام میں داخل ہونے کا کیا طریق ہے:

جب کوئی انسان اس امر کا فیصلہ کر لیتا ہے کہ خدا موجود ہے، اور یہ کہ وہ اپنی ذات میں احد ہے۔ اور اس کا کوئی بیٹا نہیں۔ نیز یہ کہ اس خدائے واحد نے اس محبت کی بناء پر جو اس کو نسلِ انسانی سے ہے ہمیشہ اپنے نور کے بارہ میں قوموں کو انبیاء کے ذریعہ سے مثلاً حضرت موسےٰؑ۔ حضرت عیسےٰؑ اور بالآخر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے۔ تو ایسا انسان خدا کے حضور اسی وقت سے مسلمان ہو گیا۔ لیکن مومنین کی جماعت کی اطلاع کے لئے ایسے انسان کو اپنے فیصلہ کے بارہ میں ایک اعلان کرنا ہوتا ہے۔ اور یہ اعلان اس کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے کافی ہے۔

مسز ورنسڈورت نے کب سے اس مندرجہ بالا صداقت کو پایا ہوا ہے؟ اس بارہ میں ہم نہیں جانتے ہاں البتہ آج وہ ہمارے سامنے اس صداقت کے بارہ میں اعلان کریں گی۔

اس کے بعد میں نے کلمہ شہادت پڑھایا اور وہ داخل اسلام ہوئیں۔ حاضرین میں سے مسلمانوں نے اسے مبارک کہی۔ اسلامی نام فریدہ رکھا گیا۔

---

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مؤرخہ ۴ر فروری سنہ ۱۹۷۰ء

# فسادات کی ذمہ داری کس پر؟

جس دن سے انتخابات میں حصہ لینے والی مختلف پارٹیوں کو اپنے اپنے منشور کے اعلان اور جلسے اور جلوس نکالنے کی اجازت حاصل ہوئی ہے، پاکستان کے مختلف حصوں میں فتنہ و فساد کی آگ شعلہ زن ہو رہی ہے، مشرقی پاکستان میں مولانا مودودی کے جلسہ میں ہلڑبازی ہوئی، اور لاٹھیوں اور پتھروں وغیرہ سے مسلح افراد نے ایک دوسرے پر حملہ آور ہو کر جو کشت و خون کا منظر پیش کیا اس پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ ہلڑبازی ان لوگوں کی طرف سے ہوئی جو مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور خود مختاری کے خواہشمند ہیں۔ اور اس علاقہ کو بنگلہ دیش کے نام سے موسوم کرنا چاہتے ہیں۔

اس سے بھی زیادہ ہولناک نظارہ مغربی پاکستان کے شہر حیدرآباد میں دیکھنے میں آیا اور باہمی کشت و خون اور لوٹ مار سے تمام شہر بلکہ تمام صوبہ سندھ دو دن میدانِ کارزار بنا رہا جس کی وجہ سے کئی لوگ زخمی اور چند ایک جان سے ہاتھ دھو بیٹھے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان واقعات پر ملکی لیڈروں اور سیاستدانوں کی طرف سے بجا طور پر رنج اور مذمت کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور اس ضمن میں مولانا مودودی نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے، ان میں یہ الفاظ خاص طور پر قابلِ غور ہیں:

"ایک طرف بھارت میں مسلمانوں کو پاکستان بنانے کے لئے سخت سزا دی جا رہی ہے اور دوسری طرف خود پاکستان میں مسلمان ہی کے ہاتھوں مسلمانوں کی جان و مال محفوظ نہیں ہے"

بھارت میں مسلمانوں کو پاکستان بنانے کی سزا مل رہی ہے یا مسلمان ہونے کی سزا مل رہی ہے، یہ ایک علیحدہ سوال ہے جو اس مقالہ کے موضوع سے خارج ہے، لیکن جہاں تک پاکستان میں مسلمان ہی کے ہاتھوں سے مسلمانوں کی جان و مال کے محفوظ نہ ہونے کا تعلق ہے اس بارہ میں یہ امر قابلِ غور ہے کہ پاکستانی مسلمانوں میں یہ ذہنیت کیونکر پیدا ہوئی اور مسلمانوں میں ایک دوسرے کے قتل و غارت کا رجحان کہاں سے پیدا ہوا؟ اگر پاکستان کی گذشتہ بیس سالہ تاریخ کو مدِنظر رکھا جائے تو یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں کہ یہ ذہنیت اور رجحان ان مذہبی اور ملکی لیڈروں ہی کا پیدا کردہ ہے جو اختلاف خیالات اور اختلاف عقائد کی بناء پر ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے اور کفر و ارتداد کے فتوے صادر کرنے کے عادی ہیں، کیا یہ صحیح نہیں کہ اور تو اور خود مولانا مودودی اپنے سے مختلف خیالات رکھنے والوں کو برداشت نہیں کر سکتے، اس ضمن میں "فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت" کے یہ الفاظ قابلِ غور ہیں:-

"جماعت اسلامی کا نظریہ نہایت سادہ ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ دنیا بھر میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم ہو جائے، جس کا دوسرے الفاظ میں یہ مطلب ہے کہ ایک دینی سیاسی نظام قائم کیا جائے جس کو جماعت "اسلام" کہتی ہے اس نصب العین کے حصول کے لئے وہ نہ صرف پراپیگنڈا کو ضروری سمجھتی ہے بلکہ آئینی ذرائع سے (اور جہاں ممکن ہو وہاں قوت سے) سیاسی اقتدار حاصل کرنے کی خواہاں ہے جو حکومت جماعت کے تصور پر مبنی نہ ہو مثلاً جہاں اس کی بنیاد قومیت پر ہو مولانا امین احسن کے نزدیک شیطانی حکومت اور خود مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے نزدیک "کفر" ہے اور تمام لوگ جو ایسی حکومت میں ملازمت یا کسی دوسری حیثیت سے حصہ لے رہے ہیں، یا رضامندی سے اس نظام کی اطاعت کرتے ہیں وہ گنہگار ہیں لہٰذا جماعت مسلم لیگ کے تصور پاکستان کی علی الاعلان مخالف تھی اور جب سے پاکستان قائم ہوا ہے جس کو "ناپاکستان" کہہ کر یاد کیا جاتا ہے یہ جماعت موجودہ نظامِ حکومت اور اس کے چلانے والوں کی مخالفت کر رہی ہے"

کیا اس قسم کے خیالات کی تشہیر سے مسلمانوں کے اندر ملکی معاملات اور نظامِ حکومت کے بارہ میں اختلاف خیالات کو ایک دوسرے کے "کفر" اور "شیطنت" سے تعبیر کیا جانا مشکل ہے؟ مذہبی عقائد کے اختلاف پر کفر و ارتداد کے فتوے پہلے ہی قوم میں باہمی منافرت کے جذبات پیدا کر چکے ہوئے ہیں، اس منافرت کے ساتھ نظامِ حکومت کی مخالفت اب علاقائی تعصب کی شکل میں رونما ہو رہی ہے، اور ڈھاکہ اور حیدرآباد کے فسادات اسی تعصب کا نتیجہ ہیں، جو خدا نہ کرے، زیادہ وسعت اختیار کر کے مسلمان کے ہاتھوں مسلمانوں کے جان و مال کی بربادی کا موجب ہو، مودودی صاحب کا رونا بجا ہے، لیکن انہیں غور کرنا چاہیئے کہ یہ حالات کیونکر اور کہاں سے پیدا ہوئے، کیا یہ خود انہی کے بوئے ہوئے کانٹوں کا نتیجہ نہیں؟ غور کیجئے، آج جس اسلام کی دہائی دی جا رہی ہے، اور ہر پارٹی اور ہر اسلامی فرقہ اس بات پر زور دے رہا ہے، کہ پاکستان اسلام کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، اور اسلامی حکومت کے قیام ہی سے پاکستان قائم رہ سکتا ہے، اس اسلام کا نظریہ تو یہ ہے کہ ہر شخص جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے وہ مسلمان ہے اور اخوت اسلامی کے دائرہ سے اسے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ من صلی صلٰوتنا و استقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالك المسلم له ذمة الله وذمة رسوله یعنی جو شخص ہماری طرح نماز پڑھتا ہے، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے وہ مسلمان ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حفاظت اور ذمہ داری ہے۔ لیکن آج خواہ کوئی کتنا بھی نمازیں پڑھتا ہو، اور قبلہ رو ہو کر خدائے واحد کے آگے سربسجود ہو، اور ذبیحہ حلال کھاتا ہو، وہ اگر مودودی صاحب یا دوسرے اسلامی راہنماؤں کے نظریات سے متفق نہیں تو وہ مسلمان نہیں سمجھا جا سکتا ان لوگوں کے نزدیک "مسلمان" کی تعریف کیا ہے؟ اس بارہ میں تحقیقاتی عدالت کے ججوں کا بیان ہے کہ:-

"دین کے دو عالم بھی اس بنیادی امر پر متفق نہیں ہیں اگر ہم اپنی طرف سے "مسلم" کی کوئی تعریف کر دیں جیسے ہر عالمِ دین نے کی ہے اور وہ تعریف ان تعریفوں سے مختلف ہو جو دوسروں نے پیش کی ہیں تو ہم کو متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج کر دیا جائے گا اور اگر ہم علماء میں سے کسی ایک کی تعریف کو اختیار کر لیں تو ہم اس عالم کے نزدیک تو مسلمان رہیں گے لیکن دوسرے تمام علماء کی تعریف کی رُو سے کافر ہو جائیں گے۔"

ان حالات میں مسلمان کون ہے اور کون نہیں، اس کا فیصلہ کرنا مشکل ہے سوائے اس کے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی مذکورہ بالا سیدھی اور سادہ تعریف کو مسلمان کی حقیقی تعریف قرار دیا جائے۔

جہاں تک علاقائی تعصب کا سوال ہے، اس کو اسلام سے دُور کی بھی مناسبت نہیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس اخوتِ اسلامی کی بنیاد رکھی، اس میں نسلی و وطنی یا علاقائی امتیازات کا کوئی دخل نہیں، حضور صلعم نے صاف اور کھلے لفظوں میں فرمایا لا فضل لعربی علی اعجمی ولا لاعجمی علی عربی الا بالاسلام یعنی عرب کو کسی غیر عرب پر کوئی فضیلت حاصل نہیں اور نہ کسی غیر عرب کو عربوں پر فضیلت حاصل ہے، ہاں اگر فضیلت ہو سکتی ہے تو اسلام ہی کی وجہ سے ہو سکتی ہے۔ تعجب ہے اس صاف اور کھلے ارشاد کے ہوتے ہوئے آج اس روشنی کے زمانہ میں مسلمان اخوتِ اسلامی کو بھلا کر بنگالی اور غیر بنگالی اور سندھی اور غیر سندھی، پختون اور غیر پختون کے امتیازات پیدا کر کے ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے درپے ہیں، اور جس اسلام کو پاکستان کا نظریہ قرار دینے کا نعرہ بلند کیا جا رہا ہے اس سے عملاً دور بھاگ رہے ہیں، مودودی صاحب اور دوسری پارٹیوں کے سربراہ اگر چاہتے ہیں کہ مسلمان ایک دوسرے کا گلا کاٹنے سے باز آ جائیں تو انہیں چاہیئے کہ کفر و ارتداد کے فتووں کو بالائے طاق رکھ کر تمام کلمہ گوؤں کو مسلمان قرار دیں اور باہم مل کر اس حقیقی اسلام کو نافذ کرنے کی کوشش کریں جو لا اکراہ فی الدین کا مصداق ہے۔ حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بات کے پیشِ نظر دستور ساز اسمبلی میں پاکستان کا یہ تصور پیش کیا تھا کہ:-

"آج کے بعد صرف ایک پاکستانی قوم ہو گی جس میں مسلم اور غیر مسلم شامل ہوں گے ان سب کو مساوی شہری حقوق حاصل ہوں گے، نسل مذہب اور مسلک کا کوئی امتیاز نہ ہو گا اور مذہب محض فرد کا نجی معاملہ سمجھا جائے گا"

کاش انتخابی پارٹیوں کے رہنما اس تصور کو مملکت کا اصول بنانے کا تہیہ کر لیں اور مودودی صاحب اس نظامِ حکومت کو "کافرانہ" قرار دینے سے باز آ جائیں تو تمام فسادات دُور ہو سکتے ہیں اور ملک میں باامن حکومت قائم ہو سکتی ہے۔

---

## مجلسِ معتمدین کا انتخاب

نئی مجلس معتمدین کے انتخاب کے سلسلہ میں تمام مقامی جماعتوں سے ممبران کی لسٹیں طلب کی گئی ہیں تاکہ حلقہ ہائے نیابت و حق نیابت کا تعین کیا جا سکے۔

تمام سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ مکمل لسٹیں تاریخ مقررہ سے پہلے راقم کے نام بھیج دیں تاکہ انتخاب میں تاخیر نہ ہو۔

فضل حق - ناظم شعبہ تنظیم جماعت

محمد صالح نور صاحب لائل پور

# علامہ اسلم جیراجپوری کا ایک خواب

## قُل ان کُنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کی لطیف تفسیر

آج کل جہاں اسلام کے خلاف اور بہت سے فتنوں نے سر اٹھا رکھا ہے وہاں انکارِ سنّت اور احادیثِ رسولؐ کے استخفاف کا فتنہ بھی چپکے چپکے ایمان بالرسولؐ کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔ ذیل میں علامہ اسلم جیراجپوری کا ایک خواب درج کیا جاتا ہے جس سے یہ صاف عیاں ہے کہ قرآنی حقائق و دقائق اور فہمِ قرآن کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیبہ سے اکتسابِ نورِ لابدی ہے کہ بغیر اس کے مطالب و معانیِ قرآن سے نقاب اُٹھنا آسان نہیں ہے۔

ذیل کا خواب علامہ موصوف کے مجموعہ مضامین "نوادرات" سے ماخوذ ہے اس مجموعہ کا پیش لفظ مولانا غلام احمد پرویز نے رقم فرمایا ہے۔ آپ علامہ کو اقبال کا مردِ مومن قرار دیتے ہوئے انہیں اقبال کے "مردِ بزرگ" کے عنوان کے تحت لکھے گئے مندرجہ ذیل اشعار کا مصداق متعین فرماتے ہیں ؎

"پرورش پاتا ہے تقلید کی تاریکی میں
ہے مگر اس کی طبیعت کا تقاضا تخلیق
فطرت کا سرودِ ازلی اسکے شب و روز
آہنگ میں یکتا صفتِ سورۂ رحمٰن
مثلِ خورشیدِ سحر فکر کی تابانی میں
بات میں سادہ و آزاد معانی میں دقیق"

علامہ جیراجپوری فرماتے ہیں :۔

### کچھ قرآن کی نسبت :۔

قرآن کو میں نے توجہ اور محنت کے ساتھ پڑھا تھا۔ لیکن جس طرح ہمارے مفسرین نے اس کو ایک علمی اور نظری کتاب بنا رکھا ہے اسی طرح میں بھی سمجھتا تھا۔ زیادہ توجہ علمی و ادبی لطائف یا فقہی و کلامی دلائل کی طرف تھی اور حقائق جن کی تعلیم کے لئے وہ نازل کیا گیا ہے نظروں سے نہاں تھے۔ ایک بار میں نے ایک خواب دیکھا جس کے بعد سے میری نگاہ میں حقائق کا جلوہ شروع ہوا میں اپنے جیسے لوگوں کے خوابوں کا کچھ زیادہ قائل نہیں ہوں لیکن اس خواب کا اثر چونکہ میری زندگی پر پڑا ہے اس وجہ سے بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

۱۹۱۲ء میں جب میں علیگڑھ کالج میں مدرس تھا ایک رات خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پہاڑی پر اکیلا گھوم رہا ہوں اس کے دامن میں سرسبز وادی ہے جس میں کہیں کہیں پھول بھی نظر آتے ہیں۔ وادی کے وسط میں ایک عمارت تھی میں پہاڑی سے اُتر کر اس کی طرف گیا۔ جب قریب پہنچا تو دیکھا کہ تمامتر سنگِ سرخ کی بنی ہوئی ہے چاروں طرف سے سیڑھیاں ہیں سیڑھیوں کے اُوپر پہنچ کر ایک چبوترہ بن گیا ہے جس کے چاروں کونوں پر چار بڑے بڑے کمرے ہیں ان کے درمیان تقریباً تین تین گز چوڑے راستے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک ہیں۔ ان چاروں کمروں کے بیچ میں ایک گنبد ہے جو بہت بلند نہیں ہے۔ میں مشرق کی جانب سے چڑھا تھا جب گنبد کے نیچے پہنچا اور اُوپر کی طرف دیکھا تو اس میں پانچ غیر مادی انسانی پیکر جو نورانی تھے اس طرح نظر آئے جیسے فانوس میں تصویریں ہوتی ہیں ان سب میں ایک پیکر زیادہ ممتاز تھا میں حیرت سے دیکھنے لگا یہاں تک کہ ان میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ روشنی کی طرح نیچے اُتر کر جنوبی رخ کی سیڑھیوں سے چلے گئے اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ مغربی جنوبی کمرے سے بہت سے آدمی جلدی جلدی نکل کر اس کے سامنے والے شمالی کمرے میں گھس رہے ہیں۔ کوئی کسی سے بولتا نہیں سب چپ ہیں سب سر برہنہ ہیں اور جوان۔ سب کے سروں پر سیاہ گیسو ہیں اور چہروں پر سیاہ داڑھیاں۔ ہر ایک کے جسم پر ایک ہی لباس ہے یعنی گردن سے پنڈلیوں تک سیاہ اطلس کی عبائیں جو کمروں پر پیلے ریشم کی ڈوریوں سے بندھی ہوئی ہیں۔ میں نے ان میں سے ایک کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا کہ یہاں کیا ہے؟ بولا کہ حفاظ جماعت پڑھیں گے۔ میں نے کہا کہ میں بھی شریک ہو جاؤں اس نے کہا کہ بے شک۔ سلام پھرتے ہی وہ اسی طرح جلدی جلدی جنوبی کمرے میں جانے لگے جس طرح اس میں سے نکلے تھے۔ میری نگاہ کمرے سے نکلتے ہی گنبد کی طرف گئی اور میں نے دیکھا کہ وہ پانچوں شکلیں پھر اپنی جگہ پر ہیں اب میں نے ان نمازیوں میں سے ایک کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس ممتاز پیکر کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اس نے کہا کہ تم نہیں پہچانتے یہ حضرت یوسفؑ ہیں میں نے کہا ان کے بعد اس نے جواب دیا کہ ابو بکرؓ۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ بولا عمرؓ۔ میں حیران ہوا کہ یہ یوسفؑ کے ساتھ ابو بکرؓ و عمرؓ۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہمارے یوسف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اسی کا دل کو یقین آگیا اور میں نے تعظیم کے ساتھ سلام کیا۔ آپ نے ایک شخص سے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ فلاں کا بیٹا آگیا ہے اس کی امانت اس کے حوالے کر دو۔ وہ مسکراتا ہوا میری طرف آیا پہلے ایک کلام مجید دیا جس کو میں نے بائیں بغل میں دبایا پھر سات رنگ کے شیشوں کی ایک بڑی رحل جس کو بائیں بغل میں رکھا اس کے بعد ایک قلمدان جس کو داہنے ہاتھ میں لیا۔ یہ چیزیں پا کر میرا دل خوشی سے معمور ہو گیا۔ میں نے گردن جھکا کر شکریہ کا سلام کیا اور ان کو لئے ہوئے مغربی سیڑھیوں سے اُتر کر چلا آیا۔ اس کے بعد سے روزانہ تلاوت میں فہمِ معانی کا نیا راستہ کھلنے لگا۔ یعنی آیات کی تفصیل خود آیات سے سمجھ میں آنے لگیں اور قرآنی حقائق کے چہرہ سے نقاب اُٹھنا شروع ہوا۔"

(نوادرات مجموعہ مضامین علامہ اسلم جیراجپوری شائع کردہ ادارہ طلوع اسلام کراچی۔ صفحات ۳۶۵ تا ۳۶۷)

---

# اخبار احمدیہ

## آہ! ڈاکٹر ملک نذیر احمد

جماعت احمدیہ کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج و افسوس کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ ہماری جماعت کے ایک معزز رکن ڈاکٹر ملک نذیر احمد صاحب ریٹائرڈ کیمیکل اگزامینر ۲۸ جنوری ۱۹۷۰ء کو بعارضہ اختلاج قلب وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون، ڈاکٹر صاحب ممدوح بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، مرنجان مرنج، خوش اخلاق اور دین سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے

۲۹ جنوری کی صبح کو دس بجے ان کا جنازہ ان کی کوٹھی واقعہ گلبرگ لاہور سے اُٹھایا گیا۔ جنازہ کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کے رشتہ داروں اور جماعت احمدیہ لاہور کے علاوہ مرحوم کے ملنے والوں اور دوستوں کی کثیر تعداد شامل تھی۔ نماز جنازہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے پڑھائی اور میانی صاحب کے قبرستان میں انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ ان کی وفات پر حضرت امیر اور دیگر دوستوں نے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا، دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں اپنے آغوش رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو (جن میں ان کی بیگم صاحبہ اور دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں شامل ہیں) صبر جمیل عطا کرے، ان کا ایک لڑکا انگلستان میں ہے اور دوسرا کراچی میں اعلےٰ عہدے پر فائز ہے۔ لاہور میں ان کی بیگم صاحبہ کا پتہ حسب ذیل ہے :۔

۹۹ ۔ ای ۱ گلبرگ III لاہور

تمام احمدی جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے

## تقریب سعید

۲۵ جنوری سنہ ۱۹۷۰ء کو سیالکوٹ چھاؤنی میں ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مرحوم و مغفور کے منجھلے فرزند فاروق عبداللہ کا نکاح ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب کی چھوٹی صاحبزادی نسرین عطا سے انجام پذیر ہوا۔ اس موقعہ پر شیخ نثار احمد صاحب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ فاروق عبداللہ بذات خود اس تقریب میں شامل نہ ہو سکے کیونکہ وہ انگلستان میں پی۔ ایچ۔ ڈی کے فائنل امتحان میں مصروف ہیں اس خوشی کے موقعہ پر محترمہ بیگم ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ مرحوم نے -/50 روپے بطور شکرانہ انجمن کو عطا فرمائے ہیں۔ دعا ہے کہ یہ نکاح جانبین کے لئے باعث برکت ہو۔

## شمولیت سلسلہ

مندرجہ ذیل اشخاص جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں :۔

۱ ۔ آصف علی محمد کورن ٹاؤن ۔ گیانا

باقی کالم نمبر ۲ کے نیچے

۲ ۔ آماد علی ولد پیر علی محلے ویکنام
۳ ۔ محمد حنیف ولد محمد امین 〃
۴ ۔ نور حسن ایسی کیبو کوسٹ ۔ گیانا
۵ ۔ محمد لطیف راحت ولد طالب علی ڈنیل دراحت ۔ گیانا
۶ ۔ واحد حنیف ولد ایم ۔ کاظم رحمان .... 〃
۷ ۔ محمد عمران ولد رحیم بخش مل والے گاؤں .... 〃

# اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا اثر اقوام عالم پر

## زمین و آسمان کے تعاون اور سورج و چاند کے اثرات انسانی زندگی پر

## جماعتوں اور قوموں کے فروغِ زندگی کیلئے باہمی تعاون و اتحاد ضروری ہے

## اخوتِ اسلامی کا جذبہ ہر مسلمان کے دل میں موجزن ہونا چاہیئے

**خطبہ جمعہ**

مورخہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۷۰ء

فرمودہ

حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام

جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الرحمٰن - علم القراٰن - خلق الانسان - علمه البیان - الشمس والقمر بحسبان - والنجم والشجر یسجدان ـــــــ فبایّ اٰلاء ربکما تکذبان (سورۃ الرحمٰن ۵۵ : ۱ تا ۱۶)

### صفت الرحمٰن کا تقاضا

الرحمٰن - سورۃ الرحمٰن کی یہ پہلی آیت ہے - یہ اکیلا ایک لفظ ہی ایک مکمل آیت ہے - الرحمٰن - اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جس کا اظہار اس رنگ میں ہوتا ہے کہ اس نے بغیر ہماری دعا کے اس کائنات کو ہمارے لئے پیدا کیا - رحمانیت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی عنایات کے عوض میں ہم سے کسی قسم کی حمد و ثنا نہیں چاہتا خدا نے اطاعت و فرمانبرداری کے بغیر انسان اور اس کائنات کو پیدا کیا - اللہ تعالیٰ کو ہماری عبادت و ریاضت کی قطعاً ضرورت نہیں ہے -

### منکرین خدا اور مشرکین کے ساتھ رحمانیت کا سلوک -

وہ لوگ بھی اس دنیا میں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار کرتے ہیں - تاہم ان پر خدا اپنے برکات نازل فرماتا رہتا ہے - بعض لوگ تو دو اللہ مانتے ہیں ایک یزدان اور دوسرا اہرمن - یزدان تو نیکی کا اللہ ہے اور اہرمن شیطنت اور بدی کا - بعض لوگ تین خدا مانتے ہیں - اور ہماری ہمسایہ ہندو قوم تینتیس کروڑ معبود مانتی ہے - لیکن اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنی عنایات نازل فرماتا رہتا ہے - اللہ تعالیٰ نے انسان کو زندگی جیسی نعمت عطا کی وہ پیدا کرنے کے بعد اس پر تمام قسم کی رحمتیں نازل فرماتا ہے تاکہ اس کو ہر طرح کی راحت نصیب ہو -

### صفت انسانیت کی نشو و نما کے لئے قرآن کریم کی تعلیم دی گئی -

اسی طرح وہ چاہتا ہے کہ انسان ان قواعد اور اصولوں پر کاربند ہو جو زندگی میں امن و راحت پیدا کرنے کے موجب ہیں - فرمایا ہم نے تمہیں زندگی عطا کی ہے اور تمہاری زندگی کے قیام کے لئے یہ کائنات پیدا کی ہے - علّم القراٰن پھر ہم نے تمہیں قرآن سکھایا، یہ سب سے بڑی نعمت ہے جو ہم نے تمہارے لئے نازل فرمائی - انسان کے جسم کی نشو و نما اور تکمیل کے لئے کائنات کو پیدا کیا گیا بعد ازاں جس صفت کی وجہ سے انسان، انسان کہلاتا ہے اس کی نشو و نما اور تربیت کے لئے قرآن کریم سکھایا ہے - یہاں یہ نہیں فرمایا انزل القراٰن بلکہ فرمایا علّم القراٰن. اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تعلیم دی ہے - تعلیم دینے والے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں - جن کا ذکر یعلّمھم الکتاب والحکمة کے الفاظ میں کیا گیا ہے -

### ایک دوسرے کی تعلیم و تربیت کیلئے انسان کو قوتِ بیانیہ عطا کی گئی -

نیز فرمایا خلق الانسان - ہم نے انسان کو زندگی جیسی نعمت بخشی پھر اس کو قوتِ بیانیہ عطا کی تاکہ وہ ان اخلاق کی تعلیم دوسروں کو بھی دے جو اس نے خود حاصل کئے ہیں - ہر انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے - روزانہ ہم انسانوں کو مٹی سے پیدا ہوتے دیکھتے ہیں - زمین پر بارش ہوتی ہے - اس سے سبزی اُگتی ہے حیوانات بھیڑ بکریاں - اور مرغی اور گائے بھینس یہ سبزی کھا جاتے ہیں - گائے بھینس اور بکریوں وغیرہ سے ہم دودھ - گوشت اور مرغیوں کے انڈے کھاتے ہیں - یہ گوشت یہ دودھ اور انڈا انسان کے گوشت اور خون میں منتقل ہو جاتے ہیں - پھر آگے نسل چلتی ہے ہر انسان معجزہ ہے -

فرمایا خلق الانسان علّمه البیان

انسان حیوان ہے لیکن ہم نے اس کو بیان کی قوت دی ہے تاکہ قرآن کریم کی تعلیم سے اپنے تئیں مزین کر کے اپنے آپ کو مہذب بنا سکے - اور دوسرے لوگوں کو سکھا سکے کہ اخلاق کیا ہیں اور کس طرح ان کی نشو و نما اور تربیت ہوتی ہے - انسان اس لئے پیدا ہوا ہے کہ اپنے ہم جنسوں کو وہ چیزیں پہنچائے جو ان کے لئے نفع رساں ہیں -

### سورج اور چاند کے فوائد اور ان کی خدمات -

اس کے بعد ایک اور قیمتی سبق سکھانے کے لئے فرمایا الشمس والقمر بحسبان - سورج اور قمر حساب سے چلتے ہیں - سورج اور قمر یہ دونوں بے جان چیزیں ہیں - ان کے دل و دماغ نہیں - فہم و فکر نہیں - ارادہ نہیں ہمدردی نہیں لیکن وہ انسان کی خدمت کر رہے ہیں - دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جہاں ان سے فائدہ نہ اٹھایا جا رہا ہو - سورج بارش لاتا ہے سمندر کا پانی ہلکا کر کے بادل بناتا ہے خشک اور پیاسی زمین پر بارش کے قطرے گرتے ہیں جس سے روئیدگی پیدا ہوتی ہے، حیوانات نباتات اور انسان کی زندگی اسی پانی پر ہے و جعلنا من الماء کل شیءٍ حی - یہ پانی آسمان والے کے ہاتھ میں ہے - قمر کے متعلق تو وہ جانتے ہیں جو سمندروں اور دریاؤں کے نزدیک رہتے ہیں - وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ قمر کیا خدمت انجام دے رہا ہے -

میں ایف اے کا طالب علم تھا اس وقت ہماری تجارت کلکتہ میں تھی اور کھلنا میں بھی ایک دکان تھی جو دریا کے کنارے پر تھی - ایک دن میں عصر کے وقت وہاں پہنچا تو دریا ایک طرف چل رہا تھا - اور صبح کو دیکھا تو دوسری طرف چل رہا تھا - میں نے کسی سے پوچھا تہلیں بعد میں پتہ چلا کہ قمر کی وجہ سے جوار بھاٹا پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے دریا کا پانی صبح کو ایک طرف بہتا ہے اور شام کو اس کی الٹی طرف کیا دیکھتا ہوں کہ کشتیاں سامان سے لدی ہوئی ادھر آ رہی ہیں - جب دریا ایک طرف چلتا ہے تو کشتیاں اس طرف کو سامان لے جاتی ہیں اور جب دوسری طرف دریا چلتا ہے تو کشتیاں دوسری طرف کے لئے سامان لے جاتی ہیں اور یوں تجارت کا سامان ادھر ادھر لایا لے جایا جاتا ہے - یوں قمر انسان کی خدمت کر رہا ہے اور بھی بے شمار خدمات قمر انجام دے رہا ہے

### ہستی باری تعالیٰ پر روشن دلیل

سورج بارش بھی لاتا ہے اور اپنی گرمی سے غلہ جات کو پکاتا بھی ہے - علاوہ ازیں ہماری صحت کا متکفل ہے اس کی گرمی کے بغیر نہ ہم زندہ رہ سکتے ہیں اور نہ ہی جراثیم مرتے ہیں جو ہمارے ارد گرد پھیلے ہوئے ہوتے ہیں ایک ہی طاقت اس کو سرگرم عمل کئے ہوئے ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے وہ فرماتا ہے کہ و اوحیٰ الیٰ کل سماءٍ امرھا - ہم نے ہر ایک کو وحی کر رکھی ہے کہ تم نے یہ یہ امور انجام دینے ہیں - والنجم والشجر یسجدان اور بوٹیاں اور درخت بھی فرمانبرداری کرتے ہیں یہ سورج تو ۹ کروڑ پچاس میل دور ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ آسمان اور زمین باہم مل جل کر اتحاد و اتفاق سے کام کر رہے ہیں اور یہاں یہ جڑی بوٹیاں اور درخت آسمان کے تعاون سے کام کر رہے ہیں - سورج اور زمین دونوں کا تعاون خدا کی ہستی کی اور اس کی قدرت اور علم اور اس کے احسانات کی روشن دلیل ہے نباتات

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

# "ایک دلچسپ خط"
## اور اس کا جواب
### از قلم چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ

کل ہمیں ایک خط کسی صاحب ہدایت اللہ شاد کی طرف سے جنہوں نے اپنا پتہ "معرفت حکیم مرغوب اللہ صاحب مین بازار شیخوپورہ لکھا ہے" اور جس پر تاریخ کتابت ۷۰-۱-۲۴ درج ہے، موصول ہوا۔ اگر یہ خط دیانتداری سے اپنی قلبی کیفیت کو صحیح طور پر قرطاس بیاض پر ثبت کرنے کے لئے لکھا گیا ہے اور اس کے الفاظ ان کے دل کی صحیح ترجمانی کرتے ہیں تو بھی اور اگر یہ سراپا طنز و مزاح کا رنگ رکھتا ہے تو بھی ہمارا جواب ایک ہی ہے کہ ہم ان کے بڑے مشکور و ممنون ہیں کہ انہوں نے نہ صرف ہمارے خطوط جو ہم نے صاحبزادہ میاں رفیع احمد صاحب کے نام لکھے ہیں غور سے پڑھے ہیں بلکہ اس سے قبل ہمارے سوز دل سے نکلے ہوئے اس خط کو بھی پڑھ لیا ہوا ہے جس میں ہم نے موجودہ ربوی خلیفہ صاحب کو مخاطب کر کے استدعا کی تھی کہ خدا کیلئے ستر کروڑ مسلمانانِ عالم کو جو ایک خدا کے پرستار اور حضور خاتم النبیین صلعم کے اُمتی ہیں اور قرآن کو آخری کتاب اور شریعت اسلامی کو آخری شریعت تسلیم کرتے ہیں دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا وطیرہ چھوڑ دیں اور وہ "فیصلہ کن خطوط" جن کا ذکر خط مندرجہ بالا میں کیا گیا ہے ان میں بھی ہم نے صرف اس ایک مسئلہ کو صاف کئے جانے کی آرزو کی تھی کہ کیا حضرت مسیح موعود کا منصب نبوت کا ہے یا یہ صرف ان کا ایک اعزاز ہے جو انہیں فنافی الرسول کی کیفیت حاصل کرنے سے عطا ہوا ہے۔ ہمارا مقصد ان ہر دو صاحبان سے نہ مباحثے کا تھا نہ مجادلے کا۔ ہم اب اس موضوع پر کسی قسم کے مناظرے کے بھی قائل نہیں! ہمیں تو صرف یہ دکھ ہے کہ جس عظیم الشان انسان کو نبوت کی مسند پر بٹھایا جاتا ہے اس کا دنیا کے سامنے یہ نقشہ بھی کھینچا جاتا ہے کہ وہ اپنے بعثت نبوت کے دراز تر زمانہ میں اپنے اس عالی مرتبہ منصب سے ہی بے خبر رہا اور اس عطائے منصب والے متواتر الہامات کی پورے زور، پوری شدت اور بڑے تواتر سے قرآن شریف پر حلفیں اُٹھا اُٹھا کر تردید کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ کے لئے جب اس پر بقول حضرات ربوائی اصل حقیقت منکشف ہوئی تو بھی اپنے "صحیح منصب" کو ظاہر کرنے کے لئے بالکل وہی الفاظ استعمال کرتا رہا جو اس نئی دریافت سے قبل اس نے کہے تھے بلکہ اخیر میں آکر تو اس نے اپنی یہ نو دریافت کی لوٹیا ہی ڈبو دی اور اعلان کر دیا کہ ہمارے اور ہمارے مخالف مسلمانوں کے درمیان کوئی بنیادی جھگڑا ہے ہی نہیں صرف نزاع لفظی ہے۔

ملاحظہ ہوں الفاظ ذیل:-

"میں نے اس امر کا بھی کئی بار ذکر کیا ہے کہ میری نبوت سے اللہ تعالیٰ کا منشاء صرف کثرت مکالمہ مخاطبہ ہے۔ اور یہ (کثرت مکالمہ و مخاطبہ) اہل سنت کے اکابر علماء کے ہاں مسلم ہے۔ پس یہ تو صرف ایک لفظی نزاع ہوا اے عقل و دانش رکھنے والو میری نسبت جلد بازی سے کام نہ لو۔ جو شخص اس کے خلاف ذرہ بھر بھی دعویٰ کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی، انسانوں اور فرشتوں کی لعنت ہو۔"

(حاشیہ الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶)

پھر ہمیں یہ بھی دُکھ ہے کہ ربوہ کے خلیفہ ثانی جو ساری عمر بڑی تعلی سے لوگوں میں یہ منادی کرتے رہے کہ ہر وہ شخص جو ان کی بیعت میں داخل نہیں خواہ اس نے حضرت مرزا صاحب کا نام کبھی نہ سُنا ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس کی معصوم نابالغ اولاد بھی اسی سلوک کی مستحق ہے جو سلوک ہندوؤں اور عیسائیوں کی اولاد سے کیا جاتا ہے۔ جب پنجاب میں احمدیت کے خلاف فتنہ اٹھ کھڑا ہوا اور وسیع پیمانے پر فسادات ہونے لگے اور احمدیت کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے منصوبے عمل میں لائے جانے لگے تو اچانک خلیفہ صاحب کی قلب ماہیت ہوگئی اور وہ عدالت میں تمام پارٹیوں کے نمائندوں کے سامنے اقرار کرنے لگے کہ <u>حضرت مرزا صاحب کا ماننا ایمانیات میں داخل نہیں اور ان کے انکار سے کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا</u>۔" ایک طرف حضرت مسیح موعود کے عقائد کی رجعت قہقری اور دوسری طرف خلیفہ صاحب کی اُلٹی نظریاتی قلابازی ہمیں پریشان حال کر دیتی ہے اور سب سے بڑھ کر ہمیں اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ ربوہ کی اتنی بڑی جماعت جیسے اپنی کثرت اور روحانی بلند مرتبت پر بڑا ناز ہے ان روحانی نظاروں کی صرف تماشائی بن کر رہ گئی ہے۔

ہمیں اعتراف ہے کہ ہم فی الواقع "ٹھوس حقائق" کی تلاش میں ہیں۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ ہم "اپنی تشنگی روح مٹانے اور اپنی توقعات کو پورا کرنے" کے لئے ان ہر دو ربوی <u>پیشوایانِ روحانیت</u> کے دربار میں پہنچے <u>تھے</u>۔ اور واقعی ہم نے چاہا تھا کہ وہاں کے چشمہ صافی کے روحانی پانی سے ہماری روح کی پیاس بجھے! اور خط زیر بحث کے لکھنے والے بزرگ نے بھی <u>ربوہ کی روحانیت سے</u> اپنی عقیدتمندی کا اچھے پیرائے میں یہ لکھ کر اظہار کیا ہے کہ "مکرمی چیمہ صاحب، آپ بھی اس تلاش میں ربوہ کی طرف رُخ کرتے میں حق بجانب ہیں۔" ہمیں یقین ہے کہ خط لکھنے والے ہمارے یہ دوست اس امر سے بھی خوب واقف ہیں کہ ان کے خلیفہ ثالث مرزا ناصر احمد صاحب نے ہمارے دردِ دل سے لکھے ہوئے خط کا کوئی جواب نہیں دیا۔ حالانکہ ہمارا یہ خط احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے کئی دفعہ طبع کرا کے پبلک میں وسیع پیمانے پر مشتہر کئے جا رہے ہیں۔ اور خود مرزا صاحب کو رجسٹرڈ بھیجے گئے۔ افسوس کہ ان خطوط کو بھی درخور اعتنا نہیں سمجھا گیا!

اب ہم صرف ایک ہی نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ وہ چشمے جن سے ہم نے سیراب ہو کر اپنی تشنگی بجھانے کی خواہش کی تھی مُدت ہوئی کہ خشک ہو چکے ہیں۔ اور ہمارے یہ فاضل دوست بھی ان سے آگاہ معلوم ہوتے ہیں کہ ہمارے ان خطوط کا دونوں حضرات کی جانب سے کوئی جواب نہیں بن سکا۔ اس سے ہم یہ قیاس کرنے پر بھی حق بجانب ہیں کہ ہمارے اس دوست کی توقعات بھی جو اس نے ان کو مخاطب کر کے لگا رکھی تھیں پوری نہیں ہوئیں۔ قصہ کوتاہ ہم تو اب اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ ہمارے اس دوست کے قلب پر بھی ہمارے دکھی دل کا تیر پڑا ہے اور وہ اشاروں کنایوں میں ہمارے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہوئے اپنے سوز قلب کا اظہار کر رہا ہے۔ ہم تو اپنے دوست کی خدمت میں صرف یہ عرض کر سکتے ہیں کہ

شکوہ پرسشِ غم کا مگر اصرار نہ کر
پوچھنے والے یہ تیرا ہی کہیں راز نہ ہو

یہ خط چونکہ بڑا دلچسپ ہے اس لئے ہم قارئین کی ضیافت طبع کے لئے اسے من و عن اپنے اس خط کے ساتھ شائع کر رہے ہیں ممکن ہے کہ اس سے ہمارے دوست کے پیشوایان کے دل میں کوئی تحریک پیدا ہو اور وہ اس موضوع پر لکھنے کی کوئی تکلیف کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح موعود۔

ھوالناصر <u>خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ</u>

مکرم محترم جناب محمد حسن چیمہ ایڈووکیٹ گجرات۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جناب کے وہ خطوط جو آپ نے مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کے نام لکھے ہیں اور پمفلٹ کی صورت میں بعنوان "فیصلہ کن خطوط" تشہیر عام کی غرض سے شائع فرمائے ہیں۔ ملاحظہ میں آئے آنجناب کے خطوط سے ظاہر ہے کہ آپ کو "ٹھوس حقائق" کی تلاش میں کسی ماہر فن یا شہسوار میدانِ علم و فکر" کی بڑی شدت سے تلاش ہے۔ اور آپ ایک مُدت سے اسی تلاش میں سرگرداں پھر رہے ہیں۔ کبھی تو اپنی تشنگی رُوح مٹانے اور اپنی توقعات کو پُورا کرنے اور دنیا کی رہبری کے لئے آپ کی نگاہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز امام جماعت احمدیہ پر پڑتی ہے۔ اور کبھی مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب پر یعنی وہ بزرگ ماہرین اور شہسوار میدانِ علم و فکر جو آپ کی تشنگی بجھا سکتے ہیں آپ کی توقعات کو پورا کر سکتے ہیں اور دنیا کی رہبری کر سکتے ہیں آپ کو صرف اور صرف جماعت احمدیہ ربوہ ہی میں نظر آتے ہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے چیمہ صاحب! کہ آج جو شخص بھی اپنی رُوح کی پیاس بجھانے کے لئے اسلام کے صحیح اور ٹھوس متلاشی ہے (نقل مطابق اصل) اسے رہبری اور رہنمائی کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ ہی کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اس کی یہ توقعات لاہور کی مغرب زدہ جمہوریت ہرگز پورا نہیں کر سکتی۔ بلکہ صرف اور صرف حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کی وابستگی ہی سے پوری ہو سکتی ہیں۔ مکرمی چیمہ صاحب! آپ بھی اس تلاش میں ربوہ کی طرف رُخ کرنے میں حق بجانب ہیں۔ اب تو صرف تعصب کی ذرا سی پٹی کو کھولنا اور سرکانے کی ضرورت ہے پھر وہ ٹھوس حقائق جن کی آپ کو تلاش ہے سیدنا حضرت مصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تحریرات سے ہی حل شدہ مل جائیں گے اور خدا تعالےٰ کے فضل سے آپ کی نیک توقعات پوری ہوں گی۔ تذبذب دُور ہو جائے گا اور قلب و روح کو تسکین مل جاوے گی۔ اور آپ کی رُوح بے اختیار پکار اُٹھے گی کہ

"ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے"

خدا تعالےٰ اس تلاش میں آپ کی مدد فرماتے ہوئے جلد صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی توفیق عطا فرماوے۔

چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب کی تقریر بموقعہ جلسہ سالانہ

# دوسرا اہم مسئلہ یا ضروری امر

# ملک کے نظام معاشیات کی بناء

## سوشلزم یا جمہوریت

### بسلسلہ اشاعت گذشتہ

سپارہ اٹھائیس "سورۃ الحشر" میں مال و دولت کے متعلق ایک ایسا نظریہ پیش کیا گیا ہے کہ اگر انسانی طبقے اسے مدنظر رکھ لیں تو اقوام اور امم۔ افراد اور انفس میں کسی قسم کا کوئی تنازعہ کوئی جھگڑا کوئی کینہ اور عناد کوئی تبغض اور تحسد پیدا ہی نہ ہو۔ اللہ اکبر۔ قرآن میں کہیں دل آمیز فلسفہ ہے۔ کہیں سبق آموز نصائح ہیں۔ کہیں محبت اور پیار سے دعوت دی جارہی ہے۔ کہیں زمین کی پستیوں سے اٹھا کر آسمان کی رفعتوں پر انسان کو لے جایا جارہا ہے۔ بیان تو واقعات ہوتے ہیں۔ لیکن اندر ایک ٹھوس فلسفہ کو دلنشین کیا جارہا ہے۔ ایثار اور قربانی کے سبق سکھائے جارہے ہیں۔ اپنی جانوں پر دوسرے ابنائے جنس کو ترجیح دینے کے گر تلقین کئے جارہے ہیں۔ انہیں پڑھیئے اور بار بار پڑھیئے۔ کارل مارکس لینن اور سٹالین بے چارے انسانی فطرت کو کیا سمجھیں ان کا برپا کیا ہوا انتظام جسموں پر ٹھونسا جاسکتا ہے مگر قلوب اس سے متاثر نہیں ہوسکتے ذرائع پیداوار کو قومیانے کے باوجود وہاں لوگوں کو اطمینان حاصل نہیں۔ قرآن کے حسب ذیل الفاظ کو پڑھیئے۔ بار بار پڑھیئے ان پر تدبر کیجئے غور کیجئے۔ دیکھئے وہ کس طرح انسانوں کی دنیا کو منقلب کرنے کی قوت اور تاثیر رکھتے ہیں ہم صرف قرآن کے الفاظ اور ان کا ترجمہ ذیل میں درج کر دیتے ہیں:۔

ما افآء اللّٰہ علےٰ رسولہ من اہل القریٰ فللہ و للرسول ولذی القربیٰ والیتٰمی والمساکین وابن السبیل کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتھوا واتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ شدید العقاب۔

ترجمہ: جو اللہ نے اپنے رسول کو بستیوں والوں سے مال غنیمت دلایا تو وہ اللہ کے لئے اور رسول کے لئے اور قریبیوں کے لئے اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر (کے لئے ہے) تاکہ تم میں سے دولت مندوں کے اندر نہ پھرتا رہے اور جو تمہیں رسول دیتا ہے وہ لے لو اور وہ جس سے تمہیں روکتا ہے رُک جاؤ۔ اور اللہ کا تقوےٰ کرو۔ اللہ تعالےٰ سزا دینے میں سخت ہے۔

ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کو اختیار ہے کہ اقتصادی امور میں جس قسم کے وقت اور تقاضے ہوں۔ اُن کے مطابق قواعد و ضوابط مرتب کرے اور دولت کی تقسیم عدل و انصاف کے اصولوں پر دو رکھے

اقتصادیات کے متعلق صاف اور ستھری ذہنیت پیدا کرنے کے بعد اور دلوں میں وسعت اور ایثار کی رُوح پھونکتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے بالآخر نہایت صحت اور بڑے ہی پیاری ادا میں اپنے مومنین کو مخاطب کیا ہے اور اپنی ہی دی ہوئی اور بخشی ہوئی چیز مومنین سے بڑی بھاری قیمت پر خرید لی ہے اور اس انداز کی ایک فضا پیدا کر دی ہے۔ جس میں جانوں اور مالوں کی قربانی سے سرور اور فرحت کا سامان پیدا ہو جائے۔ اب معاشرہ محبت اور جانفروشی کا ایک ایسا مجسمہ بن جاتا ہے کہ جس کی نظیر کسی اور مذہب میں نہیں پائی جاتی اب کیفیت یہ ہے کہ دوسروں کو مال دینے میں لذت ہے ان سے لینے میں نہیں!

جب دل و دماغ ایک خاص معاشرہ کو نافذ کرنے کے لئے تیار ہو چکے تو بعض شر پسند عناصر کو اصل صورت حال سے آگاہ کرنے کے لئے پیرایۂ شدت بھی استثنائی حالت میں اختیار کر لیا گیا۔ اور جسم و روح میں کپکپا دینے والے انذار کو یوں بیان کر دیا گیا۔

سورۃ التوبہ: یاایھا الذین اٰمنوا ان کثیراً من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال النّاس بالباطل و یصدّون عن سبیل اللّٰہ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللّٰہ فبشّرھم بعذاب الیم۔ یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنّم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم و ظھورھم ھٰذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ یقیناً بہت سے علماء اور راہب لوگوں کے مال ناحق کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انکو دردناک عذاب کی خبر دے۔ جس دن اس مال کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی۔ یہ وہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ سو اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے تھے۔

اس میں آپ نے دیکھ لیا ہوگا۔ کہ شدت اختیار کرتے وقت علماء اور راہب لوگوں کو ملزم قرار دیا گیا ہے۔ کہ یہی لوگ بظاہر عابد اور متقی بنے رہتے ہیں۔ مگر عوام کا مال باطل طریق سے ہضم کرنے میں کوئی باک نہیں دیکھتے۔

اب نصیحتیں ہو چکیں وعظ کئے جاچکے اب معاشرہ کی ناہمواریوں کو دور کرنے کے لئے مناسب احکام صادر کر دیئے گئے۔ جن کے تحت وراثت کا سارا قانون آجائے گا۔ اور سود کی حرمت واضح اور واشگاف الفاظ میں بیان کر دی گئی اور اعلان کر دیا گیا:

واحلّ اللّٰہ البیع وحرم الرّبوا

ترجمہ: یعنے کہ خرید و فروخت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔

اور معاً ارشاد ہوا کہ:

یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وذروا ما بقی من الرّبوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللّٰہ ورسولہ وان تبتم فلکم رؤوس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون۔ وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ وان تصدقوا خیر لکم ان کنتم تعلمون۔

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقوےٰ کرو اور جو کچھ سود سے باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم مومن ہو۔ پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا۔ تو اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے لئے اصل مال ہیں۔ نہ تم نقصان پہنچاؤ اور نہ تمہیں نقصان پہنچایا جائے۔ اور اگر مقروض تنگدست ہو تو فراخی تک مہلت دینی چاہیئے اور اگر تم خیرات کر دو تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان آیات میں افراد بھی مخاطب ہیں اور حکومتیں بھی۔ ان آیات کی مزید تشریح ہم قلت وقت کی وجہ سے نہیں کر سکتے۔ الفاظ صاف ہیں اور ان کے معانی واضح۔ حُرمت سود کے حکم سے سرمایہ داری کی ہولناکیوں کو ختم کر دیا گیا ہے۔

معاشرہ کی ناہمواریوں کو دُور کرنے کے لئے اور ایک عادلانہ اور اقتصادی نظام قائم کرنے کے لئے ایک اور فیصلہ کن حکم بھی دے دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے:

ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو کذالک یبیّن اللّٰہ لکم الاٰیات لعلّکم تتفکرون۔

اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں۔ ان کو کہہ دے کہ جو کچھ تمہاری ضروریات سے فاضل ہو وہ معاشرہ کے حاجتمندوں کے لئے لٹا دو اور اس حکم کے متعلق کہہ دیا ہے۔ کہ ہم اسے بڑے واضح اور بیّن الفاظ میں بیان کرتے رہے ہیں۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے کوئی ذومعنی الفاظ نہیں۔ کوئی تاویل طلب معانی نہیں۔ اس میں تمہارے لئے غور و فکر کا سامان ہے۔

جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ قرآن کریم کے سرسری مطالعہ سے بھی یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہاں کسی ناہموار۔ ظالم اور طبقاتی کشمکش پیدا کرنے والے معاشرہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ قرآن کریم اونچے اڑنے والوں کو بھی حدود کے اندر رکھتا ہے اور نیچے گرے ہوؤں کو برابر مسلسل اونچا کرتا ہے پس قرآنی معاشرہ ایک مثالی معاشرہ ہے اور دولت کوئی وجہ اعزاز نہیں بلکہ واضح طور پر بیان کر دیا ہے کہ "ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم" کہ تمہارے ہاں مکرم وہی ہے جو خدا کی بیان کردہ مالی اقتصادی اور دیگر حدود کو مدنظر رکھے اور کسی پر زیادتی نہ کرے۔

ہم اس سلسلہ میں ایک اور بات واضح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اس ملک میں وہ عناصر جو خود کو اسلام دوست قوت سمجھتے ہیں اور اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ سوشلسٹ ممالک کے نظریات اور وہاں کے بسنے والے لوگوں کو جی بھر کر کوسا جائے تو سارے فرائض ادا ہو جاتے ہیں۔ ان کا رجحان اینگلو امریکن بلاک کی طرف ہے یہ قدر واضح ہے کہ عام طور پر یہ لوگ ان ملکوں کی تہذیب

بداعمالیوں - ا... رذالتوں اور بہیمی بے راہ رویوں سے در گزر ... رہا جاتے ہیں - ان ممالک میں جس قسم کی اخلاقی و روحانی آثار کی پھیلی ہوتی ہے اور اس کے نتیجہ میں مرد اور عورت کا آزادانہ اختلاط شرم و حیا کے تمام قیود توڑ کر ایک سیلاب کی شکل میں بہہ رہا ہے - اس کا عشر عشیر بھی سوشلسٹ ملکوں میں نظر نہیں آتا - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ سوشلسٹ ممالک کے نظریات کو اینگلو امریکن نظریات سے زیادہ خطرناک سمجھتے ہیں - اس لئے مغربی ممالک کے اعمال سے دیدہ دانستہ صرف نظر کر جاتے ہیں - ہمیں ان کے اس (رجحان) پر اعتراض ہے - ان ممالک کے بنیادی نظریہ پر قرآن نے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ ان کو پڑھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں - سوشلسٹ ممالک کی روحانی تختی بالکل خالی ہے - مگر مغربی ممالک کی اس تختی پر مسیح بطور ابن اللہ کے آبیٹھا ہے - اس عقیدہ کے اظہار سے اللہ تعالےٰ کا غضب بھڑک اُٹھتا ہے - سُنیئے ارشاد الٰہی ہے :

وقالوا اتخذ الرحمٰن ولداً ۝ لقد جئتم شیئاً اداً ۝ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ و تنشق الارض و تخر الجبال ھداً ۝ ان دعوا للرحمٰن ولداً ۝ وما ینبغی للرحمٰن ان یتخذ ولداً ۝ ان کل من فی السمٰوٰت والارض الا اٰتی الرحمٰن عبداً ۝ ع

ترجمہ : اور کہتے ہیں رحمٰن نے بیٹا بنا لیا ؟ یقیناً تم ایک خطرناک بات کو گزرے قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں کہ وہ رحمٰن کے لئے بیٹے کا دعوےٰ کرتے ہیں اور رحمٰن کو تو شایاں نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے - آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں رحمان کے حضور میں بندہ بن کر حاضر ہوں گے -

اس خطرناک تنبیہہ کے بعد یہ سمجھنا کہ مغربی نظریات اشتراکی ممالک کے نظریات سے نرم ہیں ایک بہت بڑا مغالطہ ہے -

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے مقابل پر اس وقت دو زبردست محاذ کھڑے ہیں جن کی طاقت اور قوت بے پایاں ہے جن کا کسی طرح سے بھی مادی سطح پر مسلمان مقابلہ نہیں کر سکتے - موجودہ زمانے کی عظیم الشان سلطنتوں کی طرف قرآن میں اشارات موجود ہیں - اور وہ طاقتیں اس وقت خود کو زندہ اور تابندہ سمجھتی ہیں - اور خیال کرتی ہیں کہ وہ ہمیشہ برسر اقتدار رہیں گی - ان کو یوں تنبیہہ کی ہے کہ یہ "یاجوج" اور "ماجوج" کے نام سے موسوم ہیں - یہ دنیا کی تمام بلندیوں پر پھیل جائیں گی اور ان کی رفتار پامالی انسانیت اور قتل و غارت اقوام کے عمل کو روکا نہیں جا سکے گا - ہاں مشیت ایزدی کے ماتحت وہ بھی ہلاک ہو جائیں گے - اور پھر کبھی اس دنیا میں واپس نہ آسکیں گی -

(سورۃ الانبیاء) وحرام علےٰ قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون ۝ حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون

یعنی اس بستی پر جسے ہم ہلاک کر دیں وہ پھر لوٹ کر نہیں آتا - یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی پر تیزی سے پھیل جائیں گے - وہ بھی ایک وقت آئے گا کہ تباہ ہو جائیں گے اور پھر یہاں واپس نہیں آئیں گے -

اور آگے فرمایا ہے :

واقترب الوعد الحق فاذا ھی شاخصۃ ابصار الذین کفروا یاویلنا قد کنا فی غفلۃ من ھٰذا بل کنا ظٰلمین -

ترجمہ : اور سچا وعدہ قریب آجائے گا - تو ناگاہ ان کی آنکھیں جو کافر ہیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی - ہم پر افسوس ہم اس سے غفلت میں رہے بلکہ ہم ظالم تھے -

قرآن نے یہ بھی بتلا دیا ہے کہ یہ کیسے ہوگا - ارشاد ہے :

وترکنا بعضھم یومئذٍ یموج فی بعضٍ ونفخ فی الصور

یعنی ہم ان کو اس دن ایک دوسرے پر موجیں مارتے ہوئے چھوڑ دیں گے اور صور پھونکا جائے گا اور حدیث میں بھی ہے - لایدان لاحدٍ بقتالھم - یعنی کسی کو ان کے مقابلے کی طاقت نہ ہو گی -

پس قرآن نے صاف طور پر یہ مسلمانوں کو بتا دیا ہے کہ تم ان طاقتوں سے مادی طور پر مقابلہ نہیں کر سکتے - ہاں روحانی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر ان کو حق کی تبلیغ کر سکتے ہو - مگر ان کی سیاست، ان کے نظریات، انکے معاشرتی پروگرام سے بحیثیت قوم مسلمانوں کو بالکل غیر جانبدار رہنا چاہیئے ہاں جو کسی حد تک سمجھ میں آ سکتا ہے کہ شاید وہ لوگ اسلام کی حقانیت کے جلدی قائل ہو جائیں جو زیادہ پیچیدہ نظریات میں نہیں اُلجھے ہوئے اور جن کی سلیٹ صاف ہے ان پر اسلام کے نقش شاید جلدی جم سکیں اور جن کی سلیٹ پر ابنیت انسان کی بدعقیدگی اور تثلیث کے دُور از فہم نظریات ثبت ہیں ان کو کُھرچنے اور صاف کرتے شاید کچھ دیر لگے گی - بہر حال اسلامک سوشلزم کے حامیوں کو بھی اور برٹش پارلیمنٹری طرز کی حکومت کے علمبرداروں کو بھی اسلام اور صرف اسلام کو مد نظر رکھ کر اپنی سیاست کی تشکیل اور اقتصادیات کی تنظیم کرنی چاہیئے -

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام نے معاشیات کے صرف اصول بیان کئے ہیں - اور خاص کوئی ڈھانچہ کسی مخصوص شکل میں پیش نہیں کیا ہر اسلامی ملک اپنے ملکی حالات کے مطابق اسلامی اصولوں کی روشنی میں ایسا ڈھانچہ تیار کر سکتا ہے - جس طرح انفرادی زندگی میں ہر قبیلہ یا خاندان اپنے اپنے حالات کے مطابق اپنے افراد قبیلہ یا خاندان کا اقتصادی ڈھانچہ منظم کر لیتا ہے - اسی طرح ہر اسلامی مملکت کو اختیار ہے کہ وہ اپنے اپنے حالات کے مطابق جس طرح چاہے اپنے نظام اقتصادیات کی تنظیم کر لے بشرط صرف یہ ہے کہ وہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو نظر انداز نہ کرے - کیونکہ انہوں نے اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری اختیار کر رکھی ہے اور اللہ تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے نظام صلوٰۃ قائم رکھا ہوا ہے - اور وہ مناسب طریق پر اپنے آمد و خرچ کے اندازے کر لیتے ہیں - قرآن میں اس لئے ایک سورت کا نام الشوریٰ ہے - اس قسم کی مشاورت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے - چنانچہ اسی سورۃ الشوریٰ میں ارشاد ہے -

والذین استجابوا لربھم واقاموا الصلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینھم ومما رزقنٰھم ینفقون

یعنی جو لوگ اپنے ربّ کی فرمانبرداری کرتے ہیں - اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور ان کے باہمی امور مشوروں سے طے ہوتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اسے (بند نہیں کر رکھتے) بلکہ خرچ کر ڈالتے ہیں -

حضرات ! یہ ہے قرآن کا نقطۂ نگاہ ہمارے تمام اقتصادیات کے حل کرنے کا - ہمارے سیاسی لیڈروں کو نہ تو چین اور روس کی تقلید کی ضرورت ہے اور نہ انگریزوں اور امریکیوں کی پیروی کی - قرآن کا کوئی لائق طالب علم یا طالب علموں کا کوئی گروہ قرآن سے اقتصادی مسائل کا استخراج کر کے افراد اور اقوام کی رہنمائی کے لئے بڑی ضخیم کتابیں لکھ سکتا ہے بہر حال ہماری جماعتوں کے موجودہ جھگڑوں کو ختم کرنے کے لئے جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ کافی ہے -

ربنا تقبّل منّا انک انت السمیع العلیم -

# بقیہ اخبار احمدیہ

## مقدمہ سے بریت

—— پشاور سے محترم محمد الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں -

مجھ سے بعض احباب بذریعہ خطوط برادرم صوبیدار میجر عبدالحکیم اور ان کے بھتیجے کے مقدمہ کے متعلق استفسار کرتے رہتے ہیں کہ کیا نتیجہ نکلا - میں احباب کرام کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے خاص فضل اور بزرگان کی دعاؤں کے نتیجہ میں ہر دو کو باعزت طور پر سیشن عدالت نے بری کر دیا ہے -

برادران مذکور جماعت کے ہر فرد کا جنہوں نے ان کے ساتھ دوران مقدمہ ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور ان کو ابتلاؤں سے نجات دینے کے لئے دعائیں کی ہیں تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں - برادرم مذکور اور ان کے بھتیجا کے خلاف ان کے گاؤں کے پرانے دشمنوں نے دیرینہ دشمنی کی بناء پر ایک جھوٹا مقدمہ 34/302 ت دائر کر دیا تھا جس کا ذکر راقم الحروف اخبار پیغام صلح میں کرتا رہا ہے - محترم جناب صدر جماعت ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب، جناب قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ اور دیگر مقامی احباب کی ہمدردیاں بے مثل تھیں برادر مذکور کافی متاثر ہیں -

### جماعت پشاور کی سیکرٹری شپ

محترم برادرم عبدالرشید صاحب بعض اپنی ذاتی وجوہات کی بناء پر جماعت احمدیہ پشاور کی سیکرٹری شپ سے مستعفی ہو گئے ہیں - جماعت نے یہ کام پھر میرے کمزور کندھوں پر ڈال دیا ہے اس دفعہ میں اپنے آپ کو بہت کمزور پاتا ہوں پھر بھی جذبۂ خدمت جماعت کے تحت میں انکار نہ کر سکا - میں اکیلا کچھ نہ کر سکوں گا جب تک جماعت کا ہر فرد میرا ممد و معاون نہ ہو - تعاونوا علی البر کے تحت میں ہر فرد جماعت کی مدد کا محتاج ہوں - بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھے زیادہ سے زیادہ جماعت کی خدمت کرنے کی توفیق دے - اور مجھے اپنی سعی اور کوشش میں کامیاب کرے - میرے لئے برادرم عبدالرشید صاحب کا کام قابل رشک اور قابل تقلید ہے - امید ہے کہ وہ اور برادرم شیخ شریعت احمد صاحب اپنے زرین مشوروں سے مجھے مستفید کرتے رہیں گے - والسلام

محمد الرحمان - سیکرٹری - جماعت پشاور

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ انگلستان

# پیغامِ احمدیت

## کتاب "قادیانی مذہب" کے اعتراضات پر تبصرہ

((۱۱))

(۶۷) ٹانک وائن ۔ فصل پہلی صـ۱۲۶

خلاصہ اعتراض

• خط حضرت مرزا صاحب بنام حکیم محمد حسن صاحب "اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خوردنی خود خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہیئے۔ اس کا لحاظ رہے"

(بحوالہ خطوط امام بنام غلام صـ۵)

"ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد کی معرفت معلوم کی گئی۔ جواب ملا: ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے" (بحوالہ سودائے مرزا صـ۳۹ حاشیہ حکیم محمد علی صاحب پرنسپل طبیہ کالج امرتسر)

---

جو خط برقی صاحب نے نقل کیا ہے اس میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں کہ ٹانک وائن اپنے استعمال کے لئے منگوا رہے ہیں۔ خطوط امام بنام غلام میں چند ایسے نسخہ جات بھی دیئے گئے ہیں جو حضرت اقدس نے بعض خدام کی بیماریوں میں تجویز فرمائے (صـ۳) اس خط کے ساتھ ملحق خط میں حضرت اقدس نے اپنے گھر میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی ولادت کا ذکر فرما کر بعض دوائیں طلب فرمائیں ممکن ہے ٹانک وائن بھی زچہ کے لئے منگائی ہو اور پھر حضرت صاحب ادویات منگوا کر رکھ چھوڑا کرتے تھے تاکہ بوقت ضرورت نادار بیماروں کے کام آئیں۔ لیکن برقی صاحب کو ان امور سے کیا غرض، انہوں نے تو بس یہ دیکھا کہ مخالف ٹانک وائن کی خرید پر اعتراضات کرتے تھے اس لئے انہوں نے بھی اس اعتراض کو کتاب کی زینت بنا دیا۔

ایک احمدی دوست نے جب پلومر کی دکان پر یہ سوال کیا کہ:

"کیا اسے (یعنی ٹانک وائن کو۔ ناقل) نشہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے؟"

منیجر صاحب نے جواب دیا کہ نہیں۔ چنانچہ کیش میمو پر جو ہمارے پاس محفوظ ہے انہوں نے صاف الفاظ میں لکھ دیا کہ

"ٹانک وائن نشہ کے طور پر استعمال نہیں کی جاتی"

مذکورہ بالا شہادت سے پلومر کے ہاں کی ٹانک وائن کی حقیقت صاف طور پر واضح ہو جاتی ہے اور ہمارے جدید تعلیم یافتہ نوجوان محقق برقی صاحب کے شاہد ڈاکٹر عزیز احمد کی تحقیقات کا پتہ بھی لگ جاتا ہے کہ وہ کس نگاہ سے دیکھے جانے کے لائق ہے۔"

(ہمارا مذہب صـ۴۱۳ از جناب مولینا علی محمد صاحب اجمیری ایڈیشن اوّل دسمبر سنہ ۱۹۳۴ء)

برقی صاحب کی نظر سے یقیناً یہ شہادت بھی گذری ہے اس لئے کہ وہ اپنے ایڈیشن ہفتم میں اس کتاب کے جواب پر کہیں کہیں تنقید بھی کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ انہیں اصل حقائق سے غرض نہیں محض بزعم خویش "سربستہ رازوں" سے پردہ اٹھانا ہے اس لئے وہ خواہ مخواہ یہ دردسری کیوں مول لیں اور ان کے قارئین میں سے اتنا وقت کہاں کسی کے پاس ہوگا جو ایسے امور کی تحقیق کے لئے وقت نکال سکے۔ بس ایک ہی بات کو دہرائے جانا کافی ہے چاہے وہ صحیح ہو یا غلط پروپیگنڈا کا موجودہ اصول یہی ہے۔

علاوہ ازیں کسی متعصب ڈاکٹر کی رائے پر بھروسہ کرنے کی بجائے آپ علم اجزاء و خواص الادویہ کی کتاب سے ٹانک وائن سے متعلق ذیل کی عبارت پڑھ لیتے تو اچھا تھا:

"RESTORATIVE AFTER CHILDS BIRTH; PROPHYLACTIC AGAINST MALARIAL FEVERS, ANAEMIA ANOREXIA" (MATERIA MEDICA OF PHARMACAUTICAL COMBINATIONS AND SPECIALITIES P. 197)

یعنی ٹانک وائن بچہ کی ولادت کے بعد زچہ کی بحالی طاقت کے لئے مفید ہے نیز ملیریا کے زہر کو زائل کرتے اور کمی خون اور بھوک نہ لگنے کے لئے بھی مفید ہے

(۶۸) ٹانک وائن کا فتویٰ۔ فصل پہلی۔ صـ۱۲۷

خلاصہ اعتراض:

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے ایک مضمون سے اپنے مطلب کا ایک اقتباس دیا ہے کہ اگر حضرت صاحب نے ٹانک وائن جو ایک دوا ہے بالفرض محال اپنے لئے بھی منگوائی ہو تو اس میں کیا حرج ہو گیا اور کیا قباحت لازم آگئی وغیرہ

(بحوالہ پیغام صلح ۴ مارچ سنہ ۱۹۳۵ء)

---

اس سلسلہ میں بہتر ہے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے بیان کا پورا حصہ بھی قارئین کے سامنے رکھ دیا جائے فرماتے ہیں:

"اس اعتراض پر سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ بدگمانی اور تعصب کا برا ہو۔ یہ انسان سے عقل اور فہم کا کل مادہ سلب کر لیتا ہے۔ اوّل تو ٹانک وائن شراب نہیں۔ اور اگر ہوتی بھی تو کیا کہیں اس میں حضرت صاحب نے یہ لکھا ہے کہ ٹانک وائن میں خود پیوں گا۔ کیا ہم جو بازار سے چیزیں خریدتے ہیں یا کسی دوست سے خرید کرواتے ہیں۔ تو وہ سب ہمیشہ ہم خود ہی استعمال کرتے ہیں۔ یا بہت سی چیزیں اپنے خاندان کے دوسرے افراد کے استعمال کے لئے بھی خریدی جاتی ہیں؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ خاندان میں کوئی فرد بیمار ہو۔ یا لمبی بیماری سے اٹھا ہو اور ضعف و نقاہت کے دور کرنے کے لئے آپ نے اس کے لئے ٹانک وائن تجویز کی ہو۔ اور لاہور سے منگوائی ہو۔ یاد رہے کہ حضرت مرزا صاحب طبیب حاذق بھی تھے۔ اور غریبوں کا علاج مفت کیا کرتے تھے۔ اپنے پاس سے دوا بھی دیا کرتے تھے۔ پس کیا یہ ممکن نہیں کہ ٹانک وائن کسی مریض کے لئے منگائی ہو۔ حضرت مولینا نورالدین علیہ الرحمۃ تو کثرت سے کوکو وائن۔ ٹانک وائن تپ دق کے مریضوں اور کمزور بیماروں کے لئے تجویز کیا کرتے ہیں۔ اور منگواتے ہیں۔ اور مریضوں کو پلاتے ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ ڈاکٹر لوگ نمونیا اور مختلف خطرناک امراض میں برانڈی اور رم تک استعمال کرواتے ہیں۔ اور وہ من اضطر غیر باغ ولا عاد کے ماتحت جائز سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ مریض کی حالت اضطراری ہوتی ہے۔ اور اضطراری حالت میں جب خنزیر کا گوشت تک حلال ہو جاتا ہے۔ تو ایک بعض کے لئے شراب بطور دوا کے کیوں جائز نہ ہو۔ کیا سنکھیا کھانا شرعاً حرام نہیں؟ تو پھر کیوں مختلف اطبا امراض میں سنکھیئے کا استعمال کرواتے ہیں۔ اسی لئے کہ اضطراری حالت میں ان چیزوں کا جواز شریعت کے مطابق ہے پس ان حالات میں اگر حضرت مرزا صاحب برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا۔ چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے۔ اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا کسی دوسرے دوست کے لئے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہو اور کمزور ہو۔ یا بالفرض محال خود اپنے لئے بھی منگوائی اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں حرج کیا ہو گیا۔ آپ کو ضعف کے دورے اس قدر شدید پڑتے تھے۔ کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے۔ نبض ڈوب جاتی تھی۔ خود میں نے آپ کو ایسی حالت میں دیکھا ہے نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا۔ تو اطبا یا ڈاکٹروں کے مشورہ سے اگر آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کبھی کیا ہو۔ تو عین مطابق شریعت ہے۔ جب حالت یہ تھی۔ کہ آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے۔ راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ بڑھاپا بھی تھا ضعف بھی پڑتا تھا۔ تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج کبھی استعمال بھی کی ہو تو کیا قباحت لازم آگئی؟ کسی ضعف اور نقاہت کی حالت میں ٹانک وائن کا استعمال عین علاج اور مطابق شریعت ہے۔ ٹانک وائن کے استعمال کو شراب خوری قرار دینا محض ایک شرارت ہے۔ اس طرح تو سارا انگریزی دواخانہ شراب خانہ کہلائے گا۔ کونسا ٹنکچر اور کونسا لائیکور اور لیکوئیڈ ایکسٹریکٹ ہے جس میں اسپرٹ نہیں پڑتی جو شراب کا اصلی جوہر ہے۔ بات یہ ہے کہ بعض دوائیں تو پانی میں حل ہو جاتی ہیں۔ اور اکثر دوائیں جو پانی میں حل نہیں ہوتیں۔ وہ الکحل میں حل ہوتی ہیں۔ الکحل میں حل کرنے سے فائدہ بھی ہوتا ہے۔ کہ دوا میں تعفن نہیں پیدا ہوتا۔ پانی میں حل کرنے سے خواہ جلد یا بدیر تعفن پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے ادویات کو الکحل میں حل کر کے رکھا جاتا ہے۔ تاکہ وہ کما حقہ حل ہو جائیں۔ اور خراب بھی نہ ہوں۔ الکحل کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں۔ بعض اسپرٹ کہلاتی ہیں اور بعض وائن۔ ادویات زیادہ تر اسپرٹ میں حل ہوتی ہیں۔ مثلاً اسپرٹ ایمونیا ایرومیٹک۔ اسپرٹ کیمفر وغیرہ وغیرہ اور تمام قسم کے ٹنکچر لائیکور اور لائیکوئڈ ایکسٹریکٹ وغیرہ۔ لیکن بعض ادویہ وائن میں بھی حل کی جاتی ہیں۔ مثلاً وائنم اپیکاک۔ وائنم کالچی سائی وغیرہ۔ یہ لاطینی نام ہیں۔ انگریزی میں یہ اپیکاک وائن اور کالچیکم وائن کہلاتی ہیں۔ یہ ادویات کھانسی اور وجع

مفاصل میں بہت عام استعمال میں آتی ہیں۔ اسپرٹ اور وائن میں حل شدہ یہ انگریزی ادویات ہزار ہا مسلمان جن میں علماء بھی شامل ہیں۔ ان کی بوتلوں کی بوتلیں پی جاتے ہیں۔ لیکن کبھی کوئی نہیں کہتا کہ یہ شراب پی رہے ہیں۔ یہی حال ٹانک وائن کا ہے۔ اس میں بعض چیزیں مثلاً فولاد اور کونین اور بعض دفعہ مچھلی کا تیل (کاڈ لیور آئل) چونے کے مرکبات۔ میگنیز وغیرہ حل کی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور عام طور پر لمبے امراض سے اٹھے ہوئے مریضوں کو ان کی طاقت کو بحال کرنے کے لئے استعمال کرائی جاتی ہیں مگر کبھی ان مریضوں کو کوئی شرابی نہیں کہتا اور نہ ایسا کہنا درست ہو سکتا ہے۔ پھر حضرت مرزا صاحب نے ٹانک وائن اگر مریضوں کے لئے خرید کروائی۔ یا خود بھی بالفرض محال ان حالات میں استعمال کی ہو، جب آپ کو ضعف کے دورے پڑتے تھے۔ تو کیا اس کا نام دوا اور علاج ہوگا یا شراب خوری ہوگی۔ ٹانک وائن شراب نہیں دوا ہے۔ اور ضرورت کے وقت اس کے استعمال کر لینے پر آوازے کسنا انصاف نہیں ظلم اور شرارت ہے۔

خط کو پڑھو۔ اس میں فقط ٹانک وائن کی ایک بوتل خریدنے کا حکم ہے اس میں کہیں اپنے استعمال کرنے کا ذکر نہیں۔ بہت سے پرانے احباب جانتے ہوں گے۔ کہ حضرت صاحب بہت سی ادویات غرباء میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ انہی میں ٹانک وائن بھی تھی۔ غریب لوگ اتنی گراں قیمت دوا خرید نہیں سکتے تھے۔ اس لئے آپ قیمتی دوائیں خود خرید کر ان میں تقسیم کیا کرتے تھے ایک دفعہ میری ایک رشتہ دار خاتون بیمار ہوگئیں اور ضعف و نقاہت زیادہ ہوگئی۔ تو میرے عرض کرنے پر نہ صرف دعا کی بلکہ ان کے لئے یہی ٹانک وائن تجویز کی۔ چونکہ قادیان میں کوئی دواخانہ نہ تھا۔ اس لئے ٹانک وائن بھی خود اپنے پاس سے عنایت فرمائی جو اسی امر کے لئے رکھی ہوئی تھی کہ مریضوں کے کام آئے۔

یہ ہے کہانی ٹانک وائن کی جس پر بغلیں بجائی جاتی ہیں اور کوئی خدا کا خوف نہیں کیا جاتا۔ جب فقط اعتراض کرنا ہی اصل مقصود ہو تو پھر نہ خدا یاد رہتا ہے نہ موت یاد رہتی ہے۔ اور نہ اعمال کی باز پرس کی پروا باقی رہ جاتی ہے۔"

(کشف الظنون عن المراق والجنون مصنفہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب صفحہ ۸۳ - ۸۶)

(۶۸) گھر کا بھیدی۔ فصل پہلی صفحہ ۱۲۷

خلاصہ اعتراض:

مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی ایک تقریر کے حوالے سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ میرزا شیر علی صاحب جو حضرت مرزا صاحب کے نسبتی بھائی تھے اور مرزا فضل احمد صاحب کے خسر تھے وہ لمبی تسبیح لے کر راستے میں بیٹھ جاتے اور نئے آدمیوں کو پاس بلا کر بٹھا لیتے اور حضرت مرزا صاحب کے خلاف ورغلاتے کہ یہ سب ایک دکان ہے جو لوٹنے کو کھولی گئی ہے۔ وغیرہ۔

---

اس میں قابل تعجب بات کونسی ہے؟

خدا کے جتنے بھی مامور آئے ہیں۔ ان کے مخالف کوئی آسمان سے تو نہیں ٹپک پڑتے۔ یہی اپنی قوم قبیلہ اور خاندان کے لوگ ہوتے ہیں صداقت سے دشمنی انہیں عدل و انصاف کے تمام تقاضوں سے محروم کر دیتی ہے۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں کہیں صدیقیت کا نمونہ ہے اور کہیں فاروقیت کا لیکن وہیں ابوجہل اور ابو لہب ایسے بھی شقی المزاج تھے جو گمراہی کے ہب دشعلوں میں جلتے ہیں۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

حسنؓ ز بصرہ، بلال از حبش، صہیب از روم
ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی ست

زاد المعاد میں ہے:

" اور ابو لہب آپ کے پیچھے پیچھے رہتا اور کہتا خبردار اس شخص کی اطاعت نہ کرنا یہ صابی اور کذاب ہے چنانچہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شدت سے انکار کر دیتے اور آپ کو ایذائیں دیتے اور کہتے کہ تیرا خاندان اور قبیلہ تجھے خوب جانتا ہے (یعنی گھر کا بھیدی ہے ناقل) (اس لئے) انہوں نے تیری اتباع نہیں کی اور آپ انہیں اللہ کی طرف دعوت دیتے چلے جاتے اور کہتے اے اللہ اگر تو چاہتا تو یہ ایسے نہ ہوتے۔"

(زاد المعاد علامہ ابن قیم ترجمہ اردو حصہ دوم صفحہ ۱۰۹ — ۱۱۰)

سچ تو یہ ہے کہ ؎

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
شاہیں کا جہاں اور ہے کرگس کا جہاں اور

(اقبال)

(۸۰) توجہات۔ فصل پہلی۔ صفحہ ۱۲۸

خلاصہ اعتراض:

حضرت مرزا صاحب کے خطوط:

(۱) دو روز سے میں نے اس شخص کے لئے توجہ کرنا شروع کیا تھا۔ مگر افسوس اس عرصہ میں میرے گھر کے لوگ یک دفعہ سخت علیل ہوگئے جس کی وجہ سے مجھے ان کی طرف توجہ کرنی پڑی کل ارادہ ہے کہ ان کو مسہل دوں بعد ان کی صحت کے پھر توجہ میں مصروف ہوں۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم صفحہ ۱)

(۲) یہ عقد ہمت اور توجہ شمشیر تیز سے بھی زیادہ اثر رکھتی ہے۔ میری رائے میں نبیوں کی تمام کامیابی کا بڑا موجب یہی توجہ باطنی تھی۔

(ایضاً)

(۳) میری طبیعت آپ کے بعد پھر بیمار ہوگئی ابھی دوران کا نہایت زور ہے دماغ بہت ضعیف ہو گیا ہے آپ کے دوست ٹھاکر رام کے لئے ایک دن بھی توجہ کرنے کے لئے مجھے نہیں ملا۔ (ایضاً)

---

جہاں تک حضرت صاحب کی خود صحت و بیماری کا تعلق ہے اس پر قبل ازیں مفصل تبصرہ ہو چکا ہے (ملاحظہ ہو اعتراضات نمبر ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ وغیرہ وغیرہ۔

یہاں برقی صاحب نے توجہ کرنے کو بھی نشانہ ہدف بنایا ہے۔ حضرت صاحب کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس لفظ کو مسلسل دعا سے اللہ تعالیٰ کے فیوض طلب کرنے کے معنوں میں استعمال فرماتے ہیں۔ انبیاء کی توجہ باطنی یا قوت قدسی جس سے انسانوں کی زندگی میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے اس کا انحصار انہیں دعاؤں پر تھا۔ فرماتے ہیں:

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے دلوں میں وہ جوش عشق الٰہی پیدا ہوا اور توجہ قدسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تاثیران کے دلوں میں ظاہر ہوئی کہ انہوں نے خدا کی راہ میں بھیڑوں بکریوں کی طرح سر کٹائے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵ حاشیہ)

" اس نبی کی پیروی کے بعد (یہ صحابہ — ناقل) ایسے خدا کی طرف کھینچے گئے کہ گویا خدا ان کے اندر سکونت پذیر ہو گیا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ وہی توجہ اس پاک نبی کی تھی جو ان لوگوں کو سفلی زندگی سے ایک پاک زندگی کی طرف لے آئی اور جو لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے اس کا سبب تلوار نہیں تھی بلکہ وہ اس تیرہ سال کی آہ و زاری اور دعا اور تضرع کا اثر تھا جو مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے... ......... یہ آنحضرت کی دلی سوزش کی تاثیر تھی۔ ہر ایک قوم توحید سے دور اور مہجور ہو گئی مگر اسلام میں چشمۂ توحید جاری رہا۔ یہ عام برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا..... پہلے نبیوں کی امت میں جو اس درجہ کی صلاح اور تقویٰ پیدا نہ ہوئی اس کی یہی وجہ تھی کہ اس درجہ کی توجہ اور دل سوزی امت کے لئے ان نبیوں میں نہیں تھی۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۹ - ۱۰۰ حاشیہ)

" پھر وہ نبی بوجہ اس کے کہ ہمدردی بنی نوع کا اس کے دل میں کمال درجہ پر جوش ہوتا ہے اپنی روحانی توجہات اور تضرعات اور انکسار سے یہ چاہتا ہے کہ وہ خدا جو اس پر ظاہر ہوا ہے دوسرے لوگ بھی اس کو شناخت کریں اور نجات پاویں ......... اگر وہ پاک نبی اس قدر دعا اور تضرع اور ابتہال سے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ نہ کرتا...... تو خدا کا چہرہ دنیا پر ہرگز ظاہر نہ ہوتا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۴)

اس قسم کے بہت سے اقتباسات پیش کئے جا سکتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت صاحب توجہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد سنت انبیاء کی پیروی میں تضرع، انکسار اور ابتہال سے خدا تعالیٰ کی جناب میں دعائیں کرنا ہے۔ اور دعا میں تاثیر اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان خدا تعالیٰ کے حضور عاجزی سے گڑگڑائے۔ اور جب تک انسان اپنے آپ کو اس مجاہدہ میں نہ ڈالے اس کی دعا خدا کے افضال کھینچنے میں ناکام رہتی ہے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ برقی صاحب بار بار ایسے اقتباسات درج کتاب کرتے ہیں جن میں انسانی حوائج ضروریہ کا ذکر ہو۔ اور اسی حربے سے قارئین کی بشاشت طبع کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب ایک بچہ اپنے گھر میں فطری حوائج سے فارغ ہو تو اس پر کسی کو ہنسی نہیں آتی لیکن اگر سٹیج پر فلم میں یا ٹیلی ویژن پر اس منظر کو دیکھا جائے تو لوگ ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو جاتے ہیں۔ بس اسی نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے برقی صاحب۔ اور دیگر مخالفین سلسلہ احمدیہ ان امور کا ذکر موقع بے موقعہ کرتے رہتے ہیں۔ اس عنوان کے ماتحت بھی برقی صاحب نے ایک فقرہ درج کیا ہے (اور عین ممکن ہے کہ اس غرض کے لئے یہ سارا اقتباس چنا گیا ہو) کہ میرے گھر کے لوگ یک دفعہ سخت علیل ہو گئے۔ اور کل ارادہ ہے کہ ان کو مسہل دوں۔"

تمسخر اور تضحیک برطرف کیا کسی مرض کا مسہل سے علاج کرنا شرعی طور پر منع ہے؟ نبی کریم صلعم کا ارشاد ملاحظہ ہو:

جامع ترمذی سنن ابن ماجہ میں حضرت اسماء بنت عمیس سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کس دوا سے جلاب (تلیین) لیتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: شبرم سے۔ آپ نے فرمایا یہ گرم اور تیز ہے۔ پھر فرمایا سنا کا جلاب لیا کرو اور فرمایا اگر موت سے شفاء ہوتی تو سنا ہی سے ہوتی"

# پیغامِ احمدیت

(بسلسلہ صفحہ ۱۰)

(زاد المعاد علامہ حافظ ابن قیم اردو ترجمہ حصہ سوم صفحہ ۲۲۷)

اطبا کا تو ذکر ہی کیا ہے مسہل سے علاج کرنا تو رسول اللہ صلعم کے ارشاد سے ثابت ہو گیا۔ انسان جب کسی کی مخالفت کرے تو اسے کم از کم انصاف کا دامن تو ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیئے۔ لیکن جب تعصب کی پٹی آنکھوں پر باندھ لی جائے تو اس کا کیا علاج ہے؟

(۴۲) نماز۔ صفحہ ۱۲۹

خلاصہ اعتراض:

کوئی صاحب حاجی ریاض الدین احمد وحشت دل کا علاج کرانے کے لئے اور سیر سپاٹے کی غرض سے پنجاب گئے۔ وہاں قادیان میں حضرت مرزا صاحب سے جا ملے۔ نماز کے وقت حکیم نور الدین صاحب نے محراب مسجد میں کھڑے ہو کر نماز پڑھائی اور مرزا صاحب اپنے حجرے میں ہی کھڑے ہو گئے۔ نماز کی ایک رکعت ہوئی تھی کہ کیا دیکھتے ہیں مرزا صاحب نیت توڑ کر گھر کے اندر چلے گئے۔ حاجی صاحب سخت حیران کہ کیا افتاد پیش آئی ہے........

بعد نماز حاضرین مسجد سے یہ واقعہ بیان کیا معلوم ہوا کہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے مرزا صاحب پر جس وقت جب وحی نازل ہوتی ہے تو آپ بیتاب ہو کے اندر چلے جاتے ہیں۔"

(رسالہ دلگداز لکھنؤ بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء)

---

حاجی صاحب کے بیان کے مطابق یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ ایسا ہوتا ہی رہتا تھا۔ کہ جب وحی نازل ہوتی آپ بے تاب ہو کر اندر چلے جاتے ہیں۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ اس عام مشاہدہ کے لئے برقی صاحب کو صرف ایک "سیر سپاٹے" کے شوقین بزرگ کی روایت ہاتھ آئی ویسے بھی

خبر الواحد لا یفید العلم

خبر واحد مفید یقین نہیں ہے

یہ واقعہ ایسا عام ہوتا تو اس کے اور بھی بہت سے گواہ ہونے چاہئیں صرف ایک "وحشت دل" کے مریض کی بات کہیں لکھی دیکھ پائی اور برقی صاحب نے اسے فوراً اپنی کتاب کی زینت بنا دیا۔

ایک خط میں حضرت صاحب نے خود ایک بار تحریر فرمایا تھا:

"مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ بعض وقت درمیان میں توڑنی پڑتی ہے"

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۸۸ قادیانی مذہب صفحہ ۱۱۱)

کسی عذر کی بناء پر حضرت مرزا صاحب نے ترک جماعت کو ضروری سمجھا تو اس پر اعتراض کیسا؟

---

# خطبۂ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۵)

کا وجود میں آنا ممکن نہیں جب تک آسمان اور زمین مل کر کام نہ کریں۔ تو آسمان کے یہ دو نیر اعظم ہماری خدمت انجام دے رہے ہیں

## انسانی صحت کو برقرار رکھنے کیلئے اعضائے انسانی کا باہمی تعاون

یہ تعاون خود انسان کے وجود میں نظر آتا ہے۔ معدہ اور جگر اور دل یہ سب مل کر کام کرتے ہیں اگر یہ مل جل کر کام نہ کریں تو انسان کی صحت برقرار نہیں رہ سکتی انسان بے شمار بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے کسی کا دل بگڑ جاتا ہے تو وہ کسی کام کا نہیں رہتا اور جب کسی کا دماغ خراب ہو جاتا ہے تو انسان حیوان بن جاتا ہے فرمایا سنریہم آیتنا فی الآفاق و فی انفسہم۔ اگر ہماری قدرت کی نشانیاں ہماری کائنات میں نظر آتی ہیں تو تمہارے اندر کے نظام میں بھی ہماری قدرت کی نشانیاں موجود ہیں۔ انسان کو خود اپنی مشینری کا علم نہیں ہے یہ مشین اللہ تعالےٰ کے حکم سے کام کر رہی ہے۔ انسان اس کائنات کبریٰ میں کائنات صغریٰ ہے جس طرح خدا تعالےٰ نے آسمان و زمین میں تعاون پیدا کر رکھا ہے اسی طرح اس نے انسان کے مختلف اعضاء میں تعاون پیدا کر رکھا ہے

## جماعتوں اور قوموں میں تعاون موجب برکات ہے

اللہ تعالےٰ ہمیں قرآن کریم کے ذریعہ سے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے یہ تعلیم دینا چاہتا ہے کہ جس طرح تعاون کے ذریعہ سے یہ کائنات برکات کا سرچشمہ بنی ہوئی ہے اسی طرح سے قوموں۔ جماعتوں اور ملک کے اندر اگر تعاون قائم رکھا جائے تو ہر طرح کی سعادت میسر آ سکتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا قانون ہے لا تبدیل لخلق اللہ۔ لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ اللہ تعالےٰ کے قانون کو توڑو گے تو تباہی و ہلاکت کا شکار ہو جاؤ گے۔ اپنی کمیوں اور کمزوریوں کو دور کرنے کی فکر کرو۔ وہ کنبے اور وہ خاندان وہ جماعتیں جن کے اندر تعاون نہیں۔ وہ ختم ہو جاتے ہیں۔ کبھی کبھی وہ بظاہر ختم ہوتے نظر نہیں آتے لیکن ان کی شان ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔

یہی حال ملکوں اور قوموں اور جماعتوں کا ہوتا ہے۔ وہ لوگ جن کو تفرقہ بازی کی عادت ہے ان کو کیا پتہ ہے کہ ہماری بدعادت سے قوم پر ہلاکت طاری ہو گی۔ مبارک ہے وہ شخص جس کے وجود سے قوم یا جماعت یا خاندان میں یکجہتی بڑھتی ہے۔ بڑے ڈر کا مقام ہے اس شخص کے لئے جو جماعت کے اندر تفریق کو ہوا دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالےٰ کا دین متقاضی ہے کہ اتحاد کو فروغ دیا جائے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الجماعت الجماعت الجماعت۔ مل کر رہنا۔ ید اللہ فوق الجماعت۔ اللہ تعالےٰ کا ہاتھ اس قوم اور اس خاندان پر ہوتا ہے جو مل کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا کچھ نہیں بگڑتا لیکن قومیں تباہ ہو جاتی ہیں۔

## حضرت نبی کریم صلعم کی پیدا کردہ اخوت و اتحاد

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم بنا کر دکھائی۔ ان کے درمیان لاجواب اتحاد پیدا کیا۔ اس ضمن میں فرمایا انما المؤمنون اخوۃ۔ مؤمن بھائی بھائی ہیں۔ وہاں ایرانی آ گئے۔ شامی آ گئے عرب کے بت پرست جمع ہو گئے۔ افریقہ کے کالے آ گئے۔ یہ سب ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن گئے یہ بڑا معجزہ ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ کہ آپ نے ان مختلف لوگوں کے اندر اخوت پیدا کر دی۔

## جذبۂ اخوت ایک ایک شخص کے دل میں پیدا ہونا ضروری ہے

اخوت کیا ہے ایک دوسرے کے لئے ہمدردی کرنا اور ایک دوسرے کے نفع و نقصان کا خیال رکھنا یہ جذبہ جب تک ایک ایک شخص کے دل میں پیدا نہ ہو جائے اس وقت تک قوم اور جماعت کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ ایک شخص دوسرے کا خیر خواہ ہو جائے۔ امیر غریب کا ساتھی بن جائے۔ اور غریب امیر کی عزت کرے تو قوم اور جماعت بنتی اور ترقی کرتی ہے۔ ہوا دینے والے قوم کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ مبارک ہے وہ جس کے وجود سے تفریق دور ہو اور اتفاق مضبوط تر ہو۔

## ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا آئندہ اجلاس

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کے زیر اہتمام ۶ر فروری بعد از نماز جمعہ جنرل میٹنگ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ میٹنگ میں احمدی نوجوانوں کے علاوہ جماعت کے ایک معزز رکن بھی تقریر فرمائیں گے۔

سیکرٹری جنرل

## ضرورت رشتہ

۷۵۰/- روپیہ ماہوار پر ملازم ۲۲ سالہ احمدی لڑکی بی اے بی ایڈ پاس ہم صفت موصوف کے لئے رشتہ درکار ہے۔

فضل حق

ناظم شعبہ تنظیم۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور نمبر ۷


ہفت روزہ پیغام صلح - مورخہ ۴ر فروری ۱۹۸۰ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ نمبر ۵

واسطہ فت پرنٹر لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا۔

جلد ۵۸ | یوم چہارشنبہ - مورخہ ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ - مطابق ۱۸ فروری ۱۹۷۰ء

لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

---

## حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

---

## جماعتِ احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور ائمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

---

## بحرِ حکمت کے موتی

### ظلم و بے عزتی کی معافی

عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ مظلمۃ لاحد من عرضہ او شیءٌ فلیتحللہ منہ الیوم قبل ان لا یکون دینار ولا درھم ان کان لہ عملٌ صالحٌ اُخذ منہ بقدر مظلمتہ وان لم تکن لہ حسناتٌ اُخذ من سیّات صاحبہ فحُمل علیہ۔

ترجمہ :-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس نے کسی پر ظلم کیا ہو اس کی بے عزتی کی ہو یا کوئی اور (ظلم) کیا ہو تو اس سے آج ہی معافی کرائے اس سے پہلے کہ نہ (اس کے پاس) دینار ہوگا نہ درہم۔ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا اس سے اس کے ظلم کے برابر لے لیا جائے گا اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس پر ڈالی جائیں گی۔

فضل الباری

---

بقیہ از کالم ۳ :-

آپؐ کا وجود مقدس انّک لعلٰی خلقٍ عظیمٍ (پارہ ۲۹) کا مصداق ہے۔

(منظور الٰہی ص ۱۷)

---

# اخلاقی معجزات وہ کام کر سکتے ہیں جو اقتداری معجزات نہیں کر سکتے

## ارشادات مسیح موعود علیہ السلام

تقوےٰ کے بہت سے اجزاء ہیں - عجب - خود پسندی - مال حرام سے پرہیز - اور بد اخلاقی سے بچنا بھی تقوےٰ ہے - جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے - اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ادفع بالّتی ھی احسن (پارہ ۱۸) اب خیال کرو کہ یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے ؟ اس ہدایت میں اللہ تعالےٰ کا یہ منشاء ہے - کہ اگر مخالف گالی بھی دے - تو اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے - بلکہ اس پر صبر کیا جائے - اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمندہ ہوگا - اور یہ سزا اس سزا سے بڑھ کر ہوگی - جو انتقامی طور پر تم اس کو دے سکتے ہو - یوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدام قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے لیکن انسانیت کا تقاضا اور تقوےٰ کا منشاء یہ نہیں ہے - خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے - کسی نے کیا اچھا کہا ہے - کہ ؏ لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش - فاسق آدمی جو انبیاء کے مقابلہ پر تھے - خصوصاً وہ لوگ جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر تھے - ان کا ایمان لانا معجزات پر منحصر نہ تھا - اور نہ معجزات اور خوارق ان کی تسلی کا باعث تھے - وہ لوگ آنحضرت صلعم کے اخلاقِ فاضلہ کو ہی دیکھ کر آپؐ کی صداقت کے قائل ہو گئے تھے اخلاقی معجزات وہ کام کر سکتے ہیں - جو اقتداری معجزات نہیں کر سکتے - الاستقامت فوق الکرامت کا یہی مفہوم ہے - اور تجربہ کر کے دیکھ لو - کہ استقامت کیسے کرشمے دکھاتی ہے کرامت کی طرف تو چنداں التفات ہی نہیں ہوتا - خصوصاً آج کل کے زمانہ میں - لیکن اگر پتہ لگ جائے کہ فلاں شخص با اخلاق آدمی ہے تو اس کی طرف جس قدر رجوع ہوتا ہے - وہ کوئی مخفی امر نہیں ہے اخلاقِ حمیدہ کی زد ان لوگوں پر بھی پڑتی ہے - جو کئی قسم کے نشانات کو دیکھ کر بھی اطمینان اور تسلی نہیں پا سکتے بات یہ ہے کہ بعض آدمی ظاہری معجزات اور خوارق کو دیکھ کر ایمان لاتے ہیں اور بعض حقائق اور معارف کو دیکھ کر - مگر اکثر لوگ وہ ہوتے ہیں جن کی ہدایت اور تسلی کا موجب اخلاقِ فاضلہ اور التفات ہوتے ہیں - ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک قسم کے خوارق اور معجزات حاصل تھے - ہم آپؐ کی شان کیا بیان کریں - جس طرف دیکھو بے شمار معجزات ملیں گے - ہر سہ اقسام بالا کے معجزات کا آپؐ مجموعہ تھے ظاہر خوارق مثل شق القمر وغیرہ دیگر معجزات جن کی تعداد تین ہزار سے بھی زائد ہے - معارف اور حقائق کے معجزات سے تو سارا قرآن شریف لبریز ہے - جو ہر وقت تازہ اور نئے ہیں - اور بلحاظ اخلاقی معجزات کے (باقی کالم ۲ کے نیچے)

# انگلستان میں تبلیغی سرگرمیاں

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ انگلستان

## انجمنوں اور اداروں سے تعلقات کا احیاء

ویسٹ انڈیز جانے کے بعد جن اداروں اور انجمنوں سے تعلق ٹوٹ گیا تھا۔ وہ رفتہ رفتہ استوار ہو رہا ہے۔ اور نئے اشخاص اور سوسائٹیوں سے تعلقات استوار ہو رہے ہیں۔ ورلڈ کانگریس آف فیتھس کے ماتحت جو جلسے منعقد ہوتے ہیں ان میں اکثر خاکسار کو اسلام کی نمائندگی کرنی پڑتی ہے۔ اس کانگریس نے حال ہی میں مجھے اپنی مجلسِ عاملہ کا رکن بھی بنا لیا ہے۔

## ایک کانفرنس میں حضرت امیر ایدہ اللہ کو دعوتِ شرکت۔

اس کانگریس کی ایک سب کمیٹی ہے جس کے سپرد لندن میں ایک مذہبی کانفرنس منعقد کرنے کا پروگرام ہے۔ اسلام کی نمائندگی کے لئے حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب کو دعوت دی جا رہی ہے۔

## دعوتِ تقریر

ورلڈ فیتھس کی ایک اور سب کمیٹی ہے جس کا تعلق سکولوں میں مذہبی تعلیم سے ہے۔ خاکسار اس کا بھی ممبر ہے۔ سکولوں میں مذہبی لیکچروں کا انتظام کرنا اسی کمیٹی کے سپرد ہے اسی سلسلہ میں اگلے ماہ نابینا لڑکیوں کے ہائی سکول میں اسلام پر لیکچر کی دعوت ملی ہے۔

## یونائیٹڈ نیشنز آرگنائزیشن

یونائیٹڈ نیشنز آرگنائزیشن کی انگلستان میں ایک بین الادیانی کمیٹی بھی ہے جس کی مجلس عاملہ میں اسلام کی نمائندگی کے لئے خاکسار کو کہا گیا ہے۔ ان کمیٹیوں میں شرکت کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مختلف مذاہب کے لیڈروں سے ملاقات ہوتی رہتی ہے اور میٹنگ سے پہلے یا بعد تبادلہ خیالات کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اور اس طریق سے وہ اسلام اور تحریک احمدیت سے نہ صرف شناسا ہو جاتے ہیں بلکہ انہیں اس سلسلہ میں ہمارا لٹریچر پڑھنے کا موقعہ بھی مل جاتا ہے۔ ایسی کمیٹیوں کے اجلاس عام طور پر ماہانہ ہوتے ہیں۔ ہر میٹنگ میں کسی نہ کسی جگہ اسلام پر لیکچر کے لئے دعوت مل جاتی ہے چونکہ ابھی ہم نے اپنے طور پر ایسے لیکچروں کا انتظام نہیں کیا اس لئے ان مواقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔

## لنڈن ینگ مسلنڈ ہاؤس میں لیکچر

ماہ ستمبر میں ایک لیکچر لنڈن ینگ مسلنڈ ہاؤس میں دیا جس میں ویسٹ انڈیز میں اپنے کام کے متعلق تفصیلات بتلائی گئیں اکتوبر کے آخر میں دوسری تقریب یہودیوں کے لندن کے صومعہ میں منعقد ہوئی جہاں سات مختلف مذاہب کے نمائندوں نے حصہ لیا۔ اور اپنی اپنی مذہبی کتب سے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ اسلام کی نمائندگی کے فرائض خاکسار نے ادا کئے۔ میٹنگ کا ذکر جیوئش کرانیکل اور دیگر مقامی اخبارات میں بھی آیا۔

## برفورڈ میں تقریر

ووکنگ کے قریب ہی ایک جگہ برفورڈ ہے۔ وہاں ایک عیسائی سوسائٹی کی طرف سے ۲۷ نومبر کو لیکچر کا انتظام کیا گیا۔ اس لیکچر کی رپورٹ جوان کے رسالہ میں شائع ہوئی تھی وہ لائٹ میں اشاعت کے لئے ارسال کی گئی ہے۔

## لیڈز میں بابا نانک رح کی پانچ سو سالہ برسی۔

سکھوں نے ہندوستان اور ہندوستان سے باہر بابا نانک رح کی پانچ سو سالہ برسی بڑی شان و شوکت سے منائی۔ اسی سلسلہ میں اتوار ۳۰ نومبر کو لیڈز میں انہوں نے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا جہاں مختلف مذاہب کے نمائندوں کو تقریر کے لئے بلایا۔ جلسہ کی صدارت کے فرائض لارڈ سورنسن نے ادا کئے۔ اس میٹنگ میں اسلام کی نمائندگی کا کام خاکسار کے سپرد کیا گیا۔ بعض لوگ ہالینڈ سے جلسہ کی شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ خاکسار نے اپنی تقریر کے آخر میں بتایا کہ بابا نانک نے ہندوؤں اور مسلمانوں میں جو کانشن شروع کیا تھا وہ ابھی تک نامکمل ہے اور جب تک ان کے مذہب کے پیرو اس مشن کی تکمیل نہیں کرتے وہ اپنے آپ کو سچے طور پر بابا نانک کے ماننے والے نہیں کہلا سکتے۔

ہندوستان سے ایک خاص سکھوں کا گروہ اس مجلس میں شریک ہونے کے لئے آ رہا تھا۔ رات بسر کرنے کے لئے پیر جیلانی شاہ مقامی مسلمانوں کے لیڈر مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ بھیرہ کے ہیں اور حضرت مولانا نورالدین صاحب رح کے قریبی عزیزوں میں سے ہیں لیکن ان کا خاندان احمدیہ تحریک میں شامل نہ ہوا۔ ان سے بڑی دیر تک احمدیت کے مسائل پہ تذکرہ ہوتا رہا۔ دوسرے دن میں اقبال احمد کو مانچسٹر ملنے چلا گیا۔ وہاں حضرت مولانا نورالدین رح کے داماد ڈاکٹر ملک سے بھی ملاقات ہوئی۔

## تقریب قرآن خوانی

۶ دسمبر کو کمال صیدل صاحب کی والدہ نے لندن میں قرآن خوانی کی ایک تقریب منعقد کرائی جیسا کہ ٹرینیڈاڈ میں رواج ہے۔ وہاں جا کر قرآن کی چند آیات پر تفصیلی تبصرہ کیا۔ مسٹر صیدل نے اس سلسلہ میں پر تکلف دعوت کا انتظام کیا ہوا تھا۔ ان کی مہمان نوازی کی اپنی علیحدہ شان ہے۔

## آل فیتھس سروس

۱۴ دسمبر کو لندن و السٹمنسٹر میں لارڈ سورنسن نے آل فیتھس سروس کا انتظام کیا تھا اسلام کی نمائندگی کے لئے یہاں بھی خاکسار کو موقع دیا گیا۔ اسی دن اس سے قبل گیانا کے ایک دوست مسٹر عزیز احمد نے ہمیں اپنے ہاں ڈنر پر مدعو کیا تھا۔ ۱۶ دسمبر کو لندن میں پروفیسر ہنڈرسن کے لیکچر میں شرکت کی۔ بعد میں کرسمس کی آمد آمد کی وجہ سے لیکچروں اور میٹنگوں کا کام کچھ کم ہو گیا۔

## سلسلہ تصانیف

میں نے زیادہ تر وقت اپنے مسودات کی تدوین میں صرف کیا۔ بعض کتب کا کام شروع کر رکھا ہے۔ باہر کسی تبلیغی مصروفیات سے جو فرصت ملتی ہے وہ تمام کی تمام ان کتب کے تراجم یا مسودات کی ترتیب میں صرف ہو جاتی ہے۔

## لغات القرآن

انگریزی میں لغات القرآن کے کام کو شروع کئے تین سال سے زائد ہو چکے ہیں الحمدللہ کہ کام کا ایک بڑا حصہ مکمل ہو چکا ہے اگر خدا تعالےٰ کی طرف سے صحت اور توفیق ملی تو آئندہ چھ ماہ تک اس کام کا پہلا ڈھانچہ مکمل ہو جائے گا۔ اس مضمون کی ایک قسط اسلامک ریویو کے لئے تیار کر رہا ہوں تاکہ احباب کو اس اہم کام کی نوعیت کا اندازہ ہو سکے گا۔ اگر میرے حسب منشاء یہ قرآن کی ڈکشنری مکمل ہو گئی تو انگریزی زبان میں اپنی نوعیت کی ایک کتاب ہوگی۔

## بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت

۷ جنوری ۱۹۷۰ء کو برمنگھم یونیورسٹی میں ایک اور بین الادیانی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں خاکسار نے بھی شرکت کی۔ گاڑی میں ایک صاحب میرے ہمسفر رہے۔ میں سوچتا رہا کہ انہیں کہیں دیکھا ہوا ہے۔ اور وہ بھی اسی گمان میں رہے۔ برمنگھم سٹیشن پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ پارسی سوسائٹی کے صدر ہیں اور ان سے پہلے بھی کئی مجلسوں میں ملاقات ہو چکی ہے انہوں نے بڑی معذرت کی کہ مغرب میں رہتے رہتے ان کا مشرقی انداز ہی بدل چکا ہے کہ انہیں جرأت ہی نہ پڑتی تھی کہ بغیر تعارف کے سلسلہ گفتگو شروع کر دیتے۔ خیر یہ تو بڑی بات تھی آج کل اس دنیا میں افراتفری کا عالم ہے، کارخانوں اور دفتروں میں روزمرہ ساتھ کام کرنے والوں کو اتنی فرصت نہیں ملتی کہ ایک دوسرے کو گڈ مارننگ بھی کہہ سکیں، اکثر لوگ خاموشی سے آتے اور خاموشی سے ہی چلے جانے کو بہترین "ایٹیکیٹ" سمجھتے ہیں۔ خیر یہ جملہ معترضہ تھا۔ میٹنگ میں تقریریں ہوئیں۔ حاضرین کی تعداد حوصلہ شکن تھی۔ میٹنگ ختم ہونے پر میں نے سٹیشن کا رُخ کیا اور وہاں سے اقبال صاحب کو ملنے کے لئے پھر مانچسٹر چلا گیا۔

## ایک گرجا گھر میں لیکچر

۱۲ جنوری کو ڈوگرین لندن کے گرجا گھر میں اسلام پر لیکچر کے لئے بلایا گیا۔ پچاس کے قریب کیتھولک اور پروٹسٹنٹ جمع تھے۔ لیکچر کے بعد اچھی خاصی گہما گہمی رہی، سوالات کا تانتا بندھا رہا۔ اگر واپس ووکنگ نہ پہنچنا ہوتا تو یہ سلسلہ دیر تک جاری رہتا۔

۲۴ جنوری کو ورلڈ کانگریس آف فیتھس کی سالانہ میٹنگ تھی اس میں شرکت ضروری تھی۔ اسی دن دوپہر کو مسز صیدل کینیڈا کے لئے روانہ ہو گئیں۔

## تقریب شادی

اسی دن مسٹر فاروق عبداللہ نے اپنی شادی کے سلسلہ میں ایک چھوٹی سی تقریب ووکنگ میں منعقد کی شام کو ساڑھے نو بجے گھر واپس پہنچا

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۸ر فروری ۱۹۷۰ء

# مکہ میں اخوتِ اسلامی اور بین الاقوامی اتحاد کا عملی مظاہرہ

اسلام نے اخوتِ اسلامی اور بین الاقوامی اتحاد کی جو تعلیم دنیا کو دی ہے، اس کا دلنشین عملی مظاہرہ ہر سال اس وادیٔ غیر ذی زرع میں دیکھنے میں آتا ہے جہاں کسی قسم کا سامانِ کشش موجود نہ ہونے کے باوجود دنیا کے چاروں کناروں سے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پڑھنے والے امیر اور غریب، علماء و فضلاء اور جاہل و نادان، جوق در جوق پہنچتے اور بلا امتیاز ایک دوسرے کے ہم آواز ہو کر لبیک اللّٰھم لبیک لا شریک لک لبیک کہتے ہوئے اس میدان میں جمع ہوتے ہیں جس کو عرفات (شناخت الٰہی) کا نام دیا گیا ہے، فی الواقع وہ جگہ اللہ تعالیٰ کے عرفان اور شناخت کا حقیقی مقام ہے جہاں تمام قسم کے قومی اور رتبہ و فضیلت کے امتیازات مٹ جاتے اور مختلف اقوام، رجاہ و مرتبہ کے لوگ ایک ہی لباس میں خدائے واحد کے حضور حاضر ہو کر مساواتِ انسانی کا عملی نقشہ پیش کرتے اور دنیا کو یہ سبق دیتے ہیں کہ رنگ و نسل اور جاہ و مرتبہ کے امتیازات خدا تعالیٰ کی جناب میں کوئی وقعت نہیں رکھتے، اس کے نزدیک تمام انسان یکسانیت، مساوات اور وحدت کا رنگ رکھتے ہیں جس طرح خدائے تعالیٰ واحد ہے، انسانیت بھی ایک ہے، قوموں کا ایک دوسرے کو حقارت کی نظر سے دیکھنا، ایک دوسرے پر چڑھائی کرنا، افراد کی باہمی چپقلش یا جاہ و مرتبہ کی فوقیت خدا تعالیٰ کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی، اس کے حضور اگر کوئی چیز کارآمد ہے تو وہ اس کا تقویٰ اسکے آگے گرنا اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور نیکی کا برتاؤ کرنا ہے، انّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم۔ اللہ کے نزدیک صاحب اکرام وہی شخص اور وہی قوم ہو سکتی ہے جو نیکیوں اور تقوےٰ میں سب سے بڑھ کر ہو

یہ وہ سبق ہے جو حج کے موقعہ پر عملی طور پر سکھایا جاتا ہے، اور اسلام کا یہ کمال ہے کہ اس نے وحدت نسلِ انسانی کی تعلیم دنیا کو دی ہے۔ اخوت و مساوات کا جو سبق پڑھایا ہے، اس کو حج کے موقعہ پر عملی رنگ میں دکھا کر دنیا کو یک کرنا چاہتا ہے، کس قدر دلنشین نظارہ ہے کہ مختلف رنگوں مختلف قوموں اور مختلف جاہ و مرتبہ اور مختلف نظریات و عقائد رکھنے والے لوگ ایک ہی لباس میں اکٹھے ہو کر لبیک اللّٰھم لبیک کہتے ہوئے توحیدِ الٰہی کا اقرار اور وحدتِ نسلِ انسانی کا نقشہ پیش کرتے ہیں، کاش یہ نظارہ اور یہ سبق مسلمانوں کی عام زندگی میں بھی دکھائی دے اور وہ ایک دوسرے کو بھائی بھائی سمجھتے ہوئے اتحاد و اتفاق کے ساتھ زندگی بسر کریں کہ یہی وہ سبق ہے جو حج کے موقعہ پر انہیں ملتا ہے اور پتہ لگتا ہے کہ صرف کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ہی ایک مسلمان کا امتیازی نشان ہے، جس کے ہوتے ہوئے دین کی تفصیلات میں فروعی اختلافات پر ایک دوسرے کو کافر قرار دینا کسی طرح جائز نہیں، کیا حج کے موقعہ پر فروعی اختلافات کا کوئی اثر دکھائی دیتا ہے؟ کیا اس موقعہ پر سنّی و حنفی، اہلِ حدیث اور اہلِ قرآن، دیوبندی اور بریلوی، احمدی و غیر احمدی کی کوئی تمیز پائی جاتی ہے؟ کیا یہ سب کے سب فرقے بلا امتیاز خیالات و نظریات کلمہ واحد لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پر وہاں اکٹھے نہیں ہو جاتے؟ پھر کیوں عام زندگی میں یہی کلمہ طیبہ اتحاد و اتفاق کا ذریعہ یا مسلمان کا نشان نہیں سمجھا جاتا، اور فروعی اختلافات پر کفر کے فتوے صادر کر کے عملاً اس کلمہ کی تکذیب اور حج کو ناکارہ قرار دے دیا جاتا ہے، افسوس ہے کہ وہ چیز جو تمام دنیا کو متحد کرنے اور خدائے واحد کے آگے جھکانے کا موجب ہو سکتی ہے اور جس میں اسلام کا حقیقی کمال ہے اس کو آج ہم اپنی کرتوتوں سے غلط قرار دے رہے ہیں، اس سے بڑھ کر مسلمان کی غلط روی اور حق ناشناسی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے،

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر جو وصیت قوم کو کی، اسی کو اگر مسلمان اپنا نصب العین بنا لیں تو تمام باہمی آویزشیں ختم ہو سکتی ہیں، حضور صلعم نے فرمایا ترکت فیکم اثنین کتاب اللّٰہ وسنّتی میں دو چیزیں تمہارے لئے پیچھے چھوڑتا ہوں، کتاب الٰہی یعنی قرآن کریم اور میرا عملی نمونہ، یہی دو چیزیں ہیں، جن پر عمل پیرا ہو کر کامیابی کی زندگی میسر آ سکتی ہے، قرآن کریم ہی ایک کتاب ہے جو دنیا کو وحدت اور اتحاد کا سبق سکھاتی ہے، دوسری آسمانی کتابوں میں وحدت و اتحاد کا نہیں قومی تفریقات کا سبق دیا گیا ہے، توریت کا حکم ہے کہ بنی اسرائیل کے سوائے دوسری تمام اقوام راندۂ درگاہ الٰہی ہیں۔ انجیل کا فرمان ہے کہ بچوں کی روٹی سؤروں کے آگے نہ پھینکو یعنے اسرائیلیوں کے سوائے دوسرے لوگ سؤر ہیں اور انجیل کی تعلیم ان کے لئے نہیں، ایسا ہی ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ وید کی سنرلی اگر شودر کے کان میں پڑ جائے تو سیسہ پگھلا کر اس کے کان میں ڈالا جائے۔ ان سب تعلیمات کے مقابلہ میں قرآن کریم کا ارشاد ہے یایّھا النّاس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً اے دنیا جہان کے لوگو میں تم سب کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں، اس پاک کتاب میں تمام اقوام کو رحمتِ الٰہی کا مورد قرار دیا گیا الحمد للّٰہ ربّ العالمین الرحمن الرحیم ۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ اسی رحمت و رافت اور تمام نسلِ انسانی کے ساتھ عملی ہمدردی کو پیش کرتا ہے، کاش مسلمان اس پاک کتاب اور اس مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو اپنا شعار بنا لیں تو ہر قسم کی مشکلات اور تشتت و افتراق سے نکل کر دنیا کے لئے رحمت بن جائیں۔

---

# عید الاضحےٰ اور قربانی

عید الاضحیٰ کا دن جو حج کا دوسرا دن ہے، اس قربانی کا اعلےٰ نمونہ پیش کرتا ہے، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب باری کے حکم سے اپنے پیارے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کی گردن پر چھری رکھ کر دکھایا اور اللہ تعالےٰ نے اس کی یاد میں حیوانی قربانی کا سلسلہ قائم کر کے یہ سبق دیا کہ حق کی تائید کے لئے اگر سب سے پیاری چیز کو بھی قربان کرنا پڑے تو اس سے دریغ نہ کیا جائے، یہ قربانی کا دن عید کا حکم رکھتا ہے، اسی لئے اس کا نام عید الاضحیٰ رکھا گیا، اس دن دو رکعت اجتماعی نماز اور خطبہ کے بعد جو قربانی دی جاتی ہے وہ ہر مسلمان کو راہ حق میں اپنی جان و مال فدا کرنے کا سبق دیتی ہے کاش مسلمان اس سے حقیقی سبق حاصل کر کے دین کے لئے حسب ضرورت مالی جانی قربانی دینا اپنا شعار بنا لیں اور جانوروں کے ذبیحہ کو نری رسم اور کھانے پینے کا سامان ہی نہ سمجھیں۔

---

# اخبار احمدیہ

## ایک اور قومی نقصان

## خواجہ صلاح الدین محمود کا انتقال

——— یہ افسوسناک خبر جماعت احمدیہ کے تمام حلقوں میں نہایت رنج و اندوہ کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم مغفور کے منجھلے صاحبزادے خواجہ صلاح الدین محمود کا ۱۲ر فروری کو کراچی میں دل فیل ہو جانے سے انتقال ہو گیا ہے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم جماعت کے ان سرگرم اصحاب میں سے تھے، جنہیں سلسلہ عالیہ کی بہبودی اور اشاعت اسلام سے گہری دلچسپی تھی۔ بالخصوص اپنے والد محترم کے قائم کردہ ووکنگ مسلم مشن کو جاری رکھنے کے لئے مسجد ووکنگ کے دوبارہ حصول کی زبردست جد و جہد کر رہے تھے، اس لحاظ سے ان کی وفات بہت بڑا قومی نقصان ہے، جس کی تلافی بظاہر حالات مشکل نظر آتی ہے۔

ہم اس صدمہ میں نہ صرف مرحوم کے پسماندگان بلکہ تمام قوم کے ساتھ اظہار تعزیت کرتے ہوئے دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اعلےٰ علیین میں جگہ دے۔

گذشتہ جمعہ مورخہ ۱۳ر فروری کو حضرت امیر ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں اس حادثہ کا ذکر کیا اور بعد نماز جنازہ غائبانہ پڑھائی۔ تمام بیرونی دوستوں اور جماعتوں سے بھی جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

## جماعت لاہور کا لوکل فنڈ

——— مقامی جماعت لاہور نے ایک لوکل فنڈ قائم کیا ہے جس کا سالانہ بجٹ بارہ ہزار روپیہ مقرر ہوا ہے۔ اخراجات میں مندرجہ ذیل مدات شامل ہیں:۔

(۱) تین وظائف یکصد روپیہ فی کس ذہین اور کم استطاعت والے طلباء کو بطور قرضہ حسنہ دینا جو پوسٹ گریجوایٹ یا پروفیشنل کالجوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں۔

(۲) جماعت کی یتیم اور نادار لڑکیوں کی شادی کے اخراجات جماعت کی بیواؤں اور یتامیٰ کی مالی امداد اور امداد مستحقین جماعت بصورت اشیاء خوردنی بر موقعہ ماہ رمضان و عیدین۔

(۳) بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام۔

(۴) ماہوار اجتماعات

محترم میاں فضل احمد صاحب صدر مقامی جماعت لاہور نے جو اس فنڈ کو قائم کرنے کے محرک ہیں مبلغ پانصد روپیہ ماہوار ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے بلکہ اس سال کے بقیہ آٹھ ماہ کی موعودہ رقم چار ہزار روپیہ ادا بھی کر دیا ہے۔

محترم ایم ایس با قر بار ایٹ لا بہت ہی پرخلوص نوجوان

# امریکہ میں تبلیغ اسلام

## دو پروفیسروں کا قبول اسلام

خداوند کریم کے فضل و کرم سے اس سال رواں کی ابتداء دو پروفیسروں کے قبول اسلام سے ہوئی ہے۔ ایک پروفیسر کا نام DR. JENSEN ہے۔ جو SAN JOSE STATE COLLEGE میں لیکچرار تھے۔ لیکن اس سال ان کی تعیناتی ٹیکساس کی ایک یونیورسٹی میں ہوگئی ہے۔ انہوں نے خاکسار کے مکان پر آکر اسلام قبول کیا ہے۔

دوسرے پروفیسر ڈاکٹر وارن WARREN ہیں۔ جو سان فرانسسکو سے چالیس میل کے فاصلے پر HAYWARD ہیوڈ سٹیٹ کالج STATE COLLEGE میں فزکس اور کیمسٹری کی تعلیم دیتے ہیں۔ انہوں نے قبولیت اسلام کا ارادہ دو تین ہفتہ قبل کر لیا تھا اور اپنے مکان واقعہ FAIR FAX میں (جو سان فرانسسکو سے ۳۰ میل کے فاصلے پر ہے) ایک دعوت کا انتظام گذشتہ اتوار کر رکھا تھا۔ تاکہ وہ اسلام کی قبولیت کا اعلان اپنے مخصوص احباب کے سامنے کریں۔ چنانچہ ڈاکٹر وارن ۳ بجے شام خاکسار کو اور اہلیہ صاحبہ کو اپنے مکان پر اپنی موٹر میں لے گئے۔ جہاں تیس کے قریب ان کے احباب انتظار کر رہے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کے مکان پر پہنچکر خاکسار نے کلمہ طیبہ کی فلاسفی پر تقریباً بیس منٹ تقریر کی۔ اس کے بعد ڈاکٹر وارن اور ان کی بیگم صاحبہ نے اسلام قبول کیا۔ قبولیت اسلام کے بعد ان کے مسلم اور غیر مسلم دوستوں نے ان سے معانقہ کیا اور ان دونوں کو مبارک باد دی۔ واپسی پر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ انہوں نے دانستہ اپنے غیر مسلم دوستوں کو اس موقعہ پر دعوت دی ہوئی تھی تاکہ وہ معلوم کریں کہ ان کے اسلام میں داخل ہونے سے ان کے دلوں پر کیا اثر پڑتا ہے۔ ان کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ کسی دوست نے اس کو برا نہیں منایا۔ ڈاکٹر وارن ایک سوسائٹی کے ممبر ہیں جس کا نام SUBUD ہے۔ اس سوسائٹی میں ہر مذہب و ملت کے لوگ شامل ہو سکتے ہیں۔ اور وہ اپنے اپنے مذہب پر قائم رہ سکتے ہیں اس سوسائٹی کے روح رواں مسٹر محمد صبوح ہیں جو انڈونیشیا میں رہتے ہیں۔ مسٹر محمد صبوح کے مریدوں میں سے تقریباً بیس اشخاص گذشتہ دو سالوں کے دوران میں خاکسار کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکے ہیں۔ ان کے غیر مسلم مریدوں کا رجحان اسلام کی طرف آہستہ آہستہ ہو رہا ہے۔ اس رمضان شریف کے ماہ میں ان کے کئی ایک مرید جو مسلمان ہو چکے ہیں۔ انڈونیشیا گئے تاکہ وہ روزے وہاں جاکر رکھیں۔ ان کی قربانی اور اخلاص کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔

اگلے روز بروز سنیچر (۲۴ر جنوری) دو شادیاں ہوئی ہیں۔ ایک ۳ بجے سہ پہر اور دوسری ۵ بجے شام ایک شادی گرجا گھر میں یہاں سے ۳۰ میل دور سٹوڈنٹ کے دو غیر مسلم ممبرن کے درمیان ہونا تھی۔ جو اسلامی طریق پر ہوئی۔ دوسری شادی ایک اور شہر میں ہوئی جو ۸۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ شادی ایک ایرانی طالب علم کی ایک ایرانی لڑکی سے ہوئی دونوں کا اصرار یہی تھا کہ میں ہی نکاح کی رسم ادا کروں۔ ان دونوں شادیوں کے اوقات ایک ہی تھے۔ لیکن میری مجبوری کی وجہ سے ان کو پہلی شادی کا وقت ۳ بجے کرنا پڑا۔

خاکسار نے ٹرینیڈاڈ میں اسلامی کانفرنس میں شمولیت کی تیاری اس ماہ میں کر لی تھی۔ لیکن معلوم ہوا کہ جناب میاں شیخ فاروق احمد صاحب کی درخواست پر یہ کانفرنس ماہ مارچ کیلئے ملتوی ہوگئی ہے۔ خداوند کریم کا شکر ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ ہمارے بیرونی ممالک کے مشن چند مشکلات کا شکار ہو گئے ہیں ویسٹ انڈیز کی جماعتوں میں خاص بیداری پیدا ہوگئی ہے۔ اور انہوں نے حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب کو اپنی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی ہے۔

### گرجا گھر میں اسلامی نکاح خوانی

اسی روز جس دن ڈاکٹر وارن نے اسلام [illegible] HAYWARD شہر کے ایک میتھوڈسٹ چرچ (METHODIST) میں ہوئی تھی۔ لڑکی والوں کی طرف سے یہ اصرار تھا کہ نکاح پادری صاحب پڑھائیں لیکن دولہا کی یہ خواہش تھی کہ نکاح اسلامی طریق سے ہو۔ خواہ چرچ میں کیوں نہ ہو۔ آخر فیصلہ یہ ہوا کہ پہلے پادری صاحب نکاح خوانی کی رسم ادا کریں۔ اس کے بعد خاکسار اسلامی طریق پر نکاح پڑھائے۔ ایک دن قبل مجھے بلایا گیا کہ سب پروگرام کی تکمیل ہو جائے۔ یہ میرا پہلا تجربہ تھا۔ میں یہ دیکھکر حیران رہ گیا کہ نکاح کے سلسلہ میں پادری صاحب کو کس قدر زحمت اٹھانی پڑتی ہے۔ اور ساتھ ہی شادی کرنے والے کو کن رسومات سے گذرنا پڑتا ہے۔

پادری صاحب نے نکاح خوانی کی ابتدا کرنی تھی مگر وہ چاہتے تھے کہ وہی دولہا اور دلہن کو انگوٹھی پہنادیں اور اعلان کر دیں کہ ان کی شادی مکمل ہو چکی ہے۔ دولہا نے دلہن کو کہا کہ جب اسلامی رسم سے نکاح ہوتا ہے تو انگوٹھی پہنانے کا حق ہمارے قاضی کو ہونا چاہیئے۔ دلہن نے فوراً پادری صاحب سے احتجاج کی اور پادری صاحب اس پر راضی ہو گئے۔

پادری صاحب نے تو پانچ منٹ کے اندر رسم نکاح ختم کر لی۔ لیکن میں نے پادری صاحب کو بتایا ہوا تھا کہ اسلامی رسوم کے بموجب ایجاب و قبول سے قبل خطبہ نکاح پڑھا جاتا ہے اور اس پر چند منٹ لگ جاتے ہیں، خاکسار نے اپنے خطبہ نکاح میں شادی کی اہمیت اسلامی نقطہ نگاہ سے اور عورت کے حقوق پر روشنی ڈالی۔ اور اپنی تقریر میں واضح کیا کہ مستورات کے حقیقی محسن حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ہیں جنہوں نے عورتوں کے حقوق آج سے چودہ سو سال قبل مقرر کئے۔ ایجاب و قبول کے بعد میں نے دولہا اور دلہن کو انگوٹھیاں پیش کیں۔ اور تکمیل رسم نکاح کا اعلان کیا۔

خدا کی شان عیسائی مہمانوں کی طرف سے خاکسار ہی کو خطبہ نکاح کے مؤثر ہونے کی داد ملنی شروع ہوگئی۔ ایک عرب نے (معلوم نہیں کہ وہ مسلمان تھے یا عیسائی) کہا کہ ہمارے ملک میں اس طرح خطبہ نہیں دیا جاتا، جس طرح آپ نے دیا ہے۔ وہاں تو نکاح دو منٹ میں پڑھا دیا جاتا ہے۔

میں نے کہا کہ میں نے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کو دیکھا ہے۔ نہ کہ کسی اسلامی ملک کے عمل کو۔ بعض اوقات ان عربوں کے اس قسم کے سوال و جواب میں کہہ دیتا ہوں: مشہور کہاوت یہ ہے کہ قرآن کریم کا نزول سعودی عرب میں ہوا۔ "مصریوں نے اس کی تلاوت کی اور ہندوستان میں اس کو سمجھا گیا" اس پر وہ ہنس پڑتے ہیں اور اپنی جہالت پر نادم ہوتے ہیں۔

---

## تبلیغی سرگرمیاں

(بسلسلہ صفحہ ۲)

تو ابھی پارٹی جاری تھی ان کی شادی ڈاکٹر حفظ اللہ شاہ صاحب کی چھوٹی صاحبزادی [illegible] سے ہوئی ہے خدا اس رشتہ کو جانبین کے لئے مبارک کرے۔ دلہن ابھی پاکستان ہی میں ہیں۔ جب دولہا دلہن مختلف ملکوں میں رہتے ہوں تو بذریعہ ڈاک یا ٹیلیفون شادیاں ہو جاتی ہیں۔ موجودہ حالات میں ان کا رواج بڑھتا جا رہا ہے۔ اپنی جان پہچان والوں میں ایسے رشتے ہوں تو کوئی الجھن پیدا نہیں ہوتی۔ ورنہ بعض اوقات بہت گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ ابھی پچھلے دنوں کی بات ہے دو دلہنیں لندن تشریف لائی ہیں۔ ان کے شوہر دولہا میاں ایرپورٹ پر موجود تھے۔ اپنی اپنی دلہن کو خوشی خوشی لے کر گھر چلے گئے۔ دوسرے دن صبح معلوم ہوا کہ غلطی سے دلہنوں کا تبادلہ ہو گیا ہے۔ دونوں شوہروں نے ایک دوسرے کو اس غلطی پر متنبہ کیا اور صورت حال کو درست کرنے کے لئے دلہنوں کا نئے سرے سے تبادلہ تجویز کیا۔ لیکن دلہنوں نے اس تجویز کو ماننے سے انکار کر دیا کہ جہاں "رام" نے بھیج دیا اب وہ وہیں رہیں گی۔ دونوں کی پھر سے نئے سرے سے شادی ہوئی۔

# اللہ تعالیٰ کی صفت السّلام کائنات میں امن و سلامتی کی موجب ہے

## تمام کائنات قوانین الٰہی کی پابند اور موجب امن و راحت ہے

## رسول کریم صلعم اوّل المسلمین اور قوانین الٰہیہ کے سب سے بڑھ کر پابند ہیں

**خطبہ جمعہ**
مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۷۰ء
فرمودہ
حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام
جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

هوالله الذی لا اله الا هو - علم الغیب والشهادة - هو الرحمٰن الرحیم - هوالله الذی لا اله الا هو - الملك القدوس السلٰم المؤمن المهیمن العزیز الجبار المتكبر - سبحان الله عما یشركون ــــــ (الحشر ۵۹: ۲۳) ــــــ

### اللہ تعالیٰ کی صفت السّلام اور اس کے معنے

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کا ذکر کیا گیا ہے میں ان صفات میں سے صرف ایک صفت السّلام کی طرف آپ کی خصوصی توجہ منعطف کرتا ہوں - اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو السّلام فرمایا - اس کے معنی ہیں سلامتی بخشنے والا - لفظ السّلام کے معنی سلامتی کے ہیں، اور اس کے معنی فرمانبرداری کے بھی ہیں -

### کائنات میں سلامتی اور امن کی ضمانت

اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی نام اس کائنات میں سماوی و ارضی سلامتی اور امن کی ضمانت ہے - اس سے کائنات میں سلامتی ہے وہ کیسے ؟ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کے لئے قوانین بنائے ہیں اور ان قوانین کو "سنۃ اللہ" فرمایا ہے - اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کے ہر طبقہ اور حصہ کے لئے اس کے حسب حال قوانین جاری کر رکھے ہیں جو اس کی سلامتی اور امن کے موجب ہیں

### سورج، قمر اور ستاروں میں سلامتی پیدا کرنے والے قوانین

اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے کہ میں نے اس کائنات میں امن پیدا کر رکھا ہے - فرمایا وله اسلم من فی السمٰوٰت والارض - جو کچھ اس کائنات میں ہے وہ سلامتی والے قوانین کی پابندی اور فرمانبرداری کر رہے ہیں - زمین و آسمان کے تمام طبقات اطاعت الٰہی اور اس کی فرمانبرداری میں مصروف ہیں - سورج اور قمر آسمان پر حسب حال قوانین کی پابندی کر رہے ہیں، ان کے اندر کوئی فہم اور ادراک نہیں تاہم وہ دنیا کی سلامتی کا منبع ہیں - ان کی وجہ سے دن رات پیدا ہوتے ہیں اور مختلف موسم ظہور میں آتے ہیں - ان کی وجہ سے دھوپ ہے روشنی ہے بارش ہے، اور ان کی وجہ سے بہاریں ہیں اور دنیا کی رونقیں ہیں - اور سورج اور چاند پر ہی موقوف نہیں فرمایا وله اسلم من فی السمٰوٰت والارض کائنات کی ہر چیز اطاعت شعار بھی ہے اور امن و سلامتی کا موجب بھی -

ستارے بھی دنیا کے لئے فوائد کا موجب ہیں فرمایا وبالنجم هم یهتدون ستاروں کی وجہ سے سمندر، ہوا، صحرا اور جنگل میں سفر کی آسانی پیدا ہوتی ہے ستارے تمہاری رہنمائی اور رہبری کا موجب ہیں -

معلوم ہوا کہ آسمان پر بھی اللہ تعالیٰ ہی کی حکومت ہے اور وہی سلامتی پیدا کرنے والا ہے - جس نے اپنا نام السّلام رکھا ہے اس کے بنائے ہوئے قوانین کی پابندی کے بغیر سلامتی پیدا نہیں ہو سکتی -

### کائنات ارضی میں زندگی پیدا کرنے والے قوانین

جہاں آسمان کے سیارے اور کواکب قوانین الٰہیہ کے پابند ہیں - وہاں زمین کی ہر قسم کی زندگی پابند قوانین ہے - نباتات کے لئے بھی قوانین ہیں جن کی پابندی کے بغیر زندگی اور پیدائش نہیں ہو سکتی اور نہ زندگی کے سامان میسر آسکتے ہیں -

سری نگر کے قریب ایک جگہ ہے - وہاں زعفران پیدا ہوتا ہے - میں وہاں سے زعفران کی ایک گھنڈی لایا اور یہاں ایک گملے میں لگائی - تھوڑا سا پودا پھوٹا اور ذرا سی کلی نکلی لیکن وہ مرجھا گیا - جانبر نہ ہو سکا - اس لئے کہ یہاں کا موسم اور آب و ہوا اس کے موافق نہ تھی اس کے لئے کشمیر کی ہی وادی اور وہیں کا موسم ہی سازگار ہے، تو ہر چیز کے لئے قوانین ہیں - جب تک ان قوانین پر عمل درآمد نہ کیا جائے کوئی چیز پیدا نہیں ہو سکتی - جیسے زمین و آسمان کے اندر قوانین ہیں - نباتات - کیڑے مکوڑوں، پرندوں اور مچھلیوں کے لئے بھی قوانین ہیں -

### انسانوں میں قوانین الٰہی کی فرمانبرداری سے امن و سلامتی

ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اپنے نبیوںؑ اور رسولوںؑ کو اسلام سکھایا ہے - ایک عظیم الشان نبی وہ ہے جس کو یہودی اور نصرانی اور مسلمان تینوں قومیں اپنا باپ سمجھتی ہیں - اس نبی کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اسلم قال اسلمت لرب العالمین - اطاعت و فرمانبرداری کرو تو اس نبی نے جواب دیا کہ میں حاضر ہوں خدا کی فرمانبرداری کرنے کے لئے کیونکہ وہ ساری کائنات کے قیام کا بندوبست اور ربوبیت کرتا ہے - غرض اللہ تعالیٰ نے قوانین بنائے ہیں وہ امن و سلامتی کا باعث ہیں - چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا جہان کے لوگوں کو اسلام کے قریب لانے کے لئے فرمایا ان الدین عند الله الاسلام - اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا تجویز کردہ دین ہے - یہی دین نباتات، حیوانات جمادات اور انسانوں کا ہے - یہ دین فطرت ہے - یہی سب دنیا جہان کے انسانوں کے لئے ہے، کیونکہ اس میں امن و سلامتی والے قوانین ہیں جن پر عمل کر کے دنیا میں امن و سلامتی پیدا ہو سکتی ہے - یہی دین انسانی طبائع کے لئے موجب کشش ہے - اور یہی دین فطرت ہے -

### اسلام - تمام کائنات کا دین

تو اسلام ساری کائنات کا دین ہے جمادات میں بھی اللہ تعالیٰ نے قوانین رکھے ہیں - سورج اور قمر جمادات ہیں - ان کا نہ ارادہ اور نہ فہم نہیں ہے لیکن ان کی طبیعت کے اندر بھی قوانین کی پابندی رکھی ہے - فرمایا الشمس تجری لمستقر لها سورج کے طلوع و غروب کا وقت مقرر ہے یہ کبھی لیٹ نہیں ہوتا - والقمر قدرنٰه منازل چاند بھی مقررہ منازل پر چکر لگاتا رہتا ہے اسی میں برکات ہیں - کائنات کا تجربہ ہے کہ قوانین کی پابندی سے برکت پیدا ہوتی ہے -

### حضرت نبی کریم صلعم اوّل المسلمین کا نمونہ

اسی طرح انسانیت کا تجربہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوانین الٰہی کی فرمانبرداری کی تو انہوں نے عظمت و شرف پایا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی - فرمایا : انا اوّل المسلمین - میں سب سے بڑھ کر

احکاماتِ الٰہی کی فرمانبرداری اور پابندی کرنے والا ہوں ۔ اسی وجہ سے آپؐ دنیا جہان کے لئے نمونہ ہیں ۔

## حضرت نبی کریم صلعم اور صحابہ کا جذبۂ ایثار

جہاد کا حکم ہوا تو اپنے آپؐ کو اور اپنے عزیز و اقارب کو میدانِ جنگ میں لا کھڑا کیا۔ حضرت حمزہؓ شہید ہوئے ۔ حضرت جعفرؓ شہید ہوئے، حضرت علی رضؓ کو خطرناک طور پر زخم آئے ۔ اپنے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لودِدتُ ان اقتل فی سبیل اللّٰہ ۔ میرے دل میں جذبہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان نثار کر دوں۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے حضرت جعفرؓ کے ناک کان کاٹ کر گلے کا ہار بنایا ۔ حضور نبی کریم صلعم کو بڑا دُکھ ہوا ۔ جعفر رضؓ کی بہن صفیہؓ یہ سُن کر بے قرار ہو گئیں ۔ ان کو دیکھنے کے لئے اُٹھ دوڑیں ۔ بہن اپنے ویر کے دُکھ تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتی اس کے لئے تلملا اُٹھتی ہے ۔ عورت زاد ہو کر اپنے بھائی کے دیکھنے کے لئے میدانِ جنگ کی طرف جاتی ہیں۔ حضور صلعم نے فرمایا زبیر یہ دیکھنا وہ لاش کو دیکھ نہ پائے وہ برداشت نہ کر سکیں گی ۔ صفیہؓ کے کان میں یہ بات پڑ گئی ۔ کہنے لگی کہ میں نے سُن لیا ہے جو کچھ اس کے ساتھ ہوا ہے ۔ انی اعلم ما فعل بہ ۔ یہ تو اللہ کے رستہ میں ادنیٰ سی بات ہے ۔ یہ عورتیں اور یہ مرد حضور صلعم نے پیدا کئے ہیں ۔

## سب مسلمانوں کو پُوری فرمانبرداری کا حکم

تو حضور نبی کریم صلعم نے اسلام کا یہ نمونہ دکھایا کہ ہر بات میں اللہ تعالیٰ کی پُوری پُوری فرمانبرداری اختیار کی ۔ اور صحابہ کرامؓ نے بھی فرمانبرداری اختیار کی ۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ادخلوا فی السلم کافۃ تم پوری کی پُوری فرمانبرداری اختیار کرلو ۔ یہ سبق بہت مشکل ہے ۔ حضور نبی کریم صلعم نے بھی اس پر عمل کر کے دکھلایا ۔ اور حضور صلعم کی تم نے فرمانبرداری کر کے دکھلائی ۔ کاش! آج مسلمان اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اختیار کریں ۔ اللہ تعالیٰ ہماری عبادت کا محتاج نہیں وہ ہماری اپنی بھلائی کے لئے کہتا ہے ۔ ہمارا اپنا مشاہدہ ہے کہ پابندی سے برکات پیدا ہوتی ہیں ۔ اسی لئے فرمایا ادخلوا فی السلم کافۃ ۔ کافۃ کے دو معنی ہیں ۔ ایک تو یہ کہ تم سارے کے سارے مل کر جماعت کے رنگ میں فرمانبرداری اختیار کرو (اس سے برکات نازل ہوتی ہیں) دوسرے یہ کہ تم پوری پوری فرمانبرداری اختیار کرو ۔

## مسلمان کا وجود سلامتی اور امن کا موجب ہونا چاہیئے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں السّلام ہوں سلامتی کی ضمانت دیتا ہوں ۔ اپنے آپ کو جہاں السّلام فرمایا وہاں اپنی ایک صفت المؤمن بھی بتائی یعنے اس کی ذات امن پیدا کرنے کا موجب ہے ۔ اسی لئے مسلمان کو مسلم بھی کہا اور مؤمن بھی ۔ کہ تمہارا اپنا وجود سلامتی کا موجب اور امن کا باعث ہو ۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمام مسلمان مُسلم اور مؤمن کی صفات سے رنگین ہو جائیں ۔ میری صفات ان میں جلوہ گر ہو جائیں اور ان کی فرمانبرداری اور اطاعت میں میری صفات کا رنگ نظر آئے ۔

## زمین و آسمان کی تمام قوتوں کا فیضان سب اقوام کے لئے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی صفت السّلام کے رنگ میں رنگین تھے چنانچہ انہوں نے اقوامِ عالم میں سلامتی پیدا کرنے کے لئے فرمایا خدا ربّ العالمین ہے یعنی وہ سب قوموں پر اپنی برکات نازل فرماتا ہے ۔ آسمان و زمین کی تمام قوتیں تمام کی تمام اقوام کو نفیصان پہنچا رہی ہیں ۔ اسی طرح تمام اقوام پر روحانی فیض بھی نازل ہوتے رہے ہیں ۔ سب قوموں میں انبیاء مبعوث ہوتے رہے ہیں ۔ قومیں ان کی تعلیمات سے فیض یاب ہوئیں ۔ یہ وہ تعلیم ہے جس کی برکت سے سب قوموں میں وحدت اور سلامتی کا رستہ پیدا ہو سکتا ہے اسی وجہ سے حضورؐ رحمۃٌ للعالمین ہیں ۔

---

# خُطبۂ ثانی

## بیماروں کے لئے دُعا

کچھ دوست مشکلات میں مبتلا ہیں اور کچھ بیمار ہیں ۔ ڈاکٹر محمود احمد صاحب داؤدزئی جو احمدیہ بلڈنگس میں مقیم ہیں وہ عاجز ہو گئے ہیں چاہیئے کہ جماعت ان سب کے لئے دُعا کرے ایک اور دوست عبدالکریم لنگڑیال بڑے مخلص ہیں ۔ ان کی اولاد بھی بڑی نیک ہے وہ بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے بھی دعا کریں ۔

(دُعا کی گئی) ۲۴ ۔

---

# حضرت نبی کریم صلعم اور خلفائے راشدین کی درویشانہ زندگی اور ہمارے لیڈروں اور حکام کی طرزِ معاشرت

مکرمی ایڈیٹر صاحب السلام علیکم

آج رات کو میں نے اپنے دادا جی کا مضمون نظام معاشیات کی بنا پڑھا ۔ معاً خیال پیدا ہوا کہ جو آیات دادا جی (چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ) نے بیان کی ہیں ان کا خود نبی کریم صلعم اور ان کے صحابہؓ پر کیا اثر ہوتا تھا ۔ تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ حضورؐ کے ساتھ کام کرنے والے اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرتے تھے ۔ وہ رات کے نمازی اور دن کے غازی تھے اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنی جدّوجہد سے اپنا معاش بھی تلاش کر لیتے تھے وہ اپنے ہاتھ سے محنت مزدوری کرنے کو عیب نہ سمجھتے تھے اور تجارت کا پیشہ اختیار کر کے دولت بھی کما لیتے تھے مگر دولت کی محبت سے اُن کے قلوب یکسر خالی تھے جو کماتے تھے خدا کے رستے میں خرچ کر دیتے تھے ۔ جنگ کے تمام مصارف یہ لوگ اپنی کمائی سے مہیا کر دیتے تھے جب فتوحات کے بعد ملک عرب سارے کا سارا زیرنگیں آگیا اور عراق و شام وغیرہ ممالک تک اسلامی سلطنت کی حدود جا پہنچیں اور بے حساب مالِ غنیمت مدینہ پہنچنے لگا تو حضور علیہ السلام اور آپؐ کے اصحابؓ کی کیا حالت تھی کیا حضورؐ کا مسکن جو کچی مٹی سے بنا ہوا ایک جھونپڑا تھا محل میں تبدیل ہو گیا تھا ؟ کیا حضورؐ کی خوراک کھجوروں اور ستوؤں کے سوا کچھ اور ہو گئی تھی یا وہی خوراک کو حضورؐ آج کل کے فائیو سٹار ہوٹلوں میں تیار کئے ہوئے کھانوں سے زیادہ لذت سے خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے کھا لیتے تھے اور کیا حضورؐ کے پاس عرب کے ایک اوسط درجہ کے بدو سے زیادہ شاندار تھا ۔ کیا مسجد نبویؐ میں جہاں سے بین الاقوامی قوانین تک کا اعلان ہو رہا تھا کوئی قانون ساز اسمبلی کی فلک بوس عمارت تیار ہو چکی تھی اور جہاں آج کی سپریم کورٹ کے کئے ہوئے فیصلوں سے بہت اہم اور شاندار فیصلے ہو رہے تھے کوئی اس نوعیت کی عدلیہ کی شایان شان بلڈنگ وجود میں آگئی تھی یا ایسا تھا کہ یہ شہنشاہِ دو عالم وہی بوریا نشین درویش تھا جو مکہ کی گلیوں میں عوام کے پاس جا جا کر اعلان حق کرتا تھا ۔ جب مال غنیمت کثرت سے جمع ہوتا تھا تو کیا آجکل کے حکام کی طرح اس میں سے بہترین اشیاء اپنے لئے مختص کر لیتا تھا یا اس تمام مال کو تقسیم کرنے کے بعد اپنا دامن جھاڑ کر خالی ہاتھ گھر چلا جاتا تھا ۔

جب حضور صلعم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سریرآرائے سلطنت ہوئے تو کیا کوئی شاہی دربار ترتیب دے دیا گیا یا اپنے لئے انہوں نے کوئی حضورؐ کی جھونپڑی سے زیادہ شاندار محل تیار کرا لیا تھا ۔ کیا آپؐ کے مطبخ میں اعلیٰ قسم کے کھانے تیار ہونے لگ گئے تھے یا اس شہنشاہ کے لئے بھی وہی کھجوریں اور وہی ستو کھانے کے لئے مہیا تھے جو ان کے آقا صلعم کی غذا تھی ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے بعد جب حضرت عمر بن خطاب امیر المومنین ہوئے اور اسلامی حکومت کی حدود نے ایمپائر کی شکل اختیار کر لی تو کیا حضرت عمرؓ نے ریشم و حریر کا لباس زیب تن کرنا شروع کیا تھا ، یا ان کے جسم پر وہی گودڑی تھی جس کو کئی پیوند لگے ہوئے تھے اور مسجد کے صحن میں چٹائی ہی پر آرام فرما لیتے تھے اسی طرح باقی صحابہ رضؓ کی زندگیوں کا حال تھا در حقیقت یہ تھی

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۲)

---

۲۴

## خواجہ صلاح الدین محمود کی وفات اور جنازہ غائبانہ

ایک تکلیف دہ خبر سناتا ہوں ۔ مجھے اس سے بڑا دُکھ ہوا ہے ۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے صاحبزادے خواجہ صلاح الدین محمود کا انتقال کراچی میں ہو گیا ہے اناللہ وانا الیہ راجعون ۔ ان کے بزرگوار والد مرحوم کی لاجواب خدمات اسلام ہیں ۔ ۱۹۱۲ء میں انہوں نے سب سے پہلے یورپ میں فتح اسلام کا جھنڈا گاڑا ۔ اور ایک کرشمہ کر کے دکھلا دیا ۔ اس وقت مسلمان خیال ہی نہیں کر سکتا تھا کہ یورپ کے حاکم لوگوں کو محکوم مسلمان ، مسلمان بنا سکتے ہیں ۔ ان کے فرزند خواجہ محمود احمد صاحب نے دوسری جنگ عظیم کے موقعہ پر مسجد کے دروازے کھلے رکھے اور بڑی ہمت سے کام لیا یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان کے اندر اللہ تعالیٰ نے جذبۂ ایمان ودیعت کیا ہوا تھا وہ آج باسٹھ سال کی عمر میں جوانی کی موت مر گئے یہ عمر کوئی زیادہ نہیں ہے ۔ وہ بڑے لائق فائق زیرک اور دانا شخص تھے ان کی وفات سے ہمیں بہت افسوس ہوا ہے ۔ اور جماعت کو نقصان پہنچا ہے ۔ (نماز جمعہ کے بعد ان کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا) ۔

جناب شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ انگلستان

# پیغامِ احمدیت

## کتاب "قادیانی مذہب" کی فصل دوسری کے اعتراضات پر تبصرہ

((۱۳))

## مؤلف کی ہوشیاری - ایک ہی حوالہ کو تقسیم کر کے مختلف سرخیوں کے ماتحت اپنی مطلب براری کے لئے پیش کرنا

امید ہے اب تک قارئین مؤلف "قادیانی مذہب" کے انداز بیان سے کما حقہٗ واقف ہو چکے ہوں گے۔ اس کتاب کے ہر باب میں مصنف نے نت نئے گل کھلائے ہیں۔ اس فصل کا بیشتر حصہ مسائل نبوت پر مشتمل ہے حوالہ جات کی ترتیب میں اس امر کا خاص خیال رکھا ہے کہ حقائق مسخ ہو جائیں۔ لیکن حوالہ جات کی بھرمار سے پڑھنے والے پر یہ اثر پڑے کہ مصنف نے بڑی جان ماری سے یہ سب مضمون تیار کیا ہے۔ اب ان کے عنوانات یا اعتراضات پر علیحدہ علیحدہ تبصرہ ملاحظہ ہو۔

### نبوّت کی تمہید

**(۱) نبی رسول - فصل دوسری ص ۱۴۲**

"انبیاء اس لئے آتے ہیں تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرا دیں اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام کو لادیں۔ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم ص ۲۲)۔

جو شخص نبوت کا دعوےٰ کرے گا اس دعوے میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے نیز خلق اللہ کو وہ کلام سناوے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک اُمت بناوے جو اس کو نبی سمجھتی ہو اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہو۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۴ ۲۶ر فروری ۱۸۹۳ء)

یہ حوالہ جات بالترتیب اخبار الحکم ۱۵ر جون ۱۹۰۳ء ..... دعویٰ نبوت میں تدریجی دور کا آغاز ہی سنہ حوالہ جات سے کیا ہے۔ جو بات آپ نے دور اوّل میں کہی وہی دورِ آخر میں بیان فرمائی نہ حضرت مرزا صاحب نیا دین لائے۔ نہ انہوں نے نیا قبلہ مقرر کیا نہ کسی حکم کو منسوخ کیا۔ نہ نئی اُمت بنائی نہ نئی کتاب ان پر نازل ہوئی ان کی بعثت کی غرض تو تجدید و اشاعت دین تھی اگر کوئی شخص اس کے علاوہ کوئی بات ان کی طرف منسوب کرتا ہے تو اس کے مفتری ہونے میں شک نہیں۔

**(۲) ختم نبوّت پر ایمان و اصرار۔**

فصل دوم - صفحہ ۱۴۲ - ۱۴۶۔

برقی صاحب نے ختم نبوّت پر ایمان و اصرار کے سلسلہ میں انیس حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ ان میں سے نو حوالہ جات میں اس امر کا بصراحت ذکر ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد وحی نبوّت و رسالت بہ پیرایہ جبرئیل منقطع ہو چکی۔ (ملاحظہ ہوں حوالہ جات نمبر ۱-۳-۴-۵-۶-۷-۹-۱۲-۱۸) اس کے مقابل پر حضرت مرزا صاحب ہمیشہ یہی فرماتے رہے ہیں کہ ان کی وحی ولایت و محدثیت کی وحی ہے۔ صاحب انصاف پسند کے لئے تو یہ امر ہی کافی ہے کہ جو شخص وحی نبوّت کے حصول کا انکار کرتا ہے وہ نبوّت کا مدعی کیسے ہو سکتا ہے لیکن برقی صاحب اتنی سی بات تسلیم کر لیتے تو پھر احمدیت کے خلاف انسائیکلو پیڈیا کیسے تیار ہوتا۔

### مصنف "قادیانی مذہب" کی چالاکی

اس فصل میں آپ نے اپنی علمی تحقیق کا ایک اور کرشمہ بھی دکھایا ہے ان کی تالیف کا مقصد یہ بھی ہے کہ وہ قارئین کو اس امر کا یقین دلائیں کہ ایک دَور میں حضرت مرزا صاحب کو ختم نبوت پر ایمان و اصرار تھا۔ اور وہ اپنے آپ کو اولیاء کے گروہ کا فرد قرار دیتے تھے اس کے بعد ولایت کے مقام سے نبوّت کے نام تک ڈرتے ڈرتے ترقی کی۔ جب کسی نے ٹوکا تو فوراً معذرت پیش کر دی یا دستکش ہو گئے اسی طرح محدثیت سے نبوت تک ترقی کی اور ایک وقت آیا کہ نبوت کے ولولے میں جان پڑ گئی اور انہوں نے کھلم کھلا اپنے نبی ہونے کا اعلان کر دیا۔ (ق-م ص ۱۵۳)

قارئین کو خیال ہوگا کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوّت تک اس ترقی کا برقی صاحب نے بڑی محنت شاقہ سے سراغ لگایا ہوگا لیکن

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

جس نے ذرا غور سے بھی حضرت مرزا صاحب کی کتب کا مطالعہ کیا ہے اس پر یہ حقیقت بہت جلد منکشف ہو جائے گی کہ برقی صاحب کو حقائق سے واسطہ نہیں بلکہ اپنے نظریات سے ہے۔ اور ان کی مسلسل یہی کوشش ہے کہ حقائق ان کے نظریات کے تابع ہو جائیں۔ آئینہ کمالات اسلام، ازالہ اوہام اور حمامۃ البشریٰ سے جو جو حوالہ جات ان کو ختم نبوّت پر ایمان و اصرار کے سلسلہ میں ملے انہوں نے اعتراضات نمبر ۲ کے تحت درج کر دیئے۔ (ق-م - ص ۱۴۲) لیکن انہی کتب سے دیگر حوالہ جات انہوں نے اعتراض نمبر ۵ "محدثیت سے نبوت تک ترقی" کے سلسلہ میں پیش کر دیئے (ق-م ص ۱۴۹) تاکہ دونوں طرف کا حساب برابر رہے۔ جدید تعلیم یافتہ طبقوں میں کسے اتنی فرصت ہے کہ وہ دیکھتا پھرے کہ ابھی تو اس کتاب سے ختم نبوّت کی حمایت میں حوالہ جات پیش ہو رہے تھے اور اب دوسرے عنوان کے ماتحت اسی کتاب سے اپنی نبوت تک ترقی یا اپنی نبوّت کی تشکیل (ق-م - ص ۱۶۵) کے سلسلے میں حوالے پیش کرنے شروع کر دیئے۔ جب ضرورت محسوس ہوئی دو چار صفحات میں سے چُن چُن کر عبارتیں اپنے حسب منشاء جدھر چاہیں "لڑھکا" دیں اور اعلان کر دیا کہ لیجئے جناب حضرت مرزا صاحب کی کتابوں میں تضاد و ابہام و التباس کا ثبوت مل گیا۔

### چالاکی پہ چالاکی

برقی صاحب کی علمی تحقیق کی کرشمہ سازیاں یہیں ختم نہیں ہو جاتیں۔ بعض اوقات وہ

### ایک ہی عبارت کو دو حصوں میں تقسیم کر کے مختلف موقعوں پر استعمال کرتے

ہیں۔ قارئین کو جنہیں جدید تعلیم یافتہ محقق پروفیسر محمد الیاس برنی سے کچھ حسن ظنی ہے اس بات کا شاید جلد یقین نہ آسکے۔ لیکن واقعات کی شہادت کو کیسے جھٹلایا جا سکتا ہے برنی صاحب بحث تو اس امر سے کر رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب بتدریج ولایت و محدثیت سے نبوّت کے نام اور مقام تک پہنچے۔ لیکن اس کے ثبوت کے لئے انہوں نے انجام آتھم ص ۲۷ حاشیہ (۲۲ر جنوری ۱۸۹۷ء) کی ایک ہی عبارت کو دو حصوں میں تقسیم کر کے مختلف عنوانات کے ماتحت درج فرمایا ہے۔ اوّل حصے کو ختم نبوّت پر ایمان و اصرار کے سلسلے میں (ق-م ص ۱۴۵) دوسرے حصے کو "ولایت کے مقام سے نبوّت کے نام تک ترقی" کے سلسلے میں (ق-م - ص ۱۴۸) اور پھر اسی دوسرے حصے کو نبوت سے معذرت کے سلسلے میں (ق-م - ص ۱۵۲) پیش کیا ہے ملاحظہ ہو۔

**ختم نبوّت پر ایمان و اصرار (ق-م صفحہ ۱۴۵)**

"کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت و نبوّت کا دعوےٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔" (انجام آتھم ص ۲۷ حاشیہ ۲۲ر جنوری ۱۸۹۷ء)

اور اس کے ساتھ ہی ملحقہ عبارت کو وہ دوسرے عنوان کے تحت پیش کرتے ہیں۔

**ولایت کے مقام سے نبوّت کے نام تک ترقی (ق-م - ص ۱۴۸)**

"صاحب انصاف کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوّت یا رسالت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ اور لُغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے۔" (انجام آتھم ص ۲۷ حاشیہ - ۲۲ر جنوری ۱۸۹۷ء)

اور جب نبوت سے معذرت کا سوال پیش ہوا تو پھر یہی حوالہ "صاحب انصاف کو یاد رکھنا چاہیئے ..... الخ دوبارہ درج فرما دیا (ق-م ص ۱۵۲)

مطلب یہ ہے کہ ایک ہی صفحہ پر بڑی شد و مد سے نبوت سے انکار بھی ہے اور اسی صفحہ میں نبوت کے نام تک ترقی بھی ہے اور پھر اسی صفحہ بلکہ انہیں الفاظ میں نبوت سے معذرت بھی ہے۔

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی اور پھر مؤلف اپنی کتاب کے متعلق اس پر نازاں ہیں کہ

"جدید تعلیم یافتہ طبقوں نے اس کی قدر کی۔ مذہبی مباحث کے پیش نظر اس کو نفسیاتی تحقیق کا ایک علمی کارنامہ شمار کیا۔"

(تمہید چہارم۔ صلا)

واقعی ایسے "علمی کارنامے" اور "علمی محاسبہ" کی مذہبی مباحث میں اس سے بیشتر مثال نہیں ملتی۔ لیجئے ہم اس اقتباس کو تفصیل سے درج کئے دیتے ہیں تاکہ قارئین کو خود معلوم ہو جائے کہ حضرت مرزا صاحب کا صاف اور صریح عقیدہ تھا کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔ اور آپ نے کبھی اور کسی وقت بھی حقیقی طور پر نبوت و رسالت کا دعوےٰ نہیں کیا اور یہ کہ غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا مستلزم کفر نہیں۔ اور یہ کہ نبی اللہ کا لفظ جو آنے والے مسیح کے متعلق استعمال ہوا ہے وہ صرف جو صوفیا کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمہ الہٰیہ کا ہے ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔ یہی مسلک حضرت صاحب کا ۱۹۰۱ء سے پہلے تھا اور یہی ۱۹۰۱ء کے بعد باقی "صاحب انصاف پسند" اگر حضرت مرزا صاحب کے الفاظ کو یاد نہ رکھیں یا اس کی غلط تشریحات کرنا شروع کر دیں تو اس میں ان کے اپنے فہم کا قصور ہے نہ کہ حضرت مرزا صاحب کے اقوال کا۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

لیجئے مکمل حوالہ ملاحظہ ہو:۔

"کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوےٰ کرتا ہو قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے۔ لیکن وہ مکالمات و مخاطبات جو اللہ جلشانہ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا۔ لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے (ایسے لفظ نہ اب سے بلکہ سولہ برس سے میرے الہامات میں درج ہیں چنانچہ براہین احمدیہ میں ایسے کئی مخاطبات الٰہیہ میری نسبت پاؤ گے) وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں۔ اور اصل حقیقت جس کی میں علیٰ رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔ ومن قال بعد رسولنا وسیدنا انی نبی او رسول علیٰ وجہ الحقیقۃ والافتراء وترک القرآن واحکام الشریعۃ الغراء وھو کافر کذاب۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعوےٰ کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کر کے اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے وہ ملحد بے دین ہے غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائے گا اور عبادات میں کوئی نئی طرز پیدا کریگا اور احکام میں کچھ تغیر و تبدل کرے گا۔ ............ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے بعض اوقات خدا تعالےٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیہ کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمہ الہٰیہ کا ہے ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔"

(انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۷-۲۸ ۲۲ر جنوری سنہ ۱۸۹۷ء)

اس عبارت میں حضرت مرزا صاحب نے واضح کر دیا کہ الفاظ نبی اور رسول بعض اولیاء امت کی نسبت بطور مجاز اور استعارہ استعمال ہوتے ہیں لیکن حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ یہی بات آپ نے مواہب الرحمٰن اور حقیقۃ الوحی میں بھی تحریر فرمائی اس لئے بتدریج ترقی یا ناسخ و منسوخ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

برقی صاحب اور ان کے ہم نواؤں کو حضرت مرزا صاحب کی بات کا یقین نہیں آتا تو اپنے علماء کی بات پر ہی کان دھریں۔ تفسیر مظہری میں آیہ شریفہ فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول (سورہ ۷۲ آیت ۲۶-۲۷) کے سلسلہ میں لکھا ہے:۔

"رسول کا لفظ عام ہے۔ انسان ہو یا فرشتہ دونوں اس میں داخل ہیں۔ لفظ رسول انبیاء کو بھی شامل ہے۔ تمام انبیاء تبلیغ احکام کے لئے خدا ہی کے بھیجے ہوئے ہوتے ہیں۔ صرف ایسے نبی کو رسول کہنا جس کو جدید شریعت اور کتاب دے کر بھیجا گیا ہو محض اصطلاح ہے (باعتبار حقیقت و لغت ہر نبی رسول ہوتا ہے) بعض علماء کا قول ہے کہ **بطور عموم مجاز اولیاء کو بھی لفظ رسول شامل ہے کیونکہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ احمد۔ ترمذی۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی بروایت کثیر بن قیس و ابن النجاری انس و ابن عدی بروایت علی رض"

تفسیر مظہری تالیف علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی تشریحی ترجمہ مع ضروری اضافات مولینا سید عبدالدائم الجلالی ناشر ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی طبع اول جنوری سنہ ۱۹۶۱ء)

## (۴) ختم نبوت کے منافی

فصل دوسری صفحہ ۱۴۶

خلاصہ اقتباس:۔

"جبرائیل بعد وفات رسول اللہ صلعم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے ....... تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلعم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء)

درست ہے۔ یہی مرزا صاحب کا اعتقاد آخر عمر تک رہا ہے اور یہی ہمارا اعتقاد ہے۔ برقی صاحب اس حوالہ کے آخری حصہ کو صفحہ ۱۳۲ پر بھی درج کر چکے ہیں اور وحی نبوت کے انقطاع کے سلسلہ میں آٹھ اور حوالے بھی پیش کر چکے ہیں۔ ختم نبوت کا منافی تو درحقیقت یہ عقیدہ ہے کہ ایک اسرائیلی نبی کا بعد از نبی کریم صلعم آسمان سے نازل ہونا مان لیا جائے۔ اور اگر انہیں نبوت سے معزول کر کے بحیثیت مجدد کے اتارا جائے تو بھلا خدا نے ایک مجدد کے کام کے لئے ہزار سال تک ایک نبی کو کیوں زندہ رکھا۔ نبی کا فوت ہو جانا سنت الٰہی۔ اس کے زمانے کا ختم ہو جانا بھی سنت الٰہی لیکن اس کا نبوت سے معزول ہو جانا یہ کونسی سنت ہے؟ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آرامی زبان بولتے تھے جب آئیں گے تو فصیح و بلیغ عربی میں کلام کریں گے۔ قرآن و حدیث و فقہ کے علوم پر حاوی ہوں گے۔ (ایسا نہیں تو پھر مسلمانوں کو مسئلہ مسائل کیسے سمجھائیں گے) اب یہ علوم یا تو بذریعہ اکتساب حاصل کریں گے اور زمین پر اتر کر پہلے ان کی تحصیل میں مشغول ہوں گے یا اللہ تعالےٰ بذریعہ وحی یہ سب علوم نزول سے پہلے ہی ان کو سکھا دے گا۔ غرض جس رنگ میں بھی اس مسئلہ پر غور کیا جائے گا سنت الٰہی میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ ملے بھی کیسے جب ایسا عقیدہ ہی باطل ہے نہ کوئی شخص آسمان پر گیا نہ آسمان سے اترے گا۔ عیسائیوں میں سے بھی بہت سے لوگ میناروں پر چڑھ کر مسیح کی آمد ثانی کا انتظار کرتے رہے ہیں مسلمان بھی آسمان کی طرف نظریں اٹھائے دیکھتے رہیں وہاں سے کوئی بھی اترتا ہوا نظر نہیں آئے گا۔ جب نبوت ختم ہو گئی تو پھر کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

## (۵) الف شوکت اور کسر شان

فصل دوسری۔ صفحہ ۱۴۶

اخبار الحکم سے ایک اقتباس

کا حوالہ :

"ہمارے نبی کریمؐ کو جو آپ کے بعد کسی دوسرے کو نبی نہ کہلانے سے شوکت ہے اور حضرت موسےٰؑ کے بعد اور لوگوں کے بھی نبی کہلانے سے ان کی کسر شان ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ بھی ایک نبی تھے اور ان کے بعد ہزاروں اور بھی نبی آئے تو ان کی نبوت کی خصوصیت اور عظمت کوئی نہیں ثابت ہوتی۔ برعکس اس کے آنحضرت صلعم کی ایک عظمت اور آپؐ کی نبوت کا پاس اور ادب کیا گیا ہے کہ آپؐ کے بعد کسی دوسرے کو اس نام سے کسی طرح بھی شریک نہ کیا گیا۔ (اخبار الحکم ص ۷، ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء)

---

یہ حوالہ حضرت مرزا صاحب کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں کے خلاف ہے نہ بعد کی اس لئے اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں یہ خیال رہے کہ یہ ڈائری کا حوالہ ہے اور ڈائری کے حوالہ جات اسی صورت میں قابل قبول ہوتے ہیں کہ آپ کی محکم تحریروں سے متعارض نہ ہوں۔

## (۳/ ب) بنی اسرائیل کا خاتم الانبیاء

فصل دوسری - ص ۱۴۷

(۱) خدا تعالےٰ نے حضرت عیسٰی بن مریم کو بھی اسرائیل میں مبعوث فرمایا اور ان کو بنی اسرائیل کا خاتم الانبیاء بنایا۔"

(خطبہ الہامیہ ص ۴۳، ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء)

(۲) "خدا کے غضب نے عیسٰی مسیح کو اسرائیلی نبوت کے لئے آخری اینٹ کر دیا۔"

(اشتہار واجب اظہار ص ۳)

---

ان دو حوالہ جات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خاتم الانبیاء کی اصطلاح سے مراد آخری نبی کے ہیں چونکہ بنی اسرائیل میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں ہوا اس لئے وہی اس سلسلہ کے آخری نبی تھے۔ اسی حقیقت کو حضرت مرزا صاحب نے ایک اور کتاب میں بیان فرمایا ہے :

"سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسٰی خاتم الانبیاء ہے"

(تحفہ گولڑویہ ص ۳۹)

تیرھواں حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ذکر فرمایا جو موسیٰ کی قوم کا خاتم الانبیاء ہے"

(ایضاً)

اگر برنی صاحب حضرت عیسٰی علیہ السلام کے لئے خاتم الانبیاء کے لفظ استعمال کرنے پر معترض ہیں تو ان کی بجائے سلسلہ موسویہ کے آخری نبی کے الفاظ درج فرمالیں یہی تو ان کا مفہوم ہے اگر انہیں خواہ مخواہ اعتراض کا ہی شوق ہے تو پھر اس کا کوئی علاج نہیں۔

## (۴) ولایت کے مقام سے نبوت کے نام تک۔

فصل دوسری ص ۱۴۷

خلاصہ اقتباسات

(۱) "وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ ........ غرض نبوت کا دعوےٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔" (اشتہار)

(۲) "اور خدا کلام اور خطاب کرتا ہے اس اُمت کے ولیوں کے ساتھ اور ان کو انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے مگر وہ حقیقت میں نبی نہیں ہوتے کیونکہ قرآن نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا ہے"

(مواہب الرحمٰن ص ۶۶، ۴ جنوری ۱۹۰۳ء)

(۳) "میرا نبوت کا کوئی دعوےٰ نہیں"

(جنگ مقدس ص ۶۷ مئی جون ۱۸۹۳ء)

(۴) "یہ عاجز نہ نبی ہے نہ رسول صرف اپنے نبی معصوم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنےٰ خادم اور پیرو ہے۔"

(اخبار الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۱ء)

(۵) "صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت و رسالت کا دعوےٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں ہے۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے"۔ (انجام آتھم ص ۲۷ حاشیہ ۲۲ جنوری ۱۸۹۷ء)

(۶) نبوت کے حقیقی معنوں کی رُو سے بعد آنحضرت صلعم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا ...... مجازی معنوں کی رُو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا رسول کے لفظ سے یاد کرے"۔ (سراج منیر ص ۳، ۲۴ مارچ ۱۸۹۷ء)

---

برنی صاحب ثابت تو یہ کرنے بیٹھے تھے کہ ولایت کے مقام سے حضرت صاحب نے نبوت کے نام تک ترقی کر لی ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ۱۸۹۱ء میں بھی انہوں نے یہی کہا تھا کہ وحی نبوت بند ہے (ازالہ اوہام ص ۵۷۷ ق۔م ص ۱۲۶) اور مندرجہ بالا اقتباس نمبر ۱ میں ۱۸۹۵ء میں بھی یہی تحریر فرمایا کہ ان کی وحی نبوت کی وحی نہیں بلکہ وحی ولایت ہے۔ اور ۱۹۰۳ء میں بھی (اقتباس نمبر ۲) میں لکھا کہ خدا اس اُمت کے اولیاء کے ساتھ خطاب کرتا ہے۔ اگر برنی صاحب کو اس امر پر اعتراض ہے کہ مواہب الرحمٰن کے حوالہ میں اولیاء کو انبیاء کا رنگ دیا جانا بھی لکھا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں جس کی بناء پر ولایت سے نبوت کے نام تک ترقی کا الزام تراشا جائے۔ حضرت صاحب تو اس سے بہت قبل فرما چکے ہیں :-

"غرض محدثیت دونوں رنگوں سے (یعنی امتیت اور نبوت کے رنگوں سے۔ ناقل) رنگین ہوتی ہے (ازالہ اوہام ص ۵۳۳ مورخہ ۲ ستمبر ۱۸۹۱ء)

## بغیر سوچے سمجھے حوالے درج کئے جاتا

برنی صاحب کو حقائق سے غرض نہیں اپنے ایک مفروضہ کی تائید کرنا ہے۔ بغیر سوچے سمجھے حوالے درج کئے جاتے ہیں اتنا غور کرنے کی فرصت انہیں نہیں ملتی کہ جو بات کہہ رہے ہیں اس کی حضرت مرزا صاحب کی عبارات سے تصدیق بھی ہوتی ہے یا نہیں۔ اور اس امر پر تو پہلے بحث ہو چکی کہ ایک ہی حوالہ کو دو تقسیم کر کے مختلف عنوانوں کے ماتحت پیش کرتے ہیں۔ نمبر ۵ پر انجام آتھم کا حوالہ انہوں نے دو بار پیش کیا ہے آگے چل کر نبوت سے معذرت کے سلسلہ میں بھی اسی حوالہ سے کام لیا ہے اور تعجب ہے کہ نبوت کے دعوے کے سلسلہ میں بھی اسی حوالہ کو پیش کر دیا جاتا۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اسی طرح مواہب الرحمٰن ص ۶۶ کا حوالہ ولایت سے نبوت کے نام تک ترقی میں پیش کیا ہے۔

اس کے بعد تیسری فصل (ق۔م ص ۱۶۵) میں مواہب الرحمٰن ص ۶۹ کا حوالہ "قسم نبوت کی تاویل اپنی نبوت کی تشکیل" کے سلسلہ میں پیش کیا ہے۔ جس کی بحث آگے آئے گی۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

# خلافتِ راشدہؓ اور درویشانہ معاشرت

(بسلسلہ صفحہ ۷)

---

کیفیت خدا کے اس ارشاد کی کہ ویعلمهم الکتاب والحکمة ویزکیهم۔ وہ لوگ کتاب اللہ کی صحیح تعلیم حاصل کر رہے تھے اور حکمت کے موتی جو آسمان سے اُتر کر حضور علیہ السلام کے ہاتھوں لٹائے جا رہے تھے اپنے دامنوں میں سمیٹ رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ ان کا تزکیہ نفس بھی ہو رہا تھا مگر آج راہ نمایان قوم کی یہ حالت ہے کہ وہ بے حد و بے حساب املاک کے مالک ہیں مگر عوام کے سامنے آکر غرباء کا ایسا نقشہ کھینچتے ہیں کہ خود بھی روتے ہیں اور لوگوں کو بھی رلاتے ہیں مگر افسوس کہ یہ مگرمچھ کے آنسو کچھ دیرپا نہیں ہوتے۔

اب مجھے اپنے داد احباب اور جماعت احمدیہ اور دیگر مسلمانوں سے بحیثیت ایک طالب علم صرف یہ پوچھنا ہے۔ کہ قرآن سارے کا سارا ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے ہم اس کی تلاوت بھی کرتے ہیں اور اب تو ہمارے پولٹیکل لیڈر بھی سٹیجوں پر قرآن کریم کی آیات کا حوالہ دینے لگ گئے ہیں مگر اس کا نتیجہ یہ برآمد ہو رہا ہے کہ ہم نے اپنے ملک کے بہترین روشن خیال حکام کا ان کی زندگی میں ایسا پوسٹ مارٹم کر دیا ہے کہ ۳۰۳ کا عدد ضرب المثل بن کے رہ گیا ہے۔ میرے بزرگو مجھے بتاؤ کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ امید ہے ہمارے لائق مدیر کو میرے سوال کے جو جو جوابات جہاں جہاں سے آئیں گے اپنے مؤقر اخبار کے صفحات میں شائع کرتے جائیں گے۔

فقط آپ کا راشد ضیاء رحیم
طالب علم تھرڈ ایر گورنمنٹ کالج۔ لاہور

---

از سمیع اللہ صاحب ۔ بمبئی (بھارت)

# احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا تعارف

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" کا تعارف کراتے ہوئے تاریخ احمدیت کا وہ اندوہناک باب سامنے آجاتا ہے۔ جب جماعت احمدیہ جو ساری دنیا کو اتحاد و اتفاق کی دعوت دینے آئی تھی۔ خود اختلاف و افتراق کا شکار ہو گئی۔

## یوم الفرقان

وہ گھڑی جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند برگزیدہ اصحاب غمگین دل۔ اداس چہرے اور نمناک آنکھوں کے ساتھ دیار حبیب سے جدا ہوئے۔ تاریخ احمدیت میں "یوم الفرقان" کی عظمت کی حامل ہے۔ جمہوریت و آمریت کی کشمکش جو بنی نوع انسان کی تاریخ کے ہر دور میں نظر آتی ہے۔ بیسویں صدی کی دوسری دھائی میں یہ جنگ قادیان کے مذہبی پلیٹ فارم پر لڑی گئی۔ اس جنگ میں ایک گروہ پسپا ہوا۔ اور وہ جمہوری اقدار پر ایمان رکھنے والوں کا گروہ تھا۔ جس کے قائد حضرت مولینا محمد علی رض تھے۔ دوسرا گروہ جو قادیان پر قابض رہا شخصی اقتدار کے حامیوں کا گروہ . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

پسپائی خواہ کسی محاذ پر ہو۔ ذلت کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ یہ پسپا ہونے والا گروہ قادیانی مطاعن تضحیک اور تحقیر کا نشانہ بنا۔ ان کا وہ اخلاص و ایثار علم و عمل اور اخلاق و کردار جو بے نظیر و بے مثال تھا۔ اسے داغدار بنانے کے لئے تمام وسائل حرکت میں آ گئے۔ تقریر و تحریر اخبارات و رسائل اور دولت و جمعیت غرض ہر ہتھیار ان بزرگوں کو رسوا و بدنام کرنے کے لئے استعمال کی گئی۔ تا یہ پسپا ہونے والا گروہ صفحہ ہستی سے ناپید ہو جائے۔ مگر دو چار سال ہی گذرے کہ انجمن مذکور کے کارکنوں نے ثابت کر دیا کہ درحقیقت فاتحوں اور کامرانوں کا گروہ یہی ہے۔

جماعت احمدیہ کی کامیابی و ناکامی کا معیار کیا ہے؟ یہی نا کہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء و مقصد کی تکمیل میں کوشاں ہیں وہ کامیاب ہے۔ اور جس کو یہ مقصد فراموش ہو گیا وہ ناکام ہے۔

اس نقطہ نظر سے دیکھئے تو ہر دن کا سورج یہ گواہی دیتا ہوا طلوع ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء و مقصد کی تکمیل جس طرح ہزیمت خوردہ گروہ کے ذریعہ ہو رہی ہے۔ فاتحوں کے ذریعہ نہیں ہو رہی۔

## تراجم قرآن

سب سے اہم فریضہ قرآنی علوم کی اشاعت ہے۔ اس میدان میں یہ گروہ قادیانی گروہ سے گوئے سبقت لے گیا۔

۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کو یہ گروہ قادیان سے نکلا۔ ۳ر مئی کو لاہور میں الگ جماعت قائم کی گئی۔ قادیانی جماعت کے مقابل اس کے وسائل بہت مختصر و محدود تھے۔ مالی بجٹ اور افراد کی تعداد اہل قادیان کے مقابل صرف دو فیصدی تھی۔ مگر اس جماعت نے اپنی خداداد ہمت سے کام لے کر چار سال کے اندر ہی قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ شائع کر دیا۔ اس کے بعد ہی جرمنی اور ڈچ زبانوں میں کلام اللہ کا ترجمہ کر کے قوم کے ہاتھوں میں دے دیا۔

تراجم قرآن کے علاوہ سیرت اور اسلامیات پر متعدد کتب انگریزی اور دوسری زبانوں میں شائع کیں۔ یہ سارے کارنامے ۱۹۳۰ء تک انجام پا گئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ قافلہ جو قادیان سے خالی ہاتھ نکلا تھا۔ اولو العزم ہستیوں کا قافلہ تھا۔

اس کے مقابل اہل قادیان کو دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ وہ دوسری جنگ عظیم سے پہلے پورے قرآن مجید کا انگریزی میں بھی ترجمہ نہ کر سکی دوسری زبانوں میں تراجم کی بات تو دور کی بات ہے پھر سچ یہ ہے کہ اگر انہیں اس گروہ کی طرف سے بار بار غیرت نہ دلائی جاتی تو شاید یہ ترجمہ بھی شائع نہ ہو سکتا۔

حالانکہ اختلاف سلسلہ کے بعد ہی امام جماعت قادیان نے اعلان کیا تھا کہ ہر ماہ کلام پاک کے ایک پارے کا ترجمہ کیا کریں گے اس اعلان کے مطابق ڈھائی سال میں پورے قرآن مجید کا ترجمہ شائع ہو جانا چاہیئے تھا۔ مگر شائع ہوا تو صرف ڈھائی پاروں کا۔ یعنی صرف سورہ بقرہ کا۔ اس کے بعد جنگ عظیم تک مکمل خاموشی رہی۔ آخر اس تاخیر و التوا کی وجہ کیا تھی؟ کیا خزانہ اور وسائل کی کمی تھی، ہرگز نہیں۔ اس تاخیر کی وجہ نصب العین کا اختلاف تھا۔

جماعت احمدیہ قادیان کے مدنظر جو چیز تھی وہ یہ تھی تنظیم۔ خزانہ اور جمعیت۔ لیکن اس تنظیم و جمعیت سے کیا فائدہ جس کے ہوتے ہوئے بھی مسابقت کی روح پیدا نہ ہو۔

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یوں شائع ہونے کو تو قادیان کا ترجمہ بھی شائع ہو گیا۔ مگر اس کا کیا فائدہ ہوا؟ اس کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کی تکمیل ہوگئی۔ کیا آپ کا یہ منشاء تھا کہ قرآن مجید کا انگریزی وغیرہ زبانوں میں ترجمہ کر دو۔ اور اسے احمدیوں کے گھروں اور لائبریریوں میں سجا کر رکھ دو۔ حاشا و کلا۔ آپ کا ہرگز یہ منشاء نہ تھا۔ مگر عملاً ایسا ہی ہوا۔ قادیان کا یہ ترجمہ نہ تو بازاروں میں ملے گا۔ نہ پبلک لائبریریوں میں نہ یونیورسٹیوں کے کسی سلیبس میں۔ پھر اس ترجمہ کا کیا فائدہ؟ خود احمدیوں کو نمائش کے علاوہ اس ترجمہ سے کیا دلچسپی۔ کیا اس میں ایسے معارف بیان کئے گئے ہیں، جو اردو تراجم و تفاسیر میں نہیں۔ پھر اردو ترجموں کو چھوڑ کر کون اس کا مطالعہ کرتا ہے

اس کے مقابل حضرت مولینا محمد علی رح کا ترجمہ دیکھئے تو اس کو ایسی محیر العقول قبولیت حاصل ہوئی کہ آج بھی جب بہت سے انگریزی تراجم منظر عام پر آ گئے ہیں۔ اکثر تعلیم یافتہ آدمیوں کے گھروں میں انہیں کا ترجمہ ملے گا۔ ہندوستان کی اکثر یونیورسٹیوں کا یہ حال ہے کہ جب "اسلامی ثقافت" پر مقالہ تیار کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو اسی ترجمہ سے استفادہ کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ غرض یہ ایک ترجمہ ہے جس سے مسلم اور غیر مسلم علماء نے کما حقہٗ فائدہ اٹھایا اور یہی وہ ترجمہ ہے جس کے ذریعہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کی تکمیل ہوئی۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب یہ ترجمہ مکمل ہوا اور اس کا ذکر خلیفہ قادیان کے سامنے آیا تو انہوں نے اس کو ردی کے کاغذ سے تشبیہہ دی۔ مگر اللہ تعالیٰ کا سلوک دیکھئے کہ یہ ترجمہ ردی کا غذ کیا ثابت ہوتا اس کا تو تمام عالم میں تعریف و تحسین کے ساتھ غلغلہ بلند ہونے لگا۔ ساری دنیا نے اس سے استفادہ کیا اور اعتراف کیا "الفضل للمتقدم"

جماعت احمدیہ قادیان نے اپنی خفت مٹانے کے لئے جو طریقہ اختیار کیا وہ اور بھی مذموم ہے۔ یعنی مولینا محمد علی، ان کے رفقاء اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے خلاف مہم چلائی۔ خصوصاً انگریزی ترجمہ قرآن کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ یہ ترجمہ انہوں نے "صدر انجمن احمدیہ قادیان" کے عرصہ ملازمت میں کیا تھا۔ مگر یہ نہیں بتاتے کہ سنہ ۱۹۳۰ء کے اندر انہوں نے جرمنی اور ڈچ زبانوں میں جو ترجمہ شائع کر دیا۔ تو یہ قابل رشک کارنامہ کیسے انجام پذیر ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ اس کا تعلق محض اخلاص اور جذبہ عمل سے ہے۔ اور یہی وہ وصف ہے جس کی جماعت قادیان میں کمی نظر آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قادیان اور ربوہ پر دنیوی نعمتوں کی کچھ ایسی بارش کی کہ ان کا بیت المال دولت سے معمور اور گھر سامان معیشت سے بھرپور ہے۔ اگر یہ اللہ کا شکر کرتے تو خزانہ اور صلاحیت محض تنظیم اور جمعیت کے لئے خرچ نہ کرتے۔ بلکہ اشاعت اسلام کا کام کرتے۔ خواہ اس کے لئے آسمان کے نیچے فرش پر کیوں نہ بیٹھنا پڑتا۔ مگر اس جذبہ دینی کی کمی نے اس کو اس سعادت سے محروم رکھا۔

## اہم تصانیف

"تراجم قرآن" کے بعد جب ہم دوسرے تبلیغی و تربیتی امور کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میدان میں بھی "شرف اولیت" احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہی کو حاصل ہے۔

مثلاً "اسلامیات" پر اعلیٰ پایہ کی تصانیف جیسے "ریلیجن آف اسلام" مصنفہ مولینا محمد علی رح۔ یہ ایک ایسی نادر تصنیف ہے جس کی نظیر کوئی اسلامی فرقہ پیش نہیں کر سکتا۔ اس وقت ساری دنیا میں ایک جدید فقہ کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ اس سائنسی و تجارتی دور میں صرف معاملات ہی نہیں بلکہ عبادات کے متعلق بھی کئی مشکل سوالات پیدا ہو گئے ہیں۔ ان مشکلات کو دیکھ کر ہر ذی شعور مسلمان ایک ایسی فقہ کی ضرورت محسوس کرتا ہے، جس پر اس کا دل مطمئن ہو۔ یہ ایک ٹھوس دینی اور علمی خدمت کا موقع تھا۔ مناسب تو یہ تھا کہ سب سے پہلے علمائے قادیان و ربوہ اس موضوع پر قلم اٹھاتے۔ مگر یہ جماعت ابھی تک اس فرض سے غافل ہے۔

اس کے مقابل ہم حضرت مولینا محمد علی رح کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنی اولین فرصت میں اس طرف توجہ کی اور سات سال کی محنت شاقہ کے بعد قوم کے ہاتھ میں ایک ایسی کتاب دی جسے دیکھ کر ہر طرف سے تحسین و آفرین کی آواز آنے لگی۔

اسی طرح آپ نے قرآن مجید کی ایک تفسیر اردو زبان میں لکھی جس کا نام ہے "بیان القرآن" یہ ایک جامع تفسیر ہے نہ اتنی طویل ہے کہ پڑھنے سے طبیعت ملول ہو جائے۔ نہ اتنی مختصر کہ مفسر کا اصل منشاء ہی معلوم نہ ہو سکے۔ اس تفسیر کی ترتیب میں آپ نے راہ اعتدال اختیار کی ہے۔ اور اپنے آپ کو ایک آزاد مفکر کے طور پر پیش کیا ہے

آپ کی اور بہت سی تصانیف ہیں۔ جن کی تعداد ۸۰ کے لگ بھگ ہے۔ ہر کتاب ایک ٹھوس علمی حقیقت ہے۔

(باقی — باقی)

# متفرقات

## عطیات برائے تقسیم بیان القرآن

ایک مخیّر دل صاحب نے بیان القرآن کے سیٹ مفت تقسیم کرنے کی جو تحریک شروع کی تھی اور جس میں انہوں نے ۲۰ سیٹ کی رقم خود دی، اس کے بعد دفتر کی طرف سے مزید درخواستوں کے مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے احباب سلسلہ سے استدعا کی گئی تھی، خدا تعالے کے فضل و کرم سے احباب نے خاطر خواہ طور پر اس اپیل پر لبیک کہا ہے جو مفصلہ ذیل فہرست سے ظاہر ہے۔ اللہ تعالے ان سب احباب کو جزائے خیر دے۔ جن دوستوں اور جماعتوں نے اس کارِ خیر اور صدقہ جاریہ میں ابھی حصہ نہیں لیا وہ بھی حسب استطاعت اس میں شمولیت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں اور علومِ فرقانیہ کو حضرت اقدس علیہ السلام کی منشاء کی تفسیر و ترجمہ کو پھیلانے میں حصہ لیں۔

اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری

| نام | رقم |
|---|---|
| محترمہ آمنہ تبسم صاحبہ کمالیہ | 50.00 |
| بیگم صاحبہ مولوی عبد المجید صاحب احمدیہ فارم اوکاڑہ | 100.00 |
| چوہدری عبد الحق صاحب | 100.00 |
| بیگم رحمان صاحبہ معرفت ڈاکٹر سعید احمد صاحب۔ ایبٹ آباد | 250.00 |
| میاں علی محمد صاحب۔ چک 6/4-L | 200.00 |
| جماعت کراچی محمد حسن خان صاحب | 500.00 |
| ڈاکٹر عبد الکریم سعید پاشا صاحب | 100.00 |
| میاں نصیر احمد فاروقی صاحب | 300.23 |
| بیگم صاحبہ 〃 〃 | 90.00 |
| مسماۃ حسن بی بی مرحومہ۔ زوجہ رحیم خان بہادر روشن دین صاحب | 500.00 |
| جماعت اوکاڑہ بذریعہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب | 200.00 |
| [illegible] المجید صاحب چھڈکسی | 30.00 |
| مختلف احباب چک ۸۱ جنوبی | 190.00 |
| 〃 〃 | 620.00 |
| ڈاکٹر عبد المجید صاحب سرگودھا | 50.00 |
| اہلیہ صاحبہ 〃 〃 | 50.00 |
| مس قمر مجید 〃 〃 | 100.00 |
| جماعت پشاور۔ ۱۸ عدد سیٹ بیان القرآن جلد اوّل و جلد دوم | |
| میزان رقم | 3480.23 |

## درخواست برائے وظائف

مقامی جماعت لاہور نے جماعت کے غریب ذہین طلباء جو پوسٹ گریجوایٹ کلاسز یا پروفیشنل کالجوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کے لئے تین وظائف فی کس یک صد روپے دینے منظور کئے ہیں۔ درخواستیں زیرِ دستخطی کے نام پر مندرجہ ذیل فارم میں ۵ مارچ ۱۹۷۰ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔

(۱) نام معہ ولدیت و سکونت

(۲) تفصیل امتحانات جو بورڈ / یونیورسٹی سے پاس کئے ہیں۔

نام امتحان

نام سکول جہاں سے پاس کیا ہے

جس سال پاس کیا ہے

نمبر حاصل کردہ دکل نمبر

ڈویژن

(۳) والد یا سرپرست کی سالانہ آمدنی

(۴) تفصیل کل بھائی بہن کہ کس کس کلاس میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور کیا ان کو کسی جگہ سے وظیفہ ملتا ہے اور کتنا کتنا۔

(۵) کوئی خاص استحقاق ہے

مندرجہ ذیل اصل یا تصدیق شدہ سرٹیفکیٹ بھی شامل ہوں :۔

(۱) تمام امتحانات جو پاس کئے ہوں

(۲) (چال چلن) اپنے کالج کے پرنسپل کی طرف سے

(۳) دو ممبرانِ جماعت (جن میں سے ایک مجلس معتمدین کے ممبر ہوں) کی تصدیق ہو۔ درخواستیں اپنے پرنسپل کالج کی طرف سے آنی ضروری ہیں۔

نامکمل درخواست پر غور نہ ہوگا۔

فضل حق۔ سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (مقامی جماعت) احمدیہ بلڈنگس۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور ۷

## ایک ایمان افروز واقعہ

محمود احمد صاحب کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہوئی تو اس بیماری کی حالت میں اور بے ہوشی کی حالت میں کہنے لگی کہ میرے لئے ایک سونے کی کرسی آگئی ہے اور میرا فلاں فلاں رشتہ دار دادا وغیرہ لینے کے لئے آگئے اور خدا تعالے مجھے کہتا ہے کہ کیا آپ میرے پاس آنا نہیں چاہتی وہ کہنے لگی کہ ۱۱ بجکر ۳۵ منٹ پر خدا سے جا ملوں گی اسی وقت ان کے گھر کے لوگوں ہیڈ ماسٹر عبد الغنی، ماسٹر محمد عبد اللہ وغیرہ قریباً ۱۴-۱۵ نفوس نے دو نفل پڑھے اور دعا کرنا شروع کر دی کہ خدا تعالے موصوفہ کو صحت دیوے۔ کچھ دیر کے بعد وہ کہنے لگیں کہ مجھے خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ میں نے تجھے تیرے بچے کے جوان ہونے تک مہلت دے دی اور میں ان بہت سے آدمیوں کی دعا کو رد نہیں کر سکتا میرے گھر میں یہ تجربے ہوتے ہیں کہ جس وقت کوئی بیمار یا قریب المرگ ہو اور رشتہ دار جو فوت ہو چکے ہیں اس کو لینے کے لئے آ جائیں تو وہ کبھی بچ نہیں سکتا۔ میں نے چوہدری عبد الحق سے بھی یہ بات کہی تھی انہوں نے فرمایا کہ میرا منظور الحق جب فوت ہونے لگا تو وہ کہتا تھا میرا دادا چوہدری سرفراز خان جو حضرت مسیح موعودؑ کے ۳۱۳ اصحاب میں سے تھے اور میری دادی اور دادا بھی آ گئے ہیں۔ کیا کوئی صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے کہ جس وقت کوئی نیک آدمی کو رشتہ دار لینے کے لئے آتے ہیں وہ حقیقتاً آتے ہیں یا نہیں، بلکہ اس پر بھی روشنی ڈالیں کہ میری ہمشیرہ کی لڑکی فوت ہو گئی تھی وہ ہر وقت روتی رہتی تھی وہ لڑکی بعض رشتہ داروں کو ملی اور کہنے لگی کہ میرے آگے میری ماں نے پانی کے دریا بہا دیئے ہیں۔

خاکسار۔ شیخ اللہ بخش سیکرٹری

بدوملہی انجمن احمدیہ اشاعت اسلام ضلع سیالکوٹ

## جماعت احمدیہ لاہور کے حقیقت پسندانہ نظریات

جناب مدیر صاحب "پیغام صلح"

السلام علیکم!

اسلامی دار المطالعہ میں "پیغام صلح" کے چند شمارے دیکھنے کا موقع ملا۔ اور پہلی مرتبہ جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمات و نظریات سے براہ راست معلومات حاصل کرنے کی صورت پیدا ہوئی، پیشتر ازیں دوستوں سے اس معاملے میں گفتگو ہوتی رہی ہے۔ اور اسی گفتگو کی بنیاد پر جماعت احمدیہ کے بارے میں ایک رائے قائم کرنے پر مجبور تھا، اور میرا یہی خیال تھا کہ ربوہ اور لاہور والوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ محض قیادت کے سوال پر اختلافات پیدا ہوئے یہ جب ذرا گہرے ہوئے۔ تو جماعت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ لیکن "پیغام صلح" کے مطالعہ سے معلوم ہوا، کہ یہ نظریاتی اختلافات تھے، جن سے جماعت دو حصوں میں بٹ گئی۔ اور یہ اختلافات ابھی تک قائم ہیں، ان حالات میں جماعت احمدیہ لاہور کے نظریات اور عقائد اور جماعت احمدیہ ربوہ سے اختلافات جاننے کا اشتیاق پیدا ہوا

مکرمی! آج سے چند ماہ پیشتر مولانا محمد علی صاحب کی تصنیف "زندہ نبیؐ کی زندہ تعلیم" خریدنے کا اتفاق ہوا، لیکن امتحان کی مصروفیات کی بنا پر مطالعہ نہ کر سکا۔ اب اس کے مطالعے سے مولانا محمد علی صاحب کی وسیع النظری اور نقطۂ آفرینی کا اندازہ ہوا ہے۔ میں نے ان کی کتاب "ریلیجن آف اسلام" کی تعلیم سنی ہے۔ مجھے مولانا کی متذکرہ کتاب کے علاوہ، ایسا لٹریچر درکار ہے جس سے جماعت کے تاریخی پس منظر پر روشنی پڑتی ہو، اور جماعت کی تعلیمات اور نظریات کے متعلق حقیقت پسندانہ رائے قائم کرنے میں مدد ملتی ہو۔ اس معاملے میں آپ کے تعاون کا متمنی ہوں۔ سردست کسی کتاب کی قیمت ادا نہیں کر سکوں گا۔ البتہ ملازمت ملنے کے بعد آپ کی کتابیں خرید کر پڑھا کروں گا۔

والسلام

**پیغام صلح:۔** انہیں ضروری لٹریچر بھیجا گیا۔ نام مصلحتاً حذف کر دیا گیا ہے۔

## "پیغام صلح" سہ روزہ کیا جائے

چند روز گذرے جامع احمدیہ لائل پور میں ہم چند احمدی بیٹھے تھے۔ اثنائے گفتگو میں اخبار پیغام صلح کا بھی ذکر آ گیا کہ پیغام صلح اوّل تو روزانہ شائع ہونا چاہیئے ورنہ سہ روزہ ضرور ہو۔ اس تبدیلی سے اخراجات عمل میں اضافہ ہوگا۔ اگر چند اہلِ ثروت اصحاب اس فنڈ میں مستقل طور پر سالانہ رقوم دیں۔ یہ کام آسانی سے طے پا سکتا ہے۔ اس طرح انجمن کی کارگذاریوں کا ذکر جلد جلد قوم کے سامنے آتا رہے گا اور مضامین بھی جلد شائع ہونے لگیں گے۔

میں اپنی طرف سے مبلغ چھ سو روپے سالانہ مستقل طور پر پیش کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ دیگر احباب بھی توجہ فرما کر اس نیک مقصد کی تکمیل میں حصہ لیں۔

ڈاکٹر مرزا مظفر بیگ ساطع

آنریری مسلم مشنری۔ لائل پور

## ایک فروگذاشت

گذشتہ ماہ دسمبر ۱۹۶۹ء میں حاجی اللہ رکھا کے چھوٹے بھائی نذیر احمد کا بیٹا بعمر تین سال (۱۹ دسمبر کو) اور دوسرا بھائی اللہ دتہ ولد خیر دین (۳۰ دسمبر کو) فوت ہوگئے لیکن ان کی فوتیدگی کی اطلاع اخبار میں نہ دی جا سکی۔ اس فروگذاشت کا ہمیں دلی افسوس ہے۔

ہماری دعا ہے کہ مرحوم اللہ دتہ صاحب کی اللہ تعالےٰ مغفرت فرمائے، اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔

---



پیغام صلح لاہور - مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۷۰ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۲۰ شمارہ ۷

دعوت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷ سے شائع کیا۔

جلد ۵۸ || یوم چہارشنبہ - مورخہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ - مطابق ۲۵ فروری ۱۹۷۰ء || نمبر ۸


"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

---

## حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیرالرسل خیرالانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفراست و خسران و تباب

---

## جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

---

## بحرِ حکمت کے موتی

### ابنِ آدم کی لامتناہی خواہشِ دولت

عن عباس ابن سھل بن سعدٍ قال سمعت ابن الزبیر علی المنبر بمکۃ فی خطبتہٖ یقول یاایھا الناس ان النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول لوانّ ابن اٰدم اُعطی وادیًا ملاءً من ذھبٍ احبّ الیہ ثانیًا ولو اعطی ثانیًا احبّ الیہ ثالثًا ولا یسُدّ جوف ابن اٰدم الّا التراب ویتوب اللہ علی من تاب۔

ترجمہ:—

حضرت عباسؓ بن سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ میں نے ابنِ زبیر کو مکہ میں منبر پہ سنا۔ خطبہ میں کہتے تھے اے لوگو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اگر ابنِ آدم کو سونے سے بھری ہوئی ایک وادی دے دی جائے تو وہ چاہے گا کہ اس کے ساتھ دوسری ہو اور اگر اسے دوسری دی جائے تو اس کے ساتھ تیسری چاہے گا اور ابنِ آدم کے پیٹ کو سوائے مٹی کے کچھ نہیں بھر سکتا اور اللہ اس پر رجوع برحمت کرتا ہے جو توبہ کرے۔

فضل الباری

---

پیغامِ صلح خود پڑھنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں

---

# تمام صداقتیں اور پاک تعلیمیں قرآن مجید میں موجود ہیں

## ارشادات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

قرآن شریف حکمتوں اور معارف کا جامع ہے۔ اور وہ رطب و یابس فضولیات کا کوئی ذخیرہ اپنے اندر نہیں رکھتا۔ ہر ایک امر کی تفسیر وہ خود کرتا ہے۔ اور ہر ایک قسم کی ضرورتوں کا سامان اس کے اندر موجود ہے۔ وہ ہر ایک پہلو سے نشان اور آیت ہے۔ اگر کوئی اس امر کا انکار کرے تو ہم ہر پہلو سے اس کا اعجاز ثابت کرنے اور دکھلانے کو تیار ہیں۔ آج کل توحید اور ہستی الٰہی پر بہت زور آور حملے ہو رہے ہیں۔ عیسائیوں نے بھی بہت کچھ زور مارا اور لکھا ہے۔ لیکن جو کچھ کہا اور لکھا وہ اسلام کے خدا کی بابت ہی لکھا ہے۔ نہ کہ ایک مُردہ مصلوب اور عاجز خدا کی بابت۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی ہستی اور وجود پر قلم اٹھائے گا۔ اس کو آخر کار اسی خدا کی طرف آنا پڑے گا جو اسلام نے پیش کیا ہے۔ کیونکہ صحیفہ فطرت کے ایک ایک پتے میں اس کا پتہ ملتا ہے۔ اور بالطبع انسان اسی خدا کا نقش اپنے اندر رکھتا ہے۔ غرض ایسے آدمیوں کا قدم جب اٹھے گا وہ اسلام ہی کے میدان کی طرف اٹھے گا۔ یہ بھی ایک عظیم الشان اعجاز ہے۔ اگر کوئی شخص قرآن کریم کے اس معجزہ کا انکار کرے۔ تو ایک ہی پہلو سے ہم آزما لیتے ہیں۔ یعنی اگر کوئی شخص قرآن کریم کو خدا تعالےٰ کا کلام نہیں مانتا تو اس روشنی اور سائنس کے زمانہ میں ایسا مدعی خدا تعالےٰ کی ہستی پر دلائل لکھے بالمقابل ہم وہ تمام دلائل قرآن کریم ہی سے نکال کر دکھلا دیں گے۔ اور اگر وہ شخص توحید الٰہی کی نسبت دلائل قلمبند کرے۔ تو وہ سب دلائل بھی ہم قرآن کریم ہی سے نکال کر دکھا دیں گے۔ پھر وہ ایسے دلائل کا دعوے کر کے لکھے۔ جو قرآن کریم میں نہیں پائے جاتے۔ یا ان صداقتوں اور پاک تعلیموں پر دلائل لکھے جن کی نسبت اس کا خیال ہو کہ وہ قرآن کریم میں نہیں ہیں۔ تو ہم ایسے شخص کو واضح طور پر دکھلا دیں گے کہ قرآن شریف کا دعوےٰ فِیْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ کیسا سچا اور صاف ہے۔ اور یا اصل اور فطرتی مذہب کی بابت دلائل لکھنا چاہے۔ تو ہم ہر پہلو سے قرآن کریم کا اعجاز ثابت کر کے دکھلا دیں گے اور بتلا دیں گے کہ تمام صداقتیں اور پاک تعلیمیں قرآن میں موجود ہیں۔ (منظور الٰہی صفحہ ۲۴۲)

---

## مقامی جماعت لاہور

مقامی جماعت لاہور کے نامزد عہدیداروں اور دیگر امور کی توثیق کے لئے ۱۸ فروری ۱۹۷۰ء کو محترم میاں فضل احمد صاحب کے دولت کدہ پر احباب لاہور کا اجلاس منعقد ہوا، خواتین کا بھی علیحدہ اجلاس ہوا، میاں صاحب موصوف نے ضروری کارروائی کے بعد جس کی تفصیل آئندہ اشاعت میں دی جائے گی تمام حاضرین کی تواضع پُرتکلف چائے سے کی۔ فجزاہ اللہ تعالےٰ

# حج کے موقعہ پر آنحضرت صلعم نے بین الاقوامی اور بین الطبقاتی اجتماع اور مساوات کا عملی معجزہ دکھایا

## لاکھوں کے مجمع میں عورتوں سے چھیڑ چھاڑ اور فتنہ و فساد سے قطعی اجتناب

## اور عامۃ المسلمین کے لئے اتحاد و اتفاق کا سبق

**خُطبہ جُمعہ**
مؤرخہ ۲۰ فروری ۱۹۷۰ء
فرمودہ
حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بنصرہ
بمقام
جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الحج اشھر معلومٰت۔ فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔ وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ۔ وتزوّدوا فانّ خیر الزّاد التقوٰی واتّقون یاولی الالباب۔ لیس علیکم جناح ان یبتغوا فضلا من ربّکم فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام واذکروہ کما ھدٰکم وان کنتم من قبلہ لمن الضالّین۔ ثم افیضوا من حیث افاض النّاس واستغفروا اللہ انّ اللہ غفور رحیم۔ فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباؤکم او اشدّ ذکرا۔ فمن النّاس من یقول ربّنا اٰتنا فی الدّنیا وما لہ فی الاٰخرۃ من خلاق۔

(البقرۃ ۲: ۱۹۷ - ۲۰۰)

### حج کے موقعہ پر بین الطبقاتی اجتماع

حج کے موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو بڑے قیمتی سبق سکھلائے ہیں۔ ان اسباق میں سے چند سبق ان آیات کے اندر بھی آ گئے ہیں۔ جو میں نے تلاوت کی ہیں۔ سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ مکہ میں ہر سال ایک بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ جس میں تمام نسلوں کے لوگ، مشرق و مغرب کے بسنے والے، مختلف بولیوں اور رنگوں والے اور مختلف مراتب والے وہاں جمع ہوتے ہیں۔ حکمران بھی ہوتے ہیں اور شہزادے اور شہزادیاں بھی۔ امراء اور غرباء بھی۔ سب قسم کے لوگوں کو ایک جگہ جمع کر کے بتلایا ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کے نام پر قوموں کو متحد کرنا چاہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا زور دیا ہے کہ اللہ تعالےٰ قوموں کا خالق و مالک ہے۔ نہ صرف خالق و مالک ہے بلکہ ربّ ہے۔ اس نے جسمانی ترقی و کمال کے لئے پورے پورے سامان مہیا کر رکھے ہیں۔

### آنحضرت صلعم کا لاجواب معجزہ

یہ وعظ ہے اور اس وعظ کے مطابق لوگوں کو جمع کر کے دکھلانا بہت بڑا کمال ہے۔ ایسے وعظ شاید کوئی نہ کر سکے لیکن وعظ کے ساتھ ساتھ اس وعظ کو عمل میں لا کر۔ لوگوں کو ایک جگہ جمع کر دینا تو ایسی بات ہے کہ جس کی مثال ہی نہیں مل سکتی۔ یہ مشاہدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کالے سفید اور براؤن رنگ کے لوگوں کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر لاجواب معجزہ ہے۔

مزید براں حضور نبی کریم صلعم نے مختلف اقوام کے نبیوں اور رسولوں پر اور ان کی الہامی اور آسمانی کتب پر ایمان لانا مسلمان کے لئے ضروری قرار دیا اور سب کو مکہ میں جمع کر دیا۔ جب انسان وہاں دیکھتا ہے کہ لاکھوں کا مجمع ہے۔ ایک طرح کا لباس ہے۔ اور ایک طرح کے کلمات بلند کئے جا رہے ہیں۔ اور ایک ہی طرح کا ذکر الٰہی ہو رہا ہے تو انسان اس اتحاد و اتفاق کو دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے۔ مجمع کی وجہ سے اثر زیادہ ہوتا ہے۔

### جناب الٰہی میں حاضری کا اقرار

یہ مجمع بیک آواز بلند کہہ رہا ہوتا ہے لبیک اللّٰھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لک لا شریک لک۔ اللہ اکبر! دل ہل جاتے ہیں جب کہتے ہیں کہ اے اللہ و تبارک و تعالےٰ! ہم تیری جناب میں حاضر ہیں تیرے حکم کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے حاضر ہیں۔ سارے کے سارے مل کر کہہ رہے ہیں کہ ہم تیرے حکموں کی اطاعت کریں گے بار بار کہتے ہیں اللّٰھم لبیک اے خدا ہم حاضر ہیں۔

### قومی فضیلت کا انکار

یہ کتنا بڑا سبق ہے جس سے یہ واضح ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں اور قوموں کو ایک کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اور انہوں نے قوموں کو عملاً ایک کر کے دکھلا دیا حضور صلعم نے اس موقعہ پر خطبہ دیا لا فضل لعربی علی اعجمی۔ مشرق و مغرب کے لوگوں، حبشیوں اور ایرانیوں، افغانیوں اور سفید و کالے رنگ کے لوگوں پر ہماری قوم کو کوئی فضیلت نہیں ہے۔ حضور صلعم پہلے اپنا ذکر کرتے ہیں۔ کہ ہم عربوں کو عجمیوں پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ آج جرمنی کے لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا قوم جیسی کوئی اور قوم نہیں ہے۔ انگریز بھی یہی کہتے ہیں کہ ہماری قوم جیسی کوئی اور قوم نہیں ہے۔ حضور صلعم وہ بادشاہ ہیں جن کی حکومت دلوں پر ہے۔ اور اپنی قوم کو کوئی فضیلت دوسروں پر نہیں دیتے اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں۔ ولا فضل لاعجمی علی عربی۔ کسی غیر کو بھی ہماری قوم پر کوئی فضیلت نہیں ہے الا بالتقوٰی فضیلت کا ذریعہ صرف تقوی اللہ ہے اگر کوئی فضیلت کی بات ہو سکتی ہے تو وہ تقوی اللہ ہے۔ جس نے خدا خوفی سے زندگی بسر کی اور مخلوق الٰہی کی خیر خواہی میں جس نے وقت گذارا وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بڑا معزز ہے اس طرح آپؐ نے مساوات پیدا کر کے دکھلا دی اور فرمایا کلکم من بنی اٰدم تم سب ایک انسان۔ آدم کی اولاد ہو۔ واٰدم من تراب اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے۔

### حج کے موقعہ پر فتنہ و فساد سے قطعی اجتناب

اس کے علاوہ چند اور سبق ہیں جو سب سے ضروری ہیں۔ فرمایا من فرض فیھن الحج جو لوگ حج کا ارادہ کر لیں ان کے لئے ضروری ہے کہ فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔ مردوں کے ساتھ عورتوں نے بھی حج کرنا ہے۔ عورتوں کے متعلق کوئی بُرا کلمہ زبان پر نہ آئے جو فساد کا موجب ہو۔ ولا فسوق کوئی گالی گلوچ نہ ہو۔ ولا جدال نہ لڑائی کے کوئی سامان ہوں۔ سبحان اللہ العظیم لاکھوں آدمی جمع ہیں وہاں پولیس کے پہرے کی ضرورت نہیں نہ کسی نگران کی ضرورت ہے، لیکن اس سبق پر پورا پورا عمل ہوتا ہے۔

### عام مسلمانوں کے لئے سبق

یہ سبق ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے ہے کہ عورتوں کی تعظیم کرنا ہے اپنی زبان پر قابو رکھنا ہے۔ مسلمان کی شان یہ نہیں ہے کہ وہ کسی کو بُرا بھلا کہے۔ مسلمان وہ ہے من سلم الناس من لسانہ و یدہ۔ جو امن کا دینا ہو اس کی زبان سے اس کے ہاتھ سے اس کی طاقت سے اس کی قلم سے اور اس کے علم سے کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچے۔ وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ۔ نیکی کا جو کوئی کام بھی تم کرتے ہو اللہ تعالےٰ اس کو جانتا ہے۔ اس یقین کو دلوں میں بٹھا کر ایسا امن اس لاکھوں کے مجمع میں پیدا کر دیا جس کی نظیر کہیں نہیں مل سکتی۔

### مخلوق کی خدمت کا سبق

یہ تو نہ کرنے کی باتیں تھیں۔ اور کرنے کی باتیں بھی سیکھو۔ ذکر الٰہی کے ساتھ مخلوق الٰہی کی خدمت کرنا بھی سیکھو۔ ان کے حقوق کی حفاظت کرنا بھی سیکھو۔ اللہ تعالےٰ نیکی کو نوٹ کرتا ہے زمین و آسمان کے خالق و مالک کے علم میں یہ بات

(باقی بر صلا کالم اوّل)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۷۰ء

# پاکستان میں اسلامی نظامِ حکومت کے متعلق اسلامی جماعتوں کا رویّہ

میر عبدالعزیز صاحب ایڈیٹر "انصاف" راولپنڈی کا ایک مکتوب اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے جس میں فاضل مدیر نے ہمارے اداریہ "مودودی صاحب کے مجوزہ اسلامی نظام" (مندرجہ ۱۱ فروری ۱۹۷۰ء) کا حوالہ دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

"افسوس کا مقام ہے کہ "مودودی صاحب کے مجوزہ اسلامی نظام" سے بیزار ہو کر آپ اس ملک کو اسلامی نظام سے ہی دُور رکھنے کی حمایت کرنے لگے ہیں اور آپ نے مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ آئندہ انتخابات میں اس جماعت کا ساتھ دیں جو مذہب کو فرد کا نجی معاملہ قرار دے اور جو پاکستانیوں کو بلا تمیز مذہب و ملت ایک قوم تصوّر کرتی ہو۔"

اس افسوس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے، کہ "اس فلسفہ کی حامی اس وقت چار جماعتیں ہیں" (۱) بھاشانی کی نیشنل عوامی پارٹی (۲) بھٹو کی پیپلز پارٹی (۳) نیپ جو کہ روسی کمیونسٹوں کی ہمزاد ہے اور پختونستان کی حامی بھی ہے" اور (۴) "مجیب الرحمٰن کی عوامی لیگ بھی سیکولر جماعت ہے" دوسری بات یہ بیان کی گئی ہے کہ اس وقت ملک میں سوشلزم کے سیلاب کو روکنے کے لئے مودودی صاحب نے جو بیڑا اُٹھایا ہوا ہے اس میں ان کی اعانت کرنی چاہیئے نہ کہ مخالفت اور کہ جماعت اسلامی کے بارے میں یہ بات تو صحیح ہے کہ وہ آخر کنندہ دعوئے حب پیمبر م پھر یہ بھی لکھا ہے کہ "اگر مذہب کو ایک ذاتی چیز ہی سمجھنا تھا تو پھر کانگریسی نیشنلزم اور بھارت کے پیش کردہ سیکولرازم میں کیا برائی ہے"

جناب میر عبدالعزیز صاحب کی صاف بیانی کی قدر کرتے ہوئے ہمیں یہ کہنے کی اجازت دی جائے
سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است، ہمیں اس سے غرض نہیں کہ ہمارے مقالہ سے کون کونسی جماعت کی کس حد تک تائید ہوتی ہے، ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ مودودی صاحب اور بعض دوسری جماعتیں سوشلزم کی مخالفت کے بعد جس اسلامی نظام کو قائم کرنا چاہتی ہیں، وہ ملک میں امن و اتحاد پیدا کرنے کے بجائے فتنہ و فساد اور کشت و خون ہی کا موجب ہوگا۔ محولہ بالا اداریہ میں ہم نے مودودی صاحب کے مجوزہ نظام کا جو نقشہ انہیں کے الفاظ میں پیش کیا تھا اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ:

"جس علاقہ میں اسلامی انقلاب رونما ہو، وہاں کی مسلمان آبادی کو نوٹس دے دیا جائے کہ جو لوگ اسلام سے اعتقاداً و عملاً منحرف ہو چکے ہیں اور منحرف رہنا چاہتے ہیں وہ تاریخ اعلان سے ایک سال کے اندر اندر اپنے غیر مسلم ہونے کا باقاعدہ اظہار کر کے ہمارے نظامِ اجتماعی سے باہر نکل جائیں، اس مدّت کے بعد ان سب لوگوں کو جو مسلمانوں کی نسل سے پیدا ہوئے ہیں مسلمان سمجھا جائے گا، تمام قوانینِ اسلامی ان پر نافذ کئے جائیں گے، فرائض و واجباتِ دینی کے احترام پر انہیں مجبور کیا جائے گا پھر جو کوئی دائرہ اسلام سے باہر قدم رکھے گا اسے قتل کر دیا جائے گا۔" (مرتد کی سزا صفحہ ۸)

فرمائیے یہی اسلام ہے جس کو آپ ملک میں رائج کرنا چاہتے ہیں؟ کیا وہ اسلام جس کی تعلیم قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اس بات کا حامی ہے کہ کچھ مسلمانوں کو خواہ مخواہ اسلام سے منحرف قرار دے کر نظامِ اجتماعی سے نکل جانے پر مجبور کیا جائے اور باقی ماندہ کو فرائض و واجبات اسلامی کے احترام پر مجبور کیا جائے اور جو اس جبر کی تاب نہ لائیں انہیں مرتد قرار دے کر قتل کر دیا جائے؟ اسلام تو لا اکراہ فی الدین کا حامی ہے، اور صرف توحید الٰہی اور اقرار رسالت یعنی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو اس نے مسلمان کا نشان قرار دیا ہے، بلکہ قرآن کریم نے یہاں تک وسعت دی ہے کہ فرمایا لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا جو شخص تمہیں سلام علیکم کہے اسے مت کہو کہ تو مومن نہیں، اس کے بعد دین کی تفصیلات میں اگر اختلاف پیدا ہو جیسا کہ مختلف اسلامی فرقوں میں فروعی اختلافات موجود ہیں تو ان کی بناء پر کسی کو اسلام سے منحرف یا مرتد قرار دینا اور اس کے قتل کا حکم صادر کرنا یا اگر کوئی شخص کمزوری ایمان یا کسی اور وجہ سے دین کے فرائض و واجبات پورے طور پر ادا نہیں کرتا تو اس پر جبر کرنا قرآن کے کونسے حکم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کس فرمان کے رو سے جائز ہے؟ وعظ و تبلیغ الگ چیز ہے ایسے لوگوں کو پیار اور اُلفت سے سمجھانا اور ان کے شکوک و شبہات یا سستی کو دور کرنے کی کوشش کرنا بے شک ضروری ہے، لیکن اس سے آگے گذر کر جبر و تعدی سے کام لینا کسی طرح جائز نہیں، اور اس اسلام کا جو مودودی صاحب نے پیش کیا ہے، فتنہ و فساد یا کشت و خون کے سوائے اور کیا نتیجہ ہے؟

پس جہاں تک مودودی صاحب کے "دعوئے حُبّ پیمبر م" کا تعلق ہے اگر وہ دوسرے مدعیانِ حب پیمبر م کو اپنے تصوّرِ اسلام کا حامی نہ پا کر مرتد اور واجب القتل قرار دے دیں تو ان کے دعوے حُبّ پیمبر م کو کیا کیا جائے اور ایسے حالات میں ان کی طرف سے سوشلزم کی مخالفت کو کس طرح اسلام کی حمایت سمجھ کر ان کا ساتھ دیا جا سکتا ہے، اور یہ مودودی صاحب پر ہی موقوف نہیں، بعض اور بھی جماعتیں ہیں جو برسرِ اقتدار آنے پر اسلامی نظام قائم کرنے کی مُدعی ہیں، لیکن ان سب کے تصوّر میں اسلام کی شکل و صورت وہی ہے جس کے وہ خود قائل ہیں، اور جو ان سے متفق نہیں وہ ان کے نزدیک نظامِ اسلامی سے خارج قرار دیا جانا چاہیئے، یہی خیال جمعیت العلماء اسلام (ہزاروی گروپ) کے منشور میں پایا جاتا ہے جیسا کہ پرویز صاحب نے طلوع اسلام میں اس منشور پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"باقی رہا ارتداد، سو ان حضرات کے نزدیک اس سے مراد صرف اسلام چھوڑ کر کوئی اور مذہب اختیار کر لینا ہی نہیں ہوتا، جس شخص کے عقیدہ کو یہ حضرات خلاف اسلام قرار دے کر اس پر کفر کا فتوے لگا دیں، وہ بھی مرتد سمجھا جاتا ہے اور واجب القتل قرار پاتا ہے واضح رہے کہ یہ حضرات ۱۹۵۶ء کے آئین کو اس لئے اسلامی نہیں سمجھتے کہ اس میں مرتد کی سزا نہیں رکھی گئی، اب اگر یہ حضرات برسرِ اقتدار آ گئے تو آپ سوچ لیجئے کہ پاکستان میں ان لوگوں کے ہم مسلک و ہم عقیدہ لوگوں کے علاوہ کوئی بھی زندہ رہ سکے گا؟ دوسری طرف یہی مسلک مودودی صاحب کا بھی ہے وہ بھی اپنے ہم نوا لوگوں کے علاوہ سب کو (ایک سال کا نوٹس دے کر) قتل کر دینے کا فیصلہ فرما چکے ہیں ذرا ان حضرات کو ایک دفعہ برسرِ اقتدار آنے دیں پھر دیکھئے گا کہ اس ملک کا حشر کیا ہوگا۔"

(طلوع اسلام فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ۴۳)

دیکھا آپ نے؟ یہ وہ اسلام ہے جس کو مودودی صاحب اور جمعیت علمائے اسلام رائج کرنا چاہتے ہیں، یہی رونا شیعہ حضرات بھی رو رہے ہیں، چنانچہ شیعی رسالہ المنتظر ۵ فروری ۱۹۷۰ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"جمعیت کا منشور مرتب کرنے والوں نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ اپنے سوا دوسرے اسلامی فرقوں کو غیر مسلم ثابت کرنے کے لئے بھی دفعہ شامل کر دی ہے، ختم نبوّت کا تو بہانہ ہے ورنہ لفظ "وغیرہ" میں اتنی گنجائش ہے کہ مفتی محمود اور غلام غوث ہزاروی اسلام کے کسی بھی فرقہ کو غیر اسلامی بنا کر رکھ دیں گے، نیز آخری دفعہ میں یہ بھی پابندی عائد کر دی گئی ہے کہ اسلام اور اس کے کسی بھی حکم و عقیدہ یعنے جمعیت علمائے اسلام کے اسلام اور عقیدہ کے خلاف کسی قسم کی تنقید و تبلیغ کی نہ تقریری اجازت ہوگی نہ تحریری، کیا اس دفعہ کی موجودگی میں تبلیغانِ پاکستان اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو جاری رکھ سکیں گے؟ سوچنے کی بات ہے"

ایک اور شیعہ رسالہ "معارف اسلام" نے بھی اسی خیال کا اظہار کیا ہے وہ لکھتا ہے:-

"مملکت پاکستان کے موجودہ حالات میں بعض شیعہ و غیر شیعہ مسلم ہم سے دریافت کرتے ہیں کہ ملک کی سب جماعتیں جبکہ آئندہ حکومت میں اقتدار حاصل کرنے کے لئے تیاریوں میں مشغول ہیں اور اپنے اپنے نظریات پیش کر کے انتخابات میں حصہ لینے کی تیاریوں میں ہمہ تن مصروف ہیں تو اس وقت شیعہ مسلمانوں کا کونسا پلیٹ فارم (نظام یا میدان عمل) ہے، نیز اگر اس طرف توجہ نہ دی گئی اور مولوی طبقہ آئندہ برسرِ اقتدار آ گیا تو شیعوں اور شیعہ مذہب کو کچل کر رکھ دے گا وغیرہ، جس طرح کہ جمعیت علمائے اسلام نے کھل کر کہہ دیا کہ اکثریت سنت جماعتوں کی ہے لہذا آئندہ ملک میں سُنی مسلک کے مطابق حکومت قائم ہوگی۔"

کون کہہ سکتا ہے کہ شیعی حضرات کا یہ رونا غلط ہے، اور جس اسلام کو آئندہ مملکت میں نافذ کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے وہ مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

اس کے علاوہ یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ مودودی صاحب نے اپنے منشور میں قادیانی یا ربوا ہی جماعت کو یہ کہکر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اعلان کیا ہے کہ:

"جو لوگ محمد رسول اللہ کے بعد کسی اور کو نبی مانتے ہیں اور اس کی نبوّت پر ایمان نہ لانے والوں کو

(باقی بر صلا کالم ۳)

شیخ محمد خالد اقبال از انگلستان

# حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت صلیب پر واقع نہیں ہوئی

## مغربی محققین کے نئے انکشافات

سنڈے ایکسپریس لندن کا ایک مشہور اخبار ہے۔ اس کی ۱۸ر جنوری ۱۹۷۰ء کی اشاعت میں ایک طویل مضمون جیفری پارکن کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ قارئین پیغام صلح کے لئے اس مضمون کے ضروری حصص کا خلاصہ نقل کر رہا ہوں مکمل مضمون ہفت روزہ لائٹ کی کسی اشاعت میں درج ہوگا۔

یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس سلسلہ میں کچھ لٹریچر چند برس پیشتر بھی شائع ہو چکا ہے۔ اب نئے سرے سے رومی چرچ کی طرف سے تحقیق شروع ہوئی ہے۔ پچھلے سال جون میں اٹلی کے شہر تورین (TURIN) میں دس افراد پر مشتمل ایک جماعت نے رومن کیتھولک چرچ ڈوموآف تورین (DUOMO OF TURIN) میں رکھے ہوئے اس خون سے بھرے ہوئے پردے (کفن یا چادر) کا معائنہ کیا اور اس بارے میں تحقیق شروع کی جس میں لپیٹ کر حضرت عیسیٰ کو صلیب سے اتارا گیا تھا۔

محققین کی یہ جماعت جو تمام کی تمام اٹلی کے عالمی شہرت رکھنے والے ماہرین پر مشتمل ہے۔ ان کے ناموں کو فی الحال صیغہ راز میں رکھا گیا ہے۔ اس جماعت میں چرچ کے کچھ افراد کے علاوہ ایک آثار قدیمہ کے ماہر عالم۔ ایک کیمیا دان۔ ایک حیاتیات کا عالم اور ایک تاریخ دان شامل ہیں۔

قریب ۳۴ سال میں پہلی بار ۱۶ر جون سے ۱۸ر جون ۱۹۶۹ء تک تین دن کے لئے اس کفن یا چادر کا ابتدائی معائنہ جاری رہا۔ اس سلسلہ میں طاقتور خوردبینوں سے مدد لینے کے علاوہ آئندہ تحقیق کے لئے درجنوں تصاویر بھی کھینچی گئیں۔

مذکورہ ماہرین کا اہم کام یہ ہے کہ وہ اس چادر کی کیفیت کے بارے میں تفصیلی رپورٹ دیں۔ کہ وہ کس طرح محفوظ رکھا گیا اور ایسی تجاویز کو زیر غور لائیں کہ اس بارے میں ایک جدید سائنسی طرز کی تحقیق شروع کی جا سکے۔ ماہرین پہلے ہی چرچ کے منتظمین کو یقین دلا چکے ہیں کہ یہ چادر اس قدر قدیم ہونے کے باوجود اتنے اچھے طریق پر محفوظ کی گئی ہے۔ کہ اس پر حیرت ہوتی ہے۔

اس پردہ کی تاریخ انتہائی وثوق سے چودھویں صدی میں مل سکتی ہے۔ جبکہ اس کو چیمبرلے کے قلعہ میں (جو کہ سیوائے (SAVOY) کے شاہی خاندان کی ملکیت میں آیا تھا) محفوظ کیا گیا تھا۔

قدیم اندراجات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ کفن ۱۵۰۳ء میں تیل میں اُبالا گیا تھا۔ لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ایسا کیوں کیا گیا۔

آج کے جدید سائنسی تجزیہ و تجربات نے اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ واقعی اس چادر کو کسی وقت تیل میں اُبالا جا چکا ہے۔

۱۵۳۲ء میں اس پردہ کو آگ لگ کر ضائع ہونے سے بچایا گیا تھا۔ اور اس کو پانی میں ڈالا گیا تھا۔ اس پر جلے ہوئے حصہ کے نشانات اب بھی باقی آسانی سے نظر آ جاتے ہیں۔

پچھلے سو سال کے عرصہ میں اس پردہ کے خاص صندوق کو صرف پانچ بار کھولا گیا ہے۔ پہلے دو دفعہ ۱۸۹۶ء اور ۱۹۳۰ء میں تیسری بار ۱۹۳۳ء میں حضرت عیسیٰ کی ۱۹۰۰ویں برسی کے موقعہ پر اور اس وقت اس چادر کو تین ہفتوں کے لئے نمائش کے لئے رکھا گیا تھا اور ہزارہا لوگوں نے اس کا طواف کیا۔ ۱۹۴۶ء میں اس کو چوتھی بار کھولا گیا۔ اور پانچویں بار پچھلے سال جون میں موجودہ ماہرین کے سامنے اس کی نمائش کی گئی۔

اس چادر کا اُوپری حصہ قریب قریب سب سیاہ رنگ کا ہے لیکن اس میں ایک انسانی چہرے اور ۵ فٹ ۱۰-$\frac{1}{2}$ انچ لمبے جسم کا خاکہ نسبتاً ہلکے عکس میں بالکل اسی طرح موجود ہے جس طرح کسی تصویر کا عکس اس کے نیگیٹو میں نظر آتا ہے۔

اس پردہ میں خون کے نشانات ہاتھوں کی جگہ پر۔ پیروں اور ایک طرف پسلی کے زخم اور کوڑوں کی جگہ پر موجود ہیں۔ جن سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس پردہ میں جسم کو لپیٹا گیا تھا۔ اس کو اسی طرح صلیب پر لٹکایا گیا ہوگا جس طرح عہد نامہ جدید میں مذکور ہے۔

کسی نے آج تک اس کفن کے مستند ہونے پر سنجیدگی سے اعتراض نہیں کیا۔ پھر سیاہ پردے کی سطح پر ایک نیگیٹو کی طرح کے نقوش اپنے اندر اس بات کی مضبوط شہادت رکھتے ہیں کہ یہ چادر پردۂ حقیقی ہے۔ ہاں اگر اس حقیقت کو چیلنج کیا جائے تو یہ بات ماننا پڑے گی کہ چودھویں صدی میں آج کل کے زمانہ کی تصویر کشی کی فنی قابلیت دنیا میں موجود تھی۔

## کیا صلیب پر موت ثابت نہ ہونے سے عیسائی عقائد باطل ہو جائیں گے؟

آیئے اب ان سوالات کا جائزہ لیں جن کا جواب اغلباً بیسویں صدی کا جدید سائنسی علم دے سکے — سب سے پہلے تو بے شک یہ سوال ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا حقیقی محل موت کونسا تھا —؟ دوسرے یہ کہ کیا وہ واقعی ڈاکٹری رو سے زندہ ہی تھے کہ ان کو چادر میں لپیٹا گیا ........؟

یہاں تک پہنچکر جیفری پارکن جو بیان نقل کرتا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ عیسائی افراد اور کلیسا کے رکھوالے آئندہ آنے والی حقیقت پر ابھی سے پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ یا اپنے دل کو جھوٹی تسلیاں دے کر کچھ دیر اور بہلانا چاہتے ہیں، بہرحال یہ بیان دبی زبان میں ان کے شکوک کا اظہار کرتا ہے ان طفل تسلیوں کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"درحقیقت اگر اس تھیوری کا ثبوت آئندہ کی سائنسی تحقیقات مہیا کر بھی دیں تو یہ بات موجودہ ثابت شدہ تاریخی عقیدہ کے کسی طور بھی منافی نہ ہوگی۔ اور اس عقیدہ کو غلط ثابت بھی نہ کر سکے گی۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو صلیب دی گئی اور وہ اس دنیا کے لئے کفارہ ہو کر اٹھا لئے گئے۔"

جیفری پارکن کا مضمون ابھی جاری ہے۔ وہ لکھتا ہے:۔

موجودہ تحقیقات سے یہ بات عیاں ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے خون کا ڈاکٹری لحاظ سے قسموں میں تقسیم کرنا BLOOD GROUP بھی ممکن ہو سکے گا۔ خوردبینوں کی مدد اور تحلیلی تجربات سے بہت حد تک ٹھیک ٹھیک یہ بھی بتایا جا سکتا ہے کہ اس پردہ کی اصل عمر کتنی ہے۔ اور یہ کہ پردہ واقعی اس وقت کا ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر موجود تھے۔

لیکن اس بات کا سب سے عجیب ترین پہلو تو یہ ہے کہ بالآخر تمام عیسائی دنیا شاید بہت جلد اپنی آنکھوں سے یہ دیکھنے کے قابل ہو سکے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام درحقیقت کس شکل و صورت کے (انسان) تھے۔

اس امر کی کوشش بھی جاری ہے کہ ان تصاویر کی مدد سے جو ۱۹۳۳ء میں اس پردہ کی لی گئی تھیں نئے سرے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تصویری نقوش تیار کئے جائیں۔ نئی تصاویر کی مدد سے اور اس پردے کے قریبی معائنہ اور تجربہ سے یہ بات اب زیادہ آسان ہو گئی ہے۔

پچھلے سال جون میں موجودہ ماہرین کی مجلس کی کارروائی قریب قریب مکمل ہو چکی ہے۔ اور اب وہ لاٹ پادری کارڈینل پلیگرنی (CARDINAL PELLEGRINI) کو موسم بہار میں پیش کی جائے گی۔ تب اس بارے میں جدید سائنسی تحقیق کا ایک مکمل پروگرام بنایا جا سکتا ہے۔ جو کہ اس چیز کا اظہار ہے کہ یہ تحقیق ۱۹۷۰ء کے بہت سے نئے انکشافات اور انتہائی بے چینی سے انتظار کئے جانے والے واقعات کی ایک اہم کڑی ہوگی۔

یہاں پر موجودہ مضمون کا خلاصہ ختم ہوتا ہے۔

جیفری پارکن کے مضمون کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ عیسائی دنیا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی صلیبی موت کے بارے میں مشکوک ہو رہی ہے۔ اور یہ مسئلہ کہ ان کی موت کس طرح اور کب واقع ہوئی ایک نہایت اہم سوال بن کر ساری عیسائی دنیا پر منڈلا رہا ہے۔

اس موجودہ مضمون کے دو رُخ ہیں۔ ایک تو عیسائی دنیا کے لئے کہ وہ نئی تحقیقات کی روشنی میں حضرت عیسےٰ کا صحیح مقام سمجھیں اور اپنے ہاتھوں صلیب کو خود ہی توڑ ڈالیں۔ اور دوسرا ہمارے مسلمان بھائیوں کے لئے ہے کہ وہ اب بھی وقت کی نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے امام زمانہ کی بتائی ہوئی تشریحات سے فائدہ اُٹھائیں اور نئے سرے سے قرآن حکیم کی روشنی میں اس مضمون کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

یہ حقیقت ہے کہ حضرت عیسیٰ کی موت صلیب پر واقع نہیں ہوئی۔ انہیں چند گھنٹوں کے لئے صلیب پر چڑھایا گیا۔ پھر انہیں صلیب سے اتارا گیا اور ایک چادر میں لپیٹ کر رکھ دیا اس حالت میں جب کہ ابھی وہ زندہ تھے جدید سائنسی دنیا نے اپنی بسا اوقات کی تحقیقات سے یہ امر ثابت کر دیا ہے۔ اور ابھی وہ اس بات کے مزید ثبوت بہم پہنچا رہے ہیں۔

اس سے قبل ڈاکٹر جی بی یودن نے ایک کتاب لکھی تھی جس میں یہ ثابت کیا گیا تھا کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر بے ہوش ہو گئے تھے فوت نہیں ہوئے تھے۔ اگر عیسائی دنیا کا دانشمند طبقہ یہ امر تسلیم کر لے تو پھر تثلیث اور کفارہ کے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے

امام زمانہ نے سچ فرمایا تھا

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع

---

## درخواست دُعا

ملک عبدالکریم لنگڑیال صاحب بیمار ہیں، ان کے پاؤں پر مہلک پھوڑا نکلا ہوا ہے، ان کے لئے دعا فرما دیں اللہ تعالےٰ ان کو شفا بخشے اور صحت کاملہ عطا فرمائے

# مکہ کی ویران سرزمین میں حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ کی سکونت

## حضرت ہاجرہؑ کا ایمان اور حضرت ابراہیمؑ کی دعائیں

## مکہ کے ویرانے کی آبادی، لوگوں کا رجوع اور رزق کی فراوانی

## قربانی کا مفہوم اور نبی کریم صلعم اور صحابہؓ کا جذبۂ جہاد

**خطبہ عیدالاضحیٰ**

مؤرخہ ۱۷ر فروری ۱۹۷۰ء

فرمودہ

حضرت امیر قوم مولٰنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام

جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

انّ الصّفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حجّ البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطّوف بہما ۔ ومن تطوّع خیراً فانّ اللہ شاکرٌ علیمٌ ——— (البقرۃ ۲ - ۱۵۸) ———

### مکہ کی ویران سرزمین میں حضرت اسمٰعیلؑ اور انکی والدہ کی سکونت

یہ دو آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں۔ ان دونوں میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کو مکہ کی ویران اور بے آب و گیاہ وادی میں اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت آباد کیا۔ حضرت ابراہیمؑ بوڑھے ہیں۔ اس بڑھاپے میں ان کو ایک فرزند عطا کیا جاتا ہے۔ اور یہ فرزند ان کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ پھر اس بڑھاپے میں اس بچے اور اس کی ماں کو حکم الٰہی کے مطابق مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں لے جا کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یہ کس قدر مشکل کام ہے۔ بوڑھا باپ، دودھ پیتا بچہ اور مکہ کی ویران وادی جہاں چاروں طرف ریتلی اور ویران سرزمین کے سوائے اور کچھ نہیں ایسی جگہ خدا کے حکم سے ماں بچہ اور اس کی ماں کو آباد کرنا ان کی ہم کی احاطت کرنا انہی لوگوں کی شان ہے جن کو انبیاء کہتے ہیں۔

### حضرت ابراہیمؑ کی واپسی اور حضرت ہاجرہؑ کا ایمان اور مسلمانوں کیلئے سبق۔

چند دنوں کے بعد اس بچے کو اور ان کی ماں حضرت ہاجرہؑ کو وہاں چھوڑ کر حضرت ابراہیمؑ واپس جانا چاہتے ہیں۔ رخت سفر باندھتے ہیں ان کی اس تیاری سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ہمیں چھوڑ چلے ہیں۔ اندازہ لگائیے اس وقت اس عورت کا اور اس ننھے بچے کا کیا حال ہوگا جنہیں تن تنہا ویران چٹیل اور بے آب و گیاہ ویرانے میں چھوڑا جا رہا ہے حضرت ہاجرہؑ تاڑ گئیں کہ حضرت ابراہیمؑ جانے لگے ہیں۔ تو انہوں نے پوچھا الٰی من تکلنا۔ آپ ہمیں کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں۔ یہ گھبراہٹ دیکھئے۔ کہتی ہیں جا رہے ہو ہمیں چھوڑ کر خیال نہیں کرتے۔ سنسان وادی ہے یہاں کوئی آدم زاد دکھائی نہیں دیتا الٰی من تکلنا۔ کس کے سپرد کر کے چلے ہیں؟ اس وقت کیا گذر رہی ہوگی بیوی پر اور حضرت ابراہیمؑ کا کیا حال ہوگا۔ فرمایا الی اللہ اکلکم تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں۔

عربی میں اکلکم الی اللہ کہا جاتا ہے لیکن حصر کے لئے کہا الی اللہ اکلکم میں کسی انسان اور یا کسی اور ہستی کے سپرد کر کے نہیں چلا بلکہ صرف اور صرف اللہ کے سپرد کر کے چلا ہوں۔ حضرت ہاجرہؑ کا ایمان دیکھئے۔ فرماتی ہیں اذاً لا یضیعنا۔ پھر اللہ تعالےٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا فلا تخشی اللہ کاف۔ آپ پھر کسی طرح کا حزن و ملال دل میں نہ لائیں۔ اللہ ہمارے لئے کافی ہے۔ یہ کیا ایمان ہے کس قدر خدا تعالےٰ پر بھروسہ ہے، تمام خوف و ہراس جو اس ویرانے میں ہو سکتا ہے وہ خدا کا نام لینے سے یکسر مٹ گیا۔

قرآن کریم اس سے مردوں اور عورتوں کو یہ سبق دینا چاہتا ہے کہ اللہ پر ایمان پیدا کرو سامان اللہ تعالےٰ خود پیدا کر دیتا ہے۔

### حضرت ہاجرہؑ پانی کی تلاش میں

حضرت ابراہیمؑ اس حالت میں بیوی اور بچے کو چھوڑ کر چلے آتے ہیں۔ دونوں اکیلے رہ گئے۔ کھانے پینے کی چیزیں آہستہ آہستہ ختم ہونے لگیں۔ اور ایک وقت یہ بھی آیا کہ سب کچھ ختم ہو گیا۔ یہاں تک کہ پانی بھی ختم ہو گیا۔ بچے کو پیاس لگتی ہے۔ بچہ بلبلانے لگتا ہے۔ اس ماں کے کلیجے کا تصور کیجئے۔ اپنے پیارے بچے کو پیاس سے بلبلاتا دیکھ کر ان پر کیا گذرتی ہوگی۔ وہ پانی کی تلاش میں صفا کی پہاڑی پر چڑھتی ہیں اور چاروں طرف دیکھتی ہیں کہ کوئی آبادی کا کہیں نام و نشان نظر آئے اور کوئی پرند چرند دکھائی دے کہ جہاں پانی ہو وہاں پرندے اڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ حیران و پریشان ہیں کہیں کچھ نظر نہیں آتا۔ پھر وہ صفا کی پہاڑی سے اتر کر دوسری پہاڑی مروہ کی طرف دوڑتی ہیں کہ شاید وہاں سے پانی کا کوئی پتہ چل سکے۔ یہ پہاڑیاں دونوں ہی کعبہ کے پاس ہیں اور خانہ کعبہ کے احاطے کے بالکل متصل ہیں۔ حضرت ہاجرہؑ سات دفعہ عالم گھبراہٹ و پریشانی میں دونوں پہاڑیوں پر چڑھتی اور اترتی ہیں۔

### فرشتہ کا نزول اور آبِ زمزم کا پھوٹنا

جب کچھ نظر نہیں آتا اور گھبراہٹ بڑھ جاتی ہے، تو ایک فرشتہ اترتا ہے اور ایک جگہ پر بیٹھتا ہے وہاں فوراً پانی نکل آتا ہے۔ اس چشمہ کو زمزم کہتے ہیں۔

مصائب دیکھئے۔ دعاؤں میں انتظار دیکھئے اور دعا کی قبولیت کا منظور ہونا دیکھئے۔ یہ وہ سبق ہے جو آج مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ سکھانا چاہتا ہے۔ چنانچہ بچے کو پانی پلایا اور خود بھی پیا۔ اطمینان پیدا ہوا کہ اللہ تعالےٰ دعاؤں کو سنتا ہے، یہ چشمہ رواں ہے۔ آج وہاں سات آٹھ لاکھ حجاج جمع ہیں جو اس پانی کو پیتے ہیں اور پانی ختم ہونے میں نہیں آتا۔ یہ پانی کہاں سے آتا ہے۔ میں نے وہاں کھڑے ہو کر اس امر پر غور کیا ہے صفا اور مروہ بالکل خشک اور چٹیل پہاڑیاں ہیں وہاں کوئی سبزہ اور درخت نہیں ہے۔ وہاں کوئی برفباری نہیں ہوتی۔ وہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں۔ وہاں کوئی اونچا پہاڑ نہیں ہے جس پر برفباری ہو اور برف پگھلنے سے پانی مل جائے۔ اس ویرانہ میں اللہ تعالےٰ نے کیا سامان کیا ہے۔ اسی کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی تمام چیزیں ہیں۔

### حضرت ہاجرہؑ کی تعظیم اور مسلمانوں کیلئے سبق

یہ تو پہلا سبق ہے جو اللہ تعالےٰ ہمیں سکھانا چاہتا ہے کہ ایک عورت کے اندر کس قدر ایمان پیدا ہوا اور اس کی کیا تعظیم ہوئی۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے قدموں پر چل کر سعی کی ہے۔ یہ ہے وہ عظمت و عزت جو اللہ تعالےٰ نے عورت کے لئے قائم کی ہے اس عورت کے قدموں پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے ہیں۔

### حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ہاجرہؑ کی یادگار

بعد ازاں حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا اور حضرت اسمٰعیلؑ نے بھی ان کا ہاتھ بٹایا تو جہاں کعبۃ اللہ حضرت ابراہیمؑ کی یادگار ہے (واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّی) جس کا طواف تمام حجاج کرتے ہیں اسی طرح عورت کی یادگار **صفا** اور **مروہ** کے درمیان سعی کے رنگ میں قائم کر دی

---

### عورت کی تعظیم کا سبق

حج تمام عبادات سے بڑھ کر ہے اس عبادت کے مقام پر عورت اور مرد کا مقام برابر اور مساوی قرار دے دیا ہے۔ کون

ہے دنیا میں جس نے عورت کا رتبہ اس قدر بلند کر دیا ہو، تمام مردوں اور عورتوں کو اس سے یہ سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ عورت قابلِ تعظیم ہے وہ گھر مسلمانوں کے گھر نہیں ہیں جہاں عورت کی عزت نہیں، جہاں لڑکی اور بہن کی عزت نہیں کی جاتی۔ آج دنیا کے مسلمانوں کو یہ سبق سیکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے معزز ترین جگہ پر عورت کو پہنچا دیا ہے، ہمیں آج عہد کرنا چاہیئے کہ ہم نے عورت بیٹی اور بہن کی تعظیم کرنا ہے، ماں، پھوپھی خالہ، چچی کی عزت کرنا ہے، اگر یہ نہیں تو عید کی نماز نہیں محض رسم ہے۔ رسم سے کیا بنتا ہے۔ مسلمان حقیقت پسند ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ اور اس کے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں کہ مسلمان حقیقت پسند ہو جائیں اور دین ان کے عمل کے اندر آ جائے۔

## مکہ میں حضرت اسمٰعیلؑ کو بساتے وقت حضرت ابراہیمؑ کی دُعا۔

حضرت ابراہیمؑ نے جب اللہ تعالےٰ کے حکم سے اس وادی میں قدم رکھا تو انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی ربنا انی اسکنت من ذریتی بوادٍ غیر ذی زرع عند بیتک المحرم۔ اے اللہ تیرے حکم کے مطابق میں اپنی بیوی اور بچے کو یہاں لے کر آ گیا ہوں۔ یہ وادی غیر ذی زرع ہے۔ یہاں کچھ بھی اُگتا نہیں، کوئی گھاس پھوس یہاں نہیں ہوتا۔ انسان جب کوئی جھونپڑا اور کوٹھا بناتا ہے تو آرام کی صورت دیکھتا ہے لیکن میں اس جگہ تیرے حکم کے تحت اپنے بیوی بچے کو لے آیا ہوں عند بیتک المحرم

یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے

میں دُعا کرتا ہوں کہ اس بیت اللہ کا ہمسایہ بننے کی لاج رکھیو۔

## مکّہ میں بسانے کا مقصد

لیقیموا الصلوٰۃ۔ میرا یہاں آنے کا مقصد دولت کمانا نہیں ہے نہ تجارت و سوداگری کرنا مقصود ہے۔ میرا مقصد تو یہ ہے کہ میری اولاد تیری عبادت کرے یہ مقصد کتنا اعلیٰ ہے۔ لوگ کارخانے اور کوٹھیاں بناتے ہیں اور ان کے مقاصد دنیوی ہوتے ہیں، لیکن حضرت ابراہیمؑ کے پیشِ نظر مقصد یہ ہے کہ میری قوم تیری عبادت کرے۔

## مکہ کی طرف لوگوں کا رجوع اور رزق ثمرات کی فراوانی

ربنا واجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم اور اے اللہ ایسا کر دے کہ لوگوں کے گروہ در گروہ ان کی طرف چلے آئیں، چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کی دُعا قبول ہوئی اور ہر سال لاکھوں انسان وہاں آ جمع ہوتے ہیں اور عبادات ادا کرتے ہیں اور ہمیشہ سارا سال وہاں لوگوں کی ریل پیل رہتی ہے۔ حج کے دنوں کے علاوہ عمرہ کے لئے لوگ چلے جاتے ہیں، اور پھر یہ بھی دُعا کی وارزقھم من الثمرات یہاں اُگتا کچھ نہیں میوہ وہاں پیدا نہیں ہوتا اس لئے اے مولا انہیں پھلوں سے رزق دے۔ آج دیکھیں تو دنیا جہان کا کوئی میوہ نہیں جو وہاں موجود نہ ہو، وہاں میوہ جات کے ڈھیر لگے ہیں۔

## مسلمانوں کو اخلاص اور تزکیہ نفس کی تعلیم۔

ربنا انک تعلم ما نخفی و ما نعلن اے ہمارے مولا! تو ہمارے اندرونے کو جانتا ہے۔ ہمارا اندرونہ اور بیرونہ ایک ہو جائے کس قدر بلند پایہ تعلیم ہے، اس میں سبق دیا ہے کہ مسلمان کو چالاکی سے بات نہیں کرنی چاہیئے، اس کا دل اور زبان ایک ہو، اسلام مسلمانوں کے اندر صداقت جیسی قیمتی صفت پیدا کرنا چاہتا ہے اس سے پورا پورا امن اور پورا پورا اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ وما یخفی علی اللہ من شیء مسلمانو! یاد رکھو اللہ تعالےٰ پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے فی الارض ولا فی السماء آسمان اور زمین کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اس علیم خدا سے چھپی ہوئی ہو۔ تمہارے دلوں میں طہارت پیدا ہونی چاہیئے۔

## ایک عظیم الشان رسولؐ کی بعثت کی دُعا جو محمد رسول اللہؐ صلعم کے وجود میں پوری ہوئی

پھر عرض کی ربنا وابعث فیھم رسولاً یتلوا علیھم اٰیٰتک و یعلمھم الکتاب والحکمۃ و یزکیھم۔ اے مولا! جہاں میری اولاد کو دنیا جہان کی آسائشیں میسر ہوں وہاں اُن کی رُوحانی تربیت بھی فرما۔ ان میں ایک عظیم الشان رسول بھیجیو جو تیرے احکام ان کو سنائے اور تیری کتاب کی تعلیم دے اور دانائی کی باتیں سکھائے اور قوم کے اندر تزکیہ اور طہارت پیدا کر دے انک انت العزیز الحکیم۔ شاید میری اس دُعا کو انسان نہ سمجھے کیونکہ حالات ایسے ہی ہیں لیکن تیری قدرت کے مقابلہ پر کوئی چیز ایسی نہیں جو انہونی ہو، تو جو کچھ کرتا ہے اس کے اندر حکمت و دانائی ہوتی ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کو اللہ تعالےٰ نے سُن لیا اور اس کے نتیجہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان پیغمبر کو مبعوث فرمایا جنہوں نے قرآن کریم جیسی علم و حکمت سے بھری ہوئی کتاب دنیا کو دی اور لوگوں کا ایسا تزکیہ کیا کہ اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

## حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی اور اولاد کی عزّت و وقار کی تعلیم

اور پھر یہ بھی سن لیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے جس بچے کے لئے دُعا مانگی تھی۔ اور اس کو اس ویرانہ میں بسایا تھا جب وہ بڑا ہو گیا تو اسے باپ نے اپنے پاس بلایا اور فرمایا یا بنی! اے میرے پیارے لختِ جگر انی اری فی المنام انی اذبحک۔ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تمہیں اللہ کی منشاء و رضا کے تحت ذبح کر رہا ہوں۔ بچے کو مخاطب کرنے کا انداز دیکھئے یا بنی اے میرے پیارے بیٹے یہ سبق اللہ تعالےٰ سکھانا چاہتا ہے کہ اپنی اولاد کو مخاطب کرو تو تمہاری گفتگو کے اندر وقار نظر آئے اور اپنا خواب بیان کر کے کہا فانظر ماذا تریٰ۔ غور کیجئے آپ کی کیا رائے ہے یہ کیسا مہذب کلام ہے جو اللہ تعالےٰ باپوں کو سکھانا چاہتا ہے کہ اپنی اولاد کے ساتھ اس عزت و وقار کے ساتھ کلام کیا کرو۔ ان کا اکرام کرو اور ان کی تعظیم و تکریم کرو اور کسی بات کا حکم دینے کے بجائے ان سے مشورہ کرو جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے کیا وہ کہہ سکتے تھے کہ خدا کا حکم ہے چلو تمہیں ذبح کروں، لیکن نہیں وہ کہتے ہیں فانظر ماذا تریٰ، بتلایئے آپ کی کیا رائے ہے۔ بیٹا جواب دیتا ہے یا ابت افعل ما تؤمر ابا جان جو حکم اللہ تعالےٰ نے آپ کو دیا ہے اسے کر گذریئے ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ فلما اسلما جب دونوں عملاً مسلمان ہو گئے۔ اور بیٹے کو اوندھے منہ لٹا دیا کہ آنکھیں دوچار نہ ہو جائیں اور دل میں انقباض پیدا نہ ہو جائے۔ اس طرح چھری گردن پر رکھ کر ذبح کرنے ہی لگے تھے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا فنادینٰہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا ہم نے پکارا اے ابراہیمؑ آپ نے خواب کو سچا کر دکھایا۔ ہم نے آپ کی قربانی قبول کر لی ہے وفدینٰہ بذبح عظیم اس کے بدلے ہم نے ایک عظیم ذبیحہ مقرر کر دیا۔

## ذبیحہ کی قربانی میں سبق اور نبی کریم صلعم کا جذبۂ جہاد

یہ جو ہم بکرے اور دنبے پر چھری پھیرتے ہیں اس میں سبق ہے کہ ہم نے اللہ تعالےٰ کے احکام کے سامنے گردن رکھ دی ہے اور اپنی پیاری سے پیاری چیز بھی خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ وہ سبق ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو سکھلایا حضور صلعم نے میدانِ جنگ میں فرمایا لوددت ان اقتل فی سبیل اللہ۔ اگر آپ قربانی کا سبق سکھاتے ہیں تو اس پر عمل بھی کر کے دکھلاتے ہیں۔ فرماتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے راستہ میں میری جان قربان ہو جائے۔ میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ ہو جاؤں پھر شہید کیا جاؤں اور پھر زندہ ہو جاؤں۔ آپؐ جنگ اُحد میں خچر پر سوار ہیں۔ پچھلی صف میں نہیں میدان میں صف آرا ہیں۔ یہ عملی نمونہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا جذبات کا۔ اگر یہ جذبہ سچا نہ ہوتا تو کون آپؐ کا ساتھ دیتا۔ حضرت نبی کریم صلعم کے رشتہ داروں نے آپ کا ساتھ دیا۔ حضرت حمزہ رضؓ میدانِ جنگ میں شہید ہوئے، حضرت جعفر رضؓ شہید ہوئے، حضرت علی رضؓ کو خطرناک طور پر چوٹیں آئیں، ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے حضرت حمزہ رضؓ کا ناک اور کان کاٹے اور جگر نکال کر اپنے گلے کا ہار بنایا۔ حضور صلعم کو اس کا بہت دکھ تھا۔ حضرت صفیہ کو خبر ہوئی وہ مدینہ سے دوڑی ہوئی میدانِ جنگ میں آئیں یہ بہن کا تعلق بھائی کے ساتھ۔ حضرت نبی کریم صلعم نے ان کے بیٹے حضرت زبیر رضؓ کو ارشاد فرمایا کہ دیکھنا صفیہ رضؓ حمزہ رضؓ کی لاش کو دیکھنے نہ پائے وہ بے حال ہوں گی صفیہ رضؓ نے سن لیا اور کہا کہ لقد علمت ما فعل بہ۔ وذالک یسیر فی جنب طاعۃ اللہ۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ میرے بھائی کے ساتھ کیا گذری یہ تو اللہ تعالےٰ کے راستہ میں اور اس کی اطاعت کے سلسلہ میں تھوڑی سی بات ہے

## حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی یادگار

یہ وہ مرد اور عورتیں ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کئے۔ آج قربانی کی رسم کا دن نہیں ہے یہ حضور نبی کریم صلعم کی بڑائی کا عظیم الشان دن ہے حضورؐ نے قوم کو عورت کی تعظیم و تکریم کا عملی سبق دیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی ہمیشہ کی یادگار قائم کر دی اور خود نماز میں بھی حضرت ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر درود و صلوٰۃ کا حکم دیا۔

## قوموں کو ایک کرنے کا سبق

یہودیوں کو فرمایا انا دعوۃ ابی ابراھیم میں اپنے باپ حضرت ابراہیم کی دعاؤں کا نتیجہ ہوں اور عیسائیوں کو فرمایا انا بشارۃ اخی عیسیٰ

( باقی بر صفحہ ... )

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ انگلستان

# پیغامِ احمدیت

## کتاب "قادیانی مذہب" کے اہم اعتراضات پر تبصرہ

## برنی صاحب کی محنتِ شاقہ کے نتائج

((۱۴))

### (۵) محدثیت سے نبوت تک ترقی

فصل دوسری صـ۱۴۹

اقتباسات:-

(۱) "ہمارے سید رسول صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں آسکتا اس لئے شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں"

(شہادت القرآن صـ۲۸ ۲۲ دسمبر ۱۸۹۳ء)

(۲) "میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دین مصطفےٰ کی تجدید کروں"

(آئینہ کمالات اسلام صـ۳۸۳ ۲۶ فروری ۱۸۹۳ء)

(۳) "میں نے ہرگز نبوت کا دعوے نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی ........ میں نے لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ نہیں کہا کہ میں محدث ہوں اور اللہ تعالےٰ مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثین سے"

(حمامۃ البشریٰ صـ۷۹ ۲۷ جولائی ۱۸۹۴ء) (۱۹۰۳ء)

(۴) "لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا اور کہہ دیا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا قول قطعاً جھوٹ ہے جس میں سچ کا شائبہ نہیں اور نہ اس کی کوئی اصل ہے ........ ہاں میں نے یہ ضرور کہا ہے کہ محدث میں تمام اجزائے نبوت پائے جاتے ہیں لیکن بالقوۃ - بالفعل نہیں - تو محدث بالقوۃ نبی ہے - اور اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا تو وہ بھی نبی ہو جاتا" (حمامۃ البشریٰ صـ۸۱)

(۵) نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے[۱] اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبۂ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے - تو محدثیت ........ کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعوےٰ لازم آ گیا؟"

(ازالہ اوہام صـ۴۲۱ صـ۴۲۲ - ۳ ستمبر ۱۸۹۱ء)

(۶) "محدث جو مرسلین میں سے ہے اُمتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی - اُمتی وہ اس وجہ سے ہے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالےٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے - محدث کا وجود انبیاء اور اُمم میں بطور برزخ کے اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے - وہ اگرچہ کامل طور پر اُمتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے - اور محدث کے لئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو - اور خدا تعالےٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے (ازالہ اوہام صـ۵۶۹ ۳ ستمبر ۱۸۹۱ء)

(۷) "ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالےٰ کی طرف سے اس اُمت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے - اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے - امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے - اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے - اور نبوت کے معنی بجز اس کے کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں"

(توضیح مرام صـ۱۸ ۲۲ جنوری ۱۸۹۱ء)

(۸) "یہ کہنا کہ نبوت کا دعوےٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے - اے نادانو میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کھڑا ہو کر نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں - صرف میری مراد نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے - سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں - پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی - یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں - ولکل ان یصطلح"

(حقیقۃ الوحی تتمہ صـ۶۸ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء)

---

[۱] حضرت مرزا صاحب نے فرمایا :- محدثیت کا دعوےٰ خدا کے حکم سے کیا گیا ہے - جو دعوےٰ خدا کے حکم سے کیا گیا ہو اس میں بھلا تبدیلی کا سوال کیسے پیدا ہو سکتا ہے - اسی حوالہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ محدثیت کو دوسرے لفظوں میں مجازی نبوت بھی کہتے ہیں - اور مجازی نبوت سے حضرت مرزا صاحب نے کبھی انکار نہیں کیا لیکن یہ حقیقی نبوت نہیں "سمیت نبیاً من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ" میرا نام اللہ تعالےٰ کی طرف سے نبی رکھا گیا ہے مجاز کے طریق پر نہ علیٰ وجہ الحقیقت (حقیقۃ الوحی الاستفتاء ضمیمہ صـ۶۴ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء) اسلامی اصطلاح میں محدث کسے کہتے ہیں اس کی تشریح اگلے دو حوالوں میں آئی ہے (ازالہ اوہام صـ۵۶۹ توضیح مرام صـ۱۸)

### برنی صاحب کی علمی کارگذاری

پیشتر اس کے کہ ہم مندرجہ بالا حوالہ جات پر اظہار خیال کریں برنی صاحب کے عنوان "محدثیت سے نبوت تک ترقی" کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں:-

ترقی کی ابتداء تو آپ نے شہادت القرآن سے کی ہے جو ۱۸۹۳ء کی کتاب ہے - ترقی کے زینے طے کرتے ہوئے آپ نے ازالہ اوہام کے حوالہ جات دینے شروع کر دیئے جس کا سن اشاعت ۳ ستمبر ۱۸۹۱ء ہے یعنی شہادت القرآن سے دو سال قبل کا ہے - پھر برنی صاحب نے مزید ترقی کی تو ایک دوسری کتاب سے حوالہ درج فرما دیا جس کی تاریخ اشاعت ۲۲ جنوری ۱۸۹۱ء یعنی ازالہ اوہام سے بھی کچھ ماہ پیشتر کی ہے یا تو برنی صاحب کو علم نہیں کہ ان کتب کا سن اشاعت کیا ہے یا دانستہ لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں شاید اسی غرض سے انہوں نے کتب کے نام کے ساتھ تاریخ اشاعت دینے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی - یہیں تو ان "علمی محاسبہ" اور مؤلف کی "محنتِ شاقہ" اور "وسیع مطالعہ" کی کارگذاریاں دیکھ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ احمدیت کیسے کیسے "اسرار کو ایک جدید قسم زیرِ طشت از بام کیا گیا ہے" (تمہید چہارم صـ۲۳) بعد میں نہ جانے برنی صاحب کو کیا خیال آ گیا ایک حوالہ حقیقت الوحی کا پیش کر دیا جو ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی تھی لیکن مقصد پھر بھی حاصل نہیں ہوا - اس حوالہ سے بھی یہی ثابت ہوا کہ حضرت مرزا صاحب جس امر کا اظہار اس سے قبل فرما چکے تھے اسی کا اعادہ انہوں نے حقیقۃ الوحی میں کیا ہے - محدثیت کا دعوےٰ اسلامی اصطلاح کی رو سے ہے اور حقیقۃ الوحی تتمہ صـ۶۸ میں نبوت کے لفظ کا استعمال لغوی اصطلاح کی رو سے ہے - ان دونوں باتوں میں تناقض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا - حضرت مرزا صاحب کی تمام کتب میں یہ دونوں لفظ انہی دو مختلف اعتباروں سے استعمال کئے گئے ہیں اگر یہ بات مخالفین سلسلہ احمدیہ سمجھ لیں تو انہیں حضرت مرزا صاحب کی عبارتوں میں ایک تسلسل اور تطبیق نظر آ جائے گی اب اس اجمال کی تفصیل ملاحظہ ہو :-

توضیح مرام (ق م سنہ ۱۸۹۱ء) میں حضرت مرزا صاحب نے محدث کے لئے جزئی نبی کی اصطلاح اختیار فرمائی ہے یہ ایسی نبوت ہے جو فقط نبی اور رسول کے مقام تک پہنچ کر انسان کو حاصل ہوتی ہے - دور دوم یعنی ۱۹۰۱ء کے بعد میں آپ نے اس مفہوم کو ذیل کے الفاظ میں بیان کیا ہے :-

اور جو شخص دعوےٰ نبوت کرتا ہے اور یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ

نبیہ وسلم کی اُمت سے ہے اور جو کچھ پایا اسی کے فیضان سے پایا اور وہ ایک پھل ہے اس کے باغ سے اور ایک قطرہ ہے اس کی بارش سے اور ظلّ کا سایہ اس کا روشنی ... اور خدا کی لعنت اس پر اور اس کے انصار پر اور اس کے پیروؤں پر اور اس کے مددگاروں پر۔ ہمارے لئے بجز محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی پیغمبر آسمان کے نیچے نہیں"۔

(مواہب الرحمٰن ص ۶۹ ۱۴ جنوری ۱۹۰۳ء)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جزوی نبوت کے الفاظ ۱۹۰۱ء کے بعد ترک کر دیئے تھے۔ اگر کسی کے ذہن میں الفاظ پرستی کی دھن نہ سوار ہو تو باغ میں سے ایک پھل باغ کا جزو نہیں تو اور کیا ہے؟ اور سایہ اس روشنی کا اس روشنی کا جزو نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ وہی نبوت ہے جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتی ہے جسے دوسرے لفظوں میں محدثیت کہتے ہیں یہ نبوت تامہ کاملہ نہیں اس لئے کہ

"ہمارے لئے بجز محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی پیغمبر آسمان کے نیچے نہیں"

اگر حضرت مرزا صاحب نے ایک دفعہ بھی اپنے آپ کو کامل نبی کہا ہوتا یا اپنے آپ کو نبوت تامہ کاملہ کا قائل قرار دیا ہوتا تو اس بات میں کچھ وزن ہوتا کہ آپ نے پہلے دعویٰ کچھ اور بات کی تھی بعد میں کچھ اور دعوے کرنے لگ گئے تھے لیکن آپ تو یہی فرماتے رہے کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا ... اور نبی ... ہوں اور اس ایک پہلو سے نبی ہونے کی وضاحت وہ بار بار اپنی تحریروں میں کر چکے ہیں ... اس لحاظ سے آپ ... ایک ہی رہا۔ توضیح مرام میں آپ نے فرمایا تھا:

"نبوت تامہ جو وحی شریعت کی حامل ہوتی ہے منقطع ہو گئی ہے لیکن وہ نبوت جس میں سوائے مبشرات کے کچھ نہیں وہ قیامت کے دن تک باقی ہے۔ وہ کبھی منقطع نہیں ہوگی" (صفحہ ۲۰)

اپنی ایک آخری کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:—

سلہ یہ حوالہ برقی صاحب نے درج نہیں کیا شاید اس لئے کہ اس سے ان کے نظریہ تدریج و ارتقاء پر بڑی کاری ضرب پڑتی ہے۔

"قرآن شریف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے سلسلہ کو بند نہیں کرتا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ یعنے خدا جس پر چاہتا ہے اپنا کلام نازل کرتا ہے اور فرماتا ہے لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا یعنے مومنوں کے لئے مبشر الہام باقی رہ گئے ہیں گو شریعت ختم ہو گئی کیونکہ عمر دنیا ختم ہونے کو ہے پس خدا کا کلام بشارتوں کے رنگ میں قیامت تک باقی ہے"۔

(چشمہ معرفت حاشیہ ص ۱۸۱ ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء)

اسی مبشرات والی نبوت کا ذکر توضیح مرام ص ۲۰ میں تھا جس کا ذکر ان الفاظ میں ہے:—

"وہ نبوت جس میں سوائے مبشرات کے کچھ نہیں"

اور اسی نبوت کا ذکر آپ نے چشمہ معرفت ص ۱۸۱ میں آگے چل کر فرمایا ہے:

"نبوت صرف آئندہ کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو بذریعہ وحی اور الہام ہو۔ اور ہم سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہو گئی ہے صرف مبشرات یعنی پیشگوئیاں باقی ہیں"

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ... حوالہ میں اور ... توضیح مرام اور ... حقیقۃ الوحی تتمہ ... نبوت سے مراد حقیقی نبوت ہے ... کا دعوے تو حضرت مرزا صاحب نے کبھی کیا ہی نہیں۔ یہ مبشرات والی نبوت ہے جس کا ذکر آپ کی ابتدائی تحریروں میں ملتا ہے اور آخری تحریروں میں بھی۔ نیز آپ کی تحریروں سے یہ امر واضح ہے کہ اگر ابتداء میں اپنے آپ کو مجازاً نبی کہا تو آخر میں بھی مجازاً ہی کہا۔ اگر ابتداء میں حقیقی نبوت سے انکار کیا تو آخر میں بھی ... کہا ... ولایت کا دعویٰ کیسے کیا جا سکتا ہے۔

اب حقیقۃ الوحی تتمہ ص ۶۸ کے الفاظ کو دیکھئے:—

"آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں ولکل ان یصطلح"

برقی صاحب اس سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہاں حضرت مرزا صاحب نے بجائے اپنی کثیر مکالمہ و مخاطبہ کا نام نبوت رکھا ہے ... اس کا آغاز تو ان الفاظ سے ہوتا ہے:—

"یہ کہنا کہ نبوت کا دعوے کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت کس قدر حق سے خروج ہے"

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ چند سطروں کے بعد انہوں نے خود ہی نبوت کا دعوے کر دیا ہو۔ جن لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کی تحریروں کو بغور پڑھا ہے ان کے لئے اس انکار و اقرار میں کوئی تضاد نہیں۔ یہی بات ہے جو وہ ہمیشہ سے کہتے چلے آئے ہیں۔ حقیقی نبوت و رسالت کا انہیں انکار ہے لیکن نبوت کے لفظ کا استعمال ظلی، مجازی، بروزی اور لغوی معنوں کی رُو سے وہ جائز سمجھتے ہیں۔ اس بات کو آگے جا کر آپ نے حقیقۃ الوحی میں اور تفصیل سے بیان کر دیا ہے ملاحظہ ہو ترجمہ:—

"اور یہ ایک ظلی امر ہے۔ اور میں اپنے نفس میں کوئی خوبی نہیں دیکھتا اور جو کچھ میں نے پایا اس مقدس نفس سے ہی پایا اور میری نبوت سے اللہ تعالیٰ کی مراد سوائے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کے اور کچھ نہیں اور اللہ تعالیٰ کی لعنت اس شخص پر جو اس امر سے اوپر کچھ ارادہ کرے یا اپنے آپ کو کچھ سمجھے یا اپنی گردن کو اس نبی کی اطاعت کی رسی سے باہر نکالے۔ اور تحقیق ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں اور ان پر مرسلین کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور ہمارے رسول مصطفےٰ کے بعد کسی شخص کا حق نہیں کہ مستقل طور پر نبوت کا دعوے کرے اور ان کے بعد سوائے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کے کچھ باقی نہیں ...... اور میرا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی رکھا گیا مجاز کے طریق پر نہ علیٰ وجہ الحقیقۃ"۔

(حقیقۃ الوحی الاستفتاء ضمیمہ ص ۶۴ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء)

اس حوالے میں آپ نے خود ہی کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور نبی کا نام رکھنے کی تشریح کر دی۔ حقیقۃ الوحی تتمہ ص ۶۸ کے حوالے میں جو اجمال تھا اس مقام پر اس اجمال کی تشریح کر دی ہے اور یہی بات علم الٰہی کی رُو سے وہ اس سے دس سال قبل فرما چکے ہیں:—

"غرض سب لوگ تو اپنا کے انسان کو خواہ کوئی رسول سمجھتے ہیں پھر خدا کو کیوں حرام ہو گیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر استعمال کرے کیا قرآن میں سے فقالوا انا الیکم مرسلون بھی یاد نہیں رہا ...... بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے بکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے"۔

(سراج منیر ص ۳ ۲۴ مارچ ۱۸۹۷ء)

خدا تعالیٰ کے کلام اور اصطلاح میں (اور اسی طرح انبیاء اور اولیاء کے کلام و اصطلاح میں) جس طرح الفاظ کا استعمال حقیقی طور پر ہوتا ہے اسی طرح مجاز اور استعارہ کے طور پر بھی ہوتا ہے۔ اسی حقیقت کی طرف انہوں نے بار بار توجہ دلائی ہے۔ مثلاً ایک مقام پر فرماتے ہیں:—

"جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعوے کیا ہے ......! اے نادانو! بھلا بتلاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنی مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رُو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رُو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے"۔

(سراج منیر ص ۳ ۲۴ مارچ ۱۸۹۷ء)

اس حوالے میں تو صاف ذکر ہے کہ ... میں اور حضرت مرزا صاحب کے کلام میں نبی اور رسول کے الفاظ اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں بلکہ مجازی معنوں کی رُو سے استعمال ہوتے ہیں۔ گویہ حوالہ سال ۱۹۰۱ء سے قبل کا ہے لیکن حقیقۃ الوحی الاستفتاء ضمیمہ ص ۶۴ (۱۹۰۷ء) میں بھی انہی مجازی معنوں کی رُو سے نبی کے لفظ کے استعمال کو جائز قرار دیا اور یہی مضمون دوسری کتب میں بھی بیان ہو چکا ہے

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں — مینجر

از سمیع اللہ صاحب بمبئی (بھارت)

# احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا تعارف

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

## مجددِ اعظم

آپ کے علاوہ "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" کے دوسرے بزرگ ارکان نے جو علمی تصانیف پیش کیں۔ ان کی بھی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی۔ جیسے "مجددِ اعظم" جو مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک مکمل سوانح حیات ہے۔ جو بے انتہا خلوص و عقیدت سے لکھی گئی ہے۔ قادیان یا ربوہ کی طرف سے آپ کی حیات طیبہ پر آج تک ایسی محبت انگیز کتاب نہیں لکھی گئی۔ وہ خلوص و محبت کہ جسے دیکھ کر دل متاثر اور طبیعت گداز ہوتی ہے۔ وہ اس میں موجود ہے۔

## میثاق النبیین

اس انجمن کی پیش کردہ اور ایک علمی تصنیف "میثاق النبیین" ہے۔ یہ جناب مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا ایک علمی شاہکار ہے۔ اس میں وہ پیشگوئیاں جمع کر دی گئی ہیں۔ جو مختلف مذاہب کی مقدس کتابوں میں سید الکونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پائی جاتی ہیں۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک یہ موضوع بہت اہم ہے۔ اور اس پر غور و فکر اور تحقیق و جستجو کو تقدس کا مقام حاصل ہے۔ خدا کا فضل دیکھئے کہ اس مقدس کام کے لئے بھی اس کی نگاہ انتخاب اسی انجمن کے ایک بزرگ پر پڑی۔

## احمدیہ مشنز

یہی حال بیرونی ممالک میں مشنوں کے قیام اور مساجد کی تعمیر کا ہے۔ ان میں سے ہر امر کی پیشوائی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے حصے میں آئی۔

لندن۔ جرمنی۔ ہالینڈ اور فیجی وغیرہ میں کس نے پہلے مساجد بنائیں اور مشن قائم کئے ارباب قادیان و ربوہ کو تو ایک مدت کے بعد اس کا خیال آیا۔ لیکن "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور" تو ۱۹۳۰ء کے اندر ہی ان مقامات میں مساجد و مشن قائم کر کے ایک اچھی مثال قائم کر چکی تھی۔

غرض علمی و دینی تصانیف، تعمیر مساجد اور تبلیغی مشنوں کے قائم کرنے میں بے سروسامانی اور مختصر وسائل کے باوجود پہل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے ہی کی۔

## قادیان و ربوہ

اب یہ امر قابل غور ہے کہ اہل قادیان و ربوہ اتنے دنوں تک کیا کرتے رہے تو معلوم ہونا چاہیئے کہ اتنے دن یہ لوگ بھی بیکار نہیں بیٹھے تھے۔ یہ خلافت۔ خزانہ اور جمعیت کا ڈنکا بجاتے رہے۔ ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا یہی مقصد تھا۔

اس اثنا میں ان کی طرف سے جو علمی تصانیف منظر عام پر آئیں، وہ زیادہ تر امام جماعت دوم کی طرف منسوب ہیں۔ میرے نزدیک ان تصانیف سے بھی اسلامی علوم میں گرانقدر اضافہ ہوا ہے۔ مگر یہ بات کہ ہر باب اور ہر فصل پڑھنے کے بعد ایک قابل عمل نظریہ اور اپنے مسلک کی صحت پر ایک ٹھوس دلیل ہاتھ آتی جائے۔ یہ خوبی حضرت مولینا محمد علی رحمۃ اللہ کی تصانیف میں ملتی ہے۔

اگر قادیان و ربوہ کے دوسرے علماءِ کرام کی تصانیف دیکھیں تو وہ اکثر اختلافی مسائل پر ہیں۔ جیسے وفاتِ مسیح، اجراءِ نبوت، یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کی جزئی اشاعت۔ اور یہی ان کا بڑا کارنامہ سمجھا جاتا ہے، اب بھی ان علماء کا یہی حال ہے۔

## وجہ تفاوت

علمی و عملی میدان میں ان دوستوں کے درمیان جو اتنا تفاوت نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اراکین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا تعلق براہ راست امام الزمان مہدی دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہے۔ لیکن علمائے قادیان و ربوہ اس دور سے گذر کر "دورِ خلافت" میں داخل ہو گئے ہیں۔ اب ان کے نزدیک وسیلۂ نجات محض "بیعت خلافت" ہے، چنانچہ دونوں جماعتوں پر دونوں کی شخصیات الگ الگ رنگ میں اثر انداز ہو رہی ہیں اراکین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چراغ سے انوار کا اقتباس کر رہے ہیں۔ لیکن اہلِ قادیان و ربوہ کی علمی دینی مرادیں اب قصرِ خلافت سے وابستہ ہیں۔

## خزانہ و تنظیم

مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ جماعت قادیان و ربوہ کو خزانہ تنظیم اور جمعیت میں انجمن مذکور پر فوقیت حاصل ہے۔ مگر یہ کوئی حقیقی فخر و عزت نہیں۔ اس لئے کہ حکومت جس کی بنیاد ان تینوں امور پر ہوتی ہے۔ ایک فانی شئے ہے۔ قادیان کی احمدیہ سٹیٹ کا حال ہم نے دیکھ لیا تقسیم ہند کی ایک ہی آندھی نے اسے معمولی تنکے کی طرح کہاں سے کہاں اُڑا کر پھینک دیا۔ احمدی جو سرفروشی و جان نثاری کا دعوےٰ کرتے تھے۔ گھبرا گھبرا کے وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور اس سے پہلے کہ لائل پور شیخوپورہ اور لاہور غیر مسلموں سے خالی ہو۔ قادیان کا اکثر حصہ احمدیوں سے خالی ہو چکا تھا خلیفہ وقت اراکین صدر انجمن اور زعماء قوم سبھی قادیان چھوڑ چکے تھے۔

یہ حادثہ جس سے قادیان دوچار ہوا۔ کوئی نیا حادثہ نہیں۔ دنیا میں ایسے حوادث ہمیشہ رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے کبھی خدمت دین کا انحصار ایسی تنظیم۔ خزانہ اور جمعیت پر نہیں رکھنا چاہیئے ورنہ جس دن یہ سٹیٹ اُجڑا دین کا تار و پود بھی بکھر جائے گا۔ ہمارے سامنے مثال ہمیشہ "کلمہ طیبہ" کی رہنی چاہیئے۔ جس کی جڑ انسان کے دل میں دھنسی رہتی ہے اور کوئی طاقت اس کو اکھیڑ نہیں سکتی۔

## ۱۹۵۳ء

اسی طرح ہم نے ۱۹۵۳ء کا اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن دیکھا۔ اگر پنجاب میں مارشل لاء کا نفاذ نہ ہوتا تو ۱۹۴۷ء کا المیہ پھر احمدیوں کے سامنے آجاتا۔

اس ایجی ٹیشن سے علمائے ربوہ کتنے دہشت زدہ تھے۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جب امن قائم ہونے کے بعد حکومت پنجاب نے تحقیقاتی عدالت قائم کی اور اس میں خلیفہ ربوہ بھی بیان دینے آئے تو اس ایجی ٹیشن کی دہشت اس وقت بھی ان پر مسلط تھی۔ ان کو پاکستان میں جماعت کا مستقبل غیر محفوظ و غیر یقینی معلوم ہو رہا تھا۔ اسی لئے عدالت کے بعض سوالات کے جوابات میں یا تو "ذریہ و تقیہ" کر گئے یا ایجی ٹیشن کے خوف سے سچ مچ اپنا عقیدہ ہی بدل ڈالا۔ عدالت نے جب سوال کیا کہ کیا مسیح موعود پر ایمان لانا جزوِ ایمان ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ "جی نہیں"۔

کیا ہم لوگ جو ان کے مرید تھے کبھی ان کے منہ سے اس جواب کی توقع کر سکتے تھے۔ آپ زندگی بھر جس عقیدے کی تلقین کرتے رہے وہ یہ تھا کہ "مسیح موعود" پر ایمان لانا جزو ایمان ہے۔ اسی بات پر مولینا محمد علی صاحبؒ سے آپ کی اَن بن ہوئی تھی۔ اگر آپ کو اپنی تنظیم، خزانہ اور جمعیت پر بھروسہ ہوتا تو کبھی عدالت کے سامنے حلفیہ بیان میں چالیس سالہ عقیدے کے خلاف بیان نہ دیتے۔

اس جواب سے ظاہر ہے کہ خزانہ تنظیم اور جمعیت کے باوجود آپ اس ایجی ٹیشن کے مقابل اپنے کو بالکل مجبور و بے بس پاتے تھے۔

## مسئلہ نبوت

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" کا تعارف نامکمل ہوگا اگر اس جگہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوئے نبوت کے متعلق کچھ نہ لکھا جائے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ اپنی نبوت کے متعلق آپ کا جو تصور ابتداء میں تھا۔ اسی پر آپ اخیر تک قائم رہے۔ آپ نے کبھی "حقیقی نبی" ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔ آپ کو "نبی" کا خطاب مجازی رنگ میں دیا گیا تھا۔ اور مجاز کو حقیقت پر محمول کرنا ظلم و زیادتی ہے۔ اس مسلمہ قاعدے کے مطابق جماعت قادیان آپ پر ساٹھ سال سے ظلم و زیادتی کرتی چلی آ رہی ہے لیکن "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" ہمیشہ سینہ سپر ہو کر اس ظلم و زیادتی سے آپ کو بچانے کی کوشش کرتی رہی ہے۔

جماعت قادیان کا یہ نظریہ بڑا افسوسناک ہے کہ سن ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اپنا منصب نہیں سمجھ سکے۔ خدا تو ان کو بار بار "نبی" نبی کہتا تھا۔ مگر آپ ہر بار اس کی تاویل کر دیتے تھے گویا آپ ہر بار اقدام علی اللہ کے جرم کے مرتکب ہوتے تھے۔

نبوت کے متعلق جماعت احمدیہ قادیان کا دوسرا نظریہ اور بھی قابل ملامت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبوت کے متعلق سن ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ساری تصانیف منسوخ ہیں۔ افسوس کہ جو قوم محض اس لئے قرآن مجید کی کسی آیت میں نسخ کی قائل نہیں کہ اس طرح سارا قرآن غیر معتبر ٹھہرتا ہے۔ وہی قوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام تصانیف میں نسخ کی قائل ہے اور اس طرح آپ کی تمام تصانیف کو غیر معتبر ٹھہراتی ہے۔

کہنے کو تو یہ کہتے ہیں کہ سن ۱۹۰۱ء سے قبل کی تصانیف منسوخ ہیں۔ لیکن سچ پوچھئے تو ان کے قول کے مطابق سن ۱۹۰۱ء کے بعد کی تصانیف بھی منسوخ ہیں۔ اس لئے کہ "تریاق القلوب"، اور

"حقیقۃ الوحی" جو ۱۹۰۱ء کے بعد کی تصانیف ہیں۔ ان میں بھی آپ نے اپنے اسی پرانے عقیدے کو دہرایا ہے "تتمہ حقیقۃ الوحی" کی یہ عبارت کہ:۔

سمیت نبیا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ۔ ببانگ دہل اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ ۱۹۰۱ء کے بعد بھی نبوت کے متعلق آپ کے عقیدے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

اس طرح یہ کہنا کہ "تریاق القلوب" ۱۹۰۱ء سے قبل کی تصنیف ہے۔ لیکن اس کی اشاعت ۱۹۰۱ء کے بعد ہوئی۔ انتہائی ناپسندیدہ قول ہے۔ اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ آپ اشاعت کتب میں انتہائی غیر محتاط واقع ہوئے تھے۔ غلط سلط جو بات کسی تحریر میں آجاتی اسے شائع کرا دیتے۔

## مجاز و تمثیل

یہ اہل علم کو معلوم ہے کہ مجاز اور تمثیل کا دائرہ اطلاق بہت وسیع ہوتا ہے۔ اس طرح تو انسان کو خدا بھی کہا گیا ہے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں اس کی نظائر موجود ہیں۔ مگر اس کے باوجود ہم آپ کو خدا نہیں کہتے۔ اسی طرح آپ کو "مسیح" کہا جاتا ہے۔ وہ بھی مجاز اور تمثیل ہی کے رنگ میں کہا جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں لیا جاتا کہ آپ سچ مچ وہی مسیح ناصری ہیں۔ جو دو ہزار سال پہلے مریمؑ کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔

غرض مجاز اور تمثیل کے رنگ میں تو انسان کو بہت سے خطابات دیئے جا سکتے ہیں۔ لیکن ان پر کبھی حقیقت کے احکام متفرع نہیں ہوتے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جنہیں خدا نے محض مجازی رنگ میں نبی کہا تھا۔ انہیں حقیقت کا جامہ کیسے پہنا دیا گیا۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ آپ پر جو یہ ظلم کیا گیا۔ اس کے پیچھے کون سا جذبہ کارفرما تھا۔ وہی علیحدگی پسندی کا اور ایک نئی امت بنانے کا جذبہ۔ یہی وجہ ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اس جذبے کے خلاف زور دار آواز بلند کرتی آ رہی ہے۔ اگر خدانخواستہ آپ کو "حقیقی نبی" بنانے کا حربہ کارگر ہو گیا تو پھر اس امت مرحومہ کے لئے "بہائیت" میں جانے کا راستہ صاف ہو جاتا ہے یا فرقہ "اسمٰعیلیہ" کی طرح "تعطیل شریعت" کا نظریہ اپنانے کی صورت نکل آتی ہے۔

نبوت کے متعلق جماعت قادیان کا یہ نظریہ کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ اس کی حقیقت سمجھ ہی نہیں سکے۔ صرف مضحکہ خیز ہی نہیں بلکہ سخت قابل نفرت نظریہ ہے، جب آپ کو بیس سال تک اتنا سا عرفان بھی حاصل نہ ہو سکا تو پھر آپ کے دوسرے دعاوی اور تحدی آمیز پیشگوئیوں پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

(باقی کالم ۴ کے نیچے)

# اسلامی نظام اور جماعت اسلامی

## میر عبدالعزیز صاحب ایڈیٹر "انصاف" کا مکتوب ایڈیٹر "پیغام صلح" کے نام

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سولہ سترہ سال سے میں آپ کا جریدہ باقاعدگی کے ساتھ پڑھتا چلا آیا ہوں۔

"مودودی صاحب کا مجوزہ اسلامی نظام" کے عنوان سے آپ کا اداریہ مورخہ ۱۱ فروری اور اس سلسلے کے دوسرے مضامین میں نے خود سے پڑھے ہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ مودودی صاحب کے مجوزہ اسلامی نظام سے بیزار ہو کر آپ اس ملک کو اسلامی نظام سے ہی دور رکھنے کی حمایت کرنے لگے ہیں اور آپ نے مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ آئندہ انتخابات میں اس جماعت کا ساتھ دیں جو مذہب کو فرد کا نجی معاملہ قرار دے اور جو پاکستانیوں کو بلاتمیز مذہب و ملت ایک قوم تصور کرتی ہو۔

سردست وہ جماعتیں جو اس فلسفہ کی داعی اس وقت چار جماعتیں ہیں، ایک بھاشانی صاحب کی نیشنل عوامی پارٹی جو کہ اس ملک میں چینی نظام رائج کرنا چاہتی ہے۔ بھٹو صاحب کی پیپلز پارٹی بھی اسی کی ہمنوا ہے اس کے علاوہ ولی خان کی نیپ ہے جو روسی کمیونسٹوں کی ہمنوا ہے اور پختونستان کی علمبردار بھی۔ اور جو عبدالغفار خان کو بھی پھر ایک بار اپنا قائد بنانا چاہتی ہے۔ مسٹر مجیب الرحمان کی عوامی لیگ بھی سیکولرزم کی علمبردار ہے جو علاقائی منافرت پر زندہ ہے۔ آپ نے اپنے اداریہ میں مسلمانوں کو یہ مشورہ نہیں دیا ہے کہ وہ ان میں کس ایک جماعت کو ووٹ دیں۔

میں آپ کے رسالہ میں بھی پڑھتا آیا ہوں کہ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔ "مذہب" کا لفظ سارے قرآن مجید میں کہیں بھی نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کو قرآن پاک میں دین کہا گیا ہے جسے ایک نظام حیات کے طور پر انسانوں کے لئے مکمل کیا گیا ہے، یہ بات آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ اسلام ایک ذاتی مذہب ہی نہیں بلکہ اجتماعی مذہب ہے۔ آپ نے اپنے موقف کی حمایت میں قائد اعظمؒ کی آئین ساز اسمبلی والی تقریر کا ایک اقتباس نقل کیا ہے۔ یہ الفاظ میرے خیال میں قائد اعظمؒ نے پاکستان میں بسنے والے غیر ملکیوں کی دلجوئی کیلئے کہے تھے۔ قائد اعظم کی ہی تقریروں کے بیسیوں اقتباسات پیش کئے جا سکتے ہیں جن میں انہوں نے فرمایا ہے کہ ہمارا سارا نظام ہی اسلام کے اصول کے مطابق ہوگا۔

اسلام چند رسموں اور صرف نماز روزہ کا ہی نام نہیں ہے بلکہ ایک اقتصادی سوشل اور ریاستی سسٹم بھی ہے جس میں اتنی لچک اور پائیداری ہے کہ وہ دنیا میں کسی بھی زمانے میں اور کسی بھی ملک میں روبہ عمل ہو سکتا ہے۔

میں نے مودودی صاحب کی شکل بھی نہیں دیکھی ہے سوائے اخبارات کے۔ ان کی جماعت کے کسی آدمی سے میری کوئی ذاتی شناسائی ہے۔ ان کی بہت سی باتوں سے میرا شدید اختلاف ہے۔ مگر اس وقت ملک میں سوشلزم کے سیلاب کو روکنے کے لئے انہوں نے جو بیڑا اٹھایا ہوا ہے اس میں ان کی اعانت کرنی چاہیئے نہ کہ مخالفت۔ اگر اس ملک میں اشتراکیت کا ریلا آیا تو وہ نہ تو مودودیت کو چھوڑے گا اور نہ احمدیت کو۔ ۱۹۴۷ء میں جب ہندو فرقہ پرستی کا بھوت موت کا رقص کرنے لگا تو اس نے نہ تو کانگریسی مسلمانوں کو چھوڑا اور نہ پاکستان کے حامیوں کو۔ اگر مذہب کو ایک ذاتی چیز ہی سمجھنا تھا تو پھر کانگریسی نیشنلزم اور بھارت کے پیش کردہ سیکولرزم میں کیا برائی ہے۔ سیکولرازم کے علمبردار بھی تو یہی کہتے ہیں کہ مذہب اپنی ذاتی چیز ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ اسلام ہی پاکستان کی اساس ہے اور اور اس ملک کا قیام ہی اس لئے عمل میں لایا گیا کہ یہاں انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اسلام کی صلاحیتوں کو اجاگر کر کے دکھایا جائے۔ کشمیر کی جنگ جو پاکستان لڑ رہا ہے وہ بھی اسی اساس پر لڑی جا رہی ہے۔ ورنہ اشتراکیت اور سیکولرازم تو بھارت اور کشمیر میں بھی ہے۔

آپ لوگوں کا رویہ تو انگریزوں کی اس ضرب المثل کے مصداق ہے کہ

To cut your nose to smite your face.

اپنے چہرہ پر غصہ آئے تو اپنی ناک کاٹ ڈالو ہماری کشمیری زبان میں بھی ایک محاورہ ہے جو یہ مفہوم ادا کرتا ہے۔ اس کا ترجمہ ہے کہ پسوؤں نے کاٹ کھایا ہے۔ لہٰذا اپنے کپڑے ہی اتار پھینکو۔ جناب من۔ آپ شوق سے مودودی صاحب کی تنگ نظری کا پردہ چاک کرتے رہیں۔ لیکن مودودیت سے بیزاری کرتے ہوئے آپ اپنے آپ کو اشتراکیت اور سیکولرازم کی گود میں نہ پہنچا دیں۔ ان دونوں نظاموں میں انفرادی آزادی نام کو بھی نہیں ہوتی۔ اور آہستہ آہستہ یہ نہ مذہب کو رہنے دیتے ہیں اور نہ انفرادی آزادی کو۔ اس وقت پاکستان میں ایک صاحب جو سوشلزم کا ڈھول پیٹ رہے ہیں وہ کہتے ہیں جو کہا کرتے تھے کہ سرکاری پارٹی میں ایس پی بھی ممبر بن جانے چاہئیں یہی اشتراکی نظام میں بھی ہوتا ہے وہاں پارٹی، ریاست اور قوم ہم معنی الفاظ سمجھے جاتے ہیں۔ اور یہی آمریت ہے جو انسانوں کو کل پرزوں کی مانند بنا دیتی ہے۔ اشتراکی جماعتیں بھی اس وقت مذہب کا لبادہ اوڑھے سامنے آ رہی ہیں لیکن ان کی وہی بات ہے کہ آستین میں دشنہ پنہاں ہاتھ میں نشتر کھلا۔ جماعت اسلامی کے بارے میں یہ بات تو صحیح ہے کہ

کہ آخر کنند دعویٰ حُبِّ پیمبرم

لیکن جو جماعتیں اس وقت ملک میں اشتراکی آمریت قائم کرنا چاہتی ہیں ان کی اسلام پسند عناصر کیسے مدد کر سکتے ہیں۔ اگر اس وقت اس ملک میں اسلام پسند عناصر نے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کیا تو لادینی اور اشتراکی عناصر برسراقتدار آئیں گے جن کے سامنے ایوب خان کی آمریت محض افسانہ ہو کر رہ جائے گی۔ میں نے اسی قسم کا ایک مراسلہ پچھلے دنوں "لاہور" کے مدیر جناب ثاقب زیروی کو بھی لکھا تھا۔ وہ اسے شائع کرنے کی بجائے پی گئے۔ حالانکہ ان سے یہ توقع نہ تھی۔ نہ معلوم آپ اس مراسلے کے ساتھ کیا حشر کرتے ہیں۔ والسلام

میر عبدالعزیز

P-929 بنی۔ راولپنڈی

---

**وفات**

نہایت افسوس کے ساتھ اطلاعاً تحریر خدمت ہے کہ میری سالی بیگم مریم عبدالرؤف لودھی صاحبہ دختر بابو عبدالحق صاحب مرحوم، مغفور، کئی ماہ شدید طور پر علیل رہنے کے بعد ۱۵ فروری ۱۹۷۰ء کو راولپنڈی میں رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ تین بچے اس دار فانی میں چھوڑ گئی ہیں اور یہ تو مجھے بتانے کی ضرورت ہی نہیں کہ وہ کس درجے کی بلند ہمت، مخیر اور سرگرم احمدی خاتون ہونے کے علاوہ کس پایہ کی انشاء پرداز بھی تھیں۔ مہربانی فرما کر ان کے جنازہ غائبانہ کے لئے تمام جماعتوں سے استدعا فرمائیں۔

غمگسار۔ بشیر احمد خان۔ ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس تحصیل منڈی گجرات۔

پیغام صلح: اس افسوسناک سانحہ کے لئے ہم عبدالرؤف لودھی ...

---

## بقیہ از کالم اول

یہ اللہ کا فضل ہے کہ عقیدہ و ایمان کا سوال ہو یا علم و عمل کا، ہر باب میں جماعت احمدیہ قادیان و ربوہ پر "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" کو فضیلت حاصل ہے۔ یہی جماعت اس دور میں ناموس احمدیت کی پاسبان ہے۔ یہی جماعت صحیح رنگ میں تمام عالم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف کرا رہی ہے۔ اور اب انشاء اللہ اسی کے ذریعہ تمام روئے زمین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بول بالا ہوگا۔

(بسلسلہ صفحہ ۲)

آجاتی ہے کہ یہ بندہ ہماری مخلوق کی خدمت کرتا ہے اور اللہ کی رضا چاہتا ہے۔

## حج کے لئے زادِ راہ

پھر فرمایا وتزودوا۔ مکہ کا سفر اختیار کرنے سے پہلے زادِ راہ کا انتظام کر لو وہاں جا کر بھیک نہ مانگنا۔ لوگوں پر بوجھ نہیں بننا۔ سامانِ زندگی ساتھ لے کر جانا اور ایک سامانِ زندگی جو سب سے اچھا ہے وہ یہ ہے فان خیر الزاد التقویٰ۔ اللہ تعالےٰ کا تقویٰ بہترین سامان ہے۔ تقوے الٰہی پلے باندھ کر لے جاؤ۔ اگر روٹی کے بغیر کوئی جی نہیں سکتا۔ تو تقوے کے بغیر روح قائم نہیں رہ سکتی تقوے کی زندگی بسر کرو۔ کیونکہ جو اللہ والا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

## حج میں اعلیٰ و ادنےٰ قوموں کو ایک جگہ جمع کیا گیا۔

آگے اور سبق ہے جو حضور نبی کریم صلعم کے سوا اور کوئی نہیں دے سکتا۔ آپ سے پہلے قریشی مزدلفہ میں جا کر ٹھہر جاتے تھے۔ عرفات کا میدان وہاں سے دو تین میل کے فاصلہ پر ہے قریشی اپنی ترفع اور بزرگی کا خیال کرتے ہوئے آگے نہیں جاتے تھے اور اپنی کسرِ شان سمجھتے تھے کہ عام لوگوں کے ساتھ میدان عرفات میں جمع ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے میدان میں جہاں اللہ تعالےٰ نے مساوات کا سبق دیا ہے امرا و غربا کو اکٹھا کر دکھلایا ہے۔ مختلف رنگوں اور مختلف بولیوں والے لوگوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے وہاں عربوں کو جو اڈب اور راجوں جیسی قوم تھی ان کو سبق دیا ہے کہ جہاں دوسرے لوگ جاسکتے ہیں وہاں تمہیں بھی جانا ہوگا۔ چنانچہ اس امر میں حضور نبی کریم صلعم کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔ قریش میں صدیوں یہ سوال رہا کہ ہم دوسروں سے اعلےٰ ہیں۔ قریشیوں کا عام عربوں سے ملنا جلنا ایسا ہی سمجھا جاتا تھا جیسا کہ پنڈتوں کا شودروں کے ساتھ۔ نبی کریم صلعم کا یہ کمال ہے کہ اس خیال کو دلوں سے نکال دیا، اور قریشیوں اور عامۃ الناس کو اکٹھا کر دیا اور ان میں اخوت پیدا کر دی۔

## منیٰ میں آباؤ اجداد کے قصوں کے بجائے ذکر الٰہی

پھر فرمایا فاذا افضتم من عرفات۔ فاذکروا اللہ۔ جب تم ارکان حج ادا کر چکو۔ تو تین دن کے لئے مقام منیٰ میں جمع ہو جاؤ۔ اس میدان میں لوگ باپ دادا کے قصے کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ ان کے فضائل بیان کرتے تھے، ان کی شجاعت ان کی لوٹ مار ان کے جنگ و جدل اور قتل مقاتلے اور عشق بازی، شراب خوری کے قصص بڑے فخر سے بیان کیا کرتے تھے فرمایا کہ ان سب قصوں کہانیوں کو سننا سنانا چھوڑ دو۔ یہ مقاصد و اغراض دین کے خلاف ہے بلکہ تم اللہ کا ذکر بلند کرو۔ فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکراً۔ جس طرح تم اپنے باپ دادوں کو یاد کر کے ان کا ذکر کرتے ہو۔ اس سے بڑھ کر اللہ کو یاد کیا کرو۔ یہ کرامت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دکھائی۔ ان کرامتوں کا ہر سال مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ حضور صلعم کس پائے کے انسان ہیں۔

## اتحاد و اتفاق ہی فوز و فلاح کا موجب ہو سکتا ہے

یہ چند اسباق ہیں جو حج کے موقعہ پر حضور صلعم نے قوم کو سکھائے ہیں اور یہ قوم ان پر عمل کر کے بڑی ہو گئی۔ فرمایا کہ اپنی زبانوں کو قابو میں رکھو۔ اپنے ہاتھ اور قلم سے کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ یہی طریق مسلمان کا ہر جگہ ہونا چاہیئے۔ سارے پاکستان کے مسلمان کوشش کریں کہ ہم نے متحد ہو کر رہنا ہے اگر پاکستان کی ہر مسجد اور ہر جماعت کوشش کرے کہ ہم نے متحد ہونے کے طریقے اختیار کرنے ہیں اور ان طریقوں کو چھوڑنا ہے جن سے اتحاد میں فرق پڑتا ہے تو یہ بہت بڑی کامیابی اور فوز و فلاح کا موجب ہوگا۔ یہ وہ سبق ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو مضبوط کرنے کے لئے دیا۔ مبارک ہے وہ جو کوشش کرے کہ میری وجہ سے اتحاد بڑھے اور تفریق کم ہو۔

---

## دُعا

ایک نوجوان بچی کی درخواست ہے کہ وہ پریشان ہیں اور زیر تعلیم ہیں دعا کی جائے کہ ان کی پریشانیاں دور ہوں اور اللہ کے فضل سے ان کی تعلیم بھی پایہ تکمیل کو پہنچے۔

(دعا کی گئی)

---



# مقالہ

بسلسلہ صفحہ ۳

کافر قرار دیتے ہیں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے"

اس پر اہلحدیث کا اخبار "الاعتصام" لکھتا ہے:۔

"اولاً واضح رہنا چاہیئے کہ باقی علمائے کرام جماعت اسلامی کے اس موقف سے متفق نہیں اس لئے کہ اس سے مرزائیوں کا وہ لاہوری ٹولہ مسلمانوں میں ہی شامل رہتا ہے جس نے مرزا غلام احمد کو مجدد ماننے کا ڈھونگ رچا رکھا ہے اور بظاہر اس کی نبوت کا منکر ہے درانحالیکہ علمائے اُمت کے نزدیک مرزائیت کی دونوں شاخیں یکساں دائرہ اسلام سے خارج ہیں.......... بنا بریں جماعت اسلامی اس بارے میں کس مغالطہ کی شکار ہوگئی ہے۔ ہمارے نزدیک مطالبہ یہ ہونا چاہیئے کہ سب مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے جماعت اسلامی کو چاہیئے کہ اس پر نظرثانی کرے۔"

دیکھا آپ نے یہ ہے وہ اسلام جس کو مودودی صاحب اور دوسری مدعیانِ اسلام پارٹیاں آئندہ اقتدار حاصل ہونے پر ملک میں رائج کرنا چاہتی ہیں کہ جو مسلمان ان کے ہم خیال نہ ہوں انہیں غیر مسلم قرار دے دیا جائے اور اگر بس چلے تو کسی نہ کسی بہانہ سے مرتد ٹھہرا کر انہیں قتل کر دیا جائے، اسی وجہ سے ہم نے حضرت قائد اعظم کے بیان کی تائید کرتے ہوئے کہا تھا کہ آئندہ نظام مملکت میں مذہب محض فرد کا نجی معاملہ سمجھا جائے۔

محترم میر صاحب فرماتے ہیں کہ،

"پھر کانگریسی نیشنلزم اور بھارت کے پیش کردہ سیکولرازم میں کیا برائی ہے"

جناب من! بھارت میں سیکولرازم کے اعلان کے باوجود جو کچھ ہو رہا ہے اور کانگریسی نیشنلزم جس طرح مسلمانوں کے خون سے (اس بنا پر کہ وہ مسلمان ہیں) ہاتھ رنگ رہی ہے وہ آپ کے سامنے ہے، ہم اس قسم کے سیکولرازم کی حمایت کرنا گناہ سمجھتے ہیں، لیکن اس اسلام کو بھی جو مودودی صاحب یا جمعیت علماء اسلام اور فرقہ اہلِ حدیث رائج کرنا چاہتے ہیں، ناجائز سمجھتے ہوئے مملکت پاکستان اور مسلمانان پاکستان کی تباہی کا موجب یقین کرتے ہیں، ہاں اگر فرقی عقائد کو الگ رکھ کر عام نظام حکومت میں اسلامی آئین نافذ کیا جائے تو ہمیں اس پر اعتراض نہیں بلکہ ہم اس کی دل سے تائید کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ لیکن عقائد پر گرفت کرنے کا جو طریق اختیار کرنے کا اعلان کیا جا رہا ہے اس کو نہ ہم اسلام سمجھتے ہیں اور نہ اس کو نظام سلطنت میں رائج کرنے کے حامی ہیں، اس کے بجائے یہی بہتر ہوگا کہ قائد اعظم کے فرمان کے مطابق مذہب محض فرد کا نجی معاملہ سمجھا جائے، اور نظام مملکت سے اس اسلام کو الگ رکھا جائے جس کی تجویز مودودی صاحب یا جمعیت علمائے اسلام وغیرہ کر رہے ہیں۔

---

# خُطبہ عید الاضحےٰ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

میں اپنے بھائی حضرت عیسےٰ کی بشارت کے نتیجہ میں مبعوث ہوا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ کو یہودی اور نصرانی اپنا باپ سمجھتے ہیں چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کی عظمت و تقدیس قائم کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوموں کو ایک کرنا چاہا ہے آج یہ بات مسلمانوں کو بھول گیا ہے آج مسلمان خود مسلمان ہی کو کافر کہتا ہے غیروں کو کہاں اچھا سمجھ سکتا ہے، قوموں کو دعوت اتحاد و اتفاق دینے والا مسلمان آج اپنے مسلمان بھائی کو مرتد و ملحد اور کافر کہتا ہے تو غیر اس کے ہاتھ سے کہاں بچ سکتا ہے۔

## خطبہ کا اختتام اور دُعا

میں اس سے زیادہ لمبا خُطبہ کرنا نہیں چاہتا حضور نبی کریمؐ لمبا خطبہ ارشاد نہیں فرمایا کرتے تھے میں نے آج کچھ زیادہ وقت لے لیا ہے آیئے ہم سب مل کر مردوں عورتوں۔ چھوٹے بڑوں کے لئے اور بیماروں کے لئے اور مصیبت زدوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کا حامی و ناصر ہو میں تمام خواتین و حاضرین کو عید مبارک پیش کرتا ہوں۔

---

**درخواستِ دُعا**۔ چوہدری بشیر احمد صاحب چک $\frac{2}{4}$-ایل کو مورخہ ۲/۶ بروز جمعۃ المبارک قریباً دن کے بارہ بجے اچانک بلڈ پریشر کا دورہ پڑ گیا۔ جس سے حالت خطرناک ہوگئی۔ اسی وقت چوہدری صاحب کو لاہور لے گئے جہاں ایک پرائیویٹ ڈاکٹر کا علاج شروع کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے علاج کامیاب رہا اور اب قدرے صحت ہے۔ چوہدری صاحب بڑے مخیر آدمی اور جماعت اوکاڑہ میں ستون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ و دیگر بزرگانِ سلسلہ سے استدعا ہے۔ کہ چوہدری صاحب کی صحت کے لئے دردِ دل سے دُعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ ان کو صحت کلی عطا فرماوے۔

مخلص۔ قاضی طارق محمود
رحمان کالونی۔ اوکاڑہ

## قرارداد تعزیت

مکرمی ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خواجہ صلاح الدین محمود صاحب کی وفات کے اندوہناک سانحہ سے جماعت کراچی کو جو رنج پہنچا ہے اس کا اظہار مندرجہ ذیل تعزیتی قرارداد کی صورت میں کیا گیا ہے:۔

"جماعت کراچی خواجہ صلاح الدین محمود صاحب کی اچانک اور المناک وفات پر نہایت رنج و غم کا اظہار کرتی ہے، جماعت کے لئے یہ ایک اندوہناک سانحہ ہے۔ خواجہ صاحب مرحوم حضرت خواجہ کمال الدین صاحب علیہ الرحمۃ کی ایک یادگار تھے اور ایک منفرد شخصیت کے حامل تھے۔ وہ انجمن کے ایک سرگرم رکن تھے اور دوکنگ مشن سے خاص طور پر وابستہ تھے۔ وہ ایک مدت تک ایک اعلیٰ سرکاری عہدہ پر فائز رہے اور لیبر کمشنر کی حیثیت سے اپنی اعلیٰ قابلیت کا ثبوت دیا۔ وہ اپنے وسیع حلقہ احباب میں بہت مقبول تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو مغفرت بخشے اور اپنی رحمتوں سے نوازے اور جنت الفردوس میں جگہ دے اور انکے لواحقین کو اس صدمہ پر صبر جمیل عطا فرمائے۔"

خاکسار۔ رحیم بخش۔ کراچی۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۸۰ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۸

نوائے وقت پرنٹرز لمیٹڈ میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور نمبر ۸ سے شائع کیا۔

جلد ۵۸ | یوم چہارشنبہ۔ مورخہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ مطابق ۴ مارچ ۱۹۷۰ئہ | نمبر ۹


"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

---

## حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

---

## جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددینؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

## بحرِ حکمت کے موتی

### اپنا مال وارث کے مال سے بہتر ہے

عن عبد اللہ قال النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم ایکم مال وارثہٖ احبّ الیہ من مالہٖ قالوا یا رسول اللہ ما منّا احدٌ الّا مالہٗ احبّ الیہ قال فانّ مالہ ما قدّم و مال وارثہٖ ما اخّر۔

ترجمہ:—

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کس کو اپنے مال کی نسبت وارث کے مال سے محبت زیادہ ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے کوئی نہیں مگر اسے اپنا مال زیادہ محبوب ہے فرمایا تو اس کا مال وہ ہے جو آگے بھیجا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو پیچھے چھوڑا۔

### غنا کثرت مال سے نہیں دل کا غنا ہے

عن ابی ھریرۃ عن النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم قال لیس الغنیٰ عن کثرۃ العرض ولٰکنّ الغنیٰ غنی النفس۔

ترجمہ:—

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا غنا کثرت مال سے نہیں ہوتا۔ غنا حقیقت میں دل کا غنا ہے۔

فضل الباری

پیغام صلح خود مطالعہ کرنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں۔

# قرآن کریم ہر پہلو سے اپنے اندر اعجازی طاقت رکھتا ہے

## ارشادات حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام

قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس میں ہر ایک قسم کے معارف اور اسرار موجود ہیں لیکن ان کے حاصل کرنے کے لئے میں پھر کہتا ہوں کہ اسی قوّتِ قدسیہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ (پارہ ۲۷) ایسا ہی فصاحت بلاغت میں اسکا مقابلہ ناممکن ہے۔ مثلاً سورۃ فاتحہ کی موجود ترتیب چھوڑ کر کوئی اور ترتیب استعمال کرو۔ تو وہ مطالب عالیہ اور مقاصد عظمےٰ جو اس ترتیب میں موجود ہیں ممکن نہیں کہ کسی دوسری ترتیب میں بیان ہو سکیں۔ کوئی سی سورۃ لے لو خواہ قل ھو اللہ احد ہی کیوں نہ ہو جسقدر نرمی اور ملاطفت کی رعایت کو ملحوظ رکھ کر اسمیں معارف اور حقائق ہیں۔ وہ کوئی دوسرا بیان نہ کر سکے گا۔ یہ بھی فقط قرآن کریم کا اعجاز ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے جب بعض نادان آدمی مقاماتِ حریری یا سبع معلقہ کو بےنظیر یا بےمثل کہہ دیتے ہیں اور اس طرح پر قرآن کریم کی بےمانندیت پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اتنا نہیں سمجھتے۔ کہ اوّل تو حریری کے مصنف نے کہیں اسکے بےنظیر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور دوم یہ کہ مصنف حریری خود قرآن کریم کی اعجازی فصاحت کا قائل تھا۔ علاوہ ازیں معترضین اسنی اور صداقت کو ذہن میں نہیں رکھتے۔ بلکہ ان کو چھوڑ کر محض الفاظ کی طرف جاتے ہیں۔ مندرجہ بالا کتابیں حق اور حکمت سے خالی ہیں۔ اعجاز کی خوبی اور وجہ تو یہی ہے کہ ہر ایک قسم کی رعایت کو مدِنظر رکھا جائے۔ فصاحت اور بلاغت کو بھی ہاتھ سے جانے نہ دیا جاوے۔ اور ساتھ ہی صداقت اور حکمت کو بھی ترک نہ کیا جائے یہ معجزہ صرف قرآن شریف ہی کا ہے۔ جو آفتاب کی طرح روشن ہے۔ اور ہر پہلو سے اپنے اندر اعجازی طاقت رکھتا ہے۔ (منظور الٰہی صفحہ ۲۷۲-۲۷۳)

ڈاکٹر محمود احمد خاں صاحب داؤدزئی

# فرستادہ الٰہی کی حیات اقدس اور

[illegible]

معاندین میں جدید علوم کے جاننے والوں نے نفرت طعن و طنز اور نقطہ چینیوں پر اکتفا کیا۔ بلکہ قدیم طرز کے فقیہوں نے عقائد کی الجھنیں پیدا کر کے آپ کی اصل تصویر کو مسخ کرنے کی کوشش کی جس کے نتیجہ میں یہ تو ضرور ہوا کہ علم لوگوں میں آپ کے خلاف نفرت کی لہر پیدا ہو گئی۔ لیکن سلیم الطبع محققان کے جاننے کے لئے بڑھتی رہی کیونکہ درخت پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ احمدیہ جماعت کی تنظیم اور روئے زمین پر اسلام کے غلبے کا ولولہ اور اسلام کی قدروں کی فضیلت کا اظہار یہ ایسے امور تھے کہ جنہوں نے متجسس حضرات کو جدید مطالعہ کے لئے مجبور کر دیا۔

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ خود حضرت مرزا صاحبؑ کے متبعین نے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم کی تصنیف مجدد اعظم کے علاوہ کوئی ایسی تصنیف آپ کی سیرت پر نہیں کی جو آئندہ دور کے وقائع نگاروں کے لئے روشنی کا موجب بن سکے میرے ننھیال میں میرے بہت سے دوست، بہت سی مرزا صاحبؑ کی سوانح عمریوں کے حوالے دے سکیں گے لیکن وہ بنظر غور دیکھیں تو ان کو پتہ چل جائے گا کہ وہ سب کتابیں میلاد کے رنگ میں لکھی گئی ہیں اور جذبات پر مبنی ہیں اور اہل دانش کو متاثر کرنے سے قاصر ہیں۔ عرصہ سے میرے دل میں یہ بے چینی تھی کہ اس دنیا میں آ کر قرآن پاک اور خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلعم کی روشنی صحیح رنگ میں پھیلائی وہ روشنی جس کے گواہ چاند۔ سورج۔ برج زمین۔ آسمان اور تمام حکیمانہ علوم اور قدیم صحائف ہیں، چاہیئے تو یہ تھا کہ جدا جدا ہر موضوع پر تحقیق کی جاتی اور اس مرد جلیل کا مقام دنیا کو دکھلایا جاتا اور دنیا میں قرآن کا غلبہ ظاہر کر دیا جاتا کیونکہ مرزا صاحب ہی ایک ایسی شخصیت ہیں جنہوں نے بائبلی عقائد جو مسلمانوں پر مسلط تھے، ہٹا کر قرآنی حقائق کو روشن کیا۔

[illegible] نے سوائے تفرقہ ڈالنے کے اور کیا کام کیا؟۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحبؑ نے کوئی تفرقہ نہیں ڈالا بلکہ غیر مذاہب کے جو عقائد اسلام میں داخل کر دیئے گئے تھے اور وہ سراسر قرآنی نظریات کے خلاف تھے۔ ان سے قطع نظر کرتے ہوئے آپ نے قرآن کو حکم بنایا۔ آپ سے پہلے ماننا یہ تھا کہ فقیہوں نے قرآن پاک کی پانسو اور سات آیتیں منسوخ قرار دے کر ایسی حدیثیں قرآن پر قاضی مقرر کیں جو بائبل کی تعلیمات سے مطابقت رکھتی تھیں۔ گویا بالفاظ دیگر حدیثوں کا نام لے کر بائبل کو قرآن پر حاکم بنا دیا گیا۔ مثلاً بائبل میں رقم ہے کہ حوا آدم کی بائیں پسلی سے پیدا ہوئی، بخلاف اس کے قرآن کہتا ہے کہ ہم نے سب چیزوں کے جوڑے بنائے۔ اب تمام فقیہوں نے وضعی حدیثوں کی آڑ لیکر جو سراسر قرآن کے خلاف ہیں بائبلی عقیدہ تفسیروں میں درج کر دیا۔ بائبل کہتی ہے کہ حوا شیطان کے ورغلانے میں آ گئی، لیکن قرآن اس کی نفی کرتا ہے بلکہ دونوں کو یکساں پیش کرتا ہے۔ بائبل کہتی ہے کہ ابراہیمؑ نے تین مرتبہ جھوٹ بولا۔ داؤد نے اپنے جرنیل اوریا کو مروا کر اس کی بیوی پر قبضہ کیا۔ یوسف علیہ السلام کی نیت نعوذ باللہ بگڑ گئی تھی لیکن ان تمام بائبلی روایات کی قرآن تردید کرتا ہے اور ان تمام انبیاء علیہم السلام کے صدق کی گواہی دیتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کا اتنا ہی کام تھا کہ انہوں نے اسرائیلی عقائد کے خلاف آواز اٹھا کر قرآن کو قاضی مقرر کیا اور قرآنی نظریات کو غالب کر کے بائبلی عقائد سے گریز کیا۔ اب میرے دوست خود ہی اندازہ کریں کہ یہ کس قدر عظیم کام تھا جو سوائے مجدد کے کسی اور دوسرے کے منصب میں داخل نہیں۔

علاوہ اس کے جہاں اور اسرائیلی معتقدات اسلام میں ٹھونس دیئے گئے تھے وہاں سب سے زیادہ خطرناک عقیدہ حضرت عیسٰیؑ کی دوبارہ آمد کا عقیدہ تھا جس کو ماننے سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے اور عیسٰیؑ کی برتری ثابت ہوتی ہے گویا ہر پہلو سے اسلام میں اسرائیلیت داخل کر دی گئی جس میں عیسائیت کی تائید اور برتری ثابت ہوتی ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے اسلامی نظریات پر زور دے کر قرآن اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاکمیت قائم کی اور اپنے متبعین میں عشق قرآن اور عشق رسولؐ کی روح پھونکی کہ جس سے سر ادار اعتراف کرنا پڑا کہ اگر اسی طرح اسلام کی یورش یورپ پر ہوتی رہی تو ایک صدی میں سارا یورپ مسلمان ہو جائے گا۔ اب انصاف کیجئے کیا یہ کام کسی عام آدمی کا ہو سکتا تھا؟ صرف وہی شخص اس کام کو سرانجام دے سکتا تھا جو خدا کی طرف سے منصب مجددیت پر کھڑا ہو۔

مجھے ایک دفعہ ایک روسی مفکر منکر خدا سے ملاقات کا موقعہ ملا۔ وہ انتہائی پرجوش انداز میں کہنے لگا کہ انسانوں کے دماغوں میں خدا کا تصور افیون کے نشے کی طرح چھایا ہوا ہے۔ اور انہوں نے خود گھڑ لیا ہے۔ اور مذہب نے انسانوں پر مذہبی ٹھیکیداروں کی حکومت قائم کر دی ہے۔ میں نے اس کے جواب میں کہا بے شک باطل خداؤں کا تصور ایک موہوم شئے ہے اور مذاہب جو معاشرے کی شکل میں نمودار ہوئے ہیں۔ انسانوں میں تفریق کا باعث ہیں۔ میں بھی آپ کی طرح مذہب کا دشمن ہوں۔ مذہب کے معنی معاشرے کے ہیں اور معاشرہ بدلتا رہتا ہے لیکن میں آپ کے سامنے اسلام پیش کر رہا ہوں جس کو قرآن نے دین کہا ہے اور دین کے معنی نظام کے ہیں۔ آپ سائنس دان ہیں جس طرح ریاضی میں دو اور دو چار ہوتے ہیں پانچ نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح سائنس کے ذریعہ مسلمہ حقیقت ہم پر روشن ہو چکی ہے کہ کائنات میں قوانین قدرت جاری و ساری ہیں۔ اب غور فرمایئے کوئی مادی ہیولا نہیں جو خود بخود وجود میں آ جائے۔ اس کے لئے کسی مدبر ہستی کی ضرورت ہے۔ کائنات میں مادے سے بالا قوانین فطرت آپ نے معلوم کر لئے تو یقیناً یہ بھی ضرور ماننا پڑے گا کہ اس قانون کا کوئی قانون ساز بھی ہے۔ قرآن نے خدا تعالیٰ کے ننانوے صفات پیش کر کے انہی کو قانون فطرت قرار دیا ہے۔ اب کائنات کے قوانین اور قرآن کے قوانین کی ہم آہنگی پر غور فرمایئے۔ اگر آپ کائنات کے قوانین کے منکر ہیں اور سائنس کے مسلمہ نظریوں سے انحراف کریں۔ تو قرآن سے بھی انحراف کر سکتے ہیں۔ میرے اس جواب پر وہ سائنسدان ساکت رہ گیا۔ اور نرم آواز میں کہنے لگا۔ آپ نے بڑی ذہانت کے ساتھ مجھے ایک نئی راہ دکھائی ہے۔ آپ کی اس دلیل کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔ قانون مادی ہیں۔ اور جب قانون ہے تو قانون ساز کا ہونا بھی ضروری ہو جاتا ہے مگر میں کسی نبی کے ماننے کا پابند نہیں بن سکتا۔ یہ فخر حاصل ہوا کہ انہوں نے دنیا کے سامنے ننانوے قوانین فطرت رکھ کر زندگی کا لائحہ عمل پیش کر دیا۔ جس کا سمجھنا ہر عام اور جاہل کے لئے آسان ہو گیا۔ آپ نے خود ان ننانوے صفات پر عمل کر کے اور نمونہ بن کر اپنی کائناتی شخصیت کا اظہار کیا۔ خدا کے واسطے مجھے نشان دہی کرایئے کہ سوائے محمد عربی صلعم کے کائنات کے قوانین کس نے پیش کئے۔ اگر کوئی ایسی مثال مل جائے تو میں اس پر غور کرنے کو تیار ہوں۔ میرے اس جواب سے بھی وہ حیران رہ گیا اور آخر میں اس نے یہ کہا جو نظریہ آپ پیش کر رہے ہیں مسلمانوں کی تاریخ میں اس کا کوئی عملی نمونہ نہیں ملتا اور ہمیں عملی طور پر تسلی حاصل نہیں ہوتی۔ میں نے کہا کہ اس کا جواب بھی سن لیجئے۔ کیا آپ یہ یقین کر سکتے ہیں کہ حضرت عیسٰیؑ کے بعد ان کے مذہب میں حکومت نہیں ہوئی۔ اور اس کی اصل ہیئت مسخ نہیں ہوئی۔ اسی طرح اسلام میں بھی جو بہت سرعت کے ساتھ دنیا میں پھیلا۔ اور نبیؐ اسلام کے پیدا کردہ صحابہؓ جنگوں میں شہید ہو گئے۔ دوسرے مذاہب کے آئے ہوئے لوگوں نے اپنے اپنے تخیلات رکھ کر اسلام کا لیبل لگا لیا اور مسلمان دو حصوں میں بٹ گئے۔ ایک وہ تھے کہ جو نبی اسلام کے طریقے پر سنت رسولؐ کو سنت اللہ سمجھتے تھے۔ دوسرے وہ تھے کہ انہوں نے معاشرے کو مذہب قرار دے دیا۔ اور دین یعنے نظام فطرت کے تصورات سے روگشی اختیار کی۔ شروع ہی سے یہ دو گروہ کار فرما ہیں۔ ایک اولیاء اللہ کا گروہ جو معاشرے سے بالا ہو کر قرآن کی روحانی قدروں کو دنیا میں پہنچاتا رہا ہے۔ دنیا میں جہاں اسلامی تلوار نہیں گئی مثلاً جاوا۔ سماٹرا۔ چین وغیرہ۔ وہاں انہی سنت اللہ پر چلنے والوں کے ہاتھوں اسلام پھیلا پھولا اور جہاں معاشرے کا رنگ نمودار ہوا اور تلوار کے ذریعہ اسلام پھیلا وہاں اسلام کمزور ہوتا چلا گیا۔ اور دین مذہب

(باقی بر صفحہ ۔۔)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۴ مارچ ۱۹۷۰ء

# غیر مُسلم اقلیّت؟

مودودی صاحب کے انتخابی منشور کی یہ شق قبل ازیں ان کالموں میں نقل کی جا چکی ہے کہ:

"جو لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبی مانتے ہیں اور اس کی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر کہتے ہیں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے کیونکہ انہیں مسلمان تسلیم کرنے کے معنے یہ ہیں، کہ پاکستان کے مسلمان غیر مُسلم اکثریت ہیں۔"

اہلحدیث اخبار "الاعتصام" نے مودودی صاحب کے اس بیان کو قابل ترمیم قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"باقی علمائے کرام جماعت اسلامی کے اس موقف سے متفق نہیں ہیں اس لئے کہ اس سے مرزائیوں کا وہ لاہوری ٹولہ مسلمانوں میں ہی شامل رہتا ہے جس نے مرزا غلام احمد کو مجدد ماننے کا ڈھونگ رچا رکھا ہے اور بظاہر اس کی نبوت کا منکر ہے، درآں حالیکہ علمائے اُمت کے نزدیک مرزائیت کی دونوں شاخیں یکساں دائرہ اسلام سے خارج ہیں کیونکہ دونوں کا مقصد بہرحال امتِ مسلمہ کا تعلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توڑ کر آنجہانی مرزا سے جوڑنا ہے مجدد تک لاہوری حضرات پہنچا دیتے ہیں جس سے مرزا صاحب کی "نبوت" کے لئے راہ ہموار ہو جاتی ہے۔ پھر "تاج نبوت" قادیانی (اور اب ربوی) مرزا صاحب کو پہنا کر "تخت نبوت" پر بٹھا دیتے ہیں، پھر نہ صرف یہ کہ اس کی طرف مسلمانوں کو "دعوت" دیتے ہیں بلکہ ان کے منکر کو کافر، جہنمی اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں، بنا بریں ہم نہیں سمجھ سکتے کہ جماعت اسلامی اس بارے میں کس مغالطہ کا شکار ہو گئی ہے ہمارے نزدیک مطالبہ یہ ہونا چاہیئے کہ سب مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جائے جماعت اسلامی کو چاہیئے کہ اس پر نظر ثانی کرے"

ہاں صاحب! ٹھیک ہے ضرور "سب مرزائیوں کو اقلیت قرار دیجئے"، کیونکہ وہ سب بالخصوص "لاہوری ٹولہ" نہ صرف مرزا صاحب کی مجددیت کے قائل ہیں بلکہ اسلام کو چار دانگ عالم میں پھیلانے کا فریضہ جو قرآن نے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الخ کے فرمان میں نافذ فرمایا ہے، یہی "غیر مسلم" سرانجام دے رہے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں، جو قرآن کریم کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع کر کے کفار کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں، پس ان سے بڑھ کر "غیر مسلم" اور کون ہو سکتا ہے، ان کی مسجدوں سے پانچ وقت اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اور اشھد ان محمد رسول اللہ کی آواز بلند ہوتی ہے، یہ غیر مسلموں ہی کی آواز تو ہے، دن میں پانچ نمازیں وہ پڑھتے ہیں، ان میں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے۔ اس سے بڑھ کر ان کے "غیر مسلم" ہونے کا ثبوت اور کیا ہوگا، رمضان کے روزے وہ رکھتے ہیں، حج کے وہ قائل ہیں، بلکہ اس "لاہوری ٹولہ" کے امیر اور بعض اور افراد نے حج کیا بھی ہے، جو ان کے "غیر مسلم" ہونے کا ایک اور کھلا ثبوت ہے۔

معاصر "الاعتصام" سے ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کونسا دینی رکن ہے، جس میں یہ "لاہوری ٹولہ" مرزا صاحب کا نام لینا ضروری سمجھتا ہے۔ کیا کبھی کسی نے سنا کہ کسی غیر مسلم کو مسلمان کرتے ہوئے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے بجائے "مرزا غلام احمد نبی اللہ" کا کلمہ ہم نے پڑھایا ہو؟ کیا کبھی کسی احمدی مسجد سے اشھد ان محمد رسول اللہ کے بجائے "مرزا غلام احمد رسول اللہ" کی آواز کسی نے سنی ہے؟ کیا جماعت احمدیہ کی نمازوں میں کبھی قرآن کے بجائے مرزا صاحب کے الہامات کی تلاوت سُنی گئی ہے؟ یا قرآن کے کسی ترجمہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے مرزا صاحب کو بطور نبی اللہ پیش کیا گیا ہے؟ اگر نہیں تو پھر یہ کہنا کہاں تک جائز ہے کہ "دونوں جماعتوں کا مقصد بہرحال اُمّتِ مسلمہ کا تعلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توڑ کر مرزا صاحب سے جوڑنا ہے"۔ آپ اہلحدیث کہلاتے ہیں، کیا آپ نے حدیث میں نہیں پڑھا کہ ایک بہت بڑے صحابی نے جب کسی شخص کو لڑائی میں اس کے اقرار اسلام کے باوجود قتل کر دیا، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جب وہ اسلام کا اقرار کر چکا تھا تو تم نے انہیں کیوں قتل کیا۔ تو انہوں ..... نے عرض کی کہ وہ تو جان بچانے کے لئے ایسا کہہ رہا تھا تو حضور صلعم نے فرمایا ھلا شققت قلبہ کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا؟ ہم بھی آپ سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے ہمارے دلوں کو چیر کر دیکھ لیا ہے کہ ہم مرزا صاحب کو مجدد کہہ کر ان کی نبوت کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں؟ اور محمد رسول اللہؐ سے اُمّت مسلمہ کا تعلق توڑ کر مرزا صاحب سے قائم کرنا چاہتے ہیں آخر وہ کونسی بات ہے، جس سے یہ نتیجہ تم نے نکالا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو جب کسی شخص کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ منافق ہے تو آپؐ فرماتے ہیں لعلہ یصلی وہ تو نماز پڑھتا ہے، اور مسلمان کا نشان ہی یہ قرار دیا کہ من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم جو ہمارے جیسی نماز پڑھتا ہے ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے وہ مسلمان ہے، اور آپ ہیں کہ "اہلحدیث" کہلا کر اس ارشاد نبوی پر عمل کرنے کے بجائے اسلامی نماز پڑھنے والوں، قبلہ اسلام کی طرف منہ کرنے والوں، مسلمانوں کا ذبیحہ کھانے والوں کو "غیر مسلم" قرار دینے کے لئے بے قرار ہیں، کیا یہی "اہلحدیث" کا شیوہ ہونا چاہیئے۔

ہمیں اس بات کا خوف نہیں نہ پروا ہے کہ ہمیں "غیر مسلم اقلیت" قرار دیا جائے گا اگر خدا کے نزدیک ہم مسلمان ہیں تو کوئی لاکھ دفعہ غیر مسلم کہے، ہمارا کچھ نہیں بگڑتا، خوف ان لوگوں کو ہونا چاہیئے جو اسلام پر چلنے والوں کو غیر مسلم قرار دینے پر مصر ہیں ان سے خدا پوچھے گا کہ تم نے کس بناء پر انہیں غیر مسلم قرار دیا کونسی غیر اسلامی بات ان میں پائی جاتی تھی؟ کب انہوں نے اُمّتِ مسلمہ کا تعلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توڑ کر مرزا صاحب سے جوڑنا چاہا تھا؟ تو وہ خود سوچ لیں کہ اس کا کیا جواب دیں گے، بجائے اس کے کہ قیامت کے دن اس کا جواب دیں، ہمیں ہمیں بتا دیں، یا خدا کا خوف کر کے اس سے باز آ جائیں، کیا "الاعتصام" اور اس کے ہم نوا اس پر غور کریں؟

## اخبارِ احمدیہ

### کرنل بشیر صاحب کی بیماری

ہمارے محترم کرنل بشیر صاحب کچھ دنوں سے دورہ دل کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔ کرنل صاحب کا وجود کئی وجوہ سے ہمارے سلسلہ کے لئے باعثِ تقویت ہے، آپ اس محترم بزرگ (حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب) کے فرزند ارجمند ہیں جو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں قیام جماعت کے بانی اور پیغام صلح کے اولین جاری کرنے والوں میں سے تھے۔

شاہ صاحب مرحوم نے اس مکان کا جہاں اب احمدیہ مارکیٹ اور فلیٹ بنائے گئے ہیں نصف حصہ عطا کیا اور باقی نصف کرنل بشیر صاحب نے عطا فرمایا، اس کے علاوہ مسجد احمدیہ بلڈنگس کی زمین اور حضرت امیر ایدہ اللہ کا مکان بھی مرحوم شاہ صاحب ہی کا عطیہ ہیں علاوہ ازیں مسلم ٹاؤن کی احمدیہ مسجد اور اس سے ملحقہ زمین اور زمین متعلقہ ادارۃ القرآن بھی انہی کے عطیات میں سے ہے۔

غرض کرنل صاحب کا وجود جماعت کے لئے ازحد مفید اور کارآمد ہے، اور ہماری استدعا ہے کہ تمام احباب جماعت فرداً فرداً اور نماز جمعہ میں بحیثیت جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ کرنل صاحب کو جلد از جلد شفائے کامل عطا کرے اور عمر طویل عطا فرمائے۔

### مسلم ٹاؤن میں درس قرآن

— مسجد مسلم ٹاؤن میں ہر سوموار و جمعرات کو محترم نصیر احمد فاروقی صاحب نماز عصر سے نماز مغرب تک درس قرآن کریم دیتے ہیں۔ آجکل وقت پونے پانچ بجے شام ہے، احباب جماعت ضرور شامل ہوا کریں اور اپنے دوستوں کو بھی ہمراہ لائیں، مستورات کے لئے پردہ کا انتظام ہے۔

فضل حق - سیکرٹری مقامی جماعت لاہور

### ضروری تصحیح

۱۸ فروری کے "پیغام صلح" میں حضرت امیر ایدہ اللہ کا ۱۳ فروری کا خطبہ شائع ہوا ہے اس خطبہ میں خطبہ نویس کی غلطی سے صفحہ ۶ کے کالم اوّل میں یہ لکھا گیا ہے کہ:-

"ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے حضرت جعفرؓ کے ناک کان کاٹ کر گلے کا ہار بنایا حضور نبی کریم صلعم کو بڑا دکھ ہوا جعفرؓ کی بہن صفیہؓ یہ سن کر بے قرار ہو گئیں"۔

ان فقرات میں جعفرؓ کا نام صحیح نہیں نہ ہی صفیہؓ حضرت جعفرؓ کی بہن تھیں یہ واقعہ حضرت حمزہؓ کے ساتھ پیش آیا، اور صفیہؓ انہی کی بہن تھیں، اس لئے قارئین کرام جعفرؓ کی بجائے حمزہؓ کا نام لکھ لیں۔

### شکریہ تعزیت

— ڈاکٹر ملک نذیر احمد مرحوم کی وفات پر جن دوستوں نے تعزیت کے خطوط ان کی بیگم صاحبہ کو لکھے ہیں، ان کا وہ دلی شکریہ ادا کرتی ہیں اور استدعا کرتی ہیں کہ مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دُعا کرتے رہیں۔

# اخبار و افکار

## ووٹ مانگنے والا "غیر صالح نااہل اور خطرناک شخص"

سن ۵۰-۱۹۵۱ء کے انتخابات کے موقعہ پر مودودی صاحب نے شرادیں کا یہ فیصلہ سنایا تھا :-

"اب ہم کو اس امر میں کوئی شک نہیں رہا کہ ہماری اجتماعی زندگی اور قومی سیاست کو جن چیزوں نے سب سے بڑھ کر گندہ کیا ہے، ان میں ایک امیدواری اور پارٹی ٹکٹ کا طریقہ ہے، اس بنا پر جماعت اسلامی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس ناپاک طریق انتخاب کی جڑ کاٹ دی جائے، جماعت اسلامی نہ اپنے پارٹی ٹکٹ پر آدمی کھڑے کرے گی نہ اپنے ارکان کو آزاد امیدوار کی حیثیت سے کھڑا ہونے کی اجازت دے گی، نہ کسی ایسے شخص کی تائید کرے گی جو خود امیدوار ہو اور اپنے لئے ووٹ حاصل کرنے کی کوشش کرے، خواہ انفرادی طور پر یا کسی پارٹی ٹکٹ پر، یہی نہیں بلکہ جماعت اپنی انتخابی جدوجہد میں خاص طور پر یہ بات عوام کے ذہن نشین کرے گی کہ امیدوار بن کر اٹھنا اور اپنے حق میں ووٹ مانگنا آدمی کے غیر صالح اور نااہل ہونے کی کھلی ہوئی علامت ہے، ایسا آدمی جب کبھی اور جہاں کہیں سامنے آجائے لوگوں کو فوراً سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ ایک خطرناک شخص ہے جس کو ووٹ دینا اپنے حق میں کانٹے بونا ہے۔"

(ماہنامہ ترجمان القرآن اکتوبر ۱۹۵۰ء بعنوان جماعت اسلامی کی انتخابی جدوجہد)

مودودی صاحب کی شریعت کا یہ فتوے اب کیوں نافذ العمل نہیں رہا اور جس طریق انتخاب کو جماعت اسلامی نے "گندہ" اور "ناپاک" قرار دے کر اس کی جڑ کاٹنے کا فیصلہ کیا تھا اب کیوں اس کے لئے پارٹی ٹکٹ پر امیدوار کھڑے کرنے کا بندوبست اور ووٹ حاصل کرنے کی جدوجہد کر رہی ہے؟ کیا مودودی صاحب کے اپنے فتوے کی رو سے انہیں اور ان کے کھڑے کئے ہوئے امیدواروں کو "غیر صالح"، "نااہل" اور "خطرناک شخص" کہنا جائز نہ ہوگا؟

## بھٹو صاحب کا فتوے

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے متعلق ہر اخبار اور ہر پارٹی کی طرف سے یہ رونا رویا جا رہا ہے کہ ان کے ہاتھوں اسلام خطرہ میں ہے کیونکہ وہ سوشلزم کے حامی ہیں اور اقتدار حاصل کرنے کے بعد وہ پاکستان میں سوشلزم رائج کرنا چاہتے ہیں، اس پر ۱۱۵ مولویوں نے ان کے خلاف فتوے دے دیا ہے، ان الزامات کے جواب میں بھٹو صاحب نے گذشتہ ۲۳ فروری کو لاڑکانہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ :-

"اسلام کو کوئی خطرہ نہیں کیونکہ اسلام کائنات کا وجود برقرار رہنے تک زندہ رہنے کے لئے آیا ہے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام خطرہ میں ہے وہ اللہ تعالےٰ کے وعدوں اور قدرت پر یقین نہیں رکھتے۔"

بھٹو صاحب نے ان لوگوں کی مذمت کی جو عام طور پر کلمہ گو مسلمانوں پر کافر ہونے کا الزام لگاتے رہتے ہیں، آپ نے کہا کہ مولاناؤں کا جو طبقہ آج کلمہ گو مسلمانوں کو کافر کہہ رہا ہے ماضی میں مولانا شاہ ولی اللہ، سر سید احمد خان، علامہ اقبال اور قائد اعظم کو بھی خطاب دے چکے ہیں، جو مولانا آج ہم پر کافر ہونے کا الزام لگا رہے ہیں وہ قائد اعظم کی شخصیت اور قیادت اور تحریک پاکستان کے مخالف تھے، انہی طریقوں سے تحریک پاکستان کو نقصان پہنچاتے رہے ہیں، انہی طریقوں سے آپ پاکستان کے عوام کے عظیم تر مفادات کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

مسٹر بھٹو نے کہا کہ اسلام کا سوشلزم مساوات پر مبنی ہے اور پاکستان میں اسلام کے بنیادی احکام کے مطابق سوشلزم ہی رائج ہوگا اور اسلام کے سماجی انصاف کے اصولوں کے منافی کسی چیز کی اجازت نہ ہوگی۔

مسٹر بھٹو کے یہ خیالات اس قابل ہیں کہ ان پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے اور یہ بھی کہ فتاوے کفر سے جو بقول ان کے ہر حامی اسلام اور بڑے بڑے اولیاء اللہ پر لگائے جا چکے ہیں کام نہیں چل سکتا، کام کرنے والوں کو کافر کہنا مولویوں کی عادت بن چکی ہے، لیکن مسٹر بھٹو کی یہی غلطی ہے کہ وہ "سوشلزم" "سوشلزم" کا نعرہ لگا کر مولویوں اور عوام میں غلط فہمی پیدا کر رہے ہیں۔ اگر اس سے مراد "اسلامی مساوات" قائم کرنا ہے تو "اسلامی مساوات" یا "سماجی انصاف" کا ذکر کافی ہے سوشلزم کی بیچ لگا کر انہوں نے خواہ مخواہ اپنے خلاف محاذ قائم کر لیا ہے۔

---

## مودودی صاحب اور ہندوستانی مسلمان

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کے ایک سوال کے جواب میں مودودی صاحب کا یہ ارشاد پڑھنے کے قابل ہے :-

"یقیناً مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا کہ (ہندوستانی) حکومت کے اس نظام میں مسلمانوں سے ملیچھوں اور شودروں کا سا سلوک کیا جائے ان پر منو کے قوانین کا اطلاق کیا جائے اور انہیں حکومت میں حصہ اور شہریت کے حقوق قطعاً نہ دیئے جائیں اور حقیقت یہ ہے کہ اس وقت بھی ہندوستان میں صورت حال یہی ہے۔"

خوش رہو مولانا! اسلام کو ایسے ہی مولویوں کی ضرورت ہے جو اپنے فائدہ کے لئے مسلمانوں کو ملیچھ اور شودر بنانے سے بھی دریغ نہ کریں۔ یقیناً ایسے مولویوں کے ہاتھوں کئی اسلامی مملکتوں کا نام و نشان مٹ گیا اور پاکستان میں اگر انہیں اقتدار مل گیا تو اس سے بڑھ کر ہولناک مناظر دیکھنے میں آئیں گے۔

---

## دشنام اور اتہام ساز گروہ

کوہستان ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۸ء سے بلا تبصرہ :-

"جماعت اسلامی کے ارکان نے اخلاق اور انسانیت سے بے نیاز ہو کر اور خوف خدا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے مخالفین کے خلاف کفر و الحاد کے فتوے جاری کئے اور آج بھی وہ اپنے اسی افسوسناک شغل میں مصروف ہیں، یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ایک طرف تو جماعت اسلامی کے ارکان "اسلام اسلام" کے نعرے اس طرح لگاتے ہیں گویا اسلام ہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہے اور دوسری طرف گمنام خطوط کے ذریعے اپنے مخالفین کو "فحش گالیاں" اور "دھمکیاں" دیتے ہیں۔ یہ منافقت نہیں تو اور کیا ہے؟ کہ لوگوں کے سامنے تو اپنے آپ کو اسلامی ضابطوں کا پرستار ظاہر کیا جائے اور پس پردہ جبکہ گویا نقاب اوڑھ کر وہ تمام کام کئے جائیں جو سراسر غیر اسلامی ہی نہیں، غیر شریفانہ ہیں، جو جماعت اس قسم کے ہتھکنڈوں سے برسر اقتدار آنے کی کوشش کر رہی ہے وہ اگر خدانخواستہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئی تو کیا کیا گل نہ کھلائے گی۔"

## جماعت سیالکوٹ کا اجتماع

۱۵ فروری۔ بروز اتوار گیارہ بجے کے قریب جب ہم لاہور سے "پورب" پہنچے تو مرزا منظور بیگ صاحب برادر مرزا مسعود بیگ صاحب نے ہمارا استقبال بڑے پرتپاک طریق سے کیا۔ پورب، جہاں مرزا برادران کی زمین ہے۔ سیالکوٹ پسرور سڑک پر سیالکوٹ سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ لاہور سے میرے علاوہ صاحبزادہ عبدالمنان عمر صاحب اور ڈاکٹر اللہ بخش صاحب مدعو تھے۔ مرزا مسعود بیگ صاحب مہمان تھے اور میزبان بھی۔ ۱۲ بجے تک سیالکوٹ، پسرور اور ڈسکہ سے دوست پہنچ گئے اور ۱/۲ ۱۲ بجے جلسہ کی پہلی نشست تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔

شیخ نثار احمد صاحب نے جو جلسہ کے صدر تھے مرزا منظور بیگ صاحب کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے دیہاتی ماحول میں آؤٹنگ کی شکل میں دوستوں کی جسمانی اور روحانی غذا دونوں کا اہتمام کیا۔ انہوں نے لاہور سے آئے ہوئے دوستوں کا بھی شکریہ ادا کیا۔

نعت ماسٹر کامران صاحب نے سنائی

مولنا عبدالمنان صاحب نے اپنی عالمانہ تقریر میں تین قسم کے لوگوں کا ذکر کیا۔ ظالم لنفسہ سابق بالخیرات اور درمیانی لوگ جو نیکی بھی کرتے ہیں اور جن میں کمزوریاں بھی آجاتی ہے۔ ماموریں کی بعثت کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ظالم لنفسہ کو اٹھا کر سابق بالخیرات بنا دیتے ہیں۔ انہوں نے حدیث شریف المسلم مرآة المسلم کی بڑی لطیف تشریح کی۔ مولانا سے استدعا کی گئی کہ وہ یہ لطیف تشریح تفصیلاً لکھ دیں۔ انشاء اللہ پیغام صلح کے کسی آئندہ شمارہ میں شائع کر دی جائے گی۔

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے قرآن کریم کی آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً۔ تلاوت کی اور اپنے مخصوص انداز میں کہا کہ اتحاد کا ذریعہ قرآن کریم اور سنت نبویؐ ہے۔ پاکستان اتحاد کا نتیجہ ہے اور موجودہ افراتفری اتحاد کے فقدان کا نتیجہ ہے۔ امام وقتؑ نے بروقت اتحاد کے لئے ندا بلند کی تھی۔ اختلاف ناگزیر چیز ہے۔ مگر اس سے تفرقہ پیدا نہ ہونا چاہیئے۔ مسلمان دین سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ اپنے نوجوانوں کو سنبھالیئے۔

محترم سعید احمد مجھوہ صاحب نے اپنے زوردار انداز میں خدا کی ہستی پر تقریر کی اور اللہ نور السمٰوات کی بڑی لطیف تشریح کی۔

دوسری نشست کھانے کے بعد ۱/۲ ۲ بجے تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی :-

مرزا مسعود بیگ صاحب نے سورۃ بقرہ کی ابتدائی چند آیات تلاوت کیں اور کہا کہ ہم کھیتوں میں بیٹھے ہیں میں اسی کی مثال دوں گا۔ جیسے کاشتکار دنیاوی امور میں ہے اسی طرح دینی امور میں بھی ہے۔ کاشتکار اگر جو بوئے گا تو جو ہی کاٹے گا۔ گندم نہیں۔ اسی طرح جو کچھ اس دنیا میں بوؤ گے ویسا ہی آئندہ کاٹو گے۔

اس کے بعد شیخ نثار احمد صاحب نے تقریر پڑھی جو پیغام صلح کے کسی آئندہ شمارے میں شائع ہوگی۔ آخر

(باقی ص۸ کالم ۲)

# قرآن ایک علمی اور شرف و عزّت بخشنے والی کتاب ہے

## قرآن انسانیت کے لئے خوشخبری اور بشارت کا موجب ہے

## اور اس کی برکات ختم نہیں ہو سکتیں

### قرآن کی زبان معیاری ہے جو کبھی مر نہیں سکتی

**خُطبہ جُمعہ**
مؤرخہ ۲۷ فروری ۱۹۷۰ء
فرمودہ
حضرت امیر قوم مولٰنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام
جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الرّحمٰن۔ علّم القراٰن۔ خلق الانسان۔ علّمہ البیان ــــ (الرّحمٰن ۵۵ : ۱ تا ۴)

### صفت رحمانیت کی برکات

اللہ تعالےٰ کی صفت رحمانیت کی برکت سے قرآن کریم جیسی نعمت نازل ہوئی ہے۔ صفت الرحمٰن کا یہ تقاضا ہے کہ انسانوں کی درخواست کے بغیر ہی تمام قسم کی نعمتیں مہیا کی جائیں۔ اور یہ تمام نعمت کسی قسم کے معاوضہ، شکریہ اور عبادت کی متقاضی نہیں بلکہ تمام قوموں پر بلا اختصاص اور بلا معاوضہ اپنے فضل و کرم کی بارش کرتا ہے۔ وہ نہیں دیکھتا کہ فلاں شخص یا قوم اللہ کو مانتی ہے یا بُت پرست ہے یا وہ تثلیث کی پرستار ہے یا اللہ تعالےٰ کی فرمانبردار ہے یا نافرمان ہے۔ ان سب باتوں سے قطع نظر وہ سب پر اپنی برکات و بخشش کی بارش کرتا رہتا ہے۔

### قرآن کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے قوّتِ بیانیہ عطا کی گئی

چنانچہ فرمایا الرّحمٰن علّم القراٰن اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم جیسی نعمت نازل فرمائی ہے۔ خلق الانسان۔ علّمہ البیان۔ انسان کو دوسری مخلوق الٰہی پر ایک واضح خصوصیت یہ ہے کہ اسے قوّتِ بیانیہ عطا کی گئی ہے اور وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ وہ اس نعمت سے فائدہ اٹھا کر قرآن کریم پر غور و فکر کرے۔ انسان کو جو قوّت گویائی دے رکھی ہے چاہیئے کہ اس کے ذریعہ وہ لوگوں کو بتائے کہ قرآن کریم کے کیا مقاصد و مطالب ہیں۔

### مملکت الٰہی کی وسعت

فرمایا تنزیل ممّن خلق السمٰوٰت والارض۔ یہ کتاب اس ہستی کی طرف سے نازل شدہ ہے جس کی بادشاہت زمین و آسمان پر مشتمل ہے یہ زمین جس کی وسعت انسان معلوم نہیں کر سکتا یہ اس اللہ خالق و مالک کائنات کی حکومت کا ایک ادنےٰ سا کرشمہ ہے۔ اور آسمان کی بلندیوں کی تو کچھ انتہا نہیں ہے۔ سُورج زمین سے نوے کروڑ پچاس لاکھ میل دُور ہے۔ اور سائنسدان کہتے ہیں کہ ایسے ہی چار سو سورج اور ہیں جو اس قدر دُور ہیں کہ ہمیں نظر نہیں آ سکتے۔ معلوم ہوا کہ انسان اس کائنات کے بارے میں کچھ علم نہیں رکھتا۔ اللہ تعالےٰ کی حکومت و سلطنت بہت وسیع ہے۔

### کلام الٰہی کی قدر و منزلت

روس اور امریکہ کی سلطنت محدود ہے۔ اور تمام دنیا کی مملکتیں محدود حیثیتیں رکھتی ہیں۔ پس یہ کتاب اس خالق زمین و آسمان اور بادشاہ دو جہان کی طرف سے ہے۔ جس قدر بڑی اس کی سلطنت ہے اتنی ہی بڑی قدر و منزلت اور اتنی ہی وسعت اس کے کلام میں ہونی چاہیئے جہاں فرمایا الحمد للہ ربّ العالمین۔ وہاں فرمایا تنزیل من ربّ العالمین۔ جس طرح جسمانیات کی پیدائش اور ربوبیت اللہ تعالےٰ کرتا ہے اور تمام لوگوں کے لئے بلا امتیاز رزق مہیا کرتا ہے۔ اسی طرح روحانیت میں بھی وہ سب کی پرورش کرتا ہے۔

### دوسری کتابوں کی تصدیق کی خوشخبری

پھر اس کتاب سے متعلق بے شمار صفات قرآن کریم میں درج ہیں۔ اس میں ایک خوشخبری ہے کہ یہ کتاب مصدّق لما بین یدیہ ہے یہ تمام انبیاءؑ کے برحق ہونے کا ذکر کرتی ہے تمام کتابیں جو مختلف زبانوں میں نازل ہوئیں اور مختلف قوموں کے لئے اتریں ان سب کی تصدیق کرتی ہے یہ ایک جامع خوشخبری ہے کہ یہ کتاب تمام اقوام عالم کی رہنمائی کی تعلیم دینے کا حکم دیتی ہے۔

. . . . . . . . . . . . . . . . . .

### انجیل کی تعلیم میں مایوس کُن باتیں

کہتے ہیں کہ انجیل کے اندر خوشخبری اور بشارتیں ہیں اسی لئے اس کا نام Gospel (خوشخبری) رکھا گیا ہے، لیکن خوشخبری کے بجائے اس کی تعلیم میں مایوس کن باتیں لکھی ہیں کہ اولاد آدم فطرتاً گناہگار ہے۔ اور اس کے گناہ کے کفارہ کے لئے اللہ تعالےٰ کے بیٹے کو صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ یہ کیا خوشخبری ہے، خدا کا بیٹا اور اس کو سُولی پر چڑھا دیا جائے؟ اور انسان کو گناہگار قرار دے دیا جائے جس سے وہ بچ سکتا ہی نہیں، اس میں بشارت کی کونسی بات ہے؟!

### قرآن کریم کی تعلیم میں خوشخبری
### تمام انسانیت سے خُدا کا پیار

خوشخبری وہ ہے جو قرآن کریم نے دی ہے کہ اس کائنات کا ایک خالق و مالک بادشاہ ہے جو تمام اولاد آدم کو اپنی پیاری مخلوق سمجھتا ہے۔ کان النّاس امّۃ واحدۃ۔ تمام انسانیت ایک ہی حیثیت رکھتی ہے۔ ولقد کرّمنا بنیٓ اٰدم۔ ہم نے انسان کو معزّز و مکرّم بنایا ہے۔ انسان کائنات کا خلاصہ ہے خلق الانسان فی احسن تقویم انسان نہایت اعلےٰ درجہ کی مخلوق ہے۔ یہ قرآن کریم کی بشارت ہے۔ لیکن گوسپل کے اندر کوئی بشارت نہیں ہے۔

### قرآن کریم کی برکات ختم نہ ہوں گی

ساری قوموں کے لئے اللہ تعالےٰ نے روحانی اور جسمانی بارش نازل کی ہے۔ اس کی برکات کبھی ختم نہیں ہوں گی۔ اس روحانی بارش کی برکات کی تفہیم کی خاطر جسمانی بارش کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ نزّلنا من السّماء ماءً مبارکاً یہ پانی مبارک ہے۔ غلّہ جات، پھل پھول اس پانی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر تمہارا یہ مشاہدہ یقین دلاتا ہے کہ اس بارش کے اندر برکات ہیں تو یہ بھی جان لو کہ قرآن کریم بھی آسمانی بارش ہے جس کی برکات کبھی ختم نہ ہوں گی۔ فرمایا تنزیلٌ من ربّ العٰلمین اور یہ دنیا جہان کے خالق و مالک کی طرف سے تربیت عالم کے لئے نازل ہوئی ہے۔

### قرآن میں دوسری کتابوں پر ایمان اور ان میں تحریف کا اعلان

فرمایا یہ کتاب مھیمن ہے مہیمن کے معنے نگہبان کے ہیں۔ قرآن کریم محض خوشخبری کے لئے نہیں فرماتا کہ ساری کتُب برحق ہیں بلکہ مسلمانوں کے ایمان و یقین کے لئے تورات کے بارہ میں فرمایا فیھا ھدًی و نور۔ حضرت موسٰےؑ کی کتاب کے اندر ہدایت اور نور ہے اور حضرت عیسٰےؑ کے متعلق فرمایا واٰتیناہ الانجیل فیہ ھدًی و نور۔ یہ لوگوں کو صرف خوش کرنے کے لئے ہی نہیں بلکہ حقیقت پسندی کی تعلیم دینے کی غرض سے ہے یہ بھی فرمایا کہ ان کتابوں میں تحریف بھی ہے یحرّفون الکلم عن مواضعہ۔ یہ لوگ اپنی کتابوں کے اندر تحریف کرتے رہتے ہیں۔ اگر ایک طرف تعریف کی ہے تو دوسری طرف حقیقت پسندی کی بھی تعلیم دی ہے۔

انگلستان کے پادریوں اور امریکہ کے پادریوں نے باہمی مشورے سے بائبل کی ترمیم شدہ ایڈیشن شائع کی ہے۔ جس کے ہر صفحہ پر دو کالم ہیں ایک کالم میں ۱۶۱۱ء کی بائبل لکھی ہے۔ اور دوسرے کالم میں ۱۸۸۱ء کی بائبل درج ہے۔ مؤخر الذکر میں ۱۶۱۱ء کی بائبل سے کئی باتوں میں اختلاف ہے اور اس کی غلطیوں کی ترمیم کی گئی ہے۔ اس مؤخر الذکر کو ترمیم شدہ بائبل کہتے ہیں۔ گویا دو صدیوں کے بعد نظر ثانی سے سابقہ انجیل کی تصحیح کی گئی۔ پس وہ ارشاد الٰہی جو قرآن کریم میں آج سے چودہ سو سال پہلے نازل ہوا کہ:۔

## یحرفون الکلم عن مواضعہ

وہ آج کس طرح مشاہدہ میں آ رہا ہے۔ یہ انجیل گورنمنٹ کی اجازت سے لکھی گئی۔ اس لئے مستند ہے بڑے بڑے اہل علم پادریوں نے مل کر اتفاق رائے سے کہا کہ انجیل میں غلطیاں تھیں جن کی تصحیح کر دی گئی ہے اور اس کے بیان کردہ بعض اعتقادات کی بھی تصحیح کی گئی ہے۔

قرآن کریم مھیمن ہے۔ اس نے گذشتہ آسمانی کتابوں کی تصدیق بھی کی ہے اور ان کی تعلیمات کی اصلاح بھی کی ہے۔ فرمایا ہم خدا کی نازل کردہ کتاب میں اختلافات کی وضاحت کرتے ہیں۔ لتبین ما نزل الیھم۔

## قرآن کثیر النفع اور مبارک کتاب ہے

قرآن کی مزید صفت یوں بیان فرمائی ہے یہ پاک کتاب بڑی بزرگی اپنے اندر رکھتی ہے۔ انہ لقرآن کریم۔ یعنی یہ کتاب کثیر النفع ہے۔ اور فرمایا ھذا کتاب انزلناہ مبارکٌ اس کتاب کی برکات کبھی ختم نہیں ہو سکتیں مبارک ہے وہ ذات جو برکات کا سرچشمہ ہے اور یہ کتاب بھی جامع برکات ہے۔

## قرآن کی وجہ سے آنحضرت صلعم اور آپؐ کے متبعین کا شرف و بزرگی۔

فرمایا وانہ لذکر لک ولقومک یہ کتاب آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث شرف ہے اور آپؐ کے متبعین کے لئے بھی موجب شرف ہے۔ قرآن کریم کی تعلیمات حضور نبی کریمؐ کی عظمت اور شرف کا باعث ہیں، اہل یورپ اس شرف و عظمت کے معترف ہیں۔ آج سے چودہ سو سال پیشتر آپؐ نے یہ قیمتی تلقین فرمائی لا فضل لعربی علی عجمی ولا فضل لعجمی علی عربی الا بالتقوی اللہ۔ مگر موجودہ زمانہ میں دوسری قومیں صرف اپنے آپ کو ہی سب سے بڑا سمجھتی ہیں اور باقی لوگوں کو حقیر قرار دیتی ہیں۔ ہٹلر نے کہا میری قوم کے مقابلہ میں اور کوئی قوم نہیں۔ انگلستان کا چوٹی کا مفکر برنارڈ شا کہتا ہے کہ آج یورپ کو عمر بن خطابؓ کی ضرورت ہے۔ پس اگر حضور صلعم کو اس پاک کتاب پر عمل کرنے سے شرف حاصل ہوا تو آپؐ کے متبعین کو بھی یہ مقام حاصل ہوا۔

## گاندھی جی کی طرف سے آنحضرت صلعم کی عظمت کا اقرار

مجھے ایک مرتبہ گاندھی جی سے ملاقات کا موقعہ ملا۔ میں مانگرول سے واپس آ رہا تھا راستہ میں سابرمتی کا اسٹیشن آیا تو وہاں اتر گیا۔ کہ گاندھی جی سے مل کر کچھ باتیں کروں۔ میں ان دنوں کھدر پہنتا تھا۔ ملاقات کے موقعہ پر انہوں نے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ میں نے کہا کہ سابرمتی کے اسٹیشن سے آیا ہوں وہ حیران ہوئے کہ ظاہری لباس پگڑی وغیرہ اور گفتگو سے تو پنجابی دکھائی دیتا ہے میں نے کہا میرا اخلاص سابرمتی کے اسٹیشن سے یہاں تک ہے۔ لاہور سے پیدل کر نہیں آیا۔ اور میں آپ کو دو چار گالیاں دینے آیا ہوں وہ مسکرا دیئے۔ میں نے کہا کہ لاہور میں ایک دفعہ ایک مجلس میں آپ نے کہا تھا کہ میں جس بات کو حق سمجھتا ہوں اس پر مضبوطی سے جما رہتا ہوں۔ اور میرا قدم ہمیشہ آگے بڑھتا ہے اور کوئی طاقت مجھے پیچھے نہیں ہٹا سکتی۔ لیکن یہاں تو آپ چھپ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ انگریز آپ کو قید میں بھی بھیجتا ہے تو ہزار احتیاط آپ کی حفاظت اور صحت کے لئے کرتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ کی بکری بھی آپ کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور وہ آپ کے بارے فکر مند رہتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے وہ شیروں اور چیتوں سے گھرے ہوئے ہیں۔ ہر کوئی آپؐ کی جان کا دشمن ہے لیکن حضور صلعم کے اندر عزم ہے اور استقلال و ثبات ہے اور آپؐ کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا ہے یہ سن کر گاندھی جی کہنے لگے کہ وہ تو عظیم الشان ہستی ہیں میں تو ان کی جوتی کی مٹی ہوں۔

تو حضور نبی کریم صلعم نے قرآن پر عمل کرنے سے جو شرف اور بزرگی حاصل کی، اور جو باعزت قوم آپ نے پیدا کی اس کو دنیا مانتی ہے۔

## قرآنی حقائق اور اہل علم کا اسے حق تسلیم کرنے کے متعلق چیلنج

قرآن کریم کی ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے افلا یتدبرون القرآن۔ کیا لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے کہ اس میں کس قدر حقائق ہیں۔ یہ دنیا جہان کے لوگوں کے لئے چیلنج ہے۔ ایک اور بھی چیلنج ہے وہ یہ کہ اہل علم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ حضور نبی کریم صلعم پر جو کچھ اترا وہ حق ہے۔ ویری الذین اوتوا العلم ما انزل الیک من ربک ھو الحق۔ یہ کتنا بڑا چیلنج ہے اور کس قدر اعتماد سے یہ دعوے کیا گیا ہے جو آج اہل علم کی نظروں میں سچا ثابت ہو رہا ہے۔

## قرآن پڑھی جانیوالی کتاب

پھر قرآن کریم کے اندر ۶۷ دفعہ قرآن کا لفظ آیا ہے۔ قرآن کے معنی ہیں پڑھی جانے والی کتاب۔ اس لفظ میں یہ پیشگوئی ہے کہ یہ کتاب پڑھی جائے گی یہ حقیقت ہے کہ قرآن کریم جس کثرت سے پڑھا جاتا ہے دنیا کی کوئی کتاب نہیں پڑھی جاتی۔ یہ ہر روز دن رات پڑھا جاتا ہے۔ پانچ وقت نمازوں میں پڑھا جاتا ہے۔ ہر رکعت میں پڑھا جاتا ہے، اور دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں اس کی تلاوت نہ ہو رہی ہو، آج مغربی پاکستان میں چھ کروڑ کے قریب مسلمان ہیں۔ اس سے کچھ زیادہ مشرقی پاکستان کی آبادی ہے اور اتنے ہی ہندوستان میں مسلمان ہیں۔ یہ سب پانچ وقت قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہیں۔ پھر افغانستان۔ ایران۔ بیروت۔ سوڈان۔ مصر۔ طرابلس۔ تیونس۔ مراکش روس۔ چین۔ افریقہ۔ امریکہ۔ برطانیہ۔ غرض سب ممالک میں قرآن پڑھا جاتا ہے۔ اللہ اکبر یہ کتنی پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ دنیا میں کسی جگہ سورج طلوع ہوتا ہے اور کسی جگہ اسی وقت غروب ہوتا ہے۔ ایک جگہ صبح کی نماز ہوتی ہے تو دوسری جگہ شام کی۔ اور اسی طرح ہر وقت کسی نہ کسی جگہ نماز پڑھی جا رہی ہے جس کے اندر قرآن کی تلاوت ہوتی ہے۔ اس کو کہتے ہیں القرآن پڑھی جانے والی کتاب۔

## قرآن کی زبان معیاری ہے اور یہ مر نہیں سکتی۔

اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ کوئی دوسری کتاب اس کثرت سے نہ پڑھی جائے گی۔ مرور زمانہ اور دیگر حالات کی وجہ سے زبانوں میں تبدیلیوں کا رونما ہونا ناگزیر ہے۔ آج لاطینی کسی جگہ نہیں بولی جاتی۔ وہ کسی وقت علوم و فنون کا سرچشمہ تھی۔ سنسکرت ایک وقت علمی زبان تھی لیکن آج مردہ زبان ہے اگرچہ لاطینی اور سنسکرت کے عالم متعدد ملتے ہیں لیکن یہ زبانیں کہیں بولی نہیں جاتیں۔ معلوم ہوا کہ جس طرح انسان اور اقوام پر زمانہ کے اثرات مترتب ہوتے ہیں۔ اسی طرح زبانوں اور بولیوں پر بھی اثر پڑتا ہے اور وہ مرتی بھی ہیں۔ لیکن قرآن کریم کی زبان پر چودہ سو سال میں قطعاً کوئی اثر نہیں ہوا بلکہ قرآن کریم کی زبان سٹینڈرڈ تسلیم کی جاتی ہے۔

عربی زبان کی لغت لکھنے والے صرف مسلمان ہی نہیں عیسائی بھی ہیں۔ جو مصر اور بیروت اور دیگر عربی ممالک کے بسنے والے ہیں۔ ان کی مادری زبان عربی ہے۔ انہوں نے ڈکشنریاں لکھی ہیں۔ ان میں جہاں کوئی صرف و نحو کی بات آتی ہے یا کسی خاص لفظ کی بحث ہے وہاں انہوں نے آیات قرآنیہ کو بطور شہادت پیش کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم وہ کتاب ہے جس پر زمانے کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اسی طرح قرآن کریم پر مرور زمانہ کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔

علیگڈھ میں ایک جرمن پروفیسر عربی زبان پڑھاتے تھے۔ انہوں نے طبقات ابن سعد پر دیباچہ لکھا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ سارے جہان کا عربی لٹریچر جمع کیا جائے تو جو کتاب سب سے اوپر رکھی جائے گی وہ قرآن کریم ہے۔

## مسلمانوں کے لئے شرف و عزت حاصل کرنے کا نسخہ

میری پاکستان میں آواز نہیں پہنچ سکتی لیکن میں تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ جب یہ تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ قرآن کریم موجب عزت و شرف ہے تو چاہیئے کہ اس پر سب مسلمان عمل پیرا ہوں اور اس کی نعمتوں سے متمتع ہوں تاکہ ان کو شرف و عظمت حاصل ہو۔ اس کو عمل میں لائیں تاکہ یہ ثابت ہو کہ یہ موجب خیر و برکت ہے۔ اس میں ایک نسخہ ہے اس نسخہ کو استعمال کر کے حضور صلعم اور آپؐ کے متبعین کو شرف حاصل ہوا۔ اس مشاہدہ کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان قرآن سے یوں بے رخی برتیں۔

آج اگر مسلمان کو شرف حاصل ہو سکتا ہے تو اسلامی کردار کے ذریعہ سے ہی ہو سکتا ہے قرآن نے کردار کی تعمیر پر بڑا زور دیا ہے اور کردار کی تعمیر کے لئے اصول بھی بیان فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو۔ سچ بولو۔ عفت قائم کرو۔ پیٹ کی عفت ملحوظ رکھو۔ اور بدکرداری سے بچو۔ برادری اور قوم کو مضبوط کرو۔ یہ بنیاد ہے کردار کی۔

## قرآن کا بے مثل ہونا مجدد وقتؒ کے مضمون میں

قرآن کا یہ دعوے کہ اس کی مثل اور کوئی کتاب نہیں لائی جا سکتی آج اس زمانہ میں بھی دوہرایا گیا ہے۔ اس لاہور شہر میں شیرانوالہ دروازہ میں اسلامیہ سکول کے میدان میں ایک عظیم الشان مجلس قائم ہوئی۔ اس میں آریہ۔ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی۔ یہودی اور پارسی عالم شامل ہوئے تھے۔ ہر ایک قوم کے عالم نے اپنی اپنی کتاب کی تعلیم کی فضیلت بیان کرنی تھی۔ فیصلہ کرنے والے چیف کورٹ کے پرتول چندر چیٹرجی تھے۔ ان کے ساتھ سب اقوام کے نمائندے بھی تھے۔ حضرت امام زمان کو بھی ان لوگوں نے دعوت دی کہ آپ بھی اسلام کی نمائندگی کریں۔

حضرت مرزا صاحبؒ نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ مجھے قرآن کریم کے مقاصد اور معارف بیان کرنے کی توفیق عنایت ہو اس پر اللہ تعالےٰ نے الہام فرمایا کہ تیرا مضمون بالا رہا۔ ایک طرف مشرق و مغرب کے عالم ہیں اور دوسری طرف ایک شخص گاؤں کا رہنے والا ہے ان کو یقین ہے کہ یہ جناب الٰہی کی طرف سے خوشخبری ہے اور برحق ہے وہ اس کو پیش از وقت شائع کر دیتے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ

# حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "ایک دانہ کس کس نے کھانا" کی حقیقت

ایک معزز دوست نے جو ایک مسجد کے امام بھی ہیں محترمی میر صاحب کی خدمت میں حضرت اقدسؑ کے چند الہامات لکھ کر ان کی حقیقت دریافت کرتے ہوئے لکھا تھا کہ بتلائیں کہ یہ الہامات کس طرح ذریعہ ہدایت بن سکتے ہیں محترمی میر صاحب نے اس معزز دوست کا مکتوب جواب کے لئے میری طرف ارسال کر دیا ابھی اُن میں سے بعض الہامات کی تشریح ہی اخبار "پیغام صلح" میں شائع کرنے پایا تھا کہ مجھ پر بیماری کا شدید حملہ ہوا جس نے مجھے قریباً تین ماہ تک صاحب فراش رکھا اور دماغی کام کرنے سے روک دیا۔ جس کی وجہ سے یہ سلسلہ کافی طویل عرصہ تک بند رہا گو کمزوری ابھی بھی باقی ہے لیکن خدا کے تفضل اور اسی کی توفیق سے اس سلسلہ کو اب پھر شروع کر رہا ہوں یہ بات بھی میں اپنے اس معزز دوست پر واضح کر چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات کن معنوں میں ذریعہ ہدایت ہیں۔ قرآن کریم کی پُرشوکت وحی سے ان کا مقابلہ کرنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں بلکہ اولیاء اللہ کی وحی محض قرآن کریم کی صداقت کو ثابت کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے کیونکہ وہ اس کی کامل پیروی سے ہی اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کی حقیقت اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوتی کہ وہ ثمرہ ہوتی ہے قرآنی وحی کے پھلدار درخت کا اور وہ ایک قطرہ ہوتی ہے معارف اور حقائق کے اس سمندر کا جو قرآنی وحی میں ۔۔۔۱۴ برس سے ٹھاٹھیں مارتا چلا آرہا ہے اور قیامت تک مارتا چلا جائے گا اور ۔۔۔۱۴ برس سے اپنے مخلصین کو سیراب کرتا چلا آرہا ہے اور قیامت تک سیراب کرتا چلا جائے گا۔

قرآنی وحی کی مثال اللہ تعالےٰ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرمائی ہے الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃً طیبۃً کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء تؤتی اکلہا کل حین باذن ربہا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلہم یتذکرون ومثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ اجتثت من فوق الارض ما لہا من قرار یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ویضل اللہ الظالمین ویفعل اللہ ما یشاء۔ اس مثال میں اللہ تعالےٰ نے اس حقیقت کو واشگاف کیا ہے کہ قرآنی وحی ایک پاکیزہ درخت کی مانند ہے جس کی جڑ مضبوط ہے اور ہمیشہ مضبوط رہے گی۔ اس کی شاخیں یعنی اس کی پیروی کرنے والوں کا آسمان سے تعلق پیدا ہو جائے گا اور وہ آسمانی فیض سے مستفیض ہوتے رہیں گے اور آسمانی نور سے منور ہوتے رہیں گے، یہ پاکیزہ درخت ہر زمانہ میں اپنا پھل دیتا رہے گا یعنی ہر زمانہ میں ایسے مخلص پیدا ہوتے رہیں گے جو اس کی پیروی سے الہام الٰہی سے نوازے جاتے رہیں گے کیونکہ الہام الٰہی ہی اس کا حقیقی پھل ہے کیونکہ اس پھل میں ایسی تاثیر ہے کہ کھانے والے کو معرفت الٰہی کے سمندر کا شناور بنا دیتا ہے اور اس کی یہ بھی تاثیر ہے کہ باطل اس کے سامنے ٹھہر سکتا ہی نہیں یہ اسے کچل کے رکھ دیتا ہے اور اس کی طاقت کو پاش پاش کر دیتا ہے کیونکہ یہ ایسا مضبوط قول ہے جو مسلمانوں کو ایمان کی دولت سے مالا مال کرتے ہوئے اس پر اس کو ہمیشہ کے لئے ثبات قدم بخشتا ہے۔

## الہام "ایک دانہ کس کس نے کھانا" اکیلا الہام نہیں ہے

گزشتہ زمانوں کے اولیاء کی طرح اس زمانہ میں خاتم الاولیاء حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اس پاکیزہ درخت کا پھل کھایا اور اس کی پاک تاثیر سے بھی جس ممکن حد تک ایک امتی لطف اندوز ہو سکتا ہے اس کامل حد تک حضورؑ اس نعمت سے نوازے گئے اور یہی وجہ ہے کہ دوسرے اولیاء کے مقابلہ میں آپؑ کو کثرت سے الہامات ہوئے اور زمانہ کی ضرورت کا تقاضا بھی یہی تھا کہ ایسا ہی ہوتا چنانچہ حضورؑ کے الہامات میں ایک الہام یہ بھی ہے "ایک دانہ کس کس نے کھانا" یہ دوست دریافت کرتے ہیں کہ یہ الہام کس طرح کسی کی ہدایت کا ذریعہ بن سکتا ہے پیشتر اس کے کہ میں اس الہام کے ذریعہ ہدایت ہونے پر روشنی ڈالوں یہ تبلا دینا ضروری ہے کہ یہ الہام اکیلا نہیں بلکہ چند الہامات کے مجموعہ کا آخری الہام ہے۔ یہ الہامات حسب ذیل ہیں ۸ فروری ۱۹۰۶ء کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ پر مندرجہ ذیل الہامات نازل ہوئے

(۱) "زمین کہتی ہے یا نبی اللہ کنت لا اعرفک"

(۲) یخرج ہمہ وغمہ دوحۃ اسماعیل فاخفیہا حتٰی یخرج

"ایک دانہ کس کس نے کھانا"

اس کے ساتھ ہی اسی تاریخ کی ایک خواب ہے:

"خواب میں دیکھا کہ ہمارے باغ کے قریب ایک نہر رواں ہے میں کہتا ہوں کہ اب باغ جلد چند روز میں پرورش پا جائے گا اور اگر پانی کبھی نہ ملے گا تب بھی سرسبز ہو جائے گا فرمایا نزدیک اس کی تعبیر یہ ہے کہ باغ سے مراد اپنی جماعت ہے اور نہر سے مراد نصرت اور تائید الٰہی ہے جو نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوگی۔"

قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی پیشگوئیاں اس امر پر صراحت سے دلالت کر رہی ہیں کہ اُمت میں آنے والے مسیح اور مہدی کا ظہور اس وقت ہوگا جب کہ اسلام اور حضرت نبی کریم صلعم کی حقیقی عظمت دلوں سے اٹھ چکی ہوگی اور آنحضرت صلعم کا روشن چہرہ عیسائیوں کے اعتراضات کے نتیجہ میں خصوصاً اور دیگر دشمنانِ اسلام کے اعتراضات کے نتیجہ میں عموماً ان کے دبیز پردوں کے پیچھے چھپ چکا ہوگا اور تو اور خود مسلمان بھی آنحضرت صلعم کے حقیقی درخشندہ چہرہ کو شناخت کرنے سے قاصر ہوں گے اور آنحضور صلعم کی قوتِ قدسیہ کی تاثیروں سے غافل ہوں گے اسی لئے حضرت مسیح ناصری علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی آمد کے منتظر ہوں گے تا ان کی نبوت کے نور سے دنیا منور ہو لیکن خدا کے نزدیک جس موعود نے آکر ان دبیز پردوں کو چاک کرکے آنحضرت صلعم کا حقیقی چمکتا ہوا چہرہ دنیا کو دکھلانا تھا اور آنحضور صلعم کی ذات بابرکات سے آشنا کرانا تھا اور آنحضور صلعم کی قوت قدسیہ کی پاک تاثیروں کے کرشمے دنیا پر واضح کرنے تھے وہ موعود حضرت مرزا صاحبؑ کے وجود باجود میں ظاہر ہو گیا اور اس نے آکر حضرت نبی کریم صلعم اور اسلام کی حقیقی عظمت کو دنیا میں ازسرِ نو قائم کر دیا دلائلِ ساطعہ کی رُو سے بھی اور قرآن پاک اور آنحضرت صلعم کی پاک تاثیروں کو نمایاں کرنے کے ذریعہ بھی جس کے نتیجہ میں اہل دنیا نے آنحضرت صلعم کی نبوت کی حقیقت پر آگاہ ہونا بھی شروع کر دیا اور آنحضور صلعم کی شان میں قرآن کریم میں جو وارد ہوا ہے یتلوا علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین اسی الٰہی قول کی صداقت کے نظارہ کو دنیا نے اس موعود کے ذریعہ ازسرِ نو دوبارہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا۔

اسی کی طرف حضرت مسیح موعودؑ کے الہام "زمین کہتی ہے یا نبی اللہ کنت لا اعرفک" میں اشارہ ہے یعنے اس موعودؑ کی کوششوں کے نتیجہ میں حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کا سورج جب چمکے گا اور آنحضور صلعم کا روشن چہرہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ لوگوں کے سامنے آئے گا تو لوگ اس کو دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھیں گے یا نبی اللہ کنت لا اعرفک یعنے اے اللہ کے نبی (اس الہام میں نبی اللہ سے مراد حضرت نبی کریم صلعم ہیں) ہم تو اس سے قبل تجھے نہیں پہچانتے تھے اس موعودؑ نے جو آنجناب صلعم کے چہرے سے پردہ اٹھا کر آنجناب صلعم کا مبارک چہرہ ہمیں دکھلایا ہے وہ ہمارے لئے آنجناب کی حقیقت کو شناخت کرنے کا موجب بنا ہے۔ چنانچہ ہزاروں باصفا لوگوں نے اس امر کی شہادت دی ہے کہ ان کے دلوں میں حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت پر حقیقی ایمان حضرت مرزا صاحبؑ کے ذریعہ ہی پیدا ہوا ہے ان میں حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ جیسے فاضل اجل بھی ہیں جو مکہ اور مدینہ کے بزرگوں اور اہل اللہ کی صحبت کے فیض سے بھی مستفیض تھے ان کی شہادت کے الفاظ خاص طور پر قابل غور اور قابلِ توجہ ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے احمد یعنی حضرت نبی کریم صلعم کو اس احمد یعنی حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ پہچانا۔

چنانچہ اس حقیقت پر حضورؑ کے الہام کا دوسرا حصہ پوری وضاحت سے روشنی ڈال رہا ہے اس حصہ الہام کے الفاظ یہ ہیں یخرج ہمہ وغمہ دوحۃ اسماعیل یعنی اس موعود کا عزم صمیم اور اس کا مقصود اصلی اور پھر اس عزم کو عملی صورت میں دیکھنے کا اور اپنے اصلی مقصود کو حاصل کرنے کا غم اسماعیل کی نسل میں پیدا شدہ عظیم الشان درخت کو آہستہ آہستہ نمایاں کرتا چلا جا رہا ہے چنانچہ واقعات بھی اسی امر کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ عظیم الشان مہم یعنی حضرت نبی کریم صلعم پر حقیقی ایمان پیدا کرنے کی مہم تدریجاً ہی سر ہوگی دوحۃ اسماعیل سے مراد خود حضرت نبی کریم صلعم کا وجود باجود اور آنحضور صلعم کا لایا ہوا دین ہی ہے۔ قرآن کریم نے بھی اسے شجرۃ طیبۃ سے ہی تشبیہ دی ہے اور یہ لفظ یعنے دوحۃ اسماعیل کا لفظ واضح قرینہ ہے اس بات پر کہ الہام میں نبی اللہ کے لفظ سے مراد حضرت مرزا صاحبؑ نہیں بلکہ حضرت نبی کریم صلعم ہی ہیں کیونکہ خالصتہً حضرت اسماعیل علیہ السلام سے تعلق حضرت مرزا صاحبؑ کا نہیں بلکہ حضرت نبی کریم صلعم کا ہے اس کے بعد حضرت مرزا صاحب یعنے اس موعود حقیقی کو جس کے ذریعہ مندرجہ بالا مہم سر ہونی مقدر تھی اس کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے تدریج کو ہی مدنظر رکھنے کی ہدایت ہوئی ہے فرمایا

فاخفیھا یعنی اس دوحہ کے چہرہ پر جو پردہ پڑا ہوا ہے اور جس نے اس پاک چہرہ کو چھپایا ہوا ہے اس کو اٹھاتا چلا جا حتی یخرج یہاں تک کہ وہ نمایاں ہو جائے یاد رہے کہ فعل اخفٰی عربی زبان میں اضداد میں سے ہے یعنی اس کے معنی کسی چیز کو مخفی کرنے کے بھی ہوتے ہیں اور خفا کے ازالے کے بھی ہوتے ہیں، یہاں دوسرے معنی ہی مراد ہیں۔

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت مسیح موعودؑ کے الہام اور کلام سے بھی حضرت نبی کریم صلعم کی شان کے متعلق چند اقتباسات پیش کر دیئے جائیں۔ چنانچہ حضورؑ کا الہام ہے کل برکۃ من محمد صلعم تبارک من علّم وتعلّم یعنے ہر برکت حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے ہی حاصل ہو سکتی ہے اور مجھے بھی جو برکت ملی ہے وہ بھی حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی سے ہی ملی ہے ذات محمد صلعم بابرکت ہے جس نے مجھے روحانی علم سے نوازا اور بابرکت ہے میرا وجود جس نے یہ علم حاصل کیا۔

مندرجہ ذیل الہامات بھی قابل غور ہیں :—

" وامر بالمعروف وانہ عن المنکر وصلّ علٰے محمد (صلعم) وال محمد الصلوٰۃ ھو المربی انی رافعک الیّ " یعنے دنیا کو معروف کا حکم دیتا چلا جا اور منکر سے روکتا چلا جا اور حضرت نبی کریم صلعم اور حضورؐ کی آل پر درود بھیجتا رہ کیونکہ یہ درود ہی انسان کی روحانی تربیت و ترقی کا ذریعہ ہے اسی درود کے ذریعہ ہی میں تجھے اپنا قرب عطا کروں گا اور تیری شان کو بلند کروں گا۔ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ عیسائی بڑے زور شور سے حضور نبی کریم صلعم کے متعلق کہا کرتے تھے کہ انہوں نے کوئی نشان نہیں دکھلایا اب آئیں اور دیکھیں کہ آنحضور صلعم کے ایک غلام سے کس قدر نشان ظاہر ہو رہے ہیں گویا آسمانی نشانوں کی بارش ہو رہی ہے۔

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

پھر اپنے ایک الہام کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" میں نے تجھ کو تیرے وقت کے تمام عالموں پر فضیلت دی اس جگہ جاننا چاہیئے کہ یہ فضیلت طفیلی اور جزوی ہے یعنے جو شخص حضرت خاتم الانبیاء صلعم کی کامل طور پر متابعت کرتا ہے اس کا مرتبہ خدا کے نزدیک اس کے تمام ہمعصروں سے برتر و اعلےٰ ہے پس حقیقی اور کلی طور پر تمام فضیلتیں حضرت خاتم الانبیاء کو جناب احدیت کی طرف سے ثابت ہیں اور دوسرے تمام لوگ اس کی متابعت اور اس کی محبت کے طفیل سے علی قدر متابعت و محبت مراتب پاتے ہیں فما اعظم شانہ کمالہ اللّٰھم صلّ علیہ وآلہ " (تذکرہ صفحہ ۹۹)

اور پھر صفحہ ۱ کے مندرجہ ذیل الہامات قابل غور ہیں :—

" بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد پاک محمد مصطفٰے نبیوں کا سردار خدا تیرے سب کام درست کر دے گا (آپ کا کام حضرت نبی کریم صلعم اور دین اسلام کی عظمت کو قائم کرنا ہی تھا جسے اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا) اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا (چنانچہ آپ کی مراد یہی تھی کہ دین اسلام کا غلبہ تمام ادیان پر ظاہر ہو اور حضرت نبی کریم صلعم تمام انبیاء کے سردار ثابت ہوں خدا نے آپ کی یہ مراد بھی پوری کر دی) رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں "

" الخیر کلہ فی القرآن کتاب اللّٰہ الرّحمان الیہ یصعد الکلم الطیّب "

حضورؑ کے الہامات حضرت نبی کریم صلعم کی شان اور عظمت کے اظہار سے بھرے ہوئے ہیں مندرجہ بالا چند الہامات اس جگہ بطور اختصار بیان کئے گئے ہیں یہ الہامات اور ان کے مندرجات زیر بحث الہامات کی تائید کر رہے ہیں ان دونوں کا مضمون قریباً قریباً ایک ہی ہے۔

## ایک دانہ کس کس نے کھانا

مندرجہ بالا الہامات میں دوحۃ اسمٰعیل کی عظمت کو ظاہر کرنے کا حکم دینے کے بعد فرمایا " ایک دانہ کس کس نے کھانا " یہاں دانہ سے مراد کسی اناج یا کسی مادی پھل کا دانہ نہیں بلکہ معرفت الٰہی اور ایمان اور تقوےٰ کا دانہ ہے جسے کھا کر حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت اور آنحضور صلعم کے خاتم النبیّین ہونے پر حقیقی ایمان پیدا ہوتا ہے اور جس کے ذریعہ سے تعلق باللہ کی نعمت کا انسان وارث بن جاتا ہے یاد رہے کہ کھانا کے معنی ہضم کرنے کے بھی ہیں پس معنی الہامی الفاظ کے یہ ہوئے کہ معرفت الٰہی کا جو دانہ مجھے کھلایا گیا ہے اور جس کو تمام لوگوں کو کھانے کی دعوت دینے کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اس دعوت کو جو بھی قبول کرنا چاہتا ہے قبول کر لے پس قبول کرنے کے بعد جو بھی میری طرح اس دانہ کو اپنے وجود کا جزو بنا لے گا وہ بھی میری طرح اس معرفت الٰہی اور بصیرت تامہ کے انعام سے نوازا جائے گا جو اس دانہ کے کھانے والوں کے لئے مقدر ہے اسی لئے فرمایا

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

چنانچہ حضورؑ نے اپنی کتاب کشتی نوح میں بھی فرمایا کہ میری طرح اگر تم بھی اطاعت الٰہی اور متابعت رسول اللہ صلعم کرو گے تو تم بھی اسی نعمت الٰہی کے پانے کے حقدار ہو جاؤ گے جس نعمت سے میں نوازا گیا ہوں۔

کیا اس سے واضح نہیں ہو جاتا کہ الہام کا یہ حصہ کس طرح گمراہ لوگوں کے لئے موجب ہدایت بنا اور کس طرح بنتا چلا جا رہا ہے اور کس طرح بنتا رہے گا اور کس طرح اس نے دوحۃ اسماعیل یعنی حضرت نبی کریم صلعم پر بصیرۃ سے بھرا ہوا ایمان پیدا کیا جو ہر قبول کرنے والے کے لئے خدا رسیدہ بن جانے کا موجب بنا۔ اللہ تعالےٰ سب کو اس دانہ کو اپنے باطنی قوےٰ کا جزو بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ان الہامات کے بعد خواب میں حضورؑ کی جماعت اور اسلام کو باغ کی شکل میں دکھلایا گیا اور اس کی ترقی اور سرسبزی کی بشارت بھی دی گئی۔ حضورؑ کا باغ تو درحقیقت اسلام ہی ہے اس کا ثبوت حضورؑ کے اس شعر سے ملتا ہے

" کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشان دکھلائے
یہ ثمر باغ محمد صلعم سے ہی کھایا ہم نے "

یہ خواب بھی جس صفائی سے پورا ہوا ہے اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اس خواب میں یہ اشارہ بھی پایا جاتا ہے کہ جماعت کسی وقت مختلف شاخوں میں تقسیم ہو جائے گی چنانچہ دو شاخوں میں تو فی الحال تقسیم ہو چکی ہے۔

---

## خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۲)

سیالکوٹی نے حضرت مرزا صاحبؑ کا مقالہ پڑھنا شروع کیا۔ ان کی آواز کے اندر بلندی تھی۔ اور بیان کے اندر شیرینی تھی۔ جب کوئی آیت قرآن آتی تو رک جاتے اور سارے مجمع میں سناٹا چھا جاتا اور لوگ سمجھ جاتے کہ اب قرآن پڑھنے لگے ہیں چنانچہ قرآن کریم کو بڑی خوش الحانی سے پڑھتے۔ وقت ختم ہو جاتا تو اور وقت دیا جاتا۔ لوگ عاشق تھے۔ دوسرے دن بھی یہ مضمون جاری رہا۔ فیصلہ ہوا کہ یہ مضمون بالا رہا۔

## عمل سے قرآن کی صداقت ثابت کرو

اس سے ہم پر حجت قائم ہو گئی اور ایمان بھی بڑھ گیا کہ ہم نے ایک امامؑ کو دیکھا اور قرآن کریم کی ✻

## جماعت سیالکوٹ کا اجتماع

از صفحہ ۴

میں راقم نے تنظیم جماعت پر زور دیا۔ دوستوں نے وعدہ کیا کہ ہر ماہ مقامی جماعت کے اجتماع ہوا کریں گے۔ آئندہ اجتماع کے لئے ۸ مارچ ۱۹۷۰ء بروز اتوار مقرر ہوا۔ دعا کے بعد اجلاس ساڑھے تین بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ کے لئے دیہاتی ماحول بہت خوب تھا۔ اسی مناسبت سے مشروبات و ماکولات پر بھی دیہاتی ماحول کا اثر غالب تھا۔ جہاں چائے تھی وہاں زرد دگنے کا رس) بھی تھی جس میں مالٹے کا جوس شامل تھا۔ کھانے میں مکی کی روٹی، گندلوں کا ساگ اور زردی کی کھیر قابل ذکر تھیں۔ گاجر، مولی، شلغم ڈھیروں ڈھیر رکھے ہوئے تھے۔ دوست بہت ہی محظوظ ہوئے۔ حاضری پچاس کے قریب تھی اللہ کرے آئندہ اجتماعات اس سے بھی زیادہ کامیاب ہوں۔

فضل حق
ناظم شعبہ تنظیم جماعت

---

✻ صداقت کو دیکھا۔ لوگوں کو اس طرف سرنگوں ہوتے دیکھا۔ صرف کلمہ پڑھنے یا مرزا صاحبؑ کو ماننے سے اللہ تعالیٰ کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ ہمیں اپنے عمل سے قرآن کی صداقت ثابت کرنی چاہیئے ✻

خطبہ ثانی

## چیمہ صاحب کے قرآن نمبر میں چندہ دیں.

قرآن کریم کی خدمت کرنے کا ارادہ حافظ محمد حسن صاحب چیمہ نے کیا ہے۔ وہ قابل آدمی ہیں ان کے دل میں تڑپ ہے کہ قرآن کریم کے مقاصد و معارف لوگوں پر ظاہر کئے جائیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کو عزم و ثبات اور توفیق و تائید عطا فرمائے۔ چیمہ صاحب تو کتاب تیار کریں گے پھر کتاب کے شائع کرنے کا مرحلہ ہے اس کے لئے رقم کی ضرورت ہے۔ یہ کتاب نہ صرف جماعت کے لئے ہوگی بلکہ تمام مسلم و غیر مسلم لوگوں میں تقسیم کرنا ہوگی اور وسیع تقسیم کے لئے تیار کی جائے گی اس کے لئے ساری کی ساری قوم چندہ دے اور دل کھول کر چندہ دے۔ میں چیمہ صاحب کی حوصلہ افزائی کے لئے اپنی طرف سے ایک حقیر رقم سو روپیہ کی پیش کرتا ہوں۔ ایڈیٹر صاحب کو توجہ دلاتا ہوں کہ ساری قوم کو اس کی تحریک کریں اور ترغیب دلائیں اور برابر اس تحریک کو دہراتے رہیں اور چندہ کی فہرست شائع کرتے رہیں یہاں تک کہ کافی روپیہ ہو جائے۔

**دعا** ملتان میں مولوی محمد علی صاحب کی اہلیہ بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔ (دعا کی گئی)

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ انگلستان

# پیغامِ احمدیت

## کتاب "قادیانی مذہب" کے اعتراضات پر تبصرہ
## برنی صاحب کی مزید علمی کارگذاریاں

((۱۵))

### (۶) نبی اللہ

فصل دوسری ص ۱۵۱

"مسیح موعود جو آنے والا ہے اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا یعنی خدا تعالےٰ سے وحی پانے والا۔ لیکن اس جگہ نبوّت تامہ کاملہ مراد نہیں کیونکہ نبوت تامہ کاملہ پر مُہر لگ چکی ہے۔ بلکہ وہ نبوت مراد ہے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے۔ جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتی ہے سو یہ نعمت خاص طور پر اس عاجز کو دی گئی ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۷۰۱ ۳ ستمبر ۱۸۹۲ء)

### برنی صاحب کے علمی محاسبہ کی شان

قربان جایئے "اس علمی محاسبہ" اور "علمی تحقیق" کے حضرت مرزا صاحبؑ تو یہ فرما رہے ہیں کہ حدیث میں جو آنے والے مسیح کے متعلق "نبی اللہ" کے الفاظ ہیں اس سے مراد ایسے محدّث کے ہیں جو مشکوٰتِ نبوّتِ محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے۔ اس کی نبوت سے قطعاً قطعاً نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں ہے بلکہ ایسی نبوت مراد ہے جو محدّثیت کے مفہوم تک محدود ہے۔ اور برنی صاحب اس اقتباس کا عنوان رکھیں "نبی اللہ"۔ اس سے گذشتہ عنوان تھا "محدثیت سے نبوت تک ترقی" (ص ۱۴۹) اس لئے موضوع کی مناسبت سے اگلا عنوان نبی اللہ ہی موزوں ہوسکتا تھا۔ لیکن جو اقتباس پیش کیا ہے اس میں تو محدثیت سے نبوت تک ترقی کا ذکر نہیں بلکہ نبوت مراد محدثیت لی گئی ہے۔ سچ ہے برنی صاحب نے جو کام اپنی طرف سے کیا ہے وہ سرخیاں قائم کرنے میں کیا ہے سرخیاں قائم کرتے کرتے قافیہ ملے نہ ملے بیچارے تیلی کو بوجھوں تلے تو ضرور مار دیتے ہیں۔ بات تو پھر بنتی جب برنی صاحب حضرت اقدسؑ کی تحریروں میں سے ایک حوالہ ہاں صرف ایک حوالہ ہی ایسا پیش کر دیتے جس میں انہوں نے اپنی نبوت کو نبوت تامہ کاملہ قرار دیا ہو۔

لیجئے اس سلسلہ میں ایک دو حوالہ جات ازالہ اوہام کے اور پڑھ لیجئے تاکہ بحث کا پورا رخ آپ کے سامنے آجائے بعد کی فصلوں میں بھی مسئلہ نبوت کو سمجھنے کے لئے ان کی ضرورت پڑے گی۔

### اُمتی نبی محدّث ہوتا ہے اور حقیقی طور پر نبوت تامہ نہیں رکھتا

"ہاں یہ بھی سچ ہے کہ آنے والے مسیح کو نبی کر کے بھی بیان کیا گیا ہے مگر اس کو امتی کر کے بھی تو بیان کیا گیا ہے بلکہ خبر دی گئی ہے کہ اے امتی لوگو! وہ تم میں سے ہی ہوگا اور تمہارا امام ہوگا۔ اور نہ صرف قولی طور پر اس کا امتی ہونا ظاہر کیا۔ بلکہ فعلی طور پر بھی دکھلا دیا کہ وہ امتی لوگوں کے موافق صرف قال اللہ و قال الرسول کا پیرو ہوگا۔ اور حل معلقات و معضلات دین نبوت سے نہیں۔ بلکہ اجتہاد سے کرے گا۔ اور نماز دوسروں کے پیچھے پڑے گا۔ اب تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔ ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے۔ سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا ہے اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی۔ جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی رکھا"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۲ و ۵۱۳)

### محدّث کامل طور پر اُمتی اور ایک وجہ سے نبی ہوتا ہے۔

"صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہوسکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور اُمتی ہو جانا نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے رُو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ۔ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ وہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے۔ اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالےٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور اُمم میں بطور برزخ کے اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر اُمتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔ اور محدث کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو۔ اور خدا تعالےٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہو۔"

(ازالہ اوہام ص ۵۶۹)

### رسول اور اُمتی کا مفہوم متبائن ہے

"اس جگہ بڑے شبہات پیش آتے۔ کہ جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر امتی ہوگا۔ تو وہ باوجود امتی ہونے کے کسی طرح رسول نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ رسول اور اُمتی کا مفہوم متبائن ہے اور نیز خاتم النبیین ہونا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوتِ محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں۔ وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود ہی میں داخل ہے جیسے جز و کل میں داخل ہوتی ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۵۷۵)

. . . . . . . . . . . . . . .

. . . . . . . . . . . . . . .

### محدّث ایک وجہ سے نبی ہوتا ہے مگر ایسا نبی جو نبوتِ محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔

"اور مسلم میں اس بارہ میں حدیث بھی ہے۔ کہ مسیح نبی اللہ ہونے کی حالت میں آئے گا۔ اب اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی امتی شخص مراد ہو۔ جو محدثیت کا مرتبہ رکھتا ہو۔ تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ محدث من وجہ نبی ہوتا ہے۔ مگر وہ ایسا نبی ہے جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ اور اپنی طرف سے براہ راست نہیں۔ بلکہ اپنے نبی کے طفیل سے علم پاتا ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۹ میں ایک الہام اس عاجز کا درج ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۵۸۶)

### (۷) استعارہ اور مجاز

فصل دوسری ص ۱۵۱

اس سلسلہ میں مکتوباتِ احمدیہ سے ایک خط کا اقتباس دیا گیا ہے مضمون کی اہمیت کے پیش نظر ہم سارا خط درج ذیل کرتے ہیں ضمنی سرخیاں ہماری اپنی قائم کی ہوئی ہیں۔

### الہامات میں نبی اور رسول کے الفاظ سے مراد حقیقی نبی اور رسول نہیں۔ دلی ایمان سے سمجھنا چاہیے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہوگئی۔

"محبی عزیزی اخویم!
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

عنایت نامہ پہنچا، حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے کہ اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آ گیا ہے جیسا کہ یہ الہام ہوا هو الذی ارسل رسولہٗ بالهدیٰ و دین الحق۔ اور جیسا کہ الہام ہوا جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء اور جیسا کہ یہ الہام ہوا "دنیا میں ایک نبی آیا، مگر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا" ایسے ہی بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت و رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے، بلکہ رسول کے لفظ سے

اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے علم پاکر پیش گوئی کرنے والا، یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں، اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

ولٰكن رسول اللّٰه وخاتم النبيين اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے۔ جو شخص انکار میں حد سے گذرتا ہے جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے اسی طرح وہ بھی جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے۔

## نبی اور رسول کے الفاظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں

جاننا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے ہیں اور دنیا میں بھیجے گئے ہیں اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بناویں۔ ہمیشہ شیطان کی رہزنی سے اپنے تئیں بچانا چاہیئے اور اسلام سے محبت سچی رکھنی چاہیئے۔ ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا۔ سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں۔

## اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے معنی[1]

مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا

چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔

## ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعویٰ نہیں

سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوےٰ بالمقابل نہیں اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افترا کرتا ہے۔ ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ فیض و برکات پاتے ہیں اور قرآن کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے۔ سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے، ورنہ وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک اس کا جوابدہ ہوگا۔ اگر ہم اسلام کے خادم نہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے۔ زیادہ خیریت، والسلام۔ مؤرخہ ۱۷؍اگست ۱۸۹۹ء

(مرزا غلام احمد)"

## (۸) نبوت سے معذرت

فصل دوسری۔ ص ۱۵۲ اقتباس:۔

"صاحب انصاف کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت بھی حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے۔" (انجام آتھم ص ۲۷ حاشیہ)

انجام آتھم ص ۲۷ حاشیہ کی یہ عبارت جو ۲۲؍

جنوری ۱۸۹۷ء کی تصنیف ہے اس سے قبل برقی صاحب "ولایت کے مقام سے نبوت کے مقام تک ترقی" (ق م۔ ص ۱۴۸) میں درج کر چکے ہیں۔ شاید ان سے بھول ہو گئی ہو۔ اب اسی حوالہ کو نبوت سے معذرت کے سلسلہ میں پیش کر رہے ہیں۔ دونوں میں سے ایک بات ہی ممکن ہے۔ یا تو اس حوالہ میں نبوت کے مقام تک ترقی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ یا نبوت سے معذرت کا یہاں ذکر ہے۔

### لطیفہ پر لطیفہ

اگلے اعتراض کا عنوان ہے "راضی نامہ" اور اس عبارت کی تاریخ اشاعت ہے ۳؍فروری ۱۸۹۲ء۔ اس ترتیب سے معلوم ہوا کہ نبوت کی معذرت تو کی حضرت مرزا صاحب نے ۲۲؍جنوری ۱۸۹۷ء کو اور راضی نامہ پانچ سال قبل ہی کر لیا تھا۔ العجب ثم العجب!!

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

## (۹) راضی نامہ

فصل دوسری۔ ص ۱۵۲ اقتباس

" جو مباحثہ لاہور میں مولوی عبدالحکیم صاحب اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے درمیان چند روز سے بابت مسئلہ نبوت مندرجہ کتب مرزا صاحب کے ہو رہا تھا۔ آج مولوی صاحب کی طرف سے تیسرا پرچہ جواب الجواب کے جواب میں لکھا جا رہا تھا۔ اثنائے تحریر میں مرزا صاحب کی عبارات مندرجہ ذیل بیان کرنے پر جلسہ عام میں فیصلہ ہو گیا۔ جو عبارت درج ذیل ہے۔

المرقوم ۳؍فروری ۱۸۹۲ء مطابق ۳؍رجب ۱۳۰۹ھ

العبد۔
برکت علی وکیل چیف کورٹ پنجاب۔

العبد۔ العبد
محی الدین المعروف صوفی۔ خاکسار رحیم بخش

العبد۔ العبد۔ العبد
فضل الدین۔ رحیم اللہ۔ ابو یوسف محمد مبارک علی

العبد
حبیب اللہ۔

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین اما بعد تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام و توضیح مرام و ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں۔ کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے۔ یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رُو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعوےٰ نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام کے ص ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں۔ میرا اس بات پر ایمان ہے۔ کہ ہمارے سید و مولےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں۔ اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق گذرتے ہیں۔ تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں جس حالت میں ابتدا سے میری نیت میں جس کو اللہ تعالےٰ جل شانہٗ خوب جانتا ہے کہ اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکلّم مراد لئے ہیں۔ یعنے محدثوں کی نسبت فرمایا: عن ابی هريرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قد كان فيمن قبلكم من بنی اسرائيل رجال يكلّمون من غير ان يكونوا انبياء فان يك فی اُمتی منكم احد فعمر۔ صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۵۲۱ پارہ ۱۴ باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ تو پھر مجھے اپنے تمام مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے۔ کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔"

راقم۔ خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مؤلف رسالہ توضیح مرام ازالہ اوہام ۳؍فروری ۱۸۹۲ء۔

برقی صاحب کی کتاب میں اس حوالہ کے سلسلہ میں کچھ کتابت کی غلطیاں رہ گئی تھیں وہ ہم نے درست کر دی ہیں۔ بلکہ پورا حوالہ ہی درج کر دیا ہے۔ حوالہ واضح ہے اس لئے تبصرے کی ضرورت نہیں۔

## دعوتِ ولیمہ

محترم چوہدری عبدالحق صاحب کے فرزند ارشد چوہدری منور احمد صاحب کی شادی دختر چوہدری نذیر احمد صاحب سے راولپنڈی میں ہوئی۔ اس خوشی میں چوہدری عبدالحق صاحب نے یکم مارچ ۷۰ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں دعوت ولیمہ دی جس میں جماعت وغیرہ از جماعت احباب خواتین نے شرکت فرمائی۔



[1] اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کی جو تعریف بیان کی گئی ہے اس کی رُو سے آپ نے کبھی بھی اپنے آپ کو نبی اور رسول نہیں کہا۔ یہ خیال کہ ۱۹۰۱ء کے بعد آپ نے اس تعریف میں تبدیلی کر لی یہ بھی سراپا غلط ہے۔ اس کا کوئی ثبوت حضرت مرزا صاحب کی تحریروں میں نہیں ملتا۔ نبی اور رسول کے الفاظ محض استعارہ اور مجاز کے رنگ میں استعمال ہوئے تھے جس کا ذکر آپ کی تحریروں میں اول سے آخر تک ہے اسی لئے آپ نے ہمیشہ اپنی طرف دعویٰ نبوت کے انتساب کو افترا قرار دیا ہے۔

(بسلسلہ صـ۲ـ)
یعنے معاشرے کی شکل اختیار کرلی - اسی دور میں خدا کا ایک فرستادہ آیا، جس نے قرآن کریم کے حقائق و دقائق کی روشنی میں قوانین فطرت یعنے سنت اللہ کو پھر سے دانشوروں کے سامنے رکھا اور بالکل اسی طرح جس طرح کہ حضرت عیسیٰؑ نے امن اور محبت کا پیغام پہنچایا تھا اسی طرح تمام مذاہب عالم کو صلح کا پیغام دیا اور بتلایا کہ مذہب تفرقہ کی چیز نہیں بلکہ انسانوں میں امن اور محبت پیدا کرنے کی چیز ہے - وہ عظیم الشان انسان قادیان کا رہنے والا ایک زمیندار تھا - اور آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ آپ کے ملک روس سے اس کا رابطہ تھا -

برج دجاجہ کے صلیب شمالی سے ۱۸۸۲ء ۱۸۹۴ء اور ۱۹۰۸ء میں دنیا پر تین دفعہ روشنی آئی اور سائبیریا میں آگ بھی بھڑک اٹھی جس کو آپ کے ملک کے سائنس دان یہ سمجھ رہے ہیں کہ کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہم سے رابطہ پیدا کرنا چاہتی ہے لیکن اس وقت کے ہیئت دان پکار اٹھے کہ یہ نشان کسی مسیحا صفت انسان کے آنے کی دلیل ہے - چنانچہ اسی قسم کا ایک مضمون لاہور کے ایک انگریزی اخبار ٹریبون میں شائع ہوا اور آسٹریلیا کا مشہور ہیئت دان پروفیسر کیلمنگ ایک حضرت مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت کی شہرت سن کر لاہور آیا اور آپ سے ملاقی ہوا اور بہت متاثر ہو کر گیا - یہی وہ مرزا صاحب ہیں جنہوں نے قریباً تیس سال پہلے زارِ روس کے زوال ہونے کی پیشگوئی کی تھی جو ۱۹۱۷ء میں پوری ہوئی، انہوں نے کمیونزم کے نظریات پر یہ کہہ کر تسکین کا اظہار کیا تھا کہ ان کی تحریک مافوق الفطرت یعنے یہ مائی تھالوجی (توہمات) کو چھوڑ چکے ہیں اور اب ان کو قوانین فطرت سمجھانا آسان ہے - انہوں نے روس کو اپنا عصا قرار دیکر فرمایا کہ روس کا سونٹا میرے ہاتھوں میں ہے - میرے پیارے دوست ایک الٰہی فرستادے کے ذریعے جو حقائق منکشف ہوتے ہیں اس سے ہم اس یقین پر پہنچتے ہیں کہ اسلام کا رشتہ ایک روز آپ سے ضرور جڑے گا اور دنیا میں خدا کی توحید کے ساتھ قوانین فطرت جاری و ساری ہوں گے -

میری مکمل بحث سننے کے بعد اس نے جواب دیا کہ مجھے اس عظیم انسان کے تعارف سے خوشی حاصل ہوئی - کیا آپ ان بزرگ کی کوئی سوانح حیات یا تصنیف کردہ کتاب دے سکتے ہیں - اگرچہ میرے ملک میں مذہب کا نام لینا بغاوت کے مترادف ہے لیکن میں آپ کے پیش کردہ حقائق سے اس بطل جلیل کے جاننے کا شائق ہو گیا ہوں -

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے پاس اردو کے علاوہ کسی زبان میں اس ماموری من اللہ کے تعارف کے لئے سوائے ٹیچنگس آف اسلام کے کوئی سوانح عمری یا کتاب نہیں تھی -

اب میں احمدی بھائیوں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اس واقعہ کو پیش کر کے غیرت دلاتا ہوں اور بتلاتا ہوں، خواہ ہم لاکھ کوشش کریں بغیر ماموری زمان کا تعارف کرائے ہوئے ہم اسلامی قدروں کو دنیا میں نہیں پھیلا سکتے - میں مرزا صاحب علیہ السلام کا ماننا داخل اسلام نہیں سمجھتا لیکن یہ بھی کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ وجود مخبر صادق خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے نشان ہیں - ایک سلمان فارسیؓ اور دوسرے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی - مرزا صاحب کی عظیم شخصیت کو سمجھنے کے لئے ہمارا سب سے پہلا فرض تھا کہ ہم ان کے محامد و محاسن پر پوری پوری توجہ دے کر ان تمام امور پر جو ان سے متعلق ہوں انسائیکلو پیڈیا آف احمدیت لکھتے - میں نے یہاں تک غور کیا ہے سائنس یا مذہب میں کوئی مضمون ایسا نہیں ملتا جو کہ مرزا صاحب کا نشان نہ بنا ہو - کیا یہ حقیقت نہیں؟ کہ علم ہیئت کی روشنی میں چاند، سورج نے آپ کے متعلق گواہی دی - علم الطبقات کی روشنی میں دنیا میں زلزلے آئے اور بیکٹر یالوجی کی روشنی میں معجزنما طور پر آپ کی صداقت ظاہر ہوئی - منن الرحمان کے ذریعے فلالوجی کے مخفی سربستہ راز کھلے - آپ کے ذریعہ اردو زبان نہ صرف دنیا کے کونے کونے میں پہنچی بلکہ آپ کے طرز بلاغت نے برصغیر کے ادیبوں کو حیران کر دیا - آپ کے بہت بڑے دشمن مرزا حیرت کو یہ کہنا پڑا کہ آپ کے انقلاب آفرین مضامین سے وجدانی کیفیت طاری ہوتی ہے صرف مرزا حیرت ہی نہیں بلکہ خواجہ حسن نظامی اور "البشیر" کے ایڈیٹر کو بھی اعتراف کرنا پڑا کہ زبان میں آپ نے جو خوبی پیدا کی اس کی مثال اردو ادب میں نہیں ملتی -

ایک عرصہ سے میں اسی تجسس میں تھا کہ کوئی مرد خدا ایسا پیدا ہو کہ جو مسیح زماں کی صحیح تصویر پیش کرنے کا بیڑا اٹھائے - اپنی طویل علالت اور نابینائی کی وجہ سے میں اس خدمت کو انجام دینے سے قاصر تھا اور ہاتھ پکڑ پکڑ کر احمدیوں سے لجاجت کرتا تھا کہ وہ مجھ سے میری تحقیقاتوں کو سن کر اس طرف قدم اٹھائیں، لیکن اسلام پر تو بہت سی کتابیں لکھی گئیں مگر یہ خانہ خالی رہا - جب میں ہر طرف سے مایوس ہو کر احمدیہ بلڈنگس میں آن پڑا تو میں نے اپنے ملاقاتیوں میں احمدیہ لٹریچر تقسیم کرنے کے لئے دفتر انجمن سے منگوایا - مولوی دوست محمد صاحب مدظلہٗ وہ لٹریچر لے کر آئے - من جملہ اور رسائل کے انہوں نے "شہادت حقہ" بھی مجھ کو دی اور میرے اشتیاق پر اپنا قیمتی وقت صرف کر کے پڑھ کر سنائی - میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میرے اندر خوشی کی لہر اسی طرح پیدا ہوئی کہ جس طرح کوئی جرنیل قلعہ فتح کر کے خوش ہوتا ہے*

*میں نے رب جلیل کا شکریہ ادا کیا کہ میری زندگی میں میری مراد پوری ہوئی اور کتاب مذکور کے مؤلف ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے لئے عمیق قلب سے بے اختیار دعائیں نکلنے لگیں، میرے جسم میں توانائی آگئی - بے اختیار زبان سے نکلا وہ عبداللہ بخش مسیح موعودؑ شد نقش - میں درد دل کے ساتھ احمدی دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ خدا را وہ انقلابی رنگ میں اس موضوع کی طرف توجہ دیں ؟

# عید ملن پارٹی
## پر مقامی جماعت لاہور کا اجتماع

محترم میاں فضل احمد صاحب کی قیام گاہ کے لان میں، عید کے دوسرے دن مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۷۰ء کو مقامی جماعت لاہور کا اجلاس عام ہوا۔ حاضری ۸۰ کے قریب تھی دستورات کی نشست علیحدہ ہوئی جس میں ۴۰ کے قریب حاضری تھی - اسکی کاروائی آئندہ شائع ہوگی صدارت کے فرائض مقامی جماعت کے صدر میاں فضل احمد صاحب نے انجام دیئے - تلاوت قرآن کریم کے بعد محترم محمد اعظم صاحب نے اپنا تازہ نظم سنائی جس میں جماعت کی موجودہ حالت کا خوب نقشہ کھینچا ہوا تھا -

صاحب صدر نے مقامی جماعت قائم کرنے کے مقاصد بیان کئے - سیکرٹری صاحب نے مقامی جماعت لاہور کا آئین پیش کیا جو بحث و تمحیص کے بعد منظور کر لیا گیا - تین عہدیداران :- صدر سیکرٹری و خازن پہلے منتخب ہو چکے ہوئے تھے - باقی نامزد کئے گئے - عہدیداران و مجلس انتظامیہ کے ممبران کے نام توثیق کے لئے پیش ہوئے جو منظور کر لئے گئے اور دو ممبران مزید منتخب ہوئے - عہدیداران و مجلس انتظامیہ کی مکمل فہرست حسب ذیل ہے :-

صدر :- میاں فضل احمد صاحب
نائب صدر :- ڈاکٹر وحید احمد صاحب
سیکرٹری :- چوہدری فضل حق صاحب
نائب سیکرٹری :- محترم محمد اعظم علوی صاحب
خازن :- چوہدری عبدالحق صاحب

ممبران مجلس انتظامیہ :-
ڈاکٹر مبارک احمد صاحب
ڈاکٹر نذیر الاسلام صاحب
میاں عبدالقدوس صاحب
محترم عبدالغفور ثاقب صاحب
میاں ممتاز احمد صاحب
میاں رشید احمد صاحب
محترم اے - آر - یوسف صاحب
پروفیسر غلام رسول صاحب
محترم ناصر احمد صاحب

اس کے بعد سیکرٹری صاحب نے مقامی جماعت کے پروگرام و بجٹ کے متعلق تفصیلاً بتایا جس کا ذکر پہلی رپورٹ میں ہو چکا ہے -

عام بحث و تمحیص کے بعد طے پایا کہ لاہور کو چند سیکٹروں میں تقسیم کر دیا جائے - ہر سیکٹر کے علیحدہ علیحدہ ہفتہ وار اجتماع ہوا کریں، پھر ہر سہ ماہ کے بعد مقامی جماعت لاہور کا اجتماع ہوا کرے جس میں سیکٹروں کے نمائندے اپنی اپنی رپورٹ پیش کیا کریں - تمام کارروائی پیغام صلح میں شائع ہو اور پیغام صلح گھر گھر پہنچایا جائے -

خواجہ ثناءاللہ صاحب نے اس سلسلہ میں بڑی زوردار تقریر کی - ملک عزیز الرحمن صاحب نے زور دیا کہ مسیح موعودؑ کی جماعت کو حضرت مسیح موعودؑ کا مسلک ہی اپنانا چاہیئے - ہر دوست سے چندہ وصول کرنا چاہیئے خواہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو - اس سے جماعتی امور میں دلچسپی بڑھتی ہے -

محترم نصیر احمد صاحب فاروقی نے مسجد میں حاضری کی اہمیت پر زور دیا اور کہا کہ کم از کم جمعہ کی نمازیں تمام دوست، بالالتزام شامل ہوا کریں - درس قرآن کریم میں شامل ہوں - سیکٹر کے نمائندوں کا فرض ہونا چاہیئے کہ دیکھیں ان کے علاقہ سے کون دوست شامل نہیں ہوا - اگر بیمار ہو تو بیمار پرسی کرنی چاہیئے - اگر کوئی دقت ہو تو وہ دور کرنی چاہیئے -

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے کہا کہ مقامی جماعت قائم کر کے ایک بہت بڑے خلا کو پر کیا گیا ہے - دوستوں کو جماعت کے استحکام کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے -

مولینا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب نے بھی درس قرآن کریم پر زور دیا کہ ہر سیکٹر میں اس کا انتظام ہونا چاہیئے -

آخر میں صاحب صدر نے پورا پورا یقین دلایا کہ ان کی تجاویز پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے گی - دعا کے بعد کارروائی ختم ہوئی - اور حاضرین کی تواضع پر تکلف چائے سے کی گئی جس کا انتظام میاں فضل احمد صاحب نے کیا تھا - اس کے لئے میں مقامی جماعت کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں خاکسار فضل حق

سیکرٹری مقامی جماعت لاہور

## درخواست دعا

چوہدری منظور احمد صاحب کا بچہ عزیزی تنویر احمد گلے کی تکلیف میں مبتلا ہے - احباب جماعت کی خدمت میں التماس ہے کہ اپنی نیم شبی دعاؤں میں بچے کی صحت یابی کے لئے دعا فرماویں -

## مسلم ہائی سکول ۱ کھیل کے میدان میں

سیکنڈری سکول ہیڈ ماسٹرز ایسوسی ایشن لاہور کے زیر اہتمام انٹر سکولز لاہور سٹی ڈویژن ٹورنامنٹ کے رسہ کشی کے مقابلے میں ہمارے سکول کی رسہ کشی ٹیم نے دوسری پوزیشن حاصل کی اور رنرز اپ ٹرافی کے علاوہ انفرادی انعامات بھی حاصل کئے۔ علاوہ ازیں لاہور ڈسٹرکٹ ریسلنگ چمپئین شپ کے مقابلوں میں ہماری ٹیم نے دوسری پوزیشن کی ٹرافی اور انفرادی انعامات اور سرٹیفکیٹ حاصل کئے۔

فالحمد للہ علےٰ ذالک ۔

ان فتوحات کا سہرا ہمارے جواں ہمت پی۔ٹی۔آئی منظور حسین صاحب کے سر ہے جو اپنے فرائض کو نہایت مستعدی اور دیانتداری سے سرانجام دیتے ہیں۔ برکت علی شاد سیکرٹری و انچارج بزم ادب مسلم ہائی سکول ۱ لاہور۔

**التماس** جن خریداران حضرات نے روح اسلام کا سالانہ چندہ بابت سال ۱۹۷۶ء مبلغ (۱۴ روپے سالانہ) نہیں فرمایا وہ مہربانی فرما کر جلد بھجوا دیں۔ - منیجر (روح اسلام)

ہفت روزہ پیغام صلح - مورخہ ۴ر مارچ ۱۹۷۶ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ شمارہ نمبر ۹

فائن آرٹ پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

جلد ۵۸ | یوم چہار شنبہ - مؤرخہ ۲ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ - مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۷۰ء | نمبر ۱۰

لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

---

## حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

---

## جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور ائمہ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

## بحرِ حکمت کے موتی

### رسول کریم صلعم کا بچھونا

عن عائشۃ قالت کان فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ادمٍ وحشوہٗ من لیف۔

ترجمہ:—

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا چمڑے کا تھا اس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

### آلِ محمدؐ کیلئے زندگی کو کفایت کرنیکے رزق کی دعا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھم ارزق اٰل محمدٍ قوتًا۔

ترجمہ:—

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اے اللہ! آلِ محمدؐ کو اس قدر رزق دے جو زندگی کے بقا کے لئے کفایت کرے۔

نوٹ: از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
حضور نبی کریم صلعم خود اور آپؐ کے اہلِ بیت جو سادہ زندگی بسر کرتے تھے اس کا ذکر ان احادیث میں ہے۔ مگر آپؐ نے اپنی آل کے لئے بھی یہی دعا کی کہ ان کو اس قدر روزی ملے جس سے زندگی قائم رہ سکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کی دلی تڑپ یہی تھی کہ سب لوگ اور بالخصوص آپؐ کی آل سادہ زندگی بسر کرنا سیکھیں اور ان کے پاس افراط سے مال دنیا نہ آئے۔ (فضل الباری)

# قرآن کریم اور تورات کی تعلیم میں فرق

## ارشادات حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام

"بعض لوگ کہہ دیتے ہیں۔ کہ قرآن شریف کیا لایا؟ اس میں تو وہی کچھ تو ہے۔ جو توریت میں درج ہے اور اسی کوتاہ نظری نگاہ نے بعض عیسائیوں کو عدم ضرورت قرآن جیسے رسائل لکھنے پر دلیر کر دیا۔ کاش وہ سچی دانائی اور حقیقی فراست سے حصہ رکھتے۔ تاکہ وہ بھٹک نہ جاتے۔ ایسے لوگ کہتے ہیں کہ توریت میں لکھا ہے کہ تو زنا نہ کر۔ ایسا ہی قرآن شریف میں لکھا ہے کہ زنا نہ کر۔ قرآن شریف توحید سکھلاتا ہے۔ اور توریت بھی خدائے واحد کی پرستش سکھلاتی ہے۔ پھر فرق کیا ہوا؟ بظاہر یہ سوال بڑا پیچیدہ ہے اور اگر کسی ناواقف آدمی کے سامنے یہ اعتراض پیش کیا جائے۔ تو وہ گھبرا جائے گا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ اس قسم کے باریک اور پیچیدہ سوالات کا حل بھی اللہ تعالےٰ کے خاص فضل کے بغیر ممکن نہیں۔ یہی قرآنی معارف ہیں۔ جو اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف اور توریت میں تطابق ضرور ہے جس سے ہمیں انکار نہیں۔ لیکن توریت نے صرف متن کو لیا ہے۔ جس کے ساتھ دلائل۔ براہین اور شرح نہیں ہے۔ لیکن قرآن نے معقولی رنگ کو لیا ہے۔ اس لئے کہ توریت کے نزول کے وقت انسانوں کی استعدادیں وحشیانہ رنگ میں تھیں۔ مگر قرآن شریف کے نزول کے وقت استعدادیں معقولیت کا رنگ پکڑ گئی تھیں۔ اس لئے قرآن شریف نے وہ طریق اختیار کیا۔ جو اخلاق کے منافع کو ظاہر کرتا ہے۔ اور بتلاتا ہے۔ کہ اخلاق کے مفاد یہ ہیں اور نہ صرف مفاد اور منافع کو بیان ہی کرتا ہے بلکہ معقولی طور پر دلائل اور براہین کے ساتھ ان کو پیش کرتا ہے۔ تاکہ عقل سلیم سے کام لینے والوں کو انکار کی گنجائش نہ رہے۔ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ قرآن شریف کے وقت استعدادیں معقولیت کا رنگ پکڑ گئی تھیں۔ مگر توریت کے وقت وحشیانہ حالت تھی۔ حضرت آدمؑ سے لے کر زمانہ ترقی کرتا چلا گیا ہے۔ یہاں تک کہ قرآن شریف کے وقت وہ دائرہ کی طرح پورا ہو گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ زمانہ مستدیر ہو گیا۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ماکان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیّین (پارہ ۲۲) ضرورتیں نبوت کا انجن ہیں ظلماتی راتیں اس نور کو کھینچتی ہیں جو دنیا کو تاریکی سے نجات دے۔ اور اس ضرورت کے موافق نبوت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور جب قرآن کریم کے زمانہ تک پہنچا۔ تو مکمل ہو گیا۔ اور اب گویا سب ضرورتیں پوری ہو گئیں۔ اس سے لازم آیا۔ کہ آپؐ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے۔ اب بڑا اور واضح فرق توریت و قرآن شریف کی تعلیم میں ایک تو یہ ہے کہ قرآن شریف نے دلائل پیش کئے۔ جنہیں توریت نے مس تک نہیں کیا اور دوسرا فرق یہ ہے کہ توریت نے صرف بنی اسرائیل کو مخاطب کیا ہے۔ مگر دوسری قوموں سے کوئی تعلق اور واسطہ کبھی نہیں رکھا۔ اور اسی وجہ سے اس نے دلائل و براہین پر زور نہیں دیا۔ کیونکہ اس کے زیر نظر دوسرا فرقہ یا مذہب مثل دہریہ، فلسفیہ و برہمو سماج وغیرہ کا نہ تھا۔ بخلاف اس کے قرآن شریف کے مخاطب چونکہ کل ملل و فرقے تھے۔ اور اس پر پہنچ کر تمام ضروریات ختم ہو گئی تھیں اس لئے قرآن کریم نے جملہ عقائد و عملی احکام کو مدلل طور پر بیان کر دیا۔ (ملفوظات)

# آہ! میرا بھائی خواجہ صلاح الدین محمود

## از جناب کرنل سید بشیر حسین صاحب

۱۹۱۴ء میں جبکہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا وجود لاہور میں قائم ہوا۔ اس وقت سے ہمارے بزرگانِ سلسلہ کے متعلق تقریباً اخبار پیغام صلح کے ہر پرچے میں لکھا جا رہا ہے کہ "لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں" اور "لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں" وغیرہ وغیرہ جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بے نظیر الہامات میں سے ایک الہام جبکہ یہ پاک نفوس لاہور میں موجود تھے اور اشاعت اسلام کے لئے ہمہ تن سرگرم عمل تھے تھے اس وقت ہم بچے تھے اور ہم ان پاک ممبروں کے زیر سایہ پرورش پا رہے تھے۔ جیسا کہ ایک بیٹا اپنے باپ کے کردار اور اخلاق کو بخوبی سمجھتا ہے ہم نے دیکھا کہ یہ پاک نفوس واقعی مسیح موعودؑ کے مذکورہ بالا الہام کے مصداق تھے۔ وہ سب پاک بھی تھے اور اللہ تبارک و تعالےٰ کے حقیقی شیدائی اور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے دلی فدائی بھی تھے۔

ہمیں ایسے نیک اور بلند کردار بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ یہ بزرگ ہمیں اپنے پاس بٹھایا کرتے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ اس وقت سوائے دین کے تذکرہ اور اشاعتِ دینِ حقّہ کے اُن کا اور کوئی شغل ہی نہ تھا وہ دین کے علاوہ اور کسی مسئلہ، معاملہ اور موضوع پر گفتگو کرتے ہی نہ تھے۔ ان کی گفتگو، بحث، مباحثہ اور خصوصی فکر اگر کچھ تھا تو وہ صرف "اشاعت اسلام" ہی تھا۔

ان دنوں کئی ایک سیاسی پارٹیاں معرضِ وجود میں آئیں۔ کئی کئی قسم کے مالی منفعت کے مواقع پیدا ہوئے جن میں تقریباً ہر طرز فکر کے مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مثلاً خلافت، کانگریس اور ہندو مسلمان اتحاد وغیرہ۔ مگر ان دینِ حق کے شیدائیوں اور خدائے واحد کے آگے سربسجود ہونے والوں نے ان سے کنارہ کشی اختیار کی اور صرف "اشاعت اسلام" کو ہی اپنایا۔ اور ہر قسم کے دیگر معاملات میں دخل دینے کو منافیِ دین سمجھا۔

اس قسم کے پاک ماحول میں پروان چڑھتے ہوئے اس وقت کے بچوں کے متعلق بعض احباب نے کئی ایک دفعہ نکتہ چینی بھی کی کہ "یہ بچے جو کہ ان کی آئندہ نسل ہوں گے۔ کچھ اچھے پر نہیں نکال رہے" دراصل ایسے احباب نے نکتہ چینی کرتے ہوئے یہ غلطی کی کہ انہوں نے ان بچوں کو اسی معیار پر پرکھنے کی کوشش کی جس لاثانی معیار پہ وہ چند نیک و پاک نفوس خود قائم تھے۔

خواجہ صلاح الدین محمود مرحوم و مغفور بھی اسی نئی پود میں شامل تھے۔ میری اُن کی دوستی اور رفاقت ہمارے شعور اختیار کرنے سے بھی پہلے کی تھی۔ ہم بچپن میں اکٹھے رہے کیونکہ ہمارے مکانات ملحق تھے اور اُوپر کی منزلوں کو ایک پل کے ذریعہ باہم ملا دیا گیا تھا۔ لہٰذا ایک دوسرے کے گھروں میں ہم بڑی بے تکلفی سے آتے جاتے تھے پھر ہم اکٹھے پڑھے اور ایک ہی ماحول میں پروان چڑھے۔ جوان ہونے سے ذرا پہلے کچھ عرصہ کے لئے ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ ان کی والدہ صاحبہ کی وفات اور ان کی کم عمری کی وجہ سے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور انہیں اپنے ہمراہ ووکنگ (انگلستان) لے گئے۔ جہاں وہ ان کے زیر سایہ تربیت حاصل کرتے رہے۔ حتیٰ کہ انگلستان کے قیام کے دوران ہی وہ ایک حادثے کا شکار ہوئے اور ان کا معدہ اس سے بری طرح متاثر ہوا۔ معدے کی نالی میں مستقل طور پہ تنگی پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے ان کو کھانے پینے میں بہت دقت پیدا ہو گئی جو کہ اخیر دم تک قائم رہی۔ وہاں سے وہ لاعلاج ہو کر اور موت و زندگی کی کشمکش میں لاہور واپس لائے گئے۔ یہ ایک معجزہ تھا اور اللہ تعالےٰ کی شان کہ یہاں کی آب و ہوا نے ان کی بیماری کی شدت میں کمی پیدا کر دی اور انہیں اللہ کے فضل و کرم سے افاقہ نصیب ہوا۔ تندرست ہونے کے بعد جبکہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی وفات ہو چکی تھی تو مشن کے معاملات کو درست کرنے کی غرض سے دوسری جنگِ عظیم سے کچھ عرصہ قبل وہ واپس انگلستان تشریف لے گئے۔ جہاں کہ دوران جنگ انہوں نے نہایت مستعدی سے مشن کو سنبھالا۔ علاوہ ازیں Deaan Boys سکول، ٹریننگ کالج اور مشرقی لیبر کے خاص ایڈوائزر بھی مقرر ہوئے۔ دورانِ جنگ ووکنگ مسلم مشن کی جو انہوں نے خدمت کی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس لئے اس پر مزید لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

دوسری جنگ عظیم ختم ہونے پر وہ ہندوستان میں ڈپٹی لیبر کمشنر مقرر ہوئے اور دہلی میں دفتر قائم ہوا۔ جہاں وہ نہایت مستعدی سے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تقسیم پاک و ہند کے بعد وہ پاکستان میں لیبر کمشنر مقرر ہوئے۔ اور نہایت خوش اسلوبی سے تقریباً سترہ سال لیبر کمشنر کے فرائض سرانجام دیئے۔ بالآخر ریٹائر ہوئے۔ لیکن ریٹائرمنٹ کے بعد بھی جب کبھی پاکستان گورنمنٹ یا کسی پرائیویٹ ادارے کو کوئی لیبر کا کام مشکل معلوم ہوتا تو ان کی خدمات حاصل کر لی جاتیں۔ چنانچہ موجودہ حکومت کے لیبر لاز میں بھی ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ یہ تھا خواجہ صاحب موصوف کی دنیاوی زندگی کا ایک مختصر سا خاکہ۔

میں اب اُن کے اس دلی تعلق کو بھی جو انہیں اسلام، احمدیت اور ووکنگ مسلم مشن سے تھا۔ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ میں اس حقیقت کو پیش کر چکا ہوں کہ میری اور خواجہ صلاح الدین محمود صاحب کی بڑی قریبی رفاقت تھی اور یہ دلی محبت تقریباً گذشتہ ساٹھ سال سے قائم تھی۔ اور جو کچھ میں ان کے متعلق جانتا ہوں شاید وہ اُن کے بہت سے قریبی عزیز اور گھر والے بھی نہ جانتے ہوں گے۔ اگر انسانوں میں کوئی مثالی ہیرا، لاثانی دوست اور جگری یار ہو سکتا ہے تو میں یہ کہنے میں تامل نہیں کروں گا کہ خواجہ صاحب ان تمام صفات سے مزین تھے وہ اس مادیت کے دَور میں پیدا ہوئے جبکہ دنیا سے انسانی ہمدردی، محبت، پیار، اخوت اور جذبۂ قربانی وغیرہ ناپید ہو چکی ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کا اخلاق اور محبت و دوستی لاثانی تھے اور کمال تو یہ ہے کہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ انکے کردار اور اخلاق کا مداح ہے۔

خواجہ صاحب بہت کم گو تھے۔ بات بہت ہی کم کرتے تھے۔ لیکن جب بات کرتے تو نہایت مناسب اور معقول۔ وہ بڑے ہی صائب الرائے تھے۔ ان کا مشورہ سونے پر سہاگہ کا کام کرتا تھا۔ اللہ تبارک و تعالےٰ نے انہیں سوچ اور سمجھ کا مادہ بڑی فراخی سے بخشا تھا۔ ووکنگ مسلم مشن کے لئے تو انہوں نے تن من اور دھن کی قربانی دی۔ وہ ووکنگ مسلم مشن کی روحِ رواں تھے اور ان کے مرنے کے بعد ووکنگ مشن جسد بے جان معلوم ہوتا ہے۔

خواجہ صاحب موصوف دولت اور روپیہ کے لالچ سے بے نیاز تھے۔ انہیں کسی قسم کا لالچ نہ تھا۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں اسی لئے بڑی فراوانی سے روزگار بھی مہیا کر دیا تھا۔ اپنی کمائی کا بیشتر حصہ وہ عزیز و اقربا۔ مہمان نوازی اور ضرورت مند احباب پر بڑی خوشی سے صرف کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ جو لوگ شروع شروع میں ترکِ وطن کر کے دہلی سے کراچی آئے ان میں سے ہر معمولی سے معمولی آدمی کے پاس بھی ایک دو کوٹھیاں ہیں۔ مگر خواجہ صاحب باوجودیکہ لیبر کمشنر تھے۔ ان کا اپنا کوئی مکان نہ تھا نہ کوٹھی۔ ان کو جو خدا نے دیا اور جس فیاضی سے دیا انہوں نے اسی فیاضی سے اسے مخلوقِ خدا پر خرچ کر دیا۔ وہ بہت نیک تھے بلکہ ازحد نیک، ان کے مشاغل، کردار اور اخلاق سب ہی بے نظیر تھے وہ بڑے ہمدرد بھائی اور دوست تھے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق فاضلہ کو بیان کرتا چلا جاؤں مگر کہاں تک۔ لہٰذا طوالت کے ڈر سے میں مزید کچھ کہنے سے گریز کرتا ہوں۔ صرف اتنا ضرور کہوں گا کہ وہ لوگ جو کہا کرتے تھے کہ ہمارے بزرگوں کی اولاد صحیح رستے سے بھٹک گئی ہے کاش وہ خواجہ صلاح الدین محمود مرحوم و مغفور کو قریب سے دیکھتے تو اس حقیقت کو ماننے پر مجبور ہو جاتے کہ اللہ کے نیک بندوں کی صحبت نے ہی خواجہ صاحب مغفور جیسے آدمی پیدا کئے تھے۔ خواجہ صاحب مرحوم ایک عظیم دوست تھا، رفیق تھا، بھائی تھا۔ افسوس کہ وہ ہم سے جدا ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

# اخبار احمدیہ

## شادی

مورخہ ۲۲ کو شیخ ریاض محمود ولد شیخ رحمت اللہ صاحب سلیم آف ملتان کی شادی خانہ آبادی ساجدہ پروین ہمشیرہ ارشد صاحب سے عوض پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر ہوئی۔ خطبہ نکاح محترم شیخ شاد احمد صاحب نے دیا۔ خطبہ نہایت عالمانہ تھا جس کو لوگوں نے ازحد پسند کیا۔ یہ تقریب شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم کی کوٹھی میں ادا ہوئی۔ اس خوشی میں دولہا کے والد شیخ رحمت اللہ صاحب سلیم نے مبلغ بیس ۲۰/ روپے عطیہ اشاعت اسلام کے لئے دیا۔ دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے باعث برکت بنائے۔ آمین۔ خاکسار۔ عبیداللہ عفی عنہ سیکرٹری جماعت وزیر آباد شہزادہ بوٹ ہاؤس وزیر آباد

## درخواستہائے دعا

(۱) مولوی محمد علی صاحب مبلغ ملتان کی اہلیہ صاحبہ کافی دیر سے بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں وہ احباب جماعت سے صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(۲) ژوب سے محمد افضل صاحب اپنی بیوی کی علالت کیلئے دیگر قارئین کرام سے دعائے صحت کی درخواست ...

(باقی بر صفحہ ۸)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۷۰ء

# مسئلہ ختم نبوّت اور جماعت احمدیہ

جس دن سے پاکستان کی انتخابی پارٹیوں کی ہنگامہ آرائی شروع ہوئی ہے، مختلف پارٹیوں کی طرف سے احمدیوں پر خواہ مخواہ لے دے کی جا رہی ہے۔ پہلے مودودی صاحب نے اپنے منشور میں اس جماعت کے ایک حصّہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تجویز کی، اس پر اہل حدیث نے دوسرے حصّہ (یعنے جماعت احمدیہ لاہور) کو بھی غیر مسلم قرار دینے کی پیخ لگائی، اور اب کچھ دنوں سے نام نہاد "احرار" نے بھی اپنی قدیم عادت کے مطابق مسئلہ ختم نبوّت کو آڑ بنا کر شور و غوغا شروع کر دیا ہے، پہلے کئی روز جلوسوں کی شکل میں گلیوں اور بازاروں میں "ختم نبوّت زندہ باد" کے نعرے لگا کر عوام میں یہ خیال پھیلایا جاتا رہا کہ احمدی ختم نبوّت کے قائل نہیں، اس لئے کافر ہیں اس کے بعد لاہور کے باغ بیرون موچی دروازہ میں جماعت احرار کی دو روزہ کانفرنس ہوئی جس میں بڑے جوش و خروش سے احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ حیرانی کی بات ہے کہ ان لوگوں کو احمدیوں کے ساتھ اس قدر بغض کیوں ہے؟ جہاں تک ختم نبوّت کا تعلق ہے، اگر قادیانی یا ربوائی جماعت مرزا صاحبؒ کو نبی بنا کر ختم نبوّت کا عملاً انکار کر رہی ہے، تو مسلمانوں کی اکثریت بھی اپنے اس اعتقاد کے رو سے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام مسلمانوں کی اصلاح کے لئے دوبارہ آنے والے ہیں عملاً ختم نبوّت کی انکاری ہے یہ خیال کہ ان کو منصبِ نبوّت سے الگ کر کے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی بنا کر بھیجا جائے گا۔ ایسا ہی ہے جیسے قادیانی جماعت حضرت مرزا صاحبؒ کو امتی نبی قرار دیتی ہے حالانکہ بقول حضرت مرزا صاحبؒ :—

"صاحب نبوّت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الّا لیطاع باذن اللہ یعنے ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔"

بس جہاں تک ختم نبوّت کا تعلق ہے، قادیانی جماعت اور عامۃ المسلمین کا عقیدہ ایک ہی ہے، قادیانی جماعت ایک نئے نبی کے آنے کی قائل ہے، جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی قرار دیتی ہے اور جماعت احرار اور ان کے ہم نوا ایک پرانے نبی کے آنے کے قائل ہیں اور اس کی نبوّت چھین کر اُمتی بنانا چاہتے ہیں، حضرت مرزا صاحبؒ دونوں کے مخالف اور حقیقی معنوں میں ختم نبوّت کے قائل ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں :—

"ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوّت کے حقیقی معنوں کی رُو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔" (سراج منیر ص۳)

"اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لٰکن رسول اللہ وخاتم النبیّین اور حدیث میں ہے لا نبی بعدی اور ........ اگر کوئی نبی نیا یا پرانا آوے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء رہیں۔" (ایام الصلح ص۴۷)

ایسا ہی آپ نے اور بھی متعدد جگہوں پر بار بار لکھا ہے کہ حضرت خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آسکتا ورنہ ختم نبوّت کی مہر ٹوٹ جائے گی، یہی اعتقاد جماعت احمدیہ لاہور کا ہے، اس لئے ختم نبوّت سے انکار یا حضرت خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کو ماننے والا اگر غیر مسلم قرار دیا جا سکتا ہے تو پاکستان کی اکثریت کو نعوذ باللہ غیر مسلم قرار دینا پڑے گا۔ اقلیت جو جماعت احمدیہ لاہور پر مشتمل ہے حقیقتاً مسلمان سمجھی جائے گی پس جماعت احرار اور دوسری جماعتوں کو چاہیئے کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے پہلے اس پر غور کر لیں کہ جس بناء پر وہ جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں وہ کہاں تک صحیح ہے اور وہ خود اس سے کہاں تک بری ہیں۔

جلسۂ احرار میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ احمدیوں کی "عام مسلمانوں کے ساتھ کوئی بھی قدر مشترک نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کا نام استعمال کرتے ہیں۔"

جی ہاں! احمدیوں کا نمازیں پڑھنا، روزے رکھنا، لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار عام مسلمانوں کے ساتھ قدر مشترک نہیں ہے، شاید اس لئے کہ احراری ٹولے کے نزدیک عامۃ المسلمین جن میں وہ خود بھی شامل ہیں، ان افعال و کردار سے محروم ہیں۔

احراریوں اور دیگر مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جماعت احمدیہ فی الحقیقت حضرت مرزا صاحبؒ کے ان عقائد کی پیرو ہے کہ :—

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کے کلام یعنے قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم النبیّین ہیں، اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلعم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترک فرائض یا اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاءؑ اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں، اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے مقرر کردہ فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں، غرض وہ تمام امور جو اہلِ سنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔"

یہ ہے حضرت مرزا صاحبؒ اور جماعت احمدیہ کا مذہب، جس کو صرف اسلام اور مسلمانوں کا نام استعمال کرنا کہا جاتا ہے، اگر یہ اعتقادات تمام مسلمانوں کے ساتھ قدر مشترک کی حیثیت نہیں رکھتے، تو معلوم ہوتا ہے احرار کے نزدیک تمام مسلمانوں کا مذہب اور دین کوئی اور ہوگا جس کو ہم نہیں جانتے۔

## معتمدین کے اجلاس کی تاریخ میں توسیع

مجلس معتمدین کے انتخاب کے لئے ممبران کی فہرستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ ۲۰ فروری ۱۹۷۰ء رکھی گئی تھی مگر بعض جماعتوں نے تاریخ بڑھانے کی التدعا کی ہے۔ اس لئے اب آخری تاریخ ۲۰ مارچ ۱۹۷۰ء مقرر کی جاتی ہے۔ آپ بمہربانی وقت پر فہرستیں بھیج دیں۔ مشکور رہوں گا۔

احقر فضل حق۔ ناظم شعبہ تنظیم جماعت

## ملک الٰہی بخش صاحب کی اشاعت کُتب کے لئے استمداد

ملک الٰہی بخش صاحب نے راولپنڈی سے لکھا ہے کہ انہوں نے دو کتب "مجدّد الف ثانی اور نبوّت مرزا صاحب قادیانی" اور "کرسچیانٹی اور اسلام" شائع کی ہیں۔ جن پر مبلغ ۷۰۰ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس میں سے -/440 روپے کا انتظام کر کے چھاپہ خانہ والوں کو رقم ادا کر دی ہے۔ بقایا -/260 روپے واجب الادا ہیں۔ اس کے لئے احباب سے اپیل کی جاتی ہے کہ مالی تعاون فرما کر عنداللہ ماجور رہوں۔

پہلے کئی ایک احباب نے ملک صاحب کی امداد ان کتب کی طبع و اشاعت پر کی ہے۔

اللہ بخش۔ آنریری سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(ماخوذ از ہفت روزہ لیل و نہار ۲۲ فروری ۱۹۷۰ء)

# صالح تعلیمات کے دو رُخ

## مولانا مودودی کی کتاب کا ہندوستانی اور پاکستانی ایڈیشن

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی نے ۱۹۳۹ء اور ۱۹۴۰ء کے دوران میں کچھ مضامین ترجمان القرآن میں لکھے تھے اور ان کو بعد میں کتابی صورت میں بھی شائع کر دیا تھا۔ کتاب کا نام تھا "مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش"۔ اس کے تین حصے تھے۔ پہلا اور دوسرا حصہ تو بازار میں ملتا ہے لیکن تیسرا حصہ بہت دنوں سے نایاب ہے حالانکہ ۱۹۵۵ء کے ایڈیشن کے دیباچے میں مودودی صاحب نے تیسرے حصے کو جماعت کا سنگ بنیاد قرار دیا تھا۔ فرماتے ہیں:-

"خصوصیت کے ساتھ یہ کتاب اس لئے بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ یہی دراصل جماعت اسلامی کا سنگِ بنیاد ہے جو اصحاب جماعت اسلامی کو اچھی طرح سمجھنا چاہتے ہیں ان کو میں مشورہ دوں گا کہ پہلے اس کتاب کو پڑھیں۔" (ص ۶۔۵)

مگر جماعت اب سمجھنے سمجھانے کی منزل سے بہت آگے نکل گئی ہے چنانچہ کتاب کے پہلے دونوں حصے تو "تحریک آزادی ہند اور مسلمان" کے نام سے بار بار چھپتے ہیں لیکن "سنگِ بنیاد" نہ جانے کیوں منظرِ عام پر نہیں آتا۔ بہرحال ہم نے مولانا کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے جماعت اسلامی کے مطالعہ کا آغاز تیسرے حصے ہی سے کیا ہے۔

اس کتاب کے ساتویں ایڈیشن مطبوعہ لاہور ۱۹۵۵ء کے دیباچے میں مولانا نے فرمایا ہے کہ اس کو بغیر کسی ردّ و بدل کے جوں کا توں شائع کیا جا رہا ہے (صفحہ ۵) یوں تو مولانا کے اس دعوے پر شک کرنے کی بظاہر کوئی وجہ نہ تھی۔ لیکن ہم نے احتیاطاً ۱۹۵۵ء کے ایڈیشن کا مقابلہ جب اس ایڈیشن سے کیا جو پاکستان بننے سے بہت پہلے پٹھان کوٹ سے شائع ہوا تھا تو ہمیں یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ مولانا کا یہ دعوےٰ کہ "کتاب کو بغیر کسی ردّ و بدل کے جوں کا توں شائع کیا جا رہا ہے۔" درست نہیں ہے۔

مسلم لیگ کے طرزِ عمل پر اعتراض کرتے ہوئے مولانا مودودی نے حصہ سوم کے پٹھان کوٹی ایڈیشن میں لکھا تھا:-

"مجھے اس سے بھی کوئی بحث نہیں کہ سیاسی حیثیت سے مسلم لیگ کی یہ پالیسی کہ مسلمان نام کی اس قوم کے لئے جو ہندوستان میں بستی ہے مفید ہوگی یا مضر۔ میرے لئے جو سوال اہمیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ جو قوم اس وقت مسلمان کے نام سے پکارے جانے کے باعث دنیا میں اسلام کی نمائندہ سمجھی جاتی ہے اس کی سب سے بڑی مجلس نے دنیا کے سامنے اسلام کو کس رنگ میں پیش کیا ہے۔ اس نقطۂ نظر سے جب میں مسلم لیگ کے ریزولیوشن کو دیکھتا ہوں تو میری روح بے اختیار ماتم کرنے لگتی ہے۔ ان لوگوں کو ایک اور نادر موقع ملا تھا کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے دنیا کی ساری قوموں پر اپنے اخلاقی مرتبہ کی برتری کا سکہ جما دیتے۔ ان کو ایک بیش قیمت موقع ملا تھا اس حقیقت کے اظہار کا کہ ہم ایک اخلاقی اصول کے پیروکار ہیں اور وہ اخلاقی اصول حق اور عدل کی پاک ترین روح کا حامل ہے اور دنیا میں صرف ہماری جماعت ہی وہ ایک جماعت ہے جو شخصی نفع یا قومی نفع و نقصان کے تصوّرات سے بالا ہو کر مجرد اخلاق کی بنیاد پر کام کرتی ہے۔ اگر لیگ کے رہنماؤں میں اسلامی حِس کا شائبہ تک موجود ہوتا تو وہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیتے اور اس کا جو گہرا اخلاقی اثر مرتب ہوتا اس کی قدر و قیمت کے مقابلے میں کوئی نقصان جو ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے کی وجہ سے حاصل ہونے کی توقع ہے قطعاً کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ مگر افسوس کہ لیگ کے قائدِ اعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرزِ فکر رکھتا ہو اور معاملات کو اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھتا ہو۔" (ص ۳۷-۳۶)

اس ہندوستانی ایڈیشن کے نسخے صالحین نے اخلاقی اصول کے تحت مدّت ہوئی ضائع کر دیئے۔ مگر جماعت کی بدقسمتی سے بعض غیر صالح لوگوں کے پاس یہ ایڈیشن اب بھی موجود ہے۔ چنانچہ ہم متذکرہ صفحے کا فوٹو شائع کر رہے ہیں (نوٹ: اصل پرچہ لیل و نہار میں اس صفحہ کا فوٹو درج ہے تاکہ اصل متن میں ردّ و بدل کرنے کا الزام عائد نہ ہو اور نہ کوئی یہ کہہ سکے کہ فقروں کو سیاق و سباق سے الگ کر دیا گیا ہے۔ یہ فوٹو پیغام صلح میں دینے کی ضرورت)

اب ذرا خط کشیدہ عبارت کا مقابلہ کتاب کے لاہوری ایڈیشن کی عبارت سے کیجئے تو پتہ چلتا ہے کہ مودودی صاحب نے جو مسلم لیگ کو مجرّد اخلاق کا سبق پڑھاتے تھے اور ردّ و بدل نہ کرنے کا دعوےٰ فرماتے تھے۔ لاہوری ایڈیشن سے "قائدِ اعظم" کا لفظ چپکے سے نکال دیا اور اس کی جگہ "لیگ کے بڑے لیڈروں" کی ترکیب استعمال کی۔ ملاحظہ ہو "مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش" حصہ سوم مطبوعہ اچھرہ لاہور ۱۹۵۵ء

"مگر افسوس کہ لیگ کے بڑے لیڈروں سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرزِ فکر رکھتا ہو۔" (ص ۵۲)

ہم مولانا مودودی سے پوچھتے ہیں کہ:

- آپ نے اس کتاب میں تحریف کیوں کی اور قائدِ اعظم کا نام کیوں نکالا۔
- آپ نے ۱۹۵۵ء کے دیباچے میں یہ غلط دعوےٰ کیوں کیا کہ کتاب کو "بغیر کسی ردّ و بدل" کے جوں کا توں شائع کیا جا رہا ہے۔
- قائدِ اعظم اگر ۱۹۴۱ء میں (جب تحریک پاکستان عروج پر تھی) اسلامی ذہنیت، اسلامی طرزِ فکر اور اسلامی نقطۂ نظر سے عاری تھے تو پاکستان بننے کے بعد ان میں یہ محاسن کیسے پیدا ہو گئے کیا آپ کی صحبت کے اثر سے؟
- کیا آپ نے یہ تحریف اور دروغ گوئی ان ہزاروں سے ۹۹۹ مسلمانوں کے ڈر سے کی تھی جن کو آپ مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔
- اگر کوئی غیر صالح مسلمان اس قسم کی حرکت کرے تو آپ اس کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے۔

جہاں تک تحریک پاکستان کا تعلق ہے مودودی صاحب نے خود اعتراف کیا ہے کہ میری جماعت اس تحریک میں شریک نہیں ہوئی لیکن بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے جماعت اسلامی بنائی ہی تھی اس غرض سے کہ مسلمانوں کو تحریک پاکستان سے الگ رکھا جائے۔ چنانچہ ان کی تحریریں گواہ ہیں کہ وہ پاکستان بننے تک برابر اس کی شدّت سے مخالفت کرتے رہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل عبارتیں اس بات کا دستاویزی ثبوت بہم پہنچاتی ہیں:-

"جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلم ہندو اکثریت کے تسلّط سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومت الٰہی قائم ہو جائے گی۔ ان کا گمان غلط ہے۔ دراصل اس کے نتیجے میں جو کچھ حاصل ہوگا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی۔ اس کا نام حکومت الٰہی رکھنا اس پاک نام کی توہین ہے۔"

(سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۱۳۲)

پھر پاکستان کو ناپاکستان قرار دیتے ہوئے بکتے ہیں:

"اب اس "پاکستان" میں نظام حکومت کی اساس خدا کی حاکمیت پر رکھی جائے گی یا مغربی نظریۂ جمہوریت کے مطابق عوام کی حاکمیت پر؟ اگر پہلی صورت ہے تو یقیناً پاکستان ہوگا ورنہ بصورت دیگر یہ ویسا ہی "ناپاکستان" ہوگا جیسا کہ ملک کا وہ حصہ ہوگا جہاں آپ کی اسکیم کے مطابق غیر مسلم حکومت کریں گے۔ بلکہ خدا کی نگاہ میں یہ اس سے زیادہ ناپاک اس سے زیادہ مبغوض و ملعون ہوگا۔ کیونکہ یہاں اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے وہ کام کریں گے جو غیر مسلم کرتے ہیں۔ اگر میں اس بات پر خوش ہوں کہ یہاں رام داس کی بجائے عبداللہ خدائی کے منصب پر بیٹھ گیا تو یہ اسلام نہیں بلکہ نرا نیشنلزم ہے اور یہ مسلم نیشنلزم بھی خدا کی شریعت میں اتنا ہی ملعون ہے جتنا ہندوستانی نیشنلزم۔" (سیاسی کشمکش حصہ سوم)

۱۷-۱۸ اپریل ۱۹۴۷ء کو ٹونک میں جماعت اسلامی کے ایک اہم جلسہ میں مسلم لیگ اور پاکستان کے بارے میں سوالات کا جواب دیتے ہوئے مولوی مودودی صاحب نے فرمایا:-

"..... مگر مسلمانوں نے اس کی طرف سے جانتے بوجھتے آنکھیں بند کیں اور اس دوہری حماقت کا ارتکاب کیا کہ ایک طرف تو نظامِ حکومت کے لئے مغرب کے انہی جمہوری اصولوں پر راضی ہو گئے اور دوسری طرف خود اپنی طرف سے تقسیم ملک کا یہ اصول پیش کیا کہ جہاں ہم اکثریت میں ہیں وہاں ہم حاکم اور جہاں تم اکثریت میں ہو وہاں تم حاکم اور ہم محکوم ہوں۔ کئی سال کی تلخ اور خونریز کشمکش کے بعد اب یہ مرکب حماقت کامیابی کے مرحلے میں پہنچ گئی ہے اور جس چیز کے لئے حقیقت کے مسلمان خود لڑ رہے تھے وہ حاصل ہوا چاہتی ہے یعنی اکثریت کی آزاد و خود مختار حکومت جس میں وہ بحیثیت ایک قوم کے محکوم ہوں گے اور محکوم بھی اس اکثریت کے جس سے وہ قومی جنگ لڑ رہے ہیں۔"

(روداد جماعت اسلامی حصہ پنجم اجتماع مدراس ص ۱۱۵)

# رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی کامیابی

## انسانوں کے اخلاق و اعمال تبدیل کر دیئے

## وہ اخلاقِ فاضلہ جو مسلمانوں کی کامیابی کا موجب ہوئے

## انسانی تخلیق میں اللہ تعالےٰ کی برکات کا نمونہ

**خطبہ جمعہ**
مورخہ ۶ مارچ ۱۹۷۰ء
فرمودہ
حضرت امیر قوم مولٰینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام
جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

قد افلح المؤمنون - الذین ھم فی صلاتھم خٰشعون - والذین ھم عن اللغو معرضون
والذین ھم للزکوٰۃ فٰعلون - والذین ھم لفروجھم حٰفظون ــــــــــ وعلیھا
وعلی الفلک تحملون ــــــــــ (سورۃ المؤمنون ۲۳ ، ۱ تا ۲۲) -

### رسول کریم صلعم کی سب سے بڑی کامیابی

اس رکوع میں مسلمانوں کے لئے بڑے قیمتی سبق بیان کئے گئے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتوحات کے علاوہ جو بہت بڑا کام کیا ہے۔ وہ ہے۔ انسانوں کے قلوب کے اندر انقلاب پیدا کرنا سلطنتیں تو بن جاتی ہیں۔ اور لوگ سلطنتیں اور حکومتیں بنا بھی لیا کرتے ہیں۔ لیکن انسانوں کے اخلاق و اعمال میں تبدیلی پیدا کرنا یہ خدا کے بندوں کے سوا کسی سے ممکن نہیں ان آیات میں آنحضرت صلعم کی ایسی ہی کامیابی کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا قد افلح المؤمنون۔ یعنی قوم جو آپ نے پیدا کی وہ کامیاب ہو گئی۔ کیا خوشخبری کا جملہ ہے۔ فرمایا کہ یہ قوم کامیاب ہو گئی یہ نہیں فرمایا کہ کامیاب ہو جائیں گے، بلکہ امرِ واقعہ کا ذکر ہے کہ کامیاب ہو چکے ہیں اس لئے کہ قوم نے آنحضرت صلعم کی صحبت سے فیض یاب ہو کر انہوں نے قیمتی صفات اپنے اندر پیدا کر لی تھیں اور وہ اخلاقِ فاضلہ کے مالک ہو گئے تھے یقیناً یہ سب کامیابیوں سے بڑھ کر کامیابی ہے

### اخلاق فاضلہ جو مسلمانوں کی کامیابی کا موجب ہوئے۔ (۱) نماز

ان میں سے چند اخلاق و صفات کا یہاں ذکر ہے۔ فرمایا الذین ھم فی صلوٰتھم خٰشعون۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کی نمازیں خشیت ہوتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک عظیم الشان بادشاہ کے آگے کھڑے ہیں۔ ان کے دلوں پر اللہ تعالےٰ کی عظمت اور احسانات کا تسلط ہے جس کی وجہ سے ان کی آنکھ اوپر نہیں اٹھتی وہ ادب سے کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ کی قدرت اور بڑائی کا خیال کر کے جھک جاتے ہیں پھر اپنی پیشانی اس کے آگے زمین پر رکھ دیتے ہیں۔ یہ بنیادی وصف ہے جس کی تربیت حضور صلعم نے فرمائی ان کو اطاعت اور عجز و نیاز کے مجسمے بنا دیا۔

### (۲) لغویات سے اعراض اور (۳) زکوٰۃ کی پابندی۔

پھر ان کی ایک اور صفت بیان فرمائی اور فرمایا والذین ھم عن اللغو معرضون لغویات سے وہ کنارہ کش رہتے ہیں۔ پھر فرمایا والذین ھم للزکوٰۃ فٰعلون۔ ایک طرف تو اللہ تعالےٰ کی عظمت و شان ان کے دلوں پر مسلط ہوتی ہے اور وہ اس کے احکامات کی تعمیل و تکمیل کرتے ہیں اور دوسری طرف مخلوقِ الٰہی کے حقوق و فرائض کو بھی مدِ نظر رکھتے ہیں اور اپنے اموال میں سے زکوٰۃ دیتے ہیں۔ زکوٰۃ کا ترجمہ امام رازیؒ نے یہ بھی کیا ہے کہ اپنے تمام معاملات میں طہارت و پاکیزگی کو قائم رکھتے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا وتطھرھم وتزکیھم رسول کریم صلعم ان کو پاک و مزکّٰی بناتے ہیں۔

### (۴) فروج کی حفاظت یا عفت کی زندگی۔

آگے فرمایا والذین ھم لفروجھم حٰفظون۔ الا علیٰ ازواجھم او ما ملکت ایمانھم۔ وہ عفت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور جو موریاں ان کے بدن میں ہیں ان کے ذریعہ سے روح کو برباد نہیں کرتے۔ کان کے ذریعہ سے بعض وقت انسان کو بہت بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ آج اس موری کو تباہ کرنیوالی بہت سی چیزیں بن گئی ہیں۔ آنکھ بھی ایک رہا ہے۔ آج کل کے نقطار سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے تباہ کن ہیں۔ ان سے بچنا مؤمن کا فرض ہے فمن ابتغٰی وراء ذالک فاولٰئک ھم العٰدون۔ یہ چیزیں جو ہم نے بیان کی ہیں وہ ان کی حدود سے تجاوز نہیں کرتے۔

### قوم میں اجتماعی یک رنگی کی ضرورت

یہ تمام صفات حضور اکرم صلعم کی قوم کے اندر ظاہر ہوئیں اسی لئے فرمایا قد افلح المؤمنون اس میں مؤمنوں کے لئے یہ سبق ہے کہ جب تک تم اجتماعی طور پر ایک رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتے اس وقت تک کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ ایک کنبہ کے لوگ جب تک متحد نہ ہو جائیں اس وقت تک ان کی ساکھ اور غیرت قائم نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر قوم اور جماعت اور ملک میں ہم رنگی نہ ہو تو کسی قسم کی کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔ اس لئے یہاں جمع کا صیغہ رکھا ہے کہ جماعت تمام کی تمام اس رنگ میں رنگین ہو جائے۔

### صحابہ کرامؓ کی معرفت

ازاں بعد فرمایا ان بزرگ صحابہ کرامؓ کو یہ صفاتِ محمودہ اور یہ اخلاق فاضلہ جس وجہ سے نصیب ہوئیں وہ ان کی معرفت ہے خود ان کے وجود کی تخلیق میں خدا تعالےٰ کی عظیم قدرت اور احسان نظر آتے ہیں اس لئے ان کی معرفت کا یوں ذکر کیا ہے ولقد خلقنا الانسان من سلٰلۃ من طین۔

### انسان کی تخلیق مٹی سے

وہ انسان جو پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر سکتا ہے۔ سمندروں کو چیر سکتا ہے۔ فضاؤں پر اڑتا ہے قوموں پر حکومت کرتا۔ اس انسان کو ہم نے مٹی سے پیدا کر رکھا ہے۔ لیکن مٹی کے اندر درد نہیں جذبات احساسات اور ادراک و تفہیم نہیں جبکہ انسان کے اندر یہ سب قوتیں موجود ہیں، وہ مٹی سے پیدا ہوتا ہے۔ پھر ماں کے پیٹ سے جلد جلد اور طرح طرح کی تبدیلیوں کے بعد دنیا میں آتا ہے۔ تمام انسان اسی طرح مٹی سے پیدا ہوتے ہیں۔ مٹی سبزیاں ترکاریاں اور پھل پھول اور غلہ جات اگاتی ہے، یہ سبزیاں اور غلہ جات حیوانات کھا جاتے ہیں۔ انسان مرغیاں، انڈا اور دودھ، گوشت اور سبزیاں اور پھل پھول کھا جاتا ہے جس سے انسان کے اندر خون پیدا ہوتا ہے اور اس سے اولاد ہوتی ہے تو فرمایا ہم نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا ہے

### انسان میں مٹی سے مختلف صفات اور اللہ تعالےٰ کا سرچشمہ برکات ہونا

مگر انسان کی تخلیق مٹی سے کس قدر مختلف ہے فرمایا ثم انشانٰہ خلقا اٰخر یعنی انسان اور مٹی دونوں مختلف ہیں مٹی میں احساس نہیں۔ انسان میں احساس ہے مٹی میں فہم و عقل نہیں۔ انسان کو یہ حاصل ہیں مٹی میں جذبات نہیں یہ انسان کو میسر ہیں، غرض مٹی سے انسان بنانا خدا تعالےٰ کی قدرت اور علم محیط پر دلالت کرتا ہے اسی لئے فرمایا فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ اپنی تخلیق کو دیکھئے تو پتہ چلے گا کہ ذات الٰہی سرچشمۂ برکات ہے۔ اس کی برکات کا ایک نمونہ انسان خود ہے، انسان کا وجود خود اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالےٰ قدرت کاملہ علم و حکمت اور برکات و احسانات کا مالک ہے

### قیامِ زندگی کے لئے سر و سامان

مزید برآں فرمایا انزلنا من السماء ماءً۔ تخلیق کے بعد انسان کی زندگی کے قیام کے لئے سر و سامان مہیا فرمایا۔ جسم و جان کو قائم رکھنے کے لئے ہم نے آسمان سے پانی اتارا ہے

اس کی وجہ سے غلّہ جات، پھل پھول اور طرح طرح کی خوراک پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا فانشانا لکم بہ جنت من نخیل واعناب لکم فیہا فواکہ کثیرۃ ومنہا تاکلون۔ ہم نے تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغ اُگائے اور دوسرے بیشمار میوہ جات ان میں پیدا کئے جن کو تم کھاتے ہو۔ تمہیں یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جسم کے قیام و بقا کے لئے اکل و شرب کی بے شمار چیزیں پیدا کی ہیں وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہا ولکم فیہا منافع کثیرۃ ومنہا تاکلون۔ تمہارے لئے چار پاؤں میں بھی عبرت ہے، ہم تمہیں اس میں سے جو ان کے پیٹوں میں ہے پلاتے ہیں۔ ان میں تمہارے لئے بہت سے فائدے ہیں اور ان سے تم کھاتے ہو۔ چارے کو گائے بھینس کھاتی ہے اور پھر ان مشین سے دُودھ نکل آتا ہے، جو رنگ، خوشبو اور ذائقے میں عمدہ اور نفیس ہے۔ یہ مشین تمہارے سامنے قدرت الٰہیہ کا نشان ہے، ان حیوانات کے بغیر تمہاری زندگی قائم نہیں رہ سکتی، اگر سورج کے بغیر تمہاری زندگی قائم نہیں رہ سکتی تو حیوانات کے بغیر بھی تمہاری زندگی قائم نہیں رہ سکتی۔ دُودھ تمہاری ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہے اگر انسان کا پیدا کرنا مشکل ہے تو اس کے لئے کھانے پینے کے سامان پیدا کرنا اس سے بھی مشکل امر ہے، تاہم یہ فرمایا کہ ہم نے تمہارے لئے سامان پیدا کئے ہیں جن میں انسانوں کے لئے ایک قیمتی سبق ہے۔ وہ یہ کہ جہاں دُودھ جسم کے لئے غذا ہے وہاں چارے سے دودھ جیسی قیمتی غذا کا پیدا کرنا رُوح کے لئے معرفت کا سبق ہے۔

## رُوح افزا فلسفۂ زندگی

اور فرمایا ولقد ارسلنا نوحًا الیٰ قومہٖ فقال یٰقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہٍ غیرہٗ۔ افلا تتقون۔ اللہ تعالےٰ نے تمہاری رُوح کی تربیت کے لئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ یہ وہ رُوح افزا فلسفہ جو حضور اکرم صلعم نے سکھایا ہے ایسا فلسفہ کوئی اور انسان نہ سکھا سکا اور نہ ہی کوئی دوسرا ایسی تعلیمات کی برکت سے ساری قوم کو ایک رنگ میں رنگین کر سکا۔

## رسولِ کریمؐ نے بلند پایہ قوم تیار کی۔

حضرت موسےٰؑ نے ایک قوم تیار کی، اور انہوں نے اس قوم کو ایک خوشخبری دی کہ اللہ تعالےٰ نے یہ زمین تمہیں دی ہے اٹھو اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کرو، قوم نے کہا کہ ہمیں آپؑ مروانا چاہتے ہیں آپ خود جائیں اور آپ کا خدا جس نے آپ سے وعدہ کیا ہے فاذھب انت وربک فقاتلا۔ دونوں لڑیں اور ملک کو فتح کریں پھر ہم بھی ایسے نہیں ہیں کہ ملک فتح ہو جانے کے بعد پیچھے رہ جائیں۔

اسی طرح حضرت عیسٰیؑ نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا۔ ساتھیو اٹھو جاگو میری جان نکل رہی ہے لیکن ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ گرفتار کروایا اور لعنت بھیجی۔ اس کے مقابلہ میں حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ جہاد میں زندگی ہے اور قوم جہاد کے لئے ہمہ تن تیار ہو گئی۔ نہ صرف قوم ہی کو آگے کیا بلکہ جہاد میں خود پیش پیش رہے، زخمی ہوئے بے ہوش ہو کر گر گئے۔ صاف ظاہر ہے کہ حضورؐ نے قیمتی تعلیمات سے اور اپنے عملی نمونے سے ایک بلند پایہ قوم تیار کی تھی۔ جب تک کسی قوم میں کردار پیدا نہ ہو اس وقت تک وہ کوئی فضیلت نہیں حاصل کر سکتی۔

## حضرت مرزا صاحبؑ کا پیدا کردہ انقلاب

ہمارے زمانہ میں حضرت مرزا صاحبؑ دینِ اسلام کو تازہ کرنے کے لئے آئے۔ آپؑ نے آنحضرت صلعم کے نقشِ قدم پر چل کر قوم تیار کی جنہوں نے قادیان میں اسلامی فضا پیدا کر دی آپ نے قوم کے اندر انقلاب پیدا کر دیا، انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کیا اور اسلام کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے فی الواقعہ دین کو دنیا پر مقدم کر کے دکھلایا۔

## اپنی زندگیاں احکامِ الٰہی کے مطابق بنائیں۔

یہ آیات جن کی تلاوت کی جاتی ہے ان پر عمل کرنا چاہیئے یہ کتاب عمل کرنے کے لئے ہے محض سننے سنانے کے لئے نہیں، آپ ارادہ کر لیں کہ ہم نے قرآنی کردار کے مالک بننا ہے۔ جو شخص قرآنی کردار کا مالک ہوتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے قد افلح المؤمنون۔ یہ دنیا جہان کے بادشاہ کی طرف سے اعلان اور خوشخبری ہے۔ اس میں کبھی کوئی غلطی پیدا نہیں ہو سکتی ہمیں چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے اس اعلان سے فائدہ اُٹھائیں اور اپنی زندگیاں انہی احکامات کے تحت گذاریں ؎

---

# مقامی سالانہ جلسوں کا انعقاد
## جملہ جماعتیں تاریخیں مقرر کر کے جلد اطلاع دیں

گذشتہ تین چار سال سے مقامی جماعتوں نے اپنے اپنے علاقہ جات میں جلسے منعقد کرانے کا انتظام کیا ہے، جس سے بہت خوشگوار اثر پیدا ہوا ہے۔ اجتماعات کے ذریعہ ہم مقصد اصحاب کے مابین بہترین تعلقات استوار اور قائم ہوتے ہیں اور جماعتی استحکام و ترقی کے مواقع میسر آتے ہیں۔ انہی اغراض کے ماتحت خود حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے تمام جماعت احمدیہ کے لئے ایک سالانہ اجتماع کی داغ بیل ڈالی تھی۔

اپریل اور مئی دو ماہ مقامی جلسوں کے لئے نہایت موزوں ہوتے ہیں اس لئے احباب کو چاہیئے کہ وہ اپنی اپنی جگہ ایسے اجتماعات کے انعقاد کے لئے تحریک شروع کر دیں۔ جلسہ کی معینہ تاریخ سے کم و بیش ایک ماہ قبل علاقہ کے احباب میں تحریک کرنا چاہیئے تاکہ خاطر خواہ طریقہ سے تمام احباب بخوبی مطلع ہو جائیں۔ جلسہ کے انعقاد کی بھی تیاری کے لئے مناسب وقت ضروری ہے۔ مرکز سے جن احباب نے شمولیت اختیار کرنا ہو انہیں بھی یہ ضرورت ہے کہ مختلف جماعتوں کے اوقات ایک ماہ قبل مقرر ہو کر معلوم ہو جائیں۔ ان اغراض کے لئے دفتر سے بعض ضروری ہدایات بھی احباب کرام کی خدمت میں بھیجی جا رہی ہیں ان کو مدِنظر رکھا جائے تاکہ جلسوں کے انعقاد کی جو غرض ہے وہ کماحقہٗ پوری ہو اور ان اقدامات کے لئے جو وقت اور روپیہ احباب خرچ کرتے ہیں اس سے احسن طور پر کامل فائدہ اٹھایا جائے۔

اس بارہ میں پورب ضلع سیالکوٹ نے جہاں ہمارے مکرم دوست مرزا مسعود بیگ صاحب کی فارم ہے پہل کی ہے چنانچہ اس مقام کے جلسہ کی رپورٹ احباب نے گذشتہ ایشو میں پڑھ لی ہے۔

جملہ جماعتوں کے صدر و سیکرٹری صاحبان اور مقامی مبلغ حضرات از راہ کرم اپنے احباب جماعت سے اس بارہ میں مشورہ کر کے تاریخوں سے جلد مطلع فرماویں۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری

---

# میرا دورۂ پشاور و راولپنڈی

گذشتہ ماہ میں تنظیم جماعت کے سلسلہ میں پشاور گیا۔ جہاں ۲۰ر فروری سنہ ۱۹۷۰ء کو جمعہ کی نماز پشاور میں دوستوں کے ساتھ پڑھی۔ نماز جمعہ کے بعد مقامی جماعت کا اجلاس ہوا جس میں تنظیم جماعت پر زور دیا گیا۔ ۲۱ر فروری کو کرنل سعید احمد صاحب، شیخ محمد شریف صاحب و محترم محمد الرحمٰن صاحب کی معیت میں عصر کے وقت سفید ڈھیری گیا۔ جماعت کے تمام دوست محترم عبدالباری صاحب ایڈووکیٹ کے مکان پر جمع ہو گئے۔ مغرب کی نماز مسجد احمدیہ میں پڑھی مسجد کی حالت اچھی نہیں ہے۔ اور نہ ہی جماعت منظم ہے۔ محترم عبدالباری صاحب نے وعدہ کیا کہ مسجد کی مناسب مرمّت کرا دی جائے گی۔ محترم عبدالجلیل صاحب نے وعدہ کیا کہ وہ ہر روز باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم دیا کریں گے۔ دوستوں نے وعدہ کیا کہ حتی الوسع نمازیں با جماعت مسجد میں ادا کیا کریں گے اور دیرینہ روایات کے مطابق جلسہ سالانہ کے منعقد کرنے کا بھی اہتمام کریں گے۔

۲۲ر فروری کو شیخ محمدی۔ کوگہ و بازید خیل میں دوستوں سے ملا۔ کرنل سعید احمد صاحب، شیخ صاحب اور محمد الرحمٰن صاحب ساتھ تھے۔ محترم عبداللطیف صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر نے جماعت کو اچھا منظم کیا ہے۔ ہر روز درس قرآن کریم دیتے ہیں۔ بچوں کو قرآن پڑھاتے ہیں، نمازوں میں امامت کراتے ہیں۔ نماز مغرب، عشاء و فجر میں اچھی خاصی رونق ہوتی ہے۔ وہ مفصلات کا بھی دورہ کرتے ہیں۔ ان سے استدعا کی گئی کہ وہ کوگہ و بازید خیل کی طرف خاص توجہ دیں۔ کوگہ میں صوبیدار میجر عبدالحکیم صاحب بڑے مخلص آدمی ہیں بازید خیل میں محترم فضل علی کو بچوں کو تعلیم قرآن کریم دینے کے لئے مقرر کیا۔

پشاور کے مضافات کا یہ دورہ کرنل سعید احمد صاحب کی کار میں کیا گیا ان کا میں بہت مشکور ہوں۔ پشاور میں آجکل جمعہ کا خطبہ بھی وہی دیتے ہیں، شیخ محمد شریف صاحب و محترم محمد الرحمٰن صاحب کا بھی میں مشکور ہوں وہ بھی میرے دورہ میں ساتھ تھے۔ ۲۵ر فروری کو راولپنڈی پہنچا۔ ۲۶ر فروری کو مولانا بشیر احمد منٹو صاحب کے مکان پر چند دوست اکٹھے ہوئے نماز مغرب اکٹھے پڑھی اور تنظیمی امور پر گفتگو ہوئی، تین دن فرداً فرداً دوستوں سے بھی ملتا رہا۔ ۲۷ر فروری کو ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری بھی راولپنڈی تشریف لے آئے اور نماز جمعہ کے بعد دوستوں سے مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔

منٹو صاحب دوستوں کے گھر جا کر باری باری قرآن کریم کا درس دیتے ہیں ان کا یہ کام قابلِ تعریف ہے

(باقی کالم ۳ کے نیچے)

بقیہ از کالم ۳

۲۸ر فروری کو ہم واپس لاہور آ گئے۔

(چوہدری) فضل حق

مولانا شیخ عبدالرحمن مصری صاحب دامت برکاتہ

# حضرت مسیح موعودؑ کے الہام "ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہیں رہے گا" کی حقیقت اور اس کا ذریعہ ہدایت ہونا

## یہ الہام بھی اکیلا نہیں

معترض سائل صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہام: "ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہیں رہے گا" پر بھی روشنی ڈالنے کے لئے لکھا ہے واضح ہو کہ یہ الہام بھی اکیلا نہیں بلکہ ایک الہام اس سے قبل اور ایک الہام اس کے بعد اور یہ الہام ان دونوں الہاموں کے درمیان واقع ہوا ہے اور یہ تینوں الہامات ایک ہی تاریخ یعنی ۱۵ر فروری ۱۹۰۷ء کے ہیں۔ اس سے قبل کے الہام کے الفاظ یہ ہیں:۔

"من ذا الذی ھو اسعد منک"

اس کے بعد دوسرے الہام کے الفاظ یہ ہیں:۔

"ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہیں رہے گا"

اور اس کے بعد یعنی تیسرے الہام کے الفاظ یہ ہیں:۔

"ویل لکل ھمزۃ لمزۃ"

پہلے الہام میں حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق یہ بتلایا گیا ہے کہ اس زمانہ میں حضورؑ سے بڑھ کر کوئی سعید نہیں اس کے معنی یہ ہوئے کہ سعید لوگوں کے متعلق جن وعدوں کا ذکر قرآن شریف میں کیا گیا ہے اس الہام میں بتلایا گیا ہے کہ یہ سب وعدے حضورؑ کی ذات بابرکات میں پورے ہوں گے مثلاً ان کی دعاؤں کا سب سے زیادہ قبول ہونا ان کے ہاتھ پر خوارق کا ظہور ہر میدان مقابلہ میں خدائی معیت اور اس کی نصرت کا شامل حال ہونا ہر مشکل کشائی کے لئے الٰہی مدد کا نزول غرضیکہ ہر موقعہ پر تائید الٰہی کا ساتھ دینا اور ایسے بندہ کا مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہونا قرآنی معارف اور حقائق کا اس پر کثرت سے کھلنا دشمنوں کے مقابلہ میں ہمیشہ غالب رہنا اس کو گرانے کی تمام کوششوں کو ناکام بنا دینا اور بالآخر مرنے کے بعد ایسے بندہ کو جنت کی دائمی نعماء سے نوازا جانا چنانچہ مندرجہ بالا تمام وعدے حضورؑ کی ذات میں ایسی صفائی سے پورے ہوئے ہیں کہ جو شخص بھی تعصب کی عینک کو آنکھوں سے اتار کر ان پر غور کرے گا اسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان وعدوں کے پورا ہونے کا انکار ناممکن ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ حضورؑ کے مخالفین حضورؑ کے مقابلہ میں مذکورہ بالا تمام نعماء سے محروم رہے جس سے بالصراحت ثابت ہو گیا کہ الہام الٰہی میں جو حضورؑ کو اس زمانہ میں سب سے بڑھ کر سعید قرار دیا گیا ہے وہ بالکل درست قرار دیا گیا ہے اس سے بڑھ کر سعید ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ حضورؑ کی تمام عمر اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد قلمی میں گذری اور دین حق کو تمام ادیان باطلہ پر غالب ثابت کرنے کی سعی میں تمام عمر بسر کر دی اور اس سلسلہ کو جاری رکھنے کے لئے ایک باخدا جماعت تیار کر دی جو اس راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے ذرہ بھر بھی دریغ نہیں کرتے تھے اور جن کے دلوں میں خدمت اسلام کا وہ جوش اور ولولہ پیدا کر دیا جو قریباً مسلمانوں میں مر چکا تھا۔ یہ جوش اس قدر زوروں پر تھا کہ دوسرے مسلمانوں پر بھی اثر انداز ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ چنانچہ ان کی دیکھا دیکھی دوسرے مسلمانوں میں بھی اشاعت اسلام کے لئے تحریکوں نے جنم لیا اور یہ حضورؑ کا ایسا کارنامہ ہے جو اگر حضورؑ کے دعوے مسیحیت کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے کوئی اور ثبوت نہ بھی ہو تو اکیلا ہی ثبوت کافی ہے۔

تیسرے الہام یعنی "ویل لکل ھمزۃ لمزۃ" میں اسلام کے ان دشمنوں کا نقشہ پیش کیا گیا ہے جنہوں نے حق اور صداقت سے لوگوں کو دور رکھنے کے لئے انتہائی درجہ پر اسلام میں وساوس پیدا کرنے کی سعی پیہم سے کام لیا۔ ھمز کے ایک معنی وسوسہ اندازی کے بھی ہیں چنانچہ لغت میں لکھا ہے ھمز الشیطان الانسان ھمس فی قلبہ وسواسًا اب اس حقیقت کا کون انکار کر سکتا ہے کہ ایک طرف عیسائی مشنریوں نے مذہبی طور پر وسوسہ اندازی کے ذریعہ ایمان کے درخت کو جڑھوں سے ہلا دیا اور دوسری طرف یورپ کے فلاسفروں نے دہریت کی رَو چلا دی ادھر خود ہندوستان میں آریہ سماج جیسی تحریک اٹھی جس نے اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر کے اسلام کے خلاف وسوسہ اندازی کو کمال تک پہنچا دیا اور ادھر برہمو سماجی تحریک نے الہام اور وحی کو بے حقیقت شئے ثابت کرنے میں اپنا پورا زور صرف کر دیا۔ غرضیکہ وسوسہ اندازی کے مختلف طرق اختیار کر کے مسلمانوں کے ایمان کو سخت کمزور کر دیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں مسلمان اسلام سے بیزار ہو کر اسے چھوڑ کر باقاعدہ مرتد ہو گئے اور ہزاروں کے دلوں سے طائر ایمان پرواز کر گیا گو بظاہر وہ مسلمانوں کی سوسائٹی کے فرد بنے رہے۔

دوسرے معنی ھمز کے کسی حقیقت کو دبا دینے کے ہیں چنانچہ اسلام کی سربلندی کے لئے جس مامور کو خدا نے بھیجا اس فرض کی ادائیگی کے لئے اس مامور نے جن مساعی سے کام لینا شروع کیا اس کے مخالفین نے ان کو دبانے اور اس کو ابھرنے سے روکنے کے لئے بھی اپنی مساعی کو کمال تک پہنچا دیا۔

تیسرے معنی اس لفظ کے کسر کے ہیں یعنی کسی سچائی کو پامال کرنے پر زور لگانا چنانچہ اگر ایک طرف اسلام کی شان و شوکت اور اس کی طاقت کو پامال کرنے کی کوشش کی گئی تو دوسری طرف اس کو دوبارہ حقیقی عروج پر لانے کی سعی کو بھی پامال کرنے کی کوشش میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی گئی۔

چوتھے معنے اس لفظ کے عیب چینی کے ہیں۔ چنانچہ خود اسلامی تعلیم اور اس کو از سر نو زندہ کرنے والے مامور الٰہی پر عیب چینی کا جو دروازہ کھولا گیا وہ کس سے مخفی ہے۔

پانچویں معنے کسی کو گرانے کی کوشش کرنا اس کے لئے شر پیدا کرنا اور طعن و تشنیع کا اس کو نشانہ بنانا چنانچہ اس زمانہ میں آنحضرت رسول کریم صلعم اور آنحضور صلعم کے غلام مسیح موعودؑ کو لوگوں کی نظروں میں گرانے اور ان کے لئے شر کا دروازہ کھولنے اور انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے میں جو وسیع پروپیگنڈا اس زمانہ میں کیا گیا اس کی نظیر کیا کہیں پائی جاتی ہے۔

## لمز کے معنی

اسی طرح لمز کے معنی میں بھی وسیع پیمانہ پر عیب چینی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ زیادہ تر اس میں مخفی طرق سے کام لے کر کسی کو بدنام کرنے کی سعی کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے جبکہ ھمز میں علانیہ طور پر بدنام کرنے کا ذکر ہے۔ عیسائی مشنریوں نے اسلام سے مسلمانوں کو دور کرنے کے لئے ان دونوں طریقوں سے کام لیا۔

ایسے لوگوں کو قرآن شریف میں بھی اور حضرت مسیح موعودؑ کے الہام میں بھی ویل سے ڈرایا گیا ہے اور ویل اپنے وسیع مفہوم کے لحاظ سے ہر قسم کے عذاب اور دکھ کو اپنے اندر لئے ہوا ہے اور جس کا آخری ٹھکانہ جہنم ہے جس طرح سعید لوگوں کا آخری ٹھکانہ جنت ہے جس کا ذکر صراحت سے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل دو آیتوں میں کیا گیا ہے چنانچہ سورہ ہود ع ۹ میں مذکور ہے:۔

"وکذالک اخذ ربک اذا اخذ القرٰی وھی ظالمۃ ان اخذہ الیم شدید ان فی ذالک لاٰیۃ لمن خاف عذاب الاٰخرۃ ذالک یوم مجموع لہ الناس وذالک یوم مشہود وما نؤخرہ الا لاجل معدود یوم یات لا تکلم نفس الا باذنہ فمنھم شقی وسعید فاما الذین شقوا ففی النار لھم فیھا زفیر وشھیق۔ خالدین فیھا مادامت السمٰوٰت والارض الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید واما الذین سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیھا مادامت السمٰوٰت والارض الا ما شاء ربک عطاءً غیر مجذوذ"۔

ان آیات میں شقی لوگوں کے لئے دنیا میں بھی اپنے مقصد میں ناکام رہنے کی پیشگوئی کی گئی ہے اور ساتھ ہی بتلایا گیا ہے کہ اپنی ناکامی کی وجہ سے اس دنیا میں بھی حسرت کی آگ میں جلتے رہیں گے اور آخرت میں بھی دوزخ کی آگ میں جلنا ان کے لئے مقدر ہے اور ان کے مقابلہ میں سعید لوگ ہمیشہ ہمیش کے لئے جنت میں رہیں گے اور یہ لطف اندوزی کبھی ان سے منقطع نہیں ہو گی۔

پھر سورۃ الھمزۃ میں ھمزۃ لمزۃ کے متعلق فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو مال جمع کرتے رہتے ہیں تا اسے اسلام یعنے حق و صداقت کو دنیا سے مٹانے کے لئے اس مال کو ذریعہ بنا سکیں یعنے اس سے کام لے سکیں عدد کے معنی گنتی کرنے کے بھی ہیں اور اس کو عُدّ بنانے کے بھی ہیں یعنے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ بنانے کے بھی ہیں۔ ایسے لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کا مال ان کا ایسا مددگار ثابت ہو گا جو ان کو یا ان کے اقتدار کو ہمیشہ قائم رکھے گا۔ لیکن اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہو گا بلکہ یہ انجام کار ضرور بالضرور حطمہ میں پھینکے جائیں گے

اور جانتے ہو حطمہ کیا چیز ہے۔ حطمہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے تیار کردہ آگ ہے جو ان کے دلوں میں جلائی جائے گی (دنیا میں ناکامی کے نتیجہ میں حسرت کی آگ اور آخرت میں جہنم کی آگ) اور وہ ان کے دلوں پر جھانکی لگاتی رہے گی یعنے ظاہر ہو کر ان کے لئے باعث تکلیف ہوگی یہ ان پر بند رکھی جائے گی یعنے ہر وقت ان کے لئے باعث تکلیف رہے گی نہ وہ آگ ان کو چھوڑ کر ان سے الگ ہوگی اور نہ یہ خود اس سے نکل سکیں گے یہ آگ بند رکھی جائے گی بلند عمارتوں میں یا ستونوں میں جو چاروں طرف پھیلائے ہوئے ہوں گے۔

## درمیانی الہام کی حقیقت

سعید لوگوں اور شقی لوگوں کی حالت کا نقشہ پیش کرنے کے ساتھ درمیان میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا "ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہیں رہے گا" ان الہامی الفاظ میں اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ مذکورہ بالا دونوں قسم کے انسانوں کے اعمال کے جزا اور سزا کا واضح اور نمایاں دن وہ دن ہے جو قیامت کے نام سے مشہور ہے گو دنیا میں بھی یہ دن آتے رہتے ہیں لیکن ان میں کچھ نہ کچھ خفا رہتا ہے ان کے متعلق شقی لوگوں کے لئے تاویل یا بالفاظ دیگر انکار کی تدریجی گنجائش رہتی ہے لیکن قیامت کے روز تو جزا و سزا بالکل نمایاں طور پر سامنے آجائیں گی اس لئے انکار ناممکن ہو جائے گا جنتی دوزخیوں کو کہیں گے کہ ہمارے ساتھ جو وعدے خدا نے کئے تھے وہ تو پورے ہو گئے کیا تمہارے متعلق کئے گئے وعدے بھی پورے ہوئے وہ بھی اپنے متعلق کئے ہوئے وعدوں کے پورا ہونے کا اقرار کریں گے۔ پس اس درمیانی الہام میں اسی قیامت کے دن کے آنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

## ایک دن ایک ہزار برس کے برابر

قرآن شریف سے یہ تو ثابت ہے کہ ایک دن خدا کے نزدیک ایک ہزار برس کے برابر ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا ان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون یعنی تمہاری گنتی کی رُو سے جو ہزار برس ہوتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایک یوم کے برابر ہوتا ہے پس الہام الٰہی میں جو ایک ہفتہ کا ذکر آیا ہے وہ ہماری گنتی کے لحاظ سے تو سات دن سمجھے جا سکتے ہیں لیکن الہامی زبان کے لحاظ سے خدا کے نزدیک سات ہزار برس ہوں گے اس لحاظ سے الہامی الفاظ کے معنی ہوں گے سات ہزار برس تک ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔

## دُنیا کی عمر

چنانچہ بعض احادیث میں دنیا کی عمر سات ہزار برس ہی بتلائی گئی ہے یعنی اس مُدت کے بعد دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی کس شکل میں لپیٹی جائے گی اس کے متعلق ہم یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے آیا کوئی عظیم الشان انقلاب اس موجودہ دَور پر آئے گا اور اس کے ذریعہ اس دَور کو ختم کر کے نیا دَور شروع کیا جائے گا یا بالکل موجودہ ساری دنیا کو ہی عدم میں لے جایا جائے گا اور پھر ازسرنو دوسری دنیا کو وجود میں لایا جائے گا یہ اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا طریق اختیار کرے گا۔

## قیامت کن پر آئے گی

یہ بھی احادیث میں آتا ہے کہ سات ہزار برس کے بعد جب یہ انقلاب موجودہ دنیا پر لایا جائیگا تو اس وقت نیک لوگ اُٹھا لئے جائیں گے اور صرف بدکار لوگ رہ جائیں گے جن کا اس قیامت خیز انقلاب کے ذریعہ خاتمہ کر دیا جائے گا۔ چنانچہ اسی حدیث کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہی حضورؑ کے الہام میں پہلے سعید لوگوں کا ذکر کیا جن کو اس دنیا سے اُٹھا کر جنت میں لے جایا جائے گا اور پھر قیامت کے لانے کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد ھمزة لمزة کے لئے ویل کا ذکر کر کے بتلا دیا کہ یہ قیامت ایسے ہی لوگوں پر وارد ہوگی جو حق کے دشمن اور سچائیوں کے انکار کی وجہ سے گندوں میں مبتلا ہوں گے اور ان کی ناپاک زندگیاں ان کو مستحق عذاب بنا رہی ہوں گی، پس جبکہ سعید لوگ پہلے ہی اُٹھا لئے جائیں گے اور بدکاروں کو اس طرح تباہی و بربادی کے گڑھے میں دھکیل دیا جائے گا تو حضورؑ کا الہام "ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہیں رہے گا" بالکل سچا ثابت ہو جائے گا۔

## ذریعہ ہدایت کس طرح

یہ الہام ذریعہ ہدایت اسی طرح بن سکتا ہے جس طرح قرآن کریم کی وہ آیات ذریعہ ہدایت بنی ہوئی ہیں جن میں قیامت کے روز دوزخ کے عذاب سے لوگوں کو ڈرایا گیا ہے اور اس وعید کے ذریعہ لوگوں کو اپنی زندگیاں سنوارنے اور الٰہی ہدایات کے مطابق بنانے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ پھر اسی طرح یہ الہام ذریعہ ہدایت بن سکتا ہے جس طرح سعید لوگوں کے نیک انجام کے ذکر سے ان کے ساتھ نعماء الٰہی سے لطف اندوز ہونے کے وعدہ کے ذکر سے لوگوں کو ان کے نمونہ پر زندگیوں کو ڈھالنے کی طرف رغبت دلائی گئی ہے اور یہ دو ہی ایسے طریق ہیں جو انسان کو اپنی اصلاح کی طرف متوجہ کر سکتے ہیں۔ سو حضورؑ کے اس الہام میں بھی ان دونوں طریقوں کو ہدایت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

## خواتین جماعت لاہور کا اجتماع

عید سے دوسرے روز بیگم میاں فضل احمد صاحب کے ہاں عید مِلن پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ مقامی جماعت کی احمدی خواتین نے بھاری اکثریت سے شرکت کی۔ اس اجتماع کا پہلا اور سب سے اہم مقصد یہ تھا کہ سب بہنیں ایک دوسرے سے متعارف ہو جائیں اور ان میں باہم محبّت اور یگانگت پیدا ہو۔ اس اجتماع کی دوسری اہم کڑی ایک ایسی کمیٹی کی تشکیل تھی جو خواتین کی فلاح و بہبود اور بہتری کے لئے سرگرداں رہے یوں تو ساری جماعت ہی مجاہدین کا درجہ رکھتی ہے مگر ان میں سے کچھ ایسے لوگ سرِفہرست ہونا چاہئیں جو جذبۂ ایثار سے سرشار ہوں اور باقی جماعت کی رہبری کر سکیں۔ عہدہ داران کے نام ابھی پورے طور پر طے نہیں کئے گئے۔ انشاء اللہ آئندہ اجتماع میں یہ کام مکمّل کر لیا جائے گا۔

یہیں ایک احمدی بہن نے یہ اعتراض بھی کیا کہ ہم لوگ مسیح موعودؑ کو بھولتے جا رہے ہیں اور اب وہ ہمارے لئے سرفہرست نہیں رہے۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ کچھ جماعتیں ہم سے زیادہ منظم ہیں۔ انہیں نہایت معقولیت سے سمجھا دیا گیا کہ خدا اس کی کتاب، اس کے رسولؐ اور اس کے مجدّد کا الگ الگ مقام مقرر ہے۔ اور وہ حد جو ان سب کے درمیان خداوند تعالےٰ نے کھینچ دی ہے اٹل ہے۔ نہ تو ہمیں اس سے تجاوز کرنا چاہیئے اور نہ ہی اس سے پیچھے ہٹنا چاہیئے۔ ہماری لاہوری جماعت ان حدود کے مطابق ایسے روح افزا اور علم افروز جواہر پارے تخلیق کر چکی ہے اور کر رہی ہے جو لاثانی ہیں اور ان سب کی موجودگی میں یہ اعتراضات جہل سے نکلتے ہیں اور وہ جماعتیں جن کی مثالیں دی جاتی ہیں وہ ان ہاتھی کے دانتوں کی مانند ہیں جو کھانے کے اور دکھانے کے اور ہیں۔

پُرتکلّف چائے کے بعد یہ اجتماع برخواست ہو گیا۔

فریدہ چوہدری

(بقیہ از کالم ۲)

گئی اور یہ تقریب پونے تین بجے ختم ہوئی۔

شام کو معزز مہمان کو چوہدری عبدالغنی صاحب اور ان کے فرزند چوہدری ممتاز احمد صاحب کی طرف سے ان کی قیام گاہ پر پُرلطف عشائیہ دیا گیا۔ جس میں جماعت کے معزز و محترم ممبران اور اساتذہ کرام نے بھی شرکت فرمائی۔ اس موقعہ پر اسلام کے بہت سے امور پر تبادلہ خیالات ہوا۔ مسٹر ظفر اقبال نے اگلی صبح لاہور واپس جانے سے پیشتر ہائی سکول کے بانی چوہدری غلام حمید مرحوم کے نواسے کے ساتھ چائے پی۔

بقیہ

## اخبار احمدیہ

### متعلم ادارہ تعلیم القرآن بدوملہی میں

اتوار۔ مورخہ ۸ر فروری ۱۹۷۰ء۔ مسٹر ظفر اقبال عبداللہ متعلم ادارہ تعلیم القرآن لاہور مسلم ہائی سکول بدوملہی کے ہیڈ ماسٹر جناب عبدالغنی صاحب کی دعوت پر بدوملہی تشریف لائے۔ اس تقریب کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔ ۱ بجے دوپہر پروگرام کا آغاز ہوا، اس میں سکول ہذا کے علاوہ دوسرے سکولوں کے معلمین و طلباء نے بھی شرکت کی اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بدوملہی کے سیکرٹری جناب شیخ اللہ بخش صاحب نے بھی اس تقریب میں شرکت فرمائی۔

جناب چوہدری عبدالغنی صاحب ہیڈ ماسٹر نے وہ تصاویر دکھلائیں جبکہ وہ ۱۹۲۸ء تویں جماعت کے طالب علم تھے۔ ان کے اساتذہ میں سے مسٹر ظفر اقبال کے والد جناب محمد عبداللہ صاحب بھی تھے جو ۱۹۲۸ء میں جزائر فیجی میں تشریف لے گئے تھے اور وہاں سے ۱۹۶۰ء میں امریکہ منتقل ہو گئے۔ چوہدری صاحب نے اپنے استاد کے فرزند کی تشریف آوری پر دلی مسرت کا اظہار فرمایا اور کہا کہ عزیز موصوف اپنے والد ماجد کی طرح ہمارے محترم و مکرم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جناب محمد عبداللہ صاحب طلباء میں بہت ہردلعزیز تھے اور طلباء ان کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے۔

مسٹر ظفر اقبال عبداللہ نے اپنی اردو تقریر میں جزائر فیجی کے حالات بیان کئے اور ان تبلیغی خدمات کا ذکر کیا جو ان کے والد محترم نے وہاں انجام دیں، انہوں نے نہ صرف ایک تدریسی سلسلہ قائم کیا اور وہاں سکول چلایا بلکہ ایک تبلیغی مشن بھی قائم کیا۔ ۲۸ سالہ خدمات دینیہ و تعلیمیہ کے بعد ۱۹۶۰ء میں وہ تبلیغی سلسلہ میں امریکہ چلے گئے۔ اور تاحال وہیں قیام پذیر ہیں مسٹر ظفر اقبال نے اپنی انگریزی تقریر میں تعلیم و تدریس کے عمدہ نظام پر زور دیا جس سے طلباء میں روحانی، جسمانی قوتیں اور اخلاق و کردار کی اقدار نمایاں اور ترقی پذیر ہوں، اور انہوں نے طلباء کو کہا کہ آپ اپنے آپ کو دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے تیار کریں۔ دین کی خدمت مسلمان کا فریضہ اور طرۂ امتیاز ہے۔ تعلیم کا حقیقی مقصد یہی ہے کہ ہم اپنے دین اور اللہ تعالےٰ کے فرمان کو سمجھ کر اپنے فرائض کی تکمیل میں مصروف ہو جائیں۔

مسٹر ظفر اقبال کی تقریر کے بعد حاضرین کو سکول کے سٹاف کی طرف سے چائے پیش کی

(باقی کالم ۳ کے نیچے)

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ اسلام انگلستان

# پیغام احمدیت

## کتاب "قادیانی مذہب" کی دوسری فصل کے اہم اعتراضات پر تبصرہ

((۱۶))

بات نبوت کی ہو رہی تھی۔ برنی صاحب نے درمیان میں مہدی اور مسیح موعود کا ذکر چھیڑ دیا اور خلط مبحث کی خاطر جس میں پروفیسر الیاس برنی کو کمال حاصل ہے۔ انہوں نے مسیح موعود اور مثیل مسیح کی اصطلاحات میں اپنے آپ کو اُلجھا کر یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے بیانات اس سلسلہ میں متضاد ہیں۔ لیکن آخر ثابت یہی ہوا کہ قصور برنی صاحب کے فہم و نظر کا ہے حضرت مرزا صاحب کے بیانات کا نہیں۔ اب برنی صاحب کے ارشادات اور ان پر ہمارا تبصرہ ملاحظہ ہو:

### (۱۰) کئی مہدی

فصل دوسری۔ ص ۱۵۳

"رسول کریم صلعم کی پیشگوئیوں سے پتہ چلتا ہے ......... کہ کئی مہدی ہوں گے ان مہدیوں میں سے ایک مہدی تو خود حضرت مرزا صاحب ہیں اور آئندہ بھی کئی مہدی ہونگے"

(مکالمہ جناب میاں محمود احمد صاحب، مندرجہ اخبار الفضل ۲۷ فروری ۱۹۲۶ء)

مہدی کا لفظ اپنے اندر وسعت رکھتا ہے اور ہر ایک ہدایت یافتہ شخص پر اس کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ خلفائے راشدین کو بھی مہدی کہا گیا ہے۔ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں وہب بن منبہ کا قول نقل کیا ہے:

ان کان فی هذه الامة مهدی فهو عمر بن عبد العزیز۔

یعنی اس اُمت میں اگر کوئی مہدی ہوا ہے تو وہ عمر بن عبد العزیز ہے۔

اسی وسعت کے لحاظ سے اگر بعض علامات ایک شخص میں پوری ہو جائیں بعض دوسرے میں تو وہ سب مہدی کہلا سکتے ہیں۔ بعض احادیث کے الفاظ بظاہر عبد اللہ بن زبیر پر بھی صادق آتے ہیں۔ جس میں عرب پر سات یا نو سال حکومت کا ذکر ہے لیکن مسیح موعود کے زمانہ میں جس مہدی کے آنے کا ذکر ہے وہ پیشگوئی حضرت مرزا صاحب کے وجود میں پوری ہوئی۔ بخاری اور مسلم نے آنے والے مصلح کا نام عیسیٰ ہی ذکر کیا ہے مہدی کا ذکر وہاں موجود نہیں صحاح کی دیگر کتب نے عیسیٰ اور مہدی دونوں کا ذکر کیا ہے۔ ابن ماجہ کی حدیث لا مهدی الا عیسیٰ نے اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ حضرت عیسیٰ کے ساتھ کسی خونی مہدی کے آنے کی توقع مسلمانوں کو ہے وہ خیال خام ہے۔ حضرت مرزا صاحب تحفہ گولڑویہ میں فرماتے ہیں:۔

ایسا گماں کہ مہدی خونی بھی آئے گا
اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائیگا
اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
بہتان ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں
یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

### (۱۱) مسیح موعودؑ کی اہمیت

فصل دوسری، ص ۱۵۴

(ا) "اوّل تو یہ جاننا چاہیئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ہمارے ایمانیات کی جزو یا ہمارے دین کے رُکنوں میں سے کوئی رُکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا"

(ازالہ اوہام ص ۱۴۰)

اس حوالہ سے مراد یہ ہے کہ نزول مسیح کا عقیدہ جزو ایمان نہیں یعنی دین اسلام کے رکنوں میں سے کوئی رکن نہیں۔ ارکانِ اسلام پانچ ہیں کلمہ شہادت صلوٰۃ صوم۔ زکوٰۃ اور حج۔ اور واقعی ان ارکان میں یہ عقیدہ شامل نہیں۔ "حقیقت اسلام" سے مراد یہی ارکان اسلام کی حقیقت ہے۔ ہاں یہ منجملہ اور پیشگوئیوں کے ایک پیشگوئی ہے اور اس حیثیت سے اس کی اپنی عظمت اور شان ہے اور جب ظہور مسیح کی پیشگوئی پوری ہو گئی تو پھر سلامتی کی راہ یہی ہے کہ اسے قبول کر لیا جائے اور اس مسیح کی جماعت میں شامل ہو کر اسلام کی خدمت میں اپنے زندگی کے اوقات گذارے جائیں۔

اسی عنوان کے ماتحت برنی صاحب نے دوسرا حوالہ جو پیش کیا ہے درج ذیل ہے:۔

(ب) "اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہیئے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اوّل جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا۔ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں" (توضیح مرام ص ۱۹)

بخاری میں بھی مسیح کی آمد ثانی کی نسبت یہی لکھا ہے

"وَ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ"

اور وہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا (کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم) جس کی طرف حضرت مرزا صاحب ہماری توجہ مبذول کر رہے ہیں۔ حضرت صاحب کو شریعت فرقانی کی پابندی اور اس کی تجدید ہی کا دعوےٰ تھا۔ اس کے علاوہ جو کوئی الزام ان کی طرف منسوب کرتا ہے وہ مفتری ہے۔

### (۱۲) مثیل مسیح بننے پر قناعت

فصل دوسری۔ ص ۱۵۴ خلاصہ اقتباسات

(۱) "اور مصنف کو اس بات کا علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں" (اشتہار۔ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اوّل ص ۱۵ ۱۸۸۳ء)

(۲) "اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت متشابہ واقع ہوئی ہے"۔ (براہین احمدیہ ص ۴۹۹ حاشیہ در حاشیہ ۳)

(۳) "مجھے ابن مریم ہونے کا دعوےٰ نہیں ... بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعوےٰ ہے جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہ ہے ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے مشابہت رکھتی ہے۔" (اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۲ ص ۲۱)

(۴) "اس عاجز نے جو مثیل مسیح ہونے کا دعوےٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں ......... میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں .... میں مثیل مسیح ہوں" (ازالہ اوہام ص ۱۹۰ ۱۸۹۳ء)

(۵) "میں اسی الہام کی بناء پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل سمجھتا ہوں جس کو دوسرے لوگ غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں مجھے اس بات سے انکار بھی نہیں کہ میرے سوا کوئی اور مثیل مسیح بھی آنے والا بھی ہو"۔ (اشتہار مؤرخہ ۱۱ فروری ۱۸۹۱ء۔ بحوالہ تبلیغ رسالت جلد اوّل)

(۶) "بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال و اقبال کے ساتھ بھی آوے" (ازالہ اوہام ص ۲۹۶ ۱۸۹۳ء)

(۷) "ہاں اس زمانہ کے لئے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار بے سود ہے"۔ (ازالہ اوہام ص ۱۹۹)

برنی صاحب کا ان حوالوں کے پیش کرنے سے یہ ہے کہ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب صرف مثیل مسیح بننے پر قانع تھے اور اپنے آپ کو مسیح موعود نہیں سمجھتے تھے ("جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں" (ازالہ اوہام ص ۱۹۰) پھر آگے چل کر انہوں نے اپنے آپ کو کھلم کھلا مسیح موعود لکھنا شروع کر دیا۔ جیسا کہ اسی فصل کے اعتراضات نمبر ۱۵-۱۶-اور ۱۷ کے مندرجہ اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے:۔

"تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعوے مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں"۔ (کشتی نوح ص ۴۷ ق م ص ۱۵۷)

"ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے کسی نے بجز اس عاجز کے دعوےٰ نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں"۔ (ازالہ اوہام ص ۶۸۳ ق م ص ۱۵۹)

"اس اُمت کے مسیح موعود کے لئے ایک اور مشابہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے"۔ (لیکچر سیالکوٹ ص ۷ ق م ص ۱۵۹)

برنی صاحب حوالہ پر حوالہ درج کرتے چلے جاتے ہیں لیکن اس امر کا خیال نہیں رکھتے کہ یہ حوالے ان کے مفید مطلب بھی ہیں یا نہیں۔ ازالہ اوہام کا حوالہ انہوں نے نمبر ۱۲ میں پیش کیا تھا کہ

"کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں"

لیکن اسی حوالہ میں آگے چل کر حضرت اقدس کی یہ تشریح موجود ہے کہ:

"میں نے ہرگز یہ دعوےٰ نہیں کیا کہ

یُں مسیح ابن مریم ہوں (ق م ۔ ص۱۵۵)

معلوم ہوا کہ یہاں مسیح موعود سے مراد اصالتاً مسیح ابن مریم نبیوں جو اُمتِ اسرائیلیہ کا مسیح موعود ہے نہ کہ امت محمدیہ کا ۔ اور جہاں حضرت مرزا صاحب اپنے لئے مسیح موعود کے لفظ استعمال کرتے ہیں (خود ازالہ اوہام ص۱۳۹ پر اس کا ثبوت موجود ہے "مسیح موعود سے مراد یہی عاجز ہے") وہاں مراد اُمت محمدیہ کا مسیح موعود ہے ۔ برقی صاحب کی قلم سے خود ہی لیکچر سیالکوٹ ص۱۷ کے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں :۔

" اس اُمت کے مسیح موعود کے لئے ........ الخ "

یعنی اُمتِ محمدیہ کے مسیح موعود کے لئے ۔

## اُمّت اسرائیلیہ اور اُمّتِ محمدیہ کے مسیح

ایک مسیح تو وہ تھا جسے مسیح اسرائیلی یا مسیح ابن مریم یا امتِ اسرائیل کا مسیح موعود کہا گیا ۔ وہ خدا کا پاک و مطہر نبی تھا جو اپنے مشن کی تکمیل کے بعد طبعی موت پاکر اپنے خالق حقیقی سے جا ملا ۔ لیکن دوسرا مسیح وہ ہے جو امتِ محمدیہ کا مسیح ہے جسے مثیل مسیح یا مثیل ابن مریم کے نام سے پکارا گیا ہے ۔ یا جو شدت مماثلت کی وجہ سے استعارۃً ابن مریم کہلایا ۔ یہ دونوں مسیح اپنی اپنی اُمت کے مسیح موعود ہیں لیکن دو علیحدہ وجود ہیں ۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں :۔

" اسلام میں اگرچہ ہزارہا ولی اور اہل اللہ گذرے ہیں مگر ان میں کوئی موعود نہ تھا ۔ لیکن وہ جو مسیح کے نام پر آنے والا تھا وہ موعود تھا ۔ ایسا ہی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے پہلے کوئی نبی موعود نہ تھا ۔ صرف مسیح موعود تھا "

(تذکرۃ الشہادتین ص۲۹ ۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء)

اس ایک فقرہ میں انہوں نے اس امر کی وضاحت کردی کہ اسلام میں جو ہزارہا اولیاء اللہ گذرے ہیں انہی اولیاء میں سے زمانہ آخر میں ایک موعود ولی مسیح کے نام پر (یعنی مسیح موعود) آنے والا تھا ۔ جو اولیاء اُمّت کے گروہ کا ایک فرد تھا ۔ اسی طرح حضرت عیسٰی علیہ السلام سے پہلے جو انبیاء گذرے تھے ان کے گروہ کا ایک فرد مسیح موعود تھا ۔

حضرت مرزا صاحب پھر تحریر فرماتے ہیں :۔

" حضرت عیسٰی علیہ السلام موسوی شریعت کا مسیح موعود ہے " (تحفہ گولڑویہ ص۳۶)

" سچے مسیح موعود کے لئے جیسا کہ حضرت عیسٰی کو دعوے سے ملاکی نبی کی کتاب کی رُو سے یہ ضروری تھا کہ اس سے پہلے ایلیاس نبی دوبارہ دنیا میں آتا "

(چشمہ مسیحی ص۳۱)

یہاں بھی مراد امت اسرائیلیہ کا مسیح موعود ہے ۔ برقی صاحب کو مسیح موعود کی اصطلاح سے دھوکا لگ رہا ہے جو دونوں شخصیتوں کے لئے استعمال ہو رہی ہے اور انہیں حضرت صاحب کے اقوال میں تضاد نظر آرہا ہے ۔ اگر ذرا غور سے اور تعصب سے خالی ہو کر حضرت صاحب کی تحریروں کو پڑھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جب حضرت صاحب اپنے لئے "مسیح موعود" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو اُن سے مراد ان کی اُمّتِ محمدیہ کے مسیح موعود کے ہیں اور جب اپنے مسیح موعود ہونے کا انکار کرتے ہیں تو متن کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سے مراد امتِ اسرائیلیہ کے مسیح موعود ہونے سے انکار کے ہیں ۔ ازالہ اوہام ص۱۹۰ کی عبارت سے ہی یہ بات واضح ہوجاتی ہے لیکن جب برقی صاحب نے یہ مقصد سامنے رکھ لیا ہو کہ حضرت صاحب کی تحریروں میں تضاد اور ابہام ثابت کیا جائے تو ان کی علمی تحقیق و تنقید کے نتائج بھی ان کے حسب منشاء اسی مقصد کے تابع ہوں گے ۔

لیجئے ہم حضرت مرزا صاحب کے آخری زمانہ کی تحریروں میں سے ایک حوالہ پیش کرتے ہیں جس میں اپنے آپ کو مثیل عیسٰی کہا گیا ہے فرماتے ہیں :۔

" امتِ محمدیہ کے آخری زمانہ میں بھی اسی اُمّت سے مسیح موعود ظاہر ہوگا ۔ ۔ ۔ ۔ ........ یہ بات جائے اعتراض نہیں کہ آنے والا مسیح اگر اسی اُمت میں سے تھا تو اس کا نام احادیث میں عیسٰی کیوں رکھا گیا کیونکہ عادت اللہ اسی طرح واقعہ ہے کہ بعض کو بعض کا نام دیا جاتا ہے جیسا کہ ابوجہل کا نام فرعون اور حضرت نوحؑ کا نام آدم ثانی رکھا گیا ۔ اور یوحنا کا نام ایلیا رکھا گیا ۔ ۔ (ص۱۲-۱۳) غرض موسوی اور محمدی مماثلت کو پورا کرنے کے لئے ایسے مسیح موعود کی ضرورت تھی جو ان تمام لوازم کے ساتھ ظاہر ہوتا جیسا کہ سلسلہ اسلامیہ مثیل موسیٰ سے شروع ہوا ایسا ہی وہ سلسلہ مثیل عیسٰی پر ختم ہوجائے "

(ص۱۴)

(لیکچر سیالکوٹ ص۱۲-۱۴ ۔ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء)

معلوم ہوا کہ مثیلِ عیسٰی یا مثیل مسیح کی جو اصطلاح حضرت مرزا صاحب کی ابتدائی تحریروں میں پائی جاتی ہے وہ آخری دَور کی تحریروں میں بھی موجود ہے اس لئے برقی صاحب کا اس سلسلہ میں تضاد کا الزام بے بنیاد ہے ۔

برقی صاحب نے تو زرکثیر کے صرف اور محنت شاقہ سے یہ معلومات حاصل کرلیں اور ان معلومات کی تلاش میں قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتے ہیں ایک اور مخالف احمدیت نے ایک دو ماہ کے سرسری مطالعہ سے یہ بات معلوم کرلی کہ برقی صاحب کا موقف غلط ہے فرماتے ہیں :۔

" فتح اسلام اور ازالہ اوہام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے مثیل مسیح اور مسیح موعود دونوں لفظ مترادف ہیں اور مرزا صاحب ان دونوں کو ان کتابوں میں ایک دوسرے کی جگہ استعمال کرتے ہیں ۔ خود توضیح مرام ص۲ پر لکھتے ہیں "اس نزول سے مراد درحقیقت مسیح ابن مریم کا نزول نہیں ہے بلکہ استعارہ کے طور پر ایک مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے جس کا مصداق حسب اعلام و الہام الٰہی یہی عاجز ہے "

(قادیانیت ص۶۶ حاشیہ از سید ابوالحسن ندوی ۔ ناشر مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ بار دوم ۱۹۶۴ء)

اگر کوئی صاحب اس خوش اعتقادی میں مبتلا ہیں کہ ان کا مسیح موعود یا مسیح ابن مریم آسمان سے اسی جسم عنصری کے ساتھ نازل ہوگا تو وہ یاد رکھیں کہ وہ اور ان کی نسلیں اور ان کی نسلوں کی نسلیں کسی کو آسمان سے اترتا ہوا نہیں دیکھیں گی ۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں :۔

" یہ بھی میری ایک پیشگوئی ہے جس کی سچائی پر ایک مخالف اپنے مرنے کے وقت گواہ ہوگا "

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۹۷)

سلسلہ کلام کو ختم کرنے سے پہلے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ آخری دو حوالہ جات (نمبر۵ و نمبر۶) میں حضرت مرزا صاحب نے یہ بات واضح کردی ہے کہ انبیاء کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں ۔ اسی مضمون کو آپ نے ایک غلطی کے ازالہ میں ایک اور رنگ میں بھی بیان فرمایا ہے جہاں افضل الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجانے کا ذکر ہے ۔ اسی طرح دوسرے لوگوں کا مثیل مسیح بن کر آنا ممکن ہے لیکن ساتھ ہی انہوں نے اس امر کی تصریح بھی کر دی ہے کہ :

" اس زمانہ کے لئے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار بے سود ہے "

(ازالہ اوہام ص۱۹۹ ۔ ق ۔ م ص۱۶۷)

جس طرح حضرت عیسٰی علیہ السلام کے تیرہ سو سال بعد اُمت اسرائیلیہ میں ظاہر ہوئے اسی طرح مثیل موسیٰ حضرت نبی کریم صلعم کے تیرہ سو سال کے بعد اُمتِ محمدیہ کا مسیح ظاہر ہوا ۔ اس خصوصی وعدہ کے مصداق حضرت مرزا صاحب ہیں عام وعدہ (علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل ۔ میری امت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے) کے مطابق اور مثیل مسیح موعود ہو سکتے ہیں ۔

## (۱۵) بھید کھل گیا

فصل دوسری ۔ ص۱۵۷

خلاصہ اعتراض :۔

" جب وقت آگیا ....... تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعوے مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں " (کشتی نوح ص۴۷)

" اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی ۔ ......... اور یہ وہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو آنے والا تھا " ۔ (کشتی نوح ص۴۸) " مریم کی طرح عیسٰی کی رُوح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا " (کشتی نوح ص۴۷)

---

مسیح موعود اور آنے والے عیسٰی بن مریم کے متعلق اعتراض نمبر۱۲ کے ماتحت مفصل بحث ہوچکی ہے کہ آنے والا عیسٰی بن مریم درحقیقت مثیل عیسیٰ ہے نہ کہ وہ عیسٰی جو کہ اسرائیلی نبی تھا ۔ روحانی حمل کا ذکر برقی صاحب نے چھٹی فصل نمبر۱۹ اص۳۰ میں تفصیل سے کیا ہے اس پر تبصرہ بھی اسی مقام پر ملاحظہ کیا جائے ۔

نمبر۱۵ میں اخبار الفضل ۹ جولائی ۱۹۳۸ء سے بھی ایک حوالہ پیش کیا ہے جس میں ذکر ہے حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت عیسٰی کو آسمان پر زندہ ماننا شرک ہے اور براہین احمدیہ میں خود یہ عقیدہ بیان کرچکے ہیں ۔ آپ نے اس وقت یہ خیال ظاہر کیا تھا جب قرآن کریم اور الہام الٰہی سے وضاحت نہیں ہوئی تھی شرک کے مرتکب وہ ہیں جو اس وضاحت کے بعد ایسا کہتے ہیں چونکہ برقی صاحب نے اس مضمون کو آگے چل کر پھر دہرایا ہے اس لئے وہیں اس پر مزید بحث ہوگی (دیکھو فصل تیسری اعتراض نمبر۲۳)

## (۱۶) دعوے کی دلیل

فصل دوسری ۔ ص۱۵۸

خلاصہ اعتراض :

" مسیح موعود کا ظہور ۔ چودھویں صدی سے پہلے یا سر پر ہوگا ۔ اس وقت ۱۴ھ "

(ازالہ اوہام ص۶۸۵ ۔ ص۶۸۳)

" آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبانِ مقدس حضرت نبویؐ کے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلّم ایک معمولی محاورہ مکالماتِ الٰہیہ کا ہے • ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا؟"
• (انجام آتھم حاشیہ ص۲۸)

اعتراض ۱۲ کے سلسلہ میں اس موضوع پر مفصل بحث ہو چکی ہے۔ انجام آتھم (۱۸۹۷ء) کے حوالہ میں تو حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے جو نبی اللہ کا لفظ آیا ہے حضرت صاحب نے اس کی وضاحت کی ہے کہ وہ مجازی معنوں کی رو سے ہے، ورنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کیسے آسکتا ہے۔ ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء) میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے:-

" نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعوے ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے ...... اس کو اگر مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آگیا " (ازالہ اوہام ص۴۲۱)

اپنی ایک اور تصنیف میں فرماتے ہیں :-

" وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے"
(سراج منیر ص۳ مارچ ۱۸۹۷ء)

پھر اپنی ایک آخری کتاب میں فرماتے ہیں:-

" میرا نام اللہ کی طرف سے نبی رکھا گیا مجازاً کے طریق پر نہ علیٰ وجہ الحقیقت"
(حقیقۃ الوحی - الاستفتاء ضمیمہ ص۶۴ - مئی ۱۹۰۷ء)

## مثیلِ مسیح ہونے میں کوئی اصلی فضیلت نہیں

معلوم ہوا کہ حضرت مرزا صاحب نے ابتداء سے آخر تک نبی کے لفظ کے استعمال کو مجازی معنوں کی رو سے بحالہٖ سمجھا جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلّم اور معمولی محاورہ مکالماتِ الٰہیہ کا ہے اصل دعوے آپ کا اصطلاحی طور پر محدثیت کا یعنی ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ ہونے ہی کا ہے۔ مثیل مسیح یا مسیح موعود ہونے کے دعوے میں کوئی اصلی فضیلت نہیں۔ انہوں نے خود اس بات کی تشریح کر دی ہے :-

" اور یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعوے ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعوے سے کچھ بڑا نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جس کو یہ رتبہ حاصل ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کا ہمکلام ہو اس کا نام مثیل انبیاء خواہ مثیل مسیح ہو اور خواہ مثیل موسیٰ ہو یہ تمام نام اس کے حق میں جائز ہیں مثیل مسیح ہونے میں کوئی اصلی فضیلت نہیں۔ اصلی اور حقیقی فضیلت ملہم من اللہ اور کلیم اللہ ہونے میں ہے" (آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۰ فروری ۱۸۹۳ء)

نبوت کی بحث اس سے قبل بھی ہو چکی ہے اور آئندہ بھی جب حسب موقعہ اس مضمون کا ذکر آئے گا۔ ان مقامات کو حسب ضرورت دیکھ لیا جائے۔

## (۱۷) مشابہت

فصل دوسری - ص۱۵۹

اس عنوان کے تحت برقی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی چار کتابوں سے آپ کی مسیح ابن مریم سے مماثلت و مشابہت کے اقوال درج کئے ہیں۔ مشابہت اور مماثلت کے تو اور بھی بہت سے اقوال ہیں۔ خود ازالہ اوہام میں اس مضمون کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے سوال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا فوت ہو گئے۔ اگر وہ فوت ہو چکے ہیں جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے تو اس صورت میں احادیث جن میں ان کی آمد ثانی کا ذکر ہے تو اس کی وہی تشریح قابلِ قبول ہے جیسے اس زمانہ کے امام نے پیش کیا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ان تمام احادیث کا انکار کر دیجئے اور ان کے ساتھ متعلقہ امور جو ہیں ان کا بھی انکار کرنا ہوگا۔ اور جب ان احادیث کا انکار ہو گیا جن کی روایت درجن بھر سے زائد واسطوں سے لی گئی ہے تو ان احادیث کا کیا بنے گا جن کی روایت تین چار واسطوں سے ہم تک پہنچی ہے۔ جیسے نماز روزہ حج - زکوٰۃ سے متعلق حدیثیں - ایسے لوگ بھی ہیں جو احمدیت کی مخالفت میں ہر قدم اُٹھانے کو تیار ہیں - لیکن ابھی تک مسلمان علماء کا کثیر طبقہ ان احادیث کو اباطیل کا ذخیرہ کہنے کے لئے تیار نہیں ہوا۔

## ڈاکٹر نذیر احمد ملک مرحوم

ذیل کا مضمون ڈاکٹر ملک نذیر احمد کی یاد میں خواجہ صلاح الدین محمود نے کراچی سے مجھے بھیجا تھا جبکہ وہ ابھی زندہ تھے۔ کیا خبر تھی کہ اس کے بعد ہی وہ خود بھی اس جہان فانی سے کوچ کر جائیں گے۔ بہرحال، اب ان کی وفات کے بعد اسے شائع کرنے کا موقع ملا ہے۔ خاکسار (کرنل) بشیر حسین

ہمارے پُرانے رفیق ڈاکٹر نذیر احمد ملک غالباً ۱۹۱۲ء میں ہم احمدیہ بلڈنگ کے چند لڑکوں میں شامل ہوئے۔

اس وقت خواجہ کمال الدین صاحب، چوہدری منظور الٰہی صاحب، ڈاکٹر غلام محمد صاحب - منشی نبی بخش صاحب، میرزا ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کے صاحبزادگان اور ان اصحاب کے دوسرے رشتہ دار جو اس عمر کے تھے اس گروہ میں شامل تھے۔ بعد میں چوہدری شاہ دین صاحب - چوہدری فضل حق صاحب - غلام کبریا صاحب - چوہدری عبدالحمید صاحب وغیرہ بھی شامل ہو گئے۔ اور ان طالب علموں کی ایک ہاکی ٹیم اور فٹ بال ٹیم بن گئیں، جو کہ اسلامیہ کالج کی اوّل ٹیموں سے کھیلا کرتی تھیں اور ان سے کسی صورت میں کم نہ تھیں۔

ڈاکٹر ملک نذیر احمد بھی ایک اچھے کھلاڑی ہونے کے باوجود مضبوط جسم اور صحت کے مالک تھے۔ ان کی والدہ مرحومہ ایک قابلِ عزت نیک خاتون تھیں جو کہ اپنے واحد بچہ کی نہایت شفقت سے تربیت کرتی تھیں۔ اور اکثر حضرت خواجہ عزیز الدین صاحب کے ہاں آیا کرتی تھیں۔ وہ ان کی عزیز ہونے کے علاوہ محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی ہم جولی تھیں اور خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی لڑکیوں کو کشیدہ کاری بھی سکھایا کرتی تھیں۔ اور چھوٹے بڑے ان کو آپا کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

ڈاکٹر مذکور گو اپنی والدہ کے ساتھ رہتے تھے، مگر سکول کے بعد مغرب تک وہ احمدیہ بلڈنگس میں ہی رہا کرتے تھے۔ مرحوم شروع سے ہی نہایت متین۔ متحمل مزاج - خوبصورت اور نیک خوش باش انسان تھے۔ گذشتہ پچاس سال سے زائد عرصہ میں جبکہ وہ بیت کے ہم جولی اور سکول اور کالج فیلو بھی رہے۔ پھر ملازمت میں بھی اور پنشن کے بعد بھی ہم اکٹھے ہی رہے۔ مجھے یاد نہیں کہ انہیں کبھی غصہ آیا ہو۔ وہ مجسّم تحمل تھے نیک تھے، ایماندار تھے۔ تعلق پالنے والے تھے۔ وفا کرتے تھے۔ پرہیزگار اور عبادت گذار تھے۔ خدا سے محبت رکھتے تھے۔ اس سے ڈرتے بھی تھے۔ جب ملتے چہرہ پر تبسّم ہوتا۔ خوش طبع تھے۔ دوسروں کو اپنے گروہ میں شامل کر کے راحت محسوس کرتے تھے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ سے محبت رکھتے تھے اور ہر تحریک میں شامل ہوتے تھے اور ایک اچھے مومن احمدی مسلمان تھے - قانع تھے - اور خدا پر تمام عمر بھروسہ رکھتے تھے اور خدا کے حکم کے مطابق یتیموں کے ساتھ سلوک فرمایا کرتے تھے اور ان کی ہر ضرورت پوری کرتے۔ خدا نے انہیں دولت دی - عزّت دی اور نیک اولاد عطا فرمائی۔

ان کے پُرانے رفیق جو اب چند رہ گئے ہیں خدا خبر کیوں ان کو سکول کے ایّام سے "میر صاحب" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اور وہ ہنس کر جواب دیا کرتے تھے۔

افسوس کہ ہمارا یہ عمر کا رفیق اور پیارا "میر صاحب" ہم سے جُدا ہو گیا جس کا ہمیں بڑا ہی صدمہ ہوا۔ وہ ایک بے مثال دوست، بھائی اور رفیق تھا۔ خدا تعالیٰ اس پر اور اس کی اولاد پر اپنی رحمت کی بارش نازل فرمائے۔ آمین

## فتح اسلام (بلاک ایڈیشن)

$\frac{20 \times 30}{16}$ صفحات ۷۹

اس میں اسلام کے دوبارہ غلبہ کے متعلق یقین دلایا ہے اور مسلمانوں کو دعوت دی ہے کہ اس غلبہ کے لئے پوری محنت اور جانفشانی سے کام لیں اور اس عظیم کام کے لئے پانچ شعبوں پر مشتمل ایک نظام قائم کیا ہے۔

" اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اس راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی، اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے اور اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے" قیمت ۵۰ پیسے

ملنے کا پتہ: دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

## ینابیع المسیحیت

ینابیع المسیحیت یا سراج ہدایت مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب ۱۰۰۰ کی تعداد میں چھپوائی ہے اس کی قیمت فروخت اصلی لاگت صرف 5ء3 - روپے فی جلد رکھی گئی ہے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کو قیمتاً خریدیں۔ اور سیکرٹری صاحبان اپنی جماعتوں میں اس کتاب کو ۳۲ کے خریدنے کی تحریک کریں اور عیسائیوں میں مفت تقسیم کرنے کے لئے اس کی زائد کاپیاں خریدیں - یہ کتاب بڑی مفید ہے - غلام رسول احمدیہ بلڈنگس لاہور

جلد ۵۸ | یوم چہار شنبہ ۔ مؤرخہ ۹ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۸ مارچ ۱۹۷۰ء | نمبر ۱۱

# قرآن شریف ہر حکم دلائل کے ساتھ منواتا ہے

## ارشادات حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام

قرآن شریف فرماتا ہے قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم (پارہ ۱۸) یعنی مؤمنوں سے کہدے کہ کسی کے ستر کو آنکھ پھاڑ کر نہ دیکھیں، اور باقی تمام فروج کی بھی حفاظت کریں۔ یعنی انسان پر لازم ہے۔ کہ چشم خوابیدہ ہو۔ تاکہ کسی غیر محرم عورت کو دیکھ کر فتنہ میں نہ پڑے۔ کان بھی فروج میں داخل ہیں۔ جو قصص اور فحش باتیں سنکر فتنہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے عام طور پر فرما دیا۔ کہ تمام موریوں (سوراخوں) کو محفوظ رکھو۔ اور فضولیات سے بالکل بند رکھو۔ ذالک ازکیٰ لکم (پارہ ۱۸) یہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے۔ یہ طریق تعلیم ایسی اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی اپنے اندر رکھتا ہے۔ کہ جس کے ہوتے ہوئے انسان بدکاری میں نہیں پڑ سکتا۔ دیکھ لو قرآن شریف نے اسی ایک امر کو جو توریت میں بھی اپنے لفظوں اور اپنے مفہوم پر بیان ہوا۔ کس شرح و بسط سے دلائل و براہین کے ساتھ مؤکد کر کے بیان فرمایا۔ یہ قرآنی اعجاز ہے کہ وہ ہر امر کے دلائل و براہین خود ہی بیان کر کے اپنے پیرو کو دوسروں کی محتاجی سے مستغنی کر دیتا ہے۔ اسی طرح قرآن شریف نے ہر ایک حکم کے ساتھ جداگانہ دلائل دیئے ہیں اور کسی حکم کو بغیر دلیل کے منوانا نہیں چاہا۔ یہی دونوں بڑے فرق ہیں جو توریت و قرآن شریف کی تعلیم میں پائے جاتے ہیں۔ اوّل الذکر میں طریق استدلال مطلق بیان نہیں کیا گیا۔ بلکہ دعوے کی دلیل انسان کو خود تلاش کرنی پڑتی ہے لیکن مؤخر الذکر اپنے جملہ دعاوی کو ہر قسم کے دلائل سے مدلل کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے احکام کو زبردستی نہیں منوانا چاہتا۔ بلکہ دلائل کے ذریعہ سے انسان کے منہ سے سر تسلیم خم کرنے کی صدا نکلواتا ہے۔ نہ کسی قسم کے جبر و اکراہ سے بلکہ اپنے لطیف طرزِ استدلال سے اور فطری سیادت سے۔ توریت کا مخاطب خاص گروہ ہے۔ مگر قرآن شریف کے مخاطب وہ تمام لوگ ہیں جو قیامت تک پیدا ہوں۔ پھر بتلاؤ۔ کہ توریت اور قرآن شریف کی تعلیمیں کیسے برابر ہو سکتی ہیں۔ اور توریت کی موجودگی میں کیوں قرآن شریف کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ قرآن شریف جب فرماتا ہے کہ تو زنا نہ کر۔ تو اس کے مخاطب کل بنی نوع انسان ہوتے ہیں۔ لیکن جب یہی لفظ توریت بیان کرے۔ تو اس کا مشارٌ علیہ صرف بنی اسرائیل کی قوم ہوتی ہے۔ اس سے بھی قرآن شریف کی فضیلت کا پتہ لگ سکتا ہے۔

(منظور الٰہی ۔ ص ۷۵)

## بحرِ حکمت کے موتی

### بیوہ اور محتاج کی خبر گیری

عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الساعی علی الارملۃ والمسکین کالمجاھد فی سبیل اللہ او القائم اللیل الصائم النھار۔

ترجمہ :۔

حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ اور محتاج کے لئے کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس کی طرح جو رات کو عبادت کے لئے جاگتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔

نوٹ : از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

کیونکہ جس طرح جہاد کی اصل غرض قوم کو زندہ رکھنا ہے بیوہ اور محتاج کی خبر گیری بھی قوم کو زندہ رکھنے کے لئے ہے اور جس طرح عبادت سے انسان کا تزکیہ نفس ہوتا ہے اسی طرح دوسروں پر اپنا مال خرچ کرنے سے بھی نفس کا تزکیہ ہوتا ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ دونوں کاموں میں سے ایک کافی ہے جہاد کرے یا عبادت کرے تو بیوہ اور محتاجوں کی خبر گیری کی ضرورت نہیں اور بیوہ اور محتاج کی خبر گیری کرے تو جہاد یا عبادت کی ضرورت نہیں بلکہ دونوں کی اہمیت بتائی ہے۔

فضل الباری



"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

### حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

### جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہو گی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہ رحؒ قابلِ احترام ہیں
۴۔ سب مجددوں رحؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام جامع برلین (جرمنی)

# مسئلہ نبوّت وخلافت اور حضرت مسیح موعودؑ

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ذیل کا خط میں نے اپنے خاندان کے ایک قابلِ احترام بزرگ کے نام لکھا تھا اس میں حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں چند باتیں درج ہیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپنے مؤقر جریدہ میں شائع فرمادیں :۔

محترم مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے آپ بفضلہ تعالےٰ مع جملہ لواحقین بخیریت ہوں گے۔

گذشتہ دنوں آپ کا ارسال کردہ ٹریکٹ "نبوّت خلافت" ملا۔ شکریہ۔ اس سلسلہ میں عزیزم خالد نے مجھے پہلے ہی اطلاع دے دی تھی۔ اس نے لکھا تھا کہ یہ ٹریکٹ میرے اس خط کے جواب میں ہے جو میں نے آپ کو گذشتہ مہینوں تحریر کیا تھا۔ جس میں میں نے اپنی اس گفتگو کا ذکر کیا تھا جو میری اور محترم مولوی ابوالعطا جالندھری صاحب سے ان کے دفتر ربوہ میں ہوئی تھی۔ میں نے اس ٹریکٹ کو پڑھا ہے۔ اس میں آپ کی جماعت کے چار علماء نے پے در پے حوالجات از کتب حضرت مسیح موعودؑ پیش کرکے حضرت میرزا صاحب کی نبوّت کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ان تمام امور پر مولوی ابوالعطا صاحب سے گفتگو ہوئی تھی اور میں نے اپنے خیالات کا ان کے سامنے اظہار کیا تھا۔ ان خیالات کو اختصار کے ساتھ دوہرا دیتا ہوں :۔

(۱) مولوی جلال الدین شمس صاحب اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعودؑ کے مختلف الہامات کو پیش کرتے ہیں۔ اور ان سے استنباط کرتے ہیں۔ کہ جب خدا تعالےٰ نے حضرت میرزا صاحب کو نبی رسول و مرسل کہکر مخاطب کیا ہے۔ تو پھر آپ کے نبی ہونے میں کیا شک ہے۔ یہی دلیل مولوی ابوالعطا صاحب نے بھی پیش کی تھی۔ میں نے اس کے جواب میں حضرت میرزا صاحب کی ذیل کی عبارت حقیقۃ الوحی سے پیش کی تھی :۔

سمیت نبیًّا من اللّٰہ علےٰ طریق المجاز ولا علےٰ وجہ الحقیقۃ۔

محترم۔ حضرت میرزا صاحب کے الہامات میں لفظ نبی کے استعمال ہونے پر بحث نہیں سوال یہ ہے۔ آیا یہ لفظ اپنے حقیقی معنوں میں استعمال ہوا ہے یا مجازی معنوں میں۔ حضرت صاحب صریحًا فرماتے ہیں۔ مجازی معنوں میں۔ آپ تو ماشاء اللہ پرانے گریجویٹ ہیں آپ مجاز اور METAPHOR کو خوب سمجھتے ہیں۔

(۲) مولوی شمس صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی نبوّت ثابت کرنے میں دوسری دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے مسیح موعودؑ کے لئے چار مرتبہ صراحت سے نبی اللہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ مولوی ابوالعطا صاحب نے جب یہ دلیل میرے سامنے پیش کی تھی تو میں نے جوابًا حضرت مسیح موعودؑ کی وہ عبارت پیش کی تھی جو حضرت میرزا صاحب نے نواب صدیق حسن صاحب کو لکھی تھی۔ قدرے تفصیل کے ساتھ وہ عبارت ذیل میں لکھتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں کہ جہاں آنے والے مسیح کو نبی کرکے پکارا گیا ہے تو اسے اُمتی بھی تو کہہ کر پکارا گیا ہے :۔

" سو یہ بات کہ اس کو اُمتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں اُمتیت اور نبوّت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدّث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے"

" ہاں محدّث جو مرسلین میں سے ہے اُمتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی"

" یہ کہ مسیح موعود جو آنے والا ہے اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا یعنے خدا تعالےٰ سے وحی پانے والا ........ اس جگہ وہ نبوّت مراد ہے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے"

(۳) مولوی ابوالعطا جالندھری صاحب نے اپنی تقریر میں اُمتی نبی کے الفاظ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اُمتیت ذریعہ ہے حصول نبوّت کا حالانکہ ایسا نظریہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کے سخت خلاف ہے۔ حضرت میرزا صاحبؑ فرماتے ہیں :۔

" افسوس ہے کہ مولوی صاحب مرحوم (مولوی صدیق حسن ناقل) کو یہ سمجھ نہ آیا کہ صاحب نبوّت تامہ ہرگز اُمتی نہیں ہوسکتا۔"

آپ مزید لکھتے ہیں :۔

" رسول اور اُمتی کا مفہوم متبائن ہے"

(۴) مولوی شمس صاحب اپنی تقریر میں فرماتے ہیں :۔

اوائل میں مسلمانوں کے عام مشہور عقیدہ۔ ایک ہزار سال سے مروجہ اصطلاحات اور نبوّت کی تعریف کی بناء پر حضور نے ........ نبی رسول اور مرسل کے الہامی الفاظ بمعنی محدث قرار دیا۔ کیونکہ اس وقت تک مسلمانوں میں نبوّت کی تعریف کے ارکان ضرور یہ تھے کہ :

(۱) نبی وہ ہوتا ہے جو کامل شریعت لائے

(۲) یا شریعت کے بعض احکام منسوخ کرے

(۳) اور کہ وہ کسی دوسرے سابق نبی کا اُمتی نہ ہو بلکہ مستقل ہو"

مسلمانوں کے عام مشہور عقیدہ ....... کے الفاظ سے مولوی شمس صاحب نے یہ تاثر پیدا کرنا چاہا ہے کہ حقیقت میں نبی کی یہ تعریف نہیں۔ اور یہ کہ حضرت میرزا صاحب نے قرآن وحدیث پر غور کئے بغیر مسلمانوں میں مروجہ تعریف کو اپنا لیا تھا۔ حالانکہ ایسا خیال حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کے سخت خلاف ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے جو مندرجہ بالا الفاظ میں نبی کی تعریف کی تو اس کی بناء قرآن و حدیث پر ہے۔

آپ فرماتے ہیں :۔

" جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور اُمتی ہوجانا نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کی رو سے بکلّی ممتنع ہے"

نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔ ان الفاظ کے تحریر کرنے کے بعد آپ قرآن کریم کی وہ آیت پیش کرتے ہیں جس سے آپ نے ایسا استنباط کیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں :۔

" اللہ جلّشانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الّا لیطاع باذن اللّٰہ یعنی ہر ایک رسول مطاع و امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو"

آپ مزید فرماتے ہیں :۔

" ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ خدا تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہوکر نہیں آتا بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی وحی کا متبع ہوتا ہے جو اس پر بذریعہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتی ہے"

(۵) مجھے یاد ہے کہ محترم مولوی ابوالعطا جالندھری صاحب کے سامنے جب یہ عبارت پیش کی گئی کہ اُمتی نبی محدث ہوتا ہے تو مولوی صاحب نے جھٹ حقیقۃ الوحی سے یہ عبارت پڑھی :۔

اس اُمت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء پیدا ہوئے ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی" پیش کی گئی ہے اور اسے اس پمفلٹ میں جلی قلم سے لکھا گیا ہے۔ مولوی ابوالعطا صاحب کے سامنے میں نے اس عبارت کے حل میں حقیقۃ الوحی کی ذیل کی عبارت پیش کی تھی۔

" وما عنی اللّٰہ من نبوّتی الّا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ"

ان تینوں عبارتوں کو سامنے رکھیے اور پڑھئے۔ حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں اس اُمت میں ہزاروں اولیاء ابدال واقطاب ہوئے لیکن کسی کو اس کثرت سے مکالمہ مخاطبہ نصیب نہیں ہوا جیسا مجھے۔

(۶) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ سیدنا حضرت نبی کریمؐ کی کے بعد وحی نبوّت منقطع ہوگئی ہے۔ ہاں اُمت محمدیہ میں وحی ولایت یا وحی محدثیت جاری ہے۔ نہ صرف بلکہ آپ نے اپنی وحی کو جو آپ پر کثرت سے نازل ہوئی۔ بارہا وحی ولایت یا وحی محدثیت قرار دیا ہے۔ غور فرمایئے وحی ولایت کی کثرت سے صاحب ولایت نبی کیسے بن گیا۔ نبی کی وحی بہرحال وحی نبوّت کہلائے گی۔ اور اس کی نبوّت کے لئے ایک ہی فقرہ کا نازل ہونا کافی ہے۔ اس کے لئے کثرت کی ضرورت نہیں۔

میں نے اپنی بالمشافہ گفتگو میں مولوی ابوالعطا جالندھری صاحب سے سوال کیا تھا۔ اس سوال کو دہراتا ہوں۔

وحی ولایت کی کثرت نے صاحب وحی کو محدثیت کے گروہ سے نکال کر نبیوں کے گروہ میں کیسے شامل کر دیا۔ یعنی وحی محدثیت کی کثرت نے نوع میں کیسے تبدیلی کر دی ؟

(۷) اسی طرح ایک سوال آپ سے بھی میں نے اپنے ایک خط میں کیا تھا۔ اس کا بھی کوئی جواب آپ نے ابھی تک نہیں دیا۔ اس سوال کو پھر دہراتا ہوں۔ آپ کی جماعت کے خلیفہ جناب میرزا محمود احمد صاحب سے جب عدالت نے یہ سوال کیا کہ کیا میرزا غلام احمد صاحب پر ایمان لانا جزو ایمان ہے ؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ جی نہیں ! میرا سوال یہ ہے۔ دنیا میں کیا کوئی ایسا نبی بھی آیا۔ جس پر ایمان لانا جزو ایمان نہ ہو ؟

(۸) حضرت مسیح موعودؑ "ایک غلطی کا ازالہ" میں تو فرمائیں کہ میری کتب کو بغور پڑھو تا تمہیں میری نبوّت کی حقیقت کا علم حاصل ہو۔ لیکن آپ کی جماعت کے سربراہ اور علماء ہیں کہ

(باقی برصلے کالم نمبر)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۸ر مارچ ۱۹۷۰ء

# حدیثِ مجدّد اور بعثتِ مجدّدین

آج کل بعض منکرینِ حدیث کی طرف سے یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے، کہ حدیثِ مجدّد جس میں ہر صدی کے سر پر تجدید دین کے لئے کسی شخص کے مبعوث کئے جانے کی پیشگوئی کی گئی ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ نہیں، بلکہ بعد میں بنائی گئی ہے، چونکہ قرآن کامل و مکمل کتاب ہے، اس کے ہوتے ہوئے کسی مجدّد وغیرہ کی ضرورت نہیں نہ اسلام کو کسی مجدّد کے سہارا کی حاجت ہے۔

اس منطق کو سن کر ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو حدیث سے اتنا بغض کیوں ہے کہ وہ بات جس کا تعلق حدیث سے ہو، خواہ کتنی بھی صحیح اور واقعات کی رُو سے سچی ثابت ہو چکی ہو، محض یہ کہہ کر جھٹلا دی جاتی ہے کہ قرآن کامل ہے اس لئے وہ صحیح نہیں یا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بنائی گئی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ تمام وہ بزرگ جنہوں نے وہ حدیثیں روایت کی ہیں، جھوٹے اور مفتری ٹھہرتے ہیں، حالانکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں شامل ہیں، مثلاً بعثتِ مجدّدین والی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، تو کیا یہ سمجھا جائے کہ انہوں نے یہ حدیث اپنے پاس سے گھڑی ہے؟ اور رسول اللہ علیہ وسلم کا صحابیؓ ہونے کے باوجود وہ ایسی جھوٹی روایتیں بنایا کرتے تھے؟ یہ تو ہو سکتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کو انہوں نے ٹھیک طور پر نہ سمجھا ہو، اور اسے اپنی سمجھ کے مطابق بیان کر دیا ہو۔ لیکن ایسی حدیث جس میں ہر صدی کے سر پر مجدّد کے آنے کی پیشگوئی ہے، کم سمجھی کا نتیجہ نہیں ہو سکتی، بالخصوص ایسی حالت میں کہ بعد کے واقعات نے اس کو سچا ثابت کر دیا ہو۔ اور گذشتہ تیرہ صدیوں میں مجدّدین کی بعثت اس کی صداقت پر مُہر ثبت کر چکی ہو، کیا یہ حقیقت نہیں کہ اس حدیث کے مطابق ہر صدی میں ایسے ایسے باکمال بزرگ اور اولیاء اللہ پیدا ہوئے جنہیں مجددیت کے منصب پر فائز کیا گیا، کیا وہ سب کے سب معاذ اللہ مفتری علی اللہ تھے کہ خواہ مخواہ مجدد بن بیٹھے؟ دُور نہ جائیے، گیارہویں اور بارہویں صدی میں دو بہت بڑے بزرگ حضرت شیخ احمد سرہندی اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی گذرے ہیں، ان دونوں کے دعوے بڑے صاف اور صریح الفاظ میں موجود ہیں، جن میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصبِ مجددیت پر فائز کئے جانے کا اعلان کیا ہے، چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی ارشاد فرماتے ہیں :—

" صاحب ایں علوم و معارف مجدّد ایں الف است ..... و بدانند کہ بر سر ہر مائتہ مجدّدے گذشتہ است ہے اما مجدّد مائتہ دیگر است و مجدّد الف دیگر، چنانچہ درمیان مائتہ و الف فرق است در مجددین اینہا نیز ہماں قدر فرق است بلکہ زیادہ ازاں و مجدّد آن است کہ ہر چند دراں مدّت از فیوض با متاں برسد بتوسط او برسد اگرچہ اقطاب و اوتادِ آن وقت بوند و بدلا و نجبا باشند"

ترجمہ :- ان علوم و معارف کو پانے والا اس ہزار سال کا مجدّد ہے ....... اور جاننا چاہیئے کہ ہر صدی کے سر پر مجدّد گذرا ہے لیکن صدی کا مجدّد اور ہے اور ہزار سال کا مجدّد اور، چنانچہ سو اور ہزار میں جو فرق ہے اسی قدر فرق ان دونوں میں ہے بلکہ اس سے زیادہ، اور مجدّد وہ ہے کہ جس قدر اس مدّت میں اُمتوں کو فیض پہنچتے ہیں اسی کے توسط سے پہنچتے ہیں اگرچہ وہ اپنے زمانہ کے قطب اور اوتاد اور ابدال اور نجبا ہوں۔

ایسا ہی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب تفہیماتِ الٰہیہ میں لکھتے ہیں :—

كنت قد البسنى الله خلعة المجددية حين انتهت بى دورة الحكمة۔

یعنے جب دورۂ حکمت مجھ پر انتہا کو پہنچ چکا تو مجھے مجددیت کی خلعت پہنائی گئی۔

پھر ازالۃ الخفاء کے صفحہ ۷۷ پر لکھتے ہیں :—

" خبر داد انانکہ بر راس ہر مائتہ مجدّد پیدا خواہد شد و ہم چناں واقعہ شد "

یعنے خبر دی ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدّد پیدا ہوگا اور ایسا ہی واقعہ ہوا۔

فرمائیے اگر حدیث مجدّد صحیح نہیں تو آپ ان بزرگوں کو کیا کہیں گے، کیا وہ معاذ اللہ مفتری علی اللہ تھے کہ انہوں نے خود بخود مجدّد ہونے کا دعوےٰ کر دیا؟ اور ان لوگوں کو کیا کہیں گے جنہوں نے حدیث مجدّد کی صحت کی شہادت دیتے ہوئے لکھا ہے قد اتفق الحفاظ على صحته ایسا کہنے والوں میں امام مناوی ملا علی قاری، علی متقی، اور بہت سے بزرگ شامل ہیں، فرمائیے کس کس کو جھوٹا قرار دیں گے؟

رہ گئی یہ بات کہ قرآن کریم کامل و مکمل ہے، پھر اسے اپنی تعلیم کو پھیلانے کے لئے کسی مجدّد کی ضرورت کس طرح ہو سکتی ہے؟ ہم کہتے ہیں اگر قرآن کریم کی تعلیم کو پھیلانے یا اس کو تازہ کرنے کے لئے اس زمانہ میں پرویز صاحب اور ان جیسے دیگر علمائے قرآن کی ضرورت ہے، تو کسی شخص کے خدا سے علم پاکر تجدید کے لئے کھڑا ہونے میں کونسی قباحت لازم آتی ہے؟ مجدّد بھی تعلیم قرآن ہی کو تازہ کرتا ہے، وہ قرآن میں کمی بیشی تو نہیں کرتا، فرق اتنا ہی ہے کہ وہ خدا سے حقائق و معرفت کا علم حاصل کر کے علوم قرآن کی تجدید کرتا اور مُردہ دلوں میں زندگی کی روشنی پیدا کرتا ہے، جس کی کھلی ہوئی مثالیں مجدّدین کا ساتھ دینے والوں میں موجود ہیں، پھر معلوم نہیں، اس کی مجدّدیت کا انکار یا حدیثِ مجدّدیت کی تکذیب سے کیا حاصل ہوتا ہے۔

یہیں تک نہیں، مجدّدین کی بعثت کا انحصار حدیث ہی پر نہیں، قرآن کریم میں بھی یہ وعدہ الٰہی موجود ہے کہ ایسے لوگوں کو منصبِ خلافت (جو مجددیت ہی کا دوسرا نام ہے) پر کھڑا کیا جاتا رہے گا جو دین کی کمزوری کے وقت اس کی مضبوطی کا فرض ادا کریں، چنانچہ فرمایا وعد الله الذين امنوا وعملوا الصالحات منكم ليستخلفنهم فى الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضى لهم، یعنے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور عمل صالح بجا لاتے ہیں یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ ان میں سے زمین میں خلیفے بنائے جائیں گے جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلافت کے منصب پر کھڑا کیا گیا اور ان کے دین کو جسے ان کے لئے پسند کیا گیا ان کے لئے مضبوط کر دے گا کیا یہ آیت کریمہ حدیث مجدّد کی کھلی مؤید نہیں، سوائے اس کے کہ اس میں مجدّد کے بجائے خلیفہ بنانے کا ذکر ہے (اور اس میں کیا شک ہے کہ مجدّد خلافت ہی کے منصب پر فائز ہوتا ہے) اور کونسی بات حدیث مجدّد کے خلاف ہے، حدیث مجدّد میں تجدید دین کا ذکر ہے اور آیت استخلاف میں اس کو تمکین دین کا نام دیا گیا ہے، پھر حدیث مجدّد کو جھٹلانے کے کیا معنے اور مجدّد کا انکار کیوں؟ کیا اگر وہی مجدّد اس آیت کے مطابق اپنے آپ کو خلیفہ رسول قرار دیں اور تمکین دین کے لئے کھڑے ہوں تو پرویز صاحب اور ان کے ہمنوا قبول نہیں کریں گے؟ تو قرآن اور حدیث کے اس کھلے توافق کے ہوتے ہوئے انکار کیوں ہے؟

## صاحبِ ثروت احمدی احباب سے اپیل

ایک مخلص احمدی کی جو فوت ہو چکے ہوئے ہیں لڑکی کی شادی کے لئے لاہور کی مقامی جماعت نے کچھ رقم تجویز کی تھی، لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ رقم ناکافی ہے، اس کے لئے مزید پانچسو روپے کی امداد کی ضرورت ہے، اس لئے میں صاحب استطاعت احمدی بھائیوں سے اپیل کرتی ہوں کہ وہ اس کارِ خیر میں شمولیت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں، اس سلسلہ میں تمام رقوم چوہدری فضل حق صاحب سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے نام بھیجی جائیں۔

خاکسار : بیگم رضیہ علی کنویز تنظیم خواتین احمدیہ

# اخبارِ احمدیہ

## وفات

——— گذشتہ اشاعت میں مولوی محمد علی صاحب مبلغ لنڈن کی اہلیہ صاحبہ کی بیماری کی خبر دی گئی تھی۔ اس کے بعد ہی ان کی وفات کی خبر آ گئی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں اس صدمہ میں مولوی محمد علی صاحب اور مرحومہ کے دیگر لواحقین و پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنّت نصیب کرے احبابِ جماعت سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

## درسِ قرآن

——— محترم نصیر احمد صاحب فاروقی مسجد مُسلم ٹاؤن میں آئندہ ۵ بجے شام کو درس قرآن کریم شروع

کیا کریں گے :

## محترم عبدالرحیم صاحب جگو کی پریشانیاں

——— ڈچ گیانا سے محترم عبدالرحیم جگو صاحب لکھتے ہیں کہ :———

ان دنوں میرے اُوپر ایک گردش کی ہوا چل پڑی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے میری چھوٹی بیٹی کی ایک آنکھ خراب ہو گئی جس کو علاج کے لئے فوراً ہالینڈ بھیجنا پڑا۔ اس کے چند ہی دنوں بعد میری ۸۰ سالہ بوڑھی ماں کا ایک حادثہ میں پاؤں ٹوٹ گیا اس کے بعد میری اہلیہ کا ایک بڑا اپریشن کیا گیا۔ اس کے کچھ دن بعد مجھے چار اپریشن کرانے پڑے۔ پھر چند ہی مہینے بعد میرا بہنوئی یعنی میری ہمشیرہ کا شوہر انتقال کر گیا۔ ابھی حال ہی میں میرے ساتھ

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

# مراسلات

## یہ لاہور ہے

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی مجلس منتظمہ کا اجلاس محترم میاں فضل احمد صاحب کے مکان پر بتاریخ ۷ مارچ ۱۹۷۰ء بوقت ۲½ بجے بعد دوپہر شروع ہوا۔ گذشتہ کام کا جائزہ لیا گیا اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ تالیف قلوب کمیٹی کا پروگرام مرتب ہو کر ہدایت ہوئی کہ اس پر باقاعدگی سے عمل کیا جائے۔ اس کمیٹی میں راقم کے علاوہ چوہدری عبدالحق و محترم عبدالغفور ثاقب ہیں۔

لاہور ایک بڑا شہر ہے۔ دوست پھیلے ہوئے ہیں لہذا اجتماعات کی سہولت کے لئے لاہور کو تین سیکٹروں میں تقسیم کیا گیا۔ سیکٹر ا کا مرکز احمدیہ بلڈنگس اور علاقہ احمدیہ بلڈنگس۔ اندرون شہر۔ شاد باغ ریلوے کالونی، گڑھی شاہو۔ شالیمار، مٹ و ملحقہ علاقہ جات ہوں گے۔ سیکٹر ب کا مرکز مسجد مسلم ٹاؤن اور علاقہ مسلم ٹاؤن، وحدت کالونی، شاہ جمال، احمد پارک، اچھرہ، رحمان پورہ، ماڈل ٹاؤن و ملحقہ علاقہ جات ہوں گے۔ سیکٹر ج کا مرکز سمن آباد ہوگا اور علاقے سول لائنز، مال روڈ، سمن آباد، ٹمپل روڈ چوبرجی، کرشن نگر و ملحقہ علاقہ جات ہوں گے نمایندے علی الترتیب چوہدری عبدالحق۔ چوہدری فضل حق اور محترم عبدالغفور ثاقب مقرر ہوئے۔

فیصلہ ہوا کہ پیغام صلح لاہور ہر دوست کے گھر جائے۔ جو چندہ یکمشت نہ دے سکتے ہوں اُن سے لوکل فنڈ کے ساتھ قسطوں میں لیا جائے جو چندہ دے ہی نہ سکتے ہوں ان کا چندہ دوسرے دوست برداشت کریں اور مقامی جماعت لاہور کی کارگذاری کی رپورٹ اس اخبار میں باقاعدہ شائع ہو۔ جو دوست انگریزی خواندہ ہیں ان کے نام لائٹ اسی طرح جاری کرایا جائے۔

وظائف کی دو درخواستوں پر غور ہوا۔ انٹرویو کے لئے ڈاکٹر وحید احمد، ڈاکٹر مبارک احمد و راقم پر مشتمل ایک بورڈ مقرر ہوا۔

غریب لڑکیوں کی شادی کے سلسلہ میں دو درخواستیں پیش کی گئیں۔ ایک کے لئے -/۲۵۰ روپے اور دوسری کے لئے -/۳۰۰ روپے تک کی منظوری دی گئی۔

فیصلہ ہوا کہ مجلس انتظامیہ کا اجلاس ہر ماہ کے پہلے ہفتہ کو بعد دوپہر ہوا کرے آئندہ اجلاس مورخہ ۴ اپریل ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ بوقت ۴ بجے بعد دوپہر بمکان ڈاکٹر وحید احمد صاحب واقع گلبرگ ہوگا۔

فضل حق
سیکرٹری۔ مقامی جماعت احمدیہ۔ لاہور

---

## مقامی جماعت سیالکوٹ کا ماہانہ اجتماع

مقامی جماعت سیالکوٹ کا اجتماع مسجد احمدیہ سیالکوٹ شہر میں اتوار مورخہ ۸ مارچ ۱۹۷۰ء کو بوقت گیارہ بجے قبل دوپہر منعقد ہوا۔ چھاؤنی کے دوست بھی شریک ہوئے مگر حاضری تسلی بخش نہ تھی۔ لاہور سے مولانا عبدالمنان صاحب عمر تشریف لے گئے تھے۔ صدارت کے فرائض شیخ محمد عبداللہ صاحب نے ادا کئے۔ تلاوت قرآن کے بعد مولانا نے ایک نہایت ہی عالمانہ تقریر کی جو کہ ٹیپ ریکارڈ کرلی گئی اور پیغام صلح کے آئندہ شمارہ میں شائع ہوگی۔ دوستوں نے خواہش ظاہر کی کہ یہ تقریر طبع کرا کر ٹریکٹ کی صورت میں شائع کی جائے۔

آئندہ اجتماع مسجد چھاؤنی میں مورخہ ۲ اپریل بروز اتوار بوقت ۹ بجے صبح ہونا قرار پایا۔ دوستوں نے استدعا کی کہ اس اجتماع میں شمولیت کے لئے مرکز سے محترم نصیر احمد فاروقی صاحب و محترم محمد حسن چیمہ صاحب تشریف لائیں۔ اجلاس کے بعد حاضرین کی تواضع پھلوں سے کی گئی۔ کھانا محترم ذکی صاحب کے ہاں کھایا۔ چائے کا انتظام محترم مرزا منظور احمد بیگ صاحب نے کیا تھا۔ جس میں تنظیمی امور بھی زیر بحث آئے۔ دو تجویزیں بہت خوب تھیں ایک احمدیہ پاکٹ بک کا شائع کرنا اور دوسری تبلیغ بذریعہ ڈاک۔ شام کی گاڑی سے مولانا و راقم واپس لاہور آگئے۔

فضل حق۔ ناظم شعبہ تنظیم جماعت

---

## چٹاگانگ میں پُرمسرت تقریبات

سابق لفٹنٹ کمانڈر مرغوب عالم صاحب کے فرزند فاروق عالم صاحب کا نکاح سابق میجر صادق علی صاحب کی صاحبزادی انجم صادق صاحبہ سے مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر کے عوض ۱۸ فروری ۱۹۷۰ء کو پڑھا گیا اور ۲۴ فروری ۱۹۷۰ء کو رخصتی عمل میں آئی۔ برات میں معززین شہر کی کثیر تعداد شامل تھی۔

مرغوب عالم صاحب کی صاحبزادی غزالہ رعنا کا نکاح رحمت علی وحید صاحب مرحوم کے صاحبزادے عاشق وحید صاحب سے جو چٹاگانگ پورٹ ٹرسٹ میں میرین انجنیئر ہیں ۲۵ فروری ۱۹۷۰ء کو بعوض مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پڑھا گیا۔ اس تقریب میں انجمن کی طرف سے مقرر شدہ ڈائرکٹر برائے مشرقی پاکستان جناب ڈپٹی خلیل الرحمان خادم نے مرغوب عالم صاحب کے نے نہایت دلپذیر اور موثر انداز میں تقوے اختیار کرنے کی اہمیت بیان فرمائی۔ خادم صاحب نے بیان کیا کہ جو آیات قرآنی مسنون طور پر نکاح کے وقت پڑھی جاتی ہیں ان میں بار بار تقوے کا حکم ہے۔ یہ اسلوب اختیار کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نو بیاہتا جوڑے سے معاشرہ کے ایک بنیادی یونٹ کے وجود میں آنے پر تقوے کی تلقین کرتے تھے۔ عائلی زندگی کی ابتدا سے ہی بین الازدواج عدل اور احسان کے علاوہ حقوق العباد اور حقوق اللہ کی کماحقہٗ ادائیگی سے ایک ایسا معاشرہ تعمیر ہو سکتا ہے جس کے افراد اخوت، رواداری اور امن کی قدروں سے مستفیض ہو کر نہ صرف اپنے لئے بلکہ تمام انسانیت کے لئے باعث رحمت بن سکتے ہیں۔ خادم صاحب نے دولہا اور دلہن کو خصوصاً تقوے کی تلقین کرتے ہوئے سب حاضرین مجلس کے ساتھ ان کی بابرکت زندگی کے لئے دعا کی۔ یہ خطبہ تمام حاضرین نے بے حد پسند کیا۔

فاروق عالم صاحب کا ولیمہ اور غزالہ رعنا صاحبہ کی رخصتی کی تقریب ۲۷ فروری ۱۹۷۰ء بروز جمعہ شام کو وقوع میں آئی۔ مرغوب عالم صاحب کے بنگلہ واقع صدر گھاٹ کو بجلی کے قمقموں سے سجایا گیا اور شامیانوں میں تقریباً چار صد مہمانوں کے لئے نشست اور طعام کا بندوبست

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۴)

---

از خان بہادر غلام ربانی خان صاحب انصاری مانسہرہ

# خواجہ صلاح الدین محمود کی یاد میں

آج اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۸-۲-۷۰ء میں ایک دل خراش خبر دیکھنے میں آئی۔ کہ عزیز خواجہ صلاح الدین محمود صاحب ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے ہیں جس سے ہمارے دل سخت حزین ہیں۔ مجھے ان عزیز کے ساتھ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور کی زندگی میں ہی تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ اور پھر ۴۹ تا ۱۹۵۱ء میں جب میں مسجد ووکنگ اور ووکنگ مشن میں بطور معاون ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب مرحوم امام مسجد کا کام کر رہا تھا تو عزیز خواجہ صلاح الدین محمود کو نزدیک سے بہت وقت تک دیکھنے کا موقعہ ملا۔ ان ایام میں وہ پاکستان ہائی کمشنر لندن کے لیبر اتاشی تھے۔ اور ان کی خداداد قابلیت اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے مسٹر ابراہیم رحمت اللہ صاحب ہائی کمشنر ان پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔ چنانچہ پاکستان ہاؤس میں نماز جمعہ کا قیام اور انتظام ان کے سپرد تھا۔ اور ہائی کمشنر کی طرف سے ووکنگ مسجد کا امام وہاں خطیب تھا۔ جو فرائض باری باری مولانا عبدالمجید صاحب اور ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب اور خاکسار ادا کرتے رہے۔

خواجہ صاحب کا یہ اثر تھا کہ ہالٹن اور کریوول میں پاکستانی ہوائی فوج جن کی تعداد تقریباً پانچصد تھی مذہبی تعلیم کے لئے مسجد ووکنگ کے زیر تربیت رہے۔ اور وہ طلباء عیسائی گرجا جانے سے بچ گئے اور اچھے دیندار مسلمان بن گئے۔ چنانچہ ماہ رمضان کے روزے ۱۹۴۹-۱۹۵۰-۱۹۵۱ کے مئی جون کے مہینوں میں کامیابی سے ان طلباء نے رکھے اور عیدوں پر یہ نوجوان ووکنگ مسجد میں آکر باوردی اور کمربستہ ہو کر دو ہزار مہمانوں کا استقبال کرتے اور کھانا کھلانے کا انتظام کرتے تھے۔ اسی طرح پاکستانی ہائی کمشنر خواجہ صاحب کے ذریعہ مجھے برمنگھم وغیرہ مقامات پر بھجواتے تھے اور خواجہ صلاح الدین صاحب مرحوم ان مقامات پر اجلاس کا انتظام بذریعہ پاکستانی انجمنوں کے کرتے تھے۔ برمنگھم میں اس وقت بھی پاکستانی مسلمانوں کی بڑی تعداد تھی۔ ان کی مسجد بھی تھی۔ وہ لوگ خواجہ صاحب کی بے حد عزت کرتے تھے کیونکہ ہائی کمشنر ہاؤس کے روح رواں تھے اور پاکستانی اصحاب کی ہر قسم کی امداد کرتے تھے اور ان کی مشکلات کو دور کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے وہ تمام استقبالیہ پارٹیاں اور جلسے جلوس میری آنکھوں کے سامنے ہیں اور درد پیدا ہوتا ہے کہ کتنا قیمتی بے لوث خاموش طبع۔ صاحب اثر، ہر دل عزیز دکن ہم سے رخصت ہو گیا۔

وہ ووکنگ مسجد ٹرسٹ کے ممبر بھی تھے اور ووکنگ مسلم مشن کی روح رواں۔ اور اپنے بزرگ والد حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ افسوس اور بڑھ جاتا ہے جب کہ مرحوم کے برادر بزرگوار خواجہ نذیر احمد صاحب جیسا ذہین عقلمند اور صاحب تدبیر رکن انجمن اور ووکنگ مسلم مشن کے روح رواں پہلے ہی صاحب فراش ہیں۔ مجھے خواجہ صاحب مرحوم کے سب لواحقین کے ساتھ دلی ہمدردی ہے اور میں ان کے غم میں بہت حد تک شریک ہوں اللہ تعالےٰ اس خاندان میں سے کوئی اور نعم البدل عطا کرے کہ وہ اپنے صاحب کرامت بزرگ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے کام کو چلانے میں دامے۔ درمے سخنے قدمے اعانت فرمادے۔

دُعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ شریک غم۔ غلام ربانی

# حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت پر تین قسم کی شہادت

## (۱) آپؐ کی اپنی ذات سے (۲) اللہ تعالےٰ کی طرف سے

## (۳) سابق انبیاءؑ اور کتابوں سے

**خطبہ جمعہ**

مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۷۰ء

فرمودہ

حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ

بمقام

جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

افمن کان علےٰ بیّنۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماماً ورحمۃ۔ اولٰئک یؤمنون بہ۔ ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ فلاتک فی مریۃ منہ۔ انہ الحق من ربک ولٰکن اکثر الناس لا یؤمنون ——— (سورۃ ھود : ۱۷) ———

### حضرت نبی کریم صلعم کی حقانیت پر تین قسم کے شواہد۔

ان آیات میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق پر قائم ہونے کے متعلق دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ پہلی دلیل یہ ہے کہ افمن کان علےٰ بیّنۃ من ربہ۔ یہ دلیل ان کی اپنی ذات سے تعلق ہے۔ ان کی ذات کا مشاہدہ کرنے سے عقلی دلائل ثابت کر دیتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں۔ دوسری بات یہ ہے ویتلوہ شاھد منہ۔ جناب الٰہی کی طرف سے بھی گواہی ہے کہ انکی نبوت برحق ہے۔ یہ گواہی بصورت قرآن کریم ہے۔ تیسرا امر جو آنحضور صلعم کے برحق ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما ورحمۃ۔ حضرت موسےٰ نے تورات میں گواہی دی تھی۔ کہ میرے جیسا پیغمبر اللہ تعالےٰ مبعوث کرے گا۔ یہ تین دلائل ہیں جن میں حضور نبی کریم صلعم کے برحق ہونے کے متعلق گواہی دی گئی ہے۔

### حضرت نبی کریم صلعم کیلئے "الامین" کا منصب

جب آنحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۳۵ سال کے تھے تو سیلاب کی وجہ سے خانہ کعبہ کی عمارت گر گئی، اس کو نئے سرے سے بنانا شروع کیا گیا اس دوران ایک موقعہ ایسا آیا کہ قبائل کے لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور وہ ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے اور آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے جب خانہ کعبہ کی دیواریں کسی قدر اونچی ہو گئیں تو ایک دیوار پر حجر اسود نصب کرنا تھا۔ ہر ایک قبیلہ کا سردار یہ چاہتا تھا کہ یہ عزت مجھے ہی حاصل ہو۔ اس پر باہم تنازع برپا ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سارے عرب میں جنگ چھڑ جائے گی اور یہ سب پر روشن ہو گیا کہ یہ اختلاف عرب میں تباہی لانے کا موجب ہو گا۔ اس تباہی سے بچنے کے لئے قبائل کے سرداروں نے سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ کل جو شخص صبح سویرے بیت اللہ میں آئے گا وہ جو فیصلہ دے گا اسے قبول کر لیا جائے۔

دوسرے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے خانہ کعبہ میں تشریف لے آئے حضورؐ کو دیکھ کر لوگوں میں ایک ولولہ پیدا ہو گیا بلند آواز سے کہنے لگے جاء الامین جاء الامین۔ یہ بڑے جامع الفاظ ہیں یہ کوئی دو چار روپے یا تھوڑی سی زمین کے متعلق امانت و دیانت کی بات نہیں۔ بلکہ تمام امور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت امانت مسلّم تھی۔ ہر ایک قبیلہ یقین کرتا تھا کہ آپؐ الامین ہیں۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

### الامین کا منصب حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔

جب پاکستان وجود میں آیا تو میرے ایک واقف شخص پشاور کے علاقہ میں گورنر مقرر ہوئے انہوں نے بعض دوسرے امور کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ حضور صلعم کا مقام الامین بڑا مشکل مقام ہے۔ اور یہ بڑی عظمت اور بہت بڑے کردار کو چاہتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں اس علاقے کا گورنر ہوں میں نے میونسپل کمیٹی کو حکم دیا کہ فلاں رستہ خراب ہے اس پر پختہ سڑک تیار کی جائے۔ یہ رستہ میری اپنی زمین کو جاتا تھا صرف اپنی زمین تک پہنچنے کے لئے میں نے سرکاری طور پر یہ سڑک بنوائی تا اس میں فوائد عامہ کا کوئی تعلق نہ تھا۔ تو الامین ہونا بہت مشکل ہے۔ اور یہ مقام آنحضور صلعم کو میسّر تھا۔

### اللہ تعالےٰ کی طرف سے الامین کا خطاب

جہاں زمین کے لوگوں نے آپؐ کے "الامین" ہونے کی گواہی دی، وہاں آسمان والے نے بھی یہی گواہی دی فرمایا مطاع ثمّ امین آپؐ دنیا جہان کے مطاع ہیں اور امین بھی ہیں آپؐ کی امانت دیانت اس حد تک پہنچی ہوئی تھی کہ اسی بناء پر حضورؐ نے فرمایا انا امین فی الارض وامین فی السّماء

### نبی کریم صلعم کی امانت کا ثبوت آپؐ کے عمل سے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب فوت ہوئے تو گھر میں کچھ نہیں چھوڑا، نہ کوئی فرنیچر ہے نہ کوئی سواری۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں ما ترک رسول اللّٰہ عند وفاتہ درھمًا ولا دینارًا۔ رسول اللہ صلعم جب فوت ہوئے گھر میں کچھ نہیں چھوڑا کوئی درہم و دینار اپنے پیچھے نہیں چھوڑا۔ ولا شاۃً ولا بعیرًا۔ نہ کوئی بھیڑ یا بکری، یہی اس وقت کی دولت تھی، ولا عبدًا ولا امۃً، ایک اور دولت لونڈی، اور غلاموں کی ہوتی تھی، وہ بھی آپؐ کے ہاں نہ تھی، حضور صلعم بادشاہ وقت ہیں مگر بے نفس ہیں۔

عراق سے ایک لاکھ روپے کا مال غنیمت آیا۔ حضور صلعم کو اطلاع ہوئی تو فرمایا مسجد میں ڈال دو۔ آج کا گورنر ہوتا تو اس مال غنیمت کو پہلے ٹٹولتا۔ اور من پسند اشیاء اپنے ہاتھ میں کر لیتا۔ لیکن حضور صلعم مال غنیمت کو دیکھتے بھی نہیں۔ فرماتے ہیں مسجد میں ڈال دو۔ بعدہٗ نماز پڑھنے تشریف لائے تو نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، نماز کے بعد سارا مال قوم میں تقسیم کر کے خالی ہاتھ گھر واپس چلے گئے۔

### اہل بیت کی شہادت

اب اہل بیت کی گواہی ملاحظہ ہو، گھر کی گواہی بڑی اہم ہوتی ہے۔ جب حضرت صلعم پر پہلی وحی اتری تو آپؐ کانپتے ہوئے گھر تشریف لائے۔ اور فرمایا زملونی زملونی۔ مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ کپڑا اوڑھ کر لیٹ گئے۔ اور فرمایا خشیت علٰی نفسی۔ میری جان جاتی ہے۔ ایسا بوجھ اللہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجھ پر ڈالا گیا ہے جس کا اٹھانا میرے لئے مشکل ہے۔ حضرت خدیجہ رضؓ جواب دیتی ہیں کلّا واللّٰہ ما یخزیک اللّٰہ ابدًا۔ آپؐ گھبراتے کیوں ہیں، اللہ تعالےٰ آپؐ ایسے شخص کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

کئی بیویاں خاوندوں کے متعلق کہتی ہیں کہ میرے میاں باہر تو مسٹر اور جنٹلمین ہوتے ہیں، لیکن جب گھر میں آتے ہیں تو سب کو پھاڑ کھانے لگتے ہیں لیکن حضرت خدیجہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلعم کا کردار ایسا ہے، جو کسی طرح آپؐ کی رسوائی کا موجب نہیں ہو سکتا، اور وہ دلائل دیتی ہیں کہ انک تصدق الحدیث سچی بات کہتے ہیں، و تقری الضیف آپؐ بہت مہمان نواز ہیں، مہمانوں کی عزت کرتے ہیں، و تحمل الکلّ جس کا کوئی بوجھ اٹھانے والا نہ ہو آپؐ اس کا بوجھ اٹھاتے ہیں و تعین علٰی نوائب الحق۔ اور مصائب ناگہانی میں لوگوں کی تکلیف

دُور کرنے کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں ایسے شخص کو خدا کبھی ضائع نہیں کرے گا

## ذاتی ملازم کی شہادت

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ میں لمبی مدت تک آنحضرت صلعم کی خدمت میں رہا مجھے کسی کام کے کرنے پر کبھی پرسش نہیں فرمائی کہ کیوں کیا اور نہ کسی کام کے نہ کرنے پر ملامت کی، اگر کوئی کام خراب ہو گیا تو پھر بھی آپ نے بُرا نہ منایا یہ آپؐ کا سلوک ملازموں سے تھا، اور دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک رَوا رکھا۔

## دوستوں اور صحابہؓ کے متعلق آپؐ کا کردار

آپؐ نے ہمیشہ دوستوں کی تکریم فرمائی حضرت ابوبکر رضؓ کے متعلق فرمایا کہ ان امن الناس علیّ من ماله وصحبته ابو بکر۔ لوگوں میں سے سب سے بڑھ کر ابوبکرؓ نے مجھ پر احسان کیا انہوں نے اپنا مال بھی مجھ پر خرچ کیا اور مصیبت کے وقت رفاقت بھی کی۔ اور حضرت عمر رضؓ کے متعلق فرمایا کہ عمرؓ جس طرف سے گذر جائے وہاں شیطان کا گذر نہیں ہوتا۔

## آپ صلعم کی ذات بابرکات کی شہادت کیوں پیش کی؟

اور اللہ تعالےٰ نے جہاں یہ فرمایا کہ آپؐ مطاع اور امین ہیں وہاں دوسری جگہ یہ بھی فرمایا وانك لعلیٰ خلق عظیم۔ آپؐ بہت بڑے خلق عظیم کے مالک ہیں بحیثیت بادشاہ، بحیثیت قاضی، بحیثیت کمانڈر، بحیثیت دوست، بحیثیت خاوند، بحیثیت مصاحب اور بحیثیت رہبر آپؐ بے نظیر اخلاق رکھتے ہیں پس اس آیت افمن کان علیٰ بینة من ربه میں بتایا ہے کہ حضورؐ کا وجود آپکے حق پر ہونے کی دلیل ہے۔

اللہ تعالےٰ نے تین قسم کی گواہیاں دی ہیں سب سے مقدم آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات ہے۔ ان کی ذات کو کیوں مقدم رکھا گیا ہے؟ اس لئے کہ دین اسلام کی ساری کی ساری عمارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر قائم ہے اگر آنحضور صلعم کی صداقت پر ایمان نہ ہو تو قرآن پر ایمان کیسے قائم ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی وحی اور قرآن کو منوانے کے لئے آپؐ کی ذات بہت بڑا ذریعہ ہے اسی لئے فرمایا افمن کان علیٰ بینة من ربه آپؐ کی ذاتِ اقدس میں برحق ہونے کے دلائل عقلیہ موجود ہیں۔

## قرآن کریم کی تعلیم آپؐ کی صداقت پر شاہد ہے

پھر اس کے بعد فرمایا و یتلوه شاهد منه۔ جنابِ الٰہی کی پہلی گواہی ہے کہ آپؐ حق پر ہیں وہ گواہی قرآن کریم دیتا ہے۔ اس کی پہلی آیت کریمہ پر غور کیا جائے تو فرمایا الحمد للّٰہ رب العٰلمین۔ کائنات کا مالک ایک اللہ ہی کی ذات ہے۔ وہی سب مخلوق کی ربوبیت کرنے والا ہے، اس کی تخلیق اور تمام جہان کی ربوبیت کا ذکر کیا ہے۔ دنیا کا کوئی مصنف کوئی شاعر ایسا جملہ نہیں بنا سکتا جس میں بیک وقت خدا تعالےٰ کا ذکر ہو، اس کی ساری مخلوق کائنات کا ذکر ہو اور ساری انسانیت کا ذکر ہو، مخلوق بے انتہا ہے اس کا اندازہ و شمار نہیں ہو سکتا، فرمایا ان سب کی ربوبیت کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے، اس کو ہر چیز چرند پرند، حیوان و انسان سب کی ضروریات کا علم ہے۔ فرمایا خلق کل شیٔ وهو بکل شیٔ علیم۔ اس ذات پاک نے ہر شئے کو پیدا کیا ہے اور وہ تمام مخلوق کی ضروریات کو پُورا کرنے والا ہے۔ ضروریات پوری کرنے کے لئے اس کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں جو ختم ہونے میں نہیں آتے۔ جہاں جسمانیات کے لئے اس کائنات میں اس قدر سامان مہیا کر رکھے ہیں۔ وہاں فرمایا ولکل قوم هاد۔ ہر قوم کے لئے رہبر و ہادی بھیجے گئے ہیں۔ یہ رسول اللہ صلعم کا کلام نہیں ہو سکتا اسی سورۃ فاتحہ میں فرمایا صراط الذین انعمت علیهم۔ جو نیک لوگ گذرے ہیں، پیغمبر اور اولیاء اللہ ان کے رستہ پر ہمیں چلایا جائے، یہ انسانی کلام نہیں ہو سکتا۔

## قرآن شریف کا چیلنج۔ از دیاد علم سے قرآن کی تعلیم روشن ہو گی

قرآن کریم میں ایک عظیم الشان چیلنج ہے وہ یہ کہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فأتوا بسورة من مثله وادعوا شهداء کم۔ اگر دشمن خیال کرتے ہیں کہ یہ کلام الٰہی نہیں ہے تو سارے عرب مل کر اس جیسی ایک ہی سورت یا آیت بنا لائیں لیکن اس چیلنج کے جواب میں عربوں نے یہی کہا ما هٰذا الا قول البشر۔ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے۔ پھر شرق و مغرب کے تمام علماء کو ایک اور چیلنج دیا ہے۔ فرمایا ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیك من ربك هو الحق۔

## صرف تقوے اللہ قومی فضیلت کا ذریعہ ہو سکتا ہے

یہ بہت بڑا چیلنج ہے، علم تو بڑھتا رہتا ہے، باوجود اس کے قرآن کا دعویٰ ہے کہ جو بھی اہلِ علم اس پر غور کریں گے انہیں اعتراف کرنا پڑے گا کہ یہ قرآن کریم حق و حقیقت پر مبنی ہے۔ اس کے مقابل پر دیگر آسمانی کتابیں علم کے بڑھنے سے ماند پڑ گئی ہیں۔ پھر تمام قوموں کو متحد کرنے کے لئے فرمایا کہ میں سارے انبیاءؑ پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی کتب پر ایمان رکھتا ہوں، دوسری سب اقوام ہندو، عیسائی اور یہودی وغیرہ اپنی اپنی قوم کے متعلق کہتے ہیں کہ وہی اللہ تعالےٰ کو پیاری ہے۔ اس کے برعکس حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں لا فضل لعربی علیٰ عجمی۔ میری قوم کو دوسری قوم پر کسی قسم کی فضیلت حاصل نہیں ولا لعجمی علیٰ عربی اور نہ ہی کسی عجمی قوم کو عربی قوم پر کسی قسم کی فضیلت حاصل ہے الا بتقوی اللّٰہ۔ عزت و شرف کا معیار صرف اور صرف تقوےٰ الٰہی ہے اور فرمایا ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم۔ معزز و مکرم وہ ہے جو اطاعت خالق اور خدمتِ مخلوق کرتا ہے، یہی قانون عزت و قدر اور شرف و تعظیم حاصل کرنے کا ہے۔

## عربی لغت کی کتابوں میں آیاتِ قرآنی سے استشہاد

قرآن کریم کا حق و حقیقت اور بے نظیر ہونا ایک اور پہلو سے بھی ثابت ہے مصر میں عیسائی موجود ہیں جن کی مادری زبان عربی ہے، انہوں نے عربی زبان کی ڈکشنریاں لکھی ہیں ان لغات نویسوں میں بیروت کے ایک عیسائی نے المنجد عربی لغت کی ایک کتاب لکھی ہے وہ بیروت کا ایک پادری ہے۔ اس میں وہ کسی لفظ کے معنے کرتے ہوئے، استشہاد کے طور پر قرآن کریم کی آیات کا حوالہ دیتا ہے یہ گواہی ہے کہ قرآن کریم لاجواب کتاب ہے جرمن میں ایک عربی دان پروفیسر تھا۔ اور ایک شخص وزیر تعلیم تھا، انہوں نے بھی اور انگلستان کی یونیورسٹیوں کے پروفیسروں نے بھی قرآن کریم کی عظمت کا اقرار کیا ہے۔ ایک جرمن پروفیسر عربی دان *Harowitz* علیگڑھ یونیورسٹی میں تھا۔ وہ کہتا تھا کہ اگر عربی ادب کا تمام ذخیرہ ایک جگہ جمع کیا جائے تو سب سے اُوپر جو کتاب رکھی جائے گی وہ ........ قرآن کریم ہے۔

## قرآنی تعلیم پر عمل کرنے سے دُنیا کا فساد مٹ سکتا ہے

یورپ و امریکہ میں دشمنانِ اسلام موجود ہیں۔ اسی دشمنی کی بناء پر ہی وہ یہودیوں کے طرفدار بنے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسلام کو ختم کر دیا جائے لیکن یہ دشمنانِ اسلام قرآن کا چیلنج قبول کرنے سے عاجز و درماندہ ہیں، فرمایا ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیك من ربك هو الحق۔ دنیا کے اہل علم گواہی دیں گے کہ وہ تعلیم جو قرآن کریم نے پیش کی ہے وہ برحق ہے، آج دنیا میں فساد ہی فساد ہے، اگر کسی تعلیم و تلقین کے ذریعہ یہ فساد مٹ سکتا اور اتحاد قائم ہو سکتا ہے تو وہ قرآن کریم کی تعلیم کی برکت سے ممکن ہے، یہ آنحضرت صلعم کے برحق ہونے پر اللہ تعالیٰ کی شہادت ہے۔

## صداقت نبوی پر تیسری شہادت سابق انبیاءؑ اور انکی کتابوں سے

اور تیسری شہادت یہ ہے ومن قبله کتاب موسیٰ اماما ورحمة۔ حضرت موسیٰؑ کی کتاب میں بھی یہ گواہی موجود ہے کہ آنحضرت صلعم برحق ہیں۔ توریت باب ۱۸ استثناء کی آیات ۱۵ سے ۱۸ تک میں لکھا ہے کہ "میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ جیسا ایک نبی برپا کروں گا۔" یہ کتاب موسیٰؑ کی شہادت ہے، کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے آنحضرت صلعم کو مبعوث کیا گیا، اور حضرت عیسٰےؑ فرماتے ہیں کہ اب میں جاتا ہوں۔ میرے بعد ایک شخص آئے گا وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا بلکہ وہی کچھ کہے گا جو اس کا ربّ بتائے گا۔ حضرت ابراہیمؑ نے بھی حضورؐ کے متعلق دُعا کی تھی۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا انا دعوة ابی ابراهیم میں اپنے باپ حضرت ابراہیمؑ کی دُعا کا نتیجہ ہوں وبشارة عیسیٰ۔ اور اپنے بھائی حضرت عیسٰےؑ کی بشارت ہوں۔ تو دین کی تاریخ میں حضرت ابراہیمؑ سے لے کر حضرت عیسٰےؑ تک سب پیغمبر حضور صلعم کے حق میں گواہیاں دیتے رہے ہیں یہ مذاہب کی تاریخ ہے جو حضورؐ کے برحق ہونے کی گواہی پیش کرتی ہے اس ملک کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ حضور نبی کریم صلعم کی تعلیم پر عمل کریں اور اس دنیا سے فساد کو ختم کر کے امن قائم کریں۔

## حضرت نبی کریم صلعم تمام اُمت کے مطاع ہیں آپکے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

حضرت نبی کریم صلعم مطاع ہیں آپؐ کے بعد کوئی مطاع نہیں اس میں شک نہیں کہ خادم رسولؐ اور

(باقی برصفحہ ۱۱ کالم ۳)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ

# حضرت مسیح موعودؑ کے چند الہامات اور ان کا ذریعہ ہدایت ہونا

## الہام "کمترین کا بیڑہ غرق ہوگیا"

حضورؑ کے الہام "کمترین کا بیڑہ غرق ہوگیا" پر بھی روشنی ڈالنے کے لئے ہمارے معزز سائل صاحب نے ہم سے مطالبہ کیا ہے، سو واضح ہو کہ حضورؑ کا یہ الہام بھی تین الہاموں کے درمیان واقع ہے اور ان کا کامل وقوع ہی اس کی حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے اور یہ تینوں الہام ایک ہی تاریخ یعنی ۱۵ نومبر ۱۹۰۶ء کے ہیں حضورؑ فرماتے ہیں :۔

"آج رات ستائیسویں رمضان المبارک تھی اور اس پر یہ خیال دل آتا ہے کہ شاید یہ رات قدر کی رات ہے۔ اس سے دنیا کی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں شاید کہ یہ ہو یا نہ نصیب ہو یا نہ ہو میں اٹھا اور میں نے نماز پڑھ کر دعا کی بعد میں حسب ذیل الہامات ہوئے :

(۱) "قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بنا دے بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے"

(۲) "کمترین کا بیڑا غرق ہوگیا" یعنی کسی کے قول کی طرف اشارہ ہے۔

(۳) "تیری دعا قبول کی گئی"

## ایک مخلص مرید کی حالت زار اور دعا کی درخواست۔

ان الہامات کا شان نزول یا پس منظر یہ ہے کہ مدراس میں ایک شخص سیٹھ عبدالرحمٰن نامی بہت بڑے تاجر تھے وہ حضورؑ کے مخلص مریدوں میں شمار ہوتے تھے اور دینی کاموں میں اپنا مال بھی فراخ دلی سے خرچ کیا کرتے تھے جو تحریک بھی حضورؑ کی طرف سے اشاعت اسلام کے لئے کی جاتی تھی اس میں دل کھول کر چندہ دیا کرتے تھے ایک وقت انہیں ایسا آیا کہ ان کا تجارتی کاروبار سخت خسارہ کا شکار ہوگیا جس سے ان کی مالی حالت بہت پتلی ہوگئی اور ان کی امارت غربت میں اور ان کی تونگری فقر میں تبدیل ہوگئی کشائش نے تنگدستی کا رنگ اختیار کر لیا چنانچہ اس شخص نے حضورؑ کی خدمت میں اپنے ایک مکتوب میں اپنی اس حالت زار کا نقشہ پیش کرتے ہوئے حضورؑ سے عاجزانہ درخواست کی کہ حضورؑ اس کے لئے خاص دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان پر پہلے جیسے کشائش کے دن لائے اور ان کی تجارت کو فروغ دے اور جو نقصان انہیں پہنچ گیا ہے اس کی تلافی فرما دے ان کی اس درخواست دعا کو قبولیت کا شرف بخشتے ہوئے حضورؑ نے ان کے لئے دعا کی جس پر یہ تینوں الہامات نازل ہوئے۔

چنانچہ پہلے الہام میں اللہ تعالےٰ نے بشارت دی کہ اللہ تعالےٰ جس طرح اس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ کسی کے بنے بنائے کام کو نا کام بنا دے اسی طرح وہ اس بات پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ بگڑے ہوئے کام کو درست کر دے اور نقصان کو نفع میں بدل کر اس کی تلافی کر دے اور غرق ہونے والے بیڑے کو سالم کامیابی پر سلامتی کے ساتھ پہنچا دے۔ چنانچہ تیسرے الہام میں صاف لفظوں میں اس دعا کی قبولیت کی بشارت دے دی چنانچہ فرمایا :۔ "تیری دعا قبول کی گئی"

چنانچہ ان الہامات کے منجانب اللہ ہونے کا یہی ثبوت ہے کہ ان الہامات کے نازل ہونے کے بعد اس مخلص مرید کی تجارت آنًا فانًا پھر چمک اٹھی اور خسارہ کی حالت سے پھر نفع کی حالت کی طرف عود کر آئی پس ان الہامات کا درمیانی نقرہ کہ "کمترین کا بیڑہ غرق ہوگیا" اس شخص کی اسی حالت زار کا نقشہ پیش کر رہا ہے جس کا اظہار اس نے اپنے مکتوب میں دعا کی درخواست کرتے ہوئے کیا تھا کیونکہ جب کسی شخص کو شدید نقصان پہنچے تو وہ یہی محاورہ استعمال کرتا ہے کہ میرا بیڑا غرق ہوگیا پس اس شخص کی تجارت کا دنیا ہو جانا اس کے بیڑے کے غرق ہونے کے ہی مترادف تھا پہلے الہام میں خدا نے بری حالت کو اچھی حالت میں بدل دینے پر اپنی قدرت کا اظہار فرمایا ہے اور تیسرے الہام میں قبولیت دعا کی بشارت دے کر سیٹھ صاحب کی نقصان والی حالت کو نفع والی حالت کے ساتھ بدل دیا جائے گا اور اس کو عملی طور پر بدل کر اپنی قدرت کا ثبوت بھی بہم پہنچا دیا اور واضح کر دیا کہ اسے ہر حالت پر تصرف تام حاصل ہے وہ بنے کام کو نا کام بھی بنا سکتا ہے اور ان کی کامیابی کے سامان بھی پیدا کر سکتا ہے اور اس نے جو وعدہ اپنے خاص بندوں کو قبولیت دعا کے متعلق اپنی کتاب قرآن مجید میں دیا ہے وہ سچا وعدہ ہے اس کا پورا ہونا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ قرآن شریف فی الحقیقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی نازل کردہ کتاب ہے اور یہ حقیقت نہ صرف مسلمانوں کے دلوں کو اس یقین سے بھر دیتی ہے کہ مومن حقیقی کی دعائیں مشکل کو آسان کر دینے میں مدد دیتی ہیں بلکہ غیر مسلموں کے لئے بھی قرآنی صداقتوں پر ایمان لانے میں ممد ثابت ہوتی ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر دہریوں کے دلوں میں بھی خدا کی ہستی پر ایمان پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں یہی وہ یقین ہے اور یہی وہ ایمان ہے جسے پیدا کرنے کے لئے ہی حضرت مرزا صاحبؑ کو ماموریت کا تاج پہنایا گیا تاکہ صداقت کا باغ جو خشک ہو گیا تھا اس میں دوبارہ بہار آ جائے اور خدا کے فضل سے باغ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں وہ بہار حضورؑ کی سعی سے دوبارہ آ بھی گئی اور وہ پہلے کی طرح ہرا بھرا ہو گیا جس کو ہر کس و ناکس مشاہدہ کر رہا ہے اور یہی امر حضرت مرزا صاحبؑ کے دعوئے ماموریت کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

## دوسرے الہام "میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا" کی حقیقت۔

حضورؑ کے الہام "میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا" کی حقیقت پر روشنی ڈالنے کے لئے بھی مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس الہام کا شان نزول یہ ہے کہ حضورؑ کو ۸ اپریل ۱۹۰۵ء کو عربی میں مندرجہ ذیل چند الہامات ہوئے :۔

"تازہ نشان تازہ نشان کا دھکہ زلزلہ الساعۃ قوا انفسکم ان اللہ مع الابرار دنی منک الفضل جاء الحق وزھق الباطل" الہامات

کی تشریح میں حضورؑ نے فرمایا کہ کوئی سخت آفت آنے والی ہے اس سے بچاؤ کا ذریعہ فسق و فجور کی زندگی سے اجتناب اور نیکی کو اختیار کرنا ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں :

"بقیہ ترجمہ عربی وحی کا یہ ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ نیکی کرکے اپنے تئیں بچا لو قبل اس کے جو وہ ہولناک دن آ وے جو ایک دم میں تباہ کر دے گا اور فرماتا ہے کہ خدا ان کے ساتھ ہے۔ جو نیکی کرتے ہیں اور بدی سے بچتے ہیں۔ اور اس نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ میرا فضل تیرے نزدیک آ گیا۔ یعنی وہ وقت آ گیا کہ تو کامل طور پر شناخت کیا جائے حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا چنانچہ تدریجًا حضورؑ کی قبولیت ساری دنیا میں پھیلتی جاتی ہے دشمنوں کے منصوبے اس میں روک نہیں بن سکے۔ ناقل) دیکھو آج میں نے بتلا دیا۔ کہ زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی۔ کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا۔ اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کرے گا۔ وہ پکڑا جائے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ جو میرا قہر زمین پر اترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی پس اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جس کی پہلے نبیوں نے بھی خبر دی تھی مجھے اس ذات کی قسم ہے۔ جس نے مجھے بھیجا کہ یہ سب باتیں اس کی طرف سے ہیں میری طرف سے نہیں ہیں کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جائیں کاش میں ان کی نظر میں کاذب نہ ٹھہرتا۔ تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی ....

...... ورنہ وہ دن آتا ہے کہ انسانوں کو دیوانہ کر دے گا نادان بدقسمت کہے گا۔ کہ یہ باتیں جھوٹ ہیں۔ ہائے وہ کیوں اس قدر سوتا ہے۔ آفتاب تو نکلنے کو ہے۔ جب خدا تعالےٰ اس وحی کے الفاظ میرے پر نازل کر چکا تو ایک روح کی آواز میرے کان پر پڑی۔ جو کوئی ناپاک روح تھی۔ اور میں نے اس کو یہ کہتے سنا کہ "میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا"

انسان کا کیا ہرج ہے، اگر وہ فسق و فجور کو چھوڑ دے کونسا اس میں اس کا نقصان ہے۔ اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے۔ آگ لگ چکی ہے اٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔"

اس الہام کا مضمون صرف واضح ہی نہیں بلکہ قرآن کریم کے عین مطابق بھی ہے کیا اس حقیقت کا انکار کیا جا سکتا ہے کہ دنیا میں وہ لوگ جو الٰہی ہدایات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے غفلت کی زندگی بسر کرتے ہیں وہ الہامی اصطلاح میں سوتے ہوئے ہی قرار دیئے جاتے ہیں ایسے لوگ اپنی اس نیند اور غفلت پر اگر تادم مرگ مصر رہیں تو ان کا ٹھکانہ لازمًا جہنم ہی ہوگا چنانچہ سورہ مریم ع۲ میں اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کے متعلق فرماتا ہے فویل للذین کفروا من مشھد یوم عظیم اسمع بھم وابصر یوم یاتوننا لکن الظالمون الیوم فی ضلال مبین وانذرھم یوم الحسرۃ اذ قضی الامر وھم فی غفلۃ وھم لا یؤمنون یعنی قیامت کے دن کی حاضری کے وقت کافروں کے لئے ہلاکت ہوگی وہ اچھی طرح سن لیں گے اور اچھی طرح دیکھ لیں گے جس دن وہ ہمارے

پاس آئیں گے لیکن ظالم آج ضلال مبین میں ہیں حسرت کے دن کے عذاب سے ان کو آگاہ کر دو جبکہ اس امر کا فیصلہ ہو جائے گا اب ان کی حالت یہ ہے کہ وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور یہی غفلت کی زندگی ہی ہے جو ان کے لئے ایمان لانے میں روک بنی ہوئی ہے اسی طرح سورۃ الانبیاء ع۱ میں فرمایا اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون یعنی لوگوں کے لئے ان کے حساب کا دن قریب آتا جاتا ہے اور یہ غفلت میں پڑے ہوئے اس سے اعراض کر رہے ہیں اور ایسے غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کے متعلق فرمایا کہ جس طرح ان جیسے لوگوں کو پہلے ہم نے ہلاک کیا اس طرح ان کو بھی ہلاک کریں گے۔ پھر اسی سورۃ ع۷ میں فرمایا اقترب الوعد الحق فاذا ھی شاخصۃ ابصار الذین کفروا یا ویلنا قد کنا فی غفلۃ من ھذا بل کنا ظالمین انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم انتم لھا واردون۔ اب اس آیت میں صاف وہی مضمون ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے الہام میں کسی ناپاک روح کے قول کہ "میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا" میں بیان ہوا ہے۔

اس آیت میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ ناپاک لوگ یہی کہیں گے ہائے ہم پر افسوس ہم اس عذاب سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ ہم اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے اسی بناء پر انہیں کہا جائے گا کہ تم اور اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے تھے جہنم کا ایندھن ہو اب تم اس میں وارد ہو جاؤ۔

اب غور کیجئے کہ کیا اللہ تعالےٰ نے غفلت میں زندگی بسر کرنے والوں کے لئے جہنم ہی سزا نہیں مقرر کی ہوئی اور کیا ان کو وہ جہنم میں نہیں پھینکتا پس اگر اللہ تعالےٰ نے اپنے مامور کو بھی الہاماً اسی حقیقت سے آگاہ کیا تو اس میں قابل اعتراض بات کونسی ہے اور کیا یہ اللہ تعالےٰ کی سنت میں ہی داخل نہیں کہ وہ غافل لوگوں کو غفلت سے بیدار کرنے کے لئے ان کے انجام سے ان لوگوں کو ڈراکر ان کو ہدایت کا راستہ اختیار کرنے کی طرف متوجہ کیا کرتا ہے۔ پس اگر حضرت اقدسؑ کے الہام میں بھی ایسے لوگوں کو ہدایت کی طرف دعوت دینے کا یہی طریق اللہ تعالےٰ نے اختیار کیا تو کیا بعینہ اس نے اپنی قدیم سنت پر ہی عمل نہیں کیا یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ بہت سے لوگ اپنے برے انجام کو سن کر اور اس پر اطلاع پا کر اپنی غفلت سے بیدار ہو جاتے ہیں اور راہ ہدایت کو اختیار کر کے اپنی جہنمی زندگی کو جنتی زندگی میں تبدیل کر لیتے ہیں پس حضور کا یہ الہام بھی اسی طرح ذریعہ ہدایت بن سکتا ہے جس طرح اس قسم کی قرآنی آیتیں بہت سے لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنیں۔

## الہام "آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا" کی حقیقت

یہ الہام بھی اکیلا نہیں بلکہ ایک ہی دن کے آٹھ الہاموں میں سے آخری الہام ہے۔ یہ آٹھ الہامات حضور پر ۹ فروری ۱۹۰۸ء کو ایک ہی وقت میں نازل ہوئے ۱۹۳۷ء میں میں نے ان تمام الہامات کے مفہوم پر روشنی ڈالتے ہوئے آخری الہام کے متعلق لکھا تھا کہ یہ الہام جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے برے انجام پر دلالت کرتا ہے اور اس سے ان کو بھی مطلع کر دیا گیا تھا ان کا جو انجام ہوا اور جس بری حالت میں ان کی موت وقوع میں آئی اسے ساری دنیا نے دیکھ لیا ہے اس لئے مجھے مزید وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں اب ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے اس لئے کہ وہ اس دنیا سے جا چکے ہیں۔

اس لئے اب ان کے متعلق مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں بہرحال اس الہام نے پورا ہو کر اپنا خدا کی طرف سے ہونا ثابت کر دیا ہے اور پیش از وقت جو خبرِ غیب خدا تعالےٰ کی طرف سے اپنے مامور کو دی جائے وہ جب پوری ہوتی ہے تو یقیناً وہ ذریعہ ہدایت بنتی ہے اس سے کوئی فائدہ اٹھائے یا نہ اٹھائے وہ اپنی ذات میں تو ذریعہ ہدایت ہی ہوتی ہے۔

## الہام "لاہور میں ایک بے شرم" کی حقیقت۔

یہ بھی اکیلا الہام نہیں ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کو ۱۳ الہاموں کا حضور پر نزول ہوا ان الہاموں میں یہ پہلا الہام ہے۔ ان تمام الہاموں کی میں تصریح پیغام صلح میں شائع کر چکا ہوں اس الہام کا تعلق ایک شخص الٰہی بخش اکونٹنٹ کے متعلق ہے جو لاہور کا رہنے والا تھا اس کا دعوےٰ تھا کہ خدا نے اس کو موسےٰ بنایا ہے اور حضرت مرزا صاحبؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے لکھا کہ (نعوذ باللہ) ان کے کچلنے کے لئے اسے خدا کی طرف سے عصا دیا گیا ہے اس کے علاوہ اس نے ایسی باتیں لکھیں جو بے شرمی پر دلالت کرنے والی تھیں۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کو اس الہام کے ساتھ ہی مندرجہ ذیل الہامات بھی ہوئے جو اس شخص کی تباہی اور حضورؑ کی کامیابی پر دلالت کر رہے تھے۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی دوسرا الہام یہ تھا دیل لک والفلک۔

یعنی تیرے لئے بھی ہلاکت ہے اور تیرے ان جھوٹوں کے لئے بھی ہلاکت ہے جو تو کہتا ہے کہ خدا نے مجھے موسےٰ بنا کر بھیجا ہے اور (نعوذ باللہ) اس شخص کے کچلنے کے لئے عصا دیا ہے جو دعوےٰ مسیحیت کرتا ہے۔ پھر تیسرا الہام یہ ہے انی لعنت یعنے یقیناً میں نے ہی تیری اور تیرے جھوٹ کی ہلاکت کی خبر دی ہے۔ چوتھا الہام یہ ہے انی انا اللّٰہ لا الٰہ الا انا اتیناً یعنی میں خدا ہوں میرا قول کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی غلط نکل سکتا ہے اپنی پیشگوئیوں کے سچا ثابت ہونے سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ میرے سوا اور کوئی قابل پرستش نہیں پانچواں الہام یہ ہے ان اللّٰہ مع الصادقین یقیناً اللہ صادقوں کے ساتھ ہی ہوتا ہے اب دنیا دیکھ لے گی کہ تیرے شیطانی الہامات سچے ثابت ہوتے ہیں یا جو صادقوں میں سے ہے اور تو یہ بھی دیکھ لے گا اور تیرے ساتھ دنیا بھی دیکھ لے گی کہ خدا کی تائید اور نصرت کس کے شامل حال ہوتی ہے اس شخص نے دعوےٰ کیا کہ خدا نے اسے موسےٰ قرار دیا ہے اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ نعوذ باللہ انہیں کچلنے کے لئے اسے عصا دیا گیا ہے ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کو اس کو بے شرم قرار دیتے ہوئے اس کی ہلاکت کی پیشگوئی کی گئی پہلے اکا دکا ذکر کیا گیا ہے پھر ۱۸ مارچ ۱۹۰۷ء کو حضورؑ پر مندرجہ ذیل الہامات نازل ہوتے ہیں "ایک موسیٰ ہے میں اس کو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اس کو عزت دوں گا اَجرالاثیم واریہ الجحیم" (ترجمہ تفہیم) اور جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اس کو گھسیٹوں گا اور اس کو دوزخ دکھلاؤں گا یعنی اصلی موسیٰ جس کو خدا نے موسیٰ قرار دیا ہے اس کا موسےٰ ہونا اب میں دنیا پر ظاہر کر دوں گا کہ خدا کے نزدیک یہی میرا مامور حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ماتحت فی الحقیقت موسیٰ کی طرح عزت کے قابل ہے اس لئے میں اس جھوٹے مدعی موسویت کے مقابل اس سچے موسےٰ کو اسکی پیشگوئی کو سچا ثابت کر کے عزت بخشوں گا اور اس جھوٹے موسےٰ کو جس نے جھوٹ کے ذریعہ گناہ کا ارتکاب کر کے اثیم بن گیا ہے اس کو عذاب کی طرف گھسیٹوں گا اور اس کو جہنم دکھلاؤں گا یعنی دنیا میں طاعون کا اس کو شکار بناؤں گا کیونکہ حضرت اقدسؑ کے الہامات میں طاعون کو بھی جہنم کہا گیا ہے اور آخرت میں بھی جہنم ہی دیکھے گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ الہام بلجت ایاتی = اس اصلی موسیٰ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے تو میری روشن آیات ظاہر ہو چکی ہیں ان روشن آیات کو مشاہدہ کرنے کے بعد بھی اس کے مقابلہ میں اپنے آپ کو موسےٰ قرار دینا حد درجہ کی جسارت ہے اس لئے اس جسارت کے نتیجہ میں سزا کے لئے یہ شخص تیار ہو جائے پھر اس کے ساتھ ہی الہام ہوتا ہے قل اللّٰہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون یعنے اس شخص اور اس کے ساتھیوں کو کہہ دے کہ اللہ ہی اب فیصلہ کرے گا کہ کون سچا موسےٰ ہے اور کون جھوٹا موسےٰ ہے یہ کہہ کر ان کو چھوڑ دے کہ اپنی باطل اٹکل پچو ڈھکوسلوں میں ہی کھیلتے رہیں اور خدائی فیصلہ کا انتظار کریں۔

۱۳ اور ۱۸ مارچ ۱۹۰۷ء کے الہامات میں اور اپریل ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتے میں یہ جھوٹا مدعی موسویت اپنے الہاموں کو جھوٹا اور حضورؑ کے تمام الہامات کو سچا کرتے ہوئے طاعون سے ہلاک ہو گیا جس سے اس نے جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اس کے ساتھیوں کو بھی پتہ لگ گیا کہ ان دونوں مدعیوں میں سے خدا کس کے ساتھ تھا۔ اور کون خدا کا سچا مامور تھا۔ یہ ۱۹۰۷ء کا واقعہ ہے لیکن حق کے طالبوں کے غور کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور الہام جو ۱۸ دسمبر ۱۸۹۲ء کو آپ کو ہوا پیش کرتا ہوں وہ یہ ہے ذرونی اقتل موسیٰ اس کا ترجمہ حضورؑ نے خود ہی یہ لکھا ہے یعنی مجھ کو چھوڑ دو تا میں موسےٰ کو یعنی اس عاجز کو قتل کر دوں ساتھ ہی فرمایا کہ ایک شخص مخالف میری نسبت ایسا کہتا ہے یہ کتنی زبردست پیشگوئی ہے جو بتلا رہی ہے کہ کوئی مخالف ایسا پیدا ہوگا جو حضورؑ کے متعلق یہ کہے گا کہ موسےٰ تو میں ہوں تو جو موسےٰ ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے (نعوذ باللہ) جھوٹا ہے مجھے اس کے قتل کے لئے عصا دیا گیا ہے۔ اب قریباً اس الہام کے پندرہ سال بعد یہ شخص الٰہی بخش نام پیدا ہوتا ہے اور بعینہ وہی دعویٰ کرتا ہے جس کا ذکر ۱۸۹۲ء کے الہام میں کیا گیا ہے کیا ایسی زبردست پیشگوئیوں کا پورا ہونا سعید لوگوں کے لئے موجب ہدایت نہیں ہو سکتا، کیا ایسی پیشگوئیاں پوری ہو کر خدا کی ہستی کو ثابت نہیں کرتیں اور کیا اس کی ہستی پر بصیرت سے بھرا ہوا ایمان پیدا نہیں کرتیں کیا حضرت نبی کریم صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا ثبوت ہم نہیں پہنچاتیں اور یہ نہیں بتلاتیں کہ آپ آنحضور صلعم کی حقیقی اور کامل پیروی سے ہی ایسا گہرا اور قریبی تعلق پیدا ہو سکتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان یقینی مخاطبہ مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو سکتا ہے اور کیا ان کے پورا ہونے سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مرزا صاحبؑ فی الحقیقت فنافی اللہ اور فنافی الاطاعت اور محبتِ رسول اللہ تھے اور اپنے تمام دعاوی میں راستباز تھے کاش لوگ ان تمام امور پر انصاف کی نظر ڈالیں اور تعصب سے الگ ہو کر حضرت مرزا صاحبؑ کے دعاوی پر غور کریں۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ انگلستان

# پیغام احمدیت

## کتاب "قادیانی مذہب" کی دوسری فصل کے اہم اعتراضات پر تبصرہ

((۱۷))

### حضرت مرزا صاحبؑ پر دعویٰ نبوت کا غلط الزام

پروفیسر برنی صاحب نے اپنی دوسری فصل میں نبوت کی تمہید اٹھائی تھی بعد میں وہ حضرت مرزا صاحبؑ کے دعوے مسیحیت کو زیر بحث لے آئے جس پر تبصرہ گذشتہ اوراق میں گذر چکا ہے۔ اب انہوں نے ایک اور عنوان سے نبوت کی بحث کو چھیڑا ہے یعنی "مسیحیت کے پردے میں نبوت"۔ برنی صاحب حضرت مرزا صاحب کی تحریروں سے اس قسم کے اقتباسات چن چن کر پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہو کہ آپ اپنی زندگی کے ایک دور میں اپنے آپ کو نبی نہیں کہتے تھے۔ ختم نبوت پر ایمان رکھتے تھے لیکن پھر رفتہ رفتہ ولایت کے مقام سے نبوت کے مقام تک ترقی کی اور محدثیت کے پردے میں نبوت کا دعوےٰ کیا گیا۔ اسی مضمون کو برنی صاحب نے کتاب "قادیانی مذہب" کی تمہید اوّل میں بھی بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں:-

"قادیانی مذہب کا ایک بڑا اصول ہے جس سے عام تو کیا خاص لوگ بھی بے خبر ہیں، وہ یہ کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مذہبی زندگی کے دو دور ہیں۔ پہلے دور میں تو وہ انکسار جتلاتے ہیں۔ خوب خوش اعتقاد اور عقیدتمند نظر آتے ہیں۔ انبیاء اولیاء سب کو اپنا بڑا مانتے ہیں۔ سب کی عظمت کرتے ہیں اتباع کا دم بھرتے ہیں (ق-م-صلا)۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن دوسرے دور کی حالت بالکل برعکس ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ دونوں حالتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے"۔ صلا

اس کے بعد برنی صاحب نے جناب مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کی کتب کے حوالجات پیش کئے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے سن ۱۹۰۱ء یا سن ۱۹۰۲ء میں اپنے عقیدے میں تبدیلی کی۔ (القول الفصل ص۲۴ - حقیقت النبوۃ ص۱۲۱) جس سے معلوم ہوا کہ برنی صاحب جناب مرزا محمود احمد صاحب کے اس غلط مفروضہ کی تائید کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی کا ایک دور سن ۱۹۰۱ء سے پہلے کا تھا اور دوسرا ۱۹۰۱ء کے بعد کا۔ دوسری فصل میں اس مفروضہ کی مزید تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"مرزا قادیانی صاحب ڈرتے ڈرتے نبوت کی طرف بڑھ بڑھ رہے تھے جب کوئی ٹوکتا تو فوراً دستکش ہو جاتے تھے۔ گویا نبوت سے کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ اس ترکیب سے ابتدائی زمانہ گذار دیا۔ اور جوں جوں ہمخیال معتقد پیدا ہوتے گئے نبوت کے دلولے میں جان پڑتی گئی۔ حتّٰی کہ سن ۱۹۰۱ء میں ایک رسالہ (غلطی کا ازالہ) لکھ کر نبوت کا اعلان کر دیا۔ اگرچہ پھر بھی گرفت کے خوف سے معذرت کی گنجائش رکھی۔ اس کے بعد جب لوگوں کو سہار ہو گئی تو دعوےٰ اس درجہ بڑھا کہ مرزا قادیانی صاحب کی نبوت کے الہامات و آثار ہزار نبی بنانے کے واسطے کافی ہو گئے"۔[1]

(ق-م-ص۱۵۳)

پیشتر اس کے کہ ہم برنی صاحب کے دور اوّل اور دوم کے اقتباسات اور اعتقادات اور اس پر برنی صاحب کی علمی تحقیقات کا جائزہ لیں عیسائی مصنّفین کے چند حوالجات قارئین کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں جس میں انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی کے دو دور قرار دے کر آپؐ کی حیات طیّبہ پر تنقید کی ہے۔ ملاحظہ ہو:-

"پہلے محمدؐ اپنے الہام اور وحی کے متعلق شبہات میں تھے کہ رحمانی ہے یا شیطانی۔ اور اس شک میں خودکشی کرنے اور اپنے آپ کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہو جاتے مگر بعد میں یقین ہوا"۔ (سرولیم میور - لائف آف محمد صفحہ ۴۴-۴۶ - مطبوعہ ۱۸۹۴ء)

"ابتداءً محمد صرف پہلی کتب توریت انجیل وغیرہ کی تصدیق پر انحصار کرتے تھے۔ بعد میں ان کو خیال آنے لگا کہ وہ خود نبی ہیں اس واسطے وہ خود احکام جاری کرنے لگے"۔ (ایضاً ص۱۴۵)

"محمد کی زندگی اور اخلاق کے مختلف مدارج ہیں۔ پہلے یہودیوں کا بہت ذکر کرتے تھے۔ عیسائیوں سے بھی اظہار محبت کرتے تھے۔ مگر جب طاقت بڑھ گئی تو ہر دو کے مخالف ہو گئے"۔ (ایضاً ص۳۱۵)

"محمد کو ایک بات پر قرار نہ۔۔۔ تھا متضاد حالات میں رہتے تھے کبھی کچھ اور کبھی کچھ"۔ (ایضاً ص۵۰۶)

"محمد شروع میں یہودیوں اور عیسائیوں کی طرف میلان رکھتے تھے۔ مگر آخر میں ہر دو کے مخالف ہو گئے اور ان کے خلاف جنگ جائز قرار دی"۔ (دیباچہ ترجمہ قرآن انگریزی ص۴۷ پامر مطبوعہ سن ۱۹۰۰ء)

### برنی صاحب کی الجھنیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح عیسائی مصنّفین نے خود حضرت نبی کریم صلعم کی حیات طیّبہ کے ابتدائی دور اور آخری دور کے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے اسی طرح برنی صاحب حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی کے دو دوروں کے متعلق دانستہ یا غیر دانستہ غلطی کھا رہے ہیں نہ صرف خود الجھن میں پڑ رہے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی الجھا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں برنی صاحب کی "علمی تحقیق" عجیب عجیب رنگ دکھا رہی ہے۔ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ جب انہوں نے دو دوروں کی بحث شروع کی جو سن ۱۹۰۱ء سے پہلے اور سن ۱۹۰۱ء کے بعد کے ہیں تو انہیں دور اوّل کے دعاوی کے ثبوت میں فقط سن ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریرات پیش کرنا چاہئیں تھیں اور دور دوم کے سلسلہ میں اس سن کے بعد کی تحریریں لیکن حیرت بالائے حیرت یہ کہ برنی صاحب بات تو دور اوّل کی کرتے ہیں اور ثبوت میں تحریرات دور دوم (یعنی سن ۱۹۰۱ء کے بعد) کی پیش کرتے ہیں۔ اور جب دور دوم کا ذکر کرتے ہیں تو اس میں بعض اقتباسات دور اوّل کے لے آتے ہیں۔ (تیسری فصل میں اس کی مزید کرشمہ سازیاں ملاحظہ ہوں) مطلب یہ ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے اپنے غلط مسلک کی تائید ہو جانی چاہیے ان حوالوں کی زمانی و مکانی ترتیب بالکل ہی بدلنی پڑے۔ دوسری فصل کے چند عنوانات ملاحظہ ہوں، ختم نبوت پر ایمان۔ ولایت کے مقام سے نبوت کے نام تک ترقی۔ محدثیت سے نبوت تک ترقی۔ مسیحیت کے پردہ میں نبوت۔

قارئین کو خیال ہوگا کہ حضرت مرزا صاحب نے پہلے ختم نبوت پر ایمان کا اقرار کیا ہوگا پھر ولایت کے مقام سے نبوت کے نام تک ترقی کی ہوگی پھر رفتہ رفتہ محدثیت سے نبوت تک پہنچے ہوں گے اور بالآخر جب لوگوں کو سہار ہو گئی تو مسیحیت کے پردے میں نبوت کا اعلان کر دیا ہوگا۔ اور پھر صاف طور پر نبی اللہ ہونے کا دعوےٰ کر دیا۔ لیکن یہ دیکھ کر تعجب ہوگا کہ حضرت مرزا صاحب نے بنیادی طور پر اپنے دعوےٰ کے متعلق جس امر کا اوّل انکار کیا تھا اس کا آخر وقت تک انکار کیا اور جس امر کا اوّل اقرار کیا تھا اس کا آخر وقت تک اقرار کیا۔ جس امر سے ابتدا میں دستکش ہوتے تھے (جب کوئی ٹوکنے والا نہ تھا) آخر وقت تک اس سے دستکش رہے (جب بہت سے ٹوکنے والے پیدا ہو گئے) حقیقی نبوت و رسالت سے تو ان کے دعوےٰ کو کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ نہ ابتدائی زمانہ میں نہ درمیانی اور آخری زمانہ میں ہم خیال معتقدوں کے پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا نبوت کے ولولے میں جان پڑنے والی بات میں بھی کوئی جان نہیں اور رسالہ ایک غلطی کا ازالہ لکھ کر نبوت کا اعلان کرنے والا بیان بھی بے بنیاد ہے۔ اس رسالہ میں بھی وہی بات کہی جو سدا کہتے چلے آئے تھے (بحث اپنے موقعہ پر ملاحظہ ہو) برنی صاحب کے بقول حضرت مرزا صاحب کی زندگی کے جو دو دور ہیں ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے لیکن جب برنی صاحب سے یہ کہا گیا کہ حضرت آپ بحث تو کرنے بیٹھے ہیں دو مختلف دوروں کی لیکن یہ کیا طریق ہے کہ جب جی چاہا دور اوّل کے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے دور دوم کے حوالہ جات پیش کرنے شروع کر دیئے اور جب جی چاہا تو اس

---

[1] "ہزار نبی بنانے" کے متعلق بحث فصل تیسری ص۱۸۲ اعتراض ۱۲ کے تحت ملاحظہ ہو۔

بالعکس طریق اختیار کر لیا تو کس سادگی سے فرماتے ہیں :۔

"یہ تو تالیف کی خصوصیت اور خوبی ہے کہ جو مباحث بیسیوں کتابوں میں بلا کسی معنوی اور زمانی ترتیب کے متفرق و منتشر تھے انہیں مضمون وار شکل دے کر ایک علمی شکل میں یکجا کر دیا کہ پورا خاکہ پیش نظر ہو جائے"
(ق۔م۔ضمیمہ دوم ۱۵ ص ۸۹)

لیکن غور کیجئے دیکھئے تو یہ خاکہ سرتاسر برقی صاحب کا اپنا ہی تیار کیا ہوا ہے اور اس میں رنگ بھی ان کا ہی بھرا ہوا ہے، کہنے کو تو کتاب کا نام "علمی محاسبہ" رکھا ہے حقیقت میں قدم قدم پر بے علمی کا مظاہرہ ہے۔

## فضائل و مراتب توہین کا باعث نہیں

برقی صاحب نے دوسری فصل میں مسیح پر فضیلت کے سوال کو بھی اٹھایا ہے اور اگلی فصلوں میں اسے توہین انبیاء قرار دے کر پے در پے اعتراض کئے ہیں۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب مکلّم من اللہ مجدد صدی چہاردہم مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں اور شریعت میں جو فضائل و مدارج ایسے مدعی کو حاصل ہونے چاہئیں آپ کو بھی حاصل ہیں۔ مخالفین سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا صاحب کے ان دعاوی کو تسلیم نہیں کرتے اور دوسرے وجود یا وجودوں کے آنے کے قائل ہیں۔

ان کے خیال کے مطابق جب مسیح آسمان سے نازل ہوں گے اور مہدی غائب زمین کے کسی غار سے نکل کر ان کے ساتھ شریک جہاد ہوں گے تو ان کو یہ تمام مدارج و مراتب و فضائل حاصل ہوں گے معلوم ہوا کہ اختلاف شخصیتوں کے تعین میں ہے مدارج و مراتب میں نہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ ان مراتب کو کسی مدعی کے وجود میں تسلیم کرنا انبیاء و اولیاء کی توہین ہے غلط ہے، اگر توہین اسی کا نام ہے تو اس کا ارتکاب خود مخالفین سلسلہ احمدیہ کر رہے ہیں اور الزام ہم پر عائد کرتے ہیں۔

اگر فضیلت کے عقیدے سے توہین کا پہلو نکلتا ہے تو مسلمان تمام انبیاء کی توہین کرتے ہیں اس لئے کہ وہ فضیلت نبوت محمدیہ کے قائل ہیں۔

## اقوال کی مجموعی شہادت قابل قبول ہے

یہ امر تو خیر بر سبیل تذکرہ تھا۔ بات نبوت کی ہو رہی تھی، برقی صاحب کے نزدیک پہلے دور میں حضرت مرزا صاحب نبوت سے انکار کرتے تھے اور دوسرے دور میں ان کی حالت اس کے برعکس ہو گئی۔ اگر کسی مصنف کے خیالات و اعتقادات کا صحیح جائزہ لینا ہو تو اس کے اقوال کی مجموعی شہادت قابل قبول ہوگی۔ متشابہات کو محکمات کے تابع کیا جائے گا اور قلیل کو کثیر کے۔ جب کسی لفظ یا اصلاح کی بار بار تشریح ہو چکی ہو تو اس کا علم عبارتوں میں لحاظ رکھا جانے گا چاہے ہر مقام پر وہ تشریح موجود ہو یا نہ ہو۔

اس سلسلہ میں گفتگو کرتے ہوئے نبوت کے متعلق دور اوّل اور دور دوم کی تقسیم کو ہم نے صرف بحث کی خاطر وقتی طور پر تسلیم کیا تا کہ شاید اسی طرح ہمارے مخالف ہماری بات کو کچھ سکیں ورنہ یہ تقسیم سراسر فرضی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کا **اسلامی اصطلاح** میں محدث ہونے کا جو دعویٰ تھا وہ اوّل سے آخر تک اسی طرح قائم رہا۔

اب ہم برقی صاحب کی کتاب کی دوسری فصل کے بقایا چند اعتراضات پر تبصرہ شروع کرتے ہیں۔

## (۱۸) مسیحیت کے پردہ میں نبوت

فصل دوسری۔ ص ۱۶۰

—(۱)—

(۱) "مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ۔ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء)

(۲) "میرا دعوےٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالےٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہو گا۔"
(تحفہ گولڑویہ ص ۱۹۵ یکم ستمبر ۱۹۰۲ء)

(۳) "جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اس کا ان ہی حدیثوں سے یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہو گا اور امتی بھی" (حقیقۃ الوحی ص ۲۹ ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء)

---

سہولت کی غرض سے ہم نے اعتراض ۱۵ کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں تو حضرت صاحب نے ایک بار پھر اس حقیقت کو دوہرایا ہے کہ آپ کا دعوےٰ مسیح موعود خدا کی طرف سے ہے اپنی ایک ابتدائی کتاب فتح اسلام ص ۱۵ حاشیہ (۲۲ جنوری ۱۸۹۱ء) میں فرماتے ہیں :۔

"پس خدا تعالےٰ نے ان کے لئے بھی (یعنی مسلمانوں کے لئے۔ ناقل) ایک ایمان کی تعلیم دینے والا مثیل مسیح اپنی قدرت کاملہ سے بھیج دیا۔ مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ جس کسی کے کان سننے کے ہوں سنے یہ خدا تعالےٰ کا کام ہے۔"

اسی امر کو آپ نے تحفہ گولڑویہ میں بیان فرمایا ہے جس کا حوالہ اوپر درج ہے۔ حقیقۃ الوحی سے جو حوالہ پیش کیا گیا ہے اس میں یہ ذکر ہے کہ آنے والا مسیح نبی بھی ہو گا اور امتی بھی۔ لیکن اس امر کو فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ آنے والے مسیح کا نبی ہونا ایک وجہ یا ایک پہلو سے ہے جس کی حضرت مرزا صاحب بارہا تشریح کر چکے ہیں۔

حقیقۃ الوحی کے دوسرے مقامات پر اس امر کی وضاحت کر دی گئی ہے :۔

"میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی" (حقیقۃ الوحی ص ۱۵ حاشیہ)

"میرا نام اللہ تعالےٰ کی طرف سے نبی رکھا گیا مجاز کے طریق پر نہ علیٰ وجہ الحقیقت۔" (حقیقۃ الوحی الاستفتاء ضمیمہ ص ۶۴)

"مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی۔" (حقیقۃ الوحی ص ۲۸)

"اور نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بتحقیق منقطع ہو گئی اور قرآن شریف کے بعد جو سب صحیفوں سے بہتر ہے اور کوئی کتاب نہیں۔ اور شریعت محمدیہ کے بعد کوئی شریعت نہیں، آنحضرت صلعم جو سب مخلوقات سے بہتر ہیں انہوں نے میرا نام نبی رکھا اور اس کی پیروی کی برکتوں میں سے یہ ایک ظلی امر ہے۔" (حقیقۃ الوحی الاستفتاء ضمیمہ ص ۲۲)

**معلوم** ہوا کہ حقیقۃ الوحی کے ص ۲۹ پر مسیح کے لئے جو نبی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ انہی مجازی اور ظلی معنوں کی رو سے ہے۔ یہی امر حضرت مرزا صاحب اپنی دوسری تصنیفات میں بار بار بیان فرما چکے ہیں۔

"ہاں یہ بھی سچ ہے کہ آنے والے مسیح کو نبی کر کے بھی بیان کیا گیا ہے مگر اس کو امتی کر کے بھی بیان کیا گیا ہے ......... سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ لیکن صاحب نبوت تامہ صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۵۳۲ و ص ۵۳۳ ستمبر ۱۸۹۱ء)

**الغرض** آنے والے مسیح کی جو حقیقت آپ نے ازالہ اوہام میں بیان فرمائی ہے جو آپ کی ابتدائی کتابوں میں سے ہے اسی حقیقت کی طرف آپ نے حقیقۃ الوحی میں اشارہ فرمایا جو آپ کے آخری زمانہ کی تصنیف ہے۔ اگر اسی کا نام "مسیحیت کے پردے میں نبوت ہے" تو اس کا ذکر تو آغاز دعوے ہی میں موجود ہے، برقی صاحب خواہ مخواہ اپنے آپ کو تدریجی ارتقاء کے چکروں میں ڈال رہے ہیں اس سے قبل عرض کیا جا چکا ہے کہ ایک مصنف کے اقوال کی مجموعی شہادت ہی قابل قبول ہوتی ہے اور قلیل کو کثیر کے اور متشابہات کو محکمات کے تابع کیا جاتا ہے۔ لیکن جب بات نہ سمجھنے کی دھن سر پر سوار ہو اور ہر قدم پر اپنے غلط مفروضہ کی تائید مقصود ہو تو سیدھی سادی بات کا قبول کرنا بھی جوئے شیر لانے سے کم مشکل نہیں ہوتا۔ لیجئے حقیقۃ الوحی سے ہی دو چار مزید حوالہ جات سن لیجئے :۔

"سب کے آخر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے" (ص ۱۴۱)

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا تا تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کرے" (حقیقۃ الوحی تتمہ ص ۴۴)

اور آنے والے مسیح کے متعلق لکھا ہے :۔

"آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو کہ آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا" (حقیقۃ الوحی ص ۱۹۳)

"وہ مسیح موعود جو اس آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں" (ص ۱۹۴)

**معلوم** ہوا کہ مسیح موعود کے لئے جو امتی اور نبی کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے اس سے مراد اصطلاح اسلام میں محدثیت اور مجددیت ہی کے ہیں۔ اگر "مسیحیت کے پردے میں نبوت" اسی کا نام ہے تو یہ ایسی نبوت ہے جو مبشرات اور محدثیت والی نبوت ہے اور ایسی نبوت پانے والے کو صرف نبی نہیں کہا جا سکتا اس لئے کہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک ہے (الوصیت ص ۱ دسمبر ۱۹۰۵ء) ہاں مجازی ظلی اور لغوی رنگ میں اس لفظ کا اطلاق اس پر ہو سکتا ہے لیکن یہ حقیقی نبوت نہیں۔ اگر برقی صاحب سو دفعہ بھی اس قسم کے حوالہ جات پیش کریں گے تو سو دفعہ یہی ہمارا جواب ہو گا۔

## (۱۹) امتی نبی

فصل دوسری ص ۱۶۱

مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے خطبہ جمعہ

سے ایک اقتباس دیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے: "اپنی کتاب میں بار بار اپنے متعلق یہ ذکر فرمایا کہ میں اُمتی نبی ہُوں۔ یعنے آنحضرت صلعم کے نقطہ نگاہ سے میں اُمتی نبی ہوں مگر تم لوگوں کے نقطہ نگاہ سے میں نبی ہوں جہاں میرے اور تمہارے تعلق کا سوال آئے گا وہاں تمہیں میری حیثیت وہی تسلیم کرنی پڑے گی جو ایک نبی کی ہوتی ہے جس طرح نبی پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے اسی طرح مجھ پر ایمان لانا ضروری ہے" وغیرہ۔ (الفضل یکم اگست ۱۹۴۰ء)

---

حضرت مرزا صاحب نے بار بار جب اپنے آپ کو اُمتی نبی کہا تو اس کی تشریح بھی کر دی کہ:

"اُمتی اور رسُول کا مفہوم متبائن ہوتا ہے۔" (ازالہ اوہام ص۵۴۵)

"اور کہ اُمتی نبی محدث ہوتا ہے" (ازالہ اوہام ص۵۳۳)

"نیز ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر یا دجّال نہیں ہو جاتا۔" (تریاق القلوب ص۱۳)

اب ہم حضرت مرزا صاحب کی بات مانیں یا ان کے صاحبزادے کی۔ اس سے قبل بھی اُمتی نبی پر تفصیل سے بحث ہو چکی ہے۔

## (۲۱) نبوّت و ولایت

فصل دوسری۔ ص۱۶۲۔ ص۱۶۳

"خاتم النبیین اور لانبی بعدی کے متعلق علمائے متقدمین و متاخرین کا مذہب بیان کرتے ہوئے حضرت محی الدین ابن عربی امام شعرانی، مُلّا علی قاری، سید عبدالکریم جیلانی، شاہ ولی اللہ دہلوی اور بعض دوسرے علماء کے الفاظ نقل کئے گئے ہیں جن کا ماحصل صرف اس قدر ہے کہ خاتم النبیین اور لانبی بعدی میں نبوت تشریعی کو ممتنع ٹھہرایا گیا ہے اور نبوت عامہ جس میں شریعت نہ ہو جاری قرار دی گئی ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن کاش اس کے ساتھ یہ بھی بتایا جاتا کہ وہ تمام علماء نبوتِ عامہ اور غیر تشریعی نبوت کو ولایت سے بڑھ کر تعیین نہ کرتے تھے۔ بلکہ ولایت ہی کا دوسرا نام انہوں نے نبوت عامہ یا غیر تشریعی نبوت قرار دیا تھا۔" (اخبار پیغام صلح لاہور۔ جلد ۳۷۔ نمبر۱۱۔)

---

یہ اقتباس اپنی تشریح آپ کر رہا ہے اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔

الحمدللہ اس قسط کے ساتھ کتاب قادیانی مذہب کی دوسری فصل کے تمام اہم اعتراضات پر تبصرہ تمام ہوا۔ چند امور جو رہ گئے ہیں ان پر تبصرہ "پیغام احمدیت" کے کتابی صورت میں طبع ہونے پر ملاحظہ فرمائیں۔

---

# خُطبہ جُمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

دینِ اسلام ہونے کے لحاظ سے بے شمار خدامِ دین اُمتِ مسلمہ میں ہوئے ہیں اور آئندہ بھی آتے رہیں گے۔ حضور صلعم کا باغ پھلدار ہے اور پھلدار رہے گا۔ مگر اس عظیم الشان شخصیت کے بعد جس کو خدا تعالےٰ نے مطاع فرمایا کوئی نبی آپ کے بعد نہیں آسکتا۔ صرف آپ ہی سب کے مطاع ہیں اور تمام اولیاء و مجددین آپ کے مطیع ہیں۔

### جماعتِ احمدیہ پر حُجّت

اس جماعت کے لئے بھی یہ حجت ہے اس کے پاس کلام الٰہی ہے سیرت رسول صلعم اور اور اس کے ایک کامل خادم حضرت مرزا صاحب کا نمونہ موجود ہے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کفش بردار ہوں اور آپ کی خاک پا ہوں۔

حضرت صاحب نے خادمِ دین ہو کر دین کی خدمت کی۔ یہ حجت ہے کہ ہم دین پر پورے پورے کاربند ہوں اور اپنے اندر پورا پورا اتحاد قائم کریں۔ حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ ہر بڑے چھوٹے کا اکرام کرو، اور لحاظ رکھو۔ لوگوں کے حقوق اور مراتب کو مدنظر رکھو۔ گھر میں لڑکے لڑکیوں، ماؤں بہنوں، بھائیوں، خالہ، پھوپھی سب کا احترام کریں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو اللہ تعالےٰ راضی ہو گا۔

# خُطبہ ثانی

آیئے ہم سب مل کر ایک دوسرے کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہم پر اپنا فضل اُتارے اور سب کا حامی و ناصر ہو۔

ملتان میں ایک ہمارے دوست محمد علی صاحب ہیں ان کی اہلیہ صاحبہ وفات پا گئی ہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کا جنازہ غائبانہ بعد از نماز جمعہ پڑھا جائے گا دعائے مغفرت کی جائے۔

(جنازہ غائبانہ پڑھا گیا)

---

# مراسلات

(بسلسلہ صفحہ ۴)

کیا گیا۔ اپنی بیٹی کی رخصتی پر مرغوب عالم صاحب نے ایک دوا عیہ نظم لکھی تھی جو مجلس میں پڑھ کر سنائی گئی تھی اور حاضرین نے اسے بہت سراہا۔

ڈپٹی خلیل الرحمٰن خادم صاحب اپنی علالت کے باوجود تین روز چٹاگانگ میں ان تقریبات میں شمولیت کے لئے مقیم رہے۔ محض سلسلہ احمدیہ کے تعلق کی وجہ سے ان کی شرکت اخوت اسلامی کا ایک عمدہ نمونہ تھی۔

بزرگانِ سلسلہ اور تمام جماعتوں سے درخواست ہے کہ نوعروس جوڑوں کے لئے اور تمام متعلقین کے لئے خیر و برکت، دین کی محبت اور خدمت کی توفیق عطا کئے جانے کی دعا فرمادیں۔

ان تقریبات میں تمام فضول رسومات کو ترک کیا گیا۔ مرغوب عالم صاحب نے مبلغ -/25 روپے اور بیگم صاحبہ مرغوب عالم صاحب نے مبلغ یکصد -/100 روپے اپنے بچوں کی شادی کی خوشی میں تبلیغ اسلام کے لئے دیئے ہیں۔

فرید احمد۔ سیکرٹری
لاہور احمدیہ مومنٹ چٹاگانگ

---

# مسئلہ نبوّت و خلافت

(بسلسلہ صفحہ ۲)

ان کتب میں مندرج جملہ تشریحات درباره نبوت کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

(۹) ان تحریرات کو منسوخ قرار دینے ہی کا نتیجہ ہے کہ مرزا محمود احمد صاحب نے اپنی تقریر کے آخر پر ایک نیا نظریہ پیش کیا ہے جس کی تائید میں انہوں نے نہ قرآن نہ حدیث اور نہ ہی حضرت مرزا صاحب کی کسی تحریر کو پیش کیا ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ ایسا نظریہ جس کی تائید نہ قرآن کرے اور نہ حدیث اور نہ ہی حضرت مرزا صاحبؑ کا پیدا کردہ علم کلام اس کی تائید میں پیش کیا جائے۔ وہ کس قدر بیہودہ ہوگا۔

(۱۰) یہ چند الفاظ آپ کو لکھے ہیں۔ امید ہے آپ ان پر غور فرمائیں گے۔ والسلام

آپ کا یحیٰی
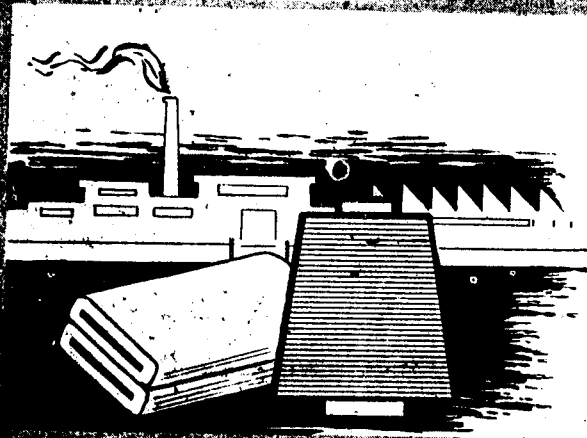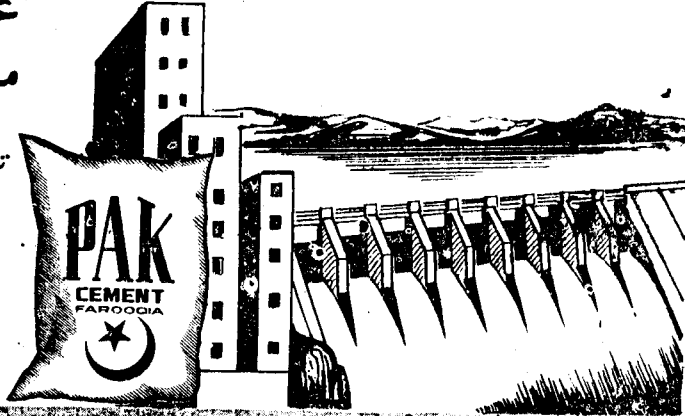
## اخبارِ احمدیہ

(بسلسلہ صـ ۳)

ایک بہت بڑا حادثہ ہوا ہے۔ کہ میری موٹر کار ایک بھرپور بس سے ٹکرا گئی جس میں ایک آدمی فوراً مر گیا اور دس سخت زخمی ہو گئے ہیں۔ معلوم نہیں کہ یہ کیا گردش آگئی۔ شاید پروردگار کی طرف سے کوئی امتحان لینا مقصود ہو۔

میری دلی گذارش اور التجا ہے کہ تمام جماعت بالخصوص حضرت امیر ایدہ اللہ میرے لئے دعائے خیر فرمائیں۔

---

## درخواست دُعا

بعض احباب بیمار ہیں اور بعض مختلف پریشانیوں میں مبتلا ہیں، ان سب کے لئے احباب کرام دردِ دل سے دُعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ ان کی مشکلات اور بیماریوں کو دُور فرمائے۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۷۰ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۱۱

بخدمت مولوی ملک امین
احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

فائن دولت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا۔

جلد ۵۸ | یوم چہار شنبہ ـ مؤرخہ ۱۶ محرّم الحرام سنہ ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۷۰ئہ | نمبر ۱۲

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

---

## حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مُسلمانیم از فضلِ خدا
مُصطفےٰ ما را اِمام و پیشوا
ہست او خیر الرسل، خیر الانام
ہر نبوّت را برو شد اختتام
آن کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

---

## جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پُرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجدّدوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

---

## بحرِ حکمت کے موتی

### بہترین صدقہ

### اُوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلّم افضل الصدقۃ ما ترک غنیً والید العلیا خیرٌ من الید السفلیٰ۔

ترجمہ:۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد بے فکری ہو، اور اُوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔

نوٹ: از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی جو صدقہ دے وہ اپنے لئے کافی چھوڑ کر دے ایسا نہ ہو کہ کل کو خود دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلاتا پھرے۔ اُوپر کا ہاتھ صدقہ دینے والا ہے اور نیچے کا ہاتھ صدقہ لینے والا۔ یہ ہدایت اعلےٰ درجہ کی میانہ روی کی تعلیم ہے تاکہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے بعد خود کل کو بھیک نہ مانگتا پھرے۔

فضل الباری



---

# شق القمر اور دیگر معجزات

## خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرتوں کا کرشمہ ہیں

## خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو محدود اور محصور کرنا مومن کی شان نہیں

### حضرت مجدّدِ زمان مرزا غلام احمد صاحبؑ قادیانی کے ارشادات

بعض نادان شق القمر کے معجزہ پر قانونِ قدرت کی آڑ میں چھپ کر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن ان کو اتنا معلوم نہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی قدرتوں اور قوانین کا احاطہ اور اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ آہ۔ ایک وقت تو وہ اپنے مُنہ سے خدا خدا کہتے ہیں۔ مگر دوسرے وقت جبکہ ان کے دل اور ان کی رُوح خدا تعالےٰ کی عظیم الشان اور وراء الوراء قدرتوں کو دیکھ کر سجدہ میں گرے اسے مطلق بھول جاتے ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ کی ہستی اور بساط یہی ہے۔ کہ اس کی قدرتیں اور طاقتیں ہمارے ہی خیالات اور اندازہ تک محدود ہیں۔ تو پھر دُعا کی کیا ضرورت رہی۔ لیکن نہیں۔ میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کی قدرتوں اور ارادوں کا کوئی شخص احاطہ نہیں کر سکتا۔ ایسا انسان جو اس قسم کا دعوےٰ کرے وہ خدا تعالےٰ کا درحقیقت منکر ہے۔ لیکن کس قدر افسوس ہے اس نادان پر جو اللہ تعالےٰ کو لا محدود قدرتوں کا مالک سمجھ کر بھی یہ کہے کہ شق القمر کا معجزہ قانون قدرت کے خلاف ہے۔ خوب سمجھ لو۔ کہ ایسا آدمی فکر سلیم اور دور اندیش دل سے بہرہ مند نہیں۔ اچھی طرح یاد رکھو۔ کہ کبھی قانون قدرت پر بھروسہ نہ کرلو۔ یعنی کہیں قانون قدرت کی حد بست نہ ٹھہرالو۔ کہ بس خدا کی خدائی کا سلسلہ راز یہی ہے۔ نہیں۔ اس قسم کی دلیری اور جسارت نہ کرنی چاہیئے۔ جو انسان کو عبودیت کے درجہ سے گرا دے۔ جس کا نتیجہ ہلاکت ہے۔ ایسی بے وقوفی اور حماقت کرنا۔ کہ خدا تعالےٰ کی قدرتوں کو محصور اور محدود کیا جائے۔ کسی مومن کی شان نہیں ہو سکتی۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ کا یہ قول بہت معقول ہے۔ کہ جو شخص خدا تعالےٰ کو عقل کے پیمانے سے اندازہ کرنے کا ارادہ کرے گا۔ وہ بے وقوف ہے۔ دیکھو اللہ تعالےٰ نے ایک نطفہ سے انسان کو پیدا کیا۔ یہ لفظ کہہ دینے آسان اور بالکل آسان ہیں۔ اور یہ ایک بالکل معمولی سی بات نظر آتی ہے۔ مگر یہ ایک بڑا اور راز ہے۔ کہ ایک قطرۂ آب سے اللہ تعالےٰ انسان کو پیدا کرتا ہے۔ اور اس میں اس قسم کے قوےٰ رکھدیتا ہے۔ کیا کسی انسانی عقل کی طاقت ہے۔ کہ وہ اس کی کیفیت اور کنہ تک پہنچے۔ طبیعیوں اور فلاسفروں نے بہتیرا زور مارا ہے۔ لیکن وہ بھی اس کی ماہیت پر اطلاع نہ پاسکے۔ اسی طرح ایک ایک ذرہ خدا تعالےٰ کے تابع ہے اور اللہ تعالےٰ اس پر قادر ہے کہ یہ ظاہری نظام بھی اسی طرح قائم رہے۔ اور ایک خارق عادت امر بھی ظاہر ہو جائے۔ عارف لوگ ان کیفیتوں کو خوب دیکھتے ہیں اور اُن سے حظ اُٹھاتے ہیں۔

(منظور الٰہی صفحہ ۲۰۷)

شیخ نثار احمد صاحب وزیر آبادی کی تقریر موضع پودے ضلع سیالکوٹ کے اجتماع میں

# حضرت مجدد زمانؑ کی شاندار خدماتِ اسلام

میں مختصراً یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اصلاح خلق کے لئے اللہ تعالے نے جو مجددین کی بعثت کا سلسلہ قائم کیا ہے یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے اور اس کی بہت ضرورت ہے۔

نبوّت آنحضرتؐ پر ختم ہو گئی۔ مگر تعلق باللہ کی ضرورت ختم نہیں ہوئی۔ جب تک مخلوق باقی ہے ان کو تعلق باللہ کی ضرورت ہے مرورِ زمانہ سے طبیعتوں پر زنگ لگ جاتا ہے اور یہ تعلق کمزور ہو جاتا ہے۔ اس تعلق کو شدید کرنے کے لئے۔ لوگوں کو خدا کی طرف متوجہ کرنے کے لئے۔ ان کو باخدا بنانے کے لئے۔ ان کے دلوں سے حُبِ دُنیا سرد کرنے کے لئے اور آخرت کا سرمایہ جمع کرنے کے لئے خدا کا یہ قانون ہے کہ ہر سو سال کے بعد مجدد بھیجتا ہے۔

سابقہ صدیوں کے مجددین کے نام موجود ہیں۔ ان کے ماننے والے موجود ہیں تو یہ صدی کس طرح خالی جا سکتی تھی۔ چنانچہ اس صدی میں بھی ایک بندۂ خدا نے یہ دعوے کیا اور اللہ تعالے نے بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دی۔

یہ عظیم شخصیتیں جو اصلاحِ خلق کے لئے مامور ہوتی ہیں ان میں ایک مشترک بات یہ ہوتی ہے کہ ان کی قدر نہیں کی جاتی انبیائے کرام کی بھی ان کے زمانوں کی قدر نہیں کی گئی۔ اللہ تعالے کا ارشاد ہے ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے مجھ سے زیادہ اور کوئی نہیں ستایا گیا۔

اللہ تعالے کی طرف سے کوئی بھیجا ہوا نہیں آیا مگر اس سے استہزا کیا جاتا ہے یہی سلوک اس زمانہ کے "مجدد" سے بھی ہوا۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو اس زمانہ کے مجدد کا درجہ بہت بڑا ہے اور اصلاح کا عظیم الشان کام اس کے سپرد کیا گیا جو خود آپ کے ہاتھوں اور آپ کے ماننے والے عظیم انسانوں کے ہاتھوں سے انجام پذیر ہو تا رہا ہے۔

انہیں بہت بُرا بھلا کہا گیا۔ گو آج وہ مخالفت نہیں رہی لیکن آئندہ کا مؤرخ جب انکے حالات قلمبند کرے گا تو وہ تاریخ کا ایک عظیم واقعہ بنا جائے گا اور اس عظیم الشان کام کی قدر اس وقت ہو گی اور یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ ایک دردمند دل نے کتنا بڑا کام کیا۔ حضرت صاحب نے خوب فرمایا ہے ؎

امروز قوم من نشناسد مقامِ من
روزے بگریہ یاد کنند وقت خوشترم

آج میری قوم نے میرے مقام کی شناخت نہیں کی مگر ایک وقت آئے گا کہ وہ رو رو کر یاد کریں گے کہ ہم نے وقت اور موقع پایا مگر اسکو کھو دیا۔

کسی کو پرکھنے کے لئے ہم چار باتوں کو ہی دیکھتے ہیں اور یہ چار باتیں زندگی کے چار پہلو ہیں یا چار قوتیں اور صفات ہیں جو کسی شخص کو متمیز کرنے کا موجب ہو سکتی ہیں۔

یہ صفات کیا ہیں (۱) زہد اور پاکیزگی (۲) قوتِ مکاشفہ۔ (۳) علمیت۔ (۴) جہاد۔

یہ صفات خدا کے ماموروں میں بدرجہ اتم موجود ہوتی ہیں۔ آیئے ان صفات کی روشنی میں حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کا مطالعہ کریں۔

(۱) **زہد و تقوی** کا رنگ جو آپ کی زندگی میں نظر آتا ہے بہت کم لوگوں میں دکھائی دیتا ہے اس کے باوجود کہ آپ ایک رئیس کے بیٹے تھے آپ کا دل ذکر الہٰی میں محو تھا۔ آپ کو مقدمات بھی بھگتنے پڑے مگر ان میں خدا خوفی اور تقوی اللہ کا بے نظیر نمونہ آپ نے دکھایا۔ جائداد گنوا دی مگر دیانت اور سچائی کا دامن نہیں چھوڑا۔ اتنا باریک تقوے آپ میں تھا کہ ایک دفعہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سیر کو جا رہے تھے تو ان میں سے ایک صاحب نے کھیتوں میں سے ایک بیر اُٹھا لیا جو کھیتوں میں عموماً بکھرے پڑے رہتے ہیں اور کوئی پروا بھی نہیں کرتا مگر حضرت مسیح موعود نے اس شخص کو کہا کہ یہ آپ کا تو نہیں ہے پھر آپ نے کیوں اُٹھایا۔ اس سے بڑھ کر باریک تقوے اور کیا ہو سکتا ہے۔ تنہائی کی گھڑیوں میں آپ کثرت سے قرآن کا مطالعہ کرتے تھے ہزاروں مرتبہ قرآن کریم پڑھا ہو گا اور اکثر گوشہ نشین ہو کر ذکر الہٰی میں مصروف رہتے تھے۔

(۲) دوسرا پہلو **قوتِ مکاشفہ** باللہ تعالے کے ساتھ ہم کلامی کا ہے۔ اللہ تعالے نے آپ کو آئندہ کی خبریں دیں جن کے متعلق کوئی یقین نہیں کر سکتا تھا کہ وہ بعینہٖ پوری ہوں گی۔ لیکن آپ نے بڑے یقین کے ساتھ ان کو بیان کیا اور فرمایا جو زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ ایسا ہو کر رہے گا۔ آنے والے واقعات کا نقشہ آپ کی کتب میں موجود ہے۔ نمونہ کے طور پر یہ عبارت آپ کو سناتا ہوں :-

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے۔ اور بعض اس میں قیامت کا نمونہ ہوں گے، اس قدر موت ہو گی کہ خون کی نہریں چلیں گی، اور زمین پر اس قدر سخت تباہی ہو گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ہے ایسا تباہی کبھی نہیں آئی ہو گی۔

وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی، اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمانوں سے کچھ زمین سے۔

یہ اس لئے کہ نوعِ انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا اپنے بھیجے ہوؤں سے پہلے ہم عذاب نازل نہیں کرتے۔ اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔

کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہو گا یہ مت خیال کرو امریکہ وغیرہ میں زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے　　اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔

وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور چپ رہا، مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں وہ سنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔

میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ خدا کے نوشتے پورے ہوتے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا"

یہ ہے قوتِ مکاشفہ جس سے آپ کو کثیر حصہ ملا اور یہ باتیں لفظ بلفظ پوری ہو چکی ہیں۔

## (۳) تیسرا پہلو علمی ہے

قرآن کے حقائق اور معارف آپ پر خوب کھلے۔ دین کی مشکلات کو جس رنگ میں آپ نے حل کیا ہے اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی اگر آپ نہ آتے تو قیامت تک یہ عقدے حل نہ ہوتے۔ مجددین اس لئے آتے ہیں کہ ایسی غلطیاں رائج ہوتی ہیں اور ایسی راسخ ہو جاتی ہیں کہ خدا کا مامور ہی ان کو دُور کر سکتا ہے اس زمانہ میں کئی ایسی غلطیاں راسخ ہو چکی تھیں۔

(۱) اسلام کا تلوار کے زور سے پھیلنا۔

یہ اسلام پر ایک بدنما دھبہ تھا۔ اور اسلام بدنام ہو گیا تھا۔ آپ نے قرآنی آیات سے اس باطل عقیدے کو جڑ سے اکھیڑ دیا۔

قرآن میں لکھا ہے۔ اگر کوئی مشرک پناہ مانگے تو اسے پناہ دو۔ حتی یسمع کلام اللّٰہ۔ ثم ابلغہ مامنہ۔ اس کو اپنے پاس رکھو۔ کلام اللہ سناؤ اور امن کی جگہ پہنچا دو اگر اس کا سر ہی اڑانا ہے تو پناہ دینے اور امن کی جگہ پہنچانے کے کیا معنے۔

اور قرآن کا صاف حکم ہے لا اکراہ فی الدین۔ دین میں کوئی جبر نہیں کوئی اچھی راہ کو اختیار کرتا ہے تو اس کی خوش نصیبی ورنہ کوئی کیا کر سکتا ہے اور کسی پر کیا ذمہ ہے

(۲) دوسری دینی مشکل یاجوج ماجوج کے خروج کے متعلق تھی۔ مجدد زمان نے اس عقدہ کو بھی خوب صاف کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ مغربی اقوام ہیں۔ دجل کے معنے فریب اور دھوکہ ہیں یہ قومیں اپنے مفاد کے لئے فریب اور دھوکہ سے کس قدر کام نکالتی ہیں اور اخلاق کو بالائے طاق رکھ دیتی ہیں۔

آج دنیا میں فساد انہی کے ناپاک عزائم اور منصوبوں کی وجہ سے ہے۔ آپ کی اس تحقیق علمی کی وجہ سے سب پر یہ روشن ہو گیا کہ یہی قومیں یاجوج اور ماجوج ہیں، حتیٰ کہ مرحوم چرچل وزیر اعظم برطانیہ نے بھی اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ یاجوج ماجوج یہی قومیں ہیں۔ اور لندن کے عجائب گھر میں قوی ہیکل بُت بھی رکھے ہوئے ہیں جن کے نیچے گاگ میگاگ (یاجوج ماجوج) لکھا ہوا ہے۔ (باقی پر صفحہ کالم ۲)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۵ مارچ ۱۹۷۰ء

# اکثریّت و اقلیّت کا سوال

قبل ازیں مولانا مودودی کے منشور کی اس شق کا ذکر ان کالموں میں کیا جا چکا ہے جس میں ختم النبییّن صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی ماننے اور اس کے منکروں کو کافر قرار دینے والوں کو آئندہ حکومت میں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا ذکر کیا گیا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس کا اشارہ قادیانی یا ربوائی جماعت کی طرف ہی ہو سکتا ہے جو حضرت مسیح موعود کو نبی ماننے اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں، مودودی صاحب کے اس منشور کا اس جماعت کی طرف سے کیا ردّ عمل ہوا؟ ہمیں معلوم نہیں، لیکن مودودی صاحب کے رسالہ "ترجمان القرآن" میں یہ شکایت کی گئی ہے کہ :-

" مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کی یہ ایک عجیب و غریب عادت ہے کہ وہ خود جو چاہے کہتے رہیں، لیکن اگر کوئی دوسرا کوئی معقول بات بھی کرے تو وہ فوراً دہائی دینا شروع کر دیتے ہیں کہ دیکھئے یہ لوگ ملک میں انتشار پھیلا رہے ہیں ایک بالکل تازہ واقعہ سے آپ اس ذہنیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں، جماعت اسلامی پاکستان نے اپنے منشور میں عدادہ اور بہت سی باتوں کے ایک یہ بات بھی بیان کی تھی کہ جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور شخص کی نبوت کے قائل ہیں ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے گا، اس شق کا چھپنا تھا کہ اس حلقے نے پورے ملک میں طوفان اٹھا دیا اور اس طرح واویلا کرنا شروع کیا کہ گویا آسمان ان پر گرنے والا ہے، پریس میں اس موضوع کو اچھالا گیا، دوسرے بے دین طبقوں کے ساتھ مل کر جماعت اسلامی کو جی بھر کر گالیاں دی گئیں، جماعت کی اس "جسارت" کو ارباب اقتدار کے سامنے اس انداز سے پیش کیا گیا کہ یہ بات ملک کے لئے عظیم خطرہ ہے، لیکن ربّ العزت کی شان کریمی ملاحظہ ہو کہ جماعت اسلامی کی جس بات سے یہ لوگ اتنے برافروختہ ہوئے ہیں، اس کا اظہار ان کی اپنی زبان اور قلم سے اکثر اوقات ہوتا رہتا ہے، یہ لوگ درحقیقت اپنے آپ کو اُمتِ مسلمہ سے الگ سمجھتے ہیں اور اس اُمت کے بارے میں وہ وہی جذبات و احساسات رکھتے ہیں جو ایک غیر مسلم قوم رکھتی ہے۔ آپ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۳ء کے الفضل کا پہلا صفحہ ملاحظہ فرمائیں اور ذرا اس عبارت پر غور کریں :-

" اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ ہے کہ احمدیت دنیا کے دور دراز کناروں تک پہنچے گی اور ایک وقت آئے گا کہ احمدیوں کی اکثریت ہو گی اور باقی مسلمان اقلیت بن جائیں گے "

ہم اس اقتباس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے یہ عبارت اتنی واضح ہے کہ اسے ہر شخص اس کے پورے مضمرات کے ساتھ اچھی طرح سمجھ سکتا ہے، ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا اس گروہ کو اس امر کی پوری آزادی ہے کہ وہ جو چاہے کہتا رہے اور اس پر قطعاً کوئی گرفت نہ کی جائے اور اگر ہم کوئی بات کہدیں تو وہ قابلِ گرفت ہو؟ کیا ہم وہی بات نہیں کہہ رہے ہیں جس کا اظہار ان کی اپنی زبان سے وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے؟ وہ اگر مسلمانوں کو اقلیت بنانے کے خواب دیکھیں اور اسے اپنی صداقت کا نشان ٹھہرائیں تو یہ بات کسی طرح بھی اشتعال انگیز نہیں لیکن اگر مسلمان ان کی اس خواہش کو سامنے رکھ کر یہ کہیں کہ وہ اُمتِ مسلمہ سے الگ ایک اقلیت ہیں تو اس معقول تجویز کے خلاف طوفان کھڑا کر دیا جائے اپنے اس موقف پر انہیں سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے"۔

(ترجمان القرآن بابت مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۷ - ۸)

سوال معقول ہے، الفضل کے جس مضمون کا حوالہ دیا گیا ہے وہ مولوی یعقوب خاں صاحب کا لکھا ہوا ہے جو "میری بیعت خلافت کی وضاحت" کے عنوان سے ۱۰ دسمبر ۱۹۶۹ء کے الفضل میں شائع ہوا تھا فی الواقعہ اگر قادیانی جماعت کا خیال یہی ہے کہ وہ کسی وقت اکثریت میں ہو کر باقی مسلمانوں کو اقلیت قرار دیں گے، تو موجودہ حالت میں مودودی صاحب کا انہیں اقلیت قرار دینا باعث شکوہ نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ہم کہیں گے کہ انہوں نے اس وقت بھی خود ہی تمام امت محمدیہ کو کافر قرار دے کر اپنے آپ کو ان سے الگ کر رکھا ہے، پھر دوسروں کا شکوہ کیوں؟

ہمارے نزدیک اکثریت و اقلیت کا سوال ہی غلط ہے۔ تمام وہ لوگ جو لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کے قائل ہیں اور ختم نبوت پر صحیح معنوں میں ایمان رکھتے ہیں یعنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کے قائل نہیں، وہ مسلمان ہیں خواہ اقلیت میں ہوں یا اکثریت میں، اسی لئے حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ نے بار بار یہ اعلان کیا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آسکتا ورنہ ختم نبوت باطل ہو جائے گی، آپ نے خود دعوےٰ نبوت سے انکار کرتے ہوئے اپنے نہ ماننے والوں کو مسلمان قرار دیا اور لکھا کہ میرے دعوےٰ (مجدّدیت) کے نہ ماننے کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا، افسوس ہے کہ قادیانی جماعت نے انہیں نبی بنا کر مسلمانوں کی اکثریت کو کافر قرار دے دیا اور اس طرح اُمتِ مسلمہ میں بہت بڑا انتشار پیدا کر دیا۔

یہ صحیح ہے کہ ایک وقت آئے گا جب مسلمانوں کی اکثریت بلکہ تمام اُمتِ مسلمہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی قائل ہو جائے گی اور انہیں سمجھ آ جائے گی کہ انہوں نے نبوت کا دعوےٰ ہرگز نہیں کیا اور نہ دوسرے مسلمانوں کو کافر قرار دیا یہی معاملہ سابق مجددین کے ساتھ ہوتا چلا آیا ہے ان کے زمانہ میں ان پر کفر کے فتوے دیئے گئے اور آج انہیں فی الواقعہ مجدّد اور برگزیدہ انسان مانا جاتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے بارہ میں بھی جب ایسی صورت پیدا ہوگی کہ مسلمانوں کی اکثریت ان کی صداقت کی قائل ہو جائے گی، تو بھی ہمارے نزدیک اقلیت و اکثریت کا کوئی سوال پیدا نہیں ہو سکے گا اور جیسا کہ اس وقت نہ ماننے والے جو اکثریت میں ہیں ہمارے نزدیک مسلمان ہیں وہ اس وقت بھی جب اقلیت میں ہوں گے مسلمان ہی رہیں گے "غیر مسلم" کا لفظ کسی حالت میں کسی کلمہ گو پر عائد نہیں ہو سکتا، اور نہ کسی کو امت مسلمہ سے الگ اقلیت قرار دیا جا سکتا ہے۔ مودودی صاحب نے جن لوگوں کو اپنے منشور میں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا ذکر کیا ہے، وہ اپنے عقائد کی وجہ سے (کہ حضرت مرزا صاحب کو نبی اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں) اس کے مستحق قرار دیئے گئے اور یہ امر موجب خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور اس شق میں شامل نہیں ہو سکتی۔ اس بارہ میں مودودی صاحب کا رویہ قابل تعریف ہے۔

## جماعت احمدیہ لاہور کا اسلام —— شورش صاحب ایڈیٹر چٹان کا اعتراف حقیقت

ہفت روزہ چٹان مؤرخہ ۹ مارچ ۱۹۷۰ء میں جناب شورش کاشمیری کے قلم سے ایک شذرہ شائع ہوا ہے جس میں جمعیت علمائے اسلام کے مفتی محمود صاحب کو مخاطب کر کے لکھا ہے :-

" نوائے وقت مجریہ ۱۳ مارچ صفحہ (۷) فرمایا مفتی صاحب نے سرگودھا میں :-

ہمارا ایمان ہے کہ ہر کلمہ گو شخص مسلمان ہے "

اگر یہ درست ہے تو حضور والا قادیانی احمدی اور لاہوری احمدی دونوں کلمہ پڑھتے بلکہ سوشلسٹوں کے مقابلہ میں صوم و صلوٰۃ کی پابندی کرتے، قرآن کریم و حدیث کی باتیں کرتے تو آپ انہیں کس جرم کی پاداش میں مسلمانوں کے زمرہ سے خارج کرتے ہیں، **لاہوری پارٹی کے پیرو تو میرزا صاحب کو نبی نہیں صرف مجدّد مانتے ہیں اور ان کا اسلام سوشلسٹوں کے اسلام سے کہیں افضل ہے"**[1]

سوال معقول ہے، جس حالت میں مفتی صاحب ایک سو تیرہ علماء کے فتوے کے خلاف سوشلزم کے حامیوں کو مسلمان یقین کرتے اور اس فتوے کو خلاف شریعت قرار دیتے ہیں، اور سرگودھا کے جلسہ میں ہر کلمہ گو کو مسلمان قرار دے چکے ہیں تو پھر بقول شورش صاحب احمدیوں کو کس بناء پر کافر قرار دیتے ہیں حالانکہ احمدیہ جماعت لاہور سوشلسٹوں سے بڑھ کر اسلام کی پابند ہے۔

خوشی کی بات ہے کہ جناب شورش صاحب پر لاہوری احمدیوں کے اسلام کی حقیقت روشن ہو گئی ہم ان کے ممنون ہیں کہ انہوں نے جماعت احمدیہ لاہور کے بارہ میں کلمہ حق کہہ کر اپنی روشن ضمیری کا ثبوت دیا ہے۔

---

[1] ربوائی مولوی ابوالعطاء جالندھری نے اپنے رسالہ الفرقان بابت ماہ مارچ ۱۹۷۰ء میں چٹان کے اس شذرہ کا صرف ابتدائی حصہ نقل کر کے، آخری جلی کردہ فقرات جو جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق ہیں، حذف کر دیئے ہیں شائد جماعت احمدیہ لاہور کا اسلام ان کی آنکھوں میں بہت کھٹکتا ہے کیونکہ یہ جماعت حضرت نبی کریم صلعم کو صحیح معنوں میں خاتم النبییّن مانتی ہے۔

مولانا احمد یار صاحب مبلغ فیجی

# جزائر فیجی میں تبلیغ اسلام

محترم جی۔این۔ڈین صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جزائر فیجی شاخ لاہور اپنے ایک مکتوب مؤرخہ ۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ چندہ اخبارات وقیمت کتب کے سلسلہ میں ۔/43 کا ایک ڈرافٹ انجمن کے لئے مرسل ہے۔ خزانہ انجمن میں جمع کراکر رسید سے مشکور فرمایا جاوے۔ جماعت کی کارگذاری کے متعلق نہایت اختصار کے ساتھ رپورٹ درج ذیل ہے :۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے بابا گورو نانک کی پانچ سوویں برسی ۱۱/۲۹ ۱۲ کو تھی۔ یہاں کی سکھ کمیونٹی نے دیگر سکھ اقوام کی طرح یہ تقریب نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منائی۔ گوردوارہ واقع سامابولا سووا میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا جس میں شمولیت کے لئے ہر فرقہ اور ہر خیال کے لوگوں کو دعوت دی گئی۔ چنانچہ سووا کے تمام سرکردہ شرفاء اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ علاوہ ازیں مقامی وزراء اور ممبران کونسل نے بھی شمولیت کی تقریباً دس اصحاب کو اظہار خیال کے لئے مدعو کیا گیا۔ جن میں سے مسٹر رام رکھا صاحب ممبر کونسل ایڈووکیٹ اور مسٹر جے نرائن ........ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

مسلمان قوم میں سے صرف مجھے اس موقعہ پر اظہار خیال کے لئے بلایا گیا۔ میں نے حاضرین کو بتایا کہ بابا گورو نانک کی تعلیم بالکل وہی ہے جو اسلام کی ہے۔ مجھے دونوں تعلیموں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ بابا جی فرماتے ہیں کہ خدا ایک ہے وہی مادہ اور رُوح کا خالق ہے اور وہی پیدا کرنے والا ہے۔ نجات صرف اعمال سے ہے نہ کسی اور ذریعہ سے۔ انسان مکتی صرف اپنے اعمالِ صالحہ سے حاصل کرسکتا ہے۔ کسی اور کے بوجھ اٹھانے سے اس کے گناہوں کا بوجھ ہلکا نہیں ہوسکے گا اور نہ کوئی بدلہ دے سکے گا۔

پھر میں نے حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا وہ واقعہ سنایا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو شراب خوری پر کوڑوں کی سزا دی حتّٰی کہ وہ مرگیا۔ مگر آپ نے نہ پدری محبت کو اور نہ اپنی شان و شوکت کو انصاف کے راستے میں آڑے آنے دیا۔ پھر میں نے اس واقعہ کا ذکر کیا کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آنحضرت صلعم کے وصال کے بعد اسلامی لشکر کو مانعین زکوٰۃ کی سرکوبی کے لئے بھیجا تو آپ شہر کی حدود تک حضرت اسامہ ابن زیدؓ کے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے اور حضرت اسامہ گھوڑے پر سوار تھے چلتے چلتے آپ نے انہیں یہ نصیحت کی کہ صرف ان سے جنگ کرنا جو تم سے جنگ کریں۔ بچوں عورتوں اور بوڑھوں پر ہرگز ہاتھ نہیں اُٹھانا دشمنوں کی زمین میں سے نہ درخت کاٹ سکتے ہیں اور نہ ان کے مویشیوں اور ان کی فصلوں کو برباد کرنا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے احکام اور نواہی کلام اللہ اور سنّت رسول اللہ صلعم میں بالکل واضح ہیں، اگر تم ان کے خلاف کروگے تو قیامت کے دن تم ان کے لئے بارگاہ ایزدی میں جوابدہ ہوگے

پھر میں نے کہا کہ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ مسلمان بادشاہوں نے بعض گوروصاحبان پر مظالم کئے۔ اگر ان باتوں میں کچھ سچائی بھی ہو، تب بھی اس میں نہ اسلام کا قصور ہے اور نہ خدا اور رسولؐ کا۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان امراء و صلحاء اور اولیاء کا اس قدر گوروصاحبان کے ساتھ اچھا سلوک تھا کہ آج تک ان کا کلام گورو گرنتھ صاحب میں پڑھا جاتا اور متبرک سمجھا جاتا ہے۔

حاضرین نے میری اس تقریر کو بہت پسند کیا۔ اور صرف میری اس تقریر کو ہی پریس میں جگہ دی گئی۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔ (باقی آئندہ)

نوٹ: ڈین صاحب کی یہ تقریر انگریزی میں تھی۔ بالاسطور میں ان کا مفہوم دیا گیا ہے۔

(خاکسار۔ احمد یار۔ مبلغ فیجی)

# برلین مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

## عیدالاضحےٰ کا اجتماع

عیدالاضحیٰ کا مبارک اجتماع ہم نے مسجد برلین میں ۱۵ رفروری بروز اتوار منایا۔ اس اجتماع میں مسلمان بھائیوں اور عیسائی دوستوں کے نام بھیجے گئے۔ دعوت نامہ پر پروگرام یوں مندرج تھا :
نماز 30-۱۰ بجے۔ خطبہ 45-۱۰۔ اور بعد میں حاضرین کو دعوت مشروبات۔

حسب پروگرام نماز ہوئی۔ نماز کے بعد خطبہ ہوا۔ اور حاضرین کو چائے وغیرہ پیش کی گئی۔ حاضرین میں خدا کے فضل سے مختلف اسلامی ممالک سے آئے ہوئے احباب جرمن نومسلمین اور جرمن شہر کے معزّزین شامل تھے۔ میں نے آدھ گھنٹہ کے قریب احباب کو نماز کے بعد خطاب کیا اور اپنے خطبہ میں ذیل کے امور پر روشنی ڈالی :۔

۱۔ حضرت ابراہیمؑ کا دُعا کرنا۔ اور ان کو بیٹے کی بشارت کا دیا جانا۔

۲۔ حضرت ابراہیمؑ کا امتحان لیا جانا اور ان کو الناس کا امام مقرر کیا جانا۔

۳۔ امتحان کیا تھا۔

ا۔ اپنے بیٹے اسماعیل کو معہ اپنی اہلیہ حضرت ہاجرہؑ مکہ کی وادی میں لے جانا اور وہاں چھوڑ آنا۔

ب۔ اسی اثنا میں حضرت ہاجرہؑ کا امتحان اور ان کا صبر کرنا۔ اور خدا پر توکّل کرنا۔ اور سعی کرنا۔ اور پانی کا صحرا میں مہیا ہوجانا۔

ج۔ بیٹے کے جوان ہونے پر دوسرا امتحان، بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم۔ باپ اور بیٹے ہر دو کا قربانی کرنے اور قربانی دینے کے لئے تیار ہوجانا۔

۴۔ حج کا اجتماع — قربانی اور حج سے کیا سبق ملتے ہیں۔

ا۔ تمام نسلِ انسانی خدا کے حضور برابر ہے

ب۔ اللہ تعالےٰ مومن کی دُعا قبول کرتے ہیں۔

ج۔ خواب ہمیشہ انسان کے اپنے خیالات کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ اس کا منبع خدا تعالےٰ ہے

د۔ عورت ذات کا اسلام میں اعلےٰ مقام۔ حالات کیسے ہی مایوس کن کیوں نہ ہوں، مومن خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اور خدا پر توکّل کرتے ہوئے وہ اپنے مسائل کو حل کرنے کی اپنی طرف سے پوری سعی کرے۔ خواہ وہ جانتا ہی کیوں نہ ہو کہ وسائل اس کے مشکل مسائل کو حل کرنے کے لئے ناکافی ہیں۔

۵۔ حیوانی جذبات کو خدا کے حکم کے سامنے ذبح کر دینا۔

ہمارے اجتماع میں مقامی یونیورسٹی کے ایک پروفیسر مع اپنی اہلیہ موجود تھے۔ وہ پہلی بار ہمارے اجتماع میں آئے۔ خطبہ کے اس حصّہ کو خاص طور پر سراہا جس میں ذکر تھا کہ بحیثیت انسان یہود عیسائی مسلمان خدا کے حضور برابر ہیں اور وہ اپنے اپنے اعمال کے جوابدہ ہیں۔ مسجد میں احباب بارہ بجے تک ٹھہرے۔ بعد میں چالیس کے قریب احباب میرے مکان پر ٹھہرے۔ وہاں ہم سب نے مل کر کھانا کھایا جو ہمارے عرب نوجوانوں نے پکایا۔ خدا کے فضل سے ہمارا یہ اجتماع بصد خوشی گزرا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

## پبلک ہائی سکول میں دو لیکچر

برلین کے علاقہ Steglitz کے پبلک ہائی سکول میں دو لیکچر ہوئے

ایک لیکچر ۱۶ رفروری کو اور دوسرا لیکچر ۲۳ رفروری کو۔ پہلے لیکچر کا عنوان تھا سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک اور اسلام کی بنیاد۔ دوسرے لیکچر کا عنوان تھا۔ اسلام اور عیسائیت کا تعلق۔ ہر لیکچر سوا گھنٹہ جاری رہا۔ ہر دو موضوعات کے تحت مختلف امور کو واضح کیا۔ اسی سکول سے ماہ مارچ میں مزید تین لیکچر دینے کی دعوت آئی ہوئی ہے۔

## جرنلسٹ سے انٹرویو

جرنلسٹ ایسوسی ایشن کا ایک نمائندہ انٹرویو کے لئے آیا۔ ہماری مساعی کے متعلق اس نے سوالات کئے اور جوابات کو نوٹ کیا۔

## شادی

شادی کی ایک تقریب مسجد میں منعقد ہوئی نوجوان جرمن ہے۔ اور خاتون افغانستان سے آئی ہیں۔

## جنازہ

ایک معمر ایرانی مسلمان فوت ہوگیا۔ اس کے جنازہ کے لئے قبرستان گیا۔

## داخلِ اسلام

ایک جرمن خاتون مغربی جرمنی سے داخل اسلام ہوئی۔ اور اس نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان بذریعہ ڈاک بھیج دیا۔

## بیروت کے ایک عالم مسجد میں

لبنان بیروت سے ایک عالم برلین آئے۔ برلین

(باقی کالم ۲ کے نیچے)

یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات کے ڈائرکٹر نے انہیں اپنے گھر پر کھانے کی دعوت دی۔ کھانے کی دعوت پر انہوں نے مجھے بھی مدعو کیا۔ اس عالم موصوف کو دوسرے دن میں نے اپنے ہاں دعوت دی۔ احمدیہ جماعت لاہور کی مساعی سے آگاہ کیا۔ حضرت میرزا غلام احمد صاحب کے دعویٰ مجددیت پر روشنی ڈالی۔ اور قادیان گروپ سے علیحدگی کی وجہ بتائی جانے سے پیشتر وہ مہمانوں کے رجسٹر میں بڑے تعریفی کلمات لکھ گئے اور ہماری تبلیغی مساعی سے بڑے محظوظ ہوئے۔

چند ایک بار علیحدہ علیحدہ زائرین مسجد میں آئے۔ بعض اسکول کے طلباء اپنے استاد کے ساتھ آئے۔

جمعہ و ہفتہ کے اجتماعات جنوری و فروری ہر دو ۷۰ء ماہ میں خدا کے فضل سے جاری رہے۔ ہفتہ کے دن پندرہ سے زائد احباب حصّہ لیتے رہے۔

# سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کی اہمیّت اور ان کے مضامین میں ربط

## مخلوقِ الٰہی کی ہمدردی اور غرباء و مساکین کی امداد مُسلمان کا سب سے بڑا فرض ہے

## انسانوں اور حیوانوں کے ساتھ حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سلوک

**خُطبہ جُمعہ**

مؤرخہ ۲۰ مارچ ۱۹۷۰ء

فرمُودہ

حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام

جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

الحمد للہ - ربّ العالمین ــــ وقال اللہ تعالیٰ - قل ھواللہ احد - اللہ الصمد

### سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کی اہمیّت

میں نے قرآن کریم کی پہلی سورت کا تھوڑا سا حِصّہ اور آخری سورۃ کا تھوڑا سا حِصّہ تلاوت کیا ہے - دونوں کا مضمون ایک ہی ہے - اور یہ مضمون نہایت ہی اہم ہے - بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ سورۃ فاتحہ سارے قرآن کریم کا نچوڑ ہے اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ سورۃ اخلاص قرآن کریم کی نصف ہے - معلوم ہوا کہ یہ دونوں سورتیں بڑی اہم ہیں جن کے اندر قرآن کریم کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔

### دونوں سورتوں کے مضامین میں ربط

پہلے حِصّہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنے آپ کو ربّ العالمین فرمایا ہے یعنے وہ تمام کائنات کا پروردگار اور خالق و مالک ہے اور وہ انسانیت کا بھی خالق و مالک ہے - اس نے کائنات کو پیدا کرنے کے بعد اس کی ربوبیّت اس کی زندگی اور اس کے قیام و بقا اور نشو و نما اور استحکام کے لئے ضروری اسباب اور سامان مہیا فرمائے ہیں - الحمد للہ ربّ العالمین کے مضمون کو قل ھو اللہ احد اللہ الصمد میں دوہرایا گیا ہے - صمد کے معنی ہیں من یُصْمِدُ الیہ الحوائج - وہ ہستی جس کی طرف تمام قسم کی ضروریات کے بارے میں رجوع کیا جائے - وہ الصمد ہے - یہی معنی ربّ العالمین کے ہیں - سورۃ فاتحہ کے آخر میں ایک لفظ ہے الضالین - حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد نصاریٰ ہیں - انہی کا ذکر سورہ اخلاص میں لم یلد ولم یولد کے الفاظ میں کیا گیا ہے - اس لحاظ سے پہلی سورۃ اور آخری سورۃ کے مضامین میں ربط اور موافقت ہے - یہ قرآن کریم کے کمالات میں سے ایک بہت بڑا کمال ہے کہ اس کے مضامین اور سورتوں میں ربط و نظم ہے - ان دونوں سورتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سارے قرآن کریم کے اندر ربط ہے

### اِنسانی ربوبیّت اور ضعفاء کی امداد کا سبق۔

میں ان دونوں سورتوں کے صرف ایک حِصّہ کے متعلق بیان کروں گا - فرمایا الحمد للہ ربّ العالمین اور فرمایا قل ھو اللہ احد - اللہ الصمد - ان دونوں کے اندر اہم مضمون ہے - یعنے اللہ تعالےٰ جو خالق السمٰوات والارض ہے اس کائنات کی ربوبیت کرنے والا بھی ہے - اس کائنات میں اشرف المخلوقات انسان ہیں اس لئے انسان کی ربوبیت کا ذکر مختلف جگہوں پر مختلف پیرایوں میں بار بار کیا گیا ہے اور عام انسانی ربوبیت کے علاوہ یتامےٰ - مساکین - سائلین - محتاجوں - غرباء اور ضعفاء اور اسیروں کا ذکر بھی کیا گیا ہے - یہ ذکر قرآن کریم کے مختلف مقامات پر ۲۲ جگہ آیا ہے - معلوم ہوا کہ الحمد للہ ربّ العالمین میں عامہ ربوبیت کا ذکر ہے اور اس کی توضیح و تشریح ۲۳ مقامات پر کی گئی ہے - جن میں مسلمانوں کو یہ توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ اپنے تئیں ربّ العالمین کے رنگ میں رنگین کریں - اور انسانیت کے خادم بن جائیں - ایک جگہ فرمایا ویطعمون الطعام علےٰ حبہ مسکیناً ویتیماً واسیراً - مومن اللہ تعالےٰ کی محبت کی وجہ سے مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتا ہے

### بلا امتیاز سب کے ساتھ ہمدردانہ سلوک

یہاں قیدیوں کے ساتھ یہ شرط نہیں رکھی کہ صرف مسلمان قیدی کے ساتھ مومنین کا یہ سلوک ہونا چاہیئے اور غیر مسلم سے ایسا نہیں ہونا چاہیئے نہ ہی مساکین اور یتامےٰ کے ساتھ مسلمان ہونے کی شرط لگائی ہے - اسی طرح ابن السبیل کا بھی ذکر آتا ہے جس میں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ مسافر کے ساتھ ہمدردی کی جائے اس کے ساتھ بھی یہ شرط نہیں لگائی کہ وہ مسلمان ہی ہو، بلکہ کوئی ہو، کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو اور کسی ملک سے ہو، جو بھی مسافر ہے اس کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کیا جائے۔

فرمایا اللہ تعالےٰ ربّ العالمین ہے وہ بلا امتیاز ساری کی ساری مخلوق کی ربوبیت کرتا ہے - مسلمان کی بھی یہ شان ہونی چاہیئے کہ جہاں کہیں کوئی انسان دکھ درد میں مبتلا ہو وہ اس کے ساتھ ہمدردی کرے - فرمایا علےٰ حبہ جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ لازمی طور پر اللہ تعالےٰ کی مخلوق سے بھی ہمدردی اور محبّت کرتا ہے۔

### محتاجوں کی امداد نہ کرنے والے کی نماز قبول نہیں۔

ایک حدیث نبوی میں لکھا ہے کہ تمہیں اگر میری تلاش مقصود ہے تو میں تمہیں ضعفاء اور فقراء میں ملوں گا - یعنی تم اُن کی خدمت کر کے مجھے پا سکو گے - اور ایک سورت میں فرمایا ہے کہ صرف نماز پڑھنے سے ہی اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل نہیں ہو جاتی بلکہ اس کی خوشنودی حاصل کرنے اور اس کی رضاء کے حصول کا ذریعہ یہ ہے کہ عبادت الٰہی کے ساتھ ساتھ مخلوق کی خدمت بھی کی جائے جیسا کہ فرمایا ارأیت الذی یکذب بالدین - بھلا آپ نے نظر ڈالی کہ کون انسان دین کو جھوٹا سمجھتا ہے یا قیامت کے دن کی جزا و سزا کا قائل نہیں ہے فذالک الذی یدع الیتیم ولا یحض علےٰ طعام المسکین - یہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے - اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دوسروں کو نہیں دیتا، فویلٌ للمصلین الذین ھم عن صلوٰتھم ساھون ایسا کرنے والے نمازی ہونے کے باوجود نماز کی حقیقت سے غافل ہیں، ایسے نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے۔

### تمام مخلوق عیال اللہ ہے

حدیث میں آتا ہے المخلوق عیال اللہ - ساری کی ساری مخلوق اللہ تعالےٰ کا کنبہ اور خاندان ہے جس طرح ماں باپ اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں اس سے کہیں بڑھ کر اللہ کو اپنی مخلوق پیاری ہے پس جو اللہ تعالےٰ کا محبوب بننا چاہتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھ پیار کرے۔

### اسلام انسانیت کا دین ہے - اس نے تمام بنی آدم کی تکریم سکھائی ہے

معلوم ہوا کہ اسلام انسانیت کا دین ہے جس نے تمام عالمِ انسانیت کو عیال اللہ کہہ کر ان سے پیار رکھنا ضروری قرار دیا ہے، فرمایا ولقد کرمنا بنی ادم - جس پر بھی بنی آدم کا لفظ اطلاق پاتا ہے - اس کی تکریم ضروری ہے - وہ قیدی ہو یا مسافر، مسکین ہو یا یتیم، ہندو ہو یا کوئی چوہڑا چمار، انسان ہونے کی وجہ سے وہ اس قابل ہے کہ اس کی عزّت و تکریم کی جائے - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک دفعہ مسجد نبوی میں عیسائیوں کو ڈیرہ لگانے کی اجازت دی، اجازت ہی نہیں دی بلکہ خود ان کا ڈیرہ مسجد میں لگایا - اور ان کو اپنے مذہب

طرز پر دہاں عبادت کرنے کی اجازت دی یہ عظیم شخصیت ربّ العالمین کی حقیقی نمائندہ ہے

ایک جنگ میں کچھ عورتیں۔ مرد اور بچے قیدی ہو کر آئے۔ اُن میں سے ایک عورت اپنے بچّے کی تلاش کر رہی تھی۔ بچہ مل گیا تو اس نے اسے اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ جس طرح ماں کے اندر فطرتاً اپنے بچّے کے لئے پیار موجود ہے اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق اور عیال کے ساتھ اس ماں سے بھی زیادہ محبت و پیار کرتا ہے۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ ایک بڑا قیمتی سبق دیا ہے کہ مسلمان انسانیت کی قدر کرنے والے ہوں۔ آج بڑی ضرورت ہے کہ اس سبق پر عمل کیا جائے اور ہر انسان کے ساتھ ہمدردی، خیر خواہی اور شفقت و محبت کا سلوک رَوا رکھا جائے۔ آج دنیا بھر میں اضطراب ہے۔ کیونکہ انسان انسان کا دشمن ہو رہا ہے، اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کے بجائے ظلم وستم رَوا رکھا جاتا ہے۔ یہ اضطراب اسی صورت میں دُور ہو سکتا ہے اور دنیا میں امن اسی طرح قائم ہو سکتا ہے کہ بنی نوع انسان کی عزّت وتکریم کی جائے۔ ہر شخص سے بلا امتیاز نسل و وطن اور دین و مذہب ہمدردی اور خیر خواہی کی جائے۔ اور اس کے حقوق پر نگاہ رکھی جائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بڑا احسان ہے کہ آپؐ نے عالمِ انسانیت کی عزّت و قدر کرنا سکھایا ہے۔

## سابق انبیاءؑ کی محدود و قومی تعلیمات اور حضرت نبی کریم صلعم کا عالمگیر پیغام

سابق انبیاء علیہم السلام نے صرف اپنی اپنی قوم کے لئے ہی ہمدردی کے پیغامات چھوڑے ہیں ان کی ضروریات تعلیم محدود اور عارضی تھیں۔ لیکن حضور نبی کریم صلعم ساری کی ساری انسانیت کے لئے پیغام لائے ہیں اور قرآن کریم تمام بنی نوع انسان کے لئے آخری پیغام ہے۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ تمام اقوام کے انبیاءؑ اور کتب پر میرا ایمان ہے اس طرح آپؐ نے اقوامِ عالم میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی طرح ڈالی۔ آپؐ کی تعلیم کامل اور مکمل ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔

آج دین کامل ہو گیا اور تم پر ہماری نعمت پوری ہو گئی۔

## حضرت نبی کریم صلعم کی حیوانات کیساتھ ہمدردی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم صرف عالمِ انسانیت کے لئے ہی خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبات نہیں رکھتے تھے بلکہ حیوانات کے لئے بھی آپؐ کے دل میں خیر خواہی کے جذبات موجزن تھے۔ کسی مسلمان عورت نے بلّی کو ستایا اور اس کو باندھ رکھا، آپؐ نے فرمایا کہ یہ مسلمان عورت دوزخ میں جائے گی۔ اور ایک کافر عورت نے ایک پیاسے کتّے کو جو گیلی مٹی چاٹ رہا تھا پانی پلایا تو اس کے متعلق حضور صلعم نے فرمایا کہ یہ عورت جنّت میں چلی گئی اسی طرح بڑا لمبا چوڑا ذکر احادیث نبوی صلعم میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم حیوانات کے بارے میں کس قدر رحمت و شفقت فرماتے تھے۔ ایک اونٹ کو حضور صلعم نے دیکھا کہ وہ سوکھا ہوا اور بھوک سے نڈھال ہے گویا وہ اپنے مالک کی آپؐ سے شکایت کر رہا ہے۔ آپؐ نے مالک کو فرمایا کہ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے چارہ یا پانی نہیں دیتے۔ تمہیں اس پر توجّہ رکھنی چاہیئے۔ ایک دفعہ ایک قافلہ پہاڑی پر چڑھ رہا تھا آپؐ نے فرمایا کہ اُونچائی پر چڑھتے ہوئے جانوروں کو آرام اور آہستگی سے چلنے دو۔ ایک مشہور حدی خواں انجشتہ نے دورانِ سفر میں حدی خوانی کی جس سے اونٹ اس کی آواز پر مست ہو کر تیز رفتار ہو گئے۔

سواریوں میں خواتین بھی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا یا انجشتہ رویدک بالقواریر یعنے نرمی سے چلو کہ اونٹوں پر شیشے لدے ہوئے ہیں ٹوٹ نہ جائیں۔ اس لئے سواریوں کو آہستہ آہستہ چلاؤ۔ گویا عورتوں کو ان کی نزاکت کی وجہ سے آپؐ نے شیشے قرار دیا۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ جہاد یا سفر میں جب کبھی بھی ہم کہیں ڈیرہ لگاتے لانسبح حتی نحط الرحال اگرچہ ہم نماز کے عاشق عبادتِ الٰہی کے شیدائی ہیں۔ لیکن اگر کہیں ڈیرہ لگاتے ہوئے نماز کا وقت ہو جاتا تو ہم نماز اس وقت تک ادا نہیں کرتے تھے جب تک کہ اونٹوں کے پالان نہ کھول دیں معناہ مع حرصنا علی الصلٰوۃ لانسبح قبل نحط الرحال و اراحۃ الدواب۔ باوجود نماز کی محبت کے ہم نماز نہ ادا کرتے تھے جب تک اپنے چارپاؤں کو آرام نہ پہنچا لیتے۔ معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم فی الواقعہ رحمۃ العالمین تھے۔ انہوں نے نہ صرف عالمِ انسانیت سے ہمدردی اور خیر خواہی کی بلکہ حیوانات سے بھی خیر خواہی اور ہمدردی کا سلوک کیا۔

## عبادتِ الٰہی کے ساتھ مخلوق کی خدمت کو شعار بناؤ

غرض یہ دو سورتیں جو ہم روزانہ نماز میں دوہراتے ہیں ان کے اندر بڑے اہم سبق ہیں۔ ان میں ہدایت ہے کہ تم اخلاق اللہ سے مزیّن ہو جاؤ۔ صرف طوطے کی طرح ان کی تلاوت کر لینا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ بلکہ ان سے یہ سبق لینا چاہیئے کہ جس طرح اللہ تعالےٰ تمام مخلوق کا ربّ اور ان کی پرورش کا سامان مہیّا کرتا ہے سب لوگوں کو چاہیئے کہ عبادت الٰہی کے ساتھ ساتھ مخلوق الٰہی کی خدمت کو اپنا شعار بنائیں۔

# خُطبہ ثانی

## دُعا اور جنازہ

مولوی عبدالحمید صاحب مولوی فاضل کی بیوی بہت بیمار ہیں ان کے لئے اور دیگر احباب کے لئے جو مختلف عوارض اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ انہیں صحت دے اور ان پر اپنا فضل و کرم نازل کرے۔

شیخ فضل الرحمٰن صاحب کارکن انجمن کے والد صاحب انتقال کر گئے ہیں۔ اور عبدالکریم صاحب لنگڑیال بھی وفات پا گئے ہیں۔ یہ دونوں نہایت مخلص اور نیک اصحاب تھے انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ دونوں کا جنازہ غائبانہ پڑھا جائے اور دعائے مغفرت کی جائے۔ (نماز جمعہ کے بعد مرحومین کے لئے نماز جنازہ میں دعائے مغفرت کی گئی)۔

## نہایت افسوسناک خبر

جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج و غم کے ساتھ پڑھی جائیگی کہ ہمارے محترم بزرگ شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب کے داماد صلاح الدین صاحب افریقہ میں ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے فوت ہو گئے ہیں۔ مرحوم افریقہ میں سپرنٹنڈنٹ پولیس رہ چکے ہیں آجکل لاہور میں کاروبار کرتے تھے اور حال ہی میں افریقہ میں اپنی جائداد کے انتظام کیلئے گئے تھے کہ انتقال ہو گیا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی تین خورد سال بچیاں ہیں ہمیں اس صدمہ میں محترم مصری صاحب کی صاحبزادی (مرحوم کی اہلیہ صاحبہ) اور انکے بچّوں کیساتھ دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنّت الفردوس میں جگہ دے۔ تمام جماعتوں سے جنازہ غائبانہ

# اخبار احمدیہ

## وفات

—— شیخ فضل الرحمٰن صاحب کارکن مرکزی انجمن لکھتے ہیں:۔

"بڑے دُکھ کے ساتھ خبر دیتا ہوں کہ میرے والد شیخ عبدالرحیم صاحب مؤرخہ ۱۰ مارچ ۱۹۷۰ء کو ۶۲ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے ہیں۔

انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون

مرحوم جماعت احمدیہ لاہور کی جموّں شاخ کے بڑے سرگرم رکن تھے۔ جماعت کے کاموں میں تن من دھن سے حصّہ لیا کرتے تھے۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی مغفرت کے لئے نمازوں میں دعائیں فرمائیں۔

پیغامِ صلح: ہمیں شیخ فضل الرحمٰن صاحب اور دیگر پسماندگان کے ساتھ اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے، دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم شیخ عبدالرحیم صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ جمعہ مؤرخہ ۲۰ مارچ کو جماعت لاہور نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی قیادت میں جنازہ غائبانہ پڑھا تمام بیرونی جماعتوں سے بھی جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

—— بیگم رضیہ علی صاحبہ سیکرٹری مرکزی انجمن احمدیہ شعبۂ خواتین لاہور فالاسوشک کانفرنس میں شمولیت کے لئے ۲ اپریل ۱۹۷۰ء کو پشاور تشریف لے جا رہی ہیں۔ اور ۷ اپریل کو واپس آئیں گی۔ وہ چاہتی ہیں کہ پشاور میں قیام کے دوران خواتین جماعت پشاور کا تنظیمی اجلاس ہو جائے۔ جماعت پشاور سے التماس ہے کہ ایسے اجلاس کا انتظام کر کے مطلع کریں۔

چوہدری فضل حق۔ ناظم شعبہ تنظیم جماعت

## جماعت سیالکوٹ کا آئندہ اجتماع

—— پیغام صلح مؤرخہ ۱۸ مارچ میں مقامی جماعت "سیالکوٹ کا ماہانہ اجتماع" کے تحت آئندہ اجتماع کی تاریخ ۲ اپریل لکھی ہے جو غلط ہے یہ اجتماع ۱۲ اپریل کو ہوگا۔

## مسلم ٹاؤن میں درسِ قرآن

—— مسجد مسلم ٹاؤن میں درس قرآن کریم آئندہ سوا پانچ بجے شام شروع ہوا کرے گا۔

## جماعت لائل پور کا ماہوار جلسہ

—— ۱۳ مارچ کو بعد نماز جمعہ جماعت لائل پور کی ماہوار میٹنگ زیر صدارت جناب مرزا


(باقی برصفحہ کالم ۲)

# اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ محض للہ ادا کرو

## اور اس میں کامیابی کے لئے خدا کے حضور روؤ اور گڑگڑاؤ

حضرت امیر مرحوم مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ۲۸ اپریل ۱۹۵۰ء کا خطبہ جمعہ جو ۲۱ مئی ۱۹۵۰ء کے "پیغام صلح" میں طبع ہوا تھا بعض احباب کی خواہش پر ذیل میں دوبارہ درج کیا جاتا ہے جو امید ہے موجودہ حالات میں بہت مفید ثابت ہوگا۔

---

قال اللہ تعالیٰ: قد افلح المؤمنون ٥ الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون ——— (سورۃ المؤمنون)

---

### نماز کامیابیوں کا ذریعہ ہے

غالباً آج تیسری مرتبہ خطبہ جمعہ میں میں اس آیت کو پڑھ رہا ہوں اس لئے کہ جہاں تک میں سوچتا ہوں اور واقعات پر غور کرتا ہوں یوں تو نماز ہر کام کے لئے ہی کامیابی کے راستے کھولتی ہے لیکن وہ کام جو ہمارے سامنے ہے یعنے تبلیغ اسلام کا کام اس کے لئے تو واحد ذریعہ ہے جو ہمیں کامیابی تک پہنچا سکتا ہے۔ میں یہ وعظ اور نصیحت کے رنگ میں نہیں حقیقت کے رنگ میں کہتا ہوں۔ آخر غور کیجئے آج اسلام کے لئے کونسی کشش موجود ہے اور وہ کونسی چیز ہے جس کی وجہ سے لوگ اسلام میں داخل ہوں۔ جہاں تک مادی طاقت کا سوال ہے وہ کمزور ہے۔ یہ ایک نسبتی امر ہے۔ یوں تو ایک کمزور سے کمزور فرد یا قوم میں بھی کچھ طاقت موجود ہوتی ہے۔ لیکن کسی قوم کی طاقت کا اندازہ مقابلہ سے کیا جاتا ہے۔ اس وقت جو طاقت مسلمانوں کو حاصل ہے، وہ عیسائی اقوام کے مقابلہ میں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی۔

### عیسائیت ——— اور مادی طاقت

ہاں تو اکثر لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ایک دین سے دوسرے دین میں شامل ہونے کے لئے ظاہری جمعیت اور قوت و طاقت ان کے لئے موجب بن جاتی ہے۔ دیکھ لیجئے اس ملک میں بہت سے لوگ عیسائی ہو گئے محض اس لئے کہ حکومت عیسائیوں کی تھی۔ اور ان سے مادی فوائد بھی بہت کچھ حاصل ہوتے تھے۔ تو یہ ظاہری قوت اور سیاسی طاقت بھی کسی دین میں داخل کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے اور بعض وقت مالی اور مادی فوائد اس کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ لیکن لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے میں یہ کوئی بھی کشش موجود نہیں۔

### اسلام اور روحانی قوت

مسلمانوں کی سیاسی قوت کچھ اتنی نہیں کہ قومیں مرعوب ہو کر اسلام میں داخل ہو جائیں اور نہ ہی مال و دولت کی کثرت ہے۔ آج تو مسلمانوں کی قسمت میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ مقابلتہً غربت اور افلاس ہی ہے۔ دن تو کوئی اچھا لباس پہن لے یا تھوڑی بہت نقدی اس کے پاس جمع ہو جائے تو وہ سمجھتا ہے کہ میں بھی کچھ ہوں۔ فی الحقیقت اگر مغربی مال و دولت کے قصوں کو سنا جائے، عیسائی اقوام کے مال و دولت کو دیکھا جائے تو اس کے مقابلہ پر مسلمانوں کے مال و دولت کی کچھ حیثیت ہی نہیں، تو غور فرمایئے وہ کونسی چیز ہے جس سے ہم لوگوں کو اسلام کی طرف بلا سکتے ہیں۔ جیسے میں نے ابھی کہا کہ مال و دولت کی کثرت تو ہے نہیں کہ غرباء کو پستی سے اٹھا کر ظاہری رنگ میں طاقتور بنا دیا جائے ہمارے ہاتھ میں خوب یاد رکھیئے صرف ایک ہی طاقت ہے جس سے ہم تمام دنیا کو حلقہ بگوشِ اسلام کر سکتے ہیں اور وہ ہے اسلام کی روحانی طاقت جس کے سامنے دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی نہیں ٹھہر سکتی۔

### نماز روحانی خوبیوں کے پیدا کرنے کا ذریعہ ہے

تو اب اس روحانی طاقت کو جو کہ بنیاد کے طور پر ہے دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے لازماً ایک ایسی جماعت کی ضرورت ہے جس کے اندر خود روحانی خوبیاں اعلیٰ درجہ کی موجود ہوں۔ مسلمان قوم میں یہ روحانی خوبیاں کس طرح پیدا ہو سکتی ہیں؟ اس کا واحد ذریعہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق کا قائم ہونا اور روحانی خوبیوں کا پیدا ہونا یہ لازم و ملزوم ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا جو کہ تمام روحانی خوبیوں کی جڑھ ہے کیا ذریعہ ہے۔ خوب یاد رکھیئے خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے۔ آج جو مسلمانوں میں دوسری اقوام کے مقابلہ میں خدا کی ہستی کا کچھ تھوڑا بہت احساس باقی ہے تو اس کا سبب یہی نماز ہی ہے۔

### خشوع کی حالت

مگر نماز کا ایک اعلیٰ مرحلہ ہے کہ جب اس میں خشوع و خضوع پیدا ہو تو خدا کی ہستی دل پر مسلط ہو جاتی ہے۔ خاشعون کی وہ حالت ہے کہ جب انسان کے اندر دوسرے کا اثر لینے کے لئے استعداد ہو جائے اور وہ دوسرے کا اثر قبول کر سکے تو نماز میں خشوع کی حالت کا پیدا ہو جانا یہی ہے کہ خدا کی ہستی کے احساس کو قبول کرنے کے لئے اس کا دل نرم ہو جائے۔ یہ احساس پیدا نہیں ہو سکتا جب تک کہ کوئی انسان خدا کے حضور ایک بھوکے فقیر کی طرح کھڑا نہ ہو اور جس کے پاس اپنا کچھ بھی نہ ہو، اور تڑپ کر یہ التجا کر رہا ہو کہ مجھے کھانے کے لئے کچھ دو کہ میں بھوک سے مر رہا ہوں۔ صرف یہی وہ حالت ہے جو نماز میں خشوع خضوع کو پیدا کر سکتی ہے۔ اسی لئے میں نے گذشتہ خطبہ میں کہا تھا کہ نماز کو کلیتہً دعا بنا دو۔ اوّل سے آخر تک ایک سائل بن کر تم خدا کے حضور کھڑے ہو جاؤ۔ نماز کے معنی اگر نہیں بھی آتے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر آتے ہیں تو بہرحال بہتر ہے۔ اس سے مزید قوت پیدا ہوگی۔ تو اگر سائل بن کر خدا کے حضور کھڑے ہوگے تو خدا سے ضرور کچھ نہ کچھ لے لو گے۔

### صراطِ مستقیم کے لئے دعا

اس سلسلہ میں میں نے گذشتہ جمعہ میں سورۃ فاتحہ کا ایک حصہ بیان کیا تھا۔ آج میں اس کے باقی حصہ کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے ایاک نعبد و ایاک نستعین تک بیان کیا تھا کہ اے خدا تیری مدد کے بغیر ہمارا یہ کام نہیں ہو سکتا۔

اب اس کے بعد ایک دعا سکھلائی ہے

اھدنا الصراط المستقیم

یعنے اے خدا ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ خوب یاد رکھیئے ان الفاظ کو جب نماز میں پڑھو تو اپنے تک ہی ان کو محدود نہ رکھو اھدنا ہم کو دکھا — ٹھیک ہے اس میں ایک فرد بھی آجاتا ہے۔ لیکن یہ کام اعلائے کلمۃ اللہ ایک فرد کا کام نہیں یہ ایک جماعت کا کام ہے تو ہم ایک جماعت ہیں۔ اس تمام جماعت کے لئے مستقیم راستہ کی دعا کرو۔ اب جب کسی کے دل میں اپنے بھائی کے خلاف بغض اور عناد ہو تو وہ اس کے لئے کس طرح یہ دعا کر سکتا ہے۔ دعا تو اس کے لئے دل سے نکلتی ہے جس کے ساتھ محبت ہو۔ سو اگر تم اس دعا اھدنا الصراط المستقیم کو حقیقی معنوں میں کرنا چاہتے ہو تو اپنے بھائیوں کے لئے اپنے قلوب میں ایک محبت کا جذبہ پیدا کیجئے اس کے بغیر تمہاری یہ دعا اپنے اصل مقصد کو نہیں پہنچ سکتی۔

### تمام اُمّتِ محمدیہ کیلئے دعا کریں

پھر ایک قدم اور آگے بڑھیئے آپ کی جماعت بڑی جماعت اسلام کا ایک حصہ ہے۔ اھدنا کی دعا کرتے وقت اس بڑی جماعت کو سامنے رکھیئے کہ اے خدا تمام اُمّتِ محمدیہ کو سیدھے راستہ پر چلا۔ یہ لوگ قرآن کریم اور حضرت سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا دعوےٰ تو کرتے ہیں لیکن آپ صلعم کی کامل اتباع نہیں کرتے۔ ان کے قلوب کو قرآن اور نبی کریم صلعم کی اتباع کی طرف ہدایت فرما۔ ہمیں اپنے اندر ایک وسعت اور فراخی پیدا کرنی چاہیئے۔ چھوٹے چھوٹے اختلافات کی بناء پر جماعتیں جماعتوں کی دشمن بن جاتی ہیں (جس طرح کہ قومیں غیر قوموں کی دشمن ہوتی ہے) یہاں تک کہ ان کی اچھی باتوں کی طرف بھی بالکل توجہ نہیں کی جاتی اور ان کے بعض عیوب اور کمزوریاں ہی ہمیشہ سامنے رہتی ہیں۔

### جماعت احمدیہ اور اشاعت

یہ حقیقت ہے کہ آج اللہ تعالےٰ نے جس مقام پر آپ لوگوں کو کھڑا کیا ہے وہ بہت ہی بلند مقام ہے خدا کے خاتم النبیین پر پہنچے ہوئے پیغام کو دنیا میں پہنچانا مسلمان

کا فرض تھا۔ مسلمانوں نے اسے ترک کر رکھا ہے۔ امام وقت نے آپ کو اس کام پر لگایا ہے۔ اور یوں حضرت مرزا صاحب مجدد زمان علیہ السلام کے ذریعہ آپ کو اُمتِ محمدیہ کے لئے تشفیع کے مقامِ عالی پر کھڑا کیا ہے۔ جانتے ہو شفاعت کیا ہے۔ اس کا ایک تو وہی مفہوم ہے جو عام طور پر مسلمانوں میں مشہور ہے کہ قیامت کے دن شفاعت ہوگی اور انبیاء مومنین ملائکہ کی شفاعت سے لوگ عذاب الیم سے بچائے جائیں گے یہ بھی حق ہے وہ تو ایک بڑا بھاری محشر کا میدان ہے۔ لیکن جنہوں نے حضرت امام زمانؑ کی کتب کو پڑھا ہوا نہیں معلوم ہوگا کہ آپ نے اس کے ماسوا آنحضرت صلعم کی ایک اور قسم کی شفاعت کی طرف توجہ دلائی ہے اور وہ شفاعت اسی دنیا کی شفاعت ہے وہ اس طرح پر کہ آپ دیکھیں کہ اس وقت اُمتِ محمدیہ میں کونسی کمزوری واقع ہو چکی ہے اور پھر اس کی اصلاح کے لئے اپنی پوری قوت صرف کر دیں۔ ان کی یہ کمزوری پیغامِ حق کو دُنیا میں پہنچانے کی کمزوری ہے آپ اس کام کو پوری قوت سے سرانجام دیں۔ تو یہ ایک رنگ میں ان کی شفاعت ہے اور یاں ہم یہ توقع بالکل نہ رکھیں کہ یہ لوگ ہماری کچھ قدر بھی کریں گے محض للہ اس کام کو کرنے کا بیڑا اُٹھاؤ۔ یاد رکھو اگر تم نے ان لوگوں سے کسی قدر کی توقع رکھی تو تم ناکام ہو جاؤ گے۔ صرف خدا کی رضا چاہنے کے لئے نسلِ انسانی کی اصلاح میں لگ جاؤ۔ اگر یہ تڑپ تمہارے دل میں پیدا ہو جائے گی تو پھر تم گالیاں بھی سنو گے، دجال بھی کہلاؤ گے لیکن اس کے باوجود تمہارے دل میں ان کی اصلاح کے کام کو ترک کرنے کا خیال پیدا نہیں ہوگا ان کے لئے دعائیں کرو اور خوب دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ انہیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرے۔ ہمارے نبی کریم صلعم نے تو کافروں کے لئے اپنی دعاؤں کو جاری رکھا۔ جنگِ اُحد میں کفار کی طرف سے جب آپ پر اس قدر تیروں کی بوچھاڑ ہوئی کہ آپؐ گر گئے۔ زخمی ہوئے دانت مبارک شہید ہوا۔ تو صحابہ رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان لوگوں نے آپؐ کو بہت دُکھ دیا ہے ان کے عذاب کے لئے دُعا کریں۔ آپؐ نے اتنی تکلیف اُٹھانے کے باوجود بددُعا نہیں کی، بلکہ ان کے حق میں دعا کی اور کہا :—

رب اغفر لقومی انھم لایعلمون۔

## دُعاؤں کی ضرورت

آپ کا کام ذہنوں کو تبدیل کرنا ہے۔ یہ کوئی معمولی کام نہیں، آپ اس اصلاح کے کام میں لگے رہیں اس کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ دعا ہے۔ اپنے قلوب میں نسلِ انسانی کی اصلاح کے لئے ایک تڑپ پیدا کریں۔ تنہائی میں دعائیں کریں۔ اے اللہ تمام بنی نوع انسان اور خود ہمارے مسلمان بھائیوں کو صحیح راستہ پر چلا۔

## منعم علیہ گروہ

صحیح راستہ کونسا ہے۔ خود ہی اس کے بعد اسے کھول دیا ہے۔ فرماتا ہے صراط الذین انعمت علیھم۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اپنے انعامات کئے۔ اگر آپ تاریخ اسلامی کا مطالعہ کریں۔ افسوس آج ہم اس سے محروم ہیں۔ ہمارے سامنے کچھ اتنی ضروریات آگئی ہیں کہ ہم اپنی گذشتہ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ انعمت علیھم کون لوگ تھے۔ اور یہ کہ انہوں نے دینِ حقہ کے پھیلانے میں کس قدر تکالیف اُٹھائیں خدا کی راہ میں کس حد تک انہوں نے قربانیاں کیں اور کس طرح باوجود بڑی بڑی تکالیف کے دنیا کے کناروں کو نورِ الٰہی سے منور کر دیا۔ ہمارا یہ ملک جس پر آج پاکستان کے حصول کے بعد بہت سے لوگ فخر کرتے ہیں۔ جانتے ہو یہ کن لوگوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ یہ کوئی عہدہ دار اور بادشاہ نہ تھے۔ یہ کوئی مالداروں کی قربانیوں کا نتیجہ نہیں وہی عاجز اور مسکین بندے تھے جو خدا کے حضور ہر وقت گر رہتے تھے اس میں کچھ شک نہیں کہ مالداروں اور عہدیداروں کی عزت ہوتی ہے لیکن خدا کے ہاں سب لوگ یکساں حیثیت رکھتے ہیں جس طرح حج کے موقعہ پر تمام لوگ ایک ہی لباس پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسی طرح خدا کے حضور تمام نسلِ انسانی یکساں ہے۔

## دُنیا کو نور سے متمتع کر دیا۔

ہاں تو صرف صراط الذین انعمت علیھم سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے اسلام کی دولت سے تمام دنیا کو متمتع کیا۔ اور خود اُمتِ محمدیہ کو بڑی بڑی پستیوں سے نکال کر بلند کیا۔ تاریخ کو پڑھ کر دیکھ لیجئے حق کی خاطر ہمارے بزرگوں نے بڑے بڑے جابر بادشاہوں سے مقابلہ کیا۔ ان پر تھوکا گیا۔ انہیں مارا گیا انہیں پیٹا گیا جیل خانہ میں ڈالا گیا مگر وہ بزرگ حق سے ایک قدم بھی نہ ہٹنے پائے۔ وہ ان تکالیف میں لذت محسوس کرتے تھے۔ آج دیکھ لو کہ اُمتِ محمدیہ ان بزرگوں کو کس قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ خدا تعالےٰ نے ان کی قدر کو دلوں میں قائم کر دیا ہے۔ سو خدا تعالےٰ نے اگر پہلے بزرگوں کی قدر کروائی تو آج بھی خادمانِ دین کی عزت کو لوگوں میں ضرور قائم کر سکتا ہے کمی صرف یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو کلی طور پر خدا کے دروازے پر نہیں ڈالتے۔ یہ منعم علیہ گروہ وہی گروہ ہے جس نے خدا تعالےٰ سے اپنے تعلق کو قائم کیا۔ اور پھر قوموں کی قوموں کو ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لے آئے

## دعا — اور اعانتِ دین

اگر ہم ان بزرگوں کی زندگی کے واقعات کو اپنے سامنے رکھیں تو ایک لمحے کے لئے بھی ہمارے سامنے مایوسی نہیں آسکتی کہ ہم آج یہ اصلاح کا کام نہیں کر سکتے ہم ضرور کر سکتے ہیں۔ اگر کوتاہی یا کسر ہے تو وہ ہماری طرف سے ہے ورنہ خدا تعالےٰ کا قانون اٹل ہے جو پہلے ہوا وہ اب بھی ضرور وقوع میں آکر رہے گا صراط الذین انعمت علیھم جب کہو تو خدا سے اس کے انعامات مانگو کیوں۔ اس لئے کہ ہماری کوششیں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتیں جب تک کہ خدا کا فضل شاملِ حال نہ ہو سو خدا تعالےٰ سے اس کے فضلوں کو طلب کرو کہ وہ ہماری کامیابی کے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔ اب غور فرمایئے کہ اس دُعا کے ذریعہ سے جماعت کا ہر ایک فرد کس قدر اعلائے کلمۃ اللہ میں اعانت کر سکتا ہے۔ چند پیسوں کا اس راہ میں خرچ کر دینا بے شک ایک اعانت ہے لیکن اس سے کہیں بڑھ کر اعانت کا ایک اور ذریعہ ہے اور وہ ہے خدا کے حضور دین کی نصرت کے لئے دعائیں کرنا۔ اور اس کے افضال کو کھینچنا۔

## سچائی کی تڑپ اور ثمرات

شاید بعض لوگ کہیں کہ دین کو دنیا پر غالب کرنا کام تو خدا کا ہے تو پھر وہ کیوں اس کے غلبہ کے خود ہی سامان پیدا نہیں کر دیتا۔ دراصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو انسانوں کے قلوب میں سچائی کی ایک تڑپ پیدا کرنا چاہتا ہے اور پھر اس پر وہ بڑے بڑے ثمرات مرتب فرماتا ہے۔ سو دُعا کی غرض یہ ہے کہ تمہارے دلوں میں ایک تڑپ پیدا ہو، جب یہ تڑپ پیدا ہوتی ہے تو یہ اللہ تعالےٰ کے افضال کو جذب کر لیتی ہے۔ خدا کے ان ثمرات کا وارث بننا چاہتے ہو تو صراط الذین انعمت علیھم کی دُعا کے ذریعہ سے خدا کے حضور گڑگڑاؤ کہ وہ اپنے دین کی کامیابی کے لئے اپنے فضلوں کے دروازے کھولے اور ہمیں وہ کامیابیاں بھی عطا فرمائے جن سے آج سے پیشتر وہ اپنے پاک لوگوں کو سرفراز فرماتا رہا ہے

## درود شریف کی اہمیّت

اس وقت تک سورۃ فاتحہ کے متعلق میں نے کچھ بیان کیا ہے۔ اب میں مختصراً التحیات کی بابت کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

تحیّہ کے معنی ہیں زندگی کی دُعا اور اس کی جمع ہے التحیّات۔ التحیات نماز کے اختتام پر پڑھی جاتی ہے۔ اس وقت میں بالخصوص بعض باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں السّلام علیک ایھا النّبی۔ یعنے اے زندہ نبی تجھ پر سلامتی ہو۔ تو دشمنوں کے منصوبوں سے بچا رہے۔ تیری اُمّت بھی ان کے منصوبوں سے بچی رہے ورحمۃ اللّٰہ نہ صرف تو اور تیری اُمّت ان کے منصوبوں سے بچی رہے بلکہ تجھ پر اور تیری اُمّت پر اللہ تعالےٰ کی رحمت ہو۔ وبرکاتہ اور اللہ تعالےٰ کی برکتیں بھی تیرے شاملِ حال ہوں تیری اُمّت پھلے پھولے اور ترقی کرے۔ اس دعا کو بار بار کیجئے یہاں تک کہ ایک تڑپ بن کر یہ دُعا تمہارے قلوب سے نکلے۔ یاد رکھئے اگر یہ دُعا دِلی تڑپ کا رنگ اختیار کرے گی تو یقیناً ایک انقلاب پیدا کر دے گی اگر ایک دفعہ کے پڑھنے سے قلب پر اثر نہیں ہوا۔ تو اسے پھر دوہرایئے پینتیس پینتیس چالیس چالیس بار اسے پڑھیئے۔ تنہائی کی نماز میں موقعہ ہوتا ہے کہ آپ جتنی دفعہ اسے دوہرائیں اسی لئے ہاں نماز سے پیشتر نوافل کو رکھا ہے تا علیحدگی میں نماز پڑھنے سے دل تیار ہو جائے اور جب جماعت میں کھڑے ہو کر یک جائی طور پر دُعا نکلے تو وہ سیدھی خدا کے حضور پہنچ کر خلعت قبولیت پہن لے۔ ہماری بہتیری باتیں ہیں جو خدا تک نہیں پہنچتیں۔ سو تنہائی میں رات کا وقت میسّر آئے یا دن کو نوافل کو ادا کرو۔ آپ نے

فرمایا کہ گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔ خشوع پیدا کرنے کے لئے نوافل بھی ایک ذریعہ ہیں نوافل فرض نماز کے لئے ایک ٹریننگ کا کام دیتے ہیں پھر کہتا ہوں کہ السّلام علیك ایھا النّبی ورحمة الله وبرکاته

اسے ایک بار نہیں دو بار نہیں بلکہ بار بار پڑھتے چلے جاؤ یہاں تک دل کی تہ سے یہ دُعا نکلے کہ اے نبی صلعم آپؐ پر سلامتی ہو اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

اس کے بعد آتا ہے السّلام علینا یہ بھی پہلی دُعا کا ایک حصّہ ہے۔ یعنی ہم پر بھی سلامتی ہو وعلیٰ عباد الله الصالحین اور خدا کے صالح بندوں پر بھی سلامتی ہو۔ یہاں اپنے اور صالح بندوں کے لئے سلامتی مانگی ہے کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ادھر تو ہم صالح بندوں کے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں اور ادھر ذرا سے اختلاف کے باعث انہیں کافر قرار دیتے ہیں۔ یہ کیا دُعا ہوئی۔ خوب یاد رکھیئے صالح بندوں سے بھی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ وہ سب کے سب غلطیوں سے پاک نہیں ہوتے اس لفظ میں ہر وہ شخص آ جاتا ہے جو خدا کی طرف رجوع کرنے والا ہو اور وہ لوگ تو ضرور آ جاتے ہیں جو خدا کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کا کام کرتے ہیں خواہ وہ احمدی ہوں یا قادیانی ہوں یا غیر احمدی ہوں۔ ہاں خدا کے نام کو پھیلانے والوں سے غلطیاں بھی ہو جاتی ہیں ان کے لئے دعائیں کرو کہ اللہ تعالےٰ انہیں غلطیوں سے بچائے رکھے۔ اس کے بعد پھر درود شریف شروع ہوتا ہے۔

اللّٰھم صلی علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارك علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد۔

درود شریف کے فضائل بہت ہیں۔ ان فضائل کا اندازہ اس سے لگ سکتا ہے فرمایا ان الله وملائكة یصلون علی النّبی۔ اللہ اور اس کے فرشتے بھی نبی کریم صلعم پر درود بھیجتے ہیں اس کے ساتھ ہی فرمایا یا ایھا الذین امنوا صلّوا علیه وسلّموا تسلیما۔ اس میں مومنین کو اسی درود شریف کے بار بار پڑھنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ اے اللہ! حضرت سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم پر رحمتیں نازل فرما۔ اور آپؐ کی امت پر بھی رحمتیں بھیج آپؐ پر اپنی برکتیں نازل فرما تو آپؐ کی امت پر بھی برکتیں نازل فرما کہ وہ دن بدن ترقی کرتی چلی جائے اور اس کا قدم روز بروز آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے۔

## قرآن کریم کی ایک دُعا

ایک بات اور بھی بیان کرنا چاہتا ہوں۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ اکثر مسلمان نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد قل ھو الله احد ........ ...... پڑھتے ہیں۔ یہ ایک چھوٹی سی سورت ہے جو ہر خواندہ اور ناخواندہ کو ضرور یاد ہوتی ہے۔ کسی شخص نے ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلعم سے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نماز میں دیگر سورتیں پڑھتا ہوں لیکن اس سورۃ قل ھو الله احد ........ کو ضرور ساتھ ملا لیتا ہوں۔ آپؐ نے اسے پسند کیا اور فرمایا یہ بڑی اعلےٰ درجہ کی بات ہے۔ تو میں بھی ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ **جس طرح ہر مسلم بچے اور نوجوان کو یہ سورت ضرور یاد ہوتی ہے۔ اسی طرح** آپ میں سے ہر ایک سورت بقرہ کی آخری دو آیتیں ضرور یاد کرے اور اس چھوٹی سی سورۃ کی طرح اسے ہر نماز میں پڑھے یا بہت دفعہ پڑھے۔ اس آخری سورۃ کے آخری الفاظ یہ ہیں ربّنا لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطانا۔ اے ہمارے ربّ اگر ہم بھول جائیں یا خطا کریں تو ہمیں نہ پکڑیو غور کیجئے کن کے لئے یہ دُعا کر رہے ہو تمہاری یہ دُعا ساری اُمت محمدیہ کے لئے اور کل مومنین کے لئے ہے۔ چنانچہ دیکھ لو اس دعا کے آخر میں آتا ہے :۔

فانصرنا علی القوم الکافرین

یہاں مقابل میں کافرین کو رکھا ہے۔ سو دُعا یہ ہے کہ اے ہمارے ربّ ہم سے غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ ہم خطا کار ہیں ہم سے ان کا مواخذہ نہ کیجیو۔

ربّنا ولاتحمل علینا اصراً کما حملته علی الذین من قبلنا۔ اے ہمارے ربّ ہم پر وہ بوجھ نہ ڈالیو جس کی وجہ سے ہم سے پہلی قومیں تباہ ہو گئیں۔ انہوں نے عہد شکنی کی تیرے میثاق کو توڑا اے ہمارے ربّ ہمیں عہد شکنی اور اپنے میثاق کو توڑنے والا نہ بنائیو۔ ہمیں ان سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائیو ربّنا ولاتحملنا مالاطاقة لنا به۔ اے ہمارے مولا جس بوجھ کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں وہ بوجھ ہم پر نہ ڈالیو ایسا نہ ہو کہ ہم تباہ ہو جائیں واعف عنا ہمیں معاف فرما۔ واغفر لنا۔ ہمیں گناہوں سے محفوظ رکھیو۔ وارحمنا۔ نہ صرف ہمارے گناہ معاف فرمائیو اور ہمیں گناہ سے محفوظ رکھیو بلکہ ہم پر اپنی رحمتیں نازل فرما ہم پر جیسے اپنے رسُول کی ساری اُمّت پر۔ انت مولٰنا تو ہی ہمارا مولےٰ ہے ہمارا آقا ہے۔ حضرت سیدنا نبی کریم صلعم کا تو مولا ہے۔ فانصرنا علی القوم الکافرین۔ ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت دے۔

## دعا کے لئے تڑپ

یہ دعا دل کی گہرائیوں سے تڑپ کر نکلے **امام وقتؑ کی تڑپ کو سامنے رکھیئے کہ کس تڑپ کے ساتھ وہ خدا** کے حضور گڑگڑاتے ہوئے فرماتے ہیں

جوش اجابتش کہ بوقت دعا بود
زاں گونہ زاریم نشنید است مادرم

دُعا کے وقت جو تڑپ مجھ میں پیدا ہوتی ہے وہ مجھے بے اختیار کر دیتی ہے اور میں اس قدر الحاح اور گریہ وزاری کرتا ہوں کہ میری ماں نے بھی بچپن میں جبکہ رونے کے سوا اور کوئی کام ہی نہیں ہوتا میرا ایسا رونا نہیں سنا۔

فانصرنا علی القوم الکافرین

اس دُعا کو صبح اور شام دہرایئے۔

## خدا کے حضور روئیں

آپ لوگوں کو شاید خدا کی باتیں دُور معلوم ہوتی ہیں۔ بعض لوگوں کو خدا کا ذکر ایک دُور کی بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر خدا کے افضال کو جذب کرنا چاہتے ہو تو خدا کے آگے گِرد اور خوب گریہ وزاری کرو۔ شاید بعض لوگ کہیں کہ ہم کیوں روئیں، کیا ہم رونے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ دوسری قومیں تو ہنسی خوشی میں اپنا وقت گذاریں اور ہم روتے رہیں۔ خوب غور کر کے دیکھ لیجئے کیا یہ اسی ہنسی کا نتیجہ نہیں کہ آج تمام قومیں ہلاکت کے گڑھے کے کنارے کھڑی ہیں۔ **جس ہنسی سے ہلاکت ملتی ہے اس سے بچو اور جس رونے سے** نجات ملتی ہے بلکہ ساری دنیا کو **نجات ملتی ہے اس کی طرف دوڑو** دیکھئے خدا کے نزدیک تمام نسلِ انسانی ایک ہے۔ اگر اس میں سے بعض افراد بھی رونے والے نکل آئیں تو وہ تمام قوم کو ہلاکت سے بچانے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ غور کیجئے آج قومیں آخر کن چیزوں میں خوشی محسوس کرتی ہیں۔ یہ کمبخت **ناچ اور شراب نوشی** یہ فی الحقیقت **خدا کے غضب کو بھڑکانے والی** چیزیں ہیں اور ان کا انجام ہلاکت ہے۔ اگر آج نسلِ انسانی کو ہلاکت سے بچانا چاہتے ہو تو آؤ اور خدا کے حضور گڑگڑاؤ اور روؤ، شاید تمہاری آنکھ کے پانی سے خدا کے غضب کی آگ اس پر ٹھنڈی پڑ جائے۔

## ایک انقلاب

یہ بھی یاد رکھو کہ خدا دنیا سے اتنا دور نہیں جتنا بعض لوگوں کا خیال ہے۔ وہ قریب ہے وہ انسانی قلوب پر تصرف بھی کر رہا ہے۔ آج دنیا کا بڑا حصہ اگر خدا سے بھاگ رہا ہے تو کچھ حصہ خدا کی طرف جھک بھی رہا ہے۔ حال ہی میں ایک خبر اخباروں میں چھپی ہے کہ امریکہ میں جہاں کے لوگ مال و دولت کے لئے دیوانہ ہیں ہزارہا لوگ ہفتہ سے دو دن نکال کر خدا کی یاد کرتے ہیں، یہ وہ ملک ہے جہاں سیم و زر کی کوئی انتہا نہیں۔ ہر قسم کا آرام بھی میسّر ہے لیکن اس کے باوجود ہفتہ اور اتوار کو اپنے تمام اشغال کو ترک کر کے وہ لوگ تنہائی کے گوشے میں خدا کی یاد کے لئے نکل آتے ہیں یہ نیویارک کے رہنے والوں کا قصّہ ہے کہ **ہزاروں کی تعداد میں نوجوان دنیا کے ہر قسم کے تعلقات کو چھوڑ کر خدا کی یاد میں لگ جاتے ہیں کہ اسی سے دلوں کو اطمینان ملتا** ہے۔ یہ کیا چیز ہے ہمارے سید و مولیٰ حضرت نبی کریم صلعم نے تو ہمیں ہر روز پانچ اوقات اپنے ربّ کے حضور حاضر ہونے کی تلقین فرمائی ہے اپنی روزی کمانے کے ساتھ ساتھ خدا کے ساتھ تعلق لگانے کے لئے بھی ایک راہ بنا دی ہے۔ **آپ لوگوں پر دو دفعہ حجت ہو چکی ہے ایک بار حضرت نبی کریم صلعم کے ذریعہ اور دوسرے حضرت مجدّد زماںؑ کے ذریعہ تو پھر تم کیوں خدا کے حضور نہیں جھکتے** اور لیٹے

## تبلیغِ اسلام کی اہمیت

یہ مقام جس پر اللہ تعالےٰ نے تمہیں کھڑا کیا ہے کیا تم اپنی کوشش سے اس مقام کو حاصل کر سکتے تھے ہرگز نہیں۔ کون مسلمان ہے جو آج تبلیغ اسلام کی ضرورت سے بے خبر ہے۔ ہمارے ملک کی سلطنت کے ہیڈ ہیں انہوں بھی پچھلے دنوں فرمایا کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم اسلام کی روشنی کو دنیا میں پہنچائیں ایک نہیں دو نہیں سب اس کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں۔ مگر اس کی توفیق کسی کو نہیں ملی خوب یاد رکھیئے یہ عظیم الشان خدمت صرف وہی لوگ سرانجام دے سکتے ہیں جن کا خدا کے ساتھ [illegible]

تعلق تام ہو۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج ہر چیز کی یادگار بنانے میں بڑا روپیہ صرف کیا جا رہا ہے لیکن ایک قرآن اور حضرت محمد صلعم ہیں کہ ان کی یادگار کو قائم کرنے کے لئے کسی کی بھی آنکھ نہیں اُٹھتی۔ اُٹھو اور تم جو اس کام کے لئے نکلے ہو۔ اپنی پوری توجہ اس اہم کام کی طرف صرف کر دو۔ غور کرو دنیا کیا مانگ رہی ہے اور تم کیا کر رہے ہو۔ آج دنیا خدا کے لئے پیاسی ہے۔ خدا کے نام کو ان تک پہنچانے میں پوری کوشش صرف کر دو۔

## ہمارے مخالفین اور ہم

ایک اور بات کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ واقعات کو اس نگاہ سے نہیں دیکھتے کہ آخر کام کیا ہو رہا ہے یہ جو مختلف لوگ خدمتِ دین کا کچھ کام کر رہے ہیں یہ بھی فی الحقیقت اللہ تعالےٰ نے تمہاری مدد کے لئے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ وہ بھی آخر قرآن کریم کی محبت کو دوسروں میں پیدا کرنے کے دعویدار ہیں۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم کو دیکھئے آج لوگوں کے دلوں میں جو ان کی محبت ہے آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ انہوں نے شاعری میں قرآن کریم کو آگے کیا ہے یہ الگ بات ہے کہ کوئی نہیں اچھا کہتا ہے یا بُرا اسے جانے دیجئے اگر کوئی قرآن کو پیش کرتا ہے تو آخر کام تو تمہارا ہی کرتا ہے یہ مت خیال کرو کہ اس نے تمہیں بُرا کہدیا کہتا پھرے تم اپنا کام کرتے جاؤ۔

## واقفین زندگی

میں ان لوگوں کو بھی جو اپنی زندگیوں کو وقف کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تلقین کرتا ہوں کہ وہ بھی اپنے دلوں میں محض خدمت دین کا جذبہ لے کر آئیں۔ یہ مت خیال کریں کہ قوم ہماری عزت کرتی ہے یا نہیں۔ کسی قسم کی عزت کی توقع کوئی توقع لے کر نہ آئیں بلکہ اپنے اندر خدمتِ دین کا ایک جنون لے کر آئیں۔ ہاں ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ان لوگوں کی عزت کریں۔ ہماری جماعت میں یہی چھوٹا سا گروہ ہے جس سے آج اسلام کی روشنی دنیا میں پھیل رہی ہے۔

## نصرتِ دین

ہاں تو میں نے کہا نصرتِ دین کے لئے خدا کے آگے گردو میں تمہیں کھول کر بتا دینا چاہتا ہوں ہماری جماعت کی قوت کا باعث کوئی اموال نہیں بلکہ جماعت کی قوت کا اصل تو جب وہ لوگ ہیں جو خدا کے آگے گرتے ہیں اور اس سے مدد طلب کرتے ہیں میں تمہیں یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ خدا تعالےٰ یقیناً ایسے شخص کو جو اس کے حضور گرتا ہے اور بار بار گرتا ہے بالآخر قبول کر لیتا ہے

---

## حضرت مجدد زمانؑ کی

### شاندار خدماتِ اسلام

(بسلسلہ صـ۲ـ)

آج تو سب قائل ہو گئے ہیں لیکن بڑے سے بڑے فاضل اور بلند پایہ لیڈر پہلے ان حقیقتوں سے بے بہرہ تھے۔ اور عقدہ کس نے حل کیا؟ گاؤں میں بیٹھے ہوئے ایک درویش نے جس نے اپنے متعلق کہا ہے

دگر استاد را نامے نہ دانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

اور آنحضرتؐ کی حدیث ہے کہ دجال جب خروج کرے گا تو ایک مردِ خدا اس کو پہچانے گا اور لوگوں کو اس کا علم دے گا۔ تو بتایئے کہ کیا حضرت مرزا صاحبؑ کے سوا کسی اور شخص نے یہ علم دنیا کو دیا؟ کیا آپ کی صداقت کا یہ قطعی ثبوت نہیں۔

(۳) اسی طرح حضرت عیسےٰؑ کے صلیب دیئے جانے اور ان کے آسمان پر اُٹھائے جانے اور پھر واپس زمین پر آنے کے متعلق لوگوں کا عقیدہ تھا۔ اس کے متعلق بھی آپ نے قرآن کریم کی آیات سے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ حضرت عیسےٰؑ طبعی موت سے فوت ہو چکے ہیں۔ آج ۸۰۰ پادریوں نے کہہ دیا ہے کہ وہ صلیب پر نہیں مرے۔ مصر کی ازہر یونیورسٹی نے اس کے متعلق فتوےٰ دے دیا ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کا آسمان پر زندہ اُٹھایا جانا قابلِ قبول عقیدہ نہیں۔

عرب سے جو قرآن کریم کی حالیہ تفسیر شائع ہوئی ہے اس میں بھی اس عقیدہ کی صاف طور پر نفی کی گئی ہے

یہ حقائق ہیں جن سے انکار نہیں کیا جا سکتا آج دنیا نے اس زمانہ کے مجددؒ کے خیالات کو قبول کر لیا ہے یہ کتنی بڑی فتح ہے۔ لوگ مخالفت کریں، تعصب دکھائیں مگر ان کے دل انکار نہیں کرتے۔

### (۴) جہاد

چوتھا پہلو کسی مامور کی زندگی کا جہاد ہے غور فرمادیں کہ آپ نے زبردست جہاد آپ نے کیا ہے۔ اور جو جہاد کبیر ہے۔ یعنی قرآن کا جہاد۔ اس کو پھیلانا، اس کی اشاعت کرنا۔

اور جب یہ گاؤں کا رہنے والا قرآن کو لے کر نکلا ہے تو صرف محدود علاقہ اس کے پیش نظر نہیں بلکہ ساری دنیا پیش نظر ہے۔ اور ایک تنظیم قائم کر دی اس کام کے لئے جو ۶۲ سال سے کام کر رہی ہے اور آج کئی زبانوں میں قرآن کے تراجم ہیں، تبلیغی لٹریچر ہے جس سے اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دُور ہوتی ہیں اور مخالفین کا نقطہ نگاہ بدل گیا ہے اور وہ اسلام کے گرویدہ ہو گئے ہیں اور بہت سے غیر مسلموں نے اسلام کو اپنا لیا ہے۔ کیا یہ معمولی کام ہے۔

کہاں وہ کس مپرسی کی حالت کہ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ مخالفت ہے۔ تعداد کوئی نہیں اور رکاوٹیں ہی رکاوٹیں ہیں۔ آپ نے اس وقت لکھا میں تو اس کی تخم ریزی کے لئے آیا ہوں اب یہ پودا اور پھولے گا اور بڑھے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔

پھر دیکھتے دیکھتے مخالفتوں کے پہاڑ اڑتے گئے اور ترقی پر ترقی ہوتی گئی اور آج دنیا کا کوئی خطہ اور گوشہ نہیں جہاں جہاں یہ جماعت گئی اور اسلام کا یہ پیغام نہیں پہنچا۔

ان دونوں حالتوں کا موازنہ کر کے آپ کی اس وقت کی یہ پیشگوئی پڑھیں کہ:
"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دوں گا"

وجد آتا ہے پڑھ کر اور ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے اور خدا کی ہستی پر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ کیا ہم اس شخص کی مخالفت کریں۔ جس کا اُٹھنا بیٹھنا اسلام تھا۔ اوڑھنا اور بچھونا اسلام تھا۔ جینا اور مرنا اسلام تھا۔ اور جس نے کہا۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

اللہ تعالےٰ توفیق عمل دے۔ آمین۔

---

## اخبار احمدیہ

(بقیہ صفحہ ۶)

مظفر بیگ ساطع صاحب کی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد جناب ملک نذر حسین صاحب ملتانی اوورسیئر نے پیغام صلح سے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑھ کر سنائے، اس کے بعد صاحب صدر نے ایک بلیغ تقریر میں قرآن کریم کے اعجازی کلام پر سیر حاصل روشنی ڈالی اس تقریر کا سامعین پر گہرا اثر پڑا۔ ڈاکٹر فیاض حسین صاحب آف قادیان نے صاحب صدر کو مبارک باد دی اور اس فاضلانہ تقریر کو بے حد سراہا۔ آخر میں مولوی محمد علی صاحب مبلغ ملتان کی اہلیہ کے انتقال پر گہرے رنج کا اظہار کیا گیا اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل اور مرحومہ کی مغفرت کی دعا کی گئی اور جنازہ غائبانہ پڑھا گیا۔

حاضرین کی تواضع چائے سے کی گئی جس کا خرچ جناب ملک نذر حسین صاحب ملتانی اوورسیئر نے برداشت کیا۔

خاکسار۔ مرزا مسیح الملک بیگ لائل پور

## یہ لاہور ہے

مقامی جماعت لاہور کی تالیف قلوب کمیٹی نے زیر نظر ہفتہ میں مختلف دوستوں سے ملاقاتیں کی۔ وظائف بورڈ نے ۱۳ مارچ ۱۹۷۰ء کو احمدیہ بلڈنگس میں درخواست دہندگان سے انٹرویو کئے۔

خواتین بھی سرگرم عمل ہیں۔ خواتین کی سب کمیٹی نے جمعہ ۱۳ مارچ کو جامع مرکزی مسجد احمدیہ میں ان درخواست دہندگان خواتین سے ان کی ضروریات دریافت کرنے کے لئے انٹرویو کیا جنہوں نے لڑکیوں کی شادی کے سلسلہ میں درخواست دی تھی۔

خواتین کا آئندہ اجلاس مسجد مسلم ٹاؤن میں بروز جمعہ مورخہ ۲۷ مارچ بعد از نماز جمعہ ہو رہا ہے۔ جس کے لئے محترمہ بیگم رضیہ علی کا خط علیحدہ شائع ہو رہا ہے۔

مسجد مسلم ٹاؤن میں درس قرآن کریم ہر سوموار اور جمعرات کو باقاعدگی سے نماز عصر سے نماز مغرب تک ہوتا ہے آج کل آغاز درس ۵¼ بجے ہے۔ محترم نصیر احمد فاروقی صاحب چند دنوں کے لئے کراچی تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ ان کی غیر حاضری میں یہ فریضہ محترم میرزا مسعود بیگ صاحب ادا کرتے رہے ہیں۔ بڑا پُر معارف درس ہوتا تھا دوست بہت محظوظ ہوئے اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔

مسجد مسلم ٹاؤن کی مرمت ماسوا دروازوں کے ہو چکی ہے۔ کل اسٹیمیٹ -/6000 روپے ہے۔ اس وقت تک زائد از -/4100 روپے خرچ آ چکا ہے مگر اس مد میں صرف -/3750 روپے آمدنی ہوئی ہے۔ بقیہ رقم -/2250 روپے کی ضرورت ہے۔ مخیر دوستوں سے استدعا ہے کہ اس کارِ خیر میں حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

مقامی جماعت کی مجلس انتظامیہ کا آئندہ ماہوار اجلاس ہفتہ مورخہ ۴ اپریل بوقت ۴ بجے شام بمکان ڈاکٹر وحید احمد صاحب گلبرگ ہوگا۔

(چوہدری) فضل حق
سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ لاہور

جلد ۵۸ | یوم چہار شنبہ ـ مؤرخہ ۳۰ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ مطابق ۸ اپریل ۱۹۷۰ء | ۱۴

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

---

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰےؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیرالرسل خیرالانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است خسران و تباب

---

## حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

## جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

---

## بحرِ حکمت کے موتی

### نومولود کا عقیقہ

عن سلمان بن عامرٍ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مع الغلام عقیقۃ فاھریقوا عنہ دمًا وّ امیطوا عنہ الاذیٰ۔

ترجمہ:۔

سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنا فرماتے تھے کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے تو اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے اذیٰ کو دُور کرو۔

نوٹ: از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ:۔

روایتوں میں صرف لفظ غلام ہے یعنی لڑکے کے لئے عقیقہ لڑکی کا یہاں کوئی ذکر نہیں مگر دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکے اور لڑکی دونوں کے لئے عقیقہ ہے اور کئی روایات میں ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکری اور لڑکی کی طرف سے ایک کا عقیقہ ہو یہاں خون بہانے سے مراد تو جانور کا خون بہانا ہے جو عقیقہ میں ذبح کیا جاتا ہے اور اذیٰ کی علیٰی میں تین طرح پر تشریح کی ہے۔ وہ یا بال ہیں یا خون اور یا ختنہ اور بعض نے اماطہ الاذیٰ کے یہ معنے بھی کئے ہیں کہ جاہلیت میں ذبح شدہ جانور کا خون بچے کے سر کو لگاتے تھے تو اس سے منع کیا۔ مگر بالوں کا اتارنا ہی زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔

(فضل الباری)

---

# اسلام کا خدا بڑا طاقتور خدا ہے

## کسی انسان کو حق نہیں پہنچتا کہ اسکی لامحدود طاقتوں پر اعتراض کرے

### حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات گرامی

ڈاکٹروں سے دریافت کرو۔ وہ عصبۂ مجوفہ کو تو بخوبی جانتے اور سمجھتے ہیں۔ لیکن نور کی ماہیت اور اس کی کنہ ہرگز نہیں تبلا سکتے کہ وہ کیا ہے۔ آواز کی ماہیت دریافت کرو۔ تو اتنا تو تبلا دیں گے۔ کہ کان کے پردہ پر یوں ہوتا ہے اور یوں ہوتا ہے۔ لیکن آواز کی حیثیت خاک بھی نہیں تبلا سکیں گے۔ آگ کی گرمی اور پانی کی ٹھنڈک کی ماہیت کو بیان کرنے سے قاصر رہ جائیں گے۔ کنہ اشیاء تک پہنچنا کسی حکیم یا فلاسفر کا کام نہیں ہے۔ دیکھئے ہماری شکل آئینہ میں منعکس ہوتی ہے۔ لیکن ہمارا سر ٹوٹ کر آئینہ کے اندر نہیں چلا جاتا۔ ہم بھی صحیح سلامت ہیں اور ہمارا چہرہ بھی آئینہ کے اندر نظر آتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ چاند شق ہو اور شق ہونے کے باوجود دنیا کے انتظام میں خلل نہ آئے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ اشیاء کے خواص ہیں۔ کون دم مار سکتا ہے اس لئے خدا تعالےٰ کے خوارق اور معجزات کا انکار کرنا اور انکار کے لئے جلدی کرنا نادانوں اور جلد بازوں کا کام ہے۔ اللہ تعالےٰ کی قدرتوں اور عجائبات کو محدود سمجھنا دانشمندی نہیں۔ انسان خود اپنی ماہیت تو جانتا اور سمجھتا نہیں مگر آسمانی باتوں پر رائے زنی کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے حق میں کہا ؎

تو کارِ زمیں را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

انسان کو لازم ہے کہ اپنی بساط سے بڑھ کر قدم نہ مارے۔ اکثر امراض اور عوارض کے اسباب اور علامات ڈاکٹروں کو معلوم نہیں۔ تو کیا ایسی کمزوری پر انسان کے لئے مناسب ہے کہ وہ بساط سے بڑھ کر لاف و گزاف مارے؟ ہرگز نہیں۔ طریق عبودیت یہ ہے۔ کہ سبحانک لا علم لنا (پارہ اوّل) کہنے والوں کے ساتھ ہو جائے۔ دیکھو ستارے جو اتنے بڑے بڑے گولے ہیں۔ آسمان میں بغیر ستون کے لٹک رہے ہیں۔ اور خود آسمان بغیر کسی سہارے کے ہزارہا سال سے اسی طرح چلا آتا ہے۔ چاند ہر روز دھلا دھلایا نکلتا ہے۔ آفتاب ہر روز طلوع ہوتا اور ٹھیک رفتار اور روش پر چل رہا ہے۔ ہمارے کاموں میں کوئی نہ کوئی غلطی ضرور ہو جاتی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کے کاموں کو دیکھو کہ کس طرح سورج اور چاند اپنے ایک ہی طریق پر چل رہے ہیں۔ اگر انسان ہر روز ان باتوں کو سوچے کہ کس طرح سورج ہر روز مقررہ طریق پر نکلتا اور مختلف جہات کو تبلاتا ہے۔ تو انسان دیوانہ ہو جائے۔

مسٹر خالد رؤف لودھی

# آہ! مریم عبدالرؤف لودھی

## تاریخ وفات = مخیّر احمدی خاتون = ۱۹۷۰ء

یہ سچ ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی ان کے مخلص مریدوں اور متبعین کے اعمال وکردار سے ہی اجاگر ہوتی آئی ہے۔ ہمارے سلسلہ احمدیہ کی اکثر نیک اور سعید روحیں آج تک اس بات کی شہادت دیتی رہی ہیں کہ اس سلسلہ عالیہ کے بانی حضرت مرزا صاحبؒ نے اپنے مریدوں میں واقعی عمدہ اخلاق اور کردار کی روح پھونکی۔ اس کے نتیجہ میں جہاں دیگر احمدی بزرگ اپنی خوبیوں کے نقوش چھوڑ گئے، وہاں ہماری والدہ مرحومہ مریم لودھی نے بھی اپنے اخلاص اور نیک کردار کے ایسے نمونے چھوڑے ہیں کہ احمدی خواتین کے لئے بالخصوص نشان راہ کا کام دے سکتے ہیں۔ ان کی بے لوث اور پُر خلوص زندگی کے چند ٹکڑے ذیل میں پیش کرتا ہوں :-

والدہ مرحومہ لدھیانہ کے ایک خوشحال اور نامور گھرانے میں پیدا ہوئیں اور جہلم میں تعلیم و پرورش پائی۔ بابو محمد صاحب کی پوتی اور بابو عبدالحق صاحب مرحوم کی بیٹی تھیں۔ انہیں اپنے داداجان اور والد صاحب کے صحابہ حضرت مسیح موعودؑ ہونے پر ہمیشہ ناز رہا۔ اس کے علاوہ انہیں اپنے احمدی ہونے پر بھی اس قدر فخر تھا کہ جہاں کہیں اور جس کسی عقیدہ کی خواتین میں بیٹھتی تھیں کھلم کھلا تبلیغ احمدیت کا شوق ضرور پورا کرتی تھیں۔

عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض احمدی گھرانوں کی خواتین آج کل کے متعصب غیر احمدیوں کے لعن طعن سے مرعوب ہو کر اپنے آپ کو احمدی ظاہر کرنے سے گریز کرتی ہیں۔ والدہ مرحومہ اس بات کی سخت مخالف تھیں۔ وہ جہاں کہیں بھی جاتیں کسی نہ کسی رنگ میں اپنے احمدی ہونے کا اظہار ضرور کرتیں ــــ اور یہی وصف ہمارے والد صاحب میں بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جذبۂ احمدیت کے لحاظ سے والد صاحب اور والدہ مرحومہ کی زندگی بہت سے گھرانوں کے لئے ہمیشہ قابل رشک رہی۔

والدہ مرحومہ اپنے پیچھے تین بیٹے سوگوار چھوڑ گئی ہیں۔ اور اب ہم بھی اپنا سر فخر سے اُوپر اٹھا کر کہہ سکتے ہیں کہ ہم ایسی ماؤں اور باپ کے اولاد ہیں جنہیں احمدیت ہماری گھٹی میں ڈالنے کا ایک جنون تھا۔ الحمد للہ۔

والدہ مرحومہ سلسلہ کے لئے جہاں اپنے گھر سے چندہ باقاعدہ دیتی تھیں وہاں احمدی اور غیر احمدی خواتین سے بھی چندے وصول کرتے رہنا ان کا معمول تھا۔ اکثر فخر سے کہا کرتی تھیں کہ اپنی جیب سے کسی تحریک کے لئے تھوڑی بہت رقم حسب استطاعت نکال دینا تو کچھ مشکل نہیں البتہ کسی اور کی جیب سے نکلوا لینا ہمت کا کام ہے اور ہوتا بھی یہی تھا۔ کہ جہاں کہیں جاتیں چندے کے لئے ہاتھ پھیلا دیتیں۔ جو لوگ کچھ دینے سے گریز کرتے یا ٹال مٹول سے کام لیتے ــــ انہیں کہتیں کہ "اچھا بہت نہ سہی ایک چھوٹا پیسا ہی دے دیجئے" ــــ نتیجہ کے طور پر واقعی وہ ایک چھوٹا پیسہ بھی نہ چھوڑتیں۔

آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند رہیں۔ تہجد گذاری اور تلاوت قرآن کریم ان کا معمول تھا۔ کلام مسیح موعودؑ (دُرِّ ثمین) قریباً قریباً ساری انہیں حفظ تھی۔ یہاں تک کہ جہاں کبھی موقعہ دیکھتیں برجستہ دُرِّ ثمین کے اشعار سے حوالے دیتیں ــــ ہم دو بڑے بھائیوں اور اباجی کو بھی چیلنج دے دیا کرتیں کہ "تم سب اپنی اپنی نصابی کتابیں اور کوئی دیوان اشعار ہاتھوں میں لے کر بیٹھ جاؤ میں تمہارا مقابلہ صرف دُرِّ ثمین کے پاکیزہ اشعار سے کروں گی"، سچ جانیئے کہ ہوتا بھی یونہی تھا کہ ہم سب اشعار ڈھونڈنے کے لئے ورق پر ورق الٹاتے اور پھر جونہی ہمارے منہ سے کوئی شعر نکلتا اس کے جواب میں دُرِّ ثمین کا کوئی شعر ان کی زبان پر ہوتا۔

اس ضمن میں یہ بھی بتانا مناسب ہوگا کہ ڈنڈوت (ضلع جہلم) کے کان کنوں کی خواتین اور بچیوں کی فلاح وبہبود کے لئے ایک معیاری انسٹی ٹیوٹ جاری ہوا تو افسران بالا کی استدعا پر انہوں نے اپنی خدمات بلا تنخواہ انجام دینے کی حامی بھر لی۔ اور مسلسل تین برس تک نہایت تن دہی سے ان غریب خواتین اور بچیوں کو دستکاری سکھانے کی خدمات انجام دیتی رہیں۔ ڈنڈوت کی ۹۵ فیصد آبادی آج بھی اَن پڑھ اور اُجڈ ہونے کے باعث غربت میں دھنسی ہوئی ہے۔ وہاں کی عورتوں کو تعلیم اور دستکاری وغیرہ سے آشنا کرنا کچھ آسان کام نہیں تھا۔ وہاں کے ایک رئیس تھے جو اہل پیوہ میں سے احمدی تھے ــــ وہ رئیس ہونے کے باوجود اتنے بے بس تھے کہ احمدیت کی تبلیغ کرنا تو کجا ــــ کسی کے سامنے حضرت اقدس مرزا صاحبؒ کا نام لینے کی جرأت بھی نہیں کر سکتے تھے ــــ والدہ صاحبہ نے اباجی کی زبانی سُنا کہ ایک بار رئیس موصوف نے طنزاً کہا کہ "جماعت لاہور کے لوگوں میں احمدیت کا نام ونشان نہیں ہوتا"۔ اس پر والدہ مرحومہ نے رئیس موصوف کو پیغام بھجوایا کہ صبح جس وقت انسٹی ٹیوٹ میں کان کنوں کی خواتین اور بچیوں کی انڈسٹریل کلاسیں لگتے والی ہوتی ہیں مہربانی کر کے وہاں تشریف لائیں اور ملحقہ دفتر میں بیٹھ کر ان کی دعا اپنے کانوں سے سنیں اس کے بعد وہ چاہیں تو اپنے فتوے سے تائب ہو جائیں اور چاہیں تو قائم رہیں۔ غرضیکہ دوسری صبح کو رئیس موصوف انسٹی ٹیوٹ پہنچے تو وہاں تمام عورتیں اور بچیاں نہایت خوش الحانی سے یہ نظم گا رہی تھیں ؎

جمال وحسن قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

رئیس موصوف ملحقہ دفتر کے کمرے میں کھڑے دم بخود یہ نظم یوں سن رہے تھے۔ جیسے کسی اور عالم میں جا پہنچے ہوں۔ جونہی دعا ختم ہوئی بے اختیار ان کے منہ سے نکلا ــــ "جزاک اللہ"۔ میری طرف سے بہن مریم لودھی سے کہیں کہ آپ نے اس ڈنڈوت میں وہ کام کیا ہے جس کی میں کئی برس میں کبھی جرأت نہیں کر سکا تھا۔ بعد میں انہوں نے بتایا کہ ایک بار انہوں نے وہاں کے چشمے پر سے پانی لانے والی عورتوں کی ایک ٹولی کو اسی نظم کے دو ایک اشعار گنگناتے خود اپنے کانوں سے سنا تھا۔

یہ عجیب بات تھی کہ جو خامیاں اور کمزوریاں اکثر عورتوں میں ہوا کرتی ہیں والدہ مرحومہ میں نہ تھیں۔ مثال کے طور پر توہم پرستی، زیورات یا لباس کے معاملہ میں رشک یا حسد کی عادت یا دولت کی خواہش! توہم پرستی کی سخت مخالف تھیں۔ ایک بار گوجرانوالہ میں ہمارے گھر کے صحن میں رات کے وقت کسی نے سیہہ (جانور) تکلا چبھو دیا۔ علی الصبح وضو کے لئے جو اُٹھیں تو وہ تکلا دیکھا تو اباجی سے آ کر ہنستے ہنستے کہنے لگیں ــ "کوئی احمق ہمارے گھر پر جادو کر رہا ہے"۔ اباجی نے کہا کہ "اسے اکھیڑ کر باہر پھینک دو"۔ تو اس پر والدہ مرحومہ ہنستے ہنستے کہنے لگیں کہ "نہیں اس تکلے کو ہم کم از کم تین روز متواتر زمین میں کھبا رہنے دیں گے۔ ذرا دیکھیں تو سہی کہ ہم احمدیوں کے گھر میں یہ سیہہ کا تکلا کتنا جادو چلا سکتا ہے"۔ غرضیکہ وہ تکلا چار روز تک اسی طرح کھبا رہا اور کوئی قابل ذکر بات نہ ہوئی۔ حالانکہ کچھ پڑوس کی عورتوں نے جونہی وہ تکلا دیکھا ــــ فوراً اپنے گھروں کو پلٹ گئیں اور تب تک ہمارے گھر نہ آئیں جب تک کہ اسے والدہ مرحومہ نے اپنے ہاتھوں اکھیڑ نہ پھینکا۔

والدہ مرحومہ نے کئی بار زیورات بنوائے کئی بار نئے بھی خرید کئے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ زیور خریدنے کے دو ایک ماہ بعد ہی کچھ رقم کی ضرورت پڑ گئی تو جھٹ سے خود ہی بازار گئیں اور بیچ کر گھر کی ضرورت پوری کر لی۔ یہ حقیقت ہے کہ انہیں دیگر عام خواتین کی طرح زیور یا پیسہ سے کوئی پیار نہ تھا۔ اور کچھ یہی عالم ان کے لباس کا تھا۔ صاف ستھرا پہننے کی ضرور عادی تھیں۔ لیکن جو میسّر آیا انہوں نے پہنا اور اگر کبھی جی میں آیا تو بالکل نیا کپڑا کسی ضرورتمند کو دے دیا۔

والدہ مرحومہ چونکہ فلاح وبہبود کے کاموں میں زیادہ سے زیادہ وقت گذارتی تھیں۔ اس لئے اباجان جب ۱۹۶۱ء میں انگلینڈ جانے والے تھے تو انہوں نے محکمہ سماجی فلاح وبہبود میں ملازمت کر لی۔ اور پانچ برس تک نمایاں دیانت وخلوص اور محنت کے ساتھ خدمات انجام دیں۔ اپنی ملازمت کو ملازمت سمجھ کر کبھی بھی بیگار نہیں کاٹی۔ اسی دوران میں جبکہ ۱۹۶۵ء میں پاک بھارت جنگ ہوئی تو ویمن وار ایڈ ایسوسی ایشن قائم ہوئی ــ ان دنوں بیگم بھٹو، بیگم الطاف حسین، بیگم شہاب الدین، بیگم این اے فاروقی جیسی معزز خواتین کے ساتھ والدہ مرحومہ بھی میدان عمل میں تھیں۔ جنگ ختم ہونے کے بعد بھی پانچ ماہ تک بے لوث اور ان تھک خدمات انجام دیتی رہیں۔ پاکستانی فوجیوں اور کشمیری مہاجرین کے لئے قوم کے عطیات کا جتنا بھی ذخیرہ تھا سب کی رسید اور سپلائی کا کام اس طرح انجام دیا کہ دن رات ایک کر دیئے۔

اپنے میکے اور سسرال کے تمام گھروں میں یکساں طور پر مقبول عام تھیں۔ جس کسی عزیز یا رشتہ دار کا کوئی کام کسی دفتر میں سُرخ فیتہ کی نذر ہو جاتا تھا اور جونہی انہیں علم ہو جاتا فوراً کمربستہ دفتر متعلقہ میں جا پہنچتیں اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جو کام مہینوں یا برسوں سے

باقی بر صفحہ ۶ کالم نمبر ۱

# حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں اور غریبوں کے والی

# حضور صلعم نے سوشلزم سے بڑھ کر غرباء کی عزّت و تکریم اور معاشی امداد فرمائی

## خُطبہ جُمعہ

مؤرخہ ۳ر اپریل ۱۹۷۰ء

فرمودہ

حضرت امیر قوم مولنٰا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام

جامع احمدیہ ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

واتل ما اوحی الیک من کتٰب ربّک لا مبدّل لکلمٰتہٖ ولن تجد من دونہٖ ملتحدا ۔ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدٰوۃ والعشیّ یریدون وجھہٗ ولا تعد عینٰک عنھم ترید زینۃ الحیٰوۃ الدنیا ۔ ولا تطع من اغفلنا قلبہٗ عن ذکرنا واتبع ھوٰہ وکان امرہٗ فرطا ۔ (سورۃ الکھف [۱۸] : ۲۷-۲۸)

### تمام انسانیت کی رہبری

ان آیات میں انسانیت کی رہبری کی طرف توجہ کی گئی ہے صرف مسلمانوں کی رہبری کی طرف نہیں ۔ بلکہ تمام قوموں کی رہبری ۔ چھوٹے بڑے کی رہبری ۔ امیر غریب کی رہبری ۔ مرد عورت کی رہبری ۔ غلام اور آقا کی رہبری ۔ غرض تمام عالم انسانیت کی رہبری کی طرف توجہ کی ہے ۔

### دُنیا و آخرت کے متعلق تعلیم

خوشخبری یہ دی گئی ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ہم نے تمہارے لئے دین مکمل کر دیا ہے ۔ یعنی تمام شعبہ جات زندگی کے متعلق ہدایت مہیا کی گئی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف چند مسائل سکھانے کے لئے ہی تشریف نہیں لائے بلکہ دنیا و آخرت دونوں جہان کے متعلق تعلیم دینے کے لئے آئے ہیں ۔

### دشمنوں کی ایذا رسانیوں اور مداہنت کی خواہش کے مقابلہ میں نبی کریم صلعم کا عزم و استقلال

اس اہم غرض کے پیش نظر ۱۳ سال تک مکہ میں آپؐ نے دشمنوں کے ہاتھوں طرح طرح کی اذیتیں برداشت کیں ۔ اور ساتھ ہی آپؐ کے متبعین کو غیر معمولی تکالیف کا نشانہ بنایا گیا ان تکالیف نے جب حضورؐ کے عزم و استقلال میں کسی طرح کی کمزوری پیدا نہ کی تو ایسا لالچ دیا گیا کہ حضورؐ اپنے مقاصد میں نرمی اختیار کر لیں لیکن آپؐ نے حق کے بیان کرنے میں کبھی ہچکچاہٹ اختیار نہ کی ۔ جنگیں ہوئیں لیکن آپؐ کے عزم میں فرق نہ آیا ۔ دشمنوں کے اس حربے کا ذکر قرآن کریم میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے ودّوا لو تدھن فیدھنون ۔ یعنی ان کی خواہش تھی کہ حضورؐ مداہنت سے کام لیں تو ہم بھی نرمی اختیار کر لیں گے ۔ حضورؐ کو اور حضورؐ کی جماعت کو ختم کر دینے کے لئے دشمن ان پر حملہ آور ہوتے ۔ لیکن باوجود بے سروسامانی کے حضورؐ برابر مقابلے پر ڈٹے رہے اور اپنی بے مثل لاجواب شجاعت کا ثبوت دیتے رہے ۔ آخر دشمن ناکام رہا ۔ اور حضورؐ مظفر و منصور ہو کر مکّہ معظّمہ میں بصورت فاتح داخل ہوئے ۔

### خطرناک دُشمنوں کی معافی

اگر ۱۳ سال تک صبر و استقلال دکھایا تو جنگ کے وقت صفِ اوّل میں شجاعت کا نمونہ دکھایا اور باوجودیکہ دشمنوں کی طرف سے بے انتہا اور خطرناک اذیتیں پہنچائی گئیں، تاہم فتح یاب ہونے کے بعد مکّہ معظّمہ میں آپؐ نے یہ اعلان فرما دیا کہ ہم تمام لوگوں کو معاف کرتے ہیں ۔ لا تثریب علیکم الیوم ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے رحیم و کریم خدا زمین پر اُتر آیا ہے کہ جس شخص کو ۱۳ سال تک بے انداز تکالیف پہنچائی گئیں جسے کمزور کرنے کے لئے ان کے متبعین کو طرح طرح کی تکالیف دی گئیں ۔ اور پھر مدینہ پر تین دفعہ چڑھائی کر کے آپؐ کے عزیز ترین دوستوں اور رشتہ داروں کو شہید کیا گیا اور خود آپؐ بھی زخمی ہوئے ۔ ایسے خطرناک دشمنوں سے انتقام لینے کے بجائے فرمایا لا تثریب علیکم الیوم ۔ یعنی آج کا دن بڑی اہمیت کا حامل ہے ۔ ہم فاتح اور غالب ہیں تم مغلوب ہو تم ظالم و سفاک ہو ۔ تاہم تم سے انتقام نہ لیا جائے گا بلکہ تمہیں معافی دی جائے گی اور ملامت تک نہ کی جائے گی ۔

### اپنوں اور غیروں کے مابین عدل و انصاف

پھر جج بن کر اپنوں اور غیر مسلموں کے درمیان فیصلے کرتے ہیں ۔ اپنوں کو مجرم پاتے ہیں تو ان کو سزا دیتے ہیں ۔ اور غیر مسلموں کو بچاتے ہیں ۔ آج اس دَور میں ہم نے انگریز کی حکومت میں دیکھا کہ جب مسلمان اور انگریز کے مابین مقدمہ ہوتا تو ہمیشہ انگریز کے حق میں فیصلہ ہوتا لیکن حضور صلعم نے غیروں کے ساتھ نہایت درجہ عدل و انصاف کا برتاؤ کیا اور انہیں حق پر پاکر اپنی قوم کے خلاف فیصلے دیئے ۔ جیسے ایک یہودی اور طعمہ انصاری کے معاملہ میں یہودی کو بری کر دیا ۔ اور طعمہ کو مجرم قرار دیا ۔ باوجودیکہ انصار مدینہ نے طعمہ کے لئے حضورؐ کی خدمت میں سفارش کی تھی اور یہودی کے خلاف بہت کچھ کہا تھا اسی طرح عمرو بن عاص گورنر مصر کے صاحبزادے نے جب برسر بازار ایک قبطی عیسائی کو زدوکوب کیا تو باپ اور بیٹا دونوں کو مدینہ میں بازپرس کے لئے طلب کیا گیا ۔ اور پریسٹیج (PRESTIGE) کا سوال عدل و انصاف سے روک نہ سکا ۔ اس قسم کی مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ حضورؐ نے بین الاقوامی عدل و انصاف قائم کر کے دکھایا ۔

### قرآنِ مبین کو کسی کی وکالت کی حاجت نہیں

اسی ضمن میں ایک دو ایسی باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں جو موجودہ دنیا کے مسائل سے تعلق رکھتی ہیں ۔ میں انگلستان میں قرآن و حدیث کے مضامین بیان کرتا تھا تو اس پر لوگ کہتے تھے کہ آپ تو سوشلسٹ ہیں ۔ میں کہتا تھا کہ سوشلسٹ کا نام اس سے پیشتر کبھی نہیں سنا ۔ یہ تو اسلام ہے جو میں بیان کرتا ہوں ۔ وہ کہتے کہ آپ جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ ہی سوشلزم ہے ، حالانکہ میں سوشلزم کو جانتا بھی نہ تھا ۔ آج بھی میں جو کچھ بیان کروں گا وہ قرآن ہی سے بیان کروں گا ۔ کھینچ تان کر کسی آیت سے کوئی مقصد یا معنی نکالنا ممنوع ہے واضح طور پر جو کچھ قرآن میں ہے اسی کا بیان کرنا جائز ہے ۔ قرآن مبین کو اپنے لئے کسی وکالت کی حاجت نہیں ۔

. . . . . . . . . . . . . . . . . . .

. . . . . . . . . . . . . . . . . . .

۱ ۔ الیوم اکملت ۔ الخ ۔ دین کامل مکمل ہے ۔

۲ ۔ لا مبدل لکلماتہ ۔ ان تعلیمات میں کبھی تغیر و تبدل کی حاجت نہ ہوگی ۔

۳ ۔ ولا یاتونک بمثلہ ۔ تعلیمات قرآنیہ اس حد تک جامع ہیں کہ دنیا بھر کے عالم و مفکر اس سے بہتر کوئی تعلیم پیش نہ کر سکیں گے کیونکہ اس کتاب میں ہر اہم معاملہ کی حقیقت اور توضیح موجود ہے

---

یہ تین خصوصی اعلانات قرآن کریم سے متعلق نہایت ہی قیمتی ہیں ۔

صدرالدین

### امراء اور عوام النّاس میں تفاوت کی وجہ سے سوشلزم رائج ہوا ۔

انگلستان میں سوشلزم کیوں رونما ہوا اور روس میں کمیونزم کس طرح پیدا ہوا ۔ وہاں کا نظام معاشرت لوگوں کی طبائع کے خلاف تھا ۔ انگلستان میں سوشلزم اس وجہ سے پیدا ہوا کہ وہاں کے لارڈ عام آدمیوں کے ساتھ راہ و رسم پیدا کرنا مناسب نہ سمجھتے تھے ۔ لارڈ عملاً عامۃ الناس کو اپنے برابر نہ بٹھاتے تھے ۔

### اسلام میں لارڈ اور اُمراء ایک میز پر

میرے ہاں اس کے خلاف جمہوریت نظر

آتی تھی۔ بڑا اور چھوٹا میری کھانے کی میز پر میرے ساتھ بیٹھتا تھا۔ ان کے لئے یہ بڑے فخر کی بات تھی۔ لارڈ ہیڈلے بھی ان عام انگریزوں کے ساتھ میری میز پر بیٹھتے تھے۔ انگریز قوم کے لئے یہ انوکھی مجلس موجب فخر تھی۔ یہ اسلام تھا جس کی برکت سے وہ ایک لارڈ کے ساتھ کھانے کی میز پر بیٹھتے تھے کیونکہ قرآن کریم نے حقیقی اخوت اور حقیقی مساوات پیدا کی ہے۔

## قرآن کریم پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا حکم

قرآن کریم میں حضرت نبی کریم صلعم کو حکم دیا گیا ہے۔ واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک۔ حضورؐ کو حکم ہوا قرآن شریف پڑھتے رہا کرو۔ قرآن وحی الٰہی ہے جو تیرے رب نے یعنی تیری تربیت کرنے والے نے نازل کی ہے اس کو پڑھتے رہنا اور اس پر عمل کرتے رہنا ضروری ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ نے تعمیل حکم کرتے ہوئے فرمایا انا اول المسلمین۔ میں سب سے بڑھ کر احکام الٰہی پر عمل کرنے والا ہوں۔

## قرآن کریم ہمیشہ دائم و قائم رہنے والی کتاب ہے

جس قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا اس کے متعلق دعوے فرمایا لا مبدل لکلمٰتہ یہ کامل کتاب ہے اس کے اندر کوئی کمی نہیں جسے پورا کرنے کا کسی کو خیال آئے۔ نہ اس میں کوئی غیر معقول حصہ ہے جس کو حذف کرنا ضروری سمجھا جائے اس کتاب کی تعلیمات پر کبھی کسی زمانے کا اثر نہ ہوگا۔ بلکہ یہ کتاب قائم دائم رہنے والی ہے۔

## نبی کریمؐ کو اللہ تعالےٰ کا حکم کہ غرباء کو اپنی مجلس سے نہ نکالیں

اور فرمایا واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ۔ ان غرباء کے ساتھ جو آپؐ کے پاس بیٹھے ہیں برابر استقامت کا برتاؤ کرنا۔ یہ حکم کیوں ہے اس لئے کہ بڑے بڑے صاحب حیثیت امراء کہتے تھے کہ اگر محمد (صلعم) ہمیں اسلام سکھانا چاہتے ہیں تو غرباء کو اپنی مجلس سے نکال دیں۔ ان غریب آدمیوں اور غلاموں کے ساتھ بیٹھنا ہماری شان کے خلاف ہے۔ یہ بے حقیقت اور رذیل لوگ آپؐ کے پاس بیٹھتے ہیں ان کے ہوتے ہوئے آپؐ کی مجلس میں بیٹھنا ہم گوارا نہیں کر سکتے۔ فرمایا لا تطرد الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ ایسا نہیں کرنا کہ ان امراء کی خاطر غرباء کو اپنی مجلس سے الگ کر دو۔ وہ رضائے الٰہی چاہنے کے لئے دن رات عبادت کرتے ہیں۔ رہے امراء وہ ذکر الٰہی سے غافل ہیں۔ بلکہ وہ خواہشات کے بندے ہیں تفاسیر میں لکھا ہے کہ قبائل کے بڑے بڑے سردار حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ بیٹھنے والے غریب مسلمانوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس لئے کہتے تھے کہ اگر ہماری عزت منظور ہے تو غرباء کو اپنی مجلس سے ہٹا دو۔

ایک طرف امراء ہیں۔ اور دوسری طرف غرباء۔ امراء بارعب ہیں اور صاحب ثروت و دقار ہیں۔ ان کے مقابل پر غرباء ہیں وہ رضائے الٰہی کے طالب ہیں فرمایا ان غرباء کا ساتھ دینا۔ تریدون زینۃ الحیوٰۃ الدنیا ایسا نہ ہو کہ آپؐ دنیاداروں کی زینت کی طرف توجہ دیں ان کی زینت آپؐ کے لئے باعث کشش نہ ہو۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غریب مومنین سے سچی وفا کرنا اپنا خصوصی شعار سمجھتے تھے حالانکہ امراء کی بات ماننے سے مالی فائدہ ہو سکتا تھا۔ آپؐ کے بازو مضبوط ہوتے اور قوت بڑھتی لیکن اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اگر آپؐ ایسا کریں گے کہ امراء کے کہنے سے غرباء کو اپنی مجلس سے اٹھا دیں گے تو آپؐ کا شمار ظالموں میں ہوگا۔ حضورؐ کو غرباء کی خاطر قطع تعلق سے سخت ڈرایا ہے۔ غرباء کی خاطر خود حضور نبی کریم صلعم کو سخت تنبیہ کی گئی ہے۔ یہ ہے خدا کی تعلیم اس رب العالمین کی جو ساری مخلوق کی ربوبیت کرتا ہے۔ اس میں اگر امراء ہیں تو غریب بھی برابر کے شریک ہیں۔

## حضرت نبی کریم صلعم کا غرباء سے محبت و پیار

صحابہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلعم ہمارے ساتھ بیٹھتے تھے کان رسول اللہ یقعد معنا ویدنو منا رسول کریم صلعم ہمیں اپنے قریب کر کے بٹھلاتے تھے فتمس رکبتہ رکبتنا یہاں تک کہ آپؐ کا گھٹنا ہمارے گھٹنوں سے لگ جاتا۔ اور فرماتے کہ معکم المحیا ومعکم الممات میرا جینا اور مرنا تمہارے ساتھ ہے۔ یہ وہ انقلاب عظیم ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا۔ اس قسم کا انقلاب برپا کر دکھانا بڑے عزم اور بڑے گردے کو چاہتا ہے۔ انگلستان اور روس میں سوشلزم یا کمیونزم آج پیدا ہوئے ہیں۔ حضور صلعم نے آج سے چودہ سو سال پہلے انسانیت پر بہت بڑا احسان کیا جو متکبر امراء کی معاشرتی روایات کو توڑ کر حقیقی مساوات قائم کر دکھائی۔ اس آیت کے متعلق بلالؓ اور سالمؓ اور سلمان فارسیؓ کہتے تھے فینا نزلت۔ ہمیں فخر ہے کہ یہ آیت ہماری خاطر نازل ہوئی ہے۔ وہ کیوں نہ فخر کرتے مصعبؓ اور سالم مولٰی ابی حذیفہ کو نمازوں میں امامت کرنے کا رتبہ ملا۔ حضور صلعم نے اپنے رشتہ ہی خاندان کی بیٹی زینبؓ کا نکاح اپنے ایک غلام زیدؓ کے ساتھ کر دیا۔ زیدؓ اور اسامہؓ کو فوج کا کمانڈر بنایا۔ اور ان کی کمان میں بڑے بڑے سرداروں نے خدمات انجام دیں۔ اس طرح غرباء کی عزت افزائی کر کے دکھانا صرف حضور نبی کریم صلعم کا ہی کام ہے العجب ثم العجب۔ جہاں میدان جنگ میں غرباء کو کمانڈر بنایا وہاں عبادت الٰہی جیسے اہم اور عظیم کام میں ان کو امام بنایا۔ اسی طرح جن گھروں میں غلام اور لونڈیاں تھیں ان کو تلقین فرمائی لا یقولن احدھم عبدی وامتی تم میں سے کوئی بھی اپنے مملوک مرد یا عورت کو عبدی اور امتی کے الفاظ سے مخاطب نہ کرے اور ہر مملوک کو حکم دیا لا یقول المملوک للمالک ربی۔ لیقل المملوک للمالک سیدی وسیدتی۔ اس ضمن میں فرمایا کہ ہم سب خدا کے مملوک ہیں۔ اور صرف وہی ہمارا رب اور معبود ہے۔ غرض حضور نبی کریم صلعم نے چودہ سو سال پہلے وہ انقلاب قائم کر دکھایا جس میں غرباء کو عزت و عظمت کا مقام حاصل ہوا۔ اس قسم کا انقلاب برپا کرنا سوشلزم وغیرہ کا مقصد نہیں ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے غرباء کی حالت زار کی طرف توجہ دی اور ان کو ہر طرح کی عزت و تکریم سے سرفراز فرمایا۔ سوشلزم کا مقصود اتنا بلند نہیں ہے وہ صرف دنیوی حالت تک محدود ہے

## غرباء کا حق خزانہ شاہی میں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوسائٹی میں غرباء کی عزت و وقار قائم کرنے کے علاوہ ان کی دنیوی حالت کو درست کرنے کی طرف بھی توجہ دی۔ حضور صلعم نے خزانہ شاہی میں غرباء کا حصہ رکھ دیا۔ ایسا حکم ذیل کی آیۃ کریمہ میں درج ہے:۔

انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا..... فریضۃ من اللہ۔ (التوبہ آیت ۶۰) یعنی صدقات و خیرات تو صرف غرباء کا حق ہے اور محتاجوں کا اور ان کارکنوں کا جو صدقات و خیرات کے مال وصول کرنے پر متعین ہوں۔ یہ آیت کریمہ اس منظم طریق کار کی نشاندہی کرتی ہے جو حضورؐ نے فقراء کی حالت سنوارنے کے لئے قائم کر دیا تھا

## تمام مخلوق خدا کا کنبہ ہے

اس ضمن میں ایک اصول بیان کرتا ہوں جو قرآن کریم نے ذیل کے الفاظ میں تلقین کیا ہے۔ فرمایا اے دنیا جہان کے لوگو! اللہ رب العالمین ہے۔ اس نے تمام بنی نوع انسان کی جسمانی تربیت کے سامان کئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے تمام اقوام کی روحانی تربیت کا انتظام بھی کیا ہے وہ ساری قوموں کی پرورش کرتا ہے اور ساری قومیں اس کا کنبہ ہیں۔ فرمایا الخلق عیال اللہ فاحبھم الی اللہ فرمایا انا خلقنٰکم من ذکر و انثٰی ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔ کان الناس امۃ واحدۃ تم سب ایک ہی قوم ہو۔ وجعلنٰکم شعوبا و قبائل۔ ہم نے تم کو گروہ در گروہ کر دیا ہے کوئی مشرق میں چلا گیا اور کوئی مغرب میں وللہ المشرق والمغرب۔ مشرق اور مغرب اللہ ہی کے لئے ہیں۔ یہ تو آب و ہوا کی وجہ سے رنگ بدل جاتے ہیں اور علاقوں کے اختلاف کی وجہ سے عادات اور بولیاں مختلف ہو جاتی ہیں ورنہ نسل ایک ہی ہے ساری انسانیت ایک ہی کنبہ ہے تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے انتم بنو آدم و آدم من تراب۔ بقید رنگ اور نسل پر فخر نہیں کرنا چاہیئے۔ رنگ و نسل اور دولت کوئی وجہ امتیاز نہیں ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ وجہ امتیاز تمہارا تقویٰ و طہارت ہے۔ اگر تم متقی ہو تو تم معزز و مکرم ہو۔ یہ وہ معرفت و عرفان ہے جس سے حضور نبی کریم صلعم نے دلوں کو روشن کر دیا اور حقیقی بصیرت کی بناء پر حقیقی اخوت اور حقیقی مساوات قائم کی ہے۔ اس نور معرفت کے بغیر پر لطف مساوات قائم نہیں کی جا سکتی۔

## بین الاقوامی عدل و انصاف

مساوات سکھانے کے بعد بین الاقوامی عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے ایسا قیمتی سبق دیا جس سے حقیقی امن قائم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضورؐ نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان عدل و انصاف کے فیصلے صادر فرمائے فرمایا لا یجرمنکم شنآن قوم علٰی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی

کسی قوم کی دشمنی تمہیں عدل و انصاف سے نہ روکے عدل بہرحال کرو یہی تقوے سے قریب ترین بات ہے۔ تقوے کے معنی خدا کے حقوق کو ملحوظ رکھنا اور خدا کی مخلوق کے حقوق کو ملحوظ رکھنا ہے خدا کی مخلوق میں غیر مسلم بھی ہیں اور وہ تمہارے ساتھ دشمنی کریں تاہم تم ان کے ساتھ معاملات میں پورے عدل و انصاف سے کام لو چنانچہ اس پر حضور کے زمانہ میں اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں پورے اہتمام کے ساتھ عمل درآمد ہوتا رہا یہ اس ذات گرامی کا کرشمہ ہے جسے رحمۃ للعالمین کا لقب عطا ہوا۔

## امراء کی دولت میں غرباء کا حق

اگر یہ فرمایا کہ انسان ایک ہی نسل سے ہے ساری قومیں ایک ہی گروہ ہیں اعلےٰ درجہ کا انسان وہ ہے جو خدا خوف ہو اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو مدنظر رکھے تو یہ بھی فرمایا وفی اموالھم حق للسائل والمحروم امراء کی دولت میں غرباء کا حق ہے کیونکہ غریب ہی امیر کے لئے دولت پیدا کرتا ہے اور امراء غرباء کے محتاج ہیں۔ ایک امیر کے پاس جتنی دولت بڑھتی جاتی ہے وہ غریب کا زیادہ محتاج ہوتا جاتا ہے۔ اس کو باورچی کی ضرورت ہے ڈرائیور کی ضرورت ہے، مالی کی ضرورت ہے چوکیدار کی ضرورت ہے۔ کارخانہ دار کو تو غرباء کی ضرورت زیادہ تعداد میں ہوتی ہے۔ بڑے بڑے زمیندار غرباء کے محتاج ہیں۔ دیہی شہری آبادی ان کے لئے سڑکیں کوٹنے والے غریب ہیں اور کھیتوں میں کام کرنے والے غریب ہیں۔ ایک لطیفہ ہے۔ جب لکھنؤ پر حملہ ہوا تو نواب صاحب کو اطلاع دی گئی کہ دشمن تو دروازے تک آ گیا ہے۔ نواب صاحب نے کہا کہ وہ کمبخت جوتا پہنانے والا نہیں آیا۔ مجھے جوتا کون پہنائے۔ غرض جوتا پہننے کے لئے بھی تم غرباء کے محتاج ہو۔ ظاہر ہے غرباء کے بغیر امراء کے کام نہیں چل سکتے۔ نہ انہیں روٹی میسر آ سکتی ہے نہ کوئی اور چیز انہیں مل سکتی ہے۔ اس لئے امراء کو مخاطب کرکے آپؐ نے فرمایا الا تنصرون وترزقون بضعفائکم۔ سنو غرباء ہی ہر کام میں تمہاری نصرت کرتے اور غرباء ہی تمہارے لئے رزق پیدا کرتے ہیں تم ان کے احسان مند ہو۔ ان کے حالات کو سنوارنا اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنا تمہارا فرض ہے وفی اموالھم حق للسائل والمحروم۔ امراء کے اموال میں غرباء اور محتاجوں کا حق ہے جو ان کو ادا کرنا چاہیئے۔

## غرباء کو امراء کی تکریم کا حکم

اور غرباء کو مخاطب کرکے فرمایا۔ تم امراء کی تکریم کرو کیونکہ ان کے بغیر نہ دین کے کام چل سکتے ہیں اور نہ دنیا کے۔ سعد بن معاذؓ تشریف لائے تو فرمایا قوموا الیٰ سید کم اس ضمن میں مزید فرمایا ھم درجات عند اللہ اللہ تعالےٰ نے بعض لوگوں کو درجات عطا کر رکھے ہیں ان درجات کے لحاظ سے ان کی تکریم کرنا واجب ہے۔

دولت کے بغیر اللہ تعالےٰ کا دین بھی نہیں چل سکتا نہ ہی مساجد تعمیر کی جا سکتی ہیں اور نہ ہی علوم اسلامیہ کے حصول کے لئے مدارس تیار ہو سکتے ہیں اور نہ ہی مبلغوں کا وجود نظر آ سکتا ہے اس لئے امراء بھی سوسائٹی کا اہم جزو ہیں اور قدر کے قابل ہیں اس ضمن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ننزل الناس علےٰ منازلھم۔ یعنے حضور صلعم نے فرمایا کہ لوگوں کے درجات کے مطابق ان کی تکریم کرنی چاہیئے۔

## غرباء کی عزت نفس کا سوال اور ان کے لئے عطیات

سوشلزم اور کمیونزم کے پیش نظر زیادہ تر روٹی کا سوال ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انسانی عزت نفس کا سوال ہے حضور صلعم نے مساوات بھی پیدا کرکے دکھادی۔ اور قوم کے اندر بڑے چھوٹے کا احترام و اکرام بھی پیدا کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک دفعہ چالیس ہزار درہم غرباء کی گردنیں چھڑانے کے لئے صرف کر دیئے اور حضرت عثمانؓ نے مدینہ میں ایک کنواں خرید کر قوم کے حوالہ کر دیا۔ کیونکہ پانی کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا بالخصوص ریگستان اور ریتیل علاقوں میں کنوئیں یا چشمے کا مل جانا بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ سخاوت حضورؐ کی ان تعلیمات کا نتیجہ ہے جو انہوں نے غرباء کے حق میں تلقین فرمائی ہیں۔

## بین الاقوامی مساوات کا سبق

حجۃ الوداع کے موقعہ پر حضور صلعم نے فرمایا کہ ان ربکم واحد وان اباکم واحد تمہارا رب ایک ہی ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے اس لئے تم سب بھائی بھائی ہو اور ایک ہی خدا کے پرستار ہو لا فضل لعربی علی اعجمی۔ عربوں کو غیر قوموں پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ولا لعجمی علےٰ عربی اور نہ ہی دوسری اقوام کو عربوں پر فضیلت حاصل ہے الا بتقوی اللہ فضیلت ان کو حاصل ہے جو خدا سے ڈرتے والے اور اس کے احکام پر چلنے والے ہوں خواہ کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں یہ بین الاقوامی مساوات قائم کرنے کی خاطر تلقین فرمائی تھی۔ جو نہایت اہم اور نہایت مقدس سبق ہے، اس سبق پر عمل درآمد کے بغیر اقوام عالم میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ جس وقت آپ نے یہ تلقین فرمائی اس وقت آپؐ تو بادشاہ تھے آپؐ نے زور بازو سے سلطنت حاصل کی اس لئے کہہ سکتے تھے کہ میری قوم کو سب قوموں پر فضیلت حاصل ہے۔ ہم ہی دنیا کی بہترین قوم ہیں۔ اور ہمارا ہی راج دنیا پر ہوگا۔ ایسے ناپاک اور فساد انگیز خیالات سے حضور صلعم کا مقدس قلب پاک تھا۔ اس قسم کے نقصان دہ شیطانی خیالات اس روشن صدی میں اہل یورپ کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

## وفات کے وقت ماتحتوں سے حسن سلوک کی تلقین۔

اور وفات کے وقت فرمایا کہ تمہارے ماتحت غلام ہیں۔ اور تمہاری بیویاں ہیں ان سے حسن سلوک کرنا اور ان کے حقوق ملحوظ رکھنا اور ان کا خیال رکھنا۔ غرض ابتداء زندگی سے لے کر آخری لمحات تک غرباء کی دستگیری کرنے کا سبق تلقین فرماتے رہے۔

## حضور صلعم کا کردار زوجہ مطہرہؓ کی نظر میں۔

اس مقصد کو سامنے رکھ کر حضرت خدیجہ کبریٰؓ نے آپؐ کو تسلی دی جب حضور صلعم پر ابتدائی وحی نازل ہوئی تھی اور حضورؐ پر خوف طاری ہوا تھا کہ دنیا بھر کی قوموں کی اصلاح کا کام اور خود عرب کی اکھڑ قوم کی اصلاح کا کام میرے ذمہ ہوا ہے کیسے اس سے عہدہ برآ ہو سکوں گا اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلعم کی طبیعت کا یہ نقشہ کھینچ کر حضور صلعم کو تسلی دی کہ

کلا! واللہ ما یخزیک اللہ ابدا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق ...... یعنے آپؐ ہر مصیبت زدہ کے غمخوار ہیں، اور صادق و مصدوق ہیں مہمان نواز ہیں مصیبت زدوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور نایاب اشیاء لوگوں کے لئے مہیا فرماتے ہیں۔ انسانیت کے لئے ایسی رحیم کریم خیر خواہ شخصیت کو خدا کبھی ذلیل و خوار نہ ہونے دے گا بلکہ ہر طرح کی کامیابی اس کے قدم چومے گی۔ آپؐ یقین کریں اور تسلی رکھیں کہ خدا آپؐ کو ضائع نہیں کرے گا۔

## تمام بنی آدم قابل عزت ہیں

حضور صلعم ایک ہی شخصیت ہیں جو ذیل کی عالمگیر تلقین فرمائی۔ ولقد کرمنا بنی آدم۔ یعنی ہر وہ شخص قابل تکریم قرار دیا گیا ہے جس پر آدم زاد ہونے کا لفظ بولا جاتا ہے۔ وہ امیر ہو یا غریب، وہ ہندو ہو یا عیسائی وہ چوہڑا ہو یا چمار وہ فرزند آدم ہونے کے باعث ہمارا بھائی ہے اور قابل تکریم ہے۔ اور فرمایا خیر الناس من ینفع الناس یعنے سب سے اچھا وہ شخص ہے جو انسانوں کے لئے زیادہ نفع رساں ہو۔ حضور صلعم سے استفسار کیا گیا من اکرم الناس فرمایا اتقٰکم یعنے جو سب سے زیادہ متقی ہو اور متقی وہ ہے جو حقوق اللہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کرتا رہے۔

**ان واقعات سے بین طور پر واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا دعوے اکملت لکم دینکم حقیقت پر مبنی ہے۔ اس کامل مکمل جامع اور مفید تعلیم کے بعد کسی مزید تعلیم کی حاجت باقی نہیں رہی اس وجہ سے جہاں الیوم اکملت کا اعلان فرمایا وہاں اسی بنا پر حضور کو خاتم النبیین فرمایا یعنی حضور کی کامل مکمل تعلیم کے بعد کسی نبی کے آنے کی حاجت باقی نہیں رہی۔**

**ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال**
**لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے**

غرض حضور صلعم کی ساری عمر انسان کی خدمت کرتے ہوئے گذری۔ حضور صلعم نے زا وعظ ہی نہیں کیا عمل بھی کر کے دکھایا۔ اس کی بہت تفصیلات ہیں جن کو اس خطبہ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ اس تعلیم کی آج زمانے کو ضرورت ہے۔ اس ضرورت کے پیش نظر اگر مرزا محمد حسین صاحب ایڈیٹر لائٹ اس مضمون کا ٹریکٹ شائع کریں تو بہت بڑی اور بروقت خدمت ہوگی۔

## خطبہ ثانی

ڈنگہ سے سلطان احمد صاحب آڑھتی لکھتے ہیں کہ وہ بیمار ہیں اسی طرح بعض دوسرے لوگوں کے گھروں میں بیماری ہے اور بعض کے ہاں رزق کی تنگی ہے۔ بعض اور مشکلات میں مبتلا ہیں۔ بڑے چھوٹے سب اللہ کے حضور عاجز ہیں۔ آپ ان سب کے لئے دعا فرماویں (دعا کی گئی۔)

ہم پر اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے رسول مقبول صلعم جیسی ہستی کو مبعوث فرمایا لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً۔ آیئے اس رسول مقبول صلعم پر مل کر درود پڑھیں۔ اللھم صل علےٰ سیدنا محمد وعلےٰ آل سیدنا محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلےٰ آل ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علےٰ محمد وعلےٰ آل محمد کما بارکت علےٰ ابراھیم وعلےٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔

## آہ! مریم لودھی۔ سلسلہ ۲

نہیں ہو پاتے کتنے والدہ مرحومہ کے ہاتھوں چشم زدن میں پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتے تھے۔ سوچئے تو یہ کام بھلا عورتوں کے کرنے کے ہوتے ہیں مثال کے طور پر کسی عزیز کے نئے مکان کی الاٹمنٹ کے لئے تگ و دو کرنا تو کسی رشتہ دار کے مکان میں واٹر سپلائی کنکشن لگوا دینا) اور کسی کے لئے بجلی کا کنکشن، تو کسی مجبور و بے کس کے لئے بلا دھڑک پولیس اسٹیشن بھی جا پہنچنا۔ ایسے کاموں میں وہ یوں کمربستہ رہتی تھیں کہ عزیز و اقربا محو حیرت اور انگشت بدنداں ہو جاتے تھے۔

اباجی کے ساتھ ان کی شادی سنہ ۱۹۵۰ء میں ہوئی ان کا کہنا ہے کہ وہ پہلے پہل نمازیں کبھی کبھار پڑھ لیا کرتے تھے لیکن شادی کے بعد والدہ مرحومہ کی رفاقت نے انہیں تہجد کی چاٹ بھی لگا دی۔ ویسے جہاں والدہ مرحومہ دوسرے لوگوں کے فلاحی کاموں میں آگے آگے ۴۵

# اخبار احمدیہ

## مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی سرگرمیاں

ـــــ مسجد مسلم ٹاؤن میں درس قرآن کریم ہر سوموار و جمعرات کو باقاعدگی سے ہوتا ہے۔ آجکل وقت ½ ۵ بجے بعد دوپہر ہے۔

مقامی جماعت کی مجلس انتظامیہ کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ ۴ اپریل بر مکان ڈاکٹر حمید احمد صاحب ہوا۔ تالیف قلوب کمیٹی کی کارگذاری سنی گئی۔ اور آئندہ کے لئے ہدایات دی گئیں۔

ایک بی۔ ڈی۔ ایس کے طالب علم کے لئے وظیفہ منظور ہوا۔

ایک بچی کی شادی کے لئے جہیز فنڈ میں سے رقم منظور کی گئی۔ اور ایک لڑکی کی شادی کے لئے۔ /200 روپیہ بطور قرضہ حسنہ دیا گیا۔

فیصلہ ہوا کہ احمدیہ بلڈنگس میں خواتین کے لئے ایک سلائی کا سکول قائم کیا جائے۔ یہ بھی فیصلہ ہوا کہ حسب ہدایت مرکزی انجمن ۱۹ مئی کو عید میلاد النبیؐ کے موقعہ پر احمدیہ ہال میں ایک شاندار جلسے کا اہتمام کیا جائے انتظام کے لئے مندرجہ ذیل احباب پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی۔

۱۔ محترم ناصر احمد صاحب کنوینر
۲۔ ڈاکٹر مبارک احمد صاحب
۳۔ پروفیسر غلام رسول صاحب
۴۔ چوہدری عبدالحق صاحب

جلسہ ہر لحاظ سے مثالی ہو۔ باہر سے احباب کو بھی مدعو کیا جائے۔

مجلس انتظامیہ کا آئندہ اجلاس بروز ہفتہ مورخہ ۲ مئی ۱۹۷۰ء بر مکان ڈاکٹر مبارک احمد صاحب۔ احمدیہ بلڈنگس ہوگا۔

مقامی جماعت کے صدر میاں فضل احمد صاحب معہ اپنی اہلیہ صاحبہ کے عمرہ کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے ہیں۔ ان کی استدعا ہے کہ ان کے لئے دعا کی جائے۔ دوستوں سے التماس ہے کہ ان کی بخیر و عافیت واپسی کے لئے دعا کریں۔ فضل حق سیکرٹری مقامی جماعت

ۭ۴۴ رہتی تھیں وہاں انہوں نے اباجی کی خدمت بھی جی بھر کر کی۔

جُمُعَةُ الْمُبَارَك کی نمازوں کے لئے اپنے بیٹوں کو خاص اہتمام کے ساتھ تیار کرتی تھیں۔ اگر کسی شہر میں جماعت لاہور کے افراد کی کمی کے باعث وہاں کی احمدی خواتین نماز جمعہ پر نہیں آتی تھیں تو اس بات کی پرواہ نہیں کرتی تھیں کہ وہاں وہ اکیلی ہوں گی بلکہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ تن تنہا جمعہ کی نمازیں ادا کرتی تھیں اور کبھی اس بات کی شرم دامنگیر نہ ہوئی کہ وہ اکیلی ہیں کہیں ایک بار میں نے ہی اُن سے عرض کیا کہ "امی! جب وہاں کوئی دوسری احمدی عورت نماز پڑھنے نہیں آتی تو آپ اکیلی وہاں کیا کریں گی" تو مجھے جواب ملا تمہارا مطلب ہے کہ میں بھی نہ جاؤں۔ تو عورتوں کا مخصوص کمرہ کسی احمدی عورت سے یکسر اُجاڑ رہے؟"

والدہ مرحومہ قریباً ایک سال تک علیل رہنے کے بعد ۱۵ فروری ۱۹۷۰ء (۱۰ ذی الحج کے روز) اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون ـــــ آج اگرچہ ہمارے دل اپنی نیک والدہ کے غم میں ڈوبے ہوئے ہیں لیکن وہ جس احمدی انداز کا جیتا جاگتا نمونہ گئی ہیں ہمیں ہمیشہ ہمیشہ اس پر فخر رہے گا۔ والدہ مرحومہ ہم تین بھائیوں کو سوگوار چھوڑ گئی ہیں دعا فرمایئے کہ ہم ان کی طرح تا زندگی احمدیت سے منسلک رہیں ـــــ آمین!

## خواتین جماعت احمدیہ پشاور کی تنظیم

ـــــ مقامی سیکرٹری (محمد الرحمٰن) نے اپنی سرکلر چٹھی محررہ ۴-۳-۲ کے ذریعہ جماعت پشاور کی تمام معزز خواتین سے درخواست کی کہ وہ مورخہ ۷-۳-۲ کو مسجد احمدیہ پشاور میں تشریف لائیں اور بعد نماز جمعہ اپنی باقاعدہ تنظیم بنائیں۔

چنانچہ مقررہ تاریخ پر سب خواتین تشریف لے آئیں اور بعد نماز جمعہ حسب ہدایت سیکرٹری انہوں نے ایک باقاعدہ اجلاس منعقد کیا۔ اور سب سے پہلے عہدیداران کا انتخاب کیا۔ مندرجہ ذیل عہدیدار خواتین باتفاق منتخب ہوئیں:

(۱) محترمہ امۃ الرحمٰن بنت بابا دلاور خاں مرحوم مغفور۔ صدر
(۲)۔ محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم مغفور۔ نائب صدر
(۳) محترمہ بیگم صاحبہ جناب قاضی عبدالرشید صاحب ایم۔ ایس۔ سی۔ سیکرٹری
(۴) عزیزہ یاسمین صاحبہ ایم۔ ایس۔ سی۔ بنت شیخ شریف احمد صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری۔

اس کے بعد معزز خواتین نے مورخہ ۷-۳-۲ کیلئے محترمہ رضیہ علی صاحبہ کی آمد پر ایک جلسہ کا پروگرام مرتب کیا:۔

۱۔ تلاوت قرآن شریف سے: محترمہ بیگم ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم۔
۲۔ اشعار درِ ثمین سے: محترمہ بیگم عبدالرشید صاحب نیازی۔
۳۔ افتتاحی تقریر: محترمہ بیگم ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم و مغفور۔
۴۔ عورت کا مقام اسلامی نقطۂ نظر میں: مس بشارت نوید
۵۔ تقریر: عزیزہ یاسمین۔ اسسٹنٹ سیکرٹری۔
۶۔ تقریر: بیگم صاحبہ قاضی عبدالرشید صاحب۔ مقامی سیکرٹری
۷۔ تقریر: مہمانِ خصوصی۔ محترمہ رضیہ علی صاحبہ

شکریہ: صدر خواتین پشاور

چائے کا انتظام محترمہ بیگم صاحبہ عبدالرشید نیازی صاحب نے کرنے کا وعدہ کیا۔ جن کی امداد چند دوسری بچیاں بھی کریں گی۔

آخر میں محترمہ صدر صاحبہ اور نائب صدر صاحبہ ہر دو نے مقامی سیکرٹری سے تعاون کی استدعا کی جس کے جواب میں سیکرٹری جماعت نے کہا ہے کہ فی الحقیقت جماعت کا احیاء آپ خواتین کے ہاتھ میں ہے اور ان کو یقین دلایا کہ وہ صدر جماعت کے مشورہ سے ان کی ہر قسم کی امداد کرے گا۔ اس کے بعد صدر خواتین نے بمعہ نائب صدر خواتین فوری طور پر خواتین سے گھروں میں ملنے کا پروگرام بنایا اور کام نہایت مستعدی سے شروع کر دیا۔ امید ہے کہ جماعت کی خواتین میں ایک نئی زندگی پیدا ہو جاوے گی تنظیم خواتین کے لئے آئین بھی مرتب کیا جا رہا ہے۔ والسلام

محمد الرحمٰن سیکرٹری جماعت پشاور

## قرارداد تعزیت

ـــــ مورخہ ۳-۳-۲۲ کو بعد از نماز جمعہ۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب مرحوم و مغفور۔ جناب خواجہ صلاح الدین صاحب مرحوم و مغفور۔ جناب شیخ عبدالرحیم صاحب مرحوم و مغفور۔ جناب عبدالکریم صاحب لنگڑیال مرحوم و مغفور اور محترمہ اہلیہ صاحبہ مرحومہ مولوی محمد علی صاحب کا نماز جنازہ غائبانہ پڑھا گیا اور ہر ایک کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ بعد از نماز ایک باقاعدہ اجلاس جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب صدر جماعت پشاور منعقد ہو کر ذیل کا ریزولیوشن پاس کیا گیا:۔

"احباب جماعت پشاور، سفید ڈھیری، گگہ والا اور شیخ محمدی۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب مرحوم و مغفور جناب صلاح الدینؒ اور دیگر بزرگان مذکورہ کی وفات پر نہایت گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں انکے لواحقین سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے ہم انکے اس غم عظیم میں برابر کے شریک ہیں اور جناب خواجہ صاحب مرحوم کی کتاب ہیسزان ہیون اِن اَرتھ کو انہیں دائمی زندگی عطا کرنے والی سمجھتے ہیں۔ خواجہ صاحب مرحوم نے یہ کتاب تصنیف کر کے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے اور انکا اسلامی دنیا پر یہ ایک عظیم احسان ہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انکو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔"

قرار پایا کہ اس کی ایک کاپی اخبار پیغام صلح میں شائع کیا جاوے اور ایک ایک کاپی ان کے لواحقین کو بھیج دی جائے۔ محمد الرحمٰن سیکرٹری جماعت پشاور۔

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہٗ

# حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات کی تشریح اور اُن کا ذریعہ ہدایت ہونا

## الہام "جے سنگھ بہادر" کی مکمل شکل اور اس کے ساتھ کے الہامات

ہمارے معزز سائل صاحب نے حضورؑ کا ایک الہام "جے سنگھ بہادر" پیش کر کے اس کی وضاحت طلب کی ہے اور ساتھ ہی پوچھا ہے کہ یہ الہام کس طرح ذریعہ ہدایت ہو سکتا ہے۔ الہام کے اصل الفاظ "امین الملک جے سنگھ بہادر" ہیں۔ خالی جے سنگھ بہادر نہیں۔ پھر یہ اکیلا الہام نہیں اس کے ساتھ تین اور الہام ہیں۔ ان چار الہاموں میں سے یہ الہام دوسرے نمبر پر ہے یہ چاروں الہام ایک ہی تاریخ یعنی ۸ ستمبر ۱۹۰۶ء کو بوقت فجر حضورؑ پر نازل ہوئے پہلے الہام کے الفاظ یہ ہیں "لوگ آئے اور دعوے کر بیٹھے شیر خدا نے ان کو پکڑا اور شیر خدا نے ان پر فتح پائی"۔ دوسرے الہام کے الفاظ یہ ہیں "امین الملک جے سنگھ بہادر" تیسرے الہام کے الفاظ یہ ہیں "ربّ لا تبق لی من المخزیات ذکرا" چوتھے الہام کے الفاظ ہیں "پیٹ پھٹ گیا"۔

## ان چاروں الہاموں کی تشریح

پہلے الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا شیر قرار دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ شیر جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے۔ جنگل کے کسی جانور کا اس کے سامنے آنا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہوتا ہے پس حضورؑ کو الہام میں شیر سے تشبیہ دینے کے معنی یہ ہیں کہ حضورؑ کے ساتھ رُوحانی مقابلہ میں جو شخص بھی میدان میں آئے گا وہ یا ہلاک ہوگا یا ذلّت و رسوائی کا شکار ہوگا بہرحال کسی نہ کسی رنگ میں غضب الٰہی کا نشانہ بنے گا۔ کیونکہ اس شیر کی پُشت پناہی خدا خود کر رہا ہوگا۔ چنانچہ اس الہام الٰہی میں یہ پیشگوئی بھی ساتھ ہی کر دی ہے کہ اس شیرِ خدا کے مقابلہ میں کچھ اور لوگ بھی دعوئے ماموریت کریں گے لیکن یہ شیرِ خدا ایسے تمام مدعیانِ ماموریت کو شکست دے کر ان کا جھوٹا اور اپنا سچا ہونا نمایاں کر دیگا اور یہ اس کی واضح فتح ہوگی۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا فی الحقیقت ایسا ہی وقوع میں آیا اور کیا فی الحقیقت بعض لوگوں نے مامور ہونے کا دعوےٰ کیا اور کیا فی الحقیقت حضورؑ کو ان کے مقابلہ میں فتح حاصل ہوئی۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ بعض لوگ دعوئی ماموریت کے ساتھ اُٹھے اور انہوں نے حضورؑ کے ساتھ رُوحانی مقابلہ کرتے ہوئے حضورؑ کی نعوذ باللہ تباہی کی پیشگوئیاں بھی کیں اور بعض نے ویسے ہی حضورؑ کی تباہی کی پیشگوئیاں کیں لیکن یہ سب کے سب خود ہی تباہی کا نشانہ بن گئے۔ اور حضورؑ کی ان پیشگوئیوں کے مطابق جو حضورؑ نے ان کے متعلق کیں، ہلاکت کے گڑھے میں گرے۔

ذیل میں اس الہام کی صداقت چند مثالوں کے ذریعہ ثابت کی جاتی ہے۔ سب سے پہلے بطور مثال لاہور کے الٰہی بخش اکونٹنٹ کو پیش کیا جاتا ہے، جس نے دعوےٰ کیا کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو موسےٰ قرار دیا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کا نام لے کر کہا کہ (نعوذ باللہ) ان کو ہلاک کرنے کے لئے اسے عصا دیا گیا ہے۔ اور صریح لفظوں میں حضورؑ کے متعلق پیشگوئی کی کہ حضورؑ نعوذ باللہ اس کی زندگی میں ہی ہلاک ہوں گے اور حضورؑ کی جماعت منتشر ہو جائے گی۔ چنانچہ اپنی کتاب عصا موسےٰ میں اُس نے مندرجہ ذیل الہامات شائع کئے۔

پہلا الہام میری زندگی میں یہ شخص (حضرت مسیح موعودؑ نعوذ باللہ۔ ناقل) طاعون سے ہلاک ہوگا اور اس کی تمام جماعت منتشر ہو جائے گی۔

### دوسرا الہام

خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ہے۔ کہ یہ شخص کاذب ہے۔ (یعنی نعوذ باللہ حضرت مسیح موعودؑ۔ ناقل)

### تیسرا الہام

سلام لك تغلبون يحل عليه غضب (علیہ کی ضمیر حضرت مسیح موعودؑ کی طرف راجع ہے۔ ناقل) فقد هوى فتدبر۔

### چوتھا الہام

اللهم افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين۔

### پانچواں الہام

رجز من السماء على القرية التي كانت حاضرة ولهم عذاب اليم ولا يزيد الظالمين الا تبارا
یعنی طاعون ظالموں پر نازل ہوگی اور یہ شخص مع اپنی جماعت کے طاعون میں مبتلا ہو جائے گا۔ اور خدا ان ظالموں پر ہلاکت نازل کرے گا۔

مندرجہ بالا الہامات پر غور کریں کہ ان میں کس قدر زور دار الفاظ میں نعوذ باللہ حضورؑ کی ہلاکت کی اور وہ بھی طاعون کے ذریعہ پیشگوئیاں کی گئی ہیں۔ اور خدا کے غضب کا نشانہ بننے کی اطلاع دی گئی ہے اور خدا سے فیصلہ چاہا گیا ہے اور وہ بھی الہامی الفاظ میں اور حضورؑ کے مقابلہ میں اپنے غلبہ کا اعلان کیا گیا ہے۔ کیا الٰہی بخش کے اس اعلان نے حضورؑ کے الہام کے اس حصّہ کو پُورا کر کے نہیں دکھلا دیا "لوگ آئے اور دعوے کر بیٹھے"۔

اب ہم نے دوسرے حصّہ کو دیکھنا ہے۔ کہ شیر خدا نے اس مدعی کو کس طرح پکڑا۔ اس کا ثبوت ان الہامات سے ملتا ہے جو حضورؑ کو اس کے متعلق ہوئے اور وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) لاہور میں ایک بے شرم ہے
(۲) ويل لك ولافكك
(۳) انی نعیت
(۴) انی انا الله لا اله الا انا
(۵) ان الله مع الصادقين۔

یہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کے الہامات ہیں۔ پھر ۱۸ مارچ کو الہام ہوا "ایک موسیٰ ہے میں اس کو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اس کو عزّت دوں گا اجر الاثيم وارديه الجحيم۔ بلجت آیاتی۔ پس حضورؑ کی مندرجہ بالا پیشگوئیوں کے مطابق اپریل ۱۹۰۷ء کے پہلے ہی ہفتہ میں یعنے پیشگوئیوں کے قریباً ۲۰ دن بعد ہی ۷ اپریل کو طاعون کا شکار ہو کر اس جہانِ فانی سے منتقل ہو گیا۔ اب دیکھ لیں کہ حضورؑ کا ۸ ستمبر ۱۹۰۶ء والا الہام "لوگ آئے اور دعوے کر بیٹھے شیرِ خدا نے ان کو پکڑا اور شیرِ خدا نے ان پر فتح پائی"۔ کس شان کے ساتھ الٰہی بخش اکونٹنٹ کے حق میں پُورا ہوا کیا اس شخص نے حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں دعوئے ماموریت نہیں کیا تھا کیا اس نے حضورؑ کی (نعوذ باللہ) اپنی زندگی میں ہی ہلاکت کی پیشگوئی نہیں کی تھی۔ پھر کیا حضرت مسیح موعودؑ نے اس پر نمایاں فتح نہیں پائی اس سے زیادہ حضورؑ کے اس الہام کی صداقت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ اتنا بڑا دعوے کرنے والا شخص حضورؑ کی پیشگوئی کے مطابق طاعون کا شکار ہو کر دنیا پر اپنا جھوٹا ہونا اور حضرت مسیح موعودؑ کا سچا ہونا ثابت کر گیا۔ علاوہ ازیں اپنی ناکامی اور نامرادی اور حضرت مسیح موعودؑ کی کامیابی کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہوئے ہزاروں حسرتوں کو دل میں لئے ہوئے اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گیا۔

دوسری مثال چراغ دین جمّوں والے کی ہے۔ اس شخص نے بھی حضورؑ کے مقابلہ میں مامور ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اس کے دعوےٰ کے متعلق اس کے چند فقرے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

(۱) اب اے میرے خدا میں تیری بارگاہ تقدس و تعالےٰ میں نہایت عجز و انکسار تضرع و ابتہال کے ساتھ مؤدبانہ التماس کرتا ہوں کہ تو جانتا ہے کہ میں وہی شخص ہوں جس کو تو نے بلاکسی استحقاق محض اپنے اسی فضل و کرم سے اپنی مشیت اور ارادہ کے مطابق جو ازل سے ہی مقرر کیا گیا تھا اپنے مقدس اور سچے دینِ اسلام کی خدمت اور نصرت کے لئے اہلِ دنیا میں سے چُن لیا اور اس کام کے واسطے مخصوص کیا ہے۔ اور تو نے ہی میرے ہاتھ سے وہ رُوحانی منارہ جس پر نزولِ ابن مریم مقدر تھا تیار کرا دیا ہے۔ اور تو نے ہی مجھ سے نزولِ عیسےٰ کی منادی کرتے اور نصاریٰ پر حجّت اسلام ثابت کرنے کی خدمت پر مقرر فرمایا ہے۔ اور تو نے ہی مجھے اپنی رحمت کے خزانہ سے وہ علم بخشا ہے جس سے نصاریٰ اور اہلِ اسلام یا قرآن و انجیل کا باہمی اختلاف دُور ہو کر اتحاد اور موافقت پیدا ہو سکتی ہے۔ ہاں وہ نزولِ ابن مریم کا ایک رُوحانی راز تھا جو مُدتہائے دراز سے اہلِ دنیا پر پوشیدہ رہا اور خاص اسی زمانہ کے لئے ودیعت کیا گیا تھا اور اسی سے تو اب اپنی مخلوق پر حجّتِ اسلام ثابت کرے گا اور اسلام کو کُل دینوں پر غالب کر دیگا پس اے میرے خدا تو جانتا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ میں تیرے اس حکم کی تعمیل کو تیری ہی ہدایات کے مطابق انجام دے رہا ہوں اور تیری مرضی کے موافق نزولِ ابنِ مریم کے اس مخفی راز کو اہلِ دنیا پر ظاہر کر کے اتمامِ حجّت کر رہا ہوں لیکن اے میرے خدا تو خود جانتا ہے، اور دیکھ رہا ہے (یہاں اس شخص نے حضرت اقدسؑ کی طرف بعض غلط دعاوی منسوب کرتے ہوئے خدا سے ان الفاظ میں التجا کی ہے)

اے میرے خدا دنیا کے دل تذبذب

میں ہلی اور حق ظاہر نہیں ہوسکتا اور تیری مخلوق بالکل باطل پرستی میں مبتلا ہے اور تیرے دین میں گرد پڑ رہی ہے ........ پس اے میرے خدا اب تو آسمان پر سے نظر فرما اور اپنے دین اسلام اور اپنے مقدسوں کی عزت بچا اور ان کی نصرت کے لئے اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر کر اور اس فتنہ کو دنیا پر سے اٹھا دے (یعنی حضور کو نعوذ باللہ دنیا سے اٹھانے کی دعا کی ہے) اور اہل دنیا کو حق کی طرف توجہ دلا اور ان کو اتباع حق کی توفیق عنایت کر ........ اس کے بعد اے میرے خدا میں یہ بھی التماس کرتا ہوں اور میری روح تیری عالی و مقدس جناب میں التجا کر رہی ہے اور میری آنکھیں تیری نصرت کی انتظار میں تیری ہی طرف ہیں کہ تو اس سلسلہ کی صداقت کو جو تیرے ہی حکم اور ارشاد کے مطابق تیرے مقدس دین اسلام کی نصرت میں اور تیرے مقدس نبیوں کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ اہل دنیا پر ظاہر کر دے اور ان کی بصیرتوں کو روشن کر اور ان کو اتباع حق کی توفیق بخش تاکہ تیرا جلال ظاہر ہو اور تیری مرضی جیسا کہ آسمان پر ہے، زمین پر بھی ظاہر ہو کیونکہ اے میرے خدا تو جانتا اور دیکھتا ہے کہ میں ایک عاجز اور ضعیف انسان ہوں تیری مدد کے سوا کچھ کر نہیں سکتا اور دلوں پر اثر ڈالنا اور حق کی پہچان میں ان کی بصیرتوں کو کھولنا تیرا ہی کام ہے۔ اس لئے اگر تیری امداد میرے شامل حال نہ ہوگی تو میں ناکامیاب رہ جاؤں گا جیسا کہ جھوٹے رہ جاتے ہیں۔ پس اے میرے خدا تو اس سلسلہ کی نصرت میں اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر فرما اور جس غرض کے لئے یہ جاری کیا گیا ہے۔ اس کو انجام دے اور صداقت کو مذاہب غیر کے معتقدوں پر عموماً اور اہل اسلام پر خصوصاً کھول دے اور ان کو اس کے اتباع کی توفیق عنایت کر کیونکہ تو قادر ہے۔"

چراغ دین کی مندرجہ بالا عبارات سے ظاہر ہے کہ اس نے بھی الٰہی بخش کی طرح دعوٰی ماموریت کرکے حضورؑ کے الہام کے اس فقرہ کو سچا ثابت کر دیا "لوگ آئے اور دعوٰی کر بیٹھے" اس کے علاوہ اس نے ایک تو اپنی کتاب منارۃ المسیح میں حضورؑ کو نعوذ باللہ دجال قرار دیا اور مندرجہ بالا عبارات میں حضور کو فتنہ اور دنیا کو گمراہ کرنے والا قرار دیتے ہوئے حضورؑ کو دنیا سے اٹھا لینے کی بددعا کی اور ساتھ ہی اپنی کامیابی کے لئے بڑے الحاح سے دعائیں کیں۔ لیکن ان سب دعاؤں کا نتیجہ کیا نکلا یہی کہ ابھی اس کا یہ مضمون پتھر پر چھپنے بھی نہ پایا تھا کہ اس کے دو لڑکے جو صرف دو ہی تھے طاعون سے اس کی آنکھوں کے سامنے ہلاک ہو گئے اور اس کے ایک دن بعد یعنی ۴ راپریل ۱۹۰۶ء کو یہ خود بھی طاعون کا شکار ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو گیا اور بجائے اس کے کہ اس کی دعا کا اثر حضرت مرزا صاحبؑ پر پڑتا الٹا اسی پر اس کا اثر پڑا اور اسی کو خدا نے فتنہ قرار دے کر اس کو اٹھا لیا اور کامیابی کے بجائے ذلت اور رسوائی اس کے شامل حال کی۔

اب حضورؑ کے الہام کا دوسرا حصہ اس طرح ثابت ہوا کہ حضورؑ نے اس بارے میں اپنے مندرجہ ذیل الہامات شائع کئے :-

(۱) اِنّی اُذِیبُ من یُریب

(۲) میں فنا کر دوں گا میں غارت کر دوں گا میں غضب نازل کروں گا اگر اس نے یعنے چراغ دین نے شک کیا اور اس پر یعنی میرے مسیح موعود ہونے پر ایمان نہ لایا اور ماموریت من اللہ ہونے کے دعوے سے توبہ نہ کی۔

اب جانچنے غور ہے کہ کیا چراغ دین فی الحقیقت حضورؑ کے مندرجہ بالا تمام الہامات کا مصداق ثابت ہوا یا نہیں کیا وہ فنا ہوا یا نہیں کیا وہ الٰہی غضب کا نشانہ بنا یا نہیں کیا اس نے غارت ہو کر ثابت کیا یا نہیں کہ شیر خدا نے اس کو پکڑا اور اس پر فتح پائی یہ دوسری فتح ہے جو حضورؑ کو جھوٹے مدعیوں پر حاصل ہوئی۔

تیسری فتح اس سلسلہ میں وہ ہے جو حضورؑ کو امریکہ کے مدعی ڈوئی کے مقابلہ میں حاصل ہوئی تفصیل اس کی یہ ہے کہ یہ شخص یسوع مسیح کو خدا یقین کرتا تھا اس نے دعوٰی کیا کہ اسے خداوند یسوع مسیح نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے کہ میں تثلیث کے عقیدہ کو دنیا میں پھیلاؤں اور اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دوں۔ چنانچہ اس نے لکھا کہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آوے کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جائے اے خدا تو ایسا ہی کر اے خدا اسلام کو ہلاک کر دے حضورؑ نے اس کے اس دعوے پر اطلاع پا کر اسے مباہلہ کے لئے بلایا اور یہ دعوت مباہلہ امریکہ کے بڑے بڑے اخباروں میں شائع بھی ہو گئی۔ حضورؑ نے یہاں تک لکھ دیا کہ اگر اس نے چیلنج مباہلہ کو منظور نہ بھی کیا تب بھی یہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہو جائے گا۔ جب امریکہ کے لوگوں نے اسے جواب دینے پر مجبور کیا تو ذیل میں اس کا جواب شائع ہوا جس کا اردو ترجمہ یہ ہے :-

"ہندوستان میں ایک بیوقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا۔"

ابتداء میں اس کی قبولیت اس قدر زور پکڑ گئی کہ بڑے بڑے مالداروں نے اس کو کثیر التعداد میں روپیہ دیا جس سے اس نے ایک شہر صیحون نامی آباد کیا خود بھی اس قدر مالدار ہو گیا کہ وہ شہزادوں کی طرح زندگی بسر کرتا تھا چنانچہ اس نے اپنے پرچہ ۱۹ ردسمبر ۱۹۰۲ء میں لکھا :-

"میرا کام یہ ہے کہ میں مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے لوگوں کو جمع کروں اور مسیحیوں کو اس شہر اور دوسرے شہروں میں آباد کروں یہاں تک کہ وہ دن آجائے کہ مذہب محمدی دنیا سے مٹایا جائے اے خدا ہمیں وہ وقت دکھلا۔"

حضورؑ نے خدا سے الہام پاکر لکھا :-

"جو ڈوئی میرے ساتھ مباہلہ کرے یا نہ کرے وہ خدا کے عذاب سے نہیں بچے گا اور خدا جھوٹے اور سچے میں فیصلہ کرکے دکھا دے گا۔"

پہلا اثر تو حضورؑ کی بددعا کا یہ ظاہر ہوا کہ اس کی شہرت خاک میں مل گئی۔ اس کا خائن ہونا ثابت ہو گیا اور وہ شراب کو حرام قرار دیتا تھا لیکن ثابت ہو گیا کہ وہ خود شراب پیتا ہے۔ سات کروڑ روپیہ جو اس کے قبضہ میں تھا اس سے محروم کر دیا گیا۔ اس کی بیوی اور بیٹا اس کے دشمن ہو گئے اس کے والد نے اعلان کیا کہ یہ ولد الزنا ہے۔ اس کا آباد کردہ شہر ویرانی کا شکار ہو گیا۔ اس کو بھی اس شہر سے نکال دیا گیا۔ تمام لوگ اس کو چھوڑ گئے۔ اس قدر صدمات کے نتیجہ میں اس پر فالج کا حملہ ہوا چلنے پھرنے سے بھی عاجز آگیا۔ چند لوگ اس کو چارپائی پر اٹھائے پھرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے ۲۰ رفروری ۱۹۰۷ء کو اشتہار دیا جس کی سرخی تھی تازہ نشان کی پیشگوئی :

"خدا فرماتا ہے کہ میں ایک تازہ نشان ظاہر کروں گا جس میں فتح عظیم ہوگی وہ تمام دنیا کے لئے نشان ہوگا (یعنی ظہور اس کا صرف ہندوستان تک محدود نہیں ہوگا) اور خدا کے ہاتھوں اور آسمان سے ہوگا چاہیئے کہ ہر ایک آنکھ اس کی منتظر رہے کیونکہ خدا اس کو عنقریب ظاہر کرے گا تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومیں گالیاں دے رہی ہیں اس کی طرف سے ہے مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاوے

المشتہر میرزا غلام احمد مسیح موعود مشتہرہ ۲۰ رفروری ۱۹۰۷ء۔"

اس اشتہار کے صرف پندرہ دن بعد ڈوئی ہلاک ہو گیا پیشگوئی میں عنقریب ظہور کے الفاظ تھے۔ اس سے زیادہ عنقریب اور کیا ہوسکتا ہے کہ ۱۵ دن کے اندر پیشگوئی پوری ہو گئی۔ ڈوئی کی موت ساری دنیا کے لئے نشان تھی کیونکہ یہ شخص بین الاقوامی شہرت کا مالک تھا چنانچہ دنیا کے تمام اخباروں میں اس کی موت کا تذکرہ ہوا۔

اس کے علاوہ ۹ رفروری ۱۹۰۷ء کو حضورؑ کو دو الہام ہوئے :

(۱) "انّک انت الاعلیٰ"

(۲) "العید الاٰخر تنال منہ فتحاً عظیماً۔"

العید الاوّل سعد اللہ لدھیانوی کی موت سے حاصل ہوئی اور دوسری عید ڈوئی کی موت سے ہوئی۔ چنانچہ یہ مدعی نبوت اور اسلام کو مٹانے کا دعوٰی کرنے والا خدا کے سچے مسیح اور خدا کے سچے شیر کی دعاؤں اور الہاموں کا مصداق بنتے ہوئے مارچ ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی ذلت اور رسوائی کو ساتھ لئے ہوئے اس دنیا سے چل بسا اور خدا کے اس الہام کو "لوگ آئے اور دعوے کر بیٹھے شیر خدا نے ان کو پکڑا اور شیر خدا نے ان پر فتح پائی۔" سچا ثابت کرتے ہوئے لوگوں پر حضورؑ کی سچائی کے متعلق حجت تمام کر گیا۔

مندرجہ بالا تین مثالیں تو ان لوگوں کی پیش کی گئی ہیں جو مدعی ماموریت تھے۔ اب ذیل میں چند مثالیں ایسے لوگوں کی پیش کی جاتی ہیں جو مدعی ماموریت تو نہ تھے لیکن خدا کے شیر کے مقابلہ کے لئے میدان میں آئے اور ہلاک ہوئے ایسے لوگوں کی تعداد تو زیادہ ہے لیکن طوالت کے خوف سے صرف دو شخصوں کو ہی بطور مثال پیش کیا جاتا ہے :-

ایک کا نام فقیر مرزا صاحب۔ یہ دوالمیال کا رہنے والا تھا۔ اس نے بھی الہام کی بناء پر حضورؑ کی (نعوذ باللہ) ہلاکت کی پیشگوئی کی لیکن خود ہلاک ہو گیا۔

دوسرے کا نام عبدالرحمٰن محی الدین لکھوکے والا۔ اس نے بھی اسی طرح الہام کی بناء پر ہی حضورؑ کی نعوذ باللہ ہلاکت کی پیشگوئی کی لیکن وہ خود ہی موت کے منہ میں جا پڑا۔ ان دونوں کی اصل تحریریں ہی پیش کر دینا کافی ہیں ان پر مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ فقیر مرزا صاحب کی تحریر حسب ذیل ہے :-

"منکہ مرزا ولد فیض بخش قوم اعوان سکنہ دوالمیال علاقہ کہون تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم کا ہوں۔ میں اس اقرار کو روبرو اشخاص ذیل لکھ دیتا ہوں کہ میں نے یا ...

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، اور خود عرش معلّی تک میرا گذر ہوا اور یہ مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ اور الہام کے ذریعہ مجھے بتایا گیا کہ مرزا غلام احمد صاحب کا سلسلہ ۲۷ر رمضان المبارک تک ٹوٹ پھوٹ جاوے گا اور بڑے سخت درجہ کی ذلّت وارد ہوگی جسے تمام دنیا دیکھے گی اگر یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی یعنے اگر مرزا کا یہ سلسلہ اور عروج ۲۷ر رمضان ۱۳۲۱ھ تک قائم رہا یا ترقی کی تو میں ہر قسم کی سزا قبول کرنے کو تیار ہوں۔ اشخاص ذیل کو اختیار ہے کہ خواہ مجھے سنگساری سے قتل کریں یا کوئی اور سزا مقرر کریں مجھے ہرگز انکار نہ ہوگا اور نہ میرے وارثان کو اختیار ہے کہ میری سزا میں کسی قسم کی حجت پیش کر کے میرے سزا دینے والوں کے مزاحم ہوں لہذا میں یہ چند سطور بطور اقرار نامہ لکھ دیتا ہوں کہ سند رہے اور کل مجھے انکار کرنے کی گنجائش نہ رہے اور تمام دنیا میں حق و باطل میں تمیز ہو جاوے اور خلق خدا اس واقعہ سے ایک سبق حاصل کرے خصوصاً مدعیے اہلِ شہر کو نہایت فائدہ مند اور عبرتناک نظارہ ہے۔ پس ایک مہینے میں یہ فیصلہ ظاہر ہو جاوے گا۔ المرقوم ۷ر رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ"

(اس کے نیچے اہلِ دوالمیال کے نام ہیں)

چنانچہ یہ شخص اگلے سال کے رمضان کی ۷ تاریخ کو ہی قبر میں جا پہنچا۔

دوسرا خط عبدالرحمان محی الدین لکھو کے والا کا ہے:-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً اما بعد از عبدالرحمان محی الدین بجمیع اہل اسلام عرض یہ ہے کہ اس عاجز نے دُعا کی کہ یاخبیرا خبرنی مرزا کا کیا حال ہے۔ خواب میں یہ الہام ہوا

ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین وان شانئک ھو الابتر۔ مرزا کی طرف سے

جواب آیا کہ یہ الہام محتمل المعانی ہیں۔ اس میں میرا نام نہیں اور بڑے زور سے دعوے کیا کہ میرے نام سے الہام بخشا جائے گا۔ ہر دو الہام مذکور ماہ صفر کو ہوئے تھے جب مرزا کا جواب آ گیا بعد ازاں ماہ صفر کو یہ الہام خواب میں ہوا۔ مرزا صاحب فرعون الحمد للّٰہ علےٰ ذالک اب مرزا کا دعوے بھی غلط ہو گیا اور مرزا صاحب مراد کو پہنچ گئے اور جس وقت مجدد کو پہلا الہام ہوا تھا بیدار ہوتے ہی یہ تعبیر دل میں آئی کہ فرعون مرزا صاحب ہیں اور ہامان نور دین مجھے اہلِ اسلام کی خیر خواہی کے لئے اطلاع دینی ضرور تھی۔

سُن تو بھی حق کہتا دے اُتے لکن نہیں عیرا
اہل نفاق بلائیں بُریاں لوکاں دین کھلادا

العبد
عبدالرحمٰن محی الدین لکھو کے بقلمہ بتاریخ ۲۱ ماہ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ"

چنانچہ اس کے الہاموں کا اثر بھی خود اسی پر پڑا اور خود ہی وہ فرعون ثابت ہو کر ہلاک ہو گیا۔

پہلے الہام کے بعد حضورؑ کا دوسرا الہام ہے "امین الملک جے سنگھ بہادر"۔ اس الہام میں بتلایا گیا ہے کہ حضورؑ روحانی سلطنت میں امین ہیں جو کچھ خدا کی طرف سے ان کو بذریعہ الہام بتلایا جاتا ہے وہ امانت اور دیانت کے ساتھ لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں اس میں خیانت سے قطعاً کام نہیں لیتے چنانچہ پہلے الہام میں فی الحقیقت یہی بتلایا گیا تھا کہ اسی شیر بہادر کی فتح ہوگی اور اسی کو غلبہ حاصل ہوگا تیسرے الہام کا مطلب یہ ہے کہ حضورؑ کے سب الہام ضرور پورے ہوں گے اگر نہ ہوں تو یہ امر موجب ذلّت ہوگا لیکن خدا اس ذلّت سے حضورؑ کو محفوظ رکھے گا۔

چوتھا الہام اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ ہم ایک ایسی بات کی خبر دے رہے ہیں جو جلد ہی پوری ہو کہ مندرجہ بالا الہامات کی صداقت کو چار چاند لگا دے گی۔ چنانچہ اس کی تشریح میں شائع کر چکا ہوں کہ حضورؑ کے الہاموں کے ماتحت ایک شخص صاحب نور نامی آنًا فانًا پیٹ پھٹنے سے شعبان کے مہینہ میں فوت ہو گیا۔ شعبان میں فوت ہونے کا ذکر بھی دوسرے الہام میں موجود تھا۔

---

## درخواست دُعا

(۱) محمد جمیل صاحب مالک میڈیکل سٹور منڈی سُنکھے کی اپنے بچّہ کی بیماری کی وجہ سے پریشان ہیں۔ احباب ان کے بچّہ کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرماویں۔

(۲) ڈنگہ ضلع گجرات سے جناب سلطان احمد صاحب لکھتے ہیں: مورخہ ۳/۲ کو بعارضہ قلب بیمار ہو گیا تھا اب بھی ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق دو ماہ تک بستر پر پڑا رہنا ہے مگر اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس وقت مجھے افاقہ ہے گو حملہ بڑا شدید تھا۔ احباب کرام سے دُعائے صحت کاملہ کی درخواست ہے۔

---

# حضرت مجدّدِ زمانؑ کا ساتھ دینا ہر مسلمان کا فرض ہے

## میاں خالد حمید فرزند میاں غلام حمید صاحب کی تقریر انجمن خدام الاحمدیہ میں

احباب کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ جماعت جھنگ کے نوجوان لڑکوں نے ایک انجمن بنائی ہے جس کا نام انجمن "خدام الاحمدیہ" رکھا ہے۔ اس کا اجلاس گذشتہ ماہ جنوری کے آخری جمعہ میں ہوا تھا۔ ذیل کا مضمون اسی مجلس میں محترم بزرگوارم میاں غلام حمید صاحب کے صاحبزادہ میاں خالد حمید صاحب نے پڑھا۔ دیگر نوجوان احمدی لڑکوں نے بھی تقریریں کیں۔ اور محترم جناب بزرگوارم میاں غلام حمید صاحب نے بھی تقریر فرمائی۔ جس سے کہ احباب جماعت بہت متاثر ہوئے۔ اس انجمن کا دوسرا اجلاس بھی بروز جمعہ ۱۳/۲ کو ہوا۔ خدا کے فضل و کرم سے انجمن خدام الاحمدیہ بڑی کامیاب ثابت ہوئی ہے اور بفضلہ تعالےٰ آئندہ بھی کامیابی کا یقین ہے آپ و دیگر حضرات دعا فرماویں۔ یہ تمام برکت اور کوشش بزرگوارم میاں غلام حمید صاحب کی ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ میاں صاحب موصوف کو خدمتِ دین کے لئے طویل زندگی عطا فرمائے۔

خاکسار۔ عزیز الرحمٰن۔ امام مسجد احمدیہ۔ جھنگ

صاحبِ صدر اور معزز حاضرین!

السلام علیکم۔ میری تقریر کا عنوان بعثت مجددین ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے: ماکان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیّین یعنے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ یعنے ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ نے تمام شریعت اور ہدایات حضرت نبی کریم صلعم پر مکمل کر دی ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ آج ہم نے اپنا دین تم پر کامل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی۔ پس جبکہ نئے مذہب اور شریعت کی ضرورت نہ رہی تو انبیاء کا سلسلہ ختم ہونا ہی تھا۔ یہی فرمان حضرت رسول کریم صلعم کا تھا کہ انؐ کے بعد انبیاء کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اور یہی اعتقاد صحابہ کرامؓ کا تھا۔ چنانچہ چالیس سے زائد حدیثیں موجود ہیں جن سے حضرت رسول کریم صلعم کا آخری نبی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

گذشتہ اُمتوں میں اصلاحِ دین اور اصلاحِ خلق کے لئے وقتاً فوقتاً انبیاء آتے رہے اور کوئی اُمّت ایسی نہ تھی جس میں کوئی نہ کوئی نبی نہ آیا ہو۔ بلکہ ایک وقت میں دو دو تین تین انبیاء کا آنا بھی تاریخ سے ثابت ہے۔ حضرت رسول کریمؐ کو جب یہ بتایا گیا کہ آپؐ آخری نبی ہیں اور آپؐ کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے تو انہیں بڑا رنج اور فکر ہوا۔ کیونکہ پہلی اُمتوں کی دینی حالت جب خراب ہوتی تھی تو ان کی اصلاح کے لئے نبی آتے تھے اب اگر میری اُمّت میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی تو اس کی اصلاح کس طرح ہوگی۔ چنانچہ آپؐ نے خداوند تعالےٰ سے دعائیں کیں کہ میری اُمت کی اصلاح کے لئے کوئی صورت کی جائے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں اطلاع دی کہ گو سلسلہ انبیاء ختم ہو چکا ہے لیکن ہر صدی میں مجدّد آیا کریں گے جو تجدید دین کا کام کریں گے۔ اور اُمّت کی اصلاح کریں گے مجدّد کے ذمّہ وہی کام ہوں گے جو سابقہ اُمتوں میں انبیاء کرتے تھے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے علماء اُمّتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنی میری اُمت کے علماء جو کہ مجدّد اور ولی ہوتے ہیں بنی اسرائیل کے نبیوں کے مانند ہوں گے اور وہی کام کریں گے جو سابقہ اُمتوں میں نبی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کے اس وعدے کے مطابق ہر صدی میں ایک نہ ایک مجدّد آتا رہا جو تجدید دین کا کام کرتا رہا۔ ان میں سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ اور حضرت مجدّد الف ثانیؒ وغیرہ قابلِ ذکر ہستیاں ہیں۔ اس صدی میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؒ نے مجدّد ہونے کا دعوےٰ کیا اور تجدید دین اور اصلاح قوم کا کام باحسن وجوہ سرانجام دیا۔ ان کے دعوے کی سچائی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس صدی میں اور کسی بزرگ یا عالم نے مجدّد ہونے کا دعوٰی نہیں کیا۔ حضرت مرزا صاحبؒ نے اسلام کی وہ خدمت کی ہے جس کا اعتراف ان کے مخالفوں نے بھی کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحبؒ کے دعوے کے وقت مسلمانوں پر بڑا مشکل اور کٹھن وقت تھا۔ ایک طرف اسلام پر عیسائیوں کی یورش تھی دوسری طرف آریوں نے مسلمانوں کا ناطقہ بند کیا ہوا تھا۔ دیگر مذاہب بدھ مت اور جین وغیرہ نے بھی حملہ کیا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں میں سخت مشکلات طاری تھیں اور وہ عیسائیوں اور آریوں کے حملوں کی

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۳)

مولانا عبداللطیف صاحب کوہاٹ

# حواسِ خمسہ کے علاوہ نفسِ انسانی میں غیر معمولی قوتیں

روزنامہ جنگ کراچی صف ۹ سنڈے ایڈیشن مؤرخہ ۱۶ مارچ ۱۹۷۰ء کے اندر "چشم دید واقعہ" کے تحت کسی انصار احمد صاحب کا ایک خط دربارۂ "مُردوں کے جی اٹھنے" اور "ٹھنڈی نورانی روشنی" کے جواب میں مضمون کے آخر پر "غیر معمولی قوتیں" کے تحت جناب رئیس امروہوی صاحب یوں رقمطراز ہیں :-

(۱) "یہ صحیح ہے۔ کہ انسان کی سب سے بڑی دولت اور طاقت حواسِ خمسہ کا عمل ہے۔ حواسِ خمسہ کے ذریعہ وہ مادی دنیا کا ادراک کرتا اور اس پر غالب آنے کی تدبیریں کرتا ہے۔ تاہم انسان کے اندر کچھ اور قوتیں بھی ہیں جو حواسِ خمسہ کی گرفت سے آزاد ہیں۔ میں نے ٹیلی پیتھی کی مثال پیش کی تھی۔ پھر اسی مثال پر غور کیجئے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ کسی ظاہری وسیلہ کے بغیر آپ دوسرے کے خیالات سے واقف ہو جاتے ہیں۔ یا آج خواب میں ایک ایسا واقعہ نظر آجاتا ہے۔ جو کل یا پرسوں پیش آئے گا۔ یہ قوتیں مخصوص، خفیہ اور محفوظ فنڈ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ قدرت کا تقاضا ہے۔ کہ انسان نارمل زندگی بسر کرے۔ اب نارمل زندگی بسر نہ کرے۔ فتح کائنات صرف اسی طرح ممکن ہے۔ پھر بھی بعض حالات ایسے پیش آجاتے ہیں۔ کہ ہمیں ان غیر معمولی قوتوں سے کام ہی لینا پڑتا ہے۔ جو نفسِ انسانی کے اندر محفوظ ہیں۔ اور آج اُن کی تحقیق خالص علمی اور سائنٹیفک انداز میں ہو رہی ہے"

(۲) اسی طرح ٹیلی پیتھی کی مثال دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

"لیکن اب اس سلسلے میں اہلِ علم کا رویہ بدل گیا ہے۔ اب وہ کسی خارق عادت (سُپر نارمل) واقعے کی تکذیب نہیں کرتے بلکہ علم و تحقیق کی روشنی میں ہر واقعے کا جائزہ لیتے ہیں۔ اور اگر کوئی بات ثابت ہو جاتی ہے تو ان قوانین کی جستجو کرتے ہیں۔ جو اس سُپر نارمل واقعہ کے ظہور کا سبب بن سکتے ہیں۔ مثلاً ایک زمانے میں ٹیلی پیتھی (انتقالِ خیال یا کشف) کے تمام واقعات کو فریب خیال سے زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔ لیکن اب ماسکو سے لیکر لندن تک کتنے ہی ادارے ٹیلی پیتھی کے دماغی عمل پر مصروفِ تحقیق ہیں۔ یہی حال رُوح کے ظہور کا بھی ہے۔ بقائے رُوح پر ہم سب کا ایمان ہے اگر علم کی روشنی میں یہ ایمان اور نکھر جائے تو سُبحان اللہ"

جناب انصار احمد صاحب اور محترم رئیس امروہوی صاحب کا سوال اور جواب جس قدر دلچسپ ہے اتنا ہی محتاجِ تحقیق ہے۔ رئیس صاحب کے جواب سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ ماسکو اور لندن میں بعض ادارے علمی اور سائنٹیفک انداز میں اس سلسلے میں تحقیقات کر رہے ہیں۔ یہ ادارے کب پوری طرح اس خارق عادت علم کی تہ تک پہنچنے میں کامیاب ہوں گے۔ اور ان کا کیا اثر ہو گا۔ یہ ایسی باتیں ہیں۔ کہ ہم کو ان کی انتظار کرنی پڑے گی لیکن اس سلسلے میں جب ہم اپنا روحانی وِرثہ تلاش کرتے ہیں۔ تو یہ موضوع اس قدر تشنۂ تحقیق نہیں نظر آتا۔ جس کے لئے ہم موجودہ دور کے یورپین نفسیاتدانوں کے آگے دستِ سوال دراز کریں۔ دور جانے کی ضرورت نہیں ذیل میں زمانۂ حال کے ایک اہل اللہ کے بعض ذاتی تجارب انصار احمد صاحب اور محترم امروہوی صاحب کی ضیافتِ طبع کے لئے پیش کرتا ہوں۔ شاید ان کا اطمینان ہو جائے۔ اور جس چشمہ سے وہ پینا ہے۔ اگر یہ حضرت بھی پانی پینا شروع کر دیں۔ تو معاملہ اور بھی آسان ہو جائے گا بلکہ ان کا ایمان نکھر جائے گا۔

فرماتے ہیں :-

(۱) "ایک وہ زمانہ تھا۔ کہ انجیل کے واعظ بازاروں اور گلیوں اور کوچوں میں نہایت دریدہ دہانی سے اور سراسر افترا سے ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء اور افضل الرسل والاصفیاء اور سید المعصومین والاتقیاء حضرت محبوب جناب احدیت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ قابلِ شرم جھوٹ بولا کرتے تھے کہ گویا آنجناب ؐ سے کوئی پیشگوئی یا معجزہ ظہور میں نہیں آیا۔ اب یہ زمانہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے علاوہ ان ہزارہا معجزات کے جو ہمارے سرور و مولیٰ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف اور احادیث میں اس کثرت سے مذکور ہیں جو اعلیٰ درجہ کے تواتر پر ہیں تازہ بتازہ صدہا نشان ایسے ظاہر فرمائے ہیں کہ کسی مخالف اور منکر کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں"

(۲) "اور اب بھی کہتے ہیں۔ کہ درحقیقت یہ بات سچ ہے۔ کہ ہر ایک مذہب جو خدا تعالےٰ کی طرف سے ہو کر اپنی سچائی پر قائم ہوتا ہے۔ اس کے لئے ضرور ہے کہ اس میں ایسے انسان پیدا ہوتے رہیں۔ کہ جو اپنے پیشوا اور ہادی اور رسول کے نائب ہو کر یہ ثابت کر دیں کہ وہ نبی اپنی روحانی برکات کے لحاظ سے زندہ ہے۔ فوت نہیں ہوا"

(۳) "کیونکہ ضرور ہے۔ کہ وہ نبی جس کی پیروی کی جائے ........ وہ اپنے روحانی برکات کے لحاظ سے ...... لازمی طور پر اس نتیجہ کو پیدا کرتا ہو۔ کہ پیروی کرنے والا رُوح القدس اور آسمانی برکات کا انعام پائے۔ اور اپنے پیارے نبی کے نوروں سے نور حاصل کر کے اپنے زمانہ کی تاریکی کو دُور کرے اور مستعد لوگوں کو خدا کی ہستی پر وہ پختہ اور کامل اور درخشاں اور تاباں یقین بخشے جس سے گناہ کی تمام خواہش اور سفلی زندگی کے تمام جذبات جل جاتے ہیں۔ یہی ثبوت اس بات کا ہے کہ وہ نبی زندہ اور آسمان پر ہے"

(۴) "سو ہم اپنے خدائے پاک ذوالجلال کا کیا شکر کریں کہ اس نے اپنے پیارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کی توفیق دے کر اور پھر اس محبت اور پیروی کے روحانی فیضوں سے جو سچے تقویٰ اور سچے روحانی نشان ہیں کامل حصہ عطا فرما کر ہم پر ثابت کر دیا۔ کہ وہ ہمارا پیارا برگزیدہ نبی فوت نہیں ہوا بلکہ وہ بلند تر آسمان پر اپنے ملیک مقتدر کے دائیں طرف بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھا ہے اللّٰھم صلّ علیہ و بارک وسلم"

(۵) "دنیا میں صرف دو زندگیاں قابلِ تعریف ہیں (۱) ایک وہ زندگی جو خود خدا کے حیّ قیوم مبدء فیض کی زندگی ہے (۲) دوسری وہ زندگی جو فیض بخش اور خدا نما ہو۔ سو آؤ ہم دکھاتے ہیں۔ کہ وہ زندگی صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے۔ جس پر ہر ایک زمانہ میں آسمان گواہی دیتا رہا ہے۔ اور اب بھی دیتا ہے"

(۶) "اور یاد رکھو کہ جس میں فیّاضانہ زندگی نہیں۔ وہ مُردہ ہے۔ نہ زندہ۔ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے۔ کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سید محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ میں نے اس کی پیروی سے اور اس کی محبت سے آسمانی نشانیوں کو اپنے اُوپر اترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پُر ہوتے ہوئے پایا۔"

(۷) "اس قدر نشان غیبی دیکھے کہ ان کھلے کھلے نوروں کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ خدا کے عظیم الشان نشان بارش کی طرح میرے اُوپر اتر رہے ہیں۔ اور غیب کی باتیں میرے پر کھل رہی ہیں۔ ہزاروں دعائیں اب تک قبول ہو چکی ہیں اور تین ہزار سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکا ہے"

(۸) "اور مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ کہ اگر کوئی سخت دل عیسائی یا ہندو یا آریہ میرے ان گذشتہ نشانوں سے جو روز روشن کی طرح نمایاں ہیں۔ انکار بھی کرے۔ اور نہ مسلمان ہونے کے لئے کوئی نشان چاہے ...... اور سادہ طور پر یہ اشتہار بذریعہ کسی اخبار کے شائع کرے۔ کہ وہ کسی نشان کو دیکھنے سے گو کوئی نشان ہو۔ لیکن انسانی طاقتوں سے باہر ہو۔ اسلام کو قبول کرے گا۔ تو میں اُمید رکھتا ہوں۔ کہ ابھی سال پورا نہ ہو گا۔ کہ وہ نشان کو دیکھ لے گا۔ کیونکہ میں اس زندگی میں سے نور لیتا ہوں۔ جو میرے نبی متبوع کو ملی ہے۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ اب اگر عیسائیوں

میں کوئی طالب حق ہے یا ہندوؤں اور آریوں میں سے سچائی کا متلاشی ہے تو میدان میں نکلے۔"

(۹)" اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! ...... اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے۔ اور سچا خدا بھی ہمارا خدا ہے۔ جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی ....... حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کی روحانی زندگی ..... کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے۔ کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔"

(تریاق القلوب صفحات ۱ تا ۱۲)

اب اس اہل اللہ کے نشانات میں سے ایک عجیب غریب نشان ہم ذیل میں درج کرتے ہیں کتاب مذکورہ بالا کے صفحہ ۹۱ پر نشان سلسلہ ۱۲ یوں درج ہے۔

" ایک صاحب نواب محمد علی خان نام جھجر کے نوابوں میں سے لدھیانہ میں رہتے تھے اور انہوں نے لدھیانہ میں اس غرض سے ایک سرائے بنائی تھی۔ کہ تا جس قدر غلہ باہر سے آتا ہے۔ اس کی اسی سرائے میں خرید و فروخت ہو۔ اور اسی سرائے میں غلہ بیچنے والے اپنا مال اتاریں۔ پھر ایسا ہوا۔ کہ ایک اور شخص اس کام میں ان کا ہرزن ہو گیا۔ اور نواب صاحب کی سرائے بے کار ہو گئی۔ جس سے ان کو بہت تکلیف پہنچی۔ انہوں نے اس مصیبت کے وقت دعا کے لئے میری طرف التجا کی۔ اور قبل اس کے جو ان کا خط قادیان میں پہنچے میرے پر خدا نے ظاہر کر دیا۔ کہ اس مضمون کا خط انہوں نے روانہ کیا ہے۔ اور خدا تعالے نے مجھے اطلاع دی۔ کہ کچھ عرصہ کے لئے ان کی یہ روک اٹھا دی جائے گی ...... چنانچہ میں نے اس تمام حال سے قبل از وقت ان کو خبر کر دی۔ اور ان کو یہ سخت تعجب ہوا۔ کہ میرا خط جو بلا توقف روانہ کیا گیا تھا۔ اس کا علم کیونکر ہو گیا۔ اور پھر اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے ایک عجیب رنگ کا اعتقاد میری نسبت اس کے دل میں بیٹھ گیا ......... سو دیکھو کس کس پہلو سے خدا تعالے کے نشان ظاہر ہوئے ہیں۔"

اس قسم کے خارق عادت (سپر نارمل) واقعے کے متعلق امروہی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اہل علم، علم و تحقیق کی روشنی میں ایسے ہر واقعے کا جائزہ لیتے ہیں۔ اور ثابت ہونے پر ان قوانین کی جستجو کرتے ہیں۔ جو اس سپر نارمل واقعے کے ظہور کا سبب بن سکتے ہیں۔ امروہی صاحب کا اشارہ اہل مغرب کی طرف ہے۔ یہ اہل علم تو جو تجزیہ کریں گے۔ وہ تو کرتے ہی ہوں گے۔ البتہ ہم دین میں اس صاحب تجربہ کا تجزیہ پیش کرتے ہیں:۔

فرمایا:۔

(۱)" اب سوچنا چاہیئے۔ کہ غیب کا وسیع علم غیر کو ہرگز دیا نہیں جاتا ........ اور گو ممکن ہے۔ کہ غیر کو جس کے تعلقات خدا تعالے سے محکم نہیں ہیں۔ کبھی سچی خواب آجائے۔ یا سچا کشف ہو جائے۔ لیکن ولایت اور قبولیت کی علامات میں لازمی طور پر یہ شرط ہے۔ کہ امور غیبیہ اور پوشیدہ باتیں اس قدر ظاہر ہوں۔ کہ وہ اپنی کثرت میں دنیا کے تمام لوگوں سے بڑھے ہوئے ہوں۔ اور اس کثرت سے ہوں۔ کہ کوئی بھی ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے۔ جبکہ خدا تعالے اپنے فضل عظیم اور کرم عمیم سے کسی شخص کو اپنی خلعت ولایت اور رتبہ کرامت سے مشرف اور سرفراز فرماتا ہے۔ تو چار چیزوں میں اس کو جمیع اس کے ابناء جنس اور تمام معصر لوگوں سے امتیاز کلی بخشتا ہے۔ اور ہر ایک شخص جو وہ امتیاز اس کے شامل حال ہوتی ہے۔ اس کی نسبت قطعی اور یقینی طور پر ایمان لانا لازم ہو جاتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالے کے ان کامل بندوں اور اعلےٰ درجہ کے اولیاء میں سے ہے۔ جن کو اس ...... نے اپنے ہاتھ سے چنا ہے۔ اور اپنی نظر خاص سے ان کی تربیت فرمائی ہے۔"

(۲)" خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا۔ کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں۔ اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے۔ اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔ ان کو اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ ایسے دلائل اس کو ملیں۔ جن کے رو سے اس کو یقین آجائے۔ کہ خدا ہے۔ کیونکہ ایک بڑا حصہ دنیا کا اسی راہ سے ہلاک ہو رہا ہے۔ کہ ان کو خدا تعالے کے وجود اور اس کی الہامی ہدایتوں پر ایمان نہیں ہے اور خدا کی ہستی کے ماننے کے لئے اس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم اور کوئی راہ نہیں کہ وہ غیب کی باتیں اور پوشیدہ واقعات اور آئندہ زمانہ کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتلاتا ہے۔ اور وہ نہاں در نہاں اسرار جن کا دریافت کرنا ان طاقتوں سے بالاتر ہے۔ اپنے مقبولوں پر ظاہر کر دیتا ہے۔ کیونکہ انسان کے لئے کوئی راہ نہیں جس کے ذریعہ سے آئندہ کی ایسی پوشیدہ اور انسانی طاقتوں سے بالاتر خبریں اس کو مل سکیں۔ اور بلاشبہ یہ بات سچ ہے کہ غیب کے واقعات اور غیب کی خبریں بالخصوص جن کے ساتھ قدرت اور حکم ہے ایسے امور جن کے حاصل کرنے پر کسی طور سے انسانی طاقت خود بخود قادر نہیں ہو سکتی سو خدا نے میرے اوپر یہ احسان کیا ہے جو اس نے تمام دنیا میں سے مجھے اس بات کے لئے منتخب کیا ہے۔ کہ تا وہ اپنے نشانوں سے گمراہ لوگوں کو راہ پر لاوے۔"

(کتاب مذکور صفحہ ۱۳-۱۴)

سردست ایک متلاشی حق کے لئے یہی کچھ کافی ہے۔ اگر خدا تعالے نے چاہا تو کسی دوسری رخصت پر نفس انسانی کی "غیر معمولی قوتوں" اور ان کا اس سپر نارمل زندگی کے ساتھ لگاؤ کے بارے میں بھی انشاء اللہ اسی صاحب تجربہ بزرگ کے کلمات طیبات پیش کروں گا۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

---

## بقیہ مضمون خالد حیدر

### (بسلسلہ صفحہ ۹)

تاب نہ لا سکتے تھے۔ حضرت صاحبؑ نے ان مذاہب سے جو قلمی لڑائی لڑی اور دلائل سے ان کو ایسی شکست دی کہ ان کو اسلام پر حملہ کرنے کی جرأت نہ رہی۔ مسلمانوں میں بہت سی کمزوریاں لاحق ہو گئی تھیں اور ان میں غلط اعتقاد رائج ہو گئے تھے جن سے اسلام کو بڑا نقصان پہنچتا تھا۔ انہیں دور کرنے کی حضرت مرزا صاحبؑ نے کوشش کی اور ایک جماعت بنائی جس کا کام محض اشاعت اسلام تھا۔ اور مسلمانوں کے غلط اعتقادات کو درست کرنا تھا۔ اس جماعت کے کئی مشن دنیا میں قائم ہیں جن میں تبلیغ اسلام ہو رہی ہے غیر مذاہب کے لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں۔

حضرت مرزا صاحبؑ کی اس جماعت کا نام جماعت احمدیہ ہے۔ جو حضرت محمد رسول اللہؐ کے دوسرے نام احمد کی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔ جماعت احمدیہ تعلیم اسلام کے لئے بہت بڑا جہاد کر رہی ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس جہاد میں شامل ہوں۔ جو مسلمان اس جہاد کو دیکھتے ہوئے اس جہاد میں شامل نہیں ہوتا وہ خداوند تعالےٰ کے حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ ویسے بھی قرآن شریف میں حکم ہے کہ کونوا مع الصادقین صادقوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے مجدد کی آواز پر لبیک نہ کہے وہ خداوند تعالےٰ کے اس فعل کو فضول قرار دیتا ہے۔ اسے خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ مجدد وقت کی فوج میں شامل ہو کر جہاد اسلام میں حصہ لے۔

مسلمانوں میں اکثر لوگ حضرت مرزا صاحبؑ کے (مسیح موعود) ہونے کے دعوے پر اعتراض کرتے ہیں۔ اگر اس کی حقیقت پر غور کیا جائے تو اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ ہر مجدد اور ولی کسی نہ کسی نبی کے رنگ پر آتا ہے اور وہ امتی نبی کا نام پاتا ہے۔ حضرت منصورؒ نے اپنے آپ کو حقؔ اور احمدؔ کہا۔ حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ نے بھی اپنے آپ کو عیسےٰ کہا ؎

دم بدم روح القدس اندر معینے مے دمد
من نمے گویم مگر من عیسئے ثانی شدم

غرض ہر مجدد کسی نہ کسی نبی کے رنگ میں آتا ہے اور وہ اسی کا خطاب پاتا ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کا اصل مشن عیسائیت کی سرکوبی کرنا تھا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مسیح صلیب کو توڑے گا اور سؤروں کو قتل کرے گا جس کا مطلب یہی تھا کہ وہ عیسائیت کے خلاف جنگ کریگا چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے عیسائیت کے طلسم کو توڑا۔ اسی لئے خدا نے ان کو مسیح موعود کا خطاب دیا کیونکہ ان کا اصل مشن تجدید دین کے علاوہ عیسائیت کو شکست دینا تھا حضرت صاحبؑ کے اس دعوے کی اصلیت سمجھنے کے لئے ان کا یہ شعر کافی ہوگا ؎

حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

اب آخر میں میں اپنے نوجوان بھائیوں اور دوستوں کو جو سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں یہ التماس کرتا ہوں کہ ہمارے بزرگوں نے اپنے خون اور پسینہ سے حضرت مرزا صاحبؑ کے مشن کو سینچا ہے اور انہوں نے اس سلسلہ کی ترقی کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں وہ اپنا کام کر گئے اور کچھ کر رہے ہیں۔ آخر کار ہم نے یہ کام اپنے کندھوں پر اٹھانا ہے اسلئے ہمیں ابھی سے اس کیلئے تیار ہونا چاہیئے کہ ہم حضرت صاحبؑ کے مشن کو قائم رکھیں اور دنیا کے ہر حصہ میں اسلام کا صحیح نقشہ پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اس بوجھ کو خوش اسلوبی سے اٹھانے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین

عظیم تر ڈیم تربیلا
مضبوط تر سیمنٹ پاک سیمنٹ
تربیلا ڈیم کی تمام تر تعمیر میں پاک سیمنٹ فاروقیہ استعمال ہو رہا ہے
آپ بھی اپنی عمارتوں کو پاک سیمنٹ فاروقیہ سے تعمیر کر کے مضبوط اور پائیدار بنائیں
پاکستان سیمنٹ انڈسٹریز لمیٹڈ۔ فاروقیہ
ہیڈ آفس، آدم جی روڈ۔ راولپنڈی
PAK
CEMENT
FAROOQIA
CSTM
کالونی سرحد کے پارچہ جات
نفاست میں بے نظیر
استعمال میں دیرپا
کالونی سرحد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ
اسماعیل کوٹ ۔ نوشہرہ
ABL
آسٹریلیشیا بنک
ہمارا نصب العین
بنک کاری میں مخلصانہ خدمت اور اعلےٰ کارگزاری
آسٹریلیشیا بنک لمیٹڈ
قائم شدہ ۱۹۴۲ء
ہفت روزہ پیغام صلح ۔ مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۷۰ء
رجسٹرڈ ایل ۴۳۸ شمارہ نمبر ۱۴
طلباء، مصنفین اور واعظین کے لئے بہترین تحفہ
مفتاح القرآن
قرآنی آیات والفاظ کے مکمل حوالہ جات بسائز ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۴۲۴ کاغذ نیوز پرنٹ معہ اشاریہ یعنی قرآن مجید کے مضامین کی
فہرست صفحات ۱۱۰۔ خوبصورت پلاسٹک کور سے مزین۔ قیمت ۲۵ روپے۔ محصولڈاک ۵۰، ۱ روپے۔ اپنے آرڈر صرف
اس پتہ پر ارسال کریں: دارالکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ۔ لاہور
نوائے وقت پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔
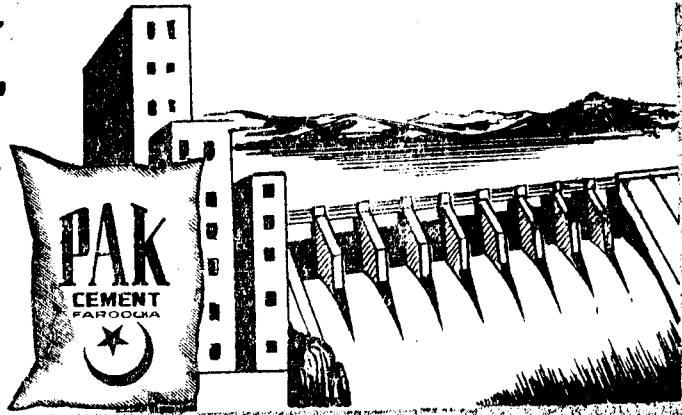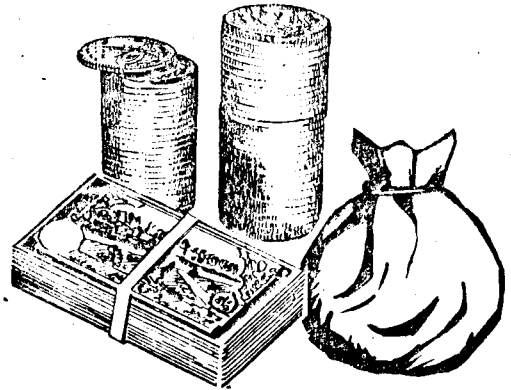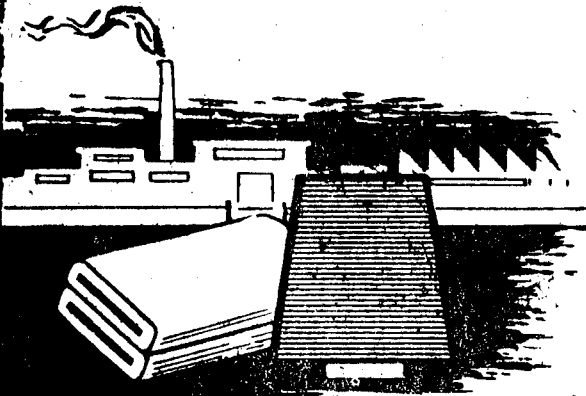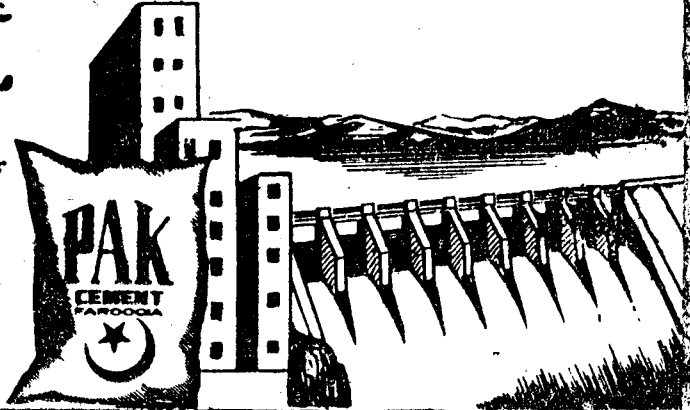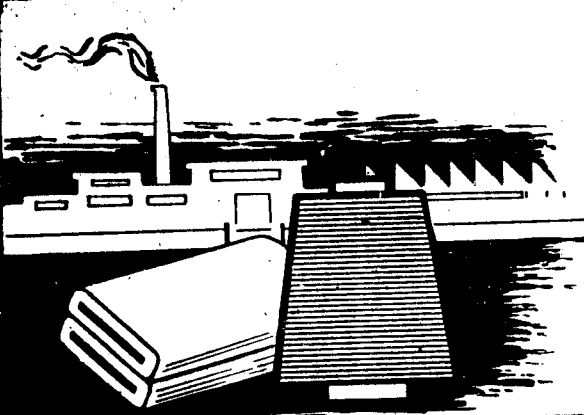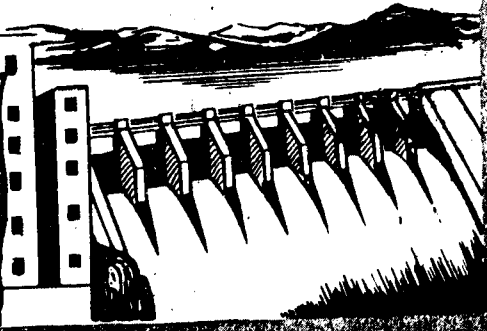
جلد ۵۸ | یوم چہارشنبہ - مؤرخہ ۶ صفر المظفر ۱۳۹۰ھ - مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۷۰ء | نمبر ۱۵

لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

## حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

## جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲ - قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳ - سب صحابہؓ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
۴ - سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵ - کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۶ - اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

## بحرِ حکمت کے موتی

### سائل اور حاجتمند کی سفارش کرو

عن ابی موسیٰ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جاءہ السائل او طلبت الیہ حاجۃ قال اشفعوا تؤجروا ویقضی اللہ علیٰ لسان نبیہ ماشاء

ترجمہ:۔

حضرت ابوموسےٰؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب سائل آتا یا کوئی شخص آپؐ سے حاجت بیان کرتا تو فرماتے سفارش کرو تمہیں اجر ملے گا اور اللہ تعالےٰ اپنے نبیؐ کی زبان سے جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

نوٹ۔ از حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ :۔
گویا مطلق سفارش پر بھی اجر ہے ایک شخص کی حاجت براری نہیں کر سکتے تو اس کی سفارش ہی کر دو۔

### خیرات کو مت روکو نہ گن کر دو

عن اسماء قالت قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتوکی فیوکیٰ علیک وفی روایۃ لاتحصی فیحصی اللہ علیک

ترجمہ:۔

حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہا مجھ سے نبی صلعم نے فرمایا مت روک ورنہ تجھ سے بھی روک دیا جائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے گن کر نہ دے ورنہ اللہ بھی تجھے گن کر دے گا۔

۴۵

## اسلام کا خدا بڑا طاقتور خدا ہے

### کسی انسان کو حق نہیں پہنچتا کہ اسکی لامحدود طاقتوں پر اعتراض کرے

### حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السّلام کے ارشادات گرامی

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

دیکھو انسانی ہستی پر اتنے تغیرات آتے ہیں۔ مگر سورج پر کوئی تغیر نہیں آتا۔ ایک گھڑی جو دو ہزار روپیہ قیمت کی ہو اگر وہ بارہ۱۲ کی بجائے دس۱۰ اور دس کی بجائے بارہ۱۲ بجائے تو نکمی اور ناقص سمجھی جائے گی۔ لیکن خدا تعالےٰ کی قائم کردہ گھڑی ایسی ہے جس میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں نہ اسے کسی ریپائر کی ضرورت اور نہ صاف کرنے کی حاجت۔ کیا ایسے صانع کی طاقتوں کا شمار اور احاطہ کیا جا سکتا ہے۔ انسان حیران رہ جاتا ہے جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ ہماری روزمرہ کی استعمال کرنے والی اشیاء مثل کپڑا برتن گھستے رہتے ہیں۔ بچے جوان اور بوڑھے ہوکر مر جاتے ہیں۔ برخلاف اس کے جو سورج کل طلوع ہوا تھا آج بھی وہی سورج ہے۔ اور ایک لاتعداد زمانہ سے اسی طرح چلا آیا ہے اور چلا جائے گا۔ اس پر کوئی حالت تحلیل وغیرہ کی یا زمانہ کا اثر نہیں ہوتا۔ یہ کس قدر گستاخی کی بات ہے کہ ایک کیڑا ہو کر اس مقتدر ہستی پر حملہ کیا جائے۔ اور یہ خیال کیا جائے کہ اللہ تعالےٰ میں طاقت نہیں پائی جاتی۔

اسلام کا خدا بڑا طاقتور خدا ہے۔ کسی انسان کو حق نہیں پہنچتا کہ اس کی لامحدود طاقتوں پر اعتراض کرے۔

(منظور الٰہی۔ صفحہ ۷۸-۷۹)

(بحرِ حکمت کے موتی (بقیہ کالم ۲)

۴۴

نوٹ: از حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ :۔
ایکا ویکا کا منہ باندھنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تم خیرات کو روکو تو اللہ تعالےٰ رزق تم پر روک دے گا۔ آج واقعات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ جن قوموں نے خیرات کو روکا ہے وہ افلاس کی حالت کو پہنچ گئی ہیں اور دوسری روایت میں جو لفظ لاتحصی ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ خیرات کرنے میں انسان یہ شمار نہ کرتا رہے کہ کل میں نے ایک پیسہ دیا تھا آج اور کیوں دوں اللہ تعالےٰ بھی انسان کو بلا حساب ہی دیتا ہے اس کا گن کر دینا اس پر تنگی کرنے کے مرادف ہے۔

فضل الباری۔ کتاب الزکوٰۃ

# جماعت احمدیہ راولپنڈی کی تبلیغی سرگرمیاں

## پہلی سہ ماہی رپورٹ

بانی سلسلہ حضرت امام الزمانؑ نے سالانہ جلسہ کی بنیاد رکھتے وقت اس قومی اجتماع کے جو اغراض و مقاصد اور فوائد بیان فرمائے تھے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ جماعت کے رکن جو مختلف شہروں میں مقیم ہیں سال میں کم از کم ایک مرتبہ مرکز میں جمع ہو کر تعلیم اسلامی کے متعلق اپنی یادوں کو تازہ کریں اور اپنی زندگی سنوارنے اور خوشگوار بنانے کا ایک نیا ولولہ اور جوش لے کر اپنے اپنے مقامات کو واپس لوٹیں۔ اور تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کے اہم فریضہ کو ادا کرنے کے لئے ان میں ایک نیا جذبہ موجزن ہو جائے۔ امسال جلسہ سالانہ سے واپسی پر محترم میاں بشیر احمد منٹو صاحب انچارج راولپنڈی مشن نے تنظیم و توسیع و استحکام سلسلہ کے لئے ایک مبسوط اور مربوط پروگرام بنایا۔ اس پروگرام کے ماتحت انہوں نے ہر ایک احمدی گھرانے میں جا کر اہل خانہ کو خطاب کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ کنبہ کا سربراہ مقررشدہ دن اور وقت پر اپنے اہل خانہ کو جمع کر لیتا اور منٹو صاحب حاضرین سے خطاب کرتے۔ ان کو اس دولت عظیمہ سے آگاہ کرتے جو حضرت امام الزمانؑ کی جماعت سے وابستہ ہونے پر ان کے حصہ میں آئی تھی اور پھر ان کو اس ذمہ داری کا احساس دلاتے جو ان پر عائد ہوتی تھی۔

۲۔ اس کے علاوہ محترم منٹو صاحب اور ہمارے مقامی سیکرٹری تبلیغ محترم شیخ عبدالعزیز صاحب ان احباب کے پاس بھی پہنچتے رہتے ہیں جو کسی وجہ سے جمعہ کے دن مسجد میں تشریف نہیں لاتے۔ ان انفرادی ملاقاتوں کا نتیجہ خاطر خواہ برآمد ہوا اور جمعہ کی نماز میں حاضری بڑھ رہی ہے عید کے موقعہ پر تو حاضری دو سو کے قریب تھی۔

جنوری اور فروری میں شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام اور شیخ عبدالعزیز صاحب کی معیت میں محترم منٹو صاحب اسلام آباد بھی جاتے رہے اسلامی ممالک کے سفارتی نمائندوں سے فرداً فرداً ملاقات کا سلسلہ کئی روز تک جاری رہا۔ ان موقعوں پر قرآن کریم، سیرت نبویؐ اور دوسرے اسلامی لٹریچر کے کئی سیٹ تقسیم کئے گئے۔ بہت سے ممالک کے نمائندوں نے انجمن کی سرگرمیوں میں خاصی دلچسپی کا اظہار کیا اور اسلامی مسائل پر بھی گفتگو کی۔

۳۔ ہماری مقامی جماعت کے ایک مخیر رکن نے تفسیر بیان القرآن کی مفت اشاعت کے لئے پانچسو روپیہ عطیہ دیا تھا۔ اس رقم سے بیان القرآن کی جلدیں خرید کر احباب میں مفت تقسیم کی گئیں۔

۴۔ اس سہ ماہی میں محترم شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب جنرل سیکرٹری مرکزی انجمن اور چوہدری فضل حق صاحب آفیسر انچارج تنظیم راولپنڈی تشریف لائے اور بچشم خود اس جماعت کی سرگرمیاں دیکھیں۔

۵۔ مقامی جماعت نے خواجہ محمد نصیر اللہ صاحب کو سیکرٹری۔ بابو عبدالعزیز صاحب کو جوائنٹ سیکرٹری اور خواجہ عبدالسلام صاحب کو لائبریرین منتخب کیا ہے مجلس منتظمہ نے اپنے اجلاس باقاعدگی سے منعقد کرنے کا تہیہ کر لیا ہے تاکہ تنظیمی امور جلد سے جلد طے پا جائیں۔

۶۔ ہماری جماعت کے ایک مخلص رکن شیخ دوست محمد صاحب مرحوم کے صاحبزادے شیخ عبدالغفور صاحب نے مرحوم کا ذاتی کتب خانہ جس میں حضرت امام الزمانؑ کی تصنیفات کے علاوہ اسلامی لٹریچر پر مشتمل متعدد کتب تھیں مقامی جماعت کی لائبریری کے حوالہ کر دی ہیں۔ ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے مرحوم باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مزید عطا فرمائے۔

۷۔ انشاء اللہ تعالیٰ عید میلاد النبی صلعم اور یوم وصال حضرت مسیح موعودؑ کے موقعوں پر ہم ایک جلسۂ عام بھی منعقد کریں گے اور قریبی جماعتوں کے احباب کو شرکت جلسہ کی دعوت دی جائے گی۔

(نامہ نگار)



# امریکہ سے ایک خط

مکرمی محترمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

گذشتہ ماہ جزائر فیجی سے جناب محمد رزاق خان صاحب اپنے صاحبزادہ محمد اسمٰعیل خان صاحب کی ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے۔ دو چار ہفتہ متواتر دعوتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اسلامک سنٹر میں محمد اسمٰعیل خان صاحب کی طرف سے ان کے اعزاز میں ڈنر پارٹی کا انتظام معقول رنگ میں کیا گیا۔ گذشتہ ہفتہ محمد رزاق خان صاحب وینکوور کینیڈا میں اپنے دوسرے صاحبزادے کے ہاں چلے گئے ہیں۔

محمد رزاق خانصاحب کے دوران قیام میں خاکسار نے ایک روز علی الصبح ان کو ٹیلیفون کیا۔ جس کا جواب محمد اسمٰعیل خان صاحب نے دیا۔ اس کے ساتھ نہایت ہی خوش الحانی اور موثر انداز میں قرآن مجید کی تلاوت کی آواز آ رہی تھی۔ محمد اسمٰعیل صاحب سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ان کے والد صاحب تلاوت قرآن مجید فرما رہے ہیں۔ جو ان کے معمول کے مطابق ہے۔ اس موقعہ پہ میں نے محمد رزاق خان صاحب سے بات چیت کرنی مناسب خیال نہیں کی۔ لیکن جب دوبارہ ٹیلیفون کیا۔ اور ان سے دریافت کیا۔ کہ کیا فی الواقع وہ خود ہی قرآن مجید تلاوت کر رہے تھے یا کوئی ریکارڈ بج رہا تھا۔ خان صاحب نے فوراً جواب دیا کہ یہ خداوند کریم کی مہربانی ہے۔ مولانا احمد یار صاحب فیجی میں برائے تبلیغ دو تین سال کے لئے پہنچ گئے۔ اور مجھے اُن سے استفادہ کرنے کا موقعہ مل گیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ جیسے کئی ایک نوجوان مولانا صاحب سے دینی تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ کاش کہ آپ کچھ عرصہ اور فیجی میں قیام فرماتے۔

۲۱ فروری کو وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں ایک پاکستانی مسلم مسٹر علی بن ابراہیم کا نکاح ایک پاکستانی لڑکی سے ہوا۔ مہمانوں کی تعداد تین سو کے قریب تھی، جن میں اکثریت امریکن غیر مسلموں کی تھی۔ مہمانوں کی تواضع کے لئے پاکستانی مٹھائی اور امریکن کیک پیسٹری وغیرہ با افراط تھے۔ نکاح خوانی کی رسم خاکسار نے ادا کی۔ خطبہ انگریزی زبان میں دیا گیا۔ اور اس کی چند کاپیاں حسب ارشاد دولہا میاں چھپوا کر چیدہ مہمانوں میں تقسیم کی گئیں۔

اس خطبہ کا تو مسلم اور غیر مسلم مہمانوں پر خاصہ پڑا۔ جس کا اظہار انہوں نے بعدہٗ مجھ سے کیا۔ T-V کمپنی والے بھی فلم اتارتے رہے۔ اور مقامی اسٹیشن سے یہ فلم دکھائی گئی۔ خطبہ ریکارڈ کیا گیا۔ اس کی ٹیپ عزیزی ظفر اقبال عبداللہ کو بھیج دوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ عید الاضحیٰ

۱۶ فروری ۱۹۷۰ء کو منائی گئی۔ ڈیڑھ سو کے قریب مسلمانوں نے عید نماز میں شمولیت کی۔ نماز غازی فوّال (GHAZI FAWELL) صاحب نے پڑھائی۔ غازی صاحب لبنان کے باشندے ہیں۔ اور اسلامک سنٹر کے پریزیڈنٹ۔

خدیجہ ایک ایرانی خاتون ہیں۔ ان کے خاوند کا پانچ برس ہوئے انتقال ہو گیا تھا۔ ان کی شادی ایک امریکن سے ہونی تھی۔ لیکن وہ مسلمان ہونے پر تیار نہ تھا۔ چند ایک کتابیں اس کو مطالعہ کے لئے دی ہوئی تھیں، اور کئی بار اس سے اسلام کے متعلق گفتگو ہو چکی تھی۔ آخر جب انہوں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا تو خدیجہ اس سے شادی کرنے پر رضامند ہو گئیں۔ چنانچہ ۷ مارچ کو وہ خاکسار کے ہاتھ پر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد ان کا نکاح خدیجہ سے پڑھا گیا۔

خدیجہ ایک مخلص مسلمان خاتون ہیں۔ دو سال ہوئے کہ انہوں نے بیت اللہ کا عمرہ کیا۔ اس نے میری کتاب زیر طبع کی چھپوائی کے لئے ایک سو ڈالر دیا ہے۔ اور وہ ہمیشہ اسلامی کاموں کے لئے مالی اعانت فرمایا کرتی ہیں۔

مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ نے ماہ جولائی کے آخر ٹرینیڈاڈ تشریف لے جانے کا حتمی طور پر فیصلہ کر لیا ہے۔ اور آپ کے ساتھ شیخ فاروق احمد صاحب بھی ہوں گے۔ ممکن ہے کہ جماعت جزائر فیجی سے بھی کوئی نمائندہ ٹرینیڈاڈ کی کنونشن میں شریک ہو۔ خاکسار کا ارادہ بھی وہاں جانے کا ہے۔ خداوند کریم ہمارے ارادوں کو کامیاب اور بابرکت کرے۔

جناب شیخ فاروق احمد صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی بیگم صاحبہ بھی ان کے ہمراہ ہوں گی۔ اس سے مستورات میں تبلیغ کرنے کے زیادہ موثر مواقع حاصل ہوں گے۔ ممکن ہے کہ مولانا شیخ محمد طفیل صاحب اور مولانا محمد یحییٰ صاحب بھی اہل و عیال کے ساتھ اس کنونشن میں شریک ہوں۔

والسّلام

خاکسار۔ محمد عبد اللہ
سانفرانسسکو کیلیفورنیا
امریکہ

ہفت روزہ پیغام صلح ———— لاہور ———— مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۷۰ء

# اخبار لندن ٹائمز کی بیہودہ مزاح نگاری

## اور اس پر ناپسندیدہ معذرت

## عذر گناہ بدتر از گناہ

لندن کے اخبار ٹائمز نے کچھ دن ہوئے اپنے مزاح نگار اوبراڈن واک کا ایک نہایت بیہودہ مضمون شائع کیا تھا جس میں یہ کہہ کر اسلام پر نہایت ہتک آمیز مضحکہ اڑایا گیا تھا کہ :-

"اسلام میں شروع سے عموماً یہ عقیدہ مانا جاتا ہے کہ خدا ایک انسان کے گھر پیدا ہوگا یہی وجہ ہے (جیسا کہ مجھے ہمیشہ بتایا جاتا ہے) کہ اکثر مسلمان ایک خاص قسم کا پاجامہ پہنتے ہیں، جسے جاہلانہ زبان میں خدائی پاجامہ کہا جاتا ہے۔"

مسٹر اوبراڈن واک کا یہ بیان کس قدر ناپاک، بے ہودہ اور ہتک آمیز ہے، اس پر مسلمانوں میں غصہ اور نفرت کا پیدا ہونا ایک طبعی بات ہے، یہی وجہ ہے کہ تمام دنیائے اسلام میں اس کے خلاف غم و غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی اور جگہ جگہ احتجاجی جلوس نکلے، مظاہرے ہوئے اور حکومت برطانیہ کو ٹائمز کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کے لئے لکھا گیا، جس پر برطانوی ہائی کمشنر نے یہ کہکر اپنا پیچھا چھڑایا کہ ٹائمز ایک آزاد اخبار ہے، حکومت کا اس پر تسلط نہیں، تاہم اس کو اس مضمون کے خلاف جس قدر خطوط موصول ہوئے ہیں، ان کا جواب اس نے دے دیا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ بیان چنداں تسلی بخش نہیں جب تک ٹائمز اس مضمون کی اشاعت پر معذرت کا اظہار کرتے ہوئے مسٹر واک کے بیان کی کھلے طور پر تردید نہ کرے، اور نیز ٹائمز کو یہ بتایا نہ جائے کہ اسلام کسی ایسے بے ہودہ عقیدہ کا قائل نہیں، اس کے نزدیک خدا نہ کسی انسان کے ہاں پیدا ہوا اور نہ ہوگا، یہ تو عیسائیت کا عقیدہ ہے، کہ خدا ایک عورت کے بطن سے پیدا ہوا، اور انسانوں کے گناہوں کی پاداش میں پھانسی پا کر ہلاک ہوگیا، ظاہر ہے کہ اس عقیدہ کے بے ہودہ اور غیر معقول ہونے میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا، ایک طرف تو عیسائیت کا یہ عقیدہ ہے کہ گناہ عورت سے پیدا ہوا اور نسلِ انسانی میں وراثتاً چلا گیا، اور خدا تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کے آنے اور نیکی کی تلقین کئے جانے کے باوجود انسان گناہ سے چھٹکارا نہ پا سکا۔ جس پر اللہ تعالیٰ کو جار و ناچار اپنے بیٹے کو (جو وہ بھی عورت ہی کے بطن سے پیدا ہونے کی وجہ سے گناہ سے بری نہیں ہو سکتا تھا) نسلِ انسانی کے گناہوں کے لئے کفارہ کے طور پر قربان کرنا پڑا۔ اگرچہ اس قربانی کا بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا، نہ گناہ دنیا سے مٹ سکا اور نہ انسان گناہ کی سزا سے بچ سکا چنانچہ آج بھی عیسائی حکومتوں کی طرف سے گناہ اور جرائم کی پاداش میں طرح طرح کی سزائیں مقرر ہیں۔

پس یہ بے ہودہ خیال کہ خدا انسان کے گھر پیدا ہوا یا ہوگا عیسائیت کا عقیدہ ہے نہ کہ اسلام کا، اسلام نے تو ایسے جاہلانہ عقیدہ کی سختی سے تردید کی ہے، اور قرآن میں جگہ جگہ اس کو جھوٹا اور بے علمی کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے، چنانچہ فرمایا :-

وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولداً ما لھم بہ من علم ولا لآبائھم کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا - اور ان لوگوں کو ڈرایا جائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنا لیا۔ انہیں اس کے متعلق کچھ بھی علم نہیں نہ ان کے باپ دادا کو علم تھا، بہت بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلی ہے وہ جو کچھ کہتے ہیں جھوٹ ہے -

پھر فرمایا :-

تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمان ولدا - قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر کر ریزہ ریزہ ہو جائیں اس وجہ سے کہ وہ رحمٰن کے لئے بیٹا تجویز کرتے ہیں -

اور یا خدا کی ولدیت کی یوں تردید کی :-

قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد - کہدو کہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے اسے کسی چیز کی حاجت نہیں، نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ وہ کسی کا بیٹا ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

یہ اور اس قسم کی بیسیوں آیات ہیں جن میں قرآن نے اس عقیدہ کی کہ خدا کسی انسان کے ہاں پیدا ہوا یا اس کا کوئی بیٹا ہے، سختی سے تردید کی ہے، لیکن اس کو کیا کہا جائے کہ مغربی مضمون نگار اپنے مزاحی مضامین میں عیسائیت کو جو اس عقیدہ کی موجد ہے نظر انداز کر جاتے ہیں اور اُلٹا اسلام کی طرف ایسے بے ہودہ خیال کو منسوب کر کے اس کا مخول اُڑاتے ہیں۔

اس سلسلہ میں قارئین کرام یہ سن کر متعجب ہوں گے کہ ہمارے لندنی مبلغ شیخ محمد طفیل صاحب نے ٹائمز کو ایک احتجاجی چٹھی لکھی، جو دوسری جگہ درج ہے، تو ٹائمز بجائے اس کے کہ اس چٹھی کو شائع کر کے اس پر معذرت کا اظہار کرتا اُلٹا یہ کہکر اس نے یہ تسلی دینی چاہی ہے کہ :-

"واک صاحب کے مضمون کے بارے میں آپ اتنی سنجیدگی سے کام نہ لیں ...... وہ ایک پیشہ ور مزاح نگار ہیں، ...... ان کی تحریر کو اتنی تو رعایت دینی چاہیئے جو ایک کارٹون کو دی جاتی ہے"

افسوس صد افسوس! گویا ٹائمز کے نزدیک اسلام اس قابل ہے کہ اس کا کارٹون بنایا جائے، اور ایک مزاح نگار (بالفاظ دیگر بھانڈ) جس طرح چاہے اس کا مذاق اڑائے لہٰذا اس کو بُرا نہ منانا چاہیئے اس کو کہتے ہیں عذر گناہ بدتر از گناہ! ٹائمز کے بیان کے مطابق مزاح نگاری کی تاریخ بے شک لمبی ہے لیکن ایک مزاح نگار کو ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھنا ہوتا ہے کہ اسی چیز کے متعلق مزاحی مضمون لکھے یا کارٹون بنائے جو فی الواقعہ مضحکہ خیز ہو، اسلام پر اس قسم کا مذاق اڑانا پرلے درجہ کی جہالت اور بے ہودگی کا ثبوت دینا ہے، نہ صرف خدا کی پیدائش کا افسانہ ہی ایک بے محل مزاح نگاری ہے، بلکہ اس کے ساتھ مسلمانوں کے پاجامہ کا مخول اُڑانا اور بھی نفرت انگیز حرکت ہے اور اس پر ٹائمز کا یہ کہنا کہ اسے سنجیدگی پر محمول نہ کیا جائے ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی کو ماں بہن کی گالی دے اور پھر کہے کہ بُرا نہ مانئے میں نے تو محض مزاحاً ایسا کہا تھا۔

ان حالات میں شیخ محمد طفیل صاحب کی خدمت میں ہم یہ عرض کریں گے کہ وہ ٹائمز کی نام نہاد معذرت کے جواب میں مسٹر واک کی ناپسندیدہ مزاح نگاری پر ایک مضمون لکھ کر اسے اشاعت کے لئے بھیجیں، جس میں اسلامی معتقدات کا ذکر کر کے بتایا جائے کہ اسلام اور اس کے متبعین ایسے مزاحات کے ہرگز متحمل نہیں ہو سکتے، نہ ان کی تعلیمات میں کوئی ایسی بات ہے جو اس قسم کی مضحکہ خیز باتوں کی مورد بن سکے کاش حکومت پاکستان یا پاکستانی ہائی کمشنر متعینہ لندن اس اہم امر کے متعلق غیرت اسلامی کا ثبوت دیتے ہوئے کوئی تردیدی مضمون لکھ کر ٹائمز میں چھپوانے کی کوشش کرتے تاکہ کم از کم برطانوی پبلک مسٹر واک کی بے ہودہ مزاح نگاری اور اسلام کی حقیقی تعلیمات سے واقف ہو جاتی۔

## تکفیر — ایک بڑا اور خطرناک فتنہ

ہفت روزہ شہاب مورخہ ۹ اپریل میں "علماء کی کافر گری" کے عنوان سے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کے ابتدائی فقرات میں اس افسوسناک حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے :

"مسلمانوں کے دورِ انحطاط میں جہاں اور بہت سے فتنے پیدا ہوئے وہاں ایک بڑا اور خطرناک فتنہ ایک دوسرے پر لعنت کرنے کا بھی ہے لوگوں نے اسلام کے سیدھے سادے عقائد میں موشگافیاں کیں اور قیاس و تاویل سے ان کے اندر بہت سے ایسے فروع اور جزئیات پیدا کر لئے جو ایک دوسرے سے مختلف اور متضاد تھے اور جن کی کوئی تصریح کتاب و سنت میں نہ تھی، اگر تھی بھی تو اللہ اور رسول نے ان کو کوئی اہمیت نہیں دی تھی، پھر ان اللہ کے بندوں نے (اللہ انہیں معاف فرمائے) اپنے وضع کردہ فروعی مسائل کے ساتھ اتنا اہتمام کیا کہ انہی پر ایمان کا مدار ٹھہرا دیا اور ان کی بنیاد پر اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بیسیوں فرقے بنا دیئے اور ہر فرقے نے ایک دوسرے کو کافر، فاسق گمراہ اور دوزخی اور خدا جانے کیا کیا کہہ ڈالا، حالانکہ کفر و اسلام کے درمیان اللہ تعالیٰ نے کتاب مبین میں ایک واضح خط امتیاز کھینچ دیا تھا۔ اور کسی کو یہ حق نہ دیا تھا کہ اپنے اختیار سے جس کو چاہے کفر

(باقی برصفحہ ۲ کالم ۲)

ترجمہ از ناصر احمد صاحب

# اسلامی تعلیمات سے مزاح کا بیہودہ طریق

## شیخ محمد طفیل صاحب امام مسلم مشن انگلستان سے ایڈیٹر ٹائمز کا معذرت نامہ

لندن کے ٹائمز اخبار نے حال ہی میں اسلام کے متعلق ایک نہایت ہی ہتک آمیز بیان شائع کیا جس سے تمام دنیائے اسلام میں غم و غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی - اس کی صدائے بازگشت پاکستان میں بھی پہنچی اور یہاں مختلف مقامات پر احتجاجی جلوس نکلے اور بیانات شائع ہوئے - بالآخر برطانوی ہائی کمشنر نے دبی زبان میں معذرت کی لیکن ابھی ٹائمز لندن کی طرف سے کوئی معذرت نامہ شائع نہ ہوا تھا - ہمارے محترم شیخ محمد طفیل صاحب امام مسلم مشن انگلستان (ووکنگ) نے فوراً ایک سخت احتجاجی خط ایڈیٹر ٹائمز لندن کو لکھا جس کے جواب میں ایڈیٹر نے کئی ایک وجوہات بیان کر کے اپنے نامہ نگار کے بیان کو محض ایک مزاح قرار دیتے ہوئے معذرت کا اظہار کیا ہے - تاہم ایڈیٹر ٹائمز سے ذیل کی خط و کتابت اس افسوسناک امر کا مظہر ہے کہ برطانوی صحافیوں کا اسلامی تعلیمات کے بارے میں مزاح کا کتنا بیہودہ مذاق ہے جو انگلستان میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے خوشگوار تعلقات پر خطرناک طور پر اثر انداز ہو سکتا ہے جو کسی طرح سے بھی مستحسن نہیں - بہرحال قارئین کی دلچسپی کے لئے مذکورہ خط اور اس کے جواب کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

۳ - آرچرڈ کلوز

کالج روڈ ووکنگ سرے انگلستان - تاریخ ۱۶ مارچ ۱۹۷۰ء

ایڈیٹر دی ٹائمز لندن - ای سی ۴

جناب عالی - میں نے دین اسلام کے خلاف بہت سے بیہودہ بیانات سُنے ہیں - لیکن ان سب میں سے بیہودہ ترین بیان وہ تھا جو ٹائمز کے ۱۴ مارچ ۱۹۷۰ء کے شمارہ میں صفحہ ۷ پر شائع ہوا ہے - "فاضل" نامہ نگار اوبراون واک لکھتا ہے

"حتیٰ کہ اسلام میں شروع سے عموماً یہ عقیدہ مانا جاتا ہے کہ خدا ایک انسان کے گھر پیدا ہوگا - یہی وجہ ہے (جیسا کہ مجھے ہمیشہ بتایا جاتا ہے) کہ اکثر مسلمان ایک خاص قسم کا پاجامہ پہنتے ہیں - جسے جاہلانہ زبان میں 'خدائی پاجامے' کہا جاتا ہے -"

حقیقت یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کا یہ راسخ عقیدہ ہے کہ خدا کسی مرد یا عورت کے ہاں پیدا نہیں ہو سکتا - قرآن مجید میں اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

قل هو الله احد، الله الصمد، لم يلد ولم يولد و لم يكن له كفوا احد-

کہہ اللہ ایک ہے - اللہ بے نیاز ہے - نہ اس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے - اور اس کا کوئی ہمسر نہیں - (سورۃ اخلاص)

ہر ایک مسلمان بچہ بھی اس چھوٹی سی سورت کو جانتا ہے میں اس نتیجے پر پہنچنے پر مجبور ہوں کہ خدا کے متعلق اسلام کا تصور جیسے واک صاحب نے بڑے یقین سے پیش کیا ہے خود ان کے ہی تخیل کی پیداوار ہے - آپ کا مخلص - شیخ محمد طفیل -

### ایڈیٹر ٹائمز کا جواب

۱۹ مارچ ۱۹۷۰ء - مکرمی طفیل صاحب! آپ کے خط کا بے حد شکریہ! واک صاحب کے مضمون کے بارے میں آپ اتنی سنجیدگی سے کام نہ لیں - بالخصوص مسلمانوں کے معتقدات پر کسی قسم کی دل آزاری پر محمول نہ کریں - وہ ایک پیشہ ور مزاح اور طنز نگار ہیں اور اکثر سنسنی خیز طریق استعمال کرتے ہیں - ان کی اس تحریر کو اتنی تو رعایت دینی چاہیئے جتنی ایک کارٹون کو دی جاتی ہے - اس قسم کے مزاح کی مضحکہ خیز بہت طویل تاریخ ہے میرے خیال صحت مندانہ ہے گو میں اس صدمے کے لئے جو اس سے پیدا ہوا معذرت خواہ ہوں - آپ کا مخلص - ولیم ریس موگ

# جماعت ربوہ کے ایک معزز رکن کی

## جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت

چٹاگانگ (مشرقی پاکستان) سے لفٹنٹ کمانڈر جناب مرغوب عالم صاحب نے جماعت ربوہ کے ایک رکن کیپٹن نور الاسلام آف نواکھالی کا بیعت نامہ ارسال کیا ہے، اور لکھا ہے کہ کیپٹن موصوف نے جماعت ربوہ کے اس اعتقاد کو کہ تمام دنیا بھر کے مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہیں رد کرتے ہوئے جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت اختیار کر لی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ کیپٹن نور الاسلام ایک بڑے علمی آدمی ہیں اور دنیا کا وسیع سفر کر چکے ہیں اور کئی سرکاری اداروں میں اندرون و بیرون ملک کئی ذمہ دار عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں، وہ لسانیات کے بڑے ماہر ہیں، اور اپنی بنگلہ زبان کے علاوہ انگریزی اُردو، سندھی، پنجابی اور کئی دوسری زبانوں پر عبور رکھتے ہیں - وہ قریباً اٹھارہ برس مغربی پاکستان میں رہ چکے ہیں -

"کچھ عرصہ قبل کیپٹن موصوف ہمارے ڈھاکہ مشن کے ڈپٹی خلیل الرحمن صاحب اور عبد الصمد جمالی صاحب سے ملتے رہے وہ ڈپٹی صاحب کی کتاب "جماعت احمدیہ کس راہ پر" سے بہت متاثر ہوئے، اور جماعت ربوہ کے کئی اصحاب سے تبادلہ خیالات کرتے اور اس جماعت کی طرف سے حضرت بانیٔ تحریک احمدیت کی صاف اور سیدھی تعلیمات سے گمراہ کرنے کے لئے جو حیلہ بازیاں کی جاتی ہیں ان کا ذاتی تجربہ رکھنے کے نتیجہ میں انہوں نے اس جماعت کو ترک کر دیا ہے، بدلی مسرت کے ساتھ ان کا بیعت نامہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی منظوری کے لئے ارسال کر رہا ہوں -

میری درخواست ہے کہ پیغام صلح اور لائٹ میں ان کی بیعت کا اعلان کیا جائے اور ہمارے اس معزز بھائی کی استقامت اور جماعت کے اندر مادی اور روحانی برکات کے حصول کیلئے دُعا کی جائے -"

### تکفیر — ایک بڑا اور خطرناک فتنہ — (بقیہ از صفحہ ۳)

اور جسے چاہے اسلام ٹھہرا لے - اس نظریئے کی محرک خواہ تنگ نظری ہو نیک نیتی کے ساتھ یا خود غرضی اور حسد اور نفسانیت ہو بد دیانتی کے ساتھ، بہرحال اس نے مسلمانوں کی جماعت کو جتنا نقصان پہنچایا ہے شاید کسی اور چیز نے نہیں پہنچایا"

### کفر کا فتوےٰ تکفیر کرنے والے پر

اسی مضمون میں آگے چل کر لکھا ہے :-

"اب یہ کتنی بڑی زیادتی کی بات ہے کہ جو مسلمان خدا اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے ایمانیات پر اعتقاد کا اقرار کرتا ہو اور مذکورہ بالا تصریحات کے مطابق اسلام کی سرحدوں کے اندر ہو، اسے کوئی شخص خارج از ملت قرار دے بیٹھے - یہ جسارت بندوں کے مقابلے میں نہیں خدا کے مقابلے میں ہے - درحقیقت یہ خدا ہی سے معارضہ ہے کہ جس کے حق میں خدا کا قانون مسلمان ہونے کا فیصلہ کرتا ہے اس کے حق میں ایک بندۂ خدا کفر کا فیصلہ صادر کرتا ہے - یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت سختی کے ساتھ تکفیر و تفسیق سے منع فرمایا ہے اور یہاں تک فرما دیا ہے کہ جو شخص کسی کو کافر کہے گا درآنحالیکہ وہ حقیقت میں کافر نہ ہو تو وہ کفر کا فتوےٰ خود تکفیر کرنے والے کی طرف پلٹ آئے گا - اس طرح کی تکفیر و تفسیق محض ایک فرد ہی کے حق پر دست درازی نہیں ہے - بلکہ ایک اجتماعی جُرم بھی ہے - یہ پوری اسلامی سوسائٹی کے خلاف ایک زیادتی ہے اور اس سے مسلمانوں کو بحیثیت مجموعی سخت نقصان پہنچتا ہے - اس کی وجہ تھوڑے غور سے بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے -"

ان حقائق کی بناء پر کیا مولانا مودودی سے پوچھا جا سکتا ہے کہ وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کس بناء پر کافر قرار دیتے ہیں جبکہ انہوں نے بار بار اپنے آپ کو مسلمان اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام بتایا ہے نہ صرف یہی بلکہ بقول علامہ اقبال ٹھیٹھ اسلامی نمونہ پیش کیا ہے؟

# قرآن کریم رب العالمین کی کتاب ہے اور اپنے متبعین کی عزت و شرف کا موجب

## تمام دنیا کے رہنماؤں پر ایمان اتحادِ عالم کا موجب ہو سکتا ہے

## حضرت مسیح موعودؑ کے علمی کمالات اور جماعت احمدیہ کیلئے غور اور غیرت کا مقام

**خُطبہ جُمعہ**

مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۷۰ء

فرمودہ

حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام

جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

وما کان ھذا القرآن ان یفتریٰ من دون اللہ ولٰکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل الکتٰب لاریب فیہ من ربّ العالمین ——(یونس ۱۰ - ۳۷)——

### قرآن خدا کی کتاب ہے

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ قرآن ایسی کتاب کو اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی دوسرا نہیں بنا سکتا۔ بلکہ یہ قرآن ان کتابوں کی تصدیق کرتا ہے جو پہلی قوموں کی رشد و ہدایت کے لئے ان کے پیغمبروں پر نازل ہوئیں۔ و تفصیل الکتٰب۔ اور شریعت کی تفصیلات جو ان کتابوں میں موجود نہیں ہیں وہ قرآن کریم نے بیان کی ہیں اس وجہ سے فرمایا لاریب فیہ من ربّ العالمین۔ یہ کتاب اس میں کوئی شک نہیں کہ ربّ العالمین کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

### قرآن ربّ العالمین کی طرف سے تمام مخلوق کی ہدایت کیلئے نازل ہوا

ایک جگہ فرمایا تنزیل الکتٰب لاریب فیہ من ربّ العالمین۔ یہ کتاب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے یہ اس لئے کہ قرآن کریم کے ابتداء میں یہ اعلان ہے کہ خدا ربّ العالمین ہے اگر وہ ربّ العالمین ہے تو اس نے تمام قوموں کے لئے یہ ہدایت نامہ بھی بھیجا ہے اگر تمام انسانوں کے جسم کی نشوونما اور تربیت کے لئے زمین و آسمان مل کر خدمت کر رہے ہیں تو قرآن کریم بھی یکساں طور پر تمام اقوام کے لئے پیغامِ ہدایت ہے۔ فرمایا کان النّاس امۃ واحدۃ۔ تمام قومیں ایک جماعت کا حکم رکھتی ہیں۔ المخلوق عیال اللّٰہ۔ تمام بنی نوع انسان اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔

### قرآن کی ایک سورت بھی کوئی نہیں بنا سکتا۔

اور فرمایا کہ اس دعوے کے ثبوت میں اس بات کا بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ قرآن کریم کے مقابلہ میں کوئی ایک سورت بھی نہیں بنا سکتا۔ ساری دنیا کے علماء مل کر۔ دنیا بھر کے سائنسدان اور مفکرّین مل کر بھی قرآن کریم جیسی کتاب نہیں بنا سکتے۔ اگر عرب کے اندر عیسائی یہودی اور مشرک رہتے تھے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان کے مقابلہ میں مات کھا گئے تو یورپ کے علماء بھی جو دین اسلام کو کچلنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں اور اس کو تباہ کرنے کے لئے ہر قسم کے ذرائع تلاش کرتے رہتے ہیں۔ ان کی یونیورسٹیوں میں نصاریٰ اور یہودی بھی عربی دان موجود ہیں۔ اگر وہ یہ طاقت رکھتے کہ قرآن جیسی کتاب کو بنا سکیں تو وہ ضرور بناتے نہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ قرآن کریم جیسی کتاب بنا سکے اور نہ چودہ سو سال کے اندر ان کو یہ طاقت حاصل ہوئی صرف یہ کہہ دینا کہ قرآن کریم جیسی کتاب کوئی بنا نہیں سکتا یہ کافی نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ نہ فصاحت بلاغت کے لحاظ سے کوئی اس کا مقابلہ کر سکتا ہے جو قرآن میں انسانوں کی رہنمائی کے لئے بیان کئے گئے ہیں، قرآن کریم کے مضامین میں تمام دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔

### قرآن پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے

فرمایا مصدق لما بین یدیہ

جس قدر آسمانی کتابیں ہیں قرآن کریم ان کی تصدیق کرتا ہے اس طرح وہ لوگوں میں یک جہتی پیدا کرنا چاہتا ہے جس قدر انبیاء علیہم السلام آئے ہیں ان کی تعظیم ہی کرنے کی تلقین ہی نہیں کی گئی بلکہ ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی تعلیمات کی برکت سے اقوام عالم میں اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کے بیان کردہ اصول سطحی نہیں بلکہ دلوں پر اثر کرنے والے ہیں۔

### تمام دنیا کے رہنما ہمارے ہیں۔ ایک مندر میں لیکچر

مولانا مصری صاحب سامنے بیٹھے ہیں۔ ان کو دیکھ کر مجھے ایک واقعہ یاد آگیا۔ لاہور میں شاہ عالمی دروازے کے باہر ہندوؤں کا ایک مندر ہے۔ ایک دن اس مندر کے مہتمم صاحب میرے پاس آئے۔ اور کہا کہ آپ وہاں چل کر لیکچر دیں۔ میں نے منظور کر لیا۔ مصری صاحب سے میں نے التماس کی کہ وہ میرے ساتھ چلیں چنانچہ وہ میرے ساتھ تشریف لے گئے رات کے وقت لیکچر ہوا تمام عورتیں اور مرد وہاں جمع تھے، اور وہ میدان کا میدان بھرا ہوا تھا۔ میں نے وہاں قرآن کریم کی تعلیم پیش کی کہ وہ سب قوموں کے رہنماؤں کی تعظیم و تکریم کرتا ہے۔ اور ان پر ایمان لانا ضروری قرار دیتا ہے اور ان کی تصدیق کرتا ہے۔ قرآن کریم کی ان تعلیمات کے پیشِ نظر میں نے اعلان کیا۔ رام چند میرا۔ لارڈ کرشنا میرا۔ مہاتما بدھ میرا اور عیسٰی میرا۔ موسٰے میرا۔ بابا نانک میرا۔ یہ ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم جو تمام قوموں کو ایک کرنا چاہتے ہیں۔ مصری صاحب کا مشاہدہ ہے کہ میرے اس بیان سے تمام عورتوں اور مردوں کے اندر خوشی اور انبساط کی لہر دوڑ گئی۔

### دوسری اقوام میں نیک لوگوں کی موجودگی

قرآن کریم دوسری قوموں کے متعلق فرماتا ہے لیسوا سواء غیر اقوام کے سب لوگوں کو ایک ہی ڈنڈے سے ہانکنا ٹھیک نہیں۔ سب لوگ برابر نہیں ہیں۔ منھم امۃ قائمۃ۔ ان میں نہایت اعلٰے درجہ کے لوگ بھی موجود ہیں یتلون اٰیت اللّٰہ اٰناء الیل وھم یسجدون۔ وہ راتوں کو اُٹھ کر عبادت کرتے ہیں۔ کتاب الٰہی پڑھتے ہیں اور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ یؤمنون باللّٰہ والیوم الاٰخر وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔ ان کی نیکی ان کے اپنے تک ہی محدود نہیں ہوتی وہ دوسروں کو نیکی کی طرف بلاتے ہیں اور بدی سے منع کرتے ہیں ویسارعون فی الخیرات اور نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں واولٰئک من الصالحین۔ یہ صالح لوگ ہیں یہ کیسی کتاب ہے کہ بلا امتیاز مذہب و ملت دوسروں کی نیکی کی عزت اور قدر کرتی ہے جس کسی سے نیکی صادر ہو اس کا اعتراف کرتی ہے وہ کہتی ہے کہ غیر قوموں میں بھی نیک لوگ ہیں اس لئے کہ ان کے اندر بھی اللہ تعالےٰ کے نبی اور رسول ان کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ جنہوں نے اللہ تعالےٰ کا پیغام ان کو دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر قوم میں نیک لوگ پیدا ہوئے۔

### فطرتِ انسانی کو جگانے کے لئے انبیاء مبعوث ہوئے

وہ فرماتا ہے فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیھا۔ اللہ تعالےٰ نے تمام انسانوں کو ایک ہی فطرت عطا کی ہے۔ فطرت انسانی کی عظمت قائم کرنے کے لئے اسے فطرۃ اللّٰہ اللہ کی فطرت قرار دیا ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کی تجویز کردہ فطرت ہے۔ فرمایا فطر النّاس علیھا یہ فطرت صرف مسلمانوں کی ہی نہیں ہے تمام بنی نوع انسان کی فطرت ہے۔ اس فطرت

کے اندر پاکیزگی ہے، تقدیس ہے۔ اس کے اندر گناہ نہیں ہے۔ اس فطرت کو جگانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاءؑ مبعوث ہوئے قرآن کریم کی یہ منطق ہے کیا خوبصورت منطق ہے طبیعت اس کی طرف مائل ہوتی ہے۔

## قرآن کی تعلیمات کریمانہ ہیں

فرمایا وانہ لقرآن کریم۔ قرآن کریم کی یہ تعلیمات رحیمانہ کریمانہ ہیں۔ یہ تعلیمات اپنوں اور دوسروں کے لئے نفع رساں ہیں قرآن بھی کریم ہے اللہ تعالیٰ بھی کریم ہے اور حضور نبی کریم صلعم بھی کریم ہیں۔ ان کی نفع رسانی قیامت تک جاری رہے گی۔ فرمایا وانہ لذکر لک ولقومک۔

## قرآن کی تعلیمات موجب شرف و بزرگی ہیں۔

یہ بلند پایہ مفید تعلیمات آپؐ کے لئے بھی موجب شرف و بزرگی ہیں اور آپؐ کی قوم کے لئے بھی عزت و شرف کی باعث ہیں۔ اس کتاب سے آپؐ کا اور آپؐ کی قوم کا شرف ظاہر ہوگا وہ شرف قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں کو حاصل ہوا لیکن آج مسلمانوں کے اندر کم ہو رہا ہے۔ قرآن کریم مسلمان قوم کو معزز و مکرم بنانا چاہتا ہے چنانچہ ان تعلیمات کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے متبعین صحابہ کرامؓ کو دنیا بھر کے لوگوں نے نہایت معزز اور شرف کے بلند ترین مقام پر پایا ہے قرآن کی تعلیمات کے اندر تمہارے لئے شرف و بزرگی ہے۔ اگر تم ان تعلیمات پر چلو گے تو تمہیں شرف اور بزرگی میسر آئے گی۔

ساری دنیا گواہی دیتی ہے کہ حضور صلعم معزز ترین انسان ثابت ہوئے ہیں۔ اس کتاب کی برکات کی وجہ سے مسلمانوں میں اولیاء اللہ اور مجددین پیدا ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب کریم یعنی نفع رساں ہے۔

## قرآن کی برکات کبھی ختم نہ ہونگی

یہ وہ کتاب ہے جس کے منافع کبھی ختم ہونے میں نہیں آئیں گے۔ حج کے موقعہ پر قرآن کی تعلیمات کی برکات کا مشاہدہ ہوتا ہے وہاں مختلف بولیاں بولنے والے۔ مختلف رنگوں والے اور مختلف شکلوں والے جمع ہوتے ہیں وحدت نسلِ انسانی کا ایک عظیم نظارہ نظر آتا ہے وہاں پتہ چلتا ہے کہ کان النّاس امۃ واحدۃ۔ تمام نسل انسانی ایک ہے اور وہاں پتہ چلتا ہے کہ یہ تعلیمات مبارک ہیں اور وہاں پتہ چلتا ہے کہ قرآن اور کعبۃ اللہ کی برکات کبھی ختم نہ ہوں گی۔ یہ کتاب دنیا جہان کی رہنمائی کے لئے ہے۔

## تمام مسائل کا حل قرآن میں

فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم یعنے دین و دنیا کی رہبری کے لئے یہ کتاب کامل مکمل ہے لا مبدل لکلمتہ۔ اس میں کسی طرح کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں جس قدر عالم انسانیت کو مسائل درپیش ہوں گے ان سب کا حل اس کتاب میں موجود ہے جیسا کہ فرمایا لایاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا یعنی کوئی اہم مسئلہ یا معاملہ ایسا نہیں جس کی حقیقت ہم نے قرآن کریم میں وضاحت سے بیان نہ کردی ہو۔

## انجیل نویسوں کی جہالت

میں انجیل پڑھ رہا تھا اس میں مکاشفات یوحنا کا باب ہے۔ اس کے تیسرے باب کے اندر لکھا ہے: آمین نے یہ کہا۔ بھلا آمین بھی کسی شخصیت کا نام ہے جس نے کچھ ارشاد فرمایا تھا انجیل میں جگہ جگہ یہ آمین کا لفظ آتا ہے اس پر انجیل کے مفسرین حیرت زدہ ہیں وہ کہتے ہیں آمین کے تو یہ معنے ہیں کہ اے خدا ایسا ہو۔ وہ کہتے ہیں یہ کلمہ عربی اور عبرانی دونوں زبانوں میں استعمال ہوتا ہے لیکن انجیل لکھنے والے نے سمجھا کہ یہ کوئی نام ہے۔

## قرآن کریم میں کسی کمی بیشی کی گنجائش نہیں

اس کے مقابلہ میں قرآن کریم فرماتا ہے لا مبدل لکلمتہ۔ علم بڑھتا جائے گا سائنس ترقی کرتا جائے گا۔ فلسفہ ابھرے گا اور بقراط مفکرین پیدا ہوتے رہیں گے۔ لیکن قرآن کریم کی تعلیمات کے کامل مکمل ہونے کی وجہ سے لوگ اس کتاب میں کسی قسم کی کمی یا نقص نہ پائیں گے۔ اس قسم کا یقین بھرا چیلنج خالق السموات کی کتاب کے سوائے کوئی دوسری نہیں کر سکتی۔

## قرآن کی حقانیت کا اہلِ علم کو اعتراف

اسی طرح کا ایک اور یقین بھرا یہ اعلان کیا ہے:-

ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھو الحق یعنے اہلِ علم لوگ یقین کر اٹھیں گے کہ یہ کتاب جو تیرے ربّ نے تجھ پر نازل کی ہے حق و حقیقت پر مبنی ہے یہ اعلان بھی آگے اور اس میں خوشخبری بھی ہے کہ اہل علم ہستیاں قرآن کی تعلیمات کو اپنائیں گی۔ اور آج ہمارے مشاہدے میں آ رہا ہے۔

## حضرت مسیح موعودؑ کے علمی کمالات

ہمارے سامنے ایک مجدد آیا ہے۔ اس نے ہندوؤں۔ آریوں۔ سکھوں۔ عیسائیوں کا مقابلہ کیا۔ وہ اکیلا انسان گاؤں کا رہنے والا ہے اس کے سامنے سب کے سب شکست کھا گئے یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ آپ نے اعلان کیا کہ میں عربی زبان میں ایک کتاب لکھوں گا۔ اس میں قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان کروں گا۔ اہلِ عرب اس جیسی کتاب نہیں لکھ سکیں گے اس زمانہ میں علم و سائنس کے اس دور میں ایسا دعوے کرنا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی تائید شامل حال نہ ہو بہت مشکل ہے۔

## جماعت احمدیہ کے لئے غیرت کا مقام۔

میں تمام مسلمانوں اور اس جماعت کو بالخصوص تلقین کروں گا کہ قرآن کریم اور ارشادات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریں ہماری اس طرف توجہ بہت زیادہ ہے اس کا معاملہ نازک ہے کہ انہوں نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے۔ اس کا ایک ایک فرد اپنے سینے میں جھانکی لگائے۔ اور دیکھے کہ وہ کہاں تک کتاب و سنّت پر عمل پیرا ہے اور سوچے کہ کیا کوئی مجھے دیکھ کر کہہ سکتا ہے کہ یہ قرآن پر عمل کرتا ہے یہ غور اور غیرت کا مقام ہے۔ اگر ہماری وجہ سے کسی کو ٹھوکر لگتی ہے تو یہ موجب عذاب ہوگا۔ عذاب سے بچو۔ مبارک ہے وہ جس کے عمل میں صالحیت ہے۔ آپ اپنے آپ پر غور کریں اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھیں۔ ہمارے اوپر حجت قائم ہو چکی ہے اس حجت کے بعد ہم میں نمایاں تبدیلی آنی چاہیئے تاکہ ہمارا خدا اور ہمارا رسول صلعم ہم سے خوش ہو جائے۔

---

## ضرورت رشتہ

ایک لڑکی عمر ۳۰ سال تعلیم ایم اے ۔ ایم کیلئے رشتہ کی ضرورت ہے ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ لڑکے کی معقول آمدنی ہو اگر کوئی ایسا رشتہ ہو جس کی بیوی پہلے فوت ہو چکی ہو یا کوئی اور حالات ہوں تو بھی ٹھیک ہے۔ ذات کشمیری۔ گھریلو امور سے اچھی طرح واقف مذہبی قسم کی لڑکی ہے۔ معرفت ایڈیٹر پیغام صلح خط و کتابت کی جائے۔

# اخبار احمدیہ

## ولادت اور عطیہ

جہلم سے عبدالحکیم صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر لکھتے ہیں:-

"ملک فضل الٰہی صاحب کے فرزند ارجمند ملک راسب خاں صاحب کو اللہ تعالیٰ نے نرینہ اولاد عطا کی ہے۔ نومولود کا نام انعام الحق رازی رکھا گیا ہے۔ ~~ہفت روزہ پیغام صلح~~ میں یہ خبر شائع کرا دی جائے۔ ملک صاحب نے اس خوشی میں مبلغ -/۲ روپے بمد اشاعت اسلام عطیہ دیئے ہیں۔"

## دار الشفاء کے لئے طلائی انگوٹھی کا عطیہ

محترمہ نوشابہ اشرف صاحبہ سکنہ چک ۹ شمالی سرگودھا نے دار الشفاء کیلئے ایک عدد طلائی انگوٹھی مرحمت فرمائی ہے جس کی فروخت سے -/48 روپے وصول ہوئے ہیں۔

فجزاہ اللہ تعالیٰ۔ ادارہ اس نیک دل اور مخیّر خاتون کا ممنون و شکر گذار ہے۔

## شکریہ تعزیت

شیخ فضل الرحمٰن صاحب کارکن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ان تمام بزرگوں اور دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں، جنہوں نے ان کے والد صاحب کی وفات پر تعزیتی خطوط لکھے یا زبانی تعزیت کی۔

## شمولیت سلسلہ

حسب ذیل اصحاب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔

۱۔ میاں محمد سعید ولد میاں محمد شفیع مرحوم۔ جنڈیالہ روڈ۔ شیخوپورہ
۲۔ مسٹر اسی کیلو آدیو۔ ولد مسٹر بسیر یو نائجیریا
۳۔ قمر دین ہ سکول۔ نائجیریا۔
۴۔ احمد اٹنڈا اسے دیوالے۔ نائجیریا
۵۔ مس اسواتو یولا۔ دختر مسٹر ایویو نائجیریا
۶۔ الحاج غوراتو اوونی دختر محمد راخی۔ ″
۷۔ ارشد محمد ولد محمد یحییٰ۔ لاہور چھاؤنی۔
۸۔ رشید علی ولد گلاب علی محلہ قادریہ۔ نشتر ٹاؤن باغبانپورہ۔
۹۔ دلشاد احمد ولد عبدالرحمان۔ گوالمنڈی لاہور
۱۰۔ غلام محمد ولد نور عالم۔ سارجن گلی ۶۹ لاہور
۱۱۔ محمد نذیر ولد بوٹا ۶/۱۴ احمدیہ فارم اکاڑہ
۱۲۔ عبدالصمد ولد خواجہ حبیب اللہ سرینگر۔

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ

# حضرت مسیح موعودؑ کے بعض تشریح طلب الہامات کی وضاحت

## اور ان کا ذریعہ ہدایت ہونا

### معزز سائل صاحب کا پیش کردہ الہام "غثم غثم" مکمل شکل میں۔

معزز سائل صاحب نے حضورؑ کا ایک الہام "غثم غثم" پیش کر کے اس کی تشریح کا مطالبہ کرتے ہوئے دریافت کیا ہے کہ یہ الہام کس طرح ذریعہ ہدایت بن سکتا ہے پیشتر اس کے کہ اس کی تشریح کی جائے اس کی مکمل شکل پیش کر دینا ضروری ہے۔ الہام کے اصل الفاظ یہ ہیں "غَثَمَ غَثَمَ غَثَمَ لَہٗ دفع الیہ من مالہ دفعۃً" اس میں تفہیم یہ ہوئی تھی کہ کوئی شخص کسی مطلب کے حصول پر بہت سا حصہ اپنے مال میں سے بطور نذر بھجوائے گا۔"

یہ الہام حضورؑ پر ۳ ستمبر ۱۸۹۸ء کو نازل ہوا۔ اس الہام میں لفظ غَثَمَ کے ساتھ "لَہٗ" کا لفظ ہے اور عربی زبان میں غثم کا یہی صلہ استعمال ہوتا ہے اس کے معنی خود الہام میں ہی واضح کر دیئے گئے ہیں یعنی دفع الیہ من مالہ دفعۃً اور حضورؑ کو جو اس الہام کی تفہیم ہوئی اس میں بھی اس امر کی وضاحت موجود ہے کہ وقت آنے والا ہے کہ کسی شخص کو اپنے کسی مقصد کے حصول میں ایسی مشکلات پیش آئیں گی جو اس مقصد کے حصول کو بظاہر ناممکن الحصول بنا دیں گی لیکن حضورؑ کی دعا سے وہ مشکلات دور ہو جائیں گی جس کے نتیجہ میں وہ شخص اپنے مال میں سے بہت سا حصہ بطور نذرانہ پیش کر دے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ الہام ایک غیب پر مشتمل ہے جس کو وقوع میں لانا انسانی طاقت سے باہر ہے ایسی غیب کی خبریں جب عملی شکل اختیار کر لیتی ہیں تو وہ لا محالہ ذریعہ ہدایت بنتی ہیں ایک تو ایسی غیبی خبر بعد وقوع خدا تعالےٰ کی ہستی پر یقینی ایمان پیدا کر دیتی ہے دوسرے اس بات پر بھی دل کو یقین سے بھر دیتی ہیں کہ خداوند تعالےٰ فی الحقیقت عالم الغیب ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اس کو ظاہر کیا گیا ہے اور ساتھ ہی قرآن شریف کے آخری الٰہی کتاب ہونے کا ثبوت بھی بہم پہنچا دیتی ہیں جس سے اس کتاب الٰہی کی ہدایات پر عمل کرنے کی طرف دلوں میں رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور لوگ شوق اور یقین سے اس پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں اور پھر جس رسولؐ پر یہ کتاب نازل ہوئی اس کو خاتم النبیین تسلیم کرنے کے لئے قلوب فوراً تیار ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی اس ملہم کے متعلق بھی اس امر کا یقینی ثبوت بہم پہنچا دیتی ہیں کہ اس کا اللہ تعالےٰ سے کامل اور گہرا تعلق ہے اور خدا کے ہاں اس کو مقبولیت حاصل ہے اور وہ خدا کے محبوب اور منعم علیہم بندوں میں سے ہے پس یہی وہ ذرائع ہیں جو لوگوں کو ہدایت کی طرف لاتے اور اس پر قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے مقرر کئے ہوئے ہیں پس اگر حضرت اقدسؑ کے اس الہام سے یہ مطالب حاصل ہو جاتے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ حضورؑ کا یہ الہام بھی لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت ہے۔

اس الہام کی تشریح سے قبل میں یہ بتلا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ لغت میں بھی اس لفظ کے وہی معنی لکھے ہیں جو الہام میں بیان کئے گئے ہیں اور جس کی وضاحت حضورؑ کی تفہیم میں پائی جاتی ہے۔ عربی زبان کی مشہور اور مستند لغت کی کتاب لسان العرب میں لکھا ہے غَثَمَ لہ من المال غَثْمَۃً اذا دفع لہ دفعۃً۔ اور اقرب الموارد میں ہے غَثَمَ لہ دفع لہ دفعۃً من المال جیّدۃً اور یہی حضورؑ کو تفہیم میں بتلایا گیا ہے۔

اب اگر اس الہام کے بعد ایسے اشخاص پیدا ہوئے جن پر الہام کے الفاظ صادق آئے تو الہام کے سچا ہونے اور اس کے ذریعہ ہدایت ہونے میں شک کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

اس الہام میں غَثَمَ کے لفظ کو تین دفعہ دوہرایا گیا ہے جس کے معنی صاف ہیں کہ ایسا امر جس کے نتیجہ میں اموال بطور نذرانہ صرف ایک دفعہ نہیں بلکہ کم از کم تین دفعہ ضرور وصول ہوں گے۔ علاوہ ازیں "لَہٗ" کے لفظ کا اضافہ اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ یہ نذرانہ اموال حضورؑ کے کسی مقصد کو فائدہ پہنچانے کے لئے پیش کیا جائے گا کیونکہ عربی زبان میں "لِ" فائدہ پہنچانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اب ذیل میں وہ مواقع لکھے جاتے ہیں جو مندرجہ بالا الہام کے پورا ہونے کے لئے پیش آئے۔

### پہلا موقعہ نواب محمد علی خانصاحب کو خطرناک مشکل کا پیش آنا۔

اس کے بعد ۱۹۰۶ء میں یعنی الہام مندرجہ بالا کے قریباً آٹھ سال بعد نواب صاحب مرحوم کو جو مشکل پیش آئی اور وہ کس طرح دور ہوئی اس کو حضورؑ کے الفاظ میں ہی بیان کیا جاتا ہے فرماتے ہیں:۔

"نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ مع اپنے بھائیوں کے سخت مشکلات میں پھنس گئے۔ منجملہ ان کے یہ کہ وہ ولی عہد کے ماتحت رعایا کی طرح قرار دیئے گئے تھے اور انہوں نے بہت کوشش کی مگر ناکام رہے۔ اور صرف آخری کوشش یہ باقی رہی تھی کہ وہ نواب گورنر جنرل بہادر بالقابہ سے دادرسی چاہیں۔ اور اس میں بھی کچھ امید نہ تھی کیونکہ ان کے خلاف قطعی طور پر حکام ماتحت نے فیصلہ کر دیا تھا۔ اس طوفان غم و ہم میں جیسا کہ انسان کی فطرت میں داخل ہے انہوں نے صرف مجھ سے دعا کی درخواست نہ کی بلکہ یہ وعدہ بھی کیا کہ اگر خدا تعالےٰ ان پر رحم کرے اور اس عذاب سے نجات دے تو وہ تین ہزار نقد روپیہ بعد کامیابی کے بلا توقف لنگر خانہ کی مدد کے لئے ادا کریں گے۔ چنانچہ بہت سی دعاؤں کے بعد مجھے یہ الہام ہوا۔ "اے سیف۔ اپنا رخ اس طرف پھیر لے"۔ تب میں نے نواب محمد علی خان صاحب کو اس وحی الٰہی سے اطلاع دے دی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ نے ان پر رحم کیا۔"

### مشکل پیش آمدہ کی تفصیل

مشکل پیش آمدہ کی تفصیل یہ ہے کہ نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ تھے ان کے علاوہ ان کے دیگر بھائی بھی اسی طرح رئیس مالیر کوٹلہ تھے مالیر کوٹلہ میں ان کی حیثیت مستقل رؤسا کی تھی یہ نواب مالیر کوٹلہ کی رعایا نہیں سمجھے جاتے تھے نواب مالیر کوٹلہ نے ان کو اپنی رعایا قرار دلوانے میں انتہائی کوشش کی چنانچہ ان کی کوشش بارآور ہوئی اور گورنمنٹ نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا اور جو دلائل اس فیصلہ میں دیئے گئے وہ بظاہر ایسے تھے کہ ان کی تردید محال نظر آتی تھی۔ چنانچہ اس عرصہ میں نواب محمد علی خانصاحب جب بھی مالیر کوٹلہ جاتے تھے تو ایک ریلوے ویگن کرایہ پر لے کر اسٹیشن پر ہی رہتے تھے جو نواب مالیر کوٹلہ کی عملداری سے باہر تھا ان مایوس کن حالات میں انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے دعا کے لئے درخواست کی اور حضورؑ کے لنگر خانہ کے لئے اپنی حیثیت کے مطابق تین ہزار روپیہ بطور نذرانہ مانا حضورؑ نے دعا فرمائی اور حضورؑ کو مندرجہ بالا الہام ہوا چنانچہ حضورؑ کے الہام کے مطابق ان کی مشکل دور ہو گئی اور گورنر جنرل یعنی وائسرائے ہند نے ان کی اپیل منظور کرتے ہوئے ان کی حیثیت مستقل رئیس ہونے کی بحال کر دی اور اس طرح ان کا مقصد بھی انہیں حاصل ہو گیا اور حضورؑ کے الہام غَثَمَ غَثَمَ غَثَمَ لَہٗ دفع الیہ من مالہ دفعۃً بھی قریباً آٹھ سال کے بعد پورا ہو کر لوگوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوا یہ اس الہام کے پورا ہونے کا پہلا موقعہ تھا۔

**دوسرا موقعہ** سیالکوٹ کے ایک شخص مستری نظام الدین کے ساتھ تعلق رکھتا ہے انہوں نے اس سلسلہ میں جو خط حضورؑ کی خدمت میں ارسال کیا وہ اس کی مشکل اور اس سے رہائی سے مایوسی کا واضح اظہار کرتا ہے چنانچہ اس کا خط نقل کرتے ہوئے پہلا واقعہ مستری نظام الدین صاحب ساکن سیالکوٹ کا ہے جو کچھ انہوں نے حضورؑ کی خدمت میں لکھا وہ حسب ذیل ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"ایک مرتبہ مستری نظام الدین نام ایک ہماری جماعت کے شخص نے سیالکوٹ اپنی جائے سکونت سے میری طرف خط لکھا۔ کہ ایک خطرناک مقدمہ فوجداری کا میرے پر دائر ہو گیا ہے۔ اور کوئی سبیل رہائی معلوم نہیں ہوتی سخت خوف دامنگیر ہے۔ اور دشمن چاہتے ہیں کہ میں اس میں پھنس جاؤں۔ اور بہت خوش ہو رہے ہیں اور میں نے اس وقت ظاہری اسباب سے ناامید

ہوکر یہ خط لکھا ہے ۔ اور میں نے اپنے دل میں نذر کی ہے ۔ کہ اگر میں اس مقدمہ سے نجات پا جاؤں تو مبلغ پچاس روپیہ خدا تعالےٰ کے شکریہ کے طور پر آپ کی خدمت میں ارسال کر دوں گا ۔ تب وہ خط اس کا کئی لوگوں کو دکھلایا گیا اور بہت دعا کی گئی اور اس کو اطلاع دی گئی ۔ چند دن گزرنے کے بعد اس کا پھر خط مع پچاس روپیہ کے آیا اور لکھا کہ خدا نے مجھے اس بلا سے نجات دی ۔

پھر چند ہفتہ کے بعد ایک اور خط آیا جس میں لکھا تھا کہ سرکاری وکیل نے پھر وہ مقدمہ اٹھایا ہے ۔ اس بنیاد پر کہ فیصلہ میں غلطی ہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر نے ایڈووکیٹ کی بات قبول کر کے فیصلہ کو انگریزی میں ترجمہ کرا کر اور سفارش لکھ کر صاحب کمشنر بہادر کی خدمت میں بھیج دیا ہے ۔ اس لئے یہ حملہ پہلے سے زیادہ خطرناک ہے اور بہت تشویش دہ ہے ۔ اور میں نے اس حالت بیقراری میں پھر اپنے ذمہ یہ نذر مقرر کی ہے کہ اگر اب کی دفعہ میں اس حملہ سے بچ جاؤں تو مبلغ پچاس روپے پھر بطور شکریہ ادا کر دوں گا ۔ میرے لئے بہت دعا کی جائے ۔ یہ خلاصہ دونوں خطوں کا ہے جن کے بعد دعا کی گئی ۔

بعد اس کے شاید ایک دو ہفتہ ہی گزرے تھے کہ پھر مستری نظام الدین کا خط آیا جو بجنسہ ذیل میں لکھا جاتا ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسیحنا و مہدینا ۔ حضرت حجۃ اللہ علی الارض ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ اللہ تعالےٰ نے بعد حضور کی خاطر پھر دوبارہ خاکسار پر رحم فرمایا اور اپیل فریق مخالف کی کمشنر صاحب لاہور نے نامنظور کر کے واپس کر دی ۔ فالحمد للہ والمنۃ خاکسار دو ہفتہ کے اندر حضور کی قدم بوسی کے لئے حضور کی خدمت میں پچاس روپیہ نذرانہ جو پہلے مانا ہوا ہے لے کر حاضر ہو گا حضور کا ناکارہ غلام ۔

خاکسار ۔ نظام الدین مستری
شہر سیالکوٹ متصل ڈاک خانہ "

یہ دیکھیں کہ مذکورہ بالا شخص کو دو دفعہ ایسی شکل پیش آئی جس کے دور ہونے کی اسے وئی سبیل نظر نہ آتی تھی مایوسی کی حالت میں اس نے حضورؑ کی دعا پر ہی پھر وسہ کرتے ہوئے حضورؑ کو دعا کے لئے بھی لکھا اور ساتھ ہی اپنی حیثیت کے مطابق مبلغ پچاس روپے بطور نذرانہ مانے پہلی دفعہ اس کی مشکل دور ہوئی اور اس نے الہام غَثَمَ لَہٗ دفع الیہ من مالہ دفعۃً کو پورا کرتے ہوئے مبلغ پچاس روپے حضورؑ کی خدمت میں ارسال کئے اور دوسری دفعہ وہی مشکل پہلے سے بھی زیادہ بھیانک شکل میں نمودار ہو گئی اور اس شخص کو اس سے جو تشویش لاحق ہوئی وہ اس کے خط کے الفاظ سے ظاہر ہے چنانچہ پھر دعا کی درخواست کے ساتھ اپنی حیثیت کے مطابق مزید پچاس روپے بطور نذرانہ پیش کرنے کے لئے عرض کیا چنانچہ حضورؑ کی دعا کے نتیجہ میں اس شخص کی مشکل دوسری دفعہ بھی دور ہو گئی اور حضورؑ کا کئی سال قبل کا الہام غَثَمَ غَثَمَ غَثَمَ لَہٗ دفع الیہ من مالہ دفعۃً دوسری دفعہ بھی پورا ہو کر سعید لوگوں کے لئے موجب ازدیاد ایمان ہوا ۔

## تیسرا واقعہ

حضورؑ کے ایک مخلص مرید سید ناصر شاہ نامی ریاست کشمیر میں بارہ مولا میں اوورسیر تھے ۔ ان کے افسران کے خلاف ہو گئے اور نہ صرف ان کی ترقی کی راہ میں روک بن گئے بلکہ ان کو ملازمت سے بھی برطرف کرانے کی کوشش میں لگ گئے ۔ اس واقعہ کی تفصیل حضورؑ کے اور سید ناصر شاہ صاحب کے الفاظ میں ہی درج کی جاتی ہے چنانچہ حضورؑ استجابت دعا کے نشانوں کے ضمن میں ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :-

" چنانچہ منجملہ ان کے استجابت دعا کا ایک یہ نشان ہے کہ ایک میرے مخلص سید ناصر شاہ نام جو اب کشمیر بارہ مولہ میں اوورسیر ہیں وہ اپنے افسروں کے ماتحت نہایت تنگ تھے اور کئی آدمی ان کی ترقی کے خارج تھے بلکہ ان کی ملازمت خطرہ میں تھی ایک دفعہ انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ میں استعفےٰ دے دیتا ہوں تا اس ہر روزہ تکلیف سے نجات پاؤں میں نے ان کو منع کیا ۔ مگر وہ اس قدر ملازمت سے عاجز آ گئے تھے کہ انہوں نے بار بار نہایت عجز و انکسار سے عرض کی کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میری جان ایک بلا میں گرفتار ہے اور حد سے زیادہ اصرار کیا اور کہا کہ میرے لئے ترقی عہدہ کی راہ بند ہے بلکہ ایسا نہ ہو کہ کسی ظالم کے ہاتھ سے فوق الطاقت مجھے ضرر پہنچ جائے ۔ تب میں نے ان کو کہا کہ کچھ دن صبر کرو ۔ میں تمہارے لئے دعا کروں گا اور اگر پھر بھی مشکلات پیش آئیں تو پھر اختیار ہے ۔ بعد اس کے میں نے جناب الٰہی میں ان کے لئے دعا کی اور حضرت عزت سے ان کی کامیابی چاہی ۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے اس کے کہ پہلی ملازمت بھی خطرہ میں تھی غیر متوقع طور پر ترقی ہو گئی ۔ چنانچہ ہم ذیل میں سید ناصر شاہ صاحب کا خط درج کرتے ہیں ۔ جس سے معلوم ہو گا کہ دعا نے ان کی حالت پر کیا اثر کیا اور وہ یہ ہے :-

بحضور اقدس حضرت پیر و مرشد دام ظلکم ۔ خاکسار نابکار سید ناصر شاہ بعد از السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ عرض رساں ہے کہ حضور والا کی دعا نے یہ اثر دکھایا کہ حضور کی دعا کی برکت سے ترقی عہدہ اور ترقی تنخواہ ہو گئی ۔ حضور والا کے وہ الفاظ خاکسار کو بخوبی یاد ہیں کہ جب خاکسار نے آزردہ خاطر ہو کر عرض کیا تھا کہ اب ملازمت چھوڑ دوں گا لیکن حضور نے بڑے لطف اور رحم سے فرمایا تھا کہ گھبرانا نہیں چاہئے ۔ ہم دعا کریں گے خدا قادر ہے کہ انہی دشمنوں کو تمہارا دوست بنا دے گا ۔ سو جناب والا ۔ الحمد للہ کہ جو جو الفاظ حضور والا نے فرمائے تھے اسی طرح ظہور میں آ گیا ۔ اور وہی دشمن بعد میں میرے لئے دوست اور سفارش کرنے والے بن گئے ۔ خدا نے حضور کی دعا سے ان کا دل میری طرف پھیر دیا ۔ ایک اور بڑا معجزہ حضور والا کی برکت سے یہ ظہور میں آیا کہ ممبران بالا کی طرف سے مجھ پر اعتراض ہوا تھا کہ ناصر شاہ نے کالج پاس نہیں کیا اور نہ کسی امتحان کی سند ہے اس لئے عہدہ کی ترقی کا کیونکر مستحق ہو سکتا ہے ۔ ادھر یہ اعتراض تھا اور اسی طرف سے حضور والا کا نامہ صادر ہوا کہ ہم نے جہاں تک ممکن تھا بہت دعا کی ہے ۔ سو جناب ۔ عالی وہی دن تھا کہ جبکہ میری نسبت کاغذات کونسل میں پیش ہوئے اور صاحب بہادر نے میرے لئے بہت زور دے کر کہا اور عجیب تر یہ ہے کہ وہی مخالف میرے لئے سفارش کرنے والے تھے اور دلی دوست اور خیر خواہی سے میری ترقی کے خواہاں تھے ۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ بغیر کسی عذر و حیلہ کے میری ترقی کے لئے رزولیشن پاس ہو گیا فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔ جناب من مبلغ پچاس روپیہ پرسوں کی ڈاک میں حضور والا کی خدمت میں اس خاکسار نے روانہ کئے ہیں قبول فرمائیں اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ آفات زمانہ سے محفوظ رکھے ۔ اور عاقبت نیک فرمائے ۔ آمین ۔

عریضہ بندہ خاکسار سید ناصر شاہ ۔ اوورسیر از مقام بارہ مولہ کشمیر ۔ " ۲

معزز سائل صاحب اور دیگر انصاف پسند لوگ غور فرمائیں کہ الہام میں کئی سال قبل یہ بتلایا گیا کہ تین شخص اپنے ناممکن الحصول مقصد حاصل ہونے پر اپنے مال میں سے کچھ ارسال کریں گے ویسے تو حضورؑ کے دوسرے الہاموں کے مطابق ہمیشہ حضورؑ کو ضرورت کے وقت اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لئے مالی امداد پہنچتی رہی ہے لیکن اس الہام میں خصوصیت سے یہ بتلایا گیا ہے کہ تین اشخاص اپنے ناممکن الحصول مقاصد کو پا لینے کے نتیجہ میں حضورؑ کے مقاصد دینیہ کے حصول میں مدد دینے کے لئے اموال پیش کریں گے چنانچہ دو شخصوں نے تو وعدہ کیا کہ وہ اپنے مقاصد کے حصول پر اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اپنے اموال میں سے ایک حصہ اپنے مال کا پیش کریں گے اور انہوں نے اپنے اس وعدہ کو پورا کرتے ہوئے اپنے مال کو پیش بھی کر دیا اور تیسرے نے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے بعد اپنی حیثیت کے مطابق اپنا مال پیش کر دیا ۔ غور فرمائیں یہ کتنا بڑا غیب ہے جس کی اطلاع حضورؑ کو کئی سال قبل دی گئی اور پھر اسی طرح وقوع میں آئی جس طرح الہام میں بتلائی گئی تھی کیا قرآن شریف میں صاف نہیں بتلایا گیا کہ غیب کا علم خدا کے سوا اور کسی کو نہیں اور وہ غیب پر مطلع صرف اپنے برگزیدوں کو ہی کرتا ہے اور کیا ایسا غیب وقوع میں آ کر ذریعہ ہدایت نہیں بنتا اگر بنتا ہے اور یقیناً بنتا ہے تو حضورؑ کا مندرجہ بالا الہام بھی یقیناً ذریعہ ہدایت بنا ہے ۔

## ایک اور قابل تشریح الہام کی حقیقت

معزز سائل صاحب نے حضورؑ کے ایک اور الہام "کھل جائیں گے" کو پیش کر کے اس کی حقیقت پر روشنی ڈالنے کا مطالبہ کیا ہے ۔ یہ الہام جس سلسلہ میں ہوا ہے اسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے کیونکہ اسی پس منظر کو جاننے کے بعد ہی ہمیں اس کی حقیقت سمجھ میں آ سکتی ہے حضورؑ فرماتے ہیں :-

" ایک دفعہ نواب علی محمد خان رئیس لودیانہ نے میری طرف خط لکھا کہ میرے بعض امور معاش بند ہو گئے ہیں آپ دعا کریں کہ تا وہ کھل جائیں جب میں نے دعا کی تو مجھے الہام

( باقی بر صلا ۔ کالم ملا )

ناصر احمد صاحب

# جیمس ان ہیومن آن ارتھ کے مایۂ ناز مصنّف

# الحاج خواجہ نذیر احمد صاحب

## حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی جملہ کتب کی طباعت کے لئے ۲۰ ہزار روپے کی اپیل

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم ملقب بہ حسن بیان وبانی ووکنگ مسلم مشن کے فرزند اکبر الحاج خواجہ نذیر احمد صاحب عرصہ دس سال صاحب فراش رہ کر ۲۸ مارچ ۱۹۷۰ء کو ۷۳ برس کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خداوند کریم مرحوم پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔

خواجہ نذیر احمد صاحب ایک نہایت قابل بے باک اور زیرک ایڈووکیٹ تھے اس کے علاوہ آپ ایک منفرد محقق اور مصنف بھی تھے جیسس ان ہیومن آن ارتھ ان کی انتھک علمی کاوشوں کی زندہ جاوید یادگار ہے جس نے عیسائی حلقوں میں تہلکا مچادیا۔ وفات مسیحؑ پر قرآن وحدیث، قدیم وجدید تاریخیں اور دستاویزی شواہد جس عرقریزی سے اس کتاب میں جمع کر دیئے گئے ہیں اس کی مثال کم ہی دیکھنے میں آئی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک دفعہ ایک مجلس میں دوران گفتگو خواجہ صاحب مرحوم فرمانے لگے کہ ایک دفعہ مجھے اس کتاب کے سلسلہ میں کچھ مواد حاصل کرنے کے لئے بمبئی جانا پڑا۔ چنانچہ میں نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور قرآن مجید لے کر بمبئی میل کی ڈائننگ کار میں بیٹھ گیا اور وفات مسیحؑ کے متعلق تمام قرآنی آیات کا مطالعہ شروع کردیا۔ اور یہ کام مسلسل کرتا چلا گیا یہاں تک کہ گاڑی بمبئی پہنچ گئی۔ اور میں نے قرآن مجید ختم کر کے تمام متعلقہ نوٹ لے لئے۔ ان دنوں گاڑی لاہور سے بمبئی تک ۳۶ گھنٹوں میں پہنچتی تھی۔

اس سے آپ خواجہ صاحب کی ان تھک محنت کرنے کی صلاحیت کا اندازہ کرسکتے ہیں۔

جس طرح سرسید احمد خاں مرحوم نے کہا تھا کہ جب خدا مجھ سے پوچھے گا کہ تو نے دنیا میں کیا کام کیا تو میں کہوں گا کہ حالی سے مدّوجزر اسلام لکھوائی۔ اسی طرح میری ناچیز رائے میں خواجہ نذیر احمد صاحب کی یہ بلند پایہ تحقیق کتاب روز محشر ان کی مغفرت کا ذریعہ ہوگی۔

وہ اعلان جو حضرت مسیح موعود وبانی تحریک احمدیت نے ۱۸۹۰ء میں خدا سے علم پاکر کیا تھا کہ حضرت مسیحؑ وفات پاچکے ہیں اور پھر اس سلسلہ میں ایک نہایت بسط سے قرآن مجید حدیث اور اقوال آئمہ کی روشنی میں ایک کتاب ۱۸۹۱ء میں ازالہ اوہام کے نام سے شائع کی۔ اس مضمون کو خواجہ صاحب مرحوم نے تاریخی حقائق وشواہد کی روشنی میں کمال تک پہنچا دیا۔ اور مغربی دنیا کے علمی حلقوں میں یہ مسئلہ ایک لمحہ فکریہ بن گیا جس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج حضرت مسیحؑ کے کفن کی تصاویر بھی شائع ہوچکی ہیں جن پر سائنسدانوں نے تحقیق کر کے اس بات کی تصدیق کردی ہے کہ واقعی حضرت مسیحؑ صلیب سے بے ہوشی کے عالم میں اتارے گئے۔

خواجہ صاحب کی تحقیقات قسط وار ۱۹۴۳ء سے ۱۹۴۹ء تک ماہنامہ "اسلامک ریویو" انگلستان ہفتہ وار "لائٹ" اور "پیغام صلح" میں شائع ہوتی رہیں۔ اس کے بعد مکمل کتاب کی صورت میں یہ کتاب ۱۹۵۲ء میں شائع ہوئی۔ اور اس نے عیسائی معتقدات کی بنیادیں کھوکھلی کردیں۔ چنانچہ اسی خطرے کے پیش نظر ۱۹۵۳ء میں سر فیروز خان نون کی وزارت کے دوران پنجاب کی صوبائی اسمبلی میں عیسائی نمائندوں نے سودہ بازی کر کے اس کتاب کو ضبط کروادیا تھا۔ بعدہٗ اس ضبطی کے حکم کو مارچ ۱۹۵۶ء میں فیڈرل کورٹ نے کالعدم قرار دے دیا۔

اپنے فیصلہ میں فاضل ججوں نے کتاب کے نفس مضمون کی اہمیت اور شہرت کے بارے میں جو ریمارکس دیئے ہیں ان میں سے چند اقتباسات کا ترجمہ یہاں پیش کرتا ہوں:—

"خواجہ نذیر احمد نے اس کتاب کو تصنیف کیا ہے جو لاہور تحریک احمدیت کے سرگرم مبلغ اور اس کورٹ کے ایک ایڈووکیٹ بھی۔ مصنف کا یہ دعوےٰ ہے کہ انہیں اس کتاب کو تصنیف کرنے میں سات سال کا عرصہ لگا۔ اور یہ کہ انہیں اس کتاب کی تصنیف کے سلسلے میں ایک ہزار سے زائد کتب کا مطالعہ کرنا پڑا جن میں سے صرف ۳۰۰ کتب کے حوالہ جات دیئے گئے ہیں۔ اس کا پہلا ایڈیشن اپریل ۱۹۵۲ء میں شائع ہوا۔ یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ اسی سال جون میں اس کی مزید تین ہزار کاپیاں طبع کروانی پڑیں۔ اس کتاب کے تراجم جرمن، فرانسیسی، اطالوی اور عربی زبانوں میں ہوچکے ہیں اس کتاب کی بلند پایہ علمیت کو سراہتے ہوئے فرنچ اکیڈیمی نے انہیں ڈاکٹر ڈاکٹر ان لٹریچر کی ڈگری عطا کی۔ اور دو ممتاز جرمن پروفیسروں نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ اگر کتاب کے پانچویں باب کو الگ شائع کیا جائے تو وہ اسے نوبل پرائز کے لئے پیش کرنے کی سفارش کریں گے"

اس کتاب کے مذہبی پہلو پر سپریم کورٹ کی رائے بھی قابل غور ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کتاب واقعی مروجہ عیسائی معتقدات پر ایک کاری ضرب ہے۔ اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

"مقامی کورٹ اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ یہ کتاب، عیسائیوں کے عقائد پر ایک خطرناک حملہ ہے، اور حضرت مسیح کے متعلق عام تاریخی واقعات کے خلاف ہے، یہ کتاب اس نظریہ کو پیش کرتی ہے کہ حضرت مسیحؑ۔ حضرت مریمؑ اور حضرت یوسف نجار کے ازدواجی تعلقات کے نتیجہ میں پیدا ہوئے تھے اور یہ کہ ان کی وفات صلیب پر واقع نہ ہوئی تھی بلکہ جس وقت انکو صلیب سے اتارا گیا تو وہ زندہ تھے زخموں کے ٹھیک ہوجانے کے بعد حضرت مریمؑ کی معیت میں سفر کرتے ہوئے مری پہنچے جہاں حضرت مریم کی وفات ہوگئی۔ یہاں سے حضرت مسیحؑ کشمیر تشریف لے گئے اور وہیں انہوں نے وفات پائی کوہ مری کا نام حضرت مریم کے نام کی نسبت سے رکھا گیا ہے۔ جہاں حضرت مریم کی قبر موجود ہے حضرت مسیحؑ کی قبر سرینگر میں ہے''

ان ریمارکس سے اس کتاب کی شہرت اور اثر کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔ ۱۹۵۷ء کی بات ہے میں مشن کے ایک کام کے سلسلہ میں خواجہ صاحب مرحوم سے ملنے ان کی کوٹھی واقع ۱۲۸ مال روڈ گیا۔ تو وہاں رنگون ہائی کورٹ کے ایک ممتاز جج اپنی لڑکی کے ہمراہ موجود تھے۔ انہوں نے خواجہ صاحب کا ہاتھ بڑے احترام سے اپنے ہاتھوں میں لیا ہوا تھا۔ اور یہ کہا کہ میں گذشتہ سات سال سے اس کوشش میں تھا کہ اس ہستی کی زیارت کروں جس نے جیسس ان ہیومن آن ارتھ جیسی بے نظیر کتاب تصنیف کی اور خدا کا شکر ہے کہ آج میری یہ دیرینہ خواہش پوری ہوئی ہے۔ خواجہ صاحب نے جواب میں کہا کہ یہ سب خدا کے فضل کا نتیجہ ہے ورنہ مجھ گنہگار میں اتنی صلاحیت کہاں ہے۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مغفور کی اولاد میں سے خواجہ نذیر احمد صاحب نے ووکنگ مسلم مشن کی ہر رنگ میں سب سے زیادہ خدمت کی ہے، علمی رنگ میں جیسس ان ہیومن آن ارتھ لکھ کر آپ نے نہ صرف عیسائیت پر اتمام حجت کر دیا بلکہ مطالعہ مذاہب میں یہ کتاب ایک علمی شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔ مالی لحاظ سے اس طریق پر مشن کی مدد کی کہ اس کتاب کے جتنے ایڈیشن شائع ہوئے ان کے اخراجات تو خود برداشت کئے لیکن اس کی فروخت تمام کی تمام مشن کو ملتی رہی اس کے علاوہ انہوں نے اپنے عظیم والد کی جملہ کتب کو ایک خوبصورت سیٹ کی صورت میں طبع کرانے کے ابتدائی کام کو مکمل کرلیا تھا لیکن اچانک بیماری نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچنے کی مہلت نہ دی۔ اسی طرح حضرت خواجہ کمال الدین صاحب قرآن پاک کے پاروں کا ترجمہ مکمل کرگئے تھے۔ بقیہ ۱۴ پاروں کا ترجمہ کروایا۔ اور مکمل قرآن پاک کو رومن تلفظ میں کروالیا تاکہ انگریزی دان طبقہ جو عربی متن نہیں پڑھ سکتا۔ رومن تلفظ سے اس کلام الٰہی کو پڑھنے کی سعادت حاصل کرسکے۔ اس مقصد کے لئے خواجہ صاحب نے اپنی جیب خاص سے ایک خطیر رقم بھی محفوظ کی اور دیگر احباب سے عطیہ جات بھی لئے مکمل عربی متن نیا لکھوایا۔ جب تمام انتظامات مکمل ہوگئے اور ہوائی جہاز میں انگلستان جانے کے لئے سیٹ بک ہوگئی تو ان پر اچانک دوران خون کا اتنا شدید حملہ ہوا کہ پھر آپ کو انگلستان جانا نصیب نہ ہوا۔ خدا کی عجیب شان ہے کئی مصنفین کتابیں تصنیف کر کے

ہیں لیکن مالی وسائل کے نہ ہونے کی وجہ سے ان کی اشاعت نہیں ہو پاتی۔ لیکن یہاں تو سارا مسودہ تیار اور رقم مہیا ہو چکی تھی اور خواجہ صاحب بس چند دنوں تک چلنے والے تھے کہ بیماری کے حملہ نے بے بس کر دیا۔ اور خواجہ صاحب کے دونوں کام جن کے لئے انہوں نے دن رات ایک کر دیا تھا دھرے کے دھرے رہ گئے اور کئی ایک کوششوں کے باوجود ان کتب کی اشاعت کے سلسلہ میں کوئی موثر قدم نہ اٹھایا جا سکا اور اب ان کی موت کے بعد اس کی امید پہلے سے کہیں زیادہ مایوسی میں بدل گئی ہے۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی کتب کے سلسلہ میں خدا کا فضل ہے کہ حوصلہ افزا ابتدا ہو گئی ہے۔ چوہدری فضل حق صاحب بائرڈ انکم ٹیکس کمشنر (آزاد کشمیر) کی کوششوں سے لائل پور کی جماعت نے ینابیع المسیحیت کی طباعت کے اخراجات برداشت کئے اور یہ کتاب جو مدتوں سے نایاب تھی ایک دفعہ پھر شائع ہو گئی ہے۔ اسی طرح ۱۹۶۳ء میں حضرت خواجہ صاحب کی مشہور کتاب اسلام اینڈ مسلم پریر کے پورے ایڈیشن کے اخراجات جناب میاں فاروق احمد صاحب نے ادا کئے تھے اور اب آٹھویں ایڈیشن حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی بلند پایہ اور دل کو موہ لینے والی کتب کا مکمل سیٹ کا طبع ہونا اسلام کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔ ان کتابوں نے مغربی دنیا کی ممتاز شخصیتوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ اگر احباب اس طرف خاص توجہ کریں اور اس کار خیر میں ۱۵ سے ۲۰ ہزار روپیہ تک عطیہ جات ارسال کریں تو علم و معرفت کا یہ خزانہ ایک دفعہ پھر منصۂ شہود پر آ سکتا ہے اور روحانیت کے پیاسے اس روحانی پانی سے اپنی پیاس بجھا سکتے ہیں۔

میرے والد صاحب مولینا آفتاب الدین احمد صاحب کی اچانک موت جنوری ۱۹۵۶ء میں ہوئی۔ اس وقت سے ۱۹۶۰ء تک مجھے ووکنگ مسلم مشن سے منسلک رہنے کی سعادت نصیب رہی۔ اس دوران خواجہ نذیر احمد صاحب سے زیادہ قریب رہ کر کام کرنے کا موقع ملا۔ ان کو مشن کے کاموں کے لئے ایک جنون تھا اور ان کے لئے اپنے ذاتی کاموں کو التوا میں ڈال دیتے تھے۔ میرے والد مرحوم کے ساتھ خواجہ صاحب مرحوم کے تعلقات کافی گہرے تھے۔ خواجہ صاحب نے اپنی ہوش تک اس تعلق کو نہایت اخلاص سے نبھایا۔ خدا تعالے ان کی روح پر اپنی ہزار ہزار نعمتیں نازل فرمائے۔ خواجہ صاحب مرحوم مشن کے معاملات اور دیگر علمی مسائل میں ہمیشہ والد مرحوم سے مشورہ کرتے تھے۔ کئی سالوں تک ایک مقدمہ کے سلسلہ میں خواجہ صاحب پریشان رہے۔ جس دن خدا کے فضل سے انہیں اس مشکل سے نجات ملی تو سیدھے ووکنگ مسلم مشن کے دفتر میں جو اس وقت موجودہ دفتر سے ملحقہ عمارت کی تیسری منزل پر واقع تھا تشریف لائے اور مشورۃً پوچھا کہ مولینا میں شکرانہ کے طور پر دین کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ ایک بیدار مغز وکیل ہوتے ہوئے وفات مسیح کو تاریخی طور پر ثابت کرنا خواجہ صاحب کی ذہنی افتاد طبع کے عین مطابق ہے اس لئے اس کام کو کرنا چاہئے۔ خواجہ صاحب اس تجویز پر بڑے خوش ہوئے اور پھر سات سال کی مسلسل محنت سے جیسس ان ہیون آن ارتھ کے شاہکار کو انہوں نے تخلیق کیا۔ یہ کتاب سورسز آف کرسچینٹی کے بعد عیسائیت پر دوسرا کاری حملہ تھا۔

والد صاحب کی وفات کے دوسرے دن خواجہ نذیر احمد صاحب گھر پر تشریف لائے اور والد مرحوم کے اخلاص، روحانیت اور علمی قابلیت کی تعریف کرتے رہے پس اسی ضمن میں انہوں نے حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور کے ایک کشف کا ذکر کیا۔ جو شاید اب تک ہماری جماعت کے ریکارڈ میں نہیں آیا۔ احباب جماعت کے ازدیاد ایمان کے لئے میں اس کی تفصیلات جو خواجہ صاحب نے بتائیں درج کرتا ہوں:

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب جب دوسری مرتبہ ۱۹۱۱ء میں انگلستان تشریف لے گئے تو خواجہ نذیر احمد صاحب کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے تاکہ انہیں بیرسٹری تعلیم دلائیں۔ انہی دنوں حضرت خواجہ صاحب کے پھیپھڑوں میں پانی پڑ گیا اور آپ بستر پر پڑ گئے۔ اشاعت اسلام کا کام رک گیا۔ انگلستان کی یخ بستہ سردی، دن رات محنت، آرام مفقود اور کمرے گرم رکھنے کا مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے حضرت خواجہ صاحب اس بیماری کا شکار ہو گئے۔ ڈاکٹری علاج ہوتا رہا لیکن بیماری طول پکڑ گئی۔ بالآخر ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ آخری علاج پلاسٹر لگانے کے علاوہ کوئی نہیں جس کی وجہ سے حضرت خواجہ صاحب کو کئی ہفتہ ایک ہی رخ لیٹا رہنا پڑتا تھا۔ ڈاکٹر کا اصرار جب بڑھ گیا تو حضرت خواجہ صاحب نے کہا کہ اچھا آج مجھے اپنے ڈاکٹر سے مشورہ کر لینے دیں میں کل آپ کو بتاؤں گا کہ کیا کیا جائے۔

بیماری کے دوران خواجہ نذیر احمد صاحب حضرت خواجہ صاحب کی چارپائی کے قریب زمین پر سوتے تھے۔ رات کو حضرت خواجہ صاحب نے لیٹے لیٹے تیمم کیا اور تہجد کی نماز شروع کر دی۔ نماز میں خدا سے یوں دعا مانگنی شروع کی: "اے خدا میں تو تیرے دین کی خدمت کے لئے اس ملک میں آیا ہوں لیکن تو نے مجھے اس بیماری میں مبتلا کر کے بے بس کر دیا ہے اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے دین کا کام اس ملک میں ہو تو مجھے صحت عطا فرما۔" خواجہ نذیر احمد صاحب فرماتے ہیں:

"میں کیا دیکھتا ہوں کہ عین اس وقت دروازے کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ آتے ہوئے دکھائی دیئے اور حضرت خواجہ صاحب کے سرہانے کھڑے ہو کر فرمانے لگے: خواجہ صاحب! آپ جلدی گھبرا گئے۔ خواجہ صاحب نے جواب میں کہا: حضور میں تو اسلام کی خدمت کرنے یہاں آیا تھا لیکن اس بیماری نے بے بس کر رکھا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: خواجہ صاحب کبھی آپ نے حقہ استعمال کیا ہے؟ خواجہ صاحب نے کہا نہیں حضور۔ فرمایا اسے استعمال کریں۔"

یہ کہہ کر حضرت مسیح موعود تشریف لے گئے۔ اس کے فوراً بعد حضرت خواجہ صاحب نے مجھے آواز دی، نذیر۔ میں نے کہا جی۔ فرمایا تم سگریٹ پیتے ہو؟ میں نے جھجکتے ہوئے کہا کہ جی۔ فرمانے لگے کہ سب لے آؤ۔

میرے پاس جتنے سگریٹ تھے میں نے لا کر پیش کر دیئے۔ پھر فرمایا اور لاؤ۔ میں نے کہا اور تو نہیں ہیں۔ فرمانے لگے رات ہے اس لئے تم ریزگاری لے جاؤ اور بازاروں میں سگریٹ فروخت کرنے کی مشینوں میں سے اس کے ذریعہ سگریٹ نکال کر لاؤ۔ میں نے گھر میں جتنی ریزگاری تھی اکٹھی کی اور بازار جا کر جتنے سگریٹ مشینوں سے مہیا ہو سکے لا کر حضرت خواجہ صاحب کو دے دیئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے وہ سب سگریٹ پی ڈالے۔ کمرے میں دھواں ہی دھواں ہو گیا۔ اس وقت تک صبح ہو گئی تھی حضرت خواجہ صاحب جو کئی ہفتوں سے صاحب فراش تھے اٹھے فجر کی نماز کے لئے وضو کیا نماز ادا کی اور نیچے جا کر اسلامک ریویو کے کام میں مشغول ہو گئے۔ صبح کو حسب معمول جب ڈاکٹر آیا اور سیدھے ان کے کمرے کی طرف گیا تو حضرت خواجہ صاحب کی چارپائی کو خالی پا کر یہ سمجھے کہ شاید خدانخواستہ آپ رات کو فوت ہو گئے ہیں۔ اتنے میں حضرت خواجہ صاحب نے نیچے سے آواز دی کہ ڈاکٹر صاحب نیچے تشریف لے آیئے۔ ڈاکٹر نے جو حضرت خواجہ صاحب کو یوں دیکھا تو گھبرا کر کہنے لگا خواجہ صاحب آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ خدا را اوپر آ کر چارپائی پر لیٹ جایئے۔ لیکن حضرت خواجہ صاحب نے مسکرا کر کہا ڈاکٹر صاحب آپ فکر مند نہ ہوں۔ ذرا نیچے تشریف لایئے اور میرا معائنہ فرمائیں۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت خواجہ صاحب کا اچھی طرح معائنہ کیا اور اس کی حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ بیماری کا تو نام و نشان نہیں رہا۔ اس نے حضرت خواجہ صاحب سے پوچھا کہ آپ نے کیا کیا تو انہوں نے کشف میں بتائے ہوئے علاج کا ذکر کیا۔ اس پر ڈاکٹر نے انگریزی کے یہ فقرات کہے اور رخصت ہوا کہ

Where ignorance is bliss
'tis folly to be wise

یعنی جہاں جہالت رحمت ہو وہاں عقلمندی دکھانا بیوقوفی ہے۔"

آخر میں خواجہ نذیر احمد صاحب کی زندگی کے مختصر حالات پر اس تذکرہ کو ختم کرتا ہوں اور دست بدعا ہوں کہ خدا تعالے ان کی روح پر اپنی رحمت کا سایہ ڈالے اور حضرت خواجہ کمال الدین کے مشن کو قائم رکھنے کے لئے غیب سے سامان پیدا کر دے۔

## مختصر حالات زندگی۔

خواجہ نذیر احمد صاحب ۲ر دسمبر ۱۸۹۷ء میں لاہور میں پیدا ہوئے سنٹرل ماڈل سکول لاہور اور فارمن کرسچین کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی اور ۱۹۱۱ء میں انگلستان تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ تک لندن یونیورسٹی اور گلڈ انسٹی ٹیوٹ لندن میں سول اور مکینیکل انجنیئرنگ کی تعلیم حاصل کی ۱۹۱۸ء میں مانچسٹر واٹر سپلائی کے سلسلہ میں حکومت نے انہیں اسسٹنٹ انجنیئر مقرر کیا ۱۹۱۲ء میں مڈل ٹیمپل سوسائٹی سے بیرسٹر بنے اور پھر اسی سال لاہور کی پریکٹس شروع کی ۱۹۲۳ء میں ووکنگ مسلم مشن انگلستان کے سیکرٹری مقرر ہوئے اور ستمبر ۱۹۲۳ء میں شاہجہان مسجد ووکنگ کی امامت کے فرائض انجام دیئے۔ اور ۱۹۲۴ء کے آخر تک اس عہدے پر فائز رہے۔ اس عرصہ میں مسٹر آرچیبالڈ ہملٹن جیسی ذی علم شخصیت نے اسلام قبول کیا۔ "جیسس ان ہیون آن ارتھ" یعنی حضرت عیسیٰ جنت ارضی پر آپ کا سب سے بڑا شاہکار ہے۔ اس کتاب کے چار ایڈیشن چھپ چکے ہیں اور کئی ایک زبانوں میں اس کے ترجمے ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے دو چھوٹی کتابیں اسلام اینڈ سلیوری اور اسلام اینڈ سا

---

چوہدری فضل حق صاحب کوشاں ہیں خدا کرے ان کی کوششوں سے یہ معرکہ آرا کتاب پھر منصۂ شہود پر آجائے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

## روحِ اسلام کا قرآن نمبر

مضطرب دنیا کو قرآن حکیم کے آبِ حیات کی ضرورت ہے۔ روحِ اسلام کے قرآن نمبر کا غرض و غایت اس تشنگی کو دور کرنا ہے۔ اس عظیم الشان کام کے لئے جہاں عاشقانِ قرآن کے بلند پایہ مضامین درکار ہیں۔ وہاں قرآن کے شایانِ شان طباعت و اشاعت کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اس لئے فدائیان اسلام اہلِ صنعت و تجارت سے التماس ہے کہ وہ اس نمبر کے لئے فراخدلی سے اشتہارات مہیا کریں۔ علاوہ ازیں مخیر احباب اس جہاد فی سبیل اللہ میں دست تعاون بڑھائیں تا کہ ہم اپنی روایات کے مطابق یہ فریضہ ادا کر سکیں اس سلسلہ میں رقوم محاسب صاحب انجمن کے پتے پر ارسال فرمائی جائیں۔

فضل حق
کنوینر۔ قرآن نمبر کمیٹی۔

## الہامات کی وضاحت

(بسلسلہ صفحہ ۸)

ہوا کہ "کھل جائیں گے" میں نے بذریعہ خط ان کو اطلاع دے دی۔ پھر صرف دو چار دن کے بعد وہ وجوہ معاش کھل گئے اور ان کو بشدت اعتقاد ہو گیا۔"

اس پس منظر سے واضح ہے کہ الہام خالی "کھل جائیں گے" کے الفاظ پر مشتمل نہیں تھا بلکہ ایک شخص کے ذرائع معاش کے کھل جانے پر دلالت کر رہا تھا جو بند ہو گئے تھے اور جن کے کھلنے کی دعا کی گئی تھی۔ چنانچہ یہ الہام پورا ہونے کے بعد شخص مذکور کے ایمان میں زیادتی کا موجب بھی بنا۔ امید ہے اس بیان سے معزز سائل صاحب پر الہام "کھل جائیں گے" کی حقیقت واضح ہو جائے گی اور ان پر اس کا حقیقی مفہوم بھی کھل جائے گا۔

والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

## التماس

جن احباب نے پیغام صلح اور روحِ اسلام کا سالانہ چندہ تاحال ادا نہیں کیا از راہ کرم پہلی فرصت میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ پیغام صلح کا سالانہ چندہ آٹھ روپے اور روحِ اسلام کا چار روپے ہے۔

منیجر اخبارات۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح ۔ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۷۰ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۱۵



اسے دلکشا پرنٹرز لمیٹڈ پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

جلد ۵۸ | یوم چہارشنبہ - مورخہ ۲۲ صفر المظفر ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۹ اپریل ۱۹۷۰ء | نمبر ۱۷


"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

## حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

## جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

## بحرِ حکمت کے موتی

### صدقہ ہر مسلمان پر واجب ہے

عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علےٰ کل مسلم صدقۃ فقالوا یا نبی اللہ فمن لم یجد فقال یعمل بیدہٖ فینفع نفسہ ویتصدق قالوا فان لم یجد قال یعین ذا الحاجۃ الملھوف قالوا فان لم یجد قال فلیعمل بالمعروف ولیمسک عن الشر فانھا لہ صدقۃ۔

ترجمہ:—

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلعم نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ واجب ہے لوگوں نے عرض کیا یا نبی اللہ جسے نہ ملے۔ فرمایا اپنے ہاتھ سے مزدوری کرے اپنے آپ کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی دے۔ انہوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ ملے فرمایا حاجت مند مصیبت زدہ کی امداد کرے۔ انہوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ ملے فرمایا نیک کام کرے اور برائی سے بچا رہے یہی اس کے لئے صدقہ ہے۔

نوٹ۔ از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ:—

یہاں صدقہ ہر مسلمان پر امیر ہو یا غریب واجب قرار دیا ہے اور دوسری طرف اس کے مفہوم کو وسیع کیا ہے تا کہ ہر شخص اس ارشاد پر عامل ہو سکے پہلی صورت تو یہ بتائی کہ انسان کچھ وقت اپنے معمولی فرائض سے بچا کر ہاتھ سے کام کرے۔ خود آپؐ کی بیوی حضرت زینبؓ دباغی کا کام کر کے صدقہ کرتی تھیں۔ جو یہ بھی نہ کر سکے وہ کسی حاجت مند کی مدد ہی کر دے۔ مثلاً کوئی بیکار ہے اس کو حصول ملازمت میں مدد دیدے کوئی تکلیف میں ہے اس کی رفع تکلیف میں مدد دیدے اور آخری مرتبہ صدقہ کا یہ ہے کہ خود نیک کام کرے اور برائی سے بچا رہے یہ بھی گویا اس کی طرف سے ایک خیرات ہے اور کوئی دیکھنے والا اس کی نیک مثال سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

(فضل الباری)

# استغفار اور توبہ

## حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے ارشادات

استغفار اور توبہ دو چیزیں ہیں۔ ایک وجہ سے استغفار کو توبہ پر تقدم ہے کیونکہ استغفار مدد اور قوت ہے جو خدا تعالےٰ سے حاصل کی جاتی ہے اور توبہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہے عادت اللہ یہی ہے۔ کہ جب انسان اللہ تعالےٰ سے مدد چاہے گا تو خدا تعالےٰ ایک قوت دیگا اور پھر اس قوت کے بعد انسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا اور نیکیوں کے کرنے کے لئے اس میں ایک قوت پیدا ہو جائے گی۔ جس کا نام توبوا الیہ ہے۔ اس لئے طبعی طور پر بھی یہی ترتیب ہے۔ غرض اس میں ایک طریق ہے جو سالکوں کے لئے رکھا ہے۔ کہ وہ ہر حالت میں خدا تعالےٰ سے استمداد چاہے۔ سالک جب تک اللہ تعالےٰ سے قوت نہ پائے گا۔ کیا کر سکے گا۔ توبہ کی توفیق استغفار کے بعد ملتی ہے۔ اگر استغفار نہ ہو۔ تو یقیناً یاد رکھو۔ کہ توبہ کی قوت مر جاتی ہے۔ پھر اگر اس طرح پر استغفار کرو گے اور اس کے بعد توبہ کرو گے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ یمتعکم متاعاً حسناً الیٰ اجل مسمیٰ (سورۃ ہود رکوع ۱) سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے۔ اگر استغفار اور توبہ کرو گے تو اپنے مراتب پا لوگے۔ ہر ایک شخص کے لئے ایک دائرہ ہے جس میں وہ مدارج ترقی کو حاصل کرتا ہے۔ ہر ایک آدمی نبی۔ رسول۔ صدیق۔ شہید نہیں ہو سکتا۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ کہ تفاضل درجات امر حق ہے۔ اس سے آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ان امور پر مواظبت کرنے سے ہر ایک سالک اپنی اپنی استعداد کے موافق درجات اور مراتب پا لے گا۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا۔ ویؤت کل ذی فضل فضلہ (سورہ ہود رکوع ۱) لیکن اگر زیادت استعداد لے کر آیا ہے تو خدا تعالےٰ اس مجاہدہ میں اس کو زیادت عطا فرمائے گا۔ اور اسے اپنا فضل عطا کرے گا۔ جو طبعی طور پر اس کا حق ہے۔ ذی فضل کی اضافت ملکی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالےٰ اسے محروم نہ رکھے گا بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ میاں ہم نے ولی بننا ہے؟ جو لوگ ایسا کہتے ہیں۔ وہ دنی الطبع کافر ہیں۔ انسان کو مناسب ہے کہ قانون قدرت کو ہاتھ میں لے کر کام کرے۔

(منظور الٰہی صفحہ ۲۱۱)

مکتوب ملک الٰہی بخش صاحب ضیا راولپنڈی

# جماعت ربوہ اور تکفیر مسلمین

مکرم ایڈیٹر صاحب پیغام صلح -
السلام علیکم ورحمۃ اللہ -

آپ نے یکم اپریل ۱۹۸۰ء کے اخبار میں "ایک مشہور عالم دین کا کردار" کے عنوان سے اخبار شہاب کے ایڈیٹر کوثر نیازی کے نام ایک احمدی کا خط نقل کیا ہے جس میں یہ مذکور اور مرقوم ہے کہ ایک سُنّی لڑکی اور احمدی لڑکے کا نکاح مولوی احتشام الحق صاحب نے پڑھا۔ کیونکہ لڑکی کے والد نے ہمسایوں کے ڈر سے یہ شرط لگائی تھی۔ کہ نکاح مولوی صاحب مذکور ہی پڑھائیں جو پہلے تو راضی نہ ہوئے۔ لیکن طرفین سے نذرانہ لے کر پھر اس وعدہ پر نکاح پڑھا دیا کہ لڑکی کا والد اپنے داماد کا احمدی ہونا ظاہر نہیں کرے گا۔ آپ نے اور شہاب نے یہ خط مولوی احتشام الحق کا کردار قابلِ اعتراض ثابت کرنے کی غرض سے شائع کیا ہے۔ لیکن ان لوگوں کے کردار کے متعلق کچھ نہیں لکھا جو اپنی جماعت کے سوا کل کلمہ گو مسلمانوں کو تو کافر مگر خود کو پکا مسلمان کہتے ہیں۔ اور جنہوں نے ایک سُنی لڑکی کا رشتہ لینے کے لئے رشوت دیکر ایک کافر مولوی سے اپنے احمدی لڑکے کا نکاح پڑھوایا جس میں جماعت احمدیہ ربوہ کے پگڑی پوش شامل ہوئے۔ کیا انہوں نے اپنے آپ کو احمدی ظاہر کیا تھا۔ اگر نہیں ظاہر کیا تھا۔ تو کیا نکاح جائز ہے؟ اور کیا یہ دھوکہ دہی نہیں؟ اور لڑکی والوں کے ہمسائے بھی ایسے بے خبر کہ تقریب نکاح میں پگڑی پوش احمدی براتیوں کی موجودگی کے باوجود ان کو پتہ نہ چل سکا۔ کہ نکاح ایک احمدی لڑکے سے ہو رہا ہے۔

جہاں تک ربوی احمدیوں کے عقائد کا تعلق ہے۔ انہوں نے تو خود غیر احمدیوں کے ذمے یہ فرض قرار دے رکھا ہے۔ کہ وہ انہیں کافر کہیں اور یہ ان کے اعلانات ذیل سے ثابت ہے:-

(۱)۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو کافر سمجھیں۔ اور ان کا فرض ہے کہ ہمیں کافر سمجھیں۔

(۲)۔ جیسے ایک غیر احمدی کا فرض ہے کہ جب تک وہ بیعت میں داخل نہ ہو مسیح موعودؑ اور اس کے متبعین کو مسلمان نہ سمجھے ایسے ہی ایک احمدی کا فرض ہے۔ کہ جو مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں اسے مسلمان نہ سمجھے۔ (تقریر خلیفہ صاحب بحوالہ فاروق مؤرخہ ۱۶ر جنوری ۱۹۱۷ء)

(۳)۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں ......... کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالےٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں۔ (انوار خلافت ص۹۰)

(۴) کیونکہ میرا تو یہ عقیدہ ہے۔ کہ دنیا میں دو گروہ ہیں۔ ایک مومن۔ دوسرے کافر۔ پس جو مسیح موعودؑ پر ایمان لانے والے ہیں۔ وہ مومن اور جو ایمان نہیں لائے خواہ ان کے ایمان نہ لانے کی کوئی وجہ ہو وہ کافر ہیں۔ (ذکر الٰہی ص۲۲)

(۵)۔ جن پر تبلیغ نہیں ہوئی۔ ان کا حساب کتاب خدا کے ساتھ ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ تبلیغ ان کو ہو چکی یا نہیں ......... چونکہ شریعت کی بناء ظاہر پر ہے۔ ہم ان کو کافر ہی کہیں گے۔ (تشحیذ الاذہان ص۱۳۹)

(۶) پس نہ صرف اس کو جو آپ کو (یعنی مسیح موعود کو) کافر نہیں کہتا۔ مگر آپ کے دعوے کو نہیں مانتا کافر قرار دیا ہے۔ بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے۔ اور زبانی بھی انکار نہیں کرتا۔ لیکن بیعت میں اسے کچھ توقف ہے۔ کافر قرار دیا ہے۔ (تشحیذ ص۱۴۱)

یعنی اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کے باوجود اگر بیعت نہیں کی تو بھی کافر ہے۔ خواجہ غلام فرید صاحب ساکن چاچڑاں نے تصدیق تو کی تھی لیکن بیعت نہیں کی تھی۔ ان کے متعلق ربوی حضرات کا کیا فتوےٰ ہے؟

(۷) کل مسلمان جنہوں نے مرزا غلام احمد صاحب کی بیعت نہیں کی خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سُنا ہو۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (آئینہ صداقت ص۳۵)

(۸)۔ رہا وہ شخص جو حضرت اقدس کو سچا مانتا ہے۔ لیکن اس نے ابھی بیعت نہیں کی اس کے متعلق بھی یہی کرنا چاہیئے۔ کہ اس کا جنازہ نہ پڑھیں۔ (انوار خلافت ص۹۳)

(۹)۔ یہ طرزِ عمل جس قانون پر مبنی ہے .... ....یہ ہے کہ جو شخص مرزا صاحبؑ کا انکار کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور اس کے لئے دُعا جائز نہیں۔ (الفضل ۱۷ر اکتوبر ۱۹۲۲ء)

(۱۰)۔ غیر احمدیوں کے ساتھ ہمارے کوئی تعلقات ان کی شادی غمی کے معاملات میں نہ ہوں (الفضل ۱۰ر جون ۱۹۱۶ء)

(۱۱) کلمۃ الفصل ص۱۶۹ پر ہے:- غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا .......... دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی اور دوسرے دنیوی۔ دینی تعلقات کا بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے۔ اور دنیوی تعلقات کا رشتہ ناطہ ذریعہ ہے۔ سو یہ دونو ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے ہیں۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے۔ تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔

اور ص۱۱۰ پر ہے:-

(۱۲)۔ ایسا شخص جو موسےٰؑ کو مانتا ہے۔ مگر عیسےٰؑ کو نہیں مانتا یا عیسےٰؑ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا یا محمدؐ کو مانتا ہے۔ مگر مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

ہاں مگر اس بات کا واضح کر دینا نہایت ضروری ہے کہ ربوہ کا احمدیوں کے عقائد مبنی برا علانات بالا خود حضرت مرزا صاحب علیہ السلام اور ان کے اصل متبعین ممبرانِ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے عقائد کے سراسر خلاف ہیں۔ اس کی تائید میں خود حضرت مسیح موعودؑ کے بعض ایسے حوالجات مشتے نمونہ از خروارے پیش خدمت ہیں۔ جن سے حضرت مرزا صاحبؑ کے صحیح عقائد کی نہ صرف وضاحت ہوتی ہے بلکہ ربوی احمدیوں کے تمام مذکورہ بالا غلط عقائد کی بھی تردید ہوتی ہے:-

۱۔ مکفرین کے اعتراضوں میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے ..... .....اللہ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول صریح کذب ہے۔ (حمامۃ البشریٰ ص۷۹-۸۱)

۲۔ میں ......... صاف صاف اقرار ......... اس خانۂ خدا مسجد میں کرتا ہوں کہ جناب خاتم الانبیاء صلعم کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (مجموعہ اشتہارات جلد چہارم ص۲۲۳)

۳۔ اصل حقیقت جس کی میں علیٰ روس الاشہاد گواہی دیتا ہوں۔ یہی ہے جو ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔ (انجام آتھم حاشیہ ص۲۷)

۴۔ کیونکہ قرآن شریف میں خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کا نام خاتم النبیّین رکھ کر اور حدیث میں خود آنحضرت صلعم نے لانبی بعدی فرما کر اس امر کا فیصلہ فرما دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلعم کے بعد نہیں آسکتا۔ (کتاب البریہ حاشیہ ص۱۸۴)

چونکہ حضرت مرزا صاحبؑ مدعی نبوت نہیں تھے اس لئے انہوں نے واضح الفاظ میں تحریر فرما دیا کہ:

۵۔ ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوےٰ کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔ اور (اس لئے) میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا۔ جب تک کہ وہ میری تکفیر کر کے اپنے تئیں خود کافر نہ بنا لے۔ (تریاق القلوب ۱۹۰۲ء کی کتاب ہے)

۶۔ پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو۔ کہ ہمارے ذمے یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمانوں اور کلمہ گویوں کو کافر ٹھہرایا ہے۔ حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں سبقت نہیں ہوئی۔ خود ان کے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے اور شور ڈالا کہ یہ لوگ کافر ہیں ...... کیا کوئی مولوی یہ ثبوت دے سکتا ہے کہ ایسا اشتہار یا رسالہ ان لوگوں کے فتویٰ کفر سے پہلے ہماری طرف سے شائع ہوا۔ جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہو ......... یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر ٹھہرائیں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگائیں کہ ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے۔ (حقیقت الوحی ص۱۲۰)

۷۔ ڈاکٹر عبدالحکیم ......... میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایمان نہیں لائے گا۔ گو وہ میرے نام سے بے خبر ہوگا۔ اور ایسے ملک میں ہوگا۔ جہاں میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائے گا ......... یہ ڈاکٹر صاحب کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے کسی کتاب یا اشتہار میں ایسا نہیں لکھا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۶۳)

(باقی برصفحہ کالم ۳)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۱ اپریل ۱۹۷۰ء

# جماعت ربوہ اور ہم

(۲)

گذشتہ اشاعت میں خلیفہ ربوہ کے ایک مرید ملک محمد شریف دھمیال روڈ کے پیش کردہ چار امور پر تبصرہ کیا جا چکا ہے، پانچویں بات یہ لکھی ہے کہ :-

" انکوائری کمیٹی میں یہ سب مولوی مل کر بھی جماعت احمدیہ ربوہ (قادیان) کو غیر مسلم نہیں ثابت کر سکے، یہی وجہ ہے کہ ہم ان باتوں کی طرف دھیان نہیں دیتے "

ملک محمد شریف صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ انکوائری کمیٹی کے دائرہ اختیار میں یہ بات ہی نہ تھی کہ کسی کو مسلم یا غیر مسلم ثابت کیا جائے، انہوں نے تو صرف اس بات کی تحقیقات کرنی تھی کہ فسادات کی ذمہ داری کس فریق پر عائد ہوتی ہے، چنانچہ ان کی شائع شدہ رپورٹ کا عنوان ہے "رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے تحقیقات فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء" اس لئے یہ بے محل بات ہے کہ اس کمیٹی میں سب مولوی مل کر بھی جماعت ربوہ کو غیر مسلم ثابت نہ کر سکے، کہنا یہ چاہیئے کہ آپ کے "خلیفۃ المسیح ثانی" (میاں محمود احمد صاحب) نے انکوائری کمیٹی میں جو رویہ اختیار کیا، اس نے ان کی دیانت و امانت کا پول کھول دیا، پورے ۴۰ سال اپنے اس عقیدہ کو پرزور الفاظ میں بیان کرنے کے بعد کہ

" کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں" (آئینہ صداقت ۳۵)

تحقیقاتی عدالت (انکوائری کمیٹی) میں ان کا یہ بیان کہ :-

" کوئی شخص جو مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان نہیں لاتا، دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جا سکتا "

کیا حقیقت رکھتا ہے،

صرف یہی نہیں ان کے اس اعلان کو ایک طرف رکھیئے کہ :

" کس کا دل گردہ ہے جو یہ کہے کہ مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں" (الفضل ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء)

" جب نبی ثابت ہوئے تو آپ کا ماننا جزو ایمان ہوا" (الفضل ۶ مئی ۱۹۱۴ء)

اور دوسری اس دل گردہ کو دیکھئے کہ تحقیقاتی عدالت کے اس سوال پر کہ :-

" کیا مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان لانا جزو ایمان ہے ؟"

وہی میاں محمود احمد صاحب جواب دیتے ہیں "جی نہیں"

اور جب غیر احمدی کے جنازہ کے متعلق سوال کیا گیا، تو یہی شخص جس کا یہ فتوےٰ کہ :-

" غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے، ان کا جنازہ نہ پڑھنا چاہیئے "

بلکہ ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کی طرح غیر احمدیوں کے بچوں کا بھی جنازہ نہ پڑھا جائے۔ وہی جماعت ربوہ کا مایہ ناز امام تحقیقاتی عدالت میں یہ بیان دیتا ہے کہ :

" اب ہمیں بانی سلسلہ کا فتوےٰ ملا ہے جس کے مطابق ممکن ہے غور و خوض کے بعد پہلے فتوے میں ترمیم کر دی جائے "

کیا میاں محمود احمد صاحب کے یہ بیانات حق و صداقت پر مبنی ہیں ؟ کیا جو عقیدہ وہ تینتالیس سال تک لگاتار بیان کرتے رہے، بلکہ تحقیقاتی عدالت کے بعد بھی اسی عقیدہ پر قائم رہے اور اب تک جماعت ربوہ اسی پر قائم ہے، تحقیقاتی عدالت میں اس کے خلاف عقیدہ ظاہر کرنا دیانت داری پر مبنی ہے ؟ کیا جن لوگوں کو سالہا سال ہندوؤں اور عیسائیوں کی طرح کافر قرار دیتے رہے، اور ان کا اور ان کے بچوں تک کا جنازہ ناجائز قرار دیا، ان کے متعلق تحقیقاتی عدالت میں یہ کہنا کہ :

" اگر لفظ کافر کا مطلب ایسا شخص ہے جو ہندوؤں اور عیسائیوں کی طرح دائرہ اسلام سے خارج ہو تو یقیناً ہمارا یہ عقیدہ نہیں "

کہاں تک صحیح ہے اور پھر غیر احمدی کے جنازہ کے متعلق بانی سلسلہ کے جس فتوے کا ذکر تحقیقاتی عدالت میں کیا تھا، اور اس میں غور و خوض کر کے ترمیم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا، اس پر کیا غور و خوض کیا اور کیا ترمیم اپنے اس فتوے میں کی گئی، اول تو حضرت مسیح موعودؑ کے فتوے پر غور و خوض کے کوئی معنی ہی نہیں اور نہ کسی کا حق ہے کہ غور و خوض کے بہانہ سے اس کو معرض التوا میں ڈالے، لیکن تحقیقاتی عدالت کو بھی ۱۶ سال گذر گئے، نہ اس پر کوئی غور و خوض ہوا اور نہ میاں صاحب کے فتوے میں ترمیم ہوئی، جس سے ظاہر ہے کہ بانی سلسلہ حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی عزت و وقعت ربوائی خلافت اور اس کے مریدین کے دلوں میں نہیں، کیا ملک محمد شریف صاحب اور دیگر ربوائی حضرات اس پر غور کریں گے ؟

چھٹی بات ملک محمد شریف صاحب نے یہ لکھی ہے کہ جماعت ربوہ خلافت کی برکات سے ترقی کی منزل کی طرف گامزن ہے، اور کہ احراری تحریک کے متعلق جو ۱۹۵۳ء میں کتنی طاقت سے اٹھی تھی میاں محمود احمد صاحب نے یہ کہا تھا کہ :- "میں احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکلتے دیکھ رہا ہوں" اور کہ "اگر احراری اور مودودی جیت گئے تو ہم جھوٹے ہیں"

ہم کہتے ہیں اگر خلافت کی برکات یہی ہیں اور یہی ترقی کی منزل کی طرف گامزن ہونا ہے، کہ جہاں جیسا موقعہ دیکھا بیان دے دیا، عقیدہ وہی رکھا جس کی پہلے تلقین کی گئی لیکن عدالت میں جا کر اس کے خلاف بیان دے دیا اور اس طرح اپنے آپ کو سرکاری دار و گیر سے بچا لیا، تو اس ترقی اور ان برکات کو دور سے سلام، اور اگر صاحب موصوف کے نزدیک جماعت ربوہ کی اعدادی ترقی اور تنظیم اس کی صداقت کا نشان ہے، تو انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہی برکات اور ترقیات عیسائیوں کے ہاں ان سے بڑھ کر کار فرما ہیں، کیا ان کو بھی سچا مان لیا جائے۔ قرآن نے تو کہیں کی اعدادی ترقی اور تنظیم کو صداقت کا نشان قرار نہیں دیا۔ بلکہ فرمایا کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله ۔ حق کے حامی اگر تھوڑے بھی ہوں تو دلائل و براہین کے لحاظ سے باطل کی تعداد پر غالب ہوں گے۔ یہی حال جماعت احمدیہ لاہور کا ہے۔ اس کی حقانیت اور دلائل قدیم بڑے بڑے مخالفین کو قائل کر چکے ہیں، کہ یہی جماعت حق پر ہے ملاحظہ ہو شہادت حضرات شائع کردہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور، خلافت ربوی کا تو حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت میں کہیں ذکر نہیں، حضورؑ نے خود اپنی زندگی میں ایک انجمن کی بنیاد رکھی اور اس کو اپنا جانشین قرار دیا۔ اور یہ لکھ دیا کہ صرف اس انجمن کے فیصلے جو کثرت رائے سے ہوں، قابل عمل ہوں گے، اس لئے خلافت کیا اور اس کی برکات کیسی، جو مامور من اللہ کی وصیت کے سراسر خلاف ہے۔

آخر میں ملک صاحب نے ہمیں حکم دیا ہے کہ :-

" آپ اس بات پر ہرگز قلم اٹھائیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیح ناصری کو دوبارہ لانے والا ختم نبوت کا منکر نہیں ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں امتی نبی کو ماننے والا بھی ختم نبوت کا منکر نہیں کہلا سکتا "

بجا ارشاد ہوا، لیکن یہ کس نے آپ سے کہہ دیا کہ آنحضرت صلعم کے بعد مسیح ناصری کا دوبارہ آنا ختم نبوت کے منافی نہیں ہے، ایسا ہی امتی نبی کو حقیقی نبی ماننا بھی ختم نبوت کے خلاف ہے، امتی نبی کے متعلق تو حضرت مسیح موعودؑ نے صاف طور پر لکھا ہے کہ :-

" وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفات سے متصف نہیں ہوگا ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے " (ازالہ اوہام ص ۵۳۲)

پس حضرت مسیح موعودؑ کو محدث کہنا تو جائز ہے نبی کہنا جائز نہیں۔ آپ نے صاف لفظوں میں جہاں مسیح ناصری کو دوبارہ لانے والوں کو ختم نبوت کا منکر قرار دیا ہے وہیں بار بار نئے نبی کے آنے سے بھی انکار کیا ہے اور صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ :-

" اگر کوئی اور نبی نیا یا پرانا آوے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء ہوں "
(ایام الصلح صفحہ ۷۵)

اور جماعت کو ہدایت کی ہے کہ :-

" نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پا کر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا، سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں ...... جو شخص انکار میں حد سے گذرتا ہے جس طرح وہ ایک خطرناک حالت میں ہے اسی طرح وہ شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے " (الحکم جلد ۳ نمبر ۲۹)

اب فرمائیں جناب ملک صاحب کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ان بیانات کی روشنی میں شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گذرنے والا کون ہے اور حضور کو نبی ماننے والا ختم نبوت کا منکر نہیں تو اور کیا ہے ؟

# اخبارِ احمدیہ

## ایک عظیم قومی نقصان — ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب رضا کی وفات

گذشتہ پرچہ پریس میں جاچکا تھا تو سیالکوٹ کے محترم بزرگ ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب کی وفات کی خبر موصول ہوئی، انا للہ وانا الیہ راجعون -

ڈاکٹر صاحب ممدوح اپنے اخلاق و اعمال، قومی اور جماعتی فضائل اور مالی قربانیوں کی وجہ سے جماعت میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے - اور ان کی وفات ایک ایسا عظیم قومی نقصان ہے، جس کی تلافی نہیں ہوسکتی، آپ اپنے پیشہ میں بھی اعلے درجہ کی صلاحیت رکھتے تھے، اور اس کے ساتھ نہایت پاکیزہ اخلاق و کردار ان کی نمایاں خصوصیات میں سے تھے، نہایت حلیم متواضع اور ملنسار بزرگ تھے، جماعتی امور میں سرگرم حصہ لیتے تھے، اور بیشتر مالی قربانیوں کی وجہ سے انجمن کے لئے تقویت کا موجب تھے، احمدیہ بلڈنگس میں جو نئی عمارات بنائی گئی ہیں، ان میں آپ نے چوبیس ہزار روپیہ خرچ کرکے دو فلیٹ بنوائے، جن کا کرایہ دو دو سو روپے ماہوار مقرر ہے، جو انجمن کے خزانہ میں جمع ہوکر صدقہ جاریہ کا کام دیتے ہیں، اللہ تعالےٰ مغفرت فرمائے نہایت قابل قدر بزرگ تھے، ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور انکے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، تمام جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے، پتہ مراسلت :-

بیگم صاحبہ ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب - ۱۳ ظفر علی روڈ سیالکوٹ چھاؤنی

---

## مقامی جماعتوں کے جلسوں کا پروگرام

۱- وزیرآباد یکم مئی ۱۹۷۰ء بروز جمعہ

۲- پشاور - ۱۰ مئی ۱۹۷۰ء " اتوار

۳- لاہور - ۱۹ مئی ۱۹۷۰ء بروز منگل (عید میلاد النبیؐ)

۴- راولپنڈی - ۲۴ مئی - بروز اتوار

۵- لائل پور - ۲۹ مئی ۱۹۷۰ء بروز جمعہ

۶- سیالکوٹ - ۳۱ مئی ۱۹۷۰ء بروز اتوار

فضل حق - آنریری جائنٹ سیکرٹری

شعبۂ تنظیم

## مقامی جماعت لاہور کی سرگرمیاں

—— مسجد مسلم ٹاؤن میں ہر سوموار اور جمعرات کو ½ ۵ بجے شام درس قرآن کریم باقاعدگی سے ہو رہا ہے -

مرکزی مسجد احمدیہ، احمدیہ بلڈنگس میں آج کل ہر ہفتہ کی شام کو ۷ بجے "کشتی نوح" پڑھائی جاتی ہے اور اس پر بحث و مباحثہ ہوتا ہے جس میں نوجوان حصہ لیتے ہیں، تمام نوجوانوں سے استدعا ہے کہ اس میں شمولیت کرکے فائدہ اٹھائیں - دوسرے بزرگ بھی حصہ لے سکتے ہیں - مقامی جماعت لاہور کی انتظامیہ کا آئندہ اجلاس ۲ مئی ۱۹۷۰ء کی بجائے ۹ مئی ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ بوقت ۵ بجے شام احمدیہ بلڈنگس لاہور میں برمکان ڈاکٹر مبارک احمد صاحب منعقد ہوگا - ایجنڈا جاری کیا جا رہا ہے -

۱۹ مئی ۱۹۷۰ء بروز منگل بر موقعہ عید میلاد النبیؐ زیر اہتمام مقامی جماعت ایک جلسہ عام منعقد ہوگا - بیرونی جماعتوں سے استدعا ہے کہ وہ بھی اس میں شمولیت کرکے ثواب دارین حاصل کریں - جو اصحاب تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ راقم الحروف کو بروقت مطلع کریں تاکہ ان کے قیام و طعام کا انتظام کیا جائے - (فضل حق سیکرٹری مقامی جماعت)

## شادی خانہ آبادی

۱- ۱۰ اپریل ۱۹۷۰ء بروز جمعہ خان پور میں محترمی چوہدری عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ ریلوے گارڈ کی صاحبزادی عزیزہ نسیم اختر کا نکاح ہمراہ عزیز ریاض احمد ولد محمد یوسف صاحب بعوض حق مہر /۵۰۰۰ پانچ ہزار روپے پڑھا گیا۔

۲- محترمی چوہدری عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ ریلوے گارڈ کی دوسری صاحبزادی عزیزہ ثریا اختر کا نکاح عزیز محمد اسلم ولد محمد ابراھیم صاحب بعوض حق مہر /۵۰۰۰ پانچ ہزار روپے پر ہوا۔ خطبہ نکاح میں خاکسار نے نکاح کی غرض و غایت اور حقوق و فرائض زوجین بیان کرکے ایجاب و قبول کا اعلان کیا اور خطبہ نکاح کو دعا پر ختم کیا -

اس خوشی میں دولہا عزیز ریاض احمد صاحب کی طرف سے مبلغ پچاس روپے عطیہ اشاعت اسلام انجمن کو مرحمت ہوئے -

اور دلہن عزیزہ ثریا اختر کی طرف سے ان کے والد محترم چوہدری عبدالعزیز صاحب نے انجمن کے لئے عطیہ اشاعت اسلام مبلغ دس روپے عطا فرمائے - جزاہم اللہ احسن الجزاء

(باقی کالم ۲ کے نیچے)

## جماعت ربوہ اور تکفیر مسلمین

(بسلسلہ صفحہ ۲)

لیکن اس کے باوجود بھی خود انکے جانشین بیٹے نے یہ افتراء کیا کہ بے خبر لوگوں کو شریعت کی رو سے کافر قرار دیا۔

(۸) حضرت مسیح موعودؑ کی آخری تقریر سر فضل حسین مرحوم سے لاہور میں گفتگو کے رنگ میں ہوئی تھی - اس وقت آپ نے فرمایا تھا "ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے جب تک کہ وہ کافر کہہ کر خود کافر نہ بن جائیں - اس پر سوال ہوا کہ غیر احمدی اگر آپ کو کافر کہتے ہیں تو آپ نہ کہیں - تو فرمایا جو ہم کو کافر نہیں کہتا - اس کو ہم ہرگز کافر نہیں کہتے"۔

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ مرحوم خلیفہ صاحب ربوہ کے عقائد اور اعلانات بالا کے برعکس حضرت مرزا صاحب اپنے انکار کی وجہ سے کسی کو کافر نہیں کہتے تھے بلکہ وہ تو تکفیر کی روک تھام کے لئے اس فرمان نبویؐ کے ماتحت کہتے تھے کہ ایک مسلمان کو کافر کہنے والا خود ہی کافر ہوجاتا ہے -

واضح رہے کہ مسلمانوں کو کافر کہنا درحقیقت امتِ محمدیہ سے ان کی ہستی کو مٹانے اور اسلام کی برکات سے محروم کرنے کے مترادف ہے - لیکن حدیث شریعت کے مطابق تکفیر کی پاداش میں ایک مکفر کو کافر قرار دینا تکفیر نہیں بلکہ یہ بطور قصاص یا تعزیر ہے ایک قاتل کے لئے قتل کا فعل تو جرم ہے - لیکن قصاص یا جرم کی پاداش میں اسے قتل یا پھانسی کی سزا دینا جرم نہیں - یہی وجہ ہے کہ علماء ہوں یا ربوی احمدی مسلمانوں کی تکفیر کرکے فرمان نبوی صلعم کے تحت خود بخود تعزیراً کافر بن جاتے ہیں جس کا حضرت مرزا صاحبؑ کو سخت غم تھا - چنانچہ وہ فرماتے ہیں :-

گو وہ کافر کہہ کے ہم سے دور تر ہیں جا پڑے
ان کے غم میں ہم تو پھر بھی ہیں حزین و دلفگار

پس جیسا کہ اوپر دکھایا جاچکا ہے - جب ربوی احمدی حضرت مسیح موعودؑ کے مسلک اور عقیدہ کے برعکس خود ہی مسلمانوں کو کافر پکا کافر اور خارج از دائرہ اسلام قرار دیں تو مسلمان علماء اور عوام کیوں ان کو کافر نہ کہیں - اور پھر ربوی احمدیوں کو یہ کہنے کا حق کیسے حاصل ہو سکتا ہے - جیسا کہ ایک چنیوٹی احمدی نے اپنے خط کے آخر میں کہا ہے جو انہوں نے ایڈیٹر صاحب شہاب کو لکھا کہ :-

" خدا کے لئے آپ پاکستان پر رحم کریں اور اس میں ایسے جھگڑے نہ چھیڑیں جن کی وجہ سے اس کے (پاکستان کے) وجود کو ہی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے "

گویا چنیوٹی احمدی صاحب خود تو دل کھول کر حضرت مسیح موعودؑ کے فرمودہ اور عقیدہ کے خلاف مسلمانوں کو کافر کہیں اور سنگین فتوے دیں بلکہ خود ہی ان کے ذمے یہ فرض بھی لگائیں کہ وہ ربوی احمدیوں کو کافر کہیں - لیکن اگر فرض جان کر ان کے فرمان کی تعمیل کریں - تو پاکستان خطرہ میں پڑتا ہے - تو پھر ایسا فرض ان کے ذمے کیوں لگایا تھا - یہ کیا کردار ہے . . . .

. . . . . . . کہ خود مسلمانوں کو کافر کہیں تو پاکستان خطرہ میں نہیں - لیکن جواباً یا قصاص کے طور پر دوسرے ان کو کافر کہیں تو پاکستان خطرہ میں پڑجاتا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار -

ہاں مگر جیسا کہ اوپر حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے - خود حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ اور ان کے لاہوری جماعت کے مریدان خرافات سے بری الذمہ ہیں - کیونکہ وہ ہر کلمہ گو کو اسلامی برادری کا ممبر یعنی مسلمان سمجھتے ہیں - والسلام

ملک الٰہی بخش - ۱۶ سی سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

---

## بقیہ اخبار احمدیہ از کالم ۲

بزرگانِ دین و احباب سلسلہ دعا فرمائیں - کہ اللہ تعالےٰ ان رشتوں کو ہر لحاظ سے بابرکت بنائے اور دونوں خاندانوں کے لئے باعث رحمت ہو - آمین ثم آمین - والسلام

خاکسار - محمد علی از ملتان

## ایک اور شادی

—— سیکرٹری صاحب بازید خیل لکھتے ہیں کہ ملک محمد زمان خان ساکن سفید ڈھیری نے اپنی دو صاحبزادیوں کی شادیوں پر مبلغ پچاس روپیہ انجمن کو عطا کئے ہیں - ایک بیٹی کی شادی موضع لگہ ولہ میں میجر عبدالحکیم صاحب کے گھرانے میں ہوئی ہے اور ایک کا نکاح شیخ محمدی میں ہوا ہے، خطبہ نکاح صاحبزادہ فضل علی صاحب نے پڑھا - دعا ہے اللہ تعالےٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے -

## درخواست دعا

میرپور آزاد کشمیر کے مختار احمد صاحب بٹ کے بازوؤں میں تکلیف ہے اور وزیرآباد کے چوہدری محمد قاسم صاحب سامانوی کی آنکھوں میں تکلیف، احباب انکی صحت کاملہ کیلئے درخواست ہے

# قرآن کریم میں اخلاقِ فاضلہ کی تعلیم

## عدل، احسان اور انفاق فی سبیل اللہ قوم کو بلند اور ممتاز کرنے والے اخلاق ہیں

## مسلمانوں کو یہ اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے چاہئیں

**خطبہ جمعہ**
مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۷۰ء
فرمودہ
حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام
جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

انّ اللہ یأمر بالعدل والاحسان وایتائ ذی القربیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی - یعظکم لعلکم تذکرون ——— (سورۃ النحل ۱۶: ۹۰) ———

### اخلاق فاضلہ کا قیمتی سبق

یہ آیت کریمہ اپنے اندر مسلمان قوم کے لئے ایک بڑا قیمتی سبق رکھتی ہے۔ یہ وہ آیت ہے جس پر عمل کرنے سے انسان باخلق قرار دیا جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قوم کو اخلاق فاضلہ سے آراستہ و پیراستہ کرنا چاہتے ہیں۔ انسان صرف نشان لگا کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کے نیچے کوئی حقیقت نہ ہو۔

### ہر معاملہ اور ہر حالت میں عدل کی تعلیم

فرمایا یأمر بالعدل - یہ پختہ طور پر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ معاملات میں عدل و انصاف کا طریق اختیار کرو۔ عدل و انصاف کا حکم دینے میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ مسلمان کے سامنے یہودی، عیسائی، سکھ، ہندو، بڑا چھوٹا، ادنیٰ اعلیٰ سب برابر ہوں۔ عدل و انصاف کے موقعہ پر وہ یہ نہ دیکھے کہ کونسا آدمی کیا ہے اور میں اس کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرتا ہوں بلکہ اس بات کو دیکھے کہ عدل و انصاف کا تقاضا کیا ہے۔ اور کسی حالت میں عدل و انصاف کو نہ چھوڑے۔

### عدل کے علاوہ احسان کرنیکا حکم

والاحسان - عدل و انصاف ہی نہیں اس سے بڑھ کر احسان کی صفت اختیار کرو، اور دوسروں سے ان کے استحقاق سے بڑھ کر نیکی کا برتاؤ کرو۔ عدل و انصاف اور احسان تمہارے عمل میں نظر آنے چاہئیں اور تمہارے اخلاق ان صفات سے آراستہ و پیراستہ ہونے چاہئیں۔

### راہ الٰہی میں مال خرچ کرنے کا حکم

اور تیسری بات یہ بیان فرمائی وایتائ ذی القربیٰ - اپنا مال خرچ کرنے کی عادت ڈالو یہ نسخہ قرب الٰہی کے حصول کا ہے۔

### منہیات

اس نسخہ میں ایک اور چیز بھی ہے۔ جو کہ حکیم جب کسی بیمار کے لئے نسخہ تجویز کرتا ہے تو اس کے ساتھ کچھ پرہیز بھی بتاتا ہے، مضرت چیزوں کے کھانے سے منع کرتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بھی جب انسان کی بلندی اخلاق کے لئے نسخہ تجویز کیا تو ساتھ ہی بعض باتوں سے جو اخلاق کو گرانے والی ہیں منع فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے - وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی - ہر قسم کی فحش بات جس پر بے حیائی کا لفظ آ سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے منع فرماتا ہے۔ والمنکر - ناپسندیدہ طریقوں سے بھی منع فرمایا ہے - والبغی - بغی کے معنی ہیں حدود سے گذر جانا اس لئے حکم دیا کہ کسی امر میں حد اعتدال سے نہ گذر جاؤ، اور کسی پر خواہ مخواہ ظلم و زیادتی نہ کرو۔ یعظکم لعلکم تذکرون - اللہ تعالیٰ تمہیں وعظ کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو - یہاں تین امور پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور تین امور سے منع فرمایا ہے۔

### مختلف لوگوں پر اس آیت کا اثر

اس آیت پر تفاسیر میں دو تین آدمیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک شخص عثمان بن مظعون ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حیا مانع تھی ان کا انکار کر دوں، میرے دل میں پورے طور پر اسلام راسخ نہیں ہوا تھا اس لئے گو میں آپؐ کے ساتھ تھا لیکن قلب میں روشنی کم تھی اور گومگو کے عالم میں رہتا تھا۔ جب یہ آیت اتری تو وہ کہتے ہیں کہ میں ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوا - اور ان کو یہ آیت سنائی اور ان سے رائے طلب کی انہوں نے فرمایا کہ اس بات کو چھوڑو کہ کچھ لوگ میرے برادر زادہ کو سچا سمجھتے ہیں اور کچھ جھوٹا قرار دیتے ہیں دیکھنا یہ ہے کہ وہ کس طرف بلاتے ہیں اس آیت سے ظاہر ہے کہ وہ اخلاق فاضلہ کی دعوت دیتے ہیں اور کہا اتبعوا ابن اخی تو شدوا - انہ لا یامر الا بمکارم الاخلاق - اس گفتگو اور اس آیت کریمہ کے مضمون نے مجھے متاثر کیا اور میں راسخ الایمان ہو گیا۔

اسی طرح ایک اور بات اسی ضمن میں لکھی ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں ان اللہ امر النبی صلعم اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ان یعرض نفسہ علی قبائل العرب کہ باہر نکل کر قبائل عرب میں اپنا دعوے پیش کریں اور ان میں تعلیم اسلام کی تبلیغ کریں۔ چنانچہ حضورؐ منیٰ کی طرف نکلے۔ حضرت علیؓ اور حضرت ابو بکرؓ نے آپ کا ساتھ دیا۔ آپؐ کبھی دکانوں پر اور کبھی قبائل کے خیموں کے پاس کھڑے ہوتے - ایک جگہ حضورؐ بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکرؓ کے سر پر چادر تان کر کھڑے ہو گئے۔

یہ آداب بھی دیکھئے جن کی ہم میں کمی ہے ہم نہیں جانتے کہ ادب و لحاظ کیا چیز ہے، آداب کیا ہیں اور اخلاق کیا ہیں، حضرت ابو بکرؓ کے اس نمونہ سے صحیح آداب کا پتہ لگتا ہے - غرض اسی طرح وعظ و تلقین کرتے ہوئے آپ قبائل کے ایک بڑے آدمی مفروق کی ملاقات کے لئے آگے بڑھے - مفروق نے سوال کیا:- الام تدعو یا اخا القریش - اے قریشی بھائی! وہ کونسی بات ہے جس کی طرف آپ مجھے بلاتے ہیں۔ حضور صلعم نے فرمایا میری قوم میری تکذیب کرتی ہے اس لئے میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ میری نصرت کرو۔ اور میں یہ کہتا ہوں ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتائ ذی القربیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون، یہ آیت سن کر اس نے کہا سبحان اللہ کیا دعوت ہے میں آپکی نصرت کروں گا۔ وہ مسلمان نہیں لیکن وہ بات کو تولتا ہے اور کہتا ہے کہ اس سے بڑھ کر اخلاق اور کیا ہو سکتے ہیں اور کیا خوبیاں ہو سکتی ہیں، بدبخت ہے وہ قوم جو آپؐ کے خلاف ہے۔

### مسلمانوں کے لئے قابلِ غور

ہمیں شرم آتی ہے اور سوچنے لگتے ہیں کہ کیا ہم صرف کلمہ پڑھ لینے سے ہی مسلمان ہو گئے؟ اور کیا اسلام کے اور بھی تقاضے ہیں یا نہیں وہ اخلاق و اعمال جو مسلمان کے لئے ضروری ہیں، جب تک اختیار نہ کئے جائیں، ہم صحیح اور سچے مسلمان نہیں ہو سکتے۔

### حضرت نبی کریم صلعم کی بیان کردہ تشریح

حضرت نبی کریم صلعم نے خود بھی ان الفاظ کی تشریح کی ہے۔ عدل کے متعلق فرمایا کہ زمین و آسمان کے اندر عدل ہے، کائنات کا سارے کا سارا نظام عدل پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس فضا کے اندر ستاروں اور سیاروں کو جگہ جگہ مختلف فاصلوں پر قائم کیا ہے، اور وہ اپنے مستقر سے ذرا بھر نہیں ہلتے، نہ باہم ٹکراتے ہیں، اور اسی کی وجہ سے کائنات کو بہت فوائد حاصل ہیں - اس لئے حضور صلعم نے فرمایا کہ

کوئی بات ایسی مت کہو جس میں عدل نہ ہو۔ میں برسن کراپنی کوٹھڑی میں بیٹھ کر شرمندہ ہوتا چاہیئے کہ ہم کہاں تک اس پر عمل پیرا ہیں۔ تمہارے اعمال کے اندر خوبصورتی ہونی چاہیئے۔ عدل معاوضہ بھی چاہتا ہے۔ اس عبارت کے اندر احسان کا بھی حکم ہے۔ یعنی مقررہ فرائض سے بڑھ کر عمل کرنا۔ حضرت عائشہ رضی روایت کرتی ہیں کہ حضور صلعم راتوں کو تہجد میں اس قدر طویل آیات پڑھتے کہ تورّمت قدماہ کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں سوج جاتے تھے اور اتنی خیرات کرتے کہ گھر میں کچھ نہ رہتا۔

## عیسائی وفد کی اقامت اور گرجا مسجد میں

ایک دفعہ نجران سے ایک عیسائی وفد آیا۔ فرمایا مسجد میں ڈیرہ لگا لیجئے۔ کیا ہمارے اندر یہ ہمت ہے کہ ہم کسی غیر عقیدہ رکھنے والے کو مسجد میں آنے بھی دیں؟ لیکن حضور صلعم ہیں کہ عیسائیوں کا ڈیرہ مسجد میں لگواتے ہیں اور انہیں مسجد میں قیام و آرام کی سہولتیں دیتے ہیں۔ پھر اتوار کے دن حضور صلعم نے ان لوگوں میں کچھ اضطراب کے آثار دیکھے تو دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے انہوں نے کہا کہ گرجا کرتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ مسجد خدا کا گھر ہے۔ آپ یہیں پر گرجا کر لیں یہ ہیں اخلاق نبویؐ، کیا آپ لوگوں کے اندر یہ جگر اور گردہ ہے کہ مسجد میں کسی اپنے سے غیر عقیدہ مسلمان کو نماز بھی پڑھنے دیں۔

## جنگ کے اندر عدل و احسان

تو حضور صلعم نے فرمایا کہ جس کام کے اندر عدل نہ ہو وہ کام نہ کرو۔ اور جس کے اندر احسان نہ ہو وہ بھی نہ کرو۔ حضور صلعم جنگ میں جاتے تو فرماتے ہیں کہ کسی کو بُری طرح اذیت دے کر قتل نہ کرو۔ اذا قتلتم فاحسنوا القتل۔ جنگ کے زمانے میں بھی اخلاق و آداب کا درس آپؐ نے دیا ہے۔ ہندہ جس نے حمزہ رضی اللہ عنہ کے جگر اور ناک، کان کاٹ کر ہار پہنا تھا۔ ایک جنگ میں وہ ابو دجانہؓ کی زد میں آگئی۔ انہوں نے ہندہ کے سر پر تلوار رکھ کر کہا کہ اللہ اور اس کے رسول صلعم نے عورتوں کی بے عزتی اور ان کے قتل کو منع فرمایا ہے۔ اس لئے میں تمہیں چھوڑتا ہوں۔

## جانوروں کے ذبیحہ میں احسان کا برتاؤ

احسان برتنے کا حکم نہ صرف انسانوں سے متعلق ہے بلکہ جانوروں سے متعلق بھی ہے فرمایا ذبح کرو تو تمہاری چھری زیادہ تیز ہو اور اس قدر تیزی سے ذبح کرو کہ ذبیحہ تکلیف سے تڑپ نہ اٹھے۔ کہاں حضور صلعم کے یہ اخلاق اور یہ تعلیم اور کہاں ہم ہیں کہ محض نشانیوں کے مسلمان ہیں۔ تھوڑی تھوڑی بات کے لئے ایک دوسرے کے خلاف دل میں آگ کا دوزخ جل رہا ہے۔ اور خوش ہیں کہ فلاں کے ساتھ دشمنی ہے اور فلاں کو ذلیل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ دلوں پر ہے کوئی دیکھے یا نہ دیکھے وہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔

## حضرت نبی کریم صلعم اور مجدد زمانؑ کی قوم کا امتیاز

ساری قوم بحیثیت قوم سوچے کہ ہم نے احسان، عدل اور انفاق سے کام لینا ہے حضور صلعم نے ایک ایسی قوم پیدا کی کہ لوگ اس قوم کو بہت ممتاز خیال کرنے لگے۔ حضرت امام زمانؑ نے بھی اس زمانہ میں ایک قوم پیدا کی جس کے تقویٰ اور پاک نمونہ کا یہ حال تھا کہ اس قوم کا کوئی فرد جب کچہری میں گواہی دینے کے لئے پیش ہوتا تو لوگ سمجھ لیتے کہ یہ گواہ احمدی ہے یہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا اور فیصلہ اس کے حق میں دے دیا جاتا۔

## حضرت نبی کریم صلعم کا عدل و انصاف

ایک قریشی عورت نے چوری کی اس کے متعلق لوگوں نے آکر حضور صلعم کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کو چھوڑ دیجئے اس کو سزا دینے سے قوم کی بے عزتی ہوگی لیکن آپؐ نے فرمایا لو کان فاطمۃ بنت محمد قد سرقت لقطعت یدیھا۔ اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ اسی طرح ایک شخص طعمہ انصاری نے ایک یہودی کے گھر میں چوری کی زرہ بکتر ڈال دی۔ یہودی پر مقدمہ ہوا۔ اس نے کہا کہ طعمہ انصاری نے چوری کر کے مجھے پھنسانے کے لئے اسے میرے گھر میں ڈال دیا ہے۔ انصار مدینہ نے حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یہودی بدبخت جھوٹ بولتا ہے۔ طعمہ مسلمان ہے اسے سزا دینے سے انصار کی بے عزتی ہوگی۔ طعمہ کو بچایا جائے۔ حضورؐ نے مقدمہ کی سماعت فرمائی اور تفتیش کی تو یہودی کو بری الزمہ قرار دے کر چھوڑ دیا گیا اور طعمہ انصاری کو سزا دی گئی۔

## گورنر مصر کو سرزنش پرسٹیج کی مخالفت

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت عمر رضؓ کے زمانہ کا ہے۔ حضرت عمرو بن عاص مصر کے گورنر کے صاحبزادے نے ایک قبطی عیسائی کو مارا۔ مدینہ میں یہ خبر پہنچ گئی۔ گورنر اور اس کے بیٹے کی جواب طلبی ہوگئی۔ اور حضرت عمرؓ نے انہیں سرزنش کی اور فرمایا کہ تم نے کب سے ان لوگوں کو جن کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا، غلام بنا لیا ہے۔ اسی طرح اسلام نے پرسٹیج کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیا۔ قرآن کریم فرماتا ہے اخذتہ العزۃ بالاثم، بڑے لوگ یا حاکم اپنی عزت کی خاطر گناہ سے دریغ نہیں کرتے۔ یورپ کی قوموں میں پرسٹیج کا سوال بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ وہ اپنی پرسٹیج کی خاطر ایشیائی قوموں پر ہزار ظلم اور ہزار ناانصافیوں سے کام لیتی ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں آج سے چودہ سو سال پہلے مدینہ میں گورنر اور اس کے لڑکے کی جواب طلبی ہو جاتی ہے اور علاقہ میں ڈھنڈورا پٹ جاتا ہے کہ گورنر اور شہزادہ کی جواب طلبی ہوگئی۔

## آج کا مسلمان

آج مسلمان ان اوصاف کو کھو بیٹھا ہے، وہ آج اپنے زمانہ کے اخلاق و فضائل سے تہی دست ہے۔ آج مسلمان کلمہ پڑھتا ہے لیکن کلمہ کی غیرت اس کے دل میں نہیں ہے آج کا مسلمان حضور صلعم اور آپؐ کے دین کو بدنام کرنے کا موجب ہے۔ گھروں میں بھی غیرت کا مقام ہے۔ کبھی بہو بیٹی کے ساتھ درشتی اور بے جا ... تعدی ہے تو کبھی خادمہ کے ساتھ بے جا سختی ہے۔ گھر کے لوگ بھی تاڑتے ہیں کہ گھر کے مالک کا اسلام عملاً کس رنگ کا ہے۔

ضرورت ہے کہ قوم جہز بن جائے چاہیئے کہ ہم اسلامی اخلاق و عادات سے آراستہ و پیراستہ ہو جائیں۔ ہمارے معاملات عملاً تبلیغ کرتے ہوں۔ اس لئے اپنے اپنے نفس پر غور کریں کہ ہم نے کس حد تک اپنے آپ میں تبدیلی کرنی ہے۔

## خطبہ ثانی

ہمارے دوست کچھ مشکلات میں مبتلا ہیں اور کچھ بیمار ہیں۔ کرنل بشیر حسین صاحب کو میں نے ابھی مسجد میں آتے دیکھا ہے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ ایسے لوگ ہماری جماعت کے لئے بڑی قدر اہمیت والے ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ کے ساتھ عمر طویل عطا فرمائے۔ اور ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے فرزند بھی بیمار ہیں ان کے لئے بھی دعا کریں۔

ہماری جماعت کے بڑے بڑے آدمی خدا کو پیارے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ پچھلے دنوں خواجہ صلاح الدین محمود اور خواجہ نذیر احمد اللہ کو پیارے ہو گئے، اب سیالکوٹ کے ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ بھی انتقال کر گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی وفات سے قوم کو بڑا نقصان اور صدمہ پہنچا ہے۔ آپ اپنے پیشے میں بڑے حاذق تھے۔ اخلاق فاضلہ اور پاکیزہ عادات کا نمونہ تھے۔ مال قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ ساری عمر اچھی اچھی رقوم انجمن کو دیتے رہے۔ یہ مارکیٹ والی بلڈنگ جو نئی تعمیر کی گئی ہے اس میں چوبیس ہزار روپے دے کر دو فلیٹ انہوں نے تیار کروائے ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے اور جنازہ غائبانہ پڑھا جائے۔

(نماز کے بعد جنازہ غائبانہ پڑھا گیا)

---

## خواتین جماعت پشاور کا اجلاس

۳ ؍ اپریل ۸۰ء کو بروز جمعہ مسجد احمدیہ میں خواتین جماعت پشاور کا اجلاس زیر صدارت محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ بنت بابا دلاور خان مرحوم منعقد ہوا جلسہ کا افتتاح محترمہ بیگم ڈاکٹر کرم الٰہی صاحبہ نے تلاوت قرآن شریف سے کیا اسکے بعد سیکرٹری خواتین بیگم جناب قاضی عبدالرشید صاحب نے سابقہ جلسہ کی کارروائی سنائی اور اس کے بعد سیکرٹری موصوفہ نے "تہذیب مغرب کا موازنہ اسلامی قدروں سے" کے موضوع پر ایک جامع مقالہ پڑھ کر سنایا جو پیغام صلح میں برائے اشاعت بھیجا گیا ہے۔

اس کے بعد خواتین پشاور کی نائب صدر بیگم ڈاکٹر کرم الٰہی صاحبہ نے تقریر کرتے ہوئے عورتوں اور بچیوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے فرمایا کہ جماعت کے زرّین اصول جو حقیقی اسلام ہے ہر احمدی گھرانے میں رائج ہونے چاہئیں۔ اور ان کا رائج کرنا خواتین کے ہاتھوں میں ہے۔ آپ نے سادہ زندگی بسر کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی ان کے بعد کو ثور رشید صاحبہ نے ایک پُراثر تقریر کرتے ہوئے بزرگوں کے اوصاف بیان کئے اور اسلامی طرز پر زندگی بسر کرنے کی ہدایت کی۔ ازاں بعد اجلاس کی مہمان خصوصی محترمہ رضیہ علی صاحبہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ............ خواتین کی تنظیم پر زور دیا اور چند تنظیمی اصول بھی بیان کئے۔

آخر میں محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ نے مہمان خصوصی کا شکریہ ادا کیا

محمد الرحمٰن سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام پشاور

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

# بعض تشریح طلب الہامات کا صحیح مفہوم اور ان کا ذریعہ ہدایت ہونا

## ہمارے معزز سائل صاحب کا پیش کردہ الہام

ہمارے معزز سائل صاحب نے حضورؑ کا ایک الہام نصرت فتح و ظفر تا بست سال پیش کرکے اس کی تشریح طلب کی ہے اور ساتھ ہی اس کا ذریعہ ہدایت ہونا بھی دریافت کیا ہے سو واضح ہو کہ جیسا کہ گذشتہ قسط میں بیان کیا جا چکا ہے کہ حضورؑ کو مجدی قوتوں کا سپہ سالار اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے امام بنا کر دنیا میں بھیجا گیا تا بحیثیت مجدد ہونے کے حضورؑ مسلمانوں کی اصلاح کا مفوضہ کام سر انجام دیں سو اس کے لئے ضروری تھا کہ حضورؑ مسلمانوں کو اپنے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی طرف دعوت دیں چنانچہ جب تک اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس دعوت کا حکم نہیں ملا اس وقت تک حضورؑ نے ایسا قدم نہیں اُٹھایا لیکن یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ حکم پا کر حضورؑ نے مندرجہ ذیل اعلان بیعت کیا چنانچہ اپنے اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں فرماتے ہیں:-

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولےٰ کی راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غمخوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا اور خدا تعالےٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل و جان طیار ہوں گے یہ ربانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا ہے اس بارے میں عربی الہام یہ ہے اذا عزمت فتوکل علی اللہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم"

"اس نے اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے تو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی طیار کر جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا اور جو انکار میں رہے گا اس کے لئے موت در پیش ہے اور پھر فرمایا جو شخص تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا اس نے تیرے ہاتھ میں نہیں دیا بلکہ خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔"

پھر فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ:-

"خدا تعالےٰ کے حضور میں اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ حاضر ہو جاؤ اور اپنے رب کریم کو اکیلا مت چھوڑو جو شخص اسے اکیلا چھوڑتا ہے وہ اکیلا چھوڑا جائے گا۔"

اصلاح کا مندرجہ بالا کام جب حضورؑ کے سپرد کیا گیا اس کو حضورؑ نے ہاتھ میں لینا تھا کہ مخالفت کا طوفان اُٹھ کھڑا ہوا اور لوگوں کو حضورؑ سے بدظن کرنے اور آپ سے دور رکھنے کے لئے مختلف قسم کے حیلوں اور منصوبوں کو کام میں لانا شروع کر دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ نے ہی حضورؑ کو اس مقام پر کھڑا کیا تھا کہ وہ لوگوں کو اپنی بیعت میں داخل ہونے کے لئے بلائیں تو اس طوفان بے تمیزی میں لازماً اللہ تعالےٰ کی نصرت کا حضورؑ کے شامل حال ہونا ضروری بھی تھا ورنہ اصلاح کی یہ مہم کس طرح سر کی جا سکتی تھی دلائل کی رُو سے بھی مخالف علماء پر فتح پانا ضروری تھا اور خدا کی تائیدوں اور آسمانی نشانوں کے ذریعے بھی ان کو زیر کرنا ضروری تھا تا لوگوں کے دلوں میں حضورؑ کی طرف بیعت کرنے کے لئے آنے کی رغبت پیدا ہو اور اس جنگ میں حضورؑ مظفر و منصور ہو کر فاتح ہو کر نکلیں پس اس الہام میں یہی بتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نصرت اور کامیابی کا سلسلہ ۲۰ سال تک رہے گا کیونکہ خدا کے علم میں تو بیسویں سال حضورؑ کی وفات وقوع میں آ جانی تھی۔ خدا چونکہ عالم الغیب ہے وہ جانتا تھا کہ براہ راست حضورؑ کے ہاتھ سے اصلاح کا کام حضورؑ کی زندگی تک ہی رہے گا پھر یہ کام جماعت کے ذریعہ شروع ہو جائے گا۔ ۱۸۸۸ء کو اگر نکال دیا جائے تو ۱۹۰۰ء تک ۱۲ سال ہوتے ہیں اور ۱۹۰۸ء میں حضورؑ کی وفات ہوتی ہے اس لئے بارہ اور آٹھ پورے بیس سال ہو گئے یہ مسلم امر ہے کہ پیشگوئیوں میں کسور کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے پس اعلان بیعت سے لے کر وفات تک ۲۰ سال ہوتے ہیں گویا ۲۰ سال تک ہی حضورؑ نے خود اپنے ہاتھ سے اصلاح کا کام کرنا تھا۔ گویا جس قدر کام حضورؑ کے اپنے ہاتھ سے سرانجام پانا تھا اس کی مدت الہام میں ۲۰ سال بتلائی گئی بعد میں خدمت دین اور اشاعت اسلام اور تقوےٰ و طہارت کو قلوب میں راسخ کرنے کا کام جماعت کے سپرد ہونا تھا اس لئے اس کی مدت کا الہام میں ذکر نہیں کیا گیا۔ اب اس حقیقت کا کون انکار کر سکتا ہے کہ حضورؑ کے ہاتھ سے جو اصلاح ہوئی وہ بے نظیر اصلاح تھی حضورؑ کے ہاتھ سے تیار ہونے والے اشخاص فرشتوں کی خصلتیں اپنے اندر رکھتے تھے۔ ان کے کردار میں اس قدر پاکیزگی و طہارت پیدا ہو گئی تھی کہ لوگ دیکھ کر حیران ہوتے تھے یہاں تک کہ عدالتوں کے ججوں اور مجسٹریٹوں تک کو یہ اعتراف تھا کہ احمدی جھوٹ نہیں بول سکتا اس لئے جس مقدمہ میں جس فریق کے حق میں احمدی گواہی دے دیتا اس کے حق میں عدالت فیصلہ دے دیتی تھی۔

بیعت کے الہامی الفاظ میں حضرت اقدسؑ کو خدا پر توکل کرنے کا خاص طور پر حکم دیا گیا ہے اس کی وجہ یہی تھی کہ خدا جانتا تھا کہ حضورؑ کی مخالفت شدید ہوگی ایسی شدید مخالفت کے سامنے انسان گھبرا جاتا ہے اور بعض اوقات اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتا ہے اس لئے خدا نے شروع ہی سے حضورؑ کو تسلی دیتے ہوئے تاکید کی کہ گھبرانا نہیں اور نہ اپنے مفوضہ کام یعنی اصلاح کو ترک کرنا ہے خدا پر بھروسہ رکھنا کہ اس کی نصرت ضرور تمہارے شامل حال رہے گی اور اللہ تعالےٰ کی نصرت کے سامنے مخالف علماء کا پیدا کردہ طوفان ضرور دب جائے گا اور ان کی مخالفت کے بادل بالآخر پھٹ جائیں گے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا برابر بیس سال تک مخالفت کا بھی زور رہا اور خدا کی نصرت بھی برابر ۲۰ سال تک پوری قوت کے ساتھ نازل ہوتی رہی جس کے اثر سے حضورؑ کا بال بھی بیکا نہ ہوا اور نہ ہی حضورؑ کے قدم ڈگمگائے اور نہ ہی حضورؑ کے عزم میں ذرہ بھر بھی فرق آیا۔

اس الہام سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا فی الحقیقت عالم الغیب ہے کسی انسان کی عمر کی میعاد کا صحیح صحیح علم ہونا بجز خدائے عالم الغیب کے اور کس کو ہو سکتا ہے۔ سو اللہ تعالےٰ نے اس الہام میں درحقیقت حضورؑ کی عمر کی بھی تعیین کر دی تھی اور اس طریق سے اس نے اپنے عالم الغیب ہونے کا ثبوت بھی بہم پہنچا دیا پس اتنے بڑے غیب پر مشتمل الہام جب پورا ہوتا ہے تو لامحالہ وہ نہ صرف ذریعہ ہدایت بنتا ہے بلکہ ملہم کے فرستادہ الٰہی ہونے کو بھی ثابت کر دیتا ہے کیونکہ قرآن کریم کی رُو سے ایسے عظیم الشان غیب صرف فرستادۂ الٰہی پر ہی کھولے جاتے ہیں۔

## دوسرے تشریح طلب الہام ایلی اوس کی حقیقت۔

معزز سائل صاحب نے حضورؑ کا ایک الہام "ایلی اوس" کی حقیقت دریافت کرتے ہوئے اس کے ذریعہ ہدایت ہونے پر روشنی ڈالنے کا بھی مطالبہ کیا ہے الہام میں ایلی کے معنے "میرا خدا" ہے اور اوس کے معنی صاحب یعنے ساتھی کے ہیں۔ معنے الہام کے ہوئے "میرا خدا میرا ساتھی ہے" یہ الہام ۱۸۸۳ء کا ہے یہ وہ سال ہے جبکہ مسلمانوں میں سے آپؑ کا کوئی دشمن نہ تھا بلکہ اس کے برعکس سب آپؑ کو حامی اسلام یقین کرتے تھے اور دن رات حضورؑ کی مدح سرائی میں مشغول تھے۔ خوش عقیدگی کا یہ عالم تھا کہ بعض بڑے بڑے آدمی بھی آپ کے کفش بردار ہونے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ آپ کے کاموں پر چاروں طرف سے صدائے تحسین بلند ہو رہی تھی غرضیکہ آسمان شہرت پر حضورؑ ایک نہایت ہی روشن ستارے کی طرح چمک رہے تھے کہ اچانک ۱۸۸۳ء میں مندرجہ ذیل چھ الہامات کا حضور پر نزول ہوتا ہے:-

(۱) قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ

(۲) وان معی ربی سیھدین

(۳) ربّ اغفر وارحم من السماء

(۴) ربّ انّی مغلوب فانتصر

(۵) ایلی ایلی لما سبقتنی

(۶) ایلی اوس

گویا اس سلسلہ الہامات میں ایلی اوس سب سے آخری الہام ہے۔

ان الہامات میں بطور پیشگوئی بتلایا گیا ہے کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ حضورؑ کے عقائد کو مسلمانوں میں مروّجہ عقائد کے خلاف پاکر علماء انہیں خلاف شریعت قرار دے کر گمراہ کن ٹھہرائیں گے حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہوگی یعنی مروّجہ عقائد ہی خلاف شریعت ہونے کی وجہ سے گمراہ کن ہوں گے اور حضورؑ کے پیروان کی اصلاح کا کام کیا جائے گا گویا ان الہامات میں

اس اصلاح کا بھی بطور پیشگوئی ذکر ہے جس کی طرف حضورؑ نے خدا کے حکم سے مسلمانوں کو توجہ دلانی تھی اس اصلاح کا تعلق مسلمانوں کے بعض عقائد سے بھی تھا جو ان میں غلط طور پر پھیلے ہوئے تھے اور اعمال کی درستگی سے بھی تھا جن میں کافی خرابیاں راہ پا چکی تھیں اس اصلاحی قدم اُٹھانے کے نتیجہ میں مسلمانوں کی مدح سرائی مذمت میں اور دوستی دشمنی میں تبدیل ہو جانے والی تھی جس کے نتیجہ میں مصائب کے پہاڑ آپ پر ٹوٹ پڑنے تھے جو خدا کی مدد کے بغیر ریزہ ریزہ نہیں ہوسکتے تھے پس ان الہامات میں شدید مصائب کے وارد ہونے اور خدائی مدد سے ان کے دور ہونے کی بھی پیشگوئی مذکور ہے۔

## چند عقائد کی اصلاح کا اعلان اور اس پر مسلمانوں کا ردِّ عمل

چنانچہ ان الہامات کے قریباً آٹھ سال بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام پا کر حضورؑ نے یہ اعلان کیا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام جن کے متعلق مسلمان بالعموم یہ یقین رکھتے تھے کہ وہ اپنے جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں اور قریباً دو ہزار برس سے آسمان پر ہی اپنے جسم عنصری کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور آخری زمانہ میں آسمان سے فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے منارہ دمشق پر اتریں گے اور وہاں سے ایک زینہ کے ذریعہ ان کو زمین پر اتارا جائے گا اور وہ حضرت مہدی کے ساتھ مل کر ان کفار کو جو ایمان نہیں لائیں گے قتل کریں گے وہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح فوت ہو چکے ہیں چنانچہ دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ کے ساتھ قیام پذیر ہیں جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے انکو شب معراج میں وہیں دیکھا تھا۔ اور اس اعلان میں یہ بھی کہا گیا کہ خدا نے اس اُمت میں آنے والے مسیح کی جو پیشگوئی کی گئی ہے اس کو میرے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دیا ہے اس لئے مثیل مسیح ہونے کی وجہ سے میں ہی اس پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ اس اعلان کا ہونا تھا کہ مخالفت کا طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور چاروں سے گالیوں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ ہندوستان اور مکہ مدینہ کے علماء کی طرف سے کفر کے فتاوی جاری کئے گئے۔ نعوذ باللہ ملحد بے دین۔ مرتد۔ دجال کافر۔ ضال وغیرہ نام رکھے گئے۔ چونکہ علماء کے ذہنوں میں یہ عقیدہ راسخ تھا کہ حضرت مسیح ناصریؑ زندہ آسمان پر ہیں اور وہی دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے اس لئے ان علماء نے حضورؑ کے حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات کے اعلان کو قرآنی ہدایت کے خلاف قرار دے کر یہ سب فتاویٰ جاری کئے۔ ۱۸۸۳ء میں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو الہام قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ میں بطور پیشگوئی یہ بتلایا ہوا تھا کہ وقت آنے والا ہے کہ آپ کو علماء کو مخاطب کرکے یہ کہنا پڑے گا کہ ہدایت وہ نہیں جو تمہارے ذہنوں میں بیٹھی ہوئی ہے بلکہ اصل ہدایت وہی ہدایت ہے جس پر خدا تعالیٰ نے مجھے قائم کیا ہے اور جس کو صحیح اور درست ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم سے احادیث صحیحہ سے اور اقوال آئمہ سے دلائل کا انبار لگا دیا ہے چنانچہ واقعات نے حضورؑ کے اس الہام کی صداقت پر مہر لگادی ہے وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں پر حضورؑ کے پیش کردہ دلائل کا اثر پڑنا شروع ہو گیا۔ اور ان کے دل اس یقین سے بھرتے چلے گئے کہ قرآن کریم فی الحقیقت حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات ہی ثابت کر رہا ہے اور احادیث میں اُمت میں آنے والے مسیح کی جو پیشگوئی کی گئی ہے اس کے مصداق حضرت مرزا صاحب ہی ہیں اب تو نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ علماء کو بھی ان دلائل کے سامنے سر جھکانا پڑ گیا ہے اور وہ بھی وفات مسیح کے قائل ہیں پس آٹھ سال کے بعد حضورؑ کے الہام کے الفاظ قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ بالآخر سچے ثابت ہوئے اور دنیا نے دیکھ لیا کہ مسیح ناصری کی حیات سے متعلق علماء کا خیال بالکل غلط اور خلاف ہدایت قرآنی تھا اور اس بارے میں ہدایت قرآنی وہی تھی جس کا انکشاف خدا نے الہام سے حضورؑ پر کیا۔

## دوسرے الہام کی صداقت کا عملی ثبوت

دوسرے الہام کے الفاظ یہ تھے۔ "ان معی ربی سیھدین" گویا ۱۸۸۳ء میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ جب حضورؑ خدا کی طرف سے الہام پا کر اپنے مثیل مسیح ہونے کا اعلان فرمائیں گے تو علماء کی طرف سے دھمکی دی جائے گی کہ اگر تم اپنے اس خیال سے رجوع نہیں کرو گے تو اس کا انجام تمہارے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔ ذلت و رسوائی کا تمہیں سامنا کرنا پڑے گا تباہی بربادی تمہارے لئے مقدر ہوگی۔ چنانچہ اعلان کے بعد مولوی محمد حسین بٹالوی نے ان صاف لفظوں میں یہ اعلان کیا کہ میں نے ہی اس شخص کو اونچا کیا تھا (اس کا اشارہ حضورؑ کی کتاب براہین احمدیہ پر اپنے ریویو کی طرف تھا۔ ناقل) میں ہی اسے اب گراؤں گا۔ چنانچہ حضورؑ کو گرانے کے لئے یہ شخص سارے ہندوستان میں پھرا اور حضورؑ کے خلاف کفر کے فتوے پر مشاہیر علماء سے مہریں لگوائیں اور اسی طرح دیگر منصوبوں سے بھی کام لیا اور اللہ تعالیٰ نے آٹھ سال قبل حضورؑ کو کہہ دیا تھا کہ مخالف علماء کو کہہ دینا کہ میرے ساتھ میرا رب ہے وہ تمہاری تمام مخالفت کوششوں کے باوجود جو تم مجھے گرانے اور مجھے ناکام بنانے کی کرو گے مجھے کامیابی سے ہمکنار کرے گا چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ خدا کا یہ الہام وقت آنے پر کیسا سچا ثابت ہوا۔ جس طرح حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں کامیاب کرتے ہوئے صحیح سلامت سمندر کے پار کرا دیا تھا۔ ٹھیک اسی طرح حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے مخالف علماء کے منصوبوں کے سمندر سے صحیح سلامت ساحل کامیابی پر پہنچا دیا۔ دشمن نے حضورؑ کو ذلت کے گڑھے میں گرانے کا اعلان کیا اور اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ پر یہ الہام نازل کیا انی مھین من اراد اھانتک۔ یعنے تجھے ذلیل کرنے کا جو لوگ ارادہ کر رہے ہیں میں انہیں ذلیل کر دوں گا۔ چنانچہ ایسے منصوبے بنانے والوں کو مقابلہ میں جو ذلت نصیب ہوئی وہ بھی دنیا کے سامنے ہے۔ اسی طرح خدا نے یہ بھی حضورؑ کو الہام کیا انی معین من اراد اعانتک۔ یعنے جو شخص تیرے مشن کی اعانت کرے گا میں اس کی اعانت کروں گا۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ حضورؑ کے ساتھیوں کی کیسی اعانت خدا کی طرف سے ہوئی۔ مثال کے طور پر حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کس طرح بین الاقوامی شہرت کے مالک ہو گئے۔ اس کے علاوہ حضورؑ کی جماعت کو جو کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں وہ بھی کسی سے مخفی نہیں۔

## تیسرے الہام کی صداقت کا عملی ثبوت

تیسرا الہام ہے رب اغفر و ارحم من السماء۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ اپنے ماموروں کو دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لئے دعاؤں کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے اور خود دعاؤں کے الفاظ بھی بذریعہ وحی سکھلاتا ہے۔ چنانچہ اس الہام میں بھی خدا نے حضورؑ کو یہی تلقین کی ہے کہ جب تم کو مشکلات کا سامنا ہو اور لوگ تمہاری جاری کردہ اصلاح کے راستہ میں روکاوٹیں کھڑی کر دیں جنہیں دور کرنا تمہاری طاقت سے باہر ہو تو تم خدا سے مدد کے طالب ہو یاد رکھو خدا ان دشمنوں کے منصوبوں کو تو خود ہی دیا ستہ ہوئے ان کو ناکام بنا دے اور اصلاح کے اس کام کو جو تو نے میرے سپرد کیا ہے کامیابی سے ہمکنار کرتے کے سامان پیدا کر دے اور آسمان سے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس قسم کی دعا سکھلانا درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف نصرت اور کامیابی کے وعدہ کے مترادف ہوتا ہے چنانچہ دیکھ لو کہ آٹھ سال قبل اس الہام میں حضورؑ کے دشمنوں کے پیدا ہونے اور حضورؑ کو حضورؑ کے مشن میں ناکام بنانے کی سازشوں اور منصوبوں کو بروئے کار لانے کی نشاندہی کی گئی تھی اور ساتھ ہی ان منصوبوں کو ناکام بنانے کی بھی پیشگوئی کی گئی تھی۔ دشمن تو اس کوشش میں مصروف ہوگا کہ خدا کی رحمت سے خدا کے مامور کو محروم ثابت کرے لیکن خدا اس الہام میں وعدہ کرتا ہے کہ وہ آسمان سے حضورؑ کے لئے رحمت کے دروازے کھول دے گا جس کے نتیجہ میں خدا کا مامور بجائے مردود ہونے کے دلوں میں مقبول ہوتا جائے گا۔ اور اس کی قبولیت زیادہ سے زیادہ پھیلتی چلی جائے گی۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ اس الہام نے بھی واقع کی شکل اختیار کرکے اپنے مستجاب الدعا ہونے کا ثبوت بہم پہنچا دیا۔ دشمن کی طرف سے حضورؑ کو گرانے کی تمام کوششیں ناکامی کے گڑھے میں گریں اور ان کے مقابل حضورؑ کامیابی اور ترقی کی بلند چوٹی پر جا کھڑے ہوئے۔

## چوتھے اور پانچویں الہام رب انی مغلوب فانتصر۔ ایلی ایلی لما سبقتنی۔ کی حقیقت اور ان کا پورا ہونا

اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اپنے ماموروں کو بعض اوقات سخت ابتلاؤں کا نشانہ بناتا ہے۔ جو بظاہر ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ خدا نے اپنی نصرت کو واپس لے لیا ہے اور اپنا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور پھر وہ مامور خدا کے آگے گڑگڑاتے ہوئے سجدہ ریز ہوکر دعا کے ذریعہ خدا کی نصرت کو جذب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ البقرہ ع ۲۶ میں اس کیفیت کا نقشہ پیش

کیا گیا ہے ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستھم الباساء والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین اٰمنوا معہ متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب یعنی انبیاء اور ان کی جماعتوں پر ایسے شدید مصائب وارد ہوتے ہیں کہ خود رسول اور اس کے ساتھی ہل جاتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں کہ خدایا تیری نصرت کب آئے گی درحقیقت وہ وقت ہی خدا کی نصرت کا ظہور کے شامل ہونے کا ہوتا ہے چنانچہ حضرت نبی کریم صلعم کو جب طائف کے لوگوں نے لہولہان کرکے طائف سے نکالا تو آنحضرت صلعم نے ایک باغ میں پناہ لے کر خدا تعالیٰ سے مندرجہ ذیل الفاظ میں فریاد کی۔

"اے ارحم الراحمین خدا تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور تو ان سب لوگوں کا رب ہے جو دنیا میں کمزور سمجھے جاتے ہیں جیسا کہ میں اور میرے ساتھی سمجھے جا رہے ہیں۔ تو مجھے کس کے سپرد کرنا چاہتا ہے۔ اس دشمن کے حوالے کرنا چاہتا ہے۔ جو عداوت میں بہت دور نکل گیا ہے۔ اور میری طرف نہایت ترش روئی اور حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے یا کسی دوست کے سپرد کرنا چاہتا ہے جو اپنی دوستی میں تیرے قریب ہے۔ اور جس کو تو نے میرے امر کا مالک بنا دیا ہے۔ اگر آپ مجھ پر ناراض نہیں ہیں تو مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں بیشک میں ان مصائب و شدائد کو برداشت کروں گا ہاں میں اتنی عرض کروں گا کہ تیری عافیت میرے لئے زیادہ وسیع ہے یعنی تو مجھے ان تکالیف سے عافیت میں لا سکتا ہے میں اپنے آپ کو تیرے چہرے کے نور کی پناہ میں دیتا ہوں (جس نور سے آسمان روشن ہوتے ہیں۔ اور جس سے تاریکیاں نور میں تبدیل ہو جاتی ہیں) اس بات سے کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو یا تیری ناراضگی کا میں محل بنوں یہاں تک کہ تو مجھ پہ راضی ہو جائے ہر ایک کام کی جزا اور ہر ایک کام کا انجام تیرے ہی قبضہ میں ہے۔ میری ذات میں نہ تو کوئی موجودہ حالات کو بدلنے کی طاقت ہے اور نہ ہی کامیابی کو حاصل کرنے کی قوت ہے دونوں قسم کی طاقت تجھ سے ہی مل سکتی ہے۔"

آنحضور صلعم کی مندرجہ بالا پکار درحقیقت ربّ انی مغلوب فانتصر اور ایلی ایلی لما سبقتنی کا ہی مفہوم اپنے اندر لئے ہوئے ہے یعنی اے میرے ربّ میں مغلوب ہوں میری نصرت کے سامان کر اور اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب مامورین کا اضطراب اس حد تک پہنچ جاتا ہے تو خدا کی مدد نازل ہو کر کامیابی کی راہیں کھول دیتی ہے۔ چنانچہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور صلعم کے مندرجہ بالا مضطربانہ الفاظ خدا کی نصرت کو آسمان سے کھینچ لائے اور مدینہ میں فدایان اسلام پیدا ہوئے جن کے ایثار اور قربانی کے پانی سے اسلام کے پودہ نے نشو و نما پاکر ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر لی۔ بالکل اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ پر بھی ایسے اوقات آئے جن میں حضورؑ کو بھی ایسے ہی الفاظ میں خدا سے فریاد کرنی پڑی۔

حضورؑ کی فریاد اپنے مولا کے حضور جن الفاظ میں ہوئی وہ حسب ذیل ہیں:-

"اے میرے مولیٰ اے میرے پیارے آقا میں نے اسی شخص کی (یعنی مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب) کیونکہ اسی نے تمام ہندوستان میں پھر کر کفر کے فتوے پر علماء سے مہریں لگوائی تھیں) تمام عنت باتوں اور لعنتوں اور گالیوں کا جواب تیرے پر چھوڑا اگر تیری یہی مرضی ہے جو کچھ تیری مرضی وہ میری مرضی ہے مجھے اس سے بڑھ کر کچھ نہیں چاہیئے کہ تو راضی ہو میرا دل تجھ سے پوشیدہ نہیں تیری نگاہیں میری تہ تک پہنچی ہوئی ہیں اگر مجھ میں کچھ فرق ہے تو نکال ڈال اور اگر تیری نگاہ میں مجھ میں کچھ بدی ہے تو میں تیرے ہی منہ کی اسی سے پناہ مانگتا ہوں اے میرے پیارے ہادی! اگر میں نے ہلاکت کی راہ اختیار کی ہے تو مجھے اس سے بچا اور وہ کام کر کہ جس میں تیری رضامندی ہو۔ میری روح بول رہی ہے کہ تو میرے لئے ہے اور ہوگا جب سے کہ تو نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ (ایلی اوس کا یہی ترجمہ ہے۔ ناقل) اور جب سے کہ تو نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ انی مھین من اراد اھانتک اور جب سے کہ تو نے دحی اور نوازش کی راہ سے مجھے کہا کہ انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق تو اسی دم سے میرے قلب میں جان آگئی تیری دلآرام باتیں میرے زخموں کی مرہم ہیں۔ تیرے محبت آمیز کلمات میرے غم رسیدہ دل کے مفرّح ہیں میں غموں میں ڈوبا ہوا تھا تو نے مجھے بشارتیں دیں میں مصیبت زدہ تھا تو نے مجھے پوچھا پیارے! میرے لئے یہ خوشی کافی ہے کہ تو میرے لئے اور میں تیرے لئے ہوں تیرے حملے دشمنوں کی صف توڑیں گے اور تیرے تمام وعدے پورے ہوں گے اور تو اپنے بندہ کا آمرزگار ہوگا۔"

چنانچہ اس فریاد کے بعد جو حملے بھی دشمنوں کی طرف سے ہوئے خدا تعالیٰ نے ان حملوں سے بھی قبل از وقت خبر دی اور پھر ان میں حضورؑ کی کامیابی اور دشمنوں کی ناکامی کی بھی پیشگی از وقت اطلاع دے کر اپنے وعدہ کے مطابق ہمیشہ حضورؑ کو کامیابی سے ہمکنار کیا اور دشمنوں کو ناکامی اور ذلت کے اتھاہ گڑھے میں گرایا دشمنوں نے قتل کی کوششیں کیں ناکام رہے لوگوں کو حضورؑ کی طرف جانے سے روکنے کی کوشش کی ناکام رہے۔ حضورؑ کو قید کروانے کے لئے مختلف مقدمات حضورؑ کے خلاف عدالتوں میں دائر کروائے مگر بجز ناکامی کے اور کچھ انہیں حاصل نہ ہوا۔ حتّٰی کہ بالآخر قتل کا جھوٹا مقدمہ تراش کر پھانسی کی سزا دلوانے کا منصوبہ بنایا گیا اس میں بھی بالآخر ناکامی کا ہی منہ دیکھنا پڑا۔

## آخری الہام ایلی اوس کی صداقت

اس سلسلہ الہامات میں آخری الہام ایلی اوس تھا جس کے معنی تھے میرا خدا میرا ساتھی ہے سو خدا کے ساتھ ہونے کی پیشگوئی اس الہام کے آٹھ سال بعد پوری ہونی شروع ہوئی اور برابر حضورؑ کی وفات تک پوری ہوتی چلی گئی۔ پس یہ تمام الہامات چونکہ عظیم الشان غیب پر مشتمل تھے جو سب کے سب پورے ہوئے اس لئے ان کا ذریعہ ہدایت ہونا یقینی امر تھا اور یہ سب کے سب ہزاروں کے لئے ذریعہ ہدایت ثابت ہوئے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

# احباب سلسلہ متوجّہ ہوں

احباب کو یہ پڑھ کر از حد خوشی ہوگی کہ کتب سلسلہ کی تعلیم و تدریس اور ان کے امتحانات کا سلسلہ مقامی جماعت لاہور نے شروع کر دیا ہے۔ جو جماعت میں سلسلہ کے لٹریچر سے واقفیت و آگاہی کے لئے از حد مفید ہے۔ چنانچہ گذشتہ ہفتہ سے ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کے زیر انتظام تعلیم و تدریس کا آغاز ہو گیا ہے۔ ہر ہفتہ کو نماز مغرب کے بعد ۷ بجے سے آٹھ بجے تک ایک گھنٹہ کے لئے درس ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کشتی نوحؑ آج کل پڑھی اور پڑھائی جا رہی ہے۔ ماہ جولائی میں اس کتاب کا امتحان لیا جائے گا۔ اس کے بعد دوسری کتب کا بھی یکے بعد دیگرے درس و امتحان ہوا کرے گا۔ یہ امتحانات جماعت کے بچوں کے لئے جو سکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اس غرض سے جاری کئے گئے ہیں کہ ہماری آئندہ نسل حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کی تعلیمات سے پوری طرح واقف ہو سکے۔

اس درس میں نہ صرف جماعت لاہور کے نوجوان ہی شریک ہوا کریں بلکہ بزرگان کی شرکت بھی ان نوجوانوں کی ترغیب اور ہدایت و رہنمائی کے لئے ضروری ہے علاوہ ازیں دیگر جماعت ہائے احمدیہ کے احباب و خواتین سے بھی گذارش ہے کہ اس نہج سے وہ اپنے اپنے مقامات پر کتب سلسلہ کی تعلیم و تدریس کا انتظام فرمائیں۔ اور امتحانات کے سلسلہ میں مرکز سے رابطہ قائم کریں۔ ان کی خدمت میں امتحانات کے قواعد و نصاب کے بارے میں ضروری معلومات بھجوا دی جائیں گی۔ مرکز سے وقت مقررہ پر پرچہ جات امتحانات جماعتوں میں بھجوا دیئے جایا کریں گے۔ امید ہے کہ اس سلسلہ میں تمام جماعتیں بھرپور تعاون کا اظہار فرمائیں گی اور اس کو جماعتی اور دینی زندگی کا ایک اہم جزو تصوّر کرتے ہوئے عملی حصّہ لیں گی۔

ضروری معلومات کے لئے راقم سے مراسلت فرمائیں۔

خاکسار: چوہدری عبدالحق
آنریری اسسٹنٹ سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور رجسٹرڈ

# وفات

محمد حنیف صاحب اسمٰعیل آباد ملتان سے لکھتے ہیں "ہماری مقامی جماعت کے سرگرم رکن ٹھیکیدار محمد عثمان صاحب وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون مرحوم کی نماز جنازہ غائبانہ کے لئے استدعا کی جاتی ہے۔

شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام کراچی

# ہاروت و ماروت کی دلچسپ کہانی

## مولوی احتشام الحق صاحب کی زبانی

مولوی احتشام الحق صاحب تھانوی کا درس روزنامہ جنگ میں ہر جمعہ کی اشاعت میں طبع ہوتا ہے۔ جناب مولوی صاحب پاکستان میں ایک ممتاز عالم دین کی حیثیت سے معروف ہیں۔ ان کی اس شہرت کے پیش نظر یہ توقع تھی کہ مولوی صاحب ممدوح قرآن پاک کے معارف اور حقائق ایسے احسن طریق سے بیان فرمایا کریں گے جو مسلمانوں کے ازدیاد ایمان کے علاوہ غیر مسلم اصحاب کے لئے بھی کشش کا موجب بنیں گے۔ مگر افسوس ہے کہ ہماری یہ توقع جناب مولوی صاحب کے درس قرآن سے پوری ہوتی نظر نہیں آتی جس کی وجہ یہ ہے کہ جناب مولوی صاحب بھی قصہ گو مفسروں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور بہت سی باتیں خلاف واقع بیان کرنے کے عادی ہو گئے ہیں جن کو مخالفین صداقت اسلام کو مشتبہ کرنے کے لئے پیش کر سکتے ہیں۔ چنانچہ جناب کے بعض پیش کردہ غلط واقعات کا نمونہ بطور مشتے از خروارے پیش کیا جاتا ہے۔ تا احباب ان کے عجیب و غریب افسانوں کے متعلق صحیح حالات کا اندازہ لگا سکیں۔ جن کا تذکرہ انہوں نے ہاروت و ماروت کے متعلق اپنے درس میں کیا ہے۔

جناب مولوی صاحب نے مسئلہ شفاعت کی حقیقت کو اخبار جنگ بتاریخ ۲۱ دسمبر ۱۹۶۸ء میں بیان فرماتے وقت سنگین غلط بیانی ان الفاظ میں کی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ مقدسہ مطہرہ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ اللہ تعالے نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک دعائے مغفرت کی مستحق نہ تھیں۔ استغفر اللہ من ھذہ الخرافات!! حالانکہ ادنےٰ تدبر سے قرآن کریم اور احادیث سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالے اس وقت تک کسی انسان کو عذاب نہیں دیتا جب تک وہ پہلے کسی رسول کے ذریعہ انسانوں کے درمیان نیکی اور بدی کا احساس پیدا نہیں کر دیتا۔ عقل کا بھی یہی تقاضا ہے کیونکہ یہ تو ظلم عظیم ہوگا۔ کہ اللہ تعالے انسانوں کو ایسے قانون کے ماتحت سزا دے جس کا علم ان کو نہیں دیا گیا اور یہ امر مسلم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ مقدسہ کا انتقال تو آپؐ کی بعثت سے چونتیس (۳۴) سال قبل ہو چکا تھا۔ جناب مولوی صاحب پر قرآن و حدیث کی بناء پر جب یہ غلطی واضح کر دی گئی اور انہوں نے خطوط کا کوئی جواب نہ دیا۔ تو پھر اس غلط واقعہ کا جواب اخبار پیغام صلح مؤرخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۸ء میں شائع کر دیا گیا۔ تا مولوی صاحب اپنے موقف کو ثابت کر سکیں۔

اسی طریق پر دوسری سنگین غلطی کا یہ ارتکاب انہوں نے اپنے درس قرآن مندرجہ اخبار جنگ مؤرخہ ۱۵ مارچ ۱۹۶۹ء میں یوں کیا ہے فرماتے ہیں:-

" ان الذین امنوا والذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین...... فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ مذکورہ بالا آیت میں نجات آخرت کے دو اجزاء بیان کئے گئے ہیں۔ ایک ایمان دوسرا عمل صالح بظاہر اس کا ماحصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدار نجات صرف ایمان سے نہیں بلکہ عمل پر بھی ہے۔ مگر آخرت کی نجات کا دار و مدار بالاتفاق صرف عقیدہ اور ایمان پر ہے۔"

سوال یہ ہے۔ کہ کیا کوئی مسلمان قرآن کریم کی آیت مقدسہ کے خلاف یہ عقیدہ رکھ سکتا ہے۔ کہ نجات کے لئے اعمال کی ضرورت نہیں۔ اور پھر یہ دعوے اور جسارت کہ نجات کا دار و مدار سب مسلمانوں کے نزدیک بالاتفاق صرف عقیدہ اور ایمان پر ہے۔ کس قدر دروغ بے فروغ ہے۔

مولوی صاحب پر جب یہ غلطی واضح کی گئی تو انہوں نے حسب معمول نہیں خط کا جواب نہ دیا۔ تا مولوی صاحب مزید اس معاملہ پر روشنی ڈال سکیں۔ مگر مولوی صاحب اسکو بھی پی گئے۔

اسی نوعیت کی ایک تیسری غلطی کا انہوں نے آپ نے ایک آیت مقدسہ واذ قتلتم نفسًا فادرٰءتم فیھا کی تشریح کرتے وقت کیا۔ ملاحظہ ہو اخبار جنگ مورخہ ۶ جون ۱۹۶۹ء جناب کا ارشاد ہے کہ اس آیت مقدسہ کا شان نزول بنی اسرائیل کے انکار و تکذیب کے ساتھ ہے۔ جو ان سے بار بار گائے یا بیل کے ذبح کرنے کے متعلق سرزد ہوا۔ نیز مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہودیوں نے ایک بوڑھے یہودی کو قتل کر کے الزام دوسروں پر لگایا۔ تو اللہ تعالے نے اصل واقعہ کے انکشاف کے لئے اس گائے یا بیل کو مجبوراً ذبح کرایا۔ اور بقول مولوی صاحب اس ذبح شدہ گائے کے گوشت کا ٹکڑا مقتول کے جسم سے لگایا تو مدتوں سے سڑی ہوئی بوڑھے یہودی کی لاش فی الفور زندہ ہو گئی۔ ہماری سمجھ سے یہ باہر ہے کہ ہمارے ممتاز عالم دین نے یہ کس طرح گوارہ کر لیا۔ کہ شرک کی پوٹلی گائے کے گوشت میں تو اعجاز ہو۔ کہ اس کے چھو جانے سے سڑا ہوا مردہ زندہ ہو جائے۔ مگر اللہ تعالے نے یہ اعجاز باثرحضرت موسٰی کی وحی نبوت میں بھی نہیں رکھا کہ وہ قاتل کی نشاندہی کر سکے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جب مولوی صاحب نے ہمارے دلائل کا کوئی جواب نہ دیا۔ تو اس بحث کو بھی اخبار پیغام صلح مورخہ ۲ جولائی ۱۹۶۹ء میں شائع کر دیا گیا۔

اس سلسلہ میں یہ ذکر خالی از لطف نہ ہوگا۔ کہ جماعت اسلامی کے ایک کارکن نے بھی ایک پرچہ پیغام صلح کا مولوی صاحب کو دیا۔ مولوی صاحب نے ان کے ساتھ اس کا جواب دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ مگر آج تک اس وعدہ کا ایفا نہیں ہوا۔

مذکورہ واقعات سے یہ امر عیاں ہے کہ جناب مولوی صاحب اپنے درس قرآن کو دلچسپ بنانے کے لئے قصہ جات کو اچھے الفاظ میں بیان کرنے کے عادی ہیں۔ چنانچہ اسی عادت کے مطابق آپ نے ہاروت و ماروت کے متعلق عجیب باتیں بیان کی ہیں۔

اس کہانی کی تمہید یوں باندھتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں نمرود کا پایہ تخت بابل تھا کلدانیوں بالخصوص نمرود کے دوران حکومت دنیوی علوم۔ سحر و جادو۔ علم نجوم۔ سائنسی علوم اور صنعت و حرفت کو حیرت انگیز ترقی ہوئی یہاں تک کہ ان لوگوں نے غور و فکر کر کے اجرام علویہ اور اجسام سفلیہ کے لئے ارواح و نفوس کی دریافت کی۔ صرف تسخیر اجسام نہیں بلکہ ان کی روحوں اور نفسوں کی تسخیر کے تجربات....

کرتے کرتے بالآخر اس میں کامیاب ہو گئے۔ اور بقول مولوی صاحب اس قسم کے اونچے سحر کی اصل دو فرشتوں یعنے ہاروت و ماروت کے علم سے ماخوذ ہے وغیرہ وغیرہ اور بابل کے سائنسدانوں نے نمرود کے پایہ تخت بابل میں چھ چیزیں ایسی بنائی تھیں۔ جن کو دیکھ کر عقل حیران رہ جائے۔ اور بقول مولوی صاحب وہ چھ عجوبے حسب ذیل ہیں :-

(۱) تانبہ کی بطخ :- جب کوئی جاسوس یا کوئی چور شہر میں داخل ہوتا تو اس بطخ سے اس زور کی آواز نکلتی کہ جاسوس یا چور جو بھی ہوتا۔ اس کو گرفتار کر لیا جاتا۔

(۲) طبل یا نقارہ : اس میں یہ خوبی تھی۔ کہ جب کسی کی کوئی چیز گم ہو جاتی۔ تو وہ شخص اس نقارہ کو بجاتا۔ تو نقارہ بتلا دیتا۔ کہ تیری چیز فلاں جگہ ہے۔

(۳) آئینہ :- جب کسی غائب شخص کا حال معلوم کرنا ہوتا تو وہ آئینہ کے پاس جا کر آئینہ دیکھتا تو غائب شخص کا حال ظاہر ہو جاتا۔ خواہ وہ شخص کسی حالت میں ہوتا جنگل میں دریا میں۔ یہاں تک کہ تندرستی بیماری۔ ناداری۔ مالداری۔ زندگی یا موت جو بھی حالت ہوتی۔ وہ معلوم ہو جاتی۔

(۴) حوض : بڑے بڑے لوگ ہر سال ایک روز تفریح کے لئے جمع ہوتے۔ ہر شخص اپنے حسب پسند جو شربت وغیرہ لاتا اس حوض میں ڈال دیتا۔ خدام و ملازمین جب شربت پلانے کے لئے اس حوض پر جاتے تو ہر شخص کے جام یا گلاس میں وہی شربت آتا جو اس کا آقا لایا تھا۔

(۵) تالاب :- باہم تنازعات کا فیصلہ کرنے کے لئے بنایا تھا۔ جب دو شخصوں یا دو گروہوں میں کسی بارے جھگڑا ہو جاتا تو دونوں فریق اس تالاب پر جاتے۔ حقدار یا مستحق نہ ڈوبتا اور جو غاصب ہوتا پانی اس کے سر سے اونچا ہو جاتا۔ اگر وہ فوراً صاحب حق کا حق تسلیم کر لیتا تو پانی نیچے اتر آتا۔ اور وہ بھی بچ جاتا۔

(۶) درخت :- نمرود جب دربار منعقد کرتا تو اہل دربار اور معززین شہر اس کے گرد بیٹھ جاتے۔ اور جتنے آدمی زیادہ ہوتے جاتے۔ اتنا ہی درخت پھیل جاتا اور ان پر سایہ کرتا۔ یہاں تک کہ ایک لاکھ آدمیوں کی تعداد پوری ہوتی۔ تو درخت پھیل کر اسی طرح سایہ فگن رہتا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے اخبار جنگ مؤرخہ ۱۲ فروری ۱۹۷۰ء۔

اب ملاحظہ فرمایئے وہ آیت مقدسہ جس کی جناب مولوی صاحب تفسیر بیان کر رہے ہیں :-

و اتبعوا ما تتلوا الشیاطین ... وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا ..... وما أنزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت ..... فیتعلمون منھما ما یفرقون بہ بین المرء وزوجہ ...... لو کانوا یعلمون - ۱۰۲:۲

قطع نظر اس کے کہ جناب مولوی صاحب نے اس آیت مقدسہ کے معنی کرنے میں کس قدر توڑ مروڑ سے کام لیا ہے - ذیل کی باتیں مولوی صاحب کے ترجمہ سے کچھ بھی ثابت نہیں -

ا - جادو کی تعلیم کفر ہے -

ب - جادو کی تعلیم دینا شیطانوں کا کام ہے

ج - ہاروت و ماروت سے (کلدانی) ایسا جادو سیکھتے تھے جس کے ذریعہ سے کسی مرد اور اس کی بیوی میں جدائی پیدا کر دیتے تھے -

د - وہ لوگ ایسی باتیں (ہاروت و ماروت) سیکھتے تھے جو خود ان کو نقصان دیں اور ان کو نفع پہنچانے والی نہیں ہیں -

برعکس اس کے کلدانیوں نے جو ایجادیں کیں وہ تو بنی نوع انسان کی خدمت ہے - مثلاً پاکستان کلدانیوں کی طرح تانبے جیسے بتوں کو ایجاد کرے اور پھر ان بتوں کو بڑے بڑے شہروں میں نصب کر دیا جائے - تو دو تین ماہ کے عرصہ کے اندر اندر پاکستان سے چوری جاسوسی - ڈاکہ زنی کا خاتمہ ہو جائے اور اگر تالاب ایسے بنائے جائیں جیسے کلدانیوں نے بنا لئے تھے تو پاکستان سے ہر قسم کے جرائم کا ایک مہینہ کے اندر اندر خاتمہ ہو جائے کیونکہ جب ایسے لوگوں کو تالاب میں داخل کر دیا جائے گا - تو آدھے گھنٹے کے اندر اندر اصل حقیقت ظاہر ہو جائے گی - نہ صرف پاکستان میں جملہ لوگ ہر قسم کی برائیوں سے پاک و صاف ہو جائیں گے - بلکہ کروڑ در کروڑ روپیہ کی بھی ہر ماہ بچت سے پاکستان کی اقتصادی حالت بہتر ہو جائے گی -

میں مولوی صاحب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کلدانیوں نے جو ایجادیں کیں جن کا ذکر خود مولوی صاحب نے کر دیا ہے ان کو کفر کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے - نہ انہوں نے کسی کو جادو کی تعلیم دی - اور نہ ہی یہ لوگ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کے ترکیب ہوئے اور نہ ہی مولوی صاحب نے ان کے کسی کفر کی نشاندہی کی - خواہ مخواہ ان کو کافر قرار دینا ظلم ہوگا - کیونکہ جو نتائج کفر جناب مولوی صاحب نے قرآن پاک کی آیت سے اخذ کئے ہیں ان میں سے ایک کا بھی ان پر اطلاق نہیں ہو سکتا - اگر مولوی صاحب یوں فرمائیں کہ یہ لوگ کواکب اور سماوات کی ارواح کو کلیتاً مدبر اور کارساز سمجھتے تھے تو اللہ تعالےٰ نے ان کی اصلاح کے لئے بقول مولوی صاحب حضرت ابراھیم علیہ السلام کو ان کے درمیان پیدا کر دیا - اور حضرت ابراھیمؑ نے توحید کو پیش کر کے ان کے از قبیل اعتقادات کی تردید کر دی - ایسے حالات میں ہاروت و ماروت کو ان پر مبعوث کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں رہی - بالفرض مولوی صاحب کے نزدیک کوئی ضرورت ہو بھی اور اس ضرورت کے ماتحت خدا تعالےٰ نے ہاروت و ماروت کو مبعوث بھی کر دیا ہو - تو اس فعل سے نعوذ باللہ اللہ تعالےٰ کے علم غیب پر سخت الزام عاید ہوتا ہے - کہ اس مقدس ہستی نے فرشتے بھی کلدانیوں کی اصلاح کے لئے ایسے مامور کئے جو خود معصیت کا شکار بن گئے - یہ ایسی کچی باتیں تھیں جن کو صاف کرنے کے لئے میں نے مولوی صاحب کو ۲۸ فروری ۱۹۷۰ء کو ایک خط لکھا - مورخہ ۶ مارچ ۱۹۷۰ء ٹیلیفون پر ان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے درخواست کی - اور یہ بھی عرض کیا کہ میری عمر ۸۰ سال کے قریب ہے ایسا نہ ہو مقرر کردہ وقت پر میں حاضر خدمت ہو جاؤں - لیکن آپ گھر میں موجود نہ ہوں - مولوی صاحب نے میری درخواست قبول فرما کر مجھے یقین دلایا - کہ وہ یقیناً میرا انتظار کریں گے اور یہ کہ کل دوسرے دن صبح دس بجے ان کے دولت کدہ پر پہنچ جاؤں - میں تو خوشی خوشی وقت مقررہ پر ان کے دولتکدہ پر پہنچا - تو مجھے بتلایا گیا کہ مولوی صاحب تو موجود نہیں ہیں - میں نے ان کے آدمی کو ٹیلیفون پر جو گفتگو ہوئی تھی اس کا بھی حوالہ دیا - مگر یہی کہا گیا - کہ وہ گھر میں نہیں - اور نہ وہ یہ بتلا سکتے ہیں کہ وہ کب تک واپس آئیں گے - بہر حال اب میں وہ خط شائع کر رہا ہوں - جو ان کو میں نے ۲۸ فروری ۱۹۷۰ء کو لکھا تھا -

اس کا مکمل متن قارئین کرام کے استفادہ کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

. . . . . . . . . . . . . . . . .

مکرّم معظم جناب مولوی احتشام الحق صاحب سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - آپ نے اپنے درس قرآن مطبوعہ اخبار جنگ مؤرخہ ۱۳ اور ۲۷ فروری ۱۹۷۰ء آیت مقدسہ کے حصہ ما کفر سلیمان ..... ھاروت وماروت کی جو تشریح فرمائی ہے، میرے نزدیک اس کی تائید مجوسیوں اور یہودیوں کی روایات و قصہ جات بلکہ لچریات سے تو ممکن ہے - مگر قرآن کریم - لغت اور حدیث اس کو رد کرتی ہے - کیونکہ جناب نے اپنی تشریح کی تائید میں بعض اکابرین دین کو پیش فرمایا ہے جو میرے نزدیک اسلام کے درخشندہ ستارے یا مہر و ماہ ہیں اس لئے ان آئمہ دین کی عظمت اور ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنے شکوک آپ سے دور کرانا چاہتا ہوں - جو درج ذیل ہیں:-

(۱) جناب نے کھلے الفاظ میں تسلیم فرمایا ہے کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے ہیں جن کو خدا تعالےٰ نے کلدانیوں یا اہل بابل پر ان سے بھی اونچے درجے کے جادو کو پیش کرنے کے لئے بطور رسول مبعوث فرمایا، تا یہ فرشتے لوگوں پر ظاہر کریں کہ کلدانیوں کے حیرت انگیز کام بوجہ سحر و جادو کفر و باطل نہیں وغیرہ وغیرہ - اس کے بالکل برعکس اللہ تعالےٰ کی نص قطعی قرآن میں یوں مذکور ہے قل لو کان فی الارض ملٰئکۃ ...... لنزلنا علیھم من السما ملکاً رسولاً (بنی اسرائیل) میرا سوال یہ ہے کہ آپ کے بیان میں اور قرآن کریم کی آیت مقدسہ کے درمیان صورت تطبیق کیا ہو سکتی ہے - بدیں مفہوم :-

ا - کیا انسانوں کے لئے فرشتہ بطور رسول مبعوث ہو سکتا ہے - اس کا تو آپ کو علم ہوگا کہ رسول کا کام صرف اس قدر ہی نہیں ہوتا کہ وہ اپنی قوم کو احکام خداوندی سے آگاہ کرے - بلکہ اس سے بڑھ کر ان احکام پر عمل کرنا بھی اس کا فرض منصبی ہوتا ہے - اس لئے انسانوں کے لئے فرشتہ بوجہ غیر جنس ہونے رسول کے فرائض ادا نہیں کر سکتا -

ب - سورۃ النحل میں فرشتوں کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں : یخافون ربھم ...... ویفعلون ما یؤمرون - یعنے فرشتے خدا تعالےٰ کے کسی حکم کی بھی خلاف ورزی نہیں کر سکتے - ہاروت و ماروت کی خلاف ورزی تو ثابت ہے اس لئے وہ فرشتے ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتے -

ج - جب خدا تعالےٰ کی سنت یہ ہے کہ انسانوں کی اصلاح کے لئے وہ نبی یا رسول مبعوث فرماتا ہے - ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا - کلدانیوں کی اصلاح کے لئے خدا نے کسی نبی یا رسول کو کیوں مبعوث نہیں فرمایا اور ان کی طرف فرشتوں کے مبعوث کرنے میں کیا حکمت تھی یا ہے -

د - ہاروت و ماروت کے اپنے مشن میں فیل ہونے کے باعث اللہ تعالےٰ کے علم غیب پر حرف آتا ہے - کہ فرشتے بھی مبعوث کئے تو ایسے جو خود معصیت کا شکار ہو گئے -

ہ - آپ نے کلدانیوں کے بعض حیرت انگیز جادوؤں کی نشاندہی فرمائی ہے - مثلاً بطخ - حوض یا درخت کا بنانا وغیرہ بقول آپ کے بطخ صرف چور اور جاسوس کو ظاہر کرتی ہے - (۲) مختلف خورد و نوش کی چیزیں جو خدام اور ملازمین حوض میں ڈال دیتے ہیں - جوں کی توں آقاؤں کو وہی چیزیں مل جاتی ہیں (۳) درخت کا پھیلتے چلے جانا یہاں تک ایک لاکھ کا مجمع اس کے نیچے سما جائے وغیرہ وغیرہ - اب ان بے جان اشیاء کے اندر شعور - تمیز - عقل - ادراک جو خاصہ خداوندی ہے شیطان جادوگر اس میں شامل ہو سکتے ہیں -

۲ - جناب نے اپنی تفسیر کو محقق مفسرین کی طرف منسوب فرمایا ہے - کیا جناب کے نزدیک حضرت امام فخر الدین رازی محقق مفسرین میں سے ہیں یا نہیں - کیا انہوں نے اس قسم کے قصوں کا ذکر کر کے مردود قرار نہیں دیا -

(ب) روح المعانی کو آپ نے اپنے درس میں کئی بار پیش فرمایا ہے - کیا اس میں یہ تحریر نہیں کہ ہاروت و ماروت کے قصوں میں رسول اللہ صلعم سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا -

ج - شہاب عراقی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جو شخص ہاروت و ماروت کو دو فرشتے مانتا ہے جن کو زہرہ کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے وہ اللہ کا کافر ہے - کیونکہ ملائکہ معصوم ہیں اور وہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتے -

۳ - سحر کے معنی جو لغت میں دیئے گئے ہیں وہ دھوکے کی باتیں جن کی حقیقت کچھ نہ ہو - اور جوہری کا قول ہے کل لطف ودق ماخذہ فھو سحر - آپ نے

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

اب ملاحظہ فرمایئے وہ آیت مقدسہ جس کی جناب مولوی صاحب تفسیر بیان کر رہے ہیں :-

واتبعوا ما تتلوا الشیاطین... وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا..... وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت ..... فیتعلمون منھما ما یفرقون بہ بین المرء وزوجہ ....... لو کانوا یعلمون - ۲:۱۰۲

قطع نظر اس کے کہ جناب مولوی صاحب نے اس آیت مقدسہ کے معنی کرتے ہیں کس قدر توڑ مروڑ سے کام لیا ہے - ذیل کی باتیں مولوی صاحب کے ترجمہ سے بھی ثابت نہیں -

ا - جادو کی تعلیم کفر ہے -

ب - جادو کی تعلیم دینا شیطانوں کا کام ہے

ج - ہاروت و ماروت سے (کلدانی) ایسا جادو سیکھتے تھے جس کے ذریعہ سے کسی مرد اور اس کی بیوی میں جدائی پیدا کر دیتے تھے -

د - وہ لوگ ایسی باتیں (ہاروت و ماروت) سیکھتے تھے جو خود ان کو نقصان دیں اور ان کو نفع پہنچانے والی نہیں ہیں -

برعکس اس کے کلدانیوں نے جو ایجادیں کیں وہ تو بنی نوع انسان کی خدمت ہے - مثلاً پاکستان کلدانیوں کی طرح تانبے کی بھالیتھوں کو ایجاد کرے اور پھر ان بھالیتھوں کو بڑے بڑے شہروں میں نصب کر دیا جائے - تو دو تین ماہ کے عرصہ کے اندر اندر پاکستان سے چوری جاسوسی - ڈاکہ زنی کا خاتمہ ہو جائے اور اگر تالاب ایسے بنائے جائیں جیسے کلدانیوں نے بنائے تھے تو پاکستان سے ہر قسم کے جرائم کا ایک مہینہ کے اندر اندر خاتمہ ہو جائے کیونکہ جب ایسے لوگوں کو تالاب میں داخل کر دیا جائے گا - تو آدھے گھنٹے کے اندر اندر اصل حقیقت ظاہر ہو جائے گی - نہ صرف پاکستان میں جملہ لوگ ہر قسم کی برائیوں سے پاک و صاف ہو جائیں گے - بلکہ کروڑ در کروڑ روپیہ کی بھی ہر ماہ بچت سے پاکستان کی اقتصادی حالت بہتر ہو جائے گی -

مَیں مولوی صاحب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کلدانیوں نے جو ایجادیں کیں جن کا ذکر خود مولوی صاحب نے کر دیا ہے ان کو کفر کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے - نہ انہوں نے کسی کو جادو کی تعلیم دی - اور نہ ہی یہ لوگ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کے مرتکب ہوئے اور نہ ہی مولوی صاحب نے ان کے کسی کفر کی نشاندہی کی - خواہ مخواہ ان کو کافر قرار دینا ظلم ہو گا - کیونکہ جو نتائج کفر جناب مولوی صاحب نے قرآن پاک کی آیت سے اخذ کئے ہیں ان میں سے ایک کا بھی ان پر اطلاق نہیں ہو سکتا - اگر مولوی صاحب یوں فرمائیں کہ یہ لوگ کواکب اور سماوات کی ارواح کو کلیتاً مدبر اور کارساز سمجھتے تھے تو اللہ تعالےٰ نے ان کی اصلاح کے لئے بقول مولوی صاحب حضرت ابراھیم علیہ السلام کو ان کے درمیان پیدا کر دیا - اور حضرت ابراھیمؑ نے توحید کو پیش کر کے ان کے ازیں قبیل اعتقادات کی تردید کر دی - ایسے حالات میں ہاروت و ماروت کو ان پر مبعوث کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں رہی بالفرض مولوی صاحب کے نزدیک کوئی ضرورت ہو بھی اور اس ضرورت کے ماتحت خدا تعالےٰ نے ہاروت و ماروت کو مبعوث بھی کر دیا ہو - تو اس فعل سے نعوذ باللہ تعالےٰ کے علم غیب پر سخت الزام عاید ہوتا ہے - کہ اس مقدس ہستی نے فرشتے بھی کلدانیوں کی اصلاح کے لئے ایسے مامور کئے جو خود معصیت کا شکار بن گئے - یہ ایسی کچی باتیں تھیں جن کو صاف کرنے کے لئے میں نے مولوی صاحب کو ۲۸ فروری ۱۹۷۰ء کو ایک خط لکھا - مورخہ ۶ مارچ ۱۹۷۰ء ٹیلیفون پر ان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے درخواست کی - اور یہ بھی عرض کیا کہ میری عمر ۸۰ سال کے قریب ہے ایسا نہ ہو مقررکردہ وقت پر میں حاضر خدمت ہو جاؤں - لیکن آپ گھر میں موجود نہ ہوں - مولوی صاحب نے میری درخواست قبول فرما کر مجھے یقین دلایا - کہ وہ یقیناً میرا انتظار کریں گے اور یہ کہ میں دوسرے دن صبح دس بجے ان کے دولت کدہ پر پہنچ جاؤں - مَیں تو خوشی خوشی وقت مقررہ پر ان کے دولتکدہ پر پہنچا - تو مجھے بتلایا گیا کہ مولوی صاحب تو موجود نہیں ہیں - مَیں نے ان کے آدمی کو ٹیلیفون پر جو گفتگو ہوئی تھی اس کا بھی حوالہ دیا - مگر یہی کہا گیا - کہ وہ گھر میں نہیں - اور نہ وہ یہ بتلا سکتے ہیں کہ وہ کب تک واپس آئیں گے - بہرحال اب میں وہ خط شائع کر رہا ہوں - جو ان کو میں نے ۲۸ فروری ۱۹۷۰ء کو لکھا تھا -

اس کا مکمل متن قارئین کرام کے استفادہ کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے :

.......................

مکرم معظم جناب مولوی احتشام الحق صاحب سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - آپ نے اپنے درس قرآن مطبوعہ اخبار جنگ مؤرخہ ۱۳ اور ۲۷ فروری ۱۹۷۰ء - آیت مقدسہ کے حصہ ما کفر سلیمان ...... ھاروت وماروت کی جو تشریح فرمائی ہے، میرے نزدیک اس کی تائید مجوسیوں اور یہودیوں کی روایات و قصہ جات بلکہ لچریات سے تو ممکن ہے - مگر قرآن کریم - لغت اور حدیث اس کو رد کرتی ہے - کیونکہ جناب نے اپنی تشریح کی تائید میں بعض اکابرین دین کو پیش فرمایا ہے جو میرے نزدیک اسلام کے درخشندہ ستارے یا مہر و ماہ ہیں اس لئے ان آئمہ دین کی عظمت اور ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنے شکوک آپ سے دور کرانا چاہتا ہوں - جو درج ذیل ہیں -

(۱) جناب نے کھلے الفاظ میں تسلیم فرمایا ہے کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے ہیں جن کو خدا تعالےٰ نے کلدانیوں یا اہل بابل پر ان سے بھی اونچے درجے کے جادو کو پیش کرنے کے لئے بطور رسول مبعوث فرمایا، تا یہ فرشتے لوگوں پر ظاہر کریں کہ کلدانیوں کے حیرت انگیز کام بوجہ سحر و جادو کفر و باطل نہیں وغیرہ وغیرہ - اس کے بالکل برعکس اللہ تعالےٰ کی نص قطعی قرآن میں یوں مذکور ہے قل لو کان فی الارض ملٰئکۃ ...... لنزلنا علیھم من السماء ملکاً رسولاً (بنی اسرائیل) میرا سوال یہ ہے کہ آپ کے بیان میں اور قرآن کریم کی آیت مقدسہ کے درمیان صورت تطبیق کیا ہو سکتی ہے - بدیں مفہوم :-

ا - کیا انسانوں کے لئے فرشتہ بطور رسول مبعوث ہو سکتا ہے - اس کا تو آپ کو علم ہو گا کہ رسول کا کام صرف اس قدر ہی نہیں ہوتا کہ وہ اپنی قوم کو احکام خداوندی سے آگاہ کرے - بلکہ اس سے بڑھ کر ان احکام پر عمل کرنا بھی اس کا فرض منصبی ہوتا ہے - اس لئے انسانوں کے لئے فرشتہ بوجہ غیر جنس ہونے رسول کے فرائض ادا نہیں کر سکتا -

ب - سورہ النحل میں فرشتوں کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں : یخافون ربھم ....... ویفعلون ما یؤمرون - یعنے فرشتے خدا تعالےٰ کے کسی حکم کی بھی خلاف ورزی نہیں کر سکتے - ہاروت و ماروت کی خلاف ورزی تو ثابت ہے اس لئے وہ فرشتے ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتے -

ج - جب خدا تعالےٰ کی سنت یہ ہے - کہ انسانوں کی اصلاح کے لئے وہ نبی یا رسول مبعوث فرماتا ہے - ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً - کلدانیوں کی اصلاح کے لئے خدا نے کسی نبی یا رسول کو کیوں مبعوث نہیں فرمایا اور ان کی طرف فرشتوں کے مبعوث کرنے میں کیا حکمت تھی یا ہے -

د - ہاروت و ماروت کے اپنے مشن میں فیل ہونے کے باعث اللہ تعالےٰ کے علم غیب پر حرف آتا ہے - کہ فرشتے بھی مبعوث کئے تو ایسے جو خود معصیت کا شکار ہو گئے -

ہ - آپ نے کلدانیوں کے بعض حیرت انگیز جادوؤں کی نشاندہی فرمائی ہے - مثلاً بطخ - حوض یا درخت کا بنانا وغیرہ بقول آپ کے بطخ صرف چور اور جاسوس کو ظاہر کرتی ہے - (۲) مختلف خورد و نوش کی چیزیں جو خدام اور ملازمین حوض میں ڈال دیتے ہیں - جوں کی توں آقاؤں کو وہی چیزیں مل جاتی ہیں (۳) درخت کا پھیلتے چلے جانا یہاں تک ایک لاکھ کا مجمع اس کے نیچے سما جائے وغیرہ وغیرہ - اب ان بے جان اشیاء کے اندر شعور - تمیز - عقل - ادراک جو خاصہ خداوندی ہے شیطان جادوگر اس میں شامل ہو سکتے ہیں -

۲ - جناب نے اپنی تفسیر کو محقق مفسرین کی طرف منسوب فرمایا ہے - کیا جناب کے نزدیک حضرت امام فخر الدین رازی محقق مفسرین میں سے ہیں یا نہیں - کیا انہوں نے اس قسم کے قصوں کا ذکر کر کے مردود قرار نہیں دیا؟

(ب) روح المعانی کو آپ نے اپنے درس میں کئی بار پیش فرمایا ہے - کیا اس میں یہ تحریر نہیں کہ ہاروت و ماروت کے قصوں میں رسول اللہ صلعم سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا -

ج - شہاب عراقی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جو شخص ہاروت و ماروت کو دو فرشتے مانتا ہے جن کو زہرہ کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے وہ اللہ کا کافر ہے - کیونکہ ملائکہ معصوم ہیں اور وہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتے -

۳ - سحر کے معنی جو لغت میں دیئے گئے ہیں وہ دھوکے کی باتیں جن کی حقیقت کچھ نہ ہو - اور جوہری کا قول ہے کل لطف ودق ماخذہ فھو سحر - آپ نے

(باقی بر صفحہ ۱۲ اشتہار کے نیچے)

جلد ۵۸ | یوم چہار شنبہ۔ مؤرخہ ۲۷ صفر المظفر ۱۳۹۰ھ مطابق ۶ مئی ۱۹۷۰ء | نمبر ۱۸

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دُوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

## حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

## جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پُرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا۔

## بحرِ حکمت کے موتی

### بخیل اور خرچ کرنیوالے کی مثال

عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل البخیل والمتصدّق (وفی روایۃ) انّہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مثل البخیل والمنفق کمثل رجلین علیھما جبّتان من حدیدٍ من ثدیھما الی تراقیھما فاما المنفق فلا ینفق الّا سبغت اووفرت علی جلدہ حتّٰی تخفی بنانہ وتعفوا ثرہ واما البخیل فلا یرید ان ینفق شیئاً الّا لزقت کلّ حلقۃ مکانھا فھو یوسّعھا فلا تتسع۔

ترجمہ:—

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا۔ نبی صلعم نے فرمایا بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال (اور ایک روایت میں ہے) کہ انہوں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال ایسے دو شخصوں کی طرح ہے جن پر لوہے کے دو کرتے ان کی چھاتیوں سے ہنسلیوں تک ہوں تو خرچ کرنے والا جب کبھی خرچ کرتا ہے تو وہ کرتا اس کے بدن پر پھیل جاتا ہے یا لمبا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی انگلیوں کو ڈھانپ لیتا ہے اور اس کے پاؤں کا نشان مٹا دیتا ہے اور بخیل جب کبھی خرچ کرنا چاہتا ہے تو ہر ایک حلقہ اپنی جگہ پر چمٹ کر رہ جاتا ہے وہ اسے کشادہ کرنا چاہتا ہے تو کشادہ نہیں ہوتا۔

نوٹ از حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ:—
مثال سے یہ واضح کیا گیا ہے کہ خرچ کرنیوالا جب خرچ کرنا چاہتا ہے تو اس کا دل اس کے لئے کھل جاتا ہے۔ کرتے کی وسعت گویا اس کے دل کی وسعت ہے، انگلیوں تک پہنچنے میں اشارہ اس کے دینے کی طرف ہو سکتا ہے اور پاؤں کے نشان مٹانے میں اس کی

# مُسلمان کا خدا زندہ، نبی زندہ، کتاب زندہ ہے
## اس لئے زندہ کو چھوڑ کر بوسیدہ ہڈیوں کی تلاش میں سرگرداں نہ ہوں

### ارشادات حضرت مجدّد زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام

مُردوں سے مدد مانگنے کا خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں کہیں ذکر نہیں کیا۔ بلکہ زندوں ہی کا ذکر فرمایا۔ خدا تعالےٰ نے بڑا فضل کیا۔ جو اسلام کو زندوں کے سپرد کیا۔ اگر اسلام کو مُردوں پر ڈالتا۔ تو نہیں معلوم کیا آفت آتی۔ مردوں کی قبریں کہاں کم ہیں کیا ملتان میں تھوڑی قبریں ہیں ؎ گرد گرما گدا و گورستان۔ اس کی نسبت مشہور ہے۔ مَیں بھی ایک بار مُلتان گیا تھا۔ جہاں کسی قبر پر جاؤ مجاور کپڑے اتارنے کو گرد ہو جاتے ہیں۔ پاک پٹن میں مرُدوں کے فیضان سے دیکھ لو۔ کیا ہو رہا ہے۔ اجمیر میں جا کر دیکھو۔ بدعات اور محدثات کا بازار کیسا گرم ہے۔ غرض مردوں کو دیکھو گے تو اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ ان کے پاس سوا بدعات اور ارتکاب مناہی کے کچھ نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے جو صراط مستقیم مقرر فرمایا ہے وہ زندوں کی راہ ہے۔ مردوں کی راہ نہیں۔ پس جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کو پائے اور حیّ و قیوّم خدا سے ملے تو وہ زندوں کو تلاش کرے۔ کیونکہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے۔ نہ مردہ۔ جن کا خدا مردہ ہے۔ جن کی کتاب مردہ ہے۔ وہ مردوں سے برکت چاہیں تو کیا عجب ہے؟ لیکن اگر سچّا مسلمان جس کا خدا زندہ، جس کا نبیؐ زندہ، جس کی کتاب زندہ ہے اور جس کے دین میں ہمیشہ زندوں کا سلسلہ جاری ہو۔ اور ہر زمانہ میں ایک زندہ انسان خدا تعالےٰ کی ہستی پر زندہ ایمان پیدا کرنے والا آتا ہو۔ وہ اگر اس زندہ کو چھوڑ کر بوسیدہ ہڈیوں اور قبروں کی تلاش میں سرگرداں ہو۔ تو البتہ تعجب اور حیرت کی بات ہے۔

(منظور الٰہی صفحہ ۲۱۱-۲۱۲)

شیخ نثار احمد صاحب

# آہ! ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب مرحوم و مغفور

## اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب مرحوم کی رُوح کو ثواب پہنچانے کے لئے سیالکوٹ کے معزز احباب جن میں افسران افواج بھی شامل تھے، ان کے مکان پر جمع ہوئے اس موقعہ پر محترم شیخ نثار احمد صاحب نے ایک پُر مغز تقریر کی جو درج ذیل ہے:

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔

اس چھوٹی سی سورت میں زندگی کی حقیقت کو بیان کیا گیا اور ایک عالمگیر صداقت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ فرمایا زمانہ یا گذرتا ہوا وقت گواہ ہے کہ انسان خسارے اور گھاٹے میں ہے ہم کہتے ہیں کہ فلاں شخص اب اتنے سال کا ہو گیا ہے۔ اور عمر میں بڑھ رہا ہے۔ حالانکہ عمریں بڑھ نہیں رہیں بلکہ کم ہو رہی ہیں۔

اس سُورت کا نام العصر ہے اور اس کے نام میں مرورِ ایام کی طرف اشارہ ہے اور بتایا ہے کہ وقت ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے اور انسان خسارے میں جا رہا ہے۔ خسارے کا ذکر کیا تو ایک استثناء بھی رکھدی ہے کہ وہ لوگ خسارے میں نہیں ہیں جو اعمال صالح بجا لاتے ہیں۔ اور حق کی نصیحت کرتے ہیں۔ اور صبر کی نصیحت کرتے ہیں۔ یہ لوگ گھاٹے کی طرف نہیں جا رہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص وقت کو اچھے مصرف میں نہیں لاتا وہ نقصان میں ہے۔ اچھا مصرف صحیح معتقدات کے ماتحت صحیح مسلک پر قائم ہو جانا اور اعمال صالحہ کے طور پر اچھے کام کرنا ہے۔

دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے عقیدہ میں خدا کی ہستی پر ایمان کا کوئی حصہ نہیں۔ مگر وہ اچھے کام بھی کرتے ہیں۔ مگر ایسے لوگ جو ان دونوں پہلوؤں سے دوسروں کی بھلائی نہیں چاہتے وہ بھی نقصان میں ہیں کہ بروئے آیت من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یراہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یراہ۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کوئی ذرہ کے برابر بھی نیکی کرے گا تو صلہ دیا جائے گا۔ اور جو ذرہ کے برابر برائی کرے گا تو وہ بھی اس کا وبال دیکھے گا۔

جہاں یہ اللہ تعالےٰ کا عدل ہے وہاں اس کا یہ حکم بھی ہے ومن یبتغ غیر الاسلام دینًا فلن یقبل منہ۔ وھو فی الاخرۃ من الخسرین۔ جو کوئی اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہتا ہے تو اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

توحید خالق اور ہستی باری تعالیٰ پر ایمان ایک فضل اور الابدی چیز ہے۔ ضروری ہے کہ ایمان اور اعمال صالح دونوں ہماری زندگیوں میں جمع ہوں۔ اور اس گذرتے ہوئے وقت جیسے قیمتی قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کی عظمت اور قیمت کی طرف توجہ دلائی ہے اور اس کو گواہ کے طور پر شہادت میں پیش کیا ہے اور زمانہ کی شہادت بحیثیت مجموعی ہمیں یہی بتاتی ہے کہ اس زندگی سے پورے طور پر فائدہ اُٹھانے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جن میں یہ دونوں صفات موجود ہوں۔ محض دنیا کا مال جمع کر لینا بالآخر انسان کو نفع نہیں پہنچاتا۔ اس سے تو الگ ہونا ہی پڑتا ہے۔ یہ مال یہاں ہی رہ جاتا ہے ساتھ نہیں جا سکتا۔

عصر سے وہ وقت مراد ہے جو غروب آفتاب سے پہلے ہے اور یہ وقت گواہ ہوتا ہے کہ آفتاب غروب ہو رہا ہے اور انسان کے لئے موقعہ اور مہلت کم ہے وہ اپنے وقت کو ضائع نہ کرے۔

**عمل** کی جگہ تو یہ دنیا ہی ہے۔ کیا خوب یہ قول ہے کہ دنیا میں عمل ہے اور حساب نہیں اور آخرت میں حساب ہے اور عمل نہیں۔ پس عمل کے مواقع تو اس دنیوی زندگی تک ہی ہیں اور افضل اعمال صالح وہ ہیں جو اوائل عمر سے ہوں اور صحت کی زندگی میں ہوں۔ سچ کہا ہے کسی نے ؎

درجوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری ست
وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیزگار

تو اس سُورت میں دو گروہوں کا ذکر ہے ایک ابرار اور اخیار یعنے نیک لوگوں کا اور دوسرا فجار اور انکار کرنے والوں کا۔ یہ دوسرے گروہ کے لوگ خسارے میں ہیں۔ صلاح کا نام وہاں آتا ہے جہاں فساد کا نام و نشان نہ رہے عقائد بھی اور اعمال بھی فساد سے خالی ہوں۔ اعمالِ صالح میں مجاہدہ اور کوشش کو بہت دخل ہے محض قیل و قال اور زبانی دعوے کا فائدہ نہیں بلکہ بڑی کوشش کرنی پڑتی ہے ؎

یہ شہادت گہ اُلفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

مؤمن مجاہدہ کی حالت سے گذر کر جب حیوانی زندگی پر غالب آجاتا ہے تو نفس مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے۔

**اس** سورت میں دو اور باتوں کی نصیحت کی گئی ہے۔ وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ ایک دوسرے کو حق اور صبر کی نصیحت کرو۔ انسان خود بھی حق پر قائم ہو اور دوسروں کو بھی اس پر قائم کرنے کی کوشش کرے اور اس راہ میں پیدا ہونے والی مشکلات میں خود بھی صبر کرے اور دوسروں کو بھی صبر کی نصیحت کرے۔ یہ فرض ایسا ہے کہ اس کو ایک مسلمان کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ اور اس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ تمام عدل و انصاف اور خوشی اور امن کی بنیاد اس اصول پر ہے جس کی یہاں نصیحت کی گئی ہے۔ حق کہنا۔ حق سننا۔ حق لینا۔ حق دینا۔ ملکوں کے تعلقات میں حق کی حمایت قوموں کے تعلقات میں حق کا ساتھ۔ گویا ہر پہلو میں جس کا حق ہے اسی کا سمجھنا۔ تقوےٰ صلح اور امن کی اساس ہے۔ آج دنیا میں جو ابتری کی حالت ہے وہ اسی اصول کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے ہے۔ یہ سورت چھوٹی سی ہے مگر اس کی تعلیم کتنی جامع ہے حق کی ایک شناخت یہ ہے کہ حق پر قائم ہو جانے والا انسان اس میں ترقی کرتا ہے اور یہ خیال اس میں اتنا محکم اور پختہ ہو جاتا ہے کہ کوئی آزمائش اس کو اس سے ہٹا نہیں سکتی اور اس کی استقامت اس پر دلیل ہوتی ہے اور اس کے دل میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔

**دوسری** نصیحت صبر کی ہے۔ جس سے ہم مشکلات کو برداشت کرتے ہیں۔ انسان شدید صدمات سے دوچار ہوتا ہے، عزیزوں کی جدائی اس پر شاق گذرتی ہے اگر صبر نہ کیا جائے تو زندہ رہنا محال ہو جائے۔ صبر یہ نہیں کہ واویلا کر کے ہار جائے تو یہ کہے کہ میں صبر کرتا ہوں خدا کا حکم سمجھ کر صبر کرے۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون پر اس کا عمل ہو۔ ایسے صبر کا اجر ہے۔ اس سورت میں دنیا کی بے ثباتی کا بھی نقشہ ہے بالآخر ہم نے اس فانی دنیا کو چھوڑ جانا ہے۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔ کل من علیہا فان۔ جب موت ایسی اظہر من الشمس حقیقت ہے جس سے فرار نہیں ہو سکتا تو ہم کیوں ایسی زندگی نہ گذاریں جس سے ہمارے اپنے دل بھی خوش ہوں اور خالق کی رضا بھی پوری ہو۔ اسی میں خوشی ہے اور میں تو کہتا ہوں کہ خدا کے ساتھ دل لگائے بغیر گذارا ہی نہیں۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ میں اس کے بغیر خوش رہ سکتا ہوں، میں تو یہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ وہ اپنے دل کی گہرائیوں در گہرائیوں کے اندر خدا جانے کیا کیا بے چینی محسوس کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کے کلام پر ہمارا ایمان ہے تو وہاں تو یہ ارشاد ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ دلوں کو اطمینان صرف یاد الٰہی سے ہی ہوتا ہے۔ یہی ایک نسخہ اور کیمیا ہے۔ جس کا جی چاہے آزما کر دیکھ لے۔

دنیا میں ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے ایک نمونہ چھوڑا ہے نیکی کا ؎

خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

**مرحوم** ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب ایسے ہی لوگوں میں سے تھے۔ بڑی خوبیوں کے مالک اپنے کام میں ماہر۔ لیاقت بھی ہے اور نیکی بھی ہے کم بولنے والے مگر نہایت صاف گو۔ ثقہ مانے رکھنے والے۔ بغیر رو رعایت کے بات کرنا۔ مجھے بہت زمانہ سے ان کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ میں کالج میں تھا جب انہوں نے یورپ سے آکر پہلے سیالکوٹ میں کام شروع کیا ہم اکٹھے ٹینس کھیلا کرتے تھے۔ اس زمانہ سے مجھے ان کو دیکھنے کا موقعہ ملا۔ شروع سے طبیعت میں حد درجہ کی متانت اور سنجیدگی تھی۔ پھر ان اعلےٰ صفات میں ترقی کرتے گئے۔ جماعت کے ساتھ وابستگی ہے تو کمال درجہ کی۔ ایک خاصی رقم چندہ کے طور پر ماہ بماہ باقاعدگی سے ادا کرتے رہے۔ ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ان کا شعار تھا۔ ممکن ہے بعض احباب کو اس کا علم نہ ہو انہوں نے زندگی میں ہی وصیت کی رقم ادا کر دی تھی اور اس روپیہ سے احمدیہ مارکیٹ میں دو فلیٹ تعمیر ہوئے جن کا کرایہ کم و بیش 400 روپے ماہوار ہے اور دین کی راہ میں خرچ ہو رہا ہے۔ کتنے لوگوں کو یہ سعادت نصیب ہوتی ہے غور کیجئے۔ اس بزرگ انسان کی طرف سے اس دنیا سے جانے کے بعد بھی یہ کثیر رقم تائید دین کی مد میں آرہی ہے۔ آج وہ اس دنیا میں نہیں ہیں لیکن اس صدقہ جاریہ کا فائدہ ان کو پہنچ رہا ہے یہ بڑی خوش نصیبی ہے اور ان کی یہ سوچ ان کے بلند فہم برادران کی پختگی ایمان پر بہت بڑی دلیل ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو بڑی بڑی نعمتوں سے نوازے اور آخرت میں اعلےٰ سے اعلےٰ مقام عطا کرے۔ کیا ہی سچ فرمایا اللہ تعالےٰ نے ولتنظر نفس ما قدمت لغد انسان اس بات کی فکر کرے کہ اس نے کل کے لئے آگے کیا بھیجا ہے ؎

باقی بر صفحہ کالم ۳

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۷۰ء

"طلوع اسلام" بابت ماہ مئی ۱۹۷۰ء میں محترم پرویز صاحب نے "ختم نبوّت" کے عنوان سے حسب ذیل سوال نقل کرکے اس کا جواب دیا ہے :۔

سوال "۔ آپ نے ایک درس میں کہا تھا کہ کشف، الہام، ماموریت من اللہ، مجددیت وغیرہ کا عقیدہ ختم نبوّت کے منافی ہے، براہ کرم اس کی مزید وضاحت فرمادیں، کیونکہ یہ سوال بڑا اہم ہے"

اس سوال کے جواب میں پرویز صاحب نے سب سے پہلے علم کو انسان اور حیوان میں ایک بنیادی مابہ الامتیاز خصوصیت" قرار دیتے ہوئے، حصول علم کے ذرائع اور اس کے اقسام پر طویل بحث کی ہے اور اس ضمن میں قرآن کریم کی متعدد آیات کو اپنی تائید میں پیش کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ

" قرآن کریم کے پیش کردہ ان حقائق سے واضح ہے کہ (۱) انسان اور حیوان میں ایک بنیادی وجہ امتیاز علم ہے اور (۲) علم حاصل کرنے کا طریق یہ ہے کہ انسان، حواس کے ذریعہ معلومات اخذ کرکے ان سے اپنی عقل وفکر کی رُو سے نتائج مستنبط کرے نوع انسان کے لئے علم حاصل کرنے کا یہ کلیہ ہے ۔"

اس کے بعد فرماتے ہیں :۔

" لیکن اس کلیہ میں ایک استثنا ( EXCEPTION ) کی گئی تھی اور وہ تھی نبوّت نبی کو جو علم بذریعہ وحی حاصل ہوتا تھا وہ اس کے حواس کے ذریعہ حاصل کردہ معلومات اور عقل و فکر کی رُو سے مستنبط کردہ نتائج پر مبنی نہیں ہوتا تھا اسے وہ علم، ایک خارجی حقیقت ( OBJECTIVE REALIT.. ) کے طور پر خدا کی طرف سے براہ راست ملتا تھا یہی وجہ ہے کہ اس علم کو خدا نے "تنزیل من رب العالمین" کہا ہے یعنے خدا کی طرف سے نازل کردہ علم، عام علم انسان کے سرچشمۂ فکر سے اُبھر کر آتا ہے، لیکن وحی قلب نبویؐ پر خارج سے نازل ہوتی تھی، اس میں اس کے فکر و جذبات کا کوئی دخل نہیں ہوتا تھا۔ وماینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ ($\frac{۵۳}{۳-۴}$) نبی اپنے فکر و جذبات کی رُو سے باتیں نہیں کرتا، اس کا علم وحی پر مبنی ہوتا ہے علمہ شدید القویٰ ($\frac{۵۳}{۵}$) اسے وہ علم خدائے مقتدر کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔"

یہاں تک تو صحیح ہے لیکن اس سے آگے چل کر آپ لکھتے ہیں :۔

" ختم نبوّت کے معنی یہ ہیں کہ (نبی اکرمؐ کے بعد) اس ذریعہ علم کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا، جو علم خدا کی طرف سے براہ راست دیا جانا مقصود تھا، وہ قرآن کریم کے اندر مکمل اور محفوظ کر دیا گیا)، اور اس کے بعد کہہ دیا کہ اب کسی انسان کو خدا کی طرف سے براہ راست کوئی علم نہیں دیا جائے گا، اب انسانی علم کا وہی عام طریق ہے یعنے حواس کے ذریعے حاصل کردہ معلومات اور غور و فکر کے ذریعہ اخذ کردہ نتائج، خود قرآن کریم بھی غور و فکر کی رُو سے سمجھا جائے گا، ختم نبوّت کا اعلان درحقیقت انسانی آزادی کا عظیم منشور تھا اس کے معنے یہ تھے کہ اب کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا کہ کسی دوسرے انسان سے کہکر اپنی بات منوائے کہ یہ میری بات نہیں خدا کا حکم ہے جس کا علم اس نے مجھے براہ راست دیا ہے، خدا نے جو احکام دینے تھے، وہ قرآن کے اندر دے دیئے، قرآن کے علاوہ اب کسی کی کوئی بات سند و حجت نہیں سمجھی جائیگی۔"

ان فقرات میں "براہِ راست" کے الفاظ کا مطلب کیا ہے، پرویز صاحب نے خود ہی اس کو واضح کرتے ہوئے اور کشف و الہام کے متعلق اپنا نقطہ نگاہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے :۔

" اب آپ دیکھئے کہ کشف و الہام یا خدا سے ہم کلامی سے مراد کیا ہے اس سے مراد ہے خدا سے براہ راست علم پانا، یعنے وہ علم جو انسانی حواس اور فکر و تدبر پر مبنی نہ ہو بلکہ ان ذرائع کے بغیر خدا سے براہ راست حاصل ہو، آپ سوچیئے کہ اس علم اور وحی کے ذریعہ حاصل کردہ علم میں (اصل و حقیقت کے اعتبار سے) فرق کیا ہے؟ فرق صرف الفاظ میں ہے، اصل و حقیقت دونوں کی ایک ہے، قرآن نے اس علم کے لئے

کہ وہ براہ راست خدا کی طرف سے ملتا ہے تو یہ دعوےٰ صاحب وحی ہونے کا نہیں تو اور کیا ہے اور اس طرح خدا سے علم پانے کا دعوےٰ کرنے والا اپنا نام کچھ ہی کیوں نہ رکھ لے اس کے اس دعوےٰ اور دعوےٰ نبوّت میں فرق کیا ہے، پھر سمجھ لیجئے کہ دعوےٰ نبوّت سے مراد یہ تھی کہ ایسا دعوےٰ کرنے والا کہتا یہ تھا کہ میرا علم حواس اور تفکر کا نتیجہ نہیں، یہ مجھے خدا کی طرف سے براہ راست ملا ہے لہٰذا جو شخص بھی اس قسم کا دعوےٰ کرتا ہے وہ درحقیقت نبوّت کا دعوےٰ کرتا ہے اور ختم نبوّت کی مُہر کو توڑتا ہے، وہ جب کہتا ہے کہ مامور من اللہ ہوں تو وہ کہتا ہے کہ یہ کچھ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ مجھے خدا کی طرف سے حکم ملا ہے کہ ایسا کہوں، نبی بھی تو یہی کہتا تھا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں اپنی طرف سے نہیں کہتا خدا نے مجھے ایسا کہنے کا حکم دیا ہے"۔

پرویز صاحب کی اس طویل کلام کو نقل کرنے کے لئے ہمیں معاف کیا جائے ۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے، کہ انہیں یہ شکایت نہ ہو کہ ان کے مطلب کو پورے طور پر واضح نہیں کیا گیا، لیکن ان فقرات میں جو کچھ انہوں نے کہا ہے، اس میں انہیں ایک غلطی لگی ہے، جہاں تک عقل و فکر کے ذرائع کے بغیر خدا سے براہِ راست علم پانے کا تعلق ہے اس میں شک نہیں، کہ ذریعہ حصولِ علم کی رُو سے یعنے خدا سے علم حاصل کرتے میں ایک نبی اور غیر نبی برابر ہیں لیکن نوعیت علم کے لحاظ سے دونوں برابر نہیں، نبی کو جو علم دیا جاتا ہے یا جس علم کے حاصل کرنے کی وجہ سے اسے نبی کہا جاتا ہے، وہ اسی کے ساتھ خاص ہے اور کوئی دوسرا صاحب الہام اس میں شریک نہیں ہوسکتا، وہ علم کیا ہے؟ وہ ہے شریعت، نبی احکام شریعت دیئے جانے کی وجہ سے نبی کہلاتا ہے اور چونکہ قرآن کریم کی شکل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت مکمل ہوگئی اس لئے آپؐ خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ لیکن شریعت کے علاوہ کچھ اور علم بھی ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے کامل متبعین رسولؐ کو قرآن کریم کے حقائق و معارف اور پیشگوئیوں اور بشارات کے رنگ میں دیا جاتا ہے، اگرچہ وہ بقول پرویز صاحب خدا تعالےٰ ہی کی طرف سے ملتا ہے لیکن اس کی نوعیت ایسی نہیں کہ اس کے پانے والے کو منصب نبوّت پر فائز قرار دیا جائے ۔ علم کی اسی نوعیت کو الہام یا کشف کا نام دیا گیا ہے، پرویز صاحب فرماتے ہیں :۔

" قرآن کریم میں (ختم نبوّت کے بعد) نہ اس قسم کے علم کا تصوّر ملتا ہے نہ کشف و الہام وغیرہ الفاظ، یہ تصوّر اور اس قسم کی اصطلاحات بعد کی وضع کردہ یا دوسروں سے مستعار لی ہوئی ہیں"

ہم ان سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کی اس آیت کا کیا مطلب ہے وما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیًا او من ورائ حجاب او یرسل رسولًا فیوحی باذنه مایشاء انه علیٌ حکیم (الشوریٰ رکوع ۵) یعنے کسی بشر کے لئے یہ میسّر نہیں کہ اللہ تعالےٰ اس سے کلام کرے مگر وحی سے، یا پردہ کے پیچھے سے، یا رسول بھیجے۔ پس اپنے حکم سے جو چاہے وحی کرے وہ بلند حکمت والا ہے ۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے تین طرز پر بشر سے ہمکلام ہونے کا ذکر ہے (۱) وحی سے ۔ (۲) پردہ کے پیچھے سے (۳) رسول بھیجکر ان میں سے آخری طرز نبیوں اور رسولوں سے خاص ہے جیسا کہ ان الفاظ سے ظاہر ہے او یرسل رسولًا فیوحی باذنه مایشاء ۔ سوال یہ ہے کہ باقی دو قسمیں وحیًا او من ورائ حجاب کن سے متعلق ہیں، آپ اس کا نام کشف یا الہام بے شک نہ رکھیں لیکن ظاہر ہے کہ کلام الٰہی کے یہ دونوں طریق نبی یا رسول کے علاوہ غیر نبیوں سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ورنہ بتایا جائے کہ مکالمہ الٰہی کے ان دونوں طریقوں کو او یرسل رسولًا سے الگ کرکے کیوں بیان کیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ وحی کے ان دونوں طریقوں میں غیر نبی بھی شریک ہیں، جس کا عملی ثبوت اُم موسےٰ اور مریم علیہما السلام کے الہامات میں ملتا ہے باوجود اس کے کہ وہ نبیہ نہ تھیں لیکن قرآن کریم نے ان پر وحی کئے جانے کا صاف طور پر ذکر کیا ہے، چنانچہ فرمایا ہے واوحینا الیٰ ام موسیٰ ان ارضعیه

فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔ اور موسےٰ کی ماں کو ہم نے وحی کی کہ اسے دودھ پلا پھر جب اس کے متعلق تجھے خوف ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈرنا اور نہ غم کرنا ہم اسے تیری طرف واپس لائیں گے اور اسے مرسلوں میں سے بنائیں گے۔ (القصص رکوع ۱)

ایسا ہی حضرت مریمؑ کے متعلق فرمایا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشراً سویاً قالت انی اعوذ بالرحمٰن منک ان کنت تقیاً قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلٰماً زکیاً قالت انی یکون لی غلٰم ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیاً قال کذٰلک قال ربک ھو علی ھیّن ولنجعلہ اٰیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امراً مقضیا۔

ترجمہ:۔ سو ہم نے اپنے کلام کو اس کی طرف بھیجا تو وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں آیا کہا (مریم نے) میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو متقی ہے اس نے (فرشتہ نے) کہا میں صرف تیرے ربّ کا بھیجا ہوا ہوں، تاکہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا بخشوں، کہا (مریم نے) میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالانکہ مجھے کسی انسان نے (نکاح کرکے) چھوا نہیں اور نہ میں بدکار ہوں۔ اس نے (فرشتہ نے) کہا ایسا ہی ہوگا تیرا ربّ کہتا ہے یہ مجھ پر آسان ہے اور تاکہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشان اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں اور یہ امر فیصلہ شدہ ہے (سورہ مریم رکوع ۲)

اب فرمائیں جناب پرویز صاحب! اس وحی کا نام وہ کیا رکھیں گے اور جن پر یہ وحی نازل ہوئی، انہیں کیا سمجھا جائے؟ نبیہ تو وہ نہیں تھیں، نہ ام موسےٰ کو کسی نے نبیہ قرار دیا اور نہ حضرت مریم علیہا السلام کو، باوجود اس کے ان پر وحی نازل ہوتی ہے، اسی وحی کو الہام، کشف، یا مبشرات کہا جاتا ہے، آپ کہیں گے کہ ختم نبوت سے پہلے کا ذکر ہے، لیکن ایسا کہنا امت محمدیہ کے لئے بڑی ہی شرمناک بات ہے، اور خود حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا موجب ہے کہ آپؐ سے پہلی اُمتوں میں تو اللہ تعالےٰ غیر انبیاء عورتوں سے بھی ہمکلام ہوتا تھا، لیکن اُمتِ محمدیہ ایسی ہی گئی گذری ہے اور رسول کریم صلعم معاذ اللہ ایسے ہی نبی واقعہ ہوئے ہیں کہ آپؐ کے متبعین کو اللہ تعالےٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل نہیں ہو سکتا لیکن نہیں آپ صلعم کے فیضان سے اس اُمت میں بھی الہامات کا سلسلہ بصورت مبشرات جاری ہے۔ جیسا کہ حدیث میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد موجود ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ یعنے نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا سوائے مبشرات کے، آپ کہیں گے کہ حدیث کے ہم قائل نہیں، نہ سہی لیکن قرآن کے تو آپ قائل ہیں، اس میں بھی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون، نحن اولیاء کم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون نزلاً من غفور رحیم (حٰم السجدہ رکوع ۴)

ترجمہ:۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں اللہ تعالےٰ ہمارا ربّ ہے پھر اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں ان پر فرشتے اُترتے ہیں (اور ان سے کہتے ہیں) کہ تم نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو اور اس جنت کی خوشی مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا ہم دنیا کی زندگی اور آخرت میں تمہارے مددگار ہیں اور تمہارے لئے اس میں وہ سب کچھ ہے جو تمہارے دل چاہیں اور تمہارے لئے وہ سب کچھ ہے جو تم مانگو، یہ مہمانی غفور رحیم (اللہ) کی طرف سے ہے، اب فرمائیے یہ کون لوگ ہیں جن پر یہ خوشخبری دینے والے فرشتے اترتے ہیں، اور ان سے ہمکلام ہوتے ہیں، یہ نبی تو نہیں ہیں، بلکہ یہ ان مومنین کا ذکر ہے جو اللہ تعالےٰ پر ایمان لا کر اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں، ایسا ہی دوسری جگہ فرمایا ہے:۔

الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ

وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقوےٰ اختیار کیا ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں بشارتیں ہیں۔

یہ آیات صاف بتا رہی ہیں کہ نبی کے علاوہ عام مومنوں پر بھی فرشتے اترتے ہیں اور ان کو بشارتیں دیتے ہیں، اسی کو الہام یا کشف کہا جاتا ہے جو ختم نبوت کے منافی نہیں اور نہ اس قسم کا الہام پانے والوں کو نبی قرار دیا جا سکتا ہے، اس لئے پرویز صاحب کا یہ کہنا کہ نبی کے علاوہ کسی دوسرے کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے وحی یا الہام نہیں ہو سکتا، صریحاً غلط ہے۔

پرویز صاحب نے اس ضمن میں اور بھی چند ایک باتیں ارشاد فرمائی ہیں، جن پر آئندہ اشاعت میں غور کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

---

# مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی روانگی انگلستان

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی اپنی کتاب محمد ان ورلڈ سکرپچرز کی چوتھی جلد کے لئے مواد اکٹھا کرنے کی غرض سے ذاتی خرچ پر انگلستان تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ ۹ مئی ۱۹۷۰ء کو پاکستان انٹرنیشنل ایر لائنز کی شام کی پرواز میں ۶ بجکر ۲۰ منٹ پر کراچی روانہ ہو رہے ہیں۔ وہاں سے انگلستان روانہ ہوں گے۔

مولینا کا ارادہ ہے کہ وہ تمام پیشگوئیاں جو آمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تمام کتب مقدسہ میں آئی ہیں انہیں محمد ان ورلڈ سکرپچرز کی چوتھی جلد میں ترتیب دیا جائے گا سب سے پہلے اس نبی کی پیشگوئی درج کی جائے گی جس نے ابتدائی نشانیاں بیان کیں۔ اس کے بعد ترتیب وار ان انبیاء کی پیشگوئیوں کو لایا جائے گا جنہوں نے وقتاً فوقتاً آمد رسول اکرم صلعم کے متعلق پیشگوئی کرتے ہوئے مزید نشانیوں کا اضافہ کیا۔

حضرت مولینا اپنی قسم کے یکتا محقق ہیں جنہوں نے اس موضوع پر داد دینے والا ریسرچ کا کام کیا ہے۔

آپ کی صحت اگرچہ کمزور ہے تاہم آپ نے اس عظیم مقصد کے پیش نظر اس حالت میں بھی سفر کی صعوبت گوارا کرنے کا عزم کر لیا ہے، احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مولانا صاحب ممدوح کی صحت اور بخیریت واپسی کے لئے دُعا فرمائیں۔ اللہ بخش

آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

---

# آہ! ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب

(بسلسلہ صفحہ ۲)

خیرے کُن اے فلاں و غنیمت شمار عُمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

یہ آوازیں تو روز آتی ہیں کسی کو کسی کا صدمہ ہے کسی کو کسی کی جدائی کا غم ہے۔ یہ نظام قدرت ہے اس کو تو کوئی روک نہیں سکتا۔ لیکن ان آوازوں پر ہم کان دھرنے والے نہ ہوں بلکہ زندگی کی حقیقت پر غور کرنے والے ہوں اور جو زندگی کی اعلےٰ اقدار ہیں ہم ان کو اپنائیں اور کوئی نیک کام کر جائیں نیک نام چھوڑ جائیں۔ یہی باقی رہنے والی چیزیں ہیں۔ زندگی کے رشتے تو ٹوٹ جائیں گے۔

طلسم زندگی ٹوٹا کہ ٹوٹا
یہ رشتہ ہاتھ سے چھوٹا کہ چھوٹا

ان حقائق پر شعر تو بہت لوگوں نے کہے ہیں مگر میں آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو شعر لکھتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق عمل دے کہ ہم نے اتباع رسولؐ میں جس امامؑ کا دامن پکڑا ہے اور دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد ہم نے باندھا ہے ہم اس سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے مشن اور تعلیم کا ایک ہی رنگ تھا۔ تقریر میں تحریر میں نثر میں نظم میں ایک ہی نصب العین رہا کہ ہم اپنے معاملہ میں خدا کو مقدم کر لیں اور بس۔ عشق کے دردمندوں کا طرزِ کلام اور ہے۔

ایں سرائے زوال و موت و فنا است
ہر کہ بنشست اندریں برخاست
لگاتے ہیں دل اپنا جو اس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اس خاک سے

اللہ تعالےٰ اس سلسلہ سے محبت رکھنے والوں کو بیش از بیش خدمت کی توفیق دے۔ آمین۔ نثار احمد
سیالکوٹ چھاؤنی

---

# خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۵)

## سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص

حضور صلعم نے فرمایا کہ ورثہ کے طور پر میں تم میں دو چیزیں چھوڑے چلا ہوں جو بڑا قیمتی ورثہ ہے وہ کتاب اللہ اور میری سنّت ہے۔ حضور صلعم کی قوم نے اس پر عمل کیا وہ کامیاب ہوئے۔

## سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کی تلاوت نماز میں۔

حضور صلعم کی دانشمندی دیکھئے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص دونوں رکھ دی ہیں۔ نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کے کمالات و احسانات ہر وقت سامنے رہیں اور یہ جان سکیں کہ ہم نے مخلوق خدا کے لئے موجب برکت و رحمت بننا ہے۔

---

# درخواست دُعا

گجرات سے حکیم محمد حسین صاحب لکھتے ہیں کہ میری صحت آجکل بہت خراب ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ شفائے کامل عطا فرمائے۔

۲۶ مئی سنہ ۱۹۷۰ء

# اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور قدرت و احسانات کا ذکر

## چاند تک پہنچنے کی کوشش فضائی قوانین پر عمل کئے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی

مؤرخہ یکم مئی سنہ ۱۹۷۰ء
فرمودہ
حضرت امیر قوم مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام
جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل ھو اللہ احد - اللہ الصمد - لم یلد ولم یولد - ولم یکن لہ کفوا احد (سورہ اخلاص)

### پہلی اور آخری سورت کا ایک ہی مضمون۔

یہ قرآن شریف کی آخری سورت ہے اس میں اللہ تعالےٰ کی چند صفات بیان کی گئی ہیں۔ اور یہ صفات قرآن کریم کی پہلی سورت میں بھی بیان کی گئی ہیں۔ الحمد للہ ربّ العالمین۔ اور قل ھو اللہ احد اللہ الصمد- دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ دونوں جگہ اللہ تعالےٰ کی عظمت، کبریائی اور اس کی قدرت و کمالات اور اس کے علم و احسانات کا بیان ہے۔

### دونوں سورتوں کا مقصد اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور احسان کا نور دلوں میں پیدا کرنا ہے

ان دونوں سورتوں کی تعلیمات کا مقصد یہ ہے کہ مؤمنوں کے دلوں میں اللہ تعالےٰ کی عظمت و کبریائی کا نور پیدا ہو جائے۔ یہ وہ عظیم مقصد ہے جو اللہ تعالےٰ کے اور اس کے رسولؐ کے مدِ نظر ہے۔ ایک ایسی قوم پیدا کرنا ان کا مقصود ہے جس کے دلوں میں اللہ تعالےٰ کی عظمت و کبریائی اور اس کے احسانات و کمالات کا نقش پیدا ہو جائے جب انسان کا دل نور سے منور ہو جاتا ہے تو تمام ظلمات دور ہو جاتی ہیں۔ قلب انسانی میں ظلمات بھی ہیں۔ لوگوں کو نقصان پہنچانے کی تدابیر ہیں دوسروں کے خلاف حسد اور بغض کی آگ بھری ہوتی ہے جو اللہ تعالےٰ کے ذکر اور اس کی عظمت و کبریائی کو سامنے رکھتے ہوئے ختم ہو جاتی ہے۔

### ۲۳ سال کے عرصہ میں ابتدا اور آخر کا ایک ہی مضمون

اللہ تعالےٰ اور اس کی صفات کا ذکر قرآن کریم کے اوّل صفحہ پر بھی ہے اور آخر میں بھی، اور اس کے متن کے ہر صفحہ پر ہے۔ قرآن کریم ۲۳ سال تک نازل ہوتا رہا۔ باوجود اتنے لمبے عرصہ کے جس مضمون سے اس عظیم کتاب کی ابتدا ہوئی اسی پر اس کی انتہاء ہوئی سبحان اللہ العظیم۔

### تمام اشیاء کا خالق اللہ تعالےٰ ہے

اللہ تعالےٰ کے بارے میں اگر دنیا سے پوچھا جائے کہ زمین و آسمان کس نے بنایا ہے۔ سورج، ہوا گلاب۔ بنفشہ۔ گندم۔ جو۔ مالٹا۔ انگور، لیموں اور سنگترہ وغیرہ پیدا کرنے والا کون ہے؟ سیقولون اللہ طبیعتیں بول اٹھیں گی کہ سوائے اللہ تعالےٰ کی ذات کے اور کوئی پیدا کرنے والا نہیں۔

### کائنات کے مختلف شعبوں کے قوانین پر عمل کئے بغیر کامیابی نہیں ہو سکتی

اس کائنات میں بے شمار عالم ہیں۔ اس فضا میں بھی عالم ہیں۔ ہر عالم میں قوانین کام کر رہے ہیں۔ جن لوگوں نے چاند تک پہنچنے کی کوشش کی ہے ان کو پتہ چل گیا ہے کہ جب تک ہم سلم نہ نہیں یعنی اس فضا میں جو قوانین کام کر رہے ہیں ان کو مدِ نظر نہ رکھیں اور ان پر عمل پیرا نہ ہوں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے۔

### اللہ تعالےٰ کی پیدا کردہ اشیاء میں کمی نہیں ہو سکتی۔

سورج زمین سے نو کروڑ پچاس لاکھ میل دور ہے، یہ کتنی بڑی انگیٹھی ہے جس نے سارے جہان کو حرارت اور روشنی مہیا کر رکھی ہے۔ صدیوں سے اس کا ایندھن صرف ہو رہا ہے اور ختم ہونے میں نہیں آتا۔ یہ خدا تعالےٰ کے علم و قدرت کی روشن دلیل ہے۔ سمندر میں اتنا پانی ہے کہ صدیاں گذرنے کے بعد بھی ختم ہونے میں نہیں آتا۔ یہ خدا تعالےٰ کی قدرت و عظمت و کبریائی کا پتہ دیتا ہے۔ پانی کبھی بھاپ اور کبھی برف بن جاتا ہے۔ کبھی گو بہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے لیکن ضائع نہیں ہوتا۔

### لامحدود اشیاء کی پیدائش عظمت و قدرت الٰہی پر دال ہے

اللہ تعالےٰ نے ساری کی ساری مخلوقات کی بقا کے لئے بہت بڑے پیمانہ پر سامان مہیا کئے ہیں۔ لامحدود علم اور قدرت کے بغیر یہ کارخانہ نہیں چل سکتا۔ اگر بوٹیوں کی قسمیں گننے لگو تو نہیں گن سکتے۔ ایک ایک بوٹی کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ یہی حال درختوں کا ہے یہ سایہ دار ہوتے ہیں۔ ایندھن مہیا کرتے ہیں۔ ان سے فرنیچر بنتا ہے۔ ان سے میوہ جات حاصل ہوتے ہیں ذخیروں کے ذخیرے اُٹے پڑے ہیں۔ کائنات کا یہ تنوع دیکھئے جس طرح سمندر کی کائنات کا شمار نہیں اسی طرح زمین کی مخلوقات کا شمار نہیں چڑیاں ہیں پرندے ہیں حیوانات ہیں۔ اگر ان کو پیدا کرنے کے لئے قدرت علم اور ارادہ درکار ہے تو اتنی مخلوقات کو زندہ رکھنے کے لئے اسی قدر سامان مہیا کرنا بہت بڑی قدرت اور عظمت کو چاہتا ہے۔ فرمایا میں کائنات کو پیدا کرنے والا ہوں۔ کائنات کو پیدا کرنا بڑا مشکل کام ہے لیکن اس کائنات کی مخلوق کی زندگی کے سامان پیدا کرنا اس سے بھی مشکل تر ہے

### تمام عالمین کی پیدائش اور قیام کا موجب ذات الٰہی ہے

فرمایا اللہ الصمد۔ یعنی خدا تعالےٰ تمام مخلوقات کے تمام حوائج کا مہیا کرنے والا ہے۔ شروع میں فرمایا ربّ العالمین۔ ان تمام الفاظ کا مفہوم ایک ہی ہے۔ کائنات میں نہ جانے کتنے عالم ہیں ان تمام عالمین کی پیدائش اور ان کی زندگی کے قیام کا موجب اللہ تعالےٰ کی ہی ذات ہے

### تمام کائنات انسانی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے

علاوہ ازیں اے انسان ہم نے تیری خاطر زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے۔ فرمایا دن رات تمہاری خدمت میں یہ کائنات مصروف ہے۔ یہ دریا۔ یہ سمندر تمہاری خدمت کر رہے ہیں۔ سمندروں میں کشتیاں چلتی ہیں۔ تم سمندری کاروبار سے لاکھوں کروڑوں روپے کماتے ہو۔ یہ لوہا۔ یہ ایندھن یہ مشینیں سب ہم نے پیدا کئے ہیں۔ خلق لکم ما فی السموٰت وما فی الارض۔ فرمایا سخر لکم البحر وسخر لکم الانہار۔ سخر لکم الیل والنہار۔ سخر لکم الانعام۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت و کبریائی اور اپنے احسانات و کمالات کا ذکر اس لئے فرمایا ہے کہ انسان کی یہ فطرت ہے کہ احسان کے سامنے اس کا سر جھک جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے انسان کی فطرت کو جلا دینے کے لئے فرمایا کہ ہم نے یہ تمام کائنات تمہاری خدمت میں لگا رکھی ہے۔ انسان اس کے احکامات کو سننے اور ان پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور اس کا دل ایمان و عرفان سے بھر جاتا ہے۔

### قوم سازی کے سامان

مبارک ہے وہ قوم جس کے دل میں اللہ تعالےٰ کی ذات بستی ہے۔ اس کا دل منور ہو جاتا ہے حضور نبی کریم صلعم نے ایسی قوم بنائی جن کے دل منور ہو گئے۔ قوم سازی کے سامان قیامت تک قرآن کریم اور حدیث شریف کی صورت میں مسلمانوں کے ہاتھ میں موجود چلے آ رہے ہیں۔

(باقی پر صفحہ کالم ۔۔۔)

سٹاپ پریس:- جلسہ پشاور کیلئے۔ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ 16 مئی کو لاہور سے راولپنڈی روانہ ہو گئے، اور 17 مئی کی صبح پنڈی سے پشاور پہنچ گئے۔

مدانور ملّی ممبر جماعت احمدیہ لاہور

# ین بڑے مسائل جو پاکستان کے نظم و نسق میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں

## اخلاق معاشیات اور پاکستان کے آئندہ آئین کا تصوّر

### قائدِ اعظمؒ اور حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ کے بیانات کی روشنی میں

پیارے پاکستانی بھائیو -
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کو بخوبی علم ہے - کہ ہمارا ملک ان دنوں کیسے پُرآشوب دَور سے گزر رہا ہے - اس وقت ہمیں تین بڑے مسائل درپیش ہیں - جو بنیادی اہمیت کے حامل ہیں - انہیں مؤثر طور پر حل کرنے سے ہی پاکستان محفوظ رہ سکتا ہے اور مضبوط ہو سکتا ہے - وہ ہیں اخلاقی انحطاط ۲ - معاشی ڈھانچہ ۳ - پاکستان کا آئندہ آئین - انہی مسائل کے گرد موجودہ ملکی سیاست گردش کر رہی ہے - خاکسار اپنے اس علم کی روشنی میں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے اسے میسّر آیا ہے - ان پر غور کرتا رہا ہے - جو حل اسے نظر آیا ہے - وہ کیسا مؤثر اور کیسے نتائج کا حامل ہو سکتا ہے - یہ آئندہ وقت بتائے گا - تاہم نہایت خوشگوار نتائج کی توقع ہے -

جہاں تک اخلاقی انحطاط کے متعلق میں نے سوچ بچار کیا ہے - اس بارے میں یہی معلوم ہوا ہے - کہ یہ اس وقت شروع ہوتا ہے - جب انسان کا تعلق اپنے خالق سے ڈھیلا پڑنا شروع ہو جاتا ہے - انسان جب تک محسوس کرتا ہے کہ اس کا ایک خالق موجود ہے - جو اس کے ظاہری اور پوشیدہ اعمال پر گہری نظر رکھتا ہے تو اس احساس کے ماتحت وہ اپنے اعمال کی بابت باز پرس کرتا رہتا ہے ۔ اور اپنے تئیں ان تمام راہوں سے بچانے کے لئے کوشش کرتا ہے - جو خدا تعالےٰ کی ناراضگی کا موجب ہوں اور ان تمام امور کو بجا لانے میں کوشاں رہتا ہے جن سے خدا تعالےٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے - اس دَور کے انسان کی جس سے ہم گزر رہے ہیں یہ بڑی بدقسمتی ہے - کہ وہ خدا تعالےٰ کی شناخت سے جس قدر حق شناخت کا ہے محروم ہے اسے پوری طرح یقین نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے - جو اسے دیکھ رہا ہے - یہی عدم یقینی تمام موجودہ برائیوں کی جڑ ہے اس صورت حال کو ابتر نے میں ایک غیر ملکی تہذیب نے جو بظاہر اپنے اندر بڑی دلکشی کا سامان رکھتی ہے لیکن حقیقت میں زہر ہے بڑا کردار ادا کیا ہے اس سے ملک کا سنجیدہ طبقہ اب خوب آگاہ ہو چکا ہے - اس موجودہ صورتِ حال سے نمٹنے کے لئے اور ایک صحیح معاشرہ قائم کرنے کے لئے کیا کیا کرنا چاہیئے - اس کا ذکر ہم آگے کریں گے -

دوسرا اہم مسئلہ ملکی معاشی نظام سے متعلق ہے - دنیا میں اس وقت دو بڑے معاشی نظام اشتراکیت اور سرمایہ داری مروّج ہیں یہ دونوں نظام اعتدال سے گزر کر انتہائی مقام پر پہنچ چکے ہیں - موخر الذکر نظام کے مضر نتائج دنیا دو عالمی جنگوں نیز زمانہ قریب میں پاکستان ہندوستان مابین جنگ اسرائیل اور عرب اقوام کے درمیان لڑائی اور جنگ ویٹ نام کی صورت میں مشاہدہ کر چکی ہے - اوّل الذکر نظام سرمایہ دارانہ نظام کے غلط نتائج کی پیداوار ہے - اشتراکی نظام کس حد تک انسانی معاشی مسائل کو حل کرنے میں کامیاب ہوا ہے - اس بارے میں ابھی قطعی رائے قائم کی نہیں جا سکتی - تاہم تازہ واقعات اس امر کے شاہد ہیں - کہ اشتراکی ممالک کے بعض لوگ اشتراکی نظام کی افادیت کے اس حد تک قائل نہیں رہے جس حد تک وہ پہلے قائل تھے ہمارا ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا - اسلام اپنے معاشی نظام میں دونوں مذکورہ بالا معاشی نظاموں کے بین بین ہے - بانیٔ پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ نے اپنی تقاریر میں جو انہوں نے ۲۶ر مارچ ۱۹۴۸ء (چٹاگانگ) اور ۱۵ر جولائی ۱۹۴۸ء کو فرمائیں اور جو آجکل زیر بحث ہیں - اسی درمیانی راہ کو اختیار کرنے پر زور دیا تھا اس درمیانی راہ کو انہوں نے انگریزی میں

ISLAMIC SOCIALISM

یا ISLAMIC SOCIAL JUSTICE

. . . . . . کے نام سے بیان فرمایا ہے جس کا اُردو ترجمہ اسلامی معاشی نظام ہے، جو اپنے اندر مساوات پر بڑا زور دیتا ہے -

کچھ لوگوں کو اصرار ہے - کہ قائدِ اعظمؒ نے ایسے الفاظ استعمال نہیں فرمائے - ہماری تحقیق یہ ہے کہ انہوں نے یہ الفاظ استعمال فرمائے ہیں - لیکن بالکل اسی مفہوم میں نہیں جو اسلامی سوشلزم کے موجودہ داعی لیتے ہیں - ہمارے پاس اپنے اس موقف کی صداقت کے لئے معقول دلائل ہیں قائدِ اعظم مرحومؒ کی تقاریر کا اصل پس منظر ہم سبھی لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہا ہے - اس موضوع پر جو بحث ایک عرصہ سے چل نکلی ہے - اور جو ناخوشگوار نتائج سامنے آئے ہیں وہ ملک کے ہر بہی خواہ کے لئے پریشان کن ہیں - اس کے اثرات پہلے صرف شہروں تک محدود تھے مگر اب دیہات بھی اس کی لپیٹ میں آ چکے ہیں - ہر جگہ مخالف محاذ قائم کئے جا رہے ہیں - یہاں تک کہ اسلامی سوشلزم نام لینے والوں پر کفر کا فتوےٰ دے دیا گیا ہے - پہلے کفر کا فتوےٰ صرف عقائد مذھبی تک محدود تھا مگر اب اس کو اور بھی وسعت دے دی گئی ہے - اس تکفیر بازی نے اب تک کیا کیا گل کھلائے ہیں ملتِ اسلامیہ کو کس قدر ضعف اس سے پہنچا ہے - ہر ذی ہوش اس کو خوب جانتا ہے - اس تکفیر بازی سے جس قدر جلدی ہم مخلصی حاصل کر لیں ہمارے لئے موجب خیر و برکت ہو گا - ہم سب کا خدا ایک ہے - ایک ہی رسولؐ کے ہم سب پیرو ہیں اور ایک ہی کتاب قرآن مجید پر ہم سب کا ایمان ہے - یہی وہ اصول ہیں جن کو اپنا کر ہم قائدِ اعظمؒ کی سرکردگی میں پاکستان حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے اور انہی پر قائم رہ کر ہم پاکستان کو مضبوط بنا سکتے ہیں - کسی بھی کلمہ گو کو چاہے وہ کسی بھی مسلک سے تعلق رکھتا ہو کافر کہنا انتشار اور مصیبتوں کو دعوت دینا ہے - حکومت وقت سے میں استدعا کرتا ہوں کہ جس طرح اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنا اور قائدِ اعظمؒ کی ذات کے بارے توہین آمیز کلمات استعمال کرنا قابل تعزیر جرم قرار دیا جا چکا ہے، اسی طرح کسی بھی کلمہ گو کے خلاف کفر کا فتوےٰ جاری کرنا قابلِ تعزیر جرم قرار دیا جائے - اور اس جرم کے لئے عبرتناک سزا مقرر کی جائے - حکومت کا یہ اقدام عین قرآن و سنّت کے منشاء کے مطابق ہو گا اور اس سے ہم میں اتحاد بڑھے گا -

قائدِ اعظمؒ کی محولا بالا تقاریر کے اقتباس ہم نے ایک کتاب سے بغور مطالعہ کئے ہیں - جس میں اسلامی نقطہ نظر سے معاشیات پر بحث کی گئی ہے - اس کتاب کا ذکر آگے آئے گا -

**تیسرا مسئلہ** جس کا فیصلہ ہم آئندہ چند ماہ میں کرنے والے ہیں - ملکی آئین ہے - یہ کس قسم کا ہو گا اس بارے فیصلہ عوام کے منتخب نمائندوں کو کرنا ہو گا - قائدِ اعظم مرحوم سے جب اس بارے استفسار کیا گیا تو انہوں نے بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار فرمایا - اس قدر مزید انہوں نے بیان کیا کہ وہ (پاکستان کا آئین) اسلامی اصولوں پر مبنی جمہوری طرز کا ہو گا - اسلامی طرز حکومت کی تعریف انہوں نے کچھ اس طرح بیان کی :-

" اسلامی حکومت کے تصوّر کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہیئے کہ اس میں اطاعت اور وفاکیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں - اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے - نہ پارلیمنٹ کی، نہ کسی شخص یا ادارے کی - قرآن کریم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعیّن کر سکتے ہیں - دوسرے الفاظ میں اسلامی حکومت قرآن، اصول و احکام کی حکومت ہے - (کراچی ۱۹۴۸ء)"

قائدِ اعظمؒ کا یہ فرمان بھی اسی کتاب سے ملخص معلوم ہوتا ہے - جس میں تیسرا باب اسلامی ریاست کے خد و خال کے بارے میں بحث کرتا ہے - اور جس کا ابھی ہم ذکر آگے کرنے والے ہیں -

ان آخری دو مسائل پر بابائے قوم اپنی وفات سے چند ماہ قبل اپنی دلی خواہشات کا اظہار کر گئے ہیں قوم کے لئے ان کے یہ فرمودات ایک وصیت کی حیثیت رکھتے ہیں ایک سعادت مند اور نیک اولاد کی طرح ہم پر لازم ہے کہ ہم قائدِ اعظمؒ کی دلی خواہشات جو قرآن و سنّت کے عین مطابق ہیں پوری طرح احترام کرتے ہوئے پورا کرنے کی سعی کریں تاکہ باپ کی روح کو بھی سکون نصیب ہو اور خدا تعالےٰ کے ہاں بھی ہم سرخروئی حاصل کر سکیں - آپ کو معلوم ہے - بابائے قوم کو ہم سے جدا ہوئے اکیس سال سے زائد عرصہ ہونے کو ہے - ان کی رحلت کے بعد ان کے دست راست خان لیاقت علی

مرحوم نے اس مشن کو مکمل کرنے کی ٹھانی جو بابائے قوم کے پیش نظر تھا۔ مگران کی تھوڑا عرصہ بعد شہادت سے قائد اعظم مرحوم کی خواہشات تشنۂ تکمیل رہ گئیں اور اب تک ہیں۔ اب پھر کسی مشیت ایزدی اور کسی حکمت کے ماتحت لوگوں کو موقعہ مل رہا ہے کہ وہ ان خواہشات کو پورا کرنے کے لئے عملی اقدامات کریں۔ ہر پاکستانی پر لازم ہے کہ وہ خلوص دل سے تدبّر و تحمّل کا مظاہرہ کرتے ہوئے خدا تعالےٰ سے دعائیں کرتے ہوئے اس سے ہدایت اور استعانت طلب کرتے ہوئے ان منازل کی طرف بڑھے۔

پیارے پاکستانی بھائیو! وہ کتاب جس کے مضامین آجکل کی ملکی سیاست کا محور بنے ہوئے ہیں۔ "نیا نظام عالم" THE NEW WORLD ORDER ہے۔ جو حضرت مولینا محمد علی صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ لاہور (جو بانی سلسلہ کو چودھویں صدی کے مجدد تسلیم کرتی ہے) کی ان تصنیفات میں سے ایک تصنیف ہے۔ جو آپ نے دین اسلام کو دیگر ادیان پر غالب کرنے اور موجودہ زمانہ کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر تصنیف کی ہیں۔ یہ کتاب پیشتر اس کے کہ خاکسار کے ہاتھ لگی اور جس کو پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ قائد اعظم مرحوم کی مذکورہ بالا تقاریر کا پس منظر سمیٹے ہوئے ہے۔ ایک کشف کے اندر قیمتی ہیرا کی صورت میں ظاہر کی گئی — یہ کتاب کیسا ہیرا اور لعل بے بدل ہے۔ اور کیا افادیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ لوگوں کی نظروں میں جب یہ گزرے گی تو ان پر ہمارے الفاظ کی حقیقت منکشف ہو جائے گی۔ قارئین کے لئے کچھ اقتباس جو قائد اعظم کی تقاریر اور کتاب مذکور سے لئے گئے ہیں یہاں درج کئے جاتے ہیں امید ہے ان سے وہ محظوظ ہوں گے:۔

"میں اشتیاق اور دلچسپی سے معلوم کرتا رہوں گا کہ آپ کی "مجلس تحقیق" بنک کاری کے ایسے طریقے کیونکر وضع و اختیار کرتی ہے۔ جو معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے اسلامی تصوّرات کے مطابق ہوں مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لئے لاینحل مسائل پیدا کر دیئے ہیں اور اکثر لوگوں کی رائے ہے۔ کہ مغرب کو اس تباہی سے کوئی معجزہ ہی بچا سکتا ہے۔ جو مغرب کی وجہ سے دنیا کے سر پر منڈلا رہی ہے۔

مغربی نظام افرادِ انسانی کے مابین انصاف کرنے اور بین الاقوامی میدان میں آویزش اور چپقلش دُور کرنے میں ناکام رہا ہے۔ بلکہ گذشتہ نصف صدی میں ہونے والی دو عظیم جنگوں کی ذمہ داری سراسر مغرب پر عائد ہوتی ہے۔ مغربی دنیا صنعتی قابلیت اور مشینوں کی دولت کے زبردست فوائد حاصل کرنے کے باوجود انسانی تاریخ کے بدترین باطنی بحران میں مبتلا ہے اگر ہم نے مغرب کا معاشی نظام اختیار کیا تو عوام کی پرسکون خوشحالی حاصل کرنے کے لئے اپنے نصب العین میں کوئی مدد نہ ملے گی۔

اپنی تقدیر ہمیں منفرد انداز میں بنانی پڑے گی۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک مثالی نظام پیش کرنا ہے۔ جو انسانی مساوات اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی تصورات پر قائم ہو۔ ایسا نظام پیش کر کے گویا ہم مسلمانوں کی حیثیت میں اپنا فرض انجام دیں گے۔ انسانیت کو سچے اور صحیح امن کا پیغام دیں گے کہ صرف ایسا امن ہی انسانیت کو جنگ کی ہولناکی سے بچا سکتا ہے۔ صرف ایسا امن ہی بنی نوع انسان کی خوشی اور خوشحالی کا امین و محافظ ہو سکتا ہے۔"

(۱۵ر جولائی ۱۹۴۸ء کی تقریر)

ایسا ہی آپ نے چٹاگانگ میں ایک تقریر کے دوران فرمایا:۔

"جب آپ یہ کہتے ہیں۔ کہ پاکستان کی بنیاد معاشرتی انصاف اور اسلامی سوشلزم کے اصولوں پر رکھی جائے اور بنی نوع انسان کی اخوّت و مساوات پر بڑا زور دیتے ہیں۔ تو آپ محض میرے اور لاکھوں مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں اور اس طرح جب آپ ہر شخص کے لئے مساوی مواقع مانگتے ہیں، تب بھی آپ میرے خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں......

......اخوّت۔ مساوات۔ رواداری یہ ہیں ہمارے مذہب۔ تہذیب اور تمدّن کے بنیادی نکات۔"

(تقریر مورخہ ۲۶ر مارچ ۱۹۴۸ء چٹاگانگ)

## کتاب "نیو ورلڈ آرڈر"
### مطبوعہ ۱۹۴۴ء سے اقتباسات

● ریلوں اور نہروں وغیرہ کے بڑے بڑے منصوبوں کے لئے حکومت کا قرضہ لینا اسی اصول کے ذیل میں آ سکتا ہے اور اسلامی نظام معاشرت کی حدود میں اگر نظام بنکاری کو باہمی تعاون کے اصول پر چلایا جائے تو یہ انسانوں کے لئے رحمت ثابت ہوگا۔" ص۹۱

● "مغرب کی مادی تہذیب جس نے حصول دولت کو زندگی کا بلند ترین مقصد قرار دے رکھا ہے، موجودہ انتشار حالات کی کُلّی طور پر ذمّہ دار ہے۔" ص۱۲

● "تاحال موجودہ عالمی آگ کے بجھنے کے متعلق کوئی آثار نہیں پائے جاتے۔ تیسری عالمگیر جنگ کا ابھی سے ذکر ہونے لگا ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ پہلے سے زیادہ خوفناک چوتھی یا پانچویں عالمی جنگیں انسان کی قسمت میں نہیں ہیں"؟ ص۱

● "مغرب کی مادی تہذیب کی بدولت ایک طرف تو عالمی انسانی تعلقات میں ذہنی انتشار اور افرا تفری پیدا ہو چکی ہے اور دوسری طرف ہر قوم میں طبقاتی جنگ بھڑک چکی ہے۔ بنیادی خرابیاں خواہ کچھ ہوں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مغربی دنیا کے اقتصادی نظام دو انتہاؤں میں بٹ چکا ہے۔ اور اس کی وجہ محض یہ ہے کہ مغربی مادی نظام نئے حالات کے تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر ہو چکا ہے۔ اس کے زیر اثر یا تو سرمایہ نے محنت کے خلاف جنگ شروع کر رکھی ہے یا پرولتاریہ اور بورژوا ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہیں۔ یا محنت سرمایہ کے خلاف حملہ آور ہے یہ مسلسل جنگ یورپ کے ہر ملک میں لڑی جا رہی ہے۔ خدا جانے یہ تباہ کن جنگ کب ختم ہوگی اور انسانوں کو امن نصیب ہوگا؟"

(ص۶۴-۶۵)

● "مادی ترقّی کو نسل انسانی کی مسرتوں میں اضافے کا سرچشمہ سمجھ لیا گیا تھا۔ لیکن اس کا نتیجہ وسیع تباہی اور بدحالی کی صورت میں ظاہر ہوا۔" ص۲

● "بجائے اس کے کہ دنیا نے عظیم مادی ترقیات کے بعد کمال کی بلندیوں تک پہنچ جاتی وہ آج ہزارہا سال قبل کے قتل و غارت کی پستیوں میں اُتر گئی ہے اور دوبارہ اپنے ابتدائی دَور میں لوٹ گئی ہے۔"

● ان حالات میں امن کی تجاویز اسلام کے پاس ہیں۔ کیونکہ اسلام کا نظام معاشرت ہی وہ واحد نظام ہے جو سرمایہ اور محنت کے متصادم مفادات میں درمیانی مقام رکھتا ہے جس کی بدولت باہمی مفاہمت اور حقیقی امن کا قیام ممکن ہے۔

یہ حقیقت اکثر مغربی اہل قلم نے تسلیم کر لی ہے کہ یورپ کی معاشی نظریات کی جنگ میں اسلام کو درمیانی مقام حاصل ہے۔ جیسے گب نے "وہدر اسلام" کے اختتام پر کہا "مغربی دنیا کی مبالغہ آمیز قومیت میں توازن قائم رکھے ہوئے ہے۔ اسلام یورپ کے قومیت پر مبنی انتشار کا مخالف ہے۔ اور روسی کمیونزم کے طرز نظام کا بھی، اس نے ابھی تک زندگی اس معاشی دباؤ کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے، جس کا موجودہ یورپ اور روس یکساں شکار ہو چکے (ص۶۷)

● "پس اسلام کو اس شخص کا مقام حاصل ہے جو مغرب کے معاشی نظام کی بنا پر متصادم گروہوں کے درمیان صلح کرائے (ص۶۸)

● "یہ شرف اسلام کو حاصل ہے کہ وہ نہ صرف معاشی مسائل کا حل پیش کرتا ہے، بلکہ اعلےٰ جذبات اور اخلاق کی تعمیر کا فریضہ بھی سرانجام دیتا ہے۔ جس پر نسل انسانی کی دائمی تہذیب کی اساس رکھی جا سکتی ہے۔" ص۹

● "اسلام کے نظام معاشرت کا مقصد دولت کے مناسب اور منصفانہ تقسیم ہے۔" ص۷۵

● اسلام کا نظام معاشرت، جس کی بنیاد مذہب پر ہے، وہ ہتھیاروں اور سیاسی اقتدار کی بجائے ذہنوں کو اپیل کرتا ہے۔" (ص۷)

● اسلامی نظام صلوٰۃ کے ذریعے انسانی اخوّت اور مساوات کا بنیادی تصوّر مسلمانوں کی زندگی کا جزو بن چکا ہے۔" ص۲۴

● بیرونی دنیا کے برعکس حرم کی چار دیواری میں اخوّت، مساوات اور محبت کی فضا پائی جاتی ہے۔"

● "مساوات، اخوت اور محبت انسانی مسرت کے حقیقی سرچشمے ہیں۔"

● "اسلام حقیقی معنوں میں دنیا بھر کے لئے پیغام امن اور سب سے زیادہ مذہبی آزادی کا علمبردار دین ہے۔"

● لیکن اس کے متعلق یہ غلط بیانی کی گئی ہے کہ یہ انتہائی ظالمانہ اور متعصب نظریات پر مبنی ہے۔"

## اسلامی ریاست کا آئین

● "قوم اور ریاست وہ بت ہیں جن کے سامنے دور حاضر کا مہذب انسان سربسجود ہے"

(ص۱۳۱)

مسلم ریاست کے حاکم اعلےٰ نے کبھی اپنے آپ کو دنیا میں خدا کا نمائندہ نہیں سمجھا بلکہ اپنے آپ کو انسانوں کا نمائندہ پیش کیا۔ جیسے انسانوں کی خدمت کے لئے منتخب کیا گیا۔ انہوں نے سمجھا ہے کہ کی، ایسے انسانوں کی حکومت جنہیں احساس تھا کہ وہ جو فعل بھی کریں گے اس کے لئے خدا کے سامنے مسئول ہوں گے۔ ان کی نظروں میں قابلِ احترام (اور کسی انسان کی حکومت سونپنا اس کے احترام کی علامت ہے) وہ ہیں جو اپنے فرائض کی طرف سے سب سے زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ (۴۹ : ۱۳) اور یہی لوگ تھے جن کے سپرد حکومت کا کام کیا جاتا ہے۔"

(صفحہ ۳۸-۱۳۷)

● "تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر حاکم سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔ بادشاہ ایک حاکم ہے اور وہ رعایا کے متعلق جواب دہ ہے۔ مرد اپنے کنبہ کا حاکم ہے۔ اس سے کنبے کے متعلق باز پرس ہوگی۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی مالکہ ہے اور اس سے گھر کے متعلق باز پرس ہوگی۔ اسی طرح ملازم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے مال کے متعلق پوچھا جائے گا"

(بخاری ۱۱ : ۱۱) صفحہ ۱۳۸

● "سلطان اور اس کے ساتھ مل کر کام چلانے والے تمام ایک ہی طبقہ ملازمین میں شمار کئے گئے ہیں۔ ایک معمولی ملازم اور بڑے سے بڑا حاکم ملک و قوم کے امین ہیں۔ ہر حالت میں لوگوں کے حقوق ان کے سپرد کئے گئے ہیں۔ اور وہ حقوق کی کما حقہٗ ادائیگی کے ذمہ دار ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی اوّلین ذمہ داری مالک حقیقی خدا کے احکام کی پابندی ہے اور اس کے بعد ان لوگوں کے حقوق کی ادائیگی جنہوں نے ان کے سپرد کام کیا ہے۔"

(صفحہ ۱۴۳—۱۳۸)

● "حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب تک میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پابندی کروں میری اطاعت کرو۔ اور اگر میں خدا اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کروں تو میرا تم پر اطاعت کا کوئی حق نہیں" (صفحہ ۱۴۰)

یہ ہیں حضرت مولینا محمد علی صاحب کی کتاب نیو ورلڈ آرڈر کے اقتباسات۔ کتاب مذکور کے پانے سے ہمیں دلی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ یہ بنی نوع انسان کے لئے بالعموم اور ملت کی ائی ہے۔ جن کا ہر اس شخص کے پیش نظر رہنا ضروری ہے۔ جو کہیں بھی اسلامی معاشرہ کی تشکیل کا خواہاں ہو۔ علاوہ ازیں یہ کتاب ان لوگوں کے لئے جو خدائے علیم و خبیر کی ذات سے انکاری ہیں اور اس کے حکمت پر مبنی امور سے ناواقف ہیں بطور ایک نشان کے ہے۔ شاید یہی وہ کتاب ہے۔ جو مصنف کتاب ہذا کو ۹۔ اور دس فروری ۱۹۴۶ء کی درمیانی رات کو ایک کشفی نظارہ میں دکھائی گئی اور اس کا نام بتایا گیا ہے اس کا ذکر ہر طالب حق کے لئے بہت مفید ہوگا۔ قارئین کو مصنف کی سوانح عمری موسوم "مجاہد کبیر" کے صفحہ ۳۶۲ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ جہاں پر ایک دوسرے کشفی نظارے کا بھی ذکر ہے۔ کہ اپریل ۱۹۴۶ء میں جب ہر طرف مایوسی تھی پاکستان بننے اور اس کے قائم و دائم رہنے کا خدا تعالےٰ سے وعدہ دیا گیا جو قائد اعظم مرحوم کے الفاظ سے پوری طرح تطبیق کھاتا ہے۔ کہ پاکستان قائم رہنے کے لئے بنا ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا (رائٹر کے نمائندہ سے انٹرویو ۲۵ را کتوبر ۱۹۴۷ء) مولینا مرحوم کی سوانحعمری دسمبر ۱۹۶۲ء کی چھپی ہوئی ہے۔ مصنف کی کتاب نیا نظام عالم (THE NEW WORLD ORDER) اپنے مضامین کے لحاظ سے ان کی دو دوسری کتب THE RELIGION OF ISLAM اور A MANUAL OF HADITH سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔ ہر قاری کے لئے کسی نتیجہ پر پہنچنے کے لئے ان تینوں کتب کا مطالعہ بیک وقت ازبس ضروری ہے۔ یہ تینوں بطور ایک شیشہ کے ہیں۔ جن میں سے ہم اپنے آپ کو دیکھ سکتے ہیں کہ ہم اب کیا ہیں۔ اور کس قدر اصلاح کی گنجائش ہے؟ یہ کتابیں دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے منگوائی جا سکتی ہیں۔

ہمیں اس امر کا بخوبی احساس ہے کہ ملک کی کثیر آبادی کے مذہبی خیالات ہمارے لٹریچر سے بعض پہلوؤں میں مخالف پڑتے ہیں ہماری ان سے یہی گذارش ہے۔ کہ وہ ہماری ان کتب کا بھی مطالعہ کریں اور اگر ان کے ذہن میں کوئی بہتر تجاویز ہوں جو اصلاح احوال میں ممد و معاون ہو سکیں جس سے ملک میں اتحاد و یگانگت پیدا ہونے میں مدد مل سکتی ہو تو سامنے لائیں ہر وہ شخص جو درد مند دل اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور ملک کی خوشحالی اور بہتری عزیز رکھتا ہے اور اللہ تعالےٰ نے اس قدر اسے علم بخشا ہے۔ کہ وہ دونوں میں سے واقف ہو علم دیا ہے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

جب آپ مذکورہ بالا کتب پڑھیں گے تو انشاء اللہ محسوس کریں گے کہ ان میں نظریہ پاکستان کے حامیان کے لئے اپنے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے وہ سبھی کچھ موجود ہے جس کی انہیں ضرورت ہے۔ اس کے برعکس ایسے تمام عناصر کے ہاتھ پاؤں پھول جائیں گے جو پیارے پاکستان کی سالمیت کے خلاف مصروف عمل ہیں۔ حسرت و یاس ان کے مقدر میں ہوگی۔

خوشی کے اس موقعہ پر تمام پاکستانی بھائیوں سے ہماری التماس ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے آگے سجداتِ شکر بجا لائیں کہ اس نے ایسے نازک موقعہ پر ہماری دستِ غیب سے مدد فرمائی اور ملک کو جب وہ تباہی کے دہانہ پر کھڑا تھا بچا لیا کسی دل میں ہماری ان باتوں کی بابت شک ہو تو وہ اس خدا سے پوچھ لے جس کے قبضۂ قدرت میں کائنات ہے کہ کیا یہ سب کاروبار اس کی اپنی طرف سے نہیں ہے۔

ہم یہ عرض کرنا بھی ضروری خیال کرتے ہیں کہ ابتدا میں لوگوں کو پریشانی پیش آ سکتی ہے لیکن خدا خوف اور نیک اندرون لوگوں کو نہیں ڈرنا چاہیئے اور دعاؤں میں لگ جانا چاہیئے۔ انشاء اللہ انجام بخیر ہوگا اور ملک میں خوشی اور اطمینان کا سانس لیا جانے لگے گا۔ خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان سچی راہوں کی طرف راہنمائی فرمائے جن پر چل کر ہم اس کی رضا حاصل کر سکیں اور مصیبتوں اور پریشانیوں کے وہ بادل چھٹ جائیں جو ایک طویل عرصہ سے ہمارے ملک پر منڈلا رہے ہیں۔ اے ارحم الراحمین ہم پر رحم فرما اور ہمیں ایسا بنا دے کہ ہم آپس میں اُلفت و محبت کرنے والے بن جائیں اور ان لوگوں کے مقابلے میں ہماری نصرت فرما جو ہمیں صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہیں۔ آمین

خاکسار محمد انور رلھی۔ ممبر جماعت احمدیہ

لاہور۔ 9/3/70

## جلسہ جماعت وزیرآباد

یکم مئی ۱۹۷۰ء کو بروز جمعہ مقامی جماعت وزیرآباد کے زیر اہتمام جلسہ منعقد ہوا۔ مفصل رپورٹ

# موجودہ عیسائی عقائد

(سلسلہ صفحہ ۱۰)

(مرقس بـ : ۲۸) یہاں شاگردوں کو

دیکھ نہیں سکتا۔ نیقودیمس نے اس سے کہا۔ آدمی جب بوڑھا ہوگیا۔ تو کیونکر پیدا ہو سکتا ہے۔ کیا دوبارہ اپنی ماں کے پیٹ میں داخل ہو کر پیدا ہو سکتا ہے۔ یسوع نے جواب دیا...... کہ جب تک کوئی پانی اور رُوح سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی پادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا۔"

(یوحنا بـ۳ : ۴-۶)

(یہاں روحانی پیدائش کو دوبارہ پیدائش سے تشبیہ دی ہے۔ ناقل)

(۸) "دشمن سے محبت رکھو...... تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو"۔

(متی بـ۵ : ۴۵)

(۹) "میرا کھانا یہ ہے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی بجا لاؤں" (یوحنا بـ۴ : ۳۵)

(۱۰) "تم اپنے باپ شیطان سے ہو۔ اور چاہتے ہو۔ کہ اپنے باپ کی خواہشوں کے موافق کرو" (یوحنا بـ۸ : ۴۴)

غرض ایسی بے شمار مثالیں اناجیل میں درج ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یسوع تمثیلات میں باتیں کیا کرتا تھا۔ مگر عیسائی حضرات نے بیوقوفی سے انہیں حقیقت پر محمول کر کے ٹھوکر کھالی۔ چنانچہ ایسی تمثیلی اصطلاحات عہد نامہ قدیم میں بھی درج ہیں :-

ملاحظہ ہوں حوالجات ذیل :—

(۱) "اسرائیل میرا پہلوٹھا بیٹا ہے"۔

(خروج۔ بـ۴ : ۲۲)

(۲) "میں نے کہا کہ تم الٰہ ہو۔ اور تم سب حق کے فرزند ہو" (زبور و مزامیر۔ بـ۸۲ : ۶)

نوٹ :—

ان حوالجات سے ثابت ہوا کہ یسوع کا خدا کو "باپ" اور اپنے آپ کو اس کا "بیٹا" پکارنے سے مراد اظہار قرب تھا۔ جو کہ عہد نامہ قدیم اور جدید میں کثرت سے درج ہے۔

(باقی — باقی)

خط و کتابت کرتے وقت پتہ نمبر کا حوالہ دیں۔

مولانا عبدالباقی صاحب بنوں

# "موجودہ عیسائی عقائد نئے عہدنامہ کی روشنی میں"
(۱)

ایک لمبے عرصہ سے عیسائی مشنری اپنے عقائد کے پرچار پر بے شمار دولت پانی کی طرح بہا رہے ہیں۔ اور یورپین قوموں کی دولت کے سبز باغ دکھا کر بھولے لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ صوبہ سرحد کی سنگلاخ سرزمین کو ہاٹ شہر میں بھی ان کا مشن موجود ہے۔ جو تقسیم ملک کے بعد نئی قوت کے ساتھ اپنی سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ ایک طرف نئے گرجے تعمیر ہو رہے ہیں۔ دوسری جانب پُرفضا ماحول میں عین چوراہے پر سکول کیلئے عظیم الشان عمارت کھڑی کر کے مسلمان بچوں کو گمراہ کرنے کے سامان انہوں نے کر لئے ہیں۔ کہیں دستکاری کا سنٹر کھول کر خواتین میں اپنے زہریلے خیالات پھیلا رہے ہیں۔ تو کہیں مشنری ہسپتال کے رنگ میں محتاج اور سادہ لوح عوام میں اپنا اثر و رسوخ بڑھا رہے ہیں۔

یہ سارا تماشہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے مگر مسلمان قوم ہے۔ کہ خواب استراحت میں محو ہے۔ اور اس فتنے سے بچنے کی کچھ بھی علاج نہیں کر رہی۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ ہماری نئی پود دین سے قطعاً بیگانہ ہے ایک نہ ایک دن ضرور عیسائیت کی چمک دمک سے متاثر ہو کر رہے گی اور گود میں جا گرے گی۔ لہٰذا مسلمانوں کا یہ سب سے بڑا فرض ہے۔ کہ ہر سطح پر اس فتنے کا مقابلہ کریں۔ ورنہ جب پانی سر سے گذر جائے گا تو پھر پچھتانا بے کار ہو گا۔ ذیل میں عیسائیت کی تردید میں عہدنامہ جدید سے چند باتیں پیش کی جاتی ہیں۔ خداتعالےٰ کرے کہ اہل بصیرت کے لئے تبلیغی جدوجہد کی محرک ثابت ہوں۔ اور قوم کے اندر بیداری کی ایک لہر اٹھے جس سے اس فتنہ کا ہر سطح پر نہایت بہترین طریق سے سدباب ہو سکے۔

## (۱) تثلیث یا توحید:۔

موجودہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ خدا ایک نہیں۔ تین ہیں۔ جسے وہ تثلیث کہتے ہیں یعنی خدا باپ۔ مسیح بیٹا اور روح القدس۔ عیسائی مشنری کو ہدایت ہے۔ کہ غیر عیسائی کو عیسائی بناتے وقت اس عقیدے کا بپتسمہ دیا کریں۔ عیسائیوں کے یہ عقائد کہاں تک موجودہ اناجیل کے موافق ہیں۔ اس کے خلاف مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں:۔

"یسوع نے جواب دیا۔ کہ اوّل یہ ہے۔ اے اسرائیل سُن۔ خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے"۔

(مرقس باب ۱۲ : ۲۹)

## (۲) یسوع مسیح کا مقام:۔

عیسائی حضرات مسیح کو جو خدا کا رسول تھا اقنوم ثلاثہ یعنی تین خداؤں میں سے ایک تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ انجیل شریف میں اس کی واضح تردید موجود ہے۔ جہاں خدا تعالےٰ کو واحد اور مسیح کو اس کا بھیجا ہوا پیش کیا جاتا ہے ثبوت کے لئے یوحنا باب ۱۷ آیت ۳ کا ذیل کا حوالہ ملاحظہ ہو:۔

"اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ اکیلے سچے خدا کو اور تیرے بھیجے ہوئے (مراد رسول۔ ناقل) یسوع مسیح کو جانیں"۔

## (۳) کفارہ یا توبہ کی تعلیم

عیسائیوں کا ایک مشہور عقیدہ کفارہ کا ہے۔ ان کا ایمان ہے کہ یسوع مسیح کو جب یہودیوں نے سولی پر چڑھایا اور وہ ان کے قول کے مطابق تین دن رات لعنتی موت مر رہا۔ لعنتی شخص چونکہ خدا سے دُور ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس اعتراض سے جان چھڑانے کی خاطر انہوں نے کفارہ کا عقیدہ ایجاد کیا۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں۔ کہ بے شک مسیح لعنتی موت مرا مگر وہ ہمارے گناہوں کے لئے کفارہ ہوا۔ گویا ان کے خیال کے مطابق انسان پیدائشی گناہگار ہے۔ یسوع مسیح کو اہلِ یہود نے صلیبی موت سے مار کر خدا نے اُسے اپنے گنہگار بندوں کے پیدائشی گناہوں کا کفارہ بنایا حالانکہ انجیل ایسا عقیدہ سختی کے ساتھ رد کرتی ہے۔ انجیل کی تلقین ہے۔ کہ خدا تعالےٰ صرف توبہ اور عمل سے خوش ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہوں ذیل کے حوالہ جات:۔

۱۔ "میں تم سے کہتا ہوں کہ اسی طرح ننانوے راستبازوں کی نسبت جو توبہ کے محتاج ہوں۔ ایک تائب گنہگار کے باعث آسمان پر زیادہ خوشی ہوگی"۔

(لوقا باب ۱۵ آیت ۷)

۲۔ "یسوع نے ان سے کہا میرا کھانا یہ ہے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے موافق عمل کروں۔ اور اس کا کام پورا کروں"

(یوحنا باب ۴ : ۳۴)

## (۴) کیا انسان پیدائشی گنہگار ہے:۔

عیسائیوں کا چوتھا مشہور عقیدہ یہ ہے کہ انسان پیدائشی گنہگار ہے۔ حالانکہ انجیل کے مندرجہ ذیل حوالجات میں اس کی پوری طرح تردید موجود ہے:۔

۱۔ بچوں کو میرے پاس آنے دو۔ اور انہیں منع نہ کرو۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہی ایسوں کی ہے۔" (متی باب ۱۹ آیت ۱۴-۱۵)

۲۔ "آدم خدا کا بیٹا تھا"۔ (لوقا باب ۳ آیت ۳۸)

۳۔ "خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا"۔ (پیدائش ب ۱ : ۲۶)

۴۔ "ہابیل کو اور اس کے ہدیہ کو خداوند نے قبول کیا"۔ (پیدائش ب ۴ : ۵)

۵۔ "زکریا نامی کاہن ........ اس کی بیوی ...... الیصابات ...... دونوں خدا کے نزدیک راستباز تھے"

(لوقا ب ۱ : ۵-۶)

۶۔ "یوحنا زکریا کا بیٹا ماں کی بطن میں روح القدس سے بھر گیا تھا"۔

(لوقا ب ۱ : آیت ۱۱-۱۴)

۷۔ "اسی طرح بمطابق انجیل مریم کا خاوند یوسف راستباز تھا"۔ (لوقا ب ۲۲ : ۵)

"حنّاہ ایک نبیہ تھیں" (لوقا ب ۱ : ۲۶)

یروشلم میں آدمی شمعون نامی راستباز خداترس اور روح القدس کا حامل تھا"۔

(لوقا ب ۲ : ۲۵) وغیرہ

ان حوالجات سے ظاہر ہوا۔ کہ انسان پیدائشی گنہگار نہیں۔ البتہ بُرا عمل کر کے ایک شخص گنہگار ہو جاتا ہے، ورنہ یہ لوگ کیسے راستباز ٹھہرے۔

## (۵) یسوع کی فضیلت کی حقیقت

پھر کہا جاتا ہے۔ کہ یسوع کا چونکہ باپ نہیں تھا۔ اس واسطے وہ خدا کا بیٹا ہو سب دوسرے انبیاء سے افضل ٹھہرا بغیر باپ کی پیدائش کا یہ نتیجہ ہو سکتا۔ تو ملک صدق سالم کے بارے میں ایسا کیوں نہیں رکھا جاتا۔ جب کہ عبرانیوں ۷ تا ۳ کی رُو سے اُسے بغیر باپ اور ماں مانا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو اصل حوالہ:۔

"ملک صدق سالم ........ راستی کا بادشاہ ...... یہ بے باپ۔ ماں اور بے نسب نامہ ہے۔ نہ اُس کی عمر کا شروع نہ زندگی کا اخیر"

اسی طرح عیسائی صاحبان فرماتے ہیں۔ اگر یسوع خدا کا بیٹا نہ ہوتا۔ تو آسمان پر کیسے چڑھ سکتا تھا۔ مگر وہ یہ کہتے ہوئے حنوک بدرجہ اولیٰ خدا کا بیٹا ٹھہر سکتا ہے۔ مگر عیسائی صاحبان اسے خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔ کیوں ملاحظہ ہو حوالہ ذیل:۔

"حنوک ایمان کی وجہ سے خدا کو پسند آیا اس نے موت نہ دیکھا۔ اور اُٹھا لیا گیا"۔ (عبرانیوں ب ۱۱ آیات ۵-۶)

## (۶) یسوع کا اصل مقام

یسوع کا صحیح مقام انسان اور خدا کا پیارا نبی اور رسول تھا۔ ملاحظہ ہوں حوالجات ذیل:۔

(۱) "یسوع نے بلند آواز سے کہا۔ کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ مجھ پر نہیں۔ بلکہ اس پر ایمان لاتا ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے"۔ (بھیجا ہوا رسول کہلاتا ہے ناقل)

(یوحنا ب ۱۲ آیت ۴۴)

(۲) "یسوع نے ان سے کہا ........ تم مجھ جیسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ جس نے تم کو وہی بات سچی بات بتائی جو خدا سے سُنی" (خدا سے سننے والا نبی ہی ہوتا ہے۔ ناقل)۔ (یوحنا ب ۸ آیت ۴۰)

(۳) "پس یسوع نے اس سے کہا۔ کہ میری تعلیم میری نہیں بلکہ اسی کی ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے"۔ (بھیجا ہوا عربی میں رسول کہلاتا ہے۔ ناقل) (یوحنا ب آیت ۱۶)

(۴) "اے آقا مجھے معلوم ہوا۔ کہ تو نبی ہے"۔ (یوحنا ب ۴ : ۱۹)

(۵)۔ "یسوع نے ان سے کہا۔ کہ نبی اپنے وطن اور اپنے گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہوتا"۔ (مقدس متی ب ۱۳ آیت ۵۸)

(۶) "پس شاگرد گئے اور جیسا یسوع نے

ناصرت کا نبی یسوع ہے" (متی باب ۲۱ آیت ۱-۱۱)

(۸) "اور یعقوب سے یوسف پیدا ہوا۔ جو اس مریم کا شوہر تھا۔ جس سے یسوع پیدا ہوا تھا۔ جو مسیح کہلایا"۔ (متی ب ۱ : ۱۶)

(۹) "اور جب اس کے ختنہ کرانے کے لئے آٹھ دن پورے ہو گئے"۔ (لوقا ب ۲ : ۲۱)

درجہ بالا امور کے علاوہ انجیل سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ مسیح بحیثیت انسان جملہ حوائج بشری کے محتاج تھے۔ مثلاً عام انسانوں کی طرح پیدا ہوئے۔ بچپن کے تمام مرحلے اس نے طے کئے۔ بچپن میں موت کے خطرے سے اسے مصر لے جایا گیا۔ اسے بھوک لگتی تھی - وہ موت سے ڈرتا تھا۔ اور یہودیوں کی پھانسی سے بچنے کے لئے اس نے زار و قطار دعائیں کیں۔ ان باتوں سے واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ یسوع محض انسان تھے۔ البتہ اللہ تعالے نے اسے بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے نبی اور رسول بنا کے بھیجا۔ لہذا یہ عقیدہ قطعاً غلط ہے۔ کہ وہ (یعنی یسوع مسیح) خدا یا خدا کا بیٹا تھا۔

## (۷) ابنیت مسیح اور اسکی تردید :-

یسوع کے عقیدہ ابنیت کی تردید مقدس یوحنا باب ۱۰ آیات ۳۱-۳۶ :-

"یہودیوں نے پھر پتھر اٹھائے۔ تاکہ اُسے سنگسار کریں۔ یسوع نے انہیں جواب دیا۔ کہ میں نے تمہیں باپ کی طرف سے بہتیرے نیک کام دکھائے ہیں۔ ان میں سے کس کام کے لئے تم مجھے سنگسار کرتے ہو۔ یہودیوں نے جواب دیا۔ کہ کسی نیک کام کے سبب نہیں بلکہ کفر گوئی کے سبب سے ہم تجھے سنگسار کرتے ہیں۔ کیونکہ انسان ہو کر اپنے آپ کو خدا بناتا ہے۔ یسوع نے جواب دیا۔ کہ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے۔ کہ میں نے کہا۔ کہ تم خدا ہو" جبکہ اس نے انہیں خدا کہا۔ جن سے خدا ہمکلام ہوا (اور نوشتہ باطل نہیں ہو سکتا) تو پھر معنوں میں ظاہر کیا۔ جن معنوں میں یہودی شریعت کے مطابق اہل یہود کے برگزیدہ خدا کہلوائے۔ یہ ثابت شدہ امر ہے۔ کہ یہود کے بڑے مجازی معنوں میں خدا کہلائے تھے۔ نہ حقیقی معنوں میں۔ لہذا اس تمثیل کی رُو سے یسوع اپنے آپ کو مجازی معنوں میں خدا کا بیٹا ٹھہراتا ہے۔ ورنہ پھر تشابہت غلط ہوتی ہے۔ کہ یہود کے بزرگ تو مجازی معنوں میں خدا ہوں۔ اور یسوع حقیقی معنوں میں خدا ٹھہرانا مان لیا جائے۔ تو یہ توریت (عہدنامہ قدیم) کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہاں ایک شخص بھی حقیقی معنوں میں خدا نہیں ٹھہرایا گیا۔

۲ - دوسری بات یہ ہے۔ کہ اگر عیسائی مسلمات کے مطابق یسوع فی الواقع خدا کا بیٹا تھا۔ تو یسوع کو مندرجہ بالا الزامی جواب نہیں دینا چاہیئے تھا۔ تاکہ مندرجہ بالا تاویل کی گنجائش نہ رہتی۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ یسوع کا اپنے آپ کو خدا کا بیٹا ٹھہرانا پیار یا خدا کے مقرب ہونے کے معنوں میں تھا نہ کہ حقیقی معنوں میں۔ قرآن کریم نے چودہ سو سال پیشتر ان الفاظ میں اس عقیدہ کی تردید کی تھی۔ "ما لھم بہ من علم ولا لاٰبائھم" (سورۃ کہف ابتدائی رکوع)

## (۸) تنسیخ شریعت

یسوع کی تعلیمات کی ایک اور صریح خلاف ورزی مسیحیوں نے یوں کی ہے۔ کہ انہوں نے شریعت کو لعنت ٹھہرایا۔ اور کہا۔ کہ چونکہ اس کے ذریعہ [illegible] رغبت دلاتی ہے۔ جس کی وجہ سے اب یہ منسوخ ہے۔ اور اس کے بدلے تثلیث، ابنیت مسیح اور کفارہ پر عقیدہ کو ذریعہ نجات ٹھہرایا ہے چونکہ شریعت پر عمل کر کے راہ نجات کٹھن ہو جاتی ہے۔ لہذا مسیحی حضرات نے اس سے پیچھا چھڑا کر نجات کی آسان راہ تلاش کر لی۔ یعنی بقول کسے "رند کے رند رہے۔ ہاتھ سے جنت نہ گئی" مگر ان کا یہ عقیدہ اناجیل کی حسب ذیل تعلیمات کے صریح خلاف ہے :-

(۱) "یہ خیال مت کرو۔ کہ میں توریت یا صحائف انبیاء کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے کو نہیں۔ بلکہ پورا کرنے کو آیا ہوں"۔ (متی ب ۵ : ۱۷)

## موجودہ تبلیغ خلاف انجیل ہے :-

مسیحی حضرات ایک صدی سے زیادہ عرصہ سے اس برصغیر ہندو پاک میں غیر اسرائیل لوگوں کو عیسائی بنانے میں مصروف ہیں۔ اور پانی کی طرح لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے روپیہ بہا رہے ہیں۔ حالانکہ ان کی یہ تبلیغی سرگرمیاں یسوع کے واضح احکام کے خلاف ہیں تاکہ عیسائی حضرات کو اپنا چہرہ اناجیل کے آئینہ میں نظر آ سکے :-

ا۔ "اور دیکھو ایک کنعانی عورت وہاں کی سرزمین سے نکل کر اُسے (یسوع کو۔ ناقل) پکارتی ہوئی چلی آئی۔ کہ اے خداوند داؤد مجھ پر رحم کر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس نے جواب میں کہا "میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا" پھر وہ آئی اور سجدہ کر کے کہا۔ اے خداوند میری مدد کر۔ اس نے جواب دیا۔ کہ "مناسب نہیں۔ کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو پھینک دیویں۔" (متی باب ۱۵ آیات ۲۱ تا ۲۵)

(۲) "پاک چیزوں کو کتوں کو مت دو۔ اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ پھینکو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وے انہیں پامال کریں۔ اور پھر کر تمہیں پھاڑیں"۔ متی ب ۷ : ۶)

(۳) "ان بارہ (مراد شاگرد ہیں۔ ناقل) کو یسوع نے بھیجا۔ اور ان سے حکم دے کر کہا۔ کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا۔ اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا" (متی ب ۱۰ : ۵-۶)

## (۱۰) ایک وسوسہ اور اس کا ازالہ

مندرجہ بالا دلائل کے مطالعہ کے بعد ایک متلاشی حق کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ اس واضح تعلیمات کو مسیحیوں نے کیوں غلط سمجھا۔ اس سلسلہ میں یہ عرض ہے۔ کہ یہ بات بھی اناجیل نے خود صاف کر دی ہے۔ جیسے کہ لکھا ہے :-

(۱) "میں نے یہ باتیں تمثیلوں میں تم سے کہیں" مسیحیوں نے آج بھی کی بنا پر یسوع کی تمثیلی باتوں کو حقیقت پر محمول کر کے ٹھوکر کھائی۔ چنانچہ ایسی تمثیلی تعلیمات کی چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں :-

(۱) "جو تمہیں ستائیں۔ اور بدنام کریں۔ ان کے لئے دُعا مانگو۔ تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے۔ فرزند ٹھہرو"۔ (متی ب ۵ : ۴۵)

یہاں (خدا کو "باپ" اور دعا مانگنے والے کو "فرزند" ٹھہرایا ہے۔ ناقل) گویا باپ کہلانے اور فرزند ٹھہرانے میں شاگرد یسوع کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ مگر مسیحی حضرات اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔

(۲) "اس وقت یوحنا کے شاگردوں نے اس کے پاس آکر کہا۔ تیرے شاگرد کیوں روزہ نہیں رکھتے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یسوع نے ان سے کہا۔ کیا براتی جب تک دولہا ان کے ساتھ ہے۔ ماتم کر سکتے" (متی ب ۹ : ۱۵-۱۶)

(یہاں یسوع نے اپنے آپ کو "دولہا" سے تشبیہہ دی ہے۔ ناقل)

(۳) "دیکھو میں تمہیں بھیڑوں کی مانند بھیڑیوں میں بھیجتا ہوں۔ پس تم سانپوں کی طرح ہوشیار اور کبوتروں کی مانند بھولے ہو"۔ (متی ب ۱۰ : ۱۶)

یہاں یسوع نے اپنے شاگردوں کو "بھیڑوں" اور مخالفین کو بھیڑیوں سے تشبیہہ دی ہے۔ ناقل -

(۴) "اس وقت یسوع کہنے لگا۔ کہ اپنے باپ آسمان اور زمین کے خداوند میں تیرا شکر کرتا ہوں"۔ (متی ب ۱۱ : ۲۵)

یہاں خداوند کو مجازی معنوں میں "باپ" ٹھہرایا ہے۔ ناقل -

(۵) "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بھیجا گیا"۔ (متی ب ۱۵ : ۲۵)

یہاں بنی اسرائیل کے جلاوطن قبیلوں کے افراد کو "بھیڑوں" سے تشبیہہ دی ہے۔ ناقل

۶ - "اس نے کہا۔ کہ بچوں کی روٹی لے کر کتوں کے آگے ڈالنا اچھا نہیں"

(باقی بصفحہ ۱۱ کالم ۴)

# مُسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور میں

## چوہدری عبدالحق صاحب سابق ہیڈ ماسٹر کے اعزاز میں الوداعی تقریب

چوہدری عبدالحق صاحب بتیس سال کی طویل ملازمت کے بعد ۳۱ مارچ کو مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور کے ہیڈ ماسٹر کی پوسٹ سے ریٹائر ہو گئے ہیں اسلئے صاحب موصوف کے اعزاز میں ۲۲ اپریل بروز بدھ مُسلم ہائی سکول نمبر ۲ میں ایک شاندار الوداعی تقریب منعقد کی گئی۔ اس پُروقار تقریب میں بزرگانِ سلسلہ عالیہ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، محترم مرزا مسعود بیگ صاحب اور محترم چوہدری فضل حق صاحب نے کمال مہربانی سے شرکت فرمائی۔ متذکرہ بالا بزرگان محترم کے علاوہ انجمن کے سکولوں کے تین نامور سابق ہیڈ ماسٹر، مرزا خلیل الرحمٰن صاحب، چوہدری عبدالمجید صاحب اور عبدالحفیظ بٹ صاحب بھی اس عصرانے میں بنفس نفیس شریک ہوئے۔ چوہدری عبدالحمید صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نمبر ۱ کے علاوہ کارکنانِ صدر دفتر انجمن نے بھی کافی تعداد میں شرکت کی۔

پُر تکلّف چائے کے بعد تقریب کا آغاز مسلم ہائی سکول نمبر ۲ کے حافظ محمد زاہد کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا، تلاوت کے بعد جناب سیّد منور حسین صاحب موجودہ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نمبر ۲ نے سبکدوش ہونے والے ہیڈ ماسٹر عبدالحق صاحب کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا۔ سپاس نامے میں چوہدری صاحب موصوف کی بے لوث اور گرانقدر خدمات کو سراہا گیا۔ سپاس نامے کا جواب دیتے ہوئے جناب چوہدری عبدالحق صاحب نے بے حد کسر نفسی سے کام لیا۔ انہوں نے فرمایا کہ سپاسنامے میں جو خوبیاں ان سے منسوب کی گئی ہیں وہ خود کو ان کا اہل تصور نہیں کرتے۔ چوہدری صاحب کی یہ کسر نفسی ان کی عظمت اور عالی ظرفی کی دلیل ہے۔ تاہم چوہدری صاحب نے ان قابلِ ذکر امور کی نشان دہی کی جو انہوں نے اپنی ہفت سالہ ہیڈ ماسٹری کے دوران سرانجام دیئے۔ جن میں مجلس اشاعت اسلام، مجلس فروغ ادب کے قیام اور نابینا بچّوں کی تعلیم کے لئے حضرمی کلاس کا اجرا سرفہرست ہیں۔

چوہدری صاحب موصوف کی خدمات کے پیشِ نظر سیّد منوّر حسین شاہ صاحب نے ایک عدد رسٹ واچ ہدیۃً پیش کی جو صاحب موصوف نے شکریے کے ساتھ قبول کر لی۔ چوہدری صاحب نے سکول کو آئندہ پیش آنے والے مسائل میں اپنے بھرپُور تعاون کے عزم کا اظہار فرمایا۔

جناب مرزا مسعود بیگ صاحب نے بھی تقریب کے مدعوئین سے خطاب فرمایا۔ مرزا صاحب نے اس امر پر زور دیا کہ کسی ادارے کو بہترین خطوط پر استوار کرنے کے لئے ہیڈ ماسٹر کا انتھک اور بے لوث ہونا اشد ضروری ہے یہ خوبی سکول کے سابق اور موجودہ سربراہ میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ ہیڈ ماسٹر کی شخصیت طلباء کے کردار کو سنوارنے میں نہایت اہم رول ادا کرتی ہے۔ انہوں نے سیّد غلام مصطفٰے شاہ صاحب مرحوم و مغفور کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا۔ اور سیّد منوّر حسین صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ انہیں بھی اپنے والد محترم کی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنا موثر کردار ادا کرنا چاہیئے۔ سیّد منوّر حسین صاحب کو معلمی وراثت میں ملی ہے اس لئے پوری توقع ہے کہ وہ ادارے کو بہترین بنیادوں پر استوار کریں گے۔ اور جس طرح سیّد غلام مصطفٰے صاحب مرحوم کی شخصیت کا پرتو ان کے ممتاز عہدوں پر فائز تلامذہ میں جلوہ گر ہے بعینہٖ سیّد منوّر حسین صاحب اپنی شخصیت کی چھاپ اپنے شاگردوں پر منطبق کریں گے۔

تقریب کے آخر میں محترم و مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے حاضرین سے فرمایا :-

"جس رُوح کو لے کر اس جماعت کے بزرگ میدانِ عمل میں آئے تھے۔ آج وہ رُوح ہم میں مفقود ہوتی جا رہی ہے اسلام کی سربلندی ہمارا نصب العین رہا ہے۔ اور اب بھی ہمیں اسلام کی سرفرازی کے لئے ہی کام کرنا چاہیئے ہمیں اپنی ذاتی اغراض پر قومی اور ملّی مفادات کو ترجیح دینی چاہیئے۔ سکول ہٰذا میں طلباء کی تعداد میں اضافہ کرنے کے لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ تعلیمی معیار کو بلند کیا جائے۔ اور بچوں کو اسی جوش و خروش سے پڑھایا جائے۔ جو سکول نمبر ۱ کے قیام اور اس کے بعد اساتذہ میں موجزن رہا۔"

انہوں نے مزید فرمایا :-

"سکول ایک دکان کی حیثیت رکھتا ہے اور طلباء گاہک ہیں۔ سودا خریدتے وقت گاہک کے پیش نظر ایک بات ہوتی ہے اور وہ یہ کہ مناسب داموں پر اچھا سودا دستیاب ہو۔ گاہک سودا خریدتے وقت دکاندار کے مذہبی مسلک کی پوچھ گچھ نہیں کرتا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ مشنری سکولوں میں ہمارے بچّوں کی تعداد کس قدر زیادہ ہے۔ اگر مذہب سدِ راہ ہوتا تو یہ بچّے یقیناً قومی سکولوں میں پڑھتے۔ اور مشنری سکولوں کی طرف کوئی بچّہ رُخ بھی نہ کرتا۔ اس لئے یہ کہنا کہ یا احمدیہ جماعت کا سکول ہے اس وجہ سے یہاں بچّے داخل نہیں ہوتے درست معلوم نہیں ہوتا۔ ایک زمانہ تھا کہ افغانستان کے شہزادے اور انڈونیشیا کے مسلمان اس سکول میں تعلیم حاصل کرنا باعث فخر سمجھتے تھے۔"

ڈاکٹر صاحب کی تقریر کے ساتھ ہی یہ پُرمسرت تقریب اختتام پذیر ہو گئی۔

محمد الطاف حسین
سیکرٹری سٹاف مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور

---





خط و کتابت کرتے وقت چِٹ نمبر کا حوالہ دیں

ہفت روزہ پیغام صلح۔ مورخہ ۶ مئی ۱۹۷۰ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۱۸

## طلباء مصنفین اور واعظین کے لئے بہترین تحفہ

# مفتاح القرآن

قرآنی آیات و الفاظ کے مکمل حوالہ جات سائز ۲۰×۳۰/۸ صفحات ۲ ۵۲-کاغذ نیوز پرنٹ معہ اشاریہ یعنی قرآن مجید کے مضامین کی فہرست صفحات ۱۱۰-خوبصورت پلاسٹک کور سے مزین رقیمت ۲۵ روپے رمحصول ڈاک ۵۰ را روپیہ- اپنے آرڈر اس پتہ پر ارسال کریں۔

ادارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

... پریس میں باہتمام شیخ حامد محمود صاحب طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم


اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برار گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

رجسٹرڈ - ایل نمبر: ۸۳۸
فون نمبر: ۵۳۷۳۷
مدیر
دوست محمد
مدیر معاون
بشیر احمد سوز

ہفت روزہ
# پیغامِ صلح
لاہور
پاکستان

تار کا پتہ: "تبلیغ لاہور"
سالانہ چندہ: آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے: ایک پونڈ
ایک سو روپے پیشگی آنے پر
تا زندگی جاری ہو سکتا ہے

جلد ۵۸ | یوم چہار شنبہ - مؤرخہ ۱۴ ربیع الاوّل سنہ ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۰ مئی سنہ ۱۹۷۰ء | نمبر ۲۰


"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ
بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

## حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسلؐ خیر الانام
ہر نبوّت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

## جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴- سب مجدّدوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

## بحرِ حکمت کے موتی

### حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قصرِ نبوّت کی آخری اینٹ ہیں
### آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا

عن ابی ھریرۃ رضؓ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قال انّ مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنہ واجملہ الّا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلّا وضعت ھٰذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیّین۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور ان نبیوں کی مثال جو مجھ سے پہلے تھے اس شخص کی مثال کی طرح ہے کہ اس نے ایک گھر بنایا اور اسے اچھا بنایا اور اسے خوبصورت بنایا سوائے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ کے سو لوگ اس کے گرد گھومنے لگے اور اس پر تعجب کرتے اور کہتے کہ یہ اینٹ کیوں نہ لگائی گئی تو فرمایا میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں سب نبیوں کے آخر میں ہوں۔

نوٹ: از حضرت مولٰنا محمد علی صاحبؒ:

یہ حدیث ختم نبوّت کے مسئلہ پر اس قدر واضح ہے کہ ادنےٰ اشتبہ کی گنجائش باقی نہیں چھوڑتی اور وہی شخص ختم نبوّت کے بعد نبیوں کے آنے کا قائل ہوسکتا ہے جو اس حدیث کو ردّی میں پھینکنے کی جرأت کرے۔ اس میں سلسلہ نبوّت کو ایک محل سے تشبیہہ دی ہے جس کے صرف کونے کی اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ تو آپؐ نے فرمایا میں وہ اینٹ ہوں۔ پس جب قصرِ نبوّت میں صرف ایک ہی اینٹ کی جگہ خالی تھی اور وہ جگہ آنحضرت صلعم کے آنے سے پُر ہوگئی تو اب کسی اور نبی کو لاکر اسے کونسی جگہ دی جائے گی۔ کیا اس آخری اینٹ کو اکھیڑ کر پھینک دیا جائے گا۔ اور اس کی جگہ اب اس نئی اینٹ سے پُر کی جائے گی نعوذ باللہ منہ۔ یا کیا محمد رسول اللہ صلعم نہیں

بر صفحہ ۱۱ کالم ۲

## خاتم النبیّین

### صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں

### حضرت مجدّد زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ارشادات گرامی

"میں علیٰ رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا نہ نیا۔" (انجام آتھم حاشیہ ص ۲۷)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لانبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیّین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقۃ ہمارے نبی کریم صلعم پر نبوّت ختم ہو چکی تھی۔" (کتاب البریہ حاشیہ ص ۱۸۴)

"کیا نہیں جانتے کہ خدائے رحیم وکریم نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے۔ اور ہمارے نبی صلعم نے بطور تفسیر آیہ مذکورہ فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور طالبین حق کے لئے یہ بات واضح ہے کہ اگر ہم اپنے نبی صلعم کے بعد کسی نبی کے آنے کا جواز قبول کریں تو گویا ہم نے وحی نبوّت کا دروازہ کھول دیا۔ حالانکہ یہ بند ہوچکا ہے۔" (حمامۃ البشریٰ ص ۲۰)

مقدور ہو تو خاک سے پُوچھوں کہ اے لئیم
تُو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کئے

گلستانِ احمدیت کے گلہائے رنگارنگ جو منفرد رنگ و بو اور امتیازی مقام کے حامل ہوتے ہیں، کچھ دن بہار جانفزا دکھانے کے بعد یکے بعد دیگرے ہم سے جُدا ہوتے چلے جا رہے ہیں - ابھی کل کی بات ہے کہ خواجہ صلاح الدین محمود صاحب، خواجہ نذیر احمد صاحب اور ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب جیسے دلآویز پھول اپنی بہار کے ایام گذار کر ہمیشہ کے لئے نظروں سے اوجھل ہو گئے - ابھی ان کے داغ مفارقت مندمل نہ ہونے پائے تھے کہ گلچین قضا نے پھر دست درازی کر کے باغِ مسیح سے ایک اور پھول

جُمعہ کے روز مسجد میں احباب نماز مغرب کے لئے جمع تھے - مجمع خاصا تھا - اذان ملنے کو تھی اتنے میں مقامی سیکرٹری صاحب نے یہ جانگداز خبر دی کہ مولینا عبدالباقی صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے - یہ خبر بجلی کے جھٹکے سے کم نہ تھی - ساری جماعت پر سکتے کا عالم طاری ہو گیا - دفعتہً میرے منہ سے نکلا کیا واقعی باقی صاحب وفات پا گئے؟ جواب ملا ان کی حالت پہلے اپریل سے نازک تھی - ان کے صاحبزادے ڈاکٹر اویس صاحب مصلحتاً انہیں گھر لے گئے اور وہیں ان کی وفات ہوئی - بیساختگی سے دریافت کیا افسوس تم لوگوں نے شہر میں ہوتے ہوئے بھی ان کے متعلق ہمیں کچھ نہیں بتایا جواب ملا کہ آج ہی جماعت پشاور کو بھی پتہ چلا ہے - اس سے قبل کسی کو علم نہیں تھا - سب احباب کے دل بے قرار اور چشم اشکبار تھی - اپنی تو یہ حالت تھی کہ مغرب کی نماز پڑھائی مگر بتکلیف سے - اور قرأت بھرائی ہوئی آواز میں تھی - سُنا ہے جماعت کی دُعائیں برکت ہوتی ہے - نماز کے معًا بعد غمزدہ اور دردمند قلوب نے مولینا کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے نہایت خضوع و خشوع سے دُعا مانگی -

مولوی عبدالباقی صاحب عظیم کلے (ضلع بنوں) کے ایک بلند پایہ خاندان کے چشم و چراغ تھے - ان کے والد محترم مولینا عبدالہادی صاحب شہید کے نام نامی سے جماعت احمدیہ بخوبی متعارف ہے - مولوی صاحب (عبدالباقی) کو احمدیت اپنے والد بزرگوار سے ورثہ میں ملی تھی - ان کے والد بزرگوار نے مروجہ تعلیم کے حصول میں اپنے سب بچوں کا پورا پورا دھیان رکھا سب صاحبزادے تعلیم یافتہ - نیک اور متقی ہیں، اور احمدیت کے رنگ میں رنگین ہیں - دنیوی رنگ میں بھی خوشحال اور آسودہ ہیں ضلعی حکام کے یہاں ان کی عزت و توقیر اور اثر و رسوخ ہے - افسران سرکاری کام کے سلسلہ میں یا دورہ کے دوران انہی کے یہاں قیام پذیر ہوتے ہیں -

ویسے تو مہمان نوازی پٹھان قوم کا طرۂ امتیاز ہے [illegible] نے اس اسلامی صفت کو اور زیادہ نکھار بخشا عالی ظرفی، فیاضی اور دریا دلی جیسی صفات نے اس خاندان کو غیر معمولی رنگ میں عوام اور افسران میں مقبول و ہر دلعزیز بنا دیا -

مولوی صاحب (عبدالباقی مرحوم) سے یوں تو میرا تعارف ان کے والد بزرگوار کی وساطت سے ایک جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہوا تھا مگر ۱۹۵۰ء میں بنوں کالج کے قیام کے دوران انہیں پہلی مرتبہ قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا - مرحوم اس وقت بنوں کے ڈسٹرکٹ انسپکٹر کے دفتر سے ملحق فزیکل برانچ میں ہیڈ کلرک تھے اور عیال سمیت بنوں شہر میں سکونت پذیر تھے - ہر جمعہ بلاناغہ ملاقات ہوتی تھی - جمعہ کا انتظام مرحوم کے مکان ہی پر ہوتا تھا - جب کبھی صاحبزادگانِ مہرائے تورتنگ سے کوئی صاحب ان کے یہاں تشریف لاتے اور اتفاق سے جمعہ کا دن ہوتا تو رونق بڑھ جاتی -

مرحوم کثیر الاحباب تھے - وجہ ظاہر ہے - اُن کے احباب نے مشاہدہ کیا ہوگا - کہ ان کے دل کے اندر خلوص و محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی - جب ملتے خندہ روئی اور کشادہ پیشانی سے، سادگی و صفائی صرف ظاہری جسم ہی تک محدود نہ تھی بلکہ گفتگو اور روزمرہ کے معاملات اور دیگر دنیوی امور سے بھی منعکس تھی - وہ قولوا قولاً سدیداً کی زندہ تصویر تھے - نام و نمود، ظاہرداری اور

کثیر العیال ہونے کے باوجود تتبع علم کے پروانے تھے، ضلع کے دفتر میں ہیڈ کلرک کی مصروفیت کا جن حضرات کو علم ہے وہ متعجب ہوں گے کہ ایسا شخص کس طرح اپنے علم میں اضافہ کر سکتا ہے - مگر مولوی صاحب کا شوق مطالعہ عشق کے درجہ پر پہنچا ہوا تھا - چنانچہ اپنی وسعت سے بڑھ کر سلسلہ کی کتب، اخبارات و رسائل کا مطالعہ فرماتے - دینی علوم و مسائل میں بھی تامی دسترس حاصل تھی - مولوی صاحب مرحوم ایک جید عالم و فاضل اور سادگی پسند ادیب و انشاء پرداز تھے - اس کا ثبوت ان کے وہ مضامین اور مقالے ہیں جو پیغام صلح کے لئے موجب زینت رہے ہیں - مضامین میں عالمانہ رنگ کے ساتھ ساتھ [illegible] اسے نظر آ جاتا ہے -

دوسری مرتبہ کوہاٹ کالج کے قیام کے دوران ان سے ایک طویل عرصہ تک جو دو سال پر ممتد ہے میل ملاپ رہا - ان دنوں غلام محبوب خان صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر ایگریکلچر کوہاٹ میں مقیم تھے - خانصاحب موصوف کے دولت کدہ پر نماز جمعہ کا انتظام تھا - مولوی صاحب باقاعدہ جمعہ میں آیا کرتے تھے اور خطبہ کے فرائض انجام دیتے تھے - جمعہ میں خانصاحب موصوف کی بچیاں، مولوی صاحب اور ان کے بچے ڈاکٹر عبداللہ جان صاحب ایجنسی سرجن اور خاکسار شامل ہوتے تھے - نماز کے بعد سب دوست مل کر بیٹھتے اور علمی امور کے متعلق گفتگو چلتی - اب بھی وہ سماں آنکھوں کے سامنے بندھ جاتا ہے تو دل پر ایک عجیب کیفیت وارد ہو جاتی ہے - مرحوم ہر دینی مسئلہ میں گہری دلچسپی رکھتے تھے - اور مسائل کو نہایت سادہ الفاظ میں ذہن نشین کرانے کا ملکہ رکھتے تھے - یہ پُر کیف محفل خانصاحب (غلام محبوب خان) کی پُر لطف چائے اور بسکٹ پر ختم ہو جاتی -

مولوی صاحبؒ جب دو ماہ پہلے بیمار ہوئے اور لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور میں داخل ہوئے اور کامیاب اپریشنوں کے بعد کوہاٹ جا کر اپنے بڑے صاحبزادے ڈاکٹر اویس صاحب کے پاس آرام کرنے کے لئے لگے آج ہی گھر سے باہر قدم رکھ رہا ہوں - یہ ننھا (پوتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) بیٹھنے نہیں دیتا - بیٹھک کا دروازہ کھولا - بیٹھ گئے، تو اپنی بیماری اور علاج معالجہ کا حال بیان کیا - باتوں، باتوں میں بارہ بج گئے - دوپہر کا کھانا آیا - ڈاکٹر صاحب بھی ہسپتال سے آئے اور کھانے میں شریک ہوئے - ظہر کی نماز مل کر پڑھی، اس کے بعد میں نے جانے کی اجازت چاہی - ڈاکٹر صاحب اور مولوی صاحب نے ٹھہرنے کے لئے بڑا اصرار کیا - آخر دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے ہی اجازت ملی -

اب کے بیمار ہوئے تو ہمیں علم ہی نہیں ہوا - اچانک بیمار ہوئے اور نہایت مختصر علالت کے بعد داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنے مولیٰ

انا للہ وانا الیہ راجعون

میں منتظر تھا کہ عنقریب مولوی صاحب ریٹائر ہوں گے - دونوں دوست مل کر جنوبی اضلاع کا دورہ کریں گے اور اس طرح آخری عمر میں سلسلہ کی کچھ خدمت کر سکیں گے مگر ~

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

مرحوم کی خوبیاں اور دلربائیاں اتنی زیادہ ہیں کہ ان کے بیان کرنے کے لئے کئی صفحات درکار ہوں گے - نیز خوف طوالت بھی دامنگیر ہے لہٰذا ان چند سطور پر ہی اکتفا کر کے ختم کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور انکے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے! آمین -

---

# آہ! مولانا عبدالباقی صاحبؒ

(رکن الدین احمدی - پیری - کوہاٹ)

آج مورخہ ۵-۹ کو پیغام صلح جلد ۵۹ شمارہ ۲۷ پڑھ رہا تھا جو اسی روز ڈاک سے موصول ہوا تھا - میری نظر مولانا عبدالباقی صاحب کے مضمون پر پڑی اور اسی روز کی ڈاک میں مولینا عبدالباقی صاحب کی وفات کی خبر بھی پہنچی تھی جو کہ کوہاٹ کالج میں ہیڈ کلرک تھے - اور بحالت بیماری اپنے عزیز اویس صاحب ایم بی بی ایس فزیشن سرجن کے زیر علاج رہے - محترم اویس صاحب نے

(باقی برصفحہ ۔۔ کالم ۔۔)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۰ مئی سنہ ۱۹۷۰ء

# حضرت مسیح موعودؑ کی ایک پُرعظمت پیشگوئی

## اور اس کے پُورا ہونے کے اسباب

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے واقعہ صلیب کے متعلق عیسائیوں اور مسلمانوں میں دو قسم کے نظریئے پائے جاتے ہیں، عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کو یہودیوں کی مخالفت اور بادشاہ وقت کے حکم سے صلیب دیا گیا۔ اور وہ تمام انسانوں کے گناہ اپنی گردن پر لے کر فوت ہو گئے اور مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ صلیب پر نہیں چڑھائے گئے اور جب انہیں پکڑنے اور صلیب دینے کے لئے بادشاہ کا سپاہی آیا تو اللہ تعالےٰ نے انہیں آسمان پر اٹھا لیا اور اس سپاہی کو ان کا ہم شکل بنا دیا۔ جسے پکڑ کر صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ قطع نظر اس بات کے کہ ان دونوں نظریوں میں کس قدر نامعقولیت پائی جاتی ہے، یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالےٰ سے علم پا کر یہ دعوےٰ کیا، کہ حضرت مسیح علیہ السلام اگرچہ عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق صلیب پر چڑھائے گئے لیکن وہاں فوت نہیں ہوئے اور انہیں زخمی اور بے ہوشی کی حالت میں صلیب سے اتار کر ایک قبر نما کوٹھڑی میں رکھ دیا گیا۔ اور ان کے زخموں کے اندمال کے لئے ایک مرہم بنائی گئی جس کا نام مرہم عیسےٰ ہے۔ اس مرہم سے شفا یاب ہونے کے بعد وہ اپنے وطن سے ہجرت کر کے مختلف مقامات میں پھرتے پھراتے سرینگر کشمیر میں وارد ہوئے، جہاں یہودیوں کے بعض قبائل پہلے سے آباد تھے، آپ ان کو ہدایت و تلقین کرتے ہوئے وہیں فوت ہو گئے اور ان کی قبر آج تک وہاں محلہ خانیار میں موجود ہے جس کو یوز آسف کی قبر کہا جاتا ہے۔

یہ تمام واقعات حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "مسیح ہندوستان میں" کے اندر مستند تاریخی حوالوں کے ساتھ بالتفصیل لکھے ہوئے موجود ہیں، جن کے صحیح ہونے کی صورت میں نہ صرف مسلمانوں کا عقیدہ حیات و نزول مسیح باطل ثابت ہوتا ہے بلکہ عیسائیت کا بھی تارو پود بکھر جاتا اور کفارہ و الوہیت مسیح کے باطل ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔

اسی سلسلہ میں یہ امر قابل غور ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے مذکورہ بالا تمام واقعات کو ہر قسم کے دلائل سے مکمل کرنے کے بعد یہ اعلان کیا ہے کہ:۔

"یہ خدا کا ارادہ تھا کہ وہ چمکتا ہوا حربہ اور وہ حقیقت نما برہان جو صلیبی اعتقاد کا خاتمہ کرے اس کی نسبت ابتداء سے یہی مقدر تھا کہ مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے دنیا میں ظاہر ہو کیونکہ خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ صلیبی مذہب نہ گھٹے گا اور نہ اس کی ترقی میں فتور آئے گا جب تک کہ مسیح موعود دنیا میں ظاہر نہ ہو اور وہی ہے کہ کسر صلیب اس کے ہاتھ پر ہوگی۔ اس پیشگوئی میں یہی اشارہ تھا کہ **مسیح موعود کے وقت میں خدا کے ارادوں سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جن کے ذریعہ سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائے گی، تب انجام ہوگا اور اس عقیدہ کی عمر پوری ہو جائے گی** لیکن نہ کسی جنگ اور لڑائی سے بلکہ محض آسمانی اسباب سے جو علمی اور استدلالی رنگ میں دنیا میں ظاہر ہوں گے۔"

(مسیح ہندوستان میں صـــ ۶۴)

خدا کی شان! یہ پُرعظمت پیشگوئی آج ایک نئے رنگ میں پوری ہونے کے اسباب پیدا ہو گئے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل بیان میں پائی جاتی ہے جو یورپ و امریکہ اور پاکستان کے اخبارات میں حال ہی میں شائع ہوئی ہے، وہ بیان یہ ہے:۔

"عیسائیوں کے ایک بین الاقوامی تحقیقی ادارے نے گذشتہ دنوں مسیحی دنیا کے اس عقیدے کو چیلنج کیا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ کی موت صلیب پر ہوئی تھی۔ اس ادارے نے طویل تحقیق کے بعد یہ دعوےٰ کیا ہے کہ حضرت عیسےٰ صلیب پر سے اتارے جانے کے بعد بھی زندہ تھے اور ان کی نبض باقاعدہ چل رہی تھی۔ یہ چیلنج حضرت عیسیٰؑ کے کفن کے محافظ ادارہ انٹرنیشنل فاؤنڈیشن آف ہولی شراوڈ کے صدر کرنل برنا نے حال ہی میں کیا ہے۔ ان کے دعوے کی بنیاد کتان پر بنا ہوا چودہ فٹ لمبا وہ کپڑا ہے جس میں حضرت عیسےٰ کی میت کو لپیٹا گیا تھا۔ یہ کفن تورین کے کیتھیڈرل میں بڑی حفاظت سے ایک صندوق میں رکھا گیا ہے۔ رومن کیتھولک اس کفن کو مقدس یادگار سمجھتے ہیں۔ فاؤنڈیشن نے کفن پر پائے جانے والے خون کے دھبوں کی سائنسی تحقیقات کرانے کے بعد چیلنج دیا ہے کہ حضرت عیسےٰ صلیب سے زندہ اتار دیئے گئے تھے۔ فاؤنڈیشن کے ایک ترجمان نے بتایا ہے کہ رومن کیتھولک کے مرکز ویٹیکن کے گرجا گھر کے پادریوں سے بار بار یہ اپیل کی گئی ہے کہ فاؤنڈیشن کی تحقیقات کو شائع کیا جائے۔ مگر پادریوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ گذشتہ سال ان انکشافات کے خوف سے کفن کو نذر آتش کرنے کی بھی کوشش کی تاکہ عیسائیوں کے بنیادی عقیدہ پر کوئی زد نہ آئے۔"

اس بیان کو پڑھ کر یہ اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں رہتا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی مذکورہ بالا پیشگوئی کے پورا ہونے کے اسباب کھلے کھلے طور پر رونما ہو چکے ہیں، کون جانتا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو مصلوبیت کے بعد مُردہ سمجھ کر ایک کفن میں لپیٹا گیا تھا، اور وہ کفن خون آلود ہو گیا اور آج تک خود مسیحی کیتھیڈرل میں محفوظ چلا آتا ہے، اور رومن کیتھولک عیسائی اسے ایک مقدس یادگار سمجھتے ہیں، یہ کس کو معلوم تھا کہ اس کفن پر مسیح علیہ السلام کے خون کے دھبے پڑے ہوئے ہیں۔ جن کی سائنسی تحقیقات سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو صلیب سے زندہ اتار لیا گیا تھا، یہ خدا تعالےٰ کے کام ہیں اور حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ثبوت کہ جو بات انہوں نے آج سے پون صدی پہلے ارشاد فرمائی اور اپنے تحقیقاتی بیانات کے بعد صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کے انکشاف کے متعلق نئے ذرائع پیدا ہونے کی پیشگوئی کی تھی، وہ آج ہمارے سامنے پوری ہو گئی۔

ان نئے اسباب کے ذریعہ صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جانے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

"تب انجام ہوگا اور اس عقیدہ کی عمر پوری ہو جائے گی"

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کے مذکورہ بالا کفن کے بارہ میں سائنسی تحقیقات کے بعد عیسائی دنیا بوکھلا اٹھی ہے اور پادریوں نے ان انکشافات کے خوف سے کفن کو نذر آتش کرنے کی بھی کوشش کی، تاکہ عیسائیوں کے بنیادی عقیدہ پر زد نہ آئے، یہی بوکھلاہٹ لاہور میں مسیحی فرقہ کے ممتاز رہنما جوشوا فضل دین کے اس بیان میں بھی پائی جاتی ہے جو انہوں نے مذکورہ بالا کفن کے بارہ میں بحث پر تبصرہ کرتے ہوئے دیا ہے، ان کا بیان ہے کہ

"انٹرنیشنل فاؤنڈیشن آف ہولی شراوڈ کا دعوےٰ غلط ہی نہیں غیر سائنسی بھی ہے کیونکہ دو ہزار سال گذر جانے کے بعد خون کے نشانات سے حضرت یسوع مسیح کے زندہ یا مردہ ہونے کے بارہ میں اندازہ لگانا سائنسی نقطہ نظر سے درست نہیں کیونکہ جب جسم سے خون باہر آ جاتا ہے تو اس کے فوراً بعد خون کے جراثیم مر جاتے ہیں۔"

جوشوا فضل دین صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خون کے جراثیم کے مر جانے سے یہ تو ثابت نہیں ہو سکتا کہ خون کے داغ بھی کپڑے سے مٹ جاتے ہیں سائنسدانوں نے خون کے جراثیم پائے جانے کا تو دعوےٰ نہیں کیا بلکہ یسوع مسیح کے کفن پر خون کے نشانات پائے جانے کا ذکر کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر سے زندہ اتار لئے گئے تھے، کیونکہ مُردہ کا خون جسم کے اندر ہی جم جاتا ہے، اور بہہ نہیں سکتا۔

غرض انٹرنیشنل فاؤنڈیشن آف ہولی شراوڈ کے اس انکشاف نے مسیحی دنیا میں ایک ہلچل پیدا کر دی ہے، اور وقت آ گیا ہے کہ بقول مسیح موعودؑ مسیحی عقیدہ خاتمہ اور انجام کو پہنچ جائے اور کسر صلیب کا کام جو مسیح موعودؑ کے ظہور کے ساتھ وابستہ ہے، تکمیل کو پہنچ جائے۔ انشاء اللہ

## اخبارِ احمدیہ

### جلسہ جماعت پشاور

—— حضرت امیر ایدہ اللہ ۱۶ مئی کو صبح کے ہوائی جہاز میں راولپنڈی اور وہاں سے دوسرے دن جماعت پشاور تشریف لے گئے۔ مفصل روئداد آئندہ ملاحظہ ہو۔

### جلسہ میلاد النبی صلعم

۱۹ مئی کو لاہور میں جماعت احمدیہ کا جلسہ میلاد النبی صلعم منعقد ہوا۔ مفصل روئداد آئندہ ملاحظہ ہو۔

### جلسہ راولپنڈی

—— ۲۴ مئی اتوار کو راولپنڈی میں ہونے والے جلسہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر مقررین مرکز شرکت فرما رہے ہیں۔

### پیغام صلح رعایتی قیمت پر

—— جو احباب پیغام صلح کا پورا چندہ ادا نہیں کر سکتے سیکرٹری صاحب مقامی جماعت لاہور کو سا

معاصر "تنظیم اہل حدیث" ۱۵ رمئی ۱۹۷۰ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:۔

"ماہ ربیع الاوّل کی بارہویں تاریخ کو ملک کے طول و عرض میں "عید میلاد النبی" بڑی دھوم دھام سے منائی جارہی ہے، اسے بہت بڑی نیکی، عبادت اور ثواب سمجھا جاتا ہے لیکن قابلِ غور امر یہ ہے کہ شریعت محمدیہؐ میں اس کا کوئی ثبوت یا وجود ہے؟ اس سوال کا صحیح جواب معلوم کرنے کے لئے نہایت سنجیدگی کے ساتھ غور فرمائیے کہ:۔

۱۔ سرورِ کائنات سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیدائش کے بعد تقریباً ۶۳ برس اور خلعتِ نبوّت سے سرفراز ہونے کے بعد ۲۳ سال تک اس دنیا میں زندہ رہے ہر سال ربیع الاوّل کا مہینہ آیا اور ہر سال اس کی بارھویں تاریخ بھی آئی، لیکن کسی ایک سال بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جشن میلاد کا جشن نہیں منایا۔

۲۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپؐ کے سچّے جانشین، خلفائے راشدینؓ، حضرت ابوبکر صدیق رضؓ حضرت عمر فاروق رضؓ۔ حضرت عثمان غنی رضؓ اور حضرت علی رضؓ کا دورِ خلافت قریباً تیس ۳۰ سال تک رہا، ہر سال ربیع الاوّل آیا اور اس کی بارہ تاریخ بھی آئی لیکن کسی ایک سال بھی جشن نہیں منایا گیا۔

۳۔ خلفائے راشدینؓ کے بعد کسی دوسرے صحابی رضؓ اور اس کے بعد کسی امامؒ، کسی محدّث اور کسی مجتہد نے یہ جشن نہیں منایا۔

۴۔ آئمہ کرامؒ کے علاوہ خود حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام زندگی میں کسی ایک سال بھی اس قسم کا جشن میلاد نہیں منایا من ادعی فعلیہ البیان بالبرھان —— کیا تم ان سے بڑھ کر محبِّ رسولؐ ہو؟ اگر نہیں تو پھر یہ تقلید کیسی ہے کہ جو کام حضرت امام ابوحنیفہ رحؒ نے اپنی پوری زندگی میں ایک بار بھی نہیں کیا، نہ کرنے کا حکم دیا، تم اسکو ہر سال جشن کی صورت میں کرتے ہو؟ —— [illegible] جائے آپ کی راہنمائی فرمائے گا اور مروّجہ "عید میلاد النبی" کی حقیقت آپ پر واضح ہوجائے گی۔"

نوٹ: میلاد النبیؐ ۱۲ ربیع الاوّل کو منایا جاتا ہے۔ حالانکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش ۹ ربیع الاوّل عام الفیل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء موافق یکم جیٹھ سمت ۶۲۸ بکرمی (یوم دوشنبہ) (سوموار) ہے۔ دوشنبہ کا دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں خصوصیت رکھتا ہے، ولادت نبوّت، ہجرت، وفات، سب اسی دن ہوئیں ہیں۔ کیا عید میلاد النبیؐ منانے والے حضرات اس تاریخی حقیقت پر غور کریں گے؟ واللہ الموفق الصواب

کیا علمائے حنفیہ ان حقائق پر غور کرنے کی تکلیف گوارا کریں گے؟

## کلمہ کافی نہیں؟

معاصر "ایشیا" ہفت روزہ "لیل و نہار" کے ایک مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"علاوہ ازیں صاحب مضمون کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ کلمہ گو مسلمان ہوتا ہے کیونکہ اسلام لانے کے لئے کلمے کے علاوہ اور بہت سی باتوں کا اقرار ضروری ہے اگر اسلام لانے کے لئے صرف کلمہ ہی کافی ہوتا، تو مرزائی کبھی کافر نہ قرار دیئے جاتے۔"

سوال یہ ہے کہ کلمہ کے علاوہ اور کونسی بہت سی باتیں ہیں جن کا اقرار مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے، کیا کسی غیر مسلم کو مسلمان کرتے وقت آپ صرف کلمہ ہی پڑھاتے ہیں یا "اور بہت سی باتوں کا اقرار" بھی اس سے لیتے ہیں؟ حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد تو یہی ہے من قال لاالٰہ الا اللہ فقد دخل الجنۃ۔ یا زیادہ سے زیادہ آپؐ کا یہ فرمان ہے من صلّی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فھو مسلم۔ جو شخص ہمارے جیسی نماز پڑھتا ہے، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے، ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے، وہ مسلمان ہے اب مودودی صاحب کے اخبار "ایشیا" [illegible] محمد رسول اللہ مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں تو پھر کوئی اور کلمہ تجویز کیجئے جو آپؐ کی "بہت سی باتوں" پر مشتمل ہو اور اس کے پڑھنے سے غیر مسلم مسلمان ہوسکیں۔

## اٹلی میں طلاق کا مسئلہ

اٹلی میں رومن کیتھولک فرقہ کے لوگ آباد ہیں، اس فرقہ کے نزدیک مرد و عورت میں کسی بھی حالت میں طلاق ناجائز ہے، اس وجہ سے ہزاروں جوڑے ایک دوسرے کے ساتھ زندگی بسر نہ کرسکنے کی وجہ سے علیحدہ ہوگئے۔ اور طرح طرح کی خرابیوں اور حرامکاریوں میں مبتلا ہیں اس صورتِ حال کے پیش نظر حال ہی میں سوشلسٹوں کی طرف سے پارلیمنٹ میں طلاق کا بل پیش کیا گیا، جس کی حکومت نے حمایت کی تو بہت سے ممبر علیحدہ ہوگئے، اور وزارتی بحران پیدا ہوگیا، آخر کار وزیر اعظم نے بعض دوسری پارٹیوں کا تعاون حاصل کرکے یہ فیصلہ کیا کہ طلاق کا بل اس وقت تک پیش نہ ہو، جب تک پاپائے روما اس کے متعلق اظہار رائے نہ کریں، لیکن سوشلسٹ اس پر بگڑ گئے، اور دوبارہ وزارتی بحران پیدا ہوگیا، جو اب تک جاری ہے۔

ایسا ہی حال سپین میں ہے، جہاں رومن کیتھولک فرقہ کی اکثریت ہے، ان میں بھی طلاق جائز نہ ہونے کی وجہ سے مردوں اور عورتوں میں وہی خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں جو اٹلی میں پائی جاتی ہیں، یہ اس قوم کا حال ہے، جن کو بام ترقی پر سمجھا جاتا ہے، اس کے مقابلہ میں مسلمان طلاق جائز ہونے کی وجہ سے کم از کم ان خرابیوں سے تو محفوظ ہیں، انہیں جاہل اور اجڈ کہیے لیکن پیغمبر خدا صلعم نے انہیں جس راہ پر لگایا ہے اس کے پاکیزہ ہونے میں کیا کلام ہوسکتا ہے۔

## خونِ مُسلم کی ارزانی

جب سے برصغیر ہند کی تقسیم عمل میں آئی ہے بھارت میں سیکولرزم کی حکومت سے باوجود مسلمانوں پر، گذشتہ سالوں میں احمد آباد اور کئی دوسرے [illegible] علاقہ جات میں اسی قسم کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی جان و مال کو تباہ و برباد کیا جارہا ہے، سینکڑوں مسلمان محض اس وجہ سے شہید کئے جاچکے ہیں اور کئے جارہے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں، ان کے گھروں اور مساجد کو جلایا جارہا ہے، اور ان کی دکانوں اور اموال کو بیدریغ لوٹا جارہا ہے، مسلمان ان حالات سے مجبور ہوکر بمبئی اور دوسرے علاقوں میں ہجرت کرکے جارہے ہیں۔

کہنے کو بھارتی پولیس فسادات کو روکنے کے لئے کرفیو نافذ کرتی، فائرنگ کرتی اور پکڑ دھکڑ بھی کرتی ہے لیکن بے سُود، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو ان واقعات میں حکومت کا ہاتھ ہے یا وہ اس قدر کمزور ہے کہ ان کا سدباب اس کے بس کا روگ نہیں۔ حکومت پاکستان نے اس بارہ میں بھارتی حکومت کو احتجاجی مراسلہ بھیجا تو اسے یہ کہکر مسترد کر دیا گیا کہ مشرقی پاکستان میں ہندوؤں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں ہوتا۔ اس بہانہ سازی کو لندن ٹائمز کے نامہ نگار نے جھوٹ محض قرار دیا ہے، حکومت پاکستان نے اپنے ہائی کمشنر متعینہ دلی کو فساد زدہ علاقہ میں بھیجنا چاہا تو اسے بھی روک دیا گیا۔ اب پاکستان نے دوسرے ملکوں بالخصوص اقوام متحدہ کے ادارہ کو اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کاش کوئی انسانیت کے بہی خواہ اُٹھیں اور ان انسانیت سوز واقعات کے سدباب کے لئے اپنے اثر و رسوخ کو کام میں لاکر بھارتی حکومت اور ہندو غنڈوں کے ہاتھوں سے مسلمانوں کو بچا سکیں۔

## ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

ہفت روزہ "لیل و نہار" نے "فتوے جواب فتوے" کے نام سے ایک خاص نمبر شائع کیا ہے جو ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے، اور اس میں مولویوں کی فتوے بازیوں پر نہایت شگفتہ انداز میں تبصرہ کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ اولیائے کرام، آئمہ اربعہؒ اور پاکستان کے قابلِ صد احترام قائدین تک کوئی بھی ملّاؤں کے فتاوےٰ تکفیر سے بچ نہیں سکا۔ امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد حنبلؒ [illegible] نانوتوی، قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۲)

# کائنات کے مطالعہ سے اللہ تعالےٰ کی موجودگی اور عظمت کا اظہار

## حضرت نبی کریم صلعم کا عبادت الٰہی میں انہماک اور ولولۂ عبودیت

## نبی کریم صلعم کے صحابہؓ اور امام وقتؑ کے ساتھیوں میں عبودیت کا رنگ

**خُطبہ جُمعہ**
**مؤرخہ ۱۵ مئی ۱۹۷۰ء**
**فرمودہ**
**حضرت امیر قوم مولٰینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ**
**بمقام**
**جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور**

ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الیل والنھار لاٰیٰت لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلےٰ جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض۔ ربنا ما خلقت ھٰذا باطلاً۔ سبحٰنک فقنا عذاب النار۔ —— (اٰل عمران: ۱۸۸ تا ۱۹۰) ——

### عبادت الٰہی کے لئے نبی کریم صلعم کا ولولہ اور بلندیٔ تہذیب

یہ آیت جب نازل ہوئی، اس کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ خود فرماتی ہیں کہ جاءنی فی لیلتی۔ حضور صلعم میرے ہاں ایک رات تشریف لائے۔ ودخل لحافی اور میرے لحاف میں داخل ہو گئے۔ حتی الحق جلدہ بجلدی۔ آپؐ کا بدن میرے بدن سے مل گیا۔ اس حالت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یا عائشۃ ھل لک کیا آپ کے لئے ممکن ہے کہ آپؓ مجھے اجازت دے دیں کہ یہ رات میں عبادت الٰہی میں گذار دوں؟ غور کیجئے آپؐ حبیب الٰہی ہیں اور یہ رتبہ اور یہ تہذیب کہ بیوی سے اجازت مانگ رہے ہیں کہ آپ کے لئے ممکن ہے کہ مجھے اجازت دے دیں کہ میں رات عبادت الٰہی میں گذار دوں؛ کیا کلام ہے اور کیا تہذیب ہے سبحان اللہ العظیم، اور حضرت عائشہ رض جو جواب دیتی ہیں اس کی عظمت اور بلندی کا بھی اندازہ لگایئے۔ کہتی ہیں یا رسول اللہ انی احب قربک۔ یا رسول اللہ میں آپؐ کے قرب کو پسند کرتی ہوں ولکن احب مرادک۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں آپؐ کے مقصد کو بھی پسند کرتی ہوں لقد اذنت لک۔ پس میں آپؐ کو اجازت دیتی ہوں۔

### حضرت نبی کریم صلعم کی نماز تہجد

اس پر حضور نبی کریم صلعم اُٹھ کھڑے ہوئے ایک مشکیزہ کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ فتوضاء آپؐ نے مشکیزہ سے پانی لے کر وضو کیا۔ بہت سا پانی نہیں لیا۔ یہ بھی درمیان میں بتا دیا ہے کہ تھوڑے سے پانی سے وضو کیا۔ یہ لوگ روایت کرتے وقت کوئی بات تشنہ نہیں رہنے دیتے۔ غرض وضو کیا اس کے بعد ثم قام یصلّی۔ پھر آپؐ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں وقرأ من القرآن آپؐ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے ہیں۔ ثم جعل یبکی۔ پھر آپؐ قرآن پڑھتے پڑھتے آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔ ثم رفع یدیہ پھر آپؐ دُعا کے لئے ہاتھ بارگاہ الٰہی میں پھیلاتے ہیں۔ ثم یبکی پھر روتے جاتے ہیں حتیٰ بلّت الارض بدموعہ یہاں تک کہ آپؐ کے آنسوؤں سے زمین تر ہو جاتی ہے۔

### کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ وقت ہیں۔ محبوب خدا ہیں وہ یہ تو نہیں فرماتے کہ میرے لئے نمازیں معاف ہو گئی ہیں ہرگز نہیں، حضورؐ ساری عمر تہجد پڑھتے رہے۔ چنانچہ ساری رات حضور صلعم نے عبادت میں گذار دی۔ حتیٰ کہ صبح کی اذان کے لئے بلال رض آ گئے اور انہوں نے دیکھا کہ آپؐ رو رہے ہیں۔ بلال رض تعجب کرتے ہیں۔ اور حضور صلعم فرماتے ہیں افلا اکون عبداً شکوراً۔ کیا میں اللہ تعالےٰ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

### تخلیق کائنات میں غور و فکر کا نتیجہ

وقد انزلت ھٰذہ الاٰیۃ۔ اس وقت یہ آیت آپؐ پر اتری۔ حضورؐ نے یہ آیت حضرت عائشہ رض کو سنائی، اس میں کائنات کی تخلیق میں اللہ تعالےٰ کے نشانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلےٰ جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا ما خلقت ھٰذا باطلاً۔ مؤمن کائنات کی تخلیق میں غور و فکر کرتا رہتا ہے۔ تفکّر کا کیا نتیجہ ہوتا ہے یذکرون اللہ۔ وہ ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ اور ان کے دل پکار اُٹھتے ہیں کہ اے پروردگار تو نے یہ سب کچھ بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔

### قیام لیل میں حضرت نبی کریم صلعم کی قرآن خوانی

حضرت ابن عباس رض کہتے ہیں کہ میں ایک رات کو اپنی خالہ میمونہ رض کے ہاں جا کر سو گیا۔ رات کے پچھلے پہر دیکھتا ہوں کہ حضور نبی کریم صلعم اُٹھ کھڑے ہوئے اور عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد میں بھی آپؐ کے بائیں طرف جا کر کھڑا ہو گیا۔ حضورؐ نے پیار سے میرا کان پکڑ کر اپنے دائیں طرف کر لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب امام کے ساتھ ایک مقتدی ہو تو مقتدی کو دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیئے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلعم نے سورہ بقرہ پڑھنا شروع کی۔ یہ سورت اڑھائی پاروں پر مشتمل ہے حضور صلعم پڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ سورت ختم ہو گئی۔ میں بچہ تھا۔ کھڑے کھڑے تھک گیا۔ جب یہ سورت ختم ہونے کو آئی تو میں نے سوچا کہ اب رکوع فرمائیں گے اور مجھے آرام کا موقع مل جائے گا۔ لیکن حضور صلعم نے اگلی سورۃ شروع کر دی اور وہ بھی پوری پڑھ لی۔ یہ ہے حضور صلعم سے اللہ تعالےٰ کا تعلق۔ آپؐ تلاوت قرآن میں کس قدر انہماک رکھتے ہیں۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ آپؐ اتنا لمبا قیام فرماتے تھے کہ تورمت قدماہ۔ آپؐ کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے یہ عبودیت کی انتہا ہے اور یہ حالت ہے آپؐ کی رات بسر کرنے کی۔

### ستاروں سیاروں کی آسمان میں گردش

اس آیت میں ساری کائنات کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا آسمان اور اس کے ستاروں سیاروں پر غور کرو، یہ بغیر عمد ترونھا کھڑے ہیں یعنے ایسے ستونوں پر کھڑے ہیں جو نظر نہیں آتے، وہ ستون کشش ثقل کے ہیں کشش ثقل کی وجہ سے وہ فضا میں معلق ہیں، صرف معلق ہی نہیں بڑی تیزی کے ساتھ مدار پر چل رہے ہیں۔ فی فلک یسبحون وہ فضا میں تیر رہے ہیں۔ لیکن ایک دوسرے سے ٹکراتے نہیں۔

### سُورج اور کائنات کی سب چیزیں انسان کی خدمت میں۔

فرمایا انّ فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنھار لاٰیٰت لاولی الالباب، اس زمین و آسمان کی تخلیق اور رات اور دن کے اندر عقلمندوں کے لئے نشانات ہیں۔ وہ کیا نشانات ہیں؟ یہ سب چیزیں جو زمین و آسمان کے اندر ہیں۔ تمہاری خدمت پر مامور ہیں۔ تمہاری زندگی آسمان سے وابستہ ہے، تمام کی تمام حاجات آسمان سے پوری ہوتی ہیں۔ سُورج کے اندر کیا کیا کمالات ہیں ہمیں وہ نظر نہیں آتے لیکن سائنسدان کہتے ہیں کہ ہم انسان کروڑہا جراثیم پیدا کرتے ہیں۔ لیکن سُورج ان سب کو ختم کر دیتا ہے اور تمام چیزوں کو پاک صاف کر دیتا ہے۔ اس کی تپش

جرمنی۔ انگلستان کے ممالک میں برفانی علاقے ہیں۔ جن میں انسان جم کر رہ جاتا ہے۔ انسان اپنی ذاتی حرارت سے ہی زندہ نہیں رہ سکتا جب تک سورج کی گرمی اس کی مدد نہ کرے۔ تو آسمان سے کیا کیا کچھ ہماری زندگی کے لئے سامان کئے گئے ہیں۔

## اللہ تعالیٰ کے کمالات و احسانات سے اس کی ذات کا اظہار۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کا اظہار اس کے کمالات اور احسانات کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ یہ بجلی جس کی وجہ سے روشنی ہوتی، پنکھے چلتے اور بڑے بڑے کارخانے اور مشینیں کام کرتی ہیں، اس کا وجود کہاں ہے؟ کیا اس کی کوئی تصویر ہم بنا سکتے ہیں؟ فی ذاتہٖ اس کا کوئی وجود نہیں، بلکہ ایک قوت کا اظہار ہے جو کمروں کو روشن کر رہی ہے اور بھاری بھرکم مشینیں چلا رہی ہے، ہم کو یقین ہے کہ یہ بجلی ہے۔ لیکن کیا اس کا وجود آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے؟ کیا اس کی تصویر کاغذ پر ہم کھینچ سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسا ممکن نہیں ہے لیکن اس کے اثرات اور کاموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو کوئی پیدا کرنے والے ہیں اسی طرح کائنات کی تخلیق اور صنعت گریوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کا کوئی نہ کوئی صانع ہے۔ آسمان اور زمین اللہ تعالیٰ کی صنعت گری ہے۔ اس کے اندر عجائبات ہیں۔ اگلے دن سنا تھا کہ چیتے کم ہو رہے ہیں تاہم آج بھی ہندوستان میں بے شمار چیتے ہیں جو جنگلات میں رہتے ہیں گوشت ان کی خوراک ہے۔ ہرن چیتل، اور دوسرے جانور ان کی خوراک کے لئے گوشت مہیا کرتے ہیں۔ ایک چیتا ۵ پونڈ روزانہ گوشت کھاتا ہے جنگل میں چیتے ایک دو نہیں بلکہ وہ سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں ہوتے ہیں غور کیجئے ان کے لئے کس قدر گوشت درکار ہے جو اللہ تعالیٰ نے مہیا کر رکھا ہے۔ ہاتھیوں کی خوراک کا اندازہ لگایئے۔ چڑیا گھر میں کتنا گنا روزانہ کھاتا ہے۔ پھر سمندر جو زمین سے تین گنا بڑا ہے۔ اس میں کی مخلوق زمین کی مخلوق سے کہیں زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس آبی مخلوق کو پانی کے اندر خوراک پہنچا رہا ہے۔ یہ ہستی باری تعالیٰ کے وہ نشانات ہیں جن کے متعلق فرمایا اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ دن اور رات کے

سکون کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ اور پھر دن میں کام کرنے کے لئے چستی اور آمادگی پیدا ہو جاتی ہے۔

## کمالات الٰہی کو سامنے رکھتے ہوئے اس کو یاد کرتے رہنا مومن کی شان ہے۔

مومن کی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی۔ اس کے جاہ و جلال اور اس کے احسانات اور کمالات کو سامنے رکھے اور اٹھتے بیٹھتے اور کھڑے اور لیٹے ہوئے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا رہے اور اس کے قلب سے یہ آواز اٹھے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا۔ اے پروردگار تو نے یہ سب کچھ یونہی پیدا نہیں کر دیا ہے۔

## یادِ الٰہی میں حضرت نبی کریم صلعم کے نمونہ کی پیروی کی جائے۔

ایک مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ کا کلام اور حضور نبی کریم صلعم کا عمل مشعل راہ ہے۔ حضور اس کائنات پر غور و فکر کرتے اور اٹھتے بیٹھتے اور سوتے جاگتے ذکر الٰہی میں محو رہے۔ ۴ کی عظمت و کبریائی۔ اس کے جاہ و جلال اور اس کے احسانات و کمالات کا اظہار اپنی عبودیت اور بندگی کے رنگ میں کرے اور اللہ تعالیٰ سے ملا کر زندگی بسر کرے۔ اور اس کی مخلوق کے ساتھ حسن و احسان کا سلوک کرے۔

## حضرت نبی کریم صلعم کے متبعین اور امامِ وقت کے ساتھیوں میں عبودیت کا رنگ

اس جگہ ایک آیت میں اللہ تعالیٰ کے جاہ و جلال کا ذکر ہے اس کے مقابلہ میں دوسری آیت میں بندے کی عبادت کا ذکر ہے یہ قرآن کریم کا کمال ہے کہ ایک ہی جگہ مختلف مضامین کو بیان کر دیتا ہے۔ اس عظیم الشان تعلیم کی تلقین سے حضور نے باخدا مرد پیدا کئے۔ جو سلطنت کے مالک ہونے کے باوجود خدا کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ ہم نے قادیان میں یہ رنگ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہاں مرد، عورت، جوان اور بوڑھے تہجد پڑھتے دیکھے ہیں۔

## امامِ وقت کی بے عیب زندگی۔

حضرت امام وقت کا اپنا یہ حال تھا کہ آپ نے اپنے گھر میں تین آدمیوں کو رکھ لیا۔ دیا۔ یہ حضرت صاحب کا دل گردہ ہے کہ ایسے علماء و فضلاء کو اپنے گھر میں رہائش کا موقعہ دیا۔ ورنہ پیر عام طور پر اپنی زندگیوں کو مریدوں سے چھپائے رکھتے ہیں۔ لیکن حضرت صاحب کو یقین تھا کہ میری زندگی میں کوئی ایسی بات نہیں کہ کسی سے چھپانے کی ضرورت ہو۔ مرید بھی اپنے گھر میں وہ رکھے جو بہت بڑے نقاد تھے، ایک دفعہ مولانا نورالدین صاحب رات کو جاگ رہے تھے، بیوی نے کہا کہ آپ سو جائیں رات کافی ہو گئی ہے لیکن مولانا نے فرمایا کہ ذرہ پردہ اٹھا کر دیکھو کہ میرے پیر کیا کر رہے ہیں، وہ ذکر الٰہی میں مصروف ہیں اور میں سو رہا ہوں یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ بات جنہوں نے قادیان میں نہیں دیکھی ان کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے اس قوم کا دینی رنگ دیکھا جو حضور نبی کریم صلعم نے پیدا کیا وہ با خدا تھے عبادت الٰہی میں مستغرق رہتے تھے۔ اور مخلوق الٰہی کے ساتھ مہر و وفا اور حسن و احسان کا سلوک کرتے تھے۔

## اللہ تعالیٰ کو عبادت سے غفلت اور مومن کو ایذا رسانی پسند نہیں۔

پس جو شخص خدا تعالیٰ سے غافل ہے اور اس کی مخلوق کی دلآزاری کرتا ہے، اور لوگوں کی عزت پر زبان و قلم اور ہاتھ سے حملہ کرتا ہے۔ اور ان کی بدخواہی میں ایک گونہ لذت محسوس کرتا ہے وہ ڈر جائے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں۔

## کائنات کبریٰ اور کائنات صغریٰ سے عظمتِ الٰہی کا اظہار۔

اس کائنات میں عجائبات ہی عجائبات ہیں۔ اس کائنات پر لکھتے لکھتے لوگ تھک جاتے ہیں۔ انسان بھی ایک کائنات ہے جس کو کائنات صغریٰ کہتے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے انسان کے دل و دماغ اور اس کے نروس سسٹم کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ اس کے دماغ۔ اس کے دل اور اس کی نالیوں اور اعصاب اور اس کے دوسرے اعضا کے [illegible] میں کیا کیا کچھ عجائبات ہیں۔ یہ سن کر اور پڑھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ یہ کائنات صغریٰ اور کائنات کبریٰ دونوں دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس قدر

کا ہو جائے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں اپنی زندگی گذارے۔

---

## اخبار و افکار

(بسلسلہ صفحہ ۲)

کمال اتاترک، قائداعظم محمد علی جناح اور دیگر رہنمایان اسلام اور قائدین ملت پر فتاویٰ تکفیر کا آرہ ہمیشہ چلتا رہا اور چل رہا ہے یہاں تک کہ اب ۱۱۳ علماء نے ان مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا ہے، جنہوں نے پاکستان میں سوشلزم یعنی اسلامی مساوات قائم کرنے کا نعرہ بلند کیا ہے۔

لیل و نہار کا تبصرہ ہر لحاظ سے قابل ستائش ہے اور ہم اس کے جستہ جستہ مضامین کے اقتباسات آئندہ اشاعتوں میں درج کریں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ ٭

## مقامی جماعت لاہور کے دو اہم فیصلے

مقامی جماعت لاہور کی مجلس انتظامیہ نے دو نہایت اہم فیصلے کئے ہیں کہ جن دوستوں کی آمدنی دو صد روپیہ ماہوار سے کم ہے ان کو (۱) اشیائے خوردنی مثلاً آٹا گھی وغیرہ رعایتی قیمتوں پر مہیا کیا جائے (۲) طبی امداد مفت مہیا کی جائے۔

مفت طبی امداد کے لئے ڈاکٹر وحید احمد صاحب و ڈاکٹر مبارک احمد صاحب کو مقرر کیا گیا ہے، انکے اوقات کار و پتہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) ڈاکٹر وحید احمد صاحب کا کلینک برانڈرتھ روڈ پر واقع ہے اور فون نمبر 64046 ہے انکی جائے رہائش ۱۔سی گلبرگ ہے اور فون نمبر 80703 ہے کلینک کے اوقات: ۸ بجے صبح تا ۱۱ بجے دوپہر ۵½ بجے شام تا ۸½ بجے رات

جو دوست برانڈرتھ روڈ سے دور رہتے ہیں ان کے لئے انہوں نے اپنے مکان پر ۴ بجے شام سے ۵ بجے شام تک کا وقت مقرر کیا ہے۔

(۲) ڈاکٹر مبارک احمد صاحب کا کلینک واقعہ ایجرٹن روڈ ہے اور فون نمبر 67141 ہے انکے اوقات مشورہ ۹ بجے صبح سے ۱ بجے بعد دوپہر ۶ بجے شام سے ۹ بجے رات

جو دوست اس پیشکش سے فائدہ اٹھانا ۲۴

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض تشریح طلب الہامات کی تشریح

## الہام "عبدالباسط" کی تشریح اور اس کا ذریعہ ہدایت ہونا

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں ایک الہام "عبدالباسط" بھی ہے ہمارے معزز سائل صاحب نے اس کی تشریح کا مطالبہ کرتے ہوئے دریافت کیا ہے کہ یہ الہام کس طرح ذریعہ ہدایت بن سکتا ہے۔ سو واضح ہو کہ باسط اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے جس کے معنی کشائش دینے والے کے ہیں اور عبد کے معنی بندہ کے ہیں یعنی ایسا شخص جو اللہ تعالیٰ کی صفت "باسط" کا اب بھی مورد ہے اور آئندہ بھی مورد رہے گا الہامی الفاظ کے مندرجہ بالا معنی ظاہر کرتے ہیں کہ حضور کے خادموں میں سے کوئی خادم ہی اس اس الہام الٰہی کا مصداق ہو سکتا ہے اور حضورؑ کی اپنی تعیین کے لحاظ سے اس الہام الٰہی کا مصداق حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ انسان جو نام رکھتے ہیں وہ بطور تفاول رکھتے ہیں ان کی خواہش ہوتی ہے کہ یہ خاص شخص اسم بامسمیٰ بن جائے لیکن ایسا بنانا ان کے اختیار میں نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ جو نام کسی شخص کو عطا کرتا ہے اس نام کی تہ میں جو حقیقت ہوتی ہے وہ حقیقت اسکے وجود میں پیدا کر کے اس کو اس نام کا حقیقی مصداق بنا دیتا ہے مثلاً اگر وہ کسی کو شیر کہتا ہے تو شیر والی بہادری بھی اس میں پیدا کر دیتا ہے پس اگر اسی بناء پر واقعات سے یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین اعظم رضؓ کو فی الحقیقت وفات تک ہر پہلو سے اللہ تعالیٰ کی عنایت خاص سے کشائش حاصل رہی تو ایک طرف الہام الٰہی کا خدا کی طرف سے ہونا بھی یقینی طور پر ثابت ہو جاتا ہے اور اس کا ذریعہ ہدایت ہونے کا بھی ثبوت بہم پہنچ جاتا ہے کیونکہ یہ انسان کے اختیار میں نہیں کہ کسی کو کشائش سے ہمکنار کرے کسی کو اس نعمت سے نوازے رکھنا اللہ تعالیٰ کے ہی اختیار میں ہے پس اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا فی الحقیقت حضرت مولانا رضؓ ساری عمر کشائش سے ہی ہمکنار رہے یا نہیں اگر رہے تو یقیناً یہ الہام خدا کی طرف سے ہے ملہم کے اپنے خیال کا نتیجہ نہیں۔ سب سے پہلے ہم مالی کشائش پر ہی نظر ڈالتے ہیں تو ہم کو صاف نظر آتا ہے کہ یہ کشائش مولانا کو ساری عمر حاصل رہی کیونکہ ساری عمر آپ مالی لحاظ سے کسی انسان کے محتاج نہیں ہوئے ساری عمر اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی خاص عنایت سے رزق پہنچاتا رہا۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے جس قدر مالی امداد مولانا نے دی وہ بھی بے نظیر تھی اپنا تمام مال آپ ہمہ وقت اس راہ میں خرچ کرنے کے لئے تیار رہتے تھے خود حضورؑ نے ان کی ان خدمات کا بڑے تعریفی الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ مالی اعتبار کے علاوہ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بسطۃ فی العلم والجسم بھی عطا ہوئی تھی۔ معارفِ الٰہی کے خزانے سے آپ کا سینہ بھرا رہتا تھا۔ جب انہیں بیان کرنے لگتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ معارف کا چشمہ رواں ہے۔

قرآن کریم کے علم اور اس کی حکمت کا عطا ہونا کوئی معمولی انعام نہیں اللہ تعالیٰ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً پس اس خیر کثیر میں بھی آپ کو بسط عطا ہوئی ہوئی تھی پھر خدمت خلق کا جذبہ بھی کوٹ کوٹ کر آپ میں بھرا ہوا تھا، ہزاروں کو آپ نے ظاہری باطنی علم کے زیور سے آراستہ کیا نہ صرف بغیر معاوضہ کیا بلکہ متعدد طالب علموں کے ہر قسم کے اخراجات کے اٹھانے کی ذمہ داری بھی آپ نے اپنے کندھوں پر لی اور خندہ پیشانی اور پورے اخلاص کے ساتھ ان اخراجات کو برداشت کرتے رہے کیونکہ آپ ایک ماہر طبیب تھے اس لئے اس مہارت کو بھی آپ خدمت خلق کے کام میں لاتے رہے علاج معالجہ میں کبھی کسی سے ایک پیسہ کی بھی طمع نہیں رکھی، صرف نسخہ لکھنے پر ہی اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ اکثر دوائی بھی اپنے پاس سے ہی دیتے تھے۔ غرضیکہ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہ تھا جس میں آپ کو خدا کی طرف سے الہام الٰہی کے ماتحت کشائش عطا نہ کی گئی ہو اور یہ کشائش آخری دم تک جاری رہی پس آپ حقیقی معنی میں عبدالباسط ثابت ہوئے جس سے اگر ایک طرف الہام الٰہی کا سچا ہونا ثابت ہو گیا تو دوسری طرف یہ زبردست غیب کی خبر پوری ہو کر ہر غور کرنے والے کے لئے ذریعہ ہدایت بھی بنی کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ کوئی شخص کسی کو خدا تعالیٰ کی صفت باسط کا مورد قرار دے اور وہ واقعی اس کا مورد بھی ہو جائے، ہو سکتا ہے کہ یا تو وہ بالکل ہی مورد ثابت نہ ہو یا تھوڑے عرصہ کے لئے ثابت ہو کر پھر اس نعمت الٰہی سے محروم ہو جائے لیکن حضرت مولانا رضؓ کا لگاتار ساری عمر اس نعمت کا مورد بنے رہنا الہام الٰہی کی سچائی پر اور اس کے ذریعہ ہدایت ہونے پر یقینی دلیل ہے۔

حضورؑ کا یہ الہام ۱۳ رفروری ۱۸۸۷ء کا ہے اور مولانا کی وفات ۱۹۱۴ء میں ہوئی جس کے معنی ہوئے کہ قریباً ۲۸ برس تک یہ الہام الٰہی ہر موقعہ پر اپنی صداقت ظاہر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ۱۹۰۸ء میں حضورؑ کی وفات پر جماعت نے آپکو حضورؑ کا خلیفہ بھی منتخب کر لیا اور خدا کے مسیح کا خلیفہ بننا اور جماعت کی روحانی تربیت کرنا اس استعداد اور صلاحیت کی کشائش کا ایک اور ثبوت ہے جو ایک روحانی جماعت کی سرپرستی اور اس کی تربیت کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ ہر پہلو سے آپ اس الہام الٰہی کے مصداق تھے آپ کی خدمات جلیلہ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا شرف حاصل کرنے کا ایک ثبوت حضرت مسیح موعود کا مندرجہ ذیل کشف بھی ہے۔ یہ کشف اپریل ۱۸۸۷ء کا ہے اور ۲ رمئی ۱۸۸۷ء کو حضور نے مولانا کو اس سے مطلع کیا فرماتے ہیں:۔

"چند روز ہوئے میں نے اس قرضہ کے تردد میں خواب میں دیکھا تھا کہ میں ایک نشیب گڑھے میں کھڑا ہوں اور اوپر چڑھنا چاہتا ہوں مگر ہاتھ نہیں پہنچتا اتنے میں ایک بندۂ خدا آیا اس نے اوپر سے میری طرف ہاتھ لمبا کیا اور میں اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اوپر کو چڑھ گیا اور میں نے چڑھتے ہی کہا کہ خدا تجھے اس خدمت کا بدلہ دیوے آج آپ کا خط پڑھنے کے ساتھ میرے دل میں پختہ طور پر یہ جم گیا کہ وہ ہاتھ پکڑنے والا جس سے رفع تردد ہوا آپ ہی ہیں کیونکہ جیسا کہ میں نے خواب میں ہاتھ پکڑنے والے کے لئے دعا کی ایسا ہی رقت قلب خط کے پڑھنے سے آپ کے لئے منہ سے دعا نکل گئی مستجاب انشاء اللہ تعالیٰ۔"

حضورؑ اکثر بعض دینی ضروریات کو قرضہ لے کر پورا کیا کرتے تھے پھر مناسب وقت پر اسے ادا فرما دیا کرتے تھے معلوم ہوتا ہے کسی قرضہ کی رقم کی ادائیگی کے لئے بظاہر سامان میسر نہیں آ رہے تھے اور ادائیگی کا وقت قریب آ گیا تھا۔ اس پر حضورؑ کو تردد ہوا اس تردد کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک طرف تو مندرجہ بالا خواب حضورؑ کو دکھلا کر تسلی دی کہ ہم نے اس قرضہ کی ادائیگی کے سامان کر دیئے ہیں اور دوسری طرف حضرت مولانا مولوی نورالدین اعظم رضؓ کے دل میں روپیہ ارسال کرنے کا القا کر دیا چنانچہ اس روپیہ کے وصول ہونے پر حضورؑ کا تردد دور ہو گیا اور قرضہ کی ادائیگی کا سامان پیدا ہو گیا جس سے کشف کی سچائی بھی ثابت ہو گئی اور حضرت مولانا کا تعلق باللہ بھی ثابت ہو گیا اور یہ دونوں قسم کی تائید الٰہی یقیناً ازدیاد ایمان کا موجب بن سکتی ہے۔ اور بنی

## الہام "آثار صحت" کی حقیقت

الہام "آثار صحت" حضورؑ کو ۲ رمئی ۱۹۰۳ء کو ہوا اس کے متعلق حضورؑ نے فرمایا:۔

"کچھ دن ہوئے کہ میں بیماروں کے لئے دعا کرتا تھا ایک شخص کے لئے خاص طور سے دعا کی دیکھا کہ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر یہ الہام ہوا کہ "آثار صحت" مگر تصریح بالکل نہیں کہ یہ الہام کس کی نسبت ہے۔"

حضورؑ کے مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ خواب میں حضورؑ نے کچھ بیماروں کے لئے دعا کی اور کوئی خاص شخص بھی ہے جس کی صحت کے لئے دعا کی گئی اور وہ خاص شخص اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے بارے میں الہام ہوا "آثار صحت" خواب میں نہ تو وہ بیمار دکھلائے گئے

اور نہ ہی ان کے نام بتلائے گئے اور نہ ہی وہ خاص شخص دکھلایا گیا اور نہ ہی اس کے نام کی تصریح کی گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا نظارا ایسا ہے جو پردۂ غیب میں ہی دکھایا گیا ہے جس کا تعلق کسی آئندہ زمانے کے ساتھ ہے یعنے مستقبل میں پیش آنے والے واقعہ سے اس کا تعلق ہے یعنی آئندہ جماعت کے کسی برگزیدہ شخص کو کوئی واقعہ پیش آنے والا ہے جس کی صحت خطرہ میں پڑ جائے گی لیکن حضورؑ [illegible] سے نہیں ہو سکتا کہ پہلے صحت خطرہ میں پڑ جائے اور پھر حضورؑ کی کئی سال قبل کی دعا اس کی صحت کو واپس لانے کا موجب بن کر لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے۔ اس الہام سے ڈیڑھ ماہ قبل یعنی ۱۶ مارچ ۱۹۰۳ء کو خواب میں ایک نظارہ دکھلایا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:-

"رات کو میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اپنی جماعت میں سے گھوڑے پر سے گر پڑا۔ پھر آنکھ کھل گئی۔"

حضورؑ نے اس شخص کا نام نہیں بتلایا بلکہ کسی شخص کے دریافت کرنے پر فرمایا:-

"معلوم تو ہے مگر جب تک خدا کا اذن نہ ہو میں بتلایا نہیں کرتا میرا کام دعا کرنا ہے۔"

یہی وہ خاص شخص ہے جس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے غائبانہ طور پر حضورؑ سے خاص دعا کروائی اور پھر ساتھ ہی الہام کیا:- "آثارِ صحت" یعنے گھوڑے سے گرنے کے نتیجہ میں صحت کو جو خطرہ لاحق ہو جائے گا وہ اس دعا کے نتیجہ میں بالآخر دور ہو جائے گا۔ خدا کے ماموروں کی خوابوں میں جو امور دکھلائے جاتے ہیں یا الہاماً بتلائے جاتے ہیں ان کے لئے ضروری نہیں کہ وہ اسی وقت یا زمانہ قریب میں ہی وقوع میں آئیں بلکہ بسا اوقات مدت مدید کے بعد وقوع میں آنے والے ہوتے ہیں جیسا کہ حضورؑ کے الہامات شاہ مستری کی پیشگوئی غلط نکلی یا آہ نادر شاہ کہاں گیا یا تنخواہ ملی [illegible] الہام وغیرہ کئی سالوں کے بعد پورے ہوئے اسی قسم کا یہ بھی الہام تھا جو قریباً ۹ سال بعد پورا ہوا۔ یعنے حضرت مولینا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اعظمؓ اپنے زمانہ خلافت میں گھوڑے سے گر پڑے اور سخت چوٹ آئی اور لمبے عرصہ تک اس چوٹ کے نتیجہ میں بیمار رہے صحت مخدوش ہو گئی اور زندگی خطرہ میں پڑ گئی۔ خود بھی ان کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ شاید وہ شفایاب نہیں ہوں گے۔ معالجوں پر بھی یاس کا عالم تھا۔ ان مایوس کن حالات میں یکلخت طبیعت رو بصحت ہونا شروع ہو جاتی ہے اور آثار صحت نظر آنے لگ پڑتے ہیں اور حضورؑ کا الہام "آثارِ صحت" حضرت مولینا رضؓ کے حق میں پورا ہو جاتا ہے، اور حضورؑ کی اس وقت کی ہوئی دعا اپنا کام کر جاتی ہے اور مولینا رضؓ مکمل صحت یاب ہو کر قوم کی تربیت میں مصروف [illegible] کے الہام "بیت الفکر و بیت الذکر" کی تشریح کا بھی مطالبہ کیا ہے مکمل الہام یہ ہے:-

"بیت الفکر و بیت الذکر ومن دخله كان آمنا"

یعنی فکر کا گھر اور ذکر کا گھر ایسا گھر ہے کہ جو اس میں داخل ہوگا وہ امن میں آ جائے گا۔"

ظاہر ہے کہ نہ فکر کوئی مادی چیز ہے اور نہ ذکر کوئی مادی چیز ہے کہ یہ کسی مادی گھر کا مصالحہ بن سکیں جس سے مادی گھر تیار ہو سکے۔

اسی قسم کا استعمال قرآن کریم میں بھی اس آیت میں پایا جاتا ہے والذین تبوؤا الدار والایمان من قبلھم اب ایمان تو کوئی مادی چیز نہیں کہ ان کے متعلق تبوؤا کا لفظ استعمال کیا جائے۔

یہ عام قاعدہ ہے کہ جس جگہ کوئی کام کثرت سے کیا جائے اس جگہ کو اس کام کے نام سے پکارا جاتا ہے جیسا کہ کعبہ کو بیت اللہ اسی بناء پر کہتے ہیں کہ وہاں خدا کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے ورنہ ویسے تو سارا جہان ہی خدا کا گھر ہے کعبہ کی کیا خصوصیت ہے کہ اسے بیت اللہ کہا جائے۔ خصوصیت اس مقام کی یہی ہے کہ اس میں جس کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے دنیا کے کسی اور مقام میں اس کثرت سے نہیں لیا جاتا۔ اسی طرح مساجد کو بھی خانہ خدا کے نام سے پکارا جاتا ہے اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ ان میں خدا کا نام ہر شہر کے دوسرے مقامات کے مقابلہ میں کثرت سے لیا جاتا ہے۔ پس اسی بناء پر اللہ تعالےٰ نے حضورؑ کے گھر کے اس حصہ کو جس میں بیٹھ کر حضورؑ قرآن کریم پر کثرت سے غور و فکر سے کام لیا کرتے تھے اس حصہ مکان کو یہ عزت بخشی کہ اس کا نام ہی بیت الفکر رکھ دیا اور اسی طرح جس حصہ مکان میں حضورؑ کثرت سے عبادت کیا کرتے تھے اس حصہ مکان کو عزت بخشتے ہوئے اس کا نام بیت الذکر رکھ دیا۔ مقدم الذکر حصہ بیت کی فضیلت کے ثبوت میں یہی کافی ہے کہ اس میں غور و فکر اور تدبر کے نتیجہ میں حقائق معارف قرآن کا نزول حضورؑ کے قلب صافی پر زیادہ سے زیادہ ہوتا رہا۔ اور مؤخر الذکر حصہ بیت کی فضیلت اسی سے ثابت ہے کہ اس میں حضورؑ کی عبادت حضورؑ کے لئے

"بیت الفکر سے مراد اس جگہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے (کتاب سے مراد براہین احمدیہ ہے۔ ناقل) مشغول رہا ہے اور رہتا ہے۔ اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے کہ جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے۔" اور آخری فقرہ مذکورہ بالا (ومن دخله كان آمنا — ناقل) اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا جس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:-

"اس مسجد مبارک کے بارے میں پانچ مرتبہ الہام ہوا منجملہ ان کے ایک نہایت عظیم الشان الہام فیه برکات للناس ومن دخله كان آمنا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی مندرجہ ذیل تین الہام بھی ہوئے۔

(۱) مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیه۔

(۲) رُفِعَتْ وَجُعِلَتْ مبارکًا۔

(۳) والذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون۔

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ گھر کے اس حصہ کو جس کو مسجد کے طور پر استعمال کیا جانے لگا۔ اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کے لئے جو اس میں نماز ادا کرتے تھے فی الحقیقت بہت سی برکات کا ذریعہ بنایا۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ ان لوگوں کو دینی خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ ہر قسم کی ضلالت سے نکل کر ہدایت کی راہ پر گامزن ہو گئے۔ ان کے قلوب معرفتِ الٰہی اور خشیۃ اللہ سے بھر گئے اور تقوےٰ کے پیکر نظر آنے لگے اپنی زندگیاں انہوں نے اشاعت اسلام کے لئے وقف کر دیں دنیا کی محبت ان کے سینوں میں سرد پڑ گئی اور دین کی محبت نے پوری طرح اپنا تسلط جما لیا چنانچہ حضرت مولینا مولوی نور الدین صاحب رضؓ مولانا محمد علی صاحب رحؒ۔ مولینا مولنا عبدالکریم صاحب رحؒ۔ مولانا مولوی محمد احسن صاحب رحؒ کو مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

الہام بتلا رہا ہے کہ ہر مبارک کام اس میں کیا جائے گا۔ یہ مسلم ہے کہ سب سے بڑا مبارک کام اشاعت اسلام کا کام ہی ہے اور یہ مبارک کام اسی حصہ بیت میں سرانجام پاتا رہا۔ اور یہ الہام ۱۸۸۳ء کے ہیں اور ان میں حاصل ہوئی اور جس قدر شہرت حضورؑ کے نام کو ہوئی اس کا کون انکار کر سکتا ہے، اور حضورؑ کے وجود باجود سے جس قدر برکات لوگوں کو ملیں وہ بھی کسی سے مخفی نہیں۔ حضورؑ کی صحبت میں بیٹھنے والے خدا رسیدہ بن گئے خدمت دین ان کا اوڑھنا بچھونا بن گیا، پاکیزگی اور طہارت میں وہ ضرب المثل بن گئے صدق و وفا کے پتلے نظر آنے لگے قرآن اور حضرت نبی کریم صلعم کی محبت میں سرشار رہتے تھے غرضیکہ ایسی جماعت حضورؑ کے ذریعہ تیار ہوئی جن کے متعلق یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا کہ زمین پر انسان نہیں بلکہ فرشتے چل پھر رہے تھے۔ یہی لوگ تھے جنہوں نے اپنے ایمان کی طرف کسی قسم کے ظلم کی آمیزش کو راہ نہیں پانے دی تھی اسی لئے وہ خدا کے نزدیک حقیقی معنی میں ہدایت یافتہ کہلانے کے مستحق بن گئے تھے اور یہی وجہ تھی کہ جہاں اللہ تعالےٰ نے حضورؑ کو طاعون سے محفوظ رہنے کی بشارت دی تھی وہاں ان صحبت یافتہ لوگوں کے متعلق بھی یہی بشارت دی تھی کہ یہ بھی طاعون سے محفوظ رہیں گے یہی وجہ تھی کہ جب حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحبؒ کو طاعون کے ایام میں بخار ہوا اور آپ کو طاعون کا شبہ ہوا تو حضورؑ نے فرمایا کہ مولوی صاحب اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو میرا سارا کاروبار عبث اور میرا دعوےٰ الہام جھوٹا۔ ان مختصر الفاظ میں جو غیب کی خبریں پائی جاتی ہیں ان کا لفظ بلفظ پورا ہونا کیا لوگوں کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب نہیں بن سکتا تھا۔ کیا ایسی خبروں کے ذریعہ ہدایت ملنے میں شک کیا جا سکتا ہے انسان تو اپنی زندگی کے متعلق حتمی طور پر یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ اگر آج دنیا میں ہے تو کل بھی ضرور ہوگا چہ جائیکہ وہ یہ پیشگوئی کرے کہ وہ اس قدر طویل مدت تک زندہ رہے گا کہ اس کا نام تمام دنیا میں شہرت

پاجائے گا اور پھر اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والے لوگوں پر اس کی صحبت کا یہ اثر ہوگا کہ وہ دین کے شیدائی بن جائیں گے اگر تعصب سے خالی ہو کر ان ابتدائی الہامات پر غور کی نظر ڈالی جائے تو یقیناً یہ الہامات لوگوں کو ضلالت سے ہدایت کی طرف لانے کا موجب ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی یہ بھی سنت ہے کہ ایسے لوگوں کے گھروں کو جو اس کی یاد میں عمر گذارتے اور اس کے دین کی خدمت میں مشغول رہتے ہیں عزت عطا فرماتا ہے جس پر مندرجہ ذیل آیۃ دلالت کر رہی ہے۔ سورۃ النور ع۵ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

"فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو والاصال رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ یخافون یوماً تتقلب فیہ القلوب والابصار لیجزیھم اللہ احسن ما عملوا ویزیدھم من فضلہ واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب"

یعنی خدا کا نور ان گھروں میں نازل ہوتا ہے جن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ ان کی شان کو بلند کیا جائے اور اللہ کا نام ان میں لیا جائے (پس اگر حضرت مسیح موعودؑ کو اس سنت الٰہی کے ماتحت حضورؑ کے گھر کے ایک حصہ کو قرآن شریف پر تدبر کرنے کے لئے مخصوص کرنے کا ارشاد الٰہی ہوا اور دوسرے حصہ کو ذکر الٰہی کیلئے مخصوص کرنے کا ارشاد الٰہی ہوا تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے اور وعدہ الٰہی کے مطابق اس گھر کو انوار الٰہی کا مہبط بنا دیا گیا تو سورۃ نور میں بیان کردہ سنتِ الٰہی کے پورا ہونے کا اس زمانہ میں بھی ثبوت مل گیا۔ ناقل) ان گھروں میں صبح و شام خدا کی تسبیح میں مصروف رہتے ہیں، وہ لوگ جن کو نہ تجارت اور نہ بیع غافل کرتی ہے اللہ کے ذکر سے نماز کو قائم کرنے سے زکوٰۃ کے دینے سے (کیا انہی صفات سے متصف نہیں تھے۔ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعودؑ کے گھر کے مخصوص کردہ حصہ میں دن رات اللہ کی تسبیح میں گذارتے تھے کیا یہ حقیقت نہیں کہ انہوں نے دنیا کے کاروبار سے کنارہ کش ہو کر دین کی خدمت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اگر یہ لوگ دنیا کمانے کی طرف مائل ہو جاتے تو ہزاروں روپیہ کما سکتے تھے اور

کوٹھیوں کے مالک بن سکتے تھے زندگی کی تمام آسائشوں سے متمتع ہو سکتے تھے۔ لوگوں کی نظر میں معزز ہوتے اور احترام کی نظر سے دیکھے جاتے مگر انہوں نے تمام دنیاوی مفاد پر لات مار کر ایک معمولی سے گاؤں میں گوشہ نشینی اختیار کی، کوٹھیوں کی زندگی پر نہایت ہی معمولی مکانوں میں زندگی بسر کرنے کو ترجیح دی۔ نہایت ہی قلیل تنخواہ پر گذارہ کرنے پر راضی ہو گئے۔ یہ سب کچھ کیوں، محض اس لئے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے خدا تعالےٰ کو راضی کر لیں تا آخرت ان کی سنور جائے۔

قرآنی آیت میں اس قسم کے لوگوں کی یہی صفات بیان کی گئی ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ وعدہ کرتا ہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ ان کے اعمال کی بہترین جزا دے گا اور زیادہ سے زیادہ انہیں اپنے فضلوں کا وارث بنائے گا اور اپنی بے حساب نوازشوں سے انہیں بہرہ ور کرے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم پر اللہ تعالےٰ کی جس قدر نوازشات ہوئیں وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں، اس زمانہ کی ضروریات کے لحاظ سے حضورؑ سے تعلق رکھنے والے خدمتگذاروں پر بھی الٰہی نوازشات کی جو بارش ہوئی وہ بھی کسی سے مخفی نہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ حضورؑ کے جن الہامات پر بھی غور کی نظر ڈالی جائے وہ سب کے سب اس لحاظ سے ذریعہ ہدایت ہیں کہ ان میں غیب کی خبروں کا انکشاف کیا گیا ہے جو سب کے سب پوری ہوئیں اور غیب کی خبریں پوری ہو کر ایک طرف خدا کی ہستی۔ اسلام کے کامل دین ہونے اور حضرت نبی کریم صلعم کے آخری اور خاتم النبیین ہونے پر یقینی دلیل کا کام دیتی ہیں اور بدیں وجہ قرآن کریم کی ہدایات اور حضرت نبی کریم صلعم کے اسوہ پر عمل کرنے کی طرف دلوں میں رغبت اور شوق پیدا کر دیتی ہیں اور دوسری طرف جس شخص پر ایسی غیب کی خبریں منکشف کی جائیں اس کا خدا رسیدہ اور سچا ملہم من اللہ ہونے کو بھی بپایہ ثبوت بہم پہنچا دیتی ہیں اور انہی معنوں میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الہامات ذریعہ ہدایت ہیں نہ کہ شرعی احکام پر مشتمل ہونے کے لحاظ سے کیونکہ اولیاء پر شرعی احکام کے نزول کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو خود بھی رسول کریم صلعم کی لائی ہوئی شریعت پر عامل ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی اسی پر عمل کرنے کی طرف دعوت دینے پر مامور ہوتے ہیں۔ صرف غیب کی خبروں کے ذریعہ اس شریعت پر حقیقی ایمان پیدا کر دیتے ہیں و بس۔

معزز سائل صاحب نے دو تین الہام اپنے مکتوب میں ایسے درج کئے ہیں جو تذکرہ میں مجھے نہیں ملے اس لئے ان کی تشریح کرنے سے میں معذور ہوں۔ ممکن ہے دوسری بار جو تذکرہ ربوہ والوں نے شائع کیا ہے اس میں ہوں۔ مگر وہ میرے نزدیک مستند نہیں اس لئے میں نے ان کو نظرانداز کر دیا ہے۔ پہلے تذکرہ میں صرف معزز سائل صاحب کے درج کردہ الہامات میں ایک الہام مضر صحت قابل تشریح رہ گیا ہے۔ یہ الہام ایک خاص عورت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور کہ اس کے بعض افعال اس کی صحت کو تباہ کر دیں گے اس کی تعیین بعض اور الہامات بھی کر رہے ہیں۔ اس خاص عورت کے وجود میں یہ الہام پورا ہو چکا۔ چونکہ وہ فوت ہو چکی ہے اس لئے اس کے نام لینے کی ضرورت نہیں۔

## الہام "مضر صحت" کی حقیقت

ایک عورت کے متعلق بطور پیشگوئی یہ الہام تھا کہ اس سے بعض افعال کا ارتکاب ہوگا جو اس کی صحت کو تباہ کر دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ الہامات میں بعض دیگر علامات بھی بتلائی گئی تھیں جو اس خاص عورت کی تعیین کر رہی تھیں۔ یہ عورت چونکہ فوت ہو چکی ہے اس لئے اس کا نام لینے کی ضرورت نہیں۔

## الہام پریشن عمر براطوس کی حقیقت

ہمارے معزز سائل صاحب نے حضورؑ کے الہام پریشن عمر براطوس پر بھی روشنی ڈالنے کے لئے لکھا ہے اور اس کا ذریعہ ہدایت ہونا دریافت کیا ہے مکمل الہام کے الفاظ یہ ہیں:-

پریشن عمر براطوس یا پلاطوس فرماتے ہیں کہ لفظ براطوس ہے یا پلاطوس ہے، بباعث سرعت الہام یاد نہیں رہا۔ یہ الہام بھی ۱۸۸۲ء کا ہے۔ اور زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہے جس کو وقوع میں لانے کا خیال بھی حضورؑ کو نہیں آ سکتا تھا۔ اب رہا کہ الہام میں لفظ براطوس ہے یا پلاطوس ہے اس کی تعیین آئندہ پیش آنے والے واقعات ہی کریں گے۔ پریشن کے لفظ میں ظلم کی طرف اشارہ ہے۔ حضورؑ کی زندگی میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا تھا جو اس واقعہ کے مشابہ تھا جو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو اپنی زندگی میں پیش آیا تھا جبکہ یہود نے انہیں گورنر پلاطوس کی عدالت میں پیش کر کے انہیں پھانسی کی سزا دلوانے کی کوشش کی تھی۔ ٹھیک اسی طرح پر حضورؑ کے خلاف بھی ازراہ ظلم ایک قتل کا جھوٹا مقدمہ بنا کر حضورؑ کو بھی پھانسی کی سزا دلوانے یا قید کروانے کی کوشش کی گئی اور اس میں ہندو مسلمان عیسائی تینوں قومیں شریک ہو گئیں۔ گورداسپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈگلس نامی کی عدالت میں یہ مقدمہ پیش ہوا گویا جس طرح پلاطوس نے یہود کو صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ میں اس شخص کا کوئی قصور نہیں پاتا اسی طرح ڈگلس صاحب نے بھی اپنے فیصلہ میں صاف لفظوں میں حضورؑ کی بریت کا اعلان کر دیا۔ گویا اس الہام میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ وقت آنے والا ہے جبکہ حضورؑ کو بھی پلاطوس کے مشابہ حاکم کے سامنے قتل کے الزام میں پیش کیا جائے گا اور یہ پلاطوس ثانی بھی حضورؑ کو اس الزام سے بالکل بری قرار دے دیگا۔ پہلے پلاطوس نے تو یہود سے ڈر کر کسی قدر کمزوری دکھلائی تھی۔ گو ان کی جان بچانے کے لئے خفیہ طور پر سامان کر دیئے تھے لیکن پلاطوس ثانی اپنے فیصلہ پر مضبوطی سے قائم رہے گا۔ اس واقعہ نے الہام کے دونوں الفاظ براطوس یا پلاطوس میں سے پلاطوس کی تعیین کر دی کہ الہام میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے فی الحقیقت پلاطوس ہی کہا گیا تھا براطوس نہیں کہا گیا تھا۔ کیا یہ الفاظ عظیم الشان غیب پر مشتمل نہیں تھے اور کیا وقوع میں آ کر یہ الہام بہتوں کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب بن سکتا ہے یا نہیں۔ اور فی الحقیقت بنا بھی۔

ان الہامات کے علاوہ جن کی تشریح کر دی گئی ہے معزز سائل صاحب نے دو تین الہام ایسے لکھے ہیں جو تذکرہ کی اول ایڈیشن میں نہیں پائے جاتے اس لئے تشریح کرنے سے معذور ہوں۔ ممکن ہے دوسرے ایڈیشن میں موجود ہوں مگر اسے میں مستند نہیں سمجھتا اس لئے انہیں میں نے ترک کر دیا ہے۔

الہام میں عمر کا لفظ حضورؑ کے روحانی لحاظ سے دوسرے خلیفہ ہونے پر دلالت کرتا ہے جس وقت اسلام پر چاروں طرف سے یلغار ہو رہی تھی اور اسلام کو مٹانے کے لئے بہت سی قومیں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ اس وقت حضرت نبی کریم صلعم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رض کو خدا نے اس یلغار کو روکنے کے لئے کھڑا کر دیا۔ ٹھیک اسی طرح اس زمانہ میں بھی اسلام کو علمی اور روحانی طور پر ختم کرنے کے لئے چاروں طرف سے یلغار شروع ہو گئی تھی۔ اس یلغار کو روکنے اور اسے پسپا کرنے کے لئے خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کو کھڑا کر دیا جنہوں نے کامیابی کے ساتھ اسے روک دیا۔ پس اس لحاظ سے حضرت

باقی برصفحہ [illegible] کالم [illegible]

# امریکہ میں تبلیغ اسلام

## جناب محمد عبد اللہ صاحب کی تبلیغی سرگرمیاں

فاصلہ پر ہے۔ یہاں ایک مشہور سٹیٹ کالج ہے جس میں دس ہزار سے زائد طلباء زیر تعلیم ہیں۔ خاکسار کا ایک لڑکا عزیزی بشیر احمد اسی کالج سے ماہ جنوری ۱۹۷۱ء میں انشاء اللہ تعالےٰ ایم اے کی ڈگری حاصل کرے گا۔ جمعہ کی شام کو ایک ایرانی طالب علم کی شادی ایک امریکن لڑکی سے ہوئی تھی۔ جس کی نکاح خوانی کے مراسم خاکسار کے سپرد تھے۔ شادی کا انتظام ایک اعلےٰ ریسٹورنٹ میں کیا گیا۔ جس میں ایک سو سے زائد امریکن اور ایرانی مہمانوں نے شمولیت اختیار کی۔ نکاح خوانی اور خطبہ نکاح کے بعد ایک ایرانی ریٹائرڈ سول سرونٹ نے خاص طور پر خاکسار کے خطبہ کی پسندیدگی اور موزونیت کا اظہار کیا۔ ان سے کافی دیر تک مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ آپ ڈاکٹر مصدق کی کیبنٹ (COBINET) میں وزیر تھے۔ اس کے بعد طہران یونیورسٹی کے لاء کالج کے پرنسپل رہے۔ آپ نے فرانس میں ایل۔ ایل۔ ڈی کی ڈگری و تعلیم حاصل کی۔ آج کل بمعہ اہل و عیال امریکہ میں اپنے لڑکوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ عربی زبان میں خاصی دسترس ہے۔

۲ رمئی کی شام کو اسلامک سنٹر آف سانفرانسسکو میں چینل 4 T.V ٹی۔ وی کے سٹاف نے نماز اور اسلامی نکاح کی فلم بنانے کے لئے آنا تھا۔ لہذا مجھے میکسیکو کے مزید قیام کے بغیر اگلے روز واپس سانفرانسسکو لوٹنا پڑا۔ اسی روز فجی کے مسلمانوں کی طرف سے اسلامک سنٹر میں دعوت میلاد شریف تھی۔ جس میں خاکسار کا شریک ہونا ضروری تھا۔ ٹی۔ وی والے دن کے دو بجے سے اسلامک سنٹر میں آ گئے تھے۔ میں نے مسٹر ہیل کا نکاح مس موزیلا ڈاک سے پڑھایا۔ دولہا اور دلہن دونوں چند ماہ ہوئے خاکسار کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ یہ دونوں سبود (SOBUD) موومنٹ کے ممبر ہیں۔ اس کے بعد مسٹر غازی فوال نے اذان دی۔ اور نماز پڑھائی۔ یہ سب پروگرام فلمایا گیا۔ ٹی۔ وی چینل 4 تمام مذاہب کی عبادات کی دستاویزی فلمیں ........ تیار

[illegible]

محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمۃ القرآن کو تمام ترجموں اور انگریزی تفاسیر پر ترجیح دیتے ہیں۔ تکفیر بین المسلمین کے سخت خلاف ہیں۔ اور تبلیغ اسلام کا جوش رکھتے ہیں۔

پیشتر ازیں خاکسار کا ارادہ اپنے دو لڑکوں بشیر احمد اور رحمت اللہ کے ساتھ ٹرینیڈاڈ۔ گیانا کی احمدیہ اسلامک کنونشن CONVENTION میں شریک ہونے کا تھا۔ جیسا کہ میں قبل ازیں آپ کو مطلع کر چکا ہوں۔ اب یہ قافلہ بڑھ رہا ہے۔ خاکسار کے بڑے لڑکے خالد عبد اللہ نے بھی اس کنونشن میں شریک ہونے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ اور اس نے اپنی والدہ کو بھی جانے کے لئے تیار کر لیا ہے۔ اس طرح ہماری فیملی کے پانچ ممبر ویسٹ انڈیز میں دو ہفتے کے لئے کنونشن میں شمولیت اور حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ کی ملاقات کے لئے ہو جاویں گے۔ کرایہ پلین چھ پانچسو ڈالر فی کس کے حساب سے ہوتا ہے۔ ہم خود برداشت کریں گے۔ الحمد للہ۔

مسٹر فرینک جون FRANK JONES ایک نیگرو سان فرانسسکو سے ۳۰ میل کے فاصلے پر ایک شہر میں رہتے ہیں۔ آپ اس شہر کی .... CREDIT UNION کے پریذیڈنٹ ہیں اور یونائیٹڈ ائیر لائن UNITED AIR LINE کمپنی کے پائلٹ (PILOT) عرصہ دو تین ماہ سے اسلام کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ میں نے انکو ریلیجن آف اسلام اور نیو ورلڈ آرڈر دو کتابیں مطالعہ دی ہوئی ہیں اور ان سے زبانی گفتگو اسلام پر کئی ایک بار ہو چکی ہے۔ ان کا اسلام کی طرف رجحان میلکم ایکس۔ MALCOMEX کی خود نوشت سوانح ...... پڑھ کر ہوا کسی نے ان کو میرا ایڈریس دیا۔ مسٹر فرینک جون اپنی اہلیہ صاحبہ کے ساتھ احمدیہ اسلامک کنونشن میں شمولیت کا اشتیاق رکھتے ہیں۔ میں نے ان کو کہا ہے کہ اگر وہ مناسب خیال کریں۔ تو اپنے اسلام کی قبولیت کا اعلان اس کنونشن پر کریں۔ ان کو میں نے کنونشن میں تقریر کرنے کی دعوت دی ہے۔ جس کو انہوں نے قبول کر لیا ہے۔ مسٹر ایلیجا محمد آپ چکا گو کے

(باقی کالم نمبر ۴ کے نیچے)

از قلم۔ ایم احسان الحق ڈار صاحب واہنڈو ضلع گوجرانوالہ

# عیسائی خاندان کا قبول اسلام

بذریعہ مولانا نذیر احمد صاحب خطیب جامع مسجد واہنڈو ضلع گوجرانوالہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اور ان کے علی الترتیب اسلامی نام محمد عبد اللہ۔ نسیم بیگم، عطاء اللہ، عبد الرحیم، محمد یوسف۔ غلام یٰسین۔ اقبال بانو، ارشاد بانو رکھے گئے ہیں۔

مسز نسیم عبد اللہ نے اسلام کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ سعادت صرف قرآن پاک سننے سے نصیب ہوئی ہے اور اس کی پر اثر کشش اور بامعنی جاذبیت کا نتیجہ ہے۔ اس نے مزید کہا کہ میری ہمشیرہ نے بچپن میں اسلام قبول کیا تھا جب قرآن کی تلاوت کرتے سنتی تھی اور اس کے بعد ریڈیو سے بھی صبح شام تلاوت سنتی تھی تو اس پر اثر اور بامقصد درس عبرت نے جادو کا کام کیا اور آج ہم اسلام کی نعمت سے مالا مال ہیں۔ اس نے مزید کہا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا عمل اقرار باللسان و تصدیق بالقلب سے مسلم اور غیر مسلم میں فرق محسوس ہوتا ہے غیر مسلم سے ایک عجیب قسم کی تعفن ABOMINATION آتی ہے۔

جب اس سے عیسائیت کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ بائبل کو سن کر عجیب قسم کے خیالات ذہن میں آتے ہیں کہ ایسی کتاب اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب ہے جس کا کوئی اثر نہیں جیسا کہ قرآن پاک کی یہ تاثیر ہے کہ انسان تو درکنار دریاؤں کا رواں پانی اور اڑنے والے پرندے اور دنیا کی باقی سب مخلوق باادب کھڑی ہو کر بڑے خور سے درس کو سنتی ہے جیسا کہ قرآن پاک میں لکھا ہے:۔

"اگر اس کو پہاڑوں پر نازل کیا جاتا تو خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتے"

لیکن بائبل میں ملاحظہ فرمائیں۔ کہ ایسے الفاظ عام شریف آدمی سننے گوارا نہ کرتا:۔

۱۔ خداوند فرماتا ہے کہ بیت ایل میں آؤ اور گناہ کرو۔ اور جلجال (GILGAL) میں کثرت سے گناہ کرو۔ (عاموس باب آیت)

۲۔ خداوند نے شروع میں ہوسیع (HOSEA) کی معرفت کلام کیا تو اس کو فرمایا کہ جا ایک بدکار بیوی اور بدکاری کی اولاد اپنے لئے لے جو دریائے فرات کے پار سے کرایہ پر لیا یعنی اسور کے بادشاہ سے سر اور پاؤں کے بال مونڈے گا اور اس سے داڑھی بھی کتری جائے گی، یسعیاہ ۷ : ۲۰

۴۔ خداوند صیون کی بیٹیوں کے سر گنجے اور یہوواہ (LORD JEHOVAH) ان کے بدن بے پردہ کرے گا۔ یسعیاہ ۳ : ۱۷

۵۔ خداوند لوگوں کے جبڑوں میں لگام ڈالے گا تاکہ انکو گمراہ کرے۔ یسعیاہ ۳۰ : ۲۸

۶۔ غزل الغزلات کی کتاب عشق پر مبنی۔

اس قسم کی خرافات کو سن کر مغربی تہذیب بے غیرت ہو چکی ہے۔

مغربی تہذیب اور دیگر عیسائیوں کو ہمدردانہ [illegible] کہ اس قسم کی لغویات سے توبہ کرو۔ اور خدا کی طرف غلط نسبت نہ کرو۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

وما علینا الا البلاغ المبین

---

بقیہ کالم نمبر ۲

صاحبزادے مسٹر وارث محمد کو بھی میں نے کنونشن میں شامل ہونے کی دعوت دے رکھی ہے۔ جس کا فیصلہ وہ اگلے مہینے کریں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ امریکہ سے ایک خاصہ قافلہ اس کنونشن میں شریک ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

حضرت مسیح موعودؑ نے سالانہ جلسہ کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے۔ یہ جلسے ممبران جماعت کے لئے موجب ازدیاد ایمان ہوتے ہیں اور اخوت و برادری کے جذبات تازہ ہوتے ہیں۔ غیر از جماعت مسلمانوں پر اس کا خاصہ اثر پڑتا ہے اور کئی ایک سعید روحیں جماعت میں شامل ہو کر جہاد اسلامی میں حصہ لیتی ہیں۔ یہ جلسے جماعت کے مختلف مقامات پر ہونے چاہئیں۔ اور ہر ایک جلسہ میں مرکزی جلسہ کی حاضری سے کم حاضری نہ ہونی چاہیئے دور دراز کے احمدی مسلمانوں کو دیگر مقامات کے سالانہ جلسوں میں اسی شوق سے جانا چاہیئے جس شوق سے وہ مرکز لاہور کے سالانہ جلسہ میں شامل ہوتے ہیں۔ امریکن اقوام اپنی کنونشن میں شریک ہونا فخر خیال کرتی ہیں اور معمولی آمدنی والے اصحاب دور دراز علاقوں سے

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۷۰ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ ۔ شمارہ نمبر ۲۰



ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان احمد صاحب پرنٹر طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

جلد ۵۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۷۰ء | نمبر ۲۵

# اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح

## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انتباہ

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح ٭ خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے ٭ ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج ٭ نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع ٭ پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

باغ میں ملّت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا ٭ آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے ٭ گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

ہر طرف ملک میں ہے بُت پرستی کا زوال ٭ کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عزّ و وقار

آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا ٭ دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح

نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات گرامی

# ہماری جماعت کے لئے خاص تقوے کی ضرورت ہے خصوصاً

## اسلئے کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اسکے سلسلۂ بیعت میں ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے

اپنی جماعت کی خیر خواہی کے لئے زیادہ ضروری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تقویٰ کی بات نصیحت کی جائے کیونکہ یہ بات عقلمند کے نزدیک ظاہر ہے کہ بجز تقویٰ کے اور کسی بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انّ اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے۔ خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے سلسلۂ بیعت میں ہیں جس کا دعوےٰ ماموریت کا ہے تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے۔ یا کیسے ہی رُو بدنیا تھے۔ ان تمام آفات سے نجات پاویں۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر کوئی بیمار ہو جاوے خواہ اس کی بیماری چھوٹی ہے۔ اگر اس بیماری کے لئے دوا نہ کی جائے۔ اور علاج کے لئے دُکھ نہ اُٹھایا جاوے بیمار اچھا نہیں ہو سکتا۔ ایک سیاہ داغ منہ پر نکل کر ایک بڑا فکر پیدا کر دیتا ہے۔ کہ کہیں یہ داغ بڑھتا بڑھتا کل منہ کو کالا نہ کر دے۔ اسی طرح معصیت کا بھی ایک سیاہ داغ دل پر ہوتا ہے۔ صغائر سہل انگاری سے کبائر ہو جاتے ہیں۔ صغائر وہی داغ چھوٹا ہے جو بڑھ کر آخر کار کُل منہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جیسے رحیم و کریم ہے ویسا ہی قہار اور منتقم بھی ہے ایک جماعت کو جب دیکھتا ہے کہ ان کا دعویٰ اور لاف و گزاف تو کچھ ہے۔ اور ان کی عملی حالت ایسی نہیں۔ تو اس کا غیظ و غضب بڑھ جاتا ہے۔ پھر ایسی جماعت کی سزادہی کے لئے وہ کفار کو ہی تجویز کرتا ہے۔ جو لوگ تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں۔ کہ کئی دفعہ مسلمان کافروں سے تہ تیغ کئے گئے۔ جیسے چنگیز خاں اور ہلاکو خاں نے مسلمانوں کو تباہ کیا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں سے حمایت اور نصرت کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن پھر بھی مسلمان مغلوب ہوئے۔ اس قسم کے واقعات بسا اوقات پیش آئے۔ اس کا باعث یہی ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ قوم لا الٰہ الا اللّٰہ تو پکارتی ہے لیکن اس کا دل کسی اور طرف ہے اور اپنے افعال سے وہ بالکل رُو بدنیا ہے۔ تو پھر اُسکا قہر اپنا رنگ دکھاتا ہے۔ اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اسکا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔ پھر جب دیکھے کہ اسکا قول و فعل برابر نہیں تو وہ سمجھ لے کہ وہ مورد غضب الٰہی ہوگا۔ جو دل ناپاک ہے۔ خواہ اس کا قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا۔ بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہوگا۔ پس میری جماعت سمجھ لے۔ کہ وہ میرے پاس آئے ہیں۔ اسی لئے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جاوے۔ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اُسکا اندرونہ کیسا ہے اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے۔ اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہی کہ اسکی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے۔ تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ جب دیکھتا ہے۔ کہ جب ایک جماعت جو دل سے خالی ہے۔ محض زبانی دعوےٰ کرتی ہے۔ وہ غنی ہے۔ وہ پرواہ نہیں کرتا۔ بدر کی فتح کی پیشگوئی ہو چکی تھی۔ ہر طرح فتح کی اُمید تھی۔ لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر دُعا مانگتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ کہ جب ہر طرح فتح کا وعدہ ہے۔ تو پھر ضرورت الحاح کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ وہ ذات غنی ہے۔ یعنی ممکن ہے۔ کہ وعدہ الٰہی میں کوئی مخفی شرائط ہوں۔

پس ہمیشہ دیکھنا چاہیئے کہ ہم نے تقویٰ و طہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے۔ اسکا معیار قرآن شریف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں ایک یہ بھی نشان رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہات دُنیا سے آزاد کر کے اس کے کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے جیسے کہ فرمایا ومن یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لا یحتسب (سورہ ۲۸) جو شخص خدا تعالےٰ سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک مصیبت میں اس کے لئے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے۔ اور اس کے لئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اسکے علم و گمان میں نہ ہوں۔ یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا۔ مثلاً ایک دکاندار یہ خیال کرتا ہے۔ کہ دروغگوئی کے سوا اسکا کام بھی نہیں چل سکتا۔ اسلئے وہ دروغگوئی سے باز نہیں آتا۔ اور جھوٹ بولنے کیلئے وہ مجبوری ظاہری کرتا ہے لیکن یہ امر ہرگز سچ نہیں۔ خدا تعالیٰ متقی کا خود محافظ ہو جاتا اور اسے ایسے موقع سے بچا لیتا ہے۔ جو خلاف حق پر مجبور کرنے والے ہوں۔ یاد رکھو کہ جب اللہ تعالیٰ کو کسی نے چھوڑا تو خدا نے اسے چھوڑ دیا۔ جب رحمٰن نے چھوڑ دیا۔ تو ضرور شیطان اپنا رشتہ جوڑیگا۔ یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے۔ وہ بڑی طاقت والی ذات ہے۔ جب اس پر کسی امر میں بھی بھروسہ کرو گے وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا ومن یتوکل علی اللّٰہ فھو حسبہ (سورہ ۲۸) لیکن جو لوگ ان آیات کے پہلے مخاطب تھے۔ وہ اہل دین تھے۔ ان کی ساری فکریں محض دینی امور کے لئے تھیں۔ اور ان کے دنیوی امور حوالہ بخدا تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان کو تسلّی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ غرض برکات تقوےٰ میں سے ایک یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ متقی کو اُن مصائب سے مخلصی بخشتا ہے جو دینی اُمور کے حارج ہوں۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ متقی کو خاص طور پر رزق دیتا ہے۔

(منظور الٰہی صفحہ ۲۶ تا ۲۸)

محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری - لاہور

# انسانیت کی اصلی و عالمگیر امراض

## سچا اسلامی نظام اور حقیقی حکومتِ الٰہیہ

اقوامِ عالم عام طور پر اور مسلمانانِ پاکستان خاص طور سے جس انقلاب انگیز دور سے گذر رہی ہیں اس کا اصلی و مستقل حل کیا ہے؟ یہ ایک ایسا اہم و عظیم سوال ہے جس کے صحیح جواب پر ہی نہ صرف پاکستان بلکہ اقوامِ عالم کی نجات کا دارو مدار ہے۔ برّ صغیر میں قومی حکومت کے قیام سے قبل یہ یقین جاگزیں ہو چکا تھا کہ اپنی حکومت قائم ہوتے ہی دودھ اور شہد کی نہریں بہنے لگیں گی، ہر طرف مرفع الحالی اور خوشی و خوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔ مگر یہ ساری توقعات عبث ثابت ہوئیں۔ حل طلب مسائل کی عظمت و اہمیت اور تعداد آج پہلے سے بھی کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ عوام کی خوشحالی پہلے کی بہ نسبت بہت انحطاط پذیر ہے۔ اب یہ سمجھا جا رہا ہے کہ پاکستان کے مصائب کا حل اس کے اقتصادی مسئلہ کے حل میں مضمر ہے، بعض لوگ تعلیمی، سیاسی، صنعتی، سائنسی نظاموں کے انقلاب میں ان مسائل کا حل یقین کرتے ہیں۔ تعجب تو یہ ہے کہ ہمارے سامنے مغربی اقوام نے ان نظاموں کے بارہ میں گذشتہ ایک ہزار سال میں ایسی ایسی عظیم ترقیاں اور تبدیلیاں پیدا کرنے کے باوجود جبکہ اپنے مصائب و امراض سے نجات نہیں پائی تو مسلمان اقوام جو ان سے ان نظاموں میں صدیاں پیچھے ہیں انہی ترقیوں اور تبدیلیوں کو لا کر کس طرح اس بات کی توقع رکھتی ہیں کہ ہم ان امراض سے نجات حاصل کر لیں گے؟ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے کیا ہی سچ کہا ہے ؎

جن ہُور کھوں کو کاموں پہ اس کے یقین نہیں
پانی کو ڈھونڈتے ہیں عبث وہ سراب میں

## غلط نظریہ اور نظامِ زندگی۔

اس عظیم اُلجھاؤ اور عالمگیر غلط فہمی کا باعث غلط نظریۂ حیات اور غلط نظامِ زندگی ہے جو دجالی تہذیب و تمدن کی پیداوار اور دنیا پر ہر جگہ محیط ہے۔ نصب العین حیات اور انسانی زندگی کے نظام کا محوری نقطہ مادیت اور انسان کا بیرونی ماحول قرار پا چکا ہے، سمجھا یہ گیا ہے کہ جو فرد اور قوم مادیت کے سامانوں پر بڑھ چڑھ کر قابض اور اپنے بیرونی ماحول کو بہتر و احسن بنا لے گی وہی حصولِ مقصد میں کامیاب و برتر اور خوشی و خوشحالی سے ہمکنار ہونے والی ہوگی۔ انسانی اقدار اخلاقی اصولوں کی طرف سے یکسر بے اعتنائی برتی جا رہی ہے بلکہ انہیں ثانوی حیثیت بھی نہیں دی جا رہی۔ نتیجہ ایسے نظریۂ حیات و نصب العین اور نظامِ زندگی کا صاف ظاہر ہے۔ ہر فرد اور قوم مادیت کی فراوانی اور ماحول کی بہتری پیدا کرنے میں کلیتہً مشغول و منہمک ہو چکی ہے، اس غرض کا حصول اس قدر دلفریب اور مقدّم بن گیا ہے کہ نہ صرف جُملہ اخلاقی و انسانی اقدار پس پشت پھینک دی گئی ہیں بلکہ اس مقصد کے حصول کے لئے اپنی صحت و زندگی کو بھی اکثر داؤ پر لگا دیا جاتا ہے۔ سوشلزم کی تحریک نے تو بطورِ اصول یہ تسلیم کر لیا ہے کہ نظامِ زندگی کا محوری نکتہ اقتصادیات کے گرد گھومتا ہے۔ انسانی قلب و رُوح میں بجز جسمانی احتیاجات کی پیاس بجھانے، مادیت پر قبضہ پانے اور ماحول کی بہتری کے اور کوئی اعلیٰ و ارفع جذبات ودیعت نہیں کئے گئے، اس لئے جسمانی احتیاجات اور مادی لوازمات زندگی کا اصل مسئلہ ہیں جو باعث تنازع بنے ہوئے ہیں، ان کے حل کی خاطر اگر انسان کے پیدائشی حق آزادی و اختیار کو کلیتہً سلب کر لیا جائے تو ایسا اقدام نہ صرف بجا بلکہ ضروری و لازم پڑتا ہے حتّٰی کہ انسان کے خیالات و جذبات پر بھی ریاست قدغن لگانے میں سراسر حق بجانب ہے۔ حکومت کی وضع کردہ پالیسی اور نقطۂ نگاہ کے برخلاف کسی فرد کو سوچنے اور کہنے کا قطعاً کوئی حق نہیں۔ بلکہ ایسی آزادی جرم اور قابلِ سزا ہے، گویا اشتراکی نظریہ کے ماتحت انسان ایک مشین کا پُرزہ یا ایک جانور کی حیثیت رکھتا ہے جس کا اپنا کوئی ارادہ و اختیار نہیں البتہ حکومت نے اس کی جسمانی ضروریات کو پُورا کرنے کا ذمہ اپنے اُوپر لے لیا ہے۔ اس بارہ میں یہاں تک بھی انتہا پسندی رَوا رکھی گئی کہ افراد کسی گھر یا خاندان بنانے کی زحمت سے بھی بے نیاز قرار دیئے گئے ہیں، گھر ہو نہ گھریلو زندگی ہو، باہمی اخلاقی تعلقات ہوں نہ ہی انسانی نظامِ زندگی میں ان کی ضرورت ہے، ہمدردی ہو نہ احسان، مہربانی ہو نہ مروّت، محبت ہو نہ اس کے اظہار کی مقدرت۔ ظاہر ہے کہ ایسے نظامِ زندگی کی قبولیت کا نتیجہ جو بھی ہو سو ہو۔ مگر انسان اپنی انسانیت کے اصل خواص اور باہمی معاشرتی جاذبیت سے یکسر محروم ہو جاتا ہے۔ سوشلزم کے برخلاف سرمایہ دارانہ ذہنیت کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ افراد کو ایسی مادر پدر آزادی حاصل ہو کہ دولت اور مادیت کے سامانوں کو جائز اور ناجائز ہر دو ذرائع سے جس قدر چاہیں جمع کر لے۔ اس ہوس و حرص کے نتیجہ میں اگر عوام کے لئے بدترین قسم کی بے بسی و غربت اور بھوک و ننگ ہو تو اس کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں۔ اس لئے کہ زندگی کا نصب العین اور حقیقی مقصد دولت پرستی اور نفس پرستی جو ٹھہرا تو اس کے حصول میں ہی انسانی تہذیب کا معراج کمال اور انسانی خوشی و خوشحالی کا راز مضمر ہے۔ بیرونی ماحول کو بہتر سے بہتر اور اعلیٰ سے اعلیٰ ترین بناؤ، چاہے اس سے باطن کیسا ہی داغدار اور سیاہ بن جائے۔ اور چاہے انسانیت تباہ و برباد ہی ہو کر رہ جائے۔

## اسلامی نظریۂ حیات و نظامِ زندگی کا نعرہ

کہا یہ جائے گا کہ سرمایہ داری اور سوشلزم کے مقابل کم از کم پاکستان میں اکثریت کا نظریۂ حیات اسلامی ہے جو مادہ پرستی کی ظلمت کی اس اندھیری رات میں اسلام کی ایک قندیل روشن نظر آ رہی ہے۔ آیئے اس دعوے کا بھی حقائق کی روشنی میں تجزیہ کریں۔ "اسلام پسند جماعتوں" کا تو ذکر ہی کیا یہاں تو سوشلزم نے بھی اسلام میں داخلہ لے لیا ہے اور اس کفر نے بھی اسلام قبول کر کے کلمہ پڑھ لیا ہے۔ اس طرح ہر جماعت کی پکار اسلامی نظریۂ حیات اور اسلامی نظامِ زندگی بن کر رہ گئی ہے۔ بنا بریں ضروری ہوا کہ دعووں سے آگے گذر کر ہم یہ دیکھیں کہ ان کی تہ میں حقیقت کس قدر موجود ہے۔

اس ضمن میں سب سے مقدم اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ اسلامی نظریہ حیات کا خلاصہ کیا ہے؟ اسلامی نظامِ زندگی کیونکر وجود میں آتا ہے؟ اور دنیا میں حکومتِ الٰہیہ کیسے قائم ہوتی ہے؟

## اسلامی نظریۂ حیات و نظامِ زندگی

کا مطلب یہ ہے کہ انسانی فطرت میں بعض خدائی صفات کسی حد تک مرکوز کی گئی ہیں، با تقاضائے صفتِ ربوبیت کے ماتحت ان خدائی صفات کی نشو و نما نظریہ حیات اور انسانی زندگی کا نصب العین ہے۔ اس غرض کے حصول کے لئے خدائے تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات پر ایسا محکم ایمان ہونا ضروری ہے کہ جو توحید کے اصل سبق اور آخرت پر یقین کو ضروری قرار دیتا ہے۔ کرۂ ارض پر انسانی زندگی کی منتہائے مقصود اعلیٰ باطنی صفاتِ اخلاقیہ کی نشو و نما ہے جس کے لئے ایک مسلمان نہ صرف بڑی سے بڑی قربانی کرنے کو تیار رہے بلکہ اس نظریہ کے مقابل کوئی اور نصب العین کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اندرونی صفاتِ عالیہ کا اظہار کمال اسلامی نظریہ کا مقصدِ حیات ہے۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظریۂ حیات و نظامِ زندگی اسلامی نظریہ حیات و نظامِ زندگی کس طرح بنیادی طور پر مختلف بلکہ متضاد پڑا ہے۔ مادی نظاموں کے نزدیک مادیت کے گرد انسانی نصب العین و نظام گھومتے ہیں۔ اور جُملہ انسانی و اخلاقی اقدار پامال کر دی جاتی ہیں۔ مگر عین اس کے برعکس اسلامی نظریہ و نظام، اخلاق و روحانیت کے تقاضوں کو مقدّم و منتہائے نصب العین قرار دیتے ہیں۔ جب نظریہ و نظام کے مدِ نظر مادیت ہو تو لازماً مادیت ترقی پذیر ہوگی مگر اخلاقی اقدار معدوم ہو جائیں گی لیکن اگر ترجیح اخلاق حسنہ کو حاصل ہو اور مادیت اس کے نتیجہ میں ترقی پذیر ہو تو ظاہر ہے کہ یہی وہ نظریہ و نظام ہے جو عین توازن پر قائم ہونے کے باعث انسانی نجات کا موجب ہے، اور جو اسے خوشی و خوشحالی، اطمینان قلب و مسرّت باطنی اور حقیقی اتحاد و محبّت سے ہمکنار کرنے والا ہوگا۔ اسی سے انسان کی باطنی اور اعلیٰ صلاحیتوں کا نشو و نما ہو سکے گا اسی سے انصاف و عدل کے تقاضے پورے ہوں گے اور اسلام نے اپنی پہلی نشأۃ میں عین یہی کچھ کر کے دکھلایا جس سے دنیا کو نجات ملی تھی۔

## مسلمانوں کی حالت اسلامی نظریۂ و نظام کے برخلاف ہے

لیکن یہ امر کس قدر دُکھ دہ مگر مبنی بر حقیقت ہے کہ اس زمانہ میں مسلمان اقوام کی حالت اسلامی نظریۂ و نظام کے اسی طرح برخلاف واقعہ ہوئی ہے جس طرح کافرانہ و منکرانہ نظاموں کی ذہنیت ہے۔ خود پاکستان میں جہاں آج کل ہر طرف

اسلامی نظریہ و نظام کا غلغلہ بلند کیا جا رہا ہے قوم کی عملی حالت کیا نقشہ پیش کر رہی ہے؟ صداقت، دیانت، انصاف، فرض شناسی، محبت و مروت، ہمدردی و خیر خواہی وغیرہ جملہ صفاتِ اخلاقِ انسانیہ کا کیا ہم لوگ اپنے عمل سے آج مذاق نہیں اڑا رہے؟ خدا پر ایمان، قرآن پر ایمان اور آخرت کو برحق تسلیم کرنے کی کونسی علامات ہیں جو ہماری زندگیوں کے عمل سے ظاہر ہوں؟ ہماری اکثریت کی جب عملی حالت اسلامی نظریہ و نظام کے برخلاف پڑی ہو اس وقت اسلامی نظام اور حکومتِ الٰہیہ کے قیام کے دعاوی کیا حقیقت رکھتے ہیں اور ہم کہاں تک ان کے قیام میں کامیاب [illegible] نظاموں کی ڈگر پر چل رہی ہیں اگر ہم صرف نام اور رسم و رواج کے مسلمان کہلاتے ہیں اگر ہمارے دعووں اور نعروں اور ہمارے قلبی تاثرات اور زندگی کے عمل میں باہم کوئی مناسبت نہیں تو پھر سوچو اور غور کرو کہ محض ہمارے کہہ دینے یا کاغذ پر کسی آئین کا خاکہ بنا دینے یا حکومت کے قوانین نافذ کر دینے سے ہمارا نظریہ و نظام زندگی بدل سکنا کہاں تک ممکن ہے؟

دعووں اور نعروں اور قوانین حکومت سے کبھی نظریئے و نظام تبدیل نہیں کئے جا سکتے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ مؤخر الذکر آئین و قوانین بنانے کا موجب ہوتے ہیں۔ پس جب تک افراد کے قلوب اور زندگی کے عمل میں بنیادی نظریہ حیات و نظام زندگی گھر نہ کر لیں گے تب تک یہ توقع رکھنا بے سود و خیال خام ہے کہ آئین مرتب کر کے کوئی حکومت اسلامی نظریہ و نظام زندگی کو رائج کرنے میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ یہ تمام خام خیالیاں اور عبث اُمیدیں محض ظاہر پرستی کے باعث رائج ہیں۔ علامات کو اصل مرض سمجھ کر ان کے علاج کئے جاتے ہیں مگر اصل مرض بدستور قائم ہے نہ اس کی تشخیص کی طرف توجہ ہے نہ کسی کو اس کی توفیق ہے صحیح علاج کا مرحلہ تو بعد میں آتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس وقت جملہ اقوامِ عالم اور مسلمان اقوام میں نفس پرستی اور مادہ پرستی کی امراض گھر کر چکی ہیں۔ مگر نہ تو ان امراض کی تشخیص کی جاتی ہے نہ ان کے صحیح علاج کی جانب توجہ ہے۔ ظاہر پرستی و سطحیت کے باعث یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ ہمارے مادی نظاموں میں نقص ہے اور ان کی درستی و اصلاح سے مفاسد کا علاج ہو جائے گا۔ حالانکہ دراصل انسان کی رُوح بیمار ہو چکی ہے اور اس کے لئے کسی رُوحانی معالج کی حاجت پڑی ہے جو انسان کے باطنی تزکیہ و اصلاح کا کام انجام دے۔

خدائے تعالےٰ کا کس قدر احسان ہے کہ اس نے اُمتِ محمدیہ کی موجودہ اصلاح کے لئے عین وقت پر ایک روحانی مصلح اعظم مبعوث فرمایا جس کا خطاب اس کے اصل کام کی بنا پر مسیح موعود رکھا گیا مگر قوم نے اسے بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا ؎

امروز قوم من نشناسد مقامِ من
روزے بگریہ یاد کند وقتِ خوشترم

اسلام کا مسیحا حاجتِ زمانہ و تقاضئے قوم کے مطابق واقعی نازل ہو چکا اور اس نے مادی نظریات و نظاموں کی بجائے مسلمانوں کے سامنے روحانی و اخلاقی فرقانی نظریات و نظاموں کو پیش کر کے ان پر عمل پیرا ہونے کی ندا بلند کی۔

”دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا مگر خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ثابت کرے گا۔“

انسان کا کلام نہیں خدائے ربّ العزت کا کلام ہے۔ اور یقیناً پُورا ہو کر رہنے والا ہے۔ جو صاحب عقل و دانش غور کریگا اس پر یقیناً یہ ثابت ہو جائے گا کہ مسلمان اقوام کی باطنی اصلاح اور انفرادی زندگیوں میں تبدیلی ہو کر جب تک اسلامی نظریہ و نظام قائم نہ ہوگا تب تلک کسی نعرہ بازی یا دعوے اور کسی آئین سازی و حکومتی قوانین سے کبھی سچا اسلامی نظام اور حقیقی حکومتِ الٰہیہ قائم نہ ہو سکیں گے۔

# رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم زمین و آسمان کے بادشاہ کی طرف سے تمام انسانوں کو لباس التقویٰ پہنانے کے لئے آئے ہیں۔

## قیامت میں نبی کریم صلعم کی رفاقت کن لوگوں کو میسّر آئیگی

خطبہ جمعہ۔ مؤرخہ ۱۱ جون ۱۹۷۰ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ بلڈنگز لاہور

قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا (الاعراف رکوع ۲۰) وقال اللہ تعالیٰ: ان اللہ مع الذین اتقوا [illegible] (النحل رکوع ۱۶) [illegible]

انی رسول اللہ الیکم جمیعًا اے لوگو! اللہ تعالےٰ نے مجھے تمام انسانیت کے لئے رسالت دے کر بھیجا ہے الذی لہ ملک السمٰوات والارض۔ میں اس بادشاہ کی طرف سے آیا ہوں جس کی سلطنت زمین و آسمان پر ہے۔ کسی سلطنت کے ایمبیسڈر یا سفیر کی حیثیت سلطنت کے اقتدار کے لحاظ سے قائم ہوتی ہے۔ انگلستان کی طرف سے امریکہ کی طرف جس کو سفیر بنا کر بھیجا گیا وہ ہندوستان کا وائسرائے (ارون) تھا کسی سفیر کا کسی حکومت کی طرف سے متعین ہونا بھیجنے والی حکومت کے وقار کے مطابق ہوتا ہے اور جس کی طرف بھیجا جائے اس کے بھی وقار کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی بادشاہت اور زمین و آسمان کی عظیم سلطنت کے وقار کے پیشِ نظر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو دنیا جہان کے لئے اپنا رسُول بنا کر بھیجا۔ فرمایا انی رسول اللہ الیکم جمیعا مجھے تمام عالم انسانیت کے لئے منصب رسالت پر فائز کیا گیا ہے میں مشرق و مغرب کے لئے، کالے اور سفید، مرد اور عورت کے لئے، قیامت تک کی انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں اس رسالت کا مقصد اللہ تعالےٰ کے ساتھ انسان کا تعلق قائم کرنا ہے، یہ تعلق کیونکر قائم ہو۔ دنیا کے بادشاہوں کے دربار میں جانے کے لئے خاص اہتمام کرنے پڑتے ہیں، دربار کے لئے خاص خاص لباس مقرر ہیں، لیکن خدا تعالےٰ کے دربار میں جانے کے لئے ایک لباس ہے، اور وہ ہے

[illegible] اللہ تعالےٰ نے ایک قانون بنایا ہے۔ وہ یہ ہے ان اللہ مع الذین اتقوا۔ اس بادشاہ کے ساتھ اور اس بادشاہ کے ایلچی اور رسول حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تعلق جوڑنے کے لئے کسی خاص لباس کی حاجت نہیں ہے۔ راجوں، مہاراجوں، نوابوں اور بادشاہوں کے درباروں میں حاضری کے لئے خاص خاص لباس مقرر کئے جاتے ہیں۔ اس لباس کو پہنے بغیر کوئی شخص دربار شاہی میں نہیں جا سکتا زمین و آسمان کے مالک و بادشاہ کے دربار میں بھی ایک خاص لباس پہن کر جانے کی ضرورت ہے۔ لیکن وہ لباس ایسا ہے کہ ہر غریب و امیر، ہر مرد اور عورت جوان اور بوڑھا اس کو پہن سکتا ہے۔ وہ لباس تقویٰ ہے فرمایا ان اللہ مع الذین اتقوا۔ یہ تقویٰ کا اور خدا خوفی کا لباس ہے جو ہر امیر اور غریب کے اختیار میں ہے۔ تقویٰ کیا ہے اپنے تئیں ان چیزوں سے پاک و صاف کرنا جس کی وجہ سے انسان کے دل و دماغ پر گندہ اثر پڑتا ہو۔ اللہ تعالےٰ کا قرب اور اس کی معیت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کا قلب تمام امراض سے پاک و صاف ہو۔ اگر کسی بڑے آدمی کے نام دعوت نامہ بھیجا جائے۔ تو انسان اپنے صحن خانہ کو ہر طرح سے پاک و صاف کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کی معیت کے حصول کے لئے اپنے قلب کے صحن خانہ کو ہر بدی اور بُرائی سے پاک و صاف کرنا، علاوہ ازیں قلب کو احسان سے مزین کرنا چاہیئے۔ احسان کہتے ہیں ہر طرح کی حسنات پر عمل کرنے کو۔ جیسے ایک قسم کے جلاب کے بعد مناسب غذا کا استعمال کرتا ہے۔

یہ بھی عجیب کتاب ہے کہ قرب الٰہی کا حصُول صرف اور صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم تک محدود و مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام کے تمام بنی نوع انسان کے لئے یہ اعلان ہے کہ اگر وہ اللہ تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اپنے دلوں کو تمام قسم کی برائیوں سے پاک و صاف کر کے حسنات سے بھر لو۔ چوری، چکاری، جھوٹ اور دغابازی، شرفاء کی تذلیل اور عیب جوئی، بغض و حسد وغیرہ۔ تمام سیئات سے بکلی اخلاق فاضلہ سے اپنے آپ کو مزین کر لینا تقوےٰ کا لباس ہے۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کے احکام کی پوری پابندی کرے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع اور مخلوق خدا سے ہمدردانہ برتاؤ کرے اسے خدا تعالیٰ کی معیت

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۳)

ہفت روزہ پیغام صلح ــــ لاہور ــــ مورخہ ۲۴ر جون ۱۹۸۰ء

# حضرت مسیح موعودؑ کا علم کلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس عظیم الشان مشن کو لے کر کھڑے ہوئے اس کے لئے جہاں وسعتِ علم کی ضرورت تھی وہاں موقع ومحل کے مطابق اس سے کام لینا اور اپنی معلومات کو ایسے طریق سے پیش کرنا ضروری تھا کہ بات سننے یا پڑھنے والے کے دل میں بیٹھ جائے، اور خدا کے فضل سے یہ ملکہ آپ کو بدرجہ اولیٰ حاصل تھا، آپ کے زمانہ میں بڑے بڑے صاحب علم لوگ موجود تھے، جو عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں سے بھی خوب واقف تھے، لیکن اول تو بہت کم لوگ ایسے تھے جو اپنی علمی استعداد سے دوسروں کو فائدہ پہنچائیں، اور اگر کوئی اپنے خیالات کا اظہار کرتا بھی تھا تو وہ خیالات ایک محدود علمی یا مذہبی دائرے سے تعلق رکھتے تھے، اور ان کا طریق تکلم بھی زیادہ موثر نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ بسا اوقات ان کے خیالات جن میں بظاہر اسلام کی حمایت پائی جاتی تھی اسلام کی طرف کھینچنے کے بجائے الحاد کا موجب ہوتے تھے، مولویوں کی کچھ نہ پوچھئے ان کا علم تو زمانہ کی ضروریات کو سمجھنے اور ان کو حل کرنے کی اجازت ہی نہ دیتا تھا، اور اگر کوئی اس بارہ میں اظہار خیالات کی جرأت کرتا تو کفر کا بارِ گراں لیکر اٹھتا، بقول مولانا حالی ؎

اگر کوئی مسئلہ پوچھنے اُنسے جائے ؎ تو گردن پہ بارگراں لیکے آئے
اگر بدنصیبی سے شک اس میں لائے ؎ تو قطعی خطاب اہل دوزخ کا پائے
اگر اعتراض اس کی نکلا زباں سے ؎ تو آنا سلامت ہے دشوار واں سے
یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ ؎ یہ ہے ہادیوں کا ہمارے سلیقہ

یہ تو علمائے دین کا حال تھا، اور انگریزی پڑھے لکھے اصحاب اسلام کے خلاف غیر مذاہب کے خیالات کو بدلائل رد کرنے کے بجائے خود اسلام ہی کو توڑ مروڑ کر ان خیالات کے مطابق کرنے کی کوشش میں لگ گئے، اور ان کی یہ کوششیں ایمان کو پختہ کرنے کے بجائے علی العموم دہریت والحاد پیدا کرنے کا موجب ہوئیں جیسا کہ سر سید احمد خاں کی تحریک نیچریت کے عقائد کے نتائج سے پایا جاتا ہے۔

یہ وہ حالات تھے جن میں حضرت مسیح موعودؑ صداقت اسلام کا جھنڈا لے کر کھڑے ہوئے آپ کے سامنے ایک طرف اہلِ مغرب کے خیالات و اعتراضات تھے، دوسری طرف آریہ، عیسائی اور بعض دیگر مذاہب اپنے ملحدانہ خیالات سے اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ خدا کی شان! حضرت مسیح موعودؑ ایک گاؤں میں رہتے ہوئے نہ صرف تمام اسلامی علوم سے گہری واقفیت رکھتے تھے اور قرآن، حدیث، فقہ، کتب تفاسیر اور علم معانی وغیرہ سے آپ کو پوری واقفیت حاصل تھی، بلکہ دوسرے مذاہب کے اصولوں اور معتقدات کا بھی پورا علم حاصل تھا، حیرت ہوتی ہے کہ قادیان جیسے دور افتادہ گاؤں میں بیٹھ کر آپ نے یہ تمام علوم کس طرح حاصل کئے، لیکن صرف علوم ہی آپ نے حاصل نہیں کئے۔ ان علوم کا استعمال اور نہایت موثر طریق پر انہیں پیش کرتے اور مخالفانہ خیالات پر تنقید کرنے کا جو ملکہ آپ کو حاصل تھا، اس کی نظیر بہت کم تحریرات میں پائی جاتی ہے، سچ پوچھئے تو یہ خدا ہی کا ہاتھ تھا جو ہر علمی میدان میں آپ کا ساتھ دیتا تھا۔ اور جس مسئلہ پر آپ قلم اٹھاتے تھے، بے تکلف اس طرح اس پر روشنی ڈالتے چلے جاتے، کہ کوئی پہلو تشنہ نہ رہ جاتا تھا اور پڑھنے والے کے دل میں اطمینان وایقان کی روشنی پیدا ہو جاتی تھی، آج بھی آپ کی کتابوں کو پڑھ کر دیکھ لیجئے۔ آپ کا طریق بیان اور طرز استدلال دلوں کو مسخر کرنے کا موجب ہے، اللہ تعالےٰ کی ہستی پر آپ کا اپنا ایمان جس درجہ کمال کو پہنچا ہوا تھا اس کی مثال تو انبیاء اور اولیائے کرام کے سوائے دوسری جگہ ملنی مشکل ہے، لیکن دوسروں کو وجود باری تعالےٰ کا قائل کرنے کے لئے جو رنگ آپ کی تحریرات میں پایا جاتا ہے وہ شاید دوسری جگہ نہ مل سکے۔ کس دلآویز پیرایہ میں ہستی باری تعالےٰ کا پتہ دیتے ہوئے کیسے ہمدردانہ طریق سے اس پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں اس کی ایک مثال آپ کی تحریر میں ملاحظہ فرمائیے:۔

"میری ہمدردی کے جوش کا محرک یہ ہے کہ میں نے سونے کی ایک کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کر دوں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے، جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے، وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا، میرا دل ان کے فقر وفاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے ان کی تاریکی اور تنگ گزرانی پر میری جان گھٹی جاتی ہے میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہرات کو اتنے ملیں کہ ان کے دامن استعداد پُر ہو جائیں۔" (اربعین ۲ صـ)

دیکھا آپ نے! یہ ہے وہ شخص جس کو کافر اور بے ایمان اور کیا کیا کچھ کہا جاتا ہے، کیا کوئی ایسا شخص جس کو خدا پر سچا ایمان نہ ہو، ایسی دلآویز تحریر لکھ سکتا اور اس ہمدردانہ جوش کے ساتھ دوسروں کو اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے کی دعوت دے سکتا ہے؟ اسی ہمدردانہ جوش کا نتیجہ تھا کہ کئی تنگ دست اور کمزور ایمان آپ کے درِ دولت پر آ بیٹھے اور آپ نے ان کے دامن ان جواہرات سے بھر دیئے جو ایمان وایقان کے چمکتے ہوئے موتیوں سے لبریز ہیں۔ مولینا نورالدین، مولینا محمد احسن امروہی اور مولینا عبدالکریم جیسے صاحبان علم نے آپ کے دامن سے وابستہ ہو کر خدائے حیّ وقیوم پر ازدیاد ایمان کی نعمت حاصل کی، مولنا محمد علی رحؒ کو کس نے اسلام کا سپاہی بنایا، خواجہ کمال الدین رحؒ کو کس نے نور ایمان منور کر کے خادمِ دین بنا دیا، کس نے مولینا صدرالدین اور ان جیسے دیگر کئی ایک دلوں کو ایمانی حرارت اور جوش تبلیغ سے بھر دیا، یہ مرزا غلام احمدؑ تھا جس نے ان سب کو اور ان جیسے ہزاروں کو خدا پرست اور خادمانِ اسلام کی صف میں لا کھڑا کیا، لیکن افسوس! مولویوں کی نظروں میں وہ پھر بھی کافر کا کافر ہے۔

ہستی باری تعالےٰ پر ایمان کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت کا جو رنگ آپ کے کلام میں پایا جاتا ہے اس کی نظیر موجودہ لٹریچر میں مشکل سے ہی ملے گی، دنیا میں بہت سے بڑے بڑے نعت خواں ہوئے ہیں اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں نہایت اچھے اچھے قصیدے لکھے، لیکن حضرت مرزا صاحبؑ کے قصائد میں ایک بالکل نرالا رنگ پایا جاتا ہے، نثر کو دیکھو تب نظم کو دیکھو تب، ان کے نعتیہ کلام میں وہ سچا عشق اور فدائیت پائی جاتی ہے جس کی نظیر نعتیہ کلاموں میں بہت کم ملے گی۔ افسوس اخبار کے محدود صفحات میں اتنی گنجائش نہیں کہ ان تمام قصائد کو نقل کیا جا سکے، اسی پرچہ میں دوسری جگہ محترم مرزا مسعود بیگ صاحب نے اس موضوع پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ قارئین اسے ملاحظہ فرما کر آپؑ کے عشق رسول صلعم کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

ایسے ہی عشق کا اظہار آپ نے قرآن کریم کے متعلق بھی کیا ہے، جس سے متاثر ہو کر علامہ اقبال بھی پکار اُٹھے کہ رسول کریم صلعم کے متعلق کئی لوگوں کے عاشقانہ کلام پڑھنے اور سننے میں آئے لیکن قرآن کے ساتھ جس عشق کا اظہار مرزا صاحب نے کیا ہے اس کی نظیر مشکل سے ملے گی، اس عشق ومحبت کی لہریں آپ کی کتابوں میں جا بجا ملتی ہیں، جگہ جگہ نظم اور نثر میں قرآن پاک کی توصیف پائی جاتی ہے، ہم صرف چند اشعار بطور نمونہ یہاں درج کرتے ہیں جن سے اس عشق کا اظہار ہوتا ہے جو آپؑ کے سینہ میں موجزن تھے فرماتے ہیں:۔

وہ روشنی جو پاتے ہیں اس کتاب میں ؎ ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
اس سے ہمارا پاک دل وسینہ ہوگیا ؎ وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہوگیا
اس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا ؎ ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا
اس سے خدا کا چہرہ نمودار ہوگیا ؎ شیطان کا مکر و وسوسہ بیکار ہوگیا
قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے ؎ بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا ؎ پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا ؎ ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے ؎ جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں ؎ مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ ؎ وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں ؎ پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا
ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور ؎ ایسا چمکا ہے کہ صد نیّر بیضا نکلا

کونسا دل ہے جو مرزا صاحبؑ کے اس کلام کو پڑھ کر قرآن کریم کے ساتھ آپ کی وابستگی اور عشق د

# چند غلط فہمیوں کا ازالہ

محبت کا انکار کر سکے۔ ہاں بغض و تعصب دل کی آنکھوں کو اندھا کر دے تو اس کا علاج نہیں۔ ایسا ہی اسلام کی حقیقت بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:۔

"اسلام کی حقیقت نہایت ہی اعلیٰ ہے اور کوئی انسان کبھی اس شریف لقب اہل اسلام سے حقیقی طور پر ملقب نہیں ہو سکتا جب تک [illegible] میں نہ لگ جاوے۔ پس حقیقی طور پر اسی وقت کسی کو مسلمان کہا جائے گا کہ جب اس کی غافلانہ زندگی پر ایک انقلاب وارد ہو کر اس کے نفس امارہ کا نقش ہستی معہ اس کے تمام جذبات کے یک دفعہ مٹ جائے۔ اور پھر اس موت کے بعد محسن لِلّٰہ ہونے کی نئی زندگی اس میں پیدا ہو جائے، اور وہ ایسی پاک زندگی ہو جو اس میں خدمت خالق اور ہمدردی مخلوق کے اور کچھ بھی نہ ہو۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۱)

بھلا جس شخص کے یہ خیالات ہوں اسے کافر اور فاسق ٹھہرانا کسی حق پسند کا کام ہو سکتا ہے، لیکن ان مولوی صاحبان کو کیا کہا جائے کہ اس فدائے اسلام کی حمایت و تائید کے بجائے اس کے پیچھے اس طرح پڑ گئے جیسے بھڑوں کا چھتہ ایک راہ چلتے آدمی پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ یہ تھا مرزا صاحبؒ کا ذاتی ایمان و ایقان جس نے کئی دلوں کو نورِ ایمان سے بھر دیا۔

اس کے ساتھ ہی آپ نے اُن مذاہب پر جو اسلام کے دشمن بنے بیٹھے تھے اسلام کی حقیقت آشکارا کرتے ہوئے ان کے اپنے اصولوں اور نظریات پر جو محققانہ تبصرہ کیا اور جس طرزِ استدلال سے ان کی غیر معقولیت کو واضح کر کے انہیں ان کے گھر تک پہنچایا۔ وہ فنِ مناظرہ کا ایک بے نظیر شاہکار ہے۔ یہ موضوع ایک الگ تفصیلی بحث کو چاہتا ہے جس پر کسی آئندہ صحبت میں روشنی ڈالی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

## نزولِ جبریلؑ اور وحی نبوت

[illegible]

کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا۔ پس مبارک وہ جو اس کو یاد رکھے اور دیکھے،

[illegible]

---

## ایبٹ آباد مسجد اور مہمان خانہ کی توسیع کے مبارک اقدام کے لئے اپیل

### من بنیٰ مسجد اللّٰہ بنی اللّٰہ لہٗ بیتاً فی الجنۃ

احباب کرام کو علم ہے کہ خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی مساعیٔ جمیلہ اور ایثار سے ایبٹ آباد میں نہ صرف ایک خوبصورت مسجد تعمیر ہو چکی ہے بلکہ اس کے ساتھ مہمانخانہ کی تعمیر کے لئے چار کمروں و دیگر ضروریات کا کام بھی خانبہادر صاحب نے شروع کر رکھا ہے جس کے لئے کم و بیش پندرہ بیس ہزار روپیہ بکار ہے اس میں سے کچھ رقم مرکزی انجمن نے ڈاکٹر صاحب موصوف کو بھجوا دی ہے مگر ابھی کافی رقم کی ضرورت ہے جس کیلئے اہل ثروت احباب جماعت کو فوری توجہ کرنا ضروری ہے۔ یاد رہے کہ یہ مہمانخانہ موسم گرما میں طلباء دینیات کی اقامت کے کام آئے گا جہاں ڈاکٹر صاحب ممدوح کی اعلےٰ تعلیم و تربیت سے عمدہ نتائج نکلیں گے۔

لہٰذا یہ مسجد و مہمانخانہ جماعت احمدیہ لاہور کے لئے موسم گرما میں ایک مرکز کا کام دیگا جہاں بعض دوسرے احباب بھی آرام کے لئے جا سکیں گے۔

صدقہ جاریہ کے اس مفید ترین کام میں جو اصحاب جلد از جلد حصہ لیں گے ان کے لیئے دائمی اجر حسنہ مقدر ہے۔

جو اصحاب پانچ ہزار سے زائد رقم دیں گے ان کے نام بھی کمروں پر کندہ کئے جائیں گے۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری

---

"قرآن کریم بعد خاتم النبیینؐ کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبریل ملتا ہے اور باب نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے، کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلۂ وحی رسالت نہ ہو۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴)

"ظاہر ہے اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک فقرہ حضرت جبرئیل لائیں اور پھر چپ ہو جائیں یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے ...... ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ صلعم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷)

"رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ بات داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۴)

اس قدر وضاحت کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحبؒ جبرائیل کے وحی نبوت لیکر نازل ہونے کے قائل تھے، غلط بیانی اور سینہ زوری نہیں تو کیا ہے؟

---

## توہینِ انبیاءؑ کا الزام

اخبار "المنبر" میں کسی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ پر یہ الزام لگایا ہے کہ انہوں نے حضرت مسیحؑ اور دیگر انبیاء کی توہین کی ہے، یہ الزام نیا نہیں، خود حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بھی یہ الزام لگایا گیا جس کا جواب حضرت مسیح موعود نے بار بار مختلف کتابوں میں دیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"ہم ناظرین پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا تعالےٰ کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے۔"

(نورالقرآن سرورق)

(باقی بر صفحہ ۱۸ کالم ۲ و ۳)

---

جاءنی آئیل و اختار وادار اصبعہ و اشارات وعد اللّٰہ اتی فطوبیٰ لمن وجد و رأی۔

یعنے میرے پاس آئل آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور اشارہ

میں ہے، اور نہ حضرت مرزا صاحبؒ اس کے قائل ہیں، بلکہ انہوں نے متعدد مقامات پر صاف اور صحیح لفظوں میں بار بار یہ لکھا ہے کہ نزول جبریلؑ بہ پیرایہ وحی نبوت بند ہے۔ ملاحظہ ہوں عبارات ذیل:

---

# اللہ تعالٰی کی عالمگیر قدرت اور احسانات اور تزکیہ نفوس پیدا کرنے کی ضرورت

## تکمیلِ دین اور ختمِ نبوت کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

## حضرت مسیح موعودؑ پر دعوئے نبوت کا افتراء

**خُطبہ جُمعہ**
مؤرخہ ۱۹ جون ۱۹۷۰ء
فرمودہ
حضرت امیرِ قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام
جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض۔ وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ فیغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء واللہ علٰی کل شیء قدیر۔ اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل اٰمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر ـــــ (البقرہ ۲۸۴-۲۸۵)

### اللہ تعالٰی کے علم اور قدرت کی عکاسی کائنات میں۔

ان آیات میں اللہ تعالٰی نے اپنی قدرت کا، اپنے علم کا اور اپنے مالک و بادشاہ ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ وسیع کائنات جو ہمارے سامنے ہے خدا تعالٰی کی قدرت اور محیط علم کی عکاسی کرتی ہے۔ اس کائنات کے اندر کس قدر تنوع ہے۔ اس کی اقسام کی کوئی انتہا نہیں۔ کتنی اقسام کے درخت جنگلوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کی تعداد کا شمار نہیں ہو سکتا۔ پھر رنگا رنگ کے پھول ہیں رنگ برنگ کی چڑیاں ہیں۔ پھر اسی جنگل کے اندر درندے ہیں۔ ہاتھی ہیں۔ چیتے ہیں اور شیر ہیں۔ اور ان کی خوراک کے لئے ہرن، نیل گائے اور کیا کیا حیوان پائے جاتے ہیں۔ جو چیتوں اور شیروں کی خوراک ہیں۔ پھر زمین کی خشکی سمندر کی نسبت سے ۱/۴ ہے۔ اگر اس خشکی پہ اس قدر عجائبات ہیں تو سمندر کے اندر جو خشکی سے تین گنا بڑا ہے کیا کیا عجائبات ہوں گے۔ اس میں طرح طرح کی مچھلیاں ہیں جو زیادہ تر ان لوگوں کو دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے جو یورپ جاتے ہیں یا یورپ میں رہتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ کس کس شان کی اور کس کس قیمت کی ہیں۔

یہ سب کچھ اللہ تعالٰی نے انسان کے لئے پیدا کیا ہے۔ اسی سمندر کے اندر راجوں، مہاراجوں اور نواب اور بادشاہوں کے لئے موتی پائے جاتے ہیں اور خشکی میں ہزار فٹ کی بلندی پر دس بارہ ایسے ہرن پائے جاتے ہیں جن میں مشک جیسی مفید چیز ملتی ہے۔ تو یہ موتی یہ نافہ یہ پرند، چرند اور یہ مچھلیاں تمام کی تمام انسانوں کے لئے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالٰی کس قدر قدرت و حکمت اور علم و عظمت کا مالک ہے۔ اللہ تعالٰی نے انواع و اقسام کے حیوانات کو پیدا کیا ہے۔ ان کے لئے خوراک بھی مہیا کی ہے۔ اور انسانوں کی ضروریات کے لئے خوراک کے علاوہ ہر قسم کا سامان مہیا کر رکھا ہے۔ اسی کا ذکر اس آیت میں فرمایا ہے:۔ خلق کل شیء وھو علٰی کل شیء علیم۔ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور اسے ہر قسم کے جانداروں کی ضروریات کا علم ہے۔ اور یہ ضرورتیں اور سامان اس نے مہیا بھی فرمائے ہیں۔

### تزکیہ نفس پیدا کرنیکی ضرورت

ان آیات میں جہاں اللہ تعالٰی کی قدرت و احسانات کا ذکر ہے اس کے مقابل پر کائنات کا بادشاہ چاہتا ہے کہ انسان اس کا احسانمند ہو، فرمانبردار ہو۔ اور اپنے قلب میں اخلاص اور طہارت پیدا کرے۔ اللہ تعالٰی کی مہربانی اور احسانوں کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ انسان اس کے احسانات کو یاد کر کے اس کی طرف جھکیں تاکہ وہ ان سے خوش ہو جائے۔ دنیا کے بادشاہ اگر کسی پر خوش ہوتے ہیں تو وہ اور اس کے دوسرے خاندان والے کس قدر ممنون احسان ہوتے ہیں۔ ان کو پتہ ہوتا ہے کہ ہم پر بادشاہ کا کس قدر احسان ہے۔ پھر وہ بادشاہ جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اگر وہ کسی پر خوش ہو جائے تو وہ اس پر بڑے بڑے افضال کی بارش کرتا ہے۔ اس بادشاہ سے تعلق لگانا ہے تو اپنے اندر طہارت اور تزکیہ پیدا کرنا ضروری ہے، وہ ہمارے ظاہر اور خفیہ خیالات اور نیتوں کو جانتا ہے چنانچہ فرمایا ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ ہم اس سے خوب واقف ہیں، اور تمہاری نیت و ارادے کے مطابق ہم تمہارے ساتھ معاملہ کریں گے۔

### نبی کریم صلعم کے ساتھیوں کی قدر افزائی۔

ان آیات میں جہاں اللہ تعالٰی کی کامل الوہیت کا ذکر ہے وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل عبودیت کا بھی ذکر ہے، فرمایا اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالٰی کے کمالات کا مشاہدہ فرمایا اور آپ کو معرفت تام حاصل ہو گئی۔ اسی معرفت کی وجہ سے آپؐ اپنے رب پر ایمان لے آئے اور اس کے نتیجہ میں آپؐ سرچشمہ معرفت بن گئے۔ والمؤمنون اور آپؐ کی صحبت میں جو لوگ تھے انہوں نے بھی اس معرفت سے حصہ پایا۔ اور حضور نبی کریم صلعم کی مشکلات میں جہاں اللہ تعالٰی نے مدد کی وہاں مؤمنین نے بھی آپؐ کی مدد کی ہے۔ چنانچہ فرمایا ھو الذی ایدک بنصرہ و بالمؤمنین۔ اللہ تعالٰی نے خود بھی آپکی نصرت فرمائی اور مؤمنین کے زورِ بازو کے ساتھ بھی آپ کی امداد کی گئی۔

دنیا میں ایسے لیڈر کم ہوتے ہیں جو اپنے ساتھیوں کی اس طرح قدر دانی کرتے ہیں ایسے لیڈروں کی عظمت ان کے ساتھیوں کے دلوں کے اندر پیدا نہیں ہوتی، لیڈری کے لحاظ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مخصوص ہیں جنہوں نے مؤمنین کی خدمات کی دل سے قدر فرمائی، اور اس کا اعتراف کیا اسی بات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین۔ حضور صلعم کے لئے اللہ تعالٰی کی ذات کافی ہے۔ اور مؤمن جنہوں نے آپؐ کی اتباع کی ان کی ذات بھی آپؐ کی قوت بڑھانے کی موجب ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحابی کالنجوم۔ میرے پیچھے چلو۔ تو تم منزلِ مقصود پا لو گے اور اگر تمہیں کوئی میرا ساتھی مل جائے اور اس کے پیچھے چلو تو تب بھی تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ میں پھر اس بات کو دوہراؤں گا، اکثر لیڈر ذاتی مفاد و اغراض کے لئے لیڈری کرتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان کے لئے لیڈری کی ہے۔ اس میں ان کے دل میں ذاتی مقاصد و ذاتی منافع نظر نہیں آتے۔

### بین الاقوامی اتحاد کی بُنیاد

غرض حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کامل عبودیت کا نمونہ قائم کر کے دکھلایا۔ علاوہ ازیں دنیا جہان کی اقوام کو متحد کرنے کی خاطر فرمایا کہ تمام اقوامِ عالم کے پیغمبروں پر ایمان لانا ہمارا جزوِ ایمان ہونا چاہیئے۔ انبیاء و مرسلین کا سلسلہ بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کے لئے اللہ تعالٰی نے جاری فرمایا اور ان سب پر ایمان کے ذریعہ سے تمام بنی نوع انسانوں میں ہمدردی و اتفاق کی تعلیم دی۔

### موجودہ مُسلمانوں کی تنگ ظرفی

مگر آج کے مسلمان اس مقصدِ عظیم کو بھول چکے ہیں۔ وہ تو خود مسلمانوں کی تکفیر کر کے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ کہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وسعت قلبی اور کہاں مسلمانوں کے قلب کی تنگ ظرفی کہ وہ کلمہ گو مسلمان کو بھی کافر کہتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

### آئندہ نبی آنے کا ذکر قرآن میں نہیں۔

ان آیات میں ایک اہم امر قابلِ غور ہے جہاں

آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ گذشتہ انبیاء پر بھی ایمان لانے کی تلقین کی گئی ہے وہاں یہ نہیں فرمایا کہ آئندہ بھی نبی یا رسول آئیں گے ان پر بھی ایمان لانا ضروری ہوگا۔ خود حضورؐ کا بھی فریضہ ہے کہ انبیاء پر ایمان لائیں وہ سابقہ انبیاء پر تو ایمان لائے، مگر آئندہ کے انبیاء پر ایمان لانے کا ذکر نہیں فرمایا معلوم ہوا آئندہ کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔ یہ کتاب کامل ہے۔ فرمایا انا اول المسلمین میں سب سے بڑھ کر اللہ تعالے کے احکامات کی فرمانبرداری کرنے والا ہوں۔ اور فرمایا گذشتہ انبیاء علیہم السلام ایک ایک قوم میں ایک ایک قوم کی طرف مبعوث کئے گئے تھے انی لبعثت الی الناس عامۃ" میں دنیا جہان کے تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

## تکمیل دین خاتم النبیینؐ کے بعد نبی کے آنے سے مانع ہے

فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ہم نے حضور صلعم کی رسالت کے ساتھ دین کو کامل کر دیا اس دعوے کے ہوتے ہوئے اگر اس کتاب کے بعد کوئی ایک جملہ بھی اللہ تعالے کی طرف سے نازل ہو جائے تو اسلام کا تختہ اُلٹ جائے۔

## قرآن کے بعد وحی نبوت نہیں آسکتی۔

یہ کتاب کامل ہے۔ اس کے بعد قطعاً کوئی وحی نازل نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کوئی نبی آسکتا ہے جس پر وحی نبوت نازل ہو۔ نبی کا آنا اور وحی نبوت کا جاری ہونا لازم و ملزوم امر ہے۔ یہ بات تصور میں بھی نہیں آسکتی کہ اللہ تعالیٰ نبی کو بھیجے اور اس سے کلام نہ کرے۔ اور اگر کسی نبی کو مبعوث کر کے اس سے کلام کیا تو وہ کہاں لکھا جائے گا اور قرآن کریم کے دعوے الیوم اکملت لکم دینکم کی حقیقت کیا رہ جائے گی۔

## حضرت مسیح موعودؑ پر دعویٰ نبوت کا افتراء

اس زمانہ کے امام حضرت مرزا صاحبؑ نے فرمایا کہ افتراء کے طور پر لوگ میری طرف دعوے نبوت منسوب کرتے ہیں۔ میں اللہ تعالے کو حاضر و ناظر سمجھ کر لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا نبوت کا دعوے نہیں ہے اور حضرت نبی کریم صلعم خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا۔ بار بار آپ نے فرمایا کہ وحی نبوت بند ہے اور وحی ولایت جاری ہے۔ اور بار بار اپنی مختلف کتب میں حضرت صاحبؑ نے لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت بند ہے۔

## اتحاد انسانیت کا سبق

ان آیات میں اتحادِ انسانیت کا عظیم الشان سبق تلقین کیا گیا ہے۔ فرمایا کہ ہم تمام انبیاء کو اور ان کی الہامی کتب کو مانتے ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ ایک نبی کو مانتے ہیں اور دوسرے کو نہیں حضرت موسےٰؑ کو مانتے ہیں عیسےٰؑ کو نہیں مانتے یا حضرت ابراہیمؑ کو مانتے ہیں اور حضرت اسمٰعیل کو نہیں مانتے بلکہ تمام قوموں کے انبیاء اور کتب پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے۔ اس سے عالمگیر اخوت انسانیت کی تعمیر ہوتی ہے۔

## مغفرت الٰہی کی دعا

پھر فرمایا قالوا سمعنا۔ یعنی ہم نے ہر امر کو قبول کر لیا اور سمجھ لیا ہے۔ یعنی اللہ تعالے کے فرمان کو سن لیا اور اس کو قبول کر لیا۔ اور فرمایا واطعنا ہم نے پوری پوری اطاعت کر لی۔ ازاں بعد یہ دعا مانگی۔ غفرانک۔ یہاں بھی مفعول کا ذکر نہیں ہے اور نہ فعل کا ذکر ہے یہ اضطراب کی حالت ہے کبھی کبھی کسی مکان میں جہاں بچے اور عورتیں ہوں۔ کوئی چور گھس جائے تو عالم اضطراب میں ان کے منہ سے صرف چور چور ہی کی آواز نکلتی ہے، پورا لفظ چور ان کے منہ سے نہیں نکلتا۔ یہی اضطرار اس جملہ میں ہے غفرانک تیری مغفرت غفرانک میں صرف مخاطب "ک" میں یہ بات ہے کہ صرف تیرے ہی رحم و کرم تیری ہی مغفرت اور بخشش کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ ربنا اے ہمارے رب جو ہماری پرورش کے سامان مہیا فرماتا ہے اگر ہماری کوئی لغزش ہو اگر ہم سے کوئی تقصیر ہو جائے تو اس کو معاف فرما۔ والیک المصیر۔ قیامت کے دن تیرے ہی دربار میں حاضر ہونا ہے۔ کونسا منہ لے کر ہم تیرے دربار میں حاضر ہوں گے تو ہمیں توفیق عطا کر کہ ہم غیرت کی زندگی بسر کریں تیرے احکام کی پابندی کریں اور حضور نبی کریم صلعم کے اسوہ حسنہ پر عمل کریں۔

## رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ

آپ غور کریں کہ اللہ تعالے ہم سے کیا توقع رکھتا ہے۔ اور ہم کو کس مقام پر پہنچانا چاہتا ہے۔ انبیاء کرام اور مجددین کی آمد کی غرض انسانوں میں تزکیہ و طہارت پیدا کرنا ہے۔ اس مقام کے حصول سے اللہ تعالے کی رضاء حاصل ہوتی ہے۔ اس کی رضاء چاہتے ہو تو تزکیہ و طہارت اپنے اندر پیدا کرو۔ اگر یہ حیثیت جماعت یہ رنگ میسر آجائے تو اس کا لاجواب اثر ہوگا۔ آیئے ہم مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالے ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ کہ اپنے دلوں کو پاک و صاف کر کے خدا اور رسول کے حکموں کو بجا لائیں

## بیماروں اور مصیبت زدوں کے لئے دعا

ہمارے ایک نہایت ہی مخلص شخص چوہدری احمد خاں صاحب بیمار ہیں ان کے لئے اور ان سب کے لئے جو بیمار ہیں یا مختلف پریشانیوں میں مبتلا ہیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت دیں اور ان کا حامی و ناصر ہو۔

(دعا کی گئی)

---

## بقیہ خطبہ جمعہ
### مورخہ ۱۱ جون ۱۹۷۰ء

(بسلسلہ صفحہ ۲)

حاصل ہو سکتی ہے۔ دوسری جگہ زیادہ تفصیل سے بیان کیا۔ فرمایا من یطع اللّٰہ والرسول اولٰئک مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین جس شخص نے اللہ تعالے کی اطاعت کا جُوا اپنے اُوپر رکھ لیا۔ اور اطاعت نبویؐ کو اپنا شعار بنا لیا ایسے ان لوگوں کی معیت حاصل ہوگی جن پر اللہ تعالے نے انعام کیا۔ وہ کون ہیں؟ وہ ہیں انبیاء، صدیق، شہداء اور صلحاء۔

جنت میں جہاں دنیا جہان کے بادشاہ کے نائب یعنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کے صحابہؓ، صدیق، شہید اور صالحین ہیں۔ اس مجلس میں متقی انسان کو بھی بیٹھنے کا شرف حاصل ہوگا۔ وحسن اولٰئک رفیقا، ان میں سے ہر ایک اور وہ بھی سب کے سب اعلےٰ درجہ کے رفیق ہوں گے۔ رفیق وہ ہوتا ہے جو اپنے ساتھی سے پوری پوری ہمدردی رکھتا ہے۔

وقال اللّٰہ تعالیٰ۔ انی معکم لئن۔ اے دنیا جہان کے لوگو! سن لو میں تمہارے ساتھ ہوں لئن اقمتم الصلوٰۃ۔ اگر تم ہمارے احکامات پر عمل کرو گے اور نماز قائم کرو گے واٰتیتم الزکوٰۃ۔ اور مخلوق سے ہمدردی اور حسن سلوک کا برتاؤ کرو گے۔ واٰمنتم برسلی وعزرتموھم اور میرے رسولوں پر تم ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو گے واقرضتم اللّٰہ قرضاً حسناً، اور خدا کے راستہ میں خرچ کر کے اپنے مالوں سے قرضہ حسنہ دیتے رہو گے لاکفرن عنکم سیئاتکم ولادخلنکم جنٰت تجری من تحتھا الانھار، تو میں تمہارے گناہوں کو مٹا دوں گا اور تمہیں جنت میں داخل کروں گا۔ جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالے نے مختلف آیات میں فرمایا ہے کہ اس کی معیت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالے کے احکام کی عظمت دلوں میں ہو، اندرونے پاک و صاف ہوں، مخلوق خدا سے ہمدردی کی جائے۔ اس سے تقوی اللہ کا لباس حاصل ہوتا ہے، یہ وہ لباس ہے جس کو ہر شخص پہن سکتا ہے، امیر غریب چھوٹا، بڑا سب ہی یہ لباس پہن سکتے ہیں، نسل خاندان اور قوم کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ انسان کو ہم نے اپنی شکل پر پیدا کیا ہے تو انسان کو چاہیئے کہ اس شکل کو قائم رکھے۔ اس شکل کو بغض و حسد، غیبت اور عیب جوئی وغیرہ سیئات سے مسخ نہ کیا جائے۔ اگر یہ شکل مسخ ہو گئی تو پھر انسان کا کوئی ٹھکانا نہیں، کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ شکل جو اللہ تعالے نے عطا کی ہے مسخ نہ ہونے پائے۔

اللہ تعالے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ مقام جو اللہ تعالے نے اس کی معیت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے اس کے حصول کی کوشش کریں۔ یہ بڑا اعلےٰ مقام ہے۔ جو انسان کی پیدائش کا مقصد حقیقی ہے۔ اسی مقام کے حاصل کرنے سے اللہ تعالے کے دربار تک رسائی ہو سکتی ہے۔

## دربارِ خداوندی

میں مختلف مراتب کے مومنین کو ایک دوسرے کی مصاحبت اور رفاقت نصیب ہوگی۔ جہاں حضور سرورِ کائنات تشریف فرما ہوں گے وہاں ثوبان مولے رسول اللہ بھی شرفِ ملازمت و مصاحبت سے بہرہ ور ہوں گے۔ جس طرح اس زندگی میں صدیق اکبر اور ثوبان وغیرہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت نصیب تھی یہی معیت ان کو جنت الفردوس میں بھی حاصل رہے گی۔ نہ خدا کی معیت سے مومن خدا بن سکتا ہے اور نہ ہی نبی اور رسول کی معیت سے مومن نبی یا رسول بن سکتا ہے۔ ھم درجات عند اللّٰہ۔

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

# لقب "خاتم النبیین" محور یا نقطۂ مرکزی ہے جس کے ارد گرد تمام کمالاتِ نبوی گھومتے ہیں

(۲)

گزشتہ قسط میں احبابِ ربوہ کے خیال کی تردید کے علاوہ یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ احادیث میں اگر ایک طرف اس امر پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی تشریف آوری سے پہلے تمام نبیوں کے فیض رسانی کے سلسلہ کو بند کر کے اس فریضہ کی ادائیگی صرف حضرت نبی کریم صلعم کے وجود باجود کے ساتھ وابستہ کر دی گئی ہے اور اسی بناء پر آنحضور صلعم کو آخر الانبیاء بھی کہا گیا ہے اور اسی لئے آنحضور صلعم نے اپنی ذات کے متعلق صریح الفاظ میں فرمایا قد انقطعت النبوۃ والرسالۃ فلا رسول بعدی ولا نبی اور اسی طرح فرمایا لا نبی بعدی تو دوسری طرف یہ بتلانے کے لئے کہ گو نبوت منقطع ہو چکی ہے لیکن فیض نبوت بند نہیں ہوا بلکہ وہ جاری وساری ہے فرمایا لم یبق من النبوۃ الا المبشرات الا وھی الرؤیا الصالحۃ یراھا المؤمن او تری لہ یعنی نبوت کا مبشرات والا حصہ جس کو دوسرے لفظوں میں فیض نبوت کے لفظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے باقی ہے اور وہ رؤیا صالحہ ہے جسے مومن یا تو خود پاتا ہے یا اس کے لئے دوسرے کو عطا کیا جاتا ہے۔ یہاں رؤیا صالحہ سے مراد محض خواب ہی نہیں بلکہ ہر وہ طریق ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ مومنوں کو کسی علم سے نوازتا ہے جس میں خواب۔ کشف۔ الہام۔ وحی وغیرہ سب شامل ہیں اور بزرگانِ سلف اسی مفہوم پر متفق ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ وعدہ بھی کیا گیا تھا کہ اس کی مزید تشریح آئندہ قسط میں کی جائے گی۔

## انبیاء علیہم السلام کی وحی کے دو عنصر

قرآن کریم کا گہرا مطالعہ کرنے والا ہر شخص اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ انبیاء علیہم السلام پر جو وحی نازل ہوتی ہے جسے وحی نبوت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے وہ دو عنصروں پر مشتمل ہوتی ہے ایک عنصر کا تعلق شرعی احکام کے علاوہ جن کا تعلق انسانوں کی عملی زندگی سے ہوتا ہے ایمانی زندگی والے امور سے بھی ہوتا ہے مثلاً خدا تعالےٰ کی ہستی پر یقین پیدا کرنے والے دلائل توحید باری تعالےٰ پر دلائل شرک کی تردید پر دلائل اور جزا سزا کو ثابت کرنے والے دلائل ملائکہ اور شیطان کے وجود پر دلائل قضا و قدر پر دلائل رسالت اور وحی کی ضرورت پر دلائل بھی پیش کئے جاتے ہیں تا ان امور پر بصیرت سے بھرا ہوا ایمان قائم رہے اور دوسرے عنصر کا تعلق ان غیب پر مشتمل پیشگوئیوں سے ہوتا ہے جن کا اظہار خدا کی طرف سے پیش از وقت نبی پر محض اس لئے کیا جاتا ہے تا وہ پوری ہو کر نبی کے دعویٰ کی صداقت اور اس کے منجانب اللہ رسول ہونے پر دلوں میں یقین پیدا کر دیں کیونکہ ان کا تعلق ایسے امور سے ہوتا ہے جن پر انسانی علم محیط نہیں ہو سکتا۔ صرف خدائے عالم الغیب کا علم ہی ان پر احاطہ کئے ہوئے ہوتا ہے اور خدا کے بتلائے بغیر کوئی انسان ان کے متعلق قیاس آرائی نہیں کر سکتا انہی کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ولا یحیطون بشئی من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ السمٰوٰت والارض یعنی انسان خدا تعالےٰ کے علم کے کسی حصہ کا بھی احاطہ نہیں کر سکتا سوائے اس حصہ کے جس کا وہ خود علم دینا چاہے اس کے علم کے دائرہ نے تو آسمان اور زمین کو اپنے اندر لیا ہوا ہے پس وہ اپنے برگزیدہ نبیوں کو ان کی صداقت کا دوسروں کو یقین دلانے کے لئے کبھی آسمانوں میں ظاہر ہونے والے واقعات سے مطلع کرتا ہے اور کبھی زمین میں پیش آنے والے واقعات سے قبل از وقت آگاہی بخشتا ہے اور کبھی ایسے واقعات سے انہیں پیش از وقت اطلاع دیتا ہے جن کا تعلق خود ان کی ذات یا ان کے دوستوں یا دشمنوں کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ واقعات اپنے وقت پر ظاہر ہو کر رسول کو یقینی طور پر خدا کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا ہوا ثابت کر دیتے ہیں اور یہ لوگوں کے دلوں میں ان ہدایات پر عمل کرنے کے لئے شوق اور رغبت پیدا کر دیتا ہے جن ہدایات کو لوگوں کے عمل کے لئے وہ رسول خدا کی طرف سے لاتا ہے ان پر ایمان لانا اور ان کو منجانب اللہ یقین کرنا عام لوگوں کے لئے بغیر رسول کی طرف سے پیش کردہ پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھنے کے قریباً قریباً محال ہوتا ہے واقعات اسی حقیقت کا کون انکار کر سکتا ہے کہ رسول کے دعویٰ رسالت پر لوگوں کی طرف سے ابتداء میں مخالفت کا طوفان کھڑا ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ تدریجاً اس کی قبولیت پھیلتی ہے اور وہ اس کی صداقت پر خدا کی تائید اور نصرت کے نشانوں کو مشاہدہ کرنے کے بعد ہی پھیلتی ہے جبکہ لوگ یکے بعد دیگرے ان نشانوں کی بدولت ایمان لانا شروع کر دیتے ہیں۔ جب رسول اپنی بشری عمر ختم کر کے اللہ کو پیارا ہو جاتا ہے اور نشان دیکھنے والی نسل بھی ختم ہو جاتی ہے اور ان کے مشاہدہ میں آنے والے نشانوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ رسول تو موجود ہوتا نہیں کہ آنے والی نسلوں کے لئے نشان نمائی کا ذریعہ بنے اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو یقین کی دولت سے مالا مال کرنے کے لئے یہ انتظام کیا ہوا ہے کہ رسول کے کسی کامل متبع کو نبوت کا مبشرات والا حصہ عطا کر کے اس کو نشان نمائی کا ذریعہ بنا دیتا ہے اور اس سلسلہ کو نبی کی امت میں اس وقت تک جاری رکھتا ہے جس وقت تک اس نبی کی نبوت کا دنیا میں قائم رکھنا مقدر کیا ہوا ہوتا ہے ایسے امتی اپنے نبی کی شریعت میں دخیل نہیں ہوتے اور نہ اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل یا کمی بیشی کرتے ہیں بلکہ اس کو اس کے حال پر ہی رہنے دیتے ہیں خود بھی اسی پر عمل کر کے اس مقام تک پہنچتے ہیں جہاں پہنچ کر خدا کے مکالمہ و مخاطبہ کے انعام سے مشرف کئے جاتے ہیں اور دوسروں کو بھی اسی شریعت پر عمل کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور جس رسول کی وہ خود اتباع کر رہے ہوتے ہیں اسی رسول کی اتباع کی طرف لوگوں کو بھی دعوت دیتے ہیں یہ لوگ رسول اور اس کی شریعت کے زندہ ہونے کا ثبوت بہم پہنچانے میں مدد دیتے ہیں بغیر ایسے کامل متبعین کے رسول اور اس کی شریعت کی زندگی کا ثبوت لوگوں کے لئے میسر آنا ناممکن ہے جیسا کہ اسلام کے سوائے دیگر مذاہب کا حال ہے وہ ایسے ثبوت کی عدم موجودگی کی وجہ سے اب مردہ مذہب ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہمارے رسول اکرم صلعم چونکہ قیامت تک کے لئے رسول ہیں اس لئے آنجناب صلعم کی امت میں ایسے لوگ اس وقت تک ہر زمانہ میں پیدا ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی قیامت تک لازماً پیدا ہوتے رہیں گے جو آنحضور صلعم کی فیض رسانی اور قرآن کریم کی برکت کا مجسم ثبوت ثابت ہوتے رہیں گے ورنہ اسلام کا درخت بھی دیگر مذاہب کی طرح بے ثمر رہ جائے گا اور یہ تؤتی اکلھا کل حین کے وعدہ کے صریح خلاف ہے اسی لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا لم یبق من النبوۃ الا المبشرات اور اسی کی طرف قرآن کریم کی یہ آیت اشارہ کر رہی ہے قل ھٰذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علےٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی دیکھ لیجئے جس طرح آنحضور صلعم نے اپنی دعوت کی بنیاد بصیرت پر رکھی ہے اسی طرح اپنے متبعین کی دعوت کی بنیاد بھی بصیرۃ پر ہی رکھی ہے اور آیت استخلاف اور آیت وکذالک جعلناکم اُمۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی النّاس ویکون الرسول علیکم شھیداً بھی اسی حقیقت پر دلالت کرتی ہے۔ اسی لئے روز قیامت صرف رسولوں کو ہی شہادت کے لئے نہیں لایا جائے گا بلکہ ان کے متبعین کو بھی بطور شہداء لایا جائے گا کیونکہ رسول کے بعد وہی شہداء علی النّاس ہوتے ہیں جیسا کہ آیت ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوٰت ومن فی الارض الا من شاء اللہ ثم نفخ فیہ اخرٰی فاذا ھم قیام ینظرون و اشرقت الارض بنور ربّھا ووضع الکتاب وجایٔ بالنبیین والشھداء وقضی بینھم بالحق وھم لا یظلمون ووفیت کل نفس ما عملت وھو اعلم بما یفعلون اس پر صریح دلالت کر رہی ہے مزید ثبوت کے لئے مندرجہ ذیل آیات پر بھی غور فرمایا جائے۔ قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کے مدعی ہو تو پھر میری اتباع کرو۔ اس کے نتیجہ میں تم خدا کے محبوب بن جاؤ گے ورنہ خالی تمہارا دعوئے محبت بے کار ہے کیونکہ اس کا کوئی نتیجہ تمہیں نہیں ملے گا پھر ایسے محبوبانِ الٰہی کے متعلق فرمایا الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک ھو الفوز العظیم پھر فرمایا ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاؤکم فی الاٰخرۃ ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوں کو بشارت دی ہے کہ خوف اور حزن کے مواقع سے انہیں محفوظ رکھے گا دنیوی زندگی کے بارے میں بھی ان کو فرشتوں کے ذریعہ بشارتیں ملتی رہیں گی اور اخروی زندگی کے بارے میں بھی بشارتیں ملتی رہیں گی اللہ تعالیٰ کے ان کلمات کو کوئی بدل نہیں سکتا اور انسان کے لئے یہی سب سے بڑی کامیابی ہے کہ اس کا خدا سے تعلق پیدا ہو جائے اور وہ ہر موقعہ پر اس کا کفیل ہو جائے پھر مندرجہ ذیل آیات میں خدا کے محبوبوں میں ان محبوبوں کا ذکر خاص طور پر کیا ہے جو دنیا کی اصلاح کے لئے مامور کئے جاتے ہیں

ہم کی تصدیق کرتے ہیں اس حقیقت

یعنی مجدد دین گا۔ فرمایا رفیع الدرجات ذو العرش یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق ۔ المؤمن ع۲۔ اس آیت میں یلقی الروح من امرہ کی تفسیر میں تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے فان الالقاء لم یزل من لدن آدم الیٰ انتہاء زمن نبینا صلعم وھو فی حکم المتصل الیٰ قیام الساعۃ باقامۃ من یقوم بالدعوۃ علیٰ ماروی ابو داود عن ابی ھریرۃ عن النبی صلعم انہ قال ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ای باحیاء مااندرس من العمل بالکتاب والسنۃ ۔

پھر سورۃ النحل ع۱ میں اسی مضمون کو دہراتے ہوئے فرمایا ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الٰہ الا انا فاتقون ۔ یہ وہ محبوب الٰہی ہیں جو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق ہونے کی وجہ سے مثیل انبیاء کہلاتے ہیں۔ مندرجہ بالا آیات ایک طرف تو حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کی صحت کو ثابت کر رہی ہیں اور دوسری طرف اس حدیث میں وارد شدہ لفظ رؤیاء صالحہ کی تشریح بھی کر رہی ہیں اور بتلا رہی ہیں کہ رؤیاء صالحہ میں خدا کا مکالمہ مخاطبہ بھی شامل ہے ۔

## حقیقی معبود کے لئے اپنے پرستاروں سے کلام کرنا ضروری ہے۔

بعض لوگوں کا یہ بے بنیاد خیال ہے کہ اب سلسلہ الہام اور وحی بند ہے بے شک قرآن کریم کی موجودگی اور رسول کریم صلعم کے خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے اس الہام اور وحی کا سلسلہ تو بند ہے جس میں شریعت اور ہدایت کی راہیں بیان کی جاتی ہیں ۔ لیکن مطلق وحی کا سلسلہ بند قرار دینا تو قرآن اور حدیث کے صریح خلاف ہے مندرجہ بالا آیات اور حدیث کے علاوہ مندرجہ ذیل دو آیات بھی ایسے لوگوں کے غور کے لئے پیش کی جاتی ہیں ۔ پہلی آیت تو یہ ہے کہ جب حضرت موسٰے علےٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت قوم سے چالیس دن کے لئے الگ ہوئے تو اس مدت میں قوم جس شرک میں مبتلا ہو گئی اس کا ذکر اللہ تعالیٰ سورۃ الاعراف ع۱۸ میں ان الفاظ میں فرماتا ہے واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ من حلیھم عجلاً جسداً لہ خوار الم یروا انہ لا یکلمھم ولا یھدیھم سبیلا اتخذوہ وکانوا ظالمین ولما سقط فی ایدیھم وراوا انھم قد ضلوا قالوا لئن لم یرحمنا ربنا ویغفر لنا لنکونن من الخاسرین ۔ یعنی قوم نے حضرت موسٰے کے چلے جانے کے بعد اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا بنایا جو محض جسم ہی جسم تھا اس کے اندر سے بچھڑے کی طرح آواز نکلتی تھی اس کو انہوں نے اپنا معبود قرار دیا ۔ اس کے اس باطل خیال کی تردید میں اللہ تعالےٰ نے یہ دلیل ان کے سامنے پیش کی کہ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ بچھڑا تو ان سے کلام نہیں کرتا اور نہ ان کو سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دیتا ہے ۔ اس حالت میں جبکہ یہ نہ تو اس کے کلام سے مشرف ہوتے ہیں اور نہ اس سے ہدایت پاتے ہیں کیا انہوں نے اس کو معبود قرار دینے میں اپنی جانوں پر صریح ظلم نہیں کیا اس دلیل کو سن کر ان کے دلوں میں پشیمانی پیدا ہوئی اور ان کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ انہوں نے فی الحقیقت گمراہی کا راستہ اختیار کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ اگر ہمارا رب اس دلیل کے ذریعہ ہم پر رحم نہ کرتا اور ہماری حفاظت اور بخشش کا سامان نہ کرتا تو ہم یقیناً یقیناً خسران کا شکار ہو کر گمراہ ہی رہتے ۔

دوسری آیت اس مضمون کی سورۃ طٰہٰ ع۴ میں بیان کی گئی ہے ۔ اللہ فرماتا ہے فاخرج لھم (السامری) عجلاً جسداً لہ خوار فقالوا ھٰذا الٰھکم والٰہ موسیٰ فنسی افلا یرون الا یرجع الیھم قولاً ولا یملک لھم ضراً ولا نفعاً ۔ یعنی سامری نے بنی اسرائیل کے لئے ایک بچھڑا بنا دیا جو محض جسم ہی جسم تھا ۔ بچھڑے کی آواز کی مانند اس کے اندر سے آواز نکلتی تھی اس بچھڑے کے متعلق انہوں نے کہا کہ اے قوم یہی تمہارا معبود ہے اور یہی موسٰے کا معبود ہے لیکن موسٰے بھول رہا اس بچھڑے کے معبود ہونے کے خلاف جو دلیل اللہ تعالےٰ نے ان کے سامنے پیش کی وہ یہی ہے کہ کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ جس کو معبود قرار دے رہے ہیں وہ ان کی بات کا جواب نہیں دیتا اور نہ ان کے ضرر کا اور نہ ان کے نفع کا مالک ہے ۔ معلوم ہوا معبود حقیقی وہی ہو سکتا ہے جو اپنے پرستاروں سے ہم کلام ہو، ان کی باتوں کا جواب دے ۔ پہلی آیت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے اور یہ آیت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے

اگر وہ کسی ضرر کے شکار ہونے کے اندیشہ میں گرفتار ہوں اور اپنے معبود حقیقی سے اس ضرر کو دُور کرنے کی درخواست کریں تو ان کو اپنے کلام کے ذریعہ تسلی دیتے ہوئے اس ضرر کے دُور کرنے کے سامان مہیا کر دے جن سے وہ ضرر دُور ہو جائے ۔

جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا کو سن کر ان سے ان کی تکلیف دہ بیماری کو دُور کر دیا ۔ جیسا کہ ص ع۴ میں مذکور ہے واذکر عبدنا ایوب اذ نادیٰ ربہ انی مسنی الشیطان بنصب وعذاب ارکض برجلک ھٰذا مغتسل بارد وشراب اسی طرح اگر کسی نفع رساں چیز کی ضرورت پیش آئے تو ان کی درخواست پر وہ نفع رساں چیز مہیا کر دے ۔ قرآن کریم اس قسم کی مثالوں سے بھرا پڑا ہے جو بتلا رہی ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام نے جب اللہ تعالےٰ سے کسی نفع رساں چیز کے حاصل کرنے کا یا ضرر رساں چیز سے محفوظ رہنے کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالےٰ نے ان کی دعا کو قبول فرما کر ان کو ضرر رساں چیز سے محفوظ رکھا اور نفع رساں چیز مہیا کر دی اور اس سے خود ان کو بھی اور دیگر لوگوں کو بھی اپنے نفع اور ضرر کے مالک ہونے کا یقین دلا دیا ۔

اس بات کے ثبوت کے لئے کہ وحی شریعت کے علاوہ عام کلام غیر انبیاء یعنے انبیاء علیہم السلام کے متبعین کے ساتھ بھی ہوتا رہتا ہے ۔ حضرت موسٰے کی والدہ اور حضرت عیسٰے کی والدہ اور حضرت خضر اور زوجہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو وحی الٰہی ہوئی ہے اسے غور سے مطالعہ کر لیا جائے پھر اُمّتِ محمدیہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اولیائے کرام جو اس نعمت سے نوازے جاتے رہے ہیں اسے بھی مدنظر رکھا جائے پھر پہلی امتوں کے متعلق بھی احادیث میں محدثین کے وجود کا صریح الفاظ میں جو ذکر موجود ہے اسے بھی ملحوظ رکھا جائے تو اس بات کا یقین دلانے کے لئے یہ مثالیں کافی ہیں کہ انبیاء کے متبعین سے بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے سلسلہ کلام جاری رہتا ہے اس کے علاوہ جب حضرت نبی کریم صلعم کے متبعین میں بھی اس سلسلہ کا عملی طور جاری رہنا ثابت ہے تو یہ کہنا کہ یہ امت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے محروم ہے کس قدر جسارت ہے بلکہ یہ امت تو بدرجہا اولےٰ اس نعمت سے پہلی امتوں کے مقابلہ میں بڑھ کر نوازی جانے کی مستحق ہے کیونکہ یہ خاتم النبیین کی اُمّت ہے جس کا فیض پہلے نبیوں کے مقابلہ میں بہت بڑھ کر ہے اور جس کی کتاب کے متعلق کہا گیا ہے ان ھٰذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصالحات ان لھم اجراً کبیراً ۔ اور جس کے متعلق فرمایا فیھا کتب قیمۃ اور جس میں فرمایا گیا ہے یؤتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نوراً تمشون بہ اور جس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں محبوب الٰہی بننے کی بشارت دی گئی ہے اور جس کے متبعین کو یہ یقین دلایا گیا ہے کہ ان پر بشارتوں کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوتا رہے گا ۔

پس اگر امت محمدیہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے کاملین اس نعمت سے محروم رہیں تو قرآن شریف کے تمام مندرجہ بالا وعدے خلاف واقعہ قرار پائیں گے اور اس صورت میں قرآن کریم جس اعتراض کا مورد بن سکتا ہے وہ کسی عقلمند سے مخفی نہیں رہ سکتا ۔ اس کے متعلق تو صریح الفاظ میں لاتبدیل لکلمات اللہ لیکن ان وعدوں کے پورا ہونے کی صورت میں کلمات اللہ کا لازماً تبدیل ہو جانا تسلیم کرنا پڑے گا ۔ پھر اس کی شان تو یہ بیان کی گئی ہے تؤتی اکلھا کل حین جس کے معنے ہیں کہ یہ وعدے کسی خاص زمانہ یا کسی خاص مدت کے لئے نہیں ہیں، بلکہ جس زمانہ میں بھی ان کی ضرورت پیش آئے گی ان کو پورا کیا جائے گا ۔ پس اس حقیقت کا انکار کس طرح ممکن ہے جو حضرت آدم سے شروع ہو کر ہمارے اس زمانہ تک برابر اپنے وجود کا ثبوت پیش کرتی چلی آ رہی ہے اس صورت میں کس طرح ممکن ہے کہ اس زمانہ میں اُمتِ محمدیہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے کسی کامل کو اس نعمت سے محروم قرار دینے کی کوشش کو صحیح تسلیم کیا جائے اس زمانہ میں بھی اگر کوئی مسلمان یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ اسے اللہ تعالےٰ نے کتاب اللہ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی برکت کے نتیجہ میں اپنے مکالمہ مخاطبہ کے شرف سے نوازا ہے اور اس دعوےٰ کے درست ہونے کا ثبوت بھی بہم پہنچا دیتا ہے تو بجائے اس کے کہ اس کو طعن وتشنیع کا ہدف بنایا جائے اور اس کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کی جائے اس کے وجود کو تو غیر مسلموں کے سامنے اسلام کی صداقت پر بطور دلیل اور حجت کے پیش کرنا چاہیئے اور مسلمانوں کو خود بھی غیروں کو چیلنج کرنا چاہیئے کہ ہماری کتاب قرآن کریم اور ہمارے رسول مقبول صلعم کی صداقت ثابت ہو گئی اور دوسری قوموں کے مقابلہ میں ان کا سر فخر سے اونچا ہونا چاہیئے اور انہیں للکارنا چاہیئے کہ اگر تمہارے مذہبوں میں بھی جان ہے تو اس جیسا خدا رسیدہ انسان سامنے لاؤ اگر نہ لا سکو اور ہرگز نہیں لا سکو گے تو اسلام میں داخل ہو کر سعادت دارین حاصل کرو ۔ کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ ایسے باخدا انسان کا ساتھ

(باقی برصفحہ ۱۵ کالم ۲)

محترم میرزا مسعود بیگ صاحب ایم۔اے

# حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت مسیح موعودؑ کا عشق

(تقریر بر موقع جلسہ میلاد النبی صلعم)

آج ۱۶ مئی سنہ عیسوی اور ۱۲ ربیع الاول سنہ ہجری کے دن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کی تقریب سعید منائی جا رہی ہے۔ سنہ عیسوی کے مطابق حضورؐ کی ولادت پر دو چودہ سو سال گزر چکے ہیں کیونکہ سنہ ۵۷۰ء میں حضورؐ پیدا ہوئے تھے اور ہجری سن کے حساب سے یہ عرصہ چودہ سو سینتالیس ہوتا ہے۔ اس لمبے عرصہ میں حضورؐ کی ذات بابرکات سے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں نے اظہار عشق کیا ہے اور ایسی والہانہ عقیدت اور گہری محبت اور فدائیت کے گہرے جذبات ان کے قول اور عمل سے ظہور میں آئے کہ کسی اور مذہبی رہنما کے متبعین میں اس کی مثال نظر نہیں آتی۔ اور آج دنیا یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ حضرت محمد صلعم دنیا کے تمام مذہبی رہنماؤں میں کامیاب ترین انسان تھے (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

حضرت موسٰیؑ کے پیروکار مصیبت کے وقت الگ کھڑے ہو گئے اور کہا کہ تم اور تمہارا خدا جنگ لڑو اور جب فتح ہو جائے اور امن ہو جائے گا تو ہم بھی شامل ہو جائیں گے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار حلقہ باندھ کر آپؐ کے اردگرد کھڑے ہو گئے تاکہ تیر اور تلوار ان کے جسموں کو بے شک چھلنی کریں لیکن ان کے محبوبؐ کو گزند نہ پہنچے۔ اسی طرح حضرت مسیحؑ کے سب سے زیادہ قریبی اور معتمد حواری نے تین بار ان کا انکار کیا اور ان کی شان میں ناروا الفاظ استعمال کئے۔ لیکن محمد مصطفٰی کے فدائی رات دن ان کے محامد بیان کرنے میں مصروف ہیں اور چودہ سو سال سے شب و روز ان کی ذات پر درود بھیج رہے ہیں اور کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جبکہ دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں اللھم صل علی محمد کی آواز بلند نہ ہو رہی ہو۔ یہ شرف صرف ایک ہی انسان کے حصہ میں آیا جو خیر البشر افضل الرسل اور خاتم النبیین کے القابات سے ملقب ہے۔

آج سے ایک ہفتہ بعد ۲۶ مئی کو امام وقت حضرت مسیح موعودؑ کا یوم وصال ہے۔ اس لئے میں حضرت مسیح موعودؑ کے عشق رسولؐ کا ذکر کروں گا۔ تاکہ آج کے جلسہ میں دونوں باتیں جمع ہو جائیں یعنی مسیح موعودؑ کا ذکر بھی اور آپ کے آقائے نامدار صلعم کی شان بھی۔

ہر عاشق رسولؐ نے اپنے اپنے رنگ میں حضور صلعم سے عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ کسی نے حضورؐ کی شان میں فصیح و بلیغ اور دلربا قصیدے لکھے۔ کسی نے اپنی زندگی کو حضورؐ کے اتباع میں اور آپؐ کے رنگ میں ایسا رنگین کیا کہ اس کے قول و فعل میں حضورؐ کی سیرت سے سر مو انحراف بھی ممکن نہ رہا اور وہ اسوۂ رسولؐ کے مظہر نظر آنے لگے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بھر خربوزہ نہیں کھایا۔ کیونکہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور صلعم نے کھایا ہو۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے سارے دانت توڑ ڈالے کیونکہ انہیں معلوم ہوا تھا کہ غزوۂ احد میں حضورؐ کے دو دانت شہید ہوئے تھے۔ الغرض ایسی سینکڑوں مثالیں بیان کی جا سکتی ہیں جن سے عشاقِ رسول صلعم کے غیر معمولی مقام اور عشق کی لازوال کیفیات کا پتہ چلتا ہے۔

## مسیح موعودؑ کے عشق کا انداز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے قول اور فعل سے عشقِ رسولؐ کی ایسی روشن مثال ہمارے سامنے رکھی ہے جس کی نظیر اس زمانہ میں تلاش کرنا محال ہے۔ آپ نے نہ صرف حضورؐ کی شان میں عربی فارسی اور اردو میں بے نظیر قصیدے لکھے بلکہ ان تمام ناروا باتوں اور غلط اعتراضات کا جواب دیا جو معاندین اسلام نے حضورؐ کی طرف منسوب کی تھیں اور اس طرح آپ نے حضرت نبی کریم صلعم کے مطہر اور روشن چہرہ کو ان تمام داغوں اور دھبوں سے پاک صاف کر کے اس کے اصل روپ میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ نہ صرف یہ بلکہ آپ نے ایک جماعت تیار کی جو اس کام کو جاری رکھے اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچائے اور آپؐ کی شان کو بلند کرے۔ یہ جذبۂ عشق کوئی وقتی جذبہ یا کسی مختصر عرصہ کے لئے وارد ہونے والی کیفیت نہ تھی بلکہ یہ آپ کی زندگی کا نچوڑ اور آپ کی بعثت کی اصل غرض اور تمام جد و جہد کا خلاصہ تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

زعشاقِ فرقان و پیغمبریم
بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

## قربانی

عشق ہمیشہ قربانی چاہتا ہے، مال کی قربانی اپنے عیش و آرام کی قربانی اور پھر جان کی قربانی۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ کی زندگی گواہ ہے کہ آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ اپنا مال و متاع، اپنا عیش و آرام بلکہ تمام دنیوی خواہشات قربان کر دیں اور صرف ایک ہی لگن دل میں تھی کہ اسلام کا بول بالا ہو اور محمد رسول اللہ صلعم کا خوبصورت چہرہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ جان کی قربانی کے لئے بھی آپ ہمیشہ آمادہ اور موقع کے منتظر رہے اور ایک مسلسل جہاد میں اپنی پوری زندگی بسر کر دی۔ فرماتے ہیں ؎

درِ رہِ عشقِ محمدؐ ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفٰے
این است کام دل اگر آید میسرم

یا نبی اللہ فدائے ہر سر موئے تو ام
وقفِ راہِ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار

زندگانی چیست جاں کردن براہِ تو فدا
رستگاری چیست در بندِ تو بودن صید وار

آپ پر فنافی الرسول کی ایسی کیفیت طاری تھی کہ گویا آپ کا اپنا وجود باقی نہ رہا تھا اور اپنے محبوب کی ذات میں آپ کی ذات گم ہو چکی تھی۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں ؎

دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

نقشِ ہستی تیری الفت میں مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرہ تیری راہ میں اڑایا ہم نے

موردِ قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کی ہم
جب سے عشق ترا دل میں بٹھایا ہم نے

تیرے ہی منہ کی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

اپنی ہستی کو محبوب میں گم کرنے اور فنافی الرسول کے اسی مضمون کو فارسی میں یوں بیان فرمایا ہے ؎

دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید
کہ بستیمش بدامانِ محمدؐ

من آں خوش مرغ از مرغانِ قدسم
کہ دارد جاں بہ بستانِ محمدؐ

تو جانِ من منور کردی از عشق
فدایت جانم اے جانِ محمدؐ

. . . . . . . . . . . . . . . . .

## سب سے بڑا شغف

آپ کی زندگی کا سب سے بڑا شغف ذکرِ حبیبؐ تھا۔ آپ کثرت سے درود شریف کا ورد فرمایا کرتے تھے۔ جو دن بھر میں ہزار بار سے تجاوز کرتا تھا۔ اور کبھی تو تمام دن اسی کیفیت میں گزر جاتا تھا۔ ایک بار آپ نے کشفی حالت میں دیکھا کہ آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور انہوں نے آپ کے گھر میں چاروں طرف نور کا چھڑکاؤ کیا ہے جیسے بہشتی پانی کی مشک سے چھڑکاؤ کرتا ہے۔ آپ نے جب چاروں طرف یہ نور کا سماں دیکھا تو آواز آئی ھذا بما صلیت علیٰ محمد۔ یہ اس درود و سلام کا نتیجہ ہے جو حضرت محمد صلعم پر آپ بھیجتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کا ذکر آپ کا سب سے دل پسند کام اور آپ کی روح کی غذا تھی۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

وذکر المصطفٰی روح لقلبی
وصار لمھجتی مثل الطعام

پھر فرمایا ؎

یا لیت شق جنانی المتموج
لاری الخلائق بحرھا کالماء

اسی طرح دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

یا قلبی اذکر احمدا
عین الھدیٰ مفنی العدیٰ

برًا کریمًا محسنًا
بحر العطایا والجدا

بدرٌ منیرٌ زاھرٌ
فی کل وصفٍ حمدا

احسانہ یصبی القلوب
وحسنہ یروی الصدا

ذکرِ حبیبؐ اور حبِّ پیمبرؐ کا ایک سمندر آپ کے سینہ میں موجزن تھا اور جب اس میں ارتعاش پیدا ہو جاتا تو آپ اپنے محبوب کی مدح میں دلنواز ترانے گانے لگتے۔ فرماتے ہیں :-

در دلم جوشد ثنائے سرورے
آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

آں رخِ فرخ کہ یک دیدار او
زشت رو را می کند خوش منظرے

احمدِ آخر زماں کز نورِ او
شد دلِ مردم ز خور تاباں ترے

آنکہ در بر و کرم بحرِ عظیم
آنکہ در لطفِ اتم یکتا درے

آنکہ در جود و سخا ابرِ بہار
آنکہ در فیض و عطا یک خاورے

امی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے

(باقی بر صفحہ ۲۲ کالم ۱)

## الحاج ممتاز احمد صاحب فاروقی۔ راولپنڈی

جب کسی رُوحانی پیشوا کی وفات کے بعد ایک لمبی مدت گذر جاتی ہے تو لوگوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں اور ان میں خدا سے دُوری دین سے غفلت اور فسق و فجور پھیل جاتا ہے۔ تب اللہ تعالےٰ اپنی سنّتِ قدیمہ کے ماتحت کسی نئے روحانی انسان کے ذریعہ اُن رُوحانی مُردوں کو زندگی بخشتا ہے۔ آنحضرت صلعم سے پہلے تو ایک سلسلہ انبیاء کا نظر آتا ہے۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت ختم ہو چکی تو اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کی اُمّت پر یہ احسان کیا کہ ہر صدی کے سر پر ایک ماموُر من اللہ (مجدّد دین) بھیجنے کا وعدہ کیا جو احیائے دین کرتا رہے گا۔ جیساکہ ابو داؤد کی مشہور اور مستند حدیث سے ثابت ہے اور جس پر تاریخ اسلام میں مناسب اوقات پر مختلف مجدّدین اسلام نے اپنے دعووں سے اس پر صداقت کی مُہر لگا دی ہے۔

چودھویں صدی ہجری میں جو مجدّدِ اعظم ماموُر ہونا تھا جس کو جناب الٰہی نے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا شرف بھی بخشا ہے۔ اس کا دعوےٰ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے کیا۔ سورۃ النوُر میں آیت استخلاف بھی اُمّتِ محمدیہ میں رُوحانی خلفاء کے آنے کی بشارت دیتی ہے۔

۱۸۸۵ء کے شروع میں حضرت مرزا صاحب نے دعوئے مجدّدیت کا اعلان کیا۔ کتاب براہین احمدیہ کے شائع ہونے کے بعد حضرت مرزا صاحب کی شہرت کافی پھیل چکی تھی۔ اس لئے لوگوں میں عقیدت اور ارادت بڑھ رہی تھی۔ کئی ایک احباب نے خواہش ظاہر کی کہ آپ بیعت لینا شروع کریں۔ مگر حضوُر نے فرمایا کہ مجھے ابھی حکم الٰہی اس بارے میں نہیں ملا۔ اس لئے انتظار کریں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا معاملہ دنیا کے اور گدی نشینوں کی طرح نہ تھا کہ جن کو نام و نمود اور اثر و رسُوخ کی تمنا ہوتی ہے۔ آپ نے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو اعلان کیا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اب بیعت لینے اور جماعت تیار کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کے متعلق اپنا الہام بھی شائع کیا۔ فاذا عزمت فتوکّل علی اللّٰہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا۔ یعنی خدا یہ ہمارے حکم سے کشتی تیار کر۔ کشتی کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ اس سے مراد جماعت ہے۔ ساتھ ہی اس بیعت کے بارے میں یہ الہام ہوا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ۔ کہ بے شک جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔

### مجدّدین کا انکار

۱۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وکونوا مع الصادقین۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ خدا سے ڈرو، اور صادقوں کا ساتھ دو۔ گویا صادقوں (اور مجدّدِ وقت سے بڑھ کر صادق کون کہلا سکتا ہے) کا ساتھ نہ دینے کو خلاف تقوےٰ قرار دیا ہے۔ دوسری جگہ قرآنی حکم ہے وتعاونوا علی البرّ والتقوٰی۔ نیکی اور تقوےٰ کے کاموں میں مدد کرو۔ اس لئے کوئی مسلمان ایسا کہنے میں حق بجانب نہیں کہ ہم سب ارکانِ اسلام پر عمل کرتے ہیں۔ اس لئے ہم مجدّدِ وقت کو ماننے کے لئے مکلّف نہیں ہیں۔

۲۔ پس ہر ایک مؤمن کا فرض ہے کہ وہ مجدّدِ زمانہ کی دعوت پر لبیک کہے (من لم یعرف امام زمانہ فقد مات) میتۃ الجاھلیۃ (جس نے اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانا وہ جاہلیت کی موت مر گیا)۔ یہاں جاہلیت کا لفظ اضافی و نسبتی ہے۔ یعنی اس زمانہ میں جس قدر بدعات اور جہالتیں دین میں شامل ہو چکی تھیں اور جس کی اصلاح مجدّدِ زمانہ کے ہاتھ پر مقدر تھی۔ ان سے نجات نہ پا سکا۔ اور اس جہاد میں حصّہ نہ لے سکا۔ اور اس لئے اُسی طرح قابلِ مواخذہ ہوگا جس طرح کوئی نماز یا روزہ یا زکوٰۃ یا کسی فرضی حکم کا تارک قابلِ مواخذہ ہوتا ہے۔

۳۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام نے حکم قرآنی کے ماتحت (وجاھدھم بہٖ جھاداً کبیرا۔ اور اس قرآن کے ساتھ سب سے بڑا جہاد کرو) دلائل اور براہین سے حکم قرآنی اور دین اسلام کی اشاعت کو اپنے مشن کی غرض بتلایا۔ جب آپ کے محبوب اور مخلص ترین مرید۔ حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ آپ کی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے تو حضرت مرزا صاحبؑ عیسائیوں کے خلاف ایک کتاب لکھو۔ چنانچہ مولانا صاحبؓ نے وہ معرکتہ الآرا تصنیف کی جس کا نام "فصل الخطاب" ہے۔ اس کے بعد حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اب کیا کروں؟ فرمایا آریوں کے خلاف ایک کتاب لکھو۔ جس پر مولانا نور الدین صاحبؓ نے "تصدیق براہین احمدیہ" لکھی۔

### جماعت احمدیہ اور بیعت کی غرض

حضرت مرزا صاحبؑ کو ایک جماعت بنانے اور بیعت لینے کا حکم ہوا تھا۔ کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ کیا آگے اُمّتِ محمدیہ میں کم فرقے تھے جو ایک اور فرقہ کی بنیاد ڈالی گئی؟ مسلمانوں کو خطاب کر کے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے: ولتکن منکم اُمّۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔ تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے (جس کا کام یہ ہو) کہ وہ بھلائی اور ہدایت کی طرف (لوگوں کو) بلائے اور نیکی کی تلقین کرے اور بُری باتوں سے منع کرے۔

فی زمانہ عام مسلمانوں کی اس مقدس کام کی طرف بہت ہی کم توجہ تھی۔ کوئی باقاعدہ منظم جماعت نہ تھی جس کا مطمح نظر تبلیغ اسلام ہو اس لئے مجدد وقتؑ نے الٰہی حکم کے ماتحت ایک ایسی منظم جماعت بنائی جن سے دس شرائط لی جاتی تھیں۔ اور ایک متقی اور با اخلاق مسلمان بننے کے علاوہ "دین کو دنیا پر مقدم کرنا" ان کا نصب العین تھا۔ عام عقائد میں وہ اہل سنت والجماعت کے ہم خیال تھے۔ سوائے اس کے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو فوت شدہ (قرآنی آیات کے ماتحت) قرار دیتے تھے۔ اور چونکہ فوت شدہ شخص قانونِ الٰہیہ کے ماتحت اس دنیا میں واپس نہیں آ سکتا۔ اس لئے اسی اُمّتِ محمدیہ سے وہ مسیح موعود پیدا ہو سکتا تھا جس کی خوشخبری آنحضرت صلعم نے دی تھی۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ نے ۱۸۹۰ء میں اللہ تعالےٰ سے خبر پا کر "مسیح موعود" ہونے کا دعوےٰ کیا سب مسلمانوں کو اپنے دعوےٰ سے آگاہ کیا اور خدمتِ دین اور اشاعت اسلام خصوصاً عیسائیوں اور آریوں کے برخلاف جہاد میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ کوئی الگ اور نرالے عقائد والا فرقہ نہیں بنایا۔ بلکہ اسلام کے متعلق غلطیوں کا کام نہیں ہو سکتا تھا۔

### بیعت کی ضرورت

پس حضرت مجدّدِ وقتؑ کے ہاتھ پر بیعت کوئی معمولی پیری مریدی کی بیعت نہیں تھی۔ بلکہ یہ بیعت وہی مفہوم اپنے اندر رکھتی تھی جس مفہوم کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی تھی۔ یہ تو ایک جہادِ کبیر تھا جو حضرت مجدّدِ وقتؑ نے تمام ادیانِ باطلہ کے خلاف شروع کیا اور اسلام کے روحانی غلبہ اور قلوب کی فتح کے لئے ایک مجاہدین کی جماعت بنائی۔ اور ان میں سے ہر ایک سے ایثار و قربانی کی بیعت لی۔ ہاں یہ ایک جہاد ہے جس میں یہ جماعت احمدیہ لگی ہوئی ہے جیسا کہ حکم قرآنی ہے کہ جاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللّٰہ (اپنے اموال اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو) اور جو لوگ اس جہاد میں شریک نہیں ہوتے وہ یقیناً ایک اہم فریضہ کے تارک ہیں۔ جس کے لئے وہ اللہ تعالےٰ کے حضور جوابدہ ہوں گے۔

حضرت مرزا صاحبؑ نے بھی مسلمانوں کی دین کی طرف سے غفلت کا رونا رویا ہے فرماتے ہیں۔

بیکسے شد دینِ احمدؐ ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمدؐ کار نیست

(دینِ احمدؐ بیکس ہو گیا اور اس کا کوئی یار اور مددگار نہیں، ہر کوئی اپنے کام میں لگا ہوا ہے۔ دینِ احمدؐ سے غافل ہے)

اے خدا ہرگز مکن شاد آں دلِ تاریک را
آنکہ اُو را فکرِ دینِ احمدؐ مختار نیست

(اے خدا اس دلِ تاریک کو ہرگز شادمت کر جس دل میں احمدؐ مختار کے دین کا فکر نہیں ہے)

### عہدِ بیعت سے لاپرواہی

افسوس سے دیکھا گیا ہے کہ ہماری جماعت احمدیہ کے افراد میں اب وہ پہلے جیسی چُستی اور ایثار و قربانی اور خدمتِ دین کے لئے جدوجہد نظر نہیں آتی۔ ایک وقت تھا کہ

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۱)

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

# حضرت مسیح موعودؑ کے دہلی کے دو سفر

## فوت شدہ اولیائے کرام کی کرامات اور ان کی قبروں کی زیارت

## سخت ترین مخالفت میں تبتل الی اللہ اور اطمینانِ قلب کا نظارہ

## احمدی نام کی وجہ تسمیہ

بانی تحریک احمدیت حضرت میرزا غلام احمد صاحبؑ اپنی تمام عمر اسلام کی خدمات میں مصروف رہے۔ ایام شباب ہی میں انہیں تبلیغ اسلام کا شوق تھا۔ دنیا کی کوئی کشش اور کوئی ولولہ انہیں دنیاوی مصروفیتوں اور مشغلوں کی طرف متوجہ نہ کر سکا۔ وہ اپنی موت سے ایک دن قبل تک تائید اسلام میں مضامین لکھتے رہے۔ اس وقت ہم ان کی زندگی کے چند ایسے واقعات بیان کریں گے جو بظاہر بڑے معمولی قسم کے ہیں لیکن اگر ان پر غور کیا جائے تو معرفت کے کئی دفتر کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔ یہ واقعات حضرت مرزا صاحبؑ کے سفرِ دہلی سے تعلق رکھتے ہیں۔

ایک سفر تو بروز اتوار ۲۲ راکتوبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو شروع ہوا تھا۔ گاڑی رات کے نو بجے امرتسر سے روانہ ہوئی اور تقریباً ساڑھے تین بجے بعد دوپہر دہلی پہنچی۔ اس سفر میں حضورؑ کے ہمراہیوں کو بعض ایسے مشاہدات سے واسطہ پڑا جو ان کے لئے موجب ازدیاد ایمان ہوئے۔ ان میں سے بعض قارئین کے استفادہ کے لئے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ جب لوگ کسی شہر میں سیر و سیاحت کے لئے جاتے ہیں تو وہاں کے مشہور مقامات۔ آرائش اور زیبائش کے طور پر کھڑی ہوئی عمارات کی سیر کرتے ہیں۔ سربفلک عمارات کا معائنہ کرتے ہیں۔ بڑے بڑے بازار وسیع اور وصل پذیر دکانوں کو دیکھ کر فرحت حاصل ہوتی ہے۔ دل پسند اشیاء کی خرید و فروخت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ مگر اس محرم اسرار اور رازدانِ حقیقت کے لئے ان دنیوی نظاروں میں کوئی دلچسپی نہ تھی وہ تو ہر وقت ایسے موقعوں کی تلاش میں رہتے تھے جن سے انہیں اسلام کی تعلیم اور تبلیغ قرآن کی تقریب میسر آجائے۔ چنانچہ جب آپ کی خدمت میں ۲۵ راکتوبر ۱۹۰۵ء کو شہر دہلی میں چند مولوی اور طلباء حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم لوگ اسلام کے تمام شعائر پورے کرتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ پھر آپ کو ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ اس ملاقات کو حضور نے غنیمت جانا اور اسی وقت خندہ پیشانی اور حاضر جوابی کے طور پر چند بصیرت افروز کلمات فرمائے جن سے آج بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے فرمایا:۔

"انسان جو کچھ اللہ تعالےٰ کے حکم کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ سب موجب مصیبت ہو جاتا ہے۔ ایک ادنےٰ سپاہی سرکار کی طرف سے کوئی پروانہ لے کر آتا ہے تو اس کی بات نہ ماننے والا مجرم قرار دیا جاتا ہے اور سزا پاتا ہے۔ مجازی حکام کا یہ حال ہے۔ تو احکم الحاکمین کی طرف سے آنے والے کی بے عزتی اور بے قدری کرنا کس قدر عدول حکمی اللہ تعالےٰ کی ہے۔ خدا تعالےٰ غیور ہے۔ اس نے اپنی مصلحت کے مطابق عین ضرورت کے وقت بگڑی ہوئی صدی کے سر پر ایک آدمی بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو ہدایت کی طرف بلائے۔ اس کے تمام مصالح کو پاؤں تلے کچلنا ایک بڑا گناہ ہے۔ انسان کی عقل خدا کی مصلحت سے نہیں مل سکتی۔ آدمی کیا چیز ہے جو مصلحت الٰہی سے بڑھ کر سمجھ رکھنے کا دعوےٰ کرے خدا کی مصلحت اس وقت بدیہی اور اجلیٰ ہے۔ اسلام میں سے پہلے ایک شخص بھی مرتد ہو جاتا تھا تو شور برپا ہو جاتا تھا۔ اب اسلام کو ایسا پاؤں کے نیچے کچلا گیا ہے کہ ایک لاکھ مرتد موجود ہے۔ اسلام جیسے مقدس و مطہر مذہب پر کس حد تک حملے کئے گئے ہیں کہ ہزاروں لاکھوں کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیوں سے بھری ہوئی شائع کی جاتی ہیں۔ بعض رسالے کئی کروڑ تک چھپتے ہیں۔ اسلام کے خلاف جو کچھ شائع ہوتا ہے اگر سب کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ایک پہاڑ بنتا ہے۔ مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ گویا ان میں جان ہی نہیں اور سب کے سب ہی مر گئے ہیں۔ اس وقت اگر خدا بھی خاموش رہے تو کیا حال ہوگا۔ خدا کا ایک حملہ انسانوں کے ہزار حملوں سے بڑھ کر ہے۔ اور وہ ایسا ہے کہ دین کا بول بالا ہو جائے گا۔"

اسی سلسلے میں جہاد بالسیف پر بھی آپ کی گفتگو ہوئی جس پر حضرت مرزا صاحبؑ نے حسب ذیل گفتگو فرمائی:۔

"اگر تم نے جنگوں سے فتح پانی ہوتی اور تمہارے لئے لڑائیاں کرنا مقدر ہوتا تو خدا تم کو ہتھیار دیتا۔ توپ و تفنگ کے کام میں تم کو سب سے بڑھ کر ہوشیاری اور چالاکی دی جاتی۔ مگر خدا کا فعل یہ ظاہر کر رہا ہے کہ تم کو یہ طاقتیں نہیں دی گئیں۔ بلکہ سلطان روم کو بھی ہتھیاروں کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ جرمن یا انگلستان وغیرہ ممالک سے بنواتا ہے۔ اور آلاتِ حرب عیسائیوں سے خریدا کرتا ہے۔ چونکہ اس زمانے کے واسطے یہ مقدر نہ تھا کہ مسلمان جنگ کریں اس واسطے خدا نے ایک اور راہ اختیار کی۔ ہاں صلاح الدین وغیرہ بادشاہوں کے وقت ان باتوں کی ضرورت تھی۔ تب خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کی مدد کی اور کفار پر ان کو فتح عطا کی۔ مگر اب تو مذہب کے واسطے کوئی شخص جنگ نہیں کرتا۔ اب تو لاکھ لاکھ پرچہ اسلام کے برخلاف نکلتا ہے۔ جیسا ہتھیار مخالف کا ہے ویسا ہی ہتھیار ہم کو تیار کرنا چاہیئے یہی حکم خداوندی ہے۔ اب اگر کوئی خونی مہدی آجائے اور لوگوں کے سر کاٹنے لگے۔ تو یہ بے فائدہ ہوگا۔ مارنے سے کسی کی تشفی نہیں ہو سکتی۔ سر کاٹنے سے دلوں کے شبہات دور نہیں ہو سکتے۔ خدا کا مذہب جبر کا مذہب نہیں ہے۔ اسلام نے کبھی پہلے بھی پیش دستی نہیں کی۔ جب بہت ظلم صحابہؓ پر ہوا۔ تو دشمنوں کو دفع کرنے کے لئے جہاد کیا گیا تھا۔ خدا کی حکمت کے مطابق کسی کی دانائی نہیں۔ ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ اس معاملہ میں دعا کرے اور دیکھے کہ اس وقت اسلام کی تائید کی ضرورت ہے یا نہیں جسم پر غالب آنا کوئی شئے نہیں اصل بات یہ ہے کہ دلوں کو فتح کیا جائے۔ میں نے کوئی بات قال اللہ اور قال الرسول کے برخلاف نہیں کی ........"

۲۔ اسی سفر کے دوران دہلی میں سیر و سیاحت کے سلسلہ میں حضرت مرزا صاحبؑ نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحبؒ سے جو کہ ان کے ہمراہیوں میں سے تھے مخاطب ہو کر فرمایا "آج کہاں کی سیر کی"۔ انہوں نے عرض کیا کہ فیروز شاہ کی لاٹ۔ محافظ خاں کی مسجد۔ لال قلعہ وغیرہ مقامات دیکھے ہیں۔ اس پر حضرت مرزا صاحبؑ نے ان مقامات کا ذکر کیا جن میں انہیں دلچسپی تھی چنانچہ انہوں نے اس موقعہ پر جو کچھ فرمایا وہ بڑا سبق آموز ہے، فرمایا:۔

"ہم تو بختیار کاکی۔ نظام الدین صاحب اولیاء اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ اصحاب کی قبروں پر جانا چاہتے ہیں۔ دہلی کے یہ لوگ جو سطح زمین کے اوپر ہیں نہ ملاقات کرتے ہیں نہ ملاقات کے قابل ہیں اس لئے جو اہل دل لوگ ان میں سے گذر چکے ہیں اور زمین کے اندر مدفون ہیں ان سے ہی ملاقات کر لیں۔ تاکہ بدوں ملاقات تو واپس نہ جائیں۔ میں ان بزرگوں کی یہ کرامت سمجھتا ہوں کہ انہوں نے قسی القلب لوگوں کے درمیان زندگی بسر کی۔ اس شہر میں ہمارے حصہ میں ابھی وہ قبولیت نہیں آئی جو اُن لوگوں کو نصیب ہوئی۔

چشم باز و گوش باز و ایں ذکا
خیرہ ام از چشم بندی خدا

اسلام پر یہ کیسا مصیبت کا زمانہ ہے اندرونی مصائب بھی بے انتہاء ہیں اور بیرونی بھی بے حد ہیں۔ پھر یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ کسی مصلح کی ضرورت نہیں۔" الخ۔

۳۔ دہلی چالیس کروڑ انسانوں کے ملک کا دارالخلافہ ہے۔ اور شہر دنیا کے مہذب ترین شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ یہ تعلیم۔ تہذیب و تمدن کا ایک گہوارہ ہے۔ اس کی پشت پر سینکڑوں برسوں کی تاریخ ہے۔ اس میں بے شمار اہل علم و فضیلت بستے چلے آئے ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے سفر دہلی کے دوران بہت سے اہل علم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ اور اُن سے جو تبادلہ خیالات ہوا اس سے بڑے اہم نکات کی وضاحت ہوئی۔

چنانچہ ایک عالم نے آکر حضور سے استفسار کیا کہ خدا نے تو ہمارا نام "مسلمان" رکھا ہے آپ نے اپنی جماعت کا نام "احمدی" کیوں رکھا ہے حالانکہ قرآن شریف میں یہ ارشاد ہے کہ "ھو سمّٰکم المسلمین" یعنے خدا نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اس کا جواب حضورؑ نے حسب ذیل دیا۔ جس کی روشنی میں آج بھی یہ اعتراض کامیابی کے ساتھ رد کیا جا سکتا ہے۔ حضورؑ کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

"اسلام بہت پاک نام ہے اور قرآن شریف میں یہی نام آیا ہے۔ لیکن جیسا کہ حدیث شریف میں آچکا ہے۔ اسلام کے ۷۳ فرقے ہو گئے ہیں۔ ہر ایک فرقہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے انہی میں ایک رافضیوں کا ایسا فرقہ ہے۔ جو سوائے دو تین آدمیوں کے تمام صحابہؓ کو سب و شتم کرتے

ہیں۔ نبی کریم صلعم کی ازواج مطہرات کو گالیاں دیتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو بُرا کہتے ہیں۔ پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔

خارجی حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو بُرا کہتے ہیں۔ اور پھر بھی مسلمان نام رکھاتے ہیں۔ بلادِ شام میں ایک فرقہ یزیدیہ ہے جو امام حسینؓ پر تبرا بازی کرتے ہیں۔ اور مسلمان بنے پھرتے ہیں۔ اسی مصیبت کو دیکھ کر سلف صالحین نے اپنے آپ کو ایسے لوگوں سے تمیز کرنے کے واسطے اپنے نام شافعی، حنبلی وغیرہ تجویز کئے۔ آج کل نیچریوں کا ایک فرقہ ایسا نکلا ہے جو جنت دوزخ۔ ملائک۔ وحی سب باتوں کا منکر ہے۔ یہاں تک کہ سید احمد خاں کا خیال تھا کہ قرآن مجید رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیالات کا نتیجہ ہے۔ اور عیسائیوں سے سُن کر یہ قصے لکھ دیئے ہیں۔ غرض ان تمام فرقوں سے اپنے آپ کو تمیز کرنے کے واسطے ہمارے اس فرقہ کا نام "فرقہ احمدیہ" رکھا گیا"۔

اس جواب سے اس بزرگ عالم کو بہت حد تک تسلی ہو گئی مگر اُن کے ذہن میں ایک مزید اعتراض پیدا ہوا جسے صاف کرنے کے لئے انہوں نے ایک اور سوال کیا کہ "قرآن مجید میں تو آیا ہے لا تفرقوا۔ یعنی تفرقہ مت ڈالو۔ مگر آپ نے نئی جماعت قائم کر کے مسلمانوں میں تفرقہ ڈال دیا ہے"۔ اس پر حضور نے فرمایا "ہم تو تفرقہ نہیں ڈالتے ہم تو تفرقہ دُور کرنے کے واسطے آئے ہیں۔ اگر احمدی نام رکھنے میں ہتک ہے تو پھر شافعی، حنبلی کہلانے میں بھی ہتک ہے۔ مگر یہ نام اُن اکابر کے رکھے ہوئے ہیں جن کو آپ بھی صلحاء مانتے ہیں۔ وہ شخص بدبخت ہوگا جو ایسے لوگوں پر اعتراض کرے۔ اور ان کو بُرا کہے۔ صرف امتیاز کے لئے لوگوں نے اپنے نام رکھے ہیں۔ ہمارا کاروبار خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اور ہم پر اعتراض کرنے والا خدا تعالےٰ پر اعتراض کرتا ہے۔ ہم مسلمان ہیں اور احمدی ایک امتیازی نام ہے۔ اگر صرف مسلمان نام ہو تو شناخت کا تمغہ کیونکر ظاہر ہو۔ خدا تعالےٰ ایک جماعت بنانا چاہتا ہے۔ اور اس کا دوسروں سے امتیاز ہونا ضروری ہے۔ بغیر امتیاز کے اس کے فوائد مترتب نہیں ہوتے۔ اور صرف مسلمان کہلانے سے تمیز نہیں ہو سکتی۔ امام شافعی اور امام حنبل وغیرہ کا زمانہ بھی ایسا تھا کہ اس وقت بدعات شروع ہو گئی تھیں۔ اگر اس وقت یہ نام نہ ہوتے تو اہلِ حق اور ناحق میں تمیز نہ ہو سکتی۔ ہزارہا گندے آدمی ملے جلے رہتے۔ یہ چار نام اسلام کے لئے مثل چار دیواری کے تھے۔ اگر یہ لوگ پیدا نہ ہوتے تو اسلام ایک ایسا مشتبہ ہو جاتا کہ بدعتی اور غیر بدعتی میں تمیز نہ ہو سکتی۔ اب پھر ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ گھر گھر ایک مذہب ہے۔ ہم کو مسلمان ہونے سے انکار نہیں۔ مگر تفرقہ دُور کرنے کے واسطے یہ نام رکھا گیا ہے۔ . . . . . . . . . اصل بات یہ ہے کہ خدا یہ تفرقہ خود ڈالتا ہے جب کھوٹ اور ملاوٹ زیادہ ہو جاتا ہے تو خدا خود چاہتا ہے کہ ایک تمیز ہو جاوے . . . . .
. . . . . . . . . ."

اس تقریر کے بعد مستفسر نے پُورے اطمینان کا اظہار نہ کیا تو حضور کے منہ سے حسب ذیل الفاظ نکلے جس سے اس مسئلے کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہ گیا۔ الفاظ بڑے مختصر ہیں مگر بڑے جامع ارشاد ہے :۔

"جو لوگ اسلام سے انکار کریں یا اس نام کو عار سمجھیں اُن کو تو میں لعنتی کہتا ہوں۔ میں کوئی بدعت نہیں لایا جیسا کہ حنبلی اور شافعی وغیرہ نام تھے ایسا ہی احمدی بھی نام ہے۔ بلکہ احمدی کے نام میں اسلام اور اسلام کے بانی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتصال ہے یہ اتصال دوسرے ناموں میں نہیں۔ احمد آنحضرتؐ کا نام ہے۔ اسلام احمدی ہے اور احمدی اسلام ہے"۔

اسی سفر میں حضرت مرزا صاحبؑ نے بہت سے بزرگانِ دین کی قبروں پر پہنچ کر ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ اور اپنی جماعت کے لئے بھی دعائیں مانگیں۔ جب خواجہ باقی باللہ کے مزار پر پہنچے تو فرمایا "خواجہ باقی باللہ بڑے مشائخ میں سے تھے شیخ احمد سرہندی صاحب کے پیر تھے۔ مجھے خیال آتا ہے ان بزرگوں کی کرامت ہم نے بھی دیکھ لی ہے اور وہ یہ کہ انہوں نے دہلی جیسے شہر کو قائل کر لیا ہے اور یہ وہ شہر ہے جو ہم کو مردود اور مخذول اور کافر کہتا ہے . . . . . . . . .

اس جگہ کے اکابر اور مشائخ کے اخلاق کا بھی اس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ انہوں نے ایسے شہر میں کس طرح بسر کی۔ یہ لوگ بہت ہی مسلوب الغضب تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو مٹی کی طرح ظاہر کر دیا تھا"۔

پھر فرمایا :۔

"ان تمام بزرگوں کی جو دہلی میں مدفون ہیں کرامت ظاہر ہے کہ ایسی سخت زمین نے انہیں قبول کیا یہ کرامت اب تک ہم سے ظہور میں نہیں آئی"۔

۴۔ دہلی پہنچکر حضرت صاحب کو وہ تمام مشائخ اور بزرگان دین یاد آ گئے جن کی متضرعانہ دُعاؤں سے ہندوستان میں اسلام پھیلا۔ چنانچہ اسی سفر کے دوران دہلی میں ایک برپا شدہ مجلس میں حضور نے یوں اظہارِ مدعا فرمایا :

"یہ بالکل غلط ہے کہ ہندوستان میں اسلام تلوار کے ذریعے پھیلا۔ ہندوستان میں اسلام بادشاہوں نے بالجبر نہیں پھیلایا بلکہ ان کو تو دین کی طرف توجہ بہت کم تھی۔ اسلام ہند میں ان مشائخ اور بزرگانِ دین کی توجہ دُعا اور تضرعات کا نتیجہ ہے جو اس ملک میں گزرے ہیں۔ بادشاہوں کو یہ توفیق کہاں ہوتی ہے کہ دلوں میں اسلام کی محبت ڈال دیں۔ جب تک کوئی آدمی اسلام کا نمونہ اپنے وجود سے ظاہر نہ کرے تب تک دوسرے پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ یہ بزرگ جب اللہ تعالےٰ کے حضور میں فنا ہو کر خود مجسم قرآن اور مجسم اسلام اور مظہر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتے ہیں تب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان کو ایک جذب عطا کیا جاتا ہے۔ اور سعید فطرتوں میں ان کا اثر ہوتا چلا جاتا ہے۔ تو کروڑ مسلمان ایسے ہی لوگوں کی توجہ اور جذب سے بن گیا۔ تھوڑے سے عرصہ میں کوئی دین اس کثرت کے ساتھ کبھی نہیں پھیلا۔ یہی لوگ تھے۔ جنہوں نے صلاح اور تقوےٰ کا نمونہ دکھلایا۔ اور ان کی برکاتِ قوی نے جوش مارا اور . . . . . لوگوں کو کھینچا۔ مگر یہ بزرگ بھی عوام کے طعن و تشنیع سے خالی نہ تھے۔ گو اس وقت لوگوں کے سامنے ہم ہی زیادہ تر گالیوں کے لئے تختہ مشق بن رہے ہیں۔ لیکن یہ سچ ہے کہ اپنے اپنے وقت میں اُن سب نے دُکھ اُٹھایا ہے۔ یہ ہمارے علماء ہمیشہ کچھ نہ کچھ کرتے ہمارہے ہیں۔

## ایک سابقہ سفرِ دہلی

مذکورہ سفر سے چودہ سال پیشتر بھی حضور نے دہلی کا سفر کیا تھا جس کا ایک تذکرہ ہم ذیل میں درج کریں گے۔ اس سفر سے چودہ برس بعد دوبارہ حضرت صاحب کو جو سفر پیش آیا اس دوران آپ کی شادی میر ناصر نواب صاحب کی صاحبزادی سے ہو چکی تھی۔ میر ناصر نواب صاحب اصل میں دہلی کے رہنے والے تھے اور یہ سفر اسی سلسلہ میں آپ کو اپنی زوجہ محترمہ کی معیت میں کرنا پڑا۔ اس سے قبل جو سفر درپیش آیا۔ اس میں اہل دہلی کی ذہنیت ایسے باشندوں کی ذہنیت تھی جو درحقیقت خدا سے برگشتہ ہو کر مامور من اللہ کے درپئے آزار ہو گئی۔ مگر اس دوسرے سفر میں دہلی والوں کا طرزِ عمل بالکل مختلف تھا۔ اس دفعہ لوگ اور مروت کے سلوک سے پیش آئے۔ حضور کے کلام کو سنجیدگی اور عقیدت سے سنتے رہے۔ بعض نے اپنی سابقہ گستاخیوں کی معافی چاہی۔ بعض علماء بھی آپ کے پاس آتے اور تبادلۂ خیالات کرتے رہے حضرت اقدس دہلی سے نا اُمید نہ تھے۔ اس چودہ سال کے عرصہ میں دہلی میں احمدیوں کی ایک اچھی خاصی جماعت بن چکی تھی جنہوں نے اس سفر کے دوران سلسلہ کی بہت بڑی خدمت کی۔

چودہ برس پہلے کا سفر ۱۸۹۱ء میں ہوا۔ حضرت صاحبؑ اس سفر میں کوچہ بلیماراں میں نواب لوہارو کی کوٹھی میں مقیم ہوئے۔ اس وقت آپ کے ساتھ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ حکیم فضل دین صاحب بھیروی سید امیر علی شاہ صاحب سیالکوٹی۔ غلام قادر فصیح صاحب سیالکوٹی۔ منشی ظفر احمد صاحب اور محمد خان صاحب کپورتھلوی تھے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی بھی جو حضرت صاحبؑ کے بڑے مخالف تھے فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کے لئے دہلی پہنچ گئے تھے۔ اور یہاں آ کر اپنے استاد مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی اور دیگر علماء اور مشائخ کو خوب بھڑکایا اور علماء کے نام سے حضرت صاحبؑ کے خلاف نفرت کی ایک لہر دوڑا دی جس سے مخالفت کی آگ سارے شہر میں بھڑک اُٹھی۔ اتنے بڑے شہر میں اتنی بڑی آبادی نے ایک شخص کی مخالفت میں انتہا پسندی کا ایسا ثبوت دیا کہ حضرت صاحبؑ کی جان خطرے میں پڑ گئی۔ آپ کی طرف ایسے عقائد منسوب کئے گئے جن کا ازالہ درحقیقت آپ کی بعثت کا مقصد تھا ان تمام غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے جو پیدا کر رکھی تھیں۔ آپ نے ایک اشتہار بہ عنوان "ایک عاجز کا اشتہار دہلی میں" نکالا اشتہار کے ساتھ ہی دہلی کے چوٹی کے علماء کو تبادلہ خیالات کے لئے دعوت بھی دی مگر کوئی مقابلے پر نہ آیا۔ وہ اشتہار حسب ذیل ہے :

اس عاجز نے سُنا ہے کہ اس شہر دہلی کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی، ملائک کا منکر۔ بہشت و دوزخ کا انکاری اور ایسا ہی وجود جبرائیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبویؐ سے بکلی منکر ہے۔ لہٰذا میں اظہاراً للحق عام اور خاص تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ اپنی

سراسر افترا ہیں۔ مَیں نہ نبوت کا مدعی ہوں۔ اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر ہوں۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں۔ جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ ہے ان تمام باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن اور حدیث کی رُو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ............ اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے خداوند تعالےٰ علیم و سمیع اول الشاہدین ہے۔ کہ مَیں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے۔ میں اُن تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں"

## ایک نکتہ

ہم نے احمدیہ لٹریچر کے مطالعہ کے دوران یہ محسوس کیا ہے کہ اس تحریک کی دعوت کے لئے موزوں ترین اور مؤثر ترین طریقہ یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس تحریک کے داعیات کو بانیٔ تحریک کے الفاظ ہی میں پیش کیا جائے ان الفاظ میں اثر اخلاص اور سوز ہوتا ہے کہ لہجہ کی سادگی کے باوجود یہ الفاظ دلوں کے اندر اُتر جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ طریق اپنے اس مضمون میں ہم نے اختیار کیا ہے۔

اب ہم اُس واقعہ کا ذکر کرتے ہیں جو دہلی میں حضرت صاحبؑ کو جامع مسجد میں پیش آیا۔ یہ ۱۸۹۱ء کا واقعہ ہے۔ اکتوبر کا مہینہ تھا حضرت صاحبؑ نے اپنی اقامت گاہ پر ظہر اور عصر کی نمازیں ظہر کے وقت جمع کر کے ادا کیں اور تین بگھیاں کرائے پر منگوا لیں۔ یہ کل بارہ آدمی تھے۔ جو حضور کی معیت میں مسیح ناصری کے بارہ حواریوں کی طرح حضور کے ساتھ تھے دلی شہر کا ایک انبوہ کثیر اور جمِ غفیر راستے میں شور مچاتا ہوا اپنے شکار کی تلاش میں اوباشوں کی طرح بد زبانی کر رہا تھا اور منتظر تھا کہ حضرت صاحب ان کے ہاتھ لگیں۔ اوران کی تکا بوٹی کر دیں مولوی صاحبان اوباش گروہوں کی قیادت کر رہے تھے اور طرح طرح سے مشتعل کر رہے تھے۔ اور ایک وہ بھی تھا جو واللہ یعصمک من الناس کا وظیفہ کر رہا تھا یہ لوگ اپنے قائد کی معیت میں نہایت اطمینان سے سر جھکائے انکسار اور عجز کی تصویر بنے اس بھیڑ کے درمیان میں سے اس طرح گذر گئے جس طرح مکھن سے بال نکلتا ہے۔ حضرت صاحب سیدھے جامع مسجد کی محراب میں جا بیٹھے۔ مسجد لوگوں سے بھرپور تھی۔ ان کی آنکھوں سے خون برس رہا تھا۔ کوئی نزدیک آکر گالیاں دیتا۔ کوئی آوازے کستا۔ کوئی ہاتھ بڑھا کر حضور کی داڑھی کو پکڑنے کی کوشش کرتا۔ مگر خدا کی قدرت کسی کو جسمانی گزند پہنچانے کی کوئی جرأت نہ ہوئی۔ اس حالت کو دیکھ کر حضور کے عاشق صادق حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سے نہ رہا گیا اور انہوں نے اضطراری حالت میں عرض کیا کہ "حضور اشتعال بہت بڑھ رہا ہے"

حضرت صاحبؑ نے اپنے رفیق سفر کی طرف محبت سے دیکھا اور مسکرا کر فرمایا کہ "مولوی صاحب مُردے زندہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے"

حضور کے دل کی اُس وقت جو کیفیت تھی اس کو حضور نے کسی دوسرے موقع پر یوں نظم کیا ہے ؎

بشنوید اے مُردگاں من زندہ ام
اے شبانِ تیرہ من تابندہ ام
ایں دو چشمِ من کہ زیبِ ایں سرم
بینم آں یارے کہ باہر دلبرم
صد ہزاراں نعمتم بخشیدہ اند
دیں زچشم از غیر حق پوشیدہ اند
کس ز آزارِ جانِ من آگاہ نیست
عقلِ شاں را تا دربارہ نیست
ہر کہ میدارد دلِ پرہیزگار
چوں عجب دارد زکارِ کردگار
آنکہ از یک قطرہ انسانے کند
وز دو مشت تخم بستانے کند
نطفہ را رُوئے درخشاں میدہد
سنگ را لعلِ بدخشاں میدہد
چوں سنے راہ گر مسیحائے کند
یا گدائے را شہنشاہے کند
نیست از فضل و عطائے او بعید
کور باشد ہر کہ از انکار دید
ہاں مشو نومید زاں عالیجناب
بندہ باش و ہرچہ میخواہی بیاب
ہر کسے چوں مہربانی میکند
از زمینی آسمانی مے کند

(مجددِ اعظم حصہ اول ص ۳۱۰-۳۱۱)

اس کے بعد مسجد میں مولوی صاحبان سے حیات و وفات مسیحؑ کے مسئلے پر مباحثہ کرتے رہے لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ جب واپسی کا وقت آیا تو جن بگھیوں پر حضور اور حضور کے ساتھی مسجد میں پہنچے تھے اپنی متعین جگہوں پر موجود نہ تھیں۔ خدا جانے ان لوگوں نے ان بگھیوں کو کہاں چھپا دیا تھا یا چلا دیا تھا۔ جب سواری کے انتظار میں زیادہ وقت گزر گیا اور لوگ حضور اور حضور کے ساتھیوں پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے تو ایک پولیس افسر نے اپنی سیکنڈ و فٹن پیش کر دی۔ اس میں حضرت صاحبؑ اور مولوی عبدالکریم صاحبؓ بیٹھ کر چلے گئے۔ باقی احباب پیدل اپنے مقام کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ فٹن لوگوں کے ہجوم میں سے نہایت اطمینان سے گزر گئی اور خدائی تصرف نے مفسدوں کے دلوں میں یہ بات بٹھا دی کہ اس فٹن میں کپتان پولیس جا رہا ہے

اس واقعہ سے مرزا صاحبؑ کے آقا صلعم کی یاد تازہ ہو گئی جب کفارِ مکہ نے آپؐ کے گھر کا گھیراؤ کیا اور آپؐ کو قتل کرنا چاہا تو تصرف الٰہی نے ان کو ان مفسدوں میں سے نہایت آرام سے گزار دیا۔ اللہ اکبر۔ جب غلام کے ساتھ تصرف الٰہی کا یہ ماجرا ہے تو آقا کے ساتھ یہ ماجرا کیسی نوعیت کا ہو گا؟

وہ جو آقاؐ نے غارِ حرا میں اپنے رفیقِ سفر یارِ غار کو ان الفاظ میں تسکین دی کہ ان اللہ معنا۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے اس کا ایک پرتو دہلی کے اس واقعہ میں صاف نظر آ رہا ہے۔

ہم دہلی کے سفر کے اس مضمون کو یہیں پر ختم کرتے ہیں۔ نہ معلوم ہماری جماعت کے لوگوں کو دہلی اور دیگر شہروں کے کتنے ایسے سفروں کو اختیار کرنا ہو گا۔ اور الٰہی تصرفات کو کتنے عجیب و غریب معجزات کا ظہور دکھانا ہو گا۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق بخشے کہ ہم تبلیغ اسلام و اشاعتِ اسلام کے مشن کو اسی شوق و ذوق اور انتہائی خلوص اور محبت سے جاری رکھیں جس طرح بانیٔ تحریک احمدیت نے اسے آخری دم تک جاری رکھا۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ط



# لقب خاتم النبیین

(بسلسلہ نمبر ۱۲)

دینے کی بجائے مسلمان اس کی مخالفت پر کھڑے ہو گئے۔ اس انسان کے ذریعہ ان کے ہاتھ میں دیگر ادیان پر اسلام کی برتری ثابت کرنے کا اس زمانہ میں ایک نادر موقعہ ان کے ہاتھ آیا تھا جسے انہوں نے اپنی غلطی سے کھو دیا اب بھی وقت ہے کہ خدا کے اس مامور کے ساتھ ہو کر اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کی سعی میں مصروف ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ اس مامور کے لائے ہوئے لائحہ عمل کو اختیار کر کے اپنی زندگیوں کو اسلام کے لئے کارآمد بنائیں آمین

آئندہ قسط میں ان شاء اللہ و بتوفیقہ ثابت کیا جائے گا کہ اس امت میں کسی شخص کا بطور مسیح کے آنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو چار چاند لگانے کے مترادف ہے اور مسیح ناصری علےٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا نعوذ باللہ اسلام کی بیخ کنی اور حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کو ختم کرنے کے مترادف ہے کاش مسلمان اس حقیقت پر غور کر کے اپنے عقیدہ کی اصلاح کر لیں۔

والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ

## اجلاس

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کا عام اجتماع مؤرخہ ۱۲ جولائی ۱۹۷۰ء بروز اتوار بمقام مسلم ہائی سکول برانڈرتھ روڈ لاہور میں ہو گا۔

احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس میں ضرور شرکت کریں پروگرام بعد میں شائع ہو گا۔

فضل حق۔ سیکرٹری مقامی جماعت
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

مولانا حافظ شیر محمد صاحب خوشابی مبلغ اسلام لائل پور

# پنڈت لیکھرام کی موت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی ایک عظیم الشان پیشگوئی

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

قرآن مجید میں کلمہ طیبہ یا اسلام کی مثال اس درخت سے دی گئی ہے جس کی جڑ زمین میں مضبوط لگی ہوئی ہو۔ اور اس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہوں اور جو ہمیشہ پھل دیتا رہتا ہو۔ وہ دنیا کے درختوں کی طرح نہیں کہ سال میں ایک آدھ دفعہ پھل دے دیا بلکہ اس کا پھل تو ہر وقت موجود رہتا ہے۔ دوسرے مذاہب کے درخت خشک ہو چکے ہیں لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لگایا ہوا اسلام کا درخت ہر وقت سرسبز رہتا ہے اور ہمیشہ پھل دیتا رہتا ہے اور وہ پھل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ نبی اور اسلام کے زندہ دین ہونے پر گواہ ہے۔ قرآن مجید نے ان وجودوں کو جو ہر زمانہ میں اسلام کی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آکر صداقت ثابت کرتے ہیں، اسلام کے درخت کا پھل کہا ہے۔ ایسے وجود ہر زمانہ میں ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ وہ پھل کبھی حضرت عمرو بن عبدالعزیز رحؒ کے رنگ میں ظاہر ہوا اور کبھی حضرت امام شافعی رحؒ اور حضرت امام ابو حنیفہ رحؒ کے رنگ میں۔ کبھی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحؒ کے رنگ میں ظاہر ہوا اور کبھی سہروردی رحؒ کی صورت میں ظاہر ہوا تو کبھی حضرت مجدد الف ثانی رحؒ کی شکل میں۔ اگر کبھی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحؒ کے روپ میں آیا تو کبھی حضرت سید احمد بریلوی رحؒ کی صورت میں، اور سب سے آخر میں اس زمانہ کے مجدد اور امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحؒ کے رنگ میں آیا۔ آپ کا وجود بھی اسلام کے درخت کے پھلوں میں سے ایک پھل کا حکم رکھتا ہے یا اس روحانیت کے بحر ذخار میں سے ایک قطرہ۔

این چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمالِ محمدؐ است

ہر زمانہ میں مخالفینِ اسلام نے اسلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بہت کچھ کہا اور لکھا۔ لیکن اس دور میں جتنی مخالفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی ہے اس کی نظیر پہلے زمانوں میں ملنی مشکل ہے۔ عیسائیوں نے نہ صرف اپنے مشنریوں کے ذریعہ بلکہ اخبارات، رسائل اور ہزاروں کی تعداد میں کتابیں شائع کر کے آنحضورؐ کی ایسی سخت مخالفت کی کہ الامان والحفیظ۔ اسی طرح متحدہ ہندوستان میں پادریوں کی دیکھا دیکھی ہندوؤں نے بھی ہندوستان سے اسلام مٹانے کے لئے تہیہ کر لیا۔ خصوصاً ہندوؤں میں سے آریوں نے تو حد ہی کر دی۔ اس مخالفت میں دیانند، مرلی دھر، اندرمن مرادآبادی اور لیکھرام پیش پیش تھے۔ خدا تعالےٰ نے اپنی سنت کے مطابق عین اس وقت جبکہ اسلام پر ہر طرف سے یورش ہو چکی تھی۔ اپنے ایک بندہ کو مبعوث کر کے اسلام کی مدافعت کے لئے کھڑا کر دیا۔ آپؑ نے ان الفاظ میں اعلان کیا:۔

"میں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلےٰ اور اکمل طور پر زندہ رسول صرف ایک ہے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی ثبوت کے لئے خدا نے مجھے مسیح کر کے بھیجا ہے جس کو شک ہو وہ آرام اور راستگی سے مجھ سے یہ اعلےٰ زندگی ثابت کرالے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو کچھ عذر بھی تھا مگر اب کسی کے لئے عذر کی جگہ نہیں کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور خدا وہی ایک خدا ہے جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے دنیا زندہ ہو رہی ہے، نشان ظاہر ہو رہے ہیں برکات ظہور میں آ رہے ہیں۔ غیب کے چشمے کھل رہے ہیں۔ پس مبارک وہ ہے جو اپنے تئیں تاریکی سے نکالے"

دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔

"یہ فخر صرف اسلام کو ہے اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ زندہ رسول ابدالآباد کے لئے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں جن کے نفوس طیبہ اور قوت قدسیہ کے طفیل سے ہر زمانہ میں ایک مردِ خدا خدا نمائی کا ثبوت دیتا رہتا ہے"

یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی صداقت پر عملی دلائل دے کر عیسائیوں، آریوں اور دوسرے مخالفین اسلام کو ہمیشہ کے لئے خاموش کرا دیا وہیں قبولیت دعا اور آسمانی نشانوں سے بھی ان کو مقابلہ کی دعوت دی۔ اور کہا کہ آپ میرے پاس آ کر ان حقائق کا تجربہ و مشاہدہ کر کے دین حق اور دین باطل میں تمیز کر سکتے ہیں۔ چنانچہ تمام مذاہب کے ماننے والوں میں سے بہت سے ایسے لوگ بھی تھے جو آپ کے آسمانی نشانوں کے گواہ تھے۔

مارچ کا مہینہ جماعت احمدیہ کے لئے ایک بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس مہینہ کی ۶ تاریخ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی اسلام کی صداقت اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ نبی ہونے کے متعلق اپنے پورے جلال، اپنی پوری شوکت اور ہیبت کے ساتھ پوری ہوئی۔ اس پیشگوئی کے متعلق حضرت اقدسؑ لکھتے ہیں:۔

"کہ یہ پیشگوئی ایک بڑے مقصد کے ظاہر کرنے کے لئے کی گئی تھی یعنی اس بات کا ثبوت دینے کے لئے کہ آریہ مذہب بالکل باطل اور وید خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں۔ اور ہمارے سید و مولےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کے پاک رسول اور برگزیدہ نبی اور اسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے سچا مذہب ہے اور یہی بار بار لکھا گیا تھا اور اسی مقصد کے پورا کرنے کے لئے دعائیں کی گئی تھیں۔ سو اس پیشگوئی کو نری پیشگوئی خیال نہ کرنا چاہیئے بلکہ یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک آسمانی فیصلہ ہے"

پنڈت لیکھرام جو صوابی ضلع پشاور کا رہنے والا تھا اور محکمہ پولیس میں ملازم تھا۔ چونکہ متحدہ ہندوستان اُس زمانہ میں تمام مذاہب کا اکھاڑہ بنا ہوا تھا۔ اس نے بھی آریہ سماج کا ایک رُکن ہونے کی وجہ سے اسلام کی مخالفت کرنا اپنا شیوہ بنا لیا۔ جب حضرت اقدسؑ نے قرآن مجید اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں "براہین احمدیہ" کتاب لکھی تو پنڈت لیکھرام نے اس کے جواب میں "تکذیب براہین احمدیہ" لکھی۔ جس میں اپنے حق میں دلیل تو کوئی نہ پیش کر سکا البتہ نہایت شوخی اور دریدہ دہنی سے اسلام اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا۔ اس کے بعد یہ گستاخ ۱۸۸۵ء میں مرزا امام الدین جو حضرت اقدسؑ کا رشتہ دار اور دین اسلام کا سخت مخالف تھا اس کے بلانے پر قادیان آیا اور آریوں کے پاس رہ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مباحثہ کے لئے خط و کتابت کرتا رہا لیکن کسی معقول شرط پر نہ آیا صرف مذاق اور تمسخر سے بار بار نشان مانگتا رہا۔ چنانچہ حضرت صاحبؑ کی طرف سے اس پر جب ہر طرح سے علمی رنگ میں حجت تمام کر دی گئی تو اس نے خط لکھا کہ

"میرا مدعا پیشاور سے چل قادیان میں آنے سے صرف یہی تھا اور اب تک بھی اسی اُمید پر یہاں مقیم ہوں کہ آپ کے معجزات اور خرق عادات و کرامات و الہامات و آسمانی نشانات کی تصدیق کر کے مشاہدہ کروں اور پیشتر اس کے کہ کسی اور اُصول پر بحث کی جاوے یہی معاملہ ایک خاص معزز لوگوں کی مجلس میں بخوبی طے ہو جانا چاہیئے"

اس کے بعد اور خط و کتابت ہوتی رہی آخر کار اس نے حضرت صاحبؑ کو ایک خط میں یہ لکھا کہ:۔

"اچھا آسمانی نشان تو دکھا دیں اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان تو مانگیں تا فیصلہ ہو"

اس خط کے جواب میں حضرت اقدسؑ نے پنڈت لیکھرام کو لکھا کہ:۔

"جناب پنڈت صاحب آپ کا خط میں نے پڑھا آپ یقیناً سمجھیں کہ ہمیں نہ بحث سے انکار ہے اور نہ نشان دکھلانے سے آپ سیدھی نیت سے طلب حق نہیں کرتے۔ آپ کی زبان بد زبانی سے رکتی نہیں آپ لکھتے ہیں کہ اگر بحث کرنا نہیں چاہتے تو رب العرش خیر الماکرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان مانگیں۔ یہ کس قدر ہنسی ٹھٹھے کے کلمے ہیں گویا آپ اس خدا پر ایمان نہیں لاتے جو بیباکوں کو تنبیہہ کر سکتا ہے باقی رہا یہ اشارہ کہ خدا عرش پر ہے اور مکر کرتا ہے۔ یہ خود آپ کی ناسمجھی ہے ......... آپ عربی سے بے بہرہ ہیں آپ کو مکر کے معنے بھی معلوم نہیں مکر کے مفہوم میں کوئی ایسا ناجائز امر نہیں ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ شریروں کو سزا دینے کے لئے خدا کے جو باریک اور مخفی کام ہیں ان کا نام مکر ہے۔ لغت دیکھو پھر اعتراض کرو ......... چاہیئے تھا کہ عرش پر خدا کا ہونا جس طور سے مانا گیا ہے اوّل مجھ سے دریافت کرتے پھر اگر گنجائش ہوتی تو اعتراض کرتے اور نشان خدا کے پاس ہیں وہ قادر ہے جو آپ کو دکھلا دے"

غرضیکہ کافی مدت خط و کتابت ہوتی رہی آخر کار حضرت مرزا صاحبؑ اور لیکھرام کے درمیان مندرجہ ذیل معاہدہ ہوا:۔

"اگر کوئی پیشگوئی لیکھرام کو بتلائی جائے اور وہ سچی نہ ہو تو وہ ہندو مذہب کی سچائی کی دلیل ہوگی اور فریق پیشگوئی کرنے والے پر لازم

ہوگا کہ آریہ مذہب کو اختیار کرے یا تین سو ساٹھ روپے لیکھرام کو دے دے جو پہلے سے سرمیت ساکن قادیان کی دوکان پر جمع کرا دینا ہوگا۔ اور اگر پیشگوئی کرنے والا سچا نکلے تو اسلام کی سچائی کی یہ دلیل ہوگی اور پنڈت لیکھرام پر واجب ہوگا کہ مذہب اسلام قبول کرے۔"

اس معاہدہ کے بعد ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو آپ نے ایک اشتہار دیا جس میں پنڈت لیکھرام کی نسبت ص ۲ میں پیشگوئی ہے کہ لیکھرام صاحب پشاوری کی قضا و قدر وغیرہ کے متعلق غالباً اس رسالہ میں بقید وقت و تاریخ کچھ تحریر ہوگا۔ "اگر کسی صاحب پر ایسی پیشگوئی شاق گذرے تو وہ مجاز ہیں کہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء سے یا اس تاریخ سے جو کسی اخبار میں پہلی دفعہ یہ مضمون شائع ہو ٹھیک ٹھیک دو ہفتہ کے اندر اپنی دستخطی تحریر سے مجھ کو اطلاع دیں تا وہ پیشگوئی جس کے ظہور سے وہ ڈرتے ہیں اندراج رسالہ سے علیحدہ رکھی جائے اور موجب دلآزاری سمجھ کر کسی کو اس پر مطلع نہ کیا جائے۔ اور کسی کو اس کے وقت ظہور سے خبر نہ دی جائے"۔ اس کے جواب میں لیکھرام نے ۱۸ مارچ کو اشتہار دیا جس میں حضرت صاحبؑ کے متعلق ذیل کے الفاظ میں ایک پیشگوئی شائع کی کہ :-

"آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی ...... تین سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ ہو جائے گا اور آپ کی ذریت سے کوئی باقی نہ رہے گا۔" (کلیات آریہ مسافر ص ۴۹۸)

نہ صرف یہ اشتہار دیا بلکہ بڑی شوخی اور دلیری سے ایک کارڈ اپنا دستخطی حضرت صاحبؑ کی طرف بھیجا کہ :-

"میں آپ کی پیشگوئیوں کو واہیات سمجھتا ہوں۔ میرے حق میں جو چاہو شائع کرو۔ میری طرف سے اجازت ہے اور میں کچھ خوف نہیں کرتا۔"

حضرت اقدسؑ نے اس کارڈ کے موصول ہونے پر بھی توقف کیا لیکن لیکھرام کا بار بار اصرار تھا کہ میعاد کی قید کے ساتھ پیشگوئی بتلائی جائے آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالے سے اطلاع پا کر اشتہار شائع کیا جس میں سب سے پہلے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت لکھی بعد ازاں مندرجہ ذیل پیشگوئی کی۔

"واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا تھا۔ اندرمن مراد آبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو ان کی قضا و قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں۔ سو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا۔ لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کر دو۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا :- عِجْلٌ جَسَدٌ لَّهٗ خُوَارٌ لَهٗ نَصَبٌ وَّعَذَابٌ۔ یعنے یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا۔ اور اس کے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی، تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنے ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں "عذاب شدید" میں مبتلا ہو جائے گا۔

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء)

اور اس کے ساتھ ہی آریہ حضرات کو بدیں الفاظ چیلنج دیا کہ :

"اب آریوں کو چاہیئے کہ سب مل کر دعائیں کریں کہ یہ عذاب ان کے اس وکیل سے ٹل جائے۔" (حاشیہ اشتہار مذکور)

اس پیشگوئی کے شائع ہونے پر آریہ اخبارات اور بالخصوص اخبار "نفیس ہند" میرٹھ نے اپنی ۲۵ مارچ ۱۸۹۳ء کی اشاعت میں چند اعتراضات کئے جن کے جواب میں ۲ اپریل ۱۸۹۳ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے "برکات الدعا" میں حسب ذیل جواب دیا :-

"اگر میں نے ............ اٹکل سے کام لے کر یہ پیشگوئی شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی ایسا کر سکتا ہے کہ انہیں اٹکلوں کی بنیاد پر میری نسبت کوئی پیشگوئی کر دے بلکہ میں راضی ہوں کہ بجائے چھ برس کے جو میں نے اس کے حق میں میعاد مقرر کی ہے وہ میرے لئے دس برس لکھ دے ............ پھر باوجود اس کے مقابلہ میں خود معلوم ہو جائے گا کہ کونسی بات انسان کی طرف سے ہے اور کونسی بات خدا تعالے سے۔" (برکات الدعا ص ۳)

رسالہ "برکات الدعا" سر سید احمد خاں مرحوم کے مقابل لکھا گیا تھا اور چونکہ سر سید احمد خاں مرحوم کو قبولیت دعا کے متعلق بعض شکوک تھے اس لئے حضرت اقدسؑ نے اس رسالہ میں ان کی توجہ خاص طور پر اس پیشگوئی کی طرف مبذول فرماتے ہوئے لکھا ؎

اے کہ گوئی گر دعاہا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمائم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرتہائے حق
قصہ کوتہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب

(ﻭﻏﻴﺮﻩ) اس کے بعد پنڈت جی کے متعلق ذیل کا اعلان کیا :-

"آج جو ۲ اپریل ۱۸۹۳ء کے مطابق ۱۴ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہے صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل۔ مہیب شکل گویا اس کے چہرے سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہیں ملائک شداد غلاظ میں سے ہے اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اس کو دیکھتا ہی تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے اور ایک اور شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے۔ تب میں نے اس وقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی سزا دہی کے لئے مامور کیا گیا ہے۔" (برکات الدعا ص ۲)

گو حضرت مسیح موعودؑ نے "برکات الدعا" میں یہ فرمایا دیا تھا کہ عذاب شدید سے مراد ایسا عذاب نہیں جس کے بعد حالت صحت دوبارہ قائم ہو جائے گویا عذاب شدید مہلک ہوگا اور اس کے بعد حالت صحت عود نہ کرے گی لیکن آپ نے "کرامات الصادقین" مطبوعہ ۲۴ اگست ۱۸۹۳ء کے آخری صفحہ پر اس کی ایسی تشریح فرما دی جس کے بعد کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ فرماتے ہیں :-

"و منها ما وعدنی ربی استجاب دعائی فی رجل مفسد عدو اللّٰہ و رسوله المسمّی لیکھرام الفشاوری و اخبرنی انه من الھالکین انه کان یسب نبی اللّٰہ و یتکلم فی شانه بکلمات خبیثة فدعوت علیه فبشرنی ربی بموته فی ست سنة ان فی ذالك لاٰیة للطالبین" ـــ اور انہی نشانوں میں سے ایک وہ ہے جو میرے ساتھ وعدہ کیا ہے اور میری دعا کو ایک مفسد آدمی مسمّی لیکھرام پشاوری کے بارہ میں قبول کیا ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کا دشمن ہے اللہ تعالے نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ ہلاک ہونے والا ہے۔ یہ شخص حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا اور حضورؐ کی شان میں برے کلمات استعمال کرتا تھا میں نے اس کے لئے دعا کی تو میرے رب نے مجھے اس کی موت کی بشارت دی ہے جو چھ سال کے اندر واقع ہونے والی ہے اس میں طلبگاروں کے لئے ایک نشان ہے۔

ان تمام توضیحات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خاص دن کی بھی تعیین فرما کر کامل طور سے مخالفین اسلام پر اتمام حجت کر دی۔ چنانچہ اسی "کرامات الصادقین" کے ص ۵۴ پر حضرت اقدسؑ کا ایک الہامی شعر درج ہے ؎

وبشّرنی ربی وقال مبشرا
ستعرف یوم العید والعید اقرب

یعنے اللہ تعالے نے مجھے لیکھرام کی موت کی بشارت دی اور کہا کہ تو عید کے دن جان لے گا اور عید کا دن اس سے قریب ہوگا۔ اس میں یہ بتایا کہ پنڈت لیکھرام کی موت عید سے قریب کے دن واقع ہوگی۔ یہ پیشگوئی چونکہ خدائے علام الغیوب کی طرف سے تھی اور کسی کے خیالات و دماغی کا نتیجہ نہ تھی اس لئے اس نے پورا ہو کر رہنا تھا۔ لیکھرام پہلا شخص تھا جس نے شدھی کو رواج دینا چاہا اور اس کا بڑے زور سے پرچار کیا۔ انہی ایام میں ایک شخص نے آ کر اسے کہا کہ مجھے شدھ کیا جائے میرے آباؤ اجداد ہندو تھے مسلمانوں کے زیر اثر وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ اب میں پھر ہندو دھرم میں آنا چاہتا ہوں لیکھرام بہت خوش ہوا اور اس کو سماج اور مختلف آریہ مہاشوں کے گھروں میں پھراتا پھرتا رہا کہ دیکھو یہ پہلا شکار آیا ہے چنانچہ مؤرخہ ۷ مارچ ۱۸۹۷ء بروز اتوار اس کو شدھ کرنا تھا۔ ان دنوں لیکھرام لاہور کے محلہ وچھو والی میں کسی آریہ کے مکان کی ایک گلی میں رہتا تھا۔ مؤرخہ ۶ مارچ ۱۸۹۷ء بروز ہفتہ عید کے دوسرے دن لیکھرام بالائی منزل پر برہنہ بدن ہو کر سندھیا کر رہا تھا۔ سندھیا سے فارغ ہو کر اس نے اچانک انگڑائی لی تو وہ مسلمان جو ہندو ہونے والا تھا پاس ہی کمبل اوڑھے بیٹھا تھا۔ اس نے ایک پورا وار خنجر کا لیکھرام کے پیٹ میں ایسا چلایا کہ اس کی انتڑیاں باہر آ گئیں۔ لیکھرام کے منہ سے بیل کی طرح زور کی آواز نکلی جس کو سن کر اس کی بیوی اور والدہ اس کمرے میں آ گئیں مگر قاتل جا چکا تھا۔ وہ یہ دیکھ کر گھبرا گئیں اور دروازہ کی طرف دوڑیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے قاتل کو سیڑھیاں اترتے دیکھا لیکن آگے پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں

(باقی برصفحہ ۱۸ کالم ۴)

مرزا محمد حسین صاحب ایڈیٹر لائٹ (لاہور)

# حضرت مجددِ زمانؑ کے جلال کا جلوہ
## ایک واقعہ - ایک ایمان افروز دلیل

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ انبیاءؑ میں سب سے زیادہ اذیت کا ان کو (حضورؐ کو) سامنا کرنا پڑا۔ اسی طرح مجددین میں سب سے زیادہ اذیت حضورؐ کے کفش بردار اور رفنافی الرسول غلام کو پیش آئی۔ اور اسی اذیت رسیدگی کو خدا تعالیٰ نے نوازا اور احمد مجتبیٰؐ کے غلام کو چودھویں صدی کے مجددِ اعظم کی خلعت سے نوازا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد علیہ السلام کو حضورؐ سرورِ کائنات اور آقائے دوجہاں سے جو عشق تھا اس کا تقاضا بھی یہی تھا۔ حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی کا مرکز اور محور یہ تھا "از بہر تو میرم از برائے تو زیم"۔ اللہ اللہ نے کیا کیا مظالم کئے اور کس کس طرح ستایا اور کس جگرداری اور پامردی سے حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ نے ان مظالم کو برداشت کیا انکا حساب اس حقیر سے مقالے میں مشکل ہے۔

پھولوں کو گنا کب کسی نے
زخموں کا حساب کون کرے

میں یہاں صرف ایک واقعہ سپردِ قرطاس کروں گا - کیونکہ یہ اب تک کسی بوجوہ تحریر میں نہیں آیا۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے رشتے میں ایک بھائی مرزا نظام الدین تھے - وہ اپنے وقت میں رئیس شہر متصوّر ہوتے تھے - ابتداء میں ان کی اولادِ نرینہ کوئی نہ تھی - ایک نواسہ تھا - جن کا نام مرزا ارشد بیگ تھا - اس نواسے سے مرزا نظام الدین کو بہت پیار تھا (بعد میں ان کے ہاں لڑکا بھی ہوا - اس کا نام مرزا گل محمد تھا جو راقم الحروف کا ہم جماعت تھا - اور خدا نے اس کو حضرت مسیح موعودؑ کے دامن سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائی) قادیان کے پرانے لوگ جانتے ہیں کہ مرزا ارشد بیگ صاحب بڑے بذلہ سنج - حاضر جواب اور بزم آرا انسان تھے- راقم الحروف ان کے دو بیٹوں کا اتالیق تھا- اس لئے مرزا ارشد بیگ صاحب سے خاصی بے تکلفی پیدا ہو گئی تھی- مرزا ارشد بیگ سنایا کرتے تھے کہ ان کے نانا ان کی تربیت شہزادوں کی طرح کیا کرتے تھے- انہوں نے یہ بھی ذکر کیا- کہ ان کے نانا حضرت مرزا صاحبؑ کے بڑے دشمن تھے - اور اذیت ناکیوں میں انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، حتیٰ کہ نمازوں کی ادائیگی میں خلل اندازی کرنے سے نہیں چوکتے تھے - مرزا ارشد بیگ صاحب سے ایک خلوتی مجلس میں خاکسار راقم الحروف نے پوچھا کہ اُن کا حضرت مرزا صاحبؑ کے بارے میں اپنا کیا خیال ہے اور ان سے عرض کی کہ وہ کوئی واقعہ سنائیں - اس پر مرزا ارشد بیگ صاحب نے فرمایا کہ جب وہ ذرا بڑے ہوئے تو ان کے نانا نے ان کو گھوڑے پر سواری کی تربیت دینی شروع کی - اس کے لئے ایک اعلیٰ نسل کا گھوڑا تھا- قادیان اور بسراواں گاؤں کے درمیان ایک میدان تھا - (بسراواں قادیان کے مشرق میں ایک سکھوں کا گاؤں تھا) وہاں ان کے نانا خود ان کو گھوڑے کی سواری کی تربیت دیا کرتے تھے - اور اکثر اس مشق کے دوران حضرت مرزا صاحبؑ اس ویرانے کی وسعتوں سے شام سے پہلے جلوہ افروز ہوتے اور ان کے بغل میں مصلےٰ ہوا کرتا تھا - جب وہ ابھی ذرا دور ہی ہوتے تو بقول مرزا ارشد بیگ صاحب ان کے نانا حضرت مرزا صاحبؑ کے راستہ سے ہٹ جاتے - گھوڑا بھی ساتھ لے جاتے اور خاموش ادب کے انداز میں کھڑے رہتے - جب حضرت مرزا صاحبؑ وہاں سے گذر جاتے تو مرزا نظام الدین پھر ان کی مشق شروع کر دیتے- مرزا ارشد بیگ صاحب نے راقم الحروف سے ذکر کیا - کہ وہ اس نوجوانی کی حالت میں بھی بڑے تیز و طرار تھے - وہ یہ نظارہ دیکھتے رہے اور قادیان میں نانا کی ستم رانیاں بھی دیکھا کرتے تھے ایک دن جب حضرت مرزا صاحبؑ پھر اس وقت گذرے جب ان کے نانا ان کو گھوڑے کی سواری کی مشق کرا رہے تھے - تو ان کے نانا پھر حضرت مرزا صاحبؑ کے راستہ سے احتراماً ہٹ گئے - اور بقول مرزا ارشد بیگ صاحب اس وقت تک باادب کھڑے رہے جب تک حضرت مرزا صاحبؑ نظروں سے اوجھل نہ ہو گئے مرزا ارشد بیگ صاحب نے راقم الحروف کو سنایا کہ انہوں نے حیران ہو کر اپنے نانا سے پوچھا کہ آپ قادیان میں تو مرزا صاحبؑ کو نماز بھی آرام سے پڑھنے نہیں دیتے اور وہاں لوگوں پر اتراتے ہیں کہ آپ رئیسِ شہر ہیں اور حضرت مرزا صاحبؑ کو ختم کر کے دم لیں گے - اور یہاں ویرانے میں آپ ایک کنارے الگ ہو جاتے ہیں اور راستہ تک چھوڑ جاتے ہیں - کیا یہاں آپ ان پر بازی نہیں لے جا سکتے - مرزا ارشد بیگ صاحب نے راقم الحروف کو بتایا کہ ان کے نانا نے ان کی یہ باتیں سنیں اور جواب میں کہا "ارشد! جب جیتے گا یہ میرا بھائی مرزا ہی جیتے گا - آخر مجھے ہی ہارنا ہے"۔

آخر میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ مرزا ارشد بیگ مرحوم حضرت مسیح موعودؑ کے دامن سے وابستہ ہو گئے اور ان کی زندگی کے ایک پہلو کو خاص اہمیت حاصل ہے - وہ مکرمہ محترمہ محمدی بیگم کے بہنوئی تھے - اور محترمہ محمدی بیگم کی ایک بہن کی وفات کے بعد ان کی دوسری بڑی بیوہ بہن ان کے حبالۂ نکاح میں آئی کیونکہ ان کو اپنے دو بھانجوں اور ایک بھانجی سے بڑی محبت تھی اور مرحومہ بڑی نیک اور بلند اخلاق خاتون تھیں - اور پکی احمدی تھیں - اور اپنے وقار اور خودداری کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں - حضرت اماں جان مرحومہ سے ان کو بڑی موانست تھی - اور ان کا بڑا احترام کرتی تھیں اور حضرت اماں جان کو بھی ان سے خاص ہمدردی کا تعلق تھا - چونکہ راقم الحروف ان معزز خاندانوں میں طویل عرصہ معزز خواتین کا اتالیق رہا ہے اس لئے یہ کوائف اس کی ذاتی معلومات میں شامل ہیں - یہ عرض کر دینا بے ربط نہ ہو گا کہ محترمہ محمدی بیگم صاحبہ کے ایک صاحبزادے مرزا محمد اسحاق صاحب بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو گئے - خاکسار راقم الحروف کو ان سے بڑا نیاز مندانہ تعلق ہے۔

اس واقعہ کے ذکر سے امید ہے کہ حضرت مجدد زمانؑ کا ذکر زبان سے دلوں تک جا پہنچے گا کیونکہ مرورِ زمانہ سے حالت ہوتی جا رہی ہے۔

نام خدا ہماری زبانوں پہ چڑھ گیا
اتنا کہ اس کی یاد دلوں سے اُتر گئی

---

# لیکھرام کی موت

(بسلسلہ صفحہ ۱۶)

غائب ہو گیا زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔ کیونکہ وہ گلی جو تمام کی تمام ہندوؤں کی تھی اور ایک طرف سے بالکل بند تھی۔ جس دوسری طرف کو باہر جانے کا راستہ تھا وہاں کسی ہندو کی شادی تھی اور بے شمار لوگ موجود تھے۔ کسی نے بھی اسکو گذرتے نہیں دیکھا۔ بہر حال اس کا پتہ آج تک نہیں مل سکا ان فی ذالک لاٰیۃ للطالبین۔ پیشگوئی کے الفاظ "عجلٌ جسد لہ خوار۔ لہ نصب وعذاب" تھے۔ جن میں پنڈت لیکھرام کو گوسالہ سے تشبیہہ دی گئی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا کہ پنڈت جی کے ساتھ گوسالہ سامری والا سلوک کیا جائے گا۔ چنانچہ پنڈت جی کے ساتھ بعینہٖ یہی واقعات پیش آئے۔ پہلے مقتول ہوئے پھر ان کو جلایا گیا اور پھر دریا میں بہا دیا گیا۔

یہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نظیر اسلام کے سوا کسی اور مذہب کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ہم اس دعوے کو علی الاعلان تمام دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے ذریعہ واضح کر دیا کہ اسلام سچا ہے۔ پیغمبرِ اسلامؐ سچا ہے اور مسیح موعودؑ سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ جھوٹوں کی ایسی تائید نہیں کیا کرتا ؎

پاک و برتر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر
ورنہ اُٹھ جائے اماں پھر سچے ہو ویں شرمسار

---

# چند غلط فہمیوں کا ازالہ

(بسلسلہ صفحہ ۱۰)

"اور اگر یہ اعتراض ہے کہ کسی نبی کی توہین کی ہے اور وہ کلمہ کفر ہے تو اس کا جواب بھی یہی ہے کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین - اور ہم سب نبیوں پر ایمان لاتے ہیں - اور تعظیم سے دیکھتے ✻

✻ ہیں، بعض عبارات جو اپنے محل پر بیان ہیں وہ بہ نیت توہین نہیں بلکہ تائید توحید ہیں و انما الاعمال بالنیات اور تمہارے جیسے عقل والوں نے صاحب تقویۃ الایمان کو بھی اسی خیال سے کافر کہا تھا کہ بعض کلمات ان کو اس کتاب میں ایسے معلوم ہوتے کہ گویا وہ انبیاء کی توہین کرتا ہے، اور چوہڑوں چماروں کو ان کے برابر جانتا ہے ہماری طرح ان کا بھی یہی جواب تھا کہ :- "انما الاعمال بالنیات"۔ (انوار الاسلام صـــ ۳۴).

اسی قسم کے بیانات آپ نے دوسری بہت سی کتب میں دیئے ہیں، باوجود اس کے یہ کہنا کہ انہوں نے انبیاء کی توہین کی ہے ناحق بیانی نہیں تو اور کیا ہے،

ڈاکٹر محمود احمد خان صاحب داؤدزئی

# عظیم روحانی انقلاب کا پس منظر

## سلطان القلم کے قلم کی معجز نمائی

پیغام صلح کی ایک گذشتہ اشاعت میں تبلیغ اسلام کے لئے گریجوایٹ امیدواروں کی درخواستیں طلب کی گئی ہیں۔ یہ ایک انتہائی احسن اقدام ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عہد حاضر کے کارکنان احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے دلوں میں نئی اُمنگیں اُٹھ رہی ہیں اور نئے جذبے موجزن ہو رہے ہیں۔ قدرت کی طرف سے جوان کے دلوں میں جدید رجحانات ظاہر ہو رہے ہیں۔ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ نشاۃ ثانیہ کے آثار ہیں۔ اللہ تبارک و تعالےٰ ان کے ارادوں میں استقامت بخشے اور ہم پھر سے اپنے گذرے ہوئے دور کو واپس لانے میں کامیاب ہو جائیں لیکن اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم ماضی کو سامنے رکھ کر مستقبل کے لئے کوئی قدم اُٹھائیں۔ اور ماضی میں جس چیز نے ہم کو آسمانوں کی بلندیوں پر پہنچایا تھا، وہ بھی ہمارے مدنظر رہے۔ اس کے لئے تاریخ احمدیت کا جاننا انتہائی ضروری ہو جاتا ہے۔

سنہ ۱۸۷۰ء سے ایک مرد کامل نے جو پنجاب کے ایک گاؤں کا زمیندار تھا۔ ابتدائی زندگی انتہائی کس مپرسی کے عالم میں گذاری۔ ایک مسجد میں خلوت نشین ہو جانے کی وجہ سے اپنے گھر والوں کی نظروں میں گر چکا تھا۔ یکایک خدائی حکم نے اُٹھایا اور وہ اسلام کے خلاف یورشیں کرنے والوں کے مقابلہ پر صف آرا ہو گیا۔ اس کی جیب میں پیسہ تھا نہ کوئی باقاعدہ جماعت تھی۔ اپنی ذاتی جائیداد بھی اس کے قبضہ میں نہ تھی۔ لیکن اس کے قلم میں وہ انقلاب آفرین تحریک تھی جس نے فضا کی لہروں میں تموج پیدا کر دیا۔

ہندوستان اس وقت تمام مذہبی تحریکوں کا مرکز بنا ہوا تھا، اس فرد واحد کے زورِ قلم کے سامنے ہر تحریک کے سربراہ عاجز ہو کر رہ گئے۔ یورپ کے عیسائیوں کی یورشیں، آریوں کی یلغاریں، برہمو سماج اور دیو سماج کے سیلاب یکلخت رُک گئے۔ بار بار للکارنے اور پکارنے کے باوجود کوئی ایک فرد واحد بھی اسلام کی صداقتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اس کے مقابل نہیں آیا۔ یہ شیر یزداں نہ صرف اس برصغیر میں بلکہ تمام دنیا پر چھا گیا۔ یہ سلسلہ سنہ ۱۸۹۰ء تک قائم رہا۔ اس وقت تک وہ تن تنہا سرگرم عمل رہا اسلام کے کمالات اس انداز سے بیان کر رہا تھا کہ تمام مسلمان جو اس سے پہلے مخالفین کا جواب دینے سے قاصر تھے اس کے علم و کمال کے معترف ہو کر اس مرد خدا سے روشنی حاصل کرنے کے متمنی ہو گئے۔ بڑے بڑے باکمال فقیر، محدث قرآن جاننے والے، صوفیاء، یونیورسٹی کے گریجوایٹ اس کے تبحر علمی کے سامنے جھک گئے اور اس کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ جو عرب و عجم میں بڑے بڑے علماء و صوفیاء کے حلقہ ارادت میں رہ چکے تھے اور بذات خود قرآن اور علوم دینی کے جید عالم تھے۔ آپ کے سامنے زانوئے ادب طے کرنے کے بعد یہ محسوس کرنے لگے کہ عالم روحانیت میں مرزا صاحبؑ کی راہنمائی کی انہیں ضرورت ہے۔

فرقہ اہل حدیث کے سربراہ مولانا محمد احسن امروہی اپنی باوقار ملازمت کو چھوڑ کر آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ اور آپ کے دسترخوانِ علم سے ریزہ چینی کرنے لگے۔ خواجہ کمال الدینؒ جیسا صاحب بصیرت قانون دان آپ کے حلقہ شاگردی میں داخل ہو گیا۔ اور مرزا صاحبؑ کی صحبت گزینی سے تخلیقی روح پیدا ہو گئی۔

مولانا محمد علیؒ جیسا فاضل انگریزی دان ایم اے اور ایل ایل بی کی ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد مرزاؑ کے قدموں میں جا بیٹھا اور علوم دینی سے بہرہ ور ہو کر انگریزی زبان میں آپ کے فیوض دینی کو انگریزی دان طبقہ میں پہنچانا شروع کر دیا۔ بعض لوگ بہتان تراشی کرتے ہیں کہ مرزا صاحبؑ کا ذاتی علم کوئی نہ تھا۔ حکیم نورالدینؒ کتابیں لکھ دیتے تھے۔ لیکن خدارا کوئی ان سے پوچھے کہ سنہ ۱۸۷۰ء سے سنہ ۱۸۹۰ء تک کون سے نورالدین، کونسے عبدالکریم اور کونسے محمد احسن اور کمال الدین اس کے ساتھ تھے۔

ان لوگوں کے داخل سلسلہ ہونے سے پہلے ہی دنیا سلطان القلم کے قلم کا سکہ مان چکی تھی اور بلا کسی اختلاف کے آپ مجددیت کا شرف حاصل کر چکے تھے۔ بعد میں ہونیوالے سب سے بڑے دشمن مولوی محمد حسین بٹالوی جو آپ کے ہم مکتب بھی تھے۔ ان کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ براھین احمدیہ جیسی کتاب گذشتہ تیرہ صدیوں میں نہیں لکھی گئی۔

سنہ ۱۸۹۰ء کے بعد ایک نیا دور شروع ہوا۔ آپ نے اپنے ارادت کیشوں کو تحقیقی کاموں میں شامل کر لیا۔ اور سلسلہ بیعت سے خادم دین جماعت بنانے کا اہتمام کیا۔ اور ہر بیعت کنندہ سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد لے کر خدمتِ دین کے لئے مکلّف کر دیا۔ چنانچہ دفتر کے چپراسی سے لے کر بڑے سے بڑا منصبدار اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے سرگرم عمل ہو گیا۔ کوئی احمدی ایسا نہ تھا جو اُٹھتے بیٹھتے اور کروٹیں لیتے ہوئے اپنے ذہنوں کو اور اپنی خرد و دانش کو اسلام کے لئے وقف نہ کر چکا ہو۔ یہ سلسلہ سنہ ۱۹۰۸ء یعنی آپ کے وصال تک جاری رہا۔ اس دور کے لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا ہر ارادت مند جس نے دنیا پر دین کو ترجیح دینے کا عہد کیا تھا، آپ کا پورا معاون رہا۔

خلوت و جلوت میں آپ کی حیات اقدس کا ہر لمحہ ایک نئے انکشاف کا سبب بنا۔ اسلام کی جو روح آپ نے پھونکی اس کا اس سے پہلے کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ تمام معتقد آپ کی محبت میں غلطاں و پیچاں ہو کر جذبۂ اسلامی سے ایسے سرشار ہوئے کہ گویا اس سے پہلے انہوں نے وہ دلکشیاں نہیں دیکھی تھیں۔ یہ لوگ آپ کی پاک صحبت سے صاحب حال بن گئے۔ اور ان کے دلوں کی کیفیت یہ تھی گویا بقول شاعر ؎

محو کھڑا ہوا ہوں میں حسن کی جلوہ گاہ میں
اب نہ کہیں نگاہ ہے، اب نہ کوئی نگاہ میں

### بعد از وفات

آپؑ کے وصال مبارک کے بعد دو فرشتوں نے پر کھول لے۔ ایک نے معقولات میں اور دوسرے نے منقولات میں۔ جن کے ذریعے سلطان القلم کے دقائق و حقائق دنیا کے کناروں تک پہنچے اور اسلام کی ضوفشانیاں ہوئیں۔ ان دو فرشتوں سے میری مراد خواجہ کمال الدین صاحبؒ اور مولینا محمد علی صاحبؒ ایم اے ہیں۔ مسیح الزمانؑ کے پورے کام کو ان دو بزرگوں نے سنبھال لیا۔ خواجہ کمال الدین صاحبؒ نے معقولات میں اپنے ان علوم کو وسعت دینے میں سعی فرمائی کہ جو انہوں نے سلطان القلم سے سیکھے تھے۔ یہ پہلے مبلغ تھے جنہوں نے یورپ میں جا کر اسلام کا ڈنکا بجایا۔ اور وہاں کے متشککوں کو، دہریوں کو، خدا کے منکروں کو، محمد رسول اللہ کے دشمنوں کو اسلام کے نور سے روشنی عطا کی۔ جس سے یورپ کے اندر اسلام کے فہم کی ایک لہر پیدا ہو گئی۔ شاہی خاندان کے لارڈ ہیڈلے، حاجی فاروق بن گئے۔ کئی شاعر، ادیب، سائنسدان حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

خواجہ صاحبؒ کا عمل بھی سلطان القلم کے طریقے پر تھا۔ جب کسی موضوع پر قلم اُٹھاتے نہایت دلآویز طریقہ سے ہر پہلو پر سیر کن بحث کرتے تھے جس کو پڑھ کر اور آپ کی تقاریر کو سن کر دلوں میں ایک تموج پیدا ہوتا تھا۔ اور دوست و دشمن کھنچے چلے آتے تھے۔

یہ تو میں نے ایک فرشتے کا ذکر کیا ہے۔ دوسرے فرشتے کے متعلق بھی سنیئے۔ اس مرد جلیل نے جواہر خانہ اسلام کے تمام وہ خزائن جو صدیوں سے مدفون تھے، دنیا کے سامنے کھول کر رکھ دیئے۔ قرآن کریم کی وہ تفسیر لکھی جس نے بڑے بڑے علماء کو محو حیرت کر دیا اور کئی متشککین و ملحدین کے دلوں میں نورِ ایمان پیدا ہو گیا۔ حدیث اور فقہ پر وہ قیمتی مواد پیدا کیا جس سے بے شمار تشنہ کاموں نے علم کی پیاس بجھائی۔ کوئی نشان دہی کرے کہ اس شان کے ساتھ اسلام کی خدمت کی نظیر دنیا کی تاریخ میں ان فرشتوں کے علاوہ کہیں اور بھی ملتی ہے؟ یہی وہ پُراسرار بندے تھے کہ جنہوں نے مامور زمانؑ کے بعد ان کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ یہ وہ وقت تھا کہ ہر احمدی مبلغ تھا۔ دور دراز مقامات پر بیٹھ کر بھی مرکز سے منسلک تھا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اخوت اور جذبہ خدمت کے وہ نظارے دیکھے ہیں کہ جن کی مثال نہیں ملتی۔ ڈاکٹر نجم الدین جعفری ایم اے۔ پی ایچ ڈی علیگڈھ میں ملے۔ ان کی بغل میں خواجہ صاحبؒ اور امیر مرحوم کی تصانیف کا بستہ تھا۔ الہ آباد کی یونیورسٹی کے مشہور پروفیسر سر شفاعت احمد خاں کو اشاعت اسلام کے کاموں میں مصروف پایا۔ غرض اس زمانے کا ہر پڑھا لکھا مسلمان ان دو بزرگوں کے جذبہ عمل سے متاثر ہو کر دعوت اسلام کے کام میں شریک ہو گیا۔ یہ سلسلہ شدّ و مد کے ساتھ سنہ ۱۹۲۸ء تک رہا۔

### زمانہ کا رُخ بدل گیا

خلیفہ اوّل حکیم نورالدینؒ کی وفات کے بعد سنہ ۱۹۱۴ء میں احمدیوں میں افتراق پیدا ہوا۔ جماعت دو حصوں میں بٹ گئی۔ ایک کی سرپرستی کا شرف مذکورہ بالا ان دو فرشتوں کو حاصل ہوا۔ دوسری جماعت قادیانی فریق کی قیادت مرزا بشیرالدین محمود احمد نے سنبھالی۔ اگرچہ مرزا محمود احمد صاحب کے عہد میں کوئی محمد علی اور کمال الدین تو پیدا ہو نہیں سکا لیکن احمدیوں میں باہمی نفرت کی لہر پیدا ہو گئی۔

(باقی بر صفحہ ۲۲ کالم ۴)

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ انگلستان

# پیغامِ احمدیت

## فصل ساتویں ۔ قسط ۱

قارئین پیغام صلح نے "قادیانی مذہب" مؤلفہ پروفیسر الیاس برنی کی پہلی دو فصلوں پر تبصرہ پڑھ لیا۔ تیسری اور چوتھی فصل میں آپ نے نبوت کی بحث جاری رکھی ہے اس مسئلہ پر ہماری طرف سے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اس لئے فی الحال ہم اسے اور دیگر فصلوں کو نظر انداز کر کے ساتویں فصل پر تبصرہ شروع کرتے ہیں۔ حسب ضرورت ان فصلوں پر تبصرہ کو بھی بعد میں پیش کیا جائے گا۔

### (۱) دوبارہ نزول

فصل ساتویں ۔ صفحہ ۳۴۴ خلاصہ اعتراض۔

اخبار الفضل ۱۸ اگست ۱۹۳۱ء سے ایک عبارت نقل کی ہے اور اس کا ماحصل یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کا دوبارہ نزول ہوا ایک آنحضرت صلعم پر اور دوسری بار مرزا صاحب پر۔

اس سلسلہ میں حضرت مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل تحریر بطور اصول یاد رکھنی چاہیئے:۔

"سنو خدا کی لعنت ان پر جو دعوے کریں کہ وہ قرآن کی مثل لا سکتے ہیں قرآن شریف معجزہ ہے جس کی مثل کوئی انس اور جن نہیں لا سکتا ....... بلکہ وہ ایسی وحی ہے کہ اس کی مثل اور کوئی وحی بھی نہیں اگرچہ رحمان کی طرف سے اس کے بعد اور کوئی وحی بھی ہو۔ اس لئے کہ وحی رسانی میں خدا کی تجلیات ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ خدا تعالےٰ کی تجلی جیسی کہ خاتم الانبیاء پر ہوئی ایسی کسی پر نہ پہلے ہوئی اور نہ کبھی پیچھے ہو گی۔ اور جو شان قرآن کی وحی کی ہے وہ اولیاء کی وحی کی شان نہیں، اگرچہ قرآن کے کلمات کی مانند کوئی کلمہ انہیں وحی کیا جائے۔"

(الہدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ صفحہ ۳۲ - ۱۲ر جون ۱۹۰۲ء)

### قیوم العالمین کا قادیانی تخیل

فصل ساتویں صفحہ ۳۴۴ - اقتباس:۔

" اس بیان مذکورہ بالا کی تصویر دکھانے کے لئے تخیلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بیشمار ہاتھ اور بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو یہ وہی اعضا ہیں جن کا دوسرے لفظوں میں عالم نام ہے جب قیوم عالم کوئی حرکت جزوی یا کلی کرے گا تو اس کی حرکت کے ساتھ اس کے اعضاء میں ایک حرکت پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہو گا اور وہ اپنے تمام ارادوں کو انہیں اعضاء کے ذریعہ سے ظہور میں لائے گا نہ کسی اور طرح سے پس یہی ایک عام فہم مثال اس روحانی امر کی ہے جو کہا گیا ہے کہ مخلوقات کی ہر چیز خدا تعالےٰ کے ارادوں کی تابع اور اس کے مقاصد مخفیہ کو اپنے خادمانہ چہرہ میں ظاہر کر رہی ہے اور کمال درجہ کی اطاعت سے اس کے ارادوں کی راہ میں محو ہو رہی ہے۔ اور یہ اطاعت اس قسم کی ہرگز نہیں جس کی صرف حکومت اور زبردستی پر بنا ہو بلکہ ہر ایک چیز کو خدا تعالےٰ کی طرف ایک مقناطیسی کشش پائی جاتی ہے اور ہر ایک ذرہ ایسا بالطبع اس کی طرف جھکا ہوا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک وجود کے متفرق اعضاء اس وجود کی طرف جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس درحقیقت یہی سچ ہے اور بالکل سچ کہ یہ تمام عالم اس وجود اعظم کے لئے بطور اعضا کے واقعہ ہے اور اسی وجہ سے وہ قیوم العالمین کہلاتا ہے کیونکہ جیسی جان اپنے بدن کی قیوم ہوتی ہے ایسا ہی وہ تمام مخلوقات کا قیوم ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو نظام عالم کا بالکل بگڑ جاتا"

(توضیح مرام صفحہ ۷۵-۷۶)

جہاں یہ نشان موجود (-) ہے وہاں سے ہم نے عبارت پوری درج کر دی ہے تاکہ قیوم العالمین کا تصور ٹھیک طرح سے سمجھ میں آ سکے اس سے قبل توضیح مرام کے صفحہ ۷۳ پر حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

" اصل حقیقت یہ ہے کہ خدائے عزوجل کے ساتھ اس کی تمام مخلوقات اور جمیع عالموں کا جو علاقہ ہے وہ اس علاقہ سے مشابہ ہے جو جسم کو جان سے ہوتا ہے اور جیسے جسم کے تمام اعضاء روح کے ارادوں کے تابع ہوتے ہیں اور جس طرح روح جھکتی ہے اسی طرف وہ جھک جاتے ہیں یہی نسبت خدائے تعالےٰ اور اس کی مخلوقات میں پائی جاتی ہے"

مخالف کا جو اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے "عام فہم مثال" کے طور پر یہ کیوں لکھ دیا کہ تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں - وہ اس بات کو بھول رہا ہے کہ حضرت صاحب اس اقتباس کی ابتداء ان الفاظ سے کر رہے ہیں۔

" اس بیان مذکورہ بالا کی تصویر دکھانے کے لئے تخیلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایسا وجود اعظم ہے".... الخ

اگر قیوم العالمین کے اس تصور پر بنی صاحب کو اعتراض ہے تو خدا تعالےٰ کے اس تصور کے متعلق ان کا کیا ارشاد ہے جہاں درج ہے کہ:۔

انہ لیئط بہ اطیط الرحل بالراکب۔

(سنن ابی داؤد)

یہ آواز کرتا ہے جیسا کہ پالان آواز کرتا ہے سوار کے بیٹھنے کے وقت

اور قیامت کے روز اللہ تعالےٰ اپنی پنڈلی ننگی کرے گا

یوم یکشف عن الساق

پھر مسلم میں ہے

دوزخ چلاتا رہے گا جب تک کہ رب العزت خود اپنا پاؤں اس میں نہ رکھے۔

جو ان باتوں کا ہمارے مخالف جواب دیں وہی ہمارا جواب اس اعتراض کا سمجھ لیں۔ بات ذکر الٰہی کی چل پڑی تو اس سلسلے میں حضرت مرزا صاحب کے ایک دو اور حوالے بھی سن لیجئے:۔

" کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دل میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازار میں منادی کرا دوں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالےٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے۔ اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے۔ پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت میں کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہو گا"

(کشتی نوح)

" میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ میں نے اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولت مند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں"

(اربعین نمبر ۱)

### ۳ - وحدت وجود

فصل ساتویں - صفحہ ۳۴۵ خلاصہ اعتراض:۔

" اس عاجز نے ہر چند ایک مدت دراز تک غور کی اور کتاب اللہ اور احادیث نبوی کو بتدبر و تفکر تمام دیکھا اور محی الدین ابن عربی وغیرہ کی تالیفات پر بھی نظر ڈالی کہ جو اس طور کے خیالات سے بھری ہوئی ہیں اور خود خداداد عقل کی رو سے خوب سوچا اور فکر کیا لیکن آج تک اس دعوے کی بنیاد پر کوئی دلیل اور صحیح حدیث ہاتھ نہیں آئی اور کسی نوع کی برہان اس کی صحت پر قائم نہیں ہوئی بلکہ اس کے ابطال پر براہین قویہ اور حجج قطعیہ قائم ہوتی ہیں۔ جو کسی طرح اٹھ نہیں سکتیں"۔ (ارشاد حضرت مرزا صاحب مندرجہ حیات احمد جلد دوم نمبر دوم صفحہ ۹۵ مرتبہ یعقوب علی صاحب)

اس حوالے کے اندراج کا مقصد بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ مخالف یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ توضیح مرام صفحہ ۷۵ میں جو خدا کا تصور پیش کیا ہے اس سے محی الدین ابن عربی کے وحدت وجود

دا ئے عقیدہ کی تائید ہوتی ہے اور مندرجہ بالا اقتباس میں اس عقیدہ کی تردید ہے۔ اگر مخالف نے توضیح مرام کو غور سے پڑھا ہوتا وہیں یہ عبارت بھی مل جاتی۔

"اگرچہ میں صاحب فصوص (یعنی محی الدین ابن عربی مصنف فصوص الحکم ۔ ناقل) کی طرح حضرت واجب الوجود کی نسبت یہ تو نہیں کہتا کہ خلق الاشیاء وھو عینھا مگر یہ ضرور کہتا ہوں کہ خلق الاشیاء وھو کعینھا ھذا العالم کصرح ممرد من قواریر وماء الطاقت العظمیٰ یجری تحتھا ویفعل ما یرید یخیل فی عیون قاصرۃ کانھا ھو یحسبون الشمس والقمر والنجوم موثرات بذاتھا ولا موثر الا ھو۔

(توضیح مرام صفحہ ۷۳-۷۴)

یعنی میں یہ تو نہیں کہتا کہ اللہ تعالےٰ نے اشیاء کو پیدا کیا اور وہ اشیاء کا عین ہے مگر یہ ضرور کہتا ہوں کہ اس نے اشیاء کو پیدا کیا اور وہ عین اشیاء کی مانند ہے یہ عالم اس محل کی طرح ہے جس پر شیشے جڑے ہوئے ہیں اور طاقت عظمیٰ کا پانی اشیاء عالم کے نیچے بہہ رہا ہے اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے ان آنکھوں کے تخیل میں یہ آتا ہے جو حقیقت تک پہنچنے سے قاصر ہیں کہ گویا وہ اشیاء خود خدا ہی ہیں یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ سورج، چاند، ستارے اپنی ذات میں مؤثر ہیں لیکن حقیقت یہ نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا کے سوا اس عالم میں کوئی اور مؤثر نہیں۔

حضرت صاحبؑ نے اپنے بیان کی وضاحت کر دی۔ دونوں بیانات میں کوئی تضاد نہیں مخالف نہ سمجھنا چاہے تو اس کا علاج نہیں۔

## ۲۱۔ عیسیٰ کی حقیقت

فصل ساتویں۔ صفحہ ۳۴۵

اس سلسلہ میں مخالف نے درجن بھر حوالجات اور ڈائریوں کے اکٹھے کئے ہیں حسب عادت ان کی ترتیب میں یہ ہوشیاری برتی ہے کہ سب کا مضمون قرآنی مسیح پر بھی منطبق ہو سکے حالانکہ حضرت مرزا صاحب کا منشاء محض انجیلی مسیح کے تعارف کا ہو جسے عیسائی خدا کا بیٹا۔ ازلی ابدی، قوتوں کا مالک اور اپنے نفس کے سوا تمام اولین و آخرین کو لعنتی سمجھنے والا سمجھتے ہیں، عیسائی عقیدہ کی تردید تو خود قرآن نے ان پرزور الفاظ میں کر دی ہے۔

وقالوا اتخذ الرحمان ولداً لقد جئتم شیئاً اداً تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھداً ان دعوا للرحمن ولداً

ترجمہ: وہ کہتے ہیں رحمان نے کسی کو بیٹا بنایا ہے۔ سخت بے ہودہ بات ہے جو تم لوگ گھڑ لاتے ہو۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں۔ زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں اس بات پر کہ لوگوں نے رحمان کے لئے اولاد ہونے کا دعوےٰ کیا۔ رحمان کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔ (سورہ ۱۹۔ مریم آیت نمبر ۸۸ ۔ ۹۱)

یہی عیسےٰ پرستی کا جذبہ ہے جو کھلے کھلے طور پر عیسائیوں کے قلوب میں راسخ ہے اور مخفی طریق پر مسلمانوں کے دل و دماغ میں گھرا ہوا ہے جو حضرت مرزا صاحب دور فرمانا چاہتے ہیں۔ قرآن لاکھ اس بات کا اعلان کرے کہ یہ عقیدہ سخت بے ہودہ ہے اور اس کی شناعت اتنی زیادہ ہے کہ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جائے لیکن عیسائیوں کو اس سے کیا غرض وہ تو اس عقیدہ سے تب ہی باز آئیں گے جب ان کی اپنی کتب مقدسہ سے ہی اس کا ابطال کیا جائے۔ جب حضرت مرزا صاحب اناجیل سے مسیح کے کردار کا آئینہ دکھاتے ہیں تاکہ مسیح کے ابن اللہ ہونے پر مزعومہ حقیقت آشکارا ہو جائے تو اس پر شور برقی صاحب اور ان کے ہمنوا مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب قرآنی مسیح کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اس بات کے ثبوت کے لئے وہ حوالہ جات پیش کرتے ہیں جو انہوں نے یہودیوں اور عیسائیوں کی کتب سے پیش کئے تھے۔ مزید ہوشیاری یہ برتی جاتی ہے کہ جن الفاظ سے یہ ثابت ہو کہ یہ حضرت مرزا صاحب کا اپنا اعتقاد نہیں انہیں حذف کر دیا جائے۔ اصولی طور پر تو حضرت مرزا صاحب کا ذیل کا بیان اس قسم کے تمام حوالہ جات کو صاف کر دیتا ہے۔ فرماتے ہیں

"سو ہم نے اپنے کلام میں (جن پر معترضین کو اعتراض ہے ۔ ناقل) ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے اور خداتعالےٰ کا ایک عاجز بندہ عیسےٰ ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں۔"

(نور القرآن حصہ دوم صفحہ ۲ تصنیف حضرت مرزا صاحبؑ)

قارئین کو اس سے مغالطہ نہ کھانا چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنی تحریرات میں عیسیٰ ۔ مسیح ۔ یسوع ۔ یسوع مسیح ۔ ابن مریم ۔ مسیح ابن مریم کے الفاظ ایک ہی شخصیت کے متعلق استعمال کئے ہیں۔ متن سے اس کا پتہ چلانا مشکل نہیں۔ کہ وہ قرآنی مسیح کا ذکر فرما رہے ہیں یا انجیلی مسیح کا۔ جب اس بات کا تعین ہو جائے تو بات سمجھنے میں دشواری نہیں ہوگی۔

احمدیت کے ایک بڑے مخالف کہا کرتے تھے کہ لوگ خواہ مخواہ اس بات پر وقت ضائع کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ بھلا وہ اس شخص کی توہین کے کیسے مرتکب ہو سکتے ہیں جس کا مثیل بننے کے وہ خود مدعی ہیں۔

حضرت مرزا صاحبؑ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں :۔

"موسےٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں، سو میں اس کی عزت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں"
(کشتی نوح صفحہ ۱۶)

"جس حالت میں مجھے دعوےٰ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مجھے مشابہت ہے تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ میں اگر نعوذ باللہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو برا کہتا تو اپنی مشابہت ان سے کیوں بتلاتا؟ کیونکہ اس سے تو میرا خود برا ہونا لازم آتا ہے"
(اشتہار ۲۸ر دسمبر ۱۸۹۸ء۔ حاشیہ تبلیغ رسالت جلد ۷۔ صفحہ ۲)

ان تمہیدی اشارات کے بعد برقی صاحب کے منتخب شدہ حوالہ جات پر ہمارا تبصرہ ملاحظہ ہو :۔

پہلے دو حوالہ جات میں ذکر ہے کہ مسیح ابن مریم کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ اس امر کی وضاحت اوپر ہو چکی ہے۔ ان مترادف الفاظ کے استعمال سے مغالطہ نہ کھانا چاہیئے۔

تیسرے اور چوتھے حوالہ جات میں لکھا ہے کہ عیسائیوں کی بدزبانی کے مقابل پر جو وہ آنحضرت صلعم کی شان میں کرتے ہیں مسلمانوں کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی شان میں سخت الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔

یہ امر درست ہے لیکن اگر الزامی جواب کی خاطر انجیلی مسیح کا خاکہ خود عیسائیوں کی کتب مقدسہ سے پیش کیا جائے تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ان کی شان اور عظمت کا پاس نہیں کیا گیا ان کی وہ شان اور عظمت جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔

پانچواں اور چھٹا حوالہ جو برقی صاحب نے درج کیا ہے اس نے اس مسئلہ کو بالکل صاف کر دیا۔ ملاحظہ ہو :۔

"غرض جس ابن مریم کی قرآن شریف نے ہم کو خبر دی ہے وہ اسی ازلی ابدی ہدایت کا پابند تھا جو ابتدا سے بنی آدم کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ لہٰذا اس کی نبوت کے لئے قرآنی ثبوت کافی ہے۔ گو انجیل کی رو سے کتنے ہی شکوک و شبہات ان کی نبوت کے بارہ میں پیدا ہوں۔"

(نور القرآن نمبر ۱ صفحہ ۳۲ تصنیف حضرت مرزا صاحبؑ)

"غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور سچے دل سے قبول کر لیا ہے اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی دلیل بھی نہیں۔" (اعجاز احمدی صفحہ ۱۳۔ تصنیف حضرت مرزا صاحبؑ)

قرآنی اور انجیلی مسیح کا تصور واضح ہے۔ جو یہودیوں کے اعتراض کا ذکر ہے وہ تو انجیلی مسیح کے متعلق ہے۔ نہ کہ قرآنی مسیح کے متعلق۔ اس کے متعلق تو حضرت مرزا صاحب نے ان یہودیوں کی کتب کا بھی ذکر کیا ہے جو انہوں نے مسیح کی نبوت اور پیشگوئیوں کے خلاف لکھی ہیں۔ مسیح کی نبوت تو کیا خود عیسائیوں میں مسیح کے وجود کا مسئلہ بھی اختلافی مسئلہ بنا ہوا ہے اور بہت سی کتابیں ایسی لکھی گئی ہیں جن میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح کا سرے سے کوئی وجود ہی نہ تھا۔

انجیلی مسیح کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں (یہ حوالہ برقی صاحب نے ساتویں نمبر پر درج کیا ہے) :۔

"اور یہود تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں اور ان کی پیشگوئیوں کے بارہ میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے سے حیران ہیں۔ بغیر اس کے کہ ضرور عیسےٰ نبی ہے کیونکہ قرآن کریم نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل اس کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔ یہ احسان قرآن کریم کا ان پر ہے کہ ان کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا۔"

(اعجاز احمدی صفحہ ۱۳۔ تصنیف حضرت مرزا صاحبؑ)

یہ بات حقیقت سے کتنی قریب ہے کہ اگر قرآن کریم نے آکر نہ صرف مسیح علیہ السلام بلکہ دوسرے انبیاء کی پوزیشن کو صاف نہ کیا ہوتا تو انبیاء کے کردار اور نبوت کی کس قدر بھیانک تصویر ہمارے دماغوں پر مسلط ہوتی۔ اگر گذشتہ انبیاء کی تعلیم مسخ نہ ہو گئی ہوتی پھر قرآن کریم کے آنے کی بھی کیا ضرورت تھی۔

آٹھواں حوالہ برقی صاحب نے حضرت مریم کے متعلق درج کیا ہے۔ اس حوالہ کو انہوں نے

(باقی بر صفحہ ۲۲ کالم نمبر ۳)

(بقیہ از صفحہ ۱۱)

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

اسی طرح اپنے محبوبؐ کی حمد میں یوں فرمایا:۔

احمدِ آخر زماں کز اوّلیں را جائے فخر
آخریں را مقتدا و ملجاء و کہف و حصار

ہست درگاہِ بزرگش کشتیٔ عالم پناہ
کس نگردد روزِ محشر جز پناہش رستگار

از ہمہ چیزے فزوں تر در ہمہ نوعِ کمال
آسماں ہا پیش اوجِ ہمتِ او ذرّہ وار

صدر بزمِ آسماں و حجۃ اللہ بر زمین
ذاتِ خالق را نشانے بس بزرگ و استوار

حسن روئے او بہ از صد آفتاب و ماہتاب
خاکِ کوئے او بہ از صد نافۂ مشکِ تتار

## اپنے محبوبؐ کے لئے غیرت

حضرت مسیح موعودؑ کے عشقِ رسولؐ کا ایک نمایاں پہلو یہ تھا کہ آپ کے دل میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بے حد غیرت تھی اور آپ حضورؐ کی کسرِ شان یا آپؐ کے بارہ میں گستاخی اور سوءِ ادب کو کسی طرح برداشت نہ کر سکتے تھے۔ جب کوئی بدبخت شاتمِ رسولؐ کوئی کتاب یا دلآزار مضمون لکھتا تو جب تک حضرت صاحب اس کا جواب لکھ کر شائع نہ کر لیتے آپ پر چین اور آرام حرام ہو جاتا۔ بسا اوقات آپ کھانے پینے اور ضروریاتِ زندگی کی طرف بھی اس وقت تک توجہ نہ دیتے جب تک کہ جوابی کارروائی مکمل نہ کر لیتے۔ رسول اکرم صلعم کی ہتک سے آپ بیقرار ہو جاتے۔ جب عیسائیوں کی طرف سے کتاب امہات المؤمنین شائع ہوئی جس میں حضور صلعم پر بہت نازیبا حملے کئے گئے تھے تو حضرت مسیح موعود اس قدر صدمہ زدہ ہوئے کہ فرمایا اگر میرے سامنے میرے بچوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں تو شاید میں برداشت کر لوں لیکن نبی کریم صلعم کی شان میں گستاخی اور آپ کی ذات پر رکیک حملہ میں کسی طور پر برداشت نہیں کر سکتا۔ پنڈت لیکھرام یا پادری عبداللہ آتھم یا ڈاکٹر ڈوئی اور اسی طرح کے اور مخالفوں سے آپ کو کوئی ذاتی عداوت نہ تھی اور نہ ہی اپنے دعوے کے انکار کی وجہ سے آپ ان سے برسرپیکار تھے بلکہ ان کے مقابل پر آپ اس لئے سینہ سپر ہوئے تھے کہ یہ لوگ حضور نبی کریم صلعم کو گالیاں دیتے تھے۔

زبانی اظہارِ عقیدت اور محض منہ سے اظہارِ محبت کے کلمات کہہ دینا اور چند تعریفی کلمات اپنے محبوب کے بارہ میں بیان کرنا آسان ہے لیکن وہ مسلسل جہاد جو حضرت مرزا صاحب نے حضرت نبی کریم صلعم کی شان کو دوبالا کرنے اور آپؐ کی عظمت کو بحال کرنے کے لئے زندگی بھر

اختیار کیا وہ صرف آپ ہی کا حصہ ہے۔ آپ کی سب سے پہلی تصنیف ہی عشقِ رسولؐ اور غیرتِ اسلامی کا ایک عظیم شاہکار ہے۔ کتاب کا نام ہے

**براہین الاحمدیہ علیٰ حقیقۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ**

اس میں دینِ اسلام کی سچائی اور قرآن مجید کی صداقت اور نبی کریم صلعم کی رسالت کی تائید میں ایسے بے نظیر دلائل جمع کئے گئے ہیں کہ بقول مولوی محمد حسین بٹالوی تیرہ سو سال میں اسلام کی تائید میں ایسی کتاب نہیں لکھی گئی تھی اس کے ساتھ آپ نے دس ہزار روپے کا انعامی چیلنج بھی شائع کیا کہ جو شخص ان دلائل کو ردّ کرے یا اپنی الہامی کتاب میں وہ باتیں ثابت کر دکھائے جو قرآن مجید کے بارہ میں پیش کی گئی ہیں تو اسے دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ یہ چیلنج آج تک قائم ہے اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت اور قرآن پاک اور حضرت نبی کریم صلعم کی عظمت کی دلیل ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں گستاخی سے آپ کے قلب پر کیا گذرتی اور آپ کس درجہ مضطرب ہو جایا کرتے تھے اس کا اندازہ کچھ ان اشعار سے کیا جا سکتا ہے:۔

وکنت اطالعنّ کتاب ساب
وتمطر مقلتی مثل الرّنان

رأینا فیہ کلمًا محفظات
وسبّ المصطفیٰ بحر الجنان

صبرت علیہ حتی عیل صبری
ونار الغیظ ثارت فی جنان

دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

دشمنِ دیں حملہ بر دین میکند
حیف بود گر بنشینم خموش

چوں سخنِ سفلہ بگوشم رسید
در دلِ من خاست چو محشر خروش

چند توانم کہ شکیبے کنم
چند کند صبر دلِ زہر نوش

آں نہ مسلماں بہتر از کافر ست
کش نبود از پئے آں پاک جوش

## برکاتُ الدّعا

مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ

اس کتاب میں سر سید احمد خاں بانی علیگڑھ تحریک کے اس خیال کی تردید کی گئی ہے کہ دُعا محض ایک عبادت ہے جو دنیا میں کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرتی، اور یہ کہ وحی کوئی خارجی شئے نہیں بلکہ دل ہی سے اُٹھتی ہے دلائل کے ثبوت میں اپنے الہامات و قبولیتِ دُعا کے واقعات درج کئے ہیں۔ قیمت ۵۰ پیسے

ملنے کا پتہ: دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

# پیغامِ احمدیت

(بسلسلہ صفحہ ۲۱)

اعتراض ۷ (مریم کی عصمت) کے تحت بھی دہرایا ہے اس لئے موضوع کی مناسبت سے اس پر تفصیل سے بحث بھی وہیں کی گئی ہے۔"

نویں، دسویں اور گیارہویں حوالہ جات میں انجیلی مسیح کے نسب نامہ۔ کنجنی سے تیل ملوانا اور ان کی سخت کلامی کا ذکر ہے[۴] لیکن برقی صاحب نے کمال یہ کیا ہے کہ ایسا کوئی لفظ ان حوالہ جات میں درج نہیں کیا جس سے معلوم ہو سکے کہ یہاں بائیبل کی روایات کا ذکر ہے اور عیسائیوں کے مقابل پر انجیلی مسلمات پیش کئے گئے ہیں اور یہ طریق بھی حضرت مرزا صاحب نے

" برابر چالیس برس تک پادری صاحبان کی گالیاں سُن کر اختیار کیا۔"

(نور القرآن حصہ دوم ص۲)

انجام آتھم کے ضمیمہ سے جو حوالہ جات پیش کئے ہیں کاش ان کے ساتھ یہ عبارت بھی درج کر دی جاتی تو مسئلہ صاف ہو جاتا:۔

" بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی انہوں نے ناحق ہمارے نبی کریم صلعم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں" (انجام آتھم ضمیمہ ص۸ حاشیہ)

مسیح کے نسب نامہ کے متعلق بائیبل کے حوالہ جات: متی باب ۱ آیت ۵۔ یشوعا باب ۲۔ آیت ۱۔ پیدائش باب ۳۸۔ آیات ۱۱، ۱۵۔ ۱۸۔ ۲ سیموئیل باب ۱۱۔ آیات ۲، ۵۔ ۲۷۔

کنجنی سے تیل ملوانا: لوقا باب ۷۔ آیت ۳۷۔ یوحنا باب ۱۱۔ آیت ۱۔ ۳۔

سخت کلامی: متی باب ۱۲۔ آیت ۳۹۔ مرقس باب ۱۱۔ آیت ۱۴
متی باب ۲۱۔ آیت ۱۹

سلسلہ کلام ختم کرنے سے پہلے یہ دیکھنا بھی مفید ہوگا کہ دیگر مسلم علما نے اس سلسلہ میں کیا روش اختیار کی تھی یا کر رہے ہیں۔



# عظیم رُوحانی انقلاب کا پس منظر

(بسلسلہ صفحہ ۱۹)

کشتی نوح میں مسیح موعودؑ نے حکم دیا تھا کہ جو دوسرے پر طعن و تشنیع کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ لیکن طعن و تشنیع کا سلسلہ ایسا شروع ہو گیا کہ الاماں۔ شیدایانِ مسیح موعودؑ پر الزام تراشیاں تو روزمرہ کا معمول بن گیا جس کے نتیجہ میں احمدیوں کی توجہ داخلی مفاسد کی طرف ہو گئی۔ اور عام مسلمانوں کی نظروں میں احمدیت کا وقار گر گیا۔ احمدیت کے دوست بھی دشمن ہو گئے۔ اور خود بہت سے احمدیوں نے اپنی دینی مصروفیات کو ترک کر کے سکوت اختیار کر لیا۔

یہ افسوسناک حالات اس قابل ہیں کہ ان سے عبرت حاصل کی جائے اور باہمی نزاع کو چھوڑ کر اس خدمتِ دین کو پھر سے لائحہ عمل بنایا جائے جو مسیح موعود نے قوم کے سپرد کی تھی اور جس کے لئے ہم نے مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور اس پر کاربند ہو کر دنیا کو اسلام کی دعوت دی تھی۔

# مجدّدِ وقتؑ اور اس کی جماعت

(بسلسلہ صفحہ ۱۲)

قریباً ہر ایک احمدی ایک مبلّغ ہوتا تھا۔ مالی قربانی کے ساتھ وہ اپنا وقت بھی تبلیغ دین میں حتی المقدور صرف کرتا تھا۔ اور دوسرے مسلمانوں کے لئے قابلِ تقلید نمونہ ہوتا تھا، مگر زمانہ کے گذرنے کے ساتھ ساتھ وہ جوش بھی سرد پڑتا جا رہا ہے۔ ایک دوست تو یہ کہتے سُنے گئے کہ اب تو پندرہویں صدی کے مجدّد کے آنے میں دس برس کے قریب رہ گئے ہیں۔ اب وہ ہی آن کر اپنی قوتِ قدسیہ سے پھر تجدیدِ دین کرے گا اور دلوں کو گرمائے گا۔ ایک حد تک یہ صحیح ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ اس سے ہماری ذمّہ داری ختم نہیں ہو جاتی۔ کیونکہ ہم نے ایک "عہد بیعت" کیا ہوا ہے۔ اور قرآن کریم میں آتا ہے:۔

واوفوا بالعھد۔ ان العھد کان مسئولا۔

یعنی جو عہد (خصوصاً بیعت والا جس کا اللہ تعالےٰ گواہ ہوتا ہے) تم نے باندھا ہے اس کو پورا کرو یا خوبی سے نبھاؤ۔ کیونکہ عہد کے متعلق آخرت میں ہم سے بازپرس کی جائے گی۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم خدا تعالےٰ کے حضور سرخرو ہوں۔ امین

لا کر دیکھو!
کھا کر دیکھو!
تعارفی دام پر دستیاب ہے
STAR
BANASPATI
THE PUNJAB VEGETABLE GH
نیا سٹار بناسپتی
★ سٹار کی پہچان۔ خوش ذائقہ پکوان
تیارکردہ: دی پنجاب ویجی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ۔ لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح - مؤرخہ ۲۴ رجون ۱۹۷۰ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ - شمارہ نمبر ۲۵



ایڈ گرین پریس جمبر لین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برار
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

ہفت روزہ
# پیغامِ صلح
لاہور
پاکستان

رجسٹرڈ ایل نمبر: ۸۳۸
تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور
فون نمبر: ۵۳۷۳۷

مدیر
دوست محمد
مدیر معاون
بشیر احمد سوز

سالانہ چندہ: آٹھ روپے
بیرونی ممالک سے: ایک پونڈ
ایک سو روپے پیشگی آنے پر
تا زندگی جاری ہوسکتا ہے

جلد ۵۸ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۳ جمادی الاوّل ۱۳۹۰ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۷۰ء | نمبر ۲۷

## احمدیہ اسلامک سنٹر لنڈن کے استحکام کیلئے ایک مبارک منصوبہ۔ احباب جماعت کیلئے ایک خوشخبری

### شیخ میاں فضل الرحمن صاحب مالک یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز کی طرف سے تیس ہزار روپیہ کی گرانقدر پیشکش

### حضرت امیر قوم کی تجویز کہ ایک مقتدر وفد تمام جماعتوں میں دورہ کرکے چندہ کی اپیل کرے

### جزائر جنوبی امریکہ (ٹرینیڈاڈ۔ برٹش گیانا، ڈچ گیانا وغیرہ) میں احمدیہ کنونشن کا انعقاد

### جس میں شرکت کے لئے حضرت امیر قوم، شیخ میاں فاروق احمد صاحب اور شیخ محمد طفیل صاحب تشریف لے جا رہے ہیں

احباب کو معلوم ہے کہ انجمن کا ایک تبلیغی ادارہ "احمدیہ اسلامک سنٹر" کے نام سے لندن میں قریباً دو سال سے قائم ہے، جسکے انچارج محترم شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے ہیں۔ اس ادارہ کے استحکام کے لئے انجمن نے ایک نیا منصوبہ بنایا ہے، جس کے لئے محترم شیخ میاں فضل الرحمن صاحب آف یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز ملتان نے تیس ہزار روپیہ کی پیشکش کی ہے، اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی تجویز ہے کہ ایک مقتدر وفد تمام جماعتوں میں دورہ کرکے مزید سرمایہ کی فراہمی کیلئے اپیل کرے۔

یہ ادارہ دراصل وہی تبلیغی مشن ہے، جسکی بنیاد جماعت احمدیہ لاہور نے ۱۹۱۴ء میں مغربی ممالک میں تبلیغِ اسلام و اشاعتِ قرآن کیلئے انگلستان میں رکھی تھی۔

اس لئے ضرورت ہے کہ تمام احباب بالخصوص مستطیع اصحاب اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس عالمگیر فتحِ اسلام کے منصوبہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں،

احباب کو یہ بھی معلوم ہے کہ جزائر جنوبی امریکہ (ٹرینیڈاڈ، برٹش گیانا، ڈچ گیانا وغیرہ ممالک) میں ایک احمدیہ کنونشن منعقد ہونیوالی ہے، جسکی صدارت کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ اسی ماہ جولائی کے آخری عشرہ میں وہاں تشریف لے جانیوالے ہیں، انکی معیت میں شیخ میاں فاروق احمد صاحب بھی تشریف لیجائیں گے اور لندن سے شیخ محمد طفیل صاحب بھی کنونشن کے دعوت نامہ پر ان کے ہمرکاب ہوں گے، کنونشن میں شمولیت کے بعد شیخ محمد طفیل صاحب احمدیہ اسلامک سنٹر کی تقویت و استحکام کے لئے مختلف ممالک کا دورہ کریں گے۔

اللہ بخش ۔ آنریری جنرل سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ترجمہ: عطاء المجیب اشد۔ ایم۔اے (ماخوذ از ہفت روزہ لاہور)

# کیا حضرت مسیحؑ صلیب پر فوت ہوئے تھے
# ویٹیکن سے تاریخ کے سربستہ راز کا حیران کن انکشاف

## مسیحی اخبار ڈیلی سکیچ (نائجیریا) کا ایک اداریہ

حضرت مسیح کی وفات کا مسئلہ عالمگیر سطح پر موضوعِ بحث بنا ہوا ہے اور اب یہ سوال پوچھا جا رہا ہے کہ کیا واقعی حضرت مسیح صلیب پر فوت ہو گئے تھے۔ جیسا کہ بائبل میں مذکور ہے؟

حضرت مسیح کے مقدس کفن کے بارہ میں سوئٹزرلینڈ کی انٹرنیشنل فاؤنڈیشن نے یہ دعوٰے کیا ہے کہ حضرت مسیح ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ فاؤنڈیشن کا کہنا ہے کہ مقدس کفن کی شہادت کے مطابق جو اس وقت اٹلی کے شہر تورین (TURIN) میں محفوظ ہے۔ حضرت مسیح صلیب پر ہرگز فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ ان کو اس حالت میں کفن میں لپیٹا گیا تھا۔ جبکہ ان کا دل حرکت کر رہا تھا۔

فاؤنڈیشن کا کہنا ہے کہ ویٹیکن اور تورین میں مسیحی اعلیٰ عہدیداران کو ۱۹۵۹ء سے اس عظیم تاریخی سربستہ راز کا علم ہے۔ اور اس وقت سے ہی عمومی طور پر اس بات کو پیش کیا جا رہا ہے کہ سائنسی طور پر یہ جدید انکشاف ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے۔

ایک جرمن مصنف جان ریبان (JOHN REBAN) نے اپنی کتاب "تحقیق در بارہ مسیح" (INQUEST - IN - JESUS) میں لکھا ہے کہ جب حضرت مسیح کو صلیب سے اتارا گیا۔ تو اس وقت ان کا سانس جاری تھا۔ یاد رہے کہ حضرت مسیح کے مقدس کفن کے بارہ میں اس مصنف کی رائے کو دنیا میں سب سے زیادہ مستند سمجھا جاتا ہے۔

### شہادت کی کڑیاں

مصنف کے بیان کے مطابق اس شہادت کا اہم ثبوت کفن مسیح پر خون کے اُن دھبوں سے ملتا ہے جو بزبانِ حال یہ اعلان کر رہے ہیں کہ ایک مردہ لاش سے خون بہا نہیں کرتا۔ مصنف کی رائے یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ (واقعہ صلیب کے بعد) صرف ظاہری طور پر مُردہ دکھائی دیتے تھے اگرچہ وقتی طور پر اُن کا سانس بھی محسوس نہ ہوتا تھا۔ لیکن تھوڑے سے وقفہ کے بعد ہی جبکہ ان کو قبر میں رکھا ہوا تھا۔ ان کا سانس دوبارہ جاری ہو گیا۔

جان ریبان نے مزید کہا کہ (واقعہ صلیب کے بعد) حضرت مسیح کو فوت شدہ تسلیم کر لیا گیا کیونکہ اس زمانہ میں ظاہری عملِ تنفس کو ہی زندگی کے بارہ میں فیصلہ کُن خیال کیا جاتا تھا۔ اور اس زمانہ میں دل کے حقیقی عمل سے لوگ پوری طرح آگاہ نہیں تھے۔

جان ریبان نے ایک جرمن پروفیسر ڈاکٹر تھیوڈر ہرٹ (THEODOR HIRT) کا (جنہوں نے مقدس کفن کا گہرا تحقیقاتی مطالعہ کیا ہے) ایک حوالہ بھی درج کیا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ (حضرت مسیح کے واقعہ میں) "زندگی کا دوبارہ بحال ہو جانا طبی طور پر ممکن تھا"۔ اور حقیقت میں ایسا ہی وقوع پذیر ہوا ہے۔ پروفیسر مذکور کا بیان ہے کہ طبی نقطۂ نگاہ سے یہ بات ہرگز ناممکن نہیں ہے کہ ان مصالحہ جات سے جو بائبل کے بیانات کے مطابق (حضرت مسیح کے) جسم پر لگائے گئے تھے۔ کچھ ایسی رطوبت نکلی ہو جس نے سانس کی نالیوں میں مسلسل طور پر جوش اور حرکت پیدا کر دی ہو۔ اور جس کے نتیجہ میں بالآخر عملِ تنفس دوبارہ بحال ہو گیا ہو۔ بہت سے ماہرین نے اس جدید نظریہ کی صداقت کو درست تسلیم کر لیا ہے۔

حضرت مسیح کے مقدس کفن سے متعلق راز ہائے سربستہ کا انکشاف کرنے کے لئے ماہرین کی ایک جماعت نے گزشتہ سال جون میں تورین کے شہر میں جمع ہو کر اس کفن کا گہرا مطالعہ کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ایک ایسے موضوع کے لئے مزید سائنسی تحقیقات کا راستہ ہموار کیا جائے جو دنیا کے کروڑوں لوگوں کے لئے کائنات کی ہر چیز سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

کفن کا تحقیقاتی مطالعہ کرنے والے ماہرین کی جماعت ایک ماہر آثار قدیمہ۔ ایک ماہر کیمیادان۔ ایک ماہر علم حیاتیات اور ایک ماہر تاریخ دان پر مشتمل تھی۔ جس کے ساتھ ایک کارڈینل اور چرچ کے مختلف عمائدین بھی شامل تھے۔ تین دن تک مطالعاتی پروگرام جاری رہا۔ طاقتور خوردبینوں کی مدد سے ابتدائی تحقیقات کا کام کیا گیا۔ اور مزید مطالعہ کے لئے درجنوں تصاویر اتاری گئیں۔ ان ماہرین کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا کہ وہ اس کفن کی حفاظت کے بارہ میں رپورٹ کرنے کے علاوہ اس سلسلہ میں تجاویز بھی دیں۔ نیز اس کفن کے متعلق آئندہ وسیع پیمانہ پر جدید سائنسی تحقیقات کے لئے ضروری تیاری مکمل کر لیں۔ اس سے قبل ان ماہرین نے اس بات کا پُورا الیقین دلایا تھا۔ کہ یہ کفن بڑی عمدہ حالت میں ہے۔

حضرت مسیح کا مقدس کفن — کفن کا ایک کپڑا ہے جو چودہ فٹ چار انچ لمبا اور ۲ فٹ ۹ انچ چوڑا ہے اس کو ایک سُرخ ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر چاندی کے ایک صندوق میں رکھا ہوا ہے۔ جو چار فٹ لمبا اور ایک فٹ چوڑا اور ایک فٹ اونچا ہے۔ اس صندوق کو DUOMO کے ایک چھوٹے گرجا گھر میں رکھا گیا۔ جو تورین چرچ کے علاقہ میں واقعہ ہے۔ صندوق کو گرجا گھر میں موٹے شیشے کی ایک دیوار اور دو آہنی سلاخوں کے سہارے ایک قربانگاہ پر رکھا گیا ہے۔

### کفن کی تاریخ

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مستند ماخذ سے چودھویں صدی تک اس مقدس کفن کی تاریخ کا سراغ ملتا ہے جبکہ یہ کیمبری (CHAMBER) کے قلعہ میں رکھا ہوا تھا۔ جو کہ اس کفن کے رسمی مالکان یعنے (SAVOY) کے شاہی خاندان کی جائے رہائش تھا۔

پُرانے ریکارڈ کے مطابق سنہ ۱۵۰۳ء میں اس کفن کو تیل میں ڈال کر اُبالا گیا۔ لیکن کسی کو یہ معلوم نہیں کہ ایسا کیوں کیا گیا۔

جدید سائنسی تجربات سے بھی پتہ لگتا ہے کہ اس کفن کو واقعی گزشتہ کسی زمانہ میں تیل میں اُبالا گیا تھا — سنہ ۱۵۳۲ء میں یہ کفن (معجزانہ طور پر) اس آگ کی زد سے بچ گیا۔ جس نے اس قلعہ کو خاکستر کر دیا تھا۔ لیکن پھر بھی آگ سے جلنے کے نشانات اَب بھی بڑے واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں۔

گزشتہ سو سالوں میں اس صندوق کو (جس میں یہ کفن رکھا گیا ہے) صرف پانچ مرتبہ کھولا گیا ہے سب سے پہلے ۱۸۹۶ء میں۔ پھر سنہ ۱۹۳۰ء میں پھر سنہ ۱۹۳۳ء میں، پھر سنہ ۱۹۴۶ء میں، اور پانچویں دفعہ گزشتہ سال (۱۹۶۹ء) ماہ جون میں، عجیب بات یہ ہے کہ سولھویں صدی میں اس کفن کو تباہ کرنے کی کوشش کے باوجود اور اس کے پرانے ہونے کے باوجود اس مقدس کفن کے نمایاں نقوش آج بھی اسی طرح صاف دکھائی دیتے ہیں جس طرح آج سے کچھ صدیاں قبل نظر آتے تھے۔

اس کفن کی عمومی سطح قریباً سیاہ دکھائی دیتی ہے تاہم اس پر ایک انسانی چہرہ اور ایک ۵ فٹ ۱۰ انچ لمبے قد کے انسانی جسم کے ہلکے نقوش بھی موجود ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ کفن کسی تصویر کا نیگیٹو ہے۔ اس کفن پر ہاتھوں، پاؤں، پہلو (پسلی) اور پیشانی کے زخموں سے نکلنے والے خُون کے دھبے اب بھی باقی ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس جسم کو اس کفن میں لپیٹا گیا تھا۔ اس کو عین اس طریق کے مطابق صلیب پر لٹکایا گیا تھا۔ جو عہد نامہ جدید میں مذکور ہے۔

سائنسی تحقیقات کے نتیجہ میں یہ بات معین طور پر معلوم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ کہ کیا واقعی حضرت مسیح اس وقت اصطلاحی معنوں کے اعتبار سے زندہ تھے۔ جبکہ ان کو اس کفن میں لپیٹا گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ (ان تجربات کے نتیجہ میں) اس جسم کے خون کا گروپ بھی معلوم کر لیا جائے۔ نیز خورد بینی اور تجزیاتی مطالعہ کے نتیجہ میں شاید اس کفن کی عمر کے بارہ میں بھی زیادہ معین اور درست طور پر نشاندھی کی جا سکے۔

اس جدید انکشاف کا سب سے زیادہ دلکش پہلو یہ ہے کہ اب ساری دنیا کے عیسائی بچشم خود یہ دیکھنے کے قابل ہو سکیں گے کہ حضرت مسیح کی اصل شکل و صورت کیا تھی۔ چنانچہ سنہ ۱۹۳۳ء میں اس کفن کی جو تصاویر لی گئی تھیں۔ ان کی مدد سے حضرت مسیح کے خد و خال اور نقوش بنانے کی متعدد کوششیں کی جا چکی ہیں۔

گزشتہ سال ماہرین نے اس کفن کے سلسلہ میں جو مطالعاتی اجلاس کیا تھا اس کی رپورٹ عنقریب مکمل ہونے والی ہے۔ اور ویٹیکن کے سربراہِ اعلیٰ کو پیش کر دی جائے گی۔ اس کے بعد ہی وسیع تر پیمانہ پر سائنسی تحقیقات کا پروگرام وضع ہو سکے گا۔ جس کے متعلق خیال ہے کہ

**وہ اس صدی کا ایک حیران کُن اور نادر واقعہ ہوگا۔**

### خلاصہ

- اس انکشاف سے اور اس تاریخی سربستہ راز کو طشت از بام کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔
- ویٹیکن کے اعلیٰ عہدیداران (عمائدین) کو ۱۹۵۹ء سے اس عظیم تاریخی راز کا علم ہے۔
- ۱۹۵۹ء سے لے کر اب تک پبلک کو یقین ہو چکا ہے کہ سائنس کی رُو سے اس انکشاف کا انکار ناممکن ہے۔
- بہت سے ماہرین اس بات سے متفق ہیں کہ یہ انکشاف

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۲)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۸ر جولائی ۱۹۷۰ء

# حدیث مجدّد اور ختمِ نبوّت

ختم نبوت کی حقیقت پر ہم اس سے قبل کافی روشنی ڈال چکے ہیں، اور اس بات کو واضح کر چکے ہیں کہ قرآن کریم کے ذریعہ دین کامل ہو جانے کے بعد چونکہ کسی نئی شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہی، اس لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبیوں کا آنا ختم ہو گیا، لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اولیاء اللہ اور مقربین الٰہی کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ بھی بند ہو گیا، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالےٰ نے ایسی چپ سادھ لی ہے، کہ وہ اپنے کسی بھی نیک بندے کے ساتھ کلام کرنا روا نہیں رکھتا، کیونکہ خطرہ ہے کہ جس سے وہ کلام کرے گا پرویز صاحب کے نزدیک وہ نبی بن جائے گا۔ اور ختم نبوت باطل ہو جائے گی۔ حالانکہ جیسا کہ ہم قبل ازیں بتا چکے ہیں کہ قرآن کریم میں صفائی کے ساتھ مقربین الٰہی کے متعلق وعدہ دیا گیا ہے کہ لهم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الاٰخرۃ اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صفائی کے ساتھ یہ اعلان کیا ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات، اور جب صحابہ کرام رض نے یہ دریافت کیا کہ ما المبشرات یا رسول اللہ، تو حضور ؐ نے فرمایا الرؤیا الصالحۃ اور رؤیا الصالحہ کی بھی تشریح حضور صلعم نے ان الفاظ میں فرمائی ہے الرؤیا المؤمن جزء من ستۃ و اربعین جزء من النبوۃ یعنے مؤمن کی رویاء نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے، اور یہ چھیالیسواں حصہ کیا ہے؟ اس کی وضاحت ایک اور حدیث سے ہوتی ہے جس میں فرمایا قد کان فی امم من قبلکم رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی امتی احد فعمر یعنے پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں، جو غیر نبی ہونے کے باوجود مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہوتے تھے، میری اُمت میں اگر کوئی ہے تو عمرؓ ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ غیر نبیوں کے ساتھ پہلے بھی اللہ تعالےٰ ہم کلام ہوتا رہا ہے، اور امت محمدیہ میں بھی حضرت عمرؓ اور ان کی مانند دوسرے مقربین الٰہی کو بھی یہ شرف حاصل ہے۔

لیکن پرویز صاحب کہدیں گے، کہ حدیث ہم پر حجت نہیں ہے، بلکہ وہ تو سرے سے حدیث کو مانتے ہی نہیں، انہیں ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں اور اب پھر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ یہ وہ حدیث ہے جس کی تائید قرآن کریم سے ہوتی ہے جہاں فرمایا ہے ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیًا او من وراء حجاب او یرسل رسولا، یعنے اللہ تعالےٰ بشر سے تین طرح کلام کرتا ہے (۱) وحی سے (۲) پردہ کے پیچھے سے (۳) رسول بھیجکر، اس آیہ کریمہ میں صاف طور پر بتا دیا گیا ہے کہ رسولوں کے علاوہ دوسرے لوگوں سے بھی مکالمہ الٰہیہ ہوتا ہے۔ اگر صرف رسولوں ہی سے ہمکلامی ہوتی تو یرسل رسولاً کہہ دینا کافی تھا، وحیًا او من وراء حجاب کہنے کی ضرورت نہ تھی، یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ رسولوں کے علاوہ دوسرے لوگوں سے بھی اللہ تعالےٰ ہم کلام ہوتا ہے۔ اس کی تائید ان واقعات سے بھی ہوتی ہے جو اُم موسےٰ اور مریم علیہا السلام کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے مکالمات سے تعلق رکھتے ہیں، ہم ان واقعات پر اس سے قبل مفصّل روشنی ڈال چکے ہیں، یہاں مختصر طور پر اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ ام موسےٰ کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے واوحینا الیٰ ام موسیٰ اور حضرت مریمؑ کے متعلق فرمایا فارسلنا الیها من روحنا۔ ہم پرویز صاحب سے دریافت کرنا چاہتے ہیں، کہ کیا یہ الفاظ اس کلام الٰہی پر دلالت نہیں کرتے، جو اُم موسےٰ اور حضرت مریمؑ پر اللہ تعالےٰ نے نازل کیا تھا؟ کیا اسی سے ثابت نہیں کہ غیر نبی بھی مکالماتِ الٰہیہ سے مشرف ہوتے ہیں اور وہ اس سے نبی نہیں ہو جاتے؟ ہم انہیں چیلنج کرتے ہیں کہ قرآن کریم کی ان تصریحات کی روشنی میں یہ ثابت کریں کہ غیر نبیوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ ہم کلام نہیں ہوتا کیا وہ اس چیلنج کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں؟ اس سلسلہ میں پیشگوئیوں اور علم غیب کے متعلق بھی جو خیال انہوں نے ظاہر کیا ہے کہ رسول کے سوائے کسی غیر نبی کو اللہ تعالےٰ علم غیب نہیں دیتا، اور اس کی تائید میں انہوں نے جو یہ آیات پیش کی ہیں، ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء اور عالم الغیب فلا یظهر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ ان میں سے پہلی آیت تو کفار کے اس مطالبہ کا جواب ہے کہ اللہ تعالےٰ ان سے براہِ راست کلام کیوں نہیں کرتا، اس کے جواب میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی شان قدوسیت کے منافی ہے کہ ناپاک لوگوں کے ساتھ ہم کلام ہو، اس نے اصلاح خلق کے لئے یہی رستہ تجویز کیا ہے کہ اپنے رسولوں کے ذریعہ نیکی کا رستہ بتائے، ایسا ہی دوسری آیت میں فرمایا کہ اظہار علی الغیب رسولوں کے ذریعہ ہوتا ہے، یہ نہیں فرمایا کہ رسول کے علاوہ دوسروں کو اللہ تعالےٰ غیب کی کوئی بات بتاتا ہی نہیں، رسول کا لفظ جہاں اصطلاحی معنوں میں نبیوں پر بولا جاتا ہے، وہاں لغوی معنوں میں اور مجازاً غیر نبیوں پر بھی بولا جاتا ہے جیسے بادشاہ مصر کا ایلچی جب حضرت یوسفؑ کے پاس آیا، تو اس کے متعلق فرمایا فلما جاءہ الرسول جب یوسفؑ کے پاس "رسول" آیا، اور ہمارے دیکھنے کی بات ہے کہ پنڈت نہرو جب سعودی عرب گیا تو اسے رسول السلام کہا گیا، پس ایک ادنےٰ ایلچی اور ایک کافر شخص پر بھی لغوی یا مجازی معنوں میں رسول کا لفظ بولا جا سکتا ہے تو وہ مقربین الٰہی جو اصلاح خلق کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور ہوں، انہیں لغوی معنوں میں رسول کیوں نہیں کہا جا سکتا اور یجتبی من رسلہ من یشاء اور الا من ارتضیٰ من رسول کی ذیل میں کیوں نہیں آ سکتے، جس حالت میں ایک معمولی شخص کو بعض وقت خواب کے ذریعہ کوئی آئندہ کی خبر بتا دی جاتی ہے، ایک مامور جو قرب الٰہی کے اعلےٰ مرتبہ پر پہنچا ہوا ہوتا ہے اللہ تعالےٰ کی طرف سے غیب کی خبریں کیوں نہیں پا سکتا، بالخصوص جبکہ اس .... کی بتائی ہوئی غیب کی خبریں یا پیشگوئیاں ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو چکی ہیں۔

لیکن پرویز صاحب کو تو اس سے بھی انکار ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی مامور یا مجدّد آ سکتا ہے۔ اسی لئے جب اُن سے حدیث مجدّد کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے یہ لکھدیا کہ

> "میرے نزدیک تو یہ حدیث وضعی ہے، کیونکہ یہ ختم نبوت کی نقیض اور قرآنی تعلیم کے خلاف ہے"

ہم حیران ہیں کہ یہ ختم نبوت کے نقیض کیونکر ہے اور کونسی قرآنی تعلیم کے خلاف ہے، کیا اصلاح خلق یا تجدید دین ایسا کام ہے جس سے ختم نبوت باطل ہو جاتی ہے اس صورت میں پرویز صاحب کو کیا کہیں گے جو اپنے آپ کو "قرآنی نظام ربوبیت کا پیامبر" قرار دیتے ہیں، وہ تو بغیر اذن الٰہی "قرآنی نظام ربوبیت کے پیامبر" بن کر کھڑے ہو گئے، اور اس سے ختم نبوت باطل نہ ہوئی، اور اگر کوئی شخص تجدید دین کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور ہونے کا دعوےٰ کرے تو اس سے ختم نبوت باطل ہو جاتی ہے، انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ حدیث مجدّد کو وضعی کہدینا آسان نہیں، یہ وہ حدیث ہے، جس کے متعلق لکھا ہے قد اتفق الحفاظ علےٰ صحتہ۔ تمام حفاظ حدیث نے اس کو متفقہ طور پر صحیح قرار دیا ہے، اور یہیں تک نہیں یہ وہ حدیث ہے، جس کو اُمت کے کئی برگزیدہ لوگوں نے اللہ تعالےٰ کی طرف سے خلعت مجدّدیت حاصل کر کے اس کی صحت پر مہر تصدیق لگا دی۔

کیا ان سب لوگوں کو معاذ اللہ مفتری کہا جائے گا جنہوں نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے منصبِ مجددیت پر قائم ہونے کا دعویٰ کیا؟ کیا حضرت شاہ ولی اللہ جیسے پاکباز انسان کے ان الفاظ کو افترا علی اللہ قرار دیا جائے گا کہ کنت قد البسنی اللہ خلعۃ المجددیۃ حین انتهت بی دورۃ الحکمۃ، یعنے مجھ پر دورہ حکمت انتہا کو پہنچ گیا تو مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے خلعت مجدّدیت پہنائی گئی، اور پھر لکھا ہے،

> "خبر داد آنکہ بر راس ہر مائۃ مجدد پیدا خواہد شد و ہم چناں واقع شُد۔ یعنے خبر دی گئی کہ ہر صدی کے سر پر مجدّد پیدا ہوگا اور ایسا ہی واقع ہوا"

پس سوال یہ ہے کہ اس واقعہ کو پرویز صاحب کہاں لے جائیں گے؟ اگر حدیث وضعی ہے، تو کیا وہ لوگ جنہوں نے مجدّدیت کا دعوےٰ کیا، مفتری علے اللہ تھے؟ لیکن یہ تیرہ سو سال کے واقعات ہیں، جن کو جھٹلانا اور خدا کے برگزیدوں کو مفتری قرار دینا آسان نہیں، اگر ہمت اور جرأت ہے، تو صفائی کے ساتھ کہیں کہ ان سب لوگوں کے دعوے غلط تھے، اور انہوں نے افترا کیا کہ خدا نے انہیں خلعتِ مجدّدیت پہنائی ہے، کیا پرویز صاحب ایسی جرأت کر سکتے ہیں؟

## ایک خوش خبری

### کلکتہ میں قادیانی جماعت کے پندرہ ممبر جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہو گئے

بمبئی سے جماعت لاہور کے نمائندہ مسٹر عبدالرزاق اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی تبلیغ سے کلکتہ میں قادیانی جماعت کے پندرہ افراد دونوں جماعتوں کے عقائد کا علم حاصل کرنے کے بعد جماعت احمدیہ لاہور سے منسلک ہو گئے ہیں، اور اب وہاں ایک نیا مرکز قائم ہو گیا ہے، ان سب اصحاب کے بیعت فارم موصول ہو گئے ہیں، ان کے ناموں کا اعلان آئندہ اشاعت میں کیا جائے گا انشاء اللہ تعالےٰ۔

# برلین (جرمنی) میں تبلیغ اسلام

## مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلین کی تبلیغی مساعی کی رپورٹ

(بابت ماہ اپریل و مئی ۱۹۷۰ء)

— سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت ہم نے مسجد میں منایا۔ خدا کے فضل سے یہ اجتماع بارونق اور پُر مسرت رہا۔ (اس کی رپورٹ میں علیحدہ ارسال کر چکا ہوں)

— ماہ اپریل میں ایک مقامی پبلک ہائی سکول علاقہ (Wedding) سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات اور آپ کی تعلیم کے موضوع پر لیکچر دینے کی دعوت آئی۔ پبلک ہائی سکول نے اس لیکچر کی بذریعہ پوسٹر تشہیر کی۔ ایک گھنٹہ میں نے اس موضوع پر تقریر کی۔ بعد میں حاضرین نے سوالات کئے۔ سوالات میں مشرق وسطیٰ میں عرب یہود مسئلہ کے بارہ میں زیادہ تر پوچھا گیا۔ حاضرین نے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔

— ایک اور لیکچر کی دعوت ایک عیسائی چرچ آرگنائزیشن کی طرف سے آئی۔ اس آرگنائزیشن نے اپنے ہاں عرب یہود مسئلہ کے موضوع پر ایک یہودی عالم اور ایک عیسائی عالم کے لیکچر کروائے تھے مسلمان نمائندہ کی حیثیت سے انہوں نے مجھے اپنے ہاں دعوت دی۔ حاضرین کی تعداد چالیس کے قریب تھی۔

میں نے قرآن کریم سے اُن نظریات کا ذکر کیا جو اہل یہود میں ظاہر ہونے والے انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں مسلمانوں کو سکھلائے گئے ہیں۔ اور تاریخ اسلامی سے مسلمانوں کے عیسائی اور یہودی اقوام سے حسن سلوک کا ذکر کیا۔ تقریر ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ بعد میں سوالات ہوئے۔ سوالات کا سلسلہ بھی ایک گھنٹہ تک رہا۔ سوال و جواب کے سلسلہ میں عرب یہود مسئلہ کے حل کی بعض صورتیں بھی تجویز کی گئیں۔

— ایک مقامی ہائی سکول سے دعوت آئی۔ سکول کی استانی نے جو سکول میں مذہب کی تعلیم دیتی ہے کہا کہ اس نے اپنی کلاس میں اسلام کے بارہ میں طلباء کو بتایا ہے۔ اور وہ چاہتی ہے کہ طلباء کے سوالات کا جواب دینے کے لئے آپ ہمارے ہاں آئیں۔ لہذا میں تین مختلف کلاسوں میں کچھ کچھ وقفہ کے بعد ۴۵-۴۵ منٹ تک ٹھہرا طلباء کو مختصراً اسلام کے بارہ میں بتایا۔ اور بعد میں ان کی طرف سے کئے گئے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ سوالات معقول تھے۔

ایک بڑی غلط فہمی کعبہ کے بارہ میں یہاں پائی جاتی ہے اور مسجد میں آنے والے اکثر اصحاب بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ گویا کعبہ ایک بہت بڑے سیاہ پتھر کا نام ہے یہ غلط فہمی شاید ان تصاویر سے پیدا ہوئی ہے جو کعبہ کی یہاں دکھلائی جاتی ہیں۔ کعبہ کی دیوار پر جو چادر اُوڑھائی جاتی ہے۔ وہ تصویر میں سیاہ دکھائی دیتی ہے۔ یعنے کعبہ کی دیواریں چادر سے اوڑھی ہوئی سیاہ دکھائی دیتی ہیں۔

اس تصویر کو دیکھ عوام یہ خیال کرتے ہیں کہ گویا کعبہ سب کا سب ایک سیاہ پتھر ہے۔ اس غلط فہمی کو دُور کیا جاتا ہے اور انہیں بتایا جاتا ہے کہ کعبہ ایک عمارت کا نام ہے۔ جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے بنائی اور جو خدا کی عبادت کے لئے مختص ہے۔ اندر سے یہ خالی ہے۔ وہاں نماز پڑھی جاتی ہے۔ ہاں البتہ ایک چھوٹا سا سیاہ پتھر اس عمارت کے کونہ میں باہر کی طرف لگا ہوا ہے۔

— تین مختلف گروپ مختلف سکولوں سے اپنے اساتذہ کے ساتھ مسجد میں آئے۔ دو گھنٹے سے زائد تک مسجد میں ٹھہرے۔ انہوں نے اسلام کے بارہ میں میرا لیکچر سننے کے بعد سوالات کئے۔ اسی طرح دو گروپ مرد و زن پر مشتمل مسجد میں آئے۔ ان کے سامنے اسلام کی بنیادی تعلیمات کو واضح کیا گیا۔ اور ان کے سوالات کا جواب دیا گیا۔ ان گروپوں کے علاوہ سات بار مختلف فیملیز اور چھ سات افراد پر مشتمل چھوٹے چھوٹے گروپ مسجد میں آئے۔

— گورنمنٹ کے دو مختلف اداروں سے اکل و شرب کی دعوت آئی۔ ان میں سے ایک دعوت پر لارڈ میئر برلین اور یورپین ملکوں کے کونسل بھی شامل تھے۔

— دو افراد نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ ان کے فارم منسلک ہیں۔ ایک کا نام کامران اور دوسرے کا نام محمد طارق رکھا گیا۔

— یوگوسلاویہ سے آیا ہوا ایک مسلمان بھی فوت ہو گیا۔ اس کے جنازہ کے لئے جنازہ گاہ جانا پڑا۔

— مسجد میں خدا کے فضل سے جمعہ اور ہفتہ کے اجتماعات جاری رہے۔

عرب نوجوانوں نے باغ میں پھول لگائے اور باغ کو خوبصورت بنایا۔

الحمد للہ

---

# ایک عزیز دوست کی وفات

## ٹرنی ڈاڈ کے لطیف محمد مرحوم

از قلم شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ اسلام انگلستان

جناح میموریل مسجد کے اسسٹنٹ امام اور ٹرنی ڈاڈ مسلم لیگ کے وائس پریذیڈنٹ محترمی لطیف محمد صاحب ۱۷ر جون ۱۹۷۰ء کو وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ٹرنی ڈاڈ کی جماعت ایک مخلص احمدی نوجوان سے محروم ہو گئی۔ گو لطیف مرحوم کا تعلق جماعت سے بہت عرصہ سے تھا۔ لیکن چونکہ وہاں جماعت کی باقاعدہ تشکیل نہیں ہوئی تھی اس لئے وہ بھی باقاعدہ ممبر نہیں بنے تھے۔ ۱۹۶۴ء میں جب جماعت کی تشکیل کی تجویز پیش ہوئی تو احباب کے مختصر سے اجتماع میں اُٹھ کر انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے ان کا نام بیعت کنندگان میں لکھا جائے۔ اس حیثیت سے وہ اس نئی تنظیم کے پہلے احمدی تھے، اور ان کی خواہش کے مطابق ان کا نام سرفہرست لکھا گیا۔ جب مجھے پہلی مرتبہ ٹرنی ڈاڈ جانے کا اتفاق ہوا تو کہنے لگے کہ بہت عرصہ ہوا میں نے اپنے بیٹے کا نام آپ کے نام پر طفیل رکھا تھا۔ وہ ہر اجتماع میں شریک ہوتے رہے۔ اگر کسی جلسے میں شریک نہ ہو سکتے اس کا سخت افسوس رہتا۔

تقریر ٹھہر ٹھہر کر کرتے تھے جو بات کہتے سوچ سمجھ کر بغیر مبالغہ کے بیان کرتے ظاہری کو حاضرین کی بشاشت طبع کا سامان کیسے ہوتا، لیکن غور سے سُنا جائے تو کام کی باتیں کہتے تھے اور ہر لفظ سے اخلاص ٹپکتا تھا۔ ایسا ہی انکا رہن سہن بھی تھا۔ تکلفات سے پاک، دوست نواز، سادہ مزاج۔ اور تعلقات میں وفاداری ان کا شعار تھا۔

میں جولائی ۱۹۶۹ء میں ٹرنی ڈاڈ سے واپس آیا تو انگلستان آکر معلوم ہوا کہ ان کی ریڑھ کی ہڈی میں تکلیف ہو گئی ہے اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تکلیف کینسر کی ہے اپریشن ہوا تو اُٹھنے سے معذور ہو گئے۔ کوئی دس مہینے اسی حالت میں گذر گئے۔ وفات سے قبل اپنی اہلیہ کو یہی کہتے رہے کہ طفیل صاحب سے سرینام کی کنونشن پر ملاقات ہو گی۔ افسوس ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی اور وہ کاروان حیات کے مسافرین کہ اپنی دوسری منزل تک جا پہنچے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کے لئے آخرت کی منزلیں آسان فرمائے۔ اور ان کے بال بچوں کا نگہبان ہو۔ آمین ؎

---

# مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی سرگرمیاں

(۱) مسجد مسلم ٹاؤن میں ۲۹ر جون ۱۹۷۰ء کو بروز سوموار قرآن کریم ختم کیا گیا۔ اور سجدہ شکر ادا کیا گیا۔ بعد از نماز مغرب مرزا مسعود بیگ صاحب اور ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے چند الفاظ میں محترم میاں نصیر احمد فاروقی صاحب کے پُر معارف درس قرآن کریم کی تعریف کی اور ختم قرآن کریم کی صورت میں ان کی دیرینہ خواہش پورا ہونے پر ان کو ہدیۂ تبریک پیش کیا　　مرزا صاحب نے اپنے انداز میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم کے درس قرآن کریم کے چند واقعات بھی سنائے جس سے سامعین محظوظ ہوئے۔ فاروقی صاحب نے آخر میں مقررین و حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اس تقریب سعید کا اہم جزو یہ ہے کہ حاضرین کی تواضع کھانے اور پھلوں سے کی گئی جس کا خرچ بھی فاروقی صاحب نے ہی برداشت کیا۔ حاضرین کی تعداد ۸۰ کے قریب تھی جس میں کافی تعداد مستورات کی تھی۔

(۲) ۴ر جولائی ۱۹۷۰ء کو حسب اعلان مقامی جماعت لاہور کی مجلس انتظامیہ کا اجلاس بمکان چوہدری عبدالحق صاحب بمقام احمدیہ بلڈنگس منعقد ہوا۔ گذشتہ کام کا جائزہ لیا گیا اور فیصلہ ہوا کہ موجودہ سال کے آخری تین ماہ رہ گئے ہیں ان میں اپنی سرگرمیاں تیز تر کر دی جائیں۔ دستور کو چلانے اور چندہ کی فراہمی کے لئے مندرجہ ذیل کمیٹی بنا دی گئی :-

۱- ڈاکٹر وحید احمد صاحب　　۲- چوہدری فضل حق

۳- محترم ناصر احمد صاحب　　۴- محترم محمد اعظم علوی صاحب

کمیٹی نے اتوار سے کام بھی شروع کر دیا ہے۔

فضل حق - سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ لاہور

# اِسلام کیا ہے؟ تعظیم لِامر اللہ وَالشّفقت علیٰ خلق اللہ

## توحیدِ الٰہی پر ایمان لانے کے بعد والدین اور اولاد کے حقوق ظاہری و باطنی پاکیزگی اختیار کرنے اور ہر معاملہ میں عدل و انصاف کرنے کی تعلیم

**خُطبہ جُمعہ**
مؤرخہ ۳ رجولائی ۱۹۷۰ء
فرمودہ
حضرت امیرِ قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام
جامع احمدیہ- احمدیہ بلڈنگس لاہور

قل تعالوا- اتل ما حرّم ربّکم علیکم الا تشرکوا بہٖ شیئًا وبالوالدین احسانًا- ولا تقتلوا اولادکم من املاق- نحن نرزقکم و ایّاھم ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن- ولا تقتلوا النفس التی حرّم اللہ الا بالحق ذالکم وصّکم بہٖ لعلّکم تعقلون ———
وھٰذا کتٰبٌ انزلنٰہُ مبٰرکٌ فاتبعوہ واتقوا لعلّکم ترحمون- (سورۃ الانعام: ۱۵۱-۱۵۵)

### اِسلام کیا ہے؟

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے پُوچھا گیا- ما الاسلام یا رسول اللہ کہ اسلام کیا ہے- آپؐ نے فرمایا:- العظمت لامر اللہ والشفقت علیٰ خلق اللہ- اسلام کا نچوڑ دو باتوں میں ہے- اوّل یہ کہ اللہ تعالےٰ کی عظمت دِل میں بیٹھ جائے- اس کے احکام پر عمل درآمد کیا جائے- اور دوسرا حِصّہ اسلام کا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی مخلوق سے شفقت اور ہمدردی کا سلوک کیا جائے- یہ نچوڑ ہے ان آیات کا جو میں نے تلاوت کی ہیں-

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے اپنی توحید کا سبق دینے کے بعد فرمایا کہ حقوق العباد کو قائم کیا جائے- اللہ تعالےٰ کی رضا مندی اسی میں ہے کہ اس کی مخلوق کی تکالیف کو دُور کیا جائے- ان کی مشکلات کا حل تلاش کیا جائے اور ان سے ہر طرح کی ہمدردی کی جائے- یہ بڑا حِصّہ دین کا ہے- یہاں اس کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں-

### توحیدِ الٰہی کی تعلیم شرک کی ممانعت

فرمایا تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہٖ شیئًا- آیئے ہم تمہیں بتائیں کہ اللہ تعالےٰ جو زمین و آسمان کا خالق و مالک ہے جس نے کائنات کی تمام چیزیں خدمت انسانی میں لگا رکھی ہیں، اس ہستی کے ساتھ تم کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ- لوگوں نے کبھی کبھی انسان کو خدا کا ہمسر ٹھہرایا اور کبھی پتھر کو اور کبھی شیطان یا اہرمن کو اس کا ہمسر قرار دیا ہے- حالانکہ فطرت انسانی اس بات پر شاہد ہے کہ اس زمین و آسمان کا خالق و مالک خدا تعالےٰ ہے- چنانچہ فرمایا ہے اگر ان سے پوچھا جائے کہ زمین و آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے تو کہیں گے کہ یہ تخلیق اور یہ قدرت نمائی اللہ تعالےٰ کی ہے- یہ دن رات کا آنا- یہ موسموں کو تغیّر و تبدل- یہ سُورج اور قمر کا ٹھیک وقت پر نکلنا یہ بتلاتا ہے کہ اس نظام کا چلانے والا کس قدر عظمت کا مالک ہے- ابھی دو چار دن پہلے شدّت کی گرمی تھی لیکن یکلخت ہَوا اور بارش آئی- ساری فضا میں خنکی پیدا ہو گئی- فرمایا من یرسل الریاح- وہ کون ہے جو گرمی کو دُور کرنے کے لئے ہوائیں چلاتا ہے- اگر دُنیا جہان کے سائنسدان مل کر کوشش کریں کہ ساری فضا میں خنکی پیدا کی جائے تو وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکیں گے من یرسل الریاح اس مصیبت و تکلیف کو دُور کرنے والا کون ہے- کون ہَواؤں کو چلاتا ہے اللہ الذی یرسل الریاح- وہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہے جو ہوائیں چلاتا ہے- وہ اللہ ہے جو انسانوں پر رحم کرتا ہے اس رحیم و کریم خدا کو چھوڑ کر دوسروں کو رہبر بنانا پرلے درجہ کا ظلم ہے-

### والدین کے حقوق اور ان سے حسن سلوک کی تعلیم

پھر توحید کا سبق دینے کے بعد فرمایا وبالوالدین احسانا اللہ تعالےٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ ہی والدین پر احسان کرنے کا حکم دیا ہے- اس سے والدین کی عظمت بیان کرنا مقصود ہے- اسی لئے اس کا اپنی توحید کے ساتھ ذکر کیا ہے- ماں مصیبت اٹھاتی ہے- جب بچہ پیٹ میں ہوتا ہے تو کتنی مصیبتیں سہتی ہے- پھر کس مصیبت سے بچّے کو پالتی ہے- باپ بچّے کی پرورش کے لئے محنت کرتا ہے اس طرح بچّے کی تربیت میں ماں اور باپ کا بڑا حِصّہ ہے- ان کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے ان کا ذکر اپنی توحید کے ساتھ فرمایا ہے- مبارک ہے وہ بچہ جو ماں باپ کی تعظیم کر کے اللہ تعالےٰ کو خوش کرتا ہے- بہت سے بچّے ہیں جو ماں باپ کا لحاظ نہیں رکھتے- اور بے شمار ہیں وہ لوگ ہیں جو ماں باپ کی دعائیں لیتے ہیں-

### والدین پر اولاد کے حقوق

ماں باپ کے حقوق بیان کرنے کے بعد اولاد کے حقوق کا ذکر کیا ہے- فرمایا ولا تقتلوا اولادکم من املاق، دوسری جگہ ہے لا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق اپنی اولاد کو مفلسی اور غربت کے ڈر سے قتل نہ کرو- فرمایا والدین کو چاہیئے کہ اپنے بچوں سے شفقت و محبت سے پیش آئیں-

### ظاہری و باطنی پاکیزگی پیدا کرنے کی تعلیم

اس کے بعد قوم میں خیر و خوبی قائم کرنے کی غرض سے فرمایا ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن- بے حیائی کی باتوں کے قریب مت جاؤ- خواہ وہ بے حیائی ظاہر ہو یا چُھپی ہوئی ہو- لوگ بدکاری چھپ کر بھی کرتے ہیں اور ظاہر طور پر بھی کرتے ہیں- وہ شخص جو چھپ کر بے حیائی کرتا ہے وہ انسانوں سے ڈر کر کرتا ہے کہ کہیں انسانوں کو پتہ نہ چل جائے لیکن وہ نہیں جانتا کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے- وہ اس کے ساتھ ہے- چاہیئے کہ ایسا شخص انسانوں سے ڈرنے کی بجائے خدا سے ڈرے- اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کے اندر حسن کردار پیدا کرنے کے لئے فرمایا کہ تمہاری ظاہری پاکیزگی کے ساتھ تمہاری باطنی پاکیزگی کی بھی ضرورت ہے- تمہارا باطن بھی پاک ہونا چاہیئے- یاد رکھو اللہ تعالےٰ کی نگاہ سے کوئی انسان بچ نہیں سکتا-

### قتل و مقاتلہ کی ممانعت

فرمایا ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق- اللہ تعالےٰ نے انسانی جان کی بڑی عزّت کی ہے- مسلمان ہو یا کافر ہو اس کی جان نہیں لینا- قتل نفس منع ہے- البتہ قصاص کے طور پر کسی قاتل کو قتل کرنا ضروری ہے- جو قاتل ہے اس کو اپنے کئے کی سزا دی جائے- بصورت دیگر جانوں کی حفاظت و عزّت خطرے میں پڑ جاتی ہے- ذالکم وصّکم بہٖ لعلکم تعقلون- یہ وہ باتیں ہیں جو تاکیداً تلقین کی گئی ہیں- تاکہ تم ان کو سمجھ سکو-

### یتیم کا مال کھانے کی ممانعت

اور فرمایا ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن- یتیم کے مال میں سے کچھ نہ کھاؤ- حتیٰ یبلغ اشدّہٗ- حتیٰ کہ وہ بلوغت کو پہنچ جائے اس وقت اس کا مال اس کے حوالے کر دو- اس کے حِصّہ کا مال کھانے کی غلط تدابیر مت سوچو- باریک اور مخفی تدابیر سے یتیم کا مال مت کھاؤ- یہ نہایت اہم معاملہ ہے- یتیموں کے سربراہ عموماً ایسا ہی کرتے ہیں- یتیم کا مال بے دریغ خرچ کر ڈالتے ہیں- اور اپنے فائدہ کے لئے اسے نقصان پہنچا دیتے ہیں-

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۳-۴)

چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

# خیالاتِ پریشان

## ملک میں کیا ہو رہا ہے؟

(۲)

### ایک حیرت انگیز انکشاف

جیسا کہ ہم نے اُوپر لکھا ہے، کہ اس ملک کا تقریباً ۱/۱ حصہ آبادی غیر مسلم ہے، اور ان کو بھی بالکل مسلمانوں کی طرح رائے دہندگی کا پورا پُورا حق حاصل ہے۔ ان کے اس حق پر نہ صالحین کی جماعت نے اعتراض کیا اور نہ کسی اور اسلام پسند پارٹی نے سر ہلایا۔ اب جبکہ فہرست رائے دہندگان میں غیر مسلموں کے نام درج ہو چکے ہیں تو ہر سیاسی پارٹی کو یہ حق حاصل ہے کہ اُن سے اپنے مُوقف کی تائید میں آراء کی اعانت حاصل کریں، اگر کوئی پارٹی ان سے انتخابات میں رائے طلب نہیں کرتی تو وہ اپنا نقصان کرتی ہے اور اپنے مُوقف کو کمزور کر دینا چاہتی ہے ایسا کرنا خود اسلام پسندوں کے لئے بھی اسلام دشمنی ہوگا۔ مگر تعجب ہے کہ ہمارے اسلام پسند صحیفہ نگار انتخابی جہمات کے تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے بڑے سنسنی خیز انداز میں ایسی خبریں شائع کرتے ہیں۔ کہ فلاں جماعت کے رہنما ربوہ کے احمدیوں سے ووٹ کے سلسلہ میں ربط قائم کئے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کا انداز بیان اور ہر روئے سخن سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا جو سیاسی پارٹی احمدیوں سے ووٹوں کے متعلق سلسلہ جنبانی کرے وہ کسی بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہی ہے بالفاظ دیگر کسی سیاسی پارٹی کا ملک کے ووٹروں سے ووٹیں حاصل کرنا کوئی شرمناک فعل ہے۔ ایسے نامہ نگار اپنی سنسنی خیز خبروں اور اس کی خوبیوں کی بنیاد اس نظریئے پر رکھتے ہیں کہ احمدی غیر مسلم اقلیت ہیں، اور ان سے ووٹیں طلب کرنا مذموم فعل ہے، یہاں تک کہ ایک اسلام پسند حلقے کا علمبردار اخبار بھٹو کے خلاف ایک موٹی سرخی جما کر اسلام پسند حلقوں کو ان کے خلاف یہ کہکر بھڑکا رہا ہے کہ بھٹو ربوہ کے احمدیوں سے ووٹ حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے حالانکہ یہ اخبار بھٹو اور اس کے ساتھیوں کو ایک سو تین جید علماء کے دیئے ہوئے فتوے کے ماتحت مسلمان بھی نہیں سمجھتا۔ پس اگر یہ (غیر مسلم (بھٹو صاحب) دیگر کسی غیر مسلم (احمدی جماعت) سے ووٹ طلب کرتا ہے تو ان اسلام دوست مومن صحافیوں کو کیوں تکلیف ہوتی ہے اور کیوں شور کر رہے ہیں۔

### اسلامی سلطنت میں غیر مسلموں کی حیثیت

یہ صحیح ہے کہ مولانا مودودی صاحب غیر مسلموں کو اسلامی سلطنت میں اس بات کا حقدار نہیں سمجھتے، کہ وہ یہاں حق رائے دہندگی استعمال کریں، اور اپنی مرضی کے مطابق مسلم یا غیر مسلم جسے چاہیں انتخابات میں ووٹ دیں گو وہ اس وقت کسی سیاسی مصلحت کی وجہ سے معترض نہیں ہو رہے، نظریات پر بحث کرتے ہوئے اس امر کا طے کرنا بڑا ضروری ہے کہ آیا فی الواقعہ غیر مسلم پاکستان میں حق رائے دہندگی سے محروم کر دیئے جانے کے قابل ہیں۔ اور اگر یہ اعلان کر دیا جائے کہ یہاں کی تمام غیر مسلم اقلیتیں انتخابات میں محروم الرائے ہیں۔ تو اس کا بین الاقوامی سطح پر کیا ردّعمل ہوگا؟ اسلام پر رجعت پسندی کا الزام تو نہیں لگے گا؟ اور وہ ایک رجعت پسند مذہب تو نہ کہلائے گا۔

مسلمانوں کے پاس اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ تمام اشتراکی ممالک میں اشتراکی نظریہ کے خلاف نہ کوئی اُمیدوار کھڑا ہو سکتا ہے اور نہ کسی کو حق ہے کہ وہ سوائے اشتراکی عقائد کے کسی اور نظریہ کو پھیلانے کا اہتمام کر سکے۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ علماء کو اس معاملے میں اشتراکی روش کا مقلد بننا پڑے گا۔ جس طرح کہ اسلامک سوشلزم کے حامی اقتصادی پروگرام نافذ کرنے میں اشتراکیوں کے نقال بن چکے ہیں۔ گویا ہمارے ملک میں دونوں سیاسی بلاک اپنی عافیت اس میں سمجھتے ہیں، کہ کسی نہ کسی رنگ میں اشتراکیوں کی پیروی کریں ہم سمجھتے ہیں کہ تمام سیاسی پارٹیوں کو مل کر اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں ایک اہم واقعہ ایسا بھی رونما ہوا تھا کہ اس کی روشنی میں اس گتھی کو شائد سلجھایا جا سکے۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد جب قریش کی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور اسلامی تحریک اس نقطۂ عروج پر پہنچ گئی کہ وہ تمام ملک عرب کو اپنے زیرِ نگیں کرنے کی نوید دُنیا کو سنا سکیں۔ تو ایسا ہوا کہ اچانک فتح مکہ کے بعد عرب کے جنگجو قبائل، جو مکہ سے باہر رہتے تھے یلغار کر کے حنین کے مقام پر پوری طرح مسلح ہو کر غیر معمولی اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو چیلنج دینے کے لئے جمع ہو گئے۔ ان کے مقابل پر مسلمانوں کا لشکر جو فی الواقع بڑا قوی اور جرار تھا۔ تعداد کے لحاظ سے بھی ہتھیاروں کی فراوانی کی وجہ سے بھی اور مسلسل فتوحات کے باعث حوصلہ مندی، اور جرأت کے لحاظ سے بھی کفار کے بالمقابل آگیا مگر میدان جنگ میں مسلمانوں کی یہ کثرت، کفار کی قلت کے سامنے نہ ٹھہر سکی۔ کفار کے تیر اندازوں نے حرب کے ایسے کرتب دکھائے کہ مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے اور میدانِ جنگ میں نبی کریم صلعم اکیلے ہی اپنی نبوت کا اعلان کرتے ہوئے دشمن پر پل پڑے۔ حضور اکرم کی اس غیر معمولی اور معجزنما جُرأت کو دیکھ کر مسلمان دوبارہ میدان میں لوٹ آئے اور اس جوش سے کفار پر حملہ آور ہوئے، کہ کفار کے چھکے چھڑا دیئے اور انہیں ایسی شکست فاش دی، کہ وہ تاریخ کا ایک اعجاز بن گئی۔ مسلمانوں کے اس لشکر میں مکہ کے کفار بھی شامل تھے، جو فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کے حلیف بن چکے تھے، اس موقعہ پر مسلمان اور کفار شیر و شکر کی طرح باہم مل کر غنیم سے نبرد آزما ہوئے تھے۔ اور فتح کے بعد انہیں بھی بالکل مسلمانوں کی طرح مالِ غنیمت میں حصہ دار سمجھا گیا۔ اس تاریخی واقعہ سے یہ استنباط کیا جا سکتا ہے، کہ اگر غیر مسلم مسلمانوں کے ساتھ پُرامن طریق پر اور مصلحانہ انداز میں خلوص اور صحیح رفاقت کا ثبوت دیتے ہوئے زندگی بسر کرنے کا عہد کر لیں تو انہیں پُورے حقوق شہریت مل سکتے ہیں۔

### مقامی جماعت لاہور کا خصوصی اجلاس

زیر صدارت حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور ۱۲ رجولائی ۱۹۷۰ء بروز اتوار بوقت ۸ بجے صبح احمدیہ ہال، احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور میں منعقد ہوگا۔

خصوصی مقرر۔ جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے ایل ٹی۔

موضوع:۔ "تحریک پاکستان میں جماعت احمدیہ لاہور کا حصہ"

اس کے علاوہ مقامی جماعت کی گذشتہ سرگرمیوں کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔ تمام احباب جماعت عموماً اور لوکل جماعت کے ممبران سے خصوصاً التماس کی جاتی ہے کہ وہ خاص التزام سے اس اجلاس میں شریک ہوں اور

## اخبار احمدیہ

### ولادت اور عطیہ

موضع پڑکسی سے راجہ عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے فرزند اسلم مجید صاحب کو اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے، اس خوشی میں انہوں نے مبلغ بیس روپے انجمن کو عطیہ دیا ہے، اور لکھا ہے کہ بہت سے عزیزوں اور دوستوں نے انہیں مبارکباد کے خطوط لکھے ہیں، بسبب بیماری ان سب کو فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے اس لئے بذریعہ اخبار سب دوستوں اور عزیزوں کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے اور ان سے درخواست ہے کہ نو مولود کی درازی عمر اور صحت و عافیت کے لئے دُعا فرمائیں۔

### وفات

(۱) ایبٹ آباد سے قاضی عبدالاحد صاحب لکھتے ہیں کہ امیر خان برادر گل زمان خان صاحب کچھی۔ مورخہ ۶ کو فوت ہو گئے ہیں۔ قارئین کرام سے استدعا ہے کہ متوفی کے لئے دعائے مغفرت فرما دیں۔

(۲) ننکانہ صاحب سے ایم عبدالحق عبدالاحد لکھتے ہیں کہ:۔

ان کے والد بزرگوار صاحب قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جملہ احباب سے اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ سے مغفرت کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

### مرزا مظفر بیگ صاحب کا عطیہ اور اعزاز

ڈال پور سے ڈاکٹر مرزا طارق بیگ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک ہومیو پیتھک ایسوسی ایشن ضلع ڈال پور نے اپنے سالانہ اجلاس میں ڈاکٹر مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کو ایسوسی ایشن کا صدر منتخب کیا گیا مرزا صاحب نے اس خوشی میں مبلغ پچاس روپیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو انگریزی ترجمۃ القرآن کی مفت اشاعت کے لئے مرحمت فرمائے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

---

**دار الامان کی تعمیر کا کام اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے شروع ہو چکا ہے۔ احباب سے دُعا کا طلبگار ہوں**

احقر۔ چوہدری فضل حق۔ آنریری جائنٹ سیکرٹری و نگران دار الامان

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے

# پیغام احمدیت

## بجواب قادیانی مذہب مصنفہ الیاس برنی

### (فصل ساتویں قسط ۳)

## (۶) مریم کی عصمت

فصل ساتویں صفحہ ۳۴۸

خلاصہ اعتراض

(۱) مرزا صاحب نے فرمایا حضرت مریم نے یہ عہد کیا تھا کہ میں ہیکل کی خدمت کروں گی باوجود اس کے یہ عہد توڑا گیا اور نکاح کیا گیا ان تاریخوں میں جو یہودی مصنفین نے لکھی ہیں اور باتوں کو چھوڑ کر اگر یہی دیکھا جائے تو یہ لکھا ہے کہ یوسف کو مجبور کیا گیا کہ وہ نکاح کرے اور اسرائیلی بزرگوں نے اسے کہا کہ ہر طرح تمہیں نکاح کرنا ہوگا۔ اب اس امر کو مدنظر رکھ کر دیکھو کہ کس قدر اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔ (اخبار الحکم مورخہ ۲۴ر اپریل ۱۹۰۲ء)

(۲)۔ غرض اس جگہ ایک معترض کا حق ہے کہ (انجیل کے بیان کے مطابق۔ ناقل) وہ یہ گمان کرے کہ اس نکاح کی یہی وجہ تھی کہ قوم کے بزرگوں کو مریم کی نسبت ناجائز حمل کا شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ اگرچہ ہم قرآن شریف کی تعلیم کی رُو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا (اپنے اعتقاد کی وضاحت کر دی۔ لیکن مخالف کو بہرحال اعتراض کرنا ہے سو وہ اعتراض کئے جاتا ہے!۔ ناقل) تاکہ خدا تعالیٰ یہودیوں کو قیامت کا نشان دے ......... القصہ حضرت مریم کا نکاح محض شبہ کی وجہ سے ہوا ورنہ جو عورت بیت المقدس کی خدمت کے لئے نذر ہو چکی تھی اس کے نکاح کی کیا ضرورت تھی۔ افسوس! اس نکاح سے بڑے فتنے پیدا ہوئے اور یہود نابکار نے ناجائز تعلق کے شبہات شائع کئے"

(چشمہ مسیحی صـ۲۷ـ۲۸)

(۳) "اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگانِ قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں توڑا گیا اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے مریم کیوں راضی ہوئی۔ کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابلِ اعتراض"

(کشتی نوح صـ۱۶)

(۴) حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کا کام کرتے رہے ہیں۔ (ازالہ اوہام صـ۳۰۳)

---

(۱) مخالف نے "مریم کی عصمت" عنوان رکھنے میں یہ شرارت کی ہے کہ قارئین کے ذہن پر یہ اثر پیدا ہو جیسے حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ حضرت مریم کی عصمت کے قائل نہ تھے حالانکہ اخبار الحکم کے پہلے حوالہ میں صاف لکھا ہے:

"ان تاریخوں میں جو یہودی مصنفین نے لکھی ہیں اور باتوں کو چھوڑ کر اگر یہی دیکھا جائے تو یہ لکھا ہے کہ یوسف کو مجبور کیا گیا کہ وہ نکاح کرلے اور اسرائیلی بزرگوں نے اسے کہا کہ ہر طرح تمہیں نکاح کرنا ہوگا۔"

بہرحال ہم مخالف کے شکر گزار ہیں کہ اس نے خود ہی اپنے تمہیدی حوالے میں اس حقیقت کو واشگاف کر دیا کہ یہ خیالات حضرت مرزا صاحب نے حجت قائم کرنے کی غرض سے بطور الزام عیسائیوں کے سامنے پیش کئے ہیں۔ برنی صاحب نے جو دوسرے حوالہ جات اس سلسلہ میں درج کئے ہیں وہاں بھی اسی حقیقت کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔

(۲) اس حوالہ کی ابتدا دراصل ان الفاظ سے ہوتی ہے "غرض اس جگہ ایک معترض کا حق ہے اور ہم نے بریکٹ میں" انجیل کے بیان کے مطابق" کے الفاظ لکھ دیئے ہیں اس لئے کہ چشمۂ مسیحی کے اس حوالہ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:۔

" دیکھتے نہیں کہ انجیل کس قدر اعتراضات کا نشانہ ہے........ اب اعتراض یہ ہے کہ اگر درحقیقت معجزہ کے طور پر یہ حمل تھا کہ مریم مدت العمر ہیکل کی خدمت میں رہے گی پھر کیوں عہد شکنی کر کے اور اس کو خدمتِ بیت المقدس سے الگ کر کے یوسف نجار کی بیوی بنایا گیا؟ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ توریت کی رُو سے بالکل حرام اور ناجائز تھا کہ حمل کی حالت میں کسی عورت کا نکاح کیا جائے۔ پھر کیوں خلاف حکم توریت مریم کا نکاح عین حمل کی حالت میں یوسف سے کیا گیا۔"

(چشمہ مسیحی صفحہ ۲۶ ـ ۲۷)

معلوم ہوا کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک نہ حضرت مریمؑ کا کردار قابلِ اعتراض تھا نہ مسیح کی پیدائش۔ وہ تو مروّجہ اناجیل کی تفصیلات کے متعلق معترضین خصوصاً یہود کے اعتراضات کی طرف توجہ دلا رہے ہیں اپنے اعتقاد کی نسبت تو انہوں نے صاف بیان فرما دیا:۔

" ہم قرآن شریف کی تعلیم کی رُو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا"

(چشمہ مسیحی صفحہ ۲۷)

" آنحضرت صلعم کے حضرت مسیح اور ان کی والدہ پر بہت بڑے احسانات ہیں کہ آپؐ نے انہیں ہر قسم کے الزام سے بری کیا جو ان کے مخالف یہودی ان پر لگاتے تھے۔" (ارشاد حضرت مرزا صاحب مندرجہ ملفوظات احمدیہ جلد ہفتم صـ۱۶۱ مرتبہ محمد منظور الٰہی)

" یہ صرف حضرت نبی کریمؐ ہی تھے جو بڑے زور سے ان کے مصدق بنے اور مخالفین کے ہر قسم کے الزامات سے انکی بریت کی" (ایضاً)

پھر فرمایا:۔

" ان کی (یعنی مسیحؑ کی ـ ناقل) پیدائش بھی پاک تھی اور ان کا مرنا عام لوگوں کی طرح صلیب پر نہ تھا" (ارشاد حضرت مرزا صاحب مندرجہ ملفوظات احمدیہ جلد اوّل صـ۳۲۲)

پہلے حوالہ میں بھی انہوں نے یہودی مصنفین کا ذکر کیا تھا۔ اس حوالے کے آخر میں بھی صاف لکھ دیا۔

" اور یہود نابکار نے ناجائز تعلقات کے شبہات شائع کئے"

اور مخالف حقائق سے آنکھیں بند کر کے یہ ضد کر رہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب حضرت مریم کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ العجب!

(۳) تیسرے حوالے میں بھی انہی یہودی مصنفین کے اعتراضات کا ذکر ہے۔ "لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا" وغیرہ

اس حوالے میں بھی انہی امور کا اعادہ ہے جن کا ذکر پہلے حوالے میں موجود ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ اگر بفرضِ محال ایسا ہی ہوا ہے جیسے یہودی سمجھتے ہیں تو یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اسرائیلی بزرگوں نے اگر حضرت مریم کو نکاح پر مجبور کیا تھا تو وہ لوگ قابلِ رحم تھے نہ قابلِ اعتراض۔ اس سے ہرگز ہرگز یہ مراد نہیں کہ حضرت مرزا صاحب یہودی مصنفین کے ناجائز تعلقات کے شبہات کی تصدیق کر رہے ہیں۔ وہ تو صاف لکھ چکے ہیں کہ:۔

" ہم قرآن شریف کی تعلیمات کی رُو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا" (چشمہ مسیحی صـ۲۷)

" بعض افراد اُمت کی نسبت فرمایا کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے جس نے پارسائی اختیار کی"۔

(کشتی نوح صفحہ ۴۵)

جس کتاب سے مخالف حضرت مریم کی توہین کا الزام حضرت مرزا صاحب پر عائد کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ

" اللہ رے بے باکی کیسے طنز آمیز کنایات ہیں کہ ایمان لرز جائے"۔

(ق۔ م صـ۹۰۹)

جس کتاب میں حضرت مرزا صاحب حضرت مریم صدیقہ کی پارسائی کا واضح الفاظ میں اعتراف فرماتے ہیں اسی کتاب میں مخالف کو طنز آمیز کنایات نظر آتے ہیں[۱]۔

---

[۱] طالمود کے بیان کے مطابق یہودی مسیح کی پیدائش کو (نعوذ باللہ) ناجائز سمجھتے تھے۔ ملاحظہ ہو انسائیکلو پیڈیا بریٹنیکا جلد سوم صـ۲۹۶ کالم نمبر ۱ عنوان مریم۔

[۱] مولانا محمد عبدالحق صاحب حقانی کا حوالہ اس سلسلہ میں ایک بار پھر پڑھ لیجئے:۔ "تم کو البتہ یہود سے مخالفت اور تعصب ہو تو بجا ہے کیونکہ وہ لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کو بد کسی بات پر محمول کرتے تھے"۔ (تفسیر حقانی جلد اوّل)

(۴) حضرت مرزا صاحب نے یوسف نجار کو جو حضرت مسیح کا باپ لکھا ہے تو بائبل کے اسی حوالے کے مطابق جہاں ذکر ہے:-

"کیا یہ یوسف کا بیٹا یسوع نہیں جس کے باپ اور ماں کو ہم جانتے ہیں"

(یوحنا باب ۶ آیت ۴۲)

ورنہ حضرت مرزا صاحب تو اس بات کے قائل تھے کہ اللہ تعالےٰ نے

"حضرت عیلےٰ کو بغیر باپ محض قدرت سے پیدا کیا" (مواہب الرحمٰن ص۷۲)

حضرت مریم کے متعلق مزید بحث ضمیمہ دوم کے اعتراض ۲۳ (ق-م ص۹۰۹) کے ماتحت بھی موجود ہے۔ اگلے اعتراض پر تبصرہ بھی ملاحظہ ہو۔

## (۷) لعنت۔لعنت

فصل ساتویں۔صفحہ ۳۴۹

اقتباسات

(۱) (مرزا صاحب نے) فرمایا تورات کی رُو سے جو زنا کا نطفہ ہو وہ ملعون ہوتا ہے اور جو صلیب دیا جائے وہ بھی ملعون ہوتا ہے تعجب ہے عیسائیوں نے اپنی نجات کے واسطے کفّارہ کا مسئلہ گھڑنے کے واسطے یہ تسلیم کر لیا کہ یسوع صلیب پر جا کر ملعون ہو گیا۔ جب ایک لعنت کو انہوں نے یسوع کے واسطے رَوا رکھا تو پھر (تورات کے بیان کے مطابق ناقل) دوسری لعنت کو بھی کیوں نہ رَوا رکھ لیتے۔ تاکہ کفارہ زیادہ پختہ ہو جائے۔ جب لعنت کا لفظ آ گیا تو پھر کیا ایک اور کیا دو مگر قرآن شریف نے ان دونوں لعنتوں کا رَدّ کیا ہے۔ اور دونوں کا جواب دیا ہے کہ انکی پیدائش بھی پاک تھی اور ان کا مرنا عام لوگوں کی طرح صلیب پر نہ تھا۔" (ارشاد مرزا صاحب مندرجہ ملفوظات احمدیہ جلد اوّل ص۳۲۴)

(۲) "آنحضرت صلعم کے حضرت مسیح اور ان کی والدہ پر بہت بڑے احسانات ہیں کہ آپؐ نے انہیں ہر ایک قسم کے الزام سے بری کیا۔ جو ان کے مخالف یہودی ان پر لگاتے تھے۔ ورنہ وہ خود تو جس دن سے پیدا ہوئے تھے اسی دن سے مخالفین کی لعنت کے مورد تھے۔ یہودیوں نے ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں چھوڑی (اور ان کے قول کے مطابق۔ناقل) ابتداء بھی ان کی لعنت سے ہے اور انتہاء بھی لعنت سے اگر بنظر غور دیکھا جائے تو ان کا مصداق تو کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ یہودی لوگ تو خیر لعنت کرتے ہی تھے لیکن خود (انجیل کے بیان کے مطابق۔ناقل) ان کے حواری بھی لعنت کرنے سے باز نہ رہ سکے۔ حواریوں میں سے ایک نے تین بار ان پر لعنت کی ...... یہ صرف نبی کریمؐ ہی تھے جو بڑے زور سے ان کے مصدق بنے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا احسان ہو سکتا ہے کہ بجائے لعنت کے رحمت کا خطاب انہیں دلایا اور اب مسلمان ان پر رحمۃ اللہ کا لفظ بولتے ہیں" (ارشاد حضرت مرزا صاحب مندرجہ ملفوظات جلد ہفتم ص۱۶۱ مرتبہ محمد منظور الٰہی)

---

ماشاء اللہ ماشاء اللہ مخالف کی طبع جدّت پسند نے ان اقتباسات پر کیا سُرخی جمائی ہے کہ پڑھنے والے کے دل پر فوراً یہ اثر پڑے کہ حضرت مرزا صاحب مسیح علیہ السلام کے لئے لعنت کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ نہ یہ دیکھا کہ گفتگو کا کون مخاطب ہے اور نہ یہ دیکھا کہ اپنے معتقدات کے مطابق حضرت مرزا صاحب نے مسیح علیہ السلام کے متعلق کیا کہا ہے۔ بس مخالف نے یہ دیکھ لیا کہ عیسائی عقیدہ کے مطابق مسئلہ کفارہ کی بنیاد صلیبی موت پر ہے جسے تورات میں لعنتی موت کہا گیا ہے [۱]۔ اسی طرح بغیر باپ سے پیدائش بھی توریت کی رُو سے ناپاک ہے [۲]۔ اور چونکہ حضرت مرزا صاحب نے عیسائیوں کے مقابل ان کی کتب سے ان اقوال کا ذکر کیا ہے اس لئے وہ لائق گردن زدنی قرار دیئے گئے۔ لیکن مخالف نے یہ نہیں سوچا کہ انہی حوالہ جات میں عیسائیوں کے ان عقائد کی تردید بھی تو کی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو:-

(۱) "مگر قرآن شریف نے ان دونوں لعنتوں کا رَدّ کیا اور دونوں کا جواب دیا۔ کہ ان کی پیدائش بھی پاک تھی اور ان کا مرنا عام لوگوں کی طرح صلیب پر نہ تھا۔"

(۲) "آنحضرت صلعم کے حضرت مسیح اور ان کی اولاد پر بڑے احسانات ہیں کہ آپؐ نے انہیں ہر قسم کے الزام سے بری کیا جو ان کے مخالف یہودی ان پر لگاتے تھے۔"

(۳) "یہ صرف حضرت نبی کریمؐ ہی تھے جو بڑے زور سے ان کے مصدق بنے اور مخالفین کے ہر قسم کے الزامات سے ان کی بریّت کی۔ اس بڑھ کر اور کیا احسان ہو سکتا ہے کہ بجائے لعنت کے رحمت کا خطاب انہیں دلایا۔"

اگر اس تشریح کی موجودگی میں ان اقتباسات کا عنوان یہ رکھا جاتا:

### "آنحضرت صلعم کا حضرت مسیحؑ پر احسان" یا "ہر قسم کے الزامات سے بریّت" یا "لعنت کی بجائے رحمت کا خطاب"

تو زیادہ موزوں ہوتا، لیکن جب مقصد حقائق سے غرض نہ ہو بلکہ قارئین کی "بشاشت طبع" کا سامان مہیا کرنا ہو تو پھر مخالف سے انصاف پسندی کی توقع ہی فضول ہے۔

یہ دونوں حوالہ جات ڈائری کے تھے

اس سلسلہ میں حضرت مرزا صاحب نے جو ملکہ وکٹوریہ کو ایک خط لکھا تھا اس میں اس امر کو ذیل کے رنگ میں پیش کیا تھا۔ جس میں انہوں نے اسبابت کی قطعی وضاحت کر دی کہ یہ عیسائی عقیدہ کی خطرناک غلطی کا بیان ہو رہا ہے نہ کہ اپنے عقیدہ کی ترجمانی ہو رہی ہے۔ فرماتے ہیں:-

"ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے اور وہ یہ کہ مسیح جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جس کو انجیل شریف میں نور کہا گیا ہے نعوذ باللہ لعنت کا لفظ اطلاق کرتے ہیں ......... وہ جو بقول ان کے خدا سے نکلا ہے اور وہ جو سراسر نور ہے اور وہ جو آسمان سے ہے اور وہ جو علم کا دروازہ ہے اور خدا شناسی کی راہ اور خدا کا وارث ہے اسی کی نسبت نعوذ باللہ یہ خیال کرنا کہ وہ لعنتی ہو کر .... اس لقب کا مستحق ہو گیا جو شیطان کے لئے خاص ہے یعنے لعنت یہ ایک ایسا عقیدہ ہے کہ اس کے سننے سے دل پاش پاش ہوتا ہے اور بدن پر لرزہ پڑتا ہے.......... اگر یہ ممکن ہے کہ نور ہوتے ہی اندھیرا ہو جائے تو یہ بھی ممکن ہے کہ نعوذ باللہ کسی وقت مسیح کے دل نے لعنت کی زہرناک کیفیت اپنے اندر حاصل کی تھی۔ اگر انسانوں کی نجات اس بے ادبی پر موقوف ہے تو بہتر ہے کسی کی بھی نجات نہ ہو کیونکہ تمام گنہگاروں کا مرنا بہ نسبت اس بات کے اچھا ہے کہ مسیح جیسے نورانی کو گمراہی کی تاریکی اور لعنت اور خدا کی عداوت کے گڑھے میں ڈوبنے والا قرار دیا جائے۔" (ستارہ قیصریہ ص۱۳-۱۴)

حضرت مرزا صاحب نے اپنے عقیدے کی ترجمانی اقتباس مندرجہ بالا کے آخر میں کر دی ہے، عیسائی عقیدہ کا ذکر علیحدہ ہے اس سلسلہ میں آپ کے چند دوسرے اقوال ملاحظہ ہوں:-

"حضرت عیلےٰ علیہ السلام کے ساتھ تائیدات الٰہیہ بھی شامل تھیں اور فراست صحیحہ کے لئے کافی ذخیرہ تھا کہ یہود ان کو شناخت کر لیتے اور ان پر ایمان لاتے مگر وہ دن بدن شرارت میں بڑھتے گئے۔ اور وہ نور جو صادقوں میں ہوتا ہے وہ ضرور انہوں نے حضرت عیلےٰؑ میں مشاہدہ کر لیا۔"

(تذکرۃ الشہادتین)

میں آپ کی (یعنی مسیح کی۔ناقل) عزت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں۔ اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح بن مریم کی عزت نہیں کرتا"

(کشتی نوح۔صفحہ ۱۶)

گزشتہ اعتراض پر تبصرہ بھی ملاحظہ ہو۔ اس کے علاوہ اس موضوع پر بحث قادیانی مذہب ص۹۰۹ ضمیمہ دوم اعتراض ۲۳ کے ماتحت بھی کی گئی ہے۔

## (۸) حضرت علیٰؑ کی پیدائش ص۳۴۹ فصل ساتویں

حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کی تحریر کی نقل در بارہ ولادت مسیح۔

"جہاں تک میری سمجھ ہے یہ مسئلہ کسی عقیدہ میں داخل نہیں نہ قرآن کریم میں نہ حدیث میں اس کے متعلق صریح حکم موجود ہے کہ یہ عقیدہ رکھو۔ اگر کسی کی تحقیق اس کو مجبور کرے تو وہ معذور ہے۔ یہ میرا خیال ہے۔" نورالدین۔ (المہدی نمبر ۲-۳ ص۶۳ مؤلفہ حکیم محمد حسین صاحب)

---

[۱] "مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔" (گلتیوں باب ۳ آیت ۱۳)

"اس نے اپنے بیٹے کو گناہ آلودہ جسم کی صورت میں اور گناہ کی قربانی کے لئے بھیجکر جسم میں گناہ کی سزا کا حکم دیا۔" (رومیوں باب ۸ آیت ۳)

"وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے۔" (استثناء باب ۲۱ آیت ۲۳)

[۲] ملاحظہ ہو استثناء باب نمبر ۲۳ آیت نمبر ۲۔

---

حقیقت یہی ہے کہ حضرت مسیح کی بن باپ پیدائش اسلامی عقائد کا جزو نہیں بلکہ عیسائیت

(باقی بر ص۱۱ کالم ۲)

# ہستی باری تعالےٰ کا ثبوت

## مامورین اللہ کی زندگی اور ان کے پیشکردہ نشانات سے

محترم شیخ نثار احمد صاحب وزیر آبادی کی تقریر جو انہوں نے سیالکوٹ میں یوم مسیح موعودؑ کے موقعہ پر کی۔

یسئلك اهل الکتاب ان تنزل علیهم کتٰبا من السماء فقد سألوا موسیٰ اکبر من ذالك فقالوا ارنا اللہ جهرة فاخذتهم الصعقة بظلمهم ــــــ (سورہ ــــ)

مذہب کی اساس اور بنیاد خدا کی ہستی پر قوی ایمان ہے۔ اسی پر اعلےٰ اخلاق کا دارومدار ہے۔ لیکن بعض دلوں میں شکوک اور شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ طرح طرح کے سوالات اُٹھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ان ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آسکتا۔ اور ایمان بالغیب عام طور پر اطمینان قلب کا موجب نہیں چنانچہ مندرجہ بالا آیت میں اہل کتاب کے اس مطالبہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ اُن پر کتاب نازل ہو اور وہ اسے آسمان سے اُترتا دیکھیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے موسےٰ سے اس سے بھی بڑا مطالبہ ہوا۔ ان کی قوم نے کہا کہ ہمیں اللہ کو صاف صاف دکھا دو۔ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ یہ خدا ہے۔ اس کے ظلم کی وجہ سے ایک ہولناک آواز کے ساتھ عذاب نے ان کو آلیا۔

دوسری جگہ قرآن میں ارشاد ہے لا تدرکه الابصار۔ یہ آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں۔ وہ نہاں در نہاں ہستی ہے۔ ہاں وہ اپنی قدرتوں سے پہچانا جاتا ہے اور اس کی شناخت کرانے کے لئے خدا کے مامور ایک زبردست ذریعہ ہیں۔

لیکن حق سے آنکھیں بند کر لینے والے بھی دنیا میں موجود ہیں۔ تاریکی نہ ہو تو روشنی کی قدر نہیں ہوتی۔ ہر شخص پر یہ فرض ہے کہ تاریکی سے اپنے آپ کو بچائے اور روشنی سے فائدہ اُٹھائے۔

حق اپنے آپ کو خوب ظاہر کرتا ہے اس کے اندر بڑی طاقت ہوتی ہے خدا کی تائید اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا۔ بول بالا ہمیشہ حق کا ہوگا اور فتح بالآخر راہِ حق میں کام کرنے والوں کی ہوگی۔

چاہیئے تو یہ کہ ہم ہر ایک بات کو انصاف کی نظر سے دیکھیں اور اس کا مطالعہ اس نیت سے کریں کہ ہم نے اس سے فائدہ اُٹھانا ہے اور سچائی کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ ہماری راہنمائی کے لئے اللہ تعالےٰ کا حکم ہے۔ تعاونوا علی البر والتقوىٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ ہمیشہ نیکی اور تقوےٰ کی طرفداری کرنی چاہیئے گناہ اور زیادتی کی نہیں۔ امرِ حق سے انکار کرنا گناہ ہے۔ اگر کسی بات کے متعلق انشراح صدر حاصل ہو گیا ہے اور ہمارے دِل گواہی دیتے ہیں کہ یہ بات تو ٹھیک ہے تو پھر اس سے انحراف کسی بھی دباؤ کے تحت۔ کسی بھی لحاظ اور پاسداری کی بناء پر ٹھیک نہیں ورنہ دل کی گواہی کے کیا معنے ہوئے۔

یہ اللہ تعالےٰ کی ہستی کا عظیم کارنامہ ہے کہ دل جھوٹ نہیں بولتے زبانیں انکار کریں مگر دل جھوٹ نہیں بولتے۔ یہ حق کی فتح پر بڑی زبردست دلیل ہے۔ اور یہ خالق حقیقی اور اس کی قدرت کا بھی بہت بڑا ثبوت ہے۔

اس زمانہ میں بھی ایک مامور آیا اور اس نے دنیا میں نیکی کا بیج بویا اور خدا کی ہستی کو آشکارا کیا۔ اور ثابت کر کے دکھایا کہ خدا زندہ ہے اور اس کی عجیب در عجیب قدرتیں آج بھی کام کر رہی ہیں جس طرح وہ پہلے کلام کرتا تھا آج بھی کرتا ہے اور اپنی قدرتوں کے نشان جس طرح پہلے ظاہر کرتا تھا آج بھی کرتا ہے۔ اسی بات کا ذکر اس مامور الٰہی نے اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتے ہوئے فرمایا ؎

آسماں مے بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

چنانچہ شمس و قمر نے حدیث نبویؐ کے مطابق رمضان میں کسوف خسوف کے ذریعہ اور زمین نے طاعون وغیرہ وباؤں کی صورت میں آپ کی صداقت کی گواہی دی اور کئی دیگر نشانات ظاہر ہوئے۔

آپ کی مخالفت بھی بڑی ہوئی مگر ترقی بھی غیر معمولی ہوئی اس میں بھی کوئی شک نہیں ایک عقیدہ جو آپ کی قبولیت میں روک بنا رہا وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اُٹھائے جانے اور دوبارہ دنیا میں نازل ہونے کا عقیدہ ہے۔ یہ عقیدہ بہت بڑی ٹھوکر کا موجب ہوا۔ لیکن دنیا میں اہلِ انصاف بھی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عقیدہ کے خلاف قرآن سے ایسے زبردست دلائل دیئے کہ وہ دِلوں پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ جن لوگوں کی مخالفت پیشہ ورانہ تھی انہوں نے تو کیا اثر قبول کرنا تھا مگر صاحب انصاف متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اس موضوع پر بہت بحثیں اور مناظرے ہوا کرتے تھے جب میرے والد شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم و مغفور نے بیعت کی تو میرے دادا شیخ غلام قادر مرحوم مغفور بھی علماء کو اس مسئلہ پر گفتگو کرنے کی دعوت دیا کرتے تھے۔

اس زمانہ میں وزیر آباد میں ایک مشہور اہلحدیث عالم مولوی عبدالمنان صاحب رہتے تھے۔ ان کو بھی دعوت دی گئی۔ مگر انہوں نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ میں ایک نوعمر سے کیا بحث کروں اس میں میری توہین ہے میں اپنے کسی شاگرد کو بھیجدوں گا۔ چنانچہ جتنی دفعہ بھی اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی مولوی صاحبان سے کچھ بن نہ آیا اور ہمارے دادا صاحب نے مولوی صاحبان سے کہہ دیا کہ آپ ہمارے ان دلائل کا جواب نہیں دے سکتے یہ تھی آپ کی صاف گوئی اور انصاف پسندی۔

شیخ صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ بیعت کرنے کے بعد ہم نے محسوس کیا کہ ہمارے علم میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے اور ہم قادیان سے واپسی پر پادریوں کو، مولوی صاحبان کو، دیگر ہمسفروں ہندوؤں، آریوں وغیرہ کو گفتگو کے لئے آمادہ کیا کرتے تھے اور وہ لوگ گریز کیا کرتے تھے۔ یہ تھی بیعت کی تاثیر اور اس مقدس ہستی کا کرشمہ۔

ان بزرگوں نے مامور وقت سے فیض یاب ہو کر اس حق کو دوسروں تک پہنچایا اور آج اُن نیک لوگوں کی وجہ سے خاندان کے تمام افراد احمدی اور دین کے خادم ہیں۔ ان لوگوں نے ایک سنہری دَور دیکھا۔ شیخ صاحب موصوف بتایا کرتے تھے کہ کابل کے صاحبزادہ عبداللطیف شہید بھی اس زمانہ میں قادیان پہنچے۔ ان کی شہادت کا واقعہ بھی ایک غیر معمولی واقعہ تھا۔ حق کی قبولیت اور اس کے مقابل پر کسی بھی عزیز ترین چیز کو وقعت نہ دینا اور حق کو ہی مقدم کر لینا اور اس کے لئے جان بھی دے دینا یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کی نظیر اس زمانہ میں ملنی مشکل ہے کس بلند مرتبہ اور پختہ یقین رکھنے والا وہ انسان تھا۔

اس بزرگ انسان نے موت کو قبول کر لیا مگر حق کو نہ چھوڑا اور کسی چیز کی پرواہ نہ کی حتیٰ کہ بادشاہ کی طرف سے بڑے سے بڑا مرتبہ پیش کیا گیا لیکن اس مردِ خدا نے حق کے مقابلہ میں اس کو ٹھکرا دیا ان کو آخری بار کابل کے بادشاہ نے پھر کہا کہ اب بھی وقت ہے اس عقیدہ سے توبہ کر لیں۔ جان بخشی ہو جائے گی۔ اپنے بال بچوں کا ہی خیال کریں کہ ان کا کیا بنے گا۔ جواب میں انہوں نے فرمایا کہ کیا سچائی سے توبہ کر لوں؟ کیا عجیب لوگ تھے یہ۔ ایسے لوگوں نے قادیان جا کر حاضری دی تھی

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہوگئیں

ان لوگوں کو حضرت امام سے ایک عشق تھا۔ شیخ صاحب بتایا کرتے تھے کہ ہر ایک کی خواہش اور کوشش یہی ہوتی تھی کہ نمازوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریب سے قریب کھڑے ہوں اور ہمیں بہت دفعہ موقعہ مل جاتا کہ ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہوتے تو صاحبزادہ شہید علیہ الرحمۃ فرماتے بابا خدا کے لئے ہمیں بھی یہاں کھڑے ہونے دو۔ ایسے لوگوں کی رفاقت ان بزرگ حضرات کو نصیب ہوئی۔ یہ لوگ ولایت کے مرتبہ پر پہنچے ہوئے تھے اور نہایت ہی پاکیزہ وجود اور عالم باعمل تھے

ضمناً صاحبزادہ صاحب موصوف کا ایک واقعہ عرض کرتا ہوں کہ قادیان سے واپسی پر ایک شخص نے ان کو کھانے کی دعوت دی۔ اور بہت سے دوسرے لوگوں کو بلایا طرح طرح کے لذیذ کھانے چُنے گئے۔ صاحبزادہ صاحب نے ایک لقمہ کھایا تو اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اس کھانے سے مجھے بدبو آتی ہے۔ انہوں نے کھانا نہ کھایا اور چلے گئے۔ بعد میں بات کھلی کہ اس شخص کی کمائی جائز نہیں تھی۔ اس پایہ کے یہ لوگ تھے اور یہ ان کا کردار تھا۔

آئے عُشاق گئے وعدۂ فردا لیکر
ڈھونڈ اب انکو چراغِ رخِ زیبا لیکر

آج ان لوگوں کی قدر آتی ہے۔ جب موجودہ زمانہ کی روش ہم دیکھتے ہیں۔ سچ ہے اندھیرا ہو تو روشنی کی قدر آتی ہے۔ یہ وہ لوگ تھے کہ جو خدا کی ہستی پر جیتی جاگتی شہادت تھے اور وہ مجسم تبلیغ تھے۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق آیا ہے اولٰئك الذین صدقوا واولٰئك هم المتقون۔ انہوں نے سچ کر دکھایا کہ خدا ہے اور وہی متقی لوگ ہیں۔ زمانے کے مامور نے ان کو خدا دکھا دیا تھا۔ سیالکوٹ کے مشہور و معروف عالم حضرت مولٰنا عبدالکریم صاحب کا بھی ایک واقعہ سناتا ہوں، وہ اہلحدیثوں کے مانے ہوئے خطیب تھے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ایک دن حضرت مسیح موعودؑ مولوی حسام الدین صاحب کے مکان کی سیڑھیوں پر چڑھ رہے تھے کہ مجھے فرمانے لگے میرے پیچھے پیچھے ہو لو۔ خدا دکھا دوں گا۔ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے لکھا کہ میں خانۂ خدا میں کھڑے ہو کر شہادت دیتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا غلام احمد کے ذریعہ خدا کو دیکھا ہے اور یقیناً دیکھا ہے اور

ہیں حج کے موقعہ پر خانہ کعبہ میں لاکھوں کے مجمع میں بلند آواز سے کہنے کو تیار ہوں کہ مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے تھے۔

اس زمانہ کے لوگوں کے سامنے لیں۔ واقعات ہوتے رہے ایسی ایسی پیشگوئیاں انہوں نے اپنے سامنے پوری ہوتی دیکھیں کہ ان کو خدا کی ہستی پر یقین کامل ہو گیا۔

ہمارے شیخ صاحب (میرے والد) سنایا کرتے تھے۔ ایک رات دس بجے کا وقت تھا کہ حضرت صاحب نے فرمایا خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مولوی نذیر حسین دہلی والے فوت ہو گئے ہیں۔ ہم سب نے اپنی اپنی نوٹ بکوں پر یہ بات درج کر لی۔ صبح اخبارات میں یہ خبر آ گئی کہ گذشتہ رات دس بجے مولوی نذیر حسین انتقال کر گئے۔

شیخ صاحب نے ایک اور واقعہ سنایا کہ ایک شخص نزع کی حالت میں تھا اور اس کی جان نہیں نکلتی تھی۔ وہ بہت تکلیف میں تھا۔ اس کے لواحقین نے حضرت صاحب کے ایک معتقد کو سینکڑوں میل سے دعا کے لئے قادیان بھیجا۔ آپ کو دعا کے لئے عرض کی گئی۔ دوسرے دن آپ نے اس شخص کو بتایا کہ میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا تھا تو مجھے حکم آ گیا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا مجھے ظالموں کے بارے میں کچھ نہ کہو۔ حضرت صاحب کو یہ کیسے خبر ہو گئی کہ وہ شخص ظالم تھا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو بتایا آپ کی زندگی میں ان کے پاس بیٹھنے والوں نے یہ واقعات دیکھے اور آپ کی کتاب دعوت حق میں سینکڑوں ایسے نشان درج ہیں جن سے ایمان میں تقویت پیدا ہوتی ہے اگر ہم حق کو قبول کرتے ہیں تو یہ ہمارے اپنے ہی فائدے کے لئے ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اسأتم فلھا۔ ولا تظلمون فتیلا۔ اگر تم نیکی کرو گے تو اس میں تمہارا اپنا ہی فائدہ ہے، اور اگر برائی کرتے تو اس کا وبال بھی تم پر ہے اللہ تعالیٰ ذرا بھی ظلم نہیں کرتا۔ حق کی مخالفت بھی ظلم میں داخل ہے جو انسان اپنے اوپر کرتا ہے۔

مامور زمانہ کی سچائی۔ اور عظیم الشان کام دنیا کے سامنے ہے جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ آپ نے اشتہارات کے ذریعہ بھی علماء کو چیلنج کیا کہ میرے مقابلہ پر آؤ۔ ایک ہزار ہوں۔ دو ہزار ہوں، دس ہزار ہوں آئیں ایک بھی بچ گیا تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں۔ اور فی الواقعہ جو مقابلہ پر آیا وہ بچ نہ سکا اس طرح ان لوگوں پر اتمام حجت ہو گیا۔

اب آپ کی ایک پیشگوئی کا ذکر کرتا ہوں جس سے ہمارے ایمانوں میں اضافہ ہوگا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی حضرت صاحب کے ہمعصر تھے۔ شروع میں بڑے مداح تھے جب براہین احمدیہ شائع ہوئی تو انہوں نے اس پر شاندار ریویو لکھا کہ ایسی کتاب کی نظیر کوئی کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی وجانی، قلمی ولسانی حالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا جس کی مثال کم پائی جاتی ہے۔

مگر جب حضرت صاحب نے دعوے مجددیت کیا تو وہی مولوی محمد حسین ان تعریفی کلمات کے باوجود صف مخالفین میں جا بیٹھا۔ اور دشمنی کی انتہا کر دی۔ یہ تعجب انگیز امر ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے ہی مرزا کو اٹھایا ہے اور میں ہی اسے گرا کر دکھاؤں گا۔ اس کو کہتے ہیں ابتلا اور آزمائش کے تحت آ جانا۔ اس نے تمام علماء کے پاس جا کر کفر کے فتوے حاصل کئے۔ ایک طرف مسلمانوں کو دن رات بھڑکاتا رہا۔ اور دوسری طرف حکومت کو بھی بدظن کرتا رہا کہ اس شخص نے مہدی ہونے کا دعوے کیا ہے اور ضرور دشمنوں سے مل کر حکومت کے خلاف جہاد کرا دے گا اور تیسری طرف عیسائیوں آریوں کے ساتھ مل کر قتل کے مقدمات میں ملوث کرتا رہا۔

ان حالات میں حضرت صاحب نے ایک پیشگوئی کی جو آپ کی کتاب حجۃ الاسلام میں شائع ہوئی پیشگوئی یہ تھی کہ یہ شخص محمد حسین بٹالوی اپنی موت سے قبل میرے مؤمن ہونے پر ایمان لائے گا اور میں نے دیکھا ہے کہ اس نے تکفیر چھوڑ دی ہے اور رجوع کر لیا ہے۔

غور فرماویں کہ کیا ایسی پیشگوئی اپنے بس کی بات ہے اور ایسے دشمنی کے متعلق کوئی خیال بھی کر سکتا ہے کہ اس میں یہ تبدیلی آ جائے گی۔ یہ خدا ہی کی ذات ہے جس کے علم سے باہر کوئی بات نہیں اور جس کی قدرت ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ پیشگوئی اپنی کتاب میں درج کر دی۔

اب یہ حقیقت ہے کہ حضرت صاحب کی زندگی میں لوگوں نے دیکھ لیا کہ اس شخص کی مخالفت کا زور جاتا رہا خود مولوی موصوف نے اور سب لوگوں نے یہ دیکھ لیا کہ مرزا صاحب تو روز بروز ترقی کر رہے ہیں اور اس کی عزت کم ہوتی جاتی ہے۔

۱۹۱۳ء میں حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں گوجرانوالہ میں لالہ دیوکی نندن کی عدالت میں ایک مقدمہ کے دوران مولوی محمد حسین بٹالوی نے بطور گواہ حلفی بیان دیا جس کے الفاظ یہ ہیں

"اور یہ فرقہ احمدیہ بھی اب تھوڑے عرصہ سے پیدا ہوا ہے جب کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کیا ہے۔ یہ فرقہ بھی قرآن اور حدیث کو یکساں مانتا ہے کسی فرقہ کو جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ہمارا فرقہ مطلقاً کافر نہیں کہتا۔"

اور عدالت نے اپنے الفاظ میں لکھا :-

"مولوی محمد حسین بٹالوی گواہ کے نزدیک وہ کافر نہیں ہیں"

کیا ایسے مخالف کے رجوع کرنے کے بارہ میں امام وقت کی یہ پیشگوئی سچی ثابت نہیں ہوئی، کیا یہ خدا کا تصرف تام نہیں۔ کیا یہ خدا کی ہستی پر اس کے کلام کرنے پر کافی دلیل نہیں؟

ان حقائق پر غور کرنا چاہیئے۔ اور ہمیں پورے یقین کے ساتھ یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جس مدعی مجددیت کا دامن ہم نے پکڑا ہے وہ سچا تھا اور خدا کا مامور تھا۔ وہ اپنے مشن میں کامیاب وکامران ہوا اور جس غرض کے لئے اسے مجدد بنایا گیا تھا وہ پوری ہوئی۔

اور آپ کے بعد آپ کی جماعت کا آپ کے مشن کو سامنے رکھ کر مدت دراز تک کام کرتے جانا آپ کی صداقت اور اس سلسلہ کی سچائی کی کھلی دلیل ہے۔

کتنی جماعتیں ہمارے سامنے اٹھیں اور ختم ہو گئیں، کیا کیا تنظیمیں پیدا ہوئیں اور مٹ گئیں، بین الاقوامی تنظیموں کا کیا حشر ہوا۔

یہ انوکھی جماعت ہے جس کے افراد اپنا وقت بھی دیتے ہیں اور روپیہ بھی۔ اور کوئی لالچ نہیں۔ ایک ہی مقصد ہے اعلائے کلمۃ اللہ جس سے ہمارے دنیا ودین دونوں سنورتے ہیں۔ تو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں اس تنظیم کی ضرورت ہے۔ اچھے معاشرے کی تشکیل کے لئے اس کی ضرورت ہے۔

زمانہ کے امام کی زندگی اور کام میں خدا کی نصرت اور تائید کے بیشگی نشان نظر آتے ہیں۔ مجدد زمانہ نے خدا کی ہستی پر زبردست گواہی دی ہے اور کوشش کا حق ادا کر دیا ہے کہ ہادی عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو لوگ پہچانیں اور اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر کے دکھا دیا ہے۔ اور تلقین کی ہے تو یہی کہ ہمارے عمل سے اسلام کا بول بالا ہو اور اپنی زندگیاں اسی دین متین کے ماتحت گذاریں، یہی اس جماعت کے ساتھ منسلک ہونے کی غرض ہے اور جو اس غرض کو پورا نہیں کرتا آسمان پر اس کا نام جماعت سے خارج ہے۔

اب آخر میں آپ کے ملفوظات سے کچھ سناتا ہوں:-

"میں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے۔ ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں سے دور کر دوں اور پاک اخلاق، بردباری حلم اور انصاف اور راستبازی کی راہوں کی طرف ان کو بلاؤں۔ میں تمام مسلمانوں عیسائیوں۔ ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پرحکمت تعلیم دینے والا صرف حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کے لئے حکم ہوں۔ زمانہ کی حالت نے تقاضا کیا ہے کہ میرے یہ نام ہوں، اور ان ناموں پر یہ تین گواہ ہیں۔ میرا خدا جو زمین وآسمان کا مالک ہے میں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔ اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا مقابلہ میں ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں ان میں میری کوئی برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں میں وہ پودا نہیں ہوں جو انکے ہاتھوں سے اکھڑ سکوں جن کے دلوں پر مہریں ہیں ہم اس کا کیا علاج کریں ملے۔ خدا تو اس امت پر رحم کر۔ آمین"

---

# پیغامِ احمدیت

(بسلسلہ صفحہ ۸)

کے بنیادی اصولوں میں داخل ہے۔ یہاں خدا کی قدرت کا سوال نہیں۔ اس کو بغیر باپ چھوڑ کر ماں باپ کے بغیر بھی پیدا کرنے کی قدرت ہے اگر کوئی قرآن و حدیث پر غور کرنے کے بعد آپ کی ولادت با باپ کا قائل ہو تو اسے ایسا عقیدہ رکھنے کا اختیار حاصل ہے۔ گو حضرت مرزا صاحب مسیح کی پیدائش کو بغیر باپ ہی مانتے تھے لیکن ان کی زندگی میں ان کے بعض مرید مسیح کی ولادت کو باباپ تسلیم کرتے تھے حضرت صاحب نے اس اختلاف کے باوجود عالی حوصلگی اور بلند نظری سے کام لیا۔ شیخ قمر الدین صاحب گھڑی ساز جہلمی سے ایک دفعہ حضرت مرزا صاحب سے پوچھا کہ آپ حضرت عیسٰی کی پیدائش کو باباپ مانتے ہیں تو وہ آیات قرآنی جن سے آپ مسیح کے باباپ ہونے کا استدلال کرتے ہیں تو میرے سامنے بیان کریں تو شیخ صاحب نے پہلے تو حضرت صاحب کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے خاموشی اختیار کی لیکن پھر حضرت صاحب کے دوبارہ کہنے پر جو دلائل آپ کو قرآن سے معلوم تھے ان کا ذکر کیا:

"ان دلائل کو سن کر حضرت اقدس نے فرمایا ماشاء اللہ" آپ کے دلائل تو قوی ہیں مگر جب تک اللہ کی طرف سے اس امر کے متعلق ہمیں تفہیم نہیں ہوتی ہم تب تک اپنی عقائد پر قائم ہیں جو جمہور کا عقیدہ ہے، یہ ہوتی ہے عالی حوصلگی اور بلند نظری۔ حضرت اقدس نے کیا لاکھ روپے کی بات حکیم فضل دین صاحب کو کہی کہ جو قرآن کریم سے استدلال کرتا ہے تم اسے کافر کیسے کہہ سکتے ہو" (مجدد اعظم مؤلفہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جلد دوم ص ۱۳۴۲)

کفر کی بات اس لئے چل نکلی کہ حکیم فضل دین صاحب بھیروی نے اس اختلاف عقیدہ کی بناء پر شیخ قمر الدین صاحب سے کلمات کو کلمات کفر قرار دیا تھا (ایضاً ص ۱۳۴۱) خود مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (جماعت ربوہ کے پہلے لیڈر) نے ایک پادری کا جواب لکھتے ہوئے فرمایا:-

"یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے اور یہ کہ بعض لوگ آپ کے باپ کے قائل ہیں۔"

(تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۳ء)

بغیر باپ کے پیدا ہونے کے عقیدے سے عیسائی مسیح کی خدائی ثابت کرتے ہیں اور اسی امر کو وہ حضرت عیسٰی کی تمام انبیاء سے تضیلت کا موجب ٹھہراتے ہیں، خاص طور پر انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر لاکر مسلمانوں کو ورغلاتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو میزان الحق مصنفہ پادری فنڈر)

اس کتاب کا مفصل جواب مولانا محمد علی صاحب مرحوم نے اپنی کتاب عیسویت کا آخری سہارا اور انگریزی میں محمد اینڈ کرائسٹ میں دیا ہے۔)

حضرت مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے میں بھی کوئی ایسی خصوصیت نہیں۔ خود آدم علیہ السلام بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تھے۔

اگر اس طریق سے کسی کی فضیلت بلکہ الوہیت کا اثبات ہو سکتا ہے تو حضرت مرزا صاحب سائل کو ایک اور رنگ میں یہ مسئلہ سمجھاتے ہیں کہ برسات میں ہزارہا کیڑوں کے خود بخود پیدا ہو جانے سے ان کی کونسی فضیلت اور بزرگی ثابت ہوتی ہے؟

---

# کیا حضرت مسیح صلیب پر فوت ہوئے تھے

(بسلسلہ صفحہ ۲)

درست ہے۔ اور یہ کہ اگر صلیب پر لٹکائے جانے والا آدمی مرجائے تو اس کے جسم سے خون بہہ کر نکل نہیں سکتا۔

۵ اب دلیل اس بات کے گرد گھومتی ہے۔ کہ اگر مستند طور پر یہ بات ثابت ہو جائے۔ کہ ٹورین کے گرجا گھر کا یہ مقدس کفن واقعی حضرت مسیح کا ہے۔ تو پھر تاریخی شہادت کی روشنی میں صحیح بیان کی شکل یہ ہوگی کہ حضرت مسیح ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوئے ۔۔۔"

---



---

# خُطبۂ جُمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۵)

## ناپ تول میں کمی بیشی کی ممانعت

فرمایا واوفوا الکیل والمیزان بالقسط۔ یہ امر بھی مدنظر رہے کہ ناپ تول میں کمی نہ کی جائے۔ طرح طرح کے طریقے استعمال کرکے ناپ تول میں کمی نہ کی جائے دیکھنے والے کو نظر نہ آئے کہ تم ناپ تول میں کمی بیشی کر رہے ہو، لیکن اللہ کو سب کچھ نظر آتا ہے:

## بلا رو رعایت عدل و انصاف کا حکم

اور فرمایا واذا قلتم فاعدلوا ولوکان ذا قربیٰ جب کسی امر کا فیصلہ کرنے کا موقعہ آئے تو عدل سے کام لو۔ یہ نہیں دیکھنا کہ یہ میری قوم کا ہے یا میرا رشتہ دار ہے مسلمان قاضی اور مجسٹریٹ کے سامنے قوم اور غیر قوم کا سوال نہیں ہوتا۔ وبعهد الله اوفوا۔ اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ ذالکم وصّٰکم به لعلکم تذکرون۔ ہم تاکید کے طور پر حکم دیتے ہیں تاکہ تم ان امور پر غور و فکر سے کام لو۔

## تعقلون و تذکرون میں فرق

پہلے پانچ حکم دیتے ہوئے تو ان احکام سے متعلق فرمایا کہ لعلکم تعقلون اور یہاں پر چار حکم دیتے ہوئے فرمایا لعلکم تذکرون۔ یہ اس لئے کہ پہلی موٹی موٹی باتیں تھیں جو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ لیکن یہ باریک باتیں ہیں ان پر عمل کرنے کے لئے غور و فکر کی ضرورت ہے بلکہ اجتہاد کی ضرورت ہے۔

## یہ صراطِ مستقیم ہے

پھر فرمایا وان هٰذا صراطی مستقیما یہ جو ہم نے باتیں بیان کی ہیں۔ یہ ہمارا راستہ ہے جو سیدھا ہے فاتبعوه چونکہ یہ رستہ ہمارا تجویز کردہ ہے اور سیدھا ہے اس لئے اس راستہ پر چلو۔ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله۔ اگر تم اس راستہ کو چھوڑ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرو گے۔ تو تم گمراہ ہو جاؤ گے ذالکم وصّٰکم به لعلکم تتقون ۔۔۔ اس کا تمہیں حکم اس لئے دیا جا رہا ہے کہ تم نافرمانی سے بچ جاؤ۔

## دوسرے انبیاء پر ایمان لانے کی ہدایت

فرمایا ثم اٰتینا موسی الکتاب تماما علی الذی احسن وتفصیلا لکل شیء۔ یہاں غیر قوم کے نبی کا ذکر کیا ہے یہ کیوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تعلیم دینا چاہتا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں اور مسلمان کو ان سب پر ایمان لانا چاہیئے۔ فرمایا ہم نے حضرت موسیٰ کو کتاب دی۔ اس شخص پر نعمت اور کرامت پورے پورے طور پر عطا کرنے کی غرض سے جو اطاعت کو خوبی سے انجام دے۔ اور اس میں ضروری چیز کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت ہے تاکہ وہ اپنے رب کی ملاقات پر ایمان لائیں۔

## قرآن کریم کی برکات دائمی ہیں

فرمایا وهٰذا کتاب انزلنٰه مبٰرک فاتبعوه واتقوا لعلکم ترحمون۔ اور یہ کتاب قرآن مبارک ہے کثیر النفع ہے۔ اس کی برکات دائمی ہیں۔ جو کوئی ان تعلیمات پر عمل درآمد کرے گا اس کے لئے یہ تعلیم کثیر النفع ثابت ہوگی۔ اور موجب برکات ہوگی۔ واتقوا لعلکم ترحمون پس تم تمام ان باتوں سے بچ جاؤ جن سے بچ جانے کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت تم پر نازل ہوگی۔

## ان تعلیمات پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی

ان تفصیلات میں بار بار اللہ تعالیٰ نے ذالکم وصّٰکم کا تکرار فرمایا ہے یہ بتانے کے لئے کہ یہ وہ باتیں ہیں جن کی تلقین تمہارے فائدے کے لئے کی جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی حفاظت کرنا چاہتا ہے۔ اس کے حقوق کو مدنظر رکھنا چاہیئے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے حقوق کا خیال رکھتا اور اس کے بندوں سے شفقت و مروت سے پیش آتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے۔ وہ بدنتائج سے بچ جائے گا۔ ان تعلیمات پر اگر تم عمل درآمد کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت تم پر نازل ہوگی۔

---

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور — مؤرخہ ۸ جولائی ۱۹۷۰ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۲۷

## فضل الباری کی ضرورت ہے

فضل الباری شرح صحیح بخاری از حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ کے دو سیٹوں کی ضرورت ہے
جو صاحب فضل الباری فروخت کرنا چاہیں وہ ذیل پتہ پر مطلوبہ قیمت سے مطلع فرمائیں۔

مینجر دار الکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس براندرتھ روڈ لاہور ۷

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر طبع ہوا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر ہفت روزہ پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۵۸ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۷ جمادی الاوّل ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۷۰ء | نمبر ۲۹


# حضرت امیر ایدہ اللہ کی روانگی

## بسفر رفتنت مبارک باد۔ بسلامت روی و باز آئی

آخر کار وہ وقت آگیا کہ ہمارے محبوب و مکرم امیر حضرت مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۹ جولائی کی صبح کو سوا دس بجے لاہور سے بعزم جنوبی امریکہ (ٹرینیڈاڈ ڈچ گیانا، برٹش گیانا وغیرہ) بذریعہ ہوائی جہاز کراچی روانہ ہوگئے، جہاں سے ایک دو دن بعد انگلستان جائیں گے اور وہاں سے منزلِ مقصود کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔

لاہور سے آپ کی روانگی کے وقت ہوائی اڈہ پر مردوں اور خواتین کا بہت بڑا اجتماع آپ کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھا۔ ان میں احبابِ لاہور کے علاوہ لائل پور، سیالکوٹ، سرگودھا، گوجرانوالہ۔ گجرات، جھنگ اور کئی دیگر مقامات سے دوست آئے ہوئے تھے، کئی احباب نے پھولوں کے ہار آپ کے گلے میں ڈال کر اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔ خواتین نے پھول نچھاور کئے۔ اس موقعہ پر مختلف احباب و خواتین کے ساتھ آپ کے کئی فوٹو لئے گئے، اور سب نے دلی دعاؤں کے ساتھ آپ کو رخصت کیا۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو اور اپنے فضل و کرم سے آپ کی دینی مرادوں کو بر لائے اور آپ بخیر و عافیت واپس تشریف لائیں۔

حضرت امیر کے منزلِ مقصود پر پہنچنے کے بعد آپ کی سرگرمیوں اور کنونشن وغیرہ کی روئداد ہمارے امریکی آنریری مبلغ ماسٹر محمد عبداللہ صاحب نے بھیجنے کا وعدہ کیا ہے جو انشاءاللہ ہم قارئین کرام کی نذر کرتے رہیں گے۔

## محترم میاں فاروق احمد صاحب کی روانگی

دوسرے دن ۲۰ جولائی کو شام کے ساڑھے آٹھ بجے محترم میاں فاروق احمد صاحب ملز اونر حضرت امیر ایدہ اللہ کی معیت حاصل کرنے کے لئے لاہور کے ہوائی اڈہ سے روانہ ہوئے۔ ان کو رخصت کرنے کے لئے بھی جماعت کے متعدد افراد ہوائی اڈہ پر موجود تھے جنہوں نے طلائی اور پھولوں کے ہاروں سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے دلی دعاؤں کے ساتھ انہیں رخصت کیا اُن کی بیگم صاحبہ پہلے سے کراچی پہنچ چکی ہیں۔ جہاں سے یہ قافلہ امروز فردا میں بعزم جنوبی امریکہ روانہ ہوگا۔ خدا تعالےٰ بخیر و عافیت منزلِ مقصود پر پہنچائے اور کامیاب واپس لائے۔

از جناب حافظ شیر محمد صاحب خوشابی

# مسئلہ خلافت اور حضرت مسیح موعودؑ

## (۲)

اس چودھویں صدی میں آیت استخلاف اور حدیث مجدد کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ہیں جیسا کہ حضرت اقدس فرماتے ہیں ۔

(۱) "اس وقت میرے مامور ہونے پر بہت سی شہادتیں ہیں ۔ اوّل اندرونی شہادتیں دوم بیرونی شہادتیں، سوم صدی کے سر پر آنے والے مجدد کی نسبت صحیح حدیث ۔ چہارم انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون کا وعدہ ۔ اب پانچویں اور زبردست شہادت میں ادر پیش کرتا ہوں وہ سورۃ النور کا وعدۂ استخلاف ہے جہاں اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الخ ۔ اس آیت میں استخلاف کے موافق جو خلیفے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ہوں گے وہ پہلے خلیفوں کی طرح ہوں گے ............ اس مماثلت کے لحاظ سے کم از کم اتنا تو ضرور ہے کہ چودھویں صدی میں ایک خلیفہ اسی رنگ و قوت کا پیدا ہو جو مسیح سے مماثلت رکھتا ہو ۔"

(ملفوظات احمدیہ حصہ دوم ص۶۹۲)

(۲) "پہلی دلیل اس بات پر کہ میں ہی مسیح موعود ہوں یہ ہے میراد عوے مہدی اور مسیح ہونے کا قرآن شریف سے ثابت ہے ........ وہ یہ آیت ہے وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الخ یعنی خدا نے ایمانداروں سے جو نیک کام بجا لاتے ہیں وعدہ کیا ہے جو ان میں سے زمین پر خلیفے مقرر کرے گا انہی خلیفوں کی مانند جو ان سے پہلے کئے تھے ۔ اب ہم مانند کے لفظ کو پیش نظر رکھ کر دیکھتے ہیں جو محمدی خلیفوں کی موسوی خلیفوں سے مماثلت کی پہلی بنیاد ڈالنے والا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور مماثلت کا آخری نمونہ ظاہر کرنے والا وہ مسیح خاتم خلفائے محمدیہ ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کا سب سے آخری خلیفہ ہے ۔" (تحفہ گولڑویہ ص۹۲)

یہ بات بہت ضروری اور یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر ایک دائرہ کا عام قاعدہ یہی ہے کہ اس کا آخری نقطہ پہلے نقطہ سے اتصال رکھتا ہے لہذا اس عام قاعدہ کے موافق خلافت محمدیہ کے دائرہ میں بھی ایسا ہی ہونا ضروری ہے، یعنی یہ لازمی امر ہے کہ آخری نقطہ اس دائرہ کا جس سے مراد مسیح موعودؑ ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کا خاتم ہے وہ اس دائرہ کے پہلے نقطہ سے جو خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نقطہ ہے جو سلسلہ خلافت محمدیہ کے دائرہ کا پہلا نقطہ ہے وہ اس دائرہ کے انتہائی نقطہ سے جو مسیح موعودؑ ہے اتصال تام رکھتا ہے جیسا کہ مشاہدہ اس پر گواہ ہے کہ آخری نقطہ ہر ایک دائرہ کا اس کے پہلے نقطہ سے جا ملتا ہے ۔"

(تحفہ گولڑویہ ص۹۹)

ان متفرق حوالہ جات سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو اُمتِ محمدیہ کے خلفاء میں سے آیت استخلاف اور حدیث مجدد کے ماتحت چودھویں صدی کے مقامِ خلافت پر قائم سمجھتے ہیں ۔ یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ خلافت صرف نبوت کی ہی ہوتی ہے حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک خلافت صرف نبوت کی ہی نہیں بلکہ مشائخ کی بھی ہوتی ہے ، جیسا کہ فرماتے ہیں : ۔

"صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے ، جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک خطرناک وقت ہوتا ہے ۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے ....... حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے ۔ الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ الخ ۔" (الحکم ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۰۸ء)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خلیفے خدا بناتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید میں ہر جگہ خلیفے بنانے کا فعل خواہ وہ خلافت قومی ہو یا نوعی یا شخصی خدا تعالیٰ نے اسے اپنی طرف منسوب کیا ہے شخصی خلافت چونکہ بذریعہ وحی الٰہی ہوتی ہے اور اسباب کو اس میں دخل نہیں ہوتا اس لئے اس کا پانے والا خلیفۃ اللہ کہلانے کا حق رکھتا ہے سوائے نوعی یا قومی خلافت کے جو محض اسباب کے ماتحت انسان کو ملتی ہے وہ کسی شخص یا قوم کو اصطلاحی رنگ میں خلیفۃ اللہ کہلانے کا مستحق نہیں ٹھہراتی ایک شخص کو خدا تعالیٰ نے انسان بنایا وہ اپنی نوع کے لحاظ سے زمین میں اس کا خلیفہ ہے ایک قوم کو خدا تعالیٰ نے برسر حکومت رکھا ، وہ بحیثیت قوم کے زمین میں خلیفہ ہے ان کا فاعل بھی خدا تعالیٰ ہے ۔ لیکن باوجود اس کے وہ خلیفۃ اللہ نہیں کہلا سکتا جیسے خدا تعالیٰ فرمایا ہے امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء و یجعلکم خلفاء الارض ۔ کون ہے جو مضطر کی دعا کو جب وہ اس دعا کرتا ہے قبول کرتا ہے اور مصیبت کو دور فرماتا ہے اور تم کو زمین میں خلیفے بناتا ہے یہاں مشرکین مکہ کو خلیفہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ۔

مرور زمانہ کی وجہ سے گذشتہ مشائخ و مجددین کی خلافتوں میں طرح طرح کی بدعات پیدا ہو گئیں تھیں گو ان کے قائم کردہ سلسلے باقی تھے اور ان میں سلسلہ بیعت و خلافت بھی جاری تھا لیکن ان میں اسلام کی حقیقی رُوح نہ رہی تھی ان سلسلوں کے خلفاء کی اپنے مُریدوں میں سے جس پر نظر کرم ہو جاتی انہیں وہ خرقۂ خلافت عطا فرماتے اور وہ ان کے خلفاء کہلاتے اور انہیں اپنے مُرید بنانے کی اجازت ہوتی ۔ نیز عقیدت کی وجہ سے مرید اور عقیدت مند نذر و نیاز یا شیرینیاں اپنے خلیفہ کی خدمت میں جاکر پیش کرتے بلکہ بسا اوقات خلفاء اپنے عقیدتمندوں کے گھروں میں سال بہ سال شیرینیاں وصول کرنے کے لئے جاتے اور جو کچھ اُن سے وصول ہوتا وہ اسے اپنا حق سمجھتے اور انجام کار یہی نذر و نیاز انسانی آمدنی کا ذریعہ بن جاتی ۔ اسی لئے آہستہ آہستہ یہ مشائخ کے سلسلے روحانیت سے بکلی خالی ہو گئے اور ان کا مطمح نظر صرف دنیا ہی رہ گئی تو چودھویں صدی میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا ، حضرت امام وقت اس دور میں جیسے شریعت کے مجدد تھے ویسے طریقت کے مجدد بھی تھے جیسا کہ حضرت اقدس خود فرماتے ہیں : ۔

"یہ عاجز شریعت اور طریقت دونوں میں مجدد ہے ۔"

(الحکم مؤرخہ ۲۴ رجون سنہ ۱۹۰۱ء ص۳)

جس طرح آپ نے شرعی اور فقہی مسائل کی پیچیدگیوں کو حل کیا اسی طرح آپ نے طریقت کی گتھیوں کو بھی سلجھایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ایک اعلیٰ درجہ کے روحانی اور جمہوری نظام کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا اور اپنے بعد کسی فردِ واحد کو اپنا جانشین بنا کر نہیں گئے کیونکہ آپ کے نزدیک خلافت تقسیم کرنے کی چیز نہیں ۔ اس لئے حضور نے اپنے بعد قائم ہونے والے نظام کو دو حصوں میں تقسیم کیا ۔ (ا) نظام بیعت ۔ (ب) نظم و نسق جماعت یا مالیاتی نظام ۔ جیسا کہ الوصیت میں نظام بیعت کے متعلق آپ نے لکھا ہے : ۔

### (۱) نظام بیعت

(ا) فرماتے ہیں : ۔

"چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں ۔"

(الوصیت)

(ب) "ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا اور چاہیئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بناوے ۔"

(حاشیہ الوصیت)

اس پر خواجہ کمال الدین صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اس طرح تو گاؤں گاؤں میں خلیفہ ہو جائے گا تو آپ نے فرمایا کہ : ۔

"اس میں آپ کا کیا نقصان ہوگا وہ تو جماعت کو ترقی دینے والے ہوں گے انتظامی معاملات ہم نے انجمن کے سپرد کر دیئے ہیں ۔" (ایک نہایت ضروری اعلان ص۸)

### (۲) مالیاتی نظام

اور جو عقیدت کے رنگ میں گذشتہ مشائخ میں نذر و نیاز کا سلسلہ چلتا تھا اس سے پیروں کو تو یقیناً فائدہ ہوتا تھا لیکن اس سے اسلام کو کوئی فائدہ نہ تھا اس کی حضرت مسیح موعود نے جو اصلاح کی وہ یہ ہے کہ یہ دور

باقی بر صفحہ ۳ کالم ۱

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۲ر جولائی ۱۹۷۰ء

# مجدّد کی تلاش

الہامات اور پیشگوئیوں کے متعلق پرویز صاحب اپنے افکار کا (جن پر ہم گذشتہ اشاعتوں میں تبصرہ کر چکے ہیں) ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :۔

" بعض حضرات نے لکھا ہے کہ اس قسم کی باتوں کو چھوڑ کر حدیثِ مجدّد کی روشنی میں میرزا صاحب کے دعوے مجددیت کو پرکھنا چاہیئے، ان حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ میرے نزدیک تو یہ حدیث ہی وضعی ہے کیونکہ یہ ختم نبوت کی نقیض اور قرآنی تعلیم کے خلاف ہے، جو اسے صحیح مانتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ اس حدیث کی رُو سے ایک مجدّد کا زمانہ مجدّدیت سو سال کا ہوتا ہے اس کے بعد دوسرا مجدّد پیدا ہو جاتا ہے اس حساب سے مرزا صاحب کا مجددیت کا زمانہ ختم ہو چکا ہے، زیادہ سے زیادہ یوں کہیئے کہ عنقریب ختم ہونے والا ہے لہٰذا اب ان کے دعوے کی پرکھنے کی ضرورت کیا ہے اب جو نیا مجدّد آئے گا اس کے متعلق بات چیت کر لی جائے گی۔ آپ تو مرزا صاحب کو مجدّد ماننے والوں کے لئے بھی ضروری ہوگا کہ وہ (حدیثِ مجدّد کی روشنی میں) اس آنے والے مجدّد کی تلاش شروع کر دیں۔

" جہاں تک میرا تعلق ہے مجھے اس بارگاہ رسالت کے وابستہ داماں ہونے کا فخر اور سعادت حاصل ہے جس کی نبوت کبھی ختم نہیں ہوگی اس لئے مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں ان کی تلاش شروع کر دوں جو آج ہیں اور کل کو نہیں ہوں گے، میں ایمانِ ابراہیمی کی اتباع میں یہ کیوں نہ کہوں کہ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ (۶/۷۷) میں غروب ہو جانے والوں سے دل نہیں لگا سکتا۔ ابدی سورج کی موجودگی میں موم بتیوں کی تلاش کیوں نکلا جائے ؟"

پرویز صاحب کے اس بیان پر کہ حدیثِ مجدّد وضعی ہے ..... ہم سابقہ اشاعت (مورخہ ۸ر جولائی) میں مفصل بحث کر چکے ہیں، اور یہ بتا چکے ہیں کہ جو بات واقعات کی صورت اختیار کر لے، اسکو وضعی کہنا اپنی عقل و بصیرت کو دھوکا دینا ہے، حدیثِ مجدّد کی صحت پر تیرہ سو سال کے واقعات کی مُہر لگ چکی ہے اور ان مجددین کرام کے جو تیرہ سو سال میں ہو گذرے ہیں دعوے اور عملی شہادت اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر چکی ہے کہ یہ حدیث تمام احادیث سے بڑھ کر قوی اور اعلےٰ ترین درجہ رکھتی ہے پرویز صاحب کو چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوئے مجددیت سے قطع نظر کرتے ہوئے ان سابق بزرگوں کے بارہ میں جنہوں نے کھلے لفظوں میں دعوے کئے کہ انہیں اللہ تعالےٰ نے منصب مجددیت پر مامور کیا اور انہیں خلعت مجددیت پہنائی ہے (مثلاً حضرت سید عبدالقادر جیلانی، حضرت شیخ احمد سرہندی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہم) یہ بتائیں کہ وہ انہیں اور ان کے دعاوی کو کیا سمجھتے ہیں، اگر حدیث مجدّد وضعی ہے تو سوائے اس کے چارہ نہیں کہ ان بزرگوں کو معاذ اللہ مفتری علی اللہ اور ان کے دعووں کو افترا قرار دیا جائے اور اگر ان بزرگوں کے متعلق انہیں ایسا کہنے کی جُرأت نہیں، اور انہیں ولی اللہ یقین کرتے ہیں تو ان کے دعاوی کی روشنی میں حدیث مجدّد کو وضعی کس طرح کہا جا سکتا ہے۔

رہ گیا یہ امر کہ حضرت مرزا صاحب کا زمانہ مجددیت ختم ہو چکا ہے یا ختم ہونے والا ہے اور اب ہمیں نئے مجدّد کی تلاش کرنی چاہیئے، اس بارہ میں یہ عرض ہے کہ نہ مرزا صاحب کا زمانہ مجددیت ختم ہو چکا ہے اور نہ کسی سابق مجدّد کا، کیونکہ مجدّدین کوئی ایسی تعلیم لے کر نہیں آتے، جس کی ضرورت سو سال کے بعد باقی نہ رہے، وہ تو دین محمدی ہی کی تجدید کے لئے ہی آتے ہیں۔ اور اپنی قوتِ قدسیہ سے اپنے زمانہ کے لوگوں میں حرارت دینی پیدا کرتے اور دین متین کے چہرہ سے تاریکی کا وہ پردہ اُٹھاتے ہیں جو مرورِ زمانہ سے اس پر پڑ چکا ہو،

حضرت مرزا صاحب بھی اسی مشن کو لے کر آئے، اور اس زمانہ میں کفر و الحاد کا جو پردہ اس دین متین کے چہرہ پر پڑ چکا تھا، اس کو آپ نے اُٹھا کر اسلام کا روشن چہرہ دنیا کو دکھایا اور مذاہب عالم بالخصوص عیسائیت کی طرف سے جو حملے اسلام پر اس زمانہ میں ہوئے ان کا جواب آپ نے اس خوبی کے ساتھ دیا اور اسلام کی وہ شان و شوکت ظاہر کی جس کی نظیر بقول مولوی محمد حسین بٹالوی گذشتہ تیرہ سو سال میں ملنی مشکل ہے، آپ کے ان تجدیدی کارناموں کا آپ کے زمانہ کے لوگوں کو چار و ناچار اعتراف کرنا پڑا۔ چنانچہ مولینا ابوالکلام آزاد، مولانا عبداللہ العمادی، اخبار وکیل امرتسر، مرزا حیرت دہلوی اور خواجہ حسن نظامی جیسے لوگوں نے آپ کی وفات پر کھلے لفظوں میں آپ کے تجدیدی کارناموں کی داد دی (ملاحظہ ہو شہادت حقہ شائع

کردہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

اس بلند پایہ مجدّد کے متعلق یہ کہنا کہ اس کا زمانہ مجددیت ختم ہو چکا ہے یا ختم ہونے والا ہے، اور اب ہمیں نئے مجدّد کی تلاش کرنی چاہیئے، صریح زیادتی ہے، حضرت مرزا صاحب نے تبلیغ دین کے لئے جو جماعت بنائی ہے وہ آپ کے تجدیدی کام کو بحُسن و خوبی سرانجام دے رہی ہے اور دیتی رہے گی اس لئے ہمیں ضرورت نہیں کہ کسی نئے مجدّد کی تلاش کرتے پھریں، جب کوئی نیا مجدّد آئے گا تو اس کا وجود اور کام خود اس کی مجددیت کو ظاہر کر دے گا، وہ بھی حضرت مرزا صاحب کا مصدق ہوگا نہ مکذب، اس لئے اس کے زمانہ کو بھی حضرت مرزا صاحب کا ہی زمانہ سمجھا جانا چاہیئے۔

پرویز صاحب کا ارشاد ہے کہ :۔

" چونکہ مجھے اس بارگاہ رسالت مآب کے وابستہ داماں ہونے کا فخر اور سعادت حاصل ہے جس کی نبوت کبھی ختم نہیں ہوگی اس لئے مجھے ان کی تلاش کی ضرورت نہیں جو آج ہیں اور کل کو نہیں ہوں گے ......... میں یہ کیوں نہ کہوں لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ

انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جس "بارگاہ رسالت مآب کے وابستہ داماں ہونے کا ان کو فخر اور سعادت حاصل ہے" اسی بارگاہ کا یہ ارشاد ہے کہ ہر سو سال کے بعد مجدّد آئے گا، جس کی عظمت کو حضرت شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانی نے ان الفاظ میں واضح کیا ہے :۔

مجدّد آنست کہ ہرچہ درآں مدت از فیوض بامتاں برسد بتوسط او برسد اگرچہ اقطاب واوتاد آں وقت بوند و بدلا نجبا باشند۔ (مکتوب امام ربانی جلد ۲ مکتوب چہارم صفحہ ۱۳-۱۴)

اور شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں :۔

" میرے ربّ نے مجھے مطلع فرمایا ہے کہ ہم نے تجھے اس طریقہ کا امام مقرر کیا ہے، اور اس کی اعلےٰ بلندی تک پہنچایا ہے اور حقیقت قرب کے اور طریقے مسدود کر دیئے ہیں سوائے ایک طریقہ کے وہ تیری محبت اور تیری فرمانبرداری ہے۔ پس جو شخص تجھ سے عداوت کرے نہ آسمانی برکات اس پر نازل ہوں گی نہ ارضی برکات کا مورد ہوگا۔ اہلِ مغرب اور اہلِ مشرق سب تیری رعیت ہیں اور تو ان کا بادشاہ ہے خواہ وہ جانیں یا نہ جانیں اگر وہ جان لیں تو کامیاب ہوں گے اور اگر بے خبر رہیں تو خائب و خاسر ہوں گے" (تفہیماتِ الٰہیہ ترجمہ عربی)

یہ ہے مجدّد کی عظمت، پرویز صاحب اگر بارگاہ رسالت کے وابستہ داماں ہونے کا دعوٰے رکھتے ہوئے آپ کے ارشاد کو ماننے کے لئے تیار نہیں اور مجدد کو لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ کہنے میں فخر سمجھتے ہیں تو ان کی مرضی ہے یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے انبیاء پر ایمان لانے کی بجائے انی لا احب الافلین کہہ دے کیونکہ ان کی رسالتوں کا زمانہ بھی تو ختم ہو چکا پھر ان پر ایمان لانے کی کیا ضرورت !

# افسوسناک اموات

## اہلیہ صاحبہ چوہدری عبدالحق صاحب کا انتقال

جمعہ مورخہ ۱۶ر جولائی کو ۴½ بجے سہ پہر کو ہمارے مکرم دوست چوہدری عبدالحق صاحب سابق ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول ۲/۱۲ و حال آنریری اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی اہلیہ محترمہ حرکت قلب بند ہونے سے یکایک انتقال فرما گئیں، مرحومہ کو اس سے قبل ایک دفعہ دل کا دورہ پڑ چکا تھا، اور وہ کچھ عرصہ ہسپتال میں بھی رہ چکی تھیں، جہاں سے تندرست ہو کر کچھ دن پیشتر گھر آگئی تھیں، لیکن مذکورہ تاریخ کو دوسری مرتبہ دورہ پڑنے پر اچانک وفات پا گئیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے ۵ لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑی ہے، ہمیں اس صدمہ میں چوہدری عبدالحق صاحب اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔

## میاں غلام محمد صاحب چک $\frac{6}{4-AL}$ کی وفات

اسی خاندان کے ایک اور فرد میاں غلام محمد صاحب سکنہ چک $\frac{6}{4-AL}$ اوکاڑہ ۱۷ر جولائی کو لاہور میں انتقال فرما گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم بندش پیشاب کی وجہ سے کچھ دنوں سے میو ہسپتال میں داخل تھے جہاں ان کا اپریشن ہوا لیکن طویل العمر ہونے کی وجہ سے جانبر نہ ہو سکے، آپ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے بہنوئی اور چوہدری عبدالمجید، چوہدری عبدالحمید اور چوہدری عبدالقیوم صاحب کے خسر تھے، ہمیں ان سب دوستوں اور دیگر تمام پسماندگان سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے !

# حضرت امیر ایدہ اللہ کے اعزاز میں جلسہ

۱۷ جولائی ۱۹۷۰ء کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بعد از نماز جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے اعزاز میں احباب جماعت احمدیہ لاہور کا ایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں حضرت ممدوح کے جنوبی امریکہ تشریف لے جانے کے متعلق محترم مرزا مسعود بیگ صاحب اور مولانا عبدالمنان عمر صاحب نے نہایت ولولہ انگیز اور ایمان افروز تقاریر کیں۔ مرزا صاحب محترم نے حضرت امیر کے تبلیغی کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ پہلا سفر نہیں جو حضرت موصوف کو پیش آیا ہے، اس سے قبل آپ دو مرتبہ انگلستان اور دو مرتبہ جرمنی تشریف لے گئے تھے، انہوں نے بتایا کہ جب وہ پہلی دفعہ انگلستان تشریف لے گئے تھے، میں اس وقت ہیکلوڈ روڈ پران کے قائم کردہ مسلم ہائی سکول کی چوتھی جماعت میں پڑھتا تھا، اس وقت ان کا صغیر سن بچہ بدرالدین فوت ہو چکا تھا، اور اہل خانہ کی نگرانی کرنے والا بھی کوئی نہ تھا، لیکن آپ نے کسی بات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے محض دعوت الی اللہ کی غرض سے انگلستان کا سفر اختیار کیا۔ ایسے ہی باقی موقعوں پر بھی آپ نے خدمتِ دین کو تمام امور پر ترجیح دیتے ہوئے کئی سفر اختیار کئے۔ لیکن موجودہ سفر کی نوعیت پہلے سے جداگانہ ہے، نہ صرف اس وجہ سے کہ آپ اس وقت پیرانہ سالی کی عمر میں ہیں اور سفر بہت دور دراز کا ہے بلکہ اس وجہ سے بھی کہ ہماری جماعت کے جو مشن اس وقت دوسرے ممالک میں کام کر رہے ہیں زرِ مبادلہ کی قلت کی وجہ سے ہم انہیں ضرورت کے مطابق روپیہ بھیجنے سے قاصر ہیں، ایسی حالت میں وہ لوگ جن کی طرف سے حضرت امیر کو دعوت آئی ہے، بسبب اس کے کہ ان کی تعداد دس ہزار سے متجاوز ہے اور خدا کے فضل سے وہ باحیثیت اور قربانی کرنے والے لوگ ہیں، ان مشنوں کا بار اٹھا سکتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کہ آخری زمانہ میں مغرب سے طلوع شمس ہوگا ہم ایک حد تک پوری ہوتی ہوئی دیکھ رہے ہیں اور انگلستان اور جرمنی میں اسلام کے سورج کی کرنیں ہم ملاحظہ کر چکے ہیں، کیا تعجب ہے کہ جنوبی امریکہ کے ہمارے احمدی بھائیوں کی کوشش اس سورج کی پوری روشنی دنیا میں پہنچانے کا موجب ہو۔ ایسی حالت میں جہاں وہ لوگ بیرونی مشنوں کو سنبھال لیں، ہم اپنے وطن میں تبلیغ کی توسیع اور تقویت کا موجب ہوں۔

محترم مرزا صاحب نے بتایا کہ ہماری پچاس سالہ جوبلی کے موقعہ پر اُس جگہ کے چند دوست یہاں آئے تھے جہاں حضرت امیر تشریف لے جا رہے ہیں، ان سے مل کر بہت خوشی حاصل ہوئی، ان کے سربراہ جناب عزیز احمد صاحب نے انجمن سے درخواست کی کہ وہاں کی جماعت کی تنظیم اور تبلیغ اسلام کے لئے شیخ محمد طفیل صاحب کو وہاں بھیجا جائے، چنانچہ شیخ صاحب موصوف وہاں گئے اور چند سال قیام کر کے انہوں نے جماعت کو بہت تقویت پہنچائی، اور اب ان علاقوں (ٹرینیڈاڈ، برٹش گیانا، اور ڈچ گیانا وغیرہ) کے احمدی حضرات کی کنونشن ہو رہی ہے جس کی صدارت کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ کو دعوت آئی ہے، اس لئے حضرت امیر کا وہاں جانا بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ عام طور پر جماعتوں کے سربراہ مرکز کو چھوڑ کر کم ہی باہر جاتے ہیں۔ لیکن یہ سفر ایسا ہی ہے جیسے بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود قبضہ لینے کی لئے وہاں تشریف لے گئے تھے۔ بیت المقدس کی فتح گویا تمام عیسائی دنیا پر اسلام کی فتح کے مترادف تھی۔ خدا کرے کہ ہمارے امیر قوم کا یہ سفر بھی ایسی ہی فتوحات کا پیش خیمہ ثابت ہو اور تبلیغ اسلام کی نئی راہیں کھلنے اور غلبۂ اسلام کا موجب ہو۔

آپ نے فرمایا کہ ان حالات میں ہمیں تین باتوں کے لئے باقاعدہ اور مسلسل دعائیں کرنی چاہئیں:-

۱۔ حضرت امیر کے لئے کہ وہ بخیر و عافیت وہاں پہنچیں اور بخیر و عافیت واپس تشریف لائیں۔

۲۔ جس کام کے لئے وہ تشریف لے جا رہے ہیں، اس میں انہیں کامیابی حاصل ہو، اور وہاں کے لوگوں کو اللہ تعالےٰ توفیق دے کہ وہ بیرونی مشنوں کو سنبھال سکیں۔

۳۔ یہاں کی ہماری جماعت کو بھی اللہ تعالےٰ اتحاد و تنظیم اور قوتِ عمل عطا کرے تاکہ ہمارے قدم ترقی کی طرف بڑھیں اور ہم شوکتِ اسلام کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔

آخر میں آپ نے حضرت امیر سے خطاب کرتے ہوئے دعا کی

بسفر رفتنت مبارکباد ❊ بسلامت روی و باز آئی

---

هفت روزہ پیغام صلح خود مطالعہ کرنے کے بعد دیگر احباب تک پہنچائیں

## مولانا عبدالمنان عمر صاحب کی تقریر

مرزا صاحب مکرم کے بعد مولانا عبدالمنان عمر صاحب نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک بہت پرانا الہام ہے، جو براہین احمدیہ کی اشاعت سے بھی پہلے کا ہے "کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ یہ خدا کی شان ہے کہ جس جگہ حضرت امیر ایدہ اللہ تشریف لے جا رہے ہیں وہ دنیا کا دوسرا کنارہ ہے، اور وہاں جو جماعت پیدا ہوئی ہے وہ ہماری کوششوں سے نہیں ہوئی، بلکہ خدا ہی نے مسیح موعودؑ کے نام کو وہاں پہنچایا ہے، حضرت کا ایک اور الہام ہے ینصرك رجالٌ نوحی الیھم وہ لوگ تیری مدد کریں گے جن کی طرف ہم وحی کریں گے، یہ خدا ہی کی وحی کا نتیجہ ہے کہ وہاں اتنی بڑی جماعت پیدا ہو گئی ہے جو مسیح موعودؑ کے مشن کو چلانے کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ اور وہ لوگ سوائے دو چار کے کبھی یہاں نہیں آئے، نہ ہم میں سے کوئی وہاں گیا، انجمن کی پچاس سالہ جوبلی کے موقعہ پر جب ان کے سربراہ عزیز احمد صاحب یہاں آئے ان کی زبانی معلوم ہوا کہ وہاں دس ہزار کی جماعت موجود ہے اور وہ انجمن کے مشنوں کا بار اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ اس وقت میں نے اُن سے پوچھا کہ کیا فی الواقعہ وہاں کی جماعت کی تعداد دس ہزار ہے، اور میں نے کہا کہ یہ میں اس لئے پوچھتا ہوں کہ آیا وہ جماعت اس قابل ہے کہ انجمن کے مشنوں کا بار اٹھا سکے جو ایک لاکھ روپیہ سالانہ سے کسی طرح کم نہیں ہوگا، تو انہوں نے کہا کہ ہم خدا کے فضل سے دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں لیکن دس ہزار ہی سمجھ لیجئے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ ایک روپیہ فی کس ماہوار دینا پڑے گا، یہ کونسا بوجھ ہے جس کو ہم اٹھا نہیں سکتے۔

مولانا نے فرمایا کہ جیسا کہ مرزا صاحب نے کہا ہے کہ حضرت امیر کا یہ سفر بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے، دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ ان کو کامیاب فرمائے، ضرورت ہے کہ ان دنوں کم از کم حضرت امیر کی واپسی تک تمام دوست نماز تہجد میں بالالتزام ان امور کے لئے دعا فرمائیں، جن کا ذکر مرزا صاحب نے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جہاں بعض مقامات و حالات دعا کی قبولیت کا موجب ہوتے ہیں وہاں خاص اوقات بھی قبولیت دعا کا باعث ہوتے ہیں، اور اس کے لئے تہجد کا وقت بہت موزوں ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اس وفد کے اراکین جن میں سے ایک جواں ہمت اور دوسرے (میاں فاروق احمد صاحب) جواں سال ہیں بخیر و عافیت و بانیل و مرام واپس تشریف لادیں اور ہم انہیں جس طرح اب الوداع کہہ رہے ہیں اسی طرح ان کی واپسی پر اھلاً وسھلاً و مرحبًا کہتے ہوئے خوش آمدید کہیں۔

---

## جماعت کراچی کے میاں عبدالرّشید صاحب کو شدید صدمہ

جماعت احمدیہ کراچی کے بزرگ اور سرگرم کارکن جناب محترم میاں عبدالرشید صاحب کے جواں سال منجھلے فرزند میاں شمیم احمد صاحب کا گذشتہ ہفتہ کو اچانک انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کراچی ائیرپورٹ (P I A) میں الیکٹریشن تھے۔ کام سے فارغ ہو کر اپنے ایک دوست کے ہمراہ واپس آ رہے تھے کہ حادثہ پیش آ گیا جس کے نتیجہ میں شدید چوٹیں آئیں، سول ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ مگر شدید اندرونی ضربات آ جانے کی وجہ سے جانبر نہ ہو سکے، اور حادثہ کے چھ گھنٹے کے بعد عین عالم جوانی میں رحلت فرما گئے۔

مرحوم کی عمر ۳۵ سال کے لگ بھگ تھی۔ مرحوم نہایت درجہ نیک، کم گو، حیادار اور بااخلاق انسان تھے، ہمیشہ تمام متعلقین اور عزیزوں سے ہمدردی اور محبت سے پیش آتے رہے اور حتی المقدور امداد بھی کرتے رہتے تھے۔ ابھی ان کی شادی بھی نہ ہوئی تھی۔ ملازمت سے بہت کم رخصت حاصل کرتے، مگر جلسہ سالانہ پر خاص طور پر رخصت حاصل کر کے لاہور باقاعدگی سے جایا کرتے تھے۔ جماعتی چندہ کی ادائیگی کا بھی خاص خیال رکھتے تھے۔

محترم میاں عبدالرشید صاحب اور ان کے لواحقین کے اس شدید صدمہ کے موقعہ پر تمام جماعت ان کے غم میں برابر کی شریک ہے۔ اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

مرحوم کے ایک چچا جناب میاں عبدالباسط صاحب کراچی میں مقیم ہیں اور دوسرے چچا مولوی عبدالمجید صاحب اسلامک ریویو ووکنگ مشن سے منسلک ہیں۔ احباب جماعت سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور نماز جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

مرحوم کے والد کا ایڈریس مندرجہ ذیل ہے:-

"میاں عبدالرشید صاحب 13/8/F/III "آشیانہ" ناظم آباد۔ کراچی (ٹیلیفون نمبر 61153)"

والسلام۔ محمد صالح نور۔ نگار ہوٹل۔ کراچی ۱

۱۷-۷-۷۰

# اُمّی نبی صلعم کا اعلان کہ قرآن کی تعلیمات کا برحق ہونا اہلِ علم تسلیم کریں گے

## قرآن کریم میں زمین و آسمان کے علمی عجائبات کا ذکر

## یورپ کے سفید پرندے قرآنی تعلیمات کا شکار ہو رہے ہیں

**خطبہ جمعہ**
مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۷۰ء
فرمودہ
حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربّک ھوالحق - ویھدی الیٰ صراط العزیز الحمید ——— (سورۃ سبا ۳۴ : ۶) ———

یہ آیہ کریمہ ایک چیلنج ہے اور ایک اعلان ہے - یہ چیلنج بھی مشکل ہے اور اعلان بھی مشکل ہے - حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت عرب کے لوگ بھی جانتے تھے کہ آپؐ ان پڑھ اور اُمّی ہیں - اور یورپ میں بھی عام چرچا ہے کہ حضور ان پڑھ تھے - اس لئے ان کو کتاب پیش کرنے سے کیا تعلق تھا علاوہ ازیں عرب کا ملک دنیا کے ملکوں سے الگ تھلگ تھا - ایک طرف اس کے خشکی ہے اور تین طرف پانی ہے جس ملک اور قوم کا یہ حال ہو کہ دنیا کے ممالک اور اقوام سے اس کے تعلقات منقطع ہوں اور وہ ان پڑھ بھی ہو - ان حالات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ الفاظ القا ہوتے ہیں ویری الذین اوتوا العلم انزل الیک من ربّک ھوالحق کہ اہل علم خواہ وہ مشرق کے ہوں یا مغرب کے، ہندو ہوں، سکھ ہوں یا مسلمان جو بھی اہلِ علم ہوں وہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں گے کہ جو تعلیمات قرآن کریم کی شکل میں جناب الٰہی سے آپؐ کو ملی ہیں ھو الحق - وہ برحق ہیں - یہاں ھوالحق حصر کے طور پر استعمال ہوا ہے یعنے ذالک ھو الحق لا غیر - تو فرمایا کہ اہلِ علم یقین کریں گے یہ تعلیمات جو قرآن کریم میں دی گئی ہیں برحق ہیں و یھدی الیٰ صراط العزیز الحمید یہ تعلیمات اللہ تعالےٰ کی بارگاہ تک پہنچاتی ہیں - وہ باری تعالےٰ ہوالعزیز یعنے غالب ہے تمام محامد سے متصف ہے - کوئی اس کی عبادت کرے یا نہ کرے، کوئی اس کی تعریف کرے یا نہ کرے، وہ الحمید ہے اس کو کسی کی عبادت اور تعریف کی ضرورت نہیں ہے - جو کوئی اللہ تعالےٰ کی طرف راہ پا لے گا وہ قابل ستائش ٹھہرے گا -

قرآن کریم کا قیامت تک کے لئے یہ اعلان کر دینا کہ اہلِ علم کو اللہ تعالےٰ یہ توفیق بخشے گا کہ وہ اس کی تعلیمات کو برحق تسلیم کریں گے یہ بڑا عظیم الشان اعلان ہے اور بڑا مشکل چیلنج ہے - آج کی دنیا علم و سائنس کی دُنیا ہے - علوم کی روشنی چہار اطراف پھیل رہی ہے سائنس کی روشنی بھی بڑھ رہی ہے، اور سائیکالوجی کی روشنی بھی بڑھ رہی ہے -

ایسے حالات میں یہ کہنا کہ اہلِ علم کسی طبقہ اور شعبہ سے تعلق رکھتے ہوں - وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ تعلیمات کو صحیح یقین کریں گے - یہ بہت بڑا اعلان ہے ان تعلیمات کے ایک دو نمونے میں پیش کرتا ہوں ایک جگہ فرمایا والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع - آسمان اور زمین کے درمیان ربط ہے اور تعارف ہے - آسمان بار بار بارش برساتا ہے اس کی وجہ سے زمین پھٹتی ہے اور سبز - اہلِ علم کے لئے یہ بات غور کے قابل ہے - آج سے چودہ سو سال پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ آسمان و زمین کے اندر اتحاد اور تعاون ہے حالانکہ آسمان کے اندر نہ قوت ارادی ہے اور نہ ہی فہم و ادراک کا جذبہ رکھتی ہے - نہ زمین کے اندر یہ صلاحیتیں اور قوتیں موجود ہیں، لیکن ان کے اندر باہمی تعاون و ارتباط موجود ہے - یہ تعاون پیدا کرنے والا کون ہے یہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہے، وہ علم و حکمت اور قدرت و عظمت کا مالک اور احسان کرنے والا ہے - اس نے زمین و آسمان میں ربط پیدا کر کے ان کو مخزن برکات بنا دیا ہے - اور آسمان کی بارش کی وجہ سے زمین کی رونق بڑھ گئی ہے -

دوسری جگہ اسی مضمون کو دوہرایا اور فرمایا انّا صببنا الماء صبًّا ثمّ شققنا الارض شقًّا - ہم آسمان سے زور کی بارش لاتے ہیں اور زمین کو ہم پھاڑ دیتے ہیں فانبتنا فیھا حبًّا وعنبًا و قضبًا و زیتونًا و نخلًا وحدائق غلبًا و فاکھۃً وابًّا - (پارہ ۳۰ - رکوع ۵)

اس سے انواع اقسام کی جڑی بوٹیاں، سبزیاں اور طرح طرح کے پھل اور چارہ پیدا ہوتا ہے - ندی نالے بہتے ہیں - باغات پھل پھولوں سے لد جاتے ہیں ومن اٰیٰتہٖ انّک تری الارض خاشعۃً زمین مردہ ہوتی ہے فاذا انزلنا علیھا الماء اھتزّت وربت - پھر جب آسمان سے بارش اترتی ہے تو زمین جھومنے لگتی ہے، کھیت لہلہاتے ہیں درخت جھومتے ہیں، زمین کی یہ حالت لوگوں کے مشاہدہ میں ہر سال آتی ہے - ہر موسم میں یہ مشاہدہ ہوتا ہے، یہ علمی بات آج سے چودہ سو سال پہلے اس شخص کے منہ سے نکلتی ہے جو اُمّی محض ہے - یہ علوم خدا تعالےٰ کی طرف سے اس پر نازل ہوتے ہیں، زمین کے عجائبات کا ذکر کرنے کے بعد آسمان کے کرشموں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے پھر فرمایا :-

والشمس والقمر بحسبان - سُورج اور قمر آسمان کی بلندیوں پر ایک جیسے نظر آتے ہیں، یہ حساب اور اندازے سے چل رہے ہیں، ان سے دن رات بنتے، ہفتے مہینے اور سال جنم لیتے ہیں - قدرت نے آسمان میں یہ انتظام پیدا کر رکھا ہے جس سے موسموں کا تغیر عمل میں آتا ہے فرمایا :-

جعلنا الیل لباسًا وجعلنا النھار معاشًا - دن رات تمہارے ساتھ چپکے ہوئے ہیں - وہ تم سے علیحدہ نہیں ہوتے - تم دن بھر کام کاج کرتے کرتے تھک جاتے ہو تو اللہ تعالےٰ رات کا پردہ ڈال دیتا ہے - اس سے تمہیں آرام و سکون نصیب ہوتا ہے - یہ قدرت کا ایسا فعل ہے جس کے بغیر مخلوق کی زندگی قائم نہیں رہ سکتی، اس قدرت اور طاقت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے - دنیا جہان کے سائنسدان مل کر دن رات پیدا نہیں کر سکتے تو سورج اور قمر ایسے حساب کے ساتھ چلتے ہیں کہ کبھی ان کے طلوع و غروب کے حساب میں فرق نہیں پڑتا نہ ان میں تصادم ہوتا ہے ہماری ریلیں ٹکرا جاتی ہیں - تباہ ہو جاتی ہیں اور لیٹ ہو جاتی ہیں، ہوائی جہاز ٹکرا جاتے ہیں تباہ ہو جاتے ہیں اور لیٹ ہو جاتے ہیں لیکن سُورج اور چاند ایسے اندازہ اور حساب سے چل رہے ہیں کہ ان میں نہ تصادم ہوتا ہے اور نہ وہ لیٹ ہوتے ہیں تو زندگی آسمان سے وابستہ ہے - سُورج اور چاند کا تعلق بھی زمین کی جڑی بوٹیوں، سبزیوں اور نباتات سے ہے - جانداروں سے ہے - گرمی جان ہے زندگی کی - یہ گرمی آسمان سے آتی ہے - نباتات اس گرمی کی وجہ سے پھلتی پھولتی ہیں - سُورج روشنی دیتا ہے، اس کو ضیا کہا جعل الشمس ضیاءً اور یہ گرمی بھی دیتا ہے اس کو وھاجًا فرمایا وجعلنا الشمس سراجًا وھاجًا -

سُورج اور قمر یہ دونوں تاریخ کے بھی ذمہ دار ہیں اور زندگی کے بھی ذمہ دار ہیں، یہ وہ تعلیمات ہیں جن کے متعلق فرمایا :-

ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھوالحق - اہلِ علم ان تعلیمات کو دیکھ کر یقین کریں گے کہ یہ کلام الٰہی ہے - اسی طرح اللہ تعالےٰ کی ذات کے متعلق اس کے بیانات علم پر مبنی ہیں -

اگر کوئی کتاب ذات باری تعالےٰ کے متعلق بحث کرتی ہے تو وہ قرآن کریم ہے جب اللہ تعالےٰ پر ایمان ہو تو انسان کے دل میں نیکی کی تحریک پیدا ہوتی ہے - انسان کے لئے نیکی کا راستہ کھل جاتا ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاتح ہو کر حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایک لاکھ

تیس ہزار جان نثاروں کے سامنے فرمایا لا فضل لعربی علی اعجمی - جس طرح پر قرآنی تعلیمات انوکھی ہیں - اس طرح یہ یہ اعلان بھی انوکھا ہے - آپؐ بادشاہ وقت ہیں زور بازو سے ملک حاصل کیا ہے قوم آپؐ پر جان دیتی ہے - جمعیت بہت بڑی ہے - ان حالات میں ہٹلر کی طرح یہ خواب نہیں دیکھتے کہ ہم نے ساری دنیا کو فتح کرنا ہے - ہٹلر آج کی صدی کا انسان ہے وہ کہتا ہے ہم سُپرمین (SURERMAN) یعنی مافوق البشر ہیں - ہم یورپ کو فتح کریں گے - وہ ایک طرف روس پر حملہ آور ہوتا ہے، دوسری طرف انگلستان کا رُخ کرتا ہے، تیسری طرف فرانس کو مغلوب کرنے کے خواب دیکھتا ہے - پھر سمندر پار کر کے مصر پر حملہ کا ارادہ کرتا ہے اس کو یقین ہے کہ میں "سپرمین" ہوں اور دنیا کو فتح کر لوں گا - لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فتح حاصل کرنے کے بعد ایسا کوئی بیان نہ دیا بلکہ فرمایا کہ عربوں (یعنے میری قوم) کو عجمیوں پر کسی قسم کی فضیلت نہیں ہے، یہ ہے وہ عظیم شخصیت جو ساری قوموں کو ایک کر سکتی ہے جس طرح سے زمین و آسمان میں اللہ تعالےٰ نے تعاون پیدا کیا ہے اور اس سے دنیا آباد ہو گئی ہے اور رونق بڑھ گئی ہے اسی طرح سے حضور صلعم کی تعلیمات سے دُنیا ایک ہو سکتی ہے کس قدر غلبہ ہے آپؐ کو اپنے نفس پر - آپؐ یہ نہیں فرماتے کہ میں دنیا کو فتح کر لوں گا بلکہ فرماتے ہیں کہ میری قوم کو کسی دوسری قوم پر کوئی فضیلت نہیں ہے اور اور یہاں کسی غیر عرب پر عربوں کو بھی کوئی فضیلت نہیں ہے - مشرق پر مغرب کو یا مغرب پر مشرق کو کوئی فضیلت نہیں ہے - گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں ہے فضیلت کا معیار صرف خدا خوفی ہے جو کوئی خدا سے ڈر کر زندگی بسر کرے گا اور خدا کی مخلوق کی خدمت کرے گا تو اللہ تعالےٰ اس کو معزز و مکرم کرے گا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم - تم میں معزز و مکرم وہ ہے جو خدا خوف ہے اور مخلوقِ خدا کی خدمت کرتا ہے -

جس طرح سورج اور قمر تمام دنیا کے لئے ایک ہے اسی طرح یہ قانون بھی ساری دنیا کے لئے ایک ہے جس مرد نے اور جس عورت نے خدا سے ڈر کر زندگی بسر کرنے کا ارادہ کر لیا - اور جس مرد اور جس عورت نے مخلوق خدا سے ہمدردی کا ارادہ کر لیا وہ کامیاب ہو گیا اور خدا کے ہاں مقبول ہو گیا تو ارشاد الٰہی و یری الذین اوتوا العلم - نہایت اہم اعلان ہے، اور ساری دنیا کے لئے چیلنج ہے کہ قرآن کریم نے حقائق اور تعلیمات پیش کی ہیں وہی درست ہیں

اسی وجہ سے جب حضرت مجدد زمان نے دیکھا کہ میں انگلستان میں سفید پرندے پکڑ رہا ہوں ہے تو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا - کہ کوئی جال لگائے بغیر سفید پرندے اسلام کے جال میں آ گئے - کیا وجہ ہے کہ اہلِ علم کے لئے یہ تعلیمات کشش رکھتی ہیں - میں نے اس وطن میں ایک انگریز سے اس بارہ میں گفتگو کی - وہ انگریز بڑا قابل اور لائق تھا - میں نے اس کے سامنے قرآن کریم کی کچھ تعلیمات پیش کیں - اور عیسائیت کی بھی یہ تعلیم پیش کی کہ خدا نے غصہ میں آ کر اپنا بیٹا مار ڈالا - اس تعلیم کے اندر بھلا کیا کشش ہو سکتی ہے وہ بڑا پڑھا لکھا تھا - وہ حیران ہو گیا - اس نے کہا میں مانتا ہوں کہ اسلام کی تعلیمات برحق ہیں تو یہ اہلِ علم کے لئے تعلیمات ہیں - آج مسلمان کا سر فخر اور خوشی سے بلند ہوتا ہے کہ ایسی تعلیم اور ایسا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم، اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا جو دنیا کے اہلِ علم طبقہ کے لئے قابلِ قبول ہیں - ضرورت ہے کہ مسلمان ان تعلیمات پر خود عمل کرے - اور دنیا کے سامنے انہیں پیش کرے - دنیا کے پڑھے لکھے لوگ اس کو دیکھ کر یقین کریں گے کہ یہی تعلیمات برحق ہیں -

## احیائے دین اور جماعت احمدیہ لاہور کی خصوصیات

اس نام کی کتاب جو محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کے خطباتِ جمعہ پر مشتمل ہے، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے گذشتہ سال شائع ہوئی تھی، اس کتاب پر کئی احباب کی آراء قبل ازیں اخبار میں شائع ہو چکی ہیں چنانچہ مولانا عبدالباقی مرحوم (دہنوں) نے لکھا تھا کہ اس کتاب کو تبلیغ سلسلہ کے لئے وسیع پیمانہ پر پھیلانے کی حاجت ہے بلکہ اس کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہونا چاہیئے اب محترم شیخ محمد طفیل صاحب ووکنگ (انگلستان) سے اس کتاب کے بارہ میں ڈاکٹر صاحب کو لکھتے ہیں:

"آپ کے خطبات کے دو نسخے موصول ہوئے ہیں بہت عرصہ کے بعد ایک خوبصورت کتاب دیکھنے میں آئی ہے، زبان سادہ اور دل نشین اور موضوع جاندار ہے، آپ اگر تصنیف و تالیف کی طرف زیادہ توجہ دیا کریں تو اس سے بہتر مضامین جماعت کے حصہ میں آئیں گے"۔

اس سے قبل ڈھاکہ سے ڈپٹی خلیل الرحمن صاحب نے حسب ذیل الفاظ میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:-

"پیارے بھائی آپ کی یہ شاندار تالیف روح کو گرمانے والے پرجوش خطبات پر مشتمل ہے، اور یہ دُنیا کے گم گشتہ مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے والی ہے ۴۵

# خواجہ نذیر احمد مرحوم کی یاد میں
## کیپ ٹاؤن سے ایک خط

بخدمت محترم ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ پیغام صلح لاہور -

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ -

یکم اپریل کا پیغام صلح موصول ہوا - یہ خبر پڑھ کر بہت ہی رنج و غم ہوا کہ الحاج خواجہ نذیر احمد دار البقاء کو رحلت کر گئے - مجاہدانِ اسلام میں آپ ایک ممتاز شخصیت کے مبلغ تھے اور دورِ حاضر کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مرحوم نے ایک لافانی کتاب جیسس ان ہیون آن ارتھ تصنیف کی - بحیثیت تاریخ اس کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی، عیسائیت کو توڑ کر پھینک دیا، عیسائیت پر اگر اس کو آخری کتاب قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا - اہل علم طبقے نے تو اس کو ایک کامل اور جامع کتاب قرار دیا ہے - خاکسار نے ایک یونیورسٹی کے طالب علم کو پڑھنے کے لئے مذکورہ کتاب دی - واپسی پر مجھے کہنے لگے کہ اس کتاب کی LOGIC کو ہی اگر سامنے لایا جائے تو بھی اس کا جواب نہیں لکھا جا سکتا - اسی طرح ایک کمپنی کے ایک نمائندہ کو (جو کہ پہلے عیسائیت کی تبلیغ کیا کرتے تھے -) بھی یہ کتاب میں نے پڑھنے کے لئے دی - اس کے بعد چار پانچ ماہ تک اس شخص نے خاکسار کے یہاں آنا ہی بند کر دیا - اچانک ایک دن دوسری دکان میں ملاقات ہونے پر کہنے لگے کہ میں نے وہ کتاب ایک پروفیسر کو مطالعہ کے لئے دی ہوئی ہے اس میں حوالہ جات کتب کثرت سے دیئے گئے ہیں اور مطالعہ میں کافی وقت ضائع ہوتا ہے - پھر کہنے لگے کہ مجھے اسی کتاب کی ضرورت ہے - میں نے کہا کہ ووکنگ کا پتہ اس پر لکھا ہوا ہے وہاں سے حاصل کر سکتے ہیں - بعد ازاں اس صاحب نے میری کتاب واپس لا دی اور کچھ یہ کہتے ہوئے ایسے رخصت ہوئے کہ ملاقات کرنے آتے ہی نہیں -

آہ! آج انجمن کا مخلص مردِ مجاہد اپنے مولائے حقیقی سے جا ملا - آپ کی رحلت سے ایک اور جگہ خالی ہو گئی ہے - آسمان کے روشن ستارے یکے بعد دیگرے ہماری آنکھوں سے رُو پوش ہوتے چلے جا رہے ہیں - اللہ مرحوم کو غریقِ رحمت کرے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے - آمین

خاکسار: محمد حسین - کیپ ٹاؤن

# داخلہ ادارہ تعلیم القرآن

اِدَارَہ تَعْلِیْمُ الْقُرآن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں کم از کم میٹرک پاس طلباء کے لئے جن کا تعلق جماعت احمدیہ لاہور سے ہو داخلہ کی گنجائش موجود ہے - طالب علم کو تعلیم اور رہائش کی سہولت کے علاوہ مناسب وظیفہ بھی دیا جاتا ہے -

طالبعلم کو اپنی درخواست داخلہ اپنے شہر کی مقامی جماعت کے سیکرٹری اور صدر کی سفارش سے بھجوانی ہوں گی، نیز انجمن نے داخلہ سے متعلق جو شرائط تجویز کی ہوئی ہیں ان کا پورا کرنا ضروری ہوگا۔

ضرورت مند ایک پوسٹ کارڈ بھیج کر شرائط حاصل کر سکتے ہیں -

اللہ بخش - آنریری جنرل سیکرٹری۔

۴۵ کہ انہیں خدمتِ اسلام کے لئے جماعت احمدیہ کا ساتھ دینا چاہیئے، اللہ تعالےٰ آپ پر برکات نازل کرے -

پیارے ڈاکٹر صاحب! آپ کے خطبات مشرقی پاکستان کے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں وسیع پیمانہ پر پھیلانے کے لئے ان کا ترجمہ بنگالی زبان میں ہونا چاہیئے - مولانا عبدالمتین جلال آبادی، بی - اے مولوی فاضل فخر المحدثین جو میرے ساتھ ہی جماعت ربوہ سے نکل کر آئے تھے، اس کے ترجمہ کے لئے موزوں ترین آدمی ہیں وہ بہت بڑے عالم دین ہیں -"

اس کے بعد حال ہی میں ڈپٹی صاحب نے اطلاع دی ہے کہ کتاب مذکور کا بنگالی ترجمہ مکمل ہو کر پریس میں چلا گیا ہے -

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں -

شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔اے مبلغ انگلستان

# پیغامِ احمدیت

## فصل ساتویں۔ قسط نمبر ۵

### (۱۲) مسیح ابنِ مریم اور مرزا صاحب

فصل ساتویں۔ صفحہ نمبر ۳۵۳

اعتراض :۔

"میں ایسے شخص کا سخت دشمن ہوں کہ کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر پھر خیال کرے کہ مَیں خدا ہوں، گو میں مسیح ابنِ مریم کو اس تہمت سے پاک قرار دیتا ہوں کہ اس نے بھی خُدائی کا دعوےٰ کیا تاہم میں دعویٰ کرنے والے کو تمام گناہ گاروں سے بدتر سمجھتا ہوں۔ میں جانتا ہوں اور مجھے دکھایا گیا ہے کہ مسیح ابنِ مریم اس تہمت سے بری اور راستباز ہے اور اس نے کئی دفعہ مجھ سے ملاقات کی لیکن ہر ایک دفعہ اپنی عاجزی اور عبُودیت ظاہر کی۔ ایک دفعہ مَیں نے اور اس نے عالم کشف میں جو بیداری کا عالم تھا۔ ایک جگہ بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا اور اس نے اپنی فروتنی اور محبت سے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ میرا بھائی ہے اور میں نے بھی محسوس کیا کہ وہ میرا بھائی ہے تب سے مَیں اس کو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں سو جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کے موافق میرا یہی عقیدہ ہے کہ وہ میرا بھائی ہے گو مجھے حکمت اور مصلحت الہٰی نے اس کی نسبت زیادہ کام سپرد کیا ہے اور اس کی نسبت زیادہ فضل وکرم کے وعدے دیئے ہیں مگر پھر بھی میں اور وہ روحانیت کی رُو سے ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اسی بناء پر میرا آنا اسی کا آنا ہے جو مجھ سے انکار کرتا ہے ...... اور مسیح ابنِ مریم مجھ میں سے ہے اور میں خدا سے ہوں مبارک ہیں وہ جو مجھے پہچانتا ہے اور بد قسمت وہ جس کی آنکھوں سے میں پوشیدہ ہوں"۔ (مکتوب بنام ڈوئی۔ مکتوبات احمدیہ جلد سوم صفحہ ۱۸)

### "قریب ہے کہ زمین شق ہو جائے"

قرآن مجید کا ارشاد ہے :۔

وقالوا اتخذ الرحمٰن ولداً ۝ لقد جئتم شیئاً اِدّاً ۝ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدّاً ۝ ان دعوا للرحمٰن ولداً ۝

یعنی وہ کہتے ہیں کہ رحمان نے کسی کو بیٹا بنایا ہے۔ سخت بے ہودہ بات ہے جو تم گھڑ لائے ہو۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑے اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں، اس بات پر کہ لوگوں نے رحمان کے لئے اولاد ہونے کا دعوےٰ کیا۔

(سورۃ مریم آیت ۸۸ - ۹۱)

اب اس کی تفسیر ملاحظہ ہو :۔

"ان کی یہ بات اتنی بری ہے کہ آسمان تھرتھرا کر ٹوٹ پڑے اور زمین جھٹکے لے کر پھٹ جائے اس لئے کہ زمین و آسمان خدا تعالےٰ کی عزت وعظمت جانتے ہیں ان میں رب کی توحید سمائی ہوئی ہے انہیں معلوم ہے کہ ان بدکار بے سمجھ انسانوں نے خدا کی ذات پر تہمت باندھی ہے ...... خدا کے ساتھ شرک کرنے والوں کے شرک سے ساری مخلوق کانپ اٹھتی ہے قریب ہوتا ہے کہ انتظام کائنات درہم برہم ہو جائے"۔ (تفسیر ابنِ کثیر)

اب جس بات پر خدا کا کلام اتنی شدت سے گواہی دے رہا ہے کہ ایسی بات خدا کی طرف منسوب کرنا انتظام کائنات کو درہم برہم کرنا ہے اس کے متعلق اگر حضرت مرزا صاحب نے یہ فرما دیا کہ میں خدائی کا دعوےٰ کرنے والے کا سخت دشمن ہوں تو اس میں خلاف قرآن کونسی بات کہی جسے قابلِ اعتراض سمجھا گیا ہے۔ کیا قرآن ایسے مدعی اور ایسے مدعی کے ماننے والوں کی تعریف کرتا ہے؟ اور حضرت مرزا صاحب کے کشف نے قرآن کی اس ابدی صداقت کو آپ کے لئے حق الیقین تک پہنچایا

دیا ہے۔ ہاں جن لوگوں کے دلوں میں مسیح علیہ السلام کے متعلق غالیانہ خیالات رچ گئے ہیں انہیں ایسی باتیں پڑھ کر کوفت ہوتی ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ مثیل مسیح یعنی مسیح محمدی ہونے کا ہے اسی نسبت سے مسیح اسرائیلی سے زیادہ کام ان کے سپرد کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح کا پیغام بنی اسرائیل تک محدود تھا، لیکن نبی صلعم کے خادم ہونے کی حیثیت سے مسیح محمدی کا پیغام تمام دنیا کے لئے ہے، اور اسی نسبت سے خدا کے فضل کے وعدے بھی ان کے ساتھ ہیں۔

اور یہ الفاظ کہ مسیح ابنِ مجھ سے ہے اور میں خدا سے ہوں یہ قرب تعلق کو ظاہر کرتے ہیں نبی کریمؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا :۔

اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ

یعنی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ (مشکوٰۃ باب المناقب) اس قسم کے محاوروں کے متعلق تفصیل سے بحث فصل چھٹی اعتراض نمبر ۱۶ کے ضمن میں گذر چکی ہے۔

### (۱۳) یسوع مسیح سے پیار مسیحی ملکہ کا دربار

فصل ساتویں۔ صفحہ ۳۵۴

"جس قدر عیسائیوں کو حضرت یسوع مسیح سے محبت کرنے کا دعوےٰ ہے یہی دعوےٰ مسلمانوں کو بھی ہے۔ گویا آنجناب کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترکہ جائیداد کی طرح ہے اور مجھے سب سے زیادہ حق ہے کیونکہ میری طبیعت یسوع میں مستغرق ہے اور یسوع کی مجھ میں۔ اسی دعوےٰ کی تائید میں آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں .......... اور اس جگہ اس قدر لکھنے کی مَیں نے اس لئے جرأت کی ہے کہ حضرت یسوع مسیح کی سچی محبت اور سچی عظمت جو میرے دل میں ہے اور نیز وہ باتیں جو میں نے یسوع مسیح کی زبان سے سُنیں اور وہ پیغام جو اس نے مجھے دیا ان تمام امور نے مجھے تحریک کی کہ میں جناب ملکہ معظمہ کے حضور یسوع کی طرف سے ایلچی ہو کر بادب التماس کروں کہ .......... خوب ہو کہ جناب کو اس چھپی ہوئی توہین پر بھی نظر ڈالنے کے لئے توجہ پیدا ہو جو یسوع مسیح کی شان میں کی جاتی ہے"۔ (تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۳)

ریمارک از برنی :۔

"کم از کم مرزا صاحب کی تصانیف انجام آتھم، ازالہ اوہام اور کشتی نوح میں یسوع مسیح کی جو گت بنائی گئی ہے ان کی اور ان کی والدہ مریمؑ کے حق میں جو بدگوئی اور بدزبانی روا رکھی گئی ہے اس پر ضرور توجہ ہو کہ یہ تحریرات بھی ملکہ معظمہ کی نظر سے چھپی ہوئی ہیں"۔

---

مخالف کے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے تو حضرت مرزا صاحب یسوع مسیح کی توہین کرتے تھے لیکن جب ملکہ وکٹوریہ کو خط لکھا تو یسوع مسیح سے پیار کا اظہار شروع کر دیا۔

ہم گذشتہ اعتراضات کے سلسلہ میں یہ واضح کر چکے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب پر مسیح علیہ السلام کی توہین کا الزام ہی سرے سے غلط ہے۔ آپ دل سے یقین کرتے تھے کہ وہ خدا تعالےٰ کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے، ہاں عیسائیوں نے جو ایک فرضی مسیح پیش کیا تھا جس نے خدائی کا دعوےٰ کیا تھا اور اپنے سے پہلے اور بعد میں آنے والوں کو جھوٹا اور بٹ مار کہا حضرت مرزا صاحب نے اس کا نقشہ الزامی جواب کے طور پر عیسائیوں کے سامنے پیش کیا، اور ایسا کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اس کا بھی تفصیلی تذکرہ ہو چکا ہے۔

یہ سچ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح ابن مریم۔ مسیح اسرائیلی، یسوع مسیح یہ ایک ہی شخصیت کے مختلف نام ہیں۔ لیکن قرآن کریم نے ان کی شخصیت کا جو تصوّر پیش کیا ہے وہ اس تصوّر سے مختلف ہے جسے عام طور پر عیسائی مانتے ہیں اس لحاظ سے قرآن کا مسیح اور انجیل کا مسیح دو الگ الگ انسان ہیں۔ قرآنی مسیح وہ ہے جو خدا کا بندہ۔ نبی اور رسول تھا۔ انجیلی مسیح وہ ہے جو خدائی کا دعویدار تھا اور جس نے عیسائی عقیدہ کے مطابق اپنے لئے لعنت کی موت قبول کی وغیرہ۔ انجیل میں مسیح کو ابن آدم بھی کہا گیا ہے اور اس کی جانب ایسے اقوال بھی منسوب کئے گئے ہیں جو قرآن کی تعلیم کے مخالف ہیں اس لئے ہم انجیلی مسیح کو اسی حد تک تسلیم کریں گے جس حد تک اس کی تعلیم قرآن کے مطابق ہے جہاں اس کی تعلیم انجیل میں عیسائیوں کے نزدیک قرآن کریم کے مخالف بیان کی گئی ہے وہ ایک فرضی مسیح کی تعلیم ہے۔ جسے قرآن نے بھی بڑی شدّ ومدّ سے ردّ کیا ہے۔

عیسائی بھی مسیح سے محبت کے مدعی ہیں اور بحیثیت پیغمبر مسلمان بھی ان سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب تو اپنے آپ کو ان کا مثیل کہتے ہیں اور جیسا کہ انہوں نے ڈوئی کو خط لکھا وہ مسیح کو اور اپنے آپ کو

"روحانیت کی رو سے ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے سمجھتے ہیں"۔

اس لئے اگر انہوں نے ملکہ وکٹوریہ کو یہ لکھا کہ انہیں یسوع مسیح سے محبت کا دعوےٰ ہے

تو اس میں غلط بات کونسی کہی۔ مسیح سے جو قرابت کا تعلق ڈوئی کے خط میں ظاہر کیا تھا اسی کا اعادہ ملکہ کے خط میں کیا اور اپنی ایک اور تصنیف میں فرمایا:۔

"میں آپ کی عزت کرتا ہوں جس کا ہم نام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح بن مریم کی عزت نہیں کرتا۔" (کشتی نوح صفحہ ۱۶)

انجیل میں مسیح کا جو غلط تصور پیش کیا گیا ہے اس کو حضرت مرزا صاحب نے ملکہ سے مخفی نہیں رکھا۔ فرماتے ہیں:۔

"اور خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے۔ اور اس سے باتیں کر کے اس کے دعوے اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے جو توجہ کے لائق ہے کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور تثلیث اور ابنیت ہے ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افترا جو ان پر کیا گیا ہے وہ یہی ہے"۔

(تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۱)

یہاں عیسائیوں کے مخترعہ اعتقادات کو مسیح پر ایک بھاری افترا قرار دیا ہے، آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"جو کچھ آج کل عیسائیت کے بارے میں سکھایا جاتا ہے یہ حضرت مسیح کی حقیقی تعلیم نہیں مجھے یقین ہے کہ اگر حضرت مسیح دنیا میں پھر آتے تو وہ اپنی تعلیم کو شناخت بھی نہ کر سکتے۔ ایک اور بڑی بھاری مصیبت قابل ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ اس خدا کے دائمی پیارے اور دائمی محبوب اور دائمی مقبول کی نسبت جس کا نام یسوع ہے یہودیوں نے تو اپنی شرارت اور بے ایمانی سے لعنت کے بُرے سے بُرے مفہوم کو جائز رکھا، لیکن عیسائیوں نے بھی اس بہتان میں کسی قدر شرکت اختیار کی۔ کیونکہ یہ گمان کیا گیا ہے کہ گویا یسوع مسیح کا دل تین دن تک لعنت کے مفہوم کا مصداق رہا۔ اس بات کے خیال سے ہمارا بدن کانپتا ہے اور وجود کے ذرہ ذرہ پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ کیا مسیح کا پاک دل اور خدا کی لعنت!!! گو ایک سیکنڈ کے لئے ہی ہو۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ یسوع مسیح جیسے خدا کے پیارے کی نسبت یہ اعتقاد رکھیں کہ کسی وقت اس کا دل لعنت کے مفہوم کا مصداق ہو گیا تھا"۔

(تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۲)

اگر اپنی عادت سے مجبور ہو کر برنی صاحب اس اقتباس کا عنوان بھی "لعنت" رکھ دیتے تو کوئی تعجب کی بات نہیں تھی لیکن چونکہ یہاں مقصد ایک اور رنگ میں حضرت مرزا صاحب کو ملزم قرار دینا تھا اس لئے ان الفاظ کو جو برنی صاحب کے پیش کردہ اقتباس سے ذرا پہلے آ رہے تھے بالکل حذف کر دیا گیا۔ بلکہ جب یہ مضمون دوبارہ شروع ہوا تو برنی صاحب نے عبارت ختم کر کے اپنا ریمارک شروع کر دیا لیجئے ہم ان کے اقتباس کو مکمل کئے دیتے ہیں:۔

"......... اس چھپی ہوئی توہین پر بھی نظر ڈالنے کے لئے توجہ پیدا ہو جو یسوع مسیح کی شان میں کی جاتی ہے۔ کیا خوب ہو کہ جناب ممدوحہ دنیا کی لغات کی رو سے عموماً اور عربی اور عبرانی کی رو سے خصوصاً لفظ لعنت کے مفہوم کی تفتیش کریں۔"

ستارہ قیصرہ صفحہ ۱۳ و ۱۴ میں بھی آپ نے اس غلط عقیدہ کی طرف ملکہ کی توجہ دلائی ہے۔ برنی صاحب کا ریمارک ان واقعات کی روشنی میں کیا حقیقت رکھتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی جو تحریرات ملکہ معظمہ کی نظر سے چھپی ہوئی ہیں ان کی طرف بھی توجہ ہو۔ برنی صاحب سے تو جہاں تک ان کے بس میں تھا ان تمام تحریرات کو منظر عام پر لے آئے لیکن جب سیاق و سباق سے ان پر روشنی ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ تو عیسائیوں کے معتقدات ہیں جن پر فرد جرم کی اتنی بھاری عمارت تعمیر کی گئی تھی۔

ذکر تحفہ قیصریہ کا ہو رہا تھا۔ اسی مکتوب میں حضرت صاحب نے ملکہ کو یہ بھی لکھا:۔

"یسوع کے چھوڑنے کے لئے کوشش کر"۔ صفحہ ۲۵

آخر میں فرماتے ہیں:۔

اسی طرح قرآن عمیق حکمتوں سے پُر ہے اور ہر ایک تعلیم میں انجیل کی نسبت حقیقی نیکی کے سکھلانے کے لئے آگے قدم رکھتا ہے بالخصوص سچے اور غیر متغیر خدا کے دیکھنے کا چراغ تو قرآن ہی کے ہاتھ میں ہے"۔ (صفحہ ۳۰)

آپ کی ایک اور تصنیف سے ملکہ کو اسلام کی دعوت کا پیغام بھی ملاحظہ ہو:۔

"اے ملکہ توبہ کر اور اس ایک خدا کی اطاعت میں آجا جس کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ شریک اور اس کی تمجید کر۔ کیا تو اس کے سوا اور کوئی معبود پکڑتی ہے جو کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود مخلوق ہیں......... اے زمین کی ملکہ اسلام کو قبول کر تا تو بچ جائے۔ آ مسلمان ہو جا۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۳۲)

ممکن ہے بعض قلوب میں یہ خیال پیدا ہو کہ ملکہ کے حضور "بادب التماس" کیوں کی گئی۔ ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ جب حضرت موسٰے اور ہارون کو فرعون سرکش کی طرف جانے کا حکم ہوا تھا تو خدائے تعالیٰ نے انہیں فرمایا:۔

اذهبا الى فرعون انه طغى ○ فقولا له قولا لينا لعله يتذكر او يخشى ○

تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے۔ اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے۔

(۲۰ طٰہٰ آیت ۴۳-۴۴)

معلوم ہوا کہ حکمران لوگوں کا پاس ادب ملحوظ رکھ کر ان سے گفتگو کرنا خلاف شریعت نہیں۔

ملکہ وکٹوریہ کی بات تو علیحدہ ہے جب حضرت مرزا صاحب نے پادریوں کو مخاطب کیا تو وہاں بھی یسوع مسیح سے اپنے پیار کا اظہار کیا، ملاحظہ ہو:۔

"اے عزیزو! خدا تم پر رحم کرے اور تمہاری آنکھیں کھولے۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام خدا نہیں وہ صرف ایک نبی ہے ایک ذرہ اس سے زیادہ نہیں اور بخدا میں وہ سچی محبت اس سے رکھتا ہوں جو تمہیں ہرگز نہیں اور جس نور کے ساتھ میں اسے شناخت کرتا ہوں تم ہرگز اسے شناخت نہیں کر سکتے اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ خدا کا ایک پیارا اور برگزیدہ نبی تھا۔ اور ان میں سے تھا جن پر خدا کا خاص فضل ہوتا ہے اور خدا کے ہاتھ سے پاک کئے جاتے ہیں مگر خدا نہیں تھا اور نہ خدا کا بیٹا تھا"

(حقیقۃ الوحی اعلان مشمولہ بعنوان دعوت حق صفحہ ۳)

(نوٹ: یہ حوالہ حقیقۃ الوحی تتمہ کے بعد کا ہے)

برنی صاحب پر قافیہ بندی کی دھن سوار ہے اس لئے انہوں نے اگلے اعتراض کا عنوان رکھا ہے مسیحی سرکار قادیانی اقرار۔

## (۱۴) مسیحی سرکار قادیانی اقرار

فصل ساتویں صفحہ ۳۵۴

"غرض مسیح موعود کا نام جو آسمان سے میرے لئے مقرر کیا گیا ہے اس کے معنی اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں کہ مجھے تمام اخلاقی حالتوں میں خدائے حی و قیوم نے حضرت مسیح علیہ السلام کا نمونہ ٹھہرایا ہے تا امن اور نرمی کے ساتھ لوگوں کو روحانی زندگی بخشوں، میں نے اس نام کے معنی یعنی مسیح موعود کے صرف آج ہی اس طور سے نہیں کئے بلکہ آج سے اُنیس ۱۹ برس پہلے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں بھی یہی معنی کئے ہیں"۔ (کشف الغطا صفحہ ۱۲)

برنی صاحب نے سرکار اور اقرار کا قافیہ ضرور ملایا ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس اقتباس پر انہیں اعتراض کیا ہے۔ ہاں یہ بات واضح ہو گئی کہ حضرت مرزا صاحب اخلاقی حالتوں میں اپنے آپ کو مسیح علیہ السلام کا نمونہ سمجھتے ہیں۔ مسیح کی توہین کی جو لمبی چوڑی فہرست برنی صاحب بنا رہے تھے وہ بھی یہیں ختم ہو گئی۔ کشف الغطاء سے ایک اور عبارت بھی ملاحظہ ہو شاید پھر اس کو پیش کرنے کا موقعہ نہ ملے، حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"وہ خدا جو اس دنیا کا بنانے والا اور آئندہ زندگی کی جاودانی امیدیں اور بشارتیں دینے والا ہے اس کا قدیم سے یہ قانون قدرت ہے کہ غافل لوگوں کی معرفت زیادہ کرنے کے لئے بعض اپنے بندوں کو اپنی طرف سے الہام بخشتا ہے اور ان سے کلام کرتا ہے اور اس طرح وہ خدا کو روحانی آنکھوں سے دیکھ کر اور یقین اور محبت سے معمور ہو کر اس لائق ہو جاتے ہیں کہ وہ دوسروں کو بھی اس زندگی کے چشمہ کی طرف کھینچیں جس سے وہ پیتے ہیں تا غافل لوگ خدا سے پیار کر کے ابدی نجات کے مالک ہوں اور ہر ایک وقت میں جب کہ دنیا میں خدا کی محبت ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور غفلت کی وجہ سے حقیقی پاک باطنی میں فتور آتا ہے تو خدا کسی کو اپنے بندوں میں سے الہام دے کر مادہ کو صاف کرنے کے لئے کھڑا کر دیتا ہے، سو اس زمانہ میں اس کام کے لئے جس شخص کو اس نے اپنے ہاتھ سے صاف کر کے کھڑا کیا ہے وہ یہی عاجز ہے۔" (کشف الغطا صفحہ ۱۰-۱۱)

## (۱۵) مسمریزم کی تشریح

فصل ساتویں۔ صفحہ ۳۵۵

(۱) "اور یہ جو میں نے مسمریزی طریق کا عمل الترب نام رکھا ہے جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے۔ یہ الہامی نام ہے۔ اور خدائے تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ یہ عمل الترب ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۳۱۲ حاشیہ)

(۲) اب یہ بات یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن و حکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے" (ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۸ حاشیہ)

(۳) "بہر حال مسیح کی یہ ترب کی کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدائے تعالیٰ کے فضل و توفیق سے اُمید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا"

(ایضاً صفحہ ۳۰۹ حاشیہ)

(۴) "عمل مسمریزم کا یہی اصول ہے کہ توجہ ڈال کر اپنا اثر دوسرے پر ڈالا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان۔ برنی) نے فرمایا

کہ مجھ کو بھی یہ علم آتا ہے"۔

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۲۲ء)

---

مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو یہ عمل آتا تھا یا نہیں یہ ہمارے دائرہ بحث سے باہر ہے اس لئے ہم مخالف کے بقایا تین حوالہ جات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

پہلے حوالہ میں مخالف نے ایک ضروری بات چھوڑ دی ہے پورا حوالہ درج ذیل ہے:۔

"یہ جو میں نے مسمریزی طریق کا عمل الترب نام رکھا ہے جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے یہ الہامی نام ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ یہ عمل الترب ہے اور اس عمل کے عجائبات کی نسبت یہ بھی الہام ہوا هٰذَا هُوَ التِّرْبُ الَّذِیْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی یہ وہ عمل الترب ہے جس کی اصل حقیقت کی زمانۂ حال کے لوگوں کو کچھ خبر نہیں"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۳۱۲ حاشیہ)

معلوم ہوا کہ اس عمل الترب کی اصل حقیقت کی زمانہ حال کے لوگوں کو کچھ خبر نہیں۔ اس لئے اس طریق کا نام مسمریزی طریق رکھنا لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہے اس سے یہ مطلب نہیں کہ عوام الناس کے خیال میں جو مسمریزم کا تصور ہے، یہی حقیقت عمل الترب کی ہے برنی صاحب نے آخری حصہ چھوڑ دیا تھا تاکہ قارئین کو اس اصطلاح کی حقیقت سے بے خبر رکھ کر حضرت مرزا صاحب کی تحریر پر اعتراض کیا جا سکے مسمریزم یا اس قسم کے روح طبعی کے اعمال دراصل اس علم الترب کی شاخیں ہیں جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے تحریر فرمایا:۔

"سلب امراض کرنا یا اپنی روح کی گرمی جماد میں ڈال دینا درحقیقت یہ سب عمل الترب کی شاخیں ہیں"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۷ حاشیہ)

سچ یہ ہے کہ اس قسم کے علوم میں مومن و کافر دونوں دسترس حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی لئے کاملین اُمت نے ایسے عملوں کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی ہاں بعض لوگوں نے جسمانی بیماریوں کو ٹھیک کرنے کے لئے اس طریق عمل کو آزمایا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے اذن و حکم سے حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی اس طریق کو اختیار کیا تھا۔ (جس کی حقیقت زمانہ حال کے لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہے) چنانچہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح نے بھی اس عمل جسمانی کو یہودیوں کے جسمانی اور پست خیالات کی وجہ سے جو ان کی فطرت میں مرکوز تھے باذن و حکم الٰہی اختیار کیا تھا ورنہ دراصل مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا"۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۱۱ حاشیہ)

حضرت مسیح کا عمل الترب میں کمال رکھنا الیسع نبی کی طرح انہی معنوں میں ہے۔

حوالہ نمبر ۳ میں حضرت مرزا صاحب نے اس عمل کو مکروہ کہا ہے جس کی عوام الناس میں بہت قدر ہے لیکن وہ عمل الترب جس کی اس زمانہ کے لوگوں کو خبر ہی نہیں اس تحدید سے باہر ہے۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ حضرت مرزا صاحب نے عمل الترب کی اصل کو ہی مکروہ کہا ہے تو پھر بھی اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ بعض امور گذشتہ شریعتوں میں جائز تھے۔ لیکن اسلامی شریعت میں ناجائز قرار پائے۔ جیسے شراب۔ اور بعض امور شریعت کی رُو سے جائز بھی ہیں گو خدا کی نظر میں ناپسندیدہ ہیں جیسے طلاق۔ اور بعض امور فرمانِ خداوندی کی تابعداری میں بجا لانے پڑتے ہیں گو اپنی مرضی کے خلاف ہوں جیسے قتال۔ یا جیسے ایک سرجن بحالت مجبوری انسانی جسم کی چیر پھاڑ کرتا ہے۔ اس لئے اگر عمل الترب کسی وقت زمانہ کے مناسب حال خاص مصلحتوں کی وجہ سے جائز بھی ہو پھر بھی اپنی موجودہ شکل میں یہ پسندیدہ امر نہیں، روحانی ترقی کے لئے پسندیدہ امر وہی ہے جس پر نبی کریم صلعم نے عمل کیا۔ اسی لئے حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"......... میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا لیکن مجھے وہ روحانی طریق پسند ہے جس پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مارا اور حضرت مسیح نے بھی اس عمل جسمانی کو یہودیوں کے جسمانی اور پست خیالات کی وجہ سے جو ان کی فطرت میں مرکوز تھے باذن و حکم الٰہی اختیار کیا تھا۔ ورنہ دراصل مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۹۔ صفحہ ۳۱۱ حاشیہ)

اور جس عمل کو حضرت مسیح نے بحکم الٰہی اختیار کیا تھا۔ اسے حضرت مرزا صاحب نے معجزہ ہی تسلیم فرمایا ہے:۔

اب جاننا چاہیئے کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا؟

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۲ حاشیہ)

عقلی معجزات کے متعلق حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے"۔

(ایضاً صفحہ ۳۰۱ حاشیہ)

---

# خُدائی سلسلہ کی کامیابی قطعی و یقینی ہے

## حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت عیسائیت و مادیت پر موت اور اسلام کی زندگی و فتح کی علامت ہے

از میاں محمد ممتاز خان صاحب بی اے ایل ایل بی ل حال مقیم احمدیہ بلڈنگس لاہور

ذیل کا مضمون ہمارے نوجوان دوست میاں محمد ممتاز خان صاحب ایڈووکیٹ کا ہے۔ میاں صاحب موصوف جماعت کے مخلص ترین اور پرجوش احمدی خان محمد زمان خان مرحوم کے صاحبزادہ اور حضرت مسیح موعودؑ کے نامور مبائع خان محمد عجیب خان صاحب مرحوم تحصیلدار و پولیٹیکل ایجنٹ صوبہ سرحد کے نواسے ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی کو خدمتِ اسلام میں لگانے کا عزم کر لیا ہے اور مزید تعلیم دینیات کے حصول کے لئے مرکز میں اقامت پذیر ہو گئے ہیں۔ احباب کرام ان کے بلند ترین عزائم اور ارادہ میں استقامت کے لئے دُعا فرماویں

ڈاکٹر اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری انجمن

---

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقٰتہ ......... واولٰئک ھم المفلحون (اٰل عمران رکوع ۱۱)

ترجمہ:۔ اے مومنو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ اور تم پر موت نہ آئے مگر ایسی حالت میں کہ تم فرمانبرداروں (مسلموں) میں سے ہو۔ اور سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے پکڑو، اور فرقے نہ بناؤ، اور اپنے اُوپر اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کی پھر تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے۔ پھر اس نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تمہارے لئے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ اور تم میں سے ایک گروہ ہونا چاہیئے جو (لوگوں کو) بھلائی کی طرف بلائیں اور نیک کام کرنے کو کہیں اور بُرے کام سے منع کریں اور لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ سے ڈرو جیسا کہ مجھ سے ڈرنے کا حق ہے۔ اس میں لفظ تقویٰ ہے جس کے معنے مفسرین نے ڈرنے کے کئے ہوئے ہیں اور یہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ ایسا ڈرو کہ جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے، اب سوچنا چاہیئے کہ حقیقی خوف کس چیز سے کب اور کس وقت پیدا ہوتا ہے۔ سب سے پہلے اس چیز کے متعلق حق الیقین ہونا لازمی ہے۔ مثلاً ایک شخص آگ سے ڈرتا ہے اور اس کے قریب اس واسطے نہیں جاتا اور نہ اس میں ہاتھ یا بدن کا کوئی حصہ رکھنے کو تیار ہوتا ہے کہ اسے آگ کے متعلق حق الیقین ہے کہ وہ اسے جلا کر رکھ دے گی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک میری ذات کے متعلق تم کو حق الیقین نہ ہو تم میری مرضی کا خیال نہیں رکھ سکتے، البتہ جب تمہیں میرے متعلق حق الیقین ہو جائے تو پھر تم میرے خوف سے میری مرضی کے خلاف نہ جا سکو گے کیونکہ اس وقت تمہارے دل میں میرا حقیقی خوف ہوگا۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے درحقیقت اللہ تعالیٰ سے وہی لوگ ڈرتے ہیں جو اس کی راہ میں حقیقی علم رکھتے ہیں یعنی ان کو میری ہستی کا حق الیقین ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ یہاں علماء سے مراد صرف ظاہری علم والے نہیں بلکہ حقیقی علم رکھنے والے یعنی خدا کو شناخت کرنے والے مراد ہیں یہ آیت کریمہ بھی مندرجہ بالا آیت کی انہی معنوں کی رُو سے تائید کرتی ہے کہ موت کی آخری گھڑی تک تم مسلمان رہو، ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی طرف کامل توجہ کرنے کی اور اسی پر موت تک قائم رہنے کی تلقین فرمائی ہے اس کے بعد معاشرتی زندگی میں سب سے پہلا اور ضروری سبق یہ دیا ہے کہ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور آپس میں تفرقہ نہ کرو۔

### اتحاد و اتفاق تمام برکتوں کا مجموعہ ہے۔

دنیا میں اتفاق و اتحاد کے نتائج اتنے عام اور ظاہر ہیں کہ جن کی تشریح کرنے کی ضرورت نہیں۔ سب سے پہلے قرونِ اولیٰ پر نگاہ دوڑائیں کہ اسلام سے قبل ایک ہی نسل اور تہذیب و ثقافت

دیکھنے والے عرب لوگ کتنے مختلف قبائل میں بٹے ہوئے تھے اور آئے دن آپس میں لڑتے اور جھگڑتے رہتے تھے اور اسی وجہ سے ایک دوسرے کے دشمن اور تتر بتر اور منتشر تھے اور کبھی ایران کے اور کبھی روم کے پنجۂ استبداد میں دبے رہتے تھے کون کہہ سکتا تھا کہ یہ اجڈ اور منتشر قوم کبھی حاکم و مخدوم بن جائے گی۔ لیکن یہی لوگ جب اسلام کی برکت سے بنو نضیر اور بنو قینقاع وغیرہ وغیرہ جیسے بکھرے ہوئے گروہوں سے نکل کر اخوان کے دائرے میں داخل ہوئے اور سوائے مختلف ذاتی ناموں (زید، بکر، وغیرہ) کے ان میں کوئی فرق نہ رہا اور آپس میں متحد ہو گئے تو یہی لوگ جو کل منتشر تھے ناقابل تسخیر قوم بن گئے۔ جو کل محکوم تھے وہ حاکم ہو گئے، جو کل مغلوب تھے وہ غالب ہو گئے۔ اس اتحاد کا بہترین نتیجہ یہی دیکھنے میں آیا کہ ان کے سامنے طاقتور سے طاقتور اور جنگجو قومیں بھی نہ ٹھہر سکیں۔ اسی طرح آج اگر مسلمان قومیں آپس میں متحد ہو جائیں اور اس نسخے کو پھر سے آزمائیں تو یقیناً ان کی موجودہ مشکلات دور ہو جائیں گی۔ اور تمام پریشانیاں یکسر ختم ہو جائیں گی۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ دنیا کے تمام مسلمانوں کی سیاسی، معاشی اور معاشرتی عسرتیں دور ہو کر ایک عظیم طاقت بن جائیں گے اور دنیا کی کسی قوم میں بھی انہیں بے وقوف بنانے یا ان کا حق کھانے کی جرأت نہ ہو گی، آج مسلمان ملکوں کے جتنے مسائل بھی ہیں سب باہمی انتشار کا نتیجہ ہیں۔ آپس میں ان کا اتحاد نہیں اور یہی وجہ ہے کہ دنیا کی بڑی طاقتیں خاموش تماشائی بنی ہوئی ہیں اور باوجودیکہ تمام مسلمان ملکوں کے بیشتر مطالبات جائز ہیں لیکن وہ ہمارا حق ہمیں دلوانا نہیں چاہتے۔ دوسری طرف غاصب لوگ متحد ہیں اور اتحاد کی وجہ سے ان کا ساتھ دیا جاتا ہے اور ان کی ہر ناجائز مدد و معاونت کی جاتی ہے۔

## اتحاد کس طرح پیدا ہو

اب سوال یہ ہے کہ تمام مسلمان آپس میں متحد کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ وہ بے شمار نظریاتی اختلافات میں منقسم ہیں

..... اور مختلف عقائد رکھتے ہیں۔ بیشتر اس کے کہ ان اختلافات کا حل تجویز کیا جائے اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ ایسا کیوں ہوا۔ اور کونسی چیز تھی جس کو ترک کرنے سے ہم منتشر ہو کر اس حال کو پہنچ گئے۔

قرآن کریم پڑھنے سے اس کا تسلی بخش جواب مل جاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا یا ربّ ان قومی اتخذوا ھٰذا القراٰن مھجورا

یعنی اے میرے رب میری قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا۔ یعنے اللہ تعالےٰ کے اس حکم سے روگردانی کی جس میں فرمایا گیا تھا کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ ظاہر ہے کہ سب اختلافات اسی لئے رونما ہوئے کہ مسلمانوں نے قرآن کریم پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ اب ایک سوال یہ بھی ذہن میں خود بخود پیدا ہو جاتا ہے کہ آخر اسلام کے تمام فرقوں اور جماعتوں کے پاس قرآن تو موجود ہے اور سب قرآن کو اپنا راہنما سمجھتے ہیں پھر اسکو چھوڑنے کا کیا مطلب؟ اس میں شک نہیں کہ سب مسلمانوں کے پاس قرآن موجود ہے لیکن عملاً اس کو چھوڑا ہوا ہے۔ قرآن کریم کوئی پیچیدہ اور مشکل کتاب نہیں کہ مختلف اور متضاد نظریوں کا پرچار کرے اگر ایسا شبہ بھی پیدا ہو جائے تو اس کا منجانب اللہ ہونا مشتبہ ہو جائے گا۔ کیونکہ قرآن میں خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا۔ کہ اگر یہ کتاب اللہ کی طرف سے نہ ہوتی تو اس میں بڑے اختلافات ہوتے اور جگہ جگہ تضادات پائے جاتے، لیکن ایسا ہرگز نہیں۔ قرآن کی راہنمائی بڑی صاف اور اس کے حکم اور اصول بڑے واضح ہیں یہ اختلافات جو اس کے ماننے والوں میں پائے جاتے ہیں ان کے اپنے من گھڑت نظریات کے پیدا کردہ ہیں۔ اور اس بارہ میں قرآن کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے ان سب میں اور بھی پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ قرآن کریم وہی کتاب ہے جو کہ خداوند عالم نے جناب رسول مقبول صلعم پر اتاری تھی اور وہ آج بھی اسی حالت میں محفوظ ہے اور اس کے متعلق خدائی وعدہ ہے کہ اسکی حفاظت کی جائے گی اور یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ قرآن حکم ہے۔ اور قیامت تک تمام قال یقول پر حکم رہے گا چاہے وہ کسی غیر مامور بزرگ ولی کا قول ہو، تو سب جھگڑے بالکل صاف ہو جائیں گے۔ اور سب الفاظ کے بے جا گورکھ دھندوں سے نکل کر امت واحدہ بن جائیں گے اور اسلام کے حقیقی پروگرام پر دلجمعی سے ہو کر رہیں گے۔ اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے سوا تمام غلط اور بے جا نظریے خود بخود مٹ جائیں گے۔

## مسیح موعود حکم و عدل ہونے کے باعث اتحاد و اتفاق کا مرکز ہے

ہم لوگوں کو چاہیئے کہ ہم اپنے دلوں سے تمام غلط نظریوں کو نکال دیں اور یہ یقین کر لیں کہ ہماری راہنمائی صرف قرآن ہی کر سکتا ہے اور

اور صرف محمد رسول اللہ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر ہمیں نجات مل سکتی ہے وہی ایک زندہ نبی ہیں جن کی برکات زندہ باقی ہیں۔ باقی تمام انبیاء وفات پا چکے ہیں اور ان کا پروگرام بھی ختم ہے، حضور نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے کہ قرآن کریم کی خدمت کے لئے اللہ تعالےٰ کی جانب سے مجددین مبعوث ہوتے رہیں گے جو مختلف زمانوں کی ضروریات کے مطابق احیاء و تجدید دین کا کام کرتے رہیں گے، یہ درحقیقت تحفظ قرآن کا ایک خدائی انتظام ہے، مجدد اوّل حضرت عمر بن عبد العزیز سے لے کر اس چودھویں صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ تک تمام مجددین خدمت قرآن کے لئے آتے رہے۔

چودھویں صدی ہجری کے مجدد کے ذمہ عیسائیوں کے مقابلہ میں دین اسلام کی صداقت کو ثابت کرنا اور صلیب کے باطل عقیدہ کو جہاں اناجیل و توریت کی روشنی میں غلط ثابت کرنا تھا اس کے ساتھ ہی عیسائی نما عقائد کو جو مسلمانوں میں رائج اور پختہ ہو چکے تھے ختم کر کے قرآنی تعلیمات کو فروغ دینا تھا اور اسلام کی حقیقی روشنی میں مسلمانوں کو تربیت دے کر ایک ایسے پروگرام کو تشکیل دینا تھا جس سے مسلمان قوم جو غلط عقائد کے اندھیروں سے نکل کر روشنی کی طرف آئے نیز دنیاوی کا غیر ضروری جھنجھٹوں سے خلاصی حاصل کر کے اور محمد رسول اللہ کے پروگرام کو آگے بڑھائے۔ یعنی اسلام کے مقابلہ میں مذاہب کی یورش کا مقابلہ کریں اور اسلام کی قندیل کو انکے گھروں میں جلائیں اور اسلام کی روشنی کو غیر مذاہب میں پھیلائیں

## حضرت مجدد زمان کے دو اہم کام

اسی لئے جناب رسول کریم صلعم نے اس زمانے کے مجدد کو مختلف ناموں اور القاب سے موسوم کیا تھا اور اس کے ذمہ یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر کے دو کام لگائے تھے۔ اور یہی دو کام .....

...... اس مرد مجاہد اور رجل مبارک نے نہایت خیر و خوبی سے سرانجام دیئے۔ دراصل احادیث کے ان دو لفظوں میں موعود شخص کے عظیم فرائض کی طرف اشارہ تھا۔ ایک طرف آپ کو ....... خنزیر صفت انسانوں یعنی خالص مادہ پرستی کو ختم کرنا تھا اور دوسری طرف صلیبی عقائد کو باطل ثابت کرنا۔ اور اس طرح دونوں قسم کے غالیانہ نظریات کو مٹا کر اعتدال پر لانا تھا۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ جو شخص حضرت عیسٰے کے مصلوب ہونے پر (کفارہ)

ایمان لائے وہ ناجی ہے اور اسے کسی بھی نیک عمل کی ضرورت نہیں کیونکہ خدا نے مخلوق کے گناہوں کے بدلے اپنے بیٹے خداوند یسوع کو صلیب پر مار کر کفارہ ادا کر دیا ہے۔ دوسری طرف وہ لوگ تھے جو مذہب کو کوئی وقعت نہ دیتے تھے (ایسے اب بھی موجود ہیں) اور کہتے تھے کہ دنیا ہی سب کچھ ہے اور دنیاوی طلب میں جائز ناجائز لگے رہتے تھے۔ ایسے لوگوں کو حدیث میں خنزیر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ لیکن اس موعود انسان کا کام دونوں قسم کے غلط عقائد کو جو کہ غلو کے نقطۂ عروج پر تھے ختم کر کے اعتدال کے نظام کو جو اسلام ہے کو فروغ دینا تھا۔

## مجددِ وقت کی مخالفت

لیکن افسوس کہ حسب معمول لوگ حقیقت پر غور کرنے کے بجائے موعود انسان کے بارہ میں جھگڑوں میں پڑ گئے۔ اور ایک طرف مسلمانوں کی کثیر تعداد نے اسے جھٹلایا تو دوسری طرف اس کی جماعت کی ایک شاخ نے اس کے بارہ میں غلو سے کام لے کر اسے نبی اور تمام مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔ اور الفاظ کی توڑ مروڑ میں سیدھے سادے مشن کا ستیاناس کر دیا۔ جس انسان نے آ کر اسلام کی خدمت کی اور قرآن کریم ہمارے ہاتھوں میں دے گیا بجائے اس کے کہ اس کی جماعت کے سارے لوگ قرآن کی خدمت کے لئے کمربستہ ہو جاتے حقیقت کو چھوڑ کر اس مرد کامل کے منصب مقام کے متعلق تنازع میں لگ گئے۔ اور اس عظیم کام میں رخنہ ڈال دیا اور ماموراللہ سے جمہور مسلمانوں کو متنفر کر دیا۔ مسیح ناصری ابھی تک بینارہ سے نہ اتر سکا کیونکہ اس کے اتارنے کے لئے عقل کی سیڑھی کی ضرورت تھی۔ اور وہ ان لوگوں کے پاس نہیں۔

## حضرت مسیح موعودؑ کا مقصد ترویج اسلام اور اشاعت قرآن ہے

اے مسلمان بھائیو حضرت مرزا صاحب اسلام کو پھیلانے اور قرآن کی خدمت کے لئے اور مسلمانوں کو حبل اللہ پر متفق کرنے کے لئے آئے تھے اور انہوں نے اپنے قلم کا تمام تر زور اسی کی ترویج پر خرچ کیا ہے۔ اگر کہیں ان کے تعلق باللہ یا مختلف الہامات یا مسیح و مہدی کے خطابات کے بارہ میں مختلف استفسارات ہوئے ہیں تو ان کے جوابات دینے میں حضرت صاحب نے تفصیل سے کام لیا ہے اور اگر خالی الذہن ہو کر اس کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چل جائے گا کہ حضرت مرزا صاحب محض ترویج اسلام اور اشاعت قرآن کے لئے مبعوث ہوئے تھے انہوں نے کبھی بھی نہ اپنی نبوت پیش کی ہے اور نہ نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔ افسوس کہ ایک مامور و مجدد کو الہامات میں جو

(باقی بر صلا کالم ۲)

چونکہ اسلام کے لئے بڑا ہی خطرناک ہے اس لئے جو شخص سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اعلائے کلمۃ اللہ اور اشاعت اسلام کے جہاد میں حسب استطاعت ضرور حصہ لے اور جو شخص تین ماہ تک عملاً حصہ نہ لے گا وہ درحقیقت جماعت کا با اثر فرد نہ ہوگا اور ان رقوم کے خرچ کرنے پر کسی فرد واحد کا حق نہیں ہوگا بلکہ اس آمدنی کے نظم و نسق کا انتظام آپ کی جانشین انجمن کے ذمہ ہوگا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

(ا) "چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لئے اس انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہوں گے۔"

(ضمیمہ الوصیّت)

(ب) "میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں"۔

(ضمیمہ الوصیّت)

(ج) "انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے اور ان اغراض میں سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی۔"

(الوصیّت)

(د) "اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہلِ علم انجمن کے سپرد رہے گی اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتبِ دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت مذکورہ بالا خرچ کریں گے۔ ......... اور جب ایک گروہ جو متکفل اس کام کا ہے فوت ہو جائے تو وہ لوگ جو ان کے جانشین ہوں گے ان کا بھی یہی فرض ہوگا کہ ان تمام خدمات کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ بجا لاویں ........ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہوں گے ......... بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں وہ کثرت مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھائیں اور دنیا سے پیار نہ کریں۔"

(الوصیّت)

آپ نے اس دوہرے نظام کو اپنی زندگی میں نہ صرف کتابی شکل میں چھوڑا بلکہ عملاً اپنی جانشین ایک انجمن بنائی جس کے قواعد و ضوابط مرتب کئے اور ان پر عمل درآمد بھی کروایا لیکن بات یہیں تک نہیں رہی اس جانشین انجمن کو آپ کی زندگی میں ہی ایک واقعہ پیش آگیا کہ انجمن کے ایک عہدیدار نے جو آپ سے خاص تعلق قرابت رکھتے تھے انجمن کے احکام کی تعمیل سے انکار کر دیا اور اس پر یہاں تک اصرار کیا کہ آخر معاملہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک پہنچا جس پر آپ خود انجمن کے اجلاس میں تشریف لائے اور ذیل کی تحریر اپنے قلم سے لکھ کر دی:

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے لیکن اس قدر زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میری ہرگز نہ کرے گی لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالےٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔"

(مرزا غلام احمد ۲۷؍ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

اب یہ کھلا فیصلہ حضرت اقدس کا ہے کہ آپ کے بعد کسی فردِ واحد کو کوئی اختیار نہیں کہ وہ انجمن کے فیصلہ کو رد کر سکے بلکہ ہر ایک امر میں صرف انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔

"جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔"

(الوصیّت)

ان تمام تحریرات کی موجودگی میں مسیح موعود علیہ السلام کی جانشینی کا مسئلہ کوئی ایسا مشکل امر نہ تھا لیکن خودغرضی اور مفاد پرستی کا بُرا ہو کہ اس مسئلہ پر جماعت ربوہ نے ایسی اُلجھنیں پیدا کر دی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ حالانکہ مسئلہ خلافت میں دونوں جماعتوں کے نزدیک جو امور متنازعہ فیہ ہیں وہ یہ ہیں:۔

(۱)۔ جماعت ربوہ کا یہ عقیدہ ہے کہ خلافت نبوّت کی ہی ہوتی ہے چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد خلافت قائم ہوئی اس لئے حضرت مسیح موعود نبی تھے اور آپ کی خلافت، خلافت نبوّت ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور کا عقیدہ ہے کہ خلافت صرف نبوّت کی ہی نہیں ہوتی بلکہ مجددین اور مشائخ کے خلفاء بھی ہوتے ہیں اور اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد حکیم الاُمت حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کو جو خلیفہ بنایا گیا وہ آپ کے نبی ہونے کی حیثیت سے نہ تھا بلکہ شیخ اور مجدّد ہونے کی حیثیت سے تھا۔

(۲) جماعت ربوہ کا یہ مذہب ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے خلفاء کی بیعت نہ کرنے والا خواہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی بیعت کیوں نہ کی ہوئی ہو فاسق ہے ـــــ اور جماعت احمدیہ لاہور کا مسلک یہ ہے کہ وہ اشخاص جن کو چالیس مومن یا جماعت بیعت لینے کی خاطر اقدس کے خلیفہ یا جانشین کے طور پر منتخب کرے گی وہ صرف غیراز جماعت لوگوں کو سلسلہ احمدیہ میں داخل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود کے نام پر ان سے بیعت لینے کے مجاز ہوں گے اور جنہوں نے حضرت کی بیعت کی ہوئی ہے وہ انہیں مجبور نہیں کر سکتے یہ ان کی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ انکی بیعت کریں یا نہ کریں اور اگر وہ ان کی بیعت نہ کریں تو وہ فاسق نہیں کہلا سکتے۔

(۳) جماعت ربوہ کا یہ عقیدہ ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے خلیفہ کو بحیثیت خلیفۃ المسیح ہونے کے انجمن کے فیصلوں میں دخل دینے کا حق ہے۔ وہ انجمن کے متفقہ یا کثرت رائے سے کئے ہوئے فیصلوں کو رد کر سکتے ہیں کیونکہ وہ یعنی خلیفہ انجمن پر حاکم ہے ـــــ اور اس کے برعکس جماعت احمدیہ لاہور کا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ انجمن کے فیصلوں میں دخل دینے کا قطعاً حق نہیں رکھتا اور نہ ہی اسے انجمن کے متفقہ یا کثرت رائے سے کئے ہوئے فیصلہ کو رد کرنے کا اختیار ہے وہ بھی انجمن کے فیصلوں کا ایسا ہی پابند ہے جیسا کہ جماعت کا ہر فرد۔ یہ الگ بات ہے کہ انجمن خود اس کی بات کو مان کر اپنا فیصلہ بھی اس کے مطابق کر دے۔

لہذا جماعت احمدیہ لاہور کو محض لفظ خلیفہ کے استعمال پر نہیں بلکہ اس مفہوم سے اختلاف ہے جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل مفہوم کو مشتبہ کر دیا گیا ہے لہذا اس اشتباہ کو دُور کرنے کے لئے جو جماعت ربوہ نے حضرت اقدس کی طرف دعویٰ نبوّت منسوب کر کے پیدا کر دیا تھا اور ساتھ ہی یہ عقیدہ بنا لیا تھا کہ خلافت صرف نبوّت ہی کی ہوتی ہے جس کے انکار سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والا بھی فاسق کے فتوے سے نہیں بچ سکتا۔ حضرت حکیم الاُمت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے آپ کے صحیح جانشین کو لفظ امیر سے ملقب فرمایا تاکہ حضرت اقدس کے دعوےٰ میں کسی قسم کا کوئی اشتباہ نہ رہے اور مسلمانوں کو جماعت ربوہ کی آئے دن نت نئی وضع کردہ اصطلاحات سے جو غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں وہ دُور ہو سکیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحیح مقام نکھر کر دنیا کے سامنے آ سکے۔

---

## خدائی سلسلہ کی کامیابی بقیہ صفحہ ۱

خطابات استعارات کی شکل میں ملے تھے ان کو غلط معنی پہنا کر اتنا بے جا اُچھالا گیا۔ کہ سوائے اس کے اور کچھ نتیجہ نہ نکل سکا کہ وہ مامور و مجدد جو قرآن و اسلام کی خدمت کے لئے آیا تھا اس کے اصل کام پر پردہ ڈال کر بے جا اور غیر ضروری باتوں کو ہوا دی گئی تاکہ ذاتی مقصد برآری کی جائے۔ اور خدائی مشن کو ایک خاص گھر کے دنیاوی مفادات کے نذر کر دیا جائے انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔ ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے زمانے میں وہ نیک اور عالم باعمل ہستیاں جنہوں نے ان کا ساتھ دیا ان کے کام اور دعوےٰ کے بارہ میں کچھ نہ سمجھ سکے تھے اور ان کا فرزند جسے اپنی عمر کے لحاظ سے حضرت کی صحبت گزینی کا بہت کم موقعہ ملا اسرار و رموز کو سمجھ گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے ایک ایسے بے معنی اور غلط عقیدہ کی بنیاد ڈال دی کہ عیسائیوں کے مسئلہ تثلیث کی طرح اس مامور الٰہی کا دعوےٰ اور مقام بھی پیچیدہ ہو کر رہ گیا شاید یہ مقدر تھا کہ مثیل مسیح کے متعلق بھی اسی طرح تین جماعتیں بن جائیں کہ ایک گروہ تو اُسے بالکل جھٹلا دے اور دوسرا اسے اپنے حقیقی مقام سے کہیں اونچا لے جائے۔ اور تیسرا گروہ اس کے اصلی مقام پر کھڑا رہے۔

### جماعت احمدیہ لاہور ہی کامیاب ہوگی۔

اس موقعہ پر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگرچہ حضرت کی صحیح العقیدہ جماعت کی تعداد بھی تھوڑی ہے لیکن چونکہ یہ محمدی مسیح ہے اس لئے یہ حالت برقرار نہ رہے گی اور جہاں اس کی اپنی جماعت کے لوگ غلو پر قائم نہ رہ سکیں گے وہاں انشاء اللہ عام مسلمانوں کے لئے بھی اس کی صداقت مخفی نہ رہے گی جیسا کہ حضرت نے خود فرمایا ہے کہ

ابنِ مریم بن کے میں بھی دیکھتا رُوئے صلیب
گر نہ ہوتا نامِ احمد جس پہ میرا سب مدار

یعنی آپ کی بعثت کا سب دارو مدار چونکہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلعم کے دین پر ہے اس لئے مجھے روئے صلیب نہ دیکھنا پڑیگا اور جہاں ایک طرف ان کی طرف صلیب نما عقائد منسوب کرنے والے قائم نہ رہ سکیں گے وہاں ان کے مخالفین بھی مخالفت کی ضد سے ہٹ جائیں گے اور انشاء اللہ قرآنی مقصد

جلد ۵۸ — یوم چہار شنبہ، مورخہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۹۷۰ء — نمبر ۳۴

# جنوبی امریکہ کی کنونشن حضرت امیر ایدہ اللہ کی صدارت میں کامیابی کے ساتھ ختم ہو گئی

جناب محمد عبداللہ صاحب نے حسب ذیل خبر بذریعہ تار ارسال کی ہے:۔

جنوبی امریکہ میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے تعلق رکھنے والی احمدیہ جماعتوں کی جو کنونشن منعقد ہونے والی تھی، وہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی صدارت میں کامیابی کے ساتھ ختم ہو گئی ہے۔

علاوہ ازیں حضرت امیر نے دو نئی مساجد کا افتتاح فرمایا اور تیسری مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا، آپ کی صحت بفضلہ تعالیٰ بہت اچھی ہے، فالحمد للہ

احباب سے گذارش ہے کہ حضرت ممدوح کے لئے باقاعدہ دعا کرتے رہیں، کہ اللہ تعالیٰ ان کی دینی سرگرمیوں اور پاک مقاصد میں انہیں بیش از بیش کامیابی عطا فرمائے اور خیر و عافیت کے ساتھ واپس لائے۔

## ایک غلطی کی اصلاح

قبل ازیں ۱۲ اگست کے پیغام صلح میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ تین مقامی جماعتوں نے مغرب میں اشاعت اسلام کیلئے ۲۵ ہزار روپیہ ماہوار کی پیشکش کی ہے، دراصل یہ پیشکش ۲۵ ہزار کی نہیں ۲۵ سو روپیہ ماہوار کی ہے، قارئین نوٹ فرمالیں۔

# بحرِ حکمت کے موتی

## ابن آدم کے پیٹ کو مٹی کے سوائے کوئی چیز نہیں بھر سکتی

عن عباس ابن سهل ابن سعد قال سمعت ابن زبير على المنبر بمكة فى خطبته يقول يا ايها الناس ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يقول لو ان ابن ادم اعطى واديا ملأ من ذهب احب اليه ثانيا ولو اعطى ثانيا احب اليه ثالثا ولا يسد جوف ابن ادم الا التراب ويتوب الله على من تاب۔

ترجمہ:۔

حضرت عباس رضی ابن سہل بن سعد سے روایت ہے کہ میں نے ابن زبیر کو مکہ میں ممبر پر سنا خطبہ میں کہتے تھے اے لوگو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اگر ابن آدم کو سونے سے بھری ہوئی ایک وادی دی جائے تو وہ چاہے گا کہ اس کے ساتھ دوسری ہو اور اگر اسے دوسری دی جائے تو اس کے ساتھ تیسری چاہے گا اور ابن آدم کے پیٹ کو سوائے مٹی کے کچھ نہیں بھر سکتا اور اللہ اس پر رجوع برحمت کرتا ہے جو توبہ کرے۔

## انسان کا مال وہی جو آگے بھیجا

عن عبد الله قال النبى صلى الله عليه وسلم ايكم مال وارثه احب اليه من ماله قالوا يا رسول الله ما منا احد الا ماله احب اليه قال فان ماله ما قدم ومال وارثه ما اخر۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کس کو اپنے مال کی نسبت وارث کے مال سے محبت زیادہ ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے کوئی نہیں مگر اسے اپنا مال زیادہ محبوب ہے فرمایا تو اس کا مال وہ ہے جو آگے بھیجا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو پیچھے چھوڑا۔

## غنا دل سے ہوتا ہے کثرت مال سے نہیں

عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال ليس الغنى عن كثرة العرض ولكن الغنى غنى النفس۔

ترجمہ:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا غنا کثرت مال سے نہیں ہوتا غنا حقیقت میں دل کا غنا ہے۔

## حضرت امیر ایدہ اللہ ٹرینیڈاڈ پہنچ گئے

جناب عزیز احمد صاحب بیلنکو صدر جماعت ہائے جنوبی امریکہ نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ ۱۹ اگست ۷۰ء کو ٹرینیڈاڈ پہنچ گئے ہیں، آپ اس جزیرہ کے تمام شہروں کا دورہ کریں گے آپ کی صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے اور ہر کام مقررہ پروگرام کے مطابق سرانجام پا رہا ہے الحمد للہ

# قرآن کریم کا دیوانی اور فوجداری قانون

## حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب کی قابلِ غور تصریحات

اس وقت جبکہ مملکت پاکستان کے لئے نیا دستور بننے والا ہے اور یہ سوال زیر غور ہے کہ شریعت اسلامی کو بھی اس مملکت میں رائج کیا جائے۔ قرآن کریم کے دیوانی اور فوجداری قانون کے متعلق ذیل کی تصریحات جو امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ مدت ہوئی ایک سوال کے جواب میں فرمائی تھیں خاص طور پر قابل غور ہیں۔

### خلاصہ سوال

آپ کا واضح سوال یوں ہے کہ قرآن کریم میں جو آیات سول یا کرمنل لاء کے متعلق ہیں ان کی سپرٹ پر عمل کیا جائے۔ یا ان کے لیٹر کی پابندی بھی ضروری ہے۔ اور اسی کے ماتحت یہ سوال بھی آتا ہے کہ آیا کوئی اسلامی مجلس واضع قوانین قرآن کریم کے کسی صریح حکم کے خلاف قانون بنا سکتی ہے جس کی بنا کوئی اجتہاد نہ ہو یا آیت کی کوئی دلیل نہ ہو بلکہ بنا یہ ہو کہ قرآن کریم کی غرض جو اس حکم کے دینے سے تھی وہ یوں پوری ہو جاتی ہے مثلاً قرآن کریم نے چور کے قطع ید کا حکم دیا تو آیا ایک شخص کہہ سکتا ہے یا نہیں کہ غرض تو صرف چوری کو روکنا تھی سو وہ اس قسم کی سزا سے بھی پوری ہو سکتی ہے یا مثلاً قرآن کریم نے طلاق کی اجازت دی تو آیا ایک شخص کو یہ کہنے کا حق پہنچتا ہے کہ غرض اس کی صرف یہ تھی کہ میاں بیوی اچھی طرح زندگی بسر کر سکیں۔ اور وہ طلاق کے روک دینے سے بھی پوری ہو سکتی ہے۔ یا قرآن کریم ورثاء کے بعض حصص مقرر کرتا ہے تو آیا ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ غرض صرف یہ تھی کہ چند قریبی رشتہ داروں کو کچھ مل جائے اور وہ کسی رنگ کے حصص سے بھی پوری ہو سکتی ہے۔

### یہ طریق ناقابلِ عمل ہے

میری رائے یہ ہے کہ اس دروازہ کو کھول کر قرآن کریم کا کوئی حکم بھی قابل عمل باقی نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ اس کی عبادات اور اس کے عقائد پر بھی اس دروازہ سے کھلا حملہ ہو سکتا ہے اور ایک شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ نماز پڑھنے سے غرض صرف یہ ہے کہ انسان میں قربانی کا مادہ پیدا ہو انکساری کے اخلاق پیدا ہوں اور وہ بغیر نماز کے بھی پوری ہو سکتی ہیں، روزہ رکھنے سے صرف غرض یہ ہے کہ انسان بھوک پیاس کی شدت برداشت کر سکے یا بعض خواہشات پر حکمرانی کر سکے اور وہ دوسری طرح بھی پوری ہو سکتی ہیں۔ ایک خدا پر ایمان لانے کی غرض یہ ہے کہ انسان اپنی ہر خواہش کو اپنے فرض کی تعمیل کے سامنے قربان کر سکے۔ یہ اور طرح بھی ہو سکتا ہے۔ کم از کم نماز کے متعلق تو یہ کہا بھی گیا ہے۔ میرے نزدیک یہ رائے صحیح نہیں اور اس سے قرآن کریم کی کوئی تعلیم بھی قابل عمل باقی نہیں رہ سکتی۔

### قیاس سے توسیع

اور یہ جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ علمائے احناف نے قیاس کا استعمال بکثرت کیا ہے اور لکھا ہے کہ اگر کسی حکم کی علت معلوم ہو جائے تو اس کی توسیع بھی ہو سکتی ہے تو یہ صحیح ہے۔ لیکن توسیع سے ان کا مطلب صرف اس قدر ہوتا ہے کہ وہ حکم بھی قائم رہتا ہے اور بعض اور باتیں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ اصل حکم کا وہ خلاف نہیں کریں گے۔ مثلاً اگر یہ معلوم ہو جائے کہ طلاق کی ایک علت قرآن کریم نے بیان کی ہے یا تعدد ازدواج کی ایک صورت بیان کی ہے تو وہ توسیع کر کے یوں کہہ دیں گے کہ فلاں صورت بھی چونکہ ان سے ملتی جلتی ہے۔ اس لئے اس پر بھی طلاق یا تعدد ازدواج کی اجازت ہو سکتی ہے۔ یا مثلاً رمضان کی جگہ اور دنوں میں روزے رکھے جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ بیمار یا مسافر نہ ہو تو چونکہ اس کی علت یہ ہوگی کہ یہ امر ان کی طاقت سے بالاتر ہے اس لئے اگر کسی جگہ پر دن ایسے لمبے اور سخت گرم ہوں کہ روزہ وہاں نہیں رکھا جا سکتا تو عدۃ من ایام اخر کے حکم میں توسیع ہو سکتی ہے۔ (یہ مثالیں خود میں نے دی ہیں کیونکہ کوئی کتاب اس وقت میرے سامنے نہیں) غرض قیاس سے توسیع جائز ہے اور یہی اصل اجتہاد ہے لیکن اجتہاد یا قیاس کو اس حد تک نہیں لے جا سکتے کہ اصل حکم کے خلاف دوسرا حکم جاری کر دیا جائے۔

### قطع ید اور اسلامی سلطنتیں

قرآن کریم کو خدا کا کلام اور پھر آخری کلام ماننے کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ قانون سول یا کرمنل رنگ میں اس نے قائم کر دیا ہے اس کے خلاف ہمیں نہیں جانا چاہئے رہا یہ امر کہ بعض امور مندرجہ قرآن متروک ہو گئے ہیں۔ یہ امت کے بعض افراد یا کل افراد کی غلطی ہو سکتی ہے مثلاً سزائے قطع ید متروک ہے۔ یعنی آج کل اسلامی سلطنتیں اس پر عمل نہیں کرتیں۔ اور ان کی تعزیرات میں یہ سزا نہیں رکھی گئی تو اسے بہرحال ایک غلطی ایک خلاف ورزی کہا جائے گا۔

### قطع ید کی تاویل

سوائے اس کے کہ قطع ید کے کوئی شخص یہ معنے کرے کہ اس سے مراد صرف روک دینا ہے۔ جیسا کہ قطع لسان کے معنے زبان روک دینا ہے۔ حدیث میں آیا ہے اقطعوا عنی لسانہ جہاں مراد خاموش کرانا ہے اور قطع سبیل قرآن میں بھی راستہ روکنے کے معنے میں آتا ہے تو یہ تاویل صحیح ہو یا غلط یہ علیحدہ امر ہے لیکن اگر ایک شخص نیک نیتی سے یہ معنے درست سمجھے اور قرآن کریم کے الفاظ میں یہ توسیع سمجھے تو یہ حق پہنچ سکتا ہے کہ قرآن کے الفاظ اور حکم کا انکار نہیں بلکہ اس کے دوسرے معنے کرتا ہے اور جہاں تک میں نے غور کیا ہے۔ اس زمانہ میں ہماری ضرورت قرآن کریم کو از سر نو پڑھنے اور اس پر تدبر کرنے کی ہے۔

### ہاتھ کاٹنا انتہائی سزا ہے

اس قطع ید کی سزا کے معاملہ میں جس نتیجہ پر میں پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ چور کی سزا بیان کرنے سے پہلے قرآن کریم نے ڈاکو کی سزا بیان کی ہے، اور وہ چار سزائیں ہیں جن میں سے ایک سزا قید بھی ہے۔ مگر انتہائی سزا قتل یا صلیب ہے اور ان چار سزاؤں کے ذکر کی غرض صرف یہی ہے کہ جیسے حالات ہوں ان کے مطابق زیادہ یا کم سزا دی جائے اب جب ڈاکہ کی کمتر سزا بھی قید ہو سکتی ہے تو چور کی کمتر سزا قید ہونا خود قیاس چاہتا ہے اس لئے یہ کہا جائے گا کہ جس طرح ڈاکہ کی انتہائی سزا قتل یا صلیب ہے قطع ید یا ہاتھ کاٹنا بھی چور کی انتہائی سزا ہے اور اس سے کمتر سزا قید بھی اسے، دی جا سکتی ہے۔ اگر حالات کا تقاضا ایسا ہو، اس سے تعامل کا انکار بھی لازم نہیں آتا اس لئے کہ جن حالات میں جو سزا مناسب سمجھی گئی وہ اختیار کی گئی۔ مگر چوری کے خاص حالات میں یا عادی چور کے لئے قطع ید کی سزا رہے گی۔ ہاں اس میں جائیں تو توسیع ہو سکتی ہے۔

### شیرخوارگی کی میعاد

شیرخوارگی کی میعاد کے متعلق جو آپ نے ذکر کیا ہے۔ جہاں تک میں نے غور کیا ہے شیرخوارگی کی کوئی میعاد قرآن کریم نے لازمی نہیں ٹھہرائی۔ صرف اس قدر الفاظ ہیں اور وہ بھی طلاق کے مسائل کے ذکر میں کہ مائیں پورے دو سال تک اپنی اولاد کو دودھ پلا سکتی ہیں لمن اراد ان یتم الرضاعۃ اس شخص کے لئے جو دودھ پلانے کی میعاد کو پورا کرنا چاہتا ہے تو اس میں خود اختیار دیا ہے اس لئے اگر اس میعاد میں کوئی کمی بیشی قانوناً کی جائے تو گویا اس اختیار کو برتا ہے۔ گو مجھے یہ سمجھ نہیں آیا کہ قانونی طور پر کوئی میعاد شیرخوارگی کی مقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے صرف رضاعت سے جو رشتے حرام ہوتے ہیں۔ ان پر قانون دہی حاوی رہے گا کہ دو سال کی پوری میعاد کے اندر جو رضاعت ہو اس سے رشتہ حرام ہوگا۔

### وراثت کا قانون

ایک سوال وراثت کا ہے جس کا ذکر آپ نے بھی کیا ہے جہاں تک میں سمجھتا ہوں وراثت کا قانون جو قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔ اسلام کی جمہوریت کو مدنظر رکھتے ہوئے بہترین قانون ہے۔ لیکن اس میں اگر کوئی قوم یہ راستہ اختیار کرتی ہے کہ وہ قرآن کریم کے الفاظ من بعد وصیۃ کو لے کر جو تقسیم حصص کے ساتھ آئے ہیں یہ قیاس کر لے کہ اگر کوئی وصیت ہو تو اس کا نفاذ پہلے ہوگا تو اس طرح وصیت کے ذریعہ سے مطلوبہ غرض حاصل ہو سکتی ہے۔ اور قانون کا نفاذ اس صورت میں ہوگا جب وصیت نہ ہو، ایسا ہی ہر وارث کے لئے وصیت کرنے کو قرآن کریم نے ناجائز نہیں ٹھہرایا گو حدیث میں آیا ہے لا وصیۃ للوارث تو کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ وارث کے لئے بھی وصیت ہو سکتی ہے (میں اس کا قائل نہیں) ایسا کہنے میں وہ حق تاویل کو استعمال کرتا ہے۔

### اجتہاد کی ضرورت

غرض میری یہ ہے کہ قرآن کریم کے خلاف ہم نہیں کر سکتے ہاں قرآن کریم کے الفاظ کے کسی مشہور معنی کو ترک کر کے دوسرے معنی ہم اختیار کر سکتے ہیں۔ یہ اجتہاد ہے۔ ہمیں جس چیز نے نقصان پہنچایا ہے وہ یہ ہے کہ ہر ایک امام یا مفسر کی رائے کو بھی قرآن کریم کی طرح سمجھ لیا گیا ہے۔ ورنہ آج کے دلائل کے رنگ میں جن باتوں کی ضرورت ہے وہ سب قرآن کریم کے آگے سر جھکاتے

(باقی بر صفحہ کالم ۔)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۷۰ء

# کیا حضرت مرزا صاحبؑ انگریزوں کے پروردہ اور انکے آلۂ کار تھے؟

منجملہ دیگر اتہامات کے جو حضرت مسیح موعودؑ پر مخالفین کی طرف سے لگائے گئے ایک الزام یہ بھی ہے کہ آپ انگریزوں کے پروردہ اور حکومت انگریزی کے آلہ کار تھے، اس الزام کو آج کل بعض اخبارات نے پھر اچھالا ہے اگرچہ یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اس الزام کی بنا کیا ہے، کون سے مربعے یا جاگیریں حضرت مرزا صاحبؑ کو انگریزوں سے ملیں، یا نقد روپیہ حاصل ہوا جس کی بناء پر یہ کہا جا سکے کہ وہ انگریزوں کے پروردہ تھے، اور کونسے وہ کام تھے جو انہوں نے حکومت انگریزی کے لئے سرانجام دیئے اور جن سے یہ سمجھا جائے کہ وہ حکومت کے آلۂ کار تھے، حضرت مرزا صاحبؑ تو وہ شخص تھے، جنہوں نے انگریزوں کے مذہب پر تابڑ توڑ حملے کر کے اسے غیر معقول اور ناقابل اتباع اور غیر شعوری مذہب قرار دیا، انگریز تو اس بات کے خواہشمند تھے کہ برصغیر میں اپنے سیاسی استحکام کے ساتھ مذہبًا بھی ہندوستانیوں بالخصوص مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا لیا جائے، اس غرض سے انہوں نے ہندوستان کے چپے چپے میں عالیشان گرجے تعمیر کئے اور پادریوں کے جتھے ملک کے ہر حصہ میں پھیلا دیئے، جنہوں نے مسلمانوں کو ہر قسم کے لالچ یا مذہبی فریب دہی کے ذریعہ عیسائی بنانا شروع کر دیا، ایسی حالت میں حضرت مرزا صاحبؑ نے نہایت جرأت مندانہ انداز میں معقول دلائل سے ان کی عقائد کی لغویت کو واضح کرتے ہوئے ان پادریوں کی فریب دہی کا پردہ چاک کر دیا، اس شخص کے متعلق یہ کہنا کہ وہ انگریزوں کے حامی یا ان کے پروردہ تھے کس قدر افسوسناک اتہام اور کتنا لغو پروپیگنڈا ہے، آخر انگریزوں کی طرف سے پروردگی کا کوئی ثبوت بھی تو ہو، کوئی مربعے، کوئی جاگیر، کوئی روپیہ پیسہ انگریزوں سے مرزا صاحبؑ کو ملا ہو، یا کم از کم کوئی منصب ہی انہیں دیا گیا ہو، جب ان میں سے کوئی بات بھی پیش نہیں کی جا سکتی جو مرزا صاحبؑ کو حاصل ہوئی ہو، تو انگریزوں کے پروردہ ہونے کے کیا معنے ہیں اور انگریزوں کی کونسی ایسی خدمت مرزا صاحب نے کی، جس کی وجہ سے انہیں انگریزوں کا آلہ کار کہا جا سکے؟ اگر یہ کہا جائے کہ انہوں نے انگریزی حکومت کی وفاداری کی تعلیم دی، تو یہ وہ جرم ہے جس میں ملک کے بہت سے اکابر ان کے ساتھ شامل ہیں، کیا سر سید مرحوم انگریزی حکومت کے وفادار نہ تھے جن کے صلہ میں انہیں کے سی ایس آئی کا خطاب بھی ملا، کیا ڈپٹی نذیر احمد مرحوم انگریزی حکومت کے وفادار نہ تھے جنہیں ڈپٹی ہونے کا صلہ ملا، مرزا صاحبؑ نے جس بناء پر انگریزی حکومت کی تعریف کی اس کا ذکر مولینا حالی کی مسدس میں پڑھیئے جس میں وہ فرماتے ہیں

حکومت نے آزادیاں تم کو دی ہیں ✽ ترقی کی راہیں سراسر کھلی ہیں

صدائیں یہ ہر سمت سے آ رہی ہیں ✽ کہ راجہ سے پرجا تلک سب سکھی ہیں

تسلط ہے ملکوں میں امن و اماں کا ✽ نہیں بند رستہ کسی کارواں کا

نمازیں خوشی سے پڑھیں مسجدوں میں ✽ اذانیں دیں دھڑلے سے دو مسجدوں میں

یہی بات حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے رسالہ "گورنمنٹ انگریزی اور جہاد" میں لکھی ہے، فرماتے ہیں:—

"ابھی بہتیرے ایسے لوگ زندہ ہیں جنہوں نے کسی قدر سکھوں کا زمانہ دیکھا ہوگا اب وہی بتائیں کہ سکھوں کے عہد میں مسلمانوں اور اسلام کا کیا حال تھا ایک مذہبی شعار اسلام جو بانگ نماز ہے وہی ایک جرم کی صورت میں سمجھا گیا تھا، کیا مجال کہ کوئی اونچی آواز سے بانگ کہتا اور پھر سکھوں کے نیزوں اور برچھیوں سے بچ رہتا تو آپ نے خدا نے یہ کیا کام کیا کہ جو سکھوں کی بے جا سخت اندازیوں سے مسلمانوں کو چھڑایا اور گورنمنٹ انگریزی کی امن بخش حکومت میں داخل کیا اور اس گورنمنٹ کے آتے ہی گویا نئے سرے سے پنجاب کے مسلمان مشرف باسلام ہوئے چونکہ احسان کا عوض احسان ہے اس لئے نہیں چاہیئے کہ ہم اس خدا کی نعمت کو جو ہزاروں دعاؤں کے بعد سکھوں کے زمانہ کے عوض ہم کو ملی ہے یونہی رد کر دیں۔"

سن لیا آپ نے؟ یہ ہے وہ جرم جو مرزا صاحبؑ نے کیا کہ سکھوں کے ظلم و ستم اور مذہبی تشدد کے مقابلہ میں انگریزی حکومت کی دی ہوئی مذہبی آزادی کی تعریف کی، اگر اس بناء پر انہیں انگریزوں کا آلۂ کار سمجھا جاتا ہے یا انگریزوں کا پروردہ کہا جا سکتا ہے، تو مولینا حالی کو کیا کہیں گے، جنہوں نے مندرجہ بالا اشعار میں انگریزوں کی دی ہوئی مذہبی آزادی کی تعریف کی ہے مولینا ظفر علی خاں کو کیا کہیں گے جن کے اخبار "زمیندار" کی پیشانی پر یہ شعر ہمیشہ جلی قلم سے لکھا جاتا رہا ہے۔

تم خیر خواہ دولت برطانیہ رہو ✽ سمجھیں جناب قیصر ہند اپنا جاں نثار

اور سب سے بڑھ کر علامہ اقبال کو کیا کہیں گے جنہوں نے پہلی عالمگیر جنگ کے موقعہ پر شہنشاہ برطانیہ کو مخاطب کرتے ہوئے ایک قصیدہ مدحیہ ارشاد فرمایا جس کے اندر آپ فرماتے ہیں

اے تاجدار جنت نشان ہند ✽ روشن تجلیوں سے تری خاوران ہند

محکم ترے قلم سے نظام جہان ہند ✽ تیغ جگر شگاف تری پاسبان ہند

ہنگامۂ وغا میں مرا سر قبول ہو

اہل وفا کی نذر محقر قبول ہو

دیکھا آپ نے؟ علامہ ممدوح جن کو آج پاکستان کے اولین بانیوں میں شمار کیا جاتا ہے تاجدار برطانیہ کے قدموں میں اپنا سر بطور نذر محقر کے پیش کرتے ہیں، کیا اس سے بڑھ کر انگریزوں کی خوشامد اور چاپلوسی کی کوئی مثال مل سکتی ہے؟ مرزا صاحبؑ نے تو ایسی کوئی خوشامد کبھی نہیں کی وہ خدا کا بندہ تو صرف اپنے خدا کی خوشامد کرنا اور اسی کے آگے سر جھکانا جانتا تھا، جیسا کہ فرمایا ؎

تجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جُدا

مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار

مرزا صاحبؑ کا دعوئے مہدویت ہی عیسائی مملکت کے لئے سوہان روح کا موجب تھا کیونکہ مہدی کے نام انگریزوں کی روح کانپتی تھی اسی لئے مولوی محمد حسین بٹالوی نے انگریزوں سے مربعے لینے کی غرض سے ایک رسالہ انگریزی زبان میں چھپوایا اور اس میں مرزا صاحب کے متعلق لکھا کہ یہ شخص گورنمنٹ کا باغی ہے اور طاقت جمع کرنے کی کوشش کر رہا ہے جس وقت وہ طاقت جمع کرنے میں کامیاب ہو گا وہ گورنمنٹ کے خلاف ہلہ بول دے گا اس شخص کا یہ دعوے ہے کہ وہ مہدی ہے اور مہدی کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ تلوار کے زور سے لوگوں سے دین منوائے گا اور قتل عام کرے گا یہ شخص مہدی سوڈانی سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور اب بھی یہ شخص افغانستان سے ساز باز کر رہا ہے گورنمنٹ کو چاہیئے کہ اس شخص کو گرفتار کرے اور سزا دے، اس کے ساتھ مولوی صاحب نے گورنمنٹ سے مربعے دیئے جانے کی درخواست کی جو منظور ہو گئی اور انہیں مربعے مل گئے اور دوسری طرف حضرت مرزا صاحبؑ پر پولیس متعین کر دی گئی اور ان کی تفتیش شروع ہو گئی فرمایئے اگر مرزا صاحبؑ انگریزوں کے پروردہ اور ان کے آلۂ کار تھے، تو مولوی محمد حسین بٹالوی کی رپورٹ پر پولیس کیوں متعین کر دی گئی۔ وہ تو جانتے تھے کہ مرزا صاحب کو ہم ہی نے اپنی اغراض کے لئے کھڑا کیا ہے، چاہیئے تھا کہ وہ اس رپورٹ کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے، الٹا ان کی تفتیش کے درپے ہونا چہ معنے دارد؟ کیا انگریزی حکومت ایسی ہی اندھی تھی کہ جس کو اپنا آلۂ کار بنا رکھا تھا اسی کے خلاف ایک غرض پرست مولوی کا غرضمندانہ بیان سن کر آپ کے کاموں کی تحقیق و تفتیش شروع کر دی اگرچہ جو انگریز تفتیش کے لئے قادیان بھیجا گیا وہ مرزا صاحبؑ کی پاکیزگی اور دیانت داری کا کلمہ پڑھتے ہوئے واپس چلا گیا، لیکن اس کا تفتیش کے لئے مقرر کیا جانا ہی اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ مرزا صاحبؑ پر انگریزوں کے پروردہ اور آلۂ کار ہونے کا الزام سراسر باطل ہے۔

ہاں مرزا صاحبؑ نے انگریزی حکومت کی تعریف بے شک کی لیکن وہ کوئی مربعے یا خطاب لینے کی غرض سے نہ کی تھی نہ انگریزوں سے [illegible] اور مربی سمجھتے ہوئے کسی قسم کی پرورش کی، مرزا صاحبؑ نے جو تعریف کی اس کی وجہ وہ مذہبی آزادی تھی جو انگریزی عہد میں تبلیغ اسلام کے لئے کارآمد ثابت ہوئی اور جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں، عیسائیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے ممد و معاون ثابت ہوئی، چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"اگر اس سلطنت کا وجود نہ ہوتا تو میں سچ کہتا ہوں کہ ہم مخالفین اسلام کے اعتراضوں کی بابت ذرا سوچ نہ سکتے، چہ جائیکہ ہم ان کا جواب دے سکتے، اب ہم ان اعتراضوں کا جواب آزادی سے دے سکتے ہیں پھر اگر ہم اللہ تعالےٰ کے اس فضل کی قدر نہ کریں تو یقینًا سمجھو کہ بڑے ناقدر شناس اور ناشکر گذار ہوتے۔"

(الحکم ۷ار جون ۱۹۰۱ء)

یہ ہے مرزا صاحبؑ کی طرف سے انگریزی حکومت کی تعریف کی وجہ، اگر اس کو انگریزوں کا آلۂ کار ہونا کہا جا سکتا ہے، تو عقل و دانش کا ماتم ہی کرنا پڑے گا، کاش ہمارے مخالفین ان حقائق پر ٹھنڈے دل سے غیر جانبداری کے ساتھ غور کریں، تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ مرزا صاحب انگریزی حکومت کے آلۂ کار یا انگریزوں کے پروردہ ہونے کے بجائے اسلام کے زبردست سپاہی تھے جنہوں نے انگریزی حکومت کی دی ہوئی آزادی کی تعریف

(باقی برصفحہ ۹ کالم ۱)

# اخبار و افکار

## "مسلمان قوم نہ بنائی گئی"

صاحبزادی محمودہ بیگم نے خواتین مسلم لیگ کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

"نظریۂ پاکستان کے مقاصد ابھی پورے نہیں ہوئے پاکستان کو مضبوط اور متحد بنانے کے لئے پاکستانی قوم کو اپنا کردار اسلام کے مطابق بنانا ہوگا۔"

اُنہوں نے کہا کہ:-

"ہمارا نظام تعلیم ناقص ہے ہم نے کارخانے تو بنا لئے ہیں مگر مسلمان قوم کو بنانے میں کوئی کام نہیں کیا گیا۔"

صاحبزادی صاحبہ نے یہ بھی فرمایا کہ:-

"پاکستان مسلم لیگ نے پاکستان میں اسلامی معاشرے کے قیام کے لئے جدوجہد شروع کر دی ہے اور پاکستان کو فلاحی مملکت بنانے کے لئے ٹھوس پروگرام بنایا ہے۔"

اسی قسم کے بیانات تمام امیدواران انتخابات کی طرف سے آئے دن شائع ہوتے رہتے ہیں، جس سے ظاہر ہے کہ کم از کم اس بات کا اعتراف سب کو ہے کہ جن مقاصد کے لئے پاکستان کا قیام عمل میں آیا تھا، اور اس مملکت کو صحیح اسلامی مملکت بنانے اور پاکستانی قوم کو اصل معنوں میں مسلمان بنانے کا جو خواب دیکھا گیا تھا، وہ پورا نہیں ہوا اور وہ کیسے پورا ہو جبکہ صاحب اقتدار لوگوں کا عملی نمونہ اس کے خلاف ہے، حضرت مجدد وقت نے پاکستان کی اسی خواب کو پورا کرنے کے لئے ایک جماعت پہلے بنادی تھی جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنا اپنا شعار بنا رکھا ہے، لیکن افسوس کہ دنیا پرستوں نے قوم کو اس سے بدظن کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمان قوم بن نہیں سکتی جب تک مجدد وقت کے دیئے ہوئے ماٹو پر عمل کرتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم نہ کیا جائے۔

---

## سیاست اور مذہب میں شرافت کا معیار

روزنامہ مشرق نے سیاسی راہنماؤں کی باہمی آویزش اور غیر شریفانہ رقابتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"ہم میں سے بہت سے افراد نے ایسا طرز عمل اختیار کیا ہے، جیسے اس سرزمین اور اس کی فضاؤں پر بلا شرکت غیرے صرف ان کا حق ہے اس لئے کسی کو اجازت نہیں ملنی چاہیئے کہ ان سے کسی طرح کا اختلاف کر سکے اور کوئی فرد یا جماعت ان کی روش سے ہٹ کر چلنے کی جسارت کرے تو انہیں اختیار حاصل ہے کہ وہ اس کا گلا گھونٹ دیں اس کی زبان گدی سے کھینچ لیں، اس کا سر قلم کر دیں یا اس کے گھر کو نذر آتش کر دیں۔"

معاصر موصوف کا یہ بیان سو فیصدی صحیح ہے لیکن یہ طریق عمل صرف سیاست تک ہی محدود نہیں، مذہبی رہنماؤں کا طرز عمل بھی علی العموم ایسا ہی ہے، اور وہ فروعی مسائل کو دین کا اصول بنا کر باہمی اختلافات کو برداشت کرنے اور صبر و سکون کے ساتھ افہام و تفہیم سے کام لینے کے بجائے ایک دوسرے کا گلا گھونٹنے، انہیں اسلام سے باہر کرنے اور مرتد قرار دے کر گردن زدنی ٹھہرانے کو اپنی پختگی ایمان اور شرافت کا معیار بنائے ہوئے ہیں، اللہ تعالےٰ ہی انہیں شریفانہ طریق عمل اختیار کرنے کی ہدایت عطا فرمائے۔

---

## "جھوٹ بولنا واجب"

جولائی ۱۹۶۰ء کے مودودی رسالہ ترجمان القرآن میں "شریعت اسلامی کے بنیادی ضابطے" کے عنوان سے ایک مصری عالم حسن احمد الخطیب کی کتاب فقہ الاسلام سے بعض قواعد و ضوابط نقل کئے ہیں، جن کے متعلق لکھا ہے کہ "جو شخص اسلامی قوانین کی روح اور اصل کو سمجھنا چاہتا ہو یا آئندہ کے لئے اسلامی قوانین کی تدوین کرنا چاہتا ہو تو اس کے لئے ان قواعد و ضوابط کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔"

مودودی صاحب کے اس ارشاد کے مطابق ان قواعد و ضوابط کا مطالعہ کرتے ہوئے ہمیں ایک یہ ضابطہ بھی لکھا ہوا نظر آیا ہے کہ:-

"کہ اگر سچ بولنے سے کوئی بڑی خرابی رونما ہو جاتی ہو تو فقہاء نے اس موقع پر جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے۔ حموی نے الاشباہ والنظائر کی شرح میں اس مسئلے پر بتفصیل کلام کیا ہے۔ حموی کی بحث کا خلاصہ یہ ہے: جھوٹ بولنا تین مواقع پر جائز ہے۔ لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے۔ جنگ کے اندر۔ بیوی کے سامنے اس کی اصلاح کے پیش نظر اس جھوٹ سے مراد بھی کذب صریح نہیں ہے بلکہ توریہ اور کنایہ سے کام لیا جانا چاہیئے۔ یہ قول بھی منقول ہے کہ کسی حق کو زندہ کرنے کے لئے بھی کذب مباح ہے۔ بلکہ اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو جائے کہ ظلم سے اس کی نجات صرف جھوٹ بولنے سے ہی ہو سکتی ہے تو اس کے لئے کھلا کھلا جھوٹ بول دینا بھی جائز ہے۔ حتیٰ کہ بعض صورتوں میں تو اس کے لئے جھوٹ بولنا واجب ہوگا۔ جیسا کہ مثلاً مسلمان اگر دشمن سے صرف اسی صورت میں بچ سکتے ہوں کہ جھوٹ بولا جائے، یا کوئی ظالم کسی شخص کی امانت زبردستی چھین لینا چاہتا ہے اور اسی نیت سے وہ کسی دوسرے شخص سے اس امانت کو دریافت کرتا ہے تو اس کے لئے اس کا انکار کر دینا یا جھوٹ بول دینا واجب ہے کہ اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ امانت کس جگہ رکھی ہوئی ہے۔"

یہ ضابطہ مودودی صاحب کی شریعت کا حصّہ تو بن سکتا ہے، اور غالباً اسی لئے انہوں نے ترجمان القرآن میں اسے نقل کیا ہے کہ سیاسی میدان میں رات دن انہیں جھوٹ اور توریہ و کنایہ سے کام لینا پڑتا ہے، لیکن ایک خالص مومن کا کسی حال میں بھی اس ضابطہ کی طرف رجوع کرنا مشکل ہے، کیونکہ قرآن کریم کا فرمان قولوا قولاً سدیداً ہی اس کے لئے صحیح راہ عمل ہے۔

---

## ایک عدالتی فیصلہ

حال ہی میں اخبارات میں ایک عدالتی فیصلہ کی تفصیلات شائع ہوئی ہیں جو جمیس آباد (سندھ) میں ایک سُنّی لڑکی کے اس دعوے کی بناء پر کیا گیا ہے کہ احمدی خاوند کے ساتھ اس کا نکاح جائز نہیں اس دعوے پر سول جج شیخ محمد رفیق نے فیصلہ صادر کرتے ہوئے جہاں مدعیہ کی بنائے دعوے کو تسلیم کرتے ہوئے تنسیخ نکاح کا حکم صادر کیا ہے وہاں حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ کے معتقدات کو خلاف اسلام قرار دیتے ہوئے انہیں مرتد قرار دیا ہے، یہ فیصلہ جماعت احمدیہ لاہور کے ارباب حل و عقد کے زیر غور ہے اور اس بارہ میں قانونی حدود کے اندر رہ کر جو کارروائی مناسب ہوگی کی جائے گی۔

---

## قرآن کریم کا دیوانی اور فوجداری قانون

(بسلسلہ صفحہ ۲)

ہوتے بھی حاصل ہو سکتی ہیں۔ ہر زمانہ میں لوگوں نے اس زمانہ کی ضروریات کے مطابق اجتہاد کیا۔ لیکن آج اجتہاد کا دروازہ بند کیا جاتا ہے یہ اصل غلطی ہے جو دُور کرنے کے قابل ہے۔

### ترکی اور تعدد ازدواج

مثلاً آج ترکی میں یہ قانون بنایا جاتا ہے کہ دوسرے نکاح کے لئے (یعنی تعدد ازدواج کی صورت میں) ضرورت کو ظاہر کر کے قاضی سے منظوری حاصل کر لی جائے اور وہ یہ بھی اطمینان کرے کہ عدل کیا جائے گا۔ اب اس کو ہم خلاف قرآن نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ قرآن کریم نے تعدد ازدواج کی اجازت صرف استثناء کے رنگ میں ضرورت کے لئے دی ہے۔ اگر کوئی قوم اجازت کی بداستعمالی سے تنگ آکر ایک قومی قانون بنا لیتی ہے کہ بغیر ضرورت کا اطمینان کرانے کے کسی دوسرے نکاح کی اجازت نہ ہوگی۔ تو یہ قرآن کریم کے حکم کا انکار نہیں یہ صرف قانون یا اجازت کی بداستعمالی کو روکنے کا رستہ ہے۔

### عام قانون

قرآن کریم کا کرمنل لاء تو اصل میں قتل، زنا، چوری صرف تین امور میں بالتصریح سزا کا ذکر کرتا ہے۔ باقی تمام سزاؤں کو جزاء سیئة سیئة مثلها کے عام قانون کے نیچے لاتا ہے اور اس لئے قانون سازوں کو پورا اختیار ہے کہ اس عام اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے جو قانون چاہیں تجویز کریں۔

### اسلامی سول لاء اور دوسرے مذاہب

سول لاء میں بہت سے امور ایسے ہیں جن کی طرف خود دنیا کو مجبوراً قدم اٹھانا پڑا مثلاً اس کا طلاق کا قانون ایسا ہے کہ عیسائیوں کو خود بخود مجبور ہو کر اپنی مذہبی کتب کے خلاف قانون بنانے پڑے اور بعض امور جن پر آج اعتراض پیدا ہوتا ہے وہ بھی کل کو اگر مجبوراً اختیار کرنے پڑیں تو کچھ بعید نہیں، دولت کی تقسیم میں مساوات پیدا کرنے کے لئے اسلامی قانون وراثت ایک بھاری علاج ہے اور بھی کچھ علاج ہیں۔ اور آج سارا یورپ تقسیم دولت میں مساوات نہ ہونے کی وجہ سے طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو رہا ہے، اسلام کے اندر اس کا علاج موجود ہے غالباً ایک اور انقلاب اس علاج کی طرف بھی دنیا کو متوجہ کریں گے۔

---

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔
مینیجر

# جس وقت اسلام کو ارتداد کا خطرہ پیش آتا ہے

# اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کا سامان کر دیتا ہے

## موجودہ زمانہ میں عیسائیت اور مغربی فلسفہ کے اثر سے

## مسلمانوں کا ایمان زائل ہو رہا تھا

## اللہ تعالیٰ نے مجددِ وقتؑ اور اس کی جماعت کے ذریعہ اسکی حفاظت کا سامان کر دیا

**خطبہ جمعہ**

**مؤرخہ ۲۱ اگست ۱۹۷۰ء**

**فرمودہ**

**مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب**

**بمقام**

**جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور**

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗٓ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ——— (المآئدہ ۔ ع ۸)

### ارتداد کی صورت میں دین کو خطرہ نہیں

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں سورۃ المائدہ ۔ ع ۸ کی ہیں ۔ ان میں ایک تو مسلمانوں کو تسلی آمیز بشارتیں دی گئی ہیں دوسرے ان میں حقیقی مومنوں کی صفات اور ان کی خصوصیات بتلائی گئی ہیں جن سے متصف ہو کر وہ خدا کے فضلوں اور اس کی برکات کے وارث ہو سکتے ہیں اور اپنے مخالفین پر غالب آ سکتے ہیں ۔

مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے مومنو! جو لوگ بھی تم میں سے اپنے دین سے رُوگردانی کریں گے تو اس سے تمہیں بد دل نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ دین کو اس سے کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا دین کی حفاظت کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ۔ یقیناً ہم نے ہی اس ذکر کو اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں ۔

### اللہ تعالیٰ کی محبوب جماعت

جب کبھی مسلمانوں میں ارتداد کی لہر اٹھے گی اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق اس کو روکنے کے لئے ضرور بالضرور ایسی جماعت پیدا کر دے گا جن کو اللہ تعالیٰ اپنی محبت کے انعام سے نوازے گا یعنے وہ لوگ ہمارے محبوب ہوں گے اس لئے کہ ان کی سرشت میں ہماری محبت رچی ہوئی ہوگی یعنی وہ حقیقی معنی میں ہمارے محب ہوں گے اور ہماری یہ سنت ہے کہ اپنے محبوں کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں ۔

قرآن کریم کی سورۃ آل عمران ع ۴ میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کی وضاحت فرمائی ہے کہ خدا کن کو اپنا محبوب بناتا ہے ۔ حضرت نبی کریم صلعم کو ارشاد الٰہی ہوتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین ۔ یعنے اے رسولؐ لوگوں میں اس بات کا اعلان کر دو کہ اگر تم کو فی الحقیقت اللہ سے محبت ہے تو پھر تم کو چاہیئے کہ تم میری اتباع کرو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگ پڑے گا یعنے تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہاری پہلی تمام خطائیں معاف کر دے گا ، یاد رکھو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور نیک اعمال کی جزا دینے والا ہے ۔

### رسولِ کریم صلعم کے متبع محبوب الٰہی بن گئے ۔

اس بات کا بھی پھر اعلان کر دو کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اگر تم اس سے منہ پھیر لوگے تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت پر عمل نہ کرنے والوں کو خدا اپنا محبوب نہیں بنائے گا ۔ واقعات کی یہی شہادت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی حقیقی معنی میں پیروی کرنے والے ہزاروں محبوب الٰہی بن گئے اور منکرین میں سے ایک بھی محبوب الٰہی نہ بن سکا ۔

### ارتداد کو روکنے والی جماعت

خدا تعالیٰ تلاوت کردہ آیات میں فرماتا ہے کہ مسلمانوں میں ارتداد رُونما ہونے کی صورت میں مسلمانوں میں ہی ایسی جماعت پیدا کر دیگا جن سے خدا محبت کر رہا ہوگا اور وہ خدا سے محبت کر رہے ہوں گے ظاہر ہے کہ ایسی جماعت کے پیدا کرنے کی غرض ارتداد کی لہر کو روکنا ہی ہوگا اور جن وجوہ کی بنا پر ارتداد وقوع میں آ رہا ہوگا اس جماعت کا کام ان وجوہ کا قلع قمع کرنا ہوگا ۔ اب ہم اپنے اس زمانہ میں دیکھتے ہیں کہ عیسائی مشنریوں کے بڑے موثر پراپیگنڈا کے نتیجہ میں ہندوستان میں مسلمانوں نے دھڑا دھڑ اسلام کو چھوڑنا اور عیسائیت کو اختیار کرنا شروع کر دیا ۔ مرد تو مرد عورتوں پر بھی ان کی تبلیغ کا اثر ہونا شروع ہو گیا ۔ اللہ تعالیٰ جو اس آیت میں فرماتا ہے کہ ہم ضرور ایسی جماعت پیدا کر دیں گے جو خدا کے محبوب اور محب ہونے کی وجہ سے اسلام کا اس حملہ کے وقت نہایت خوبی کے ساتھ دفاع کر سکیں گی اور اس کے زور کو توڑ کر رکھ دے گی ۔

### مسلمانوں کے غلط عقائد کی وجہ سے ہزاروں عیسائی ہو گئے ۔

اللہ تعالیٰ کے یہ الفاظ صاف بتلاتے ہیں کہ مسلمانوں کے پاس اس فتنہ کو فرو کرنے کا سامان نہیں ہوگا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ خود مسلمانوں میں جو غلط عقائد رائج تھے انہی کی بنا پر عیسائی مشنریوں کو اسلام پر حملہ کرنے کی جرأت ہو رہی تھی اور مسلمان علماء ان کے اعتراضوں کا جواب دینے سے عاجز تھے مسلمان علماء کو عیسائی مشنریوں کے مقابلہ میں عاجز دیکھ کر مسلمان اسلام پر عیسائی مذہب کی فضیلت کے قائل ہوتے جا رہے تھے ۔ اس کشمکش میں نتیجہ یہ نکلا کہ ہزاروں مسلمان عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے ۔

### فلسفیانہ خیالات کا حملہ اسلام پر

ادھر اگر عیسائی مشنری مسلمانوں کو اسلام سے مرتد کرنے میں کامیاب ہو رہے تھے تو دوسری طرف ان کے فلاسفر اپنے فلسفیانہ خیالات سے مسلمان نوجوانوں کے دلوں کو ایمان سے خالی کر رہے تھے اور مذہب کے متعلق ان کے دلوں میں نفرت کا بیج بو رہے تھے اور اسلام کے متعلق یہ تاثر ان کے دلوں میں پیدا کر رہے تھے کہ اب یہ مذہب بوسیدہ ہو چکا ہے اور اپنی تاثیر کھو چکا ہے ۔

پس ان لوگوں نے اگرچہ اسلامی سوسائٹی سے تو علیحدگی اختیار نہیں کی لیکن دلوں سے طائر ایمان پرواز کر چکا تھا صرف نام کے مسلمان تھے عیسائی مشنریوں کا یہ قول ان پر صادق آ رہا تھا کہ گو ہم انکو عیسائی بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے لیکن ہم ان کو مسلمان بھی نہیں رہنے دیں گے ۔

### حفاظت دین کے لئے مجددِ وقتؑ کی بعثت

پس مسلمانوں میں ارتداد صوری اور معنوی دونوں شکلوں میں رونما ہو چکا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق حسب حدیث نبویؐ ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس

کل مأۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا — چودھویں صدی کے سر پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؒ کو بطور مجدد مبعوث فرمایا اور انہیں مسیح اور مہدی کے لقب سے بھی ملقب کیا تا وہ ایک طرف عیسائی فتنہ کو بھی فرو کریں اور دوسری طرف مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی سچائی پر مضبوط اور بصیرت سے بھرا ہوا ایمان بھی پیدا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ خدا اس سے تعلق پیدا کرنے والی جماعت اور تن من دھن سے اس کے دین کی خدمت کرنے والی جماعت اپنے ماموروں کے ذریعہ ہی پیدا کیا کرتا ہے۔

## مجدد وقتؑ کی جماعت

پس اس مجدد اعظمؑ نے خدا کی طرف سے مبعوث ہو کر جو جماعت تیار کی دنیا جانتی ہے کہ ان کے دل ایمان سے لبریز تھے وہ حقیقی معنی میں خدا کے محب بھی تھے اور خدا کے محبوب بھی تھے اشاعت اسلام کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے تیار تھے اور اس حقیقت کو انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا وہ دنیا میں سورج اور چاند کی طرح چمکے اخلاقی اقدار کے وہ پیکر تھے ان کی سچائی کا قلوب پر اس قدر اثر تھا کہ عدالتوں تک ان کی سچائی کی قائل تھیں اور ان کی گواہی مقدمات میں فیصلہ کن ہوتی تھی خشیۃ اللہ سے ان کے دل بھرے ہوئے تھے گویا زمین پر انسان نہیں بلکہ فرشتے چلتے ہوئے نظر آتے تھے دوسری صفت ان کی اللہ تعالیٰ نے اذلۃ علی المؤمنین بتلائی ہے یعنے مؤمنوں کو فائدہ پہنچانے میں بڑے نرم تھے اور نہایت سہل طریقے سے ان کے دلوں میں ایمان کی شمع روشن کر دیتے تھے۔

## احمدی جماعت کی مدافعت اسلام

اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جن لوگوں نے حضرت مرزا صاحبؒ سے تعلق پیدا کیا انہوں نے دوسرے مسلمانوں کو نہایت آسان طریق سے عیسائیوں کے غلط عقائد سے آگاہ کیا اور ان کے جال میں پھنسنے سے ان کو بچا لیا اور اسلام کی فضیلت کا ان کو یقین دلایا جس سے لوگ باوجود علماء کی انتہائی کوششوں کے کہ مسلمان حضرت مرزا صاحبؒ کی بیعت میں داخل نہ ہوں لوگ دھڑا دھڑ حضورؑ کی بیعت میں داخل ہونا شروع ہو گئے یہاں تک کہ اسلام کے درخت کی جڑیں مضبوط ہوتی گئیں اور عیسائی مشنری یہاں تک مایوس ہوئے کہ انہوں نے احمدیوں سے مذہبی گفتگو کرنے سے اپنے آدمیوں کو روک دیا۔ حضرت مرزا صاحبؒ کی پیدا کردہ جماعت سے مسلمانوں کو سب سے بڑا فائدہ یہ پہنچا کہ ان کے دلوں میں اسلام کی سچائی پر از سر نو ایمان پیدا ہو گیا اور ساتھ ہی یہ بھی ان کو یقین ہو گیا کہ عیسائیوں اور آریہ وغیرہ سے مناظرہ احمدی ہی کامیابی سے کر سکتے ہیں چنانچہ جب کبھی بھی آریوں اور عیسائیوں سے انہیں مناظرہ پیش آیا تو انہوں نے باوجود احمدی نہ ہونے کے مناظرہ کرنے کے لئے احمدی علماء کو ہی بلایا۔

## کفار کے اثر سے آزاد ہو کر مجاہدانہ سرگرمیاں

تیسری صفت اس جماعت کی خدا نے اعزۃ علی الکافرین بتلائی ہے اور دنیا جانتی ہے کہ یہ صفت بھی حضرت مرزا صاحبؒ کی پیدا کردہ جماعت میں نمایاں طور پر پائی جاتی تھی اور پائی جاتی ہے۔ اس جماعت کے افراد کافروں کے مقابلہ میں اس قدر سخت تھے کہ کفار ان پر قطعاً اپنا اثر نہیں ڈال سکتے تھے چوتھی صفت ان کی یہ بیان کی کہ یجاھدون فی سبیل اللہ کہ اللہ کی راہ میں مجاہدہ میں مشغول رہیں گے یہ صفت بھی نمایاں طور پر حضرت مرزا صاحبؒ کی تیار کردہ جماعت میں پائی جاتی ہے دنیا دیکھ رہی ہے کہ کس طرح یہ جماعت تن من دھن سے دن رات اشاعت اسلام میں مصروف ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ دنیا کے چاروں کونوں میں انہوں نے اسلام کا علم بلند کر دیا ہے۔

## پیش آنیوالی رکاوٹوں کی ناکامی

پانچویں صفت اس جماعت کی ولا یخافون لومۃ لائم کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے اب اس حقیقت کا کون انکار کر سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؒ کی تیار کردہ جماعت کے جہاد کے راستہ میں رکاوٹیں کھڑا کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا کفر کے فتوے جاری کئے گئے ماننے والوں کو زدوکوب کیا گیا والدین سے عاق کروا کر جائیدادوں سے محروم کروایا گیا قتل کی دھمکیاں دی گئیں، بائیکاٹ کروایا گیا، نکاح فسخ کروائے گئے سنگین سے سنگین مقدمات میں الجھایا گیا لیکن یہ سب حربے کامیابی کا منہ نہ دیکھ سکے، یہ جماعت دن بدن پھلتی پھولتی چلی گئی کسی ملامت کرنے والے کی ملامت انہیں اپنے فریضہ کو ادا کرنے سے روک نہ سکی۔

..................

## دینی خدمات کی توفیق فضل الٰہی سے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء - دینی خدمت کی توفیق عطا کرنا اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے جس کو وہ اس کے دینے کے قابل پاتا ہے اسی کو ہی عطا کرتا ہے یا جو اس فضل کو لینا چاہتا ہے اور اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اسی کو وہ دیتا ہے واللہ واسع علیم اللہ تعالیٰ کا علم وسیع ہے وہ مستحق اور غیر مستحق دونوں کو جانتا ہے۔

## اللہ تعالیٰ کے دوست کون ہیں

اے مؤمنو! یاد رکھو انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون کہ خدا اور اس کا رسولؐ اور وہ لوگ جو ایمان لائے جو نمازوں کو قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرتے ہیں اور خدا کے ہر حکم کے سامنے اپنی گردن جھکا دیتے ہیں یہی اے مؤمنوں تمہارے حقیقی ولی ہیں تم انہی سے اپنا تعلق قائم رکھو اگر کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہتے ہو۔

## جماعت احمدیہ کی وسعت دنیا کے کناروں تک

اب ہر انصاف پسند شخص دیکھ لے کہ حضرت مرزا صاحبؒ اور ان کی جماعت کی کس قدر مخالفت ہوئی اور کس قدر زور اس جماعت کی ترقی کو روکنے کے لئے صرف کیا گیا لیکن غالب کون آیا کیا اس جماعت کی ترقی کو کوئی روک سکا کیا اس کی تعداد لاکھوں تک نہیں پہنچ گئی کیا یہ دنیا کے چاروں کناروں تک پھیل نہیں گئی۔ کیا یہ صریح غلبہ کی علامت نہیں کیا بعض بڑے بڑے مخالفین نے اس امر کا اعتراف نہیں کیا کہ اب یہ جماعت تن آور درخت بن گئی ہے اب اس کو اکھیڑنا ناممکن ہے۔

## جماعت احمدیہ کو ان صفات سے متصف ہونا چاہیئے

اب میں اپنے بھائیوں کی خدمت میں عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کے مجدد اعظم حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کی جماعت کی جو تعریف کی ہے اس کا ہمیں اپنے آپ کو اپنے عمل سے اس کا اہل ثابت کرنا چاہیئے اور جو صفات ہماری بیان کی گئی ہیں ان سے ہمیں متصف ہونا چاہیئے اور جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے اسے پوری تندہی سے سر انجام دینا چاہیئے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## بیت المقدس کی آزادی اور حضرت امیر کی کامیاب مراجعت کیلئے دعا

حضرت امیر ایدہ اللہ کی کامیاب مراجعت کے لئے دعا کے ساتھ بیت المقدس کی بازیابی کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے اور اسلامی حکومتوں کو اسرائیل اور اس کے حامیوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے آؤ ہم سب مل کر ان دونوں مقاصد کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں ؎

---

## بقیہ مقالہ

(از صفحہ ۳)

اس بناء پر کی کہ ان کے عہد میں اسلام کی تبلیغ اور مخالفین اسلام کے اعتراضوں کا جواب دینے کی آزادی حاصل تھی۔ اور اگر ہم یہ کہیں تو ہمیں معاف کیا جائے کہ یہ انگریزوں ہی کی حکومت تھی جس میں ہر مذہب و عقیدہ کو بلا امتیاز تبلیغ و تلقین کی آزادی حاصل تھی اور ہر فرقہ اسلام اپنے مخصوص فروعی عقائد کی تلقین آزادی کے ساتھ کر سکتا تھا۔ آج کی طرح نہیں کہ پاکستان کی اسلامی حکومت کے اندر اکثریتی فرقہ کی طرف سے اس بات پر زور دیا جا رہا ہے، کہ کسی اقلیتی فرقہ کو اپنے مخصوص عقائد کے پرچار کا حق حاصل نہ ہونا چاہیئے بالخصوص احمدیہ جماعت کو کلمہ طیبہ پر ایمان رکھنے، نماز روزہ کے پابند اور تبلیغ اسلام میں منہمک ہونے کے باوجود غیر مسلموں میں شمار کیا جائے اور اپنے خیالات کے پرچار کی آزادی سے انہیں محروم کر دیا جائے، کیا اسلام اس آزادی کا حامی ہے اور اس جبر و تعدی کے باوجود انگریزی حکومت کی دی ہوئی آزادی کی تعریف ناپسندیدہ سمجھی جائے گی۔

---

## درخواست دعا

جماعت پشاور کے ہر دلعزیز صدر جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب پچھلے دو ہفتوں سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ تمام بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں کی جائیں۔ خصوصاً نماز تہجد میں ان کی مکمل صحت کے لئے دعا کریں۔ محترم ڈاکٹر صاحب کا وجود نہایت قیمتی ہے۔

ایک اور ہمارے بھائی فضل الرحمان پر فالج کا حملہ ہوا ہے۔ لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں انہیں داخل کیا گیا ہے ان کی صحت یابی کے لئے بھی احباب کرام اور بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے۔ والسلام

محمد الرحمٰن سیکرٹری جماعت پشاور۔

غلام نبی مسلم صاحب ایم۔اے

# حضرت مجدد زمانؑ کا دعویٰ سے قبل
# حمایتِ اسلام میں مسلسل جہاد

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفےٰؐ ؛ اینست کامِ دل اگر آید میسرم

(فدا ہو مری جاں محمدؐ کے دین پر — الٰہی مری یہ تمنا ہو پوری)

—— (( ۳ )) ——

آریہ سماج دراصل ایک نسلی اور قومی تحریک تھی جس کا مقصد ہندؤوں کو متحد کر کے ہندوستان میں ہندو راج کا قیام تھا۔ سوامی دیانند نے انگریز کی مسلم دشمنی سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کی مخالفت پر پوری توجہ مبذول کر دی، گو یہ تحریک جنوب سے اٹھی تھی، لیکن اسے سب سے زیادہ فروغ شمال میں پنجاب، راجستھان اور یو۔پی میں حاصل ہوا۔ اور قیام کے دو ہی سال بعد پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں اس کی شاخیں قائم ہو گئیں اور عملاً لاہور میں اس تحریک کا مرکز قائم ہو گیا۔

سوامی دیانند نے خدا کے ایک ہونے پر زور دیا۔ حالانکہ ہندؤوں کی مذہبی کتابوں بالخصوص ویدوں میں ہزاروں دیوی دیوتاؤں کی پرستش پر زور تھا۔ پھر اس نے خدا کا نہایت ہی ناقص تصور پیش کیا۔ آریہ مت کی رو سے جس طرح خدا ازل سے ہے۔ اسی طرح مادہ اور روحیں بھی ازلی ابدی ہیں۔ خدا نے ان کو پیدا نہیں کیا۔ بلکہ جس طرح ایک بڑھئی لکڑی پیدا تو نہیں کرتا بلکہ درخت کاٹ کر فرنیچر تیار کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مادے اور روحوں کو ملا کر جاندار بنا دیئے۔ آریاؤں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جب کوئی جاندار مرتا ہے تو اس کی روح پہلی زندگی میں عمل کے مطابق کسی دوسرے جسم میں چلی جاتی ہے۔ ہر بار موت کے بعد روحوں کے مختلف جسموں میں تبدیل ہوتے رہنے کے عمل کو تناسخ یا آواگون کہتے ہیں۔ یہ عمل مدت تک جاری رہتا ہے حتیٰ کہ ایک وقت روح نجات یا مکتی حاصل کر کے آزاد ہو جاتی ہے۔

خدا کا یہ تصور نہایت ناقص تھا۔ اگر روح اور مادہ ازلی ابدی ہیں تو خدا کی ضرورت ہی کہاں رہ جاتی ہے؟ جب پرمیشور نے ان کو پیدا ہی نہیں کیا تو ان کے خواص اور صلاحیتوں کا اسے علم کہاں سے ہوا؟ اس صورت میں ماننا پڑے گا کہ پرمیشور نے کسی نہ کسی طریق ان کو پکڑ لیا اور جسموں کی قید میں ڈال دیا۔ اور اس طرح تناسخ کا چکر شروع ہو گیا۔

اس پر یہ اعتراض ہوا کہ جب تمام روحیں ایک ایک کر کے نجات حاصل کر لیں گی۔ اور خدا میں کسی نئی روح کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں تو پھر خدا کیا کرے گا۔ اور اس کی کیا ضرورت رہ جائے گی۔

اس کے جواب میں پنڈت جی کی طرف سے ۷ر دسمبر ۱۸۷۷ء کے اخبار "وکیل ہندوستان" میں یہ بیان شائع ہوا۔

"ارواح موجودہ بے انت (لاتعداد) ناقابل ہیں اور اس کثرت سے ہیں، کہ پرمیشور کو بھی ان کی تعداد معلوم نہیں۔ اس واسطے ارواح ہمیشہ مکتی پاتے رہیں گے اور کبھی ختم نہ ہوں گے۔"

حضرت مرزا صاحبؑ نے یہ اعلان پڑھا تو آپ نے اسے وحدہٗ لاشریک خدا کی قدرت، جبروت اور صفاتِ عالیہ کے خلاف سمجھا اور اس کی تردید میں اخبار "سفیر ہند" میں ۹ر فروری سے ۹ر مارچ ۱۸۷۸ء تک متواتر تا سلسلہ مضامین لکھے اور ساتھ ہی اعلان کیا۔

"جو صاحب من جملہ توابع سوامی دیانند سرسوتی صاحب سوال ہذا کا جواب دے کر ثابت کریں کہ ارواح بے انت ہیں، اور پرمیشور کو ان کی تعداد معلوم نہیں تو میں ان کو مبلغ پانچسو روپے انعام دوں گا۔"

(سفیر ہند ۹ر فروری ۱۸۷۸ء)

آپ کے مدلل اور مسکت مضامین اور انعامی اشتہار سے آریہ سماج میں کھلبلی مچ گئی اور مجبور ہو کر آریہ سماج لاہور کے سیکرٹری لالہ جیون داس کو سوامی دیانند کی تردید کرتے ہوئے اخبار سفیر ہند میں اعلان کرنا پڑا :-

"یہ بات کہ روح بے انت ہیں اور پرمیشور کو ان کی تعداد معلوم نہیں۔ آریہ سماج اس کو مانتی ہے یا نہیں۔ تو معلوم ہو کہ یہ مسئلہ آریہ سماج کے اصولوں میں داخل نہیں ہے۔ اگر کوئی ممبر سماج اس بات کا دعویدار ہو تو اس سے سوال کرنا چاہیئے۔ اور وہی کہ اس کا جواب دینا لازم ہے۔ چونکہ اشتہار سے لوگوں کو یہ مغالطہ پیدا ہوتا ہے، کہ آریہ سماج والے سوامی دیانند کے پیرو اور تابع ہیں۔ حالانکہ یہ بات نہیں۔ اس لئے بغرض اشتباہ اور مغالطہ کو دور کرنے کے یہ تحریر عمل میں آئی ہے۔"

خود پنڈت دیانند جی نے حضرت مرزا صاحبؑ کے مضمون کا جواب دینے سے گریز کیا اور اس عقیدہ کا اظہار کیا کہ گو روحیں بے انت تو نہیں، مگر جب وہ نجات پا جاتی ہیں تو پرمیشور ان کو مکتی خانے سے نکال کر تناسخ کے چکر میں ڈال دیتا ہے، اور اس طرح وہ بے کار نہیں رہ سکتا۔ پھر اس ترمیم شدہ عقیدہ پر حضرت مرزا صاحبؑ کو بالمواجہ گفتگو کا پیغام بھیجا، جسے قبول کرتے ہوئے حضرت صاحب نے رسالہ برادرِ ہند لاہور میں اعلان کیا :-

"سوامی دیانند سرسوتی صاحب نے بجواب ہمارے اس بحث کے جو ہم نے روحوں کا بے انت ہونا باطل کر کے "غلط ہونا مسئلہ تناسخ اور قدامت سلسلہ دنیا" کا ثابت کیا تھا۔ معرفت تین کس آریہ سماج والوں کے یہ پیغام بھیجا ہے، کہ اگرچہ ارواح حقیقت میں بے انت نہیں ہیں، لیکن تناسخ اس طرح پر ہمیشہ بنا رہتا ہے کہ جب سب ارواح مکتی پا جاتی ..... ہیں۔ تو پھر بر وقت ضرورت مکتی سے باہر نکال لی جاتی ہیں۔ اب سوامی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے اس جواب میں کچھ شک و شبہ ہو تو پھر بالمواجہ بحث کرنی چاہیئے ...... اس واسطے بذریعہ اس اعلان کے عرض کیا جاتا ہے کہ بحث بالمواجہ ہم کو بسر و چشم منظور ہے۔"

اس اعلان پر تبصرہ کرتے ہوئے رسالہ "برادر ہند" کے مدیر پنڈت اگنی ہوتری صاحب نے جہاں سوامی دیانند کی تعریف کی کہ وہ بر بار اپنی غلطی کو بخوشی تسلیم کر لیتے ہیں۔ وہاں ان کی کم علمی، قلت تدبر بار بار تبدیلی رائے پر نکتہ چینی بھی کی کہ وہ مذہبی کتابوں، ان کی تعلیمات اور ان کے عقائد میں بار بار رد و بدل کرتے رہتے ہیں۔ اور اہلِ تحقیق کا طریق تو یہ ہے کہ وہ کامل غور و خوض کے بغیر کوئی مستقل رائے قائم نہیں کرتے۔

جیسا کہ ہم اوپر شردھے دت کے حوالے سے لکھ چکے ہیں، پنڈت جی نے بالمشافہ بحث سے پہلو تہی کی، اور حضرت مرزا صاحبؑ کے اعلان پر خاموشی کی، الا پینے لگے، بعد ازاں آپ نے براہین احمدیہ کی تصنیف کے دوران بھی مقابلے کے لئے سوامی جی کو للکارا۔ لیکن انہوں نے فرار ہی کو وجہ قرار جانا۔ حتیٰ کہ اگست ۱۸۸۳ء کی ابتدا میں آپ نے سوامی جی کی تین ماہ تک وفات کی پیشگوئی کی۔ جس کی اطلاع قبل از وقت قادیان کے آریوں کو دی گئی۔ اور وہ سارا کتوبہ کہ تناسخ کے چکر کی نذر ہو گئے۔

## باوا نرائن سنگھ صاحب سے مباحثہ

سوامی جی نے خاموشی ہی میں خیریت سمجھی۔ لیکن آریہ سماج امرتسر کے سیکرٹری باوا نرائن سنگھ صاحب روحوں کے بے انت ہونے پر مناظرہ پر آمادہ ہو گئے۔

حضرت مرزا صاحبؑ نے بخوشی ان کا چیلنج قبول کیا۔ دلائل کے حسن و قبح کے فیصلے کے لئے چند ایک اہل علم منتخب کئے گئے۔ جن میں حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنی طرف سے آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند جی کا نام تجویز کیا۔ اخبار "آفتاب پنجاب" لاہور کے اوراق بحث کے لئے چنے گئے۔ بحث شروع ہوئی تو باوا صاحب کا جوابی مضمون شائع ہوا۔ اس پر حضرت مرزا صاحبؑ کا جواب الجواب چھپتا ہی تھا کہ باوا صاحب متقار زیر پر ہو گئے، جواب میں خاموشی اختیار کی، آریہ سماج کو چھوڑ گئے۔ اور ایسے گم ہوئے کہ پھر کبھی ان کا نام تک سننے میں نہ آیا۔

## منشی گوردیال صاحب

اسی طرح منشی گوردیال صاحب مدرس مڈل سکول چنیوٹ نے بھی روحوں کے انادی (دائمی) اور بے انت ہونے پر ۱۶ر مئی ۱۸۷۸ء کو "آفتاب پنجاب" لاہور میں مضمون شائع کرایا لیکن حضرت صاحبؑ کے ایک ہی جواب نے انہیں خاموش کر دیا۔

## لالہ شرمپت رائے صاحب

باوا نرائن سنگھ کی تقلید میں لالہ شرمپت رائے سیکرٹری آریہ سماج قادیان نے بھی تناسخ کے حق میں ایک مضمون اخبار "ہندو باندھو" لاہور میں طبع کرایا۔ فاضل ایڈیٹر صاحب نے مروت سے کام لے کر مضمون تو درج اخبار کر دیا۔ لیکن اس کی لغویت اور لچریت کا طویل جائزہ لیتے ہوئے لکھا :-

"صرف بولنا کون نہیں جانتا - حیوانات بھی منہ سے آواز برآمد کر سکتے ہیں - اور بے نشانہ ہر ایک تیر بھی لگا سکتا ہے۔ پھر بطور آئیں بائیں شائیں کچھ کہہ دینا اور کاغذ پر لکھ دینا بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ کمان اٹھا کر بے نشانہ کسی سمت تیر چھوڑ دینا۔ ایسا تیر ایک طرف جس طور سے نشانہ پر پہنچنے سے باز رہتا ہے۔ دوسری طرف چلانے والے کے وقت اور محنت کو ضائع کرتا ہے...
........ مفت کی بے سرو پا اور بے ڈھنگی بکواس کا سلسلہ قائم رکھنا عقلمندوں کے

..... نزدیک ایک ترکت لغو شمار ہوتی ہے۔"

پنڈت شو نرائن اگنی ہوتری کے اس تبصرہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ لالہ جی نے شرم کی اور پت بچانے کے لئے کم از کم ایک بار عقل و دانش سے کام لیا اور پھر کبھی حضرت صاحب کے سامنے آنے کی جرأت نہ کی۔

## بابا کھڑک سنگھ سے مناظرہ

سردار سنت سنگھ کے قبول اسلام اور آریہ دھرم کے خلاف حضرت مرزا صاحبؑ کے پُرزور مضامین سے آریہ سماجی حلقوں میں کھلبلی مچ گئی۔ قادیان کے آریہ لاجواب ہو کر بوکھلا گئے تو انہوں نے یو پی سے ایک چرب زبان پنڈت کھڑک سنگھ کو مناظرہ کے لئے بلوایا۔ حضرت صاحبؑ فوراً مقابلے پر آمادہ ہو گئے۔ قادیان کے آریہ بھائی کشن سنگھ کا بیان ہے کہ مباحثہ وید اور قرآن کی تعلیم پر تھا، اور حضرت مرزا صاحبؑ نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم کے اعلیٰ اور کامل تر ہونے کا ثبوت میں قرآن مجید سے دوں گا۔ اور تم وید کی تعلیم اعلیٰ اور کامل تر ہونے کا ثبوت اور دلائل وید سے دو، ساتھ تناسخ پر بھی بحث تھی، پنڈت جی کو ویدوں میں کیا ملتا انہوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کی تقریر سن کر جب اپنے علم اور ویدوں کی تعلیم کو عاجز پایا تو موضوع سے ہٹ کر پاکوں کے پاک حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کی، حضرت صاحبؑ کو شدید دکھ پہنچا، اور کلام میں تیزی پیدا ہو گئی اور مزید تلخی روکنے کے لئے مباحثہ بند کر دیا گیا۔ لیکن آپ نے اتمام حجت کے لئے پنڈت جی کو ایک انعامی چیلنج دیا۔ جس کے چیدہ چیدہ جملے درج ذیل ہیں :۔

" قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کی بڑی نشانی یہ ہے۔ کہ اس کی ہدایت سب ہدایتوں سے کامل تر ہے، اور اس دنیا کی حالت موجودہ میں جو خرابیاں پڑی ہوئی ہیں۔ قرآن مجید سب کی اصلاح کرنے والا ہے، دوسری نشانی یہ ہے کہ قرآن مجید دوسری کتابوں کی طرح مثل کتھا (وعظ۔ ناقل) کے نہیں ہے بلکہ مدلل طور پر ایک امر پر دلیل قائم کرتا ہے اس دوسری نشانی پر ہم نے بنام کھڑک سنگھ وغیرہ پانچسو روپے کا اشتہار بھی دیا۔ تاکہ کوئی پنڈت یہ صفت وید میں ثابت کر کے دکھلا دے کہ وید نے کن دلائل سے اپنے عقائد کو ثابت کیا ہے۔ مگر آج تک کسی کو توفیق نہیں ہوئی کہ دم مار سکے، ہم سچ سچ کہتے ہیں، کہ وید میں نہ انجیل میں نہ توریت میں ہرگز طاقت نہیں کہ کسی فرقہ مخالف کا رد مثلاً دہریہ کا رد یا طبعیہ کا رد یا ملحدوں کا رد یا منکر الہام کا رد یا منکر نبوت کا رد یا بت پرست کا رد یا اباحتی کا رد یا منکر نجات کا رد یا منکر عذاب کا رد، یا بت پرست کا رد یا کسی اور منکر کا رد دلائل قطعیہ یقینیہ سے ثابت کر دے، یہ سب کتابیں تو مثل مردہ کے پڑی ہیں کہ جس میں جان نہ ہو، ......... لیکن اگر اس کے جواب میں خاموش رہے اور کچھ غیرت اور شرم اس کو نہ آوے، تو معلوم کرنا چاہیئے کہ بڑا بے حیا اور بے شرم ہے، کہ ایسی پاک اور مقدس کتاب کی ہتک کرتا ہے۔ کہ جس کا ثانی حکمت اور فلسفہ میں اور کوئی کتاب نہیں.......... اور یہ جو تم محض شرارت سے یہ ارادہ توہین حضرت خاتم الانبیاءؐ کی نسبت بدزبانی کرتے ہو یہ محض تمہاری بداصلی ہے ......... تم کو اگر حضرت خاتم الانبیاءؐ پر کچھ اعتراض ہے تو زبانِ تہذیب سے وہ اعتراض جو سب سے بھاری ہو تحریر کر کے پیش کرو، ہم تحریر کر دیتے ہیں کہ اگر وہ اعتراض تمہارا صحیح ہوا، تو ہزار روپیہ ہم تم کو دیں گے.......... اگر ہماری یہ تحریر سن کر چپ ہو جاؤ اور اس شرط پر بحث شروع نہ کرو تو ہر ایک منصف سمجھ جائے گا، کہ وہ سب توہین تم نے بے ایمانی سے کی تھی۔"

پنڈت کھڑک سنگھ اس چیلنج کو کیا قبول کرتا، قادیان سے چپ چاپ چلے جانے ہی میں اپنی سلامتی سمجھی، لیکن اس پر ویدک دھرم کا کھوکھلا پن کھل چکا تھا، ندامت کے مارے اسلام تو قبول نہ کیا، مگر آریہ دھرم چھوڑ کر عیسائی ہو گیا۔ اور ویدوں کے خلاف کئی ایک مضمون لکھ کر حضرت صاحبؑ کے موقف کی صداقت پر مہر ثبت کر دی۔ حضرت صاحبؑ نے ایک عرصے کے بعد اپنی کتاب "شحنۂ حق" میں بدیں الفاظ اس واقعہ کا ذکر کیا ہے جس کی کوئی آریہ تردید نہ کر سکا۔

" اس وقت میں مجھے ایک اور پنڈت صاحب بھی یاد آ گئے جن کا نام کھڑک سنگھ تھا، یہ صاحب ویدوں کی حمایت میں بحث کرنے کے لئے قادیان میں آئے۔ اور قادیان کے آریوں نے بہت شور مچایا۔ کہ ہمارا پنڈت ایسا عالم فاضل ہے کہ چاروں وید اسے کنٹھ (حفظ) ہیں۔ پھر جب بحث شروع ہوئی تو پنڈت صاحب کا ایسا بُرا حال ہوا کہ ناگفتہ بہ ......... اور سب تعریفیں وید کی بھول گئیں، دنیا طلبی کی وجہ سے اسلام کو قبول نہ کیا، مگر قادیان سے جاتے ہی وید کو سلام کر کے اصطباغ لے لیا۔ اور اپنے لیکچر میں جو ریاض ہند اور چشمہ نور امرتسر میں ہندوں نے چھپایا ہے، صاف یہ عبارت لکھی کہ وید علوم الٰہی اور راستی سے بے نصیب ہیں۔ اس ...... لئے وہ خدا کا کلام نہیں ہو سکتے۔ اور آریوں کا ویدوں کے علم اور فلسفہ اور قدامت کے بارے میں ایک باطل خیال ہے۔"

ان واقعات سے عیاں ہے کہ حضرت صاحبؑ کے ہاتھوں آریہ سماج کی جو درگت بنی۔ اس سے اسلام کے خلاف آریہ اپدیشکوں کی کچلیاں ٹوٹ گئیں، آریہ پنڈتوں نے اپنی ناک بچانے کے لئے اپنے عقائد میں بار بار تبدیلیاں کیں، اور خود مسلمانوں میں آریہ سماج کے باطل معتقدات کے خلاف ایسا شعور پیدا ہوا کہ انہوں نے ہر جگہ آریہ سماج کا تعاقب کر کے انہیں راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔

باقی ـــــ باقی

<u>خواتین کا کالم</u>

# تاریخ عورت کے اُونچے مقام سے بھری پڑی ہے

## عورتوں کو گھروں میں ایسا ماحول پیدا کرنا چاہیئے کہ مردان کی عظمت کے قائل ہو جائیں

ذیل کی تقریر محترمہ زمرد رمضان صاحبہ نے راولپنڈی کے جلسہ میں کی تھی، افسوس ہے کہ تقریر کا آخری حصہ دستیاب نہیں ہوا اس لئے نامکمل شائع کی جاتی ہے :۔

صاحب صدر و معزز خواتین و حضرات

السلام علیکم۔

میرے مضمون کا عنوان ہے مقامِ عورت۔ میں آج ایک ایسی محفل سے مخاطب ہوں جس میں شامل حضرات قرآن حدیث اور دیگر علوم مجھ سے کہیں زیادہ جانتے ہیں، مجھے اپنی کم مائیگی کا پورا پورا احساس ہے مگر پھر بھی مجھے اس بات کا پورا یقین ہے کہ اللہ کی راہ میں انسان کی ہر معمولی کوشش بھی درجہ مقبولیت رکھتی ہے۔ اب میں اپنے اصل مضمون کی طرف لوٹتی ہوں۔

انسانی سوسائٹی کی خوشی کا معیار اس کے گھروں کی مجموعی خوشی پر ہے گھر انسانی تہذیب میں بنیاد کا کام دیتا ہے اس لئے رسول اکرمؐ نے مرد اور عورت کے صحیح مرتبہ اور ان کے باہمی تعلقات پر پوری پوری روشنی ڈالی ہے۔ آپؐ کی بعثت سے قبل عورت کو ایک غلام کا درجہ دیا جاتا تھا وہ جائداد کا ایک حصہ سمجھی جاتی تھی۔ بچیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا لیکن آپؐ نے عورت کو سوسائٹی میں ایک بلند مقام دیا آپؐ فرماتے ہیں عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد پر حاکم ہے قرآن پاک کے اکثر مقامات اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ عورت اور مرد میں سوائے جسمانی قوت اور الگ الگ ذمہ داریوں کے اور کوئی فرق نہیں اللہ کی نظر میں مرد اور عورت دونوں اپنے اپنے اعمال کے یکساں ذمہ دار ہیں سورۂ مریم سورہ النساء اور پھر فرعون کی بیوی کی نیکی، حضرت مریم کا طہارت و تقویٰ اس کی بڑائی کی کھلی دلیل ہے اور پھر موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ پر وحی کے اذکار اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ عورت کا مقام نہایت اونچا ہے اور وہ وہ کچھ کر سکتی ہے کہ بعض اوقات مرد بھی نہ کر سکیں۔ تاریخ دہراتی ہے کہ عورت نے تربیت اولاد کے ساتھ ساتھ جنگ میں زخمیوں کو پانی پلایا نرس بن کر ان کی مرہم پٹی کی ہر جگہ تحمل سے مرد کی حوصلہ افزائی کی۔ قرآن و حدیث کے درس و تدریس میں پورا پورا حصہ لیا۔ سب سے پہلے جو نبی کریمؐ ایمان لایا وہ بھی عورت ہی تھی یعنی آپؐ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضؓ۔ آپ کا فرمان ہے کہ جس کے مال نے سب سے زیادہ دین کو فائدہ پہنچایا وہ حضرت خدیجہ رضؓ کا مال تھا اور یہ فضیلت بھی عورت کو ہی حاصل ہوئی اور جس نے مردوں کو زیادہ سے زیادہ دین، قرآن و حدیث کا علم.. سکھایا وہ بھی عورت تھی یعنی آپؐ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور یہ فضیلت بھی عورت کو ہی حاصل ہوئی۔ اور آج کے زمانہ میں بھی برلن مسجد کے مینار عورت کے ایثار و قربانی کی کھلی کھلی حقیقت ہیں۔ مجھے وہ بچپن کا واقعہ یاد ہے جب ایک ہی آواز پر عورتوں نے لبیک کہا اور وہ زیور جو اس عورت کی جان ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں اور کانوں سے اتر کر برلن کی مسجد کے میناروں کی زینت بن گئے۔ بس مختصراً یہی کہ تاریخ عورت کے اونچے مقام سے بھری پڑی ہے تو پھر سوچیئے آج ہم کیوں سست ہو گئی ہیں اپنے گھروں میں وہ ماحول پیدا کریں کہ مرد بھی آپ کی عظمت کے گرویدہ ہو جائیں ہمارے ہاں جس چیز کی کمی ہے وہ ماحول کی ہے ماحول کے بغیر دین کو سمجھنا دین

باقی بر صفحہ کالم ۴

پیغامِ صلح خود پڑھنے کے بعد دیگر احباب کے مطالعہ میں لائیں۔

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی از ساؤتھ ہیمپٹن (انگلستان)

# شہد کی مکھی سے ملیئے اور اس کا خطبہ کوہی سنیئے[1]

ڈرنے کی بات نہیں اس کے منہ میں شہد ہے اس کی باتوں میں روشنی اور میٹھے (مخالفت) میں ڈنگ۔ قرآن مجید سورۃ ۱۶ کا نام النحل یا شہد کی مکھی ہے سورۃ کے مرکز میں اس کی تعریف اور اسے وحی ہونے کا ذکر ہے یوں سمجھیئے سورۃ کا نقطہ مرکزی شہد کی مکھی ہے جس کی مٹھاس اور روشنی پوری سورۃ میں موجود ہے۔ اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا:۔

واوحی ربك الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا ومن الشجر ومما یعرشون۔ ثم کلی من کل الثمرات فاسلکی سبل ربك ذللا۔ یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفاء للناس۔ ان فی ذالك لآیۃ لقوم یتفکرون۔ (۱۶: ۶۸—۶۹)

"اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کی اپنا گھر پہاڑوں میں درختوں میں اور جو لوگ (گھر) بنا دیتے ہیں ان میں بنا پھر تمام پھلوں سے فائدہ اٹھا اور اپنے رب کی راہوں پر فرمانبرداری سے چل۔ ان کے پیٹوں سے شربت نکلتا ہے جس کے رنگ یا اقسام مختلف ہیں اس میں نسل انسانی کے لئے شفا یقیناً اس ساری وحی کے اندر بڑی عظیم الشان دلیل ہے"۔

## نام سے تعارف

ملاقات سے پہلے نام کا تعارف ضروری ہے۔ دنیا ناموں کی نمائش گاہ ہے یہاں ہر چیز کا نام الگ ہے اس لئے کہ اس کا کام الگ ہے مگر ایک چیز کا کام ایک ہونے پر نام مختلف ہے اس لئے کہ لوگوں کے منہ میں زبان مختلف ہے مگر کسی شئے کا نام اچھا وہی ہوگا جو اس کے کام اور خوبی کا آئینہ ہوگا۔ دنیا میں بعض زبانیں علمی اور تہذیبی زبانیں کہلاتی ہیں لو سنو لوگ مجھے کیا کیا نام دیتے ہیں اور میرے خدا نے مجھے کیا نام دیا ہے۔ انگریز مجھے ہنی بی (Honey bee) کہتے ہیں، آریہ لوگ مدھو مکھشی، ایرانی لوگ مگس۔ یونانی اے پی (Api) اور لاطینی میں میرا نام ہمنو پٹرا (hymnoptra) یہودی لوگ عبرانی میں دبر بولتے ہیں۔ انگریزی، سنسکرت اور فارسی نام ہم معنی ہیں یعنی شہد کی مکھی۔ لاطینی نام ہمنو پٹرا کے معنی ہیں اوپر نیچے پَر مارنے والی یا پَر پھیلانے والی اور سکیڑنے والی۔ انگریزی اور سنسکرت نام میں شیرینی اور پیار کی چاشنی ضرور ہے جیسے انہیں پیار ہوتا ہے اسے ہنی (honey) کہکر بلاتے ہیں۔ عربی میں میرا نام نحل ہے اور اللہ تعالےٰ نے مجھے اسی نام سے یاد کیا ہے نحل کے معنی ہیں تحفہ یا عطیہ جو بلا بدل ہو اس نام کی فلاسفی سمجھنے کے لئے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ عام طور پر دنیا کے کاروبار دو اور لو (give & take) کے اصول پر چلتے ہیں لیکن میرا معاملہ لا اسئلکم علیہ اجرا کا ہے یعنی دوسروں کو فائدہ پہنچانا بغیر اجر اور طلب کی امید کے۔ قرآن مجید میں یہ صفت انبیاء کی بتائی گئی ہے۔ میرا عطیہ ہونا یا تحفہ بلا بدل ہونا۔ اس کی دلیل یا تشریح سنیئے میری ہی سورۃ کے شروع میں انسان کو فائدہ پہنچانے والے اور اس کی مشکلات آسان کرنے والے جانوروں مویشی چارپایوں گائے بکری وغیرہ سواری کا کام دینے والے بوجھ اٹھانے والے گھوڑا خچر ہاتھی وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں قرار دیا ہے (آیۃ ۵ – ۸) ان بڑے بڑے جانوروں کے سامنے میں کیا اور میری بساط کیا مگر سواری کے جانور ہوں یا دودھ دینے والے لباس کے لئے اون اور خیموں کے لئے چمڑا دینے والے سب کے سب کھانے کے لئے چارہ رہنے کے لئے مکان دیکھ بھال کے لئے خدمت چاہتے ہیں۔ میرا معاملہ ان سب سے الگ ہے۔ نہ کھانے کو مانگتی ہوں نہ رہنے کو مکان نہ لوگوں کی دیکھ بھال کی محتاج میں ایک مفت کا عطیہ الٰہی ہوں، اب میری زبان سے خدا کی ہستی اور اس کی توحید کے دلائل سنئے۔ دودھ پلانے والے جانوروں کے بارہ میں فرمایا وان لکم فی الانعام لعبرۃ نسقیکم مما فی بطونہ من بین فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشاربین۔ چارپایوں کے اندر تمہارے لئے کھلی دلیل ہے انکے پیٹوں سے ہم تمہیں کھائے ہوئے چارہ اور خون میں سے خالص لذیذ دودھ پلاتے ہیں (آیۃ ۶۶) ظاہر ہے کہ دودھ دینے والے چارپایوں کو چارہ اور گھاس کھلایا جاتا ہے ان کے پیٹ کی مشین ایسی عجیب ہے کہ کھائے ہوئے چارہ میں سے ایک حصہ خون اور خون کا ایک حصہ دودھ بنا دیتی ہے اگر یہی گھاس اور چارہ سائنسدان کی میز پر رکھ دیا جائے کہ اس میں سے گوبر الگ کرکے خون اور خون میں سے دودھ نکال دکھاؤ تو وہ اپنے عاجز ہونے کا اقرار کرے گا آپ غور کیجئے بچھڑے کا گائے بننا اس کی دیکھ بھال کرنا اسے چارہ کھلانا اور انتظار کرنا کہ کب چارہ ہضم کرتی گوبر اور پیشاب کے ذریعہ اسے زہروں سے پاک کرتی خون بناتی اور خون صاف کرکے آہستہ آہستہ دودھ نکالتی ہے کیوں نہ دنیا کے سائنسدان اپنی اپنی لیبورٹری میں گھاس کے گٹھوں سے دودھ نکال نکال کر دودھ کی نہریں بہا دیں کہ لوگوں کی جان دودھ حاصل کرنے کے لمبے قدرتی طریقہ سے نجات پائے۔

اوّل تو گھاس اور چارہ بھی خدا کا پیدا کردہ ہے کیوں نہ سائنسدان مل کر ایسی مشین ایجاد کریں کہ ایک طرف مٹی کے تودے مشین میں ڈالتے جائیں دوسری طرف مشین گھاس نکالتی جائے اور پھر دوسری مشین گھاس کا دودھ بناتی جائے، یہ شہد کی مکھی (سورۃ النحل) کی زبانی خدا کی ہستی کی دلیل کہ اس نے پہلے زمین و آسمان بنائے دونوں کی مدد سے گھاس پیدا ہوا اور اس میں دودھ کے اجزاء رکھے گئے۔

اب سنیئے کہ وہ خدا ایک ہی ہے اور وہ بھی نحل کی زبانی جو گائے کو ہی خدا ماننے لگے ان کے خلاف دلائل۔ وہ بڑے ادب سے انہیں کہتی ہے۔

خدا کا شکر ادا کر بھائی
جس نے ہماری گائے بنائی
اس خدا کو کیوں نہ پکاریں
جس نے پلائی دودھ کی دھاریں

النحل سے یہ الفاظ وان لکم فی الانعام لعبرۃ، بڑے معنی خیز الفاظ ہیں، ان میں عیسائی بھائیوں، مسیح کو ہی خدا یا خدا کا بیٹا ماننے والوں کے لئے بھی دلیل ہے کہا جاتا ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام کا پہلا معجزہ تھا کہ آپ نے ایک شادی کے موقعہ پر پانی کے چھ مٹکے شراب کے چھ مٹکے بنا دیئے یہ معجزہ گائے کے معجزہ سے بڑا نہیں، آسٹریلیا اور ہالینڈ کی گائے گھاس کے گٹھوں کو دودھ کے مٹکے بنا دیتی ہے، شراب سے مٹکے بھرنے کی بجائے اگر وہ پانی کے مٹکے دودھ کے مٹکے بنا دیتے تو یہ معجزہ اور زیادہ اچھا ہوتا اور اپنے شاگردوں کو یہ نسخہ بتا جاتے کہ پانی کے مٹکے یوں دودھ کے مٹکے بنائے جاتے ہیں تو دنیا کے لوگ ان کو دعائیں دیتے اور ان کا کلمہ پڑھ لیتے پانی کے مٹکے شراب کے مٹکے بن جاتے سے شرابیوں میں سے ایک بھی مسیح پر ایمان نہ لایا یہاں تک کہ ماں جس کے کہنے سے بقول یوحنا آپ نے یہ معجزہ دکھایا اس نے بھی عمر بھر نہ مانا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے میرا اور یوسف کا بیٹا نہیں بلکہ جب موقع آیا تو فرمایا:۔

Behold, your father and I have been looking for you anxiously (Luke 2:48)

عیسائی حکومتیں اور عوام اربہا پونڈ اور ڈالر پادریوں کی تنخواہ، اناجیل کے چھاپنے اور عیسائیت کی تبلیغ پر خرچ کرتے ہیں اگر پادری لوگ مسیح سے دعا مانگ کر پانی کو دودھ بنا دیا کریں تو یہ ایک ہی منہ بولتا معجزہ مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا منوانے کے لئے کافی ہوتا۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہر گرجا میں پادریوں کی دعا سے لوگوں کے سنگین سے سنگین گناہ معاف ہو جاتے ہیں کاش مسیح سے ان کی دعا کا نتیجہ یہ ہوتا کہ پادری لوگ اعلان کرتے کہ لاؤ لوگو پانی کے مٹکے اور لے جاؤ لوگو دودھ کے مٹکے اور دیکھ لو مسیح سے دعا کا معجزہ، تو یہ بولتا ہوا معجزہ دیکھنے سے لوگ خود بخود عیسائی ہو جاتے۔ اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو مسیح بھی خدا نہیں۔ البتہ پانی کے مٹکے دودھ کے مٹکے بن جانے سے یہ فائدہ عظیم ہوتا کہ اب جو ان کے روایتی معجزہ کی کرامت سے عیسائی دنیا میں شراب کی نہریں چل رہی ہیں اس کی بجائے دودھ کی نہریں چلتیں۔

شہد کی مکھی یا سورۃ النحل کا کہنا یہ ہے کہ خدا باپ نے دنیا کو کھجور اور انگور دیئے خدا بیٹے نے بقول ان کے ان کی شراب بنا دی یہ معجزہ تحقیق طلب ہے مگر اس ننھی سی مکھی کا معجزہ ہر وقت دیکھا جا سکتا ہے کہ وہ کھجور اور انگور . . . . . . . .

. . . . . . . . . .

. . . . . . . . . . ہے رس چوس کر گلوکوز اور فرکٹوکوز (انگوری اور کھجوری شکر) سے بھرپور شہد کے

---

[1] جناب مسیح کا خطبہ کوہی متی باب ۶ – ۷ تا ۱۲ میں ہے۔ اس کے بعد شہد کی مکھی کا خطبہ کوہی ملاحظہ ہو۔

چھ ٹکے نہیں ہنگری کے صرف ایک چھوٹے سے ملک میں ...۹۰ ٹن سالانہ سے کروڑوں ٹکے کما کر دیتی ہے۔ کیا یہ قرآن مجید کا معجزہ نہیں کہ شہد کی مکھی کا ذکر کرنے سے پہلے دودھ کھجور اور انگور کا ذکر کیا کہ جن کے اعلیٰ خواص اور قوتیں شہد کے اندر پائی جاتی ہیں بات یہاں النحل یا شہد کی مکھی کی ہو رہی تھی جو سورۃ النحل کی زبانی محمد رسول اللہ صلعم سے ہم تک پہنچی، اس کے ساتھ ہی میں دودھ دینے والے، سواری کا کام دینے والے بوجھ اٹھانے والے چارپایوں کو اللہ تعالیٰ کی نعمت قرار دیا ہے مگر نحل نام میں یہ لطیفہ ہے وہ یہ کہ نحل کے معنی تحفہ بلا بدل ہیں شہد کی مکھی نہایت ننھا سا کیڑا ہے گائے بیل گھوڑا ہاتھی بڑے بڑے جانور ہیں گائے ایک مفید جانور ہے اتنا مفید کہ بعض مذاہب میں اس کی پوجا ہوتی ہے ہاتھی بدھوں کے نزدیک قابل پرستش ہے اونٹ اور گھوڑے کی قیمت ریگستان کے رہنے والوں سے پوچھئے مگر نحل یا شہد کی مکھی کا کہنا ہے کہ اسے حقیر نہ سمجھو دوسرے بڑے جانوروں کے مقابل یہ ننھا سا تحفہ اور عطیہ اس لئے بے نظیر ہے کہ وہ صحیح معنوں میں تحفہ بے بدل ہے۔ گائے بیل اور گھوڑا ہاتھی وغیرہ اپنی خدمت کے عوض رہنے کو مکان کھانے کو چارہ اور دیکھ بھال کے طلبگار ہیں سب سے پہلے ان کی قیمت کا سوال ہے اور آخر پر ان کے گند کے بہتر صحت اثرات کی صفائی کا انتظام ہے مگر یہ ان سب ساتھیوں سے بلند اور بالا تر اس کی قیمت ہے نہ رہنے کو الگ مکان نہ کھانے کو چارہ نہ دیکھ بھال کا تقاضا نہ گند کی صفائی کا سوال نہ گائے اور گھوڑے کی طرح سدھانے کے لئے محتاج خدا کے نیک بندوں کی طرح اس کا فائدہ پہنچانا انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا۔ (۷۶ : ۹) کا عملی نمونہ اور نشان۔ یہ وجوہات ہیں جن کی بنا پر نحل کا نام یا اعزازی خطاب اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا۔ گائے گھوڑا اور ہاتھی وغیرہ "جتنا اچھا کھانا دو اتنا اچھا کام لو" کی مثال ہیں شہد کی مکھی ان سب مطالب سے بے نیاز اپنا فائدہ پہنچانے کو تیار ایک فرق اور بھی آپ نے ملاحظہ کیا گرمی کی شدت میں جب گائے اور گھوڑا تھک کر ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھنا اور آرام کرنا چاہتے ہیں مجھ ننھی سی جان کی دوڑ دھوپ ۱۸ گھنٹہ کی مسلسل پرواز زیادہ سے زیادہ شہد اکٹھا کرنے یا صحت و قوت کا خزانہ جمع کرنے کے لئے ہوتی ہے جو اپنی ضرورت سے بڑھ کر دوسروں کے کام آسکے اگر اللہ تعالیٰ نے نحل نام یا اپنی نعمت کا عطیہ بلا بدل مجھے قرار دیا۔ تو میں بھی ہوشیار سنبھلتے ہی عمر بھر دوسروں کے لئے عطیہ اور تحفہ تیار کرنے میں لگی رہتی ہوں ٹھنڈی چھاؤں میں بیکار یا تھک کر بیٹھے اونگھتے مجھے کسی نے نہ دیکھا ہوگا اور پھر یہ بھی تو دیکھئے نہ مجھے چابک مارنے کی ضرورت نہ ڈنڈے سے ہانکنے کی زحمت نہ حکومت کا خوف نہ سزا کا ڈر انا نخاف من ربنا یوما عبوسا قمطریرا (۷۶ : ۱۰) ڈر ہمیں ہے تو اپنے رب کا اگر جان توڑ محنت نہ کریں گی تو .... کی آبادی کا کیا حال ہوگا؟ اور صدقہ خیرات کہاں سے دوں گی۔

## میری انتھک محنت میں عدل

## احسان اور ایتاءِ ذی القربیٰ

میری ان تھک محنت میں ایک اور حکمت ہے جو انسان کے لئے درس بصیرت اور نصیحت ہے مجھے النحل کا اعزازی خطاب دیا، ہی نہیں بلا میں پھولوں اور پھلوں پر پھر کر ان سے غذا اور شفا تو حاصل کرتی ہوں پر انہیں کسی قسم کا ضرر یا نقصان نہیں پہنچاتی بخلاف انسان کہ جن پھولوں اور پھلوں سے فائدہ اٹھاتا ہے انہیں توڑ مروڑ کر برباد کر دیتا ہے پھلوں اور پھولوں کو ہی نہیں اس کا اپنے بھائیوں سے بھی یہی سلوک ہے جن سے فائدہ اٹھانا اسے نقصان نہ پہنچانا ایک ادنیٰ مگر نہایت ضروری صفت ہے جو جماعت کی زندگی میں خوشگوار فضا پیدا کرتی ہے میں ننھی سی جان سہی پر عقل کے پتلے انسان کو اپنے عمل سے یہ سبق پڑھاتی ہوں میں نے کہا کسی کو نقصان نہ پہنچانا ادنیٰ خوبی ہے اس سے بھی بڑھ کر حسن اخلاق کا سبق وہ مجھ سے پڑھ سکتا ہے یہ ظاہر ہے کہ میں پھولوں پر عاشق ہوں مگر میرا عشق خود غرضی پر محمول نہیں میں دیوانہ وار پھولوں کو چومتی ہوں اور ان سے محبت کرتی ہوں میرا پھولوں کو چومنا حیاتین ب (VIT. B) کا اثر رکھتا ہے اس کے بغیر پھول پھل پیدا نہیں کر سکتے نر پودوں کا بیج ان کے ازواج تک پہنچانا میرا کام ہے اگر پھولوں میں مجھے اپنی طرف مائل کرنے کی کشش نہ ہوتی یا مجھے ان سے پیار نہ ہوتا تو دنیا سے پھولوں پھلوں بلکہ ان کے پودوں کا خاتمہ ہو جاتا ...........

.................

اللہ تعالیٰ نے سچ ہی تو فرمایا ومن کل شئی خلقنا زوجین. بس درختوں میں بھی نر مادہ ہوتے ہیں جن کے درمیان وظیفہ زوجیت مکھیوں کے ذریعہ ادا ہوتا ہے۔ میں اگر پھولوں پھلوں سے فائدہ اٹھاتی ہوں تو نہ صرف یہ کہ انہیں ضرر نہیں پہنچاتی بلکہ انہیں پھولو پھلو اور بڑھو کی دعا دیتی ہوں۔ فائدہ اٹھانا اور نقصان نہ پہنچانا اگر عدل ہے تو فائدہ پہنچانا احسان ہے چنانچہ میری ہی زبان سے فرمایا ان اللہ یامر کم بالعدل والاحسان وایتاءِ ذی القربیٰ (۹۰) میری زندگی اور میرے کام میں نہ صرف عدل بلکہ جیسا میں نے بتایا احسان بھی ہے بڑی ایتاء ذی القربیٰ کی صفت وہ بھی مجھ میں ہے کہ جو شہد کی نعمت غلطی اپنے بچوں کو دیتی ہوں وہی دوسروں کو بھی کھلاتی ہوں چھوٹا منہ اور بڑی بات نہ سمجھئے، حضرت ابراہیمؑ اگر اپنے مہمانوں کے لئے گھر کے دروازے کھولے کھڑے ہیں تو مہمان بھی ان کے لئے بیٹے کی خوشخبری لے کر آئے ہیں بڑے پیمانے پر نہیں تو چھوٹے پیمانے پر ہی سہی اگر پھول اپنی خوشبو سے مجھے خوش آمدید کہہ رہے ہیں تو میں بھی ان کے لئے پھلوں کی خوشخبری لے کر آئی ہوں میری ہی سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان ابراھیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ولم یک من المشرکین شاکرا لانعمہ۔ ابراہیمؑ ایک اللہ کی فرمانبردار جماعت کا نمونہ تھا۔ ایک ہی خدا کا پرستار اور وہ مشرکین میں سے نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر گذار۔ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے اس نے مجھے پر دیئے اور ان پروں کو ....۱۵ ہزار دفعہ فی منٹ حرکت دینے والے طاقتور اعصاب اگر ۱۸ گھنٹہ روزانہ ان سے کام لیتی ہوں تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شکر گذار ہوں پردار بنانا ہوا پر سوار ہونے کا اشارہ ہے پردار ہونا پروں سے فائدہ اٹھانے کا حکم ہے پس پروں پر سوار ہو کر خوراک تلاش کرنا اپنی اور اپنے بھائیوں کی مدد کرنا یہ میری زندگی کا روزانہ پروگرام ہے اور میں اس وقت سے جب انسان زمین پر پڑا رینگ رہا تھا یہ سبق اسے پڑھا رہی ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے شہد جیسی بہشتی نعمت بنانی سکھائی اس کی شکر گذاری ہے کہ میں اپنے اور پرائے سب کو اس بہشتی نعمت کی دعوت دے رہی ہوں۔

(باقی ــــ باقی)



## خواتین کا کالم (ر۔ش)

پرنسپل بہت مشکل ہے ہمیں ایسے ماحول کو دوبارہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو اس زمانے کے مجدد صد چہار دہم کے وقت میں یا ان کے پیدا کردہ لوگوں کے وقت میں تھا۔ آج بھی ان کے صحابیوں میں سے جو آج ہم میں نہایت ہی کم تعداد میں نظر آتے ہیں ان کی زندگی نیکی و فیض عالم کا سرچشمہ ہے علامہ اقبال مرحوم جو ایشیا کے سب سے بڑے شاعر و مفکر تھے ان کے الفاظ آپ کو یاد ہوں گے جو انہوں نے مجدد دوراں کے ہم عصر سر سید مرحوم کی علی گڑھ یونیورسٹی میں اپنی ایک تقریر میں کہے تھے۔ اس وقت اگر کسی نے ٹھیٹھ اسلامی ماحول کو دیکھنا ہو تو وہ قادیان جائے۔ اس وقت وہ بھی ہمارے اسلامی اعلیٰ ماحول کے معترف تھے۔

افسوس رفتار زمانہ اور حوادث زمانہ نے وہ ماحول ہم سے چھین لیا لیکن ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اب بھی ہم میں خدمت دین اور خدمت انسانیت کا جذبہ مرا نہیں اور آج کا جلسہ بھی اسی جذبہ کا مظہر ہے لیکن ضرورت ہے کہ ہم میں سے ہر کوئی اپنا مقام پہچانے اور فرض جانے کہ مجھے کیا کرنا ہے۔ عورت اس لئے خاموش نہ بیٹھ جائے کہ وہ کمزور ہے بال بچوں میں پھنسی ہوتی ہے وہ کیا کر سکتی ہے؟ وہ بہت کچھ کر سکتی ہے ضرورت صرف نیک ارادے اور عمل کی ہے۔ اور خدا تعالیٰ ہر نیک کام کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہے عورتوں کو چاہئے جمعہ پڑھنے کے لئے پابندی سے آئیں میرا اندازہ ہے کہ آنا مشکل ہوتا ہے ورنہ میں جب یہاں تھی تو خدا کے فضل و کرم سے باقاعدہ پہنچتی تھی۔ باقی گھروں کے کاموں کا مسئلہ ہے تو مردوں کو چاہئے وہ انہیں سہولت دیں زیادہ سے زیادہ سادہ ہو جائیں زیادہ تکلفات سے کام نہ لیں۔ عورتیں کھانا جمعرات کی شام کو پکالیں اور کسی ٹھنڈی جگہ پر رکھ دیں۔ سوشل میل جول نہیں آنا جانا جمعہ کو قطعی بند ہو۔ ہر مرد، عورت، بچہ کو احساس ہو کہ ہم نے جمعہ پڑھنے جانا ہے مرد خود برتن لے کر کھانا کھائیں اور خود دھونے کی جگہ پر پہنچا دیں تاکہ عورت جلد فارغ ہو کر جمعہ میں ساتھ آسکے۔

## مُسلمان نہیں!

(ابو ارشد)

دردِ جو دین کا رکھتے ہیں مسلمان نہیں! ؛ دم جو توحید کا بھرتے ہیں مسلمان نہیں!
جس قرآن کو رکھا طاق میں مسلم نے ہے ؛ اس کا پرچار جو کرتے ہیں مسلمان نہیں!

# رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی طاقت کا کمال

## اخلاق حاصل کرو کہ نیکیوں کی کلید اخلاق ہی ہیں

### حضرت مجدد زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پاکیزہ ارشادات

سب عزتوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہے جس کا عمل اسلامی دنیا پر اثر ہے۔ آپ ہی کی غیرت نے پھر دنیا کو زندہ کیا عرب جس میں زنا شراب اور جنگجوئی کے سوا کچھ رہا ہی نہ تھا اور حقوق العباد کا خون ہو چکا تھا ہمدردی اور خیر خواہی نوع انسان کا نام و نشان تک مٹ چکا تھا۔ اور نہ صرف حقوق العباد ہی تباہ ہو چکے تھے بلکہ حقوق اللہ پر اس سے بھی زیادہ تاریکی چھا گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی صفات پتھروں۔ بوٹیوں اور ستاروں کو دی گئی تھی قسم قسم کا شرک پھیلا ہوا تھا۔ عاجز انسان اور انسان کی شرمگاہوں تک کی پوجا دنیا میں ہو رہی تھی۔ ایسی حالت مکروہ کا نقشہ اگر ذرا دیر کے لئے بھی ایک سلیم الفطرت انسان کے سامنے آجاوے تو وہ ایک خطرناک ظلمت اور ظلم و جور کے بھیانک اور خوفناک نظارہ کو دیکھے گا۔ فالج ایک طرف گراتا ہے۔ مگر یہ فالج ایسا فالج تھا کہ دونوں طرف گرا تھا۔ فساد کامل دنیا میں پیدا ہو چکا تھا۔ نہ بحر میں امن و سلامتی تھی اور نہ بر پر سکون و راحت۔ اب اس تاریکی اور ہلاکت کے زمانہ میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں آپ نے آکر ایسے کامل طور پر اس بحران سے دونوں پہلو درست فرمائے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو اپنے اصلی مرکز پر قائم کر دکھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی طاقت کا کمال اس وقت ذہن میں آسکتا ہے جبکہ اس زمانہ کی حالت پر نگاہ کی جاوے۔ مخالفوں نے آپ کو اور آپ کے متبعین کو کیا کیا تکالیف پہنچائیں۔ اور اس کے بالمقابل آپ نے ایسی حالت میں جبکہ آپ کو پورا اقتدار اور اختیار حاصل تھا ان سے جو کچھ سلوک کیا وہ آپ کے علو شان کو ظاہر کرتا ہے۔

ابوجہل اور اس کے دوسرے رفیقوں نے کونسی تکلیف تھی جو آپ کو اور آپ کے جان نثار خادموں کو نہیں دی۔ غریب مسلمانوں اور عورتوں کو اونٹوں سے باندھ کر مخالف جہات میں دوڑایا۔ اور وہ چیری جاتی تھیں محض اس گناہ پر کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کی کیوں قائل ہوئیں۔ مگر آپ نے اس کے بالمقابل صبر و برداشت سے کام لیا۔ اور جب مکہ فتح ہوا تو لا تثریب علیکم الیوم کہہ کر معاف فرمایا۔ یہ کس قدر اخلاقی کمال ہے جو کسی دوسرے نبی میں نہیں پایا جاتا۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد۔ غرض بات یہ ہے کہ اخلاق فاضلہ حاصل کرو کہ نیکیوں کی کلید اخلاق ہی ہیں۔

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل صفحہ نمبر [illegible])

# اخبار احمدیہ

## شاندار اور امتیازی کامیابی

احباب جماعت کو یہ سن کر انتہائی خوشی ہوگی کہ جناب پروفیسر عبدالرحمن صاحب پرنسپل پبلک سکول ایبٹ آباد کے ہونہار صاحبزادے حامد رحمان صاحب نے سی ایس پی کے امتحان میں نمایاں حیثیت حاصل کی ہے۔ حامد رحمان صاحب کا تعلیمی ریکارڈ نہایت شاندار ہے۔ آپ نے سینئر کیمبرج برن ہال ایبٹ آباد سے ۱۹۶۱ء میں فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا اور اوّل پوزیشن حاصل کی۔ ۱۹۶۵ء میں پنجاب یونیورسٹی سے بی ایس سی آنرز کا امتحان بھی فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا اور اوّل پوزیشن بھی حاصل کی۔ ان نمایاں کامیابی پر انہیں [illegible] کا طلائی تمغہ بھی عطا کیا گیا۔ پھر انہوں نے ۱۹۶۶ء میں ایم ایس سی بھی فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا اور اوّل پوزیشن حاصل کی۔ اس مرتبہ انہیں پاکستان پریمیم کا طلائی تمغہ عطا کیا گیا۔

ان امتیازی تعلیمی کامیابیوں کے علاوہ مرتبہ حامد رحمان ایک اچھے کھلاڑی بھی رہ چکے ہیں۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی کی ہاکی اور کرکٹ کی ٹیموں میں شامل رہ کر ایک اچھے کھیل کا مظاہرہ کیا۔ اس کے لئے انہیں امتیازی سرٹیفکیٹ دیا گیا۔

ہم حامد رحمان صاحب اور ان کے والدین کو اس شاندار اور امتیازی کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ انہیں مزید ایسی شاندار کامیابیاں آئندہ نصیب ہوں۔ پروفیسر عبدالرحمان صاحب نے اپنے بیٹے کی کامیابی کے موقعہ پر مبلغ -/۵۰ روپے بطور شکرانہ انجمن کو ادا کئے ہیں۔

## جماعت پشاور کے مخلص دوستوں کی تبدیلیاں اور ریٹائرمنٹ

جماعت پشاور کے بعض دوست ملازمت کے سلسلہ میں تبدیل ہو کر دوسری جگہوں پر چلے گئے ہیں۔

۱۔ جناب کرنل سعید احمد صاحب تبدیل ہو کر راولپنڈی تشریف لے گئے ہیں۔ جناب کرنل صاحب سے جماعت پشاور کو خاص انس ہے۔ آپ ایک خطیب ہونے کے علاوہ نہایت ملنسار خوش خلق، ہمدرد اور احباب کے دکھ درد میں شریک ہونے والے بزرگ ہیں۔ آپ دوران قیام پشاور جماعت پشاور کو اپنے علم و عرفان سے لبریز خطبوں سے مستفیض کرتے رہے ہیں۔ جن سے جماعت پشاور اب محروم ہو گئی ہے۔

۲۔ کلیم الرحمان خان صاحب

یہ جماعت پشاور کے ایک جوشیلے نوجوان ہیں جو تبدیل ہو کر کراچی تشریف لے گئے ہیں۔ آپ نہایت مخلص کارکن ہیں۔ جماعت پشاور کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اس نوجوان نے بے مثل اخلاص اور ایثار کا ثبوت دیا۔ جماعت پشاور کے چندہ دہندگان میں آپ کا نام سرفہرست رہا ہے۔ وہ مبلغ -/۵۰ روپے چندہ باقاعدہ ماہوار ادا کرتے رہے۔

ان ہر دو ساتھیوں کے اعزاز میں جماعت پشاور نے ۱۳ر جولائی کو ایک پرتکلف الوداعی عصرانہ دیا اس موقعہ پر صدر جماعت پشاور جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب۔ جناب قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ پشاور اور راقم الحروف نے ان کی بے لوث خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے خراج تحسین پیش کیا۔

۳۔ جناب شیخ شریف احمد صاحب اسسٹنٹ اکاؤنٹس آفیسر ترقی پر تبدیل ہو کر ڈیرہ اسمٰعیل خان تشریف لے گئے ہیں۔ شیخ صاحب موصوف جماعت کے نہایت مخلص کارکن اور راقم الحروف کے مشیر اعلیٰ تھے۔ مجھے افسوس ہے کہ شیخ صاحب کے جاتے وقت میں سخت بیمار تھا جس کی وجہ سے ان کو الوداع نہیں کہہ سکا۔

۴۔ جناب بابو محمد صادق صاحب جو پچھلے دس سال سے جماعت پشاور کی اعلیٰ خدمات بطور جائنٹ سیکرٹری سرانجام دے چکے ہیں وہ اب اپنی کامیاب ملازمت سے ریٹائر ہو کر گھر تشریف لے گئے ہیں۔ جناب بابو صاحب میرے دست راست کی حیثیت سے جماعت کا کام کرتے رہے ہیں۔ اگرچہ وہ مجھ سے عمر میں کافی بڑے تھے مگر جب بھی کسی کام کے لئے میں نے انہیں کہا تو نہایت خندہ پیشانی سے میرے ساتھ ہو لئے اور ہم دونوں اکثر جماعت پشاور کے لئے کامیاب دورے کرتے رہے ہیں۔

ان کے اعزاز میں جماعت پشاور نے ۱۳ر جولائی کو ایک پرتکلف عصرانہ کا اہتمام کیا اور اس موقعہ پر جناب صدر جماعت پشاور ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب اور راقم الحروف نے جناب بابو صاحب کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا۔ جناب صدر نے نوجوانوں سے اپیل کی کہ وہ جماعت کی خدمات کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔

آخر میں میں ان سب احباب کا ممنون شکریہ ادا کرتا ہوں اور [illegible]

پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۷۰ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۳۴

## آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک دار الشفاء

نادار مریضوں کے لئے باعثِ رحمت ہے۔ اس کے لئے مخیّر احباب و خواتین کی مالی امداد دلی شکریہ کے ساتھ قبول کی جاتی ہے۔

اعزازی مہتمم دار الشفاء

الوکرین پریس چمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور نمبر ۷ سے شائع ہوا

# برلن مسجد کے پہلو میں

## ایک دوکان اور فلیٹ بنانیکی تجویز

## سرینام کے ایک متموّل دوست محمد راجا صاحب نے پانچہزار جرمن مارک اور دیگر اخراجات کی ادائیگی کا ذمّہ لے لیا

### حضرت امیر ایدہ اللہ کا مکتوب گرامی بنام سیکرٹری صاحب

سیکرٹری صاحب۔ السلامُ علیکم

آج ۲۹ راگست ۷۰ء کو ایک مختصر سی نجی مجلس میں راقم نے اس امر کا ذکر کیا کہ برلن مسجد کا احاطہ وسیع ہے اس کے تین اطراف میں شاہی سڑکیں ہیں اس احاطہ کے کسی گوشہ میں اگر ایک دوکان تعمیر کی جائے۔ اور اس میں کشمیر اور پاکستان کے نوادرات اور دوسرا مال فروخت کیا جائے تو اس سے برلن مشن کے اخراجات کسی حد تک پُورے ہو سکتے ہیں اور اگر دکان میں مال بڑھایا جائے تو برلن مشن کے پورے اخراجات بھی میسّر آسکتے ہیں۔ اس پر ایک صاحب نے جن کا نام نامی محمد راجا صاحب ہے کہا کہ اس کام کے لئے مَیں پانچہزار جرمن مارک دیتا ہوں۔ میرا بینک حساب برلن میں ہے چیک لکھدوں گا۔

اس پر مزید گفت گو چلی تو میں نے تجویز کیا کہ اس دکان پر اگر ایک مختصر سا رہائشی مکان تعمیر کیا جائے تو اس مکان سے کرایہ کی رقم بھی موصول ہوتی رہے گی

اس پر راجا صاحب موصوف نے کہا اس حصّہ کی تعمیر پر جو رقم تجویز کی جائیگی وہ بھی مَیں ادا کر دوں گا۔ میں نے اس پر تجویز کیا کہ اس عمارت کا نام محمد راجا میموریل ہاؤس رکھا جائے گا۔ انہوں نے کہا ایسا نہ کریں میں رضا الٰہی چاہتا ہوں۔ میں نے کہا ہماری سرکارؐ نے قوم کے اندر اخلاص بھری قربانیاں کرنے کا جذبہ پیدا کیا تھا۔ نہ حضرت ابوبکرؓ کو سوائے رضا الٰہی کے کچھ اور مدنظر تھا۔ نہ ہی عمر ابن خطاب کو۔ مگر حضورؐ نے قدر دانی کے طور پر سب کو کوئی نہ کوئی نام دیا۔

اسی طرح سے آپ رضا الٰہی کے حصُول کے لئے یہ رقوم صرف کریں اور انجمن آپ کی قدر دانی کرتے ہوئے اس تعمیر کا نام محمد راجا میموریل ہاؤس رکھے اس پر انہوں نے یہ تجویز منظور کر لی۔ اگر مَیں برلن جا سکا جیسا کہ ارادہ ہے۔ تو وہاں پر نقشہ تیار کروں گا اور تعمیر کے اخراجات کی اطلاع راجا صاحب کو دُونگا۔

صدرالدین

---

# حضرت امیر ایدہ اللہ ۱۲ ستمبر ۷۰ء کو

## ٹرینیڈاڈ سے روانہ ہو کر برلن جائینگے

## ٹرینیڈاڈ میں قریبًا ایک سو افراد کی جماعت احمدیہ میں شمولیت

### شیخ محمد طفیل صاحب کا مکتوب

مخدومی و مکرمی جناب سیکرٹری صاحب۔ السَّلامُ علیکم ورحمۃُ اللہ وبرکاتہٗ

ہم یہاں غالبًا ۱۲ رتاریخ تک رہیں گے یہاں سے برلن جانے کا خیال ہے جہاں حضرت امیر کا قیام کوئی ہفتہ بھر کے لئے ہوگا۔ وہاں سے لندن۔

اب تک خدا کے فضل سے ہر جلسہ کامیاب رہا ہے۔ اب تک ٹرینیڈاڈ میں ساٹھ سے اُوپر لوگ جماعت میں شامل ہو چکے ہیں۔ اُمید ہے کہ یہ تعداد سو تک پہنچ جائیگی اب تو غیر لوگ بھی محسوس کرنے لگے ہیں کہ یہاں احمدیہ جماعت بڑھتی جا رہی ہے۔

# حضرت امیر ایدہ اللہ کے
# دورۂ ٹرینیڈاڈ کی مفصل روئداد

## مرتبہ شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے

گذشتہ سے پیوستہ

### ۲۹ اگست ۱۹۷۰ء ہفتہ

شام ساڑھے سات بجے پورٹ آف سپین کے ایک انڈین سٹائل ریسٹوران میں مسلم لیگ نے حضرت امیر ایدہ اللہ کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا۔ جس میں بکثرت لوگ شریک ہوئے۔ شریک ہونے والوں میں سے ٹرینی ڈاڈ کے چیف جسٹس۔ پاکستان کے قونصل۔ سینیگال کے قونصل اور بہت سے دیگر معزز حضرات بھی شامل تھے۔ ڈاکٹر ایم اے عزیز صاحب نے خطبۂ استقبالیہ پڑھا مسٹر عزیز احمد صاحب اور مسٹر محمد رضا صاحب (سرینام) نے مختصر تقاریر کیں۔ میں ذکیہ دین نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم ع "اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے" سنائی۔ اور اس کے بعد چیف جسٹس صاحب نے تقریر کی۔ مسٹر ابراہیم صاحب (کیلے فورنیا) کی دُعا پر عشائیہ کا اختتام ہوا۔

واپسی پر ہمارے معزز مہمانوں کی ایک کار حادثہ کا شکار ہو گئی۔ ایک خاتون کو شدید چوٹ آئی اسے فوراً ہسپتال بھیجنے کا انتظام کیا گیا جیسے جیسے کاریں ادھر سے گذرتی گئیں ہمارے دوست اُتر کر سڑک کے کنارے ہمارے ساتھ شریک ہوتے گئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کی کار اس واقعہ سے پہلے سان فرنانڈو کی طرف روانہ ہو چکی تھی۔ میں مسٹر یوسف صاحب کے ساتھ سفر کر رہا تھا اس لئے رُک گیا۔ پورٹ آف سپین کے ہسپتال سے ہم اس خاتون کو سان فرنانڈو کے ہسپتال میں لے گئے۔ جہاں ڈاکٹروں نے اچھی طرح سے مرہم پٹی کی اور مریضہ کو گھر واپس جانے کی اجازت دے دی الحمد للہ جسم کی کوئی ہڈی وغیرہ نہیں ٹوٹی۔ اسی تگ و دو میں رات کے دو بج گئے۔

### ۳۰ اگست ۱۹۷۰ء۔ اتوار

اس دن صبح کا وقت مسلم سوسائیٹیوں کے لیڈروں سے ملنے کا تھا۔ لیکن ان میں سے کوئی نہیں آیا اس لئے یہ پروگرام منسوخ کر دیا بعض اور دوست آ گئے حضرت امیر نے ان سے گفتگو میں وقت گذارا۔

ساڑھے تین بجے ناپاریما اولڈ سان فرنانڈو میں پبلک جلسے کا انتظام تھا مسٹر عزیز احمد صاحب نے اس جلسے کی صدارت کی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے تقریباً ایک گھنٹہ اس جلسہ میں بڑی مؤثر تقریر کی۔ آپ

**کو جو کھانسی کی شکایت تھی وہ خدا کے فضل سے رفع ہو گئی۔ تقریر کے بعد پانچ نوجوانوں نے بیعت کر کے سلسلہ میں شمولیت کا اعلان کیا۔ ان میں سے ایک مسجد کے امام تھے۔**

ایک سکول ٹیچر اور ایک ڈاکٹری کے طالب علم۔ خدا کے فضل سے ٹرینی ڈاڈ میں احمدیت کا پودا خوب نشو و نما پا رہا ہے اور انشاء اللہ کسی دن یہ ایک عظیم الشان درخت بن جائے گا۔

اسی جلسہ میں احمدی نوجوانوں کی ایک تنظیم کا اعلان ہوا یو سرینام، گیانا اور ٹرینی ڈاڈ کے نوجوانوں کی مشترکہ تنظیم ہو گی۔ کنونشن کے بعد تینوں ملکوں کے احمدی احباب اپنے آپ کو ایک فیملی کا ممبر سمجھنے لگ گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ یہ رشتۂ اخوت زیادہ مضبوط بنائے۔ چھ بجے شام یہ جلسہ دُعا پر ختم ہوا۔

### ۳۱ اگست ۱۹۷۰ء سوموار

ساڑھے گیارہ بجے نوگرانٹ ایک سکول کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ اس سکول پر کوئی پچیس ہزار ڈالر خرچ ہوں گے۔ اس خرچ کا بیشتر حصہ ہماری جماعت کے مخلص ممبر حاجی علی محمد خاں صاحب ادا کریں گے۔ جس روز حضرت امیر ایدہ اللہ نے سنگِ بنیاد رکھا اسی روز حاجی صاحب کی تراسویں سالگرہ تھی۔ سکول کے قریب ہی مسجد ہے جس کا سنگِ بنیاد کسی زمانہ میں مولوی امیر علی صاحب نے رکھا تھا۔ کچھ تقاریر ہوئیں اور حضرت امیر ایدہ اللہ نے دُعا فرمائی۔ اس کے بعد قافلہ ریئو کلارو RIO CLARO کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں مسٹر ابو نعیم بکوڈین (جسٹس آف پیس) ہماری جماعت کے رُوحِ رَواں ہیں۔ انہوں نے ایک عظیم جلسے کا انتظام کر رکھا تھا

نماز ظہر اور عصر مسجد میں ادا کی گئیں اس کے بعد مسٹر فرزند علی صاحب کی صدارت میں جلسہ ہوا سکول کے بچوں نے نعتیہ کلام سنایا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مُبارک کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور حضرت اقدس کے بعض حالات سنائے۔ تقریر کے خاتمہ پر میں نے تین چار دوستوں کو بیعت کے لئے بلایا (جنہوں نے قبل ازیں اس امر کا اظہار کیا تھا) اور ساتھ ہی دوسروں کو بھی سلسلہ میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ اسی وقت ۲۴ حضرات نے جماعت میں شامل ہونے کا اعلان کیا۔ ان میں سے ایک صاحب ایک مسجد کے امام ہیں، ایک سکول کے ہیڈ ماسٹر اور اسی طرح اور بھی پڑھے لکھے نوجوان ہیں۔ اس منظر کو دیکھ کر ہمارے اپنے دوستوں کے دل خوشی سے لبریز ہو گئے کہاں وہ وقت کہ لوگ احمدیت کا نام لینے سے شرماتے اور گھبراتے تھے اور کہاں یہ نظارہ کہ لوگ خوشی خوشی جماعت میں شامل ہونے کے لئے چلے آتے ہیں۔ جو لوگ شامل نہیں ہوئے ان میں سے بہت سے دل سے ہمارے ساتھ شامل ہو چکے ہیں انشاء اللہ ایک دن وہ بھی علی الاعلان ہماری جماعت میں شریک ہو جائیں گے حضرت امیر بار بار فرماتے ہیں کہ ہمیں لاہور بیٹھ کر یہاں کے حالات کا اندازہ ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ شنیدہ کے بود مانندِ دیدہ لوگ ہمیں ادھر آنے سے روکتے تھے کہ اتنا طویل سفر ان کے لئے مناسب نہیں لیکن اس سفر نے کئی ایک رنگ میں اپنے افضال کے دروازے جماعت پر کھول دیئے ہیں اور ہمیں پوری اُمید ہے کہ ان علاقوں میں احمدیت کا ایک مضبوط مرکز بن جائے گا۔

اس جلسہ میں میں نے بھی تقریر کی اور اپنی تقریر کا موضوع "حضرت صاحبؑ کا دعوئے مسیحیت" رکھا۔ یہی امر اصل میں بہت سے لوگوں کی راہ میں روکاوٹ بنا ہوا ہے۔ اس تقریر کا بھی خدا کے فضل سے بہت اچھا اثر ہوا۔ جلسہ کے بعد سب حاضرین کو کھانا دیا گیا۔

### یکم ستمبر ۱۹۷۰ء منگل

شام کو سم سم ہل SUMSUM HILL میں ایک مسجد کا افتتاح اور جلسہ تھا مسجد تو بہت عرصہ سے بنی ہوئی تھی۔ لیکن اس میں کچھ اضافہ کیا گیا اور رسمی طور پر اس کا افتتاح نہیں ہوا تھا۔ اس لئے جب ہمارے دوستوں نے سُنا کہ حضرت امیر ادھر آ رہے ہیں انہوں نے اس کا افتتاح آپ کی آمد تک ملتوی کر دیا۔

یہ وہی جماعت ہے جنہوں نے میرے ٹرینی ڈاڈ سے روانگی پر پچپن مرد و خواتین کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کے بیعت فارم پُر کر کے مجھے بطور تحفہ دیئے تھے اور اس طریقہ سے ان کی جماعت کا ۹۵ فی صدی حصہ ہمارے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔

مسجد کے افتتاح کے بعد عشاء کی نماز ادا کی گئی۔ اور بعد میں جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ قرآن کریم کی تلاوت، نظموں اور نعتوں کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر شروع ہوئی موضوع تھا "اسلام میں عورت کا درجہ" بہت ہی مؤثر تقریر تھی۔ دوران تقریر میں کسی صاحب نے مجھے قادیانی مبلغ کا ایک اشتہار دیا جو انہوں نے حال ہی میں ہمارے خلاف چھاپا تھا۔ ان لوگوں کی حالت پر مجھے ترس آتا ہے اور کچھ تبلیغ کا اہم کام تو ان سے ہوتا نہیں اپنے جلے دل کے پھپھولے چھوڑتے رہتے ہیں اس پمفلٹ میں ادھر ادھر کی باتوں کے علاوہ حضرت مولینا محمد علی صاحب مرحوم اور حضرت امیر کے اختلافات کو بہت پھیلا کر بیان کیا تھا۔ ابتداء میں لکھا تھا کہ مخالفین نے حضرت صاحبؑ کو کافر جو قرار دیا تو اس کی یہی وجہ تھی کہ آپ کا دعوئے نبوت کا تھا ورنہ وہ لوگ کافر کیوں کہتے میں نے اپنی تقریر میں اس امر پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ جب مکفرین نے حضرت مرزا صاحبؑ پر کفر کا فتوے لگایا تو حضرت صاحبؑ نے اس کا جواب سراسر نفی میں دیا اور دعویٰ نبوت کرنے والے کو خارج از اسلام کہا۔ اگر مکفرین کی بات درست تھی تو حضرت مرزا صاحبؑ اپنے قول کے مطابق خارج از اسلام ہو گئے یہ ہے ربوائی ذہنیت کا ادنےٰ نمونہ۔ رات کے ساڑھے دس بجے جلسہ ختم ہوا۔ پانچ چھ آدمیوں نے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ جلسہ کی صدارت مسٹر عزیز احمد صاحب نے کی۔

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مؤرخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۷۰ء

# قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ

آج بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی بیسویں برسی منائی جا رہی ہے۔ آج سے بائیس سال پہلے ان کی وفات کے موقعہ پر ہم نے حصولِ پاکستان کے سلسلہ میں ان کی جدوجہد اور اس عظیم الشان اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھنے کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا تھا:-

"قائداعظم نے اپنی زندگی میں جو عظیم الشان کیریکٹر ہمارے سامنے رکھا۔ خلوص و ایثار کا جو بے نظیر نمونہ پیش کیا وہ ہر مسلمان کے لئے ایک درس عبرت رکھتا ہے، اس زمانہ میں جب ایک طرف انگریز مسلمانوں کو غلامی سے کسی طرح آزاد کرنے کے لئے تیار نہ تھا اور طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے پاکستان کی تحریک کو ختم کر کے انہیں ہندوؤں کی غلامی میں دینے کے لئے آمادہ تھا، اور دوسری طرف ہندو قوم اپنی مکارانہ چالوں اور سیم و زر سے بھری ہوئی ہمیانیوں کے ذریعہ بعض بڑے بڑے مسلمانوں اور خود انگریزوں کو بھی خریدنے میں کامیاب ہو گئی تھی، قائداعظم ہی تھے جن کے سامنے نہ جواہر لال نہرو اور گاندھی کی فریب بھری تدابیر کامیاب ہوئیں نہ زر و جواہر کے انبار اس مستقل مزاج اور مخلص انسان کی گردن کو ذرہ بھر جھکانے کا موجب ہوئے، لوگ ان کی مستقل مزاجی کو ضد اور ہٹ خیال کرتے اور انہیں ایک ضدی انسان سمجھتے رہے لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ آپ کی یہ مستقل مزاجی ہی آخرکار ساڑھے چار کروڑ مسلمانوں کو ہندو اور انگریز دونوں کی غلامی سے بیک وقت چھڑانے اور ایک عظیم الشان مملکت کا مالک بنانے کا موجب ہوئی، اگر آپ ذرہ بھر بھی جھک جاتے یا ہندوؤں کی باریک ترین چالوں اور تدابیر کو جو مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ان کی غلامی میں لے جانے کا موجب ہو سکتی تھیں اپنی بالغ نظری سے بھانپ نہ لیتے اور اپنی خداداد قابلیت سے ان کا تار و پود نہ بکھیر دیتے، یا کوئی طمع و لالچ آپ کے جذبہ خلوص کو ایک ذرہ بھر بھی جنبش دے سکتا تو آج ملتِ اسلامیہ آزادی کی بجائے ایک طرف پرلے درجے کی ذلت و نکبت کے اندر دبی ہوئی ہوتی، یہ خدا کا کام تھا جو اس نے محض مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے حضرت قائداعظم علیہ الرحمۃ سے لیا اور اس کی وجہ سے نہ صرف موجودہ مسلمان بلکہ آئندہ نسلیں بھی ان کی روح پرفتوح پر سلام بھیجتی رہیں گی"

پھر پاکستان بننے کے بعد قائداعظمؒ نے اپنی تقاریر میں قوم کو جو سبق مختلف موقعوں پر پڑھایا اس کے جستہ جستہ اقتباسات سن لیجئے:-

۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو افسرانِ حکومت سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا:—

"جس پاکستان کے حصول کے لئے ہم نے گذشتہ دس برس جدوجہد کی ہے آج بفضلِ تعالےٰ ایک مسلّمہ حقیقت بن چکا ہے مگر کسی قومی ریاست کو معرض وجود میں لانا مقصود بالذات نہیں ہو سکتا بلکہ کسی مقصد کے حصول کے ذریعہ کا درجہ رکھتا ہے ہمارا نصب العین یہ تھا کہ ہم ایک ایسی مملکت تخلیق کریں جہاں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں جو ہماری تہذیب و تمدن کی روشنی میں پھلے پھولے اور جہاں معاشرتی انصاف کے اسلامی تصوّر کو پوری طرح پنپنے کا موقعہ ملے۔"

۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء کو اسلامیہ کالج پشاور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔"

اسی کالج میں ۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء کو تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"یاد رکھئے ہم ایک ایسی مملکت کی تعمیر کر رہے ہیں جو پوری اسلامی دنیا کی تقدیر بدل دینے میں اہم کردار ادا کرنے والی ہے ہمیں وسیع تر اور بلند تر بصیرت کی ضرورت ہے ایسی بصیرت جو سوبائیت، قوم پرستی اور نسل پرستی کی حدود سے ماوراء ہو ـــــ ہم سب میں حُبِّ وطن کا ایسا شدید جذبہ پیدا ہو جانا چاہیئے جو ہم سب کو ایک متحد اور مضبوط قوم کے رشتے میں پرو دے۔"

۲۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو چٹاگانگ میں سرکاری ملازمین سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:—

"آپ عوام کو سمجھنے کی کوشش کیجئے، محبت، شفقت اور ملنساری سے ان کے معاملات کو سلجھائیے کبھی کبھی کسی ضدی اور باتونی شخص سے مل کر آپ کو تکلیف ہوگی جو بار بار ایک ہی بات کی رٹ لگائے گا لیکن برداشت کیجئے، صبر و تحمل سے کام لیجئے اور اسے احساس دلائیے کہ اس کے ساتھ انصاف ہوگا ضرور ہوگا۔"

۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو سبی میں افسرانِ حکومت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے ضمیر سے بڑی کوئی قوت روئے زمین پر نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ جب آپ خدا کے روبرو پیش ہوں تو آپ پورے اعتماد سے کہہ سکیں کہ آپ نے اپنا فرض انتہائی ایمانداری، وفاداری اور صمیم قلب سے انجام دیا ہے"

۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء کو ڈھاکہ یونیورسٹی میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:—

"آزادی کا مطلب بے لگام ہو جانا نہیں آزادی کا مفہوم یہ نہیں کہ دوسرے لوگوں اور مملکت کے مفادات کو نظر انداز کر کے آپ جو چاہیں کر گذریں آپ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور پہلے سے کہیں زیادہ، اب یہ ضروری ہے کہ آپ ایک منظم و منضبط قوم کی طرح کام کریں اس وقت ہم سب کو چاہیئے کہ اپنے اندر تعمیری جذبہ پیدا کریں"

۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو ڈھاکہ کے ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے یہ تلقین کی کہ:—

"میں چاہتا ہوں کہ آپ بنگالی، پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان وغیرہ کی اصطلاحوں میں بات نہ کریں میں مانتا ہوں کہ یہ اپنی جگہ وحدتیں ہیں لیکن میں پوچھتا ہوں کیا آپ وہ سبق بھول گئے ہیں جو تیرہ سو سال پہلے آپ کو سکھایا گیا تھا، اگر مجھے اجازت دی جائے تو میں کہوں گا یہاں آپ سب باہر سے آئے ہوئے ہیں، بنگال کے اصلی باشندے کون تھے؟ یقیناً وہ ہرگز نہیں جو آج کل بنگال میں رہتے ہیں ـــــ پس یہ کہنے کا آخر کیا فائدہ ہے کہ ہم پنجابی ہیں، ہم سندھی ہیں، ہم پٹھان ہیں؟ نہیں ـــــ **ہم مسلمان ہیں** اسلام نے ہمیں یہی سبق دیا ہے اور آپ یقیناً مجھ سے اتفاق کریں گے کہ **آپ خواہ کچھ بھی ہوں اور کہیں بھی ہوں آپ اوّل و آخر مسلمان ہیں۔**"

۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء کو ڈھاکہ کی نشری تقریر میں فرمایا:-

"اگر ہم خود کو بنگالی، پنجابی، سندھی، اور پٹھان وغیرہ پہلے اور مسلمان اور پاکستانی بعد میں سمجھنے لگیں گے تو پھر پاکستان لازماً پارا پارا ہو کر رہ جائے گا۔"

**قائدِ اعظم** علیہ الرحمۃ کی ان تقاریر کو پڑھیئے اور بار بار غور سے پڑھیئے اور موجودہ حالات پر انہیں منطبق کیجئے، آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کہاں تک ہم آپ کی ان نصائح پر جو یقیناً پاکستان کی ترقی اور مضبوطی کا موجب ہو سکتی ہیں عمل پیرا ہیں، کہاں تک اپنے آپ کو مسلمان پہلے اور پنجابی، سندھی، بنگالی وغیرہ پیچھے سمجھتے ہیں، کہاں تک ہمارے لیڈر اور افسرانِ حکومت اپنے آپ کو خادمِ خلق سمجھتے ہوئے اسی جذبہ و خلوص کے ساتھ عوام کے ساتھ پیش آتے ہیں جس کی تلقین قائداعظمؒ نے فرمائی تھی، یہ ہلڑبازی اور بے لگام آزادی جو آج ہم پاکستان میں دیکھ رہے ہیں، کیا یہ منظم و منضبط قوم کا طریقِ عمل ہو سکتا ہے؟

**قائدِ اعظمؒ** اپنا فرض ادا کر کے ہم سے رخصت ہو گئے، وہ فی الواقعہ خدا کے حضور یہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے اپنا فرض انتہائی ایمانداری، وفاداری اور صمیم قلب سے انجام دیا، لیکن بعد میں آنے والے لیڈر اور سرکاری افسران بھی کیا اسی اعتماد کے ساتھ مخلصانہ ادائگی فرض کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ آج حکومت کی کرسیاں حاصل کرنے کے لئے ووٹوں کی بھیک مانگتے ہوئے جو ہلڑبازی کا منظر عام پر آ رہا ہے یہ **قائدِ اعظمؒ** کے پڑھائے ہوئے سبق ـــــ نہیں بلکہ اسلام کے کہاں تک مطابق ہے؟ آج قائدِ اعظمؒ کی بیسویں برسی بڑے جوش و خروش سے منائی جا رہی ہے لیکن تلاوان کی یاد سے قوم کے دل بہلانے کا کیا فائدہ بلکہ ان کے کردار و عمل اور تلقینات کو فراموش کر کے قوم کو غلط رستہ پر لے جانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جا رہی۔

## فاروق میاں

ابوارشد

نامِ اسلام کا لے لینا بہت ہے آساں
احمدیت کی روایات ہیں روحِ ایماں
دیں ہے دنیا پہ مقدم یہ سبھی کہتے ہیں
پورا اس عہد پہ اترے ہیں تو فاروق میاں

ـــ محترم میاں فاروق احمد صاحب کے کامیاب تبلیغی دورہ جنوبی امریکہ کی واپسی پر

# اِسلامی نظام اور حکومتِ الٰہیہ کے قیام کا راز اسلام کی شانِ مسیحیت کی قبولیت میں مضمر ہے

## اللہ تعالیٰ کی اٹل سُنّتِ مستمرہ........

## ادنےٰ اغراض پر موت اور اعلےٰ اخلاقی اسلامی زندگی کا ارتقاء

## ناموسِ رسولِ کریم صلعم اور اسلام کی خاطر نفسوں پر موت وارد کر کے اسلامی زندگی گذارنا سیکھو

**خُطبہ جُمعہ**

مؤرخہ ۱۱ر ستمبر ۱۹۷۰ء

فرمودہ

محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب دامت برکاتہ

بمقام

جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

تبٰرک الذی بیدہ الملک وھو علےٰ کل شئی قدیر۔ الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ وھوالعزیز الغفور......... ماتریٰ فی خلق الرحمٰن من تفوت ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئًا وھو حسیر۔ (الملک ۶۷ : ۱ تا ۴)

"اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی وہ موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے"۔ ـــــــ (فتح اسلام از حضرت مسیح موعودؑ)

"لیکن اگر تم اپنے نفسوں سے درحقیقت مر جاؤ گے تب خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہو گے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں، وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی۔ تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے"۔ ـــــــ (الوصیّت از حضرت مسیح موعودؑ)

مَیں نے سورۃ شریفہ الملک کی چند آیات تلاوت کی ہیں۔ ان میں ارشادِ الٰہی یہ ہے:۔

"بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں کائنات کی سلطنت ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس نے موت و حیات کو پیدا کیا ہے۔ تاکہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔ اور وہ غالب ہے بخشنے والا ہے۔ جس نے سات آسمان تہ بہ تہ بنائے۔ تو رحمان کی بناوٹ میں کوئی فساد اور تفاوت نہیں دیکھے گا۔ دوبارہ نظر کرو کوئی دراڑ تم کو دکھائی دیتی ہے؟ پھر بار بار نظر کرو۔ نظر تھک ہار کر تیری طرف واپس آئے گی"۔

ان چند آیات میں اللہ تعالےٰ نے عظیم الشان حقیقتیں بیان کی ہیں۔ ایک بات ہمارے غور و فکر کے قابل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ آیت شریفہ ـــ خلق الموت والحیٰوۃ ـ کی ترتیب الفاظ پر غور کیجئے۔ یہاں پہلے موت کو پھر اس کے بعد زندگی کو رکھا ہے۔ یہ اس حقیقت کو بیان کرنے کے لئے ہے کہ ہر ایک اعلےٰ وارفع اور ترقی یافتہ صورت اس کائنات کی اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ ادنےٰ صورت پر موت وارد نہ ہو جائے یا موت وارد نہ کر لی جائے۔ اس موت سے ہی اعلےٰ زندگی کا ظہور ہوتا ہے۔

آپ دیکھیں گے کہ قربانی کا یہی فلسفہ ہے کہ اگر ایک ادنےٰ زندگی کو قربان کر دیا جائے تو ہی اس سے بہتر زندگی کا حاصل ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ جب انسان ادنےٰ زندگی کو قربان کر دیتا ہے تو پھر ہی اسے اعلےٰ زندگی میسر آتی ہے۔ اس کی توضیح اس رنگ میں بھی کی جاسکتی ہے کہ ایک طالب علم جو کھیل کود کو قربان کر دیتا اور اپنے اوقات عزیزہ کو لہو و لعب کی بجائے محنت و جدوجہد کے راستہ میں لگا دیتا ہے، وہ علم کے شعبوں میں کمال حاصل کر لیتا ہے۔ اور اعلےٰ زندگی پا لیتا ہے۔ اسی طرح سے اخلاقی زندگی کا کمال بھی حاصل نہیں ہو سکتا جب تک ادنےٰ زندگی کے مشاغل کو قربان نہ کر دیا جائے۔ پس قربانی یا ادنےٰ اغراض پر موت ضروری ہے۔ جس کے بغیر اعلےٰ حیات ممکن نہیں۔

### موت اور زندگی کا نصب العین

### ـــ اعمالِ حسنہ کا ارتقاء

پھر یہاں دوسری خصوصیت یہ بیان فرمائی ہے کہ زندگی کا مقصد حُسنِ عمل کا پیدا کرنا ہے زندگی امارت کی ہو۔ یا غربت کی یا کوئی اور درجہ ان کے درمیان ہے یا کسی اور قسم کا تفاوت پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اس قسم کے امتیازات اور تفاوت زندگی کے بہت سے ہیں۔ لیکن زندگی کا مقصود و مطلوب فرقانی تعلیم کے رُو سے حُسنِ عمل ہے۔ جو زندگی کے اس مقصد کو سمجھتے نہیں یا سمجھنے میں ان کو غلطی لگی ہے، وہ خیال کر بیٹھے ہیں۔ کہ اُمراء کو اللہ تعالےٰ نے غرباء پر فضیلت و برتری عطا فرمائی ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ درجات کے تفاوت سے انکار نہیں کیا لیکن اگر امراء اور غرباء کی حالتوں کو حُسنِ عمل کے نقطۂ نگاہ سے دیکھیں تو ان ہر دو طبقوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔

اس تفاوت کی مثال یوں دی جاسکتی ہے کہ ایک شخص امتحان لینا چاہتا ہے۔ تو وہ بعض بچوں کو اشرفیاں اور بعض بچوں کو پتھر کی کنکریاں دے دیتا ہے کہ تمہیں حساب کے سوال ان سے گن کر حل کرنا ہے تو اشرفیوں اور پتھروں والے دونوں ان کو گن گن کر سوال حل کرتے ہیں۔ یہاں اصل مقصد تو سوال حل کرنے کا ہے نہ کہ اشرفیوں اور پتھروں کا۔ اگر اشرفیوں سے سوال صحیح حل کر لیا تو کیا اور اگر پتھروں سے درست نکال لیا تو کیا۔

بس اس دنیا میں زندگی کا مقصد حُسنِ عمل ہے۔ امارت اور غربت نہیں۔ مَیں تو کہتا ہوں اور آپ بھی مجھ سے متفق ہوں گے کہ حُسنِ عمل کا اظہار امارت میں زیادہ مشکل ہے اور غربت میں نسبتاً زیادہ آسان ہے۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے۔ حضرت عمرؓ کے اس قول سے یہ حقیقت کس قدر روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ امارت میں حسن عمل کا اظہار مشکل ہے مگر غربت میں نسبتاً آسان ہے۔ اس لئے ارشاد الٰہی ہے کہ موت اور زندگی کو پیدا کرنے کا مقصد آزمائش ہے جس سے تمہارے حُسنِ عمل کا امتحان مقصود ہے۔ دوسری جگہ اس کو یوں بیان فرمایا قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین۔ کہ میری عبادت اور میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب کچھ زمین و آسمان کے خالق و مالک اور رب کی خوشنودی کے لئے ہے۔ اگر تلاوت شدہ آیات میں "احسن عملا" فرمایا تو مذکورہ آیت شریفہ میں اس کو خوشنودی رب العالمین کے الفاظ

ہم کامیاب و کامران اترے لیکن جب ہمیں آسائش

سے تعبیر کیا ہے۔ بات بھی صحیح ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات تو مجموعہ صفات حسنہ ہے۔ اس کا قرب انسان کو تب ہی میسر آ سکتا ہے جب انسان اعمال حسنہ کا پیکر بن جائے۔ فرمایا لا یمسہ الا المطہرون کہ قرآن کریم کے راز اور معرفت کی جو باتیں ہیں وہ صرف اور صرف مطہر و مزکی لوگوں پر ہی واضح ہوتی ہیں اور کسی شخص پر نہیں، تو اللہ تعالیٰ کی ذات کس قدر عظیم ہے۔ اس کی خوشنودی کا حصول بغیر حسن عمل کے ممکن ہی نہیں ہے۔

## خدائی قوانین یا سنت اللہ اٹل ہیں۔

تیسری حقیقت جو ان آیات تلاوت شدہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ کائنات میں زیر عمل الٰہی قانون اٹل اور غیر متبدل ہیں۔ وہ منشاء الٰہی کے بغیر بدل نہیں سکتے۔ جب سے یہ کائنات بنی ہے یہ قوانین اسی طرح کام کر رہے ہیں، ان میں کسی قسم کا تغیر و تبدل پیدا نہیں ہوا۔ یہاں ان آیات میں تکرار کے ساتھ فرمایا کہ ان قوانین الٰہیہ پر اور کائنات کی خدمتگذاریوں پر تم بار بار غور کرو تمہیں ہر دفعہ اور ہر آن یہی معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین غیر متبدل ہیں، اسی حقیقت کو قرآن کریم کے دیگر مقامات پر یوں بیان فرمایا لا تبدیل لکلمۃ اللہ۔

اُن لوگوں کو بھاری غلطی لگی ہے جنہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ جس طرح اس مادی کائنات میں اللہ تعالیٰ کے قوانین ایک نہج سے کام کر رہے ہیں اور ان کے اثرات و نتائج اس عالم میں مترتب ہو رہے ہیں اسی طرح روحانی عالم میں یہ قوانین کام نہیں کر رہے ہیں بلکہ یہ خلاق اور روحانی عالم اللہ تعالیٰ کے کسی قانون اور اللہ تعالیٰ کے بغیر ہی برپا ہے۔ یہ ایک بھاری غلطی ہے۔ اگر نور بصیرت اور معرفت حق کے ساتھ غور کیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح دکھائی دے گی کہ روحانی دنیا میں بھی مادی دنیا کی طرح غیر متبدل قوانین الٰہیہ کام کر رہے ہیں۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے ہمیں روحانی اور مادی نظام ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ، پہلو بہ پہلو چلتے اور متوازن چلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کا نہایت گہرا تعلق ایک دوسرے پر پڑ رہا ہے۔ اگر ایک چیز یہ مادی قوانین عامل ہو کر اپنے اثرات اور نتائج چھوڑ رہے ہیں تو روحانی قوانین بھی اسی طرح اس پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ جس طرح مادی قوانین پر عمل کر کے انسان فائدہ اٹھاتا اور ان پر عامل نہ ہو کر اور ان کو ترک کر کے نقصان اٹھاتا ہے۔ اسی طرح قوانین روحانی پر عمل نہ کیا جائے تو نقصان ہوتا ہے۔ چنانچہ روحانی قوانین پر عمل پیرائی کے بغیر کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔

ان آیات میں اس کے بیان کی ضرورت یہ پیش آئی ہے کہ انسان کو یہ حقیقت باور کرانا مقصود و مطلوب ہے کہ زندگی سے پہلے موت ہے۔ ہر اعلیٰ زندگی، ادنیٰ زندگی پر موت سے جنم لیتی ہے۔ چنانچہ اگر ہم قومی زندگی کی بقاء اور قیام اور اس کا استحکام چاہتے ہیں تو اپنی انفرادی زندگی پر موت وارد کریں۔ اگر معاشرہ کی فلاح و بہبود پیش نظر ہے تو اپنی انفرادی خواہشات پر موت وارد کریں۔

پرسوں کی بات ہے یوم دفاع پاکستان منایا گیا۔ اور آج حضرت قائداعظمؒ کی برسی کا دن ہے۔ پرسوں روزنامہ مشرق میں ایک خاتون کا مضمون شائع ہوا ہے۔ میں نے اسے پڑھا ہے اس خاتون نے لکھا ہے کہ آج پاکستان میں یوم دفاع کی تقریب منائی جا رہی ہے۔ میں اس موقعہ پر قوم کو کیا دوں اور شہیدان وطن کو کیا نذرانہ پیش کروں؟ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے اس خاتون نے قوم و ملک کا عجیب نقشہ کھینچا ہے اور کہا ہے کہ ہماری حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ہم نااتفاقی، عدم اتحاد، انتشار و افتراق کا شکار ہیں، ہماری اخلاقی اور روحانی زندگی مفلوج ہے، ہماری معیشت و معاشرت میں بدامنی، اور بدنظمی کارفرما ہے۔ ہماری دینی حالت نہایت ابتر ہے، آج جو ہم میں انتشار ہے اس سے بڑا انتشار ممکن نہیں، آج جو قوم میں نفسا نفسی کا عالم طاری ہے، اس سے زیادہ بری مثال پیش نہیں کی جا سکتی —— لہٰذا آج ان افسوسناک حالات میں یوم دفاع پاکستان کی تقریب کے موقع پر قوم کے نام اور شہیدان وطن کی روح کے حضور کونسا نذرانۂ عقیدت پیش کروں؟ اور کونسا تحفہ پیش کروں؟

## جب مسلمان کو دین کے لئے مرنا آتا ہے تو اسے اسلام و ناموس رسول صلعم کی عزت کی خاطر زندگی نبھانا بھی آنا چاہیئے

مجھے اس مضمون کو پڑھ کر یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر خدانخواستہ اس وقت بھی قوم اور ملک کو دشمن کی جارحانہ قوتوں کا سامنا کرنا پڑے اور دشمن اپنے لاؤلشکر کے سمیت چڑھ آئے۔ تو میرا یقین ہے کہ ہم سب آن واحد میں مستعد ہو جائیں گے۔ پاکستان میں سب مسلمان بنیان موصوص بن کر دشمن کی ذلت و نکبت کے سامان کر دیں گے۔ ان میں کہیں بھی انتشار و افتراق دکھائی نہیں دے گا۔ اور ۱۹۶۵ء کے قومی اتحاد و اتفاق کا نظارہ پھر منظر عام پر آ جائے گا۔ لیکن یہ کیا بات ہے آجکل ہم اپنے درمیان بے برکتیوں اور بے اتفاقیوں اور بے اعتمادیوں کا کیا منظر دیکھ رہے ہیں جب امن ہے تو ہم آپس کے بیری ہیں ہمارے اخلاقی انحطاط و زوال کی کوئی حد نہیں۔ ہماری اسلامی یکجہتی کا لبادہ چاک چاک ہے ہم ہم اس امن کو توڑ رہے ہیں جس امن کو پیدا کرنے کی ہم کوشش کرتے ہیں۔

میرے دل میں یہ حقیقت پیدا ہوئی کہ مسلمان نے عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **اور ناموس دین اسلام اور اس کی عظمت کیلئے جان دینا تو سیکھی ہے لیکن زندہ رہ کر اسلام پر چلنا نہیں سیکھا**۔ یہ ایک تضاد ہے جو مسلمان کی زندگی میں اس کی ساری تاریخ میں نظر آتا ہے اور جس کا مشاہدہ ہم آپ آج کل کر رہے ہیں۔ اگر کوئی شخص ہمارے رسولؐ کو گالی دے ہمارے دین کو برا بھلا کہے تو ہم مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں اور یہ غیرت اسلامی کے عین مطابق ہے۔ لیکن امن و راحت کی حالت میں کتاب و سنت کے مطابق اور سیرت و اسوۂ حسنہ رسول صلعم کی متابعت میں گذر بسر کرنا ہمارے لئے مشکل بلکہ مشکل ترین ہے۔

## آج اسلام کی شانِ مسیحیت دکھلانے کی ضرورت ہے

یہ ہماری قومی زندگی کا بڑا بھاری المیہ ہے جس کا تدارک کرنے کے لئے اس زمانہ میں **حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے انہوں نے تعلیم دی کہ اے مسلمانو!** جہاں تم رسولؐ و اسلام کی غیرت و ناموس کے لئے جان دینا سیکھے ہو وہاں تم اسلام کی تعلیمات اور اس کی برکات کو اس دنیا میں عام کرنے کے طریقے بھی اختیار کرو۔

## دین اسلام کی حقیقی عزت و ناموس کے لئے زندہ رہنے کا صحیح طریق کار اختیار کرنے کی ضرورت

اسی کا نام مسیحیت کی زندگی ہے۔ اس لئے تمام حالات امن و آرام کے ہوتے ہوئے ایسے تمام ارادوں اور فعلوں سے اجتناب کرو جن سے اسلام کی عزت و ناموس پر حرف آتا ہو۔ اسلام اور رسولؐ کی عزت و غیرت کی خاطر اپنے جذبات پر، اپنے احساسات پر، اپنے بغض و تعصبات پر، اپنے آپ پر قابو پاؤ، اسلامی زندگی کے لئے فروعی زندگی کو قربان کر دو۔ اور قومی زندگی کے لئے انفرادی زندگی کو بھی قربان کر دو۔ اس موت اور اسی قربانی میں تمہاری شریعت و ملت کی زندگی ہے، اس کے احیاء و بقاء، ارتقاء اور استحکام کے لئے ہمیں ہمہ جہتی قربانی اور جہاد و ایثار کی ضرورت ہے۔ جھوٹ، مکر، فریب، دجل، حسد، بغض وغیرہ سیئات سے اجتناب اور صفات حسنہ کو پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اپنے نفس پر موت وارد کر لی جائے۔ اپنی جائز کمائی ہوئی دولت کو مخلوق خدا کی ہمدردی اور خیرخواہی کے لئے صرف کیا جائے۔ یہ وہ موتیں ہیں جن کے بغیر ہماری اعلیٰ، قومی، دینی اور اسلامی زندگی پیدا نہیں ہو سکتی۔

پاکستان میں ہم چاہتے ہیں کہ اسلام کی برکتوں بھرا نظام جاری و ساری ہو جائے لیکن کاغذ پر اسلامی نظام لکھ دینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ نہ اس سے اسلامی نظام برپا ہو سکتا ہے۔ یہ بات بالکل مضحکہ خیز ہے کہ ہمارے قلب و نظر تو اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہوں اور ہمارے دیوان اور دفتر اسلامی تعلیمات سے بھرے پڑے ہوں۔ اسلامی نظام کے احیاء کے لئے اپنے قلوب و نظائر کو اسلامی بنانے کی ضرورت ہے۔ جب تک ہماری زندگیوں میں یہ ایمان عملاً راسخ نہیں ہوتا کہ اللہ زندہ ہے۔ اس کی زندگی ہماری زندگی پر اثر انداز ہے اس کی قدرتوں، حکمتوں اور اس کے علم کی طاقتیں برابر کام کر رہی ہیں۔ وہ دیکھنے والا، سننے والا اور نیک و بد کا بدلہ دینے والا اور بد و شر کا علم رکھنے والا اور ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اس وقت تک اسلامی نظام کا خواب دیکھنا بھی ناممکن ہے۔ اسلامی نظام قائم کرنا چاہتے ہو تو پہلے اپنے دلوں پر اسلامی نظام کی حاکمیت قائم کرو۔ اپنے ضمیر اور نیت پر حکومت الٰہیہ کے قوانین مسلط کرو۔ یوں تو آج ہر کوئی اسلامی قوانین کے قیام کے لئے تقریر و تحریر سے مطالبات کر رہا ہے۔ لیکن قلب و نظر کو اسلامی بنانے کے لئے کوئی جستجو نہیں کرتا۔ ہمیں صرف ایک ہی شخص اس دور میں نظر آتا ہے جس نے حکومت الٰہیہ اسلامیہ کے قیام کے لئے

جد و جہد کی ۔ اور اس مقصد کے لئے یہ چاہا کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جائے جو اپنی خواہشات پر موت وارد کر لے ۔ چنانچہ (اسلام) کو قائم کرنے کے لئے ہر ایثار اور قربانی اور جہاد و مجاہدہ سے کام لیا ۔ غریب سے غریب احمدی فرد نے ایسی ایسی قربانیاں کر کے دکھلائیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے ، ایک صاحب رحیم بخش نامی سامانہ ریاست پٹیالہ کے تھے ۔ وہ گھاس کھود کر اپنی گذران کیا کرتے تھے ۔ لیکن وہ مالی ایثار میں پیش پیش ہوا کرتے تھے وہ روزانہ آمدنی کا غالب حصہ اشاعت اسلام کے لئے دیتے تھے ۔ اللہ اکبر! آپ سوچئے! قربانی کا کیا اعلیٰ نمونہ ہے کیا ان کی اپنی ضروریات نہیں تھیں ۔ کیا ان کے گھریلو اخراجات نہیں تھے ضروریات بھی درپیش تھیں اور اخراجات بھی شامل حال تھے لیکن ان میں ایک جذبہ یہ کام کر رہا تھا کہ اسلام کی زندگی کے لئے ۔ اور اس کی عظمت و سربلندی کے لئے اپنے نفس پر موت وارد کر لی جائے ۔ اس کے برعکس آج ہم موت سے گھبراتے ہیں ۔ اپنے نفس کی امان چاہتے ہیں اور اس کی ہر تحریک کو زندہ اور پورا کرنے کے لئے فکر میں لگے رہتے ہیں ۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ اسلام اور دین کی بھی خیر منانا چاہتے ہیں اور قومی زندگی کے خواب بھی دیکھنا چاہتے ہیں! یہ درست نہیں ۔

قانون الٰہی یہی ہے کہ خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً ۔ حسن عمل کی خاطر اگر موت قبول کرنا پڑے تو کرو ۔ اگر ایسا نہیں تو تمہاری زندگی حیوانی زندگی ہے یہ ایک ایسا اٹل قانون ہے ۔ اگر تم بار بار نظر کرو اور بار بار نظر دوڑاؤ تو تمہیں اس کے بغیر کوئی چارہ کار نظر نہیں آئے گا کہ موتوا قبل ان تموتوا ۔ مرنے سے پہلے اپنے اوپر موت وارد کر لو ۔ حضرت موسیٰ نے بھی اپنی قوم کو یہی فرمایا تھا کہ فاقتلوا انفسکم ۔ اپنی خواہشات کو کچل ڈالو پھر ہی تمہیں اعلیٰ زندگی نصیب ہو گی ۔

### ٹرینیڈاڈ سے آمدہ خوشخبریاں اور میاں فاروق احمد صاحب کی مراجعت

میں اب احباب و حضرات کو دو ایک خوشخبریاں سنانا چاہتا ہوں ۔ ایک تو یہ کہ ہمارے عزیز دوست محترم میاں فاروق احمد صاحب جو حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کے ساتھ احمدیہ کانفرنس گیانا پر گئے ہوئے تھے ۔ آج صبح بخیریت لاہور تشریف لے آئے ہیں اور اس مجمع میں شامل ہیں ۔ وہ خود بنفس نفیس اپنے دورہ کے حالات سنائیں گے ۔ کہ وہاں کی جماعتوں کا کیا حال ہے ۔ اور ان کے اندر تبلیغ و اشاعت اسلام کا [illegible]

ہیں چند ہفتے اسلام و سلسلہ کی بہبودی و فلاح کے لئے نکال کر جو لمبا اور دور دراز کا سفر اختیار کیا ہے ۔ وہ ان کے اسلامی اور جماعتی جذب و عشق اور اس راہ میں ایثار و قربانی کا آئینہ دار ہے ۔ ہم ان کے لئے جتنی نیک دعاؤں اور خواہشات و تمناؤں کا اظہار کریں اتنا ہی کم ہے ۔ ہم سب ان کے لئے [illegible]

### مسٹر عزیز احمد صاحب کا ایک ہزار پونڈ کا گرانقدر عطیہ

کل ہی حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کا مکتوب گرامی آیا ہے انہوں نے کامیاب سفر کی اطلاع دی ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ الحمد للہ یہ سفر ہر اعتبار سے موجب برکت رہا ہے جہاں اشاعت اسلام کے لئے بہت کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ملا ہے وہاں جماعتی زندگی اور اس کے استحکام کے لئے بھی امکانات روشن ہو گئے ہیں ۔ ایک موقع پر حضرت ممدوح نے برلن مسجد اور مشن کو خود کفیل کرنے کے لئے اپیل فرمائی ۔ تو صرف ایک صاحب محمد راجا صاحب نے ہی اس پر زر کثیر صرف کرنے کی پیشکش کر دی ۔ برلن مسجد کے تین طرف سڑکیں ہیں ۔ یہ اچھا موقعہ ہے کہ یہاں دو منزلہ عمارت تعمیر کر دی جائے ۔ نیچے دوکانیں ہوں ، جن میں انجمن کی طرف سے کاروبار کیا جائے اور اس کا نفع مسجد و مشن کے اغراض پر خرچ کیا جائے اس اپیل پر ایک صاحب جناب محمد راجا صاحب صدر جماعت احمدیہ سرینام جنوبی امریکہ نے ۵ ہزار مارکس فوری طور پر دینے کا وعدہ فرمایا اور تعمیر کے اوپر کے دیگر اخراجات بھی اپنے ذمہ لے لئے ۔ آپ نے اخبار میں پڑھ لیا ہو گا کہ وہاں کی جماعتوں نے ۲۵ سو روپیہ ماہوار باقاعدہ چندہ دینے کا وعدہ کیا ہے ۔ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کے مکتوب گرامی کے مطابق وہاں پر ۲۳ ہزار افراد احمدی ہیں اور محترم شیخ محمد طفیل صاحب رقمطراز ہیں کہ ایک وقت تھا کہ لوگ احمدی کہلانے سے گریز کرتے تھے ۔ لیکن اب یہ حالات نہیں رہے ۔ یہ ہچکچاہٹ جاتی رہی ہے لوگ اب فخریہ طور پر احمدی کہلانا اپنے لئے عزت محسوس کرتے ہیں ۔ شیخ محمد طفیل صاحب کا تار بعد میں ملا ہے کہ مسٹر عزیز احمد صاحب صدر احمدیہ کانفرنس ٹرینیڈاڈ نے ایک ہزار پونڈ چندہ میں دیئے ۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ۔ تو یہ حالات ایسے ہیں جو الحمد للہ ہمارے مقاصد کے لئے سازگار ہیں ۔ ہمارے مقاصد ہیں بھی کیا یہی کہ اسلام کا غلبہ دنیا پر ہو جائے ۔ کتاب و سنت کا نظام عالم انسانیت کے قلوب و نظائر پر مستولی ہو جائے ۔ توحید [illegible] یہی کام کرتے رہیں گے ۔ آپ نے دیکھا کہ مغرب میں اسلام و قرآن کی نشر و اشاعت کے لئے ہمارے کام میں کس قدر اللہ تعالیٰ برکت ڈال رہا ہے ۔ ہمارے لئے کس قدر راہیں کھل رہی ہیں ۔ اور وہاں کے لوگوں کے دلوں میں اس ربانی اور الٰہی مشن و مقصد میں تعاون کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کس قدر تحریک و ترغیب پیدا کر رہا ہے ۔ یہ شکر کا مقام ہے اور خوشی کا مقام ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے کا مقام ہے ان حالات کو دیکھتے ہوئے اگر میں یہ بات کہوں کہ ایسے ہی موافق و خوشگوار حالات یہاں بھی پیدا ہو جانے ممکن ہیں اور انشاء اللہ پیدا ہو جائیں گے ۔ اور ضرور ہوں گے ۔ تو یہ مبالغہ نہ سمجھیں ۔ بعید نہیں ہے ۔ یہ میں اس ایمان و اعتماد کی بناء پر کہہ رہا ہوں کہ ہمارے سامنے جو اغراض و مقاصد ہیں وہ دنیاوی اور مادی نہیں ہیں نہ اپنے نفس کے لئے ہیں بلکہ یہ صرف خالص للّٰہی ہیں اور ربانی ہیں ۔ یہ آسمانی کام ہے جو اللہ تعالیٰ پہلے اپنے مرسلین اور ماموروں کے ذریعہ کرتا ہے اور ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کر رہی ہے ۔ نہ یہ کام اللہ کا کام ہے اللہ کے لئے ہے ۔ وہ خود ہمارا حامی و ناصر ہو گا ۔ اور اس راہ میں اپنی سنت کے مطابق ان دیکھی راہوں سے استعانت فرمائے گا ۔ انشاء اللہ العزیز ۔

آج حضرت مولینا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری دامت برکاتہ خطبہ جمعہ و امامت کے لئے گلبرگ سے یہاں تشریف نہ لا سکے ۔ کل ان کی کار کو معمولی حادثہ پیش آ گیا وہ خود کار میں سوار نہیں تھے ۔ کار کو معمولی سا نقصان پہنچا ہے ۔ مولینا صاحب الحمد للہ بخیر و عافیت ہیں ۔

احباب کو معلوم ہو چکا ہے کہ انڈونیشیا کے سرگرم مبلغ جناب پروفیسر محمد ارشاد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ مرحوم جماعت انڈونیشیا کے روح رواں تھے ۔ بڑی صاحب علم و رتبت شخصیت کے مالک تھے ۔ ان کی جماعتی اور اسلامی خدمات بڑی قابل قدر ہیں ۔ ان کی موت سے سلسلہ کو بڑا نقصان پہنچا ہے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنے قرب کے بہترین مقام عطا فرمائے ۔ جملہ لواحقین کو صبر عطا کرے ۔ وہاں کی جماعت کے ان کا سا جذبہ جوش والا کارکن نصیب کرے ۔ نماز جمعہ کے بعد مرحوم کے لئے [illegible]

# اخبار احمدیہ

## محترم الحاج میاں فاروق احمد صاحب کی مراجعت وطن ۔

محترم میاں فاروق احمد صاحب ، جو حضرت امیر ایدہ اللہ کی معیت میں بیرون ملک تبلیغی دورے پر گئے ہوئے تھے ۔ آپ گذشتہ جمعہ ۹ بجے ہوائی جہاز کے ذریعہ بخیریت لاہور پہنچ گئے ہیں ۔ ہوائی اڈا پر احباب سلسلہ نے آپ کو خوش آمدید کہا اور بخیریت مراجعت وطن کے لئے مبارکباد پیش کی ۔

جمعہ نماز کے بعد محترم میاں صاحب موصوف نے اپنے دورہ کے روح پرور اور ایمان افروز حالات سنائے ۔ اسلام کی اشاعت و تبلیغ اور جماعت کی ترقی و استحکام کے سلسلہ میں اس دورہ کو آپ نے ایک نہایت اہم ، نہایت ضروری اور نہایت کامیاب دورہ قرار دیا ہے ۔

آپ نے فرمایا کہ میں جماعتہائے احمدیہ امریکہ و ٹرینیڈاڈ کی خواتین و احباب کے پرخلوص سلام اور دعاؤں کا روحانی تحفہ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے ایک پُرکیف فرض سے عہدہ برآ ہو رہا ہوں ۔ آپ کی تقریر کا مکمل متن کسی آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں ۔

## جماعت کے ڈاکٹر صاحبان توجہ دیں

دارالامان میں مرکزی جگہ پر مسجد و مارکیٹ کے قریب زائد از ایک کنال چار مرلے زمین ڈسپنسری کے لئے مختص کی گئی ہے جو احباب اپنی ڈسپنسری وہاں قائم کرنا چاہیں وہ راقم کو ستمبر ۱۹۷۰ء کے آخر تک مطلع کریں آیا وہ تعمیر کے کام کا خرچ خود برداشت کریں گے یا انجمن کرے اور ان کی کیا شرائط ہونگی ۔

(چوہدری) فضل حق
نگران دارالامان احمدیہ بلڈنگس لاہور

# جنوبی امریکہ کی احمدیہ کنونشن کی روئداد

## مختلف مساجد کا افتتاح اور حضرت امیر اور دیگر مندوبین کی تقاریر

## گیانا سے روانگی سرینام کے ہوائی اڈے پر عظیم الشان اجتماع

## شہر میں حضرت امیر ایدہ اللہ کا ورودِ مسعود

رپورٹ مرتبہ جناب محمد عبداللہ صاحب

۱۰ اگست کا دن جارج ٹاؤن گیانا میں ہمارا آخری دن تھا۔ چونکہ اکثر احباب اور احمدیہ انجمن کے عہدیدار کنونشن میں شمولیت کے لئے ہمارے ساتھ ہی جا رہے تھے۔ اس لئے یہ معلوم کرنا مشکل تھا۔ کہ کون ہوائی اڈے پر ہمیں الوداع کہنے کے لئے آیا ہے۔ اور کون ہمارا رفیق سفر ہوگا۔ آخر ہوائی جہاز کی روانگی سے چند منٹ قبل یہ عقدہ بھی کھل گیا۔ اور ہمراہیوں اور ٹھہرنے والوں میں تفریقی امتیاز پیدا ہوگیا۔

ایک گھنٹے کے سفر کے بعد ہوائی جہاز شام کے سات بجے سرینام کے ہوائی اڈے پر پہنچا۔ شہر سے ائرپورٹ تقریباً ۳۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ آسمان نے دل کھول کر بارش برسا دی۔ موسمی خرابی اور باد و باران کے باوجود ایک جمِ غفیر جو مردوں اور عورتوں پر مشتمل تھا وہاں کی جماعتوں کی اس عقیدت کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ جو ان کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے ہے اور وہ اس سلسلہ کے امیر کی قدر و منزلت کو پورے طور پر سمجھتے ہیں۔ تحریک احمدیت کا بیج ان علاقوں میں پچاس ساٹھ سال پیشتر جماعت کے مبلغین خصوصاً مولانا فضل کریم درانی اور حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کے ذریعہ پڑ چکا تھا۔ جب اس نے پودے کی شکل اختیار کرلی تو مولوی امیر علی صاحب نے کچھ عرصہ اس کی آبیاری کی۔ مولوی حاجی جگو صاحب نے اس کی خدمت کی۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور مولٰینا بشیر احمد صاحب منٹو اس پیڑ کو تر و تازہ کرنے کے لئے پہنچے اور سفر کی تکالیف اور کلفت کو برداشت کرتے ہوئے جماعت کے ایمانی جذبوں کو تر و تازہ کیا۔ ڈاکٹر نذیر احمد قریشی مرحوم نے اپنی خدمات پیش کیں۔ خداوند کریم نے اپنے فضل سے اس جماعت کے اندر جناب حاجی عزیز احمد صاحب۔ جناب ڈاکٹر ایم اے عزیز صاحب۔ جناب یوسف صاحب مولوی امیر علی صاحب جیسے مخیر۔ فیاض اور صاحبِ علم بزرگ ٹرینیڈاڈ میں پیدا کر دیئے جو اپنی مقامی جماعت کے روح رواں ثابت ہوئے ہیں۔ اسی طرح اللہ کریم نے جناب مسٹر ایم لیسین صاحب۔ مولوی عبدالرشید صاحب۔ مولوی عبدالرحمان صاحب۔ جناب یلح خان صاحب۔ جناب محمد اسمٰعیل صاحب جیسے احباب گیانا کی جماعت میں بطور ستون پیدا کر دیئے۔ جن کی قربانیوں سے اسلامک گارڈین کا پندرہ روزہ اخبار ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم ہوتا ہے۔ اسی گیانا میں مسٹر رجب خان جیسے بزرگ اگر گیانا کی مسجد کے لئے دس ہزار ڈالر قربان کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ تو اس علاقہ کی علمی اور دینی خدمت کے لئے خداوند کریم نے مولوی سبحان صاحب اور مولوی محمد اسحاق صاحب کو بھی پیدا کر دیا۔ سرینام کے صدر اعلےٰ محمد راجا صاحب جناب محمد گمان صاحب جناب علی بخش صاحب۔ مولوی محمد یسٰین صاحب نکیری۔ مولوی حاجی جگو صاحب۔ جناب محمد ایوب صاحب وغیرہ ہم احمدیت کے پروانے ہیں۔ اور اسلام کی راہ میں ہر مالی۔ جانی اور علمی قربانی کے لئے تیار اور آمادہ نظر آتے ہیں۔

**حضرت امیر ایدہ اللہ کے** پہنچنے پر آپ پر پھولوں کی بارش برسائی گئی۔ آپ کے گلے میں سینکڑوں ہار پہنائے گئے۔

احباب کا تقاضا تھا کہ حضرت امیر ایئرپورٹ کے ہال میں کرسی پر بیٹھ جاویں لیکن آپ نے منظور نہیں فرمایا۔ اور آپ اس مجمع کے ساتھ بدستور کھڑے رہے۔

سب سے پہلے مختصر الفاظ میں جناب محمد راجا صاحب پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سرینام نے اپنی طرف سے اور تمام جماعتوں کی طرف سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کا خیر مقدم کیا۔ اس کے بعد جناب عزیز صاحب نے حضور کے استقبال میں ایک نظم خوب ترنم سے سنائی۔ جس سے ہر کہ و مہ کے ایمانی جذبات تازہ ہوگئے۔ بہتوں کی آنکھوں میں سے خوشی و انبساط کے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس موقعہ پر ٹی۔ وی T-V والوں نے فلم اتاری۔ جو دیگر پروگراموں کے ساتھ ٹی۔ وی اسٹیشن سے دکھائی گئی۔

اس مختصر مگر پر از جوش و خلوص مظاہرے کے بعد تمام مہمانوں کو موٹروں پر سوار کیا گیا۔ اور ایک صد موٹروں کا جلوس احمدیہ انجمن سرینام کے ہیڈکوارٹرز پر پہنچا۔ خدا کے فضل سے بارش تھم گئی۔ اور ہمیں کوارٹرز سے باہر چند قدموں پر اتارا گیا۔ جونہی اس ہجوم نے جلسہ گاہ کا رُخ کیا جس کے آگے حضرت امیر ایدہ اللہ اور آپ کے ہمراہی تھے بچے بچیوں۔۔۔ نے استقبالیہ ترانے شروع کئے۔ اور حضرت امیر ایدہ اللہ پر پھولوں کی بارش برسائی۔ چند منٹوں تک اس جلوس کو آگے جانے سے رکنا پڑا۔ اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر معزز مہمانوں کو سٹیج پر جگہ دی گئی۔ یہ نظارہ نہایت ہی موثر اور ایمان افروز تھا جو زندگی میں بہت کم مواقع پر دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔

**مرکزی انجمن** کے صدر جناب محمد راجا صاحب نے حضرت امیر ایدہ اللہ اور آپ کے ساتھیوں کا نہایت موزوں الفاظ میں استقبال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت امیر کی اس بے نظیر قربانی سے جو آپ نے اس پیرانہ سالی میں سولہ ہزار میل کا سفر کر کے کی ہم سب کو سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ جناب شیخ میاں فاروق احمد صاحب کاروباری انسان ہیں ایسے کاروباری آدمی کا ہزاروں روپے خرچ کرنا اور مفتوں اسلام کی تبلیغ میں وقت کرنا نہایت قابل قدر ہے۔ آپ نے پریذیڈنٹ حاجی عزیز احمد صاحب کا کنونشن کی تحریک کو کامیاب بنانے پر خراج تحسین ادا کی۔ اس کے بعد جناب محمد راجا صاحب نے مولٰینا شیخ محمد طفیل صاحب کو اس اجلاس کا (M.C) صدر تجویز کیا۔

**مولٰینا شیخ محمد طفیل صاحب** کے ارشاد کی تعمیل میں مس شمیم بخش نے سبھی خوبی سبھی تعریف اللہ تعالےٰ کو ہے زیبا"۔ اور ڈاکٹر ایم اے عزیز صاحب نے " احمد مرسل۔ فخر دو عالم۔ صلی اللہ علیہ وسلم" اور مسٹر کمال صاحب آف گیانا نے "سلام اے آمنہ کے لعل اے محبوب سبحانی" ترنم سے سنا کر سامعین کو مسرور کیا۔ اس کے بعد بیگم صاحبہ فاروق احمد نے فرمایا کہ مجھے آپ سے مل کر از حد خوشی ہوئی ہے۔ اسی طرح گیانا کی جماعتوں نے جس خلوص اور جوش ایمانی کا مظاہرہ کیا۔ اور اسلام کی ترقی کے لئے عملی نمونہ دکھایا۔ اس کی ہمارے دلوں میں قدر و منزلت ہے۔ میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان علاقوں میں اسلام کو زندہ رکھے۔ انسان سیر و سیاحت کے لئے تو سفر کیا ہی کرتا ہے۔ لیکن ہمارا یہ سفر دین کے لئے اور حضرت مولٰینا صاحب کی معیت کے لئے ہے۔ آج کل اس قدر مصروفیت کا زمانہ ہے۔ کہ پانچ وقت خدا کو یاد کرنا مشکل ہوگیا ہے لیکن حضرت مولٰینا نے اپنی تمام عمر خدمت اسلام میں لگا دی ہے۔ ہم سب عورتوں کو چاہیئے کہ جس قدر ہو سکے ہم مردوں کی اسلامی کاموں میں امداد کریں۔ خدا فرماتا ہے کہ جو ایک قدم میرے راستہ میں اٹھاتا ہے۔ میں اس کی جانب دس قدم اٹھاتا ہوں۔

بعد ازاں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے آیات قرآن وللہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ۔۔۔۔۔۔۔ واللہ علےٰ کل شئی قدیر تلاوت کر کے فرمایا کہ خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ زمین اور آسمان کی بادشاہت پر اسی کی حکومت ہے۔ اس نے ہماری روحانی اور جسمانی ترقیات کے لئے تمام اسباب پیدا کر دیئے ہیں۔ روحانی پرورش کے لئے اس نے انبیاءؑ کا سلسلہ شروع کیا جو آدم صفی اللہ سے شروع ہوا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر ختم ہو گیا۔ حضرت محمد صلعم کو قرآن میں سراجاً منیراً کے لقب سے خطاب کیا گیا ہے۔ جب روشن سورج آجاوے تو پھر کسی اور روشنی کی ضرورت نہیں رہتی۔ ختم نبوت پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ حضور سرور کائنات صلعم نے خاتم النبیین کی تشریح میں خود فرمایا لانبی بعدی اسی سلسلہ میں حضرت مولانا نے حضرت امام زمان میرزا غلام احمد رحمتہ اللہ علیہ کے دعویٰ اور مقام کو واضح کرتے ہوئے فرمایا آپ کا دعوےٰ نبوت کا ہرگز نہیں تھا۔ میں آپ کے مریدوں میں سے ہوں۔ انہوں نے مجھ سے بیعت اخوت لی۔ بیعت نبوت کبھی نہیں لی۔

آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا جماعت بنانے کا مقصد سوائے اشاعت و تبلیغ اسلام کے کوئی نہیں تھا۔ اس غرض کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے حضورؑ نے خواجہ کمال الدینؒ کو تیار کیا۔ صدرالدین کو تیار کیا۔ محمد علی اور کئی دوسرے مبلغ تیار کئے۔ جنہوں نے اسلام کا نام یورپ اور امریکہ میں

بلند کیا۔ اور ان یورپین قوموں میں سے لارڈ ہیڈلے اور بیرن عمر جیسے انسان اسلام میں داخل ہوئے۔

حضور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کے بعد جناب شیخ فاروق احمد صاحب نے فرمایا:۔

میں اپنی خوشی کے اظہار کے لئے کھڑا ہوں۔ نہ صرف آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے بلکہ آپ کو اس عظیم الشان مقصد کی کامیابی پر مبارک باد دینے کے لئے کھڑا ہوا ہوں جو آپ نے پورا کیا۔ آپ نے جس اخوت کا مظاہرہ کیا۔ اس کے لئے آپ کو مبارک ہو۔

جناب عزیز صاحب کی دل آویز نظمیں ہمارے کانوں میں عرصہ تک گونجا کریں گی۔

آپ نے مندرجہ ذیل نظموں کو ترنم سے سنایا:۔

پھیلا ہے نور مصطفےٰ قرآن والوں سے
روشن شمع کو کر دیا احمدی جماعت نے
توحید کے نعروں سے مغرب کو ہلا دو تم
پھر دہر میں الہامی آواز سنا دو تم

۷ر اگست کو جمعہ کا دن تھا۔ نماز جمعہ ایک بجے کے بعد ہوئی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں امام مسجد حاجی مولوی محمد جگو صاحب نے نماز جمعہ پڑھانے کی درخواست کی۔ تمام مسجد اور اس کا ملحقہ کمرہ نمازیوں سے بھرپور تھا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد اشاعت اسلام کی ضرورت اور اہمیت پر بصیرت افروز خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ جس کام کو حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی "سورج کا مغرب سے نکلنا" کو مدنظر رکھ کر شروع کیا گیا ہے۔ اس کی مضبوطی اور ترقی کے لئے ضروری ہے کہ یہاں کی جماعتیں اس کام کو اپنے ہاتھوں میں لیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں پاکستان میں روپے کی ضرورت نہیں ہے، آپ خود روپیہ جمع کریں اور اس کو اپنے نظام کے ماتحت خرچ کریں۔

آپ نے فرمایا کہ اس پروگرام کے ماتحت میں جماعت سرینام پر ایک ہزار روپیہ ماہوار، گیانا پر پانچ سو روپیہ ماہوار۔ اور ٹرینیڈاڈ پر ایک ہزار روپیہ ماہوار ٹیکس لگاتا ہوں جو آپ کو ہر ماہ اپنے خزانہ میں جمع کرنا ہوگا۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کے اس فرمان کو ان تینوں ملکوں کے لیڈروں نے بخوشی منظور کر لیا۔

. . . . . . . . . . . . . . . .

## سٹی ہال میں کنونشن کا افتتاحی جلسہ

جمعہ کی شام کے آٹھ بجے پارے مارے بو کے وسیع ہال میں کنونشن کا افتتاحی اجلاس زیر صدارت جناب محمد راجا صاحب پریزیڈنٹ چیف احمدیہ انجمن سرینام شروع ہوا۔ سٹی ہال کھچا کھچ بھرپور تھا۔ اور بعضوں کو کھڑا رہنا پڑا۔ مہمانوں میں گورنر جنرل اور وزیر اعلیٰ کے نمائندوں کے علاوہ گورنمنٹ کے عہدیدار۔ وزیر۔ شہر کے ڈوسا اور مختلف مذاہب کے نمائندے موجود تھے۔ جناب ڈاکٹر ایم اے عزیز صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ جناب صدر جلسہ نے خطبہ صدارت پڑھا اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے کنونشن کا افتتاح کرنے کی درخواست کی۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک گھنٹہ تک خطاب کیا اور کنونشن کے افتتاح کا اعلان فرمایا۔ آپ کی تقریر ریکارڈ کر لی گئی ہے۔ چونکہ جمعرات کو میں اچانک بیمار ہو گیا تھا۔ اس لئے اس اجلاس کی روئداد میں نہیں لکھ سکا۔

اسی روز صبح گیارہ بجے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات گورنر جنرل سرینام سے ہوئی۔ آپ کے ہمراہ جناب شیخ میاں فاروق احمد و بیگم فاروق احمد صاحب۔ مولانا محمد طفیل صاحب۔ جناب حاجی عزیز احمد صاحب پریزیڈنٹ جنرل و بیگم عزیز احمد صاحب۔ جناب محمد راجا صاحب پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن سرینام۔ جناب ڈاکٹر ایم اے عزیز صاحب آف ٹرینیڈاڈ۔ اور مس زرینہ یوسف صاحب سیکرٹری جنرل تھے۔ کافی دیر تک حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی گفتگو گورنر جنرل سے ہوتی رہی۔ اور چائے کے بعد یہ مجلس برخاست ہوئی۔

۸ر اگست کو سرینام کی جماعت کی طرف سے شہر کے مختلف مقامات دیکھنے کے لئے آمد و رفت کا انتظام کیا گیا۔ سمندر کا کنارہ۔ المونیم کا رد بار کے کارخانے اور مختلف دلکش نظاروں کے دکھانے کا خاص بندوبست تھا۔ ۳ گھنٹے کے بعد واپسی ہوئی۔

۹ر اگست بروز اتوار کو میر زورگ MEER ZORG کی مسجد کے دالان میں جلسہ تھا۔ اور یہاں ہی کھانے کا بندوبست تھا۔ شام کو ایک اور اجتماع ہوا۔ جس کی صدارت کے فرائض جناب محمد راجا صاحب پریزیڈنٹ جنرل سرینام نے ادا کئے۔ جناب ڈاکٹر اے عزیز صاحب نے "احمد مرسل فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم" کے عنوان سے ایک نعت پڑھی۔ مسٹر باری میاں آف گیانا نے "اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے"۔ اور مولوی عبدالرحمان صاحب آف گیانا نے ایک اور نظم پڑھی۔ مقامی انجمن کے صدر مسٹر عبدالغفور مرادن صاحب نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی آمد پر اظہار تشکر کیا۔ امام مسجد صحراب لعل محمد خان نے دعا کی۔ اس کے بعد جناب مولوی مرسلین صاحب آف گیانا کی تقریر انگریزی میں ہوئی۔ جس میں آپ نے لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب کا حوالہ دیتے ہوئے سامعین کی توجہ ان اخلاق کی طرف مبذول کرائی جن سے قوم اصلی معنوں میں قدر و منزلت کے مقام پر پہنچتی ہے۔ مولینا محمد طفیل صاحب نے "پیغام احمدیت" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اور تقریر کی ابتدا میں اعلان کیا کہ کنونشن کی مبارکبادی کے پیغامات کنونشن کمیٹی کو جزائر فیجی۔ انڈیا۔ فلپائن۔ سیلون۔ انڈونیشیا۔ چین اور لاہور سے بذریعہ ٹیلیگرام پہنچ چکے ہیں۔ جزائر فیجی سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے دعوت بھی آئی ہے کہ واپسی آپ کی جزائر فیجی سے ہو۔

آپ نے کنونشن کے مقاصد کو بیان فرمایا۔ اور بتایا کہ اس کا اصلی مقصد مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے مواقع پیدا کرنا ہے۔ اور یہی پیغام احمدیت ہے۔ آپ نے حضرت محمد صلعم کی قوم کا حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم سے مقابلہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح حضرت موسےٰؑ کے تیرہ سو سال بعد حضرت عیسیٰؑ تشریف لائے اسی طرح حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے تیرہ سو سال بعد مسلم مسیح کو آنا چاہیئے تھا۔

مسٹر یوسف وزیر علی صاحب نے ایک خاص ترنم میں نظم پڑھی جس کی نقل لینے کی کوشش کی گئی۔

خاکسار کی تقریر "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" کے موضوع پر ہوئی۔ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ان مریدوں کی زندگی کے حالات بیان کئے۔ جو خاکسار کے ذاتی تجربہ سے گذرے اور جن کی زندگی ہمیشہ امتیازی رہی۔

## حاجی عزیز احمد صاحب جنرل پریذیڈنٹ

حاجی عزیز احمد صاحب جنرل پریذیڈنٹ مغربی ڈویژن کم گو ہیں۔ لیکن جو کچھ کہتے ہیں۔ اس کا دلوں پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر آپ کی بھی مختصر تقریر ہوئی۔ آپ نے تین سال قبل جبکہ تین ملکوں کی جماعتوں کا الحاق نہیں ہوا تھا۔ کی کیفیت کو بیان فرمایا۔ اور پھر دوران سال کی تحریکات پر سرسری نظر ڈالی۔ اور لوگوں سے پرزور الفاظ میں اپیل کی کہ وہ انجمن کے کاموں میں پوری طرح تعاون کریں۔

## شیخ فاروق احمد صاحب کی تقریر

جناب شیخ فاروق احمد صاحب نے اپنی تقریر پڑھ کر سنائی۔ آپ کی تقریر سے قبل صاحب صدر نے جناب فاروق احمد صاحب کی جو ذاتی قربانیاں اس کنونشن میں شمولیت کی وجہ سے ہوئی ہیں ان کو بیان کیا اور شیخ صاحب کو ہدیہ تبریک پیش کیا۔ اور توقع ظاہر کی کہ شیخ صاحب ہر سال کنونشن پر تشریف لایا کریں گے۔

## بیگم صاحبہ فاروق احمد کی تقریر

بیگم صاحبہ فاروق احمد انگریزی اور اردو میں اچھی طرح اپنے خیالات کو پبلک کے سامنے رکھنے کی قابلیت رکھتی ہیں سادہ لباس اور ملنسار طبیعت ہونے کی وجہ سے مستورات میں بہت ہر دلعزیز ہو گئی ہیں۔ ان کی ہر ایک تقریر سنا چھا جایا کرتا تھا۔ اور لوگ بڑی توجہ سے سنتے تھے، آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا:۔

"میں اکثر اپنے خاوند کے ساتھ بیرونی ممالک میں سیر و سیاحت کی غرض سے سفر کرتی ہوں۔ لیکن اس بار حضرت امیر نے اپنا ارادہ یہاں آنے کا ظاہر فرمایا اور ہمیں بھی ساتھ چلنے کی تلقین فرمائی۔ اس سفر کا مقصد نہایت بلند تھا۔ اس لئے ہم دونوں میاں بیوی اس کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس دنیا میں ان لوگوں کے نام زندہ ہیں جو مخلوق خدا کے لئے مفید ثابت ہوئے اس لئے یہ سوچ کر کہ اس سفر کا مقصد بلند ہے نصب العین اعلیٰ ہے میں بھی ساتھ ہو گئی۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی زندگی سرتاپا روشن ہے۔ خداوند کریم آپ کی زندگی کو دراز کرے ہمارے اس دنیا میں آنے سے ہمارے اوپر کئی ایک ذمہ داریاں ہیں۔ بچوں کی دیکھ بھال۔ گھر کی دیکھ بھال۔ اس قسم کی ذمہ داریاں جانوروں پر بھی ہیں۔ وہ بھی اپنے بچوں کی دیکھ بھال اور نگرانی میں کمی نہیں کرتے۔ لیکن بحیثیت انسان ہماری ذمہ داری اور بھی زیادہ اہم ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہماری اولاد نیک ہو ہم اپنی قوم کی خدمت کریں۔ ہمسایوں کی خدمت کریں، ملک کی خدمت کریں۔ اپنے بچوں کو ملک اور قوم کی خدمت کے لئے تیار کریں اپنا نصب العین بنائیں۔ جن لوگوں نے یہ بیڑا

اُٹھالیا ہے - وہ دوسرے ملکوں کے لوگوں کو اسلام کی روشنی دیں گے - ان کا نصب العین نہایت ہی اعلیٰ ہے -

آپ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا :-

ہر عورت کے بغیر آدھا ہے -
اسی طرح عورت آدمی کے بغیر آدھی ہے

جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم اکیلے کام کر سکتے ہیں وہ غلطی پر ہیں - عورت بھی مرد کی طرح تبلیغ میں حصہ لے سکتی ہے - عورت اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کر سکتی ہے - ہمیں عورتوں کی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیئے تا کہ وہ لائق مائیں بن کر اپنے بچوں کو صحیح اسلامی اصولوں پر تعلیم دے سکیں -

یہاں یہ دیکھ کر مجھے خوشی ہوتی ہے کہ تمہارے بہن بھائی سب مل کر دین اسلام کی ترقی اور بہبودی کے لئے کوشاں نظر آتے ہیں -

آپ کی تقریر کے بعد مس عارفہ آف ٹرینیڈاڈ نے یہ نظم ترنم سے سنائی :-

کسی کو بجز اللہ کے سجدہ نہ کرنا تم
کہیں انسانیت کے نام کو رسوا نہ کرنا تم

اور امام مسجد محراب لعل محمد کی نظم کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے یا ایھا الناس انا خلقناکم من نفس واحدۃ ... ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ یہاں تمام انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے - اسی طرح پہلی سورت الحمد للہ رب العالمین میں تمام مخلوقات کو مخاطب کیا گیا ہے - اسی سلسلہ میں آپ نے اپنی تقریر دلپذیر میں مساوات نسل انسانی اور اس کے اخلاقی امتیازات پر روشنی ڈالی -

آپ کی تقریر کو تحریر میں لانا نہایت ہی مشکل ہوتا تھا - تمام تقریریں ریکارڈ کر لی گئی ہیں جو بوقت ضرورت شائع کی جا سکتی ہیں -

مسٹر عزیز صاحب نے جن کی نظم خوانی کے متعلق پیشتر ازیں بیان ہو چکا ہے خاص ترنم سے "کو دل کس زباں سے ثنائے محمد" نعت پڑھی اور امام مسجد محراب لعل محمد صاحب کے شکریہ اور دعا کے ساتھ جلسہ برخاست کیا -

## نئی مسجد کا عظیم الشان افتتاحی جلسہ

۱۰ اگست بروز سوموار - کوکوم ساراس COME-SARAS-WAITING WAH کی نئی مسجد کا افتتاح تھا - یہ مقام پارے مارے بو PARAMARIBO سرینام کے دار الخلافہ سے سات میل کے فاصلے پر ہے - اس عالیشان مسجد کو جو کاریگری کا نمونہ ہے - دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ یہاں کے معماروں نے اس ڈیزائن کی مسجدیں تعمیر کرنا کہاں سے سیکھا - مسجد کے وسیع میدان میں ٹین کا شیڈ بنا کر جلسہ کے لئے تیار کیا گیا تھا - جس میں پانچ چھ سو آدمی آسانی سے بیٹھ سکتے ہیں - سب کے لئے کرسیوں کا معقول انتظام تھا -

جناب امام حسن نے جن کے نام پر تعمیر ہوئی ہے - تلاوت قرآن مجید کی اور دعا فرمائی - اس کے بعد صدر جلسہ جناب محمد راجا صاحب نے فرمایا کہ ہم سب کی یہی تمنا تھی کہ اس مسجد کا افتتاح حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب کے مبارک ہاتھوں سے ہو - خداوند کریم کے فضل سے ہماری یہ تمنا پوری ہو رہی ہے - اور ہم سب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہاں موجودگی کو نہایت خوشی اور انبساط سے دیکھ رہے ہیں -

مسجد کے افتتاح سے پیشتر مس عارفہ محمد نے "آرہی ہے عید کے گاؤ کر یہ عید کا دن ہے"، مس شمیم بخش نے "الٰہی اس جگہ کو تو بنا دے امن کی بستی" - اور مس ذکیہ دین - عارفہ شمیم اور ذکیہ نے "احمد مرسل فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم" کی نعتیں اپنی اپنی مخصوص طرز اور لہجے سے سنائیں -

حضرت امیر ایدہ اللہ نے مسجد کا افتتاح فرمایا اور پھر مسجد کے اندر ہی تقریر فرمائی - حضرت امیر نے فرمایا کہ کسی نئی عمارت کے افتتاح کے وقت عام طور پر چابی دی جاتی ہے اور پھر دروازہ کھول دیا جاتا ہے - قرآن مجید میں مسجد کا لفظ موجود ہے - اور چرچ کا لفظ انجیل میں نہیں ہے - اسلام کی خوبی یہ ہے کہ اس کی الہامی کتاب میں مسلم کا لفظ موجود ہے - قرآن کا لفظ موجود ہے - قرآن مجید میں بتایا گیا ہے - انا اول المسلمین - اسلام کے معنی ہیں - خدا کے حضور سجدہ کرنا - اس کی تابعداری کرنا - آپ نے اپنی تقریر میں مسجد کی تمام ضروریات اور اہمیت پر تقریر فرمائی اور اس کے بعد نماز مغرب اور عشاء اسی مسجد میں پڑھائی -

نماز کے بعد مسٹر ظفر علی خان وائس پریزیڈنٹ ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ، ڈاکٹر ایم اے عزیز صاحب پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن ٹرینیڈاڈ، مسٹر اسمٰعیل علی صاحب ایڈیٹر اسلامک گارڈین - اور مس زدینہ یوسف سیکرٹری جنرل احمدیہ انجمن ویسٹرن ڈویژن کی تقاریر ہوئیں -

کھانے کا انتظام نہایت ہی معقول تھا - تمام مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا - اور یہ مجلس رات کے دس بجے ختم ہوئی - دوران جلسہ میں حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب اور مکرم شیخ فاروق احمد صاحب کا ٹیلی ویژن کا پروگرام تھا - آپ بمع صدر مسٹر محمد راجا صاحب اور مسٹر فاروق احمد صاحب اور بیگم فاروق ریڈیو ٹی - وی اسٹیشن چلے گئے - یہاں سے آپ کا پروگرام ۹ بجے رات سے شروع ہوا - آپ کی واپسی تک زیر جلسہ کی کارروائی مولانا محمد طفیل صاحب کی صدارت میں جاری رہی -

## ایک نئی مسجد کے افتتاح کا جلسہ

۱۲ اگست بروز بدھ وار کو ایک نئی مسجد کا حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے افتتاح فرمایا جو ایک مقام پارانام Paranam میں واقع ہے - اس گاؤں کی اچھی خاصی آبادی ہے اور اس کے قرب و جوار میں المونیم دھات کے بنانے والے امریکن کارخانے موجود ہیں - جن کی وجہ سے ملک کے اس حصہ کی جانب سڑکیں اعلیٰ ہیں - اور موٹریں تیز رفتاری سے چل سکتی ہیں یہاں ہماری دعوت طعام ایک انڈونیشین مسلمان کی طرف سے تھی - جن کا اچھا کاروبار ہے اور ان کا نام MR. DJAMAL PRONOM جمال ہے - اس جماعت کے پریزیڈنٹ مسٹر ایوب الٰہی ہیں -

مسجد کے افتتاح کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھائیں اور مسجد کی ضرورت اور اہمیت پر خطبہ دیا - اس کے بعد باہر مسجد کے لان میں زیر صدارت مسٹر محمد راجا صاحب جلسہ ہوا - جناب ایوب الٰہی صاحب نے سورۃ فاتحہ پڑھی - مس حلیمہ خاتون آف پیرے ماریبو مس شمیم بخش آف ٹرینیڈاڈ نے نظمیں ترنم سے پڑھیں - حاجی الٰہی بخش صاحب پارانام PARANAM نے اپنی طرف سے تین انعام اُن لڑکیوں کو دیئے - جو مختلف اجلاس میں نظمیں سناتی رہیں - اور ایک خاص کمیٹی نے ان کا انتخاب پیشتر ازیں کیا ہوا تھا - پہلا انعام صدر جلسہ نے مس عارفہ کو دیا - دوسرا انعام مس ذکیہ کو اور تیسرے درجہ کا انعام مس شمیم بخش کو دیا - پہلا انعام ٹیپ ریکارڈر تھا -

## تین بھائیوں کا اتفاق

اس جلسہ کی ایک اور بڑی خصوصیت یہ تھی کہ تین بھائیوں کو جو کئی ایک سالوں سے روٹھے ہوئے تھے - اور ایک دوسرے کی تخریب میں کوشاں رہتے تھے صلح ہو گئی - اور انہوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر عہد کیا کہ وہ پھر کبھی اپنے اندر کینہ نہیں رکھیں گے - اور تینوں مل کر اسلام اور قوم کی خدمت کریں گے -

صاحب صدر کے ارشاد پر خاکسار نے اپنی مختصر تقریر میں اپنے مضمون "درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے" کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت شیخ محمد اسمٰعیل رحمہ کی زندگی کے حالات بیان کئے - اور "حیات اسمٰعیل" سے حوالے پڑھ کر بتایا کہ کس طرح ایک نہایت ہی مالدار انسان جس کو دنیاوی کاموں کی کثرت کی وجہ سے رات کو آرام کی ضرورت ہوتی ہے - رات کے دو بجے اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتا ہے - یہ سب حضرت امام زماں کی برکت اور صحبت کا نتیجہ تھا - کہ ایسے بزرگ اس جماعت میں پیدا ہو گئے - جن کی مثال اس زمانہ میں عنقا ہو گئی تھی -

خاکسار کی تقریر کے بعد مولوی حاجی الحاج محمد جگو کی تقریر تبلیغ اسلام کی ضرورت پر ہوئی - آپ نے اپنی تقریر میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - میاں شیخ فاروق احمد صاحب، مولانا شیخ محمد طفیل صاحب اور خاکسار کی ان قربانیوں پر خراج تحسین ادا کیا - جو تبلیغی سلسلہ میں ان کے امریکہ میں لانے کا موجب ہوئیں -

حلیمہ خاتون صاحبہ نے حسب ذیل نظم پڑھ کر سنائی - اور پھر اس نظم کو حضرت امیر کی خدمت میں پیش کیا :-

سلام علیکم لے حضرت مبارک ہو مبارک ہو
زیارت آپ کی ہم کو مبارک ہو مبارک ہو
امانت لے کے آئے ہیں نبی نوری کے سلکوں کی
وراثت یہ نبوت کی مبارک ہو مبارک ہو
مبارک ہو یہاں آنا سے توحید کو لیکر
بلا ناچ ہم سب کو مبارک ہو مبارک ہو
مبارک آپ کی تقریر با تاثیر رحمت ہو
تاثر اس کا ہم سب کو مبارک ہو مبارک ہو
جو مردہ قلب والے ہیں انہیں ہو زندگی حاصل
حیات جاوداں سب کو مبارک ہو مبارک ہو
مبارک ہار پھولوں کا گلے میں آپ کے یہ ہو
تبسم مثل گل مومن مبارک ہو مبارک ہو
دعا میں شیخ کرتا ہے مسلمان کل مسلماں ہوں
امیر اعظم کی کل کوشش مبارک ہو مبارک ہو

(دیسے علاقہ میں جہاں اردو کی تعلیم کا باقاعدہ طور پر انتظام نہیں ہے بشعر و شاعری کے قواعد سے مندرجہ بالا نظم کو نہیں دیکھنا چاہیئے -)

شیخ مظہر مسعود صاحب گوجرانوالہ

# کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
# بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

پیغام صلح مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۷۰ء میں "علمائے اسلام کا دلپسند مشغلہ" شائع ہوا ہے۔ کچھ اور فتوے جو بریلوی علماء کی طرف سے جاری ہوئے حاضر خدمت ہیں:۔

مولوی حشمت علی صاحب رضوی جو اپنے آپ کو سگِ دربارِ رضویہ لکھتے ہیں اور بریلوی جماعت میں مولوی احمد رضا خاں صاحب کے بعد ان کا مقام ہے۔ رسالہ احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ لکھتے ہیں:۔

—"وہ اغراض و مقاصد جن کے لئے مسلم لیگ بنائی گئی ہے وہی اصول شرعیہ و احکام اسلامیہ کے متضاد و مخالف ہیں۔"

اس کے بعد ایک اور رسالہ لکھتے:۔

"الجوابات السنیۃ علیٰ زہاء السوالات اللیگیہ مصنفہ اولاد رسول مارہروی"

"جو لوگ ان مقاصد اساسیہ لیگیہ کو سمجھتے ہوئے ممبر بنیں گے وہ خود بدمذہب ہو جائیں گے۔" (ص ۱۱)

—"لیگ کے مقاصد اساسیہ جو صریح محرمات ضلالات بلکہ منجر بکفریات ہیں۔" (ایضاً ص ۱۴)

"لیگ کی حمایت کرنا۔ اس میں چندے دینا۔ اس کا ممبر بننا۔ اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا منافقین و مرتدین کی جماعت کو فروغ دینا ہے اور دین اسلام کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔" (ایضاً ص ۲۰)

اسی رسالہ میں اس فتوے پر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور جناب ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب کے دستخط ہیں۔ ایک اور کتاب "تجانب اہل السنۃ" مصنفہ مولوی محمد طیب صاحب داناپوری قادری برکاتی جو کہ بریلوی علماء کی صف اول میں شمار ہوتے ہیں سید ابوالبرکات صاحب لاہوری کے مختلف رسائل پر مولوی طیب صاحب کی تصدیق موجود ہے بریلوی جماعت کے بڑے بڑے پیر شاہ اولاد رسول اور شاہ آل مصطفےٰ سجادہ نشین مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ کی اس کتاب پر تصدیق موجود ہے۔ اس کتاب پر مولوی حشمت علی رضوی صاحب (جو اپنے آپ کو سگِ دربارِ رضویہ لکھتے ہیں) کی بھی تصدیق موجود ہے۔

—"مسلم ایجوکیشنل کانفرنس، ندوۃ العلماء، خدام کعبہ، خلافت کمیٹی، جمعیت العلمائے ہند، خدام الحرمین، اتحاد ملت، مجلس احرار، مسلم لیگ، اتحاد کانفرنس، مسلم آزاد کانفرنس، نوجوان کانفرنس، غازی فوج، جمعیت تبلیغ اسلام انبالہ۔ سیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور۔ آل پارٹیز کانفرنس وغیرہ کمیٹیاں انہیں کافروں نیچریوں نے بنائی ہیں۔"

(تجانب اہل السنۃ ص ۹)

—"وہابیہ، دیوبندیہ، رافضی، نیچری، خاکساری، چکڑالوی، احراری، آغاخانی وہابیہ غیر مقلدین، وہابیہ نجدیہ، مسلم لیگی، صلح کلیہ، اپنے عقائد کفریہ یقینیہ کی بنا پر بحکم شریعت قطعاً یقیناً اسلام سے خارج اور کفار و مرتدین ہیں جو مدعی اسلام ان کے قطعی کفر پر اطلاع رکھتے ہوئے ان کو مسلمان کہے یا ان کے کافر، مرتد ہونے میں شک رکھے یا کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی یقیناً کافر مرتد ہے اور بے توبہ مرا تو مستحق نار ابد۔"

(تجانب اہل السنۃ ص ۴۵۳)

—"بحکم شریعت مسٹر جینا (جناح) اپنے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے جو شخص اس کو مسلمان جانے یا اسے کافر نہ مانے یا اس کے مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر مرتد۔"

(ایضاً صفحہ ۱۲۲)

—"حسن نظامی دہلوی بھی کافر ہے" (ایضاً صفحہ ۱۲۲)

—"شاعر علامہ اقبال بھی کافر ہے" (ایضاً صفحہ ۳۳۴)

—"ڈاکٹر صاحب کی زبان پر شیطان بول رہا ہے" (ایضاً ص ۳۴۰)

—"ڈاکٹر اقبال نے دہریت و الحاد کا زبردست پراپیگنڈا کیا ہے" (ایضاً صفحہ ۳۴۲)

—"مسلمان اہل سنت خود ہی انصاف کریں کہ ڈاکٹر صاحب کے مذہب کو سچے دین اسلام سے کیا تعلق ہے" (ایضاً صفحہ ۳۴۱)

—"اگر ان اعتقادات کے باوجود بھی ڈاکٹر صاحب مسلمان ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کوئی اور اسلام گھڑ لیا ہے" (ایضاً صفحہ ۳۴۸)

علامہ اقبال پر سب سے پہلے کفر کا فتوے سید دیدار علی شاہ صاحب والد ماجد ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب لاہوری شیخ الحدیث انجمن حزب الاحناف نے لگایا تھا۔

—"شبلی نعمانی اور الطاف حسین حالی بھی کافر ہے۔" (ایضاً صفحہ ۲۸۹)

—"مولوی نذیر حسین دہلوی (اہلحدیث) رشید احمد گنگوہی، محمد قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی، خلیل احمد سہارنپوری کافر ہیں جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے" (حسام الحرمین مصنفہ شاہ احمد رضا خاں بریلوی)

—"آج کل کے وہابی، رافضی وغیرہ ایسا شخص سب سے بدتر مرتد ہے اس سے جزیہ نہیں لیا جا سکتا، اس کا نکاح کسی غیر مسلم کافر، مرتد اس کے ہم مذہب ہوں یا مخالف مذہب غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا جس سے ہوگا محض زنا ہوگا۔ مرتدوں میں سب سے بدتر منافق ہے خصوصاً وہابیہ دیوبندیہ"

(احکام شریعت)

—"یہودی کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے اگر خدا کا نام لے کر ذبح کرے وہابی دیوبندی وغیرہ کا ذبیحہ نجس اور مردار قطعی ہے اگرچہ لاکھ بار خدا کا نام لے یہ سب مرتد ہیں"

(ولا ذبیحۃ مرتد ص ۸)

—"وہابی سے مصافحہ کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے"۔ (فتاوی رضویہ)

شاہ احمد رضا خاں صاحب سے کسی نے یہ دریافت کیا کہ وہابیوں کی بنائی ہوئی مسجد مسجد ہے یا نہیں۔ جواب میں فرماتے ہیں:۔ "کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے"۔

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۹۳)

علاوہ ازیں مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی کتاب "حسام الحرمین" "تمہید ایمان" میں کئی جگہ وہابیوں کو واجب القتل قرار دیا گیا ہے اور ایک وہابی کو قتل کرنا سو کافر کے قتل سے افضل ہے۔ بادشاہ اسلام اس بات کا مجاز ہے اور حرمین شریف اور مدینہ منورہ اور دیگر عرب ملکوں کے علماء کے فتوؤں کو شامل کیا ہے جس کے پڑھنے سے آپ صحیح طور پر لطف اندوز ہو سکیں گے اور پھر آپ فیصلہ کر سکیں گے کہ مولوی صاحبان فتوے لگانے میں کہاں تک حق بجانب ہوتے ہیں اور یہ قوم و ملک کی کس طرح "اسلامی تربیت" کرتے ہیں۔ اور یہ علماء جو کہ آج کل جمعیت العلمائے پاکستان کے نام سے ملک میں الیکشن لڑ رہے ہیں کیسا نظام لائیں گے جو ان کے نزدیک تو اسلامی ہوگا ہی لیکن اس ملک میں دوسرے گروہوں کے وجود کو کیسے برداشت کریں گے۔ ان حضرات سے یہ سوال ضرور کرنا چاہیئے کہ جب آپ ہر گروہ کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں تو ان دوسرے گروہوں کے بارے میں آپ کی پالیسی کیا ہوگی؟

قارئین حضرات! مولانا ظفر علی خاں مرحوم پر اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے فرزند حامد رضا خاں نے بھی جب کفر کا فتوے لگایا تھا تو انہوں نے ان کے متعلق فرمایا تھا:۔

حامد رضا خان آئے اوڑھ کر بدعت کا لحاف
ذات ان کی ہے مجددات انکی لام کاف

ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب لاہوری شیخ الحدیث انجمن حزب الاحناف کے والد بزرگوار سید دیدار علی صاحب نے بھی مولانا ظفر علی خان مرحوم پر کفر کا فتوے لگایا تھا تو مرحوم نے جواباً فرمایا:۔

"نکل جاتی ہے سچی بات جس کے منہ سے مستی میں
فقیہہ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا"

(منقول از تصویر کا دوسرا رخ مصنفہ محمد حنیف یزدانی قصوری خطیب اہل حدیث چیچہ وطنی)

**تصحیح**: اخبار پیغام صلح مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۷۰ء ص ۱۱ کالم ۲ کی بیسویں سطر کے الفاظ ..... "تو نے اپنے مسیح موعود کو فرمایا کہ" کے بعد سطور ذیل پڑھی جائیں:۔

"میں نے تیری دعا کو قبول کر لیا۔ یہ دین تو یہ مسلمان ہو جائیں گی اے اللہ آپ سے اور کون ولانے کا سچا ہے"

## اعلان

مقامی جماعت کا اجلاس عام مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ بوقت ۴½ بجے شام بمقام مسجد مسلم ٹاؤن لاہور ہونا قرار پایا ہے حضرت امیر قوم ایدہ اللہ اور محترم میاں فاروق احمد شیخ صاحب کی خدمت میں اجلاس کو خطاب کرنے کی استدعا کی گئی ہے۔ مغرب کی نماز کے بعد سالانہ ڈنر ہوگا۔ احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس اجتماع میں شامل ہو کر ثواب دارین حاصل کریں تفصیلی پروگرام بعد میں جاری ہوگا۔ فضل حق سیکرٹری مقامی جماعت لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور — مؤرخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۷۰ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — شمارہ نمبر ۳۷

# حضرت امیر کی خدمت میں ایک ہزار پونڈ کا عطیّہ

## شیخ محمد طفیل صاحب کا تار

سان فرنینڈو (ٹرینیڈاڈ) مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۷۰ء ۔ تمام ٹرینیڈاڈ حضرت امیر کی ذات مبارک کی وجہ سے حرکت میں آگیا۔ جناب عزیز احمد صاحب نے ایک ہزار پونڈ کا عطیّہ دیا ہے۔

طفیل

ایور گرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

جلد ۵۸ | یوم چہارشنبہ، مؤرخہ ۱۴ رجب المرجب ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۷۰ء | نمبر ۳۸

# حضرت امیر ایدہ اللہ ٹرینیڈاڈ کا دورہ مکمل کر کے ۱۴ ستمبر کو لندن روانہ ہو گئے

## ٹرینیڈاڈ کے لوگوں نے غمزدہ دل اور نمناک آنکھوں کے ساتھ آپ کو الوداع کہا

### لندن سے ۱۸ ستمبر کو حضرت امیر ایدہ اللہ جرمنی تشریف لے گئے

ٹرینیڈاڈ کے دورہ کی مفصل رپورٹ۔ مرتبہ شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے۔ بسلسلۂ اشاعتِ گذشتہ

### ۲ ستمبر ۱۹۷۰ء بروز بدھ

ساڑھے چار بجے شام حضرت امیر شاگواناس CHAGUANAS کمیونٹی سنٹر میں تشریف لے گئے جہاں اپنی جماعت کے علاوہ ہندو اور عیسائی شرفا بھی موجود تھے۔ اس علاقہ میں ہماری جماعت کو بنے ایک سال کا عرصہ ہوا ہے لیکن اس عرصہ میں انہوں نے خاصی ترقی کی ہے خاص طور پر ان کی یوتھ موومنٹ کی طرف سے مختلف انواع کے پروگرام پیش کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے اسلامی آرٹ اور دستکاری کی نمائش کا وسیع پیمانے پر انتظام کر رکھا تھا۔ اس علاقہ میں بعض نیگرو مسلمان ہیں۔ حضرت امیر کی تشریف آوری انہوں نے ہار پہنائے اور اردو انگریزی میں نظمیں پڑھیں۔ ڈاکٹر ایم اے عزیز نے احمدیہ یوتھ موومنٹ کے عہدہ داروں کو نصائح کیں اور ان کی تقرری کا اعلان کیا۔ احمدیہ یوتھ موومنٹ کے نام سے انہوں نے ایک ماہنامہ کا بھی اجرا کیا ہے جس کے ایڈیٹر مسٹر اقبال حیدل ہیں حضرت امیر اور خاکسار نے تقریریں کیں ساڑھے چھ بجے یہ کارروائی ختم ہوئی تو ہم لوگ ایک دوسرے شہر کیلیفورنیا کی طرف روانہ ہوئے جہاں مسٹر محمد ابراہیم نے ہمارے لئے کھانے کا انتظام کر رکھا تھا۔ نمازِ مغرب اور عشاء سے فارغ ہو کر کھانا کھایا اور پھر اس شہر کے کمیونٹی سنٹر میں جلسہ کے لئے گئے۔ جلسہ کی صدارت ڈاکٹر عزیز نے کی۔ سارا ہال بھرا ہوا تھا۔ حضرت امیر نے ایک پُرجوش تقریر کی۔ آپ کو جو کھانسی کی تکلیف ہو گئی تھی وہ جاتی رہی ہے اور آپ کی آواز اب نارمل ہو گئی ہے

ان دونوں جگہوں پر کوئی بیس افراد نے سلسلہ میں شمولیت حاصل کی۔

### ۳ ستمبر ۱۹۷۰ء بروز جمعرات

مغرب کی نماز سے کچھ قبل آئری ویلج IERE VILLAGE ٹھہرے جہاں جماعت کے دوست جمع تھے۔ یہ مسجد ٹرینیڈاڈ کی سب سے پرانی مسجدوں میں سے ہے۔ حضرت امیر کی تقریر کے بعد اس جگہ ۲۴ افراد نے بیعت کی

قارئین پیغامِ صلح اور احبابِ جماعت یہ جان کر خوش ہوں گے کہ اب تک سو سے زیادہ افراد باقاعدہ جماعت میں شامل ہونے کا اعلان کر چکے ہیں۔

نمازِ مغرب کے بعد اس گاؤں سے ہم لوگ نیو گرانٹ NEW GRANT کی طرف روانہ ہوئے جہاں ایک پبلک جلسے کا انتظام تھا یہاں ہماری جماعت مضبوط ہے۔ کھانا حاجی محمد علی صاحب کے گھر کھایا۔ ساڑھے سات بجے مسٹر شکور محمد کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا اور بہت کامیاب جلسہ رہا۔ متعدد افراد سلسلہ میں شامل ہوئے۔

### ۴ ستمبر ۱۹۷۰ء بروز جمعہ

جمعہ سینٹ جوزف کی مسجد میں ادا کیا گیا

دوپہر کا کھانا مسٹر امرل خان کے گھر کھایا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حضرت امیر جمعہ کے بعد آرام کے لئے ڈاکٹر ایم اے عزیز کے گھر گئے شام کے کھانے کا انہوں نے انتظام کر رکھا تھا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ اس میں شریک نہ ہو سکے۔ خاتمہ پر تھوڑی سی آئس کریم کھائی۔ شام کو ساڑھے سات بجے جلسہ تھا مسجد سینٹ جوسف کے میدان میں کرسیاں بچھا دی گئیں اور اڑھائی گھنٹہ تک جلسہ جاری رہا۔ حسب معمول حضرت امیر نے اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ ایک دو صاحب بیعت کرنے کے لئے آمادہ تھے لیکن اس کا علم جلسہ کے بعد میں ہوا اس لئے ان کی بیعت کو دوسرے دن پر ملتوی کیا گیا۔

### ۵ ستمبر ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ

آج ٹرینیڈاڈ کے تیسرے بڑے شہر اریما ARIMA کے ٹاؤن ہال میں جلسہ تھا شام کے کھانے پر ہم سب لوگوں کو اریما کے میئر مسٹر ایڈن رحیم نے بلایا۔ جلسہ کی صدارت بھی مسٹر رحیم کے سپرد تھی۔ اپنی صدارتی تقریر میں میئر نے تفصیل سے حضرت امیر کا اور احمدیہ تحریک کا تعارف کرایا۔ جلسہ میں گورنمنٹ کے منسٹر آف ہیلتھ بھی شریک ہوئے۔ نظموں اور نعتوں اور تعارفی تقریروں کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ اور میری تقاریر ہوئیں ڈاکٹر عزیز صاحب نے ایک مختصر سی تقریر کی۔ تمام ٹاؤن ہال بھرا ہوا تھا۔ جلسہ کے اختتام پر ۹ افراد بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ بیعت کرنے والوں میں سب سے زیادہ نوجوانوں کا حصہ ہے جس سے ان کے مذہب کی طرف رجحانات کا اندازہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

ان سب کو استقامت بخشے ان میں بیشتر لوگ وہ ہیں جو میسوری کاموں میں شریک ہوتے رہے ہیں اور اب ان کو صرف اشارہ کرنے کی ضرورت ہے اور وہ آگے بڑھ کر سلسلہ میں شامل ہو جاتے ہیں ان میں سے بعض باقاعدہ مبلغ بننے کی سوچ رہے ہیں۔

## ۶ ستمبر ۱۹۷۰ء بروز اتوار

کیلے فورنیا سان فرنانڈو سے کوئی ۱۵ میل دور ایک چھوٹا سا شہر ہے جہاں ہماری جماعت کے چند افراد رہتے ہیں۔ انکی کوششوں سے قریب ہی شوگر مل والوں نے ایک ایکڑ زمین مفت دے دی ہے جس پر مسجد اور سکول بنانے کا ارادہ ہے۔ ساڑھے تین بجے حضرت امیر ایدہ اللہ نے اس جگہ جا کر سکول اور مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ زمین بڑی پُر فضا جگہ پر واقع ہے۔ اسی ان مسجد اور سکول کے لئے جماعت نے ایک مینا بازار لگا رکھا تھا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اس بازار کا بھی افتتاح کیا۔ چھپے ہوئے پروگرام کے مطابق یہ آخری فنکشن تھا۔ الحمد للہ تمام جلسے کامیابی کے ساتھ ختم ہو گئے۔ اس بازار میں ایک خاتون نے بیعت کی۔

یہاں سے فارغ ہو کر ہم لوگ پاکستانی کونسل ڈاکٹر احمد کاظم کے گھر روانہ ہوئے جہاں رات کے کھانے کا انتظام تھا۔ رات بارہ بجے کے قریب واپسی ہوئی۔

اسی دوران میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی واپسی سفر کے انتظامات مکمل کئے ۱۴ ستمبر کو شام ۷ بجے لندن واپسی کا ارادہ ہے۔ چونکہ ہمیں یہاں ایک ہفتہ مزید ٹھہرنا پڑ گیا ہے اس عرصہ میں احباب نے چند اور پرائیویٹ تقریبات کا انتظام کر دیا۔

## ۷ ستمبر ۱۹۷۰ء بروز سوموار

میں نے اپنے نجی کاموں کے سلسلہ میں سب دن سان فرنانڈو میں گذارا۔ حضرت امیر مسٹر عزیز احمد کے دولتکدہ پر آرام فرماتے رہے۔

## ۸ ستمبر ۱۹۷۰ء بروز منگل

صبح کے وقت ایک امام مسجد صاحب نے آ کر حضرت امیر ایدہ اللہ سے گفت و شنید کی اور بعد میں بیعت کر کے واپس چلے گئے۔ ان صاحب کا جماعت میں شامل ہونا انشاء اللہ بہت مفید ہو گا۔ ان کے لڑکے پہلے ہی سے شامل ہو چکے ہیں۔

ساڑھے تین بجے مار ایبلا جو سان فرنانڈو کے قریب ہی ایک جگہ ہے وہاں حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک نئی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ یہاں انشاء اللہ ہماری جماعت کا مرکز تیار ہو گا جس کے ساتھ لائبریری بھی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ یہاں کے احباب کے نیک ارادوں کو بابرکت بنائے۔

اس موقعہ پر بھی چند دوستوں نے بیعت کی جو اپنے علاقہ میں اچھا اثر و رسوخ رکھتے ہیں۔

مار ایبلا سے واپسی پر مسٹر عزیز احمد صاحب کے گھر ایک عصرانہ کا انتظام ہوا۔ جس میں جماعتوں کے ...... افراد نے شرکت کی۔

## ۹-۱۰ ستمبر ۱۹۷۰ء بدھ جمعرات

مسٹر عزیز احمد صاحب حضرت امیر ایدہ اللہ کو اپنے مکان پر سمندر کے کنارے لے گئے تاکہ کچھ وقت لیکچروں اور سفر کی تھکان کو سمندر کے کنارے رہ کر دور کر لیں۔

مسٹر محمد یوسف بھی آپ کے ساتھ رہے۔

## ۱۱ ستمبر بروز جمعہ

حضرت امیر نے جمعہ فائر برن (FIRE BURN) کی جماعت میں پڑھایا۔ ۱۸ لوگوں نے بیعت کی۔ خاکسار نے جمعہ سان فرنانڈو کی مسجد میں پڑھایا۔

## ۱۲ ستمبر بروز ہفتہ

مسلم لیگ کے وائس پریزیڈنٹ اور مذہبی کمیٹی کے صدر مسٹر فخر علی نے حضرت امیر اور دیگر دوستوں کو رات کے کھانے پر بلایا۔ میں مسٹر فضل دین کے ساتھ ایک دوست کو ملنے ہوائی اڈے پر چلا گیا۔

## ۱۳ ستمبر۔ بروز اتوار

ساڑھے تین بجے الوداعی دعوت کا انتظام تھا۔ جماعتوں کے نمائندوں نے اپنے خلوص محبت کا اظہار کیا۔ میں نے چند الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔ حضرت امیر نے ایک تقریر کی جو آپ کی ٹرینیڈاڈ میں آخری تقریر تھی۔ قریباً بیس افراد نے بیعت کی۔ الحمد للہ۔ بیعت کنندگان کی تعداد ۲۰۰ تک پہنچ گئی۔

## ۱۴ ستمبر بروز سوموار

غمگین دل اور نمناک آنکھوں سے الوداع کہا۔ شام سات بجے سوار ہو کر لندن کی طرف روانہ ہو گئے۔

## ۱۵ ستمبر۔ بروز منگل

قریباً ایک بجے دوپہر لندن بخیریت پہنچ گئے۔ م۔ص

# حضرت امیر ایدہ اللہ کی

## حکام ٹرینیڈاڈ سے ملاقاتیں

اخبار ٹرینیڈاڈ گارڈین اپنے ۲۵ اگست ۱۹۷۰ء کے شمارہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ مولینا صدر الدین صاحب کی ٹرینیڈاڈ میں آمد اور ان کی مصروفیات کے متعلق یوں رقمطراز ہے:-

"مولینا کی گورنر جنرل سے ملاقات"

حضرت امیر مولینا صدر الدین صاحب نے جو مشہور زمانہ احمدیہ انجمن کے روحانی سربراہ ہیں گورنر جنرل سر سولومن ہوکوئے سے آج صبح ملاقات کی۔ وہ ڈاکٹر ماکس ان وزیر صحت دیہی امور اور پورٹ آف سپین کے صدر بلدیہ جناب ہملٹن ہولڈر سے بھی ملاقات کریں گے۔

حضرت مولانا ایک جید عالم اور قرآن مجید کے مترجم ہیں۔ آپ کریبین ممالک کے دورہ کے آخری مرحلہ پر یہاں تشریف لائے ہیں۔ آج رات ۷½ بجے ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ سان فرنانڈو میں ایک جلسہ عام سے خطاب کریں گے۔

کل اسی وقت سی پاریہ کی وسیع مسجد میں لیکچر دیں گے اور جمعرات کو پورٹ آف سپین کے ہال میں "اسلام بین الاقوامی مذہب" کے موضوع پر ایک پبلک لیکچر دیں گے۔ جمعہ کے روز آپ گاسپاریلو مسجد میں خطبہ ارشاد فرمائیں گے۔ اتوار کو "ناپاریما بول" سان فرنانڈو کے مقام پر ۲½ بجے بعد از دوپہر اور سوموار کو "دائیو کلارڈ" میں ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کے سکول میں جشن آزادی کے موقعہ پر جلسہ عام سے خطاب کریں گے۔

یہ پروگرام ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ نے تیار کیا ہے جو احمدیہ انجمن سے ملحق ہے۔

حضرت مولینا اس سے بیشتر گیانا اور سرینام کا دورہ مکمل کر چکے ہیں۔

اسی روزنامہ نے اپنے شمارہ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۷۰ء میں یہ دلچسپ خبر شائع کی ہے کہ شیخ محمد طفیل صاحب کی کتاب "سانگز آف اسلام" جس میں زیادہ تر نظمیں حضرت مسیح موعودؑ کی "درثمین" میں سے انتخاب کر کے ان کا انگریزی ترجمہ مع رومن تلفظ پیش کیا گیا ہے، ٹرینیڈاڈ کی ایک مقامی فرم نے اس کے ریکارڈ کئے ہیں جو ٹرینیڈاڈ، گیانا اور سرینام میں دستیاب ہوں گے"

قارئین کی دلچسپی کے لئے تراشے کا اردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

"نظموں کے ریکارڈ"

"مسلمان نوجوانوں کی ایک جماعت، جس نے حال ہی میں "ینگ مسلم سنگرز" کی تشکیل کی ہے ان کی ریکارڈ شدہ نظموں کے ریکارڈ اگلے ہفتے بازار میں آجائیں گے۔"

"یہ ریکارڈ پہلی مرتبہ مقامی طور پر تیار کئے گئے ہیں۔ اس میں مولینا ایس ایم طفیل صاحب کی کتاب "سانگز آف اسلام" میں سے نظمیں منتخب کی گئی ہیں۔

"ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کے ایگزیکٹو آفیسر جناب واحد عمر دین صاحب نے بتایا کہ یہ ریکارڈ یہاں مسلمانوں کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کریں گے۔"

## احمدیہ انجمن برائے مغربی امریکہ کی جنرل سیکرٹری محترمہ مسز زرینہ یوسف کا حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب کی ٹرینیڈاڈ میں آمد کے موقعہ پر خصوصی مراسلہ

حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب اور مولینا شیخ محمد طفیل صاحب سرینام سے ٹرینیڈاڈ بروز بدھ ۱۹ اگست ۱۹۷۰ء ۳۰-۲ بجے بعد از دوپہر پہنچے۔ الحاج عزیز احمد صاحب صدر کونسل احمدیہ انجمن برائے مغربی امریکہ نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔

۲۳ اگست ۱۹۷۰ء کو ایک خصوصی استقبالیہ تقریب جناح میموریل مسجد، سینٹ جوزف میں منعقد ہوئی۔ ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ جس کا باقاعدہ الحاق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے ہو چکا ہے۔ لیگ کے صدر جناب ڈاکٹر ایم اے عزیز صاحب نے جو کونسل احمدیہ انجمن برائے مغربی امریکہ کے نائب صدر ہیں اجلاس کی صدارت کی۔ یاد رہے کہ ڈاکٹر عزیز صاحب نے علیگڑھ یونیورسٹی

(باقی بصفحہ کالم ۲)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۷۰ء

# ماموِر زمانہ کی عزّت و عظمت کو دُنیا میں بحال کرنے میں جماعت احمدیہ لاہور کا حِصّہ

۱۳ ستمبر ۱۹۷۰ء کے روزنامہ "الفضل" میں مولوی یعقوب خان صاحب کا ایک اور مضمون شائع ہوا ہے جس میں حسب معمول خلیفہ ربوہ کی قصیدہ خوانی کرتے ہوئے جماعت لاہور پر پھر تیر و نشتر چلانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی، خلیفہ صاحب کی قصیدہ خوانی میں سب سے پہلا فقرہ جو موتی قلم سے انہوں نے نکالا ہے یہ ہے:-

"میں نے ایسا ایمان افروز اور دل کو سکون اور ٹھنڈک بخشنے والا خطبہ ساری عمر میں آج (۱۴ اگست ۱۹۷۰ء) کو پہلی دفعہ سُنا"

اسی قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں جن کے ذکر کی ضرورت نہیں، عقل اپنی اپنی پسند اپنی اپنی، اگر انہیں خلیفہ ناصر کے خطبات ایسے ہی سکون بخش معلوم ہوتے ہیں، تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم ان کی پسندیدگی میں حائل ہوں، لیکن اس کو کیا کہا جائے کہ جماعت احمدیہ لاہور سے انہیں ایسا عناد پیدا ہو گیا ہے کہ خواہ مخواہ ان پر آوازے کسنا انہوں نے اپنا شعار بنا لیا ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات انہوں نے یہ کہی ہے کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح نے کسی موقعہ پر یہ فرمایا تھا کہ:-

"دیکھو! خلافت کیسری کے سوڈا واٹر کی کوئی دُکان نہیں ہے کہ جا کر خرید لو"

بے شک انہوں نے فرمایا تھا، لیکن کن لوگوں کے متعلق؟ خانصاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ فقرہ انہی لوگوں کے متعلق انہوں نے فرمایا تھا جو ان کی خلافت کو چھیننے کے درپے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ حق مرزا صاحب کی اولاد کا تھا اور لے گئے غیر لوگ، اور طرح طرح کی باتوں سے وہ حضرت مولانا کو دُکھ دینے کے درپے تھے۔ افسوس ہے کہ خانصاحب نے جان بُوجھ کر حضرت مولانا کے الفاظ بزرگان جماعت لاہور کی طرف منسوب کر دیئے۔

اسی سلسلہ میں خانصاحب نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ:-

"لاہوری جماعت میں نمص اور سمجھدار لوگ بھی ہیں ان کے لئے یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ اللہ تعالٰی کی نصرت دامنِ خلافت سے وابستہ ہے، نصرت الٰہی کی ایک اور تازہ ترین مثال جسے میں احباب لاہور کی توجہ کے لائق سمجھتا ہوں وہ رسالہ الفرقان کا تازہ نمبر ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزّت و ناموس پر جو بڑے بڑے بدنما داغ مخالفین لگاتے تھے ایسے خوش اسلوبی سے صاف کر دیئے ہیں جس کے بعد کسی مخالف سے مخالف کو بھی چون و چرا کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی، میں یہ کہنے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتا ہوں کہ جماعت لاہور کی طرف سے لٹریچر کا جو انبار گذشتہ ساٹھ ستر سال میں شائع ہوا ہے اس تمام لٹریچر میں اس مدافعت کا عشرِ عشیر بھی نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزّت و ناموس کی مدافعت الفرقان کے اس نمبر میں کی گئی ہے۔"

وہ کونسی مدافعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رسالہ الفرقان نے کی ہے؟ اس کی تشریح کرتے ہوئے خانصاحب فرماتے ہیں:-

"تنسیخ جہاد اور گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی یہ دو نہایت شدید الزامات تھے جنہیں ہمارے مخالف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف پیش کر کے عوام کے قلوب کو زہر آلود کرتے تھے، مولانا موصوف کے محققانہ مضمون نے جو ان بیہودہ الزامات کی تردید میں شائع کیا گیا ہے ان الزامات کو بالکل بے اثر کر دیا گیا ہے۔"

الفرقان کے جس مضمون کا ذکر خانصاحب نے کیا ہے، وہ ہمارے سامنے ہے، اس میں سوائے اس کے کہ غیر از جماعت لوگوں کے وہ بیانات نقل کئے گئے ہیں جو انہوں نے گورنمنٹ انگریزی کی وفاداری اور خیر خواہی کی تائید میں دیئے اور اس گورنمنٹ کے ساتھ جہاد کو ممنوع قرار دیا، اور کچھ بھی نہیں، ہمیں اس مضمون کی تنقیص مدنظر نہیں، لیکن ہم افسوس کے ساتھ یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مولوی یعقوب خانصاحب نے الفرقان سے پہلے پیغام صلح کے مطالعہ کی زحمت گوارا کرنا پسند نہیں کی جس نے اپنے ۲۶ اگست ۱۹۷۰ء کے شمارہ میں اسی موضوع پر ایک طویل مقالہ سپردِ قلم کر کے ان معترضین کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی کا طعنہ دیتے ہیں۔ سر سید احمد خان، مولانا حالی، مولوی ظفر علی خان وغیرہم اور سب سے بڑھ کر علامہ اقبال کے بیانات سُنا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزّت و ناموس کی ایسی مدافعت کی ہے کہ جو خانصاحب کے خواب میں بھی نہیں آ سکتی کیا خانصاحب نے علامہ اقبال کا تہنیت نامہ ملاحظہ کیا ہے جو پیغام صلح کے مذکورہ شمارہ میں درج کیا گیا؟

اے تاجدارِ کشورِ جنت نشانِ ہند ؛ روشن تجلیوں سے تری خاورانِ ہند
محکم ترے قلم سے نظامِ جہانِ ہند ؛ تیغِ جگر شگاف تری پاسبانِ ہند

ہنگامۂ دغا میں مرا سر قبول ہو
اہلِ وفا کی نذرِ محقر قبول ہو

اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزّت و ناموس کی مدافعت ایسے ہی بیانات کے نقل کرنے سے ہو سکتی ہے تو "پیغام صلح" کا قدم اس مدافعت میں خدا کے فضل سے سب سے آگے ہے، لیکن خان صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے (بلکہ انہیں معلوم ہے اور وہ جان بُوجھ کر اظہار سے اغماض کرتے ہیں) کہ صرف یہی "دو" نہایت شدید الزامات نہیں جنہیں ہمارے مخالف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف پیش کر کے عوام کے قلوب کو زہر آلود کرتے ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر شدید ترین الزامات وہ ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مدعی نبوت اور تمام نہ ماننے والے مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا گیا ہے؟ کیا خانصاحب بتا سکتے ہیں کہ ان الزامات سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزّت و ناموس کی مدافعت کس فریق نے کی ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ یہی وہ الزامات ہیں جو عوام کے قلوب کو زہر آلود اور ان کو مشتعل کرنے کا موجب ہیں؟ اور یہی وہ الزامات ہیں جن کی توثیق قادیانی یا ربوائی جماعت نے سب سے بڑھ کر کی ہے اور اسی وجہ سے غیر از جماعت حلقوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام .......... کے خلاف شدید اشتعال پایا جاتا ہے بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہیئے کہ قادیانی جماعت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے کر حضرت ممدوح کی عزّت و ناموس کی بربادی میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی اور اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ لاہور نے ان دونوں الزامات کو حضرت کے اپنے بیانات اور دیگر دلائل و براہین سے غلط ثابت کر کے حضورؑ کی عزّت و ناموس کی مدافعت میں وہ کام کیا جس کا عشرِ عشیر بھی قادیانی جماعت کو نصیب نہیں ہوا، جماعت احمدیہ لاہور کی اسی مدافعت کا یہ نتیجہ ہے کہ کئی غیر از جماعت اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان الزامات سے بری یقین کرنے لگ گئے ہیں، افسوس ہے کہ خانصاحب کو مدافعت کا ایک ہی پہلو نظر آیا اور مدافعت کا وہ پہلو جو حقیقتاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزّت و ناموس کا پاسبان ہے اور جس سے قادیانی جماعت یکسر محروم ہے بلکہ اس کی مخالف ہے اس کی طرف سے انہوں نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں جو کسی حق پرست انسان کا کام نہیں۔

لیکن یہیں تک نہیں خانصاحب نے تو جماعت احمدیہ لاہور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے استخفاف کا الزام دیتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ:-

"احباب لاہور کے لئے لمحۂ فکریہ یہ ہے کہ شجرِ احمدیت جسے اللہ تعالٰی نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا اس سے وہ بالکل کٹتے چلے جا رہے ہیں اور اس ناشکری کی وجہ سے جو انہوں نے ماموِر وقت جیسی عظیم الشان نعمت کے استخفاف میں کی ہے اللہ تعالٰی نے اپنی نصرت کا ہاتھ اُن سے بکلی کھینچ لیا ہے۔ ان میں سے جو دوست علم و فضل کے دعویدار ہیں ان کے قلم سے بھی گذشتہ ساٹھ ستر سال میں کوئی تحریر اس پایہ کی پیدا نہیں ہو سکی جس سے ماموِر زمانہ کی عزّت دنیا میں بحال رہ سکے۔"

اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون۔ اس کو کہتے ہیں بغض و حسد سے اندھا ہو جانا، کیا مولوی یعقوب خان صاحب کی نظروں سے حضرت امیر مرحوم مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وہ لٹریچر اوجھل ہو چکا ہے جو تحریکِ احمدیت مسیح موعود اور دیگر اسی قسم کی متعدد کتابوں کی شکل میں شائع ہوا؟ اور بیشمار

(باقی بر صہ ۲)

## اِسلام خطرے میں!

ابوارشد

سیاست جب ہوئی تلپٹ تو سمجھو انقلاب آیا
سُنو "اسلام خطرے میں" تو جانو انتخاب آیا
امام وقت کی توہین جب مُلّا روا سمجھے
سمجھ لیجیے کہ دُنیا پر بلا اُتری عذاب آیا

لوگوں نے اس سے راہ ہدایت حاصل کی، کیا خانصاحب کو اپنے خسر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی کتاب مجدّدِ اعظم بھی یاد نہیں رہی جو احمدیت کا وہ شاہکار ہے، جس کی نظیر قادیانی اور لاہوری دونوں جماعتوں میں نہیں پائی جاتی، کیا یہ اعلےٰ پایہ کی کتاب ماموِر زمانہ کی عزت کو دنیا میں بحال کرنے کا موجب نہیں؟ بر خلاف اس کے اس کتاب کے پڑھنے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظمت و صداقت کا وہ نقشہ دلوں میں بیٹھتا ہے جس کا مخالف سے مخالف شخص کو بھی اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں ہو سکتا، ایسا ہی ڈاکٹر صاحب کے کئی دیگر مضامین جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت کو بحال کرنے کا موجب ہوئے خان صاحب کی نظروں سے کیسے اوجھل ہو گئے، یا وہ جان بوجھ کر ان سے اغماض کر رہے ہیں اور ان دو نوں حضرات پر ہی منحصر نہیں، حضرت شیخ عبدالرحمان صاحب مصری، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور دیگر کئی دوستوں کے مضامین جو پیغام صلح میں شائع ہوتے رہتے ہیں اور پیغام صلح کے مسیح موعود نمبر جو ہر سال حضور کی شانِ اقدس کے ثبوت میں شائع ہوتے رہتے ہیں، کیا خان صاحب کی نظروں سے مخفی ہیں؟ کیا ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کا جریدہ "بانگ اسلام" خان صاحب کو یاد نہیں رہا جو محض اس وجہ سے کہ اخبار لائٹ میں خانصاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت کو بحال کرنے کی توفیق نہیں ہوتی تھی، حضور علیہ السلام کی تائید و حمایت میں جاری کیا گیا۔ پھر اس عاجز راقم الحروف کی کتاب آئینۂ احمدیت کو تو خانصاحب بھول نہیں سکتے، جس کے پڑھنے سے خود خان صاحب کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت دوبالا ہو گئی تھی۔

غرض کس کس چیز کا نام لیا جائے۔ خانصاحب جماعت احمدیہ لاہور کی گذشتہ ساٹھ ستر سال کی ان اعلےٰ پایہ کی تحریرات کو اگر بھول چکے ہیں جو ماموِر زمانہ کی عزت دنیا میں بحال کرنیکی کا موجب ہوئیں، تو یہ ان کا قصور نہیں اس بغض و حسد کا نتیجہ ہے جو ان کے دل میں جماعت احمدیہ لاہور سے متعلق پیدا ہو چکا ہے اور ہمیں معاف فرمایا جائے اگر ہم ان کے طنز اور بغض و حسد سے بھرے ہوئے کلام پر بادلِ ناخواستہ یہ شعر پڑھنے پر مجبور ہوں ؎

ہمیرا اے حسود کیں رنجیست
کہ از عقوبت آں جز بمرگ نتواں رست

خان صاحب نے یہ کس طرح کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت کا ہاتھ لاہوری جماعت سے کھینچ لیا ہے خدا کے فضل سے اس جماعت کا قدم خدمتِ دین میں دن بدن آگے ہی آگے ہے، ابھی حال ہی میں جنوبی امریکہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ اپنے خاص فضل اور نصرت کا جو ہاتھ دکھایا ہے اور جس طرح جوق در جوق لوگ اس جماعت میں نہ صرف شامل ہوئے ہیں بلکہ اپنی مالی قربانیوں سے یورپ کے سفید پرندوں کو پکڑنیکا جو سامان انہوں نے کیا ہے وہ خانصاحب کے غور کے قابل ہے، خانصاحب کا دعوےٰ ہے کہ

"اگر ایسا ادارہ جیسے ووکنگ مسلم مشن ہے خلافت کے زیرِ اہتمام کام کرتا تو اب تک آدھا انگلستان مسلمان ہو گیا ہوتا"

ہم ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر خلافت ایسی ہی جادو کی چھڑی ہے، تو ووکنگ مسلم مشن پر کیا منحصر ہے وہ مشن جو سالہاسال سے خلافت کے زیرِ اثر لنڈن میں قائم ہے بلکہ مسجد بھی بنائی جا چکی ہے، اس نے آدھا انگلستان نہ سہی عشر عشیر بھی مسلمان کئے؟ خان صاحب اسی وجہ سے اب ماموِر من اللہ کی دی ہوئی بشارت سے بھی مایوس ہو گئے اور انہیں "اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی نظر آ رہی ہے کہ سفید پرندوں کے بجائے کالے پرندے غول در غول احمدیت میں داخل ہوں"، انہیں کالے پرندے ہی مبارک ہوں، جماعت احمدیہ لاہور تو ماموِر من اللہ کی پیشگوئی پر پورا ایمان رکھتی ہے اور یقین رکھتی ہے کہ ووکنگ مسلم مشن نہ سہی، احمدیہ اسلامک سنٹر لنڈن کے ذریعہ ان شاء اللہ سفید پرندوں کے غول در غول اسلام میں داخل ہو کر ماموِر الٰہی کی صداقت کا عملی ثبوت پیش کریں گے، اسی سے سمجھ لیجئے کہ ماموِر وقت جیسی عظیم الشان نعمت کا ساتھ کون دے رہا ہے اور شجرِ احمدیت سے کٹنے کا الزام کس پر عائد ہوتا ہے۔

# حضرت مولٰینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں

اکتوبر کی ۱۳ تاریخ جماعت احمدیہ کو ایک نہایت اندوہناک واقعہ کی یاد دلاتی ہے جو ۱۹۵۱ء میں حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مفارقت کا موجب ہے۔ حضرت مولانا کا وجود ہر ایک لحاظ سے قابلِ عزت و تکریم تھا کہ انہوں نے ایل ایل بی کرنے کے بعد تمام دنیاوی مفادات پر لات مار کر ماموِر من اللہ کے زیرِ سایہ خدمتِ اسلام کا بیڑا اٹھایا اور ۱۹۰۲ء سے لے کر ۱۹۵۱ء تک پورے پچاس سال اخبارات و رسائل اور کئی ایک چھوٹی بڑی انگریزی اُردو کتب اور سب سے بڑھ کر قرآن کریم کے انگریزی و اُردو تراجم کے ذریعہ وہ عظیم الشان خدمات سرانجام دیں جن کی نظیر تمام اسلامی دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ پھر نہ صرف اس لحاظ سے وہ قابلِ تکریم ہیں بلکہ حضرت مسیح موعودؑ نے ان کے اندر آثارِ سعادت پا کر یہ اعلان کیا کہ :-

"میں اس مدت میں یقینی طور پر دیکھتا ہوں کہ وہ میرے پاس ہیں۔ ظاہری نظر سے اور پوشیدہ طور پر ان کے حالات کا اخلاق اور دین اور شرافت کی رو سے تجسّس کرتا رہا ہوں، سو خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے ان کو دینداری اور شریعت کے ہر پہلو میں نہایت عمدہ انسان پایا ہے، غریب طبع، باحیا، نیک اندرون، پرہیزگار آدمی ہے اور بہت سی خوبیوں میں رشک کے لائق ہے۔"

کتنا بڑا سرٹیفکیٹ ہے جو ماموِر الٰہی نے انہیں دیا یہاں تک کہ بہت سی خوبیوں میں قابلِ رشک ٹھہرایا اور یہ بھی فرمایا :-

"اگر آپ کی خدا تعالیٰ کے نزدیک فطرت نیک نہ ہوتی تو میرا اس قدر نیک ظن ہو نہیں سکتا، اور ہرگز نہ ہوتا مگر میں دل سے اور دلی جوش سے آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کے لئے پنج وقت غائبانہ دُعا کرتا ہوں اُمید ہے کہ کسی وقت وہ دعائیں اپنا اثر دکھلائیں گی۔"

آخرکار ان دعاؤں نے اپنا اثر دکھلایا اور اس پاک انسان کے ذریعہ سے نہ صرف وہ عظیم الشان خدمات سرانجام پائیں جن کی وجہ سے اسلام کی صداقت دنیا پر روشن ہوئی اور یورپ و امریکہ اور خود برصغیر ہند و پاکستان میں کئی ایک نفوس ہدایت یاب ہوئے بلکہ اس نے خود اس ماموِر کی پیدا کردہ جماعت کے اندر گمراہی پھیلتے ہوئے اور ماموِر کی طرف غلط دعاوی منسوب ہوتے ہوئے دیکھ کر حق کی آواز بلند کی جس سے جماعت میں ایک تزلزل پیدا ہو گیا اور اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جماعت کا ایک حصہ ختم نبوت کا حقیقی مفہوم سمجھ کر ماموِر من اللہ کے صحیح مسلک پر قائم ہو گیا۔ یہ مولانا محمد علیؒ ہی تھے جنہوں نے ایک طرف غیر از جماعت علماء کے عقیدہ حیات و نزولِ مسیح کو ختم نبوت کے متضاد ثابت کیا اور دوسری طرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کو نبی بنانے والوں کو سمجھایا کہ ان کا عقیدہ بھی ختم نبوۃ کے منافی اور خود حضرت مرزا صاحبؑ کے بیانات کے خلاف ہے، اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج آپ کی آواز پر لبیک کہنے والوں کی تعداد خدا کے فضل سے بڑھتی چلی جا رہی ہے اور نہ صرف غیر از جماعت لوگوں میں سے کئی ایک حق کو شناخت کر کے سلسلہ حقہ میں شامل ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں بلکہ قادیانی اور ربوائی جماعت میں سے بھی کئی حق پسند اصحاب جماعت حقہ احمدیہ لاہور کے ساتھ شامل ہو کر مسیح موعودؑ کے صحیح مسلک کو اختیار کرتے جا رہے ہیں،

حضرت مولاناؒ کو فوت ہوئے آج بیس سال ہونے کو ہیں ضرورت ہے کہ آپ کی بیسویں برسی کے موقعہ پر ان کے دینی کارناموں کی یاد دلانے اور بچوں اور نوجوانوں کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی ترغیب دلانے کے لئے مختلف جماعتیں اپنے اپنے ہاں جلسے منعقد کر کے ان کے حالات بیان کریں، قوم کے رہنماؤں کی یاد کو تازہ رکھنا قومی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے از حد ضروری ہے تاکہ ہمارے بچے اور آئندہ نسلیں اس سے سبق حاصل کر کے ان قربانیوں اور اعمالِ حسنہ کو اپنا لائحہ عمل بنائیں جو ان

(باقی کالم اول کے نیچے)

(بقیہ کالم اول)

بزرگوں سے صادر ہوئے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کی ذاتِ گرامی اس پہلو میں بالخصوص قابلِ تقلید ہے اور اُمید ہے کہ آپ کی یاد کو تازہ کرنے اور آپ کے حالات سے سبق حاصل کرنے کے لئے ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو جگہ جگہ جلسے منعقد کرنیکا خاص طور پر اہتمام کیا جائے گا۔

# تعلیمِ قرآن رُوحانی اَمراض کے لئے کامل نسخۂ شفاء ہے

## دَجّالی زمانہ میں اَمراضِ رُوحانیہ کی عالمگیر وبائیں۔

## باطنی نظامِ قلب و رُوح کی اِصلاح اور علاج ........

## حضرت مسیح زمانؑ کی بعثت کی علّتِ غائی ——

## اَحمدیہ جماعت کا اوّلین فرض ........ دُنیا پرستی

## حرص و حسد، کذب و منافقت، مکر و فریب اور حرام خوری و حرامکاری

## کے بڑھتے ہوئے طوفانوں سے مُسلمانوں کو اپنے عمل و نمونہ سے نجات دلانا ہے۔

## خُطبہ جُمعہ

مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۷۰ء
فرمودہ
حضرت مکرّم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب
دامت برکاتہٗ
بمقام
جامع اَحمدیہ ۔ اَحمدیہ بلڈنگس لاہور

وَمن اٰیٰتہٖ انّک تری الارض خاشعۃً فاذآ انزلنا علیھا المآء اھتزت وربت ؕ انّ الذی احیاھا لمحی الموتٰی ؕ انّہٗ علٰی کلّ شیءٍ قدیر ........ ولو جعلنٰہ قراٰنًا اعجمیًّا لقالوا لولا فصّلت اٰیٰتہٗ ءَاعجمیٌّ وعربیٌّ ؕ قل ھو للذین اٰمنوا ھدًی وشفآءٌ ؕ والذین لا یؤمنون فی اٰذانھم وقرٌ وھو علیھم عمًی ؕ اولٰٓئک ینادون من مکان بعید —— (حٰمٓ السجدۃ ۔ ۳۹ تا ۴۴) ——

میں نے یہ چند آیات سورۃ حٰمٓ السجدۃ سے تلاوت کی ہیں۔ ان میں ذکر فرمایا ہے کہ :—

"اور یہ بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ تو زمین کو دیکھتا ہے کہ مُردہ پڑی ہوتی ہے، پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو اس میں نمو اور زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس ذات نے اس زمین کو زندہ کیا وہی ذات یقیناً مُردہ روحوں کو زندہ کرنے والی ہے۔ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو لوگ ہماری آیتوں میں کجی کرتے ہیں وہ ہم سے مخفی نہیں ہیں۔ کیا جو شخص آگ میں ڈالا جاوے گا وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو قیامت کے دن امن میں آئے گا۔ ضرور اللہ تمہارے عملوں کو دیکھ رہا ہے۔ جن لوگوں نے اس یاد رکھنے والی کتاب کا جب اُن کے پاس پہنچی انکار کر دیا (وہ بڑے بدبخت ہیں) اور یہ تو غلبہ پانے والی کتاب ہے۔ کہ باطل نہ اس کے سامنے سے اور نہ اس کے پیچھے سے اس میں داخل ہو سکتا ہے، کیونکہ یہ اس اللہ کی طرف سے اُتاری گئی ہے جو حکمت والا اور لائق حمد ہے۔ تم کو وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو تم سے پہلے پیغمبروں کو کہی گئی تھیں۔ بے شک تیرا پروردگار گناہوں کا بخشنے والا بھی ہے اور دردناک عذاب دینے والا بھی۔ اور اگر ہم اس کتاب کو غیر عربی زبان کا قرآن بناتے تو یہ ضرور کہتے کہ اس کی آیتوں کی تفصیل کیوں نہ کی گئی۔ کیا زبان تو غیر عربی ہو اور مخاطب قوم عربی ہو۔ کہو یہ کتاب ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہدایت اور شفاء ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں گرانی ہے اور وہ ان کے حق میں نابینائی ہے۔ وہ لوگ بڑی دُور کی جگہ سے پکارے جاتے ہیں۔"

قرآن کریم نے اپنی تعلیمات کو کئی موقعوں پر روحِ انسانی کے لئے شفاء قرار دیا ہے، ایک موقع تو یہی ہے۔ جو میں نے تلاوت کیا ہے۔ فرمایا اَمراض کی شفاء کے لئے قرآن کریم کا نزول ہوا اور دوسری جگہ قرآن کریم کو شفاء لما فی الصدور کہا ہے۔ یعنی سینوں کی بیماریوں کو شفا بخشنے کے لئے قرآن کریم نازل ہوا ہے۔ اور کئی جگہ اس تعلیم کو مردہ روحوں کے لئے زندگی دینے والا قرار دیا ہے۔

### اِنسانی زندگی کی خوشحالی کے لئے اہم ترین اَمر

سینے کی بیماریوں سے شفاء حاصل کرنا انسانی زندگی کا اہم ترین سوال ہے۔ مگر اس کی طرف سے کتنی غفلت اس زمانہ میں برتی جا رہی ہے۔ یہ غفلت اور بے پرواہی اپنی انتہا پر پہنچی ہوئی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود تمام تر بے نظیر مادی ترقیات کے جو آج کے علوم و فنون اور سائنس و فلسفہ کے ذریعہ ہوئی ہیں، قلوب کے اندر بے چینی اور بے اطمینانی زیادہ سے زیادہ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ کوئی قوم اور یا کسی ملک کا معاملہ ہو یا کسی فرد کا الاّ ماشاء اللہ، آپ کو یہی نظر آئے گا کہ ان میں مسلسل اضطراب و گھبراہٹ اور اندرونی طور پر بے امنی اور انتشار موجود ہے۔ بظاہر تو قیاس یہ کہتا ہے کہ جتنا جتنا سامان مادیت اور اس کی برکات و آسائشیں میسر آتی جائیں۔ اتنا ہی زیادہ انسان کو خوشی اور اطمینان حاصل ہوتے چلے جانا چاہیئے۔ مگر تجربہ اور امر واقعہ ایسا نہیں ہے بلکہ نتیجہ اس کے برعکس ہے۔ جہاں تک جسم کا تعلق ہے ممکن ہے یہ صحیح ہو، لیکن جہاں تک روحِ انسانی کے چین و قرار کا سوال ہے مادی دولت و ترقی اس کو یہ عطا نہیں کر سکی۔ بلکہ اس کے اضطراب گھبراہٹ کی موجب بن جاتی ہے۔

ہمارے کئی دوستوں نے بتلایا کہ وہ امریکہ گئے جو آج سب سے زیادہ دولت مند ملک ہے۔ وہاں کھانے پینے اور پہلنے اور دیگر سامانِ زندگی وافر اور بکفایت مہیا ہیں۔ مگر اس ملک میں باوجود اس قدر فراوانی اور خوش حالی کے انہوں نے دیکھا کہ وہاں رُوح کی بے اطمینانی، بے چینی، بے حسی، پژمردگی سب سے زیادہ پائی جاتی ہے حتیٰ کہ وہاں ذہن اور قلب کی امراض کے مریض سب سے زیادہ ہیں۔ وہاں کے پاگل خانوں میں دیگر ملکوں سے زیادہ مریض ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ باوجود مادی دولت و ثروت اور اس کے آرام و آسائش کی چیزیں میسر آنے کے قلوب و ضمائر کو کوئی اندرونی اطمینان اور سرور حاصل نہیں۔ یہ امر تو ایک مسلّم حقیقت ہے کہ ذہن و رُوح کی امراض کا اصل باعث بے چینی و گھبراہٹ، بے اطمینانی اور بے قراری کے جذبات ہیں۔ انسان کی رُوح کی رونق اور اس کا سرور و قرار کلام الٰہی اور اس پر عمل کرنے سے ہی میسر آسکتا ہے۔ اس کے علاوہ رُوح کے امراض کے لئے نہ کوئی علاج ہے نہ شفاء۔ اور نہ نجات کا راستہ ہے۔

### کون سا نظام انسان کو نجات دلا سکتا ہے؟

آج کل ہر کہیں مختلف تحریکیں برپا ہیں جو یہ کہتی ہیں کہ انسان اپنا اقتصادی نظام درست کرے، اپنا تعلیمی نظام سنوارے، اپنے صنعتی ملکی نظام میں تبدیلی پیدا کرے وغیرہ وغیرہ۔ فرد اور معاشرے، ملک و ملت کی فلاح ہو جائے گی۔ یہ سب کج فکریاں اور غلط اندازیاں ہیں۔ انسانی فلاح و بہبود کا نسخۂ کیمیا صرف اور صرف ایک اور یہی ایک ہے کہ انسان اندرونی اور باطنی نظام جو نیات اور ارادوں اور جذبات و خیالات سے تعلق رکھتا ہے دوسرے لفظوں میں جس کا تعلق رُوح سے ہے۔ اس میں صالح تبدیلی پیدا کرے۔ اس حقیقت کی طرف قرآن کریم نے بہت عُمدہ پیرایہ میں توجہ دلائی ہے۔ فرمایا کہ

کتاب ہدایت ہے اور شفاء ہے اور قلوب و نظائر کے امراض کے علاج و صحت کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے۔

آج علم و عقل کے اس زمانہ میں اکثر لوگ رُوح کے انکاری ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ کائنات اور اس کے اندر کا نظام اور ہم انسانوں کی دنیا یہ سب کا سب صرف جسم اور مادے کا کھیل ہے جسم کے آگے اور کچھ نہیں۔ اور جو رُوح کے قائل بھی ہیں وہ یہ کہدیتے ہیں کہ جسم و رُوح کا کیا باہم تعلق ہے؟ اور جسمانی امراض کا خوشی اور ناخوشی، بے چینی اور بے اطمینانی، سرور و مسرت سے کیا تعلق ہے؟

## ہارمونز یا اندرونی رطوبتیں اور ان کا اہم ترین اثر جسم کی نشو و نما اور دیگر افعال و جذبات پر۔

میں آج آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ علم طب نے اب یہ بات ثابت کر دی ہے کہ جسمانی صحت و تندرستی کا تعلق آپ کے ارادوں و نیات اور خیالات و جذبات سے بہت شدید اور گہرا ہے اور ایک کا دوسرے پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ میں اس موضوع پر اس وقت شرح و بسط سے اپنے خیالات و مطالعہ پر روشنی نہیں ڈال سکوں گا۔ لیکن اشارے کے طور پر کہتا ہوں کہ انسان کا اعصابی نظام اس کی ذہنی کیفیات اور اس کے جسم میں جو آپس کا تعلق ہے، اس کے بارے میں موجودہ علم طب نے یہ انکشاف کیا ہے کہ بعض ایسی رطوبتیں (Hormones or Internal Secretions) ہیں جو جسم اور رُوح کو ملاتی ہیں بعض جذبات و خیالات اور جسم کے درمیان رابطہ اور واسطہ پیدا کرتی ہیں۔ انسان کے جسم میں بعض چھوٹے چھوٹے غدود ہیں۔ ان کی رطوبتوں کو ہارمونز کہتے ہیں، جو براہ راست خون میں مل کر انسان کے جسم پر اور خیالات پر اثر پذیر ہوتی ہیں۔

۱۔ جب کوئی شخص غصہ میں آتا ہے۔ اس حالت میں ایک خاص رطوبت زیادہ مقدار میں پیدا ہو جاتی ہے۔ تو انسان کو غصہ آجاتا ہے۔ چنانچہ جذبات یا روح اور جسم کا باہم ایک دوسرے پر انحصار ہے۔ رطوبت اگر ضرورت سے زیادہ خارج ہو تو جذبات میں شدت پیدا ہو جاتی ہے اور اگر جذبات میں شدت پیدا کی جائے تو رطوبتیں زیادہ خارج ہوتی ہیں۔ اس قسم کے غدود انسانی جسم میں کئی ایک ہیں مثلاً :-

(۱) کھوپڑی میں پچوٹری گلینڈ (Pituitary Gland) جس کی رطوبت تمام دیگر رطوبتوں کا توازن برقرار رکھنے کا موجب ہے۔

۲۔ گلے میں تھائیرائیڈ (Thyroid Gland) جس کی رطوبت کا اثر بچہ کے نشو و نما پر خارق عادت اثر رکھتا ہے

۳۔ پیٹ میں گردوں کے اوپر ایڈرینل گلینڈز (Adrenal Glands)

۴۔ اسی طرح لبلبہ (Pancreas) کے غدود جو انسولین (Insuline) کی رطوبت خون میں داخل کرتے ہیں جس سے اعضاء غذا (یا شکر) کو استعمال کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔

۵۔ مرد اور عورت کے جنسی غدودوں میں کئی ایسی رطوبتیں پیدا ہو کر براہ راست خون میں داخل ہوتی ہیں جو ان کو جنسی خصوصیات عطا کرتی ہیں۔

## ذہن، رُوح اور جذبات کا جسم سے گہرا تعلق۔

میں نے ریڈرز ڈائجسٹ میں ایک پرانا مضمون پڑھا۔ جو ایک نفسیاتی ڈاکٹر کا لکھا ہوا ہے اور اس رسالہ میں اس کی تلخیص کی گئی ہے اس نے بیان کیا ہے کہ جذبات Emotions اچھے بھی ہوتے ہیں اور بُرے بھی۔ صالح اور اچھے جذبات کی حالت میں یہ رطوبتیں عین صحیح مقدار میں خارج ہوتی ہیں اور جب خراب جذبات انسان کے قلب و رُوح پر مسلّط ہوں جیسے ڈر و خوف، غم و حزن، حسد و لالچ، انتقام وغیرہ تو وہ رطوبتیں اپنی مناسب مقدار میں سے کم یا زیادہ خارج ہوتی ہیں۔ اور اس مضمون میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر آپ جسم کو تندرست رکھنا چاہتے ہیں تو جذبات و خیالات دوسرے لفظوں میں رُوح یا جذبات کو صحیح اور تندرست بنائیے یہ بہت وسیع اور لمبا مضمون ہے۔ میں نے اس کا ذکر یہاں اس لئے کیا ہے کہ آج کا علم طب بھی اس نتیجے پر پہنچا ہے۔ جو حقیقت ہمارے دین نے پہلے سے ہمیں سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ جسم اور رُوح کا گہرا تعلق ہے آج کی طبّی تحقیقات نے نہ صرف جسم اور رُوح کے گہرے و شدید تعلق کو تسلیم کر لیا ہے بلکہ اس نے ان دونوں کے مابین ذرائع اور وسائط کو دریافت کر کے بتلا دیا ہے۔

## ذہن انسانی یا نفسیاتی کیفیات اور اس کے جسم کا تعلق

اور یہاں تک اس نے ترقی کی ہے کہ بہت سی جلدی امراض جیسے ایگزیما (Eczema) و خارش اور بہت سے امراض معدے انتڑیوں کے زخم وغیرہ ان کا بیشتر اور غالب سبب غیر معتدل و شدید جذبات ثابت ہوئے ہیں حالانکہ زخم تو ایک جسمانی چیز ہے اور بظاہر قیاس زخم اور جذبے کا باہم کوئی تعلق نظر نہیں آتا لیکن جدید علم طب نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جو لوگ جذبات میں غیر معتدل ہیں وہ جسمانی بیماریوں کے شکار حتیٰ کہ معدہ اور انتڑیوں کے زخم۔ اور دمہ ایسی جسمانی امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس لحاظ سے رُوح کی تندرستی جسم کی تندرستی کے نکتہ نظر سے بھی بہت ضروری ہے۔ نفسیاتی ذہنی اور روحانی امراض تو بجائے خود ایک الگ باب کا حکم رکھتی ہیں۔ اس بارہ میں یہ اندازہ کیا گیا ہے ذہنی اور نفسیاتی امراض کی تعداد جسمانی امراض کی تعداد سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ مثلاً (Hysteria) ہسٹیریا۔ وہم (Hallucination) دیوانگی وغیرہ پھر جذباتی یا نفسیاتی غیر معتدل و غیر متوازن کیفیات اگر ان امراض میں انسان کو مبتلا نہ بھی کریں تب بھی ان کی کمی یا زیادتی و شدت سے جو دکھ و اذیت پہنچتی ہے اور مقاصد کی تکمیل میں جو رکاوٹ پیدا ہوتی ہے وہ اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے جو جسمانی امراض سے پیدا ہوتی ہے افسوس لوگوں نے روحانی، جذباتی اور نفسیاتی امراض اور کمزوریوں کو سمجھا ہی نہیں اس سے اس قدر تغافل ہے انکار کے برابر نظر آتا ہے اگر ہمیں کوئی پھنسی پھوڑا نکل آئے تو بہترین ڈاکٹر سے رابطہ قائم کرتے اور اس کے علاج معالجہ کی فکر کرتے ہیں۔ لیکن اگر روح بیمار ہو۔ اور رُوح کی امراض دن بدن بڑھ رہی ہوں۔ تو اس کی کسی کو پرواہ نہیں۔ رُوح کی بیماریاں جہاں ایک طرف باطنی خوشی اور اندرونی چین و قرار چھین لیتی ہیں وہاں جسم کی صحت کو بھی برباد کر دیتی ہیں۔ قرآن کریم نے واضح طور پر یہ بتا دیا ہے کہ یہ ہدایت کا سرچشمہ شفاء لما فی الصدور ہے۔ اگر دل کا اطمینان، رُوح کا قرار اور ذہن کا سکون چاہیئے تو خدا پر سچا ایمان اور کلام الٰہی پر عمل کرو۔

## خدا تعالےٰ پر سچا ایمان ہی طمانیت قلب یا دنیا کے ہموم و غموم سے نجات پیدا کر سکتا ہے۔

فرمایا ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکة ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون۔ جو لوگ خدا تعالےٰ کے رب ہونے پر ایسا مستحکم ایمان لاتے ہیں کہ اس پر زندگی کے نشیب و فراز میں قائم رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جو انہیں ہر خوف و حزن اور پریشانی و گھبراہٹ سے نجات دلاتے ہیں اور اسی زندگی میں ان پر قلب مطمئنہ اور روح تسکین شدہ کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

انسان کے اندر دو بڑے تباہ کن جذبات ہیں وہ خوف و ڈر اور حزن یا غم ہیں جن کا منبع دنیا سے شدید جذبات ہیں۔ جس شخص کا دل ان تباہ کن جذبات سے پاک و صاف ہوتا ہے وہ اپنے مقاصد کو پوری تندہی سے حاصل کر سکتا ہے جو لوگ شدید اور دائمی جذبات کے شکار ہوتے ہیں وہ اپنے مقاصد میں ناکام رہ جاتے ہیں۔ اس لئے قرآن کریم نے یہ نسخہ دیا ہے کہ اللہ کو اپنا رب تسلیم کریں اور اس پر استقامت اختیار کریں ایسے لوگوں پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور وہ فرشتے کیا کہتے ہیں ان لا تخافوا ولا تحزنوا نہ تم خوف کھاؤ نہ حزن کرو۔ یہ نسخہ شفاء ہے جس سے باطنی امراض خبیثہ سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔

یاد رہے کہ فرشتوں کا نزول فرضی بات نہیں ہے جو لوگ ان حقائق سے ناواقف ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ تو طفل تسلیاں ہیں دل کو بہلانے کی باتیں ہیں لیکن جو لوگ روحانی کوچے سے واقف ہوتے ہیں وہ فرشتوں کے نزول کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ ان پر فرشتے نزول کرتے ہیں بعض دفعہ فرشتے انسانی شکل میں بھی آتے ہیں جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبرئیلؑ وحی الٰہی لے کر نازل ہوا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات انسان کی شکل میں بھی ظاہر ہوتے تھے اور ان کو کشفی حالت میں ایک مرتبہ صحابہ رسول کریم صلعم نے بھی دیکھا۔ جب ان کے چلے جانے پر آنحضرت صلعم نے صحابہؓ کو بتلایا کہ یہ حضرت جبرئیل تھے جو انسانی شکل میں آئے تھے تا تمہیں دین سکھلائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کا نزول ایک حقیقت ہے۔ جس کی وجہ سے اطمینان قلب پیدا ہوتا ہے اور چین و قرار کی وہ دولت انسان کو حاصل ہوتی ہے جس سے جذبات خبیثہ ختم ہو جاتے ہیں اور انسان کا باطن ہدایت اور نور سے بھر جاتا ہے

## اس زمانے کا رُوحانی معالج اور اس سے رُوحانی تعلق کی ضرورت

اس زمانہ میں ایک عظیم الشان معالج آیا لیکن افسوس ہم نے اس کے حقیقی مقصد کی طرف توجہ نہ دی۔ آپ رُوحانی امراض کی شفاء کے لئے آئے تھے۔ میں حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے

ارشادات "فتح اسلام" سے پڑھ کر سناتا ہوں، آپ لکھتے ہیں:۔

"چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے اور جس قدر ان میں سے مستعد لوگوں کو تقریری ذریعوں سے روحانی فائدہ پہنچایا گیا اور ان کے مشکلات حل کر دیئے گئے اور ان کی کمزوری کو دُور کر دیا گیا اس کا علم خدا تعالےٰ کو ہے۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زبانی تقریریں جو سائلین کے سوالات کے جواب میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں یا اپنی طرف سے محل اور موقعہ کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت نہایت مفید اور مؤثر اور جلد تر دلوں میں بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام نبی اس طریق کو ملحوظ رکھتے ہیں اور بجز خدا تعالےٰ کے کلام کے جو خاص طور پر بلکہ قلمبند ہو کر شائع کیا گیا باقی جس قدر مقالات انبیاء ہیں وہ اپنے اپنے محل پر تقریروں کی طرح پھیلتے رہے ہیں عام قاعدہ نبیوں کا یہی تھا کہ ایک محل شناس لیکچرار کی طرح ضرورتوں کے وقتوں میں مختلف مجالس اور محافل میں ان کے حال کے مطابق روح سے قوت پاکر تقریر کرتے تھے۔ مگر نہ اس زمانہ کے متکلموں کی طرح کہ جن کو اپنی تقریر سے فقط اپنا علمی سرمایہ دکھلانا منظور ہوتا ہے۔ یا یہ غرض ہوتی ہے کہ اپنی جھوٹی منطق اور سوفسطائی حجتوں سے کسی سادہ لوح کو اپنے پیچ میں لاویں اور پھر اپنے سے زیادہ جہنم کے لائق کریں۔ بلکہ انبیاء نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل سے اُبلتا تھا وہ دوسروں کے دلوں میں ڈالتے تھے ان کے کلمات قدسیہ عین محل اور حاجت کے وقت پر ہوتے تھے اور مخاطبین کو شغل یا افسانہ کی طرح کچھ نہیں سُناتے تھے۔ بلکہ ان کو بیمار دیکھ کر اور طرح طرح کے آفات روحانی میں مُبتلا پاکر علاج کے طور پر انکو نصیحتیں کرتے تھے یا حجج قاطعہ سے ان کے اوہام کو رفع فرماتے تھے اور ان کی گفتگو میں الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہوتے تھے سو یہی قاعدہ یہ عاجز ملحوظ رکھتا ہے اور واردین اور صادرین کی استعداد کے موافق اور ان کی ضرورتوں کے لحاظ سے اور ان کے امراض لاحقہ کے خیال سے باب تقریر کھلا رہتا ہے کیونکہ برائی کو نشانہ کے طور پر دیکھ کر اس کے روکنے کے لئے نصائح ضروریہ کی تیر اندازی کرنا اور بگڑے ہوئے ... اخلاق کو ایسے عضو کی طرح پاکر جو اپنے محل سے ٹل گیا ہو، اپنی حقیقی صورت اور محل پر لانا۔ جیسے یہ علاج بیمار کے روبرو ہونے کی حالت میں متصوّر ہے اور کسی حالت میں کما حقہٗ ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے چندیں ہزار نبی اور رسول بھیجے اور انکی شرف صحبت میں مشرف ہونے کا حکم دیا تاہر ایک زمانہ کے لوگ چشم دید نمونوں کو پاکر اور ان کے وجود کو مجسّم کلام الٰہی مشاہدہ کر کے ان کی اقتداء کے لئے کوشش کریں۔"

آسمانی سلسلہ احمدیہ کی اصل غرض ایمان یقین محبّت اور اخوت میں ترقی پذیر ایک جماعت کی تعمیر ہے

پھر اسی کتاب میں دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"اگر خدا تعالےٰ کو ہمیشہ کے لئے اصلاح خلائق کی طرف توجہ ہے تو یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ ایسے لوگ بھی ہمیشہ کے لئے آتے رہیں کہ جن کو خدا تعالےٰ نے اپنی خاص توجہ۔ . . . . . . . . .

. . . . . . . . . .

. . . . . . . . . .

. . . . . . . . . . سے بینائی بخشی ہو اور اپنی مرضیات کی راہ پر ثابت قدم کیا ہو۔

بلاشبہ یہ بات یقینی اور امور مسلمہ میں سے ہے کہ یہ مہم عظیم اصلاح خلائق کی صرف کاغذوں کے گھوڑے دوڑانے سے رُوبراہ نہیں ہو سکتی اس کے لئے اسی راہ پر قدم مارنا ضروری ہے جس پر قدیم سے خدا تعالےٰ کے پاک نبی مارتے رہے ہیں۔ اور اسلام نے اپنا قدم رکھتے ہی اس مؤثر طریق کو ایسی مضبوطی اور استحکام سے رواج دیا۔ کہ اس کی نظیر دوسرے مذہبوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ کون اس جماعت کثیر کا دوسری جگہ وجود دکھلا سکتا ہے جو تعداد میں دس ہزار سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی اور کمال اعتقاد اور انکسار اور جانفشانی اور پوری محویت سے سچائی حاصل کرتے اور راستی کے سیکھنے کے لئے آستانہ نبوی پر دن رات پڑی رہتی تھی۔ بے شک حضرت موسےٰ کو بھی ایک جماعت ملی تھی۔ مگر وہ کیسی اور کس قدر سرکش اور متمرّد اور روحانی صحبت اور صدق قدم سے دُور اور مہجور رہنے والی تھی۔ اس بات کو بائبل کو پڑھنے والے اور یہودیوں کی تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسول مقبول کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کر لی تھی کہ اسلامی اخوت کی رُو سے سچ مچ عضو واحد کی طرح ہو گئی تھی۔ اور ان کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن میں انوارِ نبوّت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویریں تھے۔ سو یہ بھاری معجزہ اندرونی تبدیلی کا جس کے ذریعہ سے محض بُت پرستی کرنے والے کامل خُدا پرستی تک پہنچ گئے اور ہر دم دُنیا میں غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا تعلق پکڑ گئے کہ اس کی راہ میں پانی کی طرح اپنے خونوں کو بہا دیا۔ یہ دراصل ایک صادق اور کامل نبی کی صحبت میں مخلصانہ قدم سے عمر بسر کرنے کا نتیجہ تھا۔ سو اسی بناء پر یہ عاجز اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے مامور کیا گیا ہے اور چاہتا ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑھا دیا جائے اور ایسے لوگ دن رات صحبت میں رہیں کہ جو ایمان اور محبت اور یقین کے بڑھانے کے لئے شوق رکھتے ہوں اور ان پر وہ انوار ظاہر ہوں کہ جو اس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہیں اور وہ ذوق ان کو عطا ہو جو اس عاجز کو عطا کیا گیا ہے۔ تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جائے اور حقارت اور ذلّت کا سیہ داغ مسلمانوں کی پیشانی سے دھویا جائے۔ اسی کی بشارت دے کر خداوند خدا نے مجھے بھیجا اور کہا کہ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم اُفتاد۔"

معلوم ہوا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کی ایک بڑی غرض امراض روحانی سے شفاء ہے۔ پھر آپ نے وہ امراض بھی بیان کر دیں۔ چنانچہ فتح اسلام سے آپ کا درج ذیل اقتباس قابلِ غور ہے:۔

"یہ زمانہ جس میں ہم ہیں یہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ ظاہر پرستی اور رُوح اور حقیقت سے دُوری اور دیانت اور امانت سے محرومی اور اخلاقی پاکیزگی سے بےبہرگی اور لالچ اور بخل اور حُب دنیا سے معمُوری اس زمانہ میں عام طور پر ایسی پھیل گئی ہے کہ جیسے حضرت ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں میں پھیلی ہوئی تھی۔ پس جیسے یہودی لوگ اس زمانہ میں بکلّی حقیقی نیکی سے بے خبر ہو گئے تھے صرف رسوم اور عادات کو نیکی سمجھتے تھے اور علاوہ اس کے دیانت اور امانت اور اندرونی صفائی اور عدالت ان میں سے بالکل اٹھ گئی تھی۔ سچی ہمدردی اور سچے رحم کا نام و نشان نہیں رہا تھا اور انواع و اقسام کی مخلوق پرستی نے معبود حقیقی کی جگہ لے لی تھی۔ ایسا ہی اس زمانہ میں یہ تمام بلائیں ظہور میں آگئی ہیں۔ حلال چیزوں کو شکر اور مشکورانہ فروتنی کے ساتھ استعمال نہیں کیا جاتا۔ حرام کے ارتکاب سے کوئی کراہت اور نفرت باقی نہیں رہی۔ خدا تعالےٰ کے بزرگ حکم تاویلوں کے ساتھ ٹال دیتے جاتے ہیں ہمارے اکثر علماء بھی اس وقت کے فقیہوں اور فریسیوں سے کچھ نہیں مچھر چھانتے اور اونٹ نگل جاتے ہیں۔ آسمان کی بادشاہت لوگوں کے آگے بند کرتے ہیں۔ نہ تو آپ اس میں جاتے ہیں اور نہ جانے والوں کو جانے دیتے ہیں۔ لمبی چوڑی نمازیں پڑھتے ہیں مگر دل میں اس معبود حقیقی کی محبت اور عظمت نہیں منبروں پر بیٹھ کر بڑی رقّت آمیز وعظ کرتے ہیں مگر ان کے اندرونی کام اور ہی ہیں عجیب ہیں ان کی آنکھیں کہ باوجود ان کے دلوں کی سرکشی اور مفسدانہ ارادوں کے رونے کا بہت ملکہ رکھتی ہیں۔ اور عجیب ہیں انکی زبانیں کہ باوجود سخت بیگانہ ہونے دلوں کے آشنائی

کا دم بھرتی ہیں اسی طرح یہودیت کی خصلتیں ہر طرف پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں۔ تقویٰ اور خلا ترسی میں بڑا فرق آگیا ہے۔ ایمانی کمزوری نے الٰہی محبت کو ٹھنڈا کر دیا ہے دنیا کی محبت میں لوگ دبے جاتے ہیں۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا کیونکہ حضرت عالی سیدنا و مولانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور پیشگوئی فرما چکے ہیں کہ اس امت پر ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں وہ یہودیوں سے سخت درجہ کی مشابہت پیدا کرے گی اور وہ سارے کام کر دکھائے گی جو یہودی کر چکے ہیں یہاں تک کہ اگر یہودی چوہے کے سوراخ میں داخل ہوئے ہیں تو وہ بھی داخل ہوگی۔ تب فارس کی اصل میں سے ایک

**ایمان کی تعلیم دینے والا پیدا ہوگا اگر ایمان ثریا میں معلق ہوتا تو وہ اسے اس جگہ سے بھی پالیتا"**

ام الخبائث کی طرح بیماریوں کی جڑھ دنیا پرستی اور مادہ پرستی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے حب الدنیا راس کل خطیئۃ حضرت صاحب نے اس مرض کے دفعیہ کے لئے بار بار زور دیا ہے کہ دنیا پرستی کی جو وباء (مرض نہیں) پھیل پڑی ہے اس کی روک تھام کی جائے۔ اس لئے میرا سوال اپنے آپ سے اور آپ سے بھی یہی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ امراض روحانی کی شفاء کے لئے تشریف لائے تھے۔ ان کے اس مقصد کو ہم کس طور پر پورا کر رہے ہیں۔ کیا ہماری نظر ان روحانی امراض پر ہے؟ کیا ان کے علاج کی ہمیں فکر ہے؟ اور علاج کے لئے عملی تدابیر اور جد و جہد کیا ہم کر رہے ہیں؟ اور ان تدابیر کا کوئی اثر یا تبدیلی ہمارے اندر واقع ہوئی ہے؟ غور کریں کہ اس سلسلہ کا مقصد دنیا کے امراض روحانی کا علاج ہے۔ لیکن کیا یہ امراض خود ہم میں تو موجود نہیں!؟ ایک انگریزی مقولہ ہے:۔

Physician heal Thyself. اے معالج! پہلے تو خود اپنا علاج کر۔

حضرت اقدسؑ بھی فرماتے ہیں کہ اندھا اندھے کو کیا راہ دکھائے گا اور جو خود بیمار ہے وہ دوسرے بیمار کو کیا شفا بخشے گا؟ حضرت صاحبؑ کے مقصد کی تکمیل کے لئے سب سے پہلے ہم نے اپنا محاسبہ اور تجزیہ کرنا ہے کہ ہم نے خود کہاں تک باطنی امراض سے نجات پائی ہے؟ ہم نے اپنی نیات و ارادوں میں کہاں تک پاکیزگی اور طہارت پیدا کر لی ہے؟

اگر روحانی مرض سرایت کرنے لگی ہے تو کیا اس کے علاج کی طرف ہماری توجہ ہے؟ اگر یہ نہیں ہے تو ہمارے سب کام ادھورے ناقص ہیں۔ یہ ایک روحانی سلسلہ ہے

**اور جب تک روحوں کی صحت و شفاء کے لئے خاص توجہ نہیں دی جاتی صرف علم الکلام کے کاغذی گھوڑوں سے دنیا جہان کی فتح کے خواب دیکھنا غلطی ہے** اور حضرت صاحب نے صاف طور پر لکھا ہے کہ اصلاح خلائق کسی کاغذی گھوڑے دوڑانے سے نہیں بلکہ اس نہج پر قدم مارنے سے ہوگا جس پر انبیاءؑ پہلے۔ ابھی میں نے عرض کیا کہ انبیاءؑ کیا کرتے ہیں وہ مریض کے مرض کو دیکھتے ہیں اور اس کا علاج کرتے ہیں، تو ہمارے سلسلہ کا اولین اور مقدم ترین مقصد یہ ہونا چاہئے کہ ہم روحانی امراض کی طرف توجہ کر کے ان سے شفاء و رحمت کا سامان کریں۔ اور جب ہمارے پاس لوگ آئیں تو ان کی روحانی امراض کی تشخیص کر کے ان کو دور کرنے میں مصروف و مشغول ہو جائیں۔

واقعات تو مجھے یہ دکھلا رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ نے روحانی امراض سے شفایابی کے اصل مقصد کی جانب بہت کم توجہ دی ہے۔ اگر ہم خود انہی امراض میں مبتلا ہیں جن امراض کو دور کرنا ہمارا مقصد ہے اور جن سے نجات کے لئے ہم دوسرے لوگوں کو دعوت و تحریک کرتے ہیں تو اس صورت میں ہم کیونکر کامیابی حاصل کر سکتے ہیں؟ اللہ تعالےٰ ہماری حالتوں پر رحم فرمائے اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی کمزوریوں اور بیماریوں کی طرف توجہ دیں اور ان کے علاج و تدارک کی کوشش کریں۔ جب تک ہم خود روحانی طور پر صحت مند نہیں ہوں گے اس وقت تک ہم دوسروں کے روحانی امراض کا علاج کیسے کر سکیں گے؟ یہ تو فرمایا ان ربک لذو مغفرة وذو عقاب الیم۔ بے شک تیرا رب گناہوں کا بخشنے والا بھی ہے اور دردناک عذاب دینے والا بھی یہ فقرہ ہمارے غور و فکر کے لئے بہت سے سامان رکھتا ہے۔ آج دنیا میں چہار اطراف عالمگیر وبائیں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ جماعت ان روحانی وباؤں کے علاج اور ان سے نجات دلانے کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس مقصد کی تکمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

---

راولپنڈی میں میاں شریف احمد صاحب

# بقیہ
## (بسلسلہ صـ۲)

سے ایف۔ ایس سی کیا اور ایم بی بی ایس کی ڈگری کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے حاصل کی۔ آپ کئی سال تک احمدیہ بلڈنگس لاہور میں مقیم رہے۔ پھر آپ نے لندن سے ایم آر سی پی کیا۔ ان کے علاوہ استقبالیہ تقاریر کرنے والوں میں الحاج عزیز احمد صاحب صدر کونسل احمدیہ انجمن برائے مغربی امریکہ اور ٹرینیڈاڈ میں پاکستان کے اعزازی کونسل جناب ڈاکٹر آغا احمد کاظم بھی تھے۔ ڈاکٹر کاظم صاحب نے مولینا کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔

اس تقریب میں جناب مولوی امیر علی صاحب نے بھی شرکت کی۔ آپ ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کے بانی مبانی ہیں۔ اور اسلامی تعلیم احمدیہ بلڈنگس لاہور میں کئی سال تک حضرت امیر قوم کی سرپرستی میں حاصل کرتے رہے۔ ان کے علاوہ قابل ذکر ہستی جناب نور حسن علی نے بھی شرکت کی۔ ان کا شمار ٹرینیڈاڈ اور ٹوبیگو کے ممتاز ججوں میں ہوتا ہے۔

اس تقریب کا ایک مقصد تو حضرت امیر قوم کی تاریخی آمد کا جشن منانا تھا، دوسرے ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کی ۲۳ ویں سالگرہ کی تقریب کا بھی انعقاد تھا۔

۲۳ اگست ۱۹۷۰ء کو پانچ بجے شام حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب اور ان کے رفقاء کو فائزآباد کی جماعت کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ اس اجلاس کی صدارت وہاں کی جماعت کے صدر جناب عنایت محمد صاحب نے کی۔ اس موقعہ پر حنیف محمد صاحب نے نہایت خوش الحانی سے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ اس کا سہرا جناب شیخ محمد طفیل صاحب کے سر ہے جنہوں نے لوگوں کو نہایت محنت سے قرآن کریم کی قرأت سکھائی۔ اس کے بعد بچیوں نے نہایت دلی انداز میں شیخ محمد طفیل صاحب کی کتاب "سانگز آف اسلام" سے نظمیں پڑھیں۔ سرینام، گیانا اور ٹرینیڈاڈ میں اتنی زیادہ مقبول ہیں کہ ٹرینیڈاڈ کی ایک فرم نے ان نظموں کے ریکارڈ تیار کئے ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اس موقعہ پر اسلامی تعلیمات کے کمالات پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ کس طرح تحریک احمدیت مغربی اقوام کو اسلامی نظریۂ حیات سے روشناس کرا رہی ہے آپ نے اس امر پر زور دیا کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اشاعت اسلام کے اہم کام کے لئے متحد ہو جائیں اور بھرپور کوشش کریں کہ برِ اعظم امریکہ میں اسلام کی پاک تعلیم پھیل جائے۔ اجلاس کے اختتام پر ۲۵ افراد نے حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہ عہد کیا کہ وہ اپنے آپ کو اسلام کی اشاعت اور دفاع کے لئے وقف کرتے ہیں اس کے بعد حضرت امیر قوم اور ان کے رفقاء کو جماعت کے صدر کے گھر پر جانے پر ایک پُر تکلف دعوت دی گئی۔

اسی روز شام کے سات بجے حضرت امیر، جناب عزیز احمد صاحب اور ان کی اہلیہ، جناب ڈاکٹر ایم اے عزیز صاحب مس زرینہ یوسف صاحبہ اور دیگر احباب کووا تشریف لے گئے جہاں ۵۰۰ سے زائد احباب کے مجمع نے ان کا پُر جوش استقبال کیا، اس جلسہ کی صدارت جناب ڈاکٹر اے حسین صاحب نے کی۔ سب سے پہلے قرآن مجید کی تلاوت کی گئی اور دو ترنم میں سے نظمیں پڑھی گئیں۔ اس کے بعد جناب شیخ محمد طفیل صاحب نے تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں بانی تحریک احمدیت کے دعاوی پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور ختم نبوت پر ایمان کے صحیح موقف کی تفصیلات بیان کیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے کہا کہ جماعت اہل سنت اور جماعت ربوہ دونوں ختم نبوت کے منکر ہیں کیونکہ جماعت اہل سنت ابھی تک حضرت عیسیٰؑ جو کہ ایک مستقل نبی ہیں ان کی آمد کے منتظر ہیں اور جماعت ربوہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی تحریک احمدیہ کی طرف دعوے نبوت منسوب کرتے ہیں اس طرح دونوں حضرت نبی اکرمؐ کے بعد ایک نبی پر ایمان لانے کے قائل ہیں، اور اس طرح ختم نبوت کے قائل نہیں۔

آخر میں حضرت امیر مولینا صدر الدین صاحب نے اسلام میں رواداری کے موضوع پر ایک بلیغ خطبہ فرمایا۔ انہوں نے انسانیت کی وحدت پر زور دیا اور یہ کہ خدا نے اپنی نعماء اور برکات تمام اقوام پر نازل فرمائی ہیں۔ آپ نے قرآن مجید اور رسول اکرم صلعم کی زندگی سے ثابت کیا کہ اسلامی تعلیمات کسی خاص قوم کے لئے نہیں بلکہ یہ اقوام عالم کے لئے ہیں۔ آپ نے لوگوں کو اس مشہور واقعہ کی طرف اشارہ کیا جس میں ........ آنحضرت صلعم نے ایک مقدمہ کے دوران فیصلہ ایک یہودی کے حق میں اور مسلمان کے خلاف دیا۔ آپ نے آخر میں اس امر پر زور دیا کہ مسلمان کو وسیع القلب ہونا چاہیئے اور ہر قوم کا فرد اس کے نزدیک قابل احترام ہو۔ اور اس کی زندگی انسانیت کی خدمت کے لئے ہو کیونکہ خدا کی عبادت کا اصل مقصد انسانیت کی خدمت ہے۔

---

# جنوبی امریکہ کی احمدیہ کنونشن کی روئیداد

## مختلف مساجد کا افتتاح اور حضرت امیر اور دیگر مندوبین کی تقاریر

## سرینام میں الوداعی جلسہ

## پارامیربو میں کنونشن کا اجلاس

رپورٹ مرتبہ جناب محمد عبد اللہ صاحب

### پارامیربو میں کنونشن کا اجلاس

۱۳ اگست ۱۹۷۰ء - بروز جمعرات سرینام کے کنونشن کے جلسے مختلف مقامات پر کئے گئے لیکن ان میں خوبی یہ تھی کہ سوائے نکیری کے جلسے کے باقی تمام اجلاس شہر پارا میربو PARA MARIBO کے ہیڈ کوارٹرز یا ان کے قریبی مضافات میں ہوئے جس کی وجہ سے ہم روزمرہ سفر کی زحمت سے بچ گئے - ۱۳ اگست کا اجلاس اس شہر کی ایک بہت پرانی مسجد کے وسیع صحن میں ہوا جس کی تعمیر ۱۹۰۲ء کو ہوئی تھی۔ اس مسجد کے امام اسلام بادشاہ ISLAM BADULLAH نے قرآن مجید کی تلاوت فرماکر حضرت امیر ایدہ اللہ و دیگر مہمانوں کا خیر مقدم فرمایا۔ آپ نے اپنے ویلکم ایڈریس میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمات اسلامی پر خراج تحسین ادا کیا - اور بتایا کہ وہ ہر جمعہ نماز میں حضرت امیر کے خطبات پڑھا کرتے ہیں جو اخبار پیغام صلح میں شائع ہوتے ہیں - ان کی تقریر کے بعد امام مسجد صاحب کے ایک ننھے شاگرد ناصر خان نے جن کی عمر ۸ سال ہے - اپنی مختصر تقریر سے سامعین کو حیرت زدہ کر دیا اس کی تقریر ان الفاظ سے شروع ہوئی :-

"ہم احمدی مسلمان ہیں - ہم زندہ قوم ہیں ہم دنیا کو فتح کریں گے - قرآن مجید ہمیں سکھاتا ہے کہ خدا ایک ہے وہی اس کائنات کا پیدا کرنے والا ہے، اس کے بغیر کوئی پرستش کے لائق نہیں - ......."

صدر جلسہ مسٹر محمد راجا صاحب نے فرمایا کہ گیانا کی جماعت کے کافی لوگ واپس چلے گئے ہیں - اور جو باقی رہ گئے ہیں - میں ان کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں - آپ کی لگاتار حاضری اور قربانیاں قابل تعریف ہیں - آپ کے سامنے اشاعت اور تبلیغ کا ایک بھاری فریضہ ہے - جو آپ نے ادا کرنا ہے - جنرل طارق نے جب سپین پر حملہ کیا تو اس نے اپنے جہازوں کو جلا دینے کا حکم دیا تاکہ ان کی فوج پیٹھ دکھا کر واپس نہ جاسکے۔ آخر ان کی بے نظیر قربانیوں کی وجہ سے سپین فتح ہوا اور اس پر مسلمانوں نے سینکڑوں برس حکومت کی۔ آپ نے فرمایا کہ کل سے جلسہ نکیری میں ہوگا وہاں بھی کافی لوگ بذریعہ سٹیمر آج رات کو چلے گئے ہیں اور کچھ لوگ بذریعہ ہوائی جہاز وہاں کل روانہ ہوں گے۔

مسٹر علی بخش نے خوش الحانی سے ایک نظم پڑھی جس کا پہلا مصرع

" دلا غافل نہ ہو یک دم کہ دنیا چھوڑ جانا ہے "

اس کے بعد مس رکیتا آمنہ نے انگریزی زبان میں حاضرین و حاضرات کو مخاطب کیا آپ ٹرینیڈاڈ کی قابل ترین خواتین میں سے ہیں - اور انگریزی زبان میں نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ پُر اثر اور پُر مغز تقریر کر سکتی ہیں - انہوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی قربانی پر موزوں الفاظ میں تبصرہ کیا اور ٹرینیڈاڈ وومنز ایسوسی ایشن TRINIDAD WOMENS ASSOCIATION کی خدمات اسلامی کا تذکرہ کیا - اور بتایا کہ یہ ایسوسی ایشن ۲۲ سال سے قائم ہے - اس میں آج تک کوئی تفرقہ نہیں ہوا - اس کے ممبروں نے کبھی عہدوں کے لئے لڑائی جھگڑا نہیں کیا - وہ بار بار مختلف عہدوں پر کام کرتی ہیں - آپ نے مستورات سے اپیل کی کہ وہ بھی انہی اصولوں پر اپنی آرگنائزیشن بنا کر کام کریں۔

مسٹر یوسف وزیر علی کی نظم "بندگی ہی آقائے عالیجاہ کو ہے زیبا" کے بعد جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب آف گیانا نے اپنے مخصوص طرز بیان میں لوگوں کو خطاب کیا - مولوی صاحب گیانا کی مرکزی احمدیہ انجمن کے وائس پریزیڈنٹ ہیں اور اسسٹنٹ امام ہیں آپ ہمارے سفر میں شریک رہے - اور ہماری آرام و آسائش کا ہر جگہ مستعدی کے ساتھ انتظام کرتے رہے - ان کی تقریر کے بعد مسٹر محمد ابراھیم آف ٹرینیڈاڈ نے ضرورت تبلیغ اسلام پر اور خاکسار نے امریکہ میں تبلیغ اسلام پر لوگوں کو مخاطب کیا۔

صاحب صدر جناب محمد راجا صاحب کئی ایک زبانوں کے جاننے والے ہیں - آپ اردو - انگریزی - ڈچ زبانوں میں اچھی طرح بول سکتے ہیں - اس جلسہ میں آپ نے ڈچ زبان میں ایک برجستہ تقریر کی، جس میں آپ نے اسلامی مساوات، نبی کریم صلعم کی بے نظیر کامیابی اور اصلاحات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :-

"ہمیں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے ہمیں چاہیئے کہ اتفاق، اتحاد اور تنظیم کے اصولوں پر کاربند ہوتے ہوئے اشاعت اسلام کے کاموں کو جنوبی اور شمالی امریکہ میں توسیع دیں -

مسٹر ظہور الدین صاحب نے اردو میں اور مسٹر عمر دین میاں صاحب نے انگریزی زبان میں نوجوانوں سے خطاب کیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں ٹرینیڈاڈ میں یوتھ گروپ کے حالات سنائے اور بتایا کہ ہمیں چاہیئے کہ احمدی نوجوانوں کی ایک کنونشن AHMADIYA YOUTH - CONVENTION کے انعقاد کی طرف توجہ دیں۔

آخر میں حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب نے خطاب فرمایا۔ آپ کے مواعظ حسنہ اور دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ حضرت امیر و دیگر مقررین کی تقاریر ٹیپ ریکارڈ ہوتی رہی ہیں - امید ہے کہ کنونشن کے کارکن ان کی کاپیاں بھیجیں گے (سرینام میں ڈچ لٹریچر کی سخت ضرورت ہے نوجوان طبقہ ڈچ زبان میں تعلیم حاصل کر رہا ہے ہمارے ہالینڈ کے مشن کو اس طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیئے)۔

### نکیری کا سفر

مجھے یقین تھا کہ میں کنونشن کے اختتام تک ٹھہر سکوں گا - میری رخصت ۹ اگست کو ختم ہو جاتی تھی - اور ۱۳ اگست کے بعد میرا رعایتی ٹکٹ ختم ہو جاتا تھا - خدا کی شان میں کنونشن سے پہلے استقبالیہ جلسہ کے اختتام پر بیمار ہو گیا تھا۔ اور مجھے ڈاکٹر کی ہدایت کے بموجب تشخیص اور علاج کے لئے مزید ٹھہرنا پڑا - اس ناگہانی بیماری سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ میرے ٹکٹ میں ایک ہفتہ کے لئے مزید توسیع ہو گئی اور ڈاکٹری سرٹیفکیٹ پر میں مزید رخصت کا بھی حق دار ہو گیا ہوں - نکیری NICKERIE کی جماعت کے صدر جناب محمد یٰسین صاحب سے میری خط و کتابت آج سے ۳۰ سال قبل ہوئی تھی - جبکہ میں فیجی میں تھا - اور اخبار پیغام اسلام کی اردو کتابت کیا کرتا تھا - اور مولوی محمد یٰسین صاحب نکیری سے ایک ماہوار اردو اخبار شائع کیا کرتے تھے - مولوی یٰسین صاحب ہماری پیشوائی اور ملاقات کے لئے جارج ٹاؤن گیانا بھی تشریف لائے اور پھر یہاں پارامیربو سرینام بھی ہمارے استقبال کے لئے ہوائی اڈے پر پہنچے - انہوں نے مجھے نکیری آنے کی تاکید کی تھی - اور ہوائی جہاز کی آمد و رفت کے ٹکٹ کا بھی اپنی طرف سے انتظام کر دیا تھا - آپ نے میری قیام گاہ پر رات گزاری اور اگلے روز نکیری روانہ ہو گئے۔

میرا اس موقعہ پر اپنے میزبان مسٹر علی بخش MR ALI BUX کا ذکر خیر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا - آپ نہایت ہی مخلص اور جوشیلے احمدی ہیں - اور مولوی محمد یٰسین آف نکیری کے ہمزلف - مولوی صاحب موصوف نے ان پر احمدیت کی تعلیم کا خاص اثر پیدا کر دیا ہے - مسٹر علی بخش کے نئے عالیشان مکان پر جو شہر کے عین وسط میں ہے - حضرت امیر ایدہ اللہ کی رہائش کا بندوبست ہوا تھا - لیکن بعد میں یہی مناسب خیال گیا تھا کہ حضرت امیر کی بجائے خاکسار کو مسٹر علی بخش صاحب کے مہمان بننے کی سعادت نصیب ہو - اور حضرت امیر ایدہ اللہ اسی جگہ قیام فرماویں جہاں میاں فاروق احمد صاحب کے لئے بندوبست کیا گیا ہے یعنی مسٹر محمد ایوب کے مکان پر (مسٹر محمد ایوب صاحب جماعت کے وائس پریزیڈنٹ ہیں اور اردو زبان کے ماہر - جو خدمت اور تواضع مسٹر علی صاحب اور ان کے اہل و عیال نے کی - اس کا اثر میرے دل پر تادم زندگی قائم رہے گا - یہ اثر وہ تمام مہمان لے گئے - جو مختلف اصحاب کے مکانوں پر ٹھہرائے گئے -

۱۴ اگست کا دن ہم سب کے لئے پریشانی کا دن تھا - اس دن صبح کو دس بجے جناب میاں فاروق احمد شیخ صاحب اور ان کے اہل و عیال کی رخصتی کا دن تھا - ہم سب مسٹر محمد ایوب صاحب کے مکان پر آپ کو الوداع کہنے کے لئے جمع ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ اس دن زیادہ خوش نہیں معلوم ہوتے تھے اگرچہ آپ کے چہرہ پر اطمینان اور حوصلہ دکھائی دیتا تھا - میاں صاحب اور ان کے اہل و عیال نے اپنے اخلاص، سادگی اور خوش خلقی کے ذریعہ ملنے والوں کے دلوں پر گہرا اثر پیدا کر دیا تھا - بیگم فاروق احمد صاحبہ کی تقاریر کا اثر سامعین کے دلوں پر گہرا ہوتا تھا اور مرد و زن آپ کے مداح تھے - جناب شیخ صاحب کی مالی اور روحانی قربانیوں کا اثر ہر کہ و مہ پر تھا - اور وہ ان قربانیوں اور آپ کے بیانات کے گرویدہ ہو چکے تھے - صاحب خانہ اور دیگر احباب و مستورات نے تحائف وغیرہ کے ذریعہ ان سے محبت کا ..... عملی ثبوت دیا -

جناب میاں صاحب کو جناب حاجی عزیز احمد صاحب جنرل پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن ہائے ویسٹرن علاقہ جات نے ٹرینیڈاڈ میں دعوت دے رکھی

تھی کہ وہ پاکستان روانہ ہونے سے پیشتر دو دن کے لئے ان کے مکان واقع ٹرینیڈاڈ میں قیام فرماویں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے اور چند ایک دوست ہوائی اڈے پر شیخ صاحب کو الوداع کہنے کے لئے گئے۔ آپ ٹرینیڈاڈ سے نیویارک دو چار دن کے لئے جائیں گے۔ اس کے بعد چند روز کے لئے لنڈن جائیں گے اور وہاں سے پاکستان روانہ ہوں گے۔ خداوند کریم آپ کو بمعہ اہل و عیال بسلامت وطن پہنچائے۔ اور ہمارے ان بزرگوں جنہیں اللہ تعالے نے علم دیا ہے اور سفر کے اخراجات برداشت کرنے کی استطاعت بخشی ہے۔ طاقت اور ہمت عطا ہو کہ وہ دین اسلام اور سلسلہ کی خدمت کے لئے بیرونی ممالک کی جماعتوں کا دورہ کیا کریں۔ ان کے اس اقدام سے نہ صرف ان کے اپنے ایمان میں ترو تازگی پیدا ہو گی بلکہ وہ بیرونی جماعتوں کی تقویت اور تنظیم کے استحکام کا موجب ہوں گے۔ یہ پودے ہمارے ان مبلغین کے ذریعہ لگے ہوئے ہیں۔ جو یہاں تبلیغ کے لئے پہنچے۔ مثلاً مولانا فضل کریم درانی صاحب، حضرت خواجہ کمال الدین صاحب، مولینا بشیر احمد صاحب منٹو، حضرت مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی ان بزرگوں کو ابھی تک یہاں کی جماعت کے لوگ یاد کرتے ہیں۔

۱۴ اگست بوقت دس بجے صبح ہم ہوائی جہاز پر سوار ہو کر ۱۱ بجے صبح نکیری پہنچے۔ ہوائی اڈے پر جماعت کے احباب جن میں مستورات بھی بکثرت شامل تھیں۔ دو رویہ قطار میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ آپ کی آمد پر نعرۂ تکبیر اور حضرت امیر زندہ باد کے نعرے بلند ہوئے۔ مستورات کے ہاتھوں میں حضرت امیر کے گلے میں پہنانے کے لئے پھولوں کے ہار تھے۔ انہوں نے حضرت امیر اور آپ کے رفقاء کو نہ صرف ہار پہنائے بلکہ ان سب پر عطر اور گلاب کے پانی کی بارش کی۔ یہ جلوس آدھ گھنٹے کے بعد ڈسٹرکٹ کمشنر صاحب نکیری کے دفتر پہنچا۔ جہاں ڈسٹرکٹ کمشنر نے آپ سے ملاقات کی۔ اور آپ کو معہ چند سرکردہ اصحاب اپنے مکان پر چند منٹ قیام کی دعوت دی۔

جماعت کی طرف سے استقبال اور دوپہر کے کھانے کا انتظام مسٹر علی بخش صاحب اینڈ برادران کے مکان پر تھا۔ جہاں مکان کے وسیع دالان میں جلسہ کے لئے SHED بنایا گیا تھا۔ جناب مولوی محمد یٰسین صاحب پریزیڈنٹ انجمن اسلامیہ نے جماعت کی طرف سے حضرت امیر اور آپ کے ساتھیوں کا موزوں الفاظ میں خیر مقدم کیا۔ اس عزیزہ احمد صاحب نے نظم پڑھی جن کے عنوان ہیں:-

(۱) ہر ملک میں مرزا کا پیغام رہے گا
ملا کا جو مذہب ہے سو بدنام رہے گا

(۲) نکلے ہیں مردانِ حق سینے پہ لیکر قرآں

(۳) اپنی قوت اپنی جان - لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ -

وقت کی قلت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت امیر نے اپنی مختصر تقریر میں تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد ہم سب نکیری کی جامع مسجد کو روانہ ہوئے جو ہماری جماعت نے بیس سال ہوئے تعمیر کی تھی۔ یہ مسجد ان مسجدوں کے نمونہ پر بنائی گئی ہے جو ہمیں ہندوستان اور پاکستان میں گنبد اور میناروں کے ساتھ دکھائی دیتی ہیں۔ یہاں کی مسجدیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ یہاں کے معماروں نے کس طرح بغیر کسی ٹریننگ کے ٹھیک نمونہ پر یہ مسجدیں اس دور دراز علاقوں میں تعمیر کر لیں۔ جمعہ نماز حضرت امیر ایدہ اللہ نے پڑھائی۔

## نئی مسجد کا سنگ بنیاد

میں اپنے میزبان مسٹر علی بخش صاحب کا ذکر خیر پیشتر ازیں کر چکا ہوں۔ ان کا کاروبار کافی پھیلا ہوا ہے۔ یارا میری میں ان کا رہائشی مکان اور چاولوں کا گودام اور دکان ہے جہاں سے آپ چاول فروخت کرتے ہیں۔ آپ بیرونی ممالک کو بھی چاول برآمد کرتے ہیں اور باربرداری کے لئے کشتی ایک بحری جہاز ہیں۔ جو نکیری سے چاول لاتے ہیں۔ اس کے علاوہ نکیری میں بارہ سو ایکڑ کے قریب زمین زیر کاشت ہے۔ جس میں سے سال کے اندر دھان کی دو فصلیں تیار ہوتی ہیں۔ دھان کو سکھانے اور چاول نکالنے کے لئے ایک بھاری مل ہے جس پر چند لاکھ ڈالر خرچ ہوئے ہیں۔

مسٹر علی بخش صاحب کے بھائی کے مکان کے قریب ایک نہایت ہی پرانی مسجد ہے۔ جو ٹین اور لکڑی کی ہے اور مسجد کے پلین کے مطابق نہیں بنی تھی۔ مسٹر علی بخش نے اس مسجد کی ملحقہ زمین نئی مسجد کی تعمیر کے لئے دے دی ہے۔ اور اس کی تعمیر کے لئے دس ہزار ڈالر دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے کی آمد کی یہاں انتظار ہو رہی تھی کہ آپ کے ہاتھوں اس نئی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جائے اس رسم کی ادائیگی کا وقت ۴ بجے سہ پہر مقرر کیا گیا تھا۔ اور اس وقت لوگ کثرت سے اس مقام پر پہنچ گئے تھے۔ حضرت امیر کی تقریر اور سنگ بنیاد رکھنے سے پیشتر کئی ایک نوجوانوں نے نظمیں پڑھیں۔ تلاوت قرآن مجید ہوئی۔

جناب محمد یٰسین صاحب نے حضرت امیر کو مخاطب کرتے ہوئے آپ کی آمد پر خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔ نکیری میں تحریک احمدیت کی ابتداء سے آج تک کے حالات سنائے۔ مولینا بشیر احمد منٹو صاحب۔ مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی۔ ڈاکٹر وزیر احمد قریشی صاحب اور مولینا شیخ محمد طفیل صاحب کی آمد کا ذکر کیا۔ آپ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بزرگوں کی عموماً اور حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی اسلامی خدمات کا خصوصاً تذکرہ کیا۔ آپ کی تقریر طویل تھی۔

............ اس کو بڑی دلچسپی سے سنا گیا کسی شخص نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی بزرگی اور عمر کا خیال کرتے ہوئے آپ کے سامنے کرسی رکھ دی لیکن حضرت امیر نے بیٹھنا پسند نہ فرمایا۔ جناب مولوی محمد یٰسین صاحب کی تقریر دلپذیر کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے "مسجد" کے عنوان سے ایک برجستہ تقریر فرمائی آپ نے فرمایا کہ یہ فخر اسلام کو ہی حاصل ہے کہ مسجد کا لفظ ہم قرآن مجید میں پاتے ہیں۔ نماز کا ذکر ہم قرآن کریم میں پاتے ہیں۔ قرآن مجید میں سجدہ اور رکوع کے الفاظ ہیں۔ اذان کا ذکر ہے جمعہ نماز کا ذکر ہے۔ اس کے مقابل میں ہم یہ خصوصیات دوسرے مذاہب کی الہامی کتابوں میں نہیں پاتے۔ آپ نے مسجدوں کو آباد رکھنے صوم و صلوٰۃ کی پابندی اور اپنے اندر حقیقی اور خصوصی امتیازات اسلامی پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ کی تقریر کے بعد جناب محمد راجا صاحب صدر احمدیہ انجمن سرینام نے جو ہمارے ہمسفر تھے۔ اس غلط فہمی کا پُر زور الفاظ میں ازالہ فرمایا کہ مسجد کی زمین کا ٹائیٹل مسٹر علی بخش صاحب کے نام رہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ مسٹر علی...... صاحب یہ زمین بانی جماعت کی خاطر کر رہے ہیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ...... وہ تین ماہ کے اندر مسجد اور زمین کے لئے الگ ٹائیٹل جماعت کے نام بنوا کر منتقل کر دیں گے۔

## پبلک جلسہ

نکیری کے جلسہ کا انتظام شہر کے وسیع ٹاؤن ہال میں کیا گیا تھا۔ اس جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے کی گئی۔ صدر جلسہ جناب محمد راجا نے حضرت امیر اور آپ کے ساتھیوں کا تعارف پبلک سے کرایا۔ اور خاکسار سے اردو زبان میں تقریر کرنے کی درخواست کی۔ میں نے اپنی تقریر میں لفظ "اسلام" پر تبصرہ کیا۔ اور بتایا کہ چونکہ اسلام کے معنے شانتی اور امن و امان کے ہیں۔ لہٰذا اس کے لئے ہر ملک اور مذہب کے لوگ دعا مانگ رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ اسلام "دستور زندگی" ہے۔ یہ مالا جپنے یا جنگلوں میں جا کر دنیا و مافیہا کو چھوڑ کر صرف خدا کو یاد کرنے کی تلقین نہیں کرتا۔ اس کی عبادات کی سرانجام دہی میں عملی مساوات و برابری۔ اور ہر قوم اور رنگ کے لوگوں سے نیک برتاؤ کا سبق ملتا ہے۔

خاکسار کی تقریر کے بعد مولینا شیخ محمد طفیل صاحب کی تقریر ہوئی۔ چند ایک نوجوانوں نے نظمیں پڑھیں۔ آخر میں حضرت امیر نے اپنے مخصوص انداز میں لوگوں کو مخاطب کیا۔ یہ جلسہ کامیابی کے ساتھ ۱۰ بجے ختم ہوا تمام ہال لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا مستورات بھی کافی تعداد میں شریک جلسہ تھیں۔ حضرت امیر کی تقریر کے بعد صاحب صدر نے فرمایا کہ اگر کوئی سوال کرنا چاہتا ہو تو اس کے جواب حضرت امیر ایدہ اللہ دیں گے لیکن کسی نے سوال نہیں کیا۔

جائے قیام پر واپس آ کر حضرت امیر ایدہ اللہ جناب مولوی محمد یٰسین صاحب سے کافی دیر تک مختلف مسائل پر بات چیت کرتے رہے۔ جب مولوی صاحب موصوف نے اپنے گھر جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو حضرت امیر نے مذاقاً فرمایا کہ میں نے آپ کی فلسفیانہ باتیں سن کر یہی خیال کیا تھا کہ آپ سقراط ہیں لیکن آپ اچھے فلاسفر نکلے کہ تمام رات میرے ساتھ نہ جاگ سکے۔ اور آدھی رات سے پہلے ہی گھر جانے کا ارادہ ظاہر کر دیا۔

## ایک شخص کا کشف

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے کو مطلع کیا گیا۔ کہ ایک شخص بنام محمد علی نے ایک کشف دیکھ کر پیشگوئی کی تھی کہ دس سال کے بعد دنیا میں ایک انسان پیدا ہو گا جو اپنے کام اور منصب کے لحاظ سے حضرت محمد صلعم سے بھی بڑھ جائے گا۔ محمد علی آپ سے بحث کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہمارے خوابوں اور کشوف کو قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں دیکھنا چاہیئے۔ قرآن مجید آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین قرار دیتا ہے جس کے اصطلاحی اور لفظی معنے آخری نبی کے ہیں۔ حضور رسالت مآب نے فرمایا ہے لا نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں۔) اور قرآن کریم کو مکمل ضابطۂ حیات قرار دیا گیا ہے۔ احباب کا اصرار پر یہ فیصلہ ہوا کہ محمد علی صاحب مولینا شیخ محمد طفیل

صاحب سے بحث کریں۔ لیکن محمد علی صاحب نمودار نہ ہوئے۔

معزز مہمانوں کا مختلف احباب جماعت کے مکانوں پر رہائش کا بندوبست کیا گیا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے جناب علی بخش صاحب کے مکان پر قیام فرمایا۔ خاکسار نے مولوی محمد یٰسین صاحب کے مکان پر ٹھہرنا تھا۔ لیکن آخر ... میرے ٹھہرنے کا انتظام ایک ایسے دوست کے مکان پر ہوا جو قصاب ہیں وہ ہفتہ میں پانچ چھ گائیوں کا گوشت فروخت کرتے ہیں۔ انہوں نے صبح کے ناشتہ کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ گوشت تیار کیا۔ مستورات نے صبح ۵ بجے سے کھانا تیار کرنا شروع کیا۔ اور ہم دو مہمانوں کی خاطر (میرے ساتھ ٹرینیڈاڈ جماعت کے وائس پریزیڈنٹ بھی تھے) کئی قسم کے کھانے تیار کر دیئے۔

دس بجے کے بعد مہمانوں کے لئے دورہ کا انتظام تھا۔ سب سے پہلے مسٹر علی بخش صاحب۔ حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر مہمانوں کو اپنی رائس مل میں لے گئے۔ حضرت امیر نے فرمایا کہ یہ مل تو بہت بھاری ہے۔ کاش ہمارے پاکستان میں چاولوں کے لئے اتنی بھاری مل ہوتی۔ پھر آپ نے مسٹر علی بخش صاحب کو کہا کہ مجھے بہیں خوشبودار باسمتی چاول پیدا کر کے دکھاؤ۔

اس مل کو دیکھنے کے بعد مسٹر علی بخش صاحب اپنے چاولوں کے کھیت پر لے گئے۔ چاروں طرف جہاں نگاہ دوڑتی تھی سبز چاولوں کے کھیت دکھائی دیتے تھے۔ وہاں آپ کے بھائی کا ایک مکان بہت اونچے پوسٹ پر تعمیر کیا گیا تھا۔ اس نئی عمارت میں ماڈرن سہولتیں موجود تھیں۔ جو شہری مکانوں میں ہوتی ہیں۔

واپسی پر جماعت کے ایک نوجوان نے میرے میزبان کو جو مجھے اپنی موٹر پر لے رہے تھے۔ کہا کہ میں ان کے ساتھ چند منٹوں کے لئے ان کے مکان پر چلوں۔ میرے میزبان نے کہا کہ پلین کے چھوٹنے میں ایک گھنٹہ باقی ہے۔ ہوائی اڈہ کافی دور ہے۔ ایسا نہ ہو کہ پلین چھوٹ جائے۔ لیکن اس کا اصرار اس قدر زبردست تھا کہ حضرت امیر بمع دیگر مہمانوں کے ہوائی اڈے پر چلے گئے ہیں۔ کافی تیز رفتاری کے ساتھ موٹر کو چلایا گیا۔ پلین چھوٹنے سے پیشتر ہم ہوائی اڈے پر پہنچ گئے لیکن تمام سیٹیں بک ہو چکی تھیں۔ اور مجھے ۴ بجے سہ پہر کے پلین پر جانے کے لئے کہا گیا۔

وہ تمام احباب جو حضرت امیر ایدہ اللہ کو رخصت کرنے کے لئے ہوائی اڈے پر موجود تھے وہ خاکسار کے ساتھ مولوی محمد یٰسین صاحب کے مکان پر جمع ہوئے۔ مولوی صاحب نے سب کی تواضع مشروبات سے اور کیک وغیرہ سے کی۔ مختلف مسائل پر خاکسار سے گفتگو ہوتی رہی۔ دیہات کے لوگوں کے بعض سوالات بھی عجیب قسم کے ہوتے ہیں ایک سوال یہ تھا کہ کیا قرآن خوانی یا میلاد کی مجلس میں لوبان اور اگربتی جلانا جائز ہے کیونکہ ایک مولوی صاحب نے لوبان اور اگربتی جلتے وقت قرآن مجید پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ ایک یہ سوال تھا کہ جو شخص اپنی دکان میں شراب فروخت کرتا ہو اس کا بائیکاٹ کرنا چاہیئے یا نہ۔ یہ سوالات بھی ہو رہے تھے اور موزوں طور پر ان کو جواب بھی دے رہا تھا۔ لیکن دل گھڑی کی طرف لگا ہوا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ ۴ بجے کا پلین بھی چھوٹ جائے آخر مسٹر محمد یٰسین صاحب کے مکان سے روانہ ہو کر ہم مسٹر علی بخش صاحب کے مکان پر پہنچے جہاں ہم سب نے کھانا کھایا اور وہاں سے ایئرپورٹ پر وقت سے پہلے ہی پہنچ گئے۔ ان لوگوں کی جدائی مجھے نہایت شاق گذر رہی تھی۔ تمام صورتیں اس جدائی کے وقت غمگین دکھائی دیتی تھیں۔ آخر مولوی محمد یٰسین صاحب سے معانقہ اور بغلگیر ہوتے ہوئے مجھ پر بھی رقت طاری ہو گئی۔ اور ان سے بصد حسرت و افسوس رخصت ہوا۔ اور پانچ بجے پاراماریبو سرینام کے صدر مقام اور احمدیہ انجمن کے مرکزی شہر میں پہنچ گیا۔

## سُرینام کی الوداعی مجلس

مسٹر علی بخش صاحب اپنے مکان پر گہری نیند سو رہے تھے۔ رات بھر کے تھکے ماندے تھے سات بجے ان کی آنکھ کھلی تو تیاری کا جلسہ الوداعی میں شامل ہونے کی شروع کر دی۔ انہوں نے کہا کہ میری واپسی پر نکیری سے ان کے بھائی اور مولوی محمد یٰسین صاحب نے ٹیلیفون کیا تھا۔ وہ آپ کے دو تین گھنٹے رک جانے اور گفتگو کرنے سے بہت متاثر ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ میں آپ کو یہ پیغام پہنچا دوں کہ جب آپ کو اپنے کام سے ایک ادھ ماہ کی فرصت ہو۔ تو ان کو مطلع کریں۔ وہ آپ کو یہاں آنے کے لئے آمد و رفت کا ٹکٹ بھیج دیں گے۔

الوداعی جلسہ کی کارروائی زیر صدارت جناب محمد راجا صاحب ۸ بجے شام شروع ہوئی۔ اور صدر جلسہ کی درخواست پر خاکسار نے تلاوت قرآن مجید کی۔ جناب عزیز صاحب نے اپنے مخصوص لہجہ میں دلکش ترنم کے ساتھ دو نظمیں پڑھیں۔ ٹرینیڈاڈ کی لڑکیوں نے دو تین کی مختلف نظمیں پڑھیں۔ صاحب صدر نے حضرت امیر ایدہ اللہ اور ان اصحاب کا نام بنام شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے کنونشن کی کامیابی میں حصہ لیا تھا یا مہمانوں کی خدمت کی تھی۔

آپ نے مس زرینہ یوسف آف ٹرینیڈاڈ کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔ مس زرینہ یوسف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تین ملکوں کی سیکرٹری ہیں ۱۱ دو سال بھر وہ آنریری طور پر کونسل کی خدمات بجا لاتی رہی ہیں۔ کنونشن کو کامیاب بنانے کے لئے خط و کتابت کرنا۔ کنونشن کے رسالہ کو مرتب کرنا اور پھر دس روز تک متواتر شب و روز کنونشن کے کاموں میں ہاتھ بٹانا انہیں کے حصہ میں آیا ہے۔ صاحب صدر نے جماعت کی طرف سے انہیں ایک تحفہ دیا جس کو مس زرینہ صاحبہ نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ آپ نے ایک تحفہ مسٹر عزیز صاحب کو دیا۔ جنہوں نے اپنے ترانوں سے مجالس کو گرما دیا تھا۔ مسٹر عزیز صاحب کی استقبالیہ نظم جو انہوں نے سُرینام کے ایئرپورٹ پر ترانے کے ساتھ پڑھی تھی۔ وہ انہی کی مرتب کی ہوئی تھی۔ کاش کہ اس کی کاپی مجھے دستیاب ہو جاتی۔

صدر جلسہ نے اپنی تقریر میں کنونشن کی کامیابی پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اور اشاعت اسلام کی ضرورت اور اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم سب کو منظم طریق پر کام کرنا چاہیئے۔ اور کوشش کرنی چاہیئے کہ مغرب سے اسلام کا سورج نکلنے کی پیشگوئی ہمارے ہاتھوں سے پوری ہو۔ آپ کی تقریر تین زبانوں اردو۔ انگریزی اور ڈچ میں ہوئی۔ آپ نے اپنی تقریر میں اگلے ہونے والے بین المذاہب کانفرنس میں شمولیت کے لئے احباب سے درخواست کی۔ یہ کانفرنس میری روانگی کے دن اتوار کو ۱/۲ ۸ بجے سے شروع ہوئی اور ۱/۲ ۱۲ بجے بعد دوپہر ختم ہوئی۔ اس کی مکمل رپورٹ مولینا شیخ محمد طفیل صاحب برائے اشاعت روانہ کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے بعد جناب ڈاکٹر ایم اے عزیز صاحب اور وائس پریزیڈنٹ مسلم لیگ ٹرینیڈاڈ کی انگریزی میں تقریریں ہوئیں۔ ان کے بعد خاکسار نے حاضرین کو مخاطب کیا جس کی ابتداء ؎

کیسی سمت غیر سے ایک ہوا چلی کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں وہ ہری رہی
کے مصرعوں سے اور انتہاء ؎

درد دیوار پہ ہم حسرت سے نظر کرتے ہیں
خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

پر ہوئی۔ میں نے اپنی تقریر میں سرینام کے لوگوں بالخصوص مسٹر علی بخش صاحب کی مہمان نوازی کا تذکرہ کیا اور ان سب کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے میری بیماری میں تیمارداری کی۔ میں نے اپنی تقریر میں جماعت کے بزرگوں خصوصاً حضرت امیر مولینا محمد علی مرحوم۔ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ مرحوم۔ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ مرحوم۔ حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم۔ حضرت مولینا عصمت اللہ مرحوم۔ اور حضرت شیخ محمد اسمٰعیل مرحوم۔ اور حضرت مولینا صدر الدین صاحب کی خدمات اسلامی اور مخصوص خصوصیات کو واضح کیا۔ میں نے درخواست کی کہ ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے۔ خاکسار کی تقریر کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس جلسہ میں کئی ایک اصحاب کا تعارف کرایا گیا ہے۔ جنہوں نے اس کنونشن کی کامیابی میں حصہ لیا ہے لیکن اس تعارف میں ہمارے نواب صاحب کا جن کو محمد راجا کہتے ہیں ذکر نہیں آیا۔ میں ان کا ذکر خاص طور پر اس آخری جلسہ میں کرنا مناسب خیال کرتا ہوں۔ کنونشن کی کامیابی کا سہرا جہاں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کونسل کے جنرل پریزیڈنٹ مسٹر عبدالعزیز صاحب۔ سیکرٹری جنرل و دیگر مقامی حضرات پر ہے۔ وہاں ہمارے نواب صاحب کی شب و روز کی متواتر کوشش اور محنت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاکستان میں پردہ کی پابندی کی وجہ سے مستورات سٹیج پر نہیں آتیں۔ یہاں کی لڑکیوں نے اپنی موزوں اور برمحل نظموں سے جلسوں کی رونق پر چار چاند لگا دیئے تھے۔ حضرت مولانا نے مقامی مقررین کی تحسین کا حق ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اس بات کا فخر ہے کہ ہماری جماعت میں صاحب علم اور قابل اشخاص موجود ہیں جو بلا دریغ اسلامی موضوعات پر بول سکتے ہیں۔ آپ نے آخر میں مواعظ حسنہ اور دعا کے بعد کنونشن کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

اگلے روز ۱۶ اگست کو خاکسار کی واپسی ۱/۲ ۱۲ بجے دن کو ہوئی۔ چونکہ مذہبی کانفرنس ہو رہی تھی اور حضرت امیر جلسہ گاہ میں تھے۔ بڑی مشکل سے میری آخری ملاقات آپ سے ہو سکی۔ مسٹر علی بخش صاحب نے حضرت امیر و دیگر اصحاب کی دعوت طعام کا بندوبست ایک بجے اپنے مکان پر کر رکھا تھا۔ ان کا اور ان کی بیگم صاحبہ کا گھر پر موجود رہنا لازمی تھا۔ ان کے سب بچے ایئرپورٹ پر مجھے الوداع کہنے کے لئے آئے ... علی صاحب کے صاحبزادہ اپنے مکان پر لے گئے۔ جہاں میں نے رات گزاری اور پھر وہ مجھے ۶ بجے صبح ایئرپورٹ پر لے آئے۔ یہ رپورٹ سفر میں لکھ رہا ہوں۔ آج شام کو انشاء اللہ تعالیٰ سان فرانسسکو پہنچ جاؤں گا۔

CSTM

## دارالامان میں سڑک بنانے کے ٹنڈر

دارالامان میں مندرجہ ذیل پختہ سڑکیں بنانے کے لئے ٹنڈر مطلوب ہیں۔ آخری تاریخ ۳۰ ستمبر ۱۹۷۰ء ہے۔ (۱) مین سڑک 650×12 (۲) شاف کمارٹرز سڑک 375×10 – سڑکیں لاہور امپرومنٹ ٹرسٹ کے مقرر کردہ معیار کے مطابق بنانا ہوں گی۔ مٹی ڈلوا دی گئی ہے۔ ٹنڈر دہندگان موقعہ پر آ کر نقشہ بھی دیکھ سکتے ہیں اور اگر کسی وضاحت کی ضرورت ہو تو زیر دستخطی سے دفتر دارالامان میں ۸ بجے صبح سے ۱ بجے کے درمیان کسی دن مل سکتے ہیں۔

چوہدری فضل حق – نگران دارالامان 5 عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن نزد یونیورسٹی کیمپس لاہور

## دارالامان میں واٹر ٹینک کی تعمیر کے لئے ٹنڈر

دارالامان میں اوور ہیڈ ٹینک کی تعمیر کے لئے لیبر ریٹ پیمائش کے لحاظ سے یا بالمقطع ٹنڈر مطلوب ہیں۔

اونچائی ... ۳۵ فٹ Capacity ... 5000 گیلن۔ تعمیر ..... Rcc

ڈیزائن دیکھا جا سکتا ہے اور مزید معلومات دفتر دارالامان واقعہ 5 – عثمان بلاک نیو گارڈن ٹاؤن نزد یونیورسٹی کیمپس لاہور سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ آخری تاریخ ٹنڈر وصول کرنے کی ۳۰ ستمبر ۱۹۷۰ء ہے۔ فضل حق – آنریری جائنٹ سیکرٹری و نگران دارالامان۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۷۰ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۳۸

# حضرت امیر قوم ایدہ اللہ کی آمد

## حضرت امیر ایدہ اللہ ۲۲ اکتوبر کو بروز جمعرات قریباً تین بجے بعد دوپہر لاہور کے ہوائی اڈے پر تشریف فرما ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ

### جنوبی امریکہ کے تین ماہ کے طویل تبلیغی سفر کے بعد حضرت ممدوح نے مکہ معظمہ میں عمرہ بھی ادا فرمایا

**حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے**

اس عرصہ میں ٹرینیڈاڈ، سرینام، گیانا، انگلستان، جرمنی وغیرہ میں اسلام پر سینکڑوں لیکچر دیئے، اور یہ دورہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت کی بے پناہ قوتِ ارادی نے انہیں ہر جگہ کامیاب اور بامراد فرمایا۔ جملہ احباب جماعت کا حضرت کے استقبال کے لئے قبل از وقت ہوائی اڈہ پر پہنچنا ضروری ہے۔ یہ اطلاع آپ جماعت کے دوسرے احباب تک فوراً پہنچادیں۔ والسلام۔ خاکسار۔ ڈاکٹر اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری

اعظم علوی

## آمد آمد ہے

امیر قوم، جانِ گلستاں کی آمد آمد ہے
چمن میں پھر بہارِ دلستاں کی آمد آمد ہے
شعور و فہم نے تھاما ہوا ہے ہوش کا دامن
جہانِ بزم میں زورِ بیاں کی آمد آمد ہے
چمن بر دوش ہے موجِ صبا صحنِ گلستاں میں
نگارِ دین کے عزمِ جواں کی آمد آمد ہے
فروغِ دیں کی خاطر جس نے ہر مشکل اٹھائی ہے
اسی وارفتہ شاہ زماں کی آمد آمد ہے
نئی دنیا میں جو کہ نور و نکہت لے کے پہنچا تھا
بحمد اللہ اسی لطفِ عیاں کی آمد آمد ہے
سرِ دشمن پہ جو رہتا ہے گویا بجلیاں بن کر
اسی تیغِ عیاں برقِ تپاں کی آمد آمد ہے
وہ جس کے دم سے قائم ہے بھرم اپنی جماعت کا
مسیحِ وقت کے اس پہلواں کی آمد آمد ہے

# اخبار و افکار

## "اہلحدیث" کیوں؟

ہفت روزہ "اہلحدیث" رقمطراز ہے:-

" ہمارے بزرگ شیخ محمد اشرف صاحب چند روز پہلے دفتر میں انگریزی کا ایک ہفت روزہ پرچہ لائے اس پرچے کا نام :- THE LIGHT ہے اور یہ مرزائیوں کی لاہوری شاخ کا ترجمان ہے۔
اس پرچے کے پہلے صفحے پر WE BELIEVE کے زیر عنوان دس باتیں لکھی ہیں جن میں سے نمبر (۶) اور (۱۰) حسب ذیل ہیں:

6. Hazrat Mirza Sahib named his followers "Ahmadi" after the Holy Prophet's jamali (beautific) name 'Ahmad'

(10) He who recites the Kalimah (کلمہ) is a Muslim.

پہلی بات جو ان سطور میں کہی گئی ہے یہ ہے کہ "حضرت مرزا صاحب نے اپنے پیروؤں کا نام "احمدی" پیغمبر اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالی نام "احمد" کی رعایت سے رکھا" اور دوسری بات یہ کہ مرزائیوں کا ایمان ہے:-

" جو شخص کلمہ پڑھتا ہے، وہ مسلمان ہے۔"

ان دونوں باتوں میں سے پہلی بات کے سلسلے میں عرض ہے کہ اگر مرزائی اپنے آپ کو "احمدی" پیغمبر اسلام و خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے اسم مبارک "احمد" کی بناء پر کہتے ہیں اور اپنے خود ساختہ نبی یا مجدد مرزا غلام احمد آنجہانی کے نام کی رعایت سے نہیں کہتے تو انہیں اسلام میں ایک الگ نام سے ایک الگ فرقہ قائم کرنے کی اجازت کس نے دی؟ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد گرامی ہے:

هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ

"اس (اللہ) نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے"
اس کے بعد اگر آپؐ کی اُمت کو ایک طرف "محمدی" کہنا درست نہیں تو احمدی کہنا کیوں ضروری ہے۔
کیا مرزا غلام احمد نے مسلمانوں کے ایک گروہ کو "احمدی" نام دے کر قرآنی تعلیمات کی مخالفت نہیں کی؟

جواباً ہم معاصر ممدوح سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے واضح ارشاد گرامی هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ کے ہوتے ہوئے آپ "اہلحدیث" کیوں کہلاتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے تو جہاں اپنی جماعت کے لئے احمدی نام تجویز کیا وہاں صفائی کے ساتھ لکھا کہ:- " اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے، ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسم محمد جلالی نام تھا ....... اور اسم احمد جمالی نام تھا، جس سے مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے ........ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے تا اس نام کے سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کوئی سروکار نہیں"

(اشتہار واجب الاظہار)

اس سے ظاہر ہے کہ "احمدی" نام میں قرآنی تعلیمات هو سمّٰكم المسلمين کی مخالفت نہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ جمالی کے ماتحت دلائل و براہین اور صلح و آشتی کے ساتھ تبلیغ اسلام کرنا اس نام کی اصل غرض ہے۔ اب آپ فرمایئے آپ کے فرقہ کا نام "اہلحدیث" کس مصلحت سے رکھا گیا، کیا اس نام میں قرآن کریم کی صریح مخالفت نہیں؟

---

## سچا مُسلمان کون ہے؟

دوسری بات معاصر ممدوح نے یہ لکھی ہے:-

" دوسری بات کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے اس وقت درست تسلیم کی جائے گی جب اس کلمہ گو کا عمل بھی اسلام اور قرآن و سنت کے مطابق ہوگا اگر کوئی شخص کلمہ پڑھ لینے کے باوجود خود ساختہ نبیوں کو تسلیم کرتا ہو تو پھر وہ ظاہراً کلمہ پڑھ لینے کے باوجود سچا مسلمان نہیں ہو سکتا۔"

یہ بیشک سچ ہے کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والا اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کے آنے کا قائل ہو تو اس کو "سچا مسلمان" نہیں کہا جا سکتا، اور جماعت احمدیہ لاہور کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ وہ اپنے مرشد حضرت مرزا صاحب کے ارشاد کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نئے نبی کے آنے کی قائل ہے نہ پرانے نبی کی، لیکن جماعت "اہلحدیث" کو کیا کہا جائے جو خاتم النبیین صلعم کے بعد ایک پرانے نبی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے دوبارہ آنے کو ایمانیات کا جزو سمجھتی ہے، کیا ہفت روزہ اہلحدیث کے فتوے کے رُو سے ایسے لوگوں کو "سچا مسلمان" کہا جا سکتا ہے۔"

---

## اِسلامی سوسائٹی کے سرحدی نشانات

مولانا مودودی کے ایک مقالہ بعنوان "علماء کی کافر گری" شائع کردہ ہفت روزہ "شہاب" کا اقتباس:-

" جہاں تک کسی شخص کے درحقیقت مومن یا غیر مومن ہونے کا تعلق ہے، اس کا فیصلہ کرنا تو کسی انسان کا کام ہی نہیں ہے یہ معاملہ تو براہِ راست خدا سے تعلق رکھتا ہے اور وہی اس کا فیصلہ قیامت کے روز فرمائے گا، رہے بندے تو ان کے فیصلے کرنے کی چیز اگر کوئی ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسولؐ نے ملّت اسلام کے جو امتیازی نشانات بتائے ہیں ان کے لحاظ سے کون شخص سرحد اسلام کے اندر ہے اور کون اس سے باہر نکل گیا ہے۔ اس غرض کے لئے جو چیزیں ہم کو بنائے اسلام کی حیثیت سے بتائی گئی ہیں وہ یہ ہیں:-

" اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے اگر وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔

یہ ہیں اسلامی سوسائٹی کے سرحدی نشانات، جو لوگ ان سرحدوں کے اندر ہیں، ہم کو حکم ہے کہ ان کے ساتھ مسلمان کا سا معاملہ کریں، انہیں ملّت سے خارج کرنے کا کسی کو حق نہیں۔"

احمدیوں کو کافر بنانے والے مودودی صاحب کے اس ارشاد کو سُن رکھیں۔

---

## جنازوں، نکاحوں اور نمازوں کا سودا

" روزنامہ نوائے وقت لاہور راوی ہے کہ مولانا ضیاء الحق قاسمی نے کہا ہے کہ:-

" جمعیۃ العلمائے اسلام نے گزشتہ ۲۲ سال کے دوران عوام کی پُر خلوص خدمت کی ہے اور آج تک اُن سے کبھی کوئی مطالبہ نہیں کیا لیکن اب ہم ان سے **ووٹ کا مطالبہ** کریں گے۔ اگر انہوں نے ہمیں ووٹ دے کر کامیاب کرا دیا تو ہم اس ملک میں قرآن و سنت کے مطابق قانون بنائیں گے۔ اور اگر انہوں نے ہمیں ووٹ نہ دیئے تو ہم آئندہ ان کے جنازے، نکاح اور نماز نہیں پڑھائیں گے اور نہ پھر انتخاب لڑیں گے۔"

(نوائے وقت ۷ مئی ۱۹۷۰ء)

گویا جنازوں، نکاحوں اور نمازوں کا سودا ووٹ سے ہو رہا ہے آخر بے چارے علماء کے ہاتھ میں اس کے سوا اور کونسا ہتھیار ہے؟

---

## مقامی جماعت احمدیہ لاہور کا سالانہ اجلاس

مؤرخہ ۱۷ اکتوبر کو مقامی احمدیہ جماعت لاہور کا سالانہ جلسہ مسجد مسلم ٹاؤن لاہور میں زیر صدارت محترم میاں فضل احمد صاحب پنجاب ویجی ٹیبل گھی ملز منعقد ہوا۔ جلسہ میں جماعت احمدیہ لاہور کے بیشتر احباب شامل تھے، محترم چوہدری فضل حق صاحب سیکرٹری مقامی جماعت نے فروری ۱۹۷۰ء سے آخر ستمبر ۱۹۷۰ء تک کی سرگرمیوں کا خاکہ پیش کیا جو ایک مطبوعہ کتابچہ کی شکل میں حاضرین میں تقسیم کیا گیا۔ اس کتابچہ میں بتایا گیا ہے کہ مقامی انجمن کو مذکورہ آٹھ ماہ میں ۵۸/۱۷۹۰۷ روپیہ آمدنی ہوئی جس میں سے ۶۲/۱۰۸۱۵ روپیہ مستحق طلباء کو وظائف اور قرض حسنہ، کم استعداد افراد کی لڑکیوں کے جہیز، کم آمدنی والے اصحاب کو آٹا، گھی، کپڑا وغیرہ کی رعایتی نرخوں پر فراہمی، مفت طبی امداد وغیرہ مختلف امور پر خرچ کئے گئے۔ اس وقت نقد بقایا ۹۶/۷۰۹۱ روپے

باقی بر صفحہ ۱۰

# حصولِ مادیت وسیاست ہلاکت وتباہی کا راستہ ہے

## مسلمانوں کی نجات دعوت الی الحق کی قبولیت میں مضمر ہے

## احمدیہ کالونی میں علومِ فرقانی میں ریسرچ اور تراجمِ قرآن کے لئے عالی شان مرکز قائم کیا جائے

### جماعت احمدیہ لاہور کی خصوصیات وروایات زندہ رکھیں

**خطبہ جمعہ**
مؤرخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۰ء
فرمودہ
مکرم جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب
دامت برکاتہٗ
بمقام
جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

قال الذی اٰمن یٰقوم اتبعون اھدکم سبیل الرشاد - یٰقوم انما ھٰذہ الحیوٰۃ الدنیا متاع - وانّ الاٰخرۃ ھی دار القرار - من عمل سیئۃ فلا یجزیٰ الّا مثلھا - ومن عمل صالحاً من ذکر او انثٰی و ھو مؤمن فاولٰئک یدخلون الجنۃ یرزقون فیھا بغیر حساب - ویٰقوم مالی ادعوکم الی النجوٰۃ وتدعوننی الی النار - تدعوننی لاکفر باللہ واشرک بہٖ ما لیس لی بہٖ علم وانا ادعوکم الی العزیز الغفار - (المؤمن ۴۰: ۳۸ تا ۴۲)

یہ سورۃ المؤمن کی چند آیات ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے - جن میں ایک مؤمن شخص اپنی قوم کو جو ایمان نہیں لاتی سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے کہ

"اے قوم! میرے پیچھے چلو تا کہ میں تم کو بھلائی کا راستہ دکھاؤں - اے میری قوم! یہ ادنےٰ زندگی تو صرف چند روزہ ہے - اور آخرت ہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے جو بُرا کام کرتا ہے تو اس کو ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا اور جو نیک کام کرتا ہے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو وہ لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اس میں بے حساب روزی دیئے جائیں گے اور اے میری قوم! کیا وجہ ہے کہ میں تو تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخ کی طرف بلاتے ہو تم مجھ کو اس لئے بلاتے ہو تا کہ میں اللہ کی ناشکری کروں - اور اس کے ساتھ شریک ٹھہراؤں جس کی کوئی دلیل میرے پاس نہیں اور میں تم کو اس کی طرف بلاتا ہوں جو زبردست بڑا بخشنے والا ہے -"

اگر ہم آج کے حالات پر پاکستان میں بالخصوص اور عالم اسلام میں بالعموم غور وفکر کریں تو ہمارے لئے یہ مکالمہ جو ایک کامل مؤمن نے اپنی قوم سے کیا بڑی عبرت وموعظت کا کام دے سکتا ہے - ہمیں جو اللہ تبارک وتعالےٰ نے پاکستان کی سلطنت عطا کی ہے تو اس کے بدلہ وصلہ میں اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے اور شکر ادا کرنے کا جو حق ہے کیا وہ حق آج ہماری قوم ادا کر رہی ہے؟ کیا ہماری قوم کی حالت سے ایمان وشکر ظاہر ہو رہا ہے؟ ایمان کا ذکر تو دُور کی بات ہے، ہماری قوم کے اندر جو مسلم اخلاق وعادات اور تہذیب تھی وہ بھی ختم ہوتی جا رہی ہے، سیاسیات، سیادت اور مادیت ومادی منافع ہر شخص کے پیش نظر ہے - پھر یہ بھی نہیں کہ کسی اصول اور کسی قواعد وضوابط کے تحت یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے اور اس کے حصول کے لئے کوئی اخلاقی ضابطہ ہو جن کی پیروی ان پر لازم ہو اور ان پر وہ عمل کر رہے ہوں - نہیں - بلکہ ہر جائز و ناجائز اور معقول ونامعقول حرکت جو ہمارے مقصد کے لئے ممد ومعاون ہو وہ ہم اختیار کرتے جاتے ہیں -

### دعوت الی الاسلام کا عالی مقصد

یہ نقشہ اس لئے بھی ہمارے لئے قابل درسِ عبرت ہے کہ اس زمانہ میں ایک شخص کھڑا ہوا جس نے مسلمانوں کو بلایا اور دعوت دی اسلام اور قرآن کی طرف - اس نے سبیل الرشاد کی طرف دعوت دی - سیدھا راستہ زمانے میں کونسا ہے - وہ وہی جو اس شخص نے بتایا ہے وہ یہ کہ حضرت امام زمانؑ نے فرمایا کہ آج کا جہاد یہ ہے کہ دین ومذہب کو اور اس کی صداقتوں اور حقیقتوں کو دنیا میں پھیلایا اور عام کیا جائے اور اس کی تعلیم کو دنیا میں پہنچایا جائے - دین کے اصولوں کو معقول اور مدلل طور پر لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے اور دوسری بات یہ ہے کہ دنیا پرستی کے مسلک سے اجتناب کیا جائے - ھٰذہ الحیوٰۃ الدنیا متاع - یہ ادنےٰ زندگی جس پر تم فریفتہ ہو اور ہر فرد اور ہر قوم اس کی ہوا وہوس میں سرگرداں وپریشان ہے یہ تو چند روزہ سامان ہے - یہ راستہ درست نہیں ہے - بدی کی زندگی کو چھوڑ کر نیک کرداری اختیار کرو لیکن عام طور پر مسلمانوں نے اس نہایت عالی شان پیغام کو جو حضرت امام زمان علیہ السلام نے قوم کو دیا، قبول نہ کیا - جیسا کہ الہام ہوا کہ

"دنیا میں ایک نذیر آیا - پر دُنیا نے اسے قبول نہ کیا مگر خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا۔"

اس کی وجہ کیا ہے - ایسی عظیم الشان بات ہو قرآن واسلام کو ماننے کا طریق کار ہو - لیکن دنیا اس طرف توجہ نہ دے - اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت ایسی ذہنیت کارفرما ہے جسے قرآن نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے افرئیت من اتخذ الٰھہ ھوٰہ - یعنی ہم نے اپنی ہوا وہوس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے ہمارے دلوں میں ہمیشہ دنیا کی ہی فکر ہے لیکن حضرت صاحب نے فرمایا کہ نفسانی خواہشات کا پورا کرنا ہی زندگی کی اصل غرض وغایت نہیں ہے، بلکہ ایک مؤمن کا نصب العین دنیا پرستی کی بجائے خدا پرستی ہوا کرتا ہے - انسان کے لئے اپنی نفسانی خواہشات کو چھوڑنا تو ویسے ہی بہت مشکل ہے لیکن جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ ساری کی ساری دنیا ہی ہوا وہوس کے راستے پر گامزن ہے تو اس کے لئے دوسرا راستہ اختیار کرنا اور بھی مشکل ہو جاتا ہے دنیا پرستی جب عالمگیر پیمانہ پر وباء کی صورت اختیار کر لے تو اس وباء اور اس کے مضر اثرات سے بچنا کیونکر ممکن ہے؟

### حضرت مسیح موعودؑ کی ندا اور دعوت مادیت وسیاست کے میدانوں کو ترک کر کے دین کی راہ اختیار کرنیکی ہے۔

پھر ہم نے کہا کہ جب تک ہمیں اس ملک میں آزادی حاصل نہ ہو لے تب تک ہم نیکی کے راستہ پر کیسے چل سکتے ہیں - اور یہ جو مسیح و مہدی آئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ جو ہمیں مال ودولت دینے دلواتے اور نہ حکومت وسلطنت کے حصول کے لئے تحریک کرتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ اپنا کمایا ہوا مال ودولت راہ الٰہی میں خرچ کر دو اور خدا کے راستہ میں اپنا سب کچھ لٹا دو - اس طرح یہ نفسانی خواہشات مقاصد عظیمہ کے آڑے آئیں جیسا کہ عام قاعدہ ہے کہ صداقت کو قبول کرنے میں انسان کی اپنی خواہشات آڑے آجاتی ہیں - جن لوگوں نے اپنے علم وعقل سے اور اپنے تجربہ سے مسلمانوں کی رہنمائی کی تجاویز سوچیں ان کو یہی باتیں سوجھیں کہ چونکہ

ہماری قوم مادی علوم و فنون کی تحصیل میں پیچھے ہے اس لئے اس کو مادی علوم و فنون اور سائنس کی تعلیمات حاصل کرنا چاہیئے تاکہ یہ قوم ترقی کر سکے اس طرح ہم معراج ترقی پر پہنچ سکتے ہیں۔ یہ نکتہ نظر بہت سے مسلمانوں کا ہوا جو واقعی مسلمان قوم کے خیر خواہ بھی تھے لیکن ہم نے عملاً دیکھ لیا کہ ہمیں سلطنت تو حاصل ہو گئی لیکن ہم اخلاقی لحاظ سے نیچے گر گئے۔ آزادی بھی مل گئی لیکن ہم اپنے نفس کے غلام اور زیادہ ہو گئے۔ اس کے مقابل پر حضرت مسیح موعودؑ نے یہی طریق بتلایا تھا کہ اگر تمہیں اسلامی حیات طیبہ منظور ہے تو اس کا یہ طریق نہیں ہے کہ تم دوسری اقوام کی پیروی میں سیاست و مادیت کے حصول کے لئے اپنی تمام تر قوتیں اور صلاحیتیں ضائع کر دو بلکہ آپ نے تو یہ حکم اپنی جماعت کو دیا کہ سیاست میں حصہ نہ لو۔ یہ کس قدر اعلیٰ اصول تھا جو حضرت مسیح موعودؑ نے ہمارے سامنے رکھا۔ آج جو سیاست عام طور پر مشہور ہے اس کا دوسرا نام جھوٹ، کذب، مکر و فریب اور نفس پرستی ہے، اس کے مقابلہ میں مذہب کی بنیاد صداقت اور سو فیصد صداقت پر ہے جو بات زبان سے ادا ہو وہ دل سے نکلی ہوئی ہو اور پھر اس کو عملاً سچا کر دکھلاؤ۔ اور ایسی صداقت پر قائم رہنا یہ انسان میں اعتماد اور قوم میں من حیث القوم اعلیٰ اخلاق پیدا کرتا ہے۔ لیکن افسوس ہماری قوم نے اس راستہ کو اختیار نہ کیا اور من حیث القوم ہم نے اس سے روگردانی کی۔ سلطنت اور آزادی حاصل ہو جانے کے بعد جو قوم کی حالت ہوئی وہ آج ہمارے سامنے ہے اگرچہ یہ سلطنت ملی بھی اس وجہ سے تھی کہ ہم نے اسکو دین اسلام کے لئے حاصل کرنا چاہا تھا یعنے دین کی جانب ایک اہم قدم ہم نے اٹھایا تھا۔ پھر ہم اس وقت دین اسلام کی وجہ سے ایک کلمہ واحدہ پر متفق ہو گئے تھے اور وہ یہ کہ جو کوئی کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پڑھتا ہو وہ اس کا فرد تھا۔ گویا ہم من حیث القوم مسلمان تھے اور ہم میں سے ہر فرد مسلمان تھا دین کی طرف رجحان رکھتا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیں سلطنت و حکومت دے دی۔ لیکن اس نعمت الٰہیہ کے حصول کے بعد ہم اسلام کو بھول گئے۔ ہمارا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا۔ یہی قوم جو ایک تھی وہ تکفیر کے حربے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اور جب غریبی کی حالت سے امیری کی حالت میں آگئے دولت مند بن گئے تو ہوا و ہوس ہمارے قلوب و نظر پر مستولی ہو گئی۔ اپنی تہذیب و ثقافت کو بھلا دیا اور ہم فرعون و قارون کی طرح دولت و اقتدار کے نشہ میں مست ہو گئے۔ اور اب تو یہ

حالت ہے جیسا کہ فرمایا افمن زین له سوء عمله فراٰه حسنًا یعنے کیا آپ نے اس شخص کی حالت کو دیکھا جو بدعملی کرتا ہے۔ اور اس بدعملی پر فخر بلکہ بے حد نازاں ہے اور اس پر اتراتا ہے اب اگر قوم کی حالت ایسی دگرگوں ہو جائے کہ بدی کو بدی سمجھنے کے بجائے اسے اچھا سمجھنے لگیں تو ایسی حالت میں اصلاح و فلاح کی صورت کیا ہو۔ اور تنبیہہ کس کام آئے۔ اصلاح کا پہلا قدم تو اس وقت انسان اٹھا سکتا ہے کہ جب وہ یہ سمجھ جاتا ہو کہ میں غلط کار ہوں۔ لیکن اگر وہ یہ خیال کر لے کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں وہ بہت اعلیٰ کام کر رہا ہوں تو اس نے ایسی حالت میں بھلا کیسے تبدیل ہونا ہے؟

## دو گروہوں کا نکتہ نظر......

## مادی، سیاسی اور علوم سائنسی میں ترقی

## اور دینی اخلاقی اور علوم قرآنیہ کی ترجیح

اس وقت یہ دو گروہ ہیں ایک تو ایسا گروہ ہے جو کثرت میں ہے اور جو یہ سمجھا ہوا ہے کہ سیاست، مادیت اور مادی علوم کے حاصل کرنے میں ہی اسلام کی ترقی اور ملت اسلامیہ کی بھلائی ہے اور دوسرا گروہ جو قلیل ہے اور حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت کرنے والے ہیں جو یقین کرتے ہیں کہ یہ میدان تو پہلے مغرب نے اختیار کر کے بربادی اور ہلاکت پیدا کر لی ہوئی ہے تو ایک طرف یہ گروہ قوم کو نجات و فلاح کی طرف دعوت دے رہا ہے اور دوسرا گروہ ہلاکت کی طرف بلا رہا ہے۔ اس تصادم اور ٹکراؤ سے اس کا نتیجہ کیا ہو گا؟!

## مومنوں کی نصرت و فتح کی حتمی پیشگوئی۔

اس مکالمہ کے بعد قرآن کریم نے نتیجہ بتلایا ہے کہ ہمارا دائمی قانون الٰہی یہ ہے کہ ہم اپنے بھیجے ہوئے انبیاءؑ کو جو ان پر ایمان لے آئیں، اس دنیا کی زندگی میں ان کو منصور اور فاتح انسان بنا دیں گے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ہم ایک شخص کو بھیجیں اور اس کو ایک طریق کار پر چلائیں اور وہ ناکام ہو جائے۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ راستہ سو فیصد کامیابی و کامرانی کا راستہ ہے۔ آپ اپنی جماعت کی تاریخ کو دیکھ لیں کہ ایک وقت جماعت پر ایسا آیا تھا ہمیں سال کے قریب ہو گئے ہیں عام طور پر مسلمان یقین کر رہے تھے کہ اگر کوئی طریق نجات

کا ہے تو وہ اسی جماعت کا طریق کار ہے تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اکٹھے من حیث الجماعت اسی طریق کو سرگرمی اور شدت کے ساتھ اختیار کریں۔ جب ہماری جماعت کی طرف سے انگریزی ترجمۃ القرآن شائع ہوا اور مغربی ممالک میں اسلام کی داغ بیل ڈالی گئی تو مسلمانوں نے کس قدر خوشی کا اظہار کیا اور لبیک کہا تو اگر ہم پھر اسی جوش کے ساتھ قدم اٹھائیں اور ہم اسی سعی و سرگرمی سے اور جوش و استقامت کے ساتھ اس کام میں مصروف ہو جائیں کہ قرآن کریم کے علوم دنیا پر ظاہر ہوں، علوم قرآنی پر نئی نئی ریسرچ کی جائے اور عالم اسلام اور عالم انسانیت کی رہنمائی و خدمت کی جائے۔ اور ہم اشاعت اسلام کے راستے میں نئے نئے اقدامات اٹھانے والے ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس وقت مسلمان قوم کا خصوصاً پاکستان کے مسلمان کا سیاست و مادیت اور مادی علوم کے حصول کی طرف رجحان ہے تاہم ایسے لوگ مسلمانوں میں بہت سے ہیں جو آپ کے کام کو لبیک کہیں گے۔ ہمیں خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ ہماری جماعت من حیث الجماعت اس اثر کے نیچے دبتی چلی جاتی ہے کہ ہمیں بھی سیاست میں حصہ لینا چاہیئے۔ اور یہ کہ ہماری کامیابی بھی صرف اور محض علوم مادی و فنون سائنس کے حصول میں ہے۔ چنانچہ قرآنی علوم کی طرف توجہ بہت کم ہے اگر ہم دوسرے لوگوں کی پیروی کرنے لگیں اور مادی علوم کے ادارے قائم کر دیں تو لوگ ہماری جماعت کی طرف کھچے چلے آئیں گے، میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ دنیاوی علوم حاصل نہیں کرنے چاہئیں۔ یا اس قسم کے ادارے قائم نہیں کرنے چاہئیں میرا مطلب یہ ہے کہ مقدم چیز کو مقدم کرنا اور مؤخر کو مؤخر رکھنا چاہیئے۔

## "میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا" کا عہد بھی حضرت مسیح موعودؑ نے ہم سے لیا تھا۔

## پہلا کام پہلے

کے اصول کو پیش نظر رکھ کر کام کرنا چاہیئے۔ دینی علوم کی نشر و اشاعت، قرآنی علوم پر ریسرچ کی طرف ہماری بیشتر توجہ مرکوز ہونا چاہیئے کہ دوسرے لوگ یہ سوچیں اور کہیں کہ خدمت دین اور تبلیغ اسلام کی خصوصیت اس جماعت میں بدرجہ اتم کارگر اور نمایاں ہے۔ اور انہوں نے دنیا کے مسائل کو قرآن کریم سے حاصل کر کے دکھلا دیا ہے۔

دنیاوی تعلیم کے ادارے مثلاً تعلیم الاسلام کالج جب کھول دیا گیا تو اس وقت بھی حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ہمارا مقصد یہ نہیں کہ لوگ اعلیٰ درجہ کے دنیاوی علوم حاصل کریں بلکہ فرمایا ہمارا تو مقصد یہ ہے کہ ان دنیاوی علوم کے ذریعہ سے لوگ دین کے علوم کی طرف مائل ہوں۔ ان پر غور و فکر کریں اور ان پر ریسرچ کر کے دین و قرآن کی خدمت کریں۔ پھر ہمیں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ایسے ادارے قائم کرنے سے جہاں دین کا عنصر کم ہو اور اساتذہ اور طلباء کے سامنے تعلیم و تدریس کا مقصد صرف اعلیٰ نتائج اور اعلیٰ ڈگریاں ہی ہوں۔

## دینی علوم میں ریسرچ اور نئے مسائل اور نئی لادینی تحریکوں کے خلاف

## علم کلام پیدا کرنے کی اشد ضرورت

جہاں تک اشاعت علوم قرآنیہ کا سوال ہے اس کی طرف توجہ دینا میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ترقی کا راز اسی میں ہے کہ ہم تن اس بات کو یقین کے طور پر اختیار کر لیں کہ مسلمان کی نجات اور ہماری جماعت کی ترقی کا راز، دینی علوم کی اشاعت اور قرآنی اصولوں کی صداقت و افضلیت کو ثابت کرنے میں ہے کیا گذشتہ پچاس سال ہمارے لئے کافی نہیں ہیں کہ ہم اسے کامیاب بنانے میں کامیاب ہو گئے ہوتے؟ زمانہ کی تبدیلی سے نئی نئی تحریکیں وجود میں آچکی ہیں کہیں اشتراکیت اور سوشلزم کا زور ہے تو کہیں لادینیت و الحاد جڑیں پکڑ رہی ہیں، مادیت اور عقلیت اور وطنیت و قومیت نے ایسے رنگ و روپ اختیار کر لئے ہیں کہ جن سے دین کی نفی ہو جاتی ہے۔ کیا ہماری جماعت کا یہ فرض نہ تھا کہ آئے دن ان نئی نئی تحریکوں کے جوابات دیئے جاتے؟ نئے نئے مسائل زمانہ کا حل قرآن و حدیث سے پیش کیا جاتا؟ کیا ہماری جماعت ان تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے میں کامیاب ہوئی ہے؟ کہ آپ میں ایسی چیز نظر آئے کہ دنیا کے گوشے گوشے سے لوگ آپ کے ادارے میں کھنچے چلے آئیں۔ ایسا ادارہ قائم کیا ہوا ہو کہ آنے والے کی ضرورت کو پورا کرے۔ اور قوم و ملت کے جو مسائل ہیں ان کی رہبری کے لئے بھرپور اقدامات کرے۔ درحقیقت یہ میدان خالی ہے اور ہماری توجہ کا طالب ہے یہ وہ امر ہے جس کی طرف حضرت امیر مرحوم نے بھی اپنی آخری زندگی میں آپ سے متعدد بار التجائیں۔ تمنائیں۔ آرزوئیں اور نصیحتیں کی

تھیں اور فرمایا:۔

" ایک بات میں اپنے نوجوان دوستوں سے کہنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ آپ احمدی قوم کی روایات کو زندہ رکھیں۔ احمدی جماعت دین کو دنیا میں پھیلانے، قرآن کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لئے کھڑی ہوئی تھی۔ اپنی اس روایت کو کمزور نہ ہونے دو۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر عزت کا اور کوئی کام اس دنیا میں نہیں۔ میں پھر اپنے نوجوان دوستوں کو کہوں گا۔ اور بار بار کہوں گا کہ قوم کی روایات کو زندہ رکھیں، ایک دن آئے گا کہ تم اپنے ایک ایک بزرگ کے جسم کو اپنے ہاتھوں سے مٹی میں دفن کر دو گے۔

اے میرے نوجوان دوستو، میں تمہیں بڑی تاکید کے ساتھ یہ کہتا ہوں اور نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے بزرگوں کے جسموں کے ساتھ کہیں اپنی روایات کو دفن نہ کر دینا ان کو زندہ رکھنا اور ترقی دینا تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ یہ قوم مرتی چلی جاتی ہے۔ "

## مسلمان قوم کی تحقیقی راہنمائی و رہبری اور علوم قرآنیہ میں زمانہ کے تقاضوں کے مطابق ریسرچ

یہ ہیں ہماری اعلیٰ روایات۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری دعوت نجات قولاً اور عملاً ایسی ہونا چاہیئے کہ مسلمان یہ یقین کریں کہ یہ ایک ایسی مخصوص و ممتاز جماعت ہے جو ایسی غرض کے لئے کھڑی ہوئی ہے جو دوسری جگہ کہیں نظر نہیں آتی۔ اگر یہ رنگ نمایاں طور پر اختیار کر لیا جائے۔ دنیا میں ہر جگہ ہر ملک میں ہر قوم میں ایسے مسلمان موجود ہیں۔ جو دینی علوم کی تحصیل کیلئے تڑپ رہے ہیں۔ آپ کے پاس ایسا ادارہ ہو جو ان لوگوں کی تڑپ کا جواب ہو۔ جہاں اقامت گاہ ہو، علوم اسلامیہ کی تحصیل اور ان پر تحقیق کی سہولتیں حاصل ہوں۔ ہماری جماعت نے ابتداء میں اس راہ میں ایسا قدم مارا تھا کہ دنیا کی نگاہیں اس کی طرف اٹھتی تھیں، اور وہ محسوس کرتے تھے کہ اسلام اور قرآن، اور ملت اسلامیہ کا بول بالا اس جماعت کے ذریعہ ہوا۔

خود ہماری انجمن کے قواعد میں پہلی بات یہ لکھی ہے کہ ایسے مبلغوں کا تیار کرنا جو اشاعت دین کے اہل ہوں۔ چنانچہ ہماری انجمن نے جو سکول جاری کئے تو اس وقت بھی یہی غرض مدنظر تھی کہ ان سکولوں کے اساتذہ میں سے مبلغ دین بنیں گے اور طلباء کو تعلیم دینیہ

دین سے متعلق تربیت دی جائے گی۔ لیکن ان مقاصد کے حصول کی طرف سے غفلت برتی گئی ہے اور یہ سمجھا گیا ہے کہ ہمارے سکولوں کی غرض اعلیٰ نتائج اور ڈگریاں لینے تک محدود ہے۔ میں آپ کی خدمت میں عرضداشت پیش کرتا ہوں جبکہ جماعت کے سامنے نئی نئی ہیں ادارے بنانے کی سکیم ہے ایسے وقت میں میں اپنی عرضداشت پیش کرنے سے رک نہیں سکتا کہ اگر آپ اسے امتیازی خصوصیت دینا چاہتے ہیں اس کے اندر کوئی جاذبیت کشش و تطہیر بات پیدا کرنا چاہتے ہیں جو مسلمانوں کے لئے قابل توجہ ہو، جس کے ذریعہ سے وہ اشاعت اسلام اور خدمت دین کا کوئی کام کر سکیں وہ یہ ہے کہ آپ دینی علوم کی یونیورسٹی قائم کر دیں۔ یہ آپ کی ترقی کی محکم اور یکتا صورت ہے۔

## قرآنی علوم میں تحقیق جماعت احمدیہ لاہور سے مختص ہو چکی ہے، اس خصوصی امتیازی حیثیت میں نمایاں ترقی کی ضرورت

ہمارے دوسرے بھائیوں نے بھی انگلستان وغیرہ میں مساجد و ادارے کھولے ہوئے ہیں لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ فتح اسلام کے جو اقدامات اور خدمات آپ کی جماعت کر سکتی ہے وہ منفرد ہیں۔ ایک مسجد اور اسلامی ادارے کا بنا دینا کافی نہیں جب تک کہ تعلیم و تدریس کرنے والے موجود نہ ہوں، اور ان پر تحقیق و تدقیق اصولوں اور استدلال کے ذریعہ کرنیوالے موجود نہ ہوں۔ یہ توفیق آپ کو ہی میسر ہے کہ آپ کے پاس قرآن کریم کا وہ علم ہے جو اور کہیں نہیں۔ اگر آپ ایسا ادارہ قائم کریں تو جہاں مسلمانوں کی آپ کی طرف توجہ ہوگی دوسری طرف آپ کا اشاعت اسلام کے سلسلہ میں ایک قدم اور آگے ہوگا۔ اس سے آپ کے اندر خود اعتمادی پیدا ہوگی۔ یہ قدم نہ صرف آپ کی اپنی کامیابی کے لئے ہے بلکہ دین اسلام کی کامیابی کے لئے ہے آپ میرے ساتھ اس دعا میں شریک ہوں کہ ہم اس عظیم الشان اقدام کے لئے تیار ہو جائیں اور ہم دنیا میں پھر صداقت و حقیقت اسلام اور علوم قرآنیہ کا کوئی نمونہ عمدہ اور اعلیٰ پیش کر سکیں۔ اللہ

# جماعت ربوہ سے قطع تعلق اور جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت

ہم اپنے احباب کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم تینوں بھائی جو عرصہ دراز تک جماعت ربوہ سے منسلک رہے ہیں۔ بلا جبر و اکراہ بوجوہ چند جماعت ربوہ سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ اور بہ انشراح صدر جماعت احمدیہ لاہور سے منسلک ہو گئے ہیں۔ ہم یہ اعلان کرنے میں بھی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد دربارہ نبوت، تکفیر، خلافت اور مصلح موعود ہی صحیح معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ عقائد ہیں۔ اور ہم انہیں من وعن تسلیم کرتے ہیں۔

احباب جماعت لاہور سے درخواست ہے۔ کہ وہ ہمارے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت بخشے۔ اور خدمت دین کی توفیق عطا کرے۔ آمین

(۱) مرزا محمد لطیف۔ مولوی فاضل۔ شاہد سابق مربی جماعت احمدیہ ربوہ

(۲) مرزا محمد سلیم اختر مولوی فاضل شاہد سابق مربی جماعت احمدیہ ربوہ

(۳) مرزا محمد شفیق انور مولوی فاضل شاہد سابق مربی جماعت احمدیہ ربوہ

# حضرت امیر مرحوم کی یاد میں جلسہ

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے سالانہ اجلاس منعقدہ مؤرخہ ۱۷ اکتوبر بروز ہفتہ میں اراکین و حاضرین کے متفقہ فیصلہ کے مطابق حضرت امیر مرحوم کی یاد میں مقامی جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام مکرم جناب نصیر احمد صاحب فاروقی سابق چیف الیکشن کمشنر کی صدارت میں ۲۴ اکتوبر بروز ہفتہ بوقت چار بجے شام احمدیہ مسجد مسلم ٹاؤن لاہور میں ایک اجلاس منعقد کیا جا رہا ہے۔ جس میں محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، محترم مولانا عبد المنان صاحب عمر اور محترم مرزا مسعود بیگ صاحب، حضرت امیر مرحوم کی سوانح و سیرت، آپ کے مقام و مرتبہ اور آپ کی عظیم الشان خدمات دینیہ کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر فرمائیں گے۔ خواتین و احباب سلسلہ سے پرزور التماس ہے کہ اس تقریب میں شمولیت فرما کر حضرت امیر مرحوم کو خراج عقیدت پیش کریں۔ خواتین کے لئے پردہ کا انتظام ہے۔ حاضرین کی تواضع مشروبات سے کی جائے گی۔

خاکسار۔ ڈاکٹر مبارک احمد شیخ۔ سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ لاہور

# کشمیر اور بھارت کے مقامات میں جماعتِ احمدیہ لاہور کی سرگرمیاں

## مولوی سمیع اللہ صاحب ایڈیٹر الحکم نمائندہ جماعتِ احمدیہ لاہور متعینہ بمبئی کے دورہ کی روئیداد

(گذشتہ سے پیوستہ)

### بھدرواہ کا دورہ اور عام جلسے

۱۰ اگست کو میں یاری پورہ سے سری نگر آیا۔ اور ۱۱ کو صبح ہی سری نگر سے بھدرواہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ بھدرواہ ٹیلیگرام دے دیا تھا مگر وہ ٹیلیگرام اس وقت پہنچا جب میں بھدرواہ سے روانہ ہو رہا تھا۔ میرے ہمراہ مکرم پروفیسر نورالدین زاہد بھی تھے۔ حسنِ اتفاق سے راستے ہی میں بھدرواہ کے دو تین دوست مل گئے۔ اور یہ پورا سفر بے خطر کٹ گیا۔

میں جب بھدرواہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہاں بھی دفعہ ۱۴۴ نافذ ہے۔ اور کوئی پبلک میٹنگ نہیں ہو سکتی۔ اس صورت حال سے مجبور ہو کر دوستوں نے متعدد پروگرام بنائے۔ پہلا پروگرام تو عیدصرانان میں تقریر کا رکھا۔ یہ بھدرواہ کی غیراحمدیوں کی مسجد میں ایک غیر احمدی مقرر کی پہلی تقریر تھی۔ اس میں لاؤڈ اسپیکر بھی استعمال کیا گیا۔ اگر یہ کہوں تو بے جا نہ ہو گا کہ یہ تقریر بھدرواہ کی آدھی آبادی نے سنی۔ مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی اور سامعین گلیوں اور سڑکوں پر بھی کھڑے تھے۔ دوسری تقریر جامع مسجد بھدرواہ میں ہونے والی تھی۔ مگر اسی دن انجمن اسلامیہ اور جماعت اسلامی کے ممبروں میں جھگڑا ہو گیا اور جماعتِ اسلامی کا بورڈ اتار کر پھینک دیا گیا۔ اس لئے اپنا جلسہ بھی وہاں نہیں ہو سکا۔ اس کے بعد احباب نے دو پروگرام اپنی مسجد میں رکھے۔ پہلا پروگرام تربیتی تھا۔ اس میں بھدرواہ کے اطفال الاحمدیہ نے جوش و خروش سے حصہ لیا۔ اور تقریر، مکالمہ اور نظم خوانی میں بہت اچھی صلاحیت کا مظاہرہ کیا۔ میری طبیعت بہت خوش ہوئی۔

اس کے بعد میں نے ایک تربیتی تقریر کی لاؤڈ سپیکر بھی تھا۔ کچھ قادیانی حضرات میری تقریر کا نوٹ لینے آئے ہوئے تھے۔ اگرچہ ہم لوگوں کا تربیتی اجتماع تھا۔ اور ان کو اس مجلس میں آکر بیٹھنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ مگر ہم نے اجازت دے دی۔

دوسرا پروگرام ۱۵ اگست کو مسجد احمدیہ میں رکھا گیا۔ اس میں محترم پروفیسر زاہد صاحب نے ختم نبوت پر تقریر کی۔ اور میں نے تملانت احمدیہ پر۔ لاؤڈ سپیکر کا رخ قادیانی مسجد کی طرف کر دیا گیا۔ وہ لوگ اپنی مسجد میں بیٹھ کر میری تقریر سنتے رہے۔ میں نے قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء آلایہ پر تقریر کی۔ اور اربابًا من دون اللہ کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ قادیانی خلافت اربابًا من دون اللہ کی تعریف پر بحرف صادق آتی ہے۔

میں چار دن بھدرواہ میں رہا۔ مختلف الفکر خیال کے لوگ تبادلۂ خیالات کے لئے آتے رہے دفعہ ۱۴۴ پر بھی سب نے اظہار افسوس کیا۔

### جموں میں

۱۶ کو میں بھدرواہ سے جموں کے لئے روانہ ہوا۔ رات مکرم چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب صدر جماعت کے گھر گذاری۔ ۱۷ کی صبح کو اوقاف کے چیئرمین سے ملا۔ اور مسجد کے بارے میں پھر ایک بار یاد دہانی کرائی۔ ۱۷ کو ہی دن کے ۱۲ بجے پٹھانکوٹ کے لئے روانہ ہو گیا۔ اور ۱۹ کی صبح کو بمبئی پہنچ گیا۔ میرے پروگرام میں چمبہ بھی تھا۔ مگر تنگیٔ وقت کے باعث چمبہ نہ جا سکا۔ میں آج کل ایک سینی ٹوریم میں مقیم ہوں ۲۸ اگست کو میرے قیام کی مدت ختم ہو جاتی ہے۔ مجھے محض بندوبست کرنے کے لئے آنا تھا۔ ورنہ میں کم سے کم تین ماہ جموں و کشمیر میں رہتا۔

### رقوم وصول شدہ

مختلف مدات میں جو رقوم وصول ہوئیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

| | |
|---|---|
| چندہ عام و دار التبلیغ | 1250 ــــ 00 |
| اخبار الحکم | 125 ــــ 00 |
| کرایہ سفر | 280 ــــ 00 |
| کل رقم | 1655 ــــ 00 |

جماعتوں میں بیداری کی تحریک بھی خوب ہوئی۔

## متفرق باتیں

سری نگر میں جماعت کا ایک مڈل سکول ہے۔ میں نے اس کا بھی معائنہ کیا۔ انشاء اللہ اس سال وہ ہائی سکول بن جائے گا گورنمنٹ سے گرینڈ مل رہا ہے۔

### مدرسہ احمدیہ

احباب سری نگر نے اصرار کیا کہ جلد از جلد وہاں مدرسہ احمدیہ قائم کیا جائے۔ دو سو روپیہ ماہوار کسی قابل عربی معلم کو دینے کا وعدہ کیا ہے۔ میں نے اس کے لئے مولوی احمد رشید مالاباری کو لکھا ہے۔ اگر وہ آمادہ ہو گئے تو ان کو سری نگر بھیج دیا جائے گا۔ اور مدرسہ احمدیہ جاری ہو جائے گا۔

### ڈاکٹر کی ضرورت

جماعت بھدرواہ نے میرے سامنے اپنی اس ضرورت کا اظہار کیا کہ بھدرواہ اور اس کے آس پاس کوئی مسلمان حکیم یا ڈاکٹر نہیں ہے۔ اگر کوئی ڈاکٹر ہو تو ان کو بھدرواہ بھیج دیا جائے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ جماعت ان کے لئے مطب اور مکان کا بندوبست کرے گی اور مطب چلانے کے لئے فی الحال مالی امداد کی ضرورت ہو گی تو جماعت بطور قرض ایک ہزار روپے تک قرض بھی دے گی۔

میں نے اس کے لئے اپنے ایک دوست ڈاکٹر قطب الدین فرانسس الٰہ آباد کو لکھا ہے یہ مسلم نژاد ہیں۔ مگر کسی زمانے میں عیسائی ہو گئے تھے۔ اور مشن کی پوری تعلیم حاصل کی ہے۔ یہ بمبئی میں میرے قریب ہی رہتے تھے۔ ان کی اہلیہ محترمہ اور لڑکے بھی اسلام کی طرف مائل تھے۔ جب ہم لوگوں سے تعلقات ہوئے تو انہوں نے پھر اسلام کا اعلان کر دیا۔ اور چرچ کی ملازمت چھوڑ کر الٰہ آباد چلے گئے۔ مگر سخت پریشان حال ہیں۔ یہ طبیہ کالج دہلی کے سند یافتہ ہیں۔ ایلوپیتھک سے بھی [illegible] کو لکھا [illegible] کہنے پر بیعت امارت کر لیں گے۔ ابھی میں خود تحریک نہیں کرتا ہوں۔

اب دونوں کے لئے صورت پیدا ہو گئی ہے۔ اگر یہ دونوں آ گئے تو حالات میں حیرت انگیز انقلاب پیدا ہو جائے گا۔

### ایک قادیانی مبلغ سے خط و کتابت

اسی طرح آج کل جماعت قادیان کے ایک بنگالی طالب علم سے رابطہ خط و کتابت قائم ہے۔ ان کا جو آخری خط آیا ہے۔ اس میں پوچھا ہے کہ اگر وہ بیعت خلافت فسخ کر کے بیعت امارت کر لیں۔ تو کیا ان کو سلسلے کا کوئی کام مل سکے گا۔ دراصل جماعت احمدیہ قادیان کا یہ طبقہ جماعت کی معمولی خدمت کرنے کے علاوہ اور کوئی صلاحیت نہیں رکھتے۔ مگر ہم لوگوں کے لئے ان کا وجود بہت قیمتی ہو گا۔

### دینیاتی بورڈ

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھارت" کے زیرِ اہتمام ایک دینیاتی بورڈ بھی قائم کیا گیا ہے۔ اس بورڈ کے زیرِ اہتمام قرآن۔ حدیث احمدیت اور سیرت النبی صلعم کے تین امتحانات رکھے گئے ہیں۔ پوری تفصیل اور قواعد و ضوابط ۱۵ ستمبر کے الحکم میں شائع کی جا رہی ہے۔ میں اس کا سرپرست۔ مکرم بابو غلام رسول صاحب سیکرٹری۔ اور مکرم پروفیسر نورالدین صاحب زاہد معاون سیکرٹری ہوں گے۔ امید ہے کہ اس امتحان میں احمدیوں کے علاوہ غیراحمدی حضرات بھی شریک ہوں گے

### یو۔پی بنگال کا دورہ

اب خیال یہ ہے کہ اگر میری رہائش کا کوئی معقول و مستقل بندوبست ہو جائے تو میں یو۔پی اور بنگال کے دورے پر نکل جاؤں یو۔پی میں جونپور اور بنگال میں کلکتہ جانا ہے۔ امید ہے کہ وہاں جانے سے جماعتیں قائم ہو جائیں گی۔

آپ دعا فرمائیں کہ مجھے مذکورہ بالا تمام پروگراموں اور منصوبوں میں خدا تعالےٰ کی طرف سے کامیابی حاصل ہو۔

ابوالمنصور احمد بی اے واہ کینٹ

# مولوی محمد یعقوب خانصاحب کو دعوتِ فکر

ہمارے محترم مولوی محمد یعقوب خان کا اخبار الفضل میں ہر دوسرے تیسرے مہینے ایک بیان چھپ جاتا ہے جس میں جناب مرزا ناصر احمد صاحب خلیفہ ربوہ کی تعریف و توصیف اور ربوی نظام خلافت کی مدح سرائی جی بھر کے ہوتی ہے۔ اور خاتمہ جماعت لاہور اور اس کے اکابرین کے خلاف تیر و نشتر پر ہوتا ہے۔ خان صاحب مرزا صاحب موصوف کی شخصیت سے بڑے مرعوب نظر آتے ہیں۔ اور جماعت لاہور کو بھی مشورہ دیتے ہیں۔ کہ موصوف کی خلافت کے دامن سے وابستہ ہو جائے کیونکہ بقول ان کے خلافت سے رشتہ عقیدت پیدا کئے بغیر کوئی کامیابی اور جماعتی ترقی ممکن نہیں۔ انہیں بڑی دیر کے بعد یہ نکتہ سمجھ میں آیا ہے۔ جسے شاید عمر عزیز سوکر ہی گذاری تھی۔ یا یہ بڑھاپے اور طویل بیماری کی کرامت ہے۔ کہ جب سارے قوائے جسمانی اور دماغی مضمحل ہوگئے۔ اور کام کی دالی زندگی باقی نہ رہی۔ شکست خوردہ سپاہی کی طرح اپنے دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور غلامی کی بیڑیاں پہن لیں۔ حالات و واقعات کی شہادت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ موصوف نے جو اس ناکارہ عمر میں پہنچ کر پلٹا کھایا ہے وہ کسی گہری سوچ اور فکر کا نتیجہ نہیں۔ کچھ لوگوں نے ان کی حالتِ زار سے ناجائز فائدہ اٹھا کر انہیں خاص منصوبہ کے تحت خلیفہ صاحب ربوہ کی گود میں لاکر ڈال دیا تھی۔ بیماری ایک بہت بڑا ابتلا ہوتی ہے۔ انسان شفایابی کے لئے شرک کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ اور ہر ٹونہ ٹوٹکا استعمال کرتا ہے۔ خواہ وہ شریعت کی رو سے ممنوع ہی ہو۔ اس حالت میں اگر اور بہت سی پریشانیاں دشواریاں اور مصائب ہجوم کرکے آجائیں۔ تو حالت اور بھی قابلِ رحم ہو جاتی ہے۔ لیکن مومن ایسی صورتِ حال کو اپنے لئے ایک آزمائش خیال کرتا ہے۔ اور اپنا پیدا کرنے والے خالق و مالک حقیقی سے زیادہ سے زیادہ جڑتا ہے۔ اس کی حضور میں خشوع و خضوع کرتا ہے۔ اور اسی سے اپنے تمام دکھوں کا مداوا ڈھونڈتا ہے۔ جب تک مصائب اور شدائد میں انسان استقامت اور استقلال نہیں دکھاتا۔ اس وقت تک اس کا خدا تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان پوری طرح متحقق نہیں ہوتا۔ افسوس ہمارے خانصاحب معمولی سے ابتلا کی بھی برداشت نہ کر سکے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی جلدی ناامید اور مایوس ہو گئے۔

موصوف جماعت لاہور کے پچاس برس تک سرگرم رکن رہے ہیں۔ وہ اس جماعت میں لائے نہیں گئے تھے۔ بلکہ خود اپنی مرضی سے تشریف لائے تھے۔ اس وقت خلافتی نظام کے خلاف انہوں نے اپنا فیصلہ صادر فرمایا تھا۔ لاہور میں آکر اپنے احباب کے ساتھ مل کر انہوں نے قابلِ قدر خدمات سر انجام دیں۔ لائٹ ان کی زیر ادارت نکلتا رہا۔ جس نے واقعتاً دور و نزدیک دین اسلام کی تڑپ و دلچسپی پھیلائی۔ ایک سہ ماہی رسالہ مسلم ریوائیول بھی آپ کی ادارت میں نکلتا رہا۔ یہ رسالہ فی الواقعہ اپنے بلند پایہ مضامین کے لحاظ سے یکتائے روزگار تھا۔ اس سے بہتر رسالہ آج تک میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ ووکنگ میں بھی موصوف بطور مبلغ کام کرتے رہے۔ چنانچہ اپنی جملہ خدمات کے باعث وہ علمی سلفریں ایک قد آور شخصیت کے مالک بن گئے تھے۔ ہم اس وقت بھی ان کی بڑی قدر کرتے تھے۔ اور اب بھی بڑی عزت کرتے ہیں۔ مگر اتنی ضرور گذارش ہے کہ ہمیں اپنے ہر بیان میں ہدف طعن بنا کر اور ہمارے خلاف مسلسل زہر افشانی کرکے مجبور نہ کریں۔ کہ آپ کی خدمات اور آپ کے زمانہ رفاقت کی خوشگوار یاد کو اپنے دل سے محو کر دیں۔

ہمارے یہی خانصاحب حریتِ فکر و نظر کے پرجوش مبلغ تھے بڑے جمہوریت نواز اور جمہوریت کیش تھے۔ پیری مریدی کو جسدِ اسلام کے لئے ناسور جانتے تھے۔ اور ایسے بلند مقام پر جا پہنچے تھے۔ کہ انہیں بڑی سے بڑی شخصیت بھی مرعوب نہ کر سکی۔ مگر آج ان کی لاعلاج طویل بیماری، ذاتی اور خانگی اغراض اور مجبوریوں نے انہیں اس حد تک کمزور کر دیا ہے کہ اپنی شخصی عظمت و قابلیت سے انہیں کوئی رشتہ ہی نہیں رہا۔ اور اپنے سے کمتر شخص کے حلقہ ارادت میں جا شامل ہوتے ہیں۔ ریوبوف کی پچاس سالہ تگ و تاز اب کیا ہوئی۔ ان خدماتِ جلیلہ کا اب کیا بنے گا۔ جو جماعت لاہور میں رہ کر انہوں نے سرانجام دیں۔ کیا اب وہ اعلان کریں گے کہ جو کچھ وہ لاہور کی جماعت میں بیٹھے کرتے رہے ہیں۔ میں اس پر اب خطِ تنسیخ کھینچتا ہوں۔ اور جو کچھ اپنے ہاتھوں سے آگے بھیجتا رہا ہوں۔ اس پر استغفار پڑھتا ہوں اور اب توبۃ النصوح کرکے زندگی کا از سرِ نو آغاز کرتا ہوں۔

خانصاحب کو خلیفہ ربوہ کا چہرہ بڑا نورانی دکھائی دیتا ہے۔ عقیدت کا بالعموم یہی جادو ہوتا ہے۔ اگر ان کے اندر احساسِ کمتری پیدا نہ ہوتا تو وہ خلافت ثانیہ میں کوئی خوبی اور کشش نہ پاتے۔ اس بات سے خانصاحب کو بھی شاید انکار نہ ہوگا کہ مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ بڑے باصلاحیت، ذہین و فطین اور اولوالعزم شخص تھے۔ وہ حضرت مجدد الوقت کی ذریت مبشرہ بھی تھے۔ فنِ تقریر و تحریر میں خوب ماہر تھے اور مصلح موعود ہونے کے مدعی بھی تھے۔ جماعت ربوہ کو جو رونق، ترقی اور استحکام حاصل ہوا ہے وہ ان کی زیرک اور لیڈر شپ کا صلہ ہے۔ وہ نہایت کے بڑے عالم تھے۔ اور افراد کو اپنی طرف کھینچنے اور گرویدہ بنانے کے تمام طور و طریقے جانتے تھے۔ ان کا چہرہ اپنے بیٹے سے کہیں زیادہ روشن اور سرخ و سفید تھا۔ اور وہ اپنی شخصیت میں بلا کی کشش رکھتے تھے۔ پھر خانصاحب ان اوصاف کے مالک انسان سے کئی بار شرفِ ملاقات بھی حاصل کر چکے تھے۔ ان سے گفت و کلام کی سعادت انہیں نصیب ہوئی تھی۔ لیکن خانصاحب ان کی شخصیت سے کبھی مرعوب نہیں ہوئے تھے۔ اور ان کی کامیابیوں اور کامرانیوں کو کبھی کوئی وقعت نہ دی تھی اور جماعت لاہور کے مسلک اور موقف کو کبھی کمزور قرار نہ دیا تھا۔ موجودہ خلیفہ ہر لحاظ سے اپنے باپ سے کمتر حیثیت اور شخصیت کا مالک ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آج وہ اس شخص سے اس قدر متاثر اور مرعوب ہو جائیں۔ بات یہی نظر آتی ہے۔ کہ اس زمانہ میں خانصاحب جسمانی، روحانی اور قلبی ہر لحاظ سے خوب صحتمند، قوی اور توانا تھے۔ خود اپنے مقام کو بھی خوب جانتے تھے۔ اور ہر مشکل کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کی بے پناہ قوت رکھتے تھے۔ مگر آج وہ ان تمام خوبیوں اور اوصاف سے تہی دامن ہو گئے ہیں۔ اگر بقائمی ہوش و حواس ہوتے۔ تو زندگی میں ایسی فاش غلطی نہ کرتے۔ خانصاحب نے اپنی ناقدری خود کی ہے۔ ہم پر وہ کوئی الزام نہیں دھر سکتے۔

۱۰ر دسمبر ۱۹۶۹ء کے اخبار الفضل میں خانصاحب نے ایک بیان شائع فرمایا..... جس میں اپنی بیعت خلافت کی وضاحت فرمائی تھی۔ وہ وضاحت کس قدر بے جان اور بے دلیل تھی۔ اس کا اندازہ ہر شخص اسے پڑھ کر خود لگا سکتا ہے۔ تاہم محترم مدیر پیغام صلح اور جناب آنریری جنرل سیکرٹری صاحب جماعت لاہور نے خانصاحب کے اس بیان پر تبصرے شائع فرمائے۔ جو نہایت ہی معقول اور مدلل تھے خانصاحب کی غور و خوض کے لئے ان کے اندر چند حقائق بیان کئے گئے تھے آج نو ماہ گذر چکے ہیں مگر خانصاحب نے اب تک اپنے قلم کو ان کے جواب میں جنبش نہیں دی۔ اور بالکل ساکت و صامت بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان حقائق پر غور کرتے شاید انہیں خوف آتا ہے۔ یا ان کے آگے وہ بالکل بے بس ہیں۔ کہ ہر بار انہیں نظر انداز کر جاتے ہیں، اور اپنے بیان کو قصیدہ کا رنگ دے کر جماعت ربوہ کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ان کا خلیفہ واقعی بڑا اونچا انسان ہے اور اس بلندی کا انسان اور کسی جماعت میں نہیں پایا جاتا۔

خانصاحب کو اس بات سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ کہ ان کی ہماری جماعت سے علیحدگی اور جماعت ربوہ میں شمولیت ہمارے احباب پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوئی کسی شخص نے ان کی دیکھا دیکھی جماعت ربوہ میں شمولیت اختیار نہیں کی۔ بلکہ ہر کوئی ان کی اس غیر متوقع قلابازی پر انگشت بدنداں ہے۔ گویا خانصاحب جماعت لاہور کو سبوتاژ کرنے میں بری طرح ناکام ہو گئے ہیں۔ ان کو اپنی اس ناکامی سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

ہمیں آں مکرم نے خلافت ربوہ کے دامن سے وابستہ ہو جانے کا مشورہ تو ضرور دیتے ہیں۔ لیکن عقائد کی بحث سے گریز کر جاتے ہیں کیا ان کے نزدیک عقائد کا اختلاف کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ عقائد میں اختلاف رکھ کر بیعت کرنی بڑی مذہبی بددیانتی ہے۔ اگر موصوف جماعت لاہور کے عقائد پر تاہنوز قائم ہیں۔ تو ظاہر ہے۔ کہ ان کے بالمقابل ربوی عقائد صریحاً غیر اسلامی ہیں اور انہیں اپنانا گویا اسلام کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔ اگر مبائع راستی پر قائم ہے۔ تو پھر پیر ضرور گمراہ ہے۔ اور یہ اجتماع

ہندوں ایک خطرناک فتنہ ہے۔ کیونکہ حق کو باطل کے ساتھ گڈمڈ کرنا یہودیانہ فعل ہے۔ جس کی خدا نے اپنے کلام پاک میں زور سے مذمت فرمائی ہے۔ میرا خاندان جب احمدی ہوگیا۔ تو ہمارا قبلۂ عقیدت پہلے قادیان پھر لاہور ہوگیا۔ مگر ہمارے پرانے پیر صاحبان پھر بھی ہمارے گھر میں آتے رہتے۔ اور برملا کہتے کہ تم لاکھ احمدی ہو جاؤ۔ ہمیں اس سے سروکار نہیں بس ہمیں ہمارا حق دے دیا کرو۔ جو ہمارے بزرگ ہمیں دیتے تھے۔ یہی بات یہاں صادق آتی ہے کہ عقائد تم جو چاہو رکھو، لیکن بیعت ہماری ضرور کرو۔ کیونکہ یہ تم پر ہمارا خاندانی حق ہے۔ خانصاحب خوب جانتے ہیں۔ کہ ہمارے نزدیک عقائد مقدم ہیں۔ جب تک عقائد کا اختلاف قائم ہے۔ اس وقت تک آپس میں کوئی سمجھوتا نہیں ہو سکتا۔ اور اختلاف رفع ہونے کی صورت میں یہ بھی دیکھا جائے گا۔ کہ کس کے عقائد صحیح اور درست نکلے۔ جو جماعت اس پر قائم پائی جائے گی۔ اس میں دوسری جماعت کو آکر شامل ہونا پڑے گا۔ کیونکہ یہ بات تو عندالعقل قابل قبول نہیں۔ کہ فاتح مفتوح کی اطاعت قبول کرے۔

**ہم** جماعت ربوہ کے عقائد کو فتنۂ عظیم قرار دیتے ہیں۔ اور حضرت مجدد الوقت کی توہین و تذلیل کی ذمہ دار اس جماعت کو ٹھہراتے ہیں۔ ان کی تکفیر بازی نے تحریک احمدیت کو عالم اسلام میں بدنام کر دیا ہے۔ اور بانیٔ تحریک کو عوام سے جی بھر کے گالیاں دلوائی ہیں۔ آج بھی کس قدر نفرت اور دشمنی عوام کے دلوں میں پائی جاتی ہے۔ اس کی تمام تر ذمہ داری جماعت ربوہ پر عائد ہوتی ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد اور ان کی تحریک کا دنیا میں کچھ رہے یا نہ رہے مگر خاندانی گدی تو قائم ہو گئی۔ اس گدی کو قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے اول درجہ کے مخلص احباب کو قربان کر دیا گیا۔ عقائد بدل دیئے گئے۔ تعلقات توڑ دیئے گئے۔ عالم اسلام کے دل کو مجروح کیا گیا۔ نبی کریمؐ کی حدیثوں کو چوہوں کی طرح کترا گیا۔ اور کسی کے دل میں ایک لمحہ کے لئے کبھی خوف خدا پیدا نہ ہوا۔ خانصاحب راسخ العقیدہ ہو کر ایک گمراہ شخص کو اپنا مطاع بنانے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ لیکن کوئی غیور حق پرست۔ باطل کی یہ بالادستی برداشت نہیں کر سکتا۔ موصوف کو ربوہ کی جماعت بڑی منظم، مستحکم اور وسیع نظر آتی ہے لیکن خدا جانے اب ان کی آنکھیں یہ حقیقت دیکھنے سے کیوں معذور ہو گئی ہیں کہ جب بھی ربوہ جماعت لاہور کے بالمقابل کس بری طرح پراگندہ ہو جاتا ہے۔ مزہ تو جب ہے کہ وہ جماعت لاہور کے مقابل اپنے عقائد پر بحث کے لئے نکلے۔ خدا کے فضل سے اسے ہر میدان میں ہمیشہ شکست فاش نصیب ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ منیر ٹربیونل کے روبرو اسے اپنے بچاؤ کی صورت جماعت لاہور کے عقائد اپنانے میں نظر آئی۔ ہم ان لوگوں کو واقعی جواں مرد اور اپنی بات پر مر مٹنے والے سمجھتے۔ اگر اس عدالت میں پوری جرأت کے ساتھ اقرار کرتے کہ:-

”حضرت مرزا صاحب قرآن کریم اور شریعت اسلام کی اصطلاح کی رو سے حقیقی نبی تھے۔ اور آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے۔“

**لیکن** وہاں ان کی ساری شیخی کرکری ہو گئی۔ اور پتہ پانی ہو گیا۔ عدالت اور عوام کے خوف سے مداہنت اختیار کرتے ہوئے ارشاد ہوا۔ کہ مرزا صاحب ہیں تو نبی مگر ان کا منکر کافر نہیں۔ اور نہ ان کو ماننا جزو ایمان ہے۔ جو شخص کلمہ گو ہے۔ اور مسلمان کہلاتا ہے اسے کوئی کافر نہیں کہہ سکتا۔ گویا یہ بیان صاف طور پر اعتراف شکست تھا۔ اس جماعت کی تنظیم سے ہم کیوں مرعوب ہوں۔ جس میں ایک بھی تو رجل رشید نہیں اٹھا۔ جو خلیفہ صاحب مرحوم کی اس تاریخی قلابازی پر صدائے احتجاج بلند کرتا کہ حضور یہ آپ نے کیا غضب ڈھایا ہے۔ ہم کو چالیس سال تک حضور نے اپنے الارادت مندوں اور مریدان باصفا کو یہ تعلیم دی ہے کہ مرزا صاحب حقیقی نبی ہیں۔ اور آپ کا منکر باجماع امت کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ لیکن آج آپ نے اس عمارت کو بنوک زبان اکھیڑ کے رکھ دیا ہے۔ اور غیر مبائع ڈھائی ٹوٹیوں کو ہم پر پھبتیاں اڑانے کا موقع دے دیا ہے۔ ساری کی ساری جماعت کو سانپ سونگھ گیا۔ اور بعض بڑی ڈھٹائی سے جماعت لاہور کے بعض افراد کو آکر کہنے لگے کہ لو جی اب تو ہمارے اور آپ کے اعتقاد ایک ہو گئے ہیں۔ اب کیوں آپ ہمارے حضرت صاحب کی بیعت نہیں کر لیتے۔ تاکہ ہم اور آپ سب ایک ہو جائیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون! کیا ذہنیت پائی ہے۔ ہمارے یہ مہربان شکست کھانے اور ذلت اٹھانے کے باوجود ہم پر بالادستی پھر بھی اپنی قائم رکھنا چاہتے ہیں۔

**علاوہ ازیں** جیسا کہ جناب مدیر پیغام صلح پہلے ہی واضح فرما چکے ہیں۔ ہم خدا کے فضل سے ماموریٔ زمانہ کی خلافت سے پہلے ہی وابستہ ہیں۔ مجدد الوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ راشد تھے۔ ہم انہیں دل و جان سے خلیفۃ الرسول مانتے ہیں۔ وہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ تھے۔ ان کی جانشین وہ انجمن تھی۔ جسے حضور نے خود قائم فرمایا تھا۔ آپ نے اپنے بعد کسی فرد واحد کو اپنا جانشین قرار نہیں دیا۔ آپ کے بعد وہ انجمن ہی ہر معاملہ میں مختار کل تھی۔ جس فریق نے حضرت صاحب کی اس وصیت پر عمل کیا۔ وہی حق پر ہو سکتا ہے مگر جس نے انجمن کے جملہ حقوق اور اختیارات اپنی ذات میں اکٹھا کر کے اس کے وجود کو بیکار کر دیا۔ اس نے امام زماں کی وصیت کی خلاف ورزی کی ہے۔ خانصاحب خوب جانتے ہیں کہ اس معاملہ میں کون حق پر ہے۔ مگر آج سب حقائق کو یکسر فراموش کر بیٹھے ہیں۔

**موجودہ** خلافت ربوہ جس کے بانی جناب مرزا محمود احمد صاحب تھے، قطعاً کوئی اسلامی خلافت نہیں۔ بلکہ محض ایک خاندانی گدی ہے۔ اس کا اسلامی خلافت کے ساتھ موازنہ کوئی مشکل بات نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ خلیفۃ الرسولؐ کی ساری زندگی سب کے سامنے ہے۔ آپ گویا ایک کھلی کتاب تھے۔ جن کی زندگی کا کوئی گوشہ آپ کے مریدوں سے مخفی نہ تھا۔ وہ جو کچھ جلوت میں تھے وہی خلوت میں تھے۔ کھلے بندوں چلتے، پھرتے، ملتے ملاتے، گفت و کلام فرماتے، بنفس نفیس مہمانوں کی مہمانداری کرتے، ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہوتے، سادہ کھاتے، سادہ پہنتے اور سادہ گذر بسر کرتے۔ نہ اپنی حفاظت کا خیال کرتے۔ اور نہ اپنے دشمنوں سے خوفزدہ ہوتے۔ چہرہ مبارک پر طمانیت اور کامل سکون ہوتا۔ اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس سے کوئی رغبت نہ رکھتے تھے۔ آپ لوگوں کو بار بار دعوت دیتے۔ کہ ان کے پاس قادیان میں آکر قیام کریں۔ تاکہ انہیں احقاق حق کرنے میں ہر سہولت میسر ہو۔ اور آپ کے جملہ اخلاق و کردار کو دیکھنے، پرکھنے اور سمجھنے کا پورا پورا موقع ملے۔ یہ باتیں کوئی خدا کا بندہ ہی کر سکتا ہے۔ لیکن آپ کے بالمقابل ذرا ربوہ کے خلفاء کے اسوہ کا مطالعہ بھی کر لیجئے دونوں میں فرق نمایاں ہو جائے گا۔ اور ہر انصاف پسند بول اٹھے گا کہ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

خانصاحب! خدارا آمریت کو خلافت کا نام نہ دیں۔ ربوہ میں بڑی ظالم قسم کی آمریت قائم ہے جس نے تقدس کا جامہ اوڑھ رکھا ہے۔ اس نظام میں جس کسی نے بھی قدم رکھا ہے اسے اپنی حریت فکر اور دل و دماغ سے کلی طور پر دست بردار ہونا پڑا ہے۔ اسلام جمہوریت سکھاتا ہے۔ اور ہر فرد کو آزادی رائے کا پورا پورا حق دیتا ہے۔ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خدا نے فرمایا تھا۔ وشاورھم فی الامر۔ اور مسلمانوں کے لئے بھی ہدایت فرمائی۔ وامرھم شوریٰ بینھم۔ مگر ربوہ میں خدا و رسولؐ اور امام زمانہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی میں ایک فرد واحد کو مختار کل بنایا ہوا ہے۔ اور اس کی شخصیت کو ہر خطرے سے محفوظ و مصئون کرنے کے لئے یہاں تک اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جو کوئی مجھ پر سچے اعتراضات بھی کرے گا وہ جہنمی ہے۔ خدا جانے قرآن کی کس آیت سے اس عقیدہ کے حق میں استدلال کیا گیا ہے۔ بہرحال اس سے یہ تاثر دینا مقصود تھا کہ خلیفہ کبھی گناہ کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ معصیت کا ارتکاب کرتا پایا جائے۔ تو دل کو یوں تسلی دے لی جائے۔ کہ میری آنکھوں کا قصور ہے۔

خانصاحب کیا خلافت خلافت کی رٹ لگا رہے ہیں۔ وہ خود تو مریض ہیں۔ دوسروں کو کیوں مریض بنانا چاہتے ہیں۔ وہ اس خلافت کی برکات سے جی بھر کے فیض یاب ہوتے رہیں۔ ہمیں معاف فرمائیں۔ ہم ابھی بفضل خدا صحت مند ہیں۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ ہم کو آنکھوں اور دل کی روحانی اور جسمانی بیماریوں سے محفوظ فرمائے۔ اور جادۂ حق پر تادم واپسیں قائم رکھے۔

(باقی ــــ باقی)

غلام نبی مسلم صاحب ایم اے

# حضرت مرزا غلام احمد مجدد صدی چہاردہم

## مجددیت کا دعوےٰ

بسلسلۂ اشاعت گذشتہ

کتاب براہین احمدیہ جلد چہارم ختم ہو رہی تھی کہ کسی مولوی صاحب نے آپ کے الہامات پر اعتراض کر دیا۔ جس کے جواب میں آپ نے اُسی تحریر میں اپنے مقام کی بہ الفاظ ذیل وضاحت فرمائی:-

"یہ عاجز اس مقام تک لکھ چکا تھا کہ شہاب الدین نامی ایک شخص موحّد ساکن نے آکر بیان کیا کہ مولوی غلام علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری اور مولوی عبدالعزیز صاحب اور بعض دوسرے مولوی صاحبان اس قسم کے الہام سے جو رسولوں کی وحی سے مشابہ ہے۔ باصرار تمام انکار کر رہے ہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض مولوی صاحبان نجانین کے خیالات سے ان کو منسوب کرتے ہیں۔ اور ان کے اس بارہ میں حجت یہ ہے کہ اگر یہ الہام حق اور صحیح ہے تو صحابہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پانے کے لئے احق اور اولیٰ تھے حالانکہ ان کا پانا محقق نہیں۔ اب یہ احقر عباد عرض کرتا ہے کہ اگر یہ اعتراض جو شہاب الدین موحّد نے مولوی صاحبوں کی طرف سے بیان کیا ہے حقیقت میں انہیں کے منہ سے نکلا ہے تو بجواب اس کے ہر یک طالب صادق کو اور نیز حضرات ممدوحہ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ کیا ممکن نہیں۔ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس قسم کے الہامات پائے ہوں۔ مگر مصلحت وقت سے عام طور پر ان کو شائع نہیں کیا اور خدائے تعالےٰ کو ہر نئے زمانے میں نئے نئے مصالحہ ہیں پس نبوت کے عہد میں مصلحت ربانی کا یہی تقاضا تھا کہ جو غیر نبی ہے۔ اس کے الہامات نبی کی وحی کی طرح قلمبند نہ ہوں تا غیر نبی کا نبی کے کلام سے تداخل نہ ہو جائے لیکن اس زمانہ کے بعد جس قدر اولیاء اور صاحب کمالات باطنیہ گذرے ہیں۔ ان سب کے الہامات مشہور و متعارف ہیں کہ جو ہر یک عصر میں قلمبند ہوتے چلے آئے ہیں اس کی تصدیق کے لئے شیخ عبدالقادر جیلانی اور مجدد الف ثانی کے مکتوبات اور دوسرے اولیاء اللہ کی کتابیں دیکھنی چاہئیں، کہ کس کثرت سے ان کے الہامات پائے جاتے ہیں۔ بلکہ امام ربانی صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں جو مکتوب پنجاہ ویکم ہے۔ اس میں صاف لکھتے ہیں کہ غیر نبی بھی مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اور ایسا شخص محدّث کے نام سے موسوم ہے اور انبیاء کے مرتبہ سے اس کا مرتبہ قریب واقعہ ہوتا ہے۔ ایسا ہی شیخ عبدالقادر جیلانی صاحب نے فتوح الغیب کے کئی مقامات میں اس کی تصریح کی ہے اور اگر اولیاء اللہ کے ملفوظات اور مکتوبات کا تجسس کیا جائے تو اس قسم کے بیانات ان کے کلمات میں بہت سے پائے جائیں گے اور اُمّتِ محمدیہ میں محدثیت کا منصب اس قدر بہ کثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بڑے بے خبر اور غافل کا کام ہے۔ اس اُمّت میں آج تک ہزارہا اولیاء اللہ صاحب کمال گذرے ہیں جن کی خوارق اور کرامات بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ثابت اور متحقق ہو چکی ہے۔ اور جو شخص تفتیش کرے اس کو معلوم ہو گا کہ حضرت احدیت نے جیسا کہ اس امت کا نام خیر الامم رکھا ہے۔ ویسے ہی اس اُمّت کے اکابر کو سب سے زیادہ کمالات بھی بخشے ہیں جو کسی طرح چھپ نہیں سکتے۔ اور ان سے انکار کرنا ایک سخت درجہ کی حق پوشی ہے، اور نیز ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ الزام کہ صحابہ کرام سے ایسے الہامات ثابت نہیں۔ بالکل بے جا اور غلط ہے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ کی رُو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے الہامات اور خوارق بہ کثرت ثابت ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ساریہ کے لشکر کی خطرناک حالت سے باعلام الٰہی مطلع ہو جانا جس کو بیہقی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ اگر الہام نہیں تھا تو اور کیا تھا پھر ان کی یہ آواز کہ یا ساریۃ الجبل الجبل مدینہ میں بیٹھے ہوئے منہ سے نکلنا اور وہ آواز قدرت غیبی سے ساریہ اور اس کے لشکر کو دور مسافت سے سنائی دینا خارق عادت نہیں تو اور کیا چیز تھی۔ اسی طرح جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے بعض الہامات و کشوف مشہور و معروف ہیں۔ ماسوا اس کے میں پوچھتا ہوں کہ کیا خدائے تعالےٰ کا قرآن شریف میں اس بارہ میں شہادت دینا تسلی بخش امر نہیں ہے۔ کیا اس نے صحابہ کرام کے حق میں نہیں فرمایا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ پھر جس حالت میں خدائے تعالےٰ اپنے نبی کریم کے اصحاب کو امم سابقہ سے جمیع کمالات میں بہتر و بزرگ ٹھہراتا ہے۔ اور دوسری طرف بطور مشتے نمونہ از خروارے پہلی اُمتوں کے کاملین کا حال بیان کر کے کہتا ہے کہ مریم صدیقہ والدہ عیسیٰ اور ایسا ہی والدہ حضرت موسےٰ اور نیز حضرت مسیح کے حواری اور نیز خضر جن میں کوئی بھی نبی نہیں تھا۔ یہ سب ملہم من اللہ تھے، اور بذریعہ وحی اعلام اسرار غیبیہ سے مطلع کئے جاتے تھے، تو اب سوچنا چاہیئے کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اُمتِ محمدیہ کے کامل متبعین ان لوگوں کی نسبت بوجہ اولیٰ ملہم محدّث ہونے چاہئیں۔ کیونکہ وہ حسب تصریح قرآن شریف خیر الامم ہیں سو آپ لوگ کیوں قرآن شریف میں غور نہیں کرتے اور کیوں سوچنے کے وقت غلطی کھا جاتے ہیں کیا آپ صاحبوں کو خبر نہیں، کہ صحیحین سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس اُمت کے لئے بشارت دے چکے ہیں کہ اس امت میں بھی پہلی اُمتوں کی طرح محدّث پیدا ہوں گے اور محدّث بہ فتح دال وہ لوگ ہیں جن سے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ ہوتے ہیں۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ ابن عباس کی قرأت میں آیا ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایاتہ پس اس آیت کی رُو سے بھی جس کو بخاری نے بھی لکھا ہے۔ محدّث کا الہام قطعی اور یقینی ثابت ہوتا ہے، جس میں دخل شیطان کا قائم نہیں رہ سکتا اور خود ظاہر ہے کہ اگر خضر اور موسےٰ کی والدہ کا الہام صرف شکوک اور شبہات کا ذخیرہ تھا۔ اور قطعی اور یقینی نہ تھا تو ان کو کب جائز تھا کہ کسی بے گناہ کی جان خطرے میں ڈالتے یا ہلاکت تک پہنچاتے، یا کوئی دوسرا ایسا کام کرتے جو شرعاً و عقلاً جائز نہیں ہے۔ آخر یقینی علم ہی تھا جس کے باعث وہ کام کرنا اُن پر فرض ہو گیا تھا اور وہ امور ان کے لئے روا ہو گئے، جو دوسروں کے لئے ہرگز روا نہیں پھر ماسوا اس کے ذرا انصافاً سوچنا چاہیئے۔ کہ کوئی امر مشہود و موجود کہ جو بہ پایہ صداقت پہنچ چکا ہو، اور تجارب صحیحہ کے رُو سے راست راست ثابت ہوتا ہو صرف ظنی خیالات سے متزلزل نہیں ہو سکتا ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً۔ سو اس عاجز کے الہامات میں کوئی ایسا امر نہیں ہے۔ جو زیر پردہ اور مخفی ہو۔ بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ صدہا امتحانوں کی تہ میں داخل ہو کر سلامت نکلی ہے۔ اور خداوند کریم نے بڑے تنازعات میں فتح نمایاں بخشی ہے۔" (صفحہ ۵۴۵ تا صفحہ ۵۴۹)

حضرت امام زمان علیہ السلام کی تحریروں سے عیاں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر نبوت و رسالت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ وحی رسالت ہمیشہ کے لئے منقطع ہو چکی ہے لیکن آپ کی کامل اتباع سے اُمت محمدیہ کے کامل افراد سے اللہ تعالےٰ اسی طرح ہمکلام ہوتا ہے جس طرح وہ پہلی اُمتوں کے صلحاء مثلاً خضر، حواریانِ مسیح، اُمّ موسےٰ، مریم صدیقہ سے ہم کلام ہوا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک اس اُمت میں لاکھوں اولیاء اللہ ہو گذرے ہیں، امتِ محمدیہ کے ایسے افراد کو مُحدَّث کہا جاتا ہے، یہ انبیاء کے قائم مقام اور اخلاق عالیہ اور اعمالِ حسنہ میں ان کے وارث ہوتے ہیں۔ انہی میں سے بعض کو اللہ تعالےٰ قرآن پاک کی اشاعت اور اپنے نشانات دکھانے کے لئے ہر صدی کے سر پر چن لیتا ہے جو مجدّد کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ ان مجدّدوں کو اپنے کام اور سابق انبیاء اور اولیاء سے روحانی مشابہت کی وجہ سے استعارے اور مجاز کے طور پر کسی نبی یا ولی کا نام دیا جاتا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام انہی اولیاء اللہ اور محدّثین میں سے ہیں جنہیں صدی میں دین اسلام کی صداقت ثابت کرنے اور اُمت محمدیہ کی اصلاح و حفاظت کے لئے مبعوث کیا گیا، چونکہ عیسائیت کے فتنے کی سرکوبی یعنے حدیث نبویؐ کے مطابق کسرِ صلیب کا اہم فریضہ

لا کر دیکھو!
کھا کر دیکھو!
تعارفی دام پر
دستیاب ہے
STAR
BANASPATI
THE PUNJAB VEGETABLE GH
نیا سٹار بناسپتی
★سٹار کی پہچان، خوش ذائقہ پکوان
تیار کردہ :- دی پنجاب ویجی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ - لاہور،

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸
فون نمبر ۵۳۷۴۳
تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

# ہفت روزہ پیغامِ صلح لاہور پاکستان

مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

• سالانہ چندہ: ۸ روپے
• بیرونی ممالک سے: ایک پونڈ
ایک سو روپے پیشگی
آئندہ پرچہ تا زندگی
جاری ہو سکتا ہے!

جلد ۵۸ ○ یوم چہار شنبہ، مورخہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ مطابق ۴ نومبر ۱۹۷۰ء ○ شمارہ ۴۴

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

## حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

## جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیت

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ ... تمام دنیا پر غالب آ ... گا

# بحر حکمت کے موتی

## نبی کریم صلعم کے گھر کا کھانا

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ما اکل آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اکلتین فی یوم الا احدھما تمر

ترجمہ:—

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے ایک دن میں کوئی دو نوالے نہیں کھائے مگر ان میں سے ایک کھجور کا تھا۔

## نبی کریم صلعم کا بچھونا

عن عائشۃ قالت کان فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ادم و حشوہ من لیف۔

ترجمہ:—

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا چمڑے کا تھا اس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

## نبی کریم صلعم کی اپنی آل کیلئے رزق کی دعا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ارزق آل محمد قوتا۔

ترجمہ:—

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ آل محمد کو اس قدر رزق دے جو زندگی کے بقا کے لئے کفایت کرے۔

# نماز میں حصولِ لذت کا طریق

## حضرت مسیح موعودؑ کے کلمات طیبات

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز میں لذت نہیں آتی۔ مگر میں بتلاتا ہوں کہ بار بار پڑھے اور کثرت کے ساتھ پڑھے تقویٰ کے ابتدائی درجہ میں قبض شروع ہو جاتی ہے۔ اس وقت یہ کرنا چاہیئے کہ خدا کے پاس ایاک نعبد وایاک نستعین کا تکرار کیا جائے شیطان کشفی حالت میں چور یا قزاق دکھایا جاتا ہے۔ اس کا استغاثہ جناب الٰہی میں کرے۔ کہ یہ قزاق لگا ہوا ہے۔ تیرے ہی دامن کو پنجہ مارتے ہیں۔ جو اس استغاثہ میں لگ جاتے ہیں اور تھکتے ہی نہیں وہ ایک قوت اور طاقت پاتے ہیں جن سے شیطان ہلاک ہو جاتا ہے مگر اس قوت کے حصول اور استغاثہ کے پیش کرنے کے واسطے ایک صدق اور سوز کی ضرورت ہے۔ اور یہ درد کے تصور سے پیدا ہوگا جو ساتھ لگا ہوا ہے وہ گویا ننگا کرنا چاہتا ہے اور آدم والا ابتلاء لانا چاہتا ہے اس تصور سے روح چلا کر بول اٹھے گی ایاک نعبد وایاک نستعین۔ غرض دل سے ایک نعرہ نکلنا چاہیئے، جب تک اونچے اور درد دل سے فریاد نہ کرے ٹھیک نہیں ہے جیسی چیخیں ہوں جن کو سن کر اور دیکھ کر دوسرا جو دیکھتا اور سنتا ہے اس نتیجہ پر پہنچ جائے کہ اس کی چیخیں کس فراق سے نکلتی ہیں، اس وقت نشان کے طور پر ایک چیز دل پر ڈالی جاتی ہے جو مختلف قسم کے خیالات اور وساوس کو معدوم کر دیتی ہے اور دل میں ایک رقت اور سوز کی حالت پیدا کر دیتی ہے۔ اس وقت غیب کا ہاتھ دکھائی دیتا ہے جو شیطانی ذریت وساوس اور شبہات کو بھسم کر دیتا ہے۔

## دعا کی قبولیت کا وقت

جب یہ حالت انسان پر وارد ہو جائے تو اس کو ضائع نہ کرے۔ کیونکہ یہی وقت ہے جس میں دعا کرنے سے خدا کی خوشنودی کا ادراک حاصل ہو سکتی ہے اور دنیا کے لئے بھی دعائیں کریں تو قبولیت کا ثمرات تو دیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ قبولیت کا وقت ہوتا ہے جو لوگ دین کو مقصود بالذات سمجھتے ہیں وہ دنیا کے لئے بھی اگر دعا کریں گے تو وہ دین ہی کے واسطے ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کے لئے بھی خدا ہی سے دعا کرنی چاہیئے۔ غرض جب تک رقت کا وقت پیدا نہ ہو تکرار کرتا جائے۔ بعض وقت پاؤں کے بھاری ہونے اور بدن کے چور چور ہو جانے کی حالت بھی رقت پیدا کر دیتی ہے۔ خدا رحیم و کریم ہے۔ کسی مقدمے والے سے پوچھو کہ کیسی آنکھیں پڑتی ہیں۔ کیسی کیسی پشیمانی اور مصیبت اٹھانی پڑتی ہے، لیکن یہ ساری حیرانیاں اور سرگردانیاں اس کو تھکا نہیں دیتیں۔ وہ تا وقتیکہ حکم نہ ملے پوری مستعدی و تیاری سے حاضر ہوتا رہتا ہے۔ مگر یہاں یہ حال نہیں ہے۔ خدا تعالےٰ کے حضور جو دکھ اٹھا کر کھڑا ہوا اور جس نے اس کی راہ میں کچھ بھی کھویا اس نے اس سے کہیں زیادہ سکھ پایا اور حاصل کیا یہاں تو نقصان ہے ہی نہیں۔

## خدا کسی کے عمل کو ضائع نہیں کرتا

دنیا میں ایسا ہو تو ہو، انسان کسی کے عمل کو ضائع کرے تو کرے۔ مگر اللہ تعالےٰ کے حضور تو کچھ بھی

(باقی برصفحہ ۱۱ کالم ۲)

# قادیانی حضرات سے چند سوالات

بھدرواہ (صوبہ جموں) سے جناب عبدالکریم صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ شاخ لاہور اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۸ ستمبر کو مرزا وسیم احمد صاحب (نبیرہ حضرت مسیح موعودؑ) سرینگر (کشمیر) سے ہوتے ہوئے بھدرواہ تشریف لائے ان کے ساتھ مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ کلکتہ بھی تھے، دوسرے دن انہوں نے جلسہ کیا جس میں ہماری جماعت کے تمام احباب کو بھی مدعو کیا گیا، لیکن گئے نہیں، جلسہ میں حاضری حسب ذیل تھی:- مسلم ۱۰، غیر مسلم ۸، قادیانی ۱۵، احمدی ۶، میں نے اس موقعہ پر ایک سوالنامہ مرتب کر کے مرزا وسیم احمد صاحب کی خدمت میں بھیجا، جس کا جواب دینے کی تکلیف انہوں نے گوارا نہ فرمائی، صرف مولوی امینی صاحب نے جلسہ میں اعلان کیا کہ:-

"حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ صرف مجددیت اور مسیح موعود ہونے کا ہے ہم ہرگز ان کو حقیقی نبی نہیں مانتے ہر کلمہ گو مسلمان ہے خواہ کسی فرقہ سے ہو، جماعت لاہور کے ساتھ ہمیں معمولی اختلاف ہے وہ صرف خلافت ہے اور کچھ نہیں۔"

اس قسم کا اعلان سن کر غیر احمدی اور قادیانی سب حیران رہ گئے الحمد للہ سوالنامہ جو انکی خدمت میں بھیجا گیا تھا، اس کی نقل درج ذیل ہے:-

(۱)- کیا مسیح موعود- امام- مجدد- محدث کا ماننا جزو ایمان ہے؟ اور ایسے بزرگ کے دعوے کا انکار مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کرے گا۔ اور ایسے منکر یا کافر کی نماز جنازہ جائز ہوگی ---؟

(۲)- اب تک جس قدر مامورین الٰہی مبعوث ہوئے ان کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعودؑ (میرزا صاحب) کا مقام کیا ہے؟ نیز حضرت اقدسؑ زمرۂ انبیاء کے فرد ہیں یا زمرۂ اولیاء سے۔ اگر حضورؑ کو زمرۂ انبیاء کا فرد مانا جائے تو پھر جناب صاحبزادہ محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی کے بیان ۲۹ اگست بجواب تحقیقاتی کمیشن سوالات ۱۹۷۴ء کہ، (بانئ احمدیت کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ..... ) کا کیا مفہوم ہے؟ پھر خود حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد تریاق القلوب صفحہ ۲۵۸-۲۵۹ کہ (میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔) کا کیا مطلب و مفہوم ہے؟ جبکہ کسی نبی کا انکار کفر ہے! وغیرہ

(۳)- مختصراً ارشاد ہو کہ حضرت اقدس کو ہم لوگ کس زمرہ میں خیال کریں (نبوت یا محدثیت)

(۴) یہ کہ غیر احمدی مسلمانوں کے ساتھ نماز جنازہ رشتۂ مناکحت- وغیرہ شرعاً جائز ہے یا احمدیوں نے یہ طرز عمل خود ہی مصلحتاً اختیار کیا ہے- اس بارے میں تحقیقاتی کمیشن کے سوالات نمبر ۲ د کی روشنی اور مفہوم بھی پیش نظر رکھ جواب دیں۔

(۵)- یہ کہ- اگر جماعت لاہور (احمدیہ انجمن اشاعت اسلام) غیر احمدی میت کا جنازہ- امام کی اقتداء ہر کلمہ گو مسلمان ہے ........ عقائد کی تشہیر کرتی ہے تو جماعت قادیان کے بعض (انتہا پسندوں کی طرف سے اس کی تردید- مخالفت- کا طرز عمل کس حد تک درست ہے- جوازیت- بیان ہو؟

(۶)- اگر ایک مسلمان کلمہ- نماز- روزہ- زکوٰۃ- حج کا پابند ہے اور اس نے احمدیوں یا بانئ احمدیت کی تکذیب یا تکفیر بھی نہیں کی مگر وہ حضرت اقدسؑ کے دعاوی وغیرہ بھی نہیں مانتا- ایسے شخص کی اقتداء نماز- اس کی موت پر نماز جنازہ- جائز ہے؟ ہر دو صورتوں کی جوازیت واضح ہو؟

(۷) کیا یہ درست ہے کہ آپ کی جماعت کو حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی تحریر ملی ہے جس سے اخذ ہوتا ہے کہ غیر احمدی کی اقتداء میں غیر احمدی میت کا جنازہ پڑھا جائے وغیرہ آپ کا نظام جماعت اس تحریر کو کب شائع کرے گا- جیسا کہ آپکے سربراہان نے تحقیقاتی کمیشن کے سامنے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ آپ اس تحریر پر ۱۹۷۰ء سے غور کر رہے ہیں وغیرہ) اس بارے میں بھی ہماری تشفی کیجئے۔ (آپ کا کتابچہ سات سوالوں کے جواب صفحہ ۱۴)

(۸)- حقیقی معنوں میں حضرت اقدس (میرزا صاحب) کا اصل منصب کیا ہے؟ یہ لفظ نبی کا نام- لقب- القاب- خطاب- مجاز- سمیت نبی من اللہ علی طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ) قسم کے فقرات و الفاظ حضرت اقدسؑ کی تحریرات میں آتے ہیں- ان سے آپ کیا معنویت لیتے ہیں۔ (حقیقت یا مجاز؟) اس بارے میں شرعی اصطلاح کا حوالہ اور مفہوم پیش نظر رکھئے اور جواب دیجئے ---؟

(۹)(ا) کیا کبھی جناب خلیفہ ثانی صاحب نے اعلان کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود کے خاندان کو خاندان نبوت نہ کہو کیونکہ اس طرح سلسلہ نبوت کی ہتک ہوتی ہے- اگر جواب اثبات میں ہے تو ایسا کیوں- جبکہ حضرت اقدس نبی تھے؟

(۹)(ب)- اگر حضرت اقدس مسیح موعود کے متعلق تمام بول چال میں بحث مباحثہ میں لفظ نبی کے استعمال سے احتراز کیا جائے اور حضرت صاحب کو صرف مسیح موعود مجدد صدی چہاردہم کہا جاتا رہے تو اس طرح احمدی عقائد میں کیا فرق پڑتا ہے-؟ جبکہ ہر احمدی کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں، اور حضور صلعم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا! اور احمدیوں کے دونوں فریق وفات مسیح ثابت کرنے میں بھی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جس طرح نیا نبی آنے سے ختم نبوت کی مہر ٹوٹتی ہے- اسی طرح پرانے نبی کے آنے سے بھی ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جائے گی گویا اس طرح احمدی لوگ ہی سچے معنوں میں حضور صلعم کو آخری نبی مانتے ہیں! تو پھر........

(۱۰) کیا غیر احمدی مکفرین کا یہ اعتراض درست تھا کہ گویا حضرت میرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے- اگر جواب اثبات میں ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات تریاق القلوب- آئینہ کمالات اسلام- ازالہ اوہام- اربعین اور بالخصوص حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰-۱۲۱ کے مفہوم کہ یہ دعوےٰ نبوت کی تہمت لگاتے ہیں الزام عائد کرتے ہیں کہ ہم نے ایسا کر کے مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا- وغیرہ

(۱۱)- پھر حضرت اقدس جا بجا فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی مسلمانوں کو کافر کہنے میں سبقت نہیں کی ہے- میں کلمہ گو کی تکفیر گناہ سمجھتا ہوں وغیرہ --- پھر یہ کیسے اخذ ہوا کہ ان کے انکار پر کوئی شخص کافر ہو- اگر آپ کا اس سے اتفاق ہے تو قادیان سے وابستہ افراد کا طرز عمل ایسا کیوں؟ پھر جناب خلیفہ ثانی صاحب کا بیان تحقیقاتی عدالت! کہ حضرت میرزا صاحب مسیح موعود پر ایمان لانا جزو ایمان نہیں- گویا وہ غیر نبی تھے ورنہ نبی پر ایمان لانا تو ضروری اور جزوی ایمان ہوتا ہے عام فہم وضاحت فرمائیے؟

محترمی جناب صاحبزادہ صاحب- مہربانی اس امر کی بھی وضاحت فرمائی جائے کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق کون ہے جبکہ حضرت اقدسؑ بشیر احمد کی موت ........ اور دوسرے واقعات پر تریاق القلوب، مواہب الرحمان صفحہ ۱۳۹ پر معاملہ صیغۂ لازمی ڈال دیا۔ محمود خلیفہ صاحب نے بھی اپنے ایک خطبہ ۸ اکتوبر ۱۹۳۲ء میں تسلیم فرمایا ہے کہ حضور آخر پر مبارک احمد صاحب کو ہی اس پیشگوئی کا مصداق ٹھہراتے تھے نیز جب متعدد مواقع پر متعدد لڑکوں پر حضور نے اس پیشگوئی کو چسپاں کیا اور لوگوں نے اعتراض کئے اس پر حضور نے فرمایا کہ یہ میرا اجتہاد تھا اجتہادی غلطی نبیوں سے بھی ہوتی ہے وغیرہ۔ اس کا اصل ماخذ الہام ہے وغیرہ گویا پیشگوئی کو اجتہاد کی کسوٹی پر کسنا درست نہ تھا بلکہ اس کا اصل ماخذ الہام ہے ........

نیز سبز اشتہار صفحہ ۱۱ پر بھی فرماتے ہیں کہ:
"ہر ایک نبی اور ولی سے اپنے مکاشفات کی اور پیشگوئیوں کی تشخیص و تعیین میں جہاں خدا تعالیٰ کی طرف سے بخوبی تفہیم نہیں ہوتی غلطی واقع ہو سکتی ہے- وغیرہ

اس بات کے ماحصل سے حتمی طور پر مصلح موعود کی پیشگوئی کسی قریبی بیٹے پر چسپاں کرنا درست نہ تھا- اور تریاق القلوب کی واضح اور مفصل عبارات بتلاتی ہیں کہ اس کا زمانہ بعید ہے۔ ایسے واقعات و حالات میں یہ مسئلہ بھی قابل غور ہے-

محترم من! یہ سلسلۂ تحریر طویل ہو رہا ہے میں طوالت کے خوف سے اسے مختصر بھی کرنا چاہتا ہوں، مگر آپ کا بھدرواہ تشریف لانا غنیمت ہے- شاید کچھ لوگ غلط فہمیوں اور بدگمانیوں اور یا خود اختراع سرکشیوں کی دلدل سے نکل کر حق کی طرف رجوع کریں- لہٰذا ادب سے التماس ہے کہ اختلافات کی خلیج کو کم کرنے کی خاطر آنجناب کافی وقت کے لئے بھدرواہ میں قیام فرما کر لللہ حق تبلیغ دوستانہ اور برادرانہ ماحول میں قائم فرما دیں- آپ سے پہلے سلسلہ کے مبلغین یہاں آتے رہے مگر انہوں نے کبھی بھی عوام کے سوالات کا ٹھوس اور واضح جواب دینے کی کوشش نہیں کی بلکہ غیر متعلقہ مسائل میں افراد جماعت کو الجھانے کی سعی کرتے رہے- پس آپ سے توقع ہے کہ مسائل اختلاف (لاہوری جماعت، قادیانی جماعت) کو مندرج ذیل کی کتب کی روشنی میں بھی پرکھ کر مشتہر فرما دیں:-

ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۸۴-۹۲-۹۴- ازالہ اوہام صفحہ ۱۰۴-۱۴۰-۱۴۳- بشارت المسلمین صفحہ ۶ تریاق القلوب صفحہ ۱۴ اعجاز احمدی صفحہ ۱، ازالہ اوہام صفحہ ۱۴۱-۲۹۷-

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۲)

ہفت روزہ پیغامِ صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۴ رنومبر ۱۹۷۰ء

سول جج جمیس آباد کے فیصلہ کی بنا پر اہلحدیث اخبارات نے اپنا یہ مسلک بنا لیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف فیصلے میں مندرج مختلف الزامات کو خاص عنوانات کے ماتحت بار بار دہرایا جائے، انہی میں سے ایک الزام یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاد کو منسوخ کر دیا، یہ وہ الزام ہے جس کا کئی بار جواب دیا جا چکا ہے، اور یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاد کو قطعاً منسوخ نہیں کیا، صرف جہاد بالسیف کو موقعہ و محل کے پیشِ نظر ملتوی قرار دیا اور صاف لکھا ہے کہ وجوہ الجہاد معدومۃ فی ھٰذا الزمن و ھٰذہ البلاد - یعنی جہاد کی شرائط اس زمانہ اور اس ملک میں نہیں پائی جاتیں، وہ کیا شرائط ہیں؟ اس بارہ میں آپ نے صفائی کے ساتھ لکھا ہے:-

"سو جاننا چاہیئے کہ قرآن شریف یونہی لڑائی کے لئے حکم نہیں فرماتا بلکہ جو خدا تعالیٰ کے بندوں کو ایمان لانے سے روکیں اور اس بات سے روکیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر کاربند ہوں اور اس کی عبادت کریں اور ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کے لئے حکم فرماتا ہے جو مسلمانوں سے بے وجہ لڑتے ہیں اور مومنوں کو ان کے گھروں اور وطنوں سے نکالتے ہیں اور خلق اللہ کو جبراً اپنے دین میں داخل کرتے ہیں اور دین اسلام کو نابود کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو مسلمان ہونے سے روکتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا کا غضب ہے اور مومنوں پر واجب ہے کہ ان سے لڑیں اگر وہ باز نہ آویں۔" (ملاحظہ ہو انوار القرآن حصہ اوّل ص۲)

اس وضاحت کے باوجود یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم کے حکم جہاد کو منسوخ کر دیا سراسر غلط بیانی اور ناحق کوشی ہے، ہم اہلحدیث اخبارات سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا قرآن کریم نے جہاد بالسیف کو مخصوص شرائط کے ساتھ مشروط نہیں ٹھہرایا؟ قرآن کریم کا صریح ارشاد ہے قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین - یعنی خدا تعالیٰ کے رستہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور زیادتی مت کرو، اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے -

پھر ایک موقعہ پر یہ ارشاد فرمایا ہے اُذن للذین یقاتلون بانھم ظُلموا ان اللہ علیٰ نصرھم لقدیر الذین اُخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ (سورۃ الحج رکوع ۶) یعنے ان لوگوں کو جنگ کی اجازت دی جاتی ہے جن کے ساتھ لڑائی کی جاتی ہے - کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا اور اللہ تعالیٰ ان کی نصرت پر قادر ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا صرف اس بناء پر کہ وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے،

قرآن کریم کی یہ آیات صاف بتا رہی ہیں کہ جہاد بالسیف صرف انہی لوگوں کے ساتھ جائز ہے جو مسلمانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی وجہ سے جنگ کرتے ہیں، اس کے علاوہ جہاد جائز نہیں بلکہ لا تعتدوا (زیادتی مت کرو) کے صریح حکم کے خلاف ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا، یہی بات حضرت مرزا صاحب نے فرمائی ہے کہ "قرآن شریف یونہی لڑائی کے لئے حکم نہیں فرماتا بلکہ ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کے لئے حکم فرماتا ہے جو خدا تعالیٰ کے بندوں کو ایمان لانے سے روکیں ....." اس میں جہاد کی منسوخی کا کہاں ذکر ہے اور کیوں اور کس بناء پر ایسا الزام حضرت مرزا صاحب پر لگایا جاتا ہے کیا اہلحدیث اخبارات جو منسوخی جہاد کا الزام لگا کر خواہ مخواہ حضرت مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کو بدنام کرنا چاہتے ہیں اس الزام کو واپس لیکر حق پرستی کا ثبوت دیں گے؟

اس کے ساتھ ہم یہ بھی دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر جہاد بالسیف ایسا ہی ضروری تھا، کہ بلا وجہ کفار کے ساتھ لڑائی کی جائے تو اہلحدیث حضرات نے اس پر کیا عمل کیا، اور کیوں انگریزوں کے خلاف علمِ جہاد بلند نہ کیا بلکہ اس کے خلاف خود انہی کے اسلاف نے ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی کے موقعہ پر ایک ایڈریس ملکہ موصوفہ کی خدمت میں پیش کیا جس میں یہ اعتراف کیا کہ:-

"برٹش رعایائے ہند میں سے کوئی فرقہ ایسا نہ ہوگا جس کے دل میں اس مبارک تقریب کی مسرت جوش زن نہ ہوگی اور اس کے بال بال سے صدائے مبارک باد نہ اٹھتی ہوگی مگر خاص کر فرقہ اہلِ اسلام جس کو سلطنت کی اطاعت اور فرمانروائے وقت کی عقیدت اس کا مقدس مذہب سکھاتا اور اس کو ایک فرض مذہبی قرار دیتا ہے، اس اظہار مسرت اور ادائے مبارک باد میں دیگر مذاہب کی رعایا سے پیش قدم ہے علی الخصوص گروہ اہلحدیث منجملہ اہلِ اسلام اس اظہار مسرت و عقیدت اور دعائے برکت میں چند قدم اور بھی بڑھ کر سبقت رکھتے ہیں"

کیا یہ الفاظ صاف طور پر یہ اعلان نہیں کر رہے کہ گروہ اہلحدیث کے اسلاف انگریزوں کے خلاف جہاد تو ایک طرف وہ تو انگریزی حکومت کی فرمانبرداری اور اس کے ساتھ عقیدت اور اس کے لئے دعائے برکت میں دیگر فرقہ ہائے اسلام سے "چند قدم اور بھی بڑھ کر سبقت رکھتے تھے"؟ اس اعلان کے باوجود حضرت مرزا صاحب پر یہ الزام لگانا کہ انہوں نے انگریزی حکومت کی دی ہوئی آزادی مذہب کی بناء پر اس سے جہاد کرنے کو جو ناجائز قرار دیا تو یہ قرآن کے حکم کے خلاف تھا، کہاں کی دیانت ہے، جو چیز اہل حدیث کے نزدیک جائز اور ضروری بلکہ مقدس مذہبی فرض تھا، وہ حضرت مرزا صاحب کے لئے ناجائز اور خلاف قرآن کس طرح ہو گیا؟

یہ تو جہاد بالسیف کا حال ہے جو حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم کے حکم کے ماتحت شرائطِ جہاد مفقود ہونے کی وجہ سے دوسرے اسلامی فرقوں کی طرح ممنوع قرار دیا، لیکن وہ جہاد جس کو قرآن کریم نے ہر موقعہ اور ہر حالت کے لئے ضروری قرار دیا ہے اور اس کا نام جہاد کبیر رکھا ہے، حضرت مرزا صاحب اس پر شروع سے کاربند رہے اور آج تک ان کی جماعت اس پر دن رات عمل پیرا ہے، اشاعت و تبلیغ وہ فریضہ ہے جس کو قرآن کریم نے اُمتِ محمدیہ کی خصوصیت قرار دیا ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک جنگ سے واپس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا رجعنا من جھاد الاصغر الی جھاد الاکبر - ہم جہاد اصغر سے لوٹ کر جہاد الاکبر کی طرف آئے ہیں، یہی جہاد اکبر ہے جس پر حضرت مرزا صاحب عمر بھر کاربند رہے، انہوں نے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کے ساتھ عیسائیت کی بیخ و بن کو اکھاڑ کر رکھ دیا، آریہ مذہب، سناتن دھرم، برہمو سماج ہر مذہب اور فرقہ کے معتقدات پر ایسی جرح قدح کی کہ ان کو خلافِ عقل اور خلاف فطرت انسانیت ثابت کر دکھایا اور اس کے مقابلہ میں اسلام کی معقول اور روشن تعلیمات کو اُجاگر کر کے اہل علم اور اہلِ عقل لوگوں کیلئے کشش کا موجب قرار دیا، لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب میں اسلام کی حقیقت کو ایسا واضح کیا کہ سب مذاہب کے مقابلہ میں آپ کے مقالہ کو بالاتر قرار دیا گیا - اس سے بھی بڑھ کر آپ نے یورپ میں تبلیغ اسلام کی طرح ڈالی اور قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی بنا رکھی، جس کو آپ کی جماعت نے پورا کر دکھایا، اس جہادِ کبیر کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے قرآن کے حکم کے خلاف جہاد کو منسوخ کر دیا کیا حق ناشناسی نہیں؟ ہم پوچھتے ہیں کہ گروہ اہلحدیث یا کسی دوسرے اسلامی فرقے نے اس جہاد میں کہاں تک حصّہ لیا ہے، کن کن ممالک میں ان کے تبلیغی مشن قائم ہیں اور کہاں کہاں انہوں نے تبلیغ اسلام کے مراکز قائم کئے ہیں؟ گھر میں بیٹھ کر رفع یدین آمین بالجہر اور ٹخنوں کے اُوپر آزار بند کے مسائل بیان کرتے رہنا اور دوسرے اسلامی فرقوں پر کفر و فسق کے فتوے صادر کرتے رہنا اسلام نہیں، نہ اس کو جہاد کہا جا سکتا ہے، جہاد وہی ہے جس کی طرح حضرت مرزا صاحب نے ڈالی، اور دنیا کو دکھلا دیا کہ اس زمانہ میں جہادِ کبیر صرف انہی کی ذات سے وابستہ ہے اور ان کا ساتھ نہ دینے والے اس مقدس فریضہ کی ادائگی اور اس نعمت عظمیٰ کے حصول سے محروم ہیں، حضرت مرزا صاحب نے قرآن کے ایک ایک حکم اور ہر نقطہ و شعشہ کو تا قیامت قابلِ عمل سمجھتے ہیں اور کسی ایک حکم یا آیت کو منسوخ نہیں سمجھتے، لیکن گروہِ اہلحدیث کے نزدیک قرآن کی متعدد آیات ناقابلِ عمل اور منسوخ ہیں، کوئی آیت منسوخ التلاوت ہے اور کوئی منسوخ العمل، اس خطرناک اعتقاد کے ہوتے ہوئے حضرت مرزا صاحب پر الزام لگانا کہ انہوں نے قرآن کے حکم جہاد کو منسوخ کر دیا، کہاں کی دیانت و امانت ہے، کیا اہلِ حدیث اخبارات ان حقائق پر غور کر کے حق پرستی کی راہ اختیار کریں گے؟

## شیوۂ مُلّا

ابنِ امام

ہے اخوّت اہلِ ایماں کا شعار
جس پہ ہے ملّت کی عظمت کا مدار
شیوۂ مُلّا مگر تکفیرِ قوم
مُلک دشمن، کُفر پرور، نابکار

مولانا احمد گل صاحب لاہور

# ماہِ رمضان

## برکات اور انوارِ الٰہیہ کا مہینہ ہے

## وہ قوم جو قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے لئے کھڑی ہوئی ہے

## انزل فیہ القرآن کے مہینہ میں خاص مجاہدہ سے کام لے

رمضان المبارک خدا تعالےٰ کی برکات کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ کو روزوں کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔ یہ اس لئے کہ اس میں قرآن مجید نازل ہوا اور ایک دنیا نے اُن انوارِ روحانی کا مشاہدہ کیا جو انسانیت کی دینی اور دنیوی فلاح و بہبود کا موجب ہیں۔ انہی انوارِ روحانی کا نتیجہ تھا کہ عرب جیسی قوم جو انتہا درجہ کی ذلت اور بداخلاقیوں میں مبتلا تھی قرآن مجید کی متابعت کر کے بلند ترین مقام پر پہنچ کر اللہ تعالےٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے عمل سے دکھا دیا کہ اس پاک کتاب کی متابعت سے خدا مل سکتا ہے۔

### روزے کا مقصد

اسلام میں روزہ، کسی مصیبت یا غم کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ یہ دوسری عبادات کی طرح ایک عبادت اور اصلاحِ اخلاق۔ نیز تزکیہ نفس اور تقرب الی اللہ کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور اس سے مقصود صرف تقوےٰ اور قربِ الٰہی حاصل کرنا ہے۔ قرآن مجید نے اس مقصد کو روزوں کے حکم کے ساتھ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:۔

یاایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

قرآن مجید اور اسلام کا یہ خصوصی امتیاز ہے کہ اس نے روزوں کو محض مصیبت اور دُکھ کے وقت کے لئے مخصوص نہیں کیا بلکہ سال بھر میں ایک مہینہ روزوں کے لئے مختص کر دیا تاکہ انسان اس میں روزے رکھ کر تقوےٰ حاصل کرے۔ لیکن اسلام سے پہلے مختلف قوموں میں روزہ رکھنے کے مختلف طریقے اور مختلف اغراض تھیں۔ ان میں سے اکثر قومیں موت۔ غم اور مصیبت کے وقت روزہ رکھا کرتی تھیں۔ اس سے ان کی غرض اپنے ناراض معبود کو خوش کرنا اور اس کے رحم کو جوش دلانے کے لئے تھا تاکہ آئندہ کے لئے ان کا خدا یا دیوتا ان پر مہربان ہو کر ان کے لئے فلاح اور بھلائی مہیا کرے۔

لیکن اسلام نے اس عمل کو ایک نہایت بلند مقام دیا ہے اور محض فاقہ کشی کے ذریعہ سے خدا کے غضب کو ٹھنڈا کرنے یا اس کے رحم کو جوش میں لانے کے تصور کو رد کیا ہے۔ پس اہلِ اسلام اور دوسری قوموں کے روزوں میں فرق یہ ہے کہ دیگر اقوام خدا کی خوشنودی کے لئے فاقہ کشی کرتی ہیں اور اہلِ اسلام اپنی تہذیبِ نفس اور اس ابدی سعادت اور لازوال دوامی حیات کے حصول کے لئے روزہ رکھتے ہیں جس سے بہتر اور برتر کوئی دوسرا ذریعہ بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے نہیں ہو سکتا۔

### اسلامی روزہ

اسلامی روزہ یہ ہے کہ ایک وقت مقررہ یعنے صبح صادق سے غروب آفتاب تک انسان کھانے پینے اور اپنے تمام قوائے بہیمیہ کو کام میں لانے سے روکے رکھے بالفاظِ دیگر اسے قوتِ شہوانی، قوتِ غضبیہ اور قوتِ نفسانی پر پورا کنٹرول ہو:۔

(۱)۔ کھانا پینا۔ جماع اور لذاتِ دنیاوی، یہ ایسی چیزیں ہیں جن کا تعلق قوتِ شہوانی سے ہے۔

(۲)۔ قتل و غارت، جبر و تشدد، سب و شتم وغیرہ یہ افعال قوتِ غضبیہ سے تعلق رکھتے ہیں:

(۳)۔ حسد، بغض۔ ریا۔ غرور۔ نخوت۔ طمع۔ جھوٹ چوری۔ عیاری۔ بدکاری۔ بدمعاشی وغیرہ جیسے امور کا تعلق قوتِ نفسانی سے ہے۔

یہ وہ جذبات ہیں جن سے کم و بیش کوئی بشر خالی نہیں۔ اپنی اپنی استعداد اور طاقت کے مطابق ہر آدمی ان میں سے کسی نہ کسی جذبہ سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ پس ان جذبات اور خواہشات پر قابو پانے کا نام روزہ ہے۔

### رمضان کی اہمیت اور ضبطِ نفس

انسان جب مندرجہ بالا قوتوں یا سفلی جذبات پر قابو پالیتا ہے تو ایک گونہ وہ اپنی خواہشات اور جذبات کو اپنا غلام بنا لیتا ہے۔ اس صورت میں اس کی قوتِ ارادی اس قدر ترقی کر جاتی ہے کہ وہ اپنے نفس پر حکومت کرنے کی صلاحیت پیدا کر لیتے ہیں۔ اس کی ہر قوت یا یوں سمجھئے کہ اس کی ہر خواہش اس کے کنٹرول میں ہوتی ہے اور اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ رزق حلال جو اللہ تعالےٰ نے اسے دیا ہے، محض خدا تعالےٰ کے حکم کے تحت ایک خاص وقت کے لئے اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے اور سخت ترین بھوک اور شدید پیاس کے ہوتے ہوئے اندھیری کوٹھڑی میں جہاں اسے کوئی دیکھنے والا نہیں، وہ کچھ بھی کھانے پینے کی جرأت نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگرچہ کوئی انسان اسے نہیں دیکھتا لیکن وہ خدا جس کے حکم کے ماتحت اس نے روزہ رکھا ہے ہر وقت اور ہر جگہ اسے دیکھتا ہے۔ اسی لئے ایک حدیث قدسی میں فرمایا گیا ہے:

یترک طعامہ وشرابہ وشھوتہ من اجلی الصیام لی۔ وانا اجزی بہ والحسنۃ لعشر امثالھا۔ (روزہ دار) صرف میری رضا کے لئے کھانا اور پینا اور شہوات کو چھوڑتا ہے، روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور نیکی کا بدلہ اس سے دس گنا ہے۔

روزے کی اسی غرض کو سامنے رکھا جائے تو یہ بات بڑی آسانی سے سامنے آجاتی ہے اور نہ صرف ظاہری بھوک اور پیاس کا نام نہیں، بلکہ یہ درحقیقت دل اور رُوح کی بھوک اور پیاس کا نام ہے۔ اگر روزہ کی یہ غرض حاصل نہ ہو تو یوں سمجھنا چاہئے کہ گویا روزہ رکھا ہی نہیں گیا یا یہ کہ جسم کا روزہ ہو گیا لیکن رُوح کا روزہ نہ ہوا۔ اسی اخلاقی تربیت کی بناء پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من لم یدع قول الزور والعمل بہ والجھل فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ وشرابہ۔ یعنے جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل پیرا ہونا نہیں چھوڑتا اور جہالت کی باتوں سے پرہیز نہیں کرتا۔ تو اللہ تعالےٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

بالفاظِ دیگر ایسے شخص کا روزہ رکھنا بیکار ہے جو جھوٹ بولتا ہے اور اس پر عمل کرنے سے پرہیز نہیں کرتا۔

ایک دوسری حدیث میں فرمایا:۔

کم من صائم لیس لہ من صیامہ الا الظمأ وکم من قائم لیس لہ من قیامہ الا السھر۔ بہت سے ایسے روزہ دار ہوتے ہیں جن کو روزہ سے تشنگی کے سوائے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے شب بیدار ایسے ہوتے ہیں جن کو رات کی عبادت سے سوائے بے خوابی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

یہ امر یقینی ہے کہ کسی انسان کے جھوٹ سے بچنے سے خدا کو براہِ راست کوئی فائدہ نہیں بلکہ اس میں خود انسان کا اپنا ہی اخلاقی فائدہ ہے۔ اس لئے بتایا گیا ہے کہ نہ تو انسان خود روزے میں کسی قسم کا جھوٹ بولے اور نہ ہی عملاً کوئی جھوٹا فعل اس سے سرزد ہو۔ یعنے قولاً و فعلاً ہر طرح جھوٹ سے اجتناب کرے اور یہ ظاہر ہے کہ جھوٹ برائیوں کا سرچشمہ ہے۔ اس سے بچنے میں تہذیب اور اخلاق کو کس قدر اعلےٰ امداد ملتی ہے۔

یہ ہے وہ روزہ جو اسلام سکھاتا ہے وہ صرف فاقہ کشی کی تعلیم نہیں دیتا۔ صرف راتوں کو اُٹھنا اور سحری کھا لینا یا نماز تراویح پڑھ لینا روزہ رکھنے کے لئے کافی نہیں بلکہ ہر قسم کے فواحش سے بچنا، ہر قسم کے جھوٹ سے پرہیز کرنا، لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ سے اجتناب کرنا۔ ظلم و زیادتی سے دوسروں کے اموال کھانے سے بچنا اور احکامِ الٰہی کی پوری پوری فرمانبرداری کرنا روزے کے ان لوازمات میں سے ہے جن کے بغیر روزہ نہیں رہ سکتا اور نہ قربِ الٰہی حاصل ہو سکتا ہے جو روزہ کا اصل مقصد ہے۔

### رمضان میں رسولِ خدا کا عمل

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور ارشادات کے علاوہ آپؐ کی سنت اور عمل سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نصف شعبان سے ہی رمضان کی تیاری کے لئے کمر باندھ لیتے تھے اور رمضان میں اعمالِ صالحہ کی طرف خصوصیت سے توجہ فرماتے تھے۔ چنانچہ علامہ ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ:

"آنحضرت صلعم کا ہمیشہ یہ طریق رہا ہے کہ آپ رمضان المبارک میں تمام قسم کی عبادات کثرت سے بجالاتے تھے اور اسی مہینہ میں جبرائیل آپ کے ساتھ قرآن کریم کا درس کرتے تھے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل سے ملتے تھے تو آپ میں سخاوت بادِ رواں کی طرح ہو جاتی تھی اور رمضان میں آپ سب سے بڑھ کر سخی ہوتے تھے۔ صدقات احسان۔ تلاوت قرآن مجید، نماز اور ذکر الٰہی اور اعتکاف میں بہت بڑھ جاتے تھے اور رمضان کو دوسرے مہینوں سے بڑھ کر عبادتِ الٰہی کے لئے مخصوص کر دیتے تھے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں رمضان المبارک کی فضیلت اور اہمیت بیان فرمائی ہے اور اس کے احکامات پر چلنے کی خاص تاکید کی ہے۔ وہاں آپ نے اپنے عملی نمونہ سے ان تمام امور کو کر کے دکھا بھی دیا ہے۔ گو رمضان المبارک ایک رنگ میں سب مسلمانوں کیلئے ہی مجاہدہ کا مہینہ ہے مگر اس لحاظ سے کہ یہ انزل فیہ القرآن کی مصداق ہے اس جماعت کے لئے جو اس قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے لئے کھڑی ہوئی ہے یہ ایک زبردست مجاہدہ کے دن ہیں۔ پس ہمارے سامنے وہ موقعہ ہے جس میں ہم سب دوستوں۔ بزرگوں۔ نوجوانوں اور خواتین کو اپنی مقدور کے مطابق ان تیس ایام میں دین کو دنیا

# خطبہ حجۃ الوداع میں حضرت نبی کریم صلعم نے وحدتِ نسلِ انسانی کا سبق دیا اور ہر قسم کی قومی و نسلی تفریقات کو مٹا دیا

## کعبۃ اللہ اور مسجدِ نبویؐ کے برابر کوئی عبادت گاہ دُنیا میں نہیں

**خطبہ جمعہ**

مؤرخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۰ء

فرمودہ

حضرت امیرِ قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام

جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام واذکروہ کما ھدٰکم ——— فمن الناس من یقول ربنا اٰتنا فی الدنیا وما لہ فی الاٰخرۃ من خلاق ——— (سورۃ البقرہ رکوع ۲۵) ———

### حضرت نبی کریم صلعم کی سخت ترین مشکلات

ان آیات میں حج کا ذکر ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے وقت کعبۃ اللہ بُتوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور کوئی شخص کسی طرح بھی بُتوں کے معاملہ میں گستاخی کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ تمام مشرکینِ عرب یقین رکھتے تھے کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہو رہا ہے ان بتوں کے ذریعہ سے ہو رہا ہے، دوسری طرف یہودی اور نصرانی یہ یقین رکھتے تھے کہ خدا تعالےٰ کا تعلق صرف انہی کے ساتھ ہے اور صرف وہی خدا کے پیارے ہیں اور دوسری تمام قومیں راندۂ درگاہِ الٰہی ہیں، یہودیوں کے نزدیک تمام دنیا کے لوگ جو ان کے مذہب پر نہیں، وہ سب کے سب دوزخ میں جائیں گے، اور عرب کے عیسائی دوسرے عیسائیوں کی طرح یہ ایمان رکھتے تھے کہ جو شخص حضرت عیسٰےؑ کے مصلوب ہونے اور لعنتی موت مر کر دنیا کے گناہوں کا کفارہ ہونے پر ایمان نہیں لاتا وہ بے ایمان اور راندۂ درگاہِ الٰہی ہے۔ یہ مشکلات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہیں۔ دو قومیں اہلِ کتاب ہیں وہ صرف اپنے آپ ہی کو ایماندار یقین کرتی ہیں، اور اپنے اعتقادات کے خلاف کسی سے کچھ سُننا پسند نہیں کرتیں، اور مشرکین عرب کو اپنے اعتقادات پر فخر ہے، بعض قبیلوں کی طرف سے بڑے بڑے بت نصب تھے۔ ان کے دلوں میں ان کا بہت بڑا احترام تھا۔ اندازہ لگائیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سخت ترین مشکلات کا۔ ان سب لوگوں نے مل کر حضورؐ کی مخالفت کی اور مخالفت بھی تیرہ سال کے لمبے عرصے تک کرتے رہے۔ وہ کہتے تھے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سارے جہان کی قدرتیں اور طاقتیں ایک خدا کے ہاتھ میں ہوں، بادشاہوں کے پاس وزیر ہوتے ہیں، کیا خدا اکیلا ہو سکتا ہے یہ بُت خدا کے کاموں میں شریک اور ممدو معاون ہیں۔ اور اہلِ کتاب کو تو ویسے ہی فخر ہے کہ ہم اہلِ کتاب ہیں اب کسی مزید کتاب کی حاجت نہیں۔

### مشکلات کے بعد عظیم الشان کامیابی

ان سب مشکلات سے گذرنے کے بعد کتنی بڑی کامیابی حضور کو حاصل ہوئی اور آپؐ کی وجہ سے اس ویرانے میں کتنی بڑی رونق ہے دنیا جہان کے تمام پھل اور ضروریات کی تمام چیزیں اور یورپ کے تمام اعلےٰ درجہ کے سامان جدّہ، مدینہ منورہ اور مکّہ معظمہ میں آج موجود ہیں ۱۳-۱۴ منزلوں کے ہوٹل ہیں جن کی تعداد بہت بڑی ہے۔ کتنا بارآور کیا ہے اس ویرانے کو اللہ تعالےٰ نے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو مشکلات کے کام کرتے ہیں ان کا اجر بھی بہت بڑا ہوتا ہے کامیابیاں انہی کے حصّہ میں آتی ہیں جو مشقت برداشت کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوذیت ما اوذی النبیون من قبلی جس قدر تکالیف مجھے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں اُٹھانی پڑی ہیں، اس قدر تکالیف اور مصائب کا سامنا کسی دوسرے نبی اور رسول کو نہیں کرنا پڑا۔ انہی تکالیف اور دُکھوں کے برداشت کرنے میں حضورؐ نے لاجواب عزم اور استقلال کا نمونہ پیش کیا ہے

### حضرت نبی کریم صلعم کا ایک خطبہ

منٰی کے میدان میں ایّامِ تشریق میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا تو وہ خطبہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں، روایت ہے کہ یہ خطبہ ایّام تشریق کے وسط میں آپؐ نے دیا۔ اندازہ لگائیے کہ حضور اکرم صلعم کے ساتھی کس قدر دیانت سے کام لینے کہ ذرہ ذرّہ بات یاد رکھتے ہیں اور حضورؐ کی سیرت کے ہر پہلو کو روایت کرتے ہیں۔ منٰی کے مقام پر ایامِ تشریق کے وسط میں ایک خطبہ آپؐ نے دیا۔ جس کے شروع میں حضور صلعم فرماتے ہیں:-

یایھا الناس۔ اے لوگو! اس خطاب میں حضور صلعم نے صرف مومنوں کو مخاطب نہیں کیا، صرف اہلِ عرب ہی کو خطاب نہیں کیا بلکہ یایھا الناس کہہ کر تمام عالمِ انسانیت کو مخاطب فرمایا ہے۔

### حضور نبی کریم صلعم کا عالمگیر پیغام

یہ اس لئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوّت صرف مسلمانوں یا مکہ اور اہلِ عرب کے لئے ہی مخصوص و محدود نہیں ہے بلکہ دنیا جہان کے لوگوں کے لئے آپؐ ہادی پیغمبر بنا کر مبعوث کئے گئے ہیں اور آپؐ کی رسالت قیامت تک تمام انسانوں کے لئے جاری ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ آپؐ دنیا جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ تو تمام لوگوں کو مخاطب کر کے حضور صلعم نے فرمایا الا میری بات غور سے سنو ان ربکم واحد تمہارا خالق و مالک اور پروردگار صرف ایک ہی خدا ہے۔

### اللہ تعالیٰ کی ربوبیّت عامہ

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وما من دابۃ فی الارض ولا فی السماء الا علی اللہ رزقھا ہر چیز اور ہر جانور جو خدا نے پیدا کیا ہے اس کی پرورش کے سامان وہی خدا کرتا ہے۔ فرمایا وان من شیئ الا عندنا خزائنہ، تمام مخلوقات کی پرورش کے لئے اتنے بڑے خزانے اللہ تعالےٰ ہی کے پاس ہیں جو ختم ہونے میں نہیں آتے مثال کے طور پر لوہے ہی کو دیکھئے جب سے دنیا بنی ہے اس وقت سے تمام دنیا اس کو استعمال کر رہی ہے اور آج تو بڑی کثرت سے لوہا استعمال کیا جا رہا ہے۔ فرنیچر، مکان، آلات اور استعمال کی ہزاروں چیزیں لوہے کی بنائی جا رہی ہیں سارا یورپ ہر جگہ اور ہر وقت لوہا استعمال کر رہا ہے لیکن لوہا ختم ہونے میں نہیں آتا۔ پھر پانی کو دیکھو جس کے ساتھ ہر چیز کی زندگی وابستہ ہے۔ فرمایا وجعلنا من الماء کل شیئ حیّ ہم نے پانی کے ذریعہ ہر چیز کو زندگی عطا کی ہے، باوجودیکہ شروع دنیا سے آج تک ہر جگہ اور ہر چیز کے لئے پانی کا استعمال ہو رہا ہے لیکن پانی ختم ہونے میں نہیں آتا۔ پھر دنیا کی زندگی کا مدار ہوا پر ہے۔ اس کا کتنا بڑا خزانہ ہے جو ختم نہیں ہوتا۔

### توحیدِ الٰہی وحدتِ نسلِ انسانی کی متقاضی ہے

تو فرمایا ان ربکم واحد۔ تمہارا پروردگار ایک ہی ہے۔ یہ حضور اکرم صلعم کی خصوصی تعلیم ہے کہ آپؐ توحیدِ الٰہی پر ایمان کے ذریعہ سے تمام انسانوں کے اندر وحدت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ تورات کے ماننے والوں نے شرک اختیار کیا۔ عزیر کو خدا ماننے لگ گئے۔ عیسائیوں کے اندر ایک بلند درجہ کا نبی آیا۔ انہوں نے اس کو خدا کا بیٹا بنا دیا اور تثلیث کا باطل عقیدہ گھڑ کر خدائے واحد کے ساتھ

ترک کرنے لگ گئے۔ ہمارا ہمسایہ ہندو بت پرست ہے۔ بتوں کے آگے اپنا ماتھا رگڑتا ہے۔ کبھی گنگا، کبھی سورج اور کبھی درخت کی پوجا کرتا ہے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو دنیا جہان کے لئے رحمت بن کر آئے ہیں۔ آپؐ دنیا جہان کے لوگوں کو وحدت کے اندر منسلک کرنا چاہتے ہیں۔ وحدت انسانیت کا سبق کسی دوسرے نبی اور رسول نے نہیں دیا ہے۔ آج دنیا عملاً ایک ہو چکی ہے۔ ہم ایک کونے سے دوسرے کونے کی آواز سن سکتے ہیں۔ ایک کونے سے دوسرے کونے تک سفر کر سکتے ہیں۔ آج جس چیز کی دنیا جہان کو ضرورت ہے وہ توحید الٰہی اور وحدت انسانیت کا وہ سبق ہے جو نبی کریم صلعم نے دیا۔ دنیا کی مختلف قومیں اس کے سوا متحد و متفق نہیں ہو سکتیں یہ کتنا بڑا سبق ہے فرمایا ان ربکم واحد وان اباکم واحد۔ یہ نسلیں اور قومیں تمہیں مختلف نظر آتی ہیں ان کی بولیاں مختلف ہیں ان کے رنگ اور خدوخال مختلف ہیں مختلف اقوام کا مختلف ممالک کے ساتھ تعلق ہے، لیکن ان سب کا رب ایک ہے اور سب کا باپ بھی ایک ہے۔ خدا جب سب کو پالتا ہے تو سب کو پیار بھی کرتا ہے۔ پالنے والے کو اپنی پالتو چیز سے بہت پیار ہوتا ہے، جو لوگ دنبہ، بیل، کتا یا گھوڑا پال لیتے ہیں ان کو ان سے بہت پیار ہوتا ہے، لوگوں نے پودوں کو کاٹنے والوں کو قتل کر دیا ہے۔ ایسی وارداتیں ہوئیں ہیں کہ من پسند چیز کو نقصان پہنچانے والے کو لوگوں نے تہ تیغ کر دیا۔ پس خدا جو رب العٰلمین ہے، وہ اپنی پیاری مخلوق کا کیسے بدخواہ ہو سکتا ہے۔ یہ سبق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے، ہندو ہو یا سکھ ہو یا یہودی، یا مسلمان، کوئی ہو، سب کو پالنے والا خدا ہے اس کو اپنی مربوب اور مخلوق سے محبت اور پیار ہے ہر ایک کو ذہانت اس نے دی ہے، مہاتما گاندھی کو ذہانت اس نے دی۔ ہندو مسلمان سکھ عیسائی، یہودی سب اس کی مخلوق اور بندے ہیں۔

## کلمہ گوؤں کی تکفیر اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلعم کی تعلیم کے خلاف ہے۔

تو اللہ تعالےٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کے قلب کو بہت وسیع کرنا چاہا ہے۔ لیکن آج حضور نبی کریم صلعم کی امت کے لوگ نمازیں اور کلمہ پڑھنے والوں کو کافر و مرتد کہتے ہیں۔ یہ حضور نبی کریم صلعم کے ارشادات کے مخالف عمل ہے۔ حضور صلعم تو دنیا جہان کی اقوام کو ایک کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم ہیں کہ کلمہ پڑھنے والی امت کو بھی اپنے سے باہر نکال رہے ہیں۔ ہمیں ڈرنا چاہیئے کہ ہمارا یہ فعل اسلام کے خلاف ہے۔ خدا اور اس کے رسول صلعم کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

## قومی و نسلی امتیازات کی نفی

تو مذکورہ خطبہ میں حضور صلعم نے فرمایا الا سنو۔ لا فضل لعربی علی اعجمی میری قوم کو کسی طرح کی فضیلت غیر قوموں پر نہیں ہے۔ یہ سبق بھی صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی دیا ہے۔ آج ہٹلر کہتا ہے کہ میری قوم دنیا کی قوموں سے بڑھ کر معزز و مشرف ہے ساری قومیں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں، گاندھی جی کے خیالات بھی ہندوستان تک محدود ہیں اس سے باہر نہیں گئے، لیکن اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ومن ایاتہ خلق السمٰوات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لایٰت للعٰلمین (سورۃ الروم رکوع ۳) بولیوں کے اختلاف، رنگوں کے اختلاف اور خدوخال کے اختلاف کے باوجود اہل مشرق و مغرب کا مالک میں ہوں۔ کیا وجہ ہے ان تفصیلات پر بحث کرنے کی، یہ اس لئے کہ ان اختلافات کی وجہ سے دنیا میں تفریق نہ رہے دنیا گروہوں میں بٹی ہوئی ہے۔ یہاں کپلنگ آیا اس نے کہا:—

East is East and
the West is West
and They shall never meet

مشرق مشرق ہی ہے اور مغرب مغرب ہی ہے اور یہ کبھی نہیں مل سکتے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ مشرق بھی اللہ تعالےٰ کے لئے ہے اور مغرب بھی اللہ ہی کا ہے، تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ وحدت پیدا کرنے کے لئے عمل پیرا ہوں۔ کلمہ پڑھنے والوں کو کافر کہنا یہ خدا اور رسول صلعم کے صریح احکام کی خلاف ورزی ہے۔ اس کو ڈرنا چاہیئے۔

## تقوےٰ کیا ہے؟

دوسرا جملہ حضورؐ نے فرمایا لا فضل لاعجمی علےٰ عربی۔ سنو! کسی غیر عرب کو بھی عرب قوم پر کسی قسم کی فضیلت و مرتبت حاصل نہیں ہے، نہ کسی سفید کو کالے پر اور نہ کالے کو سفید پر فضیلت ہے، فضیلت و مرتبت اور عظمت کا ایک ہی معیار ہے وہ ہے تقوی اللہ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم خدا کے نزدیک سب سے بڑھ کر معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے تقوےٰ کیا ہے؟ اللہ تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری اور خدا کی مخلوق کی خدمت اس سے عظمت و فضیلت حاصل ہوتی ہے سبحان اللہ العظیم، کسی نے حضور صلعم سے پوچھا ما التقوٰی یا رسول اللہ۔ حضور! تقوےٰ کسے کہتے ہیں، آپؐ نے فرمایا ان تزین باطنک للخالق کما زینت ظاھرک للمخلوق۔ ارے بھائی تم یہاں شادیوں پر جاتے ہو تو صاف ستھرے کپڑے پہن کر جاتے ہو تاکہ تمہیں معزز سمجھا جائے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے ہاں معزز و مشرف ہونا چاہتے ہو تو اپنے اندرونے کو پاک و صاف کرو۔ اس کو مزین کرو۔ اور فرمایا التقوٰی ان لا یراک ربک حیث نہاک۔ تقوےٰ یہ ہے کہ جس کام سے اللہ تعالےٰ نے روکا ہے اس سے رک جاؤ اور جہاں جانے سے منع فرمایا ہے وہاں نہ جاؤ، کوٹھڑی کے اندھیرے میں بھی خدا دیکھتا ہے، پہاڑ کی چوٹی پر بھی خدا دیکھتا ہے اور جہاز کے تختے پر بھی خدا دیکھتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ اور ہر حالت میں خدا کو اپنے سامنے رکھو۔

## زمانۂ حال کے پیغمبر حضرت نبی کریم صلعم ہیں۔

یہ خطبہ مکہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ کے مقام پر فرمایا۔ اس خطبہ کو حجۃ الوداع کا خطبہ کہتے ہیں۔ اس خطبہ سے حضور صلعم کے دل کا نقشہ سامنے آتا ہے۔ آپؐ کا قلب مبارک مشرق و مغرب سے بھی زیادہ وسیع و عریض ہے۔ وہ دنیا جہان کی لڑائیاں ختم کرنا چاہتا ہے۔ ان کو با خدا بنانا چاہتا ہے۔ توحید کا سبق دے کر دنیا جہان کے تعصبات کو مٹانا چاہتا ہے۔ اس لحاظ سے ہمارا پیغمبر زمانہ حال کا پیغمبر ہے قیامت تک کے لئے تمام انسانوں کا پیغمبر ہے آپؐ کی تعلیمات کسی قوم کے لئے اور کسی وقت تک محدود نہیں ہیں۔

## کعبۃ اللہ کی برکات

حضور صلعم نے لوگوں کو کعبۃ اللہ کے گرد جمع کر دیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس ویرانے کی آبادی کے لئے دعا کی، اب وہاں برکات ہی برکات نظر آتی ہیں۔ شب و روز کا کوئی حصہ اور کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ وہاں طواف نہ ہو رہا ہو۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً و ھدیً للعٰلمین یہ جگہ مبارک ہے، اس کی برکات قیامت تک جاری ساری رہیں گی۔ آج دنیا جہان میں سب سے بڑی عبادتگاہ مکہ میں کعبۃ اللہ ہے، اور اس کے بعد مدینہ منورہ میں مسجد نبویؐ جس کی چھ سو فٹ لمبی دیواریں ہیں، دونو جگہ رونق ہے برکات ہی برکات ہیں وہاں ھدی للعالمین اور رحمۃ للعالمین کا نظارہ نظر آتا ہے۔ گورا کالا، چھوٹا، بڑا، مرد اور عورت سب وہاں عملاً عالم انسانیت کی وحدت کا سبق دے رہے ہیں۔ مدینہ میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ عشق نظر آتا ہے۔ اللہ اکبر آٹھ ہزار آدمی روزانہ پانچوقتہ نمازیں باجماعت ادا کرتے ہیں سنگ مرمر کا صاف و سفید فرش ہے۔ اس پر ایران کے خوشنما قالین بچھے ہوتے ہیں۔ ھدی للناس۔ حضور نبی کریم صلعم قوموں کو ایک کرنے کا ذریعہ ہیں، روس، چین، جاپان، انگلستان، فرانس اٹلی وغیرہ وغیرہ کے لوگ سب توحید الٰہی اور وحدت انسانیت کا سبق روز پڑھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

## کعبۃ اللہ اور مسجد نبویؐ کے برابر کوئی عبادت گاہ دنیا میں نہیں۔

مکہ معظمہ کے برابر دنیا میں قطعاً کوئی معبد نہیں ہے اور نہ ہی مسجد نبویؐ کے برابر دنیا پر کوئی اور معبد موجود ہے۔ یہ مبارکاً کا لفظ ان امور کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ فرمایا کہ تم مقام منیٰ پر آکر اپنی نسلوں اور قبیلوں پر فخر کیا کرتے تھے۔ اپنے آباؤ اجداد کی تعریفوں کے پل باندھا کرتے تھے، قتل و غارت، ڈاکہ اور شراب کباب کی بات فخریہ سنایا کرتے تھے۔ اس کے بجائے فرمایا فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا تمہیں حج کے موقعہ پر ذکر الٰہی کرنا چاہیئے۔ مسلمانوں کو اس سے سبق سیکھنا چاہیئے کہ ہمارے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا منشا ہے اور ہمارے اندر کیا جذبات ہے کہ ایک دوسرے کو بدتر سمجھیں ہمیں خدا سے ڈرنا چاہیئے۔

## حج میں تلاش رزق گناہ نہیں

فرمایا لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام واذکروہ کما ھداکم وان کنتم من قبلہ لمن الضالین تم پر گناہ نہیں کہ اپنے رب سے اس کا فضل تلاش کرو، جب تم عرفات سے گذرو تو مشعر الحرام کے قریب اللہ تعالےٰ کو یاد کرو جس طرح اس نے تمہیں ہدایت دی ہے اگرچہ پہلے تم گمراہ تھے۔ آج لوگ دنیا پرست ہو گئے ہیں۔ تجارت پر تجارت ہے۔ کروڑوں روپیہ کے خزانے جمع ہو رہے ہیں، لباس، زیور، مکانات اور سواریاں دنیا کا مقصد ہے، مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ وعظ فرمایا ہے کہ یہ باقی رہنے والی چیزیں نہیں نہ یہ فخر کے قابل ہیں آخرت کا کوئی پتہ نہیں ہے مبارک ہے وہ شخص جو آخرت کا خیال رکھتا ہے مبارک ہے وہ شخص جو خدا اور رسول کو خوش کرتا ہے؛

غلام نبی مسلم صاحب ایم اے

# حضرت مسیح موعود مجدّد صدی چہاردہم

## غلبۂ اسلام کی منظم جدوجہد اور انقلابی کامیابی

علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے "حیاتِ ابن تیمیہ" میں مجدد کے لئے تین علامات پیش کی ہیں:-

۱- مذہب، علم یا سیاست میں کوئی مفید انقلاب پیدا کرے۔

۲- جو خیال ذہن میں آیا ہو کسی کی تقلید سے نہ آیا ہو۔ بلکہ اجتہاد ہو۔

۳- جسمانی مصیبتیں اٹھائی ہوں- جان پر کھیلا ہو۔ سرفروشی کی ہو۔

علامہ شبلی مرحوم نے مجدد کی یہ تین علامات بتائی ہیں- لیکن یہ علامات نامکمل ہیں اور مجدد کے اصطلاحی مفہوم پر حاوی نہیں- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالی اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔ کی رو سے مجدد کو تجدید دین کے لئے اللہ تعالےٰ مبعوث فرماتا ہے- اللہ تعالےٰ اس سے ہم کلام ہوتا ہے- اور وہ وقت کے نہایت اہم تقاضوں کی تکمیل کے لئے آتا ہے- پھر اس کے کام کی عظمت کا اندازہ ان مشکلات اور فسادات سے بھی ہوتا ہے- جو دنیا میں چھائے ہوتے ہیں- اور جن کی اصلاح مجدد وقت کے سپرد ہوتی ہے- اب ہم ان علامات کی روشنی میں حضرت مرزا صاحب کی خدمات دین، مشکلات اور تجدیدی کام کا جائزہ لیتے ہیں تاکہ اسلام کے اس بطل جلیل اور خادم عظیم کی شخصیت کے کچھ خدوخال قارئین کے سامنے آسکیں۔

### ۱- زندہ خدا سے زندہ تعلق

جس زمانے میں آپ مبعوث ہوئے- دنیا خدا کے تصور سے عاری ہو چکی تھی، ہندو، پارسی، یہودی اور عیسائی صدیوں سے اس تصور سے بے بہرہ چلے آرہے تھے، کہ اللہ تعالےٰ عملاً زندہ موجود ہے اور وہ آج بھی تازہ نشانات سے اپنے ہونے کا ثبوت مہیا کر رہا ہے، ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق خدا لاکھوں سال پہلے رشیوں سے ہم کلام ہوا اور اس کے بعد دنیا کو تناسخ کے چکر میں ڈال کر ہر بات سے دستبردار ہو گیا، اور اگر وہ اب موجود نہ بھی ہو تو دنیا کے نظام میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ پارسی مذہب عملاً مر چکا ہے- اور ان کی مذہبی کتب ژند اوستا کوئی تین ہزار سال پہلے کسی خدا کے وجود کا پتہ دیتی ہیں- اور اب انسان کا خدا کے ساتھ صرف یہ واسطہ رہ گیا ہے کہ وہ آگ کے سامنے چند رسوم ادا کرکے کسی نامعلوم خدا کو خوش کرے۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ دو ہزار سال سے زیادہ عرصے سے زندہ خدا کے تصور سے محروم تھے، اور عیسائیوں نے تو عورت کے شکم سے پیدا ہونے والے خدا اور کفارہ کے عقیدے کی ترویج سے خدا شناسی کا راستہ ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر رکھا تھا، خود اکثر مسلمانوں نے قرآنی تعلیم کے برعکس خدا سے ہم کلامی کے شرف کا انکار کر رکھا تھا اور یا وجودیکہ اس امت میں ہر زمانے اور مقام پر ایسے اولیاء اللہ اور مجددین ہوتے رہے ہیں، جنہوں نے قرآن و سنت کی اتباع سے خدا سے ہم کلامی کی نعمت پائی، لیکن حضرت مرزا صاحب کے زمانے میں یہ عقیدہ عام ہو چکا تھا- کہ اللہ تعالےٰ صرف انبیاء سے ہم کلام ہوتا تھا اور اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی وحی و الہام اور مکالمہ و مخاطبہ کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے- اور انسان اطمینان اور تسکین قلبی کے اس براہ راست آسمانی انعام سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم ہو چکا ہے- یہ تصور کلی طور پر غیر قرآنی تھا- پہلی امتوں میں ایسے ملہم ہو گذرے تھے، جو غیر نبی تھے- پھر اس اُمتِ محمدیہ میں کثرت سے ایسے مردانِ حق ہوتے چلے آئے ہیں- جو مکالمہ مخاطبہ الٰہی سے مشرف تھے، ان میں سے اکثر کے تعلق باللہ کے حالات زبان زدِ خلق ہیں- اور بعض نے ملہم ہونے کا دعوےٰ بھی کیا- ان کا ذکر کتابوں میں موجود ہے- احادیث اس کی تصدیق کرتی ہیں اور قرآن حکیم اس کا مؤید ہے-

مگر حضرت مرزا صاحب کے زمانے میں اہلِ مذاہب نے دنیا کو خدا سے ہم کلامی کے شرف سے تا ابد محروم قرار دے رکھا تھا- اس کے ساتھ ساتھ ناقص فلسفیانہ اور علمی موشگافیوں نے خدا کے وجود کا انکار پیش کر دیا تھا پس مجرد عقل خدا کے وجود کی منکر ہو رہی تھی اور مذہب بھی عملاً خدا کے وجود کا انکاری تھا- ان حالات میں حضرت مرزا صاحب نے اعلان کیا-

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے خلیل
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

آپ نے منکرِ خدا دنیا کو بتایا کہ خدا آج بھی موجود ہے- وہ آج بھی اسلام کے سچے پیروکاروں سے ہمکلام ہوتا ہے- اور یہ فخر صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس کا سچا متبع خدا کو پالیتا ہے- اللہ تعالےٰ اسے غیب کی خبریں بتاتا ہے- اس کی دعائیں قبول کرتا ہے- اس پر قرآن کریم کے نئے نئے حقائق کھولتا ہے- میں ان میں سے ایک ہوں- اس سلسلے میں آپ نے خدا سے اطلاع پاکر آئندہ کی خبریں بتائیں جو کثرت سے درست نکلیں- آپ نے دعائیں کیں اور وہ پوری ہوئیں اہلِ دنیا کو للکارا کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی صداقت پر نصرت الٰہی کے میدان میں مجھ سے مقابلہ کر لیں- مگر کسی کو مقابلے میں یہ ظاہر کرنے کی جرأت نہ ہوئی کہ اس نے اپنے مذہب کی کامل پیروی سے اللہ تعالےٰ سے زندہ تعلق پیدا کر لیا ہے اور آپ کو آخر کہنا پڑا

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

### خدا کی ہستی پر ذاتی شہادت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مرزا صاحب پہلے شخص ہیں- جنہوں نے خدا کی موجودگی اور مکالمہ و مخاطبہ کو اسلام کی صداقت پر بطور دلیل پیش کیا، اپنے نام لیواؤں کو اس تعلق کی بحالی پر اُبھارا اور اسے تبلیغ کا عظیم ہتھیار بنایا- اور اس خصوصیت کے لحاظ سے آپ مجددین امت میں منفرد اور بلند ترین مقام رکھتے ہیں اور موجودہ دور میں اس کے بغیر دینی غلبہ ممکن نہیں- موجودہ بے دینی اور دہریت کے دور میں کوئی بھی شخص دینِ اسلام کی بنیادی اینٹ بھی نہیں رکھ سکتا جب تک وہ اس کوچہ میں حالی طور پر وارد ہو کر اپنی رؤیت کی گواہی پیش نہ کرے۔

آپ نے تمام مذاہب کے خلاف اسلام کی صداقت اور خدا کی ہستی کے ثبوت میں پیشگوئیاں کیں اور وہ پوری ہوئیں- چنانچہ آپ نے ایک دشمنِ اسلام پنڈت لیکھرام کے متعلق خدا سے اطلاع پاکر اعلان کیا کہ وہ چھ سال کے عرصہ میں عید کے دوسرے دن دردناک طریق سے ہلاک ہوگا، چنانچہ آپ کے اعلان کے مطابق وہ قاتل کی چھری کا شکار ہو گیا- اور خدا کی قدرت اور علم کا ایک نشان بن گیا- (۲) آپ نے امریکہ کے ایک اسلام دشمن ڈاکٹر ڈوئی کو مقابلے پر بلایا- مگر اس کی بدزبانی کم نہ ہوئی تو آپ نے علمِ الٰہی سے اس کی ذلت و خواری اور رسوا کن موت کا اعلان کیا- چنانچہ اس کا دعوےٰ مسیحیت کا کاروبار ٹھپ ہو گیا- اس پر جان لیوا فالج گرا اور آخر وہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں ہی عبرتناک موت سے اس دنیا سے گذر گیا- اور اس طرح اسلام کی سچائی پر مُہر لگا گیا- پھر اسلام کے ایک اور دشمن مرزا امام الدین نے خدا، اسلام، قرآن، اور ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بدزبانی کی تو آپ نے اس کے بارہ میں ایک شدید صدمے کی پیشگوئی کی، چنانچہ اس کی جوان سال بیٹی زچگی کی حالت میں مرگئی اور دنیا نے آپ کے وسیلے سے الہامِ الٰہی کا زندہ نشان دیکھ لیا، اس قسم کے ہزارہا نشان آپ کے ہاتھ سے ظاہر ہوئے- آپ نے بار بار ان نشانات کی صداقت کا اشتہار دیا- اور دوست و دشمن اسلام کی روحانی تاثیر اور اللہ تعالےٰ کے وجود کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے۔

آپ کی اس تعلیم اور دعوے نے مسلمانوں کے اندر اپنے دین کی عظمت کا ایک غیر معمولی ایمان پیدا کیا، وہ اللہ تعالےٰ سے سچی محبت کرنے لگے، ان کے دلوں میں حُبِ قرآن کریم کی ایک چنگاری بھڑک اٹھی، دنیا اور ما فیہا کی اُلفت سرد پڑ گئی- اور ان میں سے اکثر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع سے صاحبِ کشف و الہام ہو گئے-

### ۲- قرآن کے معارف اور اس کی اشاعت-

قرآن حکیم زندہ خدا کی زندگی بخش کتاب ہے جس میں وہ تمام سچائی پائی جاتی ہیں- جو نسلِ انسانی کی کامل ترقی و تکمیل کی ضامن ہے اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ- قرنِ اوّل کے مسلمانوں نے اس قرآن کی کامل پیروی سے دنیا و آخرت کی نعمتیں حاصل کیں- لیکن آہستہ آہستہ قرآنی تعلیمات کو نظر انداز کر دیا گیا- چند رسوم کی ادائیگی کا نام اسلام رکھ لیا گیا- اور باقی تمام توجہ اور سعی دنیا کے حصول اور محبت کی نظر ہو گئی-

حضرت مرزا صاحب کے زمانے میں قرآن اُمتِ مسلمہ کی زندگی سے خارج تھا دینی مدارج میں قرآن حکیم کی تعلیم مفقود تھی، زندگی کا دستورِ حیات فقہی مسائل تھے، ایک بڑے گروہ کی زندگی مزاروں، عرسوں، اور صوفیا کی بے بنیاد اور غیر اسلامی داستانوں کے گرد گھومتی تھی، ایک اور بڑا گروہ قرآن و سنت سے الگ تھلگ چند ایک افسوسناک تاریخی واقعات سے چمٹا ہوا تھا- اور منفی فکر و عمل کا شکار تھا- حتٰی کہ ان میں سے ایک جماعت قرآن کی صحت کی منکر تھی مساجد اور دینی محفلیں درسِ قرآن سے خالی تھیں، اب قرآن تعویذوں اور فالوں کی دستاویز بن چکا تھا اور اسے بے سمجھے مصیبت یا موت کے وقت پڑھا جاتا تھا، اور اس طرح یہ زندگی بخش کلام موت

کا وسیلہ بنا دیا گیا تھا۔ یا زندگی کی تگ و دو میں عمل پیرائی کی بجائے قرآنی آیات تعویذوں اور گنڈوں پر لکھی جاتی تھیں۔ قرآن حکیم کی دوسری زبانوں میں تفسیر اور ترجمہ موجب کفر تھا۔ علماء اور عوام کی تعلیمِ قرآن سے بے خبری بلکہ بے حسی افسوسناک صورت اختیار کر چکی تھی کہ غیر اسلامی حکومت کی پناہ سے عیسائی پادریوں اور ان کی نقالی میں آریہ سماجیوں نے قرآن حکیم کی تعلیمات کے خلاف کذب، افتراء اور لغو اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی اور علماء کی قرآن حکیم سے بے خبری اور عوام کی جہالت کے زیر اثر ہزاروں مسلمان کفر کی آغوش میں چلے گئے۔

ان المناک حالات میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی دشمنانِ قرآن کے مقابل اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی زبان اور قلم سے نہ صرف قرآن حکیم کے خلاف اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا، بلکہ قرآن حکیم کی بے نظیر صداقت پر روشن دلائل پیش کئے۔ قرآن کی صداقت پر جہاں آپ نے یہ دعویٰ پیش کیا کہ اس کے سچے پیرو خدا سے ہم کلام ہوتے ہیں اور میں خود اس بات پر شہادت دیتا ہوں وہاں یہ بھی اعلان کیا کہ قرآن دنیا کی واحد آسمانی کتاب ہے جو خود ہی دعوے پیش کرتی ہے اور خود ہی اس پر دلائل بھی دیتی ہے۔ اس حقیقت کی تائید میں آپ نے کتاب "براہینِ احمدیہ" لکھی، جس میں قرآنی تعلیمات سے خدا کی ہستی، وحی قرآن اور رسالتِ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر محکم دلائل پیش کئے، اور ساتھ ہی دوسرے مذاہب کے مذہبی رہنماؤں کو چیلنج کیا کہ وہ اپنی اپنی دینی کتابوں کی صداقت پر اتنے نہیں تو کم از کم پانچواں حصہ دلائل پیش کریں۔ اور اگر وہ اپنی کتابوں کو اس قابل نہ پائیں تو پھر ہمارے دلائل کو توڑ کر دکھا دیں تو ہم دس ہزار روپے انعام دیں گے۔ اسلام کی تاریخ میں یہ اولین چیلنج تھا جس نے دشمن کی زبانیں گنگ کر دیں۔ کسی کو مقابل پر آنے کی جرأت نہ ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی۔

"براہینِ احمدیہ" کی تصنیف کے بعد بھی آپ نے زندگی بھر دشمنوں کے سامنے اسلام کی صداقت کو پیش کیا، اور ہمیشہ اپنے اصول کو ملحوظ رکھا۔ براہینِ احمدیہ کے بعد آپ کو قرآن کی صداقت ثابت کرنے کا ایک براہِ راست موقع ملا جس میں دنیا نے آپ کی وساطت سے اسلام کا عیاں غلبہ دیکھا، ۱۸۹۶ء میں بعض حق پسند اکابر نے پانچ بلند پایہ سوالات تجویز کئے اور مختلف مذاہب کے چوٹی کے علماء اور رہنماؤں کو دعوت دی کہ وہ ایک مشترکہ جلسے میں اپنی اپنی الہامی کُتب کی رُو سے ان سوالات کے جوابات پڑھ کر سنائیں۔ اس جلسے میں ہندو، سناتن دھرمی، آریہ سماجی، سکھ، برہمو سماجی، یہودی، عیسائی، مسلمان اور دیگر اہلِ مذہب نے شرکت قبول کی، حضرت مرزا صاحب نے اس موقع پر محض قرآن کی روشنی میں جواب تیار کیا، آپ کو الہاماً اپنے مضمون کی کامیابی کی اطلاع مل چکی تھی۔ اس لئے آپ نے جلسہ سے چند دن پہلے ہی اشتہار کے ذریعہ اعلان کر دیا کہ "ہمارا مضمون بالا رہا"۔ دوسروں کے مضامین سنے یا دیکھے بغیر اپنی برتری کا اعلان خدا تعالیٰ کے علم کے بغیر ناممکن تھا۔ اور قبل از وقت اعلان غیر مسلم منصفوں کو بھی دشمنی پر آمادہ کرنے کے لئے کافی تھا۔ مگر آپ کو اسلام کی صداقت اور الہامِ الٰہی پر یقین کامل تھا۔ اس لئے اعلان کرنے سے نہ رُکے۔ چند دن بعد "جلسہ مذاہب عالم" لاہور میں منعقد ہوا۔ آپ کا مضمون اس قدر بلند پایہ تھا کہ حاضرین کی متفقہ رائے سے دو دن سُنا جاتا رہا، آخر منصفوں اور سامعین نے آپ کے مضمون کو سب سے بالا قرار دیا۔ اور اس دنیا نے قرآن کریم کی تیرہ سو سال پہلے کی پیشگوئی هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله کی صداقت پر دوسری بار یک زبان ہو کر گواہی دی۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

## قرآن حکیم سے عشق

اس اُمت میں خدا، رسول اور قرآن کے لاکھوں عاشق ہو گزرے ہیں، اور ہوتے رہیں گے، لیکن اس عشقِ قرآن میں حضرت مرزا صاحب منفرد اور نمایاں مقام کے حامل تھے۔ ان ہرسہ کی صداقت پر بے نظیر دلائل کے علاوہ آپ نے نثر میں ان کا روح پرور نقشہ کھینچا ہے، لیکن نظم میں حمدِ الٰہی، مدحِ رسول اور ستائشِ قرآن کریم میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے اگر اسے ایک طرف رکھا جائے اور دوسرے بزرگوں کے منظوم کلام کو دوسری طرف، تو انشاء اللہ کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے آپ کا پلڑا بھاری رہے گا۔ اور قرآنِ حکیم کی محبت میں عاشقانہ اشعار کہنا تو آپ ہی کا حصہ ہے۔ جیسا کہ علامہ محمد اقبال نے فرمایا:-

> "خدا اور رسولؐ کے عاشق تو ہزاروں ہوتے ہیں۔ لیکن قرآن کے عاشق صرف مرزا صاحب تھے۔"

چنانچہ آپ نے عربی، فارسی اور اُردو میں قرآن کریم کی مدح میں سوز و محبت میں ڈوبی ہوئی کئی نظمیں لکھیں۔ جسے مخالف و موافق سبھی پڑھتے چلے آئے ہیں، چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:-

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
کلامِ پاکِ یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے، و گر لعلِ بدخشاں ہے
بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے، نہ کوئی اس سا بستاں ہے

---

نورِ فرقاں ہے، جو سب نوروں سے اُجلا نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دُکانیں دیکھیں
مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیرِ بیضا نکلا

## اشاعتِ قرآن

مسلمان قرآن کریم کی تعلیمات سے خطرناک حد تک بے خبر تھے۔ اسلامی سلطنت میں تمام زور فقہ کی تعلیم پر دیا جاتا تھا۔ اور قرآن کے سلسلے میں علماء اکثر پہلی تفاسیر پر تکیہ کرتے تھے۔ جن میں یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر مذاہب کی غیر مستند روایات کو شامل کر دیا گیا تھا۔ اور جن کی موجودگی میں خدا کا کلام ایک گورکھ دھندا یا تعویذوں کا صحیفہ بنا دیا گیا تھا۔ مخالفینِ اسلام قرآن پر ان روایات کی روشنی میں حملے کر رہے تھے اور ان کا منہ بند کرنے کی آپ سے پہلے کوئی باقاعدہ کوشش نہ کی گئی۔

یہ کہنا تو درست نہیں کہ حضرت مرزا صاحب سے قبل تمام علمائے اسلام قرآن سے بالکل غافل تھے۔ آپ سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کے فرزندان رشید نے قرآن کریم کی بیش بہا خدمات سرانجام دیں، لیکن اول [illegible] تو ان کے زمانے میں قرآن پر اس قدر شدت سے حملے نہ ہوتے جو حضرت مرزا صاحب کے زمانے میں ہوئے، پھر ان کا دائرہ کار انتہائی محدود تھا۔ البتہ ان کی یہ خدمت ناقابلِ فراموش ہے کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن حکیم کا فارسی میں ترجمہ کیا اور شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر نے اسے اُردو کا جامہ پہنایا۔

لیکن حضرت مرزا صاحب کو اس سلسلہ ایک منفرد مقام حاصل ہے۔

۱۔ آپ نے قرآن حکیم کی صداقت اور عظمت کو دیگر مذہبی کتب کے مقابلے میں بطور چیلنج پیش کیا، اور اپنے موقف کی صداقت پر قرآن حکیم ہی سے دعوے اور دلیل کا بے نظیر اسلوب اختیار کیا، اور یہ ایک عظیم انقلابی تبدیلی ہے جو اشاعتِ قرآن کے سلسلہ میں ہماری گذشتہ چودہ سو سالہ تاریخ میں بے مثال ہے اس سے غیر مذاہب کے نکتہ چین عاجز و بے بس ہو گئے۔ اور وہ حضرت مرزا صاحب کے استدلال اور علمِ کلام کے سامنے بے بس ہو گئے اور یہ وہ اسلوب ہے جس کا تا قیامت توڑ ممکن نہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ خود قرآن حکیم پر عامل ہو کر اور اس کے بے پایاں فیوضات سے بہرہ ور ہو کر اپنے وجود اور تعلق باللہ کو دنیا کے سامنے بطور صداقت پیش کیا اور دیگر مذاہب کو للکارا کہ وہ بھی مقابل میں اپنی اپنی دینی کتب پر عمل کر کے ایسی برکات کا مظاہرہ کریں جو اہلِ اسلام کو قرآن پر عمل پیرا ہو کر نصیب ہوتی ہیں ——— اور وہ خود ایسا کرنے سے قاصر ہیں تو میرے پاس آئیں میں تازہ نشانات سے ان پر اسلام کی صداقت ثابت کروں گا بشرطیکہ وہ نشان دیکھ کر اسلام قبول کرنے کا اقرار کریں۔

۲۔ آپ نے قرآن حکیم کی اشاعت و تبلیغ کے لئے ایک جماعت تیار کی جس کے اراکین شب و روز قرآن سیکھیں اور سکھائیں اپنی زندگیاں تعلیماتِ قرآن کے مطابق ڈھالیں اس کے انوار و ہدایت کے جیتے جاگتے مظہر بن جائیں۔

۳۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تراجم و تعلیماتِ قرآن کریم کا ایک ایسا عالمی نظام قائم کر دیا جس کے ماتحت نہ صرف مقامی بلکہ مغربی زبانوں میں قرآن پاک کی تفسیر و تراجم اور قرآنی تعلیمات کی نشر و اشاعت کی منظم، مربوط اور مخلصانہ جدوجہد شروع ہو گئی۔ اور آج [illegible] آپ کے جاں نثاروں نے کلامِ پاک کا دنیا کی متعدد زبانوں میں ترجمہ چھپوا کر اور مفت تقسیم کر کے آپ کے عشقِ قرآن پر مہر ثبت کر دی ہے۔

اگر کسی حقیقت پسند محقق کو کبھی توفیق ہوئی اور وہ حضرت مرزا صاحب کی تحریرات اور جماعت احمدیہ کے رسائل جات اور لٹریچر کا مطالعہ کرے گا اور ساتھ ہی ہمعصر مسلمانوں کی کتب، رسائل جات اور دینی کاموں پر نظر ڈالے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ اسلام کی اس شبِ تاریک میں احمدیت کا تمام ادب جواہر ریزوں کی طرح درخشاں ہے، جس نے مسلمانوں میں بھی زندگی کی نئی چمک پیدا کی۔

حضرت مرزا صاحب کے عشقِ قرآن اور اس کی ترغیب و تلقین سے ہر احمدی مفسرِ قرآن اور اس کا گھر درسِ قرآن کا گہوارہ بن گیا۔ قادیان کی بستی قال اللہ و قال الرسول کی صداؤں سے گونج اُٹھی اور ان کو دیکھ کر دوسرے مسلمانوں میں درس و تدریسِ قرآن کی تڑپ پیدا ہوئی اور آج [۴۵]

[۴۵] حضرت مرزا صاحب کے فیضان سے جگہ جگہ درسِ قرآن کی محفلیں جمتی ہیں۔ حتیٰ کہ وہ گروہ بھی قرآن کے درس کی طرف رجوع کرنے لگے ہیں۔ جو سرے سے اس قرآن کے وجود ہی سے منکر تھے اور اگر کسی کو ہمارے بیان [illegible]

اس قابل ہے کہ دوبارہ قارئین کے مطالعہ میں لایا جائے ذیل میں وہ مضمون ہدیہ قارئین کرام ہے:

اس زمانہ میں تجربہ کا رجحان اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ہر ایک امر میں اس کے سہارے کے بغیر ایک آدمی کو کوئی مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا۔ کسی نظام حیات کے متعلق اگر کسی کو کچھ کہنے کا خیال ہو تو اس کو بھی اسی طریق سے سمجھانا پڑتا ہے۔ آج اسلام کے بچاؤ اور توسیع کے لئے بھی اسی طریق کو استعمال کئے بغیر چارہ نہیں کم از کم انہیں کے حوالے سے ہمیں اپنی باتیں کرنی پڑتی ہیں۔ چنانچہ ایک عزیز دوست نے دنیا کے موجودہ حالات کو سامنے رکھ کر مجھ سے فرمائش کی ہے کہ اس وقت دنیا کے معاشی نظام کے متعلق جو دو عظیم الشان تصور معرض وجود میں آئے ہیں اور جن کے ٹکراؤ سے سارے بنی نوع انسان کا وجود خطرہ میں پڑ گیا ہے انہی کی اصطلاحات میں اسلامی معاشی نظام کے متعلق اپنا خیال پیش کر دوں۔ مجھے اس مسئلہ پر غور کرتے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا ہے۔ میری طرح اور بھی مسلم مفکرین اس بات پر دماغ سوزی کر رہے ہیں انگریزی زبان میں اس کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے، بدقسمتی سے اس کا بہت تھوڑا حصہ میرے مطالعہ میں آیا ہے۔ تاہم میرا خیال ہے کہ بہت کم ایسی باتیں ہوں گی جو اس مسئلہ پر اسلام کی طرف سے کہی گئی ہوں۔ اور میرے علم میں وہ نہ آئی ہوں۔ اس مضمون میں جدت طرازی کا کوئی دعوے مجھے نہیں ہے۔ میں صرف اسلام کی پوزیشن کو بہت اختصار کے ساتھ موجودہ زمانے ہی کی اصطلاحات اور پس منظر میں عام لوگوں کے لئے پیش کرنا خواہشمند ہوں اور اس میں بھی میرے مخاطب خاص طور پر وہ طبقہ ہے جن کو راسخ الاعتقاد مسلمان کہا جا سکتا ہے جس کو قرآن کریم کے منزل من اللہ ہونے پر پختہ ایمان ہے اور جن کے دلوں میں موجودہ زمانہ کی بحثوں نے کوئی شک تو پیدا نہیں کیا۔ مگر ہاں کسی قدر الجھن ضرور پیدا کر دی ہے۔ آزاد خیال لوگوں کے لئے اس مضمون کے اندر کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جا سکا تاہم اگر کوئی آزاد خیال بھائی اس بحث میں حصہ لینا چاہیں۔ تو ان کے خیالات اور اعتراضات کو ہم محبت اور حوصلہ کے ساتھ ہر وقت سننے کو تیار ہیں۔

## اس زمانہ کی معاشی اصطلاحات

ابتداء میں ہمیں یہ بات سمجھ لینی چاہیئے۔ کہ ہر زمانہ اپنی اصطلاحیں رکھتا ہے۔ اور ان اصطلاحوں کے اپنے زمانے میں ایک خاص معنے ہوتے ہیں جن کو دوسرے زمانے تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ اس زمانہ میں سرمایہ، سرمایہ دار، سرمایہ داری نظام اور اسی طرح مزدور، یہ سب اصطلاحیں ہیں اور ایک خاص معنی رکھتی ہیں اس خاص معنی کے ساتھ ان تمام باتوں کی طرف اشارہ موجود ہوتا ہے۔ جو کہ ہمارے زمانے میں بنی نوع انسان کی زندگی میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً سرمایہ کے معنی صرف یہی نہیں کہ ایک انسان کے پاس اس کی دولت میں سے اس کی اپنی ضروریات پوری ہونے کے بعد کچھ پیسے بچے رہیں جن کو کسی زمین کی کاشت میں یا کسی تجارت میں بطور راس المال کے استعمال کر سکے۔ بلکہ موجودہ صورت میں اس کے یہ معنے بن گئے ہیں، کہ ایک انسان نے ایسے طریق سے مال کمایا ہو جو طریق اخلاقی لحاظ سے قابل اعتراض ہے۔ یعنے یہ کہ وہ اس مال کے پیدا کرنے میں جن لوگوں نے صحیح معنوں میں محنت مشقت کی ہے۔ ان کو برائے نام کچھ اجرت پیش کر کے اپنی چالاکی سے اور صرف چالاکی سے نفع کا بیشتر حصہ اپنے تصرف میں لے آیا ہو۔ اور اس مال کو پھر اسی طرح اور کام میں لگا کر اپنے مال کو رفتہ رفتہ اس طرح بڑھاتا چلا جائے کہ زیادہ سے زیادہ تر انسان اس کی بے رحمی کا شکار ہوتے چلے جائیں اور معاشرے میں ایک بڑا طبقہ ایسے دولت مند انسانوں کے قبضہ میں غلام سے بدتر زندگی بسر کرنے لگے۔ کیونکہ غلامی میں پھر بھی قوت لایموت کی ضمانت ہوتی ہے جس کا کوئی وجود اس ملعون معاشرہ میں نہیں ہے۔ لفظ مزدور اسی بدقسمت نادار غلامی سے بدتر حالت کے لوگوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ اور سرمایہ داری نظام اس معاشرہ کو ظاہر کرنے کے لئے۔

## اسلام میں سرمایہ کا مفہوم

ظاہر ہے کہ اسلام میں اس خاص مفہوم میں نہ سرمایہ اور نہ سرمایہ دارانہ نظام۔ اور نہ ہی اس خاص معنے کو رکھتے ہوئے مزدور کا کوئی تصور۔ اسلام میں طریق حصول دولت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے اور مقصد حصول دولت کو بھی۔ اور اسلامی ریاست کا یہ فرض ہے۔ کہ قوم کی روزمرہ زندگی میں ان دو اصولوں کو قائم رکھنے کی طرف خاص دھیان دے۔ کیونکہ ریاست اگر اپنے معاشرہ کے مخصوص نظام اور اصول کو نافذ نہیں کرتی۔ تو وہ ریاست اس معاشرہ کی ریاست کہلانے کا حق نہیں رکھتی اور جب یہ دو اصول مسلمان کی اجتماعی زندگی میں بھی استوار ہو جائیں گے۔ تو اس وقت بالکل ناممکن ہو جائے گا۔ کیونکہ جہاں سرمایہ جمع کرنے میں کسی محنت کرنے والے کی کسی رنگ میں حق تلفی نہ ہو نہ کسی انسان یا کسی انسانی طبقہ کو کسی دوسرے انسان یا انسانی طبقہ کی بے رحمی کا شکار ہونے کا خدشہ ہو وہ طبقاتی نفرت یا طبقاتی جنگ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جائے گی۔ وہ ایک لادینی معاشرہ ہوگا جس کا مروجہ اصطلاح میں سرمایہ دارانہ اصطلاح کہنا بالبداہت غلط ہوگا۔ لہذا فراہمی سرمایہ اور استعمال سرمایہ کو بتفصیلہ قائم رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام مروجہ معنی میں سرمایہ داری نظام سے انکار کرتا ہے۔

## اسلام اور تجارت

اس بات کے ثبوت میں کہ مذہب اسلام سرمایہ کو فی ذاتہ رد نہیں کرتا بلکہ اپنے معاشرے کا ایک جزو لاینفک قرار دیتا ہے۔ اس آیت کو پیش کرنا کافی ہے:۔

احل اللہ البیع وحرم الربوا

یعنی خدا تعالے نے بیع یعنی خرید و فروخت یعنی کاروبار کو حلال قرار دیتا ہے اور ربوا یعنی سود کو حرام۔ یہاں بڑی صراحت کے ساتھ تجارت کا اثبات ہے، یعنے ایسی تجارت جس میں بغیر محنت اور بغیر خطرہ منافع نہ ملتا ہو جیسا کہ سود میں، بلکہ مشقت اور خطرات کے اندیشے سے گذر کر اور دوسرے کا حق تلف کئے بغیر اور قومی دولت کی صحیح تقسیم کی خدمت بجا لاتے ہوئے اپنے راس المال میں بڑھوتی حاصل کرتا ہو، اور کبھی کبھی نقصان بھی اٹھاتا ہو۔ اس قسم کی تجارت کی اجازت صرف ضمنی طور پر نہیں دی گئی ہے۔ بلکہ اس کو اسلامی معاشرہ کے اصل الاصول کے طور پر اسلام نے بار بار پیش کیا ہے۔ چنانچہ سورۃ بقرہ میں لین دین کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے:۔

الا ان تکون تجارۃ حاضرۃ

پھر سورۃ النساء میں فرماتا ہے:۔

الا ان تکون تجارۃ عن تراض

پھر سورۃ توبہ میں فرماتا ہے:۔

تجارۃ تخشون کسادھا۔

## روحانیت اور تجارت

اسی سلسلہ میں روحانیت پر زور دیتے ہوئے قرآن کریم سورۃ نور میں مردمومن کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع

اس کی زیادہ وضاحت کرتے ہوئے قرآن کریم انسانی مشاغل کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ تجارت

ومن التجارۃ۔

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تجارت کو انسانی معاشرہ کا بنیادی اصول قرار دیتے ہوئے روحانی جدوجہد میں بھی قرآن کریم نے اس کو تمثیل پیش کی ہے۔ مثال کے طور پر سورہ بقرہ میں دوسرے ہی رکوع میں ارشاد ہوتا ہے:۔

فما ربحت تجارتھم

پھر سورۃ فاطر میں یہ ترغیب دلائی ہے:۔

یرجون تجارۃ لن تبور

پھر سورہ صف میں دعوت دی گئی ہے:۔

ھل ادلکم علےٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم۔

## نفع کی تحریص

ان ساری باتوں سے یہ بالکل عیاں ہے کہ کہ یہ تجارت کا رجحان یعنے کسی سودے کو کسی نفع کی خاطر کرنے کو قرآن کریم انسانی لامتناہی زندگی کے لئے بطور اصل الاصول قرار دیتا ہے لہذا اسلامی معاشرہ ایسے نظام کو قطعاً قبول نہیں کر سکتا۔ جس میں کہ اس اصول کو تسلیم نہ کیا گیا ہو، نفع کی تحریص حرارت زندگی کے لئے خواہ وہ مادی زندگی ہو، خواہ اخلاقی خواہ روحانی ایک لابدی شئے ہے۔ جو بھی کام انسان کرنا چاہتا ہو، اس میں اگر کسی رنگ کا فائدہ نظر نہ آئے، خواہ وہ فائدہ منفی ہو یا مثبت اس کام کو وہ کر ہی نہیں سکتا۔ معاشرہ کا ایسا تصور جہاں پر کہ سارے لوگ ملازمت ہی کرتے ہوں یعنے ایک پوری ملازمتوں کی قوم ہو۔ اسلامی نقطہ خیال سے ناممکن ہے۔ قومی زندگی میں سرگرمی اور صحیح معنوں میں ترقی اور زندگی اس معاشرہ میں نظر آ سکتی ہے جہاں کے اس قوم کے بہتر حصہ کو آزادی تجارت میسر ہو اور اس آزادی کو وہ اسلامی اخلاقیات کی بندشوں کے اندر استعمال کریں۔

## نادار طبقہ کی ذمہ داری

باقی رہا ناداری کا سوال جس سے پرولتاری کا طبقہ پیدا ہوتا ہے ہم مسلمانوں کے لئے آجکل کی تصوراتی جنگ کے اندر اپنی بات پیش کرنے میں سب سے بڑی دقت یہ ہے۔ کہ دنیا کے دوسرے لوگ جو اس بے معنی جنگ میں مبتلا ہیں وہ ہمارے طریق کار کو اختیار کئے بغیر اپنے الجھاؤ کا سلجھاؤ ہم سے طلب کرتے ہیں۔ مثلاً ہم اگر کہیں کہ سرکار کے ذمہ طبقاتی کشمکش میں اور اقتصادی مقابلوں میں جو ناانصافیاں سرزد ہوتی ہیں ان میں انصاف سے فیصلہ دینا ہے تو وہ بول اٹھیں گے کہ نہیں

ہونا چاہیئے۔ اسی طرح اگر ہم کہیں کہ اقتصادی جدو جہد اور مسابقت میں بعض وقت جو حادثات پیش آجاتے ہیں۔ یعنی کوئی آدمی یا کوئی خاندان یا کوئی گروہ سوئے اتفاق سے جس کا ذمہ دار نہ کوئی فرد ہو اور نہ کوئی طبقہ، بے سروسامان روٹی کا محتاج ہو جائے تو سرکار ان کی کفیل ہے۔ اور جب تک ان کی حالت درستی نہ ہو وہ سرکار کے مہمان تصوّر ہونے کے حق دار ہیں۔ تو موجودہ سرمایہ دار دُنیا اس بات کو اخلاقی طور پر قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو گی۔ اسی طرح اگر ہم مسلمان کہیں کہ سرکار کا یہ بھی فرض ہے کہ مجموعی طور پر ساری قوم کی معاشی ضروریات اور معاشی تگ و دو کو بیک وقت سامنے رکھ کر ایک قومی پیمانہ پر اس کی راہبری کرے۔ بقدر ضرورت قومی زندگی کے مختلف شعبوں میں ضروری اور غیر ضروری معاشی تگ ودو کی تعین اور نقصان دہ جدوجہد کی روک تھام یہ بھی سرکار کے عام فرائض میں ہونا چاہیئے تو ہمیں غالبًا کہا جائے گا کہ یہ اشتمالی نظام کے مؤید ہیں لہذا جمہوری نظام کے دشمن۔

## قانونی وراثت

اسی طرح اگر ہم کہیں کہ اسلامی قوانین وراثت کے نفاذ سے جو مستقل اور بے سر پیکار دو طبقے مغربی جمہوریتوں میں وجود میں آ چکے ہیں۔ ان کو بغیر اشتمالی نظام کے قائم کئے ہوئے فتح کیا جا سکتا ہے، تو ہمارے دوست کہیں گے کہ یہ ایک نا ممکن تجویز پیش کر رہے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک اسلام کے قوانین اس زمانے کے لئے تو موزوں تھے، جب کہ کاشتکاری اور سیدھی سادی تجارت دنیا میں مروج تھی۔ اور مشین کا زمانہ دیکھنا دنیا کو نصیب نہ ہوا تھا۔ اور کہ مشین جب سے تجارت کے لئے روح رواں بنی ہے۔ اس وقت سے تقسیم وراثت کا جو قانون اسلام نافذ کرنا چاہتا ہے اس کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہ گئی۔ مگر ہمارے لئے بھی اس اعتراض کو سمجھنا آج تک ممکن نہیں ہو سکا۔ کیونکہ اسلامی قانونِ وراثت کو مشینی زمانے سے پہلے بھی مغربی اقوام نے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ اور محض اسی وجہ سے کاشتکاری کی زندگی میں بھی ایک بڑے پیمانہ پر سلسلۂ غلامی عیسائی ممالک میں مروج رہا ہے مشین کی ایجاد کے بعد صرف اتنا ہی فرق پڑا ہے کہ جس نادار غلاموں کے طبقے کی ذمہ داری ریاست نے کبھی لی ہی نہ تھی اب اہلِ دولت بھی ہر ذمہ داری سے اپنے آپ کو سبکدوش سمجھنے لگے ہیں۔ یہ بے چارے نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔ اسلام تو اوّلاً ریاست پر نادار طبقہ کی ذمہ داری عائد کرتا ہے۔ اور پھر قانونِ وراثت کے ذریعہ سے اہلِ دولت لوگوں کے دائرے کو ہر وقت وسیع کرتا رہتا ہے۔

## اسلامی اصولِ تقسیم

اس اسلامی تقسیم کے اصول کو موجودہ دور کے کاروباری حلقے میں نافذ کرنے میں کونسی دقت پیش آ سکتی ہے۔ ہم اس کے سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں۔ آخر بڑی بڑی کمپنیاں جو بڑی بڑی فیکٹریوں کو چلانے والی ہیں۔ ان کو کئی وجوہات کی بناء پر کئی دفعہ نقصان اُٹھا کر اپنے کاروبار کو سمیٹنا پڑتا ہے۔ اور نئی ضرورتوں کے ماتحت نئے مقامات پر نئے جوڑ توڑ کے ذریعہ نئی چیزوں کے لئے نئی فیکٹریاں قائم کرنی پڑتی ہیں۔ تو آخر اس میں کونسی مصیبت پیدا ہو گئی کہ ایک نئی فیکٹری کے مالک نے مرنے کے بعد اس کے پانچ یا سات یا دس رشتہ دار اس کے مالک بن جائیں۔ اور اس کے بعد اگر کوئی ان میں سے اپنے آپ کو اس کاروبار کو صحیح طریق سے چلانے کا اہل نہ سمجھ کر اپنا حصّہ کسی کو بیچ دے اور اس طرح سے حاصل کردہ پیسہ کسی اور کاروبار میں لگا دے۔

## حکومت کی ذمّہ داری

رہا سوال مزدوروں کا۔ تو حکومت کا ذمہ یہ پہلے ہی رکھا گیا ہے۔ کہ بیکاری پیدا ہونے سے قبل ہی اس کا سدّباب کرنا ان کا فرض ہے اور اتفاق سے اگر روک تھام سے کام نہیں بنا تو بیکاری پیدا ہونے کے بعد جب تک کہ نادار لوگ جو حقیقت میں اسلامی معاشرہ میں اس طرح کی ناداری کے شکار کم ہوں گے کیونکہ قانونِ وراثت کی بدولت اور بیت المال کی مدد سے اکثر لوگوں کا کوئی نہ کوئی اثاثہ ہو گا۔ سرکار سے اپنی زیست کا سامان طلب کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھیں گے۔ اور سرکار بھی اس مطالبہ کو جائز سمجھے گی۔

## دو شقیں

اس مسئلہ میں بھی وہی مصیبت ہے جو کہ اور دوسرے مسائل میں پیش آتی ہے۔ یعنی مطالبہ یوں ہوتا ہے۔ یا تو ریاست قوم کے اندرونی معاشی معاہدوں میں کسی قسم کا دخل نہ دے یا تو وہ دولت کی پیداوار اور تقسیم کرنے کی ساری ذمہ داری اپنے اُوپر لے لے۔ یعنی عیسائی ثقافت کی انتہا پسندی کے زیر اثر مغربی نقطۂ نگاہ سے اس مسئلہ میں صرف دو ہی شقیں ممکن ہیں۔ ایک "کو لیسے فیر" کا نام دیا گیا ہے۔ جس کے معنے ہیں کہ کاروباری دنیا میں افسر اور ماتحت سرمایہ دار اور مزدور کے درمیان جو بھی معاہدہ ہو اور اس کے نتیجہ میں جس کو جو بھی فائدہ اور نقصان حاصل ہو اس میں دخل دینے کا حکومت کو کوئی بھی حق حاصل نہیں ہے۔

دوسری شق یہ کہ افراد کو پیداوار اور تقسیم کے انتظام کا بالکل کوئی حق حاصل نہ ہو۔ کیونکہ اس کی مجاز صرف حکومت ہی ہو سکتی ہے، اور اس کو اشتراکی نظام کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ان دونوں کے بین بین کوئی راستہ عیسائیت زدہ مغربی تصوّر میں آ ہی نہیں سکتا۔

## معقول راہ

یہی ہے وہ راستہ جس کو اسلام بڑی قوت کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اور جس کے اختیار کئے بغیر تہذیب انسانی اور نسلِ انسانی کا بقا ایک گونہ نا ممکن ہو چکا ہے۔ ہمارے مغربی اور مغرب زدہ بھائی اپنی عقل پر کتنا ہی ناز کریں اور کتنا ہی ایچا پیچی سے کام لیں ایک نبی کا یہ تجویز کردہ راستہ نہ صرف معقول ہی ہے بلکہ اپنی سادگی کی وجہ سے دلکش بھی۔ یہ اور بات ہے کہ عقل زدہ انسان میں دشوار پسندی کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے اور وہ ایک بدیہی امر اور آسان تجویز کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ اصل میں جو زندگی کی صحیح راہ ہے وہ ایسی ہی سادہ ہوتی ہے اور عقلِ عامہ کے لئے دلکش بھی۔

## رُوحانیت کا کرشمہ

یہ خیال بھی ظاہر کیا گیا ہے، کہ بانئ اسلام صلعم نے اپنے آپ کو آخر دم تک نادار رکھ کر ہر قسم کی سرمایہ داری کے خاتمہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس طرح سے غلامی کو یکلخت اڑانے کی بجائے آپؐ نے اپنے طرزِ عمل سے اس کی بیخ کنی کی طرف اشارہ فرمایا تھا مگر آیا غلامی کی جو شکل اسلام نے پیش کی ہے اس کی ضرورت اب بالکل باقی نہیں رہی اور نہ کبھی ہو گی۔ یہ تو ایک متنازعہ فیہ امر ہے۔ میرے نزدیک اس کی گنجائش بعض حالات کے پیدا ہو جانے پر پھر نکل سکتی ہے۔ بہرحال اسلام کی تجویز کردہ گھریلو غلامی مغربی ممالک کی اقتصادی غلامی سے خواہ وہ سرمایہ داری نظام ہو یا اشتراکی نظام۔ بدرجہا بہتر ہے۔ سرمایہ اور میراث کا مسئلہ اسلام میں ایک مختلف رنگ رکھتا ہے۔ جہاں غلامی ایک ذہنی مسئلہ ہے، سرمایہ کا مسئلہ ایک اصولی مسئلہ ہے جس کے اُوپر قرآن اور حدیث نے ایک پورا معاشرہ قائم کیا ہے۔ بیع اور شراء کے مسائل سے قرآن اور حدیث بھرے پڑے ہیں۔

رہا آپ کا نمونہ یا آپؐ کے بعض صحابہؓ کا نمونہ تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ تو اسلامی روحانیت کا محض ایک کرشمہ ہے۔ اسلام دنیوی زندگی سے الگ کسی روحانیت کا قائل نہیں ہے جس طرح دُودھ کو بلو کر مکھن نکالا جاتا ہے اسی طرح اسلام معاشرتی اخلاق کے اندر سے روحانیت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ روحانیت مقصد ہوتا ہے اور دنیوی تعلقات اس کے لئے ذریعہ ہمارے اہل اللہ دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ دین کی تکمیل کی خاطر اور جلیسا دنیوی تعلقات روحانیت کے معاون اور ممد بنتے ہیں۔ اسی طرح رُوحانیت اپنی تکمیل کو پہنچ کر دنیوی تعلقات پر اثر انداز ہوتی ہے۔ کامل مومن ایتاءِ ذی القربیٰ کا جذبہ اپنے اندر پانے کی وجہ سے اور خدا پر کامل توکل ہونے کی وجہ سے جائز طور پر حاصل کئے ہوئے اپنے سارے مال کو تمام لوگوں میں تقسیم کر کے روحانی سرور حاصل کرتا ہے، مگر اس قسم کے لوگ دنیا میں کم ہوتے ہیں۔ اگر اسلام کا نصب العین ہے ایسے لوگوں کی تعداد کو زیادہ سے زیادہ بڑھانا۔ دوسرے لوگ جن کی روحانیت اتنی بلند نہیں ہے اور نہ ان کا توکّل اتنا کامل ہے، ان کو اسلام اتنا مجبور کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ جبر سے کرایا ہوا کام روحانیت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ نقصان ہی پہنچاتا ہے۔ ایسے لوگوں کا مال جو کہ دنیوی تعلقات سے بلند نہیں ہو سکتے اور اسباب کے اندر صاف طور پر مسبب کا ہاتھ نہیں دیکھ سکتے۔ ان کے مال کے انتشار کا انتظام اسلام نے قانون کے ذریعہ ایسا کیا ہے کہ ان کے فطری رجحانات میں ہیجان پیدا کئے بغیر یہ کام سرانجام پاتا ہے۔

معاشی عدل کو اس طرح اسلام معاشی قوانین کے ذریعہ قائم کرتا ہے۔ مگر ساتھ ہی ان کے ایسا معاشرہ پیش کرتا ہے جس میں بلند پایہ روحانی لوگوں کو معاشیاتی قانون کے اندر رہتے ہوئے اپنا روحانی کمال حاصل کرنے کا موقعہ بھی ملے۔ یعنی ایسا نظام جس کے اندر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی بزرگ ہستیوں کو ایسے الفاظ کہنے کا موقعہ ہو۔ جیسا کہ:

نحن معاشر الانبیاء لا نرث و لا نورث۔

یعنے ہم جماعت انبیاء نہ کوئی دولت ورثہ میں لاتے ہیں اور نہ ہی کچھ ورثہ میں چھوڑتے ہیں۔

مگر یہ دعوےٰ صرف انبیاء کرام سے مخصوص نہیں ہے۔ آپؐ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے بے شمار صدیق اور شہید اسی قسم کی زندگی بسر کرتے ہیں اور انہی لوگوں کا اثر ہوتا ہے جو کہ عوام الناس کے اندر دنیا سے بے رغبتی کے ذوق کو پیدا رکھتا ہے۔ اور اگر یہ ذوق کسی قوم سے یکسر مٹ جائے تو بہتر سے بہتر معاشی نظام بھی اس قوم کے اندر سے حرص و ہوا اور حسد کو مٹا نہیں سکتا۔ بلکہ ایسی روحانیت کی غیر موجودگی میں ایسی قوم کے اندر مادہ پرستی انتہا کو پہنچ کر عمرانی شیرازے کو ضرور درہم برہم کر دیتی ہے۔ ابھی تک فکری دنیا کو اس بات کا احساس نہیں ہوا ہے کہ بنی نوع انسان معاشی عدل اور مادی بہبودی کے لئے بھی روحانی کلچر کا محتاج ہے۔ اور در اصل دین

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۱)

# تعمیر احمدیہ مارکیٹ ۲

## اپنے بزرگوں کے لئے صدقہ جاریہ کا بہترین موقعہ

احباب کرام کو معلوم ہے کہ چند سال پیشتر حضرت امیر ایدہ اللہ نے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکانات واقعہ برانڈرتھ روڈ لاہور کی جگہ ایک شاندار مارکیٹ تعمیر کر کے انجمن کے لئے ایک معقول اور مستقل ذریعہ آمد قائم کر دیا ہے جو تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے روز افزوں ترقی کا موجب ہے۔ اس عمارت کی تعمیر میں حضرت امیر نے مارکیٹ کی تکمیل دوکانداروں سے پیشگی کرایہ لے کر فرمائی اور اس طرح خزانہ انجمن پر اس کا بار نہ ڈالا۔ البتہ رہائشی فلیٹس جو مارکیٹ کی پہلی منزل پر ہیں کے لئے بعض احباب نے اپنے بزرگوں کے لئے صدقہ جاریہ کی غرض سے عطیات دیئے۔ جن کے نام پر فلیٹ پر کندہ کر دیئے گئے ہیں۔

اب ایک اور مارکیٹ نادر منزل کو گرا کر تعمیر کی جا رہی ہے جس میں دس دوکانیں، دس گودام، دس کمرے برائے دفاتر اور ان کے اوپر رہائشی فلیٹس تعمیر کئے جائیں گے۔ انجمن اس کے ابتدائی اخراجات کے لئے اسّی ہزار روپیہ خرچ کر چکی ہے جو مارکیٹ کے کرایہ سے خزانہ انجمن میں واپس کر دیا جائے گا۔ حضرت امیر کا خیال ہے کہ انجمن پر مزید بوجھ نہ ڈالا جائے۔ چونکہ اس مارکیٹ کی آمد بھی تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے وقف ہو گی اس لئے حضرت امیر کی تحریک پر حسب ذیل مخیّر اصحاب نے چھ چھ ہزار روپے اپنے بزرگوں کو ثواب پہنچانے کی غرض سے مرحمت فرمائے ہیں:-

۱۔ شیخ نثار احمد صاحب خلف الرشید شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم وزیر آباد۔
۲۔ میاں آفتاب احمد صاحب خلف الرشید شیخ میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم ملتان۔
۳۔ شیخ میاں عزیز احمد صاحب خلف الرشید شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم لائل پور۔

دوسرے اہل ثروت احباب کو بھی لازم ہے کہ وہ صدقہ جاریہ کے اس عالی اقدام میں حضرت امیر کی آواز پر لبیک کہیں۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

# لائل پور میں حضرت مولینا محمد علی صاحب امیر مرحوم کی یاد میں جلسہ کا انعقاد

لائل پور ۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ اڑھائی بجے شام جامع احمدیہ، پیپلز کالونی لائل پور میں جماعت احمدیہ لائل پور کے زیر اہتمام، محترم میاں رشید احمد صاحب مسرت ملزاونر کی صدارت میں حضرت امیر مرحوم مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مقامی جماعت کی خواتین و احباب کے علاوہ مضافات لائل پور اور مرکزی انجمن لاہور کے احباب نے بھی شرکت کی۔

جلسہ کی کارروائی کا آغاز محترم مولینا شیر محمد صاحب نوشاہی مبلغ اسلام کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عزیز ساجد مسعود اور محترم چوہدری عبدالرزاق صاحب نے منظوم کلام میں حضرت امیر مرحوم کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ صادق نور صاحب نے حضرت مسیح موعود کے ملفوظات پڑھ کر سنائے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عقائد پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ بعد از مکرم میاں نصیر احمد صاحب فاروقی سابق ڈپٹی ایکسائز کمشنر اور محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے تقاریر فرمائیں جن میں آپ نے حضرت امیر مرحوم کی سوانح و سیرت، آپ کی خدمات اسلامیہ اور آپ کے کارہائے نمایاں پر روشنی ڈالتے ہوئے حاضرین کو توجہ دلائی کہ جہاں حضرت امیر مرحوم کے ذکر اذکار اور اس قسم کے اجتماعات منعقد کرنے کے ذریعہ سے حضرت ممدوح کی یاد کو تازہ اور زندہ رکھنا چاہیئے وہاں آپ کو یاد رکھنے اور آپ کو خراج تحسین و عقیدت پیش کرنے کا موزوں اور مناسب ذریعہ یہ ہے کہ آپ نے قرآن، اسلام اور سلسلہ پر جو عظیم القدر اور مقبول عام لٹریچر پیدا کیا ہے اس کی مناسب حال تعلیم و تدریس اور وسیع پیمانہ پر نشر و اشاعت کی جائے۔ اور حضرت ممدوح نے اسلام و سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت کے لئے جو جماعت بنائی اس کی مضبوطی اور استحکام کے لئے اپنے تمام تر ذرائع اور وسائل کو بروئے کار لانا چاہیئے، نیز آپ کی وصیت کے مطابق "تراجم قرآن" اور "ادارہ تعلیم القرآن" تحریکات کو عظیم و نمایاں صورت میں قائم کیا جائے۔ حضرت ممدوح کی یہی دو یادگاریں ہیں۔ یعنے ایک تو ان کا پیدا کردہ لٹریچر اور دوسری آپ کی جماعت، ان ہر دو کی زندگی اور ان کے فروغ کے لئے ہماری مخلصانہ اور مجتہدانہ مساعی ہی حضرت مولینا ممدوح کے حضور خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔

مقررین حضرات کی تقاریر کے مکمل متن اخبار ہذا میں بدیہ قارئین کرام ہوں گے۔ مکرم مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام کی اقتداء میں بارگاہ الٰہی میں حضرت امیر مرحوم کی روح کی بلندی درجات کے لئے دعا کی گئی۔ اس جلسہ کے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض محترم جناب ملک نذر حسین صاحب نے انجام دیئے۔ مکرم میاں رشید احمد صاحب مسرت نے بیرونی مہمان حضرات کو ظہرانہ دیا اور اختتام جلسہ کے بعد خواتین و حضرات کو پُر تکلف چائے پیش کی گئی۔

# اخبار احمدیہ

## جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور میں نماز تراویح اور درس قرآن

جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور میں حافظ قاری بوستان صاحب ہر سال نماز تراویح پڑھایا کرتے تھے امسال وہ بیمار ہونے کی وجہ سے معذور ہیں اور ان کے بجائے مولوی غلام حسین صاحب نماز تراویح پڑھاتے ہیں اور نماز صبح کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ قرآن کریم کا درس دیتے ہیں۔

## جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن لاہور میں درس قرآن اور نماز تراویح

احباب جماعت مسلم ٹاؤن و نواح کے لئے یہ خبر موجب مسرت ہو گی کہ جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن لاہور میں رمضان شریف میں مکرم میاں نصیر احمد صاحب فاروقی درس قرآن کریم دے رہے ہیں اور مقامی جماعت احمدیہ لاہور نے اس مبارک مہینہ میں نماز تراویح کا بھی وہاں پر اجراء کر دیا ہے۔

حافظ خدا بخش صاحب ساڑھے سات بجے شام نماز تراویح پڑھاتے ہیں۔

خواتین کے لئے پردہ کا انتظام ہے۔ خواتین و حضرات سے التماس ہے کہ درس قرآن و نماز تراویح میں شمولیت کر کے ثواب دارین حاصل کریں والسلام

ڈاکٹر مبارک احمد شیخ
سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ لاہور

# اسلام کا معاشی مسلک (از صفحہ ۱)

افراد جو کسب دولت کی مکمل آزادی کے اندر رہ کر دنیا سے بے رغبتی کے ذوق کو اپنے اندر نشوونما دیتے ہیں ان کے روحانی تاثرات دراصل انسان کی عمرانی زندگی میں معاشی امن کے ضامن ہوتے ہیں۔

## خلاصہ کلام

اسلام جو معاشرہ پیش کرتا ہے۔ اس کے اندر جہاں ایک طرف دولت کے متعلق ایک عام انسان کے فطری رجحانات کو کچلنے کے بغیر معاشی عدل قائم ہوتا ہے وہاں اولوالعزم روحانی ہستیوں کے لئے اپنے روحانی وجدان کے کرشمے دکھانے کے مواقع بھی مہیا کئے جاتے ہیں کیونکہ اسلام نے مادی ماحول اور مادی تعلقات کے نشوونما کے لئے بطور مزرع قرار دیا ہے اور اس کے مطابق اپنا معاشی مسلک وضع کیا ہے:-

# قادیانی حضرات سے چند سوالات

(بسلسلہ صفحہ ۲)

باقی رہا مسئلہ خلافت یعنی حضور کی جانشین انجمن ہے یا خلافت؟ سو اس بارے میں بھی مناسب انداز میں خود ہی وضاحت فرمائیے۔ مگر ضمیمہ الوصیت کے حوالجات بھی پیش نظر رہیں۔

آخر پر عرض ہے کہ یہ عریضہ محض خلوص اور نیک نیتی۔ ہمدردی احباب جماعت بالخصوص آنجناب کے احترام اور تقدس خانزادی کی بنا پر لکھ رہا ہوں آپ کی مبارک تشریف آوری دربھدرواہ ہم سب کی خاطر بابرکت ثابت ہو۔ خدا آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ والسلام

خاکسار۔ عبدالحی بقلم خود
سیکرٹری تبلیغ و اشاعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ۔

# بقیہ ملفوظات از صفحہ اول

ضائع نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کا کوئی ایسا قاعدہ نہیں کہ وہ اس کا متکفل نہ ہو ان اللہ لا یخلف المیعاد اور وہ تو فرماتا ہے من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ایک ذرہ بھی ضائع نہیں ہو سکتا۔ غرض میں نے نماز کا ایک طریق بتا دیا ہے جس سے نماز میں لذت و سرور آ جاتا ہے، اور قبولیت دعا کی حالت پیدا ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ حالت بھی اس طریق پر پیدا ہو سکتی ہے کہ دعا کے ذریعہ ایک انقطاع کی حالت پیدا ہو جائے

## اپیل برائے جلسہ فنڈ

جلسہ سالانہ قریب آ رہا ہے۔ احباب کرام سے گذارش ہے کہ گرانی کے مدِنظر جلسہ فنڈ میں زیادہ سے زیادہ رقوم ارسال فرمائیں۔

انسر تحصیل

## راولپنڈی لائبریری

آپ کے اخبار مجریہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۰ء کے صفحہ ۱۱ پر درج شدہ مراسلہ بعنوان "مجلس ادب لائبریری راولپنڈی" کے بارے میں یہ وضاحت کرنی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ اس مجلس ادب کا مقامی جماعت کے ساتھ کوئی واسطہ یا تعلق نہیں ہے۔ بلکہ جماعت کی اپنی لائبریری ہے جس کے لئے مکرم خواجہ عبد السلام صاحب لائبریرین مقرر کئے گئے ہیں اور احباب جماعت اپنی لائبریری سے استفادہ کرتے ہیں۔

خواجہ محمد نعیم اللہ۔ سیکرٹری جماعت راولپنڈی


ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۴ نومبر ۱۹۷۰ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۶ شمارہ ۴۴

المومن پرنٹنگ پریس بیڈن روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا۔

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں۔
مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا
گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

---

## حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

---

## جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہوگی۔
۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۴۔ سب مجددینؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا

## بحرِ حکمت کے موتی

### مُسلمان کی مصیبت کے بدلے اس کے گناہ کی معافی

۱۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مصیبۃٍ تصیب المسلم الا کفر اللہ بہا عنہ حتی الشوکۃ یشاکہا۔

ترجمہ:—
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مصیبت نہیں جو مسلمان کو پہنچے مگر اس کے بدلے اللہ (اس کے گناہ) دور کر دے گا یہاں تک کہ وہ کانٹا بھی جو اسے چبھے۔

۲۔ عن ابی سعید الخدری وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما یصیب المسلم من نصبٍ ولا وصبٍ ولا ھمٍّ ولا حزنٍ ولا اذیً ولا غمٍّ حتی الشوکۃ یشاکہا الا کفر اللہ بہا من خطایاہ۔

ترجمہ:—
ابوسعید خدریؓ اور ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ مسلمان کو نہ کوئی تکان اور نہ کوئی بیماری اور نہ کوئی پریشانی اور نہ کوئی فکر اور نہ کوئی تکلیف اور نہ کوئی غم پہنچتا ہے حتیٰ کہ ایک کانٹا بھی جو اس کو چبھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس سے اسکے گناہوں کو دور کر دیتا ہے

# قبولیتِ دُعا کیلئے کن باتوں کی ضرورت ہے

## حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلماتِ طیبات

---

### کیسی دُعا قبول نہیں ہوتی

دعائیں مخلصین کی قبول ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ صدق اور سوز اور ابتہال ساتھ رکھتے ہیں۔ جو لوگ اوپرے دل سے دعائیں کرتے ہیں۔ اور ان پر مداومت نہیں کرتے اور اپنے اندر ایک تبدیلی نہیں کر لیتے وہ دعائیں قبول نہیں ہوتی ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے فرضی طور پر کوئی بچہ کا نام شمس الدین رکھ لے۔ مگر ایک صادق سالک کو چاہیئے کہ وہ ایسی تبدیلی کرے۔ اور اپنے آپ کو ایسا نمونہ بناوے جیسا کہ سڑکوں پر میل کا نشان ہوتا ہے۔ وہ دوسروں سے متمیز ہو جاوے۔ نشان بھی ایک یادد ہانی کا ذریعہ ہوتا ہے جیسے موسےٰ علیہ السلام کی معرفت بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ تورات کو آستانوں پر لکھ لو۔ یہ اس لئے کہ جب وہ اندر باہر آتے جاتے ان کو دیکھیں گے ان کو احکام الٰہی پر نظر رہے گی۔

### دُعا کی قبولیت کے لئے پہلے کن باتوں کی ضرورت ہے

غرض میرا اصل مطلب صرف یہ بتانا ہے۔ کہ دُعا کی قبولیت کے لئے پہلے تقوےٰ کی ضرورت ہے تقوےٰ کا طریق اختیار کرو۔ اگر تقوےٰ اختیار نہیں کرتے تو ہر چند دعائیں کریں وہ کوئی اثر نہیں رکھتی ہیں خود بھی دعائیں کریں اور ان لوگوں سے جن پر حسنِ ظن ہے ان سے بھی دعائیں کرائیں۔ مگر یہ ضروری بات ہے کہ جس سے دعا کرائیں اس کے ساتھ ایک تعلق پیدا ہونا ضروری ہے۔ جس سے دعا کرانے والے کے دل میں ایک اضطراب پیدا ہو۔ اور اسے توجہ ہو۔ دوسرے اپنی تبدیلی ضروری ہے۔ اگر خود خبیث کا خبیث رہے اور کوئی تبدیلی نہ کرے تو اس نیک مرد کی دُعا اس کو کوئی مفید نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس میں بھی تو اثر قبول کرنے والی فطرت ہونی چاہیئے۔ روشنی کا خاصہ یہی ہے کہ جہاں اس کے حسب حال صفائی زیادہ ہو وہاں وہ زیادہ پڑتی ہے یہی حال پاک تاثیروں کا ہوتا ہے۔ جو انوارِ الٰہی لے کر آتے ہیں جس قدر دل اور سینہ پاک ہو اسی قدر وہ اس نور سے زیادہ منور اور متاثر ہوتے ہیں۔

### دُعا میں صبر و استقلال کی ضرورت

پھر دُعا کرنے والے کو یہ بھی لازم ہے کہ صبر اور استقلال سے کام لے۔ بعض لوگ ایسے دیکھے جاتے ہیں کہ وہ دُعا کی درخواست کرتے ہیں اور چند روز بعد کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو دکانداری ہے۔ یہاں تو کچھ بھی نہیں۔ میرے لئے دُعا کی تھی۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ صرف دُعا کرنے والے ہی کا تو سارا کام نہیں۔ کہ دعا بھی کرے اور اس دُعا کے اثروں سے مستفید ہونے کی

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

# انگریزی حکومت کے خلاف جہاد جائز نہیں

## شیعہ۔ سنی اور دیوبندی علماء کے فتوے

ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۶ جولائی ۱۹۷۰ء میں جناب محمد ایوب صاحب کا ایک مقالہ "سرسید احمد خاں اور وہابی تحریک" شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے یہ تاثر دیا ہے کہ:—

"سرسید نے اپنے ذاتی تعلقات کی بنا کر علماء صادق پورا اور میاں نذیر حسین کے ذریعہ جماعت اہلحدیث کا رُخ جہاد سے موڑ کر انگریز کی وفاداری کی طرف پھیر دیا اور یوں وہ جماعت جو انگریز کی باغی تھی اس کی وفادار بن گئی۔"

(الاعتصام ۲۵ ستمبر ۱۹۷۰ء)

جناب قادری صاحب کے اس تحقیقی مضمون . . . کا جواب ہفت روزہ الاعتصام میں قسط وار شائع ہو رہا ہے جواب یہ نہیں کہ اہل حدیث نے انگریزوں کی تعریف نہیں کی یا ان سے رشتہ وفا استوار نہیں کیا تھا۔ یہ جواب دینا ناممکن تھا۔ اس لئے الاعتصام کے مضمون نگار جناب مولوی عبد الرشاد صاحب قدوسی نے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلاف دیوبند بھی انگریز کی تعریف میں رطب اللسان تھے اور انگریز کے وفادار تھے۔

ہم الاعتصام سے مندرجہ ذیل اقتباسات اپنے قارئین کی دلچسپی کے لئے حرف بحرف نقل کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:—

(۱) "تھوڑے عرصہ میں مسلمانوں نے من حیث القوم اپنی وفاداری کا یقین دلا دیا۔ سرسید نے یہ رسالہ (اسباب بغاوت ہند) ۱۸۵۸ء میں لکھا تھا صرف بارہ سال ۱۸۷۰ء میں مسلمان قوم کی یہ کیفیت ہو گئی کہ مسلمانوں کا ایک اہم فرقہ شیعہ سب کا سب انگریزوں کو اپنی کامل وفاداری کا یقین دلانے میں پیش پیش تھا۔ اگرچہ یہ فرقہ کسی وقت بھی انگریز کے نزدیک مشکوک نہیں رہا تھا۔ چنانچہ اس کی طرف سے فارسی زبان میں ایک رسالہ شائع ہوا جس میں جہاد کی مخالفت اور گورنمنٹ کے ساتھ پوری پوری وفاداری کا اعلان تھا۔ تفصیل کے لئے دیکھو ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی کتاب "ہمارے ہندوستانی مسلمان"۔

(صفحہ ۱۷۴ تا ۱۸۰۔ اُردو ترجمہ)

ہنٹر نے شیعہ گروہ کے متعلق اپنے تاثرات ان الفاظ میں ظاہر کئے ہیں:—

"بغاوت کے غیر ضروری ہونے پر ان کا اعلان بغیر کسی دباؤ کے واقعہ ہوا اور یہ بات نہایت ہی خوب ہے کہ ایسا اعلان باضابطہ طور پر تحریر میں آ گیا۔ اس دستاویز پر مستند اور قابل اعتماد شیعہ علماء کی مہریں ثبت ہیں اور یہ پورا فرقہ اس پر ہمیشہ عمل کرنے کے لئے مجبور ہے اس قسم کے باقاعدہ وعدوں کے بغیر بھی وہ قدرتاً وفادار ہیں۔"

(ہمارے ہندوستانی مسلمان ص۱۷۹)

(۲) علمائے احناف نے انگریزوں کی حمایت اور جہاد کی مخالفت میں مضامین اور فتاوے لکھے اور وسیع پیمانہ پر ان کو شائع کیا گیا۔ شیعوں کے فتووں کا ذکر کرنے کے بعد ہنٹر سنیوں (احناف) کے فتووں کے متعلق لکھتا ہے:—

"اب میں مسلمانوں کے دوسرے بڑے فرقے کے باقاعدہ فتووں کا ذکر کرتا ہوں۔ ہندوستان میں سُنی مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایک عرصہ سے اس اعلان میں نمایاں حصہ لے رہے ہیں کہ ہم پر مذہبیاً بغاوت کا کوئی فریضہ عائد نہیں ہوتا۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے دو قسم کے فتوے حاصل کئے ہیں۔ کلکتہ کی محمڈن لٹریری سوسائٹی نے اس مسئلہ پر تمام سنیوں کی رائیں ایک زوردار رسالہ کی شکل میں جمع کر دی ہیں۔"

(ہمارے ہندوستانی مسلمان ص۱۸۱)

بات یہ ہے کہ علمائے احناف اس پر تو متفق تھے کہ انگریز کے خلاف جہاد جائز نہیں لیکن جہاد کے عدم جواز کے سبب میں اختلاف تھا ایک فریق کہتا تھا کہ چونکہ ہندوستان دارالحرب ہے اور مسلمان چونکہ یہاں مستامن کی حیثیت میں رہتے ہیں از روئے شرع کسی مسلمان کو حکومت کے خلاف کسی قسم کی حرکت کرنا جائز نہیں۔ دوسرا فریق اس کے برعکس ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیتے ہوئے یہاں جہاد کو ناجائز سمجھتا ہے۔

ہنٹر لکھتا ہے:—

"شمالی ہند کے علماء ہندوستان کو دارالحرب قرار دیتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ان کے نزدیک جہاد غیر ضروری ہے۔ کلکتہ کے علماء نے ہندوستان کو دارالاسلام تصور کیا اور اس پر جہاد کو ناجائز قرار دیا۔" (ایضاً ص۱۸۱)

کلکتہ کی محمڈن لٹریری سوسائٹی کے جس رسالہ کا ہنٹر نے ذکر کیا وہ دراصل مولوی کرامت علی جونپوری کا ایک لیکچر ہے جو انہوں نے ۲۲ نومبر ۱۸۷۰ء کو مذکورہ سوسائٹی کے اجلاس میں دیا تھا۔ یہی لیکچر بعد میں رسالہ کی صورت میں چھپا۔ رسالہ کا موضوع گورنمنٹ کے خلاف ممانعت جہاد تھا اس لئے اسے فتوے کا رنگ دے کر بعد میں دیگر حنفی علماء کی آراء کو بھی اس میں درج کر دیا گیا تھا۔ یہ رسالہ خان بہادر مولوی عبداللطیف سیکرٹری سوسائٹی کے اہتمام سے چھپا تھا۔

(ہفت روزہ الاعتصام ۹/۱۶ اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۵)

(۳) مولوی صاحب کے ایک فتوے کا ایک حصہ ہدیہ ناظرین ہے:—

". . . . . اب اگر کوئی گم کردہ راہ مجنون اپنی اُلٹی قسمت کی وجہ سے ملک ہندوستان کے انگریز حاکموں کے خلاف جنگ شروع کر دے تو اس قسم کی جنگ کو بغاوت تصور کیا جائے گا اور بغاوت اسلامی فقہ میں سخت منع ہے اس لئے یہ جنگ بھی ناجائز ہو گی۔ اگر کوئی شخص کسی حالت میں بھی ایسی جنگ کرے گا تو مسلمان اپنے حاکموں کا ساتھ دینے پر مجبور ہوں گے اور ان کے ساتھ مل کر باغیوں سے جنگ کریں گے۔"

(ہمارے ہندوستانی مسلمان ص۲۱۶)

شمالی ہندوستان کے جن علمائے کرام کا فتوے ہنٹر نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے وہ یہ حضرات ہیں:—

"مولانا عبدالحی لکھنوی۔ مولانا محمد علی لکھنوی۔ مولانا فیض اللہ لکھنوی مولانا محمد نعیم لکھنوی۔ مولانا قطب الدین لکھنوی۔ مفتی سعد اللہ لکھنوی۔ مولانا لطیف اللہ رامپوری مولانا غلام علی رامپوری۔"

(ایضاً ص۲۱۵)

جہاد کے خلاف اور انگریز کے حق میں اس مہم کو زیادہ سے زیادہ مؤثر بنانے کے لئے مکہ معظمہ سے بھی فتوے درآمد کئے گئے جن کو ہنٹر نے اپنی کتاب کے آخر میں درج کر دیا ہے۔

الغرض سرسید احمد خاں کی یہ کوشش بڑی موثر ثابت ہوئی۔ برٹش گورنمنٹ نے آپ کے رسالے "اسباب بغاوت ہند" کی روشنی میں جو نئی پالیسی وضع کی اور جوش کی جگہ ہوش سے کام لیا تو قلیل مدت میں اسے امید سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی اور مسلمانوں کے دو عظیم فرقوں احناف اور شیعہ نے اسے کامل فرمانبرداری کا یقین دلایا۔ اور گورنمنٹ بھی ان دونوں فرقوں کی طرف سے پوری طرح مطمئن ہو گئی اور یہ سب کچھ ۱۸۷۰ء تک ہو چکا تھا"

(الاعتصام ۹ اکتوبر ۱۹۷۰ء ص۱۶)

(۴) مولوی مملوک علی صاحب امیر اول تحریک دیوبند کے سلسلہ میں فاضل مضمون نگار لکھتے ہیں:—

"آپ (یعنی مولوی مملوک علی صاحب) کے تلامذہ میں مولوی سمیع اللہ بڑی شہرت کے مالک اور گورنمنٹ کے معتمد علیہ آدمی تھے جن کے متعلق جناب محمد ایوب قادری صاحب لکھتے ہیں:—

"۱۶ ستمبر ۱۸۸۲ء کو مولوی سمیع اللہ مصر میں انگریزوں کے استعمار کو مضبوط کرنے کی غرض سے پولیٹیکل مشن پر مصر گئے اور وہاں انہوں نے جمال الدین افغانی کی تحریک کو نقصان پہنچایا۔ ان خدمات کے صلہ میں ان کو سی۔ ایم۔ جی کا خطاب ملا۔"

مولانا محمد احسن نانوتوی ص۱۸۲"

(الاعتصام ۲ اکتوبر ۱۹۷۰ء ص۱۶)

(۵) امر واقعہ یہ ہے کہ ۱۸۵۷ء کی ملکی لڑائی میں علمائے دیوبند نے مولانا مملوک علی کی پالیسی اختیار کرتے ہوئے من حیث الجماعت انگریز کا ساتھ دیا تھا۔ احیاء العلوم وغیرہ

(باقی بر ص۹ کالم ۴)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۷۰ء

# مخالفینِ اسلام کے اعتراضات کے جواب میں

## جماعتِ احمدیہ کا رویّہ

### ایک مخالفِ اسلام کے مقابلہ میں حضرت مولینا صدر الدین صاحب کے جذبۂ اسلامی کی شہادت

کچھ عرصہ سے مسلمانوں میں یہ ذہنیت پیدا ہو گئی ہے کہ جہاں کسی غیر مسلم کی طرف سے اسلام کے خلاف کوئی آواز بلند ہوئی یا کوئی ایسا لٹریچر شائع ہوا، جس میں اسلام کی غلط ترجمانی کی گئی یا مسلمانوں کے معتقدات کو غلط طور پر پیش کیا گیا، تو بجائے اس کے کہ معقولیت کے ساتھ اس کا جواب دیا جائے اور پیش کردہ اعتراضات کو صاف کرنے کی کوشش کی جائے، اس پر غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے گالیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی جاتی ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اس آواز کو جبر و تعدی کے ساتھ دبا دیا جائے یا ایسے لٹریچر کو ضبط کر کے پاکستان میں اس کی درآمد بند کی جائے۔

اس طریق عمل کی دو تین مثالیں چند ماہ ہوئے سامنے آئی تھیں، پہلی مثال تو گذشتہ ماہ اپریل ۱۹۷۰ء کی ہے، جب لندن ٹائمز کے ایک مزاح نگار اور براؤن واک نے نہایت بیہودگی سے اسلام کا مذاق اڑایا تھا، جس پر طبعاً مسلمانوں میں جوش اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی اور انہوں نے اجتماعی جلوس نکالے، اور حکومت برطانیہ کو ٹائمز کے خلاف احتجاجی کارروائی کے لئے لکھا، لیکن کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ اس مذاق میں جو اتہام اسلام پر لگایا گیا تھا۔ اس کا جواب معقولیت کے ساتھ ٹائمز میں دینے کی کوشش کرتا تاکہ اس کے قارئین اس اتہام کو غلط سمجھتے ہوئے حقیقی اسلامی تعلیم سے واقف ہو جاتے، ہاں لندن میں جماعتِ احمدیہ لاہور کے نمائندہ شیخ محمد طفیل صاحب نے ٹائمز کو براہ راست چٹھی لکھ کر صدائے احتجاج بلند کی۔

اس کے بعد جون ۱۹۷۰ء میں ایک امریکی اخبار نیوز ویک کے متعلق خبر آئی کہ اس نے "دی دالدیر پراڈرٹ" نامی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہایت گستاخانہ الفاظ استعمال کئے ہیں، اس پر پھر ... جوش پیدا ہوا اور انہوں نے امریکی مرکز اطلاعات کے سامنے مظاہرہ کرتے ہوئے نیوز ویک کے پرچے نذر آتش کر دیئے، اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ آئندہ پاکستان میں اس اخبار کا داخلہ بند کر دیا جائے۔

اس خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے ہم نے پیغام صلح میں اس بات کو واضح کیا کہ جہاں تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور آپ کی عزت و عظمت کا تعلق ہے اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسلمانوں کا یہ احتجاج حق بجانب ہے۔ لیکن نرے احتجاج اور مظاہروں یا اخبار کے پرچے جلا دینے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک ان اعتراضات اور غلط بیانیوں کو رفع نہ کیا جائے جن کا اظہار کتاب مذکور یا نیوز ویک میں کیا گیا ہے ......... ان کا علاج یہ ہے کہ نیوز ویک اور اس قسم کے دوسرے اخبارات اور کتابوں میں شائع شدہ مضامین کا معقولیت کے ساتھ جواب دیا جائے اور اس جواب کی اشاعت کا انہی پرچوں میں یا علیحدہ خاطر خواہ انتظام کیا جائے۔ اس کے بغیر نرے احتجاج وغیرہ سے اصل اعتراض اور غلط فہمیاں دور نہیں ہو سکتیں بلکہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے پاس بیان کردہ اعتراضات کا شور و غوغا کے سوائے اور کوئی جواب نہیں۔ جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کا طریق ہمیشہ یہی رہا ہے کہ جب کسی مخالف نے اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی اعتراض کئے تو انہیں معقولیت کے ساتھ جواب دیا گیا اور ان کی غلط بیانیوں کو رفع کرنے کی کوشش کی گئی "

ہمارے اس بیان کی تائید میں حال ہی میں "دلآزار کتابوں کی ضبطی اور درآمد کا مسئلہ" کے عنوان سے ایک مضمون جناب م۔ شریف پنی کے قلم سے روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۶ نومبر ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا ہے، جس میں لکھا ہے کہ:۔

"اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے اور مذہب کے متعلق نظریاتی اختلافات پر پسپائی یا فرار کی اجازت نہیں دیتا اگر کوئی شخص اسلامیات کے کسی پہلو کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کی غلط فہمی کو دور کریں بلکہ اسلام عملاً اس کے خلاف لکھنے والوں کا چیلنج قبول کر کے اُن کی اصلاح کی کوشش کا حکم دیتا ہے ہمیں چاہیئے کہ اپنی صحیح آواز اس کے کانوں تک پہنچائیں اسے آئینہ حقیقت سے دوچار کریں اور راہ راست پر لائیں مخالفانہ آواز پر اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لینا اسلامی شعار کے خلاف ہے کسی غلط تحریر کا اپنے ملک میں داخلہ بند کر کے ہمیں فرار کا راستہ اختیار نہیں کرنا چاہیئے نہ ہی کسی غلط نویس کو ملک بدر کر کے ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہو سکتے ہیں"

اس حقیقت کا اظہار کرنے کے بعد جناب م۔ شریف پنی صاحب نے حضرت مولینا صدر الدین صاحب کا ایک واقعہ بیان کیا ہے جو ایک بہت بڑے عیسائی مناظر ڈاکٹر زویمر کے ساتھ پیش آیا۔ جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ انہوں نے کس طرح زویمر کی تقریر کو سن کر اسی وقت برسر مجلس اس کا جواب دیا، اور راہ فرار اختیار نہیں کی، یہ واقعہ خود جناب م۔ شریف پنی کے قلم سے من و عن درج ذیل ہے:۔

## ایک سبق آموز واقعہ

"مدت کی بات ہے لاہور میں شاہراہ قائد اعظم پر واقع وائی۔ ایم سی۔ اے کے ہال میں ڈاکٹر زویمر نے عیسائیت کے حق میں ایک تقریر کی جس میں ضمناً اسلام کے متعلق بھی چند ناپسندیدہ کلمات کہہ ڈالے۔ ڈاکٹر موصوف دنیا بھر کے عیسائیوں کی تبلیغی مشن کے صدر تھے اور ان ایام میں قاہرہ میں اپنے صدر دفتر میں مقیم تھے انہوں نے مسلمانانِ عالم کا مقابلہ کرنے کے لئے لاتعداد ضروری معلومات حاصل کر رکھی تھیں حتّٰی کہ اپنی تقریر کے دوران انہوں نے کہا کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی سب سے پہلے گنتی ... انہی نے کی ہے خوش مزاج آدمی تھے انہوں نے ہنستے مسکراتے تقریر کی۔ عربی زبان کے ماہر قرآن و حدیث سے اپنی ضرورت کے مطابق واقف تھے اور اپنی تقریر کے دوران انہوں نے کئی بار ان کی بعض عبارتیں بھی دوہرائیں۔ ہال عیسائیوں کا۔ مقرر عیسائی بلکہ عیسائیوں کا گرو گھنٹال، منتظمین عیسائی۔ جب وہ تقریر کر کے سٹیج سے الگ ہوئے تھے۔ تو احمدیوں کی لاہوری پارٹی کے مولوی صدر الدین حاضرین میں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور مقرر کے غلط بیانات کی تردید میں کچھ کہنے کی اجازت چاہی عیسائی منتظمین بھلا اپنے سپریم مشنری کمانڈر کے جواب کے لئے کب موقع دینے والے تھے۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ لیکن مولوی صاحب موصوف بھی جرأت مند اور صحیح سپرٹ کے آدمی تھے نشستوں کے درمیان سے گذرتے ہوئے بزور سٹیج پر جا دھمکے اور انگریزی زبان میں دھواں دھار تقریر سے ڈاکٹر زویمر کی غلط بیانیوں کی تردید شروع کر دی حاضرین اپنی اپنی جگہوں پر جمے رہے۔ مولوی صاحب نے جو کچھ کہنا تھا کہہ کر ہی سٹیج سے اترے۔ یہ ہے اسلام کی مدافعانہ لیکن مثبت سپرٹ کا ثبوت۔"

جناب م۔ شریف صاحب کا یہ بیان اور مخالفین اسلام کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کا یہ رویہ اُن "حامیانِ اسلام" کے غور کے قابل ہے جو اس جماعت کو کافر، مرتد اور گردن زدنی قرار دینا اپنا سب سے بڑا اسلامی فرض سمجھتے ہیں۔

## شامتِ اعمال

ابوالرشد

آندھیاں، طوفان، سیلاب بلا
اب یہ ہے تقدیر کا اپنی لکھا
نام کچھ ہو، گرچہ صورت اور ہو
دراصل "ہے شامتِ اعمالِ ما"

### حضرت امیرِ قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ کے کامیاب تبلیغی دورہ بلادِ غیر سے واپسی پر

# ایک استقبالیہ کا اہتمام

جیسا کہ احباب سلسلہ کو معلوم ہے کہ حضرت امیرِ قوم ایدہ اللہ تعالے حال ہی میں ایک کامیاب تبلیغی دورہ بلادِ غیر سے واپس تشریف لائے ہیں۔ الحمدللہ۔ آپ کے اعزاز میں مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے زیر اہتمام ایک استقبالیہ دیا جا رہا ہے۔ یہ تقریب مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ۸ دسمبر بروز منگل ۲ بجے بعد دوپہر منعقد ہوگی۔ محترم میاں فاروق احمد شیخ صاحب بھی اس دورہ کے تاثرات بیان فرمائیں گے۔

**خواتین و حضرات سے شمولیت کی درخواست ہے۔**

باہر سے آنے والے اصحاب پیشگی مطلع فرمائیں۔ اختتام تقریب کے بعد حاضرین کی تواضع چائے سے کی جائے گی۔ (ڈاکٹر مبارک احمد شیخ) سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ

۵۱ - احمدیہ مارکیٹ - برانڈرتھ روڈ - لاہور

# مجاہدہ کے تین ایام

## شرکاءِ جلسہ سالانہ کی خدمت میں چند ضروری گذارشات

۱- لاہور میں مکانات کی سخت قلت ہے منتظمین جلسہ کے لئے فیملی سسٹم پر مکانات مہیا کرنا ممکن نہیں۔ جن احباب کے ہمراہ خواتین ہوں ان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ الگ مکان کے لئے اصرار نہ کریں۔ وہ مہربانی فرما کر مستورات کو اس کمرے میں ٹھہرائیں جو مسلم ہائی سکول میں خواتین کے لئے مختص ہوتا ہے اور خود اپنی جماعت کے کمرہ میں ٹھہریں۔ جماعتی مفاد اور باہمی تعارف کے لئے بھی یہ نہایت ضروری ہے۔

۲- سکول کے تمام کمروں میں پرالی بچھی ہوتی ہے۔ اس لئے سکول میں ٹھہرنے والے احباب چارپائی کے لئے مطالبہ نہ کریں۔ بعض دوست اس کو برا مناتے ہیں کہ وہ نیچے فرش پر لیٹے ہوں اور اسی کمرے میں دوسرے چارپائی پر لیٹے ہوں۔

۳- کھانے کے اوقات کی سختی سے پابندی کی جائے تاکہ والنٹیئر حضرات بھی جلسہ میں شامل ہو سکیں۔ نیز ہر جماعت جلسہ سے پہلے اپنے ایک والنٹیئر کا نام ہمیں بھیج دے جو ان کو کھانا کھلانے کی ذمہ داری لے۔ ہمارے والنٹیئر اس کے کہنے کے مطابق کھانا مہیا کریں گے۔

۴- احباب جب جلسہ گاہ میں جائیں تو اپنا ایک آدمی سامان کی حفاظت کے لئے پیچھے چھوڑ جائیں یا کمرے کو تالا لگا کر جائیں۔ وضو خانہ میں کبھی کوٹ وغیرہ اتاریں تو کھونٹی پر ٹانکنے کی بجائے کسی دوست کی تحویل میں دے دیں۔

۵- بعض احباب لاہور اپنے مکانوں پر کھانا منگواتے ہیں۔ اس بارہ میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ مکانوں پر کھانا نہ بھیجا جائے کیونکہ اس طرح بہت ضیاع ہو جاتا ہے۔ جو احباب لاہور خود کھانا کھلانے کے خواہاں ہوں وہ برائے مہربانی جلسہ گاہ کے مشترکہ انتظام میں کھانا کھا سکتے ہیں۔

عبدالحمید - افسر جلسہ سالانہ - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

# قطرانہ ایک روپیہ فی کس

## نمازِ عید سے پہلے ادا ہونا چاہیئے

صدقہ فطر کی شرح حضرت امیر ایدہ اللہ کی اجازت سے ایک روپیہ فی کس مقرر کی گئی ہے۔ یہ صدقہ ہر گھر کے تمام افراد مرد، عورت، بچے، بوڑھا حتیٰ کہ کوئی بچہ اگر اسی دن عید سے پہلے پیدا ہو تو اس کا بھی فطرانہ دینا واجب ہے۔ عورتوں، بچوں اور نوکروں کا صدقہ ان کے شوہروں اور والدین اور آقاؤں کے ذمہ ہے جو ان کے رزق کے کفیل ہیں۔

# ووٹ کس کو دیا جائے

پاکستان میں انتخابی مہم کے پیش نظر احباب پوچھتے رہتے ہیں کہ **ووٹ** کس کو دیا جائے۔ چنانچہ انجمن کی ہدایت کے مطابق جملہ جماعتوں سے اپنے اپنے مقامی حالات کے مطابق آراء طلب کی گئی تھیں۔ جن جماعتوں نے آراء بھیجی ہیں وہ سب اس امر پر متفق ہیں۔ کہ ہمارے احباب

۱- کسی مکفر جماعت کے نمائندہ کو ووٹ نہ دیں۔

۲- ترجیح اس جماعت کو دی جائے جو جملہ کلمہ گوؤں کو مسلمان تسلیم کرنے کا اعلان کرتی ہے اور جو نمائندہ [illegible] میں بہتر ہو، اسے **ووٹ** کے لئے بہرحال ترجیح دی جائے۔

لہٰذا جماعت احمدیہ لاہور کے احباب اس فیصلہ کے مطابق عمل درآمد کریں۔

خیر اندیش - (ڈاکٹر) اللہ بخش

آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

# ملفوظات - بقیہ صفحہ اوّل

نصرت بھی دیدے۔ دُعا کرنے والا تو طبیب کی طرح ہوتا ہے۔ اگر مریض اس کا نسخہ استعمال کر کے پرہیز نہیں کرتا تو تندرست کیونکر ہوگا۔ جیسے دواؤں کے خواص اور اثر ہر حال میں ان کے ساتھ ہیں اور وہ کبھی ضائع نہیں ہوتے اور بے اثر بھی نہیں ہوتے۔ لیکن ان کا اثر زیادہ تر مریض کے مزاج اور حالت پر پرہیز پر منحصر ہے۔ مثلاً جس شخص کو حرارت کے بڑھ جانے کی وجہ سے بعض امراض لاحق ہوتے ہیں۔ جو ادویات اس کو دی جائیں گی ان کے زیادہ موثر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ گرم اشیاء کے کھانے سے پرہیز کرے۔ لیکن اگر ان کو نہیں چھوڑتا تو کیا دواؤں کی تاثیر کو باطل قرار دیں گے۔ ہرگز نہیں۔ خدا کا برگزیدہ اور مقبول بندہ جب کسی کے لئے دُعا کرتا ہے تو وہ دعا اپنے رنگ میں قبول ضرور ہو جاتی ہے۔ اس کی قبولیت سے فائدہ اٹھانے والی فطرت پیدا کرنا یہ دُعا کرانے والے کے فرائض میں سے ہے۔ جس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ تقویٰ اختیار کرے۔ بدیوں کو چھوڑ دے اور دُعا کرنے والے پر حسن ظن رکھے اور صبر و استقلال سے کام لے۔ سعدیؒ نے کیا اچھا کہا ہے۔

طلبگار باید صبور و حمول

طالب کو کبھی ملول ہونا ہی نہیں چاہیئے۔ ایسے لوگ بے نصیب ہوتے ہیں جو جلد گھبرا جاتے ہیں اور بدظنی سے کام لینے لگتے ہیں۔ دُعا کرنے والے کو یہ بھی ضروری یاد رکھنا چاہیئے کہ اپنی طرف سے کوئی میعاد مقرر نہ کرے جلدت

# جلسہ سالانہ

**۲۴-۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۷۰ء کو بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ اور اتوار**

**منعقد ہوگا**

**۲۴ دسمبر کو خواتین کا اجلاس ہوگا**

**پروگرام مرتب ہو رہا ہے**

تمام احباب سے التماس ہے کہ وہ جلسہ میں معہ اہل و عیال شامل ہوں اور غیر از جماعت دوستوں کو بھی ساتھ لانے کی کوشش کریں۔ خواتین حسب دستور دستکاری تیار کر کے ساتھ لائیں اور اس ذریعہ سے اشاعت اسلام کے کام میں ممد و معاون ہوں۔

خاکسار: فضل حق - جائنٹ سیکرٹری - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

# روزہ کا مقصد حصولِ تقوٰے اور احکامِ الٰہی کی فرمانبرداری ہے

## رمضان شریف میں عبادتِ الٰہی اور تلاوتِ قرآن کا ذوق و شوق نبی کریم صلعم کا معجزہ ہے

## قرآن کریم کی حفاظت اور فصاحت و بلاغت

**خطبہ جمعہ**

**مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۷۰ء**

**فرمودہ**

**حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ**

**بمقام**

**جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور**

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علے الذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرۃ رکوع ۷)

### روزہ کا حکم جو پہلی اُمتوں کو بھی دیا گیا

اللہ تعالےٰ نے مؤمنوں کو کشش بھرے الفاظ سے مخاطب فرمایا ہے۔ اس خطاب کے بعد مؤمن تیار ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ جو کچھ فرماتا ہے اس پر عمل کرے۔ فرمایا ہمارے ساتھ تعلق رکھنے والے مؤمنو! تمہاری بھلائی کے پیش نظر ایک بات ہم کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ کتب علیکم الصیام روزہ رکھنا تم پر فرض کر دیا گیا ہے۔ کما کتب علی الذین من قبلکم یہ روزہ رکھنا تمام اُمتوں کا شیوہ رہا ہے! اقوام کے سابقہ پیغمبر اور رسول بھی روزے رکھتے تھے جب سے اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں سے کلام کرنا شروع کیا اس وقت سے صالحین کا گروہ چلا آ رہا ہے جو سب روزے رکھتے تھے ہمیں توجہ دلانے کے لئے یہ تاریخ بیان کی گئی ہے۔

### روزہ کی غرض متقی بنانا ہے

روزہ رکھنے سے اللہ تعالےٰ کے پیش نظر ہمیں خدا خوف قوم بنانا ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ ما ھو التقویٰ تقوےٰ کسے کہتے ہیں۔ فرمایا التقویٰ ان لا یراک مولٰک حیث نھاک۔ تقوےٰ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جو تمہارا مولیٰ ہے اس نے تمہیں جس کام کے کرنے سے روکا ہے اس سے رُک جاؤ اور جہاں جانے سے منع کیا ہے وہاں نہ جاؤ۔ اور پھر فرمایا التقویٰ ان تزین باطنک للخالق کما تزینت ظاھرک للمخلوق۔ تقوےٰ یہ ہے کہ اپنے باطن کو اپنے خالق کے لئے اسی طرح مزین کرنا جیسے اپنے ظاہر کو مخلوق کے لئے مزین کیا جاتا ہے۔ لوگ مجالس میں جاتے ہیں تو آراستہ و پیراستہ ہو کر جاتے ہیں۔ مخلوق کے لئے صاف ستھرے ہو کر نکلتے ہیں۔ تو جس طرح مخلوق کے لئے اپنے ظاہر کو پاک و صاف کر کے جاتے ہیں، اسی طرح اپنے باطن کو بھی اس اللہ کے لئے آراستہ و پیراستہ کرنا چاہیئے جو پیدا کرنے والا ہے اس نے دل و دماغ عطا کیا ہے اور صلاحیتیں عطا کی ہیں کنبہ عطا کیا ہے۔ یہ جس قدر نعمتیں، کپڑے تم اپنے اُوپر دیکھتے ہو یہ سب اللہ تبارک و تعالےٰ کے عطا کردہ ہیں۔ اس بخشش کرنے والے کی نگاہ میں تم پاک صاف بن جاؤ۔ روزے کا یہی مقصد ہے متقی وہ ہے جو ان باتوں کے قریب نہ جائے۔ جو اللہ تعالےٰ کی ناراضی کا موجب ہوں۔

### مخلوقِ خدا کے حقوق ملحوظ رکھنا تقوےٰ ہے

خدا کے احکام کی پابندی کرنا اور مخلوق خدا کے حقوق کو ملحوظ رکھنا تقوےٰ ہے۔ محض داڑھی رکھ لینے۔ ٹخنے سے چادر یا پاجامہ اونچا کر لینے، اور ہاتھ کے اُوپر یا نیچے باندھ لینے میں کوئی تقوےٰ نہیں ہے۔ تقوےٰ یہ ہے کہ عبادت الٰہی کے بعد مخلوق خدا کی خدمت کی جائے، ورنہ ظاہری نشان لگا لینا کہ پرہیزگار صاحب جا رہے ہیں، تقوےٰ نہیں ہے۔ مؤمن جب اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے تو وہ دیگر قسم کی بدیوں اور بدکرداریوں سے بھی باز آ جاتا ہے

### مسلمانوں میں روزے کی پابندی اور ذوق و شوق

مسلمانوں میں روزہ کی بڑی پابندی ہے اور بڑے شوق سے روزہ رکھا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک بچے نے روزہ رکھا گرمی کا موسم تھا اسے پیسے دیئے کہ جاؤ بازار کی سیر کر آؤ۔ خیال تھا کہ بازار جا کر کچھ کھا پی آئے گا۔ لیکن واپس لوٹا تو پیسے ویسے ہی اس کے پاس موجود تھے۔ اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے پُوچھا کہ کچھ خریدا نہیں تو بچے نے جواب دیا کہ میں کیسے خرید سکتا تھا میرا تو روزہ تھا۔ یہ روزے کا کرشمہ ہے کہ چھوٹے بچوں کو بھی نفس پر قابو پانے کی توفیق ملتی ہے آج کل گھروں کے اندر رونق ہے۔ قرآن پڑھا جا رہا ہے کسی نے تیراں سپارے پڑھ لئے ہیں، کسی نے سات۔ بچے اور بچیاں نماز، روزہ ادا کرنے اور تلاوت قرآن میں مصروف ہیں۔ آج ساٹھ کروڑ مسلمان روزے رکھ رہے ہیں، قوم کی قوم روزہ رکھتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر چودہ سو سال سے پُورے شوق و ذوق سے عمل کیا جا رہا ہے۔

### عبادت الٰہی کیساتھ صدقہ و خیرات

روزہ دار عبادت کے ساتھ خیرات بھی کرتا ہے، یہ اسلام کا نچوڑ ہے۔ اسلام یہ ہے کہ العظمت لامر اللہ والشفقت علے خلق اللہ۔ اللہ تعالےٰ کے احکامات کی عظمت کو سامنے رکھا جائے اور ان پر عمل کیا جائے اور اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھ محبت کی جائے ان کی احتیاج کو دُور کیا جائے مسلمان عبادت الٰہی بھی کرتا ہے اور غرباء اور مساکین کو کھانا بھی کھلاتا ہے۔ اس مہینہ میں اللہ تعالےٰ کی عبادت دوسرے دنوں سے بڑھ کر ہوتی ہے اور غرباء کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔

### حضرت نبی کریم صلعم کی عظمت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے اندر یہ جذبہ پیدا کیا ہے سبحان اللہ بڑے عظیم الشان نبی صلعم ہیں کہ آپ نے قوم کے اندر روزے رکھنے کا، عبادت الٰہی کرنے کا اور مساکین اور غرباء پر اپنا روپیہ پیسہ خرچ کرنے کا جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ فرمایا شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن یہ بابرکت مہینہ ہے۔

### قرآن کریم پڑھی جانے والی کتاب

اس مہینہ میں قرآن جیسی نعمت عطا کی گئی ہے۔ القراٰن کے لفظ کے اندر ایک پیشگوئی کر دی گئی ہے کہ یہ کتاب برابر پڑھی جائے گی یعنے خدا تعالےٰ کی دوسری نازل کردہ کتابوں کی طرح اس سے سلوک نہ ہوگا۔ اس میں انسانی دست برد نہیں ہوگی اور نہ ہی ساتویں دن پڑھی جایا کرے گی۔ اس مہینے میں قرآن کریم یاد کیا جاتا اور کتنی بار پڑھا جاتا ہے۔ القراٰن کا لفظ بتاتا ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جو پڑھی جائے گی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ساری دنیا کے مسلمان پانچ وقت قرآن کریم کو نمازوں میں پڑھتے ہیں۔ ان نمازوں میں کتنے فرائض، سنن اور نوافل ہیں۔ ان سب میں قرآن دہرایا جاتا ہے۔ گھروں میں پڑھا جاتا ہے۔ بچے بچیاں پڑھتی ہیں۔ رمضان میں کثرت سے اس کی تلاوت کی جاتی ہے یہ عرب کے ایک اُمی انسان صلعم کا کمال اور معجزہ ہے۔

### تورات و انجیل میں تحریف

تورات و انجیل میں تغیر آ گیا ہے۔ انجیل کی عبارتیں تو بے شمار ایسی ہیں جن میں تغیر ہو گیا ہوا ہے لوقا نے لکھا ہے کہ چونکہ میں سب لوگوں سے زیادہ عالم فاضل ہوں۔ میں ان لوگوں سے جو حضرت عیسیٰ

کے پاس بیٹھے ہیں سن کر ترتیب وار انجیل کو لکھ رہا ہوں، اور آگے لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰؑ نے جو جو کچھ فرمایا ہے وہ سب کچھ لکھا جاتا تو بہت بڑی کتاب بن جاتی، یہ تحریر نامکمل ہے جس کو انجیل کا نام دیا جاتا ہے ظاہر ہے کہ یہ دیباچہ جو انجیل کا حصہ ہے، ایک مصنف نے لکھا ہے کہ خدا نے۔ اس میں حضرت عیسےٰؑ کے مقدمہ کا حال درج ہے۔ مقدمہ کے حالات بذریعہ وحی الہٰی نازل نہیں ہوئے وہ انسان کی تحریر ہے یہ سوانحعمری ہے کہ ان کو صلیب پر چڑھایا گیا۔ وہ بے ہوش ہو گئے۔ ان کو نیزہ مارا گیا جسم میں سے خون بہتا ہوا نظر آیا۔

## قرآن کریم کی حفاظت کا اہتمام

القرآن۔ پڑھی جانے والی کتاب ہے اللہ تعالےٰ کا یہ منشا تھا کہ قرآن کریم جو آخری کتاب ہے اور اس کے آخری رسول صلعم پر اُتری ہے یہ کتاب محفوظ کی جائے۔ چنانچہ اس کی حفاظت کے اللہ تعالےٰ نے سامان کئے۔ اس کی حفاظت کو خود اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمہ لیا۔ چنانچہ فرمایا انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون حضور نبی کریم صلعم تو درمزشناس تھے۔ خود بھی قرآن کریم کی حفاظت کے سامان مہیا فرما دیئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے حافظ قرآن ہیں، جوں جوں قرآن اُترتا آپؐ ساتھ ہی ساتھ یاد کرتے جاتے تھے۔ صحابہ کرام رضؓ کو بھی یاد کراتے اور لکھوا دیتے۔ اس طرح یہ سارا کا سارا قرآن حضور نبی کریمؐ کی حیات مبارکہ میں ہی حفظ کر لیا گیا اور لکھ لیا گیا۔ لیکن حضرت موسےٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ نے توراۃ و انجیل نہ خود لکھی یا لکھوائی نہ یاد کی اور نہ کسی دوسرے کو یاد کروائی۔ یہ کتابیں تو صدیوں بعد ضبطِ تحریر میں لائی گئیں۔ اس وقت جبکہ طباعت کے سامان مفقود تھے آپ نے قرآن کریم کی حفاظت کے لئے ایسی تدابیر کیں جیسے کوئی عظیم الشان دانا فلاسفر اپنے کام کی اہمیت کو سمجھتا ہے اور اس کے مطابق محنت کرتا ہے اور اس کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ہر ممکن تدبیر کرتا ہے۔

## رسول کریم صلعم کے علاوہ دیگر انبیاءؑ کے حالات معلوم نہیں

باقی انبیاء علیہم السلام کے تو حالات معلوم نہیں۔ انجیل میں تو حضرت عیسےٰؑ اور ان کے ماں باپ اور حواریوں کے حالات درج نہیں ہیں۔ انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت مریم کے اور بھی اولاد پیدا ہوئی۔ نام تو دیئے ہیں لیکن ان کے حالات ہمارے سامنے نہیں ہیں۔ اس کے مقابلہ میں حضور صلعم، صحابہ کرام رضؓ اور صحابیات رضؓ ایک ایک کی تاریخ موجود ہے۔ کتنا عظیم الشان کام حضور صلعم نے کیا ہے۔

## قرآن کی تلاوت اور معارف میں دلکشی۔

اس حفاظت کے علاوہ قرآن کی تلاوت میں اور اس کے بیان کردہ معارف میں دلکشی رکھ دی گئی ہے۔ کتنی خوبصورت تعلیم ہے۔ اس کے مطالب حسین ہیں۔ پڑھنے کے لحاظ سے اس کے اندر لطف اور دلربائی ہے۔ اس کی قرأت کے اندر لطف رکھ دیا گیا ہے۔ حافظ اور قاری جو قرآن کریم پڑھتے ہیں ان کے گلے میں کشش ہوتی ہے۔ انگریزی اور سنسکرت میں یہ لَے اور سریلا پن نظر نہیں آتا۔ قرآن کے اندر قافیہ بندی ہے، قرآن سن کر انسان مست ہو جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ حضور صلعم قرآن کو اس قدر خوبصورت کر کے پڑھتے تھے کہ انسان حیران ہو جاتا تھا۔ اسی طرح قاری عام طور پر دل خوش کن لہجہ میں قرآن کریم پڑھتے ہیں۔ سیالکوٹ کے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رضؓ عربوں سے بھی بڑھ کر قرآن کریم کی خوبصورت انداز میں تلاوت کرتے تھے۔ جلسہ اعظم مذاہب میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کا مضمون پڑھا۔ سندرداس نے جو ہیڈ ماسٹر تھے مجھے کہا کہ قرآن پڑھنے میں تو انہوں نے کمال کر دیا تھا۔ سات آٹھ سطریں جب پڑھتے تو ان کے لہجہ سے پتہ چل جاتا کہ اب قرآن پڑھنے لگے ہیں۔ ایک آیت بھی جب پڑھتے تو مزا آ جاتا۔

## قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت

عربی جاننے والے علماء اور فضلاء تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کریم سے بڑھ کر فصیح کلام نہیں ہو سکتا اور عربی زبان میں یہ سب سے عمدہ اور افضل لٹریچر ہے۔ قرآن کا خود دعوےٰ ہے فأتوا بسورة من مثلہ وادعوا شھداءکم۔ اگر یہ کلام اللہ تعالےٰ کی طرف سے نہیں بلکہ اسے انسانی کلام سمجھتے ہو تو تم میں سے کوئی ایک یا تم سب مل کر اس جیسا کلام بنا لاؤ۔ یہ ایک چیلنج ہے جس کے مقابل پر آج کوئی شخص کھڑا نہیں ہو سکتا۔ جرمنی میں عربی دان موجود ہیں، انگلستان میں عربی دان موجود ہیں، یہ لوگ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن کریم لاجواب کتاب ہے۔

## متقی بننے کیلئے فرج کی حفاظت کی ضرورت

اللہ تعالےٰ نے تقوےٰ کی تلقین فرماتے ہوئے فرمایا کہ متقی وہ ہیں جو اپنی فروج یعنے موریوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ کان بھی ایک موری ہے اس کے ذریعہ سے دل پر اثر ہوتا ہے۔ زبان، منہ، کان اور آنکھ سب موریاں ہیں ان کے ذریعہ سے دل و دماغ پر اثر ہوتا ہے۔ منہ کے ذریعہ سے حرام و حلال کی کمائی سے دل و دماغ پر اثر ہوتا ہے۔ زبان سے بھی قلب اثر پذیر ہوتا ہے۔ غیبت کرنا۔ کسی کو اپنی زبان سے اپنی تحریر سے کسی اپنی طاقت اور عہدہ سے نقصان نہ پہنچاؤ۔ اس سے بچنے کی تلقین فرمائی حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں یأمرنا بالصدق۔ حضور صلعم ہمیں راستبازی کا حکم دیتے تھے والصلوٰۃ عبادت الٰہی کی تاکید کرتے تھے والعفاف پاکبازی کی تاکید کرتے تھے والصلۃ اور اتحاد و اتفاق کی تعلیم دیتے تھے۔ تو حضور صلعم نے عملاً قوم کو راستباز اور عبادت گذار بنا دیا۔ پاکباز بنا دیا حضور صلعم نے حکم دیا کہ بدکرداری نہیں کرنا۔ پیٹ کے اندر حرام کا مال نہ جائے، قوم کے اندر حضور صلعم نے یکجہتی پیدا کر دی، رشتہ داری عزیز داری اور دوستی کو پالا ہے۔ بڑا حصہ ہے قوم سازی کا۔ اور رشتہ داری پالنے کا۔ اس کے لئے بڑا دل گردہ اور حوصلہ چاہیئے۔ اور پرہیز کرنا چاہیئے کہ ہمارے کلام سے کسی کو نقصان نہ پہنچے۔ فرمایا ان تتقوا و تحسنوا، تقوےٰ اختیار کرو اور احسان کرو یہ روزے کا حصہ ہے۔ احسان کرنے والوں کے متعلق فرمایا ان اللہ یحب المحسنین اللہ تعالےٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ ہماری زبان سے کسی کو دکھ نہ پہنچے۔ غیبت اور جھوٹ سے دل پر سیاہ داغ پڑ جاتا ہے، زبان اور آنکھ پر قابو نہ ہو تو اس سے دل ناپاک ہو جاتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے غضِ بصر کی تعلیم دی ہے۔ آنکھ پر کنٹرول بے حیائی کرنے سے روکتا ہے۔

## مخلوق خدا کی خدمت اور وحدت انسانی کا سبق

علاوہ ازیں مخلوق خدا کی خدمت کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ فرمایا الخلق عیال اللہ ہندو ہو، سکھ ہو، عیسائی ہو، یا مسلمان یہ سب خدا کی مخلوق ہیں ان احبھم الی اللہ انفعھم لعیالہ اللہ تعالےٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ وہ شخص ہے جو اس کی مخلوق کے لئے منفعت رساں ہو۔ اور فرمایا انتم بنو آدم۔ تم آدم زاد ہو۔ و آدم من تراب اور حضرت آدم مٹی سے تھے تم سب ایک ہی نسل سے ہو۔ اللہ تعالےٰ نے جس طرح تم سب کے لئے جسمانی بارش کے انتظام کئے ہیں اسی طرح تم سب کے لئے روحانی بارش کا انتظام فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے سب قوموں میں اپنی کتب اور رسل مبعوث کئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ میرے ماننے کا یہ مقصد ہے کہ قوموں کے اندر وحدت پیدا ہو، تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی توحید کا سبق دے کر انسان کو وحدت کا سبق دیا ہے۔ آج قومیں ایک دوسرے کو تعصب کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ اسلام کی تعلیمات میں اس خطرناک مرض کا مداوا ہے۔

---

# جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن اور جامع مرکزیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ختمِ قرآن کی تقریبات

جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن لاہور میں نماز تراویح میں حافظ خدا بخش صاحب قرآن کریم سنا رہے ہیں مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۷۰ء بروز جمعہ ۷ بجے شام ختمِ قرآن کی تقریب منعقد ہو رہی ہے اور جامع مرکزیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں مولوی غلام حسین صاحب نماز تراویح پڑھاتے ہیں وہاں ۲۹ رمضان کو تقریب منعقد ہو گی خواتین و احباب سے پابندی وقت کے ساتھ شمولیت کی درخواست ہے۔

ڈاکٹر۔ مبارک احمد شیخ
سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ لاہور

# اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہٖ تعالےٰ بخیریت ہیں، اور رمضان المبارک میں نماز صبح کے بعد مرکزی مسجد احمدیہ میں قرآن کریم کا درس ہر روز دیتے ہیں۔

## شمولیت سلسلہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ "آج مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو مرزا بشیر احمد صاحب سکنہ لالہ موسےٰ ضلع گجرات نے بذریعہ بیعت سلسلہ عالیہ میں شمولیت اختیار کی ہے۔"

محترم محمد صالح نور صاحب مولوی فاضل (لائلپوری)

# تین راستوں میں سے درمیانی راستہ کونسا ہے؟

## کُفر، محدثیت یا نبوت ؟؟؟

رسید مژدہ زغیبم کہ من ہماں مردم ؛ کہ او مجدد ایں دین و رہنما باشد
منم مسیح ببانگ بلند مے گویم ؛ منم خلیفۂ شاہے کہ بر سما باشد
(حضرت مسیح موعودؑ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اس زمانہ میں چودھویں صدی کے مجدد کے طور پر محدث ہونے کا دعوےٰ کیا اور اپنی کتب میں بار بار محدثیت کے دعوے کو بالتفصیل بیان فرمایا تو اس وقت سے لے کر اب تک آپ کے دعوے کے متعلق تین قسم کی آراء پائی جاتی ہیں۔ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ کونسی رائے ایسی ہے جسے ہم راہِ صواب یا درمیانی راستہ کہہ سکتے ہیں۔

**پہلی رائے:** آپ کے دعوےٰ محدثیت کو غلط رنگ دے کر نبوت کا دعوےٰ قرار دینے والوں اور اس کے نتیجہ میں آپ پر کفر کا فتوےٰ لگانے والوں نے آپ کے متعلق یہ رائے دی:۔

"اس الزام کے جواب میں شاید قادیانی یا اس کے حواری یہ دو عذر پیش کریں اول یہ کہ ہر چند قادیانی نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اس نبوت کا دوسرا نام محدثیت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نبوت کے دعوے سے محدثیت کا دعوےٰ ہے!..... جواب یہ ہے کہ اگرچہ قادیانی نے یہ بات کہدی ہے کہ جس نبوت کا اس کو دعوےٰ ہے اور اس کا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا اس کا دوسرا نام محدثیت ہے اور اس محدثیت کے معنے سے وہ نبوت کا مدعی ہے مگر ساتھ اس کے اس نے محدثیت کے معنے ایسے بیان کئے ہیں اور اس کی حقیقت کی ایسی تشریح کر دی ہے کہ اس سے بجز نبوت اور کچھ مراد نہیں ہو سکتا۔"
(فتویٰ کفر صفحہ ...)

**دوسری رائے:**۔ آپ کے دعوےٰ محدثیت کو غلط رنگ دے کر غلو کی راہ اختیار کر کے اور آپ کے دعویٰ کو دعوےٰ نبوت کہہ کر آپ کے نہ ماننے والوں کو کافر قرار دینے والے آپ کے مریدوں نے آپ کے متعلق یوں خیال آرائی کی:۔

"گو ان ساری باتوں کا دعوےٰ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے بلکہ محدثیت کی شرائط سمجھتے تھے اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعوے کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوا اور کسی میں پائی نہیں جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں۔"
(حقیقۃ النبوۃ مصنفہ مرزا محمود احمد صاحب صفحہ ۱۲۴)

**تیسری رائے:**۔ آپ کے دعوےٰ محدثیت کو ماننے والوں کا ایک گروہ جو اب جماعت احمدیہ لاہور کہلاتا ہے ان کے قائد مولانا محمد علی صاحبؒ نے آپ کے متعلق یہ رائے دی:۔

"یہ کہ ہم جملہ احمدیان کا جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی صورت میں اشاعت اسلام کا کام کر رہے ہیں یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ واحدہٗ لاشریک ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ کے بعد اس اُمت محمدیہ کے لئے نہ تو پرانے رسولوں میں سے کوئی آ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نیا نبی۔ ہر قسم کی نبوتوں کا آپ پر خاتمہ ہے حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مطابق امت محمدیہ میں بڑے بڑے بزرگ، اولیاء اللہ، مجدد و مامور وقتاً فوقتاً آتے اور آئندہ آتے رہیں گے جو مجازی، ظلی، بروزی نبی یعنی محدث تھے اور اللہ تعالےٰ سے ہمکلامی کا فخر رکھتے تھے اور انہی میں سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود تھے۔"
(اتمام حجت ۶ باب ماہ صفر ۱۳۴۱ھ)

مندرجہ بالا تین قسم کی آراء کی موجودگی میں ایک غیر جانبدار اور دیانت دار حق کا متلاشی شخص یقیناً اس امر کا خواہشمند ہوگا کہ اسے حضرت مرزا صاحبؑ کے اصل دعوے سے کلیتہً آگاہی حاصل ہو تا کہ وہ ان کے اقوال و تحریرات کی موجودگی میں ان کے دعوے کے متعلق کوئی رائے قائم کر سکے۔ لہٰذا ہم اظہاراً للحق اپنی بساط، مطالعہ اور معلومات کے مطابق اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا اقرار کرتے ہوئے حقائق سے آگاہ کرنے کے لئے ذیل میں اس امر پر بحث کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

**حضرت مسیح موعودؑ** نے اسّی سے زائد کُتب تصنیف فرمائی ہیں اور اپنی پہلی کتاب سے لے کر آخری کتاب تک آپ نے "ختم نبوت" پر بحث فرمائی ہے اور صدہا مرتبہ اس امر کو دہرایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باب نبوت مسدود ہے اور اب اُمت محمدیہ میں کوئی نبی نہیں آ سکتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا اور اس کے بالمقابل محدثین اور مجددین کے آنے کا تذکرہ بھی فرمایا ہے اور اپنے وجود کو بطور **محدث** اور **مجدد** کے پیش فرمایا ہے اور **نبی** اور **محدث** کی الگ الگ مندرجہ ذیل تشریحات فرمائی ہیں:۔

### نبی کی تعریف:۔

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے اور براہِ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔"
(مکتوب ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

### محدث کی تعریف:۔

"محدث خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے اور امورِ غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخلِ شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغزِ شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔"
(توضیح مرام)

**جن دو گروہوں** نے آپ کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کیا ہے ایک گروہ تو آپ کی زندگی میں ہی آپ کے بالمقابل آیا اور آپ پر فتوےٰ کفر لگایا۔ دوسرا گروہ آپ کی وفات کے چھ سال بعد ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوا۔ اوّل الذکر گروہ جس نے کفر کا فتوےٰ لگایا اس کو آپ یوں جواب دیتے ہیں:۔

"اور کفر کا فتوےٰ لگانے والوں کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے اور کہا کہ میں نبیوں میں سے ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ جان لے اے میرے بھائی میں نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا اور نہ میں نے کہا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن انہوں نے جلد بازی سے کام لیا اور میری بات کو سمجھنے میں غلطی کی اور غور و فکر کرنے کا حق تھا نہیں کیا۔ بلکہ ایک کھلا کھلا بہتان لگانے پر دلیری کی اور میں نے لوگوں کو وہی کہا ہے جو میں اپنی کتب میں لکھ چکا ہوں کہ میں محدث ہوں اور خدا مجھ سے ایسے ہی بولتا ہے جس طرح محدثوں سے بولتا ہے...... اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں نبوت کا دعوےٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی قوم سے جا ملوں......... اور میں نبوت کا دعوےٰ کیسے کر سکتا ہوں جبکہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔"
(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۹ طبع اوّل)

نیز فرمایا:۔

"اور میں نے تمہارے سامنے وہ بات بیان کی ہے جو جلد بازوں کی نظر میں کلمہ کفر ہے۔ پس دیکھ کہاں یہ بات اور کہاں دعوےٰ نبوت۔ پس اے میرے بھائی تو یہ خیال نہ کر کہ میں نے کوئی ایسی بات کی ہے جس میں دعوےٰ نبوت کی بو بھی پائی جاتی ہے جیسا کہ میرے ایمان اور میری عزت پر حملہ کرنے والوں نے سمجھا ہے بلکہ جب کبھی میں نے

یہ کلمہ کہا ہے تو وہ معارف اور دقائق قرآنیہ کو بیان کرنے کے لئے کہا ہے اور اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں نبوت کا دعوےٰ کروں بعد اس کے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے نبی اور آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا دیا۔" (حمامۃ البشریٰ ص۸۲)

**آپ پر ۱۹۱۴ء** میں مدعی نبوت ہونے کا الزام لگانے والے گروہ سے جب ہم پوچھتے ہیں کہ ان کے پاس اس امر کا کیا جواز ہے تو وہ بہت تحدی سے اور قوت سے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب حقیقۃ الوحی (سنہ ۱۹۰۷ء) کے صفحہ ۳۹۰ کی مندرجہ ذیل عبارت اپنے قول کی صحت کی معاونت میں پیش کرتے ہیں۔

"اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے بلکہ جس نبوت کا دعوےٰ کرنا قرآن شریف کی رُو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعوےٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعوےٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالےٰ سے بکثرت شرف مکالمہ مخاطبہ پاتا ہوں بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کیا جاوے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں **وہ نبی کہلاتا ہے**"

(حقیقۃ الوحی ص۳۹۰)

اس عبارت میں خاص امور تین بیان کئے گئے ہیں:-

(۱)- میری طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنا سراسر افترا ہے۔

(۲)- میں ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہوں - اور نبی سے مراد سوائے کثرت مکالمہ مخاطبہ کے کچھ نہیں ہے۔

(۳) مجدد صاحب سرہندی نے لکھا ہے کہ جسے مکالمہ مخاطبہ بکثرت ہو تو وہ نبی کہلاتا ہے

**پہلی بات** تو آپ ہمیشہ ہی بیان فرماتے رہے ہیں کہ میں **مدعی نبوت** قطعاً نہیں ہوں۔ دوسری بات کے متعلق آپ نے یوں وضاحت فرمائی ہے:-

"سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ **محدثیت** میں ان دونوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے غرض **محدثیت** دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اس لئے خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔"

(ازالہ اوہام ص۵۳۲)

اب رہی تیسری بات کہ مجدد صاحب سرہندی نے کیا لکھا ہے۔ جب ہم حضورؑ کی دوسری کتب کی چھان بین کرتے ہیں تو ہمیں مجدد صاحب سرہندی کا وہ مکتوب جسکا حقیقۃ الوحی ص۳۹۰ پر حضور ذکر فرماتے ہیں کئی جگہ پر منقول ملتا ہے سب سے پہلے اس مکتوب کا ذکر حضور نے براہین احمدیہ حصہ چہارم پر یوں فرمایا ہے:-

"لیکن اس زمانہ کے بعد جس قدر اولیاء اور صاحب کمالات باطنیہ گذرے ہیں ان سب کے الہامات مشہور و متعارف ہیں کہ جو ہر ایک عصر میں قلمبند ہوتے چلے آئے ہیں اس کی تصدیق کے لئے شیخ عبدالقادر جیلانی اور مجدد الف ثانی کے مکتوبات اور دوسرے اولیاء اللہ کی کتابیں دیکھنی چاہئیں کہ کس کثرت سے ان کے الہامات پائے جاتے ہیں بلکہ **امام ربانی صاحب** اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں جو مکتوب پنجاہ و یکم ہے اس میں صاف لکھتے ہیں کہ **غیر نبی** بھی مکالمات مخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہو جاتا ہے اور ایسا شخص **محدث** کے نام سے موسوم ہے"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۴۵)

**اسی مکتوب** کا ذکر اولیاء اللہ پر کلام الٰہی کے نزول کے جواز میں حضور علیہ السلام اپنی کتاب ازالہ اوہام میں یوں فرماتے ہیں:-

"فتوح الغیب میں سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کس قدر جابجا اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ کلام الٰہی اس کے مقرب اولیاء پر ضرور نازل ہوتا ہے اور وہ کلام ہوتا ہے نہ فقط الہام اور **حضرت مجدد الف ثانی صاحب** اپنے مکتوبات کی جلد ثانی ص۹۹ میں ایک مکتوب بنام محمد صدیق لکھتے ہیں جس کی عبارت یہ ہے (آگے عربی عبارت ہے)

............ یعنی اے دوست! تمہیں معلوم ہو کہ اللہ جل شانہٗ کا بشر کے ساتھ کلام کرنا کبھی رُوبرو اور ہمکلامی کے رنگ میں ہوتا ہے اور ایسے افراد جو خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہوتے ہیں وہ خواص انبیاء میں سے اور کبھی یہ ہمکلامی کا مرتبہ بعض ایسے مکمل لوگوں کو ملتا ہے کہ **نبی تو نہیں** مگر نبیوں کے متبع ہیں اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے اسکو **محدث** بولتے ہیں۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۹۱۴ - ۹۱۵)

**حضرت مجدد صاحبؒ** کے اس مکتوب کا حضورؑ نے ایک بار پھر اپنی کتاب تحفہ بغداد میں یوں ذکر فرمایا ہے:-

"مجدد امام سرہندی شیخ احمد رضی اللہ عنہ اپنے ایک مکتوب میں جو آپ نے اپنے ایک مرید محمد صدیق کو بعض نصائح کرتے ہوئے لکھا تھا فرماتے ہیں کہ اے صدیق جان لے کہ اللہ تعالےٰ کا کلام بشر کے ساتھ کبھی بالمشافہ ہوتا ہے اور یہ انبیاء سے مخصوص ہے اور کبھی یہ ہمکلامی انبیاء کے متبعین میں سے بعض کے ساتھ بھی ہوتی ہے اور جب اس قسم کی ہمکلامی کسی کے ساتھ کثرت سے ہوئے تو اسے **محدث** کہا جاتا ہے"۔ (تحفہ بغداد ص۲۱)

اب **حل طلب مسئلہ** یہ ہے کہ حضورؑ نے جب ایک سے زائد بار مجدد صاحب کے مکتوب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے زبان کے مطابق اگر کسی کو کثرت سے شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ حاصل ہو تو وہ **محدث** کہلاتا ہے تو پھر حقیقۃ الوحی ص۳۹۰ پر اسی کا ذکر کرتے ہوئے یہ کیوں فرمایا کہ "وہ نبی کہلاتا ہے"؟ تو ہم جب حضورؑ کی تمام کتب کا بالاستیعاب مطالعہ کرتے ہیں اور حضور کی تمام تحریرات کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ ان میں کسی قسم کا تناقض نہ ہو اور نہ ہی ہوتا پایا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ حضور کے نزدیک مجازی معنوں میں یا لغوی معنوں میں نبی **محدث** کو بھی کہا جاتا ہے اور حضور کے نزدیک **محدث** کو ایک معنے میں نبی کہنا جائز اور روا ہے۔ اسی امر کو کما حقہٗ نہ سمجھتے ہوئے مرزا محمود احمد صاحب نے حضور کے متعلق یہ غلط رائے قائم کی کہ:-

"اور نہیں جانتے تھے کہ میں جو دعویٰ کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوا اور کسی میں نہیں پائی جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں"

حالانکہ حضرت اقدسؑ ابتدائے دعوےٰ سے ہی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ جس کسی کو کثرت سے مکالمہ مخاطبہ ہو وہ نبی یا محدث کہلاتا ہے جیسا کہ آپ نے ابتداء میں فرمایا:-

**۱۸۹۳ء:-**

"جس کسی سے یہ مکالمہ کثرت سے وقوع میں آتا ہے اس کو **نبی یا محدث** کہتے ہیں"۔ (تبلیغ رسالت جلد سوم ص۲۵ مئی ۱۸۹۳ء)

جس طرح آپ نے مندرجہ بالا خیال کا ۱۸۹۳ء میں اظہار فرمایا یہی خیال آپ نے اپنی زندگی کے آخری سال میں بھی یوں فرمایا کہ

**۱۹۰۸ء:-**

"جن اولیاء اللہ کو کثرت سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے وہ **محدث اور نبی** کہلاتے ہیں"۔

(اخبار الحکم ۱۴ر جولائی ۱۹۰۸ء)

**حضور** کے ان اقوال سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مرزا محمود احمد صاحب کا یہ فرمانا کہ

"گو آپ ان ساری باتوں کا دعوی کرتے رہے کہ جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے"۔

قطعاً حقیقت کے منافی ہے حضور کی تحریرات سے ایک انصاف پسند قاری یہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ حضور ہمیشہ ہی اس شخص کو جسے بکثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل ہو جہاں محدث خیال کرتے تھے وہاں پیار سے نبی کے نام سے بھی موسوم کرتے رہے جیسا کہ آپ نے مجدد صاحب سرہندی کے قول کا

ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے :-

"نبا ایک عربی لفظ ہے جس کے معنے خبر کے ہیں اب جو شخص کوئی خبر خدا سے پاکر خلق پر ظاہر کرے اس کو عربی میں نبی کہیں گے اصل میں ان کی اور ہماری تو نزاع لفظی ہے مکالمہ مخاطبہ کا تو یہ لوگ خود بھی اقرار کرتے ہیں۔ **مجدد صاحب** بھی اس کے قائل ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جن اولیاء کو کثرت سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے وہ **محدّث اور نبی** کہلاتے ہیں" (الحکم ۱۷ جولائی ۱۹۰۸ء)

نیز فرمایا :-

"اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ایک **محدّث** اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہونے کی رکھتا تھا اور اس قوت اور استعداد کے لحاظ سے **محدّث** کا حمل نبی پر جائز ہے یعنی کہہ سکتے ہیں کہ **المحدّث نبیٌ**"

(آئینہ کمالات اسلام)

نیز فرمایا :-

"اور میں نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مقام **محدثیت** مقام نبوت کے ساتھ گہری مناسبت رکھتا ہے اور ان میں سوائے قوت اور فعل کے اور کوئی فرق نہیں اور لوگوں نے میری باتوں کو سمجھا نہیں اور انہوں نے کہہ دیا کہ یہ شخص نبوت کا دعوے کرتا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول محض جھوٹ ہے اور اس میں سچائی کی کوئی ملونی نہیں اور اس کی اصلاً کوئی حقیقت نہیں اور انہوں نے یہ بہتان محض اس لئے تراشا ہے تا وہ لوگوں کو مجھے کافر قرار دینے، گالیاں دینے، اور لعن طعن کرنے پر جوش دلائیں اور انہیں میری دشمنی اور فساد کے لئے اکسائیں اور مومنوں کے درمیان تفرقہ پیدا کریں۔۔۔

۔۔۔۔۔ اور اس طرح یہ کہنا جائز ہے کہ ہر نبی علیٰ وجہ الکمال محدّث ہے کیونکہ وہ علیٰ وجہ الاتم تمام کمالات بالفعل جامع ہے اور اسی طرح یہ کہنا بھی جائز ہے کہ اپنی استعدادات باطنیہ کی وجہ سے ہر **محدّث نبی ہے یعنی محدّث بالقوت نبی ہے** اور نبوت کے تمام کمالات محدثیت میں مخفی اور پوشیدہ ہیں اور درمیان میں بالفعل ظہور اور خروج کو **نبوت کے دروازہ کے بند ہونے نے روک رکھا ہے۔**"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۱)

**مندرجہ بالا حوالہ جات سے** یہ امر عیاں ہے کہ حضور کے نزدیک اپنے استعدادات باطنیہ کی وجہ سے ایک محدّث بالقوۃ نبی ہوتا ہے مگر اس کے نبی ہونے یا نبی کہلانے میں باب نبوت کا مسدود ہونا مانع ہے ورنہ مجازاً ایک محدّث کا حمل نبی پر جائز ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰ پر حضور نے مجدد صاحب کے مکتوب کا ذکر کرتے ہوئے نبی لکھا ہے، اس کی یہ وجہ قطعاً نہیں ہو سکتی کہ حقیقۃ الوحی کی تصنیف کے وقت ۱۹۰۷ء میں حضور کثرت سے شرف مکالمہ مخاطبہ پانے والے کو نبی سمجھتے تھے جبکہ مجدد صاحب کے جس مکتوب کا ذکر ہے اس میں سے ایسے افراد کو ہر جگہ **محدّث** بیان کیا گیا ہے۔ ہمارے اس موقف اور درمیانی راستہ کی تائید حضور کی زندگی کے انتہائی آخری ایام کی تحریرات اور اقوال بھی کرتے ہیں ایک مقام پر حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰ کی عبارت کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"ہمارا ایمان ہے کہ تشریعی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی اب اس کی خدمت بذریعہ الہامات مکالمات و مخاطبات اور بذریعہ پیشگوئیوں کے جاری ہوئی ہے۔ **مجدد صاحب لکھتے ہیں** کہ یہی خوابیں اور الہامات جو گاہ گاہ انسان کو ہوتے ہیں اگر **کثرت سے کسی کو ہوں تو محدّث کہلاتا ہے**۔ غرض یہ سب کچھ ہم نے اپنی کتاب **حقیقۃ الوحی** میں مفصل لکھ دیا ہے اس کا مطالعہ کر کے تسلی کر لیں"

(الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۸ء)

مندرجہ بالا تمام بحث سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ وہ دونوں گروہ جو حضور علیہ السلام کی طرف **دعوے نبوت** منسوب کرتے ہیں، راستی پر قائم نہیں ہیں صحیح راستہ اور درمیانی راستہ یہی ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیشہ ہی **محدّث** ہونے کا دعوے کیا ہے اور یہ دعوے **خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے** اور خدا تعالیٰ کے حکم سے کئے گئے دعوے میں کبھی تبدیلی نہیں ہوا کرتی جیسا کہ حضور فرماتے ہیں :-

۱۸۹۱ء :-

"**نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔**" (ازالہ اوہام)

جیسا کہ ۱۸۹۱ء میں دعوے نبوت سے انکار کیا گیا ہے بعینہٖ ۱۹۰۷ء میں بھی اسی خیال کا اظہار حقیقۃ الوحی کے اسی صفحہ نمبر ۳۹۰ پر یوں کیا ہے :-

"اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوے کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے۔"

---

# انتخاب عہدیداران مقامی جماعت احمدیہ لاہور برائے سال ۷۱-۱۹۷۰ء

۱ - صدر - میاں فضل احمد صاحب

۲ - نائب صدر - ڈاکٹر وحید احمد صاحب

۳ - جنرل سیکرٹری - ڈاکٹر مبارک احمد صاحب

۴ - اسسٹنٹ سیکرٹری - بشیر احمد سوز

۵ - خازن - رشید احمد صاحب

۶ محصل فیض الرحمان صاحب آڈیٹر خالد احمد صاحب

ممبران انتظامیہ

۱ - مرزا مسعود بیگ صاحب

۲ - مولوی برکت علی صاحب

۳ - ناصر احمد صاحب

۴ - شیخ عبدالرحمٰن صاحب

۵ - عبدالغفور ثاقب صاحب

۶ - محبوب اشرف صاحب

۷ - میاں ممتاز احمد صاحب

۸ - میاں عبدالقدوس صاحب

۹ - محمد خلیل میاں صاحب

۱۰ - غلام نبی مسلم صاحب

صاحب صدر کی تجویز پر چوہدری فضل حق صاحب کا نام مجلس انتظامیہ کے مجوزہ ناموں میں شامل کر دیا گیا۔ اور فیصلہ ہوا کہ مندرجہ اصحاب ناظم مقرر ہوں۔

۱ - ناصر احمد صاحب ناظم خدمت خلق

۲ - مولوی برکت علی صاحب ناظم تبلیغ

۳ - شیخ عبدالرحمٰن صاحب جموی ناظم محاصل

۴ - ڈاکٹر وحید احمد صاحب ناظم ربط و نظم

---

# انگریزی حکومت کے خلاف جہاد

(بسلسلہ صفحہ ۲)

جیسی کتابوں کے مترجم اور متعدد کتب کے مؤلف مولانا مملوک علی کے بھتیجے دیوبندی فکر کے مشہور بزرگ مولانا محمد احسن نانوتوی کے متعلق جناب ایوب قادری لکھتے ہیں :-

"۲۲ مئی ۱۸۵۷ء کو نماز جمعہ کے بعد مولانا محمد احسن نے بریلی کی مسجد نو محلہ میں مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں بتایا کہ حکومت سے بغاوت کرنا خلاف قانون ہے" مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۵۰"

(الاعتصام لاہور ۲ اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۶)

(۶) مولانا مملوک علی کے صاحبزادے اور دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر مدرس مولانا محمد یعقوب نانوتوی صاحب ۱۸۵۷ء کی جنگ کو غدر اور اس میں حصہ لینے والوں کو مفسدین سے تعبیر کرتے تھے۔

سوانح قاسمی صفحہ ۱۱

(الاعتصام ۲ اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۶)

(۷) مولانا رشید احمد گنگوہی کے اپنے متعلق یہ تاثرات تھے۔

"میں جب حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بیکا نہ ہو سکا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔"

(تذکرۃ الرشید جلد اول صفحہ ۸۰)

(الاعتصام ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۰ء صفحہ ۶)

**پیغام صلح :-**

مندرجہ بالا بیانات کی رو سے تمام اسلامی فرقوں (شیعہ سنی اور اہل حدیث وغیرہ) کے منسوخی جہاد کے فتووں کی موجودگی میں حضرت مرزا صاحبؑ کے منسوخی جہاد کے فتوے کو خلاف شریعت قرار دینا کہاں تک صحیح ہے۔ اور ان بڑے بڑے علماء کے انگریزی حکومت کی وفاداری کے اعلانات کے ہوتے ہوئے حضرت مرزا صاحبؑ کو انگریز کا آلہ کار ٹھہرانا کیونکر جائز ہے ؟

---

غلام نبی مسلم صاحب ایم اے

# حضرت مسیح موعودؑ مجدد صدی چہاردہم

## غلبۂ اسلام کی منظم جدوجہد اور انقلابی کامیابی

(۳)

### حضرت بابا نانک کے متعلق تحقیق

پنجاب میں سکھ مذہب کے بانی حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ تمام اقوام عالم میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، اور گو بعد کے سیاسی اسباب نے سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات کشیدہ کر دیئے تھے، لیکن اس ضمن میں حضرت باباصاحب کی تعلیمات اور اسلام کا کوئی دخل نہ تھا۔ بلکہ دنیا پرست انسانوں کی غلط فہمیاں یا ہوس پرستیاں اس کا موجب تھیں، اور اس امر کی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ ہر دو ہمسایوں کو سیاسی اثرات سے آزاد کر کے ان تعلیمات کی روشنی میں قریب لایا جائے جو دونوں کی مذہبی کتب و روایات میں مشترک ہیں۔

حضرت مرزا صاحب پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات اور سکھوں کی مذہبی کتب کا مطالعہ کر کے حقیقت کو پا لیا اور ایک لمبی تصنیف "ست بچن" (سچی بات) لکھ کر تاریخ کے حیرت انگیز انکشافات کئے۔

بابا نانک رحمۃ کے عقیدت مندوں میں ہندو اور مسلمان دونوں قوموں کے لوگ تھے، حتّٰی کہ آپ کی وفات پر دونوں گروہوں کی تمنا تھی کہ اپنے اپنے دستور کے مطابق ان کو جلائیں یا دفن کریں۔ جس سے ظاہر ہے کہ وہ ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے تھے تاہم ان کی تعلیم اسلامی طریق پر ایک عالم اسلام کے ہاتھوں ہوئی، پھر بعد میں ان کے تعلقات مسلمان صوفیا سے قائم ہو گئے۔ آپ کے پاس ہر وقت قرآن پاک اور مصلّٰی رہتا۔ چنانچہ آپ قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور باقاعدہ نماز ادا کرتے، آپ کا خادم مردانہ ایک مسلمان تھا جن کے ساتھ آپ نے مکہ کا حج کیا۔ بغداد میں حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی، پھر آپ کے پاک پٹن شریف کے مشائخ سے گہرے مراسم تھے اور ملتان میں آپ نے حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رح کے مزار کے قریب مسلمان فقراء کی طرح چلہ کاٹا، یہ طرز زندگی ان کے مسلمان ہونے پر گواہ تھی، اور یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں نے آپ کو دفن کرنے پر زور دیا اگر مسلمانوں کو ذرا بھی شک ہوتا تو ہرگز دفن کرنے کا خیال نہ کرتے۔

حضرت مرزا صاحب نے سکھوں کی مذہبی کتاب گرنتھ صاحب سے ثابت کیا کہ گرنتھ صاحب کی تعلیم قرآنی آیات کا ترجمہ ہے۔ اور اس میں مسلمان صوفیاء مثلاً بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی تعلیمات بھی موجود ہیں۔ جو اس امر کی مزید شہادت ہے کہ حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ خدا رسیدہ مسلمان صوفی تھے اور حضرت مرزا صاحب کا یہ حیرت انگیز اور انقلابی انکشاف تھا۔ جس سے متاثر ہو کر کئی سکھ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

### چولا صاحب

اپنی تحقیق کو تقویت پہنچانے کے لئے مرزا صاحب نے دو انکشافات کئے۔ ان میں سے ایک تو چولا صاحب کی حقیقت کا دریافت کرنا تھا، اور دوسری کتاب پوتھی صاحب سے نقاب کشائی۔ چولا صاحب کا مطلب چغہ یا وہ کوٹ ہے۔ جو مسلمان صوفیاء اکثر پہنا کرتے تھے، سکھ روایات میں ہے کہ جب حضرت باباجی رح حج سے واپسی پر بغداد تشریف لائے اور کچھ عرصہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح کے خلیفہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے تو انہوں نے آپ کو محبت سے ایک چولا دیا جس پر تمام قرآن شریف لکھا ہوا تھا۔ یہ چولا صدیوں سے ڈیرہ بابا نانک کے مقام پر محفوظ چلا آ رہا تھا، اور چونکہ اس پر ہر سال نئے قیمتی رومال چڑھائے جاتے تھے، اس لئے یہ دب کر دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

حضرت مرزا صاحب کی آرزو تھی کہ بابا نانک رح کے مسلمان ہونے کی مزید شہادت ملے۔ اور اس سلسلہ میں اگر "چولا صاحب" سے کچھ سراغ ملے تو زہے قسمت۔ چنانچہ آپ نے اپنے چیدہ چیدہ رفقاء کو ساتھ لیا، اور ڈیرہ بابا نانک جا پہنچے چولے کے محافظ مہنت کو کچھ رقم دے کر رضامند کر لیا اور وہ بڑی مشکل سے غلافوں کے نیچے سے اصلی چولے کو نکالنے کے قابل ہوئے۔ جو پر تمام قرآن شریف تو لکھا ہوا نہ تھا تاہم اس مختلف حصوں پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، سورۃ الحمد، قل ھو اللہ الخ، آیت کرسی، اور قرآن کے بعد دوسرے جملے مرقوم تھے حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلمان ہونے کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہو سکتا ہے۔ اور یہ سہرا حضرت مرزا صاحب کے سر بندھا کہ آپ نے ایک ایسی حقیقت کا اظہار کیا جو دنیا کی نظروں سے صدیوں سے اوجھل تھی۔ اور جس کے انکشاف کے بعد مسلمانوں اور سکھوں کے برادرانہ تعلقات میں پاکیزہ انقلاب آ سکتا تھا۔ کاش اہل دل اس دریافت سے کما حقہ استفادہ کرتے۔

### پوتھی صاحب

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری یادگار پوتھی صاحب (مقدس مذہبی کتاب) تھی، جو موضع بھلی ضلع فیروزپور کے ایک سکھ مہنت کے پاس تھی۔ کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ کتاب کیا ہے۔ لیکن بابا صاحب کی پوتر یادگار یقین کر کے چولا صاحب کی طرح سکھ اس کا انتہائی احترام کرتے تھے۔ حضرت مرزا صاحب نے اس کتاب کی شہرت سنی تو اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے حضرت مولانا محمد علی علیہ الرحمۃ کو چند احباب کے ساتھ موضع بھلی بھیجا۔ آپ نے بہ ہزار دقت مہنت صاحب کو کتاب دکھانے پر راضی کیا۔ چونکہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ پوتھی صاحب کو ہاتھ لگانے سے پہلے سو بار اشنان (غسل) کرنا ضروری ہے۔ یہ مرحلہ طے ہوا اور پوتھی صاحب کو کھولا گیا تو یہ قرآن پاک کا قلمی نسخہ نکلا، جسے حضرت بابا نانک رح پاس رکھتے تھے اور تلاوت کرتے تھے۔ جو اس بات کا مزید ثبوت تھا کہ آپ پکے مسلمان تھے۔ اور حق پرست ولی اللہ کی طرح کسی وقت بھی قرآن پاک کو اپنے سے جدا نہ کرتے تھے۔ (باقی برص ۱۱)

## درخواستہائے برائے قرضہ حسنہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جو بچے جو پوسٹ گریجوایٹ اور دیگر پیشہ ورانہ امتحانات کی تیاری کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں اور لاہور میں رہائش رکھتے ہوں لیکن مالی مشکلات کے پیش نظر تعلیمی قرضہ حسنہ کے حصول کے لئے خواہشمند ہوں وہ زیر دستخطی کے نام اپنے مفصل کوائف کے ساتھ مجوزہ فارم پر درخواست ارسال فرما دیں۔ یہ قرضہ ایک سال کے لئے ماہوار اقساط میں جاری کیا جائے گا۔ دیگر کوائف اور درخواست فارم دفتر ہذا سے منگوائے جا سکتے ہیں۔ — ماسٹر برکت علی

## تعمیر احمدیہ مارکیٹ ۲

### اپنے بزرگوں کے لئے صدقہ جاریہ کا بہترین موقعہ

احباب کرام کو معلوم ہے کہ چند سال پیشتر حضرت امیر ایدہ اللہ نے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکانات واقع برانڈرتھ روڈ لاہور کی جگہ ایک شاندار مارکیٹ تعمیر کر کے انجمن کے لئے ایک معقول اور مستقل ذریعہ آمد قائم کر دیا ہے جو تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے روز افزوں ترقی کا موجب ہے۔ اس عمارت کی تعمیر میں حضرت امیر نے مارکیٹ کی تکمیل دوکانداروں سے پیشگی کرایہ لے کر فرمائی اور اس طرح خزانہ انجمن پر اس کا بار نہ ڈالا۔ البتہ رہائشی فلیٹس جو مارکیٹ کی چوتھی منزل پر ہیں کے لئے بعض احباب نے اپنے بزرگوں کے لئے صدقہ جاریہ کی غرض سے عطیات دیئے۔ جن کے نام ہر فلیٹ پر کندہ کر دیئے گئے ہیں۔

اب ایک اور مارکیٹ نادر منزل کو گرا کر تعمیر کی جا رہی ہے جس میں دس دوکانیں، دس گودام، دس کمرے برائے دفاتر اور ان کے اوپر رہائشی فلیٹس تعمیر کئے جائیں گے۔ انجمن اس کے ابتدائی اخراجات کے لئے اسی ہزار روپیہ خرچ کر چکی ہے جو مارکیٹ کے کرایہ سے خزانہ انجمن میں واپس کر دیا جائے گا۔ حضرت امیر کا خیال ہے کہ انجمن پر مزید بوجھ نہ ڈالا جائے۔ چونکہ اس مارکیٹ کی آمد بھی تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے وقف ہو گی اس لئے حضرت امیر کی تحریک پر حسب ذیل مخیر اصحاب نے چھ چھ ہزار روپے اپنے بزرگوں کو ثواب پہنچانے کی غرض سے مرحمت فرمائے ہیں:-

۱- شیخ مختار احمد صاحب خلف الرشید شیخ نیاز احمد صاحب مرحوم وزیر آباد۔
۲- میاں آفتاب احمد صاحب خلف الرشید شیخ میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم ملتان۔
۳- شیخ میاں عزیز احمد صاحب خلف الرشید شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم لائل پور۔

دوسرے اہل ثروت احباب پر بھی لازم ہے کہ وہ صدقہ جاریہ کے اس عالی اقدام میں حضرت امیر کی آواز پر لبیک کہیں۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

## حضرت مسیح موعودؑ اور غلبۂ اسلام

(بسلسلہ صفحہ ۱)

### عربی اُم الالسنہ ہے

حضرت مرزا صاحب کے دل میں قرآن حکیم کی محبت رچی ہوئی تھی۔ اس لئے آپ کو قرآن حکیم کی زبان عربی سے بھی انتہائی شغف و انہماک تھا۔ قرآن کے کثرت مطالعہ اور اس کے معارف کی وسعت و گہرائی سے آپ کو یہ علم عطا ہوا کہ اگر اللہ تعالےٰ کی ذات کا یہ منشا ہے کہ وہ اپنی ہدایت لوگوں پر واضح کرے جیسا کہ اِمّا یاتینّکم منّی ھدی کے الفاظ سے واضح ہے تو اس نے اس منشاء کے اظہار کے لئے زبان بھی خود ہی تجویز اور نازل کی ہوگی تاکہ اس کا پیدا کردہ انسان منشاء ایزدی کو کما حقہٗ سمجھ کر اس پر عمل کرے۔ آپ کی تحقیق کے مطابق یہ زبان عربی ہی ہے جس سے دوسری زبانیں پیدا ہوئیں۔ اس لحاظ سے عربی ہی اُمّ الالسنہ (زبانوں کی ماں) ہے۔ اور کامل تحقیق کے بعد اس موضوع پر ایک کتاب منن الرحمٰن تخلیق کی۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔

"انسانی بولی کی جڑھ خدا تعالےٰ کی تعلیم ہے۔ اور واضح ہو کہ اس کتاب میں تحقیق الالسنہ کی رُو سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ دنیا میں صرف قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جو اس زبان میں نازل ہوئی جو اُمّ الالسنہ اور الہامی اور تمام بولیوں کا منبع اور سرچشمہ ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ الٰہی کتاب کی تمام تر زینت اور فضیلت اسی میں ہے۔ کہ ایسی زبان میں ہو، جو خدا تعالےٰ کے منہ سے اور اپنی خوبیوں میں تمام زبانوں سے بڑھی ہوئی اور اپنے نظام میں کامل ہو۔ اور جب ہم کسی زبان میں وہ کمال پاویں، جس کے پیدا کرنے میں انسانی طاقتیں اور بشری بناوٹیں عاجز ہوں اور وہ خوبیاں دیکھیں، جو دوسری زبانیں ان سے قاصر و محروم ہوں اور وہ خواص مشاہدہ کریں، جو بجز خدا تعالےٰ کے قدیم اور صحیح علم کے کسی مخلوق کا ذہن ان کا موجد نہ ہوسکے، تو ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ وہ زبان خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ سو کامل تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ وہ زبان عربی ہے"

اس کتاب کی تصنیف کے بعد آپ نے دیگر مذاہب اور زبانوں کے علماء کو چیلنج دیا کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی دوسری زبان اُم الالسنہ ہے تو وہ دلائل سے ثابت کریں ہم انہیں "پانچ ہزار روپیہ" بطور انعام دیں گے اور ساتھ ہی لکھا۔

"ہم نے عربی زبان کی فضیلت اور کمال اور فوق الالسنہ ہونے کے دلائل اپنی اس کتاب میں مبسوط طور پر لکھ دیئے ہیں جو بہ تفصیل ذیل ہیں:۔
(۱) عربی کی مفردات کا نظام کامل ہے (۲) عربی اعلےٰ درجہ کی علمی وجوہ تسمیہ پر مشتمل ہے، جو فوق العادت ہیں (۳) عربی کا سلسلہ اطراد مواد اتم و اکمل ہے (۴) عربی کی تراکیب میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں (۵) عربی زبان انسانی ضمائر کا پورا نقشہ کھینچنے کے لئے پوری پوری طاقت اپنے اندر رکھتی ہے۔"

آپ کی تحقیق چونکہ صداقت سے لبریز تھی، اس لئے عیسائی، یہودی، ہندو، سکھ، پارسی، بدھ، جینی اور برہمو سماجی مذاہب کا کوئی عالم اور ماہرین السنہ میں کوئی صاحب علم مقابل پر نہ آیا۔ اور اس طرح آپ کی تحقیق انیق کی سچائی پر مہر ثبت کردی۔ آپ کی تحقیق و کاوش کی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق صادق حضرت ڈاکٹر بشارت احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی بے نظیر تصنیف "مجددِ اعظم" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"جس زمانہ میں اس کتاب "منن الرحمٰن" کے متعلق تحقیقات شروع تھی، جو تعلیم یافتہ اصحاب قادیان حاضر ہوتے، تمام تمام دن حضرت اقدس ان کے ساتھ انہی مباحث میں خرچ کرتے اور عربی اور دیگر زبانوں کے مفردات خود بھی اور دوسرے احباب سے بھی جمع کرواتے، ان احباب میں خواجہ کمال الدین مرحوم سب سے پیش پیش تھے، اور مفردات کو جمع کرنے اور اس تحقیقات کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرنے میں حضرت اقدس کا ہاتھ بٹاتے، یہاں تک کہ میرے ایک دوست بابو نبی بخش صاحب جو ان مجلسوں میں شریک رہا کرتے تھے فرماتے تھے۔ کہ حضرت صاحب نے عربی زبان کے پندرہ لاکھ سے زیادہ مفردات جمع کر لئے تھے اور ابھی سلسلہ تحقیقات کا چل رہا تھا۔ ہزارہا الفاظ سنسکرت اور انگریزی کے ایسے جمع کر لئے جو عربی سے نکلے تھے، جنہیں دیکھ کر یہ یقین کر تعجب آتا تھا۔ کہ تحقیقات کس قدر وسیع پیمانہ پر پہنچ گئی ہے" (صفحہ ۲)

افسوس کہ حضرت صاحب کے وصال کے بعد آپ کے دولت کدہ میں تحقیقاتی مواد ضائع ہوگیا اور کتاب "منن الرحمٰن" ادھوری شائع ہوئی۔ جب حضرت خواجہ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ادھوری کتاب دیکھی تو حضرت صاحب کے خطوط پر کتاب "ام الالسنہ" لکھی جس میں آپ نے کامیابی کے ساتھ عربی کو اُم الالسنہ ثابت کیا اور اپنے مرشد کی روح مبارک کو خوشنود کیا۔

### مرہم عیسیٰ

آپ نے مضبوط و معقول دلائل سے ثابت کر دیا تھا۔ کہ قرآن حکیم اور انجیل کی رُو سے حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ آپ نے ہر دو کتب مقدسہ سے یہ بھی ثابت کیا کہ حضرت مسیح کو صلیب پر لٹکایا گیا۔ مگر آپ زندہ اتار لئے گئے۔ انجیل میں اس واقعہ کی تفصیل ملتی ہے کہ حضرت مسیح کو صلیب سے اتارنے کے بعد ایک باغ میں رکھا گیا۔ جہاں آپ کا علاج کیا گیا، اور طاقتور غذاؤں کے علاوہ ہاتھ اور پاؤں کے زخموں کو مندمل کرنے کے لئے مرہم استعمال کی گئی۔ یہی مرہم طب کی کتابوں میں "مرہم عیسےٰ" کے نام سے مشہور چلی آرہی ہے۔

چنانچہ آپ نے طب کی کتابوں سے بڑی تحقیق کے بعد ایک مرہم کا نسخہ دریافت کرلیا جو "مرہم عیسےٰ" یا "مرہم حواریین" کے نام سے مشہور ہے اور دلائل سے ثابت کیا کہ یہی وہ مرہم ہے جو آپ کے صلیب سے زندہ اترنے کے بعد آپ کے زخموں پر لگائی گئی۔ چنانچہ آپ نے "قرابادین قادری" کی یہ شہادت درج کی کہ یہ وہ مرہم ہے۔ جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے زخموں کے لئے حواریوں نے تیار کی تھی۔ ساتھ ہی آپ نے کتاب "ست بچن" میں کئی ایسی کتابوں کا ذکر بھی کیا، جن میں یہ نسخہ درج ہے۔ اور جن کے مصنفوں میں مسلمانوں کے علاوہ مجوسی اور عیسائی بھی شامل ہیں۔ پس تحقیق حق کے میدان میں آپ کا یہ کارنامہ بھی انتہائی قدر و منزلت کا حامل ہے۔

---

## امتحان میں کامیابی اور عطیہ

پشاور سے سمندر خان صاحب لکھتے ہیں کہ میری بیٹی عزیزہ عائشہ صدیقہ ایم ایس سی کے امتحان میں ۹۴۹ نمبر لے کر پشاور یونیورسٹی میں اول آئی ہے الحمد للہ۔ اس خوشی میں انجمن کو مبلغ دس روپے بھیجے جا رہے ہیں بزرگان دین سے استدعا ہے کہ اسکے لئے دعا فرمائیں۔

## مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی تعزیتی قراردادیں

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی مجلس منتظمہ کا ایک اجلاس ۷ نومبر ۱۹۷ء زیر صدارت میاں فضل احمد صاحب منعقد ہوا جس میں ذیل کی تعزیتی قراردادیں پاس کی گئیں:۔

(۱) جماعت احمدیہ لاہور کے ایک نہایت مخلص نوجوان شیخ مختار احمد صاحب پسر شیخ سعید احمد صاحب مرحوم و مغفور آف سیالکوٹ بیرون شیرانوالہ گیٹ لاہور کی اچانک وفات حسرت آیات پر ہم گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ مرحوم جوانی کے عالم میں بھی نیک سیرت، مخیر اور احمدیت سے دلی لگاؤ رکھنے والے نوجوان تھے۔ سلسلہ احمدیہ اور خاص کر مرحوم کے لواحقین کے لئے یہ ایک ناگہانی صدمہ جانکاہ ہے۔

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے آج کے اجلاس میں شریک ممبران اس ریزولیوشن کی وساطت سے اپنی اور جماعت احمدیہ لاہور کے دیگر احباب کی جانب سے اس غم انگیز موقع پر مرحوم کی والدہ محترمہ اور بیوی بچوں سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور دست بدعا ہیں کہ خدائے عزوجل جملہ اہل خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خصوصاً مرحوم کی والدہ صاحبہ کو نوجوان بیٹے کی بوقت جدائی کا صدمہ برداشت کرنے کی ہمت اور قوت بخشے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

فیصلہ ہوا کہ تعزیت نامے کی ایک ایک نقل مرحوم کے ورثاء، صدر انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور اور انجمن کے رسائل میں بغرض اشاعت ارسال کی جائے۔

(۲) مجلس منتظمہ اور ممبران مقامی جماعت احمدیہ لاہور آفتاب عالم صاحب مرحوم کی اچانک وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ مرحوم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے مخلص نیک اور متقی رکن تھے اور جماعتی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ان کی دیارِ غیر میں اچانک بے وقت موت بڑی ہی دل دوز اور افسوسناک ہے۔

آج کا اجلاس مرحوم کی مغفرت کے لئے بارگاہ الٰہی میں دعاگو ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

فیصلہ ہوا کہ قرارداد ہذا کی ایک ایک نقل مرحوم کے لواحقین، صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور انجمن کے رسائل میں بھجوائی جائیں۔

## اپیل برائے جلسہ فنڈ

جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے۔ احباب کرام سے گزارش ہے کہ گرانی کے مدِنظر جلسہ فنڈ میں زیادہ سے زیادہ رقوم ارسال فرمائیں۔

افسر تحصیل

## فوری ضرورت ہے

انجمن کو اپنی اراضیات "احمدیہ فارمز" چک $\frac{6}{4L}$ اوکاڑہ کے لئے ایک فیلڈ منشی کی ضرورت ہے۔

بٹوارہ پاس امیدوار کو ترجیح دی جائے گی درخواستیں معہ نقل سندات اور کوائف جلد از جلد پتہ ذیل پر بھیجی جاویں۔ (اور تنخواہ جو کم از کم قابلِ قبول ہو۔)

اللہ بخش۔ جنرل سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور۔ مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۷۰ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۴۶

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا۔

# راتوں کو اُٹھ اُٹھ کے دُعائیں مانگو

## ارشادات حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام

خدا تعالےٰ بڑا کریم ہے۔ اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا۔ اسلئے تم کو چاہیئے کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں مانگو۔ اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دُعا کیلئے کئی مواقع ہیں۔ رکوع، قیام، قعدہ سجدہ وغیرہ۔ پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر، ظہر، عصر، شام اور عشاء ان پر ترقی کر کے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں یہ دُعا ہی کے لئے مواقع ہیں۔ نماز کی اصلی غرض اور مغز دُعا ہی ہے اور دُعا مانگنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عین مطابق ہے۔ مثلاً عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ جب بچہ رونا دھوتا ہے اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بے قرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع وخضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیئے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۵۱-۳۵۲)

# بحرِ حکمت کے موتی

## کشائشِ رزق کا نسخہ رشتہ داروں سے سلوک کرو

عن انس ابن مالک قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سرّہ ان یبسط لہ رزقہٗ او ینسالہ فی اثرہ فلیصل رحمہٗ۔

ترجمہ:—

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سُنا فرمایا جسے اچھا لگے کہ اس کا رزق فراخ کر دیا جائے یا اس کی عمر بڑی ہو تو رشتہ داروں سے سلوک کرے

نوٹ۔ از حضرت مولینا محمد علی صاحبؒ

انسان کی فیاضی کی ابتدا رشتہ داروں سے حسنِ سلوک سے ہی ہوتی ہے پہلے مستحق بھی وہی ہوتے ہیں۔ یہیں سے انسان کے اخلاق میں وسعت پیدا ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی مخلوق کو نفع پہنچانے کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔ قرآن کریم بھی اسی تعلیم سے بھرا پڑا ہے۔

## جب حلال وحرام کی پرواہ نہ کی جائیگی

عن ابی ھریرۃ رضؓ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یاتی علی الناس زمان لا یبالی المرءُ ما اخذ منہ امن الحلال امن الحرام۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آجائے گا کہ آدمی کچھ پرواہ نہ کریگا کہ جو وہ مال لیتا ہے وہ حلال ہے یا حرام۔

لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔
لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں۔
"میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

## حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

## جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پُرانا۔

۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ ہی آئندہ منسوخ ہو گی۔

۳۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔

۴۔ سب مجددینؒ کا ماننا ضروری ہے۔

۵۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

اسلام تمام دُنیا پر غالب آئے گا

محترم محمد صالح نور صاحب (واقف زندگی)

# جماعتِ ربوہ جواب دے

جماعت احمدیہ ربوہ کی طرف سے ادارہ "الشرکۃ الاسلامیہ" نے جب ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جمع کرنے اور انہیں تاریخ وار محفوظ کرنے کا کام شروع کیا تھا تو جبھی اس خدشہ کا اظہار ہمارے احباب کی طرف سے کیا گیا تھا کہ حضورؑ کے وہ ارشادات جو جماعت ربوہ کے عقائد کے منافی ہیں یا جن فرمودات مسیح موعودؑ سے ان کے موجودہ اعتقادات پر زد پڑتی ہے بہت ممکن ہے کہ اس مجموعہ میں ان کو نقل نہ کیا جاوے مگر ربوہ کے ارباب بست و کشاد نے یہ یقین دہانی کروادی تھی کہ ایسا ممکن نہیں ہے مگر ہم بہت تاسف اور حیرانی سے یہ امر جہاں احباب جماعت کے علم میں لاتے ہیں وہاں جماعت احمدیہ ربوہ کے ارباب حل و عقد سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس بارہ میں وہ اپنی پوزیشن واضح کریں کہ وہ حضور علیہ السلام کے ایسے ملفوظات جن سے ان کے خود ساختہ عقائد کی نفی ہوتی ہے اس مجموعہ میں ان کو نقل نہ کر کے تاریخی طور پر خیانت مجرمانہ کے مرتکب کیوں ہو رہے ہیں گو اس وقت تو آپ کی اس جرأت کو تساہل یا غفلت کا نام دیا جاسکتا ہے مگر مستقبل کا نقاد آپ کی اس مجرمانہ سہل انگاری کو کبھی معاف نہیں کریگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد اخبار بدر ۱۳ اپریل ۱۹۰۸ء میں یوں شائع ہوا ہے :-

" ایسے لوگوں کی نسبت ذکر ہوا جو نہ مکفر ہیں نہ مکذب ہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا مسئلہ دریافت کیا گیا۔ فرمایا اگر وہ منافقانہ رنگ میں ایسا نہیں کرتے جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ "با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام" تو وہ اشتہار دے دیں کہ ہم نہ مکذب ہیں نہ مکفر۔ بلکہ بزرگ نیک ولی اللہ سمجھتے ہیں اور مکفرین کو اس لئے کہ وہ ایک مومن کو کافر کہتے ہیں کافر جانتے ہیں تو ہمیں معلوم ہو کہ وہ سچ کہتے ہیں ورنہ ہم ان کا کیسے اعتبار کر سکتے اور کیونکر ان کے پیچھے نماز کا حکم دے سکتے ہیں گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی"

(اخبار بدر ۱۳ اپریل ۱۹۰۸ء)

حضورؑ کا یہ ارشاد چونکہ وفات سے قریباً ایک ماہ پیشتر کا ہی ہے اور اس عبارت سے مندرجہ ذیل تین باتیں ثابت ہوتی ہیں جو کہ جماعت ربوہ کے اعتقادات کے بالکل منافی ہیں اس لئے ملفوظات کے مجموعہ "روحانی خزائن ۲ جلد دہم" کے صفحہ ۲۳۴ پر ۱۲ اپریل ۱۹۰۸ء اور اس کے بعد صفحہ ۲۳۷ پر ۱۵ اپریل ۱۹۰۸ء کے ملفوظات نقل کر کے درمیان میں سے حضور کے اس واضح ارشاد کو فراموش کر دینا ایک قسم کا تاریخی جرم ہے جس کی ہم تو صرف نشاندہی کر رہے ہیں مگر مستقبل کا مؤرخ اور نقاد اسے جماعت ربوہ کی مجرمانہ سہل انگاری اور حضور کے بعض ارشادات سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوتے ہیں :-

اوّل :- جو شخص مکفر اور مکذب نہ ہو اس کے پیچھے احمدیوں کو نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔

دوم :- حضورؑ ۱۹۰۸ء میں اپنے آپ کو بزرگ، نیک اور ولی اللہ ہی منوانا چاہتے اور اپنے آپ کو اسی منصب پر فائز سمجھتے ہیں۔

سوم :- مکفرین کو صرف اس لئے کافر قرار دیتے تھے کہ وہ بموجب فرمان نبوی ایک مومن کو کافر کہتے ہیں نہ اس لئے کہ وہ ایک نبی کے منکر ہیں جیسا کہ جماعت ربوہ کا عقیدہ ہے۔ ممکن ہے کہ اس کا جواب یہ دیا جاوے کہ یہ حوالہ ہماری نظر سے اوجھل ہو گیا ہے۔ یہ جواب اس لئے درست نہیں ہوگا کہ یہ حوالہ اوّل تو اخبار بدر میں نمایاں طور پر موجود ہے دوسرے یہی حضورؑ کا ارشاد ہے مجموعہ فتاویٰ احمدیہ کے مؤلف محمد فضل احمد قادیانی آف چنگا بنگیال نے اپنی کتاب "نہج المصلیٰ" جلد اوّل کے صفحہ ۳۱۰ پر درج کیا ہے جو جماعت ربوہ کے نزدیک ایک مستند کتاب ہے۔

---



# اسلام کے سپاہی بنو

ٹرینیڈاڈ گارڈین مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۷۰ء میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے دورہ ٹرینیڈاڈ کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہے :-

احمدیہ تحریک کے روحانی پیشوا فضیلت مآب حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین (ایدہ اللہ بنصرہ) نے عربیہ کے مسلمانوں سے فرمایا ہے کہ وہ مشرق و مغرب میں جمہوری اقدار کی بقا کے لئے اسلام کے سپاہی بن کر متحد ہو جائیں۔

یہ الفاظ آپ نے ہفتہ کی شام عربیہ ٹاؤن ہال میں ایک عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمائے اس اجتماع میں آپ نے "عالمی امن کی تبلیغ اور نسلِ انسانی کے اتحاد" کے موضوع پر اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالی، جلسہ کی صدارت کے فرائض عربیہ کے میئر عالی جناب ایڈن رحیم بالقایہ نے سرانجام دیئے۔

فاضل مقرر نے تقریر کے دوران فرمایا کہ تاریخ عالم میں جمہوری اور امداد کا کامل و وسیع اظہار پہلی اسلامی جمہوریہ خلافت راشدہ میں ہوا۔ جبکہ سلاطین اور کسان تاریخ میں پہلی بار بلا امتیاز ایک سطح پر لا کھڑے کر دیئے گئے۔

اس کے ثبوت میں آپ نے فرمایا کہ اسلامی جمہوریت میں حبشی مسلمانوں نے بلند کردار ادا کیا ہے۔ چنانچہ نویں اور تیرھویں صدی کے درمیان انہیں خاص اہمیت اور عظمت حاصل ہوئی اور اس طرح جمہوریت کو ایک نیا تصور اور ولولہ نصیب ہوا۔

نسلی تعصبات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے کہ قرآن حکیم نے اس پر مفصل بحث کی ہے اور فرمایا ہے کہ نسلی اعتبار سے "گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں"

معزز مقرر کا تعارف کراتے ہوئے جناب میئر رحیم صاحب نے فرمایا :-

"آج کا دن مسلمانانِ عربیہ کے لئے ناقابلِ فراموش ہے۔ کہ ان کے درمیان آج اسلام کا ایک ایسا روحانی رہنما موجود ہے جس نے اپنی تمام زندگی عالمی امن کے لئے وقف کر رکھی ہے"

# التواء استقبالیہ

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ مقامی جماعت احمدیہ لاہور نے حضرت امیر قوم الحاج مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ کے بلاد غیر کے کامیاب تبلیغی دورہ سے بامراد مراجعت کے موقعہ پر ان کے اعزاز میں ایک تقریب استقبالیہ کے انعقاد کا پروگرام بنایا تھا۔ لیکن انتخابات کے ضمن میں دفعہ ۱۴۴ نافذ ہونے کی وجہ سے یہ تقریب مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۷۰ء کو منعقد نہ کی جاسکی۔ قلت وقت اور عام تعطیل ہونے کے سبب اس تقریب کے التواء کے بارے میں اکثر احباب کو اطلاع نہیں دی جاسکی چنانچہ پروگرام کے مطابق جو خواتین و احباب احمدیہ بلڈنگس تشریف لائے۔ ان کی تکلیف فرمائی و زحمت کے لئے انتظامیہ معذرت خواہ ہے۔ اس تقریب کے انعقاد کی آئندہ تاریخ سے احباب کو پھر مطلع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

خاکسار ۔ مبارک احمد شیخ
آنریری جنرل سیکرٹری
مقامی جماعت احمدیہ لاہور

## اپیل برائے جلسہ فنڈ

جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے احباب کرام سے گذارش ہے کہ گرانی کے مدنظر جلسہ فنڈ میں زیادہ سے زیادہ رقوم ارسال فرمائیں۔

افسر تحصیل
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

## درخواست دعا

محترم مرزا محمد مظفر بیگ صاحب ساطع دل کے دورے پڑنے کی وجہ سے علیل ہیں۔ احباب ان کی صحت عاجلہ و کاملہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

# انڈونیشیا میں ایک دوست کی وفات

جکارتا (انڈونیشیا) سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ہماری جماعت کے ایک نہایت قابل اور مخلص دوست مسٹر سودیو .......... ۲۲ نومبر ۱۹۷۰ء کو وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون، مرحوم ہماری انڈونیشین جماعت کے سرکردہ ممبر تھے۔ انہوں نے حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی کتب کے (جن میں قرآن کریم اور ٹیچنگز آف اسلام بھی شامل ہیں) انڈونیشین زبان میں تراجم کئے ہیں، دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو فردوس بریں میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے احباب سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۷۰ء

# آزمائش کا وقت

۷ دسمبر ۱۹۷۰ء کو قومی اسمبلی کے انتخابات جس پُرامن ماحول اور سکون سے انجام پذیر ہوئے اس کے لئے ہمارے اربابِ نظم ونسق قابلِ صد ستائش ہیں، اور اس پر خدا تعالےٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے، اس انتخابی مہم نے گذشتہ چند ماہ سے جو رنگ و روپ دھارے تھے ان کے تیور اچھے نہ تھے، ایک طرف ہمارے برخود غلط علماء کا طبقہ تھا، جو بلا وجہ سیاست کے پھڈے میں ٹانگ اڑا کر دو کشتیوں میں سوار ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ حالانکہ ان کے لئے قوم کی تعمیر و ترقی کے دوسرے راستے موجود تھے، اور ان کا اپنے راستہ سے ہٹ کر صرف اور صرف دنیوی اقتدار کے لئے ایک دوسرے سے دست وگریباں ہونا مناسب نہ تھا۔ یہی قوت اور طاقت اگر وہ قوم کی اخلاقی اور رُوحانی تربیت کے لئے صرف کرتے تو یہ نہ صرف ان کی نیک نامی کا موجب ہوتا بلکہ قرونِ اولیٰ کی وہ روایات بھی زندہ ہوجاتیں جو اسلام کا طرۂ امتیاز ہیں۔ افسوس ہے کہ انہوں نے اپنے فرض کو فراموش کر کے سیاست کے خارزار میدان میں قدم فرسائی کی اور ایک دوسرے سے اُلجھ کر مفت کی بدنامی اُٹھائی۔

انتخابات میں ہار جیت ایک قدرتی امر ہے، البتہ جیتنے والے کو فخر و مباہات کی بجائے ایک کڑی آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہ امر موجب تشکر ہے کہ موجودہ انتخابات میں جن لوگوں کو کامیابی حاصل ہوئی ان میں سب سے زیادہ سیٹیں ان افراد کے حصہ میں آئی ہیں، جو تمام کلمہ گوؤں کو مسلمان سمجھتے ہوئے سب کے ساتھ ارتباط قائم کرنا ضروری سمجھتے ہیں، اس ضمن میں پیپلز پارٹی کے چیئرمین مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کا اسم گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے، ہم انہیں اور دوسرے کامیاب ہونے والے اصحاب کو تہ دل سے مبارک باد پیش کرتے ہیں، اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں پاکستان کی بہترین خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اس وقت ان کے لئے بہت بڑی آزمائش کا وقت ہے، بحیثیت امیدوار انہوں نے عوام کے ساتھ بہت سے خوش آئند وعدے کئے، جن کے پیشِ نظر عوام نے ان کی بھرپور حمایت کی، اس لئے یہ اُمید کرنا بے جا نہیں کہ انتقال اقتدار کے بعد وہ اپنے تمام وعدوں کو یاد رکھتے ہوئے عوام کے ساتھ پوری وفاداری کا ثبوت دیں گے، اور کسی طرح ملک کو تفرقہ و انتشار کا شکار نہ ہونے دیں گے۔

مشرقی پاکستان میں شیخ مجیب الرّحمان کو سب سے بڑھ کر کامیابی حاصل ہوئی ہے، جس کے لئے وہ مستحق مبارک باد ہیں، کہا جاتا ہے کہ وہ ملک کے اس حصّہ کو خود مختار بنانا چاہتے ہیں موجودہ حالات میں جبکہ بھارت اپنے بہیمانہ عزائم کے ساتھ پاکستان کے لئے باعثِ تشویش بنا ہوا ہے، علیحدگی اور خود مختاری کا خیال مفید معلوم نہیں ہوتا، خدا کرے وہ اس خیال کو ترک کر کے مغربی پاکستان کے ساتھ متحد ہو کر ملک کی تقویت کا موجب ہوں۔

آخر میں ہم پھر دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کامیاب ہونے والوں کو زیادہ سے زیادہ ملک کی خدمت کرنے اور عوام کی معیشت کو خوشگوار بنانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

## خالی ہات!!

ابوارشد

دیں کی قدروں سے کھیلنے والے
اِک قلندر سے کھا گئے ہیں مات!
اہلِ ایماں کے مُنہ جو آتے تھے
تک رہے ہیں وہ مُنہ کو خالی ہات!!

# شیخ فضل الرّحمٰن صاحب وفات پاگئے

## اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ ہماری جماعت کے ایک بہت بڑے صنعت کار اور بہت بڑے مخیّر انسان جناب فضل الرحمان صاحب ملتان میں ۶ دسمبر ۱۹۷۰ء کی شام کو حرکت قلب بند ہوجانے سے وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شیخ صاحب مرحوم مُلتان اور لائل پور میں ٹیکسٹائل اور گھی ملز کے مالک تھے، اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے تھے، حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کی طباعت و اشاعت کے لئے انہوں نے بیشقرار رقوم خرچ کیں اور ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ احمدیہ لنڈن مشن کے لئے انجمن کو تیس ہزار روپیہ کی پیشکش کی، اس کے علاوہ کئی غرباء کے وظائف انہوں نے مقرر کئے ہوئے تھے۔

ان کی وفات کی خبر لاہور میں ۷ دسمبر کی صبح کو موصول ہوئی جس پر حضرت امیر ایدہ اللہ ان کے جنازہ میں شمولیت کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز ملتان تشریف لے گئے، ان کے علاوہ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور، اور بعض دیگر احباب بھی شامل جنازہ ہوئے، شیخ صاحب مرحوم کے صاحبزادہ میاں مختار احمد صاحب صوبائی اسمبلی کے لئے بطور امیدوار کھڑے ہوئے تھے، دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں کامیابی عطا فرمائے، اور دیگر صاحبزادگان کو اپنے محترم باپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ہمیں مرحوم کے تمام لواحقین و پس ماندگان سے اس سانحہ میں دلی ہمدردی ہے، اور ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں، دُعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور شیخ صاحب مرحوم کو اعلےٰ علیین میں جگہ دے۔

تمام احمدی جماعتوں سے استدعا ہے کہ جنازہ غائبانہ پڑھ کر مرحوم کی رُوح کو ثواب پہنچائیں، شیخ صاحب مرحُوم کی وفات پر اظہار افسوس کے لئے دفتر انجمن ۸ دسمبر کو نصف دن کے لئے بند کر دیا گیا۔

# جماعت احمدیہ ربوہ کے عُلماء سے ایک استفسار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" (۱۹۰۱ء) میں فرماتے ہیں:۔

"تو پھر جس حالت میں خدا تو فرمائے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور پھر اپنے فرمودہ کے برخلاف عیسٰیؑ کو بھیجدے تو پھر کس قدر یہ فعل آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دلآزاری کا موجب ہوگا۔"

استاذی المکرم مولینا ابوالعطاء صاحب فاضل اور استاذی المکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری سے جو جماعت ربوہ کے صف اوّل کے علماء میں سے ہیں، میں بصد ادب و احترام یہ استفسار کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ آپ قرآن کریم سے اس فرمانِ خداوندی کی نشاندہی فرمائیں جس کی طرف حضورؑ نے اس مقام پر اشارہ فرمایا ہے کیونکہ جس فرمان کو حضور علیہ السلام نے اس اشتہار میں اللہ تعالےٰ کی ذات کی طرف منسوب فرمایا ہے اس کا ذکر کلام الٰہی کے کسی نہ کسی مقام پر ہونا ناگزیر ہے اُمید کامل ہے کہ آپ ذرّہ نوازی فرماتے ہوئے جواب باصواب سے ضرور نوازیں گے تاکہ حضورؑ کے کلام کی صداقت پر مہرِ تصدیق ثبت ہوسکے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

والسلام آپ کا شاگرد

محمد صالح نور۔ 175 اے سی۔ ممتاز آباد۔ ملتان ۱۹ نومبر ۱۹۷۰ء

# اخبار و افکار

## عرب قومیت اور اسلام

مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ کے ایک مضمون کا ترجمہ معاصر المنبر لائلپور نے "عربی قومیت کا تنقیدی جائزہ" کے عنوان سے شائع کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں میں آج کل اسلامی قومیت کے بجائے عرب قومیت کی رَو زیادہ ترقی کر رہی ہے۔ چنانچہ معزز مقالہ نویس نے عربوں کے اسلامی کارناموں اور ان فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے جو اسلامی اور دینی جذبہ کے ماتحت عمل میں آئیں، افسوس کے ساتھ بتایا کہ:-

"اب یہ لوگ اس موروثی بزرگی و عزت اور عظیم مملکت کو بھول گئے یا بھلا دیئے گئے ہیں جسے انہوں نے اسلام کی بدولت ہی حاصل کیا تھا اور اب یہ فرزندانِ کرام عربی قومیت کی بنیاد پر اتحاد و اتفاق کی دعوت دے رہے ہیں، اور اسی اتحاد کو اپنے ملک سے سامراجی دشمنوں کا صفایا کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔"

آگے چل کر مقالہ نگار نے اس کی مزید وضاحت ان الفاظ میں کی ہے کہ:-

"قوم پرستی کی دعوت دینے والوں میں سے اکثر کے مقاصد کچھ اور ہی ہیں جنہیں ان کے معاشرے اور واقعات سے معمولی علم رکھنے والا شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے ان کے اغراض و مقاصد میں مندرجہ ذیل چیزیں شامل ہیں:-

۱- کاروبارِ حکومت سے دین کا اخراج

۲- اسلامی احکام کی معاشرے سے علیحدگی اور ان کی جگہ پیوند شدہ پست قوانین کی ترویج۔

۳- جنسی جذبات اور باطل مذاہب کے بارے میں بے لگام آزادی۔

ان حالات کا ذکر کرنے کے بعد مقالہ نگار نے بالکل سچ لکھا ہے کہ:-

"یہ دعوت ان مقاصد کو لے کر اُٹھے گی یقیناً استعماری طاقتیں اس پر خوشی سے رقص کریں گی اور اس کے وجود کے پھلنے پھولنے اور پروان چڑھنے میں مدد دیں گی اگرچہ ظاہراً وہ اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ ان تحریکوں کی سرپرستی کر کے وہ عربوں کو ان کے دین سے برگشتہ کرنا چاہتی ہیں اور انہیں قومیت کے لئے کام کرنے، اس کی دعوت دینے اور دین سے منہ موڑنے کی ہمت دلاتی ہیں۔"

معزز مضمون نگار کے اس بیان سے اتفاق کرتے ہوئے ہم یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اسلام ہی کے رشتہ نے عرب قوم کو دنیا میں اعزاز اور فوقیت بخشی تھی اس رشتہ کو چھوڑنے کا یہ نتیجہ ہے کہ آج خود ان کے اپنے اندر اختلاف اور پھوٹ پیدا ہو کر اسرائیل کے مقابلہ میں ذلت و خواری پیش آ رہی ہے، کاش یہ نتائج ان کے لئے عبرت کے موجب ہوں۔

---

## بھارت کے وحشیانہ حملے

عین اس وقت جبکہ پاکستان میں عام انتخابات کی تیاریاں زوروں پر تھیں اور پاکستانی افواج ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے متعین کر دی گئیں بھارتی جارحیت پسندوں نے کسی سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت مشرقی پاکستان کے سرحدی گاؤں بترلی گاچ پر اور اس کے دوسرے دن بعد ایک دوسرے گاؤں شمال زنگا پر حملہ کر کے پرلے درجہ کی بہیمیت اور وحشیانہ پن کا منظر پیش کیا، حملہ آور رائفلوں سے مسلح تھے اور انہوں نے مذکورہ دیہات کو چاروں طرف سے گھیر کر اوّل الذکر گاؤں میں تین سو پاکستانیوں کو شہید اور سات سو کو زخمی کر دیا جاں بحق ہونے والوں میں عورتیں، بچّے اور بوڑھے بھی شامل ہیں۔ حملہ آور گھروں میں گھس گئے اور جو بھی سامنے آیا اسے گولی کا نشانہ بنا دیا اس کے علاوہ متعدد نوجوان لڑکیوں کو بھی اُٹھا کر لے گئے، یہی حال دوسرے گاؤں میں پیش آیا۔

اس بہیمانہ حرکت پر جس قدر بھی رنج و اندوہ کا اظہار کیا جائے کم ہے، ایک طرف مشرقی پاکستان کے ہولناک طوفان نے وہاں کے لوگوں کو پریشان کر رکھا ہے اور دوسری طرف ان کی اس پریشانی اور پاکستانی افواج کی انتخابات کی نگرانی میں مصروفیت سے فائدہ اُٹھا کر بھارتی درندوں نے بلا اشتعال ایسی وحشیانہ حرکت کی ہے جس کے خلاف اقوامِ متحدہ کو زبردست نوٹس لینا چاہیئے، اس کے ساتھ ہی مشرقی پاکستان کے ان لوگوں کو بھی جو بنگلہ قومیت اور مشرقی پاکستان کی آزادی کے لئے کوشاں ہیں، اس پر غور کرنا چاہیئے کہ بھارت کی یہ حرکت کہاں تک ان ارادوں اور خواہشات کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ ضرورت ہے کہ وہ اپنے رویہ پر نظرِ ثانی کر کے متحدہ پاکستان کو اپنا نصب العین بنائیں کہ اس کے بغیر مشرقی پاکستان کا زندہ رہنا مشکل ہے۔

---

## بتا اے فضلِ رحماں تو کہاں ہے!

(اعظم علوی)

بہاریں پھر بھی آئیں گی چمن رشکِ جناں ہوگا
بہانِ آرزو غیرت دہِ صد کہکشاں ہوگا

مسیحِ وقت کی نبّاضیوں کے غلغلے ہونگے
ہر اک فردِ بشر اس دور کا رطب اللساں ہوگا

نگارشہائے مہدی کو سب آنکھوں میں جگہ دیں گے
ہر اک شعشہ جو اُبھرے گا وہ پلکوں پر جواں ہوگا

امامِ وقت علیہ السلام کی ہر بات آخر دلنشیں ہوگی
ہمارے نام پر "فتحِ نمایاں" کا نشاں ہوگا

مگر ایسے میں جب احباب پوچھیں گے پتہ تیرا
بتا اے فضلِ رحماںؒ تو کہاں ہے اور کہاں ہوگا

وہ ہم سے کیا نہ پوچھیں گے تیری فیّاضیاں سُن کر
بتائیں گے انہیں گر کچھ، تجسّس بے کراں ہوگا

حلیمی، انکساری اور فیّاضی کا یہ عالم
نہ اُٹھے ہاتھ سائل کا کہ بارِ دیر گراں ہوگا

تدبّر اور پھر فہم و فراست پر نہ یہ حسرت
کہ کوئی متفق ہوگا کہ کوئی ہم زباں ہوگا

تڑپ دیں کی اشاعت ہو۔ لگن، قرآں کو پھیلاؤ
اسی دھن میں دیا اتنا کہ گنتی میں کہاں ہوگا؟

"براہینِ" مسیحا کو وہ بخشی تُو نے زیبائش
نہ اس کی مثل دیکھی ہے نہ آئندہ گماں ہوگا

وہ نخلِ احمدیت کو جنہوں نے خوں سے سینچا ہے
تمہارا نامِ نامی بھی اُسی صف میں عیاں ہوگا

جہاں میں دیں کو دنیا پر مقدّم کر دکھایا ہے
گیا ہے سُرخرو ہو کر، نہ تیرا امتحاں ہوگا

ترے ایثارِ گوناگوں کا یہ گویا خلاصہ ہے
نہ تجھ سا مہرباں دیکھا، نہ تجھ سا مہرباں ہوگا

**عطا خلدِ بریں میں شاہِ بطحا کی رفاقت ہو**
**ترے دائیں بھی رحمت ہو ترے بائیں بھی رحمت ہو**

# رمضان شریف میں ذکرِ الٰہی اور خدمتِ خلق کا مظاہرہ

## روزہ کا مقصد حصولِ قربِ الٰہی اور نیک عملی کی زندگی اختیار کرنا ہے

## زبان کو بدکلامی اور ایک دوسرے کے متعلق بدگوئی سے بچایا جائے

## نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت آپ کے بلند اخلاق اور عبادات ہیں

**خطبہ جمعہ**

مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۷۰ء

فرمودہ

حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام

جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس - لاہور

ان المتقین فی جنٰت وعیون - اٰخذین مآ اٰتٰھم ربھم - انھم کانوا قبل ذالک محسنین - کانوا قلیلاً من الیل ما یھجعون - وبالاسحار ھم یستغفرون ——— (الذاریات ۵۱: ۱۵ تا ۱۸) ———

### رمضان میں قرآن خوانی

رمضان شریف کا اختتام قریب ہے - آج جمعۃ الوداع ہے - آیئے ہم اس مہینہ کے متعلق چند باتوں کا ذکر کریں - اس مبارک مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت نازل ہوئی - اور وہ نعمت قرآن کریم ہے - حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں قرآن شریف دوہرایا کرتے تھے اور آپ کی سنت پر عمل کر کے آج ساڑھے ستر کروڑ مسلمان قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے - گھروں میں چھوٹے بچے بچیاں سحری کے وقت قرآن کریم لے کر بیٹھ جاتی ہیں سحری کھا کر پڑھنے لگتی ہیں - میں نے ایک بچے سے پوچھا کہ بتایئے کتنے سپارے پڑھے ہیں - اس نے کہا کہ جتنے روزے رکھے - دوسرا بچہ اس سے چھوٹا تھا اس نے کہا آٹھ سپارے پڑھے ہیں -

### ذکرِ الٰہی اور خدمتِ خلق

تو گھروں میں اللہ تعالیٰ کی یہ برکت عام طور پر جاری ہے - پچھلی رات کو شہروں کے شہر بستے نظر آتے ہیں - ذکرِ الٰہی کے علاوہ ان دنوں میں لوگ خیرات کرتے ہیں - عبادتِ الٰہی کرنا اور مخلوقِ الٰہی کی خدمت کرنا اسلام اتنا ہی ہے - اس مہینہ میں عبادت کرنا قدرتی طور پر لوگوں کی طبیعت میں داخل ہے اور دل چاہتا ہے کہ نفل پڑھیں اور خیرات کریں -

### محسنین کیلئے جنّات کا وعدہ

یہاں ان آیات میں ایسے ہی لوگوں کا ذکر ہے فرمایا ان المتقین فی جنٰت وعیون - خدا خوف لوگ جو احکامِ الٰہی کی بجا آوری میں مصروف رہتے ہیں اور مخلوقِ الٰہی کی خدمت کرتے رہتے ہیں ان کے لئے جنات ہیں - اور ان کے اندر باغات ہیں - وہ ان کے لئے آسائش کی جگہ ہے - ان میں پانی کے چشمے بہتے ہیں - قدرتی طور پر انسان ان چیزوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے - باغات اور نہریں، پھل پھول یہ چیزیں قدرتی طور پر انسان کو پسند ہیں - وہاں بھی انسان ہی انسان ہوں گے - کوئی دوسری جنس وہاں نہیں ہوگی - فطرت سب کی ایک ہے - جو ان آسائش کی چیزوں سے خوش ہوتی ہے - جنات ملنے کی وجہ بھی یہاں لکھی ہے فرمایا انھم کانوا قبل ذالک محسنین - یہ مرد اور عورتیں سب کے سب محسن لوگ تھے مخلوقِ الٰہی پر اپنا مال صرف کرتے تھے یعنے وہ محسنین تھے -

### احسان کیا ہے ؟

ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی رض نے پوچھا ما الاحسان یا رسول اللہ ! اے اللہ کے رسول ! احسان کس کو کہتے ہیں ؟ فرمایا احسان یہ ہے ان تعبد اللہ کانک تراہ، تم اپنے ربّ کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اپنے خالق و مالک اور آقا کو دیکھ رہے ہو، اس سے طبیعت کے اندر جوش ہوتا ہے کہ زمین و آسمان کا بادشاہ ہمارے سامنے ہے - اور ہم اسے دیکھ رہے ہیں - فرمایا فان لم تکن تراہ فانہٗ یراک - اگر ایسا نہ ہو سکے کہ تم خدا کو دیکھ سکو تو پھر دل کے اندر یہ تو یقین ہو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے یہ وہ بلندیٔ ایمان ہے جس پر مسلمان کو پہنچایا گیا ہے - فرمایا وھو معکم اینما کنتم - تم جہاں کہیں بھی ہو کھیت میں کام کرتے ہو، بازار میں دوکانداری کرتے ہو، ٹھیکیداری کرتے ہو یا کوئی اور تجارت یا دستکاری اور صنعت کا کام کرتے ہو، کپڑے کا کارخانہ یا آٹے کی فیکٹری چلاتے ہو، زمین کے کسی حصہ پر ہو، جنگل میں ہو، پہاڑ کی چوٹی پر ہو یا تختۂ جہاز پر - ھو معکم - وہ تمہارے ساتھ ہے تمہارے کاروبار پر اس کی نگاہ ہے -

### روزہ کی غرض حصولِ قربِ الٰہی ہے

اللہ تعالیٰ کسی رسم سے خوش نہیں ہوتا - فرمایا لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب نیکی رسم سے حاصل نہیں ہو سکتی - اور یہ کوئی نیکی نہیں کہ صرف کعبے کی طرف منہ کر لیا اور اس سے خدا راضی اور خوش ہو گیا - اسی طرح روزہ رکھنے سے خدا خوش نہیں ہوتا بلکہ روزے کے مقاصد کو پورا کرنے سے خدا خوش ہوتا ہے - اللہ کا قرب حاصل کرنا، اور اس کی خوشنودی حاصل کرنا اصل مقام ہے جو مسلمان کو حاصل ہونا چاہیئے - اگر مسلمان کو یہ ایمان نصیب ہو گیا کہ میں جہاں کہیں ہوں اللہ تعالیٰ وہیں موجود ہے اور مجھے دیکھتا ہے میرے دل پر نظر رکھتا ہے اور میرے ارادوں اور نیتوں کو جانتا ہے تو مسلمان سونا بن گیا - اس کے فعل اور نیت میں ایسی پاکیزگی ہونی چاہیئے جس سے خدا خوش ہو -

### زبان کو فساد اور بدکلامی سے بچاؤ

زبان کی حفاظت کرنا چاہیئے کہ یہ مخلوق کو نقصان نہ پہنچائے - اس طرح کی باتیں کرنا کہ فلاں شخص بہت اچھا آدمی ہے لیکن ............ اس کا سر کاٹ دیا جاتا ہے - پہلے تو اس شخص کی تعریف کر کے چالاکی سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ میں اس کا خیر خواہ ہوں - پھر ساتھ ہی "لیکن" کہہ کر اس کا ستیاناس کر دیتا ہے، پہلے بے ایمانی کا جملہ بول کر دوسرے جملہ میں اس کی عزت پر حملہ کرتا ہے - روزہ کے یہ منافی ہے - روزہ زبان کا رکھو، یہ زبان نہایت خطرناک ہے - اس زبان کے اندر ہڈی نہیں لیکن اس کا زخم تلوار سے بھی زیادہ گہرا ہے - تلوار کا زخم تو مندمل ہو جاتا ہے - لیکن زبان کا زخم مندمل نہیں ہوتا، اپنی زبان کا روزہ رکھو، جس زبان سے تم ذکرِ الٰہی کرتے ہو اس زبان کو میلا نہ کرو قولوا للناس حسناً تمہاری زبان مجسّم حسن ہونی چاہیئے - تمہارا کلام مجسم حسن ہو، تمہارا اٹھنا بیٹھنا مجسم حسن ہو، کسی کی غیبت نہ کرو چالاکی سے کسی پر حملہ نہ کرو - فریب کاری سے کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ - پہلے فریب سے کسی کو خوش کرنا چاہتا ہے پھر دشمنی کرتا ہے - دنیا میں ایک تو زبان کی بدکلامی کی وجہ سے فساد ہے دوسرے عفت کی وجہ سے فساد ہے - ان دونوں امور سے متعلق بہت احتیاط کرنا چاہیئے -

### جنّت نیک اعمال سے ملتی ہے

فرمایا انھم کانوا قبل ذالک محسنین - جنت کا ملنا نیک اعمال کا پھل ہے ایسے لوگ محسن ہوتے ہیں - خدا کو سامنے رکھتے ہیں - خدا کے حکموں کو مانتے اور ان پر عمل کرتے ہیں -

### دولت کے فوائد اور نقصانات

دولت بڑی نعمت ہے - بسا اوقات یہ نعمت اخلاق کی تباہی کا باعث بن جاتی ہے - دولت انسان کی نہایت خطرناک دشمن ہے، یہ عیاشی اور بدکاری کا دروازہ کھولتی ہے، کنجوسی پیدا کرتی ہے لیکن اگر اسے نیک کاموں پر صرف کیا جائے اور برائی سے اپنے آپ کو بچایا جائے تو ایسا دولت مند خدا کو پا لیتا ہے - حضرت ابوبکر رضی اللہ بہت دولت مند تھے انہوں نے دولت کو خدا کے رستہ میں خرچ کر کے اعلیٰ مقام پایا -

### حضرت نبی کریم صلعم کی شب بیداری اور عبادات

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ

اپنے سامنے دیکھئے۔ حضورؐ راتوں کو عبادت الٰہی میں جاگتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ اس قدر عبادت الٰہی کرتے کہ کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں سوج جاتے۔ بادشاہ ہو کر آپ راتیں عبادت الٰہی میں گذارتے ہیں۔ یہ ایک مثالی زندگی ہے جس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ حضور صلعم کے پاس دولت ہے جو دوسروں کو بانٹ دیتے ہیں اعلیٰ منصب ہے۔ اور قوم کی قوم آپؐ پر فدا اور قربان ہے لیکن آپ اللہ تعالےٰ کو اپنے سامنے رکھتے اور راتوں کو اس کے حضور کھڑے رہتے ہیں۔ یہ حضور صلعم نے معجزہ کر کے دکھلایا ہے، آپؐ کے متبعین بھی بادشاہ ہوئے ہیں انہوں نے بھی راتیں عبادت الٰہی میں گذاریں۔ اور اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کی۔ عیاشی مسلمان کا شیوہ نہیں ہے اگر دولت ہے تو مسلمان اس کو اپنا غلام بنا کر رکھتا ہے، دولت اس پر سواری نہیں کر سکتی۔ کل دو چار احباب سے باتوں باتوں میں حضور اکرم صلعم کا ذکر آیا تو میں نے بتایا کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور صلعم میرے ہاں تشریف لائے میرے ساتھ لحاف میں لیٹ گئے اور فرمایا یا عائشۃ ھل لک ان تاذنی اللیلۃ فی عبادۃ ربی اے عائشہ کیا آپ کے لئے ممکن ہے کہ مجھے اجازت دیں کہ آج رات میں خدا کی عبادت میں صرف کر دوں۔ اہلیہ محترمہ سے اجازت طلب کرتے ہیں کہ عبادت الٰہی میں رات گذار دیں آپ بادشاہ وقت ہیں خدا کے رسول اور محبوب ہیں۔ قوم آپؐ کے اشارے پر جان قربان کرتی ہے لیکن حضور صلعم اپنی بیوی سے عبادت الٰہی کیلئے اجازت مانگ رہے ہیں یہ تہذیب کا کمال ہے اور پھر یہ حالت اور بیوی کے پاس سونے کے مقابلہ پر عبادت الٰہی میں رات گذارنا یہ حضور صلعم کا کمال ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو کس قدر عشق الٰہی تھا۔ حضرت عائشہ رض کا بھی کمال دیکھئے۔ آپ جواب دیتی ہیں یا رسول اللہ انی احبک واحب قربک واحب مرادک۔ مجھے آپ سے پیار ہے اور آپؐ کا قرب چاہتی ہوں اور مجھے آپ کا مقصد منشاء بھی پیارا ہے۔ انی قد اذنت لک۔ میں آپ کو اجازت دیتی ہوں۔ کس قدر پاک کلمات ہیں اور کیسی اعلیٰ درجہ کی تہذیب ہے۔ حضور فرماتے ہیں وما انا متکلفین۔ میں تکلف نہیں کرتا چالاکی کی باتیں نہیں جانتے۔ اپنی اہلیہ محترمہ سے اجازت حاصل کر کے حضور اٹھے اور مشکیزے کی طرف گئے۔ بہت پانی نہیں انڈیلا۔ تھوڑا پانی استعمال کیا اندازہ لگایئے کہ حدیث میں کس قدر جزویات تک کا ذکر ہے۔ حضور نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں قام یصلی فجعل یبکی۔ آپؐ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور لگے رونے۔ یہ عظیم الشان شخصیت، جو معصوم پیدا ہوئی، جس کے قریب کوئی لغزش نہ آئی۔ وہ جناب الٰہی میں آہ و زاری کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

## حضرت نبی کریم صلعم کی بلندی اخلاق

یہ ہیں حضور صلعم اور یہ ہے آپؐ کی سنت۔ سنت یہ نہیں ہے کہ پتلون ٹخنوں سے اوپر کر لی جائے ہاتھ سینے کے اوپر یا نیچے باندھ لئے جائیں یا داڑھی لمبی کی جائے اور لبیں چھوٹی کی جائیں، حضور صلعم کا طریقہ آپؐ کی زندگی بھر کا عمل یہ سنت ہے اسے سیکھو۔ حضور صلعم نے اپنی زبان کو کبھی میلا نہیں ہونے دیا۔ اس سے نیکی کا اظہار ہوتا تھا۔ آپؐ کے اندر اخلاق کی بلندیاں تھیں۔ مسلمان کو بھی ایسا ہی بننا چاہیئے کہ کوئی اسے دیکھے تو اسے نظر آئے کہ یہ حقیقت میں مسلمان ہے۔ لکھا ہے کہ حضور صلعم اسی نماز کی حالت میں کھڑے تھے کہ حضرت بلال رض آئے اور عرض کی یا رسول اللہ صبح ہو گئی۔ اس مقدس انسان کے برخلاف کبھی آریوں نے بدزبانی کی تو کبھی یورپ کے دریدہ دہنوں نے، لیکن اگر وہ حضور صلعم کی صحیح زندگی سے واقف ہوتے تو انہیں یہ کہنے کا موقعہ نہ ملتا۔

## استغفار کی حقیقت

فرمایا کانوا قلیلاً من اللیل ما یھجعون۔ مسلمان راتوں کو کم سوتے ہیں۔ وبالاسحار ھم یستغفرون۔ پچھلی رات تہجد پڑھتے ہیں عبادت الٰہی کرتے ہیں اور پھر استغفار میں لگ جاتے ہیں کہ کوئی کمی رہ گئی ہو تو معاف ہو جائے اور آئندہ لغزش نہ ہونے پائے۔

## پادری زویمر سے ملاقات اور اس کے اعتراض کا جواب

ایک دفعہ مشہور عیسائی پادری زویمر ووکنگ مسجد میں مجھے ملنے کے لئے آئے۔ وہ شام میں بیس برس کے قریب رہ چکا تھا۔ وہاں رہ کر عربی زبان بولنے اور لکھنے میں ماہر ہو گیا تھا۔ وہ لنڈن سے دو پادری اور اپنی بیوی کو بھی ہمراہ لایا تاکہ ان کو دکھائے کہ کس طرح مولویوں کو شکست دی جاتی ہے اور اس کا خیال تھا کہ یہ جو انگریزوں کو مسلمان کر رہا ہے اس کو ختم کر دے گا۔ چنانچہ وہ مسجد میں آ گئے۔ وہاں پہلے مسجد آتی ہے اور اس سے آگے جا کر مکان ہے۔ ہمارے دوست عبدالحق عرب وہاں رہتے تھے۔ انہیں آ کر وہ ملا اور کارڈ دیا اور کہا کہ میں مولانا کی زیارت کرنا چاہتا ہوں وہ خوش ہوئے کہ یہ بنا بنایا انگریز مسلمان مل گیا مجھے آ کر بتایا تو میں نے کارڈ دیکھ کر کہا کہ یہ تو دشمن اسلام ہے وہ کہنے لگے وہ تو کہتے ہیں کہ ہم مولانا کی زیارت کرنے آئے ہیں اور وہ عربی جانتے ہیں۔ میں نے کہا کہ زیارت کے معنے انگریزی میں محض وزٹ VISIT یعنے ملاقات کے ہیں۔ خیر وہ آئے اور کہا یا مولانا میں آپ کی خدمت میں اپنی دوستی پیش کرتا ہوں، اس پر میں بہت بگڑا اور جو بدتہذیبی مجھ سے ہو سکتی تھی وہ میں نے ان سے روا رکھی۔ میں نے آواز بلند کی۔ اور بوٹ زمین پر مارے اور کہا کہ تم میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو دن رات گالیاں دیتے ہو اور مجھے اپنی دوستی پیش کرتے ہو، وہ حیران ہو گئے کہ یہ کیا ہوا کہیں یہ مولوی خنجر نہ نکال لے۔ میں نے ان سے بیٹھنے کے لئے بھی نہ کہا۔ وہ خود بخود بیٹھ گئے اور کہا کہ یا حضرت! حضور نبی کریم کو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ استغفار کیا کرو یعنے گناہوں کی معافی طلب کیا کرو؟ میں نے کہا کہ تم نہیں جانتے کہ استغفار کیا ہوتا ہے۔ حضور صلعم سے تو زندگی بھر کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا تو گناہوں کی معافی طلب کرنا کیا معنے؟ استغفار تو عبادت کے بعد کا درجہ ہے۔ نماز کے بعد، روزے کے بعد اور حج کے بعد استغفار پڑھا جاتا ہے، اس کے یہ معنی ہیں کہ اے اللہ! محض تیری جناب سے ہمیں یہ عبادت کرنے کی توفیق ملی۔ اس میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو اسے نظرانداز فرما دیجئے گا اور ہم تجھ سے توفیق مانگتے ہیں کہ آئندہ ہم سے کسی قسم کی لغزش نہ ہونے پائے عبادت گناہ نہیں کہ اس کے بعد گناہوں کی معافی طلب کی جائے۔ گناہ حضور صلعم کے تو قریب بھی نہیں آیا اور تمہارا تو عقیدہ ہے کہ اس عورت (اس کی بیوی کی طرف اشارہ کر کے میں نے کہا) کی وجہ سے گناہ دنیا میں آیا اور ساری دنیا گنہگار ہو گئی۔ اور اسی کی وجہ سے خدا کا بیٹا صلیب پر چڑھا۔ وہ عورت ششدر رہ گئی کہ ہم اسے چت کرنے آئے تھے لیکن یہ ہم پر سوار ہو گیا۔ وبالاسحار ھم یستغفرون کے ضمن میں مجھے یہ واقعہ یاد آ گیا۔ زویمر کہنے لگا اب اجازت دیں میں کل آؤں گا۔ میں نے کہا کہ تم کل نہیں آ سکو گے۔ تم ہرگز ہرگز نہیں آ سکو گے۔ مار کھا کر کوئی واپس نہیں آتا۔ چنانچہ دوسرے دن اس کا خط آ گیا کہ میں معافی چاہتا ہوں، ایک مصروفیت کی وجہ سے نہیں آ سکتا۔

## عبادات کے علاوہ مخلوق پر مال خرچ کرنا مسلمان کی نشان ہے

مزید فرمایا وفی اموالھم حق للسائل والمحروم۔ مسلمانوں کے اموال میں سائلوں اور محروموں کے لئے حصہ واجب ہے۔ مسلمان کی نشان یہ ہے کہ وہ عبادت کرتا ہے اور اپنا مال خدا کی مخلوق پر صرف کرتا ہے۔ سائل تو وہ ہے جو زبان یا تحریر سے سوال کرے اور محروم وہ عفیف لوگ ہیں جو اپنی احتیاج کو بیان نہیں کرتے۔ یہ تمہارا اپنا کام ہے کہ تم پتہ لگاؤ کہ یہ احتیاج کس کس جگہ ہے تو مسلمان کو چاہیئے کہ ان دونوں قسم کے لوگوں کا خیال رکھے اور ان پر اپنا مال خرچ کرے۔

## حیوانات کیساتھ نبی کریم صلعم کا سلوک

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف انسانوں بلکہ حیوانوں کے لئے رحیم کریم شخصیت تھے ایک حدیث میں ہے کہ کنا اذا نزلنا منزلاً لانسبح قبل حط الرحال واراحۃ الدواب۔ ہم جب کبھی کسی منزل پر ڈیرہ لگاتے تو نماز ادا کرنے سے پیشتر اپنے گھوڑوں کی پشتوں کے پالان اتارتے، ان کی مالش کرتے اور ان کے لئے چارہ پانی کا انتظام کرتے پھر کہیں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین ہیں کہ وہ حیوانوں کو بھی خدا کی مخلوق سمجھتے ہیں، جانوروں پر رحم کرتے ہیں۔

## روزہ کے مقصد کے مطابق زندگی بناؤ

یہ برکات کا مہینہ ہے۔ یہ مہینہ قوم کو خواب غفلت سے جگاتا ہے۔ اس مہینہ میں عبادت کرنے کی توفیق ملتی ہے اور خیرات کرنے کی توفیق میسر آتی ہے۔ روزہ کے اس مقصد کو اپنے سامنے رکھیں اور اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق بنائیں۔

## خطبہ ثانی

مشرقی پاکستان میں لاکھوں انسان سمندری طوفان کی وجہ سے مر گئے ہیں اور لاکھوں مصیبت میں مبتلا ہیں۔ دنیا بھر کی قومیں ان سے ہمدردی کا اظہار کر رہی ہیں آیئے ہم دعا کریں کہ جو لوگ اس طوفان کی نذر ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جو لوگ مبتلائے مصیبت ہیں ان پر اللہ تعالےٰ اپنا رحم فرمائے۔ (دعا کی گئی)

---

## بقیہ صفحہ ۲۱

کالی اور اعمال میں بدعات کو دخل ہو گیا ہے اور ہمارے نبی و رسولؐ کے حق میں سب و شتم روا رکھا جاتا ہے اور لوگ اسے سب سے برا انسان سمجھتے ہیں (نعوذ باللہ) اور کتاب کی تکذیب بہت بہت بری اور مکروہ باتوں سے کی جاتی ہے۔ پس قرآن اور رسول کے لئے خدا تعالیٰ کی غیرت کہاں ہے؟ جبکہ اسلام کو پہاڑوں کے نیچے ایک ذرہ کی طرح پامال کیا جا رہا ہے کیا وہ عیسےٰؑ کا انتظار کر رہے ہیں جن کی وجہ سے فتنے پیدا ہو رہے ہیں اور وہ آسمان میں بیٹھا ہے۔" (ص ۹۱-۹۲)

# حضرت مولینا محمد علیؒ کی تصانیف بالخصوص تفسیر قرآن انگریزی نے

# تجدید اسلام کا بے مثل کارنامہ انجام دیا ہے

## آپ کی تصانیف کی دائمی اور ابدی افادیت کا اعتراف

### تقریر محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب بہ تقریب یوم وصال حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بمقام جامع احمدیہ لائلپور

ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون ــــــ (سورۃ ابراھیم رکوع ۴) ــــ

میں جماعت احمدیہ لائل پور کا خصوصا محترم عزیزم میاں رشید احمد صاحب کا ممنون ہوں کہ خاکسار کو انہوں نے یہاں حاضر ہونے کا موقع فراہم کیا اور کمال مہربانی سے دعوت دی کہ آپ کے سامنے حضرت امیر مرحوم مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں باتیں بیان کروں۔ دراصل "یاد امیرؒ" کی یہ تحریک سب سے پہلے لائل پور سے ہی شروع ہوئی تھی۔ اس لئے میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں جماعت احمدیہ لائل پور کی خدمت میں کہ انہوں نے ایک اچھی اور ضروری یاد کو تازہ و تابندہ کرنے کا اہتمام کیا۔ اور ہر سال یہ جماعت تقریب مناتی ہے۔ آپ کی دیکھا دیکھی اب دوسرے مقامات پر بھی یہ تقریب منائی جانے لگی ہے۔

میں اس موقعہ پر حضرت امیر مرحوم کے بارہ میں جو باتیں عرض کروں گا وہ تین حصوں پر مشتمل ہیں یعنے

(۱) ۔ حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم اور اسلام کی جو خدمت کی ہے وہ کس پایہ کی ہے ۔

(۲) اس خدمت کی نسبت جو آپ نے سرانجام دی ، الٰہی وعدے کیا کیا ہیں ۔

(۳) اگر ہم نے حضرت امیر مرحوم کی یادگار صحیح معنوں میں قائم کرنا ہے تو اس کی کیا کیا صورتیں ہیں۔

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے کہ آپ نے کس نوعیت کا کام کیا ہے ؟ اس کی بابت حافظ غلام سرور صاحب اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں لکھتے ہیں : ـ

" پچھلے تیس سال سے مولینا محمد علی صاحب نے اپنے آپ کو اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا ہے ۔ ان کا انگریزی ترجمہ قرآن صرف ایک ہی کتاب نہیں ہے جو انہوں نے لکھی ہوگی اس کی وجہ سے ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ جب سے یہ ترجمہ شائع ہوا ہے اس کی قدر و قیمت بڑھتی ہی جا رہی ہے ، انگریزی زبان میں کوئی اور ترجمہ یا تفسیر قرآن ایسی نہیں جو مولینا محمد علی صاحب کی اس معرکۃ الآراء تصنیف کا مقابلہ کر سکے ۔"

حافظ غلام سرور صاحب احمدی نہ تھے ۔ نہ وہ حضرت مولانا رح کے مرید تھے ، البتہ کلاس فیلو ضرور رہے تھے ۔ یہ ان کی رائے ہے کہ حضرت مولانا کا انگریزی ترجمۃ القرآن ہمیشہ رہنے والی چیز ہے ۔ ایک اور مترجم قرآن نو مسلم مارماڈیوک پکتھال لکھتے ہیں ؟ :

" کسی زندہ انسان نے اسلام کی تجدید کے لئے لاہور کے مولانا محمد علی صاحب سے زیادہ قیمتی اور طویل خدمات انجام نہیں دیں ان کے تصنیفی کارناموں کی وجہ سے تحریک احمدیت ایک خاص شہرت اور امتیاز کی مالک بن گئی ............ یہ اسلام کی تصویر ایک ایسے شخص کے قلم سے ہے جو قرآن و سنت سے خوب واقف ہے جس کے دل میں پچھلی پانچ صدیوں کے اسلام کے انحطاط کا درد ہے اور جس کے دل میں اس کی اس نشأۃ ثانیہ کے لئے ایک امید ہے جس کے آثار اب چاروں طرف نظر آنے لگے ہیں ۔"

( رسالہ اسلامک کلچر اکتوبر ۱۹۳۶ء )

اب یہ پکتھال کی رائے ہے کہ قرآن و حدیث سے سر مو انحراف کئے بغیر حضرت مولانا رح نے نئے اجتہاد سے کام لیا ہے ۔ آپ اس بات پر غور کریں تو حضرت مولانا رح کے عظیم الشان اور عظیم القدر کارناموں کا نقشہ آپ کے سامنے آ جائے گا۔

آپ سلسلہ کی تاریخ اور اس کے لٹریچر اور علم کلام سے اچھی طرح واقف ہیں آپ کو معلوم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوئی نیا دین نہیں لائے تھے ۔ نہ انہوں نے بجز اسلام کسی دین و مذہب کی تبلیغ کی ۔ آپ مجدد وقت تھے ۔ امام زمان تھے ۔ مجدد وقت کا کام دین کی تجدید ہوا کرتا ہے ۔ مجدد کے معنے ہیں نیا کر کے دکھلانے اور پیش کرنے والا ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے دین اسلام کو ہر قسم کے گرد و غبار سے جھاڑ پونچھ کر اور پاک و صاف کر کے پیش کیا ۔ اور حضرت امیر مرحوم کے علمی اور دینی کارناموں کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ آپ صحیح معنوں میں حضرت مجدد وقت علیہ السلام کے شاگرد رشید ثابت ہوئے ۔ حضرت مولیناؒ نے دین کی اسی طرح خدمت انجام دی ۔ سب کچھ وہی کیا جو حضرت مجدد زمانؑ نے کیا ۔ قرآن و سنت سے سر مو انحراف کئے بغیر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی لیکن اس کے باوجود ایک نئے طرز استدلال اور نئے اجتہاد کی داغ بیل ڈالی ۔

حضرت خواجہ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جب پہلے پہل یورپ میں اسلام کو پیش کیا تو ان انگریزوں کے ذہنوں میں وہ اسلام کا نقشہ پیش کیا جو حضرت امیر مرحوم نے اپنی لائق قدر تصانیف میں پیش کیا تھا ۔ چنانچہ انگریزوں نے کہا :ـ

This is new islamism

کہ یہ تو کوئی نیا اسلام ہے ۔ نہ اس میں کافروں کو قتل کرنے کا حکم ہے نہ مرتدوں کی گردن مارنے کے فتوے ہیں نہ اس میں جبر و اکراہ کی تعلیم ہے ، یہاں تو علم اور عقل کی باتیں ہیں ، حقائق اور براہین کی باتیں ہیں ، دیکھا آپ نے بقول پکتھال کہ حضرت مولیناؒ نے تبلیغ و تعلیم اسلام کے لئے وہ راستہ اختیار کیا جس کی اس زمانہ کو ضرورت تھی جس کو اپنائے بغیر دین اسلام کامیاب نہیں ہو سکتا تھا ۔ حضرت مولینا نے جس دور میں علم و عقل کی روشنی میں نئے طرز استدلال اور نئے اجتہاد کے ساتھ اسلام کی حقیقی تصویر پیش کی ۔ وہ دور گمراہی دراز سے چلا آتا تھا جس میں مقلدین نے دین میں اجتہاد کا دروازہ بند کر رکھا تھا ، اجتہاد کو کفر سمجھا جاتا تھا ، قرآن کا ترجمہ کرنا بھی کفر خیال کیا جاتا تھا ۔ علماء مصر کا یہ مذہب رہا ہے کہ قرآن مجید کا کسی زبان میں بھی ترجمہ نہیں کرنا چاہیئے سنہ ۱۹۱۷ء میں جب حضرت مولیناؒ کا ترجمہ انگریزی زبان میں شائع ہو کر مصر پہنچا تو اس کو جلا دیا گیا تھا ۔ لیکن حضرت مولیناؒ کے تتبع میں بہت سے مسلمانوں نے قرآن کریم کے انگریزی میں تراجم کئے اور اب ہو رہے ہیں اور وہ یہ فتوے علماء مصر کفر کے راستہ پر چل رہے ہیں ۔ اب آپ کو عبداللہ یوسف علی ۔ غلام سرور ۔ پکتھال ، ماجد محمد اسد اور پیر صلاح الدین اور دیگر مترجمین قرآن کے تراجم مارکیٹ میں ملتے ہیں ۔ تو علوم فرقانیہ پر غور و فکر اور ان کو ضرورت زمانہ کے مطابق پیش کرنے کا دروازہ بند تھا جس سے کہ فتح اسلام مقدر تھی ۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اگر اسلام نے فاتح ہونا ہے اور اس کا غلبہ ادیان دیگر پر ظاہر ہونا ہے اور اس کی نشأۃ ثانیہ اگر مقدر ہے تو اس کی صورت صرف یہی ہے کہ علوم فرقانیہ کی افضلیت و افادیت ، علم و عقل اور حکمت و فلسفہ سے واضح کی جائے ۔ چنانچہ حضرت مولاناؒ نے اسی طریق پر اسلام کو پیش کیا اور اس کی عظمت ظاہر کی اور اسے فاتح دین بنا کر دکھلا دیا ۔

شیخ محمد اکرام صاحب جو موج کوثر ، آب کوثر ، رود کوثر وغیرہ کتب کے مصنف و مؤلف ہیں ، اور جو اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ اور اس میں تحریکات پر خوب نظر رکھتے ہیں ۔ وہ اپنی کتاب موج کوثر کے صفحہ ۱۹۶ پر لکھتے ہیں :ـ

" مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ (لاہور) کا ترجمہ و تفسیر قرآن انگریزی زبان میں پہلا ترجمہ تھا جو کسی مسلمان کے ہاتھوں سرانجام پایا ......... آج کل کلام مجید کے متعدد انگریزی ترجمے ہو رہے ہیں لیکن شرف اولیت مولوی محمد علی صاحب کے ترجمے ہی کو ہے ۔ اس کا ایک بڑا سبب مولوی محمد علی صاحب کا ترجمۃ القرآن ہے "

ایک اور اردو اور انگریزی کے مترجم قرآن مولینا عبدالماجد دریا بادی حضرت مولیناؒ کے انگریزی ترجمہ قرآن کے بارے لکھتے ہیں :ـ

" مولینا محمد علی صاحب نے قرآن کا انگریزی ترجمہ کر کے اسلام کی جو مہتم بالشان خدمت سرانجام دی ہے اس کا اعتراف نہ کرنا گویا سورج کی روشنی سے انکار کرنا ہے اس ترجمہ کی بدولت نہ صرف لاکھوں غیر مسلم اسلام کے

قریب آ گئے، بلکہ ہزاروں مسلمان دلوں میں اسلام کی سچائی گڑ گئی۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں نہایت مسرت سے اعتراف کرتا ہوں کہ یہ ترجمان حقیقی بن کر آئیں اور مجھے اسلام کا ۔۔۔۔ سمجھایا۔ کامرڈ والے مولینا محمد علی مرحوم بھی اس ترجمہ کے بہت شائق تھے اور وہ ہمیشہ اس کی تعریف کیا کرتے تھے۔"

(اخبار سچ ۲۵ جون ۱۹۴۲ء)

۔۔۔ لکھتے ہیں:-

"مرحوم کی خدمات اسلام کا انکار کرنا دن کی روشنی میں آفتاب کے وجود سے انکار کرنا ہے۔ آج سے ۱۲ سال قبل جب میں انگریزیت کے پھیلائے ہوئے زہر الحاد میں غرق تھا، مرحوم کے انگریزی ترجمے نے ہی دستگیری کی، ورنہ خدا معلوم کتنی اور مدت میں بھٹکتا رہتا۔ اور میری طرح خدا معلوم اور کتنوں کے حق میں وہ شمع ہدایت ثابت ہوا ہوگا۔"

(اقتباس از مکتوب۔ مجاہد کبیر صفحہ ۳۵۴)

وہ ایک اور موقعہ پر لکھتے ہیں:-

"مرحوم نے اپنی طویل تصنیفی زندگی میں اپنے قلم کے ذریعہ جو خدمات اسلام کی انجام دیں وہ اپنی جگہ پر بے مثل و بے مثال ہیں، انگریزی خوانوں بلکہ انگریزیت زدہ اُردو خوانوں کے حق میں ان کا قلم ایک نعمت عظمٰے تھا خدا جانے کتنوں کے ایمان انہوں نے قائم کر دیئے اور یورپ اور امریکہ وغیرہ کے کتنے بھٹکے ہوؤں کو انہوں نے اسلام کی راہ دکھا دی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اپنی عمر عزیز کا ایک ایک لمحہ مرحوم نے خدمت دین ہی کی نذر کر رکھا تھا"

(صدق لکھنؤ ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۴ء)

یہ تین شہادتیں میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہیں یہ تینوں شواہد درباره ترجمہ قرآن ہیں اب اس کے بعد کیا کوئی شک رہ سکتا ہے کہ حضرت مولینا رح نے کس پایہ کی عظیم الشان خدمات اسلامیہ انجام دیں!

لیکن میں آپ کو بتلانا یہ چاہتا ہوں کہ اس مقبولیت کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ فرمایا تھا:-

"میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا، جیسا مجھ سے یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔"

صاحب نہایت عالمانہ اور زبردست قوت سلالا کے مالک تھے، علمیت و قابلیت کے بھی مالک تھے لیکن صرف یہی کافی نہ تھی۔ آسمان سے وحی کی بارش کی بھی ضرورت تھی، جو حضرت مجدد وقت علیہ السلام کی صحبت سے حضرت مولینا رح کو میسر تھی۔ چنانچہ اس تفسیر میں مولانا رح نے رُوحانی امور کا مشاہدہ و تجربہ پیش کیا ہے جو محض علمی استعدادوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ انہوں نے علیٰ وجہ البصیرت یہ امر ظاہر کیا ہے کہ یہ قصے کہانیاں نہیں ہیں اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ حضرت مولینا رح کے دل میں وحی الہٰی کا خارجی حقیقت ہونا گڑ گیا تھا۔ دیگر رُوحانی امور مثلاً علم غیب کا دیا جانا۔ معجزات۔ دُعا کی قبولیت یہ سب حقیقتیں ہیں یہ سب چیزیں حضرت مولینا رح نے از خود اپنے پیر و مرشد حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ملاحظہ کر لی تھیں۔ جو شخص عالم رُوحانیات سے نابلد ہوگا وہ قرآن کریم کی تفسیر صحیح طور پر نہیں کر سکتا۔ وہ راہ میں بھٹک جائے گا۔ جن لوگوں نے تفاسیر لکھیں اور وہ روحانی امور اور عالم روحانیات سے بے بہرہ تھے انہوں نے رُوحانی امور کا مشاہدہ نہیں کیا تھا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہاں کہیں علم غیب اور روحانی مقامات کا ذکر آیا وہ وہاں بنیادی اصولوں سے ہی انکار کر بیٹھے۔ جیسے نیچری حضرات ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ محض انسانی علم پر بھروسہ کیا گیا مگر علم روحانی سے بے بہرہ و محروم تھے یہ دو مختلف بلکہ ایک طرح متضاد چیزیں ہیں، ایک طرف یہ بات رکھو کہ اللہ کی ذات علیم و خبیر اور سمیع و کلیم ہے۔ وہ اپنے برگزیدہ بندوں سے کلام کرتا اور ان سے تعلق رکھتا ہے۔ معجزات برحق ہیں، ان میں حقائق ہیں، اور دوسری طرف علمی طاقتیں ہیں چونکہ یہ زمانہ علمی طاقتوں کا ہے اس لئے انسانی علم کے مالک کوشش کرتے ہیں کہ اسلام کو ایسی شکل میں پیش کیا جائے جو لادینی تحریکوں کی تائید کرے۔ یہ صرف اپنے علم کی طاقتوں پر بھروسہ کا نتیجہ ہے جنہیں روحانی امور کا مشاہدہ نہیں ہوتا۔ لیکن حضرت مولینا رح نے علم کے ساتھ ساتھ روحانی امور کا بھی مشاہدہ کر لیا تھا۔ اس لئے علم اور امور غیبیہ دونوں کے امتزاج سے قرآن کے جو مطالب و مفہوم آپ نے بیان کئے ہیں وہ تبلیغ و تجدید اسلام میں ایک سنہری دبے مثل باب کا اضافہ ہے، اور یہ ایک دائمی خدمت ہے۔ چونکہ جو کچھ بیان کیا وہ تجربہ اور مشاہدہ کی بناء پر بیان کیا ہے۔ ایک مستشرق کینتھ کریگ اپنی کتاب "مروز آف اسلام" میں لکھتا ہے

جو حضرت نوبیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسلام نہ تو قرآن کا اسلام ہے نہ سنت کا اسلام ہے۔ مولینا رح کا ترجمہ و تفسیر پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس کی تفسیر قرآن و حدیث کے بالکل قریب ہو کر اور علم و عقل کی روشنی میں کی ہے آپ اس کے مقابلہ میں دوسرے مفسرین کی تفاسیر کو پڑھ جائیے ان میں روایات اور اسرائیلیات کی بھرمار ہے عجیب و غریب قصص و کہانیاں ہیں جن کو نہ علم سے تعلق نہ عقل سے واسطہ تمثال کے طور پر سورۃ نمل کی تفسیر میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں جو روایات اور واقعات بیان ہوئے ہیں اور اسرائیلیات کی جو بھرمار کی گئی ہے۔ الامان و الحفیظ! لیکن حضرت مولینا رح نے جو تفسیر کی ہے اور وہ عربی لغت اور محاورہ عرب کی بناء پر کی ہے وہ کس قدر معقول اور سمجھ میں آنے والی باتیں ہیں۔ اس میں نہ دقیانوسی اسلام کی ترجمانی ہے نہ نیچری اسلام کی نمائندگی۔ چنانچہ حضرت مولینا رح کی پیش کردہ تصویر اسلام مغرب میں قابل قبول ہے اور آج اور آئندہ بھی اسلام قابل قبول ہوگا جو حضرت مولینا رح نے پیش کیا ہے اس کی تصویر آپ کی مقبول عام کتاب "ریلیجن آف اسلام" میں ملتی ہے، جس کا اُردو میں ترجمہ "دین اسلام" کے نام سے ہو چکا ہے۔ تو حضرات! آپ یاد رکھیں کہ اب حضرت مولانا رح کی تفسیر قرآن اور تصویر اسلام (ریلیجن آف اسلام) ہی چلے گی اور حضرت مولینا رح نے قرآن و حدیث سے سرمو انحراف کئے بغیر جو استدلال، استنباط اور اجتہاد کے دروازے کھولے اور بیان کئے ہیں ان کی ہی پیروی کی جائے گی۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ سچے مذہب کے لئے پلیٹ صاف ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری کشفی آنکھ نے اسلام کے طلوع کے چاند کو دیکھ لیا ہے۔" حضرت مولینا رح نشأۃ ثانیہ اسلام کے علمبردار ہیں آپ کا ذکر و مقام اللہ تعالےٰ کے نوشتوں میں موجود ہے۔ احادیث میں آیا ہے جو مہدی کے خروج کے متعلق ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ مہدی کی وفات کے بعد ایک خلیفہ ہوگا اور جب وہ فوت ہوگا تو لوگ فتنہ میں پڑ جائیں گے اس کے بعد لوگ اس کے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو اپنا خلیفہ بنائیں گے جس کا شر اس کے خیر سے زیادہ ہوگا، اس کے خلاف ایک شخص خروج کرے گا جس کا لقب منصور ہوگا۔

ایک اور حدیث ابوداؤد کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بمعہ اپنے ایک کشف کے ازالہ اوہام میں درج ۔۔۔۔۔۔۔ زیندار ہوگا۔ اس حدیث کو حضرت مسیح موعود نے اپنے اوپر لگایا ہے۔ اور اس حدیث کے الفاظ

علےٰ مقدمته رجل یقال منصور

کی تشریح آپ نے یوں فرمائی:-

"اور اس کے (یعنی حارث کے) لشکر یعنی اس کی جماعت کا سردار سرگروہ ایک توفیق یافتہ شخص ہوگا جس کو آسمان پر منصور کے نام سے پکارا جائے گا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ اس کے خادمانہ ارادوں کا جو اس کے دل میں ہوں گے آپ ناصر ہوگا۔ اگرچہ اس منصور کو سپہ سالار کے طور پر بیان کیا گیا ہے مگر اس مقام میں درحقیقت کوئی ظاہری جنگ و جدل مراد نہیں بلکہ یہ ایک روحانی فوج ہوگی کہ اس حارث کو دی جائے گی۔"

تو آپ نے دیکھا کہ حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیسے اپنے آپ کو منصور ثابت کیا اور قادیانی فتنے کو "جس کا شر خیر سے زیادہ" تھا کس طرح دُور کیا اور حفاظت و مدافعت اسلام کے سلسلہ میں کس طرح سپہ سالاری کے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ اور اپنے قلم کے زور سے کس طرح فتوحات دینیہ کے دروازے کھول دیئے۔ اور کس طرح عظیم الشان دینی خدمات سرانجام دیں۔ حضرت مولانا رح کے پاس علم کے ہتھیار تھے۔ قلم کے ساتھ جہاد کیا اور دلائل و براہین کے ساتھ دشمنوں کو پائمال کیا ان کے ہاتھوں پر ہی فتح مقدر تھی اور فتح ہو چکی ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ فتح ان کے حصہ میں ہی آئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک روشن کشف دکھایا گیا، کشف کے دو حصے ہیں جن میں سے دوسرا حصہ ان الفاظ میں ہے:-

"پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علی نے تالیف کیا ہے اور اب علی وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے فالحمد للہ علےٰ ذالک۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود ایک تفسیر قرآن لکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا لیکن اس کشف کے مطابق مصلحت الہٰی یہی تھی کہ علی ایک تفسیر

لکھے اور آپ کو دے۔ چنانچہ حضرت مولٰنا رح نے تفسیر قرآن تالیف کی۔ آپ کا ہی علم لیا اور آپ کی ہی آرزو پوری کی۔ عام طور پر انگریزی میں پورا نام نہیں بولا جاتا بلکہ آخری حصہ نام کا پکارا جاتا ہے۔ انگریزی میں محمد علی نہیں بلکہ صرف مسٹر علی ہی کہیں گے۔ چنانچہ کشف میں علی سے مراد مولٰنا محمد علی ہی ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اور کشف میں دیکھا:

"میں ایک گھوڑے پر سوار ہوں اور کسی طرف جا رہا ہوں، جاتے ہوئے آگے بالکل تاریکی ہو گئی تو میں واپس آگیا اور میرے ساتھ کچھ عورتیں بھی ہیں واپس آتے ہوئے راستے میں گرد و غبار کے سبب بہت تاریکی ہو گئی اور گھوڑے کی باگ کو میں نے ٹٹول کر پکڑا ہوا ہے۔ چند قدم چل کر روشنی ہو گئی۔ آگے دیکھا کہ ایک بڑا چبوترہ ہے۔ اس پر اتر پڑا۔ وہاں چند ایک لڑکے ہیں۔ انہوں نے شور مچایا کہ مولوی عبدالکریم آ گئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب آ رہے ہیں اور ان کے ساتھ میں نے مصافحہ کیا۔ مولوی صاحب مرحوم نے ایک چیز نکال کر مجھے بطور تحفہ دی جو خرگوش کی مانند ہے اس کے آگے ایک بڑی نالی ہے ہوا بھر جاتی ہے جس سے وہ قلم بغیر محنت کے آسانی سے چلنے لگتا ہے۔ میں نے کہا میں نے تو یہ قلم نہیں منگوایا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ پھر مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا ہوگا۔ میں نے کہا اچھا میں مولوی صاحب کو دے دوں گا۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کشف کی تعبیر یوں فرماتے ہیں:-

"عورتوں سے مراد کمزور لوگ ہو سکتے ہیں قلم سے مراد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مولوی محمد علی صاحب کے دل میں ایسی طاقت پیدا کر دے کہ مخالفین کے رد میں اعلیٰ مضامین لکھیں۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۳)

حضرت مولانا رح کو یہ الہٰی قلم نصیب ہوئی۔ کیا آپ نے دورہ کی ضلالتوں، تاریکیوں اور گمراہیوں کے مقابلہ میں روشنی پیدا نہیں کی۔ حضرت مولٰنا رح نے دو رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شاگرد رشید ثابت کر کے دکھلایا۔

(۱) - اسلام کی صحیح و حقیقی تصویر دنیا میں پیش کر کے اس کو غالب دین کے طور پر پیش کیا اور مذہبی دنیا میں عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا۔

(۲) حضرت مسیح موعودؑ کے منصب و مقاصد کے بارہ میں جو تاریکی غلو پسند احمدیوں نے پھیلائی ہوئی تھی اس کو روشنی میں بدل دیا۔ حضرت مولٰنا رح نے جو معرکۃ الآرا کتاب النبوۃ فی الاسلام لکھی۔ اس کا جواب اور اس کی نظیر آج تک اسلامی لٹریچر میں اور مذہبی دنیا میں... نہیں ملتی۔ اگر کوئی ہے تو پیش کی جائے۔

حضرات! کیا ایسا شخص ناکام جائے گا؟ نہیں ہرگز نہیں اس کے لئے فتح مندیاں اور کامرانیاں مقدر ہیں۔ اکثر ایسے ہوا ہے۔ تاریخ کا مشاہدہ ہے کہ

کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ - تم کیوں مایوسی کا شکار ہو کر ناکام ہو گئے۔ سنیئے میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور کشف آپ کو سناتا ہوں:-

"کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت میں دو شخص ایک مکان پر بیٹھے ہیں ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے۔ تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر تھا مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ مگر وہ چپ رہا۔ اور اس نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ تب میں نے اس دوسرے کی طرف رخ کیا۔ وہ چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا اس سے میں نے مخاطب کر کے کہا۔ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ وہ میری یہ بات سن کر بولا ایک لاکھ نہیں مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگرچہ پانچ ہزار تھوڑے آدمی ہیں۔ پر خدا تعالےٰ چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی۔ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۹۵ تا ۹۹)

حضرات! اگر یہ باتیں خدا کی باتیں ہیں تو یقیناً یاد رکھیں کہ یہ واقع ہونے والی ہیں۔ اب نہیں تو کل حضرت مسیح موعودؑ کے الہام کے مطابق:-

"میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا"۔

یہ ہو کر رہے گا۔ اگر ان بے سرو سامانیوں اور محرومی اسباب ظاہری میں یہ جماعت کامیاب ہو کر دکھلائے تو اس کو قدرت ثانیہ کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ جماعت پر ایسے ابتلاء آئیں گے۔

اب سوال یہ ہے کہ حضرت مولانا رح کی یادگار ہم کیسے قائم کریں۔ اس کا صحیح طریق کار ایک تو یہ ہے کہ ہم ان کی یاد تازہ کرنے کے لئے گاہے گاہے اکٹھا ہوا کریں جیسے کہ ہم آج اکٹھے ہوئے ہیں اور حضرت مولانا رح کے کارناموں اور کردار عالیہ کا تذکرہ کیا کریں۔ اس سے ایمانی حرارت تازہ اور تیز ہوتی ہے اس کے علاوہ اور بھی طریقے ہیں۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ جیسے حضرت مولٰنا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ص م

نے قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر تیار کیا تو اس پر ایک جماعت قائم ہو گئی۔ اگر جماعت کے قیام کی بنیاد ہی یہی ترجمہ و تفسیر ہے تو اگر ہم اس کام کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیں تو کیا یہ جماعت اور مضبوط اور مستحکم نہ ہوگی۔ ضرورت ہے کہ تراجم قرآن کی تحریک کو پھیلایا جائے۔ یہ تلوار اور حکومت کا زمانہ نہیں ہے۔ یہ زمانہ علم و قلم اور دلائل و براہین کا دور ہے خدا کے فضل سے آپ میں سے اب بھی ایک ایک شخص اپنی ذات میں ایسا ہے جو اس تحریک کو قائم کر سکتا ہے اور تیسرا طریق یہ ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کو مضبوط اور وسیع کیا جائے، وہ لوگ جو اپنے آپ کو حضرت مولانا رح کا مداح سمجھتے اور ظاہر کرتے ہیں انہیں چاہیئے کہ جماعت سے پوری وابستگی اختیار کریں۔ اور عملاً جماعت کی سرگرمیوں میں حصہ لیں۔ چنانچہ مولانا رح کو یاد رکھنے کے مندرجہ ذیل طریق ہیں:-

۱- آپ کی یاد میں اجتماعات کئے جائیں، اور آپ کے بارہ میں مقالات لکھے جائیں۔

۲- تراجم قرآن کی تحریک کو جاری کیا جائے۔

۳- جماعت احمدیہ لاہور کا استحکام اور توسیع کی جائے۔



محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب لائل پور میں یوم وصال حضرت مولانا محمد علی رح کے موقع پر تقریر فرما

# ایک پادری صاحب کا قبولِ اسلام

حضرت امیر ایدہ اللہ کے خطبہ عید کے آخر میں ایک عیسائی پادری کے قبولِ اسلام کا ذکر کیا گیا ہے۔ ذیل میں ان کا اپنا دستخطی اعلان درج کیا جاتا ہے جو برائے اشاعت موصول ہوا ہے:-

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ۔

میں آج اخبار پیغام صلح کے ذریعہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ آج سے میرا تعلق مسیحیت سے نہیں اور میں تحقیق کے بعد اعلان کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں کہ مجھے اطمینان و تسلی اور راحت قلب اسلام کے سوا کوئی مذہب نہیں دے سکتا اور میں نے خدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے سامنے یہ وعدہ کیا ہے کہ میں اسلامی احکامات کی پابندی کروں گا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے میری پہلی لغزش کو معاف کیا ہے۔ جبکہ میں نے سچے دل سے توبہ کر لی ہے۔ میری درخواست ہے کہ آپ میرے لئے دعا کریں۔ خدا تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرمائے کہ میں اسلام پر ثابت قدم رہوں اور اسلام ہی پر میرا خاتمہ ہو۔ آخری وقت میری زبان سے کلمہ شہادت ہی نکلے اور تمام زندگی تبلیغ اسلام میں ہی صرف ہوئی ہو۔

میں خدا تعالےٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسے لوگوں سے ملاقات کا موقعہ عنایت فرمایا۔ جنہوں نے میری مدد کتابوں اور دعاؤں سے کی۔ اور مجھے اطمینان و سکونِ قلب کے یقین کی منزل پر لانے کا وسیلہ بنے۔

میری دعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ان کو اور تبلیغ اسلام کی توفیق دے تاکہ مجھ جیسے گمراہوں کو ہدایت کریں اور ان کی تمام زندگی تبلیغ اسلام میں لگے۔ تاکہ مجھ جیسے اوروں کو منزل نجات تک پہنچا سکیں۔ آمین

ہنری مارٹن جان

۱۱ میو روڈ - لاہور

مورخہ ۳۰ر نومبر ۱۹۷۰ء

# جرمن مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

## مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام جرمن مشن کا مکتوب

ماہ اکتوبر میں خدا کے فضل و کرم سے برلین مسلم مشن کی تبلیغی مساعی کا سلسلہ حسب معمول جاری رہا۔ اس ماہ میں نے پندرہ لیکچر دیئے اور ان کے علاوہ بعض دیگر گروپوں کے سامنے اسلام کو واضح کیا۔ اور ان کی طرف سے کئے گئے سوالات کے جوابات دیئے۔ ان لیکچروں کی تفصیل یہ ہے۔

### ایک عیسائی سکول سے دعوت

پروٹسٹنٹ چرچ کے ایک مذہبی سکول سے اسلام پر لیکچر کی دعوت آئی۔ اس سکول کے ہیڈ ماسٹر نے مجھے مدعو کیا اور لکھا کہ دیگر مذاہب کے علماء بھی اپنے اپنے مذاہب کے بارہ میں یہاں سکول میں لیکچر دیں گے۔ ہال میں ستر کے قریب ہائی کلاسز کے طلباء اور اساتذہ موجود تھے۔ صبح آٹھ بجے یہ پروگرام شروع ہوا اور قریباً ۱½ گھنٹہ تک جاری رہا۔ میں نے بیس منٹ کے قریب اسلام کی بعض تعلیمات کو بیان کیا۔ بعد میں سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ سوالات نہایت معقول تھے اور اس سے طلباء کی ذہانت ٹپکتی تھی سوالات کا سلسلہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہوتے صلیب پر نہ مرنے۔ سے لے کر جہاد وغیرہ تک پھیلا ہوا تھا۔ بعد میں اساتذہ اور بعض طلباء کے حلقہ میں کھڑے ہو کر مزید سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے بعد میں ٹیلیفون پر میرے وہاں لیکچر کرنے اور سوال و جواب کے سلسلہ کو سراہا اور کہا کہ اس سے ہمارے طلباء میں اسلام کے بارہ میں مزید معلومات حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو گیا ہے۔

### تین مزید لیکچر

تین مزید لیکچرز مسجد میں جمع شدہ عیسائی گروپوں کے سامنے دیئے۔ ان ہر سہ گروپوں میں پچاس سے ساٹھ تک مرد و زن جمع تھے۔ ان میں سے ایک گروپ کیتھولک عیسائی کا تھا۔ ان کے دو پادری تھے۔ اور بعض اساتذہ اور نن ..... بھی اس گروپ میں شامل تھے۔ ہر ایک گروپ کے سامنے ایک ایک گھنٹہ تقریر کی۔ بعد میں ان کے سوالات کے جواب دیئے گئے۔ حضرت مسیح کی دوبارہ آمد کے متعلق خاص طور پر ان کے سامنے واضح کیا گیا۔ اور بتایا کہ یہ پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے بحیثیت مجدد ظاہر ہونے کے پوری ہو چکی ہے۔ کیتھولک عیسائی گروپ میں سے اکثر نے اس پیشگوئی پر شائع شدہ ٹریکٹ "دعوت حق" کی کاپی کو خریدا اور وہ اپنے ساتھ لے گئے۔ ہر سہ گروپ کو ایک پیالہ چائے اور کیک پیش کئے گئے۔ ان میں سے ایک گروپ ریٹائرڈ اساتذہ پر مشتمل تھا۔ ان سے بھی خاصی دلچسپ گفتگو ہوئی۔ ان میں سے تیسرے گروپ کے لیڈر ڈاکٹر ..... برد مو ہیں۔ انہوں نے کتاب

جیسس ان ہیون اون ارتھ

کو مجھ سے خاریتہً لے کر پڑھا ہے۔ اس کتاب سے وہ بڑے متاثر ہوئے ہیں۔ اس کے بعض حصص کا جرمن ترجمہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ وہ اپنے حلقہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ہندوستان جانے کو مدلل طور پر پیش کرتے ہیں۔ اور یہ کہ اس سلسلہ میں ان کو بدھ مذہب کی کتب سے بھی بعض ثبوت ملے ہیں۔ ان تین بڑے گروہوں کے علاوہ بھی بعض چھوٹے چھوٹے گروپوں نے مسجد کی زیارت کی اور اسلام کے متعلق معلومات حاصل کیں۔

### پانچ خطبات جمعہ کے دن

پانچ خطبات جمعہ کے دن دیئے گئے۔ ہر جمعہ میں خدا کے فضل سے حاضرین کی تعداد چالیس تک پہنچ جاتی رہی۔ ان میں سے بعض انڈونیشین افسر۔ بعض مصری و ترکی کے مسلمان اور بعض جرمن نومسلمین تھے۔ جمعہ کی نماز کو دیکھنے اور خطبات کو سننے کے لئے دو بار سکول کے طلباء اپنے اساتذہ کے ساتھ آتے۔ نماز کی ادائیگی کے بعد سکول کے طلباء نے بعض سوالات بھی کئے۔

### پانچ اجتماعات ہفتہ کے دن

ماہ اکتوبر کے آخری ہفتہ میں ایک امریکن مسجد میں آئے۔ پچپن سالہ ہوں گے۔ انہوں نے اسلام کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے کا شوق ظاہر کیا۔ میں نے انہیں کہا کہ وہ ہفتہ کے دن چھ بجے آجائیں۔ چھ سے سات بجے تک میں ان سے علیحدہ انگریزی میں گفتگو کرتا رہا۔ جرمن زبان سمجھ لیتے ہیں۔ لیکن بول نہیں سکتے۔ اس لئے بعد میں ہمارے حلقہ میں دس بجے رات تک بیٹھے رہے۔ جرمن زبان میں بحث وغیرہ کو سنتے رہے۔ انہوں نے نماز عشا ہمارے ساتھ پڑھی۔ جاتے ہوئے پھر سے وقت مقرر کر گئے کہ وہ مجھ سے علیحدہ انگریزی میں بات چیت کریں گے اور بعض امور کے بارہ میں مزید دریافت کریں گے۔

### پانچ اجتماعات ہفتہ کے دن

ہفتہ کے روز قرآن کریم کا درس ہوتا ہے۔ بعض دفعہ جرمن عیسائی دوستوں کے سامنے اسلام کے بنیادی اصولوں پر لیکچرز دیئے گئے۔ سوال و جواب کا سلسلہ بعد میں جاری رہا۔ چائے کا پیالہ حاضرین کو پیش کیا گیا ایسے اجتماعات میں خدا کے فضل سے پچیس کے قریب حاضری ہوتی رہی۔ نماز عشاء باجماعت ادا ہوتی رہی۔ بعض دفعہ احباب رات بارہ بجے تک میرے پاس بیٹھے رہے۔

### دو طالبات کیلئے سبق کا انتظام

دو طالبات جو یہاں مقامی سکول میں گیارہویں جماعت میں پڑھتی ہیں۔ تین ہفتہ سے اسلام کے بارہ میں مجھ سے پڑھ رہی ہیں۔ انہوں نے نماز زبانی یاد کر لی ہے۔ قرآن کریم کے بارہ میں نظریات۔ حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی مبارک کے حالات ان کو واضح کئے گئے ہیں۔ یہ کلاس جمعہ کے دن پانچ بجے شام سے لے کر سات بجے شام تک رہتی ہے۔ آئندہ ماہ بھی جاری رہے گی۔

مرحوم پریزیڈنٹ جمال عبدالناصر کا جنازہ غائبانہ مسجد میں پڑھا گیا۔ جنازہ کا انتظام ہم نے چار اکتوبر بروز ہفتہ کیا۔ نماز جنازہ پڑھانے سے پیشتر دو عرب نوجوانوں نے چند چند منٹ مرحوم پریزیڈنٹ کی بعض خوبیوں کو بیان کیا۔

ایک اور نماز جنازہ کے لئے مجھے قبرستان جانا پڑھا۔ ایک سوڈانی نوجوان فوت ہو گیا۔ اس کے جنازہ پر سوڈان کے سفیر مشرقی جرمنی اور سوڈانی سرکاری آفیسر ........ بون مغربی جرمنی سے آئے۔

### شادی کا اجتماع

فلسطین کے ایک نوجوان جو میڈیکل ڈاکٹر ہیں ان کی شادی کی تقریب مسجد میں ہوئی۔ انہوں نے مسجد کی مرمت کے لئے ایک صد مارک عطیہ دیا۔ جزاک اللہ۔

ماہ نومبر میں پبلک ہائی سکولوں سے دعوتیں آئی ہوئی ہیں۔ ماہ نومبر میں ہم انشاء اللہ ۲۷ تاریخ بروز جمعہ لیلۃ القدر بھی منائیں گے اور یکم دسمبر کو عید الفطر۔

# لائبریری میونسپل کمیٹی وہاڑی میں کتابوں کی پیشکش

محترم چودھری علی محمد صاحب کسم سرنے حسب ذیل کتب اپنی طرف سے لائبریری میونسپل کمیٹی وہاڑی کو برائے افادۂ عام پیش کی ہیں۔ جو مذکورہ لائبریری میں داخل کر لی گئی ہیں: —

(۱) پیام اسلام
(۲) براہین احمدیہ حصہ پنجم
(۳) آئینہ کمالات اسلام
(۴) نور الحق حصہ دوم
(۵) براہین احمدیہ
(۶) النبوۃ فی الاسلام
(۷) تریاق القلوب
(۸) انوار القرآن قرآن کریم پارہ عم
(۹) انوار القرآن جلد دوم
(۱۰) چشمۂ معرفت
(۱۱) بیان القرآن حصہ اوّل
(۱۲) بیان القرآن حصہ دوم
(۱۳) انوار القرآن
(۱۴) انوار القرآن جلد دوم
(۱۵) ازالہ اوہام
(۱۶) دین اسلام حصہ اوّل
(۱۷) دین اسلام حصہ سوم
(۱۸) دین اسلام ۔ حصہ سوم
(۱۹) کشتی نوح ۔
(۲۰) وفات مسیح ۔
(۲۱) اسلامی معاشرہ
(۲۲) فتح اسلام
(۲۳) نجم الہدیٰ
(۲۴) " " " "
(۲۵) اسلامی معاشرت

دستخط لائبریرین
میونسپل کمیٹی وہاڑی

## التماس

آپ کا پیغام صلح اور روح اسلام کا چندہ دسمبر ۱۹۷۰ء میں ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے مؤدبانہ گذارش ہے کہ آپ اپنا چندہ سالانہ دسمبر کے اختتام یا جنوری کے پہلے عشرہ تک ادا کر کے ممنون فرمائیں تاکہ مزید خط و کتابت میں نہ تو ادارے کا وقت ضائع ہو اور نہ ہی قیمتی سرمایہ رائیگاں جائے۔
مینیجر ماہنامہ روح اسلام و پیغام صلح لاہور نمبر ۸

# میاں ناصر احمد صاحب کے نام ایک اور خط

## منجانب چوہدری محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ ——— نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی میاں صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مَیں نے چند ماہ پیشتر آپ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تھا، وہ عریضہ پورے اخلاص، محبت، خیر خواہی اور یقین اور ایمان سے بھرے ہوئے دل سے درد، سوز اور بہبودِ جماعت کے لئے شدید جذبات سے بریز الفاظ میں رقم کیا گیا تھا۔ بعض حلقوں میں اس کا نہایت خوشگوار ردِ عمل بھی ہوا تھا۔ مگر آپ کی طرف سے نہ کوئی جواب شائع ہوا، اور نہ ہی یہ معلوم ہو سکا، کہ آپ نے اس سراپا عجز و نیاز ہمدردانہ اور دوستانہ نگارش سے کیا اثرات لئے۔

دنیا کے حالات اور تحریک احمدیت کی اندرونی کیفیات نے پھر مجھے مجبور کیا ہے کہ آپ کو دوبارہ مخاطب کروں۔ اگر میں ایسا نہ کروں، تو ضمیر کی ملامت اور فرض کی عدم ادائیگی کی سوزش مجھے بھسم کر دے گی۔ لہٰذا میں ضمیر اور ایمان کی آواز کو اب زیادہ دیر تک دبا نہیں سکتا۔ اور دل کی گہرائیوں سے اس حق الیقین کا اعلان کرتا ہوں، کہ میں جو کچھ لکھوں گا وہ ایسی سچائیاں ہوں گی، جو آئندہ تاریخ کے صفحات پر سورج کی کرنوں سے ثبت کر دی جائیں گی، اور آنے والی نسلیں ان بیان کردہ حقائق سے روشنی حاصل کرتی رہیں گی۔ اور اگر آپ نے اس عریضہ کے مضمرات سے متاثر ہو کر صحیح سمت قدم اُٹھا لیا تو تاریخ کے دھارے بدل جائیں گے، اور دنیائے اسلام میں ایک عظیم الشان انقلاب کی ایسی عالمگیر تحریک کا آغاز ہو گا جو آہستہ آہستہ انسان کو روحانیت کے بلند درجات تک پہنچا دے گا۔ اور فسق و فجور کی لعنتیں جو اس وقت نوعِ انسان پر مسلط ہیں، حرفِ غلط کی طرح مٹ جائیں گی۔ خدارا اس خط کے ایک ایک لفظ کو غور سے پڑھیں۔ اور استکبار اور نخوت کے تمام سفلی جذبات کو ٹھکرا کر اپنی قیادت کی ذمہ داری کے پیشِ نظر ان معروضات کو چشمِ بصیرت سے مطالعہ کریں۔ اور خذ ما صفا ودع ما کدر کی روحانی کیفیت اپنے قلب پر پوری طرح طاری کر لیں، پھر جو کچھ فکر د نظر ایمان و وجدان کا فیصلہ ہو اس کے مطابق ایک لائحہ عمل تیار کر کے اللہ کا نام لے کر اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ۝

## دو اہم تغیرات اور واقعات

میرے سابقہ عریضہ کے بعد دو اہم واقعات صفحاتِ عالم پر ظاہر ہو چکے ہیں، ایک اندرونِ جماعت اور دوسرا بیرونِ جماعت، ان دونوں واقعات کی پوری اہمیت کو دونوں جماعتوں نے ابھی تک محسوس نہیں کیا، مگر یہ واقعات ایسے نہیں، جنہیں آسانی سے نظر انداز کیا جا سکتا ہے:۔

(۱) خانصاحب کا جماعت لاہور سے انقطاع

ایک واقعہ جس کا تعلق ہر دو احمدی جماعتوں سے ہے۔ وہ خانصاحب محمد یعقوب خاں سابق مدیر لائٹ کا جماعتِ ربوہ سے الحاق ہے۔ . . . . . . . . . . جماعت ربوہ نے اس کا اچھا خاصہ پراپیگنڈا بھی کیا ہے۔ مگر پھر بھی اس کی اصل اہمیت ان سے ابھی تک اوجھل ہے۔ جماعتِ لاہور نے اسے ان کا غلط جانب قدم اُٹھانا قرار دیا ہے، اور خاں صاحب کی دماغی، قلبی اور جسمانی کیفیت کو اس کا ذمہ دار قرار دے کر اپنے دلوں کو ایک گونہ تسلی دے لی ہے۔

محمد یعقوب خانصاحب جو سالہا سال اخبار لائٹ کے ایڈیٹر رہے، ان کے فلسفہ کا محور عقیدہ ختمِ نبوت تھا۔ وہ ایک خدا، ایک دین اور ایک پیغمبر یعنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے سامنے پیش کرتا رہا۔ اور وحدتِ نسلِ انسانی کی دعوت بلند کرتا رہا، وہ اخوتِ نوعِ انسان کا منادی تھا۔ وہ خدا کی پیدا کی ہوئی تمام قوموں کو اسلام کی عالمگیر تعلیمات کا درس دے کر خدا کی پیدا کی ہوئی تمام انسانیت کو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے دامن سے وابستہ کر کے نسلِ انسانی کی اخوت کا دنیا میں ایک دلآویز فردوس قائم کر دینا چاہتا تھا۔

اس کا اخبار "لائٹ" عالمی سطح کا ایک مؤقر جریدہ تھا اس جریدہ کا موقف یہ تھا کہ محمد رسول اللہ صلعم کی شخصیت انسانی کمال کی آخری معراج تھی، اس کی نگاہوں میں محمد عربی کی اُمت کے صالحین، متقین، شہداء، صادقین، قانتین، صابرین، عابدین، زاہدین، مجددین، محدثین اولیاء اللہ، اقطاب، ابدال، خاشعین عالم بھی تھے، اور مشفقین انسانیت بھی، مگر ان سب کو محمدؐ کی غلامی پر فخر تھا۔ ان میں صدیق اکبرؓ بھی تھے، فاروق اعظمؓ بھی تھے، عثمان غنیؓ بھی تھے۔ علی شیرِ خداؓ بھی تھے، عالمِ روحانیت میں اس کی نگاہ ان کی روحانی بلند پروازیوں کو بھی دیکھ رہی تھی۔ اور اس کی چشمِ تصور عمر بن عبدالعزیزؒ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن حنبل، امام شافعی، امام مالک، امام غزالی، امام سیوطی، اور اقلیم تصوف کے شہنشاہ ابن عربی، اور عاشقِ صادق منصور بن حلاج، محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی، شاہ ولی اللہ، سید احمد شہید، وغیرہم اکابر کے بڑے بلند مقامات کو بھی مشاہدہ کر رہی تھی، اسی گروہ میں وہ اس صدی کے امامؑ کو بھی شناخت کر رہا تھا، جو آسمانِ روحانیت پر ایک تیز روشن ستارہ کی طرح چمکنے لگا اور جس کی شعاعیں اب تک دنیا کو منور کر رہی ہیں۔ یہ سب بزرگ ایک ہی گروہ کے افراد تھے اور ایک ہی جماعت کے اراکین، تقربِ الٰہی کے مدارج مختلف ہوتے ہیں۔ ان کی کیفیات الفاظ میں کما حقہٗ بیان نہیں ہو سکتیں، ان بزرگواروں کو بعض اوقات اپنے مقام کی رفعتوں کو بیان کرنے کے لئے نئی نئی اصطلاحات بھی وضع کرنی پڑتی تھیں، مگر یہ سب مجازات اور استعارات کی زبانیں تھیں جنہیں اہلِ علم خوب سمجھتے تھے، اور اہلِ دل ان سے سرور اور لذت حاصل کرتے تھے۔ خانصاحب اپنی زندگی کی ان علمی مصروفیات کے دور میں اپنے قادیانی بھائیوں کے غلو سے بھی خوب واقف تھے اور ان کی غلط فہمیوں کی اصلاح کی بھی وہ برابر کوشش کرتے تھے۔

خاں صاحب کو مرزا بشیر الدین محمود مرحوم کا وہ معرکۃ الآرا بیان بھی کبھی نہیں بھولا، جو انہوں نے منیر ٹربیونل کے سامنے حلفاً برسرِ عام بڑے دھڑلے سے دیا تھا جس میں ان کا موقف بالکل وہی تھا جو لاہوری احمدی جماعت کا ہے۔ ان کے ذہن نے "ایک پہلو سے اُمتی اور ایک پہلو سے نبی" کے معنی خوب سمجھ لئے ہوئے تھے، اُمتی والا پہلو تو حقیقی، اصلی، بنیادی، اٹل، غیر مبہم، واضح، یقینی، اور محسوس پہلو تھا۔ اور نبی والا پہلو مجازی، بروزی، استعارۃً اور تشبیہاً استعمال ہو رہا تھا۔ فضائے روحانی کی سیر کرنے والے خوب جانتے ہیں، اور خاں صاحب اس محفل کے محرمِ راز تھے، کہ حضرت نبی کریم صلعم کے منصب خاتم النبیین کے بعد ہر ایک اُمتی کی اپنی اپنی شان ہوتی ہے، اور اس کی دلربائی اسی میں ہے کہ وہ خود کو حضور صلعم کی غلامی میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش میں لگا رہے۔ وہ جسے ربوی دوستوں نے مسندِ نبوت پر بٹھانے کی کوشش کی ہے۔ وہ یہ شعر کہنے میں خود لطف اُٹھاتا رہا اور اس شعر کو پڑھنے والے آج تک اسے پڑھ کر لذت اندوز ہو کر وجد میں آجاتے ہیں۔ وفی ذالک فلیتنافس المتنافسون ۝

درکوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند — اول کسیکہ لافِ تعشق زند منم

خاں صاحب اس تمام عرصہ میں ختمِ نبوت کی برکات و فیوض اور نوعِ انسان پر اس کے اثرات کو واضح کرتے رہے۔ اور اس عظیم الشان حقیقت کی روشنی میں انسانیت کو راہِ ہدایت دکھاتے رہے۔ قرآن کریم پکار پکار کر کہہ رہا تھا، کہ اب دین کی تکمیل ہو چکی ہے وہ قرآن کریم کی آیت خاتم النبیین کی خود بھی تلاوت کرتے تھے اور کروڑہا انسانوں نے اس آیت سے جو نتائج اخذ کئے تھے، اس سے بھی وہ آشنا تھے۔ اور وہ اس راز کو بھی جانتے تھے کہ نبی نوعِ انسان کے سامنے اپنے منصب کے لحاظ سے مطاع ہو کر آتا ہے۔ اسے سوائے خدا کے کسی اور کی اطاعت نہیں کرنا ہوتی۔ اور وہ یہ بھی خوب جانتے تھے کہ نبوت موہبت ہے۔ اور خدا اپنے مصالح کے مطابق اپنی جناب سے بخشی ہوئی صلاحیتوں کے لحاظ سے رسالت عطا فرماتا ہے۔ اسے کسی اور انسان کی اطاعت کلیتی اور پیروی پر مشروط نہیں رکھا گیا، اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ کی آیت شریفہ ان کے سامنے تھی۔ اور پھر تیرہ صد سالہ تاریخ اسلام پکار پکار کر کہہ رہی تھی، کہ اب کوئی اور نبی مبعوث نہیں ہو گا۔ اور احادیث نے بھی اس مسئلہ کو ایسا صاف کر دیا تھا، کہ اس میں کسی قسم کے ابہام کی قطعاً گنجائش نہ تھی، اُمت کا اجماع اس پر مستزاد ہے۔ خود امامِ وقتؑ کی تشریحات نے اس مسئلہ کو ایسا صاف کر دیا تھا کہ وہ مثلِ آئینہ . . . . درخشاں ہو چکا تھا، حضور نے مسجد میں کھڑے ہو کر خدا کو گواہ رکھ کر قسمیں کھائیں، کہ میں مدعی نبوت نہیں ہوں، ہزارہا انسان حضور کی اتباع میں عمریں گذار کر ختمِ نبوت پر محکم یقین رکھتے ہوئے اس دنیا سے اپنی زندگیاں پوری کر کے چلے گئے اور خود اہلِ ربوہ کے اقرار کے مطابق کم از کم سنہ ۱۹۱۱ء تک مسئلہ نبوت میں جماعت لاہور کے ہمنوا رہے اور اسی حالت میں وہ لوگ اپنے خدا سے جا ملے۔

خاں صاحب اہلِ ربوہ کے اس نئے علمِ کلام کو ہمیشہ حیرت سے دیکھتے رہے۔ کہ جس نوع کی نبوت کے اجراء کے اہلِ ربوہ قائل ہیں وہ نوع حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کبھی معرضِ وجود میں نہیں آئی تھی۔ نبوتیں ہمیشہ براہِ راست خدا کی عطیہ رہیں، کسی اور نبی کی اطاعت سے مشروط نہ ہوئیں۔ اس سے قبل کسی ایک نبی کی مُہر نے دوسرا کوئی نبی تخلیق نہ کیا اور نہ ہی خدا نے براہِ راست نبی بنانا ترک کر کے یہ فریضہ کسی انسان کے سپرد کیا۔ خاں صاحب کا قلم ہمیشہ اس موضوع پر بے لاگ ختمِ نبوت کے نقوش نوعِ انسان کے قلب پر ثبت کرتا رہا، تا آنکہ وہ بیمار ہو گئے اور سخت بیمار ہوئے، اور

بیماری ہی میں وہ جماعت لاہور کی انتظامیہ سے کسی ذاتی اختلاف کی بناء پر غیر مطمئن ہو گئے، اور ذاتی قسم کے امور میں نہ کہ نظری اصول میں انہیں اپنے کچھ دوستوں سے رنجیدگی پیدا ہو گئی۔ ربوہ کی تنظیم اور ان کے ڈسپلن نے ان کی توجہ ان کے بعض عزیزوں کی مساعی سے اپنی طرف مبذول کر لی۔ اور انہیں یقین دلایا گیا کہ اس تنظیم کے زیر اثر اسلام کا پیغام وسیع تر دنیا میں زیادہ آسانی کے ساتھ پہنچایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے یہ انقلابی قدم اپنی اذیت ناک بیماری کی حالت میں اُٹھا لیا اور لاہور سے کٹ کر ربوہ سے منسلک ہو گئے۔ مگر یہ کھویا ہوا موتی پھر بھی اپنی پوری درخشانی نہ کھو سکا۔ اور اس کی تیز روشنی نے ربوی آنکھوں کو خیرہ کر دیا۔ اور وہ خاں صاحب کے جماعت کے اندر ورود کی خوشی میں یہ بھول گئے کہ خاں صاحب جماعت ربوہ میں اپنی شمولیت کے ساتھ ہی ربوی حصار کو ایک ہی ضرب سے گرا گئے ہیں۔

## خانصاحب کا اپنا اعلان

خاں صاحب نے جماعت ربوہ میں شامل ہونے کے بعد ان کے سرکاری آرگن "الفضل" میں جو پہلا اعلان کیا، اُسے اس جریدہ کے پہلے صفحہ پر موٹے حروف میں چھاپ دیا گیا اور یوں اس جریدہ کے ارباب حل و عقد نے بڑی مسرت اور دلی انبساط کے ساتھ اپنی جماعت کو خانصاحب کی شمولیت کی نوید جانفزا سنائی۔ اس پر تصرف الٰہی یہ ہوا کہ اس پہلے اعلان ہی میں خاں صاحب نے صاف الفاظ میں رقم کر دیا کہ اب مسئلہ نبوت ایک طے شدہ مسئلہ قرار پا چکا ہے۔ اس پر مزید کسی قسم کی گنجائش نہیں۔ اس وقت غالباً ربوہ جماعت کے مایۂ ناز عالم قاضی محمد نذیر صاحب کے یہ الفاظ خاں صاحب کے حافظہ میں موجود ہوں گے۔ کہ ختم نبوت کا مسئلہ درحقیقت ایک "نزاع لفظی" کی کیفیت رکھتا ہے، اصل اختلاف اس میں کوئی نہیں، اس سلسلہ میں قاضی صاحب نے اپنے ایک مضمون میں حضرت مرزا صاحبؑ کے بھی الفاظ غیر از جماعت علماء کے متعلق حقیقۃ الوحی سے نقل کر دیئے تھے۔ جہاں آپ نے فرمایا تھا کہ علماء اور احمدیت میں نبی کے لفظ کے متعلق بھی جو اختلاف ہے۔ وہ بھی صرف "لفظی نزاع" ہے، حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں۔ بالفاظ دیگر ختم نبوت پر جو اجماع امت کا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ محض مشاہدات قلبی، یا واردات باطنی، یا عالمی حالات کی توجیہات کے سلسلہ میں بعض اوقات نئی اصطلاحات وضع کرنی پڑتی ہیں، وگرنہ اصل مسئلہ کی حقیقت اور بنیادی معنوں میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ مسلمانوں کے بعض فلاسفر نے باطنی امور کے متعلق تصوف کے رنگ میں رنگین ایک علم کلام وضع کیا تھا، جس کے ذریعہ بعض اسرار باطنی کی پردہ کشائی کی جاتی تھی۔ قصہ کوتاہ خاں صاحب نے بھی اپنی گذشتہ زندگی میں ختم نبوت کے متعلق جو تصورات اور تاثرات پیدا کر رکھے تھے، ان کی روشنی میں انہوں نے تمام دنیا کے سامنے ربوی حضرات کے اپنے موقر جریدہ میں اس مسئلہ یعنی ختم نبوت کے متعلق اعلان کر دیا، کہ اسے اب ایک طے شدہ حقیقت اور یکے از مسلّمات امت سمجھ لینا چاہیئے اور صحیح معنوں میں نہایت نیک نیتی اور انشراح صدر سے اب تسلیم کر لینا چاہیئے کہ نبوت فی الواقع ختم ہو چکی ہے۔ اب اختلافی مسئلہ صرف خلافت کا مسئلہ ہے۔ اور وہ ایک انتظامی امر ہے۔ جسے گذشتہ تجربہ اور مشاہدہ کی روشنی میں سطے کر لینا چاہیئے۔ مجرد جمہوریت کا تجربہ دنیا میں اتنا کامیاب نہیں، جتنا کہ اس کے متعلق پراپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ خاں صاحب کی رائے میں لاہوری جماعت کی جمہوریت بھی کوئی بڑی کامیاب انتظامی سکیم ثابت نہیں ہوئی۔ اور وہاں انہیں وہ ڈسپلن، ادب تقلید، اور طاعتِ نظام کے نظارے دکھائی نہیں دیئے، جو ربوہ میں موجود ہیں۔ یہ ان کی رائے کا ایک زاویہ نگاہ تھا۔ حالانکہ آزادی رائے ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ اس سے کشودگی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ خانصاحب کے ختم نبوت کے متعلق اس اعلان پر ربوی حضرات کی طرف سے آج تک کوئی اعتراض نہیں ہوا، بلکہ خاں صاحب کی شمولیت کی خوشی میں وہ آج تک شادیانے بجا رہے ہیں۔ ہاں مولوی اللہ دتہ صاحب نے اس اعلان کے ایک حصہ کا سخت پیرایہ میں نوٹس لیا۔ اس اعلان میں ختم کے حصہ کے متعلق تو وہ مطمئن تھے اور اس اطمینان کا انہوں نے اظہار بھی کیا، مگر اپنے انتظام کے متعلق خانصاحب کی نکتہ چینی کا انہوں نے بڑے زور شور سے کئی دفعہ جواب دیا، اور آج تک انہوں نے خاں صاحب کے اس قلب ماہیت کو معاف نہیں کیا۔ لاہوری جماعت کے اس حصہ اعتراض کے حسن و قبح پر اس وقت ہم اظہار خیال نہیں کرتے۔ بلکہ صرف مسئلہ خلافت کے متعلق خانصاحب کے سابقہ ارشادات کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جن کی تفصیلات حسب ذیل ہیں:—

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

## خانصاحب محمد یعقوب صاحب کا ۱۹۴۴ء کا اعلان دربارہ خلافت احمدیہ و مسئلہ اجرائے نبوت و تکفیر مسلمانان

اس وقت ہمارے سامنے قادیان سے شائع ہونے والے رسالے فرقان کا سالانہ نمبر نومبر دسمبر ۱۹۴۴ء پڑا ہے۔ اس میں آنریبل جسٹس چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب جج فیڈرل کورٹ آف انڈیا کا ایک مضمون جو اس رسالہ کا ایک ہی مضمون ہے اور جو رسالہ کے ۱۳ صفحات پر ممتد ہے۔ "اکابرین غیر مبائعین کے مرکز سلسلہ سے اختلاف کے اسباب" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون درحقیقت اخبار لائٹ کے جو ان دنوں مولوی یعقوب خاں صاحب کے زیر ادارت شائع ہو رہا تھا ایک مضمون کے جواب میں لکھا گیا چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے اس مضمون پر اس وقت کوئی تبصرہ لکھنا مطلوب نہیں۔ اس میں وہی پرانے واقعات، طرز استدلال، شوق تکفیر بازی اور ذوق کفر سازی کے مظاہرے ہیں جو قادیانیوں کے رگ و ریشہ میں سمائے ہوئے ہیں۔ ہم یہاں صرف محمد یعقوب خاں صاحب کی جسمانی، دماغی اور روحانی صحتمندی کے وقت کے خیالات کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں، جو اس وقت یعنی ۱۹۴۴ء میں انہوں نے اپنے مؤقر جریدہ میں ظاہر کئے۔ لائٹ کے مضمون کا انگریزی سے اُردو میں ترجمہ بھی ایک قادیانی صاحب ملک غلام فرید صاحب ایم اے نے کیا ہے ہم سر ظفر اللہ خاں کے الفاظ ہی میں خانصاحب کے خیالات ذیل میں نقل کر دیتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ اس وقت خاں صاحب کے قادیان کے دنوں کے ماحول کے متعلق کیا تاثرات تھے۔

سر ظفر اللہ صاحب اپنے مضمون کا آغاز یوں کرتے ہیں:—

"کچھ عرصہ ہوا مسٹر نسیر سلین صاحب ایڈیٹر دی لٹریری سٹار لاہور کے اصرار پر میں نے ایک مختصر سا مضمون انگریزی زبان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے سوانح کے طور پر لکھا تھا۔ پندرہ روزہ انگریزی اخبار "دی لائٹ" نے یکم ستمبر ۱۹۴۴ء کی اشاعت میں اس مضمون پر ایک تنقید شائع کی جس کا اُردو ترجمہ یہ ہے:—

"زیر تنقید رسالہ ایک مقالہ ہے جو اصل میں ایک کتاب مسمّی "مسلم مشاہیر پنجاب" جس کو مینو ویک سوسائٹی لاہور مرتب کر رہی ہے کے لئے لکھا گیا تھا۔ یہ کتاب تو ابھی منصۂ شہود پر نہیں آئی مگر محولہ بالا مقالے کو جس کا مقصد زیادہ تر تحریکِ قادیان کا پروپیگنڈا ہے غالباً قادیان کی ہائی کمانڈ کی فرمائش اور خرچ پر قبل از وقت ہی ایک رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے اور اس کی خوب اشاعت کی گئی ہے۔

مرزا بشیر الدین کے حالاتِ زندگی کو بیان کرتے ہوئے قدرتاً مضمون نگار نے تحریکِ احمدیت کی پیدائش اور اس کے نشو و نما کے ساتھ تعلق رکھنے والے نمایاں واقعات کو بھی چھوا ہے۔ بحیثیت مجموعی یہ ان حالات کا ایک صحیح ریکارڈ ہے۔ مگر فاضل مضمون نگار واقعات بیان کرتے ہوئے اس حصہ پر پہنچتا ہے جب جماعت میں اختلاف ہو کر یہ دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تو بعض نہایت ضروری واقعات کو بیان نہیں کرتا۔ اور تصویر کا صرف ایک پہلو پیش کرتا ہے۔

جماعت میں اختلاف بانیٔ سلسلہ کے پہلے خلیفہ کی وفات پر واقع ہوا۔ سر ظفر اللہ خاں ہمیں بتاتے ہیں کہ اس اختلاف کی وجہ یہ تھی کہ جماعت کا ایک حصہ جس کی تعلیم مغربی طریق پر ہوئی تھی اور جو مغربی سیاسی خیالات سے متاثر تھا اور جس کے لیڈر مولوی محمد علی تھے۔ نہیں چاہتا تھا کہ جماعت کے نظام کی باگ ڈور صرف ایک شخص کے ہاتھ میں دے دی جائے۔ وہ چاہتے تھے کہ اختیارات اس نمائندہ انجمن کے سپرد کئے جائیں جس کی بنیاد بانیٔ سلسلہ نے خود رکھی تھی۔ اب یہ واقعات کا ایک غیر مکمل اظہار ہے۔

یہ صحیح ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہم خیال اصحاب نے مرزا بشیر الدین کو خلیفہ ماننے سے انکار کر دیا مگر اس انکار کی وجوہات اس سے مختلف ہیں جو مضمون نگار نے بیان کئے ہیں۔ بات یہ نہیں کہ چونکہ یہ لوگ مغربی تعلیم حاصل کئے ہوئے تھے۔ اور اس وجہ سے مغربی جمہوری نظریوں سے حد درجہ متاثر اور مغلوب تھے اس لئے انہوں نے شخصِ واحد کی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کے اس انکار کی بنیاد بانیٔ سلسلہ کی واضح تحریر ہے جس میں صاف الفاظ میں لکھا ہوا ہے کہ ان کے بعد سلسلہ کی رہنمائی نگرانی اور نظم و نسق کے تمام اختیارات ایک نمائندہ جماعت یعنی صدر انجمن کے ہاتھ میں رہیں گے جس کی بنیاد انہوں نے خود رکھی۔ مرزا بشیر الدین نے اپنے والد صاحب کے اس واضح فرمان کو لاشئے سمجھا اور یہ دعوے کہ وہ خود مختار کُل ہیں۔ اس پر مولوی محمد علی صاحب اور دوسروں نے اس بناء پر اعتراض کیا کہ یہ بات خلافت کے متعلق اسلامی نظریہ کے علاوہ خود بانیٔ سلسلہ کی اپنی تاکیدی ہدایت کے بھی خلاف ہے۔ (اور یہ کہ) اسلامی تعلیم کے مطابق خلیفہ ایک غیر ذمہ دار مطلق العنان حاکم نہیں جو اپنے اعمال کی پاداش سے بے نیاز ہو کر جو چاہے کر سکتا ہے۔ اسلام کے پہلے خلیفہ ابو بکرؓ نے اپنی پہلی ہی تقریر میں اسی پوزیشن کو بالکل واضح کر دیا۔ جب لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے

کہا: "اگر میں بدراہ ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کر دو۔ اور اگر میں صحیح طریق کار اختیار کروں تو میری مدد کرو"۔ یہ شاید مغربی جمہوریت نہ ہو۔ مگر اس کو یقیناً اس قسم کی ظرافت سے کوئی تعلق نہیں جو مرزا بشیر الدین صاحب نے قائم کی ہوئی ہے۔ ان کے نزدیک کوئی شخص ایک نقطہ بھی خلیفہ کے خلاف نہیں کہہ سکتا۔ خواہ وہ صاف طور پر غلطی پر ہو۔

اب یہ اسلامی خلافت کی نسبت جو رائے عامہ کے مصلحانہ اثرات سے اثر پذیر ہوتی ہے اور اس کے ماتحت ہو کر چلتی ہے۔ موجودہ مغربی استبدادی مختار کل حکومتوں کے جو ہماری نظروں کے سامنے برباد ہو رہی ہیں زیادہ مشابہ ہے۔

یہ ان اسباب میں سے ایک سبب تھا جس کی وجہ سے مولوی محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب اور جماعت احمدیہ کے دیگر روشن خیال افراد نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کے حد سے بڑھے ہوئے دعاوی کو ماننے سے انکار کر دیا۔ ایسا کرنا اس مسئلہ میں قرآنی تعلیم اور اسلامی روایات سے سنگین انحراف کے مترادف ہوتا۔ یہ بانیٔ سلسلہ کی مقدس وصیت کی براہِ راست بے حرمتی بھی ہوتی جس نے انجمن کو اپنے بعد واحد مختار قرار دیا تھا۔

ایک مزید اور زیادہ سنجیدہ قابلِ لحاظ امر کی وجہ سے بھی جماعت کے روشن خیال حصّہ کا یہ تامل سخت ہو کر ایک نہایت ضروری فرض کی شکل اختیار کر گیا۔ مرزا بشیر الدین جماعت کے عقائد کے متعلق تصوّرات میں بھی ایک بدعت کے ذمّہ دار تھے جس کے نتائج بہت دُور رس ثابت ہونے والے تھے۔ ابھی تک جماعت کا یہ مسلّمہ عقیدہ تھا کہ بانیٔ سلسلہ ایک سادہ مسلمان تھے۔ نبی نہ تھے۔ اور وہ لوگ جو ان کی دعوت کا انکار کرتے ہوئے اسلام کی ترقی اور سربلندی کے لئے ان کے گرد جمع نہ ہوتے تھے۔ اپنے فرض کی ادائیگی میں ایک قابلِ ملامت کوتاہی کے مجرم تھے۔ مگر تھے بدستور مسلمان ہی۔ یہ مرزا بشیر الدین محمود احمد ہی تھے جو اس خیال کے موجد اور سرپرست تھے کہ بانیٔ سلسلہ صحیح معنوں میں نبی تھے۔ اور جنہوں نے آپ کو نبی نہیں مانا وہ مسلمان نہیں رہ سکتے۔ وہ اس حد تک بڑھے کہ انہوں نے یہ بھی ادعا کر دیا کہ کرۂ ارض کے دُور دراز علاقوں کے وہ مسلمان بھی جنہوں نے بانیٔ سلسلہ کا نام تک نہیں سُنا ہوا کافر ہیں۔

اب یہ ایک بالکل نئی بات تھی ایک ایسی بات تھی جو جماعت میں ابھی تک کسی کے خواب میں بھی نہ گذری تھی جس کے خلاف بانیٔ سلسلہ بار بار احتجاج کرتے رہے کہ یہ ان کے خلاف ان کے دشمنوں کا تراشا ہوا بہتان ہے۔ اور یہ ایک ایسی بات تھی جو اسلام کی وحدت کو یقینی طور پر ٹکڑے ٹکڑے کر دینے والی تھی۔ مولوی محمد علی صاحبؒ اور خواجہ کمال الدین صاحبؒ جیسے انسان اور دوسرے روشن خیال افراد جو اس تحریک میں اس لئے شامل ہوئے تھے کہ انہوں نے اس کو اسلام کی ایک نہایت دلربا تشریح کی نہایت پر جوش علمبردار سمجھا تھا۔ کبھی بھی اس ملحدانہ بات کو نہ مان سکتے تھے۔ انہوں نے اپنی زندگیوں کو اسلام کی خدمت اور اس کی شان کو بلند کرنے کے لئے وقف کر رکھا تھا نہ کہ اس گہرے اور ہشیار طریق سے اسلام کا قصّہ ہی پاک کرنے کے لئے، خاموشی سے نئی نبوت کو جو اس نئے خلیفہ نے قائم کی مان لینے کا یہ مطلب تھا کہ اسلام کی موت کے فتوے پر دستخط کر دیئے جائیں۔"

اس کے بعد اسی فرقان رسالہ کے صفحہ ۱۱ میں خان صاحب کے خیالات سر ظفر اللہ خان صاحب نے یوں نقل کئے ہیں:۔

"بانیٔ سلسلہ نے اپنی ضخیم تصانیف میں ایک دفعہ بھی غیر احمدیوں کو کافر نہیں کہا۔ اس کے برخلاف وہ یہ کہتے ہیں کہ ان کا انکار اپنی ذات میں کسی کو کافر نہیں بناتا۔ اس کے باوجود نوجوان خلیفہ نے اعلان کر دیا کہ ہر وہ شخص جو اس کے والد کے دعاوی کو نہیں مانتا کافر ہے خواہ اس نے ان کا نام تک نہ سُنا ہو، یہ بات ایک شخص کو حیران کر دیتی ہے کہ کس طرح اس نے اپنے نامور والد کے واضح عقیدہ کے ساتھ ایسا گستاخانہ سلوک کیا۔ اس کی وجہ پھر یہی خلافت تھی۔ اپنے لوگوں کو دوسروں کے ساتھ لڑائے رکھنا اندرونی استحکام اور امن کو محفوظ کر لینے کی ایک عام چال ہے لیکن کیوں وہ تعصب کی اس حد تک چلے گئے کہ انہوں نے لاہوری پارٹی کے ساتھ ہر قسم کے میل ملاپ یہاں تک کہ ان کے لٹریچر کو بھی پڑھنا ممنوع قرار دے دیا؟ اس کا جواب پھر وہی ہے کہ خلافت! مبادا ان کے متبعین کسی دن روشنی کو دیکھ لیں اور پریشان کن سوالات کرنا شروع کر دیں۔ اور اس طرح سے خلافت کی گرفت کمزور پڑ جائے۔

ایک اور امر کو لیجئے جو کسی اور طرح سے واضح نہیں ہوتا۔ لیکن خلافت کی اس کنجی کو چھونے سے ہی تمام راز کھُل جاتا ہے۔

خلافت ہی سب کچھ ہو گئی ہے۔ یہ اتنی نمایاں رہتی ہے کہ بانیٔ سلسلہ کے حقیقی مشن کے لئے اس نے کوئی جگہ نہیں چھوڑی۔ بات یہ ہے کہ اس زور کو دیکھتے ہوئے جو دوسری ہر چیز کو خارج کرتے ہوئے خلافت پر دیا جاتا ہے۔ ایک شخص پر یہ اثر ہوتا ہے کہ بانیٔ سلسلہ کا مشن سوائے مرزا محمود احمد کی خلافت کے قیام اس کے استحکام اور اس کو وسعت دینے کے اور کچھ نہ تھا۔"

یہ سب کچھ نقل کرنے کے بعد سر ظفر اللہ نے خان صاحب کے خیالات کی تردید ۱۱۳ صفحات کا مضمون رسالہ فرقان میں شائع کرایا ہے۔

سُنا ہے کہ آجکل چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اور خان محمد یعقوب خان صاحب میں محبت اور لطف و کرم کی پینگیں بڑے زور و شور سے حرکت میں آ رہی ہیں۔ اس مضمون پر ظفر اللہ خان صاحب اپنی تنقید کو اپنے اس حال کے محبوب دوست کے متعلق حسب ذیل فقرہ رقم کر کے ختم کر دیا ہے:۔

"اصولی امور پر تو مزید بحث کی ضرورت نہیں۔ اور صاحب تنقید کی طنز یا ملیح مدح کی طرف تو میری غرض نہیں۔ میں صاحب تنقید کی ایک امر میں داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ انہوں نے یہ کمال تو حاصل لیا کہ ساڑھے چار کالم کے مضمون میں کم ہی کوئی فقرہ ان کے قلم سے نکلا ہے جو سچ بھی ہو اور طنز سے خالی بھی ہو۔"

اب دونوں دوست ایک دوسرے کو پہچان گئے ہیں اب تو "من ترا حاجی بگویم تو مرا قاضی بگو" والا معاملہ ہو رہا ہے۔

خان صاحب نے یہ سب کچھ اس وقت ارشاد فرمایا جب مرزا بشیر الدین جیسا پُر ہیبت اور پُر لائق اور زیرک انسان سریر آرائے خلافت تھا۔ مگر اب جبکہ میاں ناصر احمد جیسا انسان جن کی ہیبت جلال۔ لیاقت اور زیرکی کو اپنے والد صاحب سے کوئی نسبت ہی نہیں تختِ خلافت پر متمکن ہے۔ خان صاحب کو اُفقِ روحانیت پر ایک چمکتا ہوا ستارا نظر آ رہا ہے!

ہاں ہم کہہ رہے تھے کہ خان صاحب نے ربوی جماعت میں اپنی شمولیت اس اعلان سے کی ہے کہ اب مسئلہ نبوت کو ایک ختم شدہ مسئلہ سمجھنا چاہیئے۔ گویا نبوت ختم ہے اس پر مزید بحث کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ ایک بڑا اعجاز ہے کہ ختم نبوت کے ایسے بنیادی مسئلہ کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا قوموں کی اصلاح کے لئے خداوند تعالیٰ نے یعقوب خان صاحب کے قلم سے ان پر اتمام حجت کر کے اور اس کے تمام پہلوؤں کو چند الفاظ میں واضح کر کے ربوہ والوں کی زبانوں کو گنگ کر دیا۔ ان کے اندر سے اس کے خلاف شور کو دبا دیا اور وہاں سے کسی نوع کی صدائے احتجاج کو بلند نہیں ہونے دیا اور اس سے وہ کام لیا، جو مرزا بشیر الدین محمود احمد کے بیان روبرو منیر ٹربیونل سے بھی نہیں لیا جا سکا تھا۔ مولوی محمد یعقوب خان صاحب حالت صحت میں ختم نبوت کے مبلغ تھے، لیکن بیماری میں بھی اس فریضہ کو نہایت احسن طریق سے انجام دے گئے۔ یعنی کہ پہلے اس نے غیر احمدی دنیا کو اس عقیدہ کا قائل کیا پھر ربویوں پر اتمام حجت کر دی۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست — تانہ بخشد خدائے بخشندہ

## بیرون جماعت کے تغیّرات

اس وقت ہر دو احمدیہ جماعتوں کے سوا پاکستان کی باقی تمام علمی، سیاسی، دینی، اقتصادی، اخلاقی اور روحانی حلقوں میں ایک محشر بپا ہے، ہر پیشہ اور ہر گروہ کے لوگ ملک کے مفاد کو پسِ پشت ڈال کر اپنے مفادات کے پیچھے یوں پڑ گئے ہیں۔ کہ وہ جو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے انسانوں کو اجزائے یکدگر اندکہا تھا اس کے بالکل خلاف آج اس ملک میں نوع انسان در پئے ایذائے یکدگر اند، ملک کے تمام مشائخ، تمام مرشدانِ طریقت، ہادیانِ شریعت، علمائے عظام، فضلائے کرام، واعظانِ شعلہ مقال اور سیاستین جو شندگان اقتدار ہیں کہ اپنی اپنی ٹولیوں کے ہمراہ، جھوٹ، فریب، مبالغہ آمیزی، تہمت طرازی کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر میدانِ عمل میں اُتر آئے ہیں اور عوام کو مخاطب کر کے ان سے ووٹوں کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ جمعیت العلمائے اسلام اور مودودی کی اسلامی جماعت سیاسی قیادت کے حصول کے لئے خود پسندی کی آخری حدود کو چھونے میں اپنے اپنے کمالات دکھا رہی ہیں۔ گالیوں، بدزبانیوں، فحش گوئیوں اور لغو نویسیوں سے ملک کی تمام صحافت تعفن اور غلاظت کے انبار کے ذریعہ ہر روز پبلک کی قوتِ شامہ کو مکدّر کرنے میں کوشاں ہیں، تمام ملک میں ایک بھی شخص کل پاکستان کی سطح پر کام کرنے والا، یا کسی بلند مقام سے باشندگان ملک کی آواز کو اجتماعی پیغام دینے کے قابل موجود نہیں۔ تمام ملک اب انسانوں کے مسکن کی بجائے ایک وحشیوں کا بھٹ بن چکا ہے۔ تجدید دین اور احیائے تہذیب کے لئے اب ایک وسیع میدان کام کرنے کا اس ملک میں موجود ہے، یہ وہ دور ہے جو چودھویں صدی کے اختتام پر اپنے عظیم الشان مجدد اور محدث کو پکار پکار کر بلا رہا ہے۔ مجدد خود تو مادی یا جسمانی طور پر اس دنیا میں موجود نہیں مگر اس کی جماعت تو موجود ہے، جس کا فرض ہے، کہ وقت کی اس پکار کو سُنے، فضا کی آوازوں پر کان دھرے، اب وقتی مصلحین ختم ہیں۔ دُنیا میں

وتّ کے معنی صاف ہو چکے ہیں۔ یہ مسئلہ اب مناظروں، مجادلوں، بحثوں کے ذریعہ پبلک کے درباروں اور محفلوں میں بار بار آ چکا ہے، اور تمام عالم اس نتیجہ پر پہنچ گیا ہے، کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی خاتم النبییّن یعنی آخری نبی ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ کا اصل مقام اُمتی کا ہے جس سے بلند تر مقام اس امت کے لئے اور کوئی نہیں، اور ان کا کام یہ ہے کہ اس پُر آشوب زمانہ میں اسلام کی کشتی کو موجوں کے اژدھام اور بلاؤں کے ہجوم سے نکال کر صحیح سلامت امن پسندی کے ساحل پر پہنچا دیں۔ عیسائیت منہ پھاڑے اژدھا کی طرح اسلام کو کھانے کے لئے مضطرب ہو رہی ہے تمام عالم اسلام۔ فرنگیوں کی چالبازیوں، دغابازیوں کی کھلی اور واشگاف نبرد آزمائیوں میں گھرا پڑا ہے — عیسائیت کا فلسفہ اور قلم بھی اسلام پر حملہ آور ہے۔ اور اس کی تلوار بھی اہلِ اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں مصروف ہے۔ اسلام مادی اسلحہ کے لحاظ سے تو تہی دست ہے۔ البتہ اس کی قوتِ روحانی اب بھی غالب ہے۔ اور بے پناہ طاقت مقاومت کے علاوہ تسخیر عالم اور تطہیر اقوام کی لامتناہی استعداد رکھتی ہے۔ انہی مخفی ہتھیاروں سے مسلح ہونے کی وجہ سے اس دور کا مجدد نوعِ انسان کی بیماریوں کے لئے مسیحائے زمان بن کر آیا۔ جیسے کہ وہ خود فرماتا ہے ۔

مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

مولوی یعقوب خانصاحب جو اس وقت آپ کی جماعت میں شامل ہیں۔ اگر آپ غور کریں تو وہ قدرت کا کرشمہ دکھانے اور آپ لوگوں کو اصل کام کرنے کے لئے اس ضعیف العمری، ناتوانی اور حالتِ رنجوری میں تجدید دین اور ٹھوس کام کی طرف متوجہ کرنے آئے ہیں۔ آپ کی تنظیم کو وہ متحرک کرنا چاہتے ہیں۔ اور تمام جماعت کو سراپا عمل بنا کر وہ اس ملک میں دینی تبدیلی اور روحانی انقلاب برپا کرنے کا مشن لے کر وہ ادھر سے اُدھر چلے گئے ہیں۔ اپنی طرف سے وہ جمہوری غوغا آرائیوں سے کنارہ کش ہو کر ڈسپلن، نظم، ضبط ایثار۔ قربانی۔ اطاعت اور انقیاد کے جذبات میں طلاطم اور جوش برپا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، مگر یہ سب کچھ وہ ختم نبوّت کے زیر سایہ سرانجام دینا چاہتے ہیں تاکہ دنیا اسلام کے پیغام پر لبیک کہہ کر محمدؐ کی چھت کے نیچے پناہ لے سکے۔ دونوں جماعتوں میں ان کے خیال کے مطابق نبوت پر اب کوئی اختلاف نہیں۔ نبوت فی الواقع پایہ تکمیل کو پہنچ گئی۔ اور کسی نئی نبوّت کی وہ محتاج نہیں۔ خاں صاحب لاہور جماعت کی طرف سے ختم نبوت کے نظریہ کا تحفہ آپ کے پاس لے کر آئے ہیں۔ اس تحفہ کی قدر کیجئے، اور ان کی چالیس سالہ محنتوں اور کاوشوں کے اس نادر خلاصہ کو اپنے عمل میں لا کر اور محرک اور انقلاب انگیز تنظیم بن کر تاریخ کے دھارے بدل دینے پر آمادہ ہو جائیے۔ اگر ایسا ہو گیا تو خانصاحب کا وہاں جانا مبارک ہے۔ خانصاحب کا خلافت کا تصور بھی وہی درست ہے جس کا اظہار انہوں نے ۱۹۴۴ء میں کیا تھا۔ یہ تصور انہوں نے اس وقت قائم کیا تھا جبکہ آپ کے والد سریر آرائے خلافت تھے۔ ان کی خلافت آپ کی خلافت سے زیادہ جاندار اور پُر جلال تھی، اس وقت بھی وہ اس خلافت سے مرعوب نہیں ہوئے تھے۔ اب آپ کی خلافت سے اچانک ان کی آنکھوں میں جو چکا چوند پیدا ہو گئی ہے وہ ان کی کمزور بینائی اور عدم توانائی کی وجہ سے ہے۔

دنیا میں اجرائے نبوّت کی کوشش پر شکست مقدر ہے۔ آپ کے خلیفہ ثانی۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے حضرت مرزا صاحبؑ مجدد صدی چہار دہم کی وفات کے بعد ایک معرکۃ الآرا مضمون ختم نبوت پر لکھا تھا۔ جسے تشحیذ الاذہان میں جو اس وقت خود انہی کی ادارت میں تشنگان چشمہ ہدایت اور طالبانِ راہِ نجات کے فلاح کے بے بہا خزانے لٹا رہا تھا۔ بڑی آب و تاب سے شائع کیا گیا تھا۔ اس مضمون میں انہوں نے لکھا تھا، کہ ختم نبوت پر واقعات کی نہ مٹنے والی ایک عجیب اور لاجواب شہادت بھی موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں گذرا، کہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو، اور اسے کامیابی حاصل ہو گئی ہو، قبل از اسلام۔ بے شمار انبیاء دنیا میں ظاہر ہوئے اور ان کے ماننے والے بکثرت ان کی تقلید اور اطاعت کو قبول کرتے ہوئے ان کی اُمتوں میں شمار ہوتے رہے۔ مگر نبی عربیؐ کے بعد کوئی نبی نبوت کا دعوے دار کوئی نئی امت قائم نہ کر سکا۔ اس مضمون پر حضرت مولانا محمد علی صاحب نے میاں صاحب کو ٹیا خراج تحسین پیش کیا تھا۔ اور بڑے حوصلہ افزا الفاظ میں خلیفہ صاحب کو داد دی تھی میاں مرزا محمود احمد صاحب نے اپنے متذکرہ بالا مضمون میں یہ درست فرمایا ہے کہ رسولِ عربیؐ کے بعد نبوت کا دعوے دار کبھی کامیاب نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔

## نظامِ اسلام میں ختم نبوّت کو اس طرح سمو دیا گیا ہے جس طرح انگشتری میں نگینہ

ہم نے اپنے پہلے عریضہ میں بھی آپ کی توجہ اس نظام کی طرف مبذول کی تھی کہ جو نظام مسلمان کی زندگی پر محیط ہے اور جس کے ماتحت اسے دن میں کئی دفعہ ختم نبوت کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اس نظام میں خدا کا منشاء ہر آن جھلکتا نظر آتا ہے اور اس نظام کی موجودگی میں کسی دیگر نبوت کا چراغ نہیں جل سکتا، جس طرح آفتاب عالم تاب کی تابناکیاں کسی ٹمٹماتے چراغ کی بے مقصد لَو کو برداشت نہیں کر سکتیں، اسی طرح ختم نبوّت کے آفتاب کا ظہور بھی کسی کرمک شب تاب کی جھلک کو برداشت نہیں کر سکتا۔ کیا آپ اس حقیقت کا انکار کر سکتے ہیں کہ کس طرح آپ کے اپنے مفروضہ کے مطابق کم از کم ۱۹۰۱ء تک واضح اور ناقابلِ تردید انداز میں خود حضرت مرزا صاحبؑ کی مجالس میں ختم نبوت پر زور دیا جاتا رہا، اور کیا اس زمانہ میں احمدیوں کی مساجد کے میناروں پر مؤذن کھڑے ہو کر بلند آہنگی سے کلمہ طیبہ کے ذریعہ توحید اور رسالت محمدی کا اعلان نہیں کیا کرتا تھا۔ کیا ان دنوں صحن مسجد میں تکبیر کے ذریعے اقامت صلوٰۃ سے قبل اسی کلمہ کا اعادہ نہیں کیا جاتا تھا۔ اور یہ شہادت نہیں دی جاتی تھی۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اب محمدؐ کے سوا کوئی رسول نہیں یہی دو ستون ہیں جن پر اسلام کی عمارت استوار رہی۔ کیا ۱۹۰۱ء کے بعد اسلام کا یہ نظام آپ کی مساجد میں تبدیل کر دیا گیا تھا، کیا کبھی یوں ہوا۔ کہ اپنے دوستوں کی محفل میں بیٹھے ہوئے حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے منصبِ نبوت پر متمکن ہونے کا اعلان کیا ہو، کیا حضرت صاحبؑ کی وفات تک مسجد کے مینار پر کھڑے ہو کر مؤذن نے کڑک دار آواز میں ان دو اصولوں کی بجائے کسی اور تعلیم کی منادی کی۔ کیا حضورؑ کے زمانہ میں بھی اور اب بھی آپ کے تمام نمازی التحیات پڑھتے ہوئے اس شہادت یعنی توحید الٰہی اور رسالت محمدیؐ کے اقرار کو انفرادی طور پر خاموشی سے نہیں دہرا رہے ہیں؟ کیا اب بھی آپ کی خلافت کے زمانہ میں اسلام کا یہ نظام عمل میں نہیں آ رہا، بلکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ منبر پر کھڑے ہو کر آپ نے یا آپ کے کسی غالی مرید نے جذباتِ غلو سے مغلوب ہو کر حضرت مرزا صاحبؑ کو کسی نہ کسی رنگ میں بطور نبی پیش کیا، تو وہیں اسی مسجد میں نماز شروع ہونے سے قبل کسی تکبیر کہنے والے نے صاف الفاظ میں خطیب کے اُن غلط اور مغالطہ دہ الفاظ کی پُر زور تردید کر دی۔ اور پھر نمازیوں نے اسی خطیب کی اقتداء میں التحیات میں بیٹھ کر اور اپنے قلب کی گہرائیوں سے رسالت محمدیؐ کی ابدی نبوت کا باقاعدہ اقرار دہرایا۔ اور محمدؐ ہی کو نبیِ وقت، نماز ختم کرنے سے پیشتر تسلیم کر لیا۔ اس حقیقت کو ہم نے سابقہ عریضہ میں بھی بیان کیا تھا۔ اور اب بھی اس کا اعادہ اس صدق و یقین اور ایمان کے ساتھ کر رہے ہیں کہ اسلام نے اجرائے نبوت کے فاسد عقیدہ کو سرزمین اسلام میں پنپنے کا کوئی موقعہ نہیں رہنے دیا۔

## ہماری تجویز

ہماری تجویز بلکہ خواہش ہے کہ آپ کے عہد میں ایک نئے دور کا آغاز ہو جائے اور مساجد میں گذشتہ اسی برس کی کہی ہوئی آذانوں، دہرائی ہوئی تکبیروں، اور خاموشی سے ادا کئے ہوئے تشہد کے الفاظ کو مدنظر رکھ کر، نیز قرآن کریم کی نصوص صحیحہ اور توضیحات واضح اور احادیث کی تشریحاتِ صادقہ اور مہربنہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے آپ کو مردِ باطل افگن کی طرح میدانِ عمل میں نکل آنا چاہیئے اور زلزلہ خیز اور حشر آفرین اعلان کے ذریعے ربوہ کے در و دیوار ہلا دینے چاہئیں تا ساری فضا ختم نبوت کے نعروں سے ارتعاش پذیر ہو جائے۔

وقت آ گیا ہے کہ اب جماعت میں نئی قوت، نیا جذبہ، نیا ولولہ، نیا عزم، نیا شباب، نیا جوش نئی بیداری اور نئی حرکت پیدا ہو جائے۔ ختم نبوّت کے عقیدہ کا یہ اعلان ملک کے تمام صحائف، تمام جرائد تمام اخبارات اور رسالہ جات اور تمام کتابچوں میں بیک وقت شائع ہو جائے۔ الفاظ صاف ہوں کوئی ابہام نہ ہو۔ کوئی تاویل نہ ہو، کوئی الفاظ کا الجھاؤ نہ ہو، طرزِ بیان میں بھی کوئی ایچ پیچ نہ ہو، کھلے شفاف اور مصفّا طریق سے بغیر گھبرائے شرمائے مسلمانوں پر واضح کر دو کہ نبوت واقعی بند ہو چکی ہے، ہماری بیغائدہ تگ و دو اور بے نتیجہ جدّ و جہد کے باوجود نبوت ختم ہو گئی ہے۔ اب کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آ سکتا۔ تمام انسانیت کو عیسائی پادریوں اور مسلمان مولویوں سمیت اصلاح خلق کے لئے صرف ایک ہی دامن سے پیوستہ ہو جانا چاہیئے ایک ہی شخصیت سے فلاح و نجات کی تمام توقعات وابستہ کرنی چاہئیں، اور وہ عظیم شخصیت امام المتقین شفیع المذنبین خاتم النبییّن احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے، اب نہ حضرت عیسٰے علیہ السلام آ سکتے ہیں اور نہ کوئی نیا نبی۔

ہاں حضرت امام وقتؑ نے تجدید دین کا جو پروگرام آپ کے سامنے رکھا ہے اس کی طرف توجہ کیجئے اور یہ وہ پروگرام ہے، جس پر عمل کرنے سے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

ہم نے اپنے دردِ دل کی داستان آپ تک پہنچا دی ہے، یہ داستان لاہور والوں کے بھی سامنے ہے۔ انہیں بھی اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

---

# اِنسانی جسم اور رُوح کے لئے ربّ العالمین کی عطا کردہ نعماء

## قرآن کریم رُوحِ انسانی کی تربیّت کے علاوہ وحدت و مودت اِنسانی کا سبق دیتا ہے

## فطرانہ عید کے ذریعہ غرباء کی پرورش کیلئے مسلمانانِ عالم سے ساٹھ ستّر کروڑ روپیہ اور مسلمانانِ پاکستان سے دس بارہ کروڑ روپیہ سالانہ جمع ہوسکتا ہے

## خُطبۂ عیدالفطر

مؤرخہ یکم دسمبر ۱۹۷۰ء

فرمودہ

حضرت امیرِ قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام

جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدًی للنّاس وبیّنٰت من الھدٰی والفرقان
(البقرۃ ۲: ۱۸۵)

### نعمائے الٰہی جو جسم انسانی کے لئے عطا کی گئیں۔

رمضان کا مہینہ گذر چکا، یہ وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآن شریف نازل کیا گیا۔ اللہ تبارک و تعالےٰ نے بے شمار نعمتیں انسان کو عطا فرمائی ہیں جن کا احاطہ نہیں ہوسکتا۔ انسان ہوا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس نعمت کی کوئی قیمت اللہ تعالےٰ ہم سے نہیں مانگتا۔ اور نہ یہ نعمت بازار میں روپیہ سے مل سکتی ہے۔ یہ نعمت بادشاہ اور گدا کو یکساں طور پر میسّر ہے مغرب کے سفید فام لوگوں کے لئے اور مشرق اور افریقہ کے سیاہ فام لوگوں کے لئے ایک ہی ہوا میسّر ہے اسی طرح پانی بھی بہت بڑی نعمت ہے۔ تمام زندگی کا انحصار ہی پانی پر ہے۔ اس کے بغیر نہ تو کوئی سبزہ پیدا ہو سکتا ہے نہ زندہ رہ سکتا ہے۔ جس طرح ہوا ہر جگہ میسّر ہے۔ پانی بھی میسّر ہے۔

سورج بھی ایک نعمت ہے۔ نباتات و حیوانات کی حرارت اسی سے قائم رہ سکتی ہے۔ اگر سورج غائب ہوجائے تو یہ دنیا برف بن جائے۔ غرض اللہ تعالےٰ کی نعماء کا شمار مشکل ہے۔

### رُوح کی تربیّت کے لئے قرآن کریم جیسی نعمت عطا کی گئی۔

فرمایا وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا۔ اگر تم نعماء الٰہی کو گننے لگو تو ان کا شمار نہیں کرسکو گے۔ آسمان اور زمین کی تمام چیزیں انسانی جسم کی نشو و نما اور ربوبیت کے لئے ہیں جسم کے علاوہ انسان میں ایک اور حصّہ ہے جو نہایت قیمتی ہے وہ رُوح ہے۔ اس کی تربیت کے لئے قرآن کریم کی شکل میں رُوح افزاء تعلیمات عطا کی گئی ہیں۔ چنانچہ فرمایا شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن۔ ھدی للناس۔ اگر ہوا پانی اور سورج ساری دُنیا کے لئے ہے، تو قرآن کریم کی تعلیمات بھی ساری کی ساری دنیا کے لئے ہیں۔ یہ تعلیم صرف خطۂ عرب یا مسلمانوں کے لئے ہی نہیں، بلکہ تمام مخلوق کے لئے ہے۔ خدا تعالےٰ ربّ العالمین ہے۔ جس طرح جسمانی نعماء تمام دنیا کے لئے عطا کی ہیں، اسی طرح یہ روحانی نعمت (قرآن کریم) بھی ربّ العالمین ہونے کی وجہ سے اس نے تمام انسانوں کے لئے عطا کی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا تنزیلٌ من ربّ العالمین اور دوسری جگہ ارشاد ہے تنزیلًا ممن خلق الارض والسمٰوٰت العُلیٰ۔ زمین و آسمان کے بادشاہ اور تمام جہان کی ربوبیت کرنے والے حاکم کی طرف سے یہ کتاب نازل کی گئی ہے۔ عیسائی بھی کہتے ہیں کہ خدا ایک ہے اور خداوند یسوع مسیح اور روح القدس تو درمیان کے وسائل ہیں۔ ہندو بھی خدا کو ایک مانتے ہیں۔ لیکن سب قومیں صرف اپنے اپنے رہنماؤں اور کتابوں کی قائل ہیں۔ فرمایا کہ ان سب قوموں کی ربوبیت کے لئے قرآن کریم ھدی للنّاس ہے۔ مسلمان کو حکم ہے کہ تمام قوموں کے انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لائیں اور ان کی تعظیم و تکریم کریں۔ اسی لئے مسلمان حضرت موسےٰؑ، حضرت عیسےٰؑ کی نہ صرف تعظیم کرتے ہیں بلکہ ان پر ایمان لاتے ہیں، اور ان سب انبیاء کرامؑ کو مانتے ہیں جو دنیا کے کسی حصّہ میں مبعوث ہوتے رہے۔

. . . . . . . . . . . . . .

### قرآن کریم سے وحدت و مودت انسانی کا سبق

اس سے پہلے ہر ایک نبی صرف اپنی ہی قوم کے لئے ہدایت لاتے رہے۔ مگر قرآن کریم اقوامِ عالم کے لئے ہدایت لایا ہے۔ خدا ایک ہے اور ساری انسانیت بھی ایک ہے اور یہ کتاب ساری انسانیت کی تربیت کے لئے نازل کی گئی ہے، یہ سبق وحدت و مودت پیدا کرنے کا موجب ہے۔ اس وقت مسلمانانِ عالم کی تعداد ساٹھ ستّر کروڑ ہے۔

### رمضان میں تلاوت قرآن کریم اور عبادات و خیرات

رمضان کے مہینہ میں مسلمانانِ عالم نے قرآن کریم دن رات پڑھا ہے۔ اور دن رات یہ تعلیمات اس کے سامنے آتی رہی ہیں۔ اس لئے انہیں قرآن کریم کے دیئے ہوئے اس سبق کو اپنا لائحۂ عمل بنانا چاہیئے۔

مسجدوں کے علاوہ گھروں میں بھی دن رات قرآن کریم پڑھا جاتا رہا ہے، اکثر مساجد میں نماز تراویح میں قرآن پڑھا اور سنا جاتا رہا ہے۔ اکثر لوگوں نے دن رات خیرات کی ہے۔ یہ اسلام کی تعلیم ہے کہ خدا کی عبادت کے ساتھ مخلوقِ خدا کی خدمت کی جائے۔ کسی نے حضور صلعم سے عرض کی ما الاسلام یا رسول اللہ۔ کہ اسلام کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علیٰ خلق اللہ۔ اللہ تعالےٰ کے احکام کی پابندی کرنا اور خدا کی مخلوق کی خدمت کرنا یہ اسلام ہے۔ قرآن کریم نے متقی کی یہ تعریف کی ہے کہ الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون۔ اللہ تعالےٰ کی عبادت اور اس کے بعد اپنی کمائی میں سے کچھ خرچ کرکے خدا کی مخلوق کو فائدہ پہنچانا یہ اسلام ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کو یہ مہینہ میسّر آیا ہے اور انہوں نے اللہ تعالےٰ کی عبادت کی اور اس کی مخلوق کے لئے روپیہ صرف کیا۔

### روزہ سے جذبات و خواہشات پر کنٹرول

اس سے بڑھ کر دو باتیں اور ہیں، جن کی طرف ہر مرد و عورت سب کو توجہ دلائی گئی ہے۔ ایک یہ کہ روزہ سے نفس پر قابو پانا سیکھا جائے۔ جس نے یہ نہیں سیکھا اس نے اس مہینہ سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھایا۔ اپنی زبان، اپنے جذبات اور اپنی خواہشات پر قابو پانا روزہ ہے۔ رسم کے طور پر روزہ رکھنا خدا کو پسند نہیں۔

### حضرت نبی کریم صلعم کا اُسوہ حسنہ

حضور نبی کریم صلعم نے ساری عمر تہجد پڑھی ہے۔ رمضان کے مہینہ میں دو دو دفعہ قرآن کریم دہرایا ہے۔ اور رمضان کے آخری دس دنوں میں۔ تمام باقی مصروفیات کو چھوڑ کر مسجد میں اعتکاف بیٹھ جاتے رہے ہیں۔ یہ وہ عظیم الشان پیغمبر صلعم ہے جو بادشاہوں کے لئے نمونہ ہے۔ بادشاہ ہوکر لذائذِ زندگی کی طرف توجہ دینے کے بجائے خدا کی عبادت کے لئے انہماک رہا اور خدا کی مخلوق کے لئے دولت

صرف کرنے کا شغل رہا۔

آپؐ بادشاہ ہو کر بادشاہوں کے لئے نمونہ ہیں۔ فرمایا انا القاسم۔ میں تو تقسیم کرنے والا ہوں۔ انا الخازن۔ میں تو خزانچی ہوں۔ اللہ یعطی۔ دینے والا تو اللہ تعالےٰ کی ذات ہے میں تو صرف بانٹ دیتا ہوں۔

## بُری باتوں کو چھوڑ کر حسنِ کلام سے کام لیا جائے

حضور نبی کریم صلعم جس قسم کی لاجواب بلندی اخلاق سے متصف تھے اس سے ہم کو یہ سبق سیکھنا چاہیئے کہ نیکی کے بعد نیکی جتلاتے رہنا غیر مناسب ہے۔ علاوہ ازیں قولوا للناس حسنا۔ خوبصورت کلام کرنا سیکھو۔ مسلمان مرد اور مسلمان عورت کو خوبصورت کلام کرنا چاہیئے، کسی کی غیبت نہ کی جائے کسی کی شان کے برخلاف کچھ نہ کہا جائے نہ سُنا جائے۔ زبان سے فریب و مکاری کا کام نہ لیا جائے اس کے برخلاف زبان صدق سے متصف ہو۔ یہاں ایک اور اہم امر کا ذکر کرنا مفید ہوگا

## فطرانہ ادا کر کے عید کی خوشیوں میں غرباء کو شامل کیا جائے

رمضان شریف کے بعد جب عید آتی ہے تو ہر گھر میں خوشی کا نظارہ دیکھنے میں آتا ہے۔ کوئی کھانے پینے کی اشیاء اکھٹی کرنے کی طرف متوجہ ہے تو کوئی بچوں کے لباس کی طرف متوجہ ہے۔ غرض ہر گھر میں خوشی ہی خوشی نظر آتی ہے۔ فرمایا اس خوشی کے موقعہ پر غریبوں کو بھی یاد رکھو اور نماز ادا کرنے سے پہلے پہلے فطرانہ ادا کر کے غرباء کی پرورش کا سامان کر دیا جائے کیونکہ عید کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک غرباء کے لئے فطرانہ ادا نہ کر دیا جائے۔ دیکھئے کہ اس وقت دنیا بھر کے مسلمانوں کی تعداد ساٹھ ستر کروڑ ہے اگر سب کی طرف سے کم از کم ایک روپیہ فی کس وصول ہو تو آج کے دن فطرانہ کے ذریعہ مسلمانانِ عالم سے ساٹھ ستر کروڑ روپیہ اور پاکستان سے دس بارہ کروڑ روپیہ سالانہ کی آمد ہو سکتی ہے۔ اسطرح ساٹھ ستر کروڑ روپیہ جمع ہو سکتا ہے اور اگر ہر سال اتنا روپیہ جمع ہو اور غرباء کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے تو کیا مسلمانوں کے اندر غربت و مسکنت رہ سکتی ہے؟! یہ طریق مسلمان قوم کی بلندی کا موجب ہے۔ اگر یہ سارے عالمِ اسلام سے اکٹھا نہیں ہو سکتا تو کم از کم پاکستان میں تو فطرانہ اکٹھے کرنے کا انتظام سرکاری طور پر کیا جا سکتا ہے۔ پاکستان کو سب سے بڑی اسلامی مملکت ہونے کا دعوےٰ ہے، پاکستان میں دس بارہ کروڑ مسلمان کی آبادی ہے۔ اس مملکت کا صدر قدم اُٹھائے تو ہر سال دس بارہ کروڑ روپیہ سرکاری خزانہ میں ایک دن میں جمع ہو سکتا ہے اور اسے غرباء کی فلاح و بہبود کے کاموں پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔ ہر گھر سے چند روپے لے لینے سے اس کے گھر کی دولت ختم نہیں ہو سکتی لیکن ملک کی دولت بڑھ جاتی ہے اور غرباء کی حالت سنور جاتی ہے۔ یہ ہے مقصد رمضان کا۔ خدا اور رسولؐ محض رسمی طور پر روزہ اور نماز سے خوش نہیں ہوتے ہیں۔ حقیقت کی طرف توجہ دینا مفید ہو گا۔ رمضان شریف کی برکات اور اس کے مقاصد سے فائدہ اُٹھانا مقصد ہونا چاہیئے۔

## مشرقی پاکستان کے طوفان زدہ بھائیوں کے لئے دُعا اور مالی امداد

اب میں چاہتا ہوں کہ ہم سارے کے سارے مل کر اپنے طوفان زدہ مشرقی پاکستان کے ان بھائیوں کے لئے دعائے مغفرت کریں جو اس طوفان میں ہلاک ہو گئے ہیں اور ان بھائیوں کے لئے جو ہلاکت سے مصیبت میں ہیں ان کے لئے دُعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کا حامی و ناصر ہو، انکے دُکھ درد دُور ہوں۔ ان کے لئے دعا بھی کریں اور جہاں تک ہو سکے روپیہ پیسہ سے ان کی مدد بھی کریں۔ ساری جماعت مل کر مجموعی طور پر اس مدد میں حصّہ لے، مشرق اور مغرب کے تمام ممالک اس مصیبت میں امداد کر رہے ہیں۔

**ہماری انجمن نے پانچ ہزار روپے اس کے لئے منظور کئے ہیں۔ اس چھوٹی سی جماعت کے لئے جس کا مقصد مشرق و مغرب میں تبلیغ و اشاعت اسلام ہے یہ رقم بہت زیادہ ہے، احباب اس میں اپنی امداد سے مزید اضافہ کریں۔**

## ایک پادری صاحب کا قبولِ اسلام۔

اس موقعہ پر ایک پادری صاحب قبول اسلام کے لئے آئے ہوئے تھے۔ خطبہ کے آخر میں ان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امیر نے فرمایا:—

یہ پادری صاحب جو میرے پاس کھڑے ہیں یہ عیسائی مبلغ ہیں انجیل کو جانتے ہیں اور اس ۴۴ کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو روشنی بخشی ہے اور وہ اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں۔ کہیئے (پادری صاحب کو مخاطب کر کے) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ میں ایمان لاتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، میں امت محمدیہ میں داخل ہوتا ہوں اور تعلیماتِ اسلام پر عمل کروں گا۔ (پادری صاحب ان کلمات کو دوہراتے گئے۔ پھر فرمایا) میں ان کا نام عبدالرحمٰن رکھتا ہوں۔ اور تمام خواتین و حضرات کو عید مبارک کہتا ہوں ‫؎

---

# راولپنڈی میں نمازِ تراویح و نمازِ عید

## میاں فاروق احمد صاحب کی طرف سے افطاری اور دعوتِ عید

سالہائے ماسبق کی طرح امسال بھی راولپنڈی میں نمازِ تراویح باجماعت ادا کرنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد احمدیہ کوہ مری نمازِ تراویح پڑھاتے تھے۔ احباب جماعت اور خواتین سلسلہ باقاعدگی سے نمازوں میں شریک ہوتے رہے ہم مرکزی انجمن کے شکرگذار ہیں کہ انھوں نے مولانا عبدالرحمان صاحب کو ایک مہینہ کے لئے راولپنڈی میں قیام کرنے کی اجازت دے دی۔ محترم اپنے مخصوص انداز میں نہایت خوش الحانی سے قرآن کریم سناتے تھے۔ اللہ کریم و تبارک ان کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اس دفعہ بھی جمعۃ الوداع میں احباب اور خواتین کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ واہ اور فاروقیہ سے بھی احباب اور خواتین سلسلہ آئے ہوئے تھے۔ اس دن افطاری کی دعوت الحاج میاں فاروق احمد شیخ صاحب نے دی ہوئی تھی۔ قریباً ۲۰۰ مہمان تھے۔ میاں صاحب محترم پچھلے تین چار سال سے ایسی دعوت کا انتظام کرتے چلے آ رہے ہیں۔ کھانے کے بعد نمازِ تراویح میں قرآن پاک ختم کیا گیا اور عامۃ المسلمین، سلسلہ احمدیہ دینِ اسلام کے لئے خصوصی دعائیں کی گئیں۔

مشرقی پاکستان میں حالیہ سیلاب سے ہلاک ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

یکم دسمبر کو عید الفطر کے موقعہ پر بھی فاروقیہ اور واہ سے احباب و خواتین سلسلہ نماز ادا کرنے کے لئے یہاں راولپنڈی آئے۔ نماز مولانا عبدالرحمان صاحب نے پڑھائی خطبہ محترم میاں بشیر احمد صاحب عفتو نے پڑھا۔ اپنے عالمانہ اور بصیرت افروز خطاب میں محترم میاں صاحب نے شفقت علے خلق اللہ پر خصوصیت سے زور دیا۔ اور اسلامی نظامِ معاشرت میں ہمدردی بنی نوع انسان۔ رواداری۔ جرأت ایمانی اور امر بالمعروف کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور واضح کیا کہ اس دور کے سارے ازم انسان کو وہ فلاح نہیں دلا سکتے جس کی اسلام نے ضمانت دی ہے۔ آپ نے احباب کو سلسلہ احمدیہ سے وابستگی اور نمازوں میں شرکت اور انفاق فی سبیل اللہ کی تاکید کی۔ تاکہ حضرت امام الزمانؑ کی بعثت اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قیام کی غرض پوری ہو۔ نماز کے بعد اجتماعی دُعا کی گئی اور حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

آج بھی محترم میاں فاروق احمد شیخ صاحب نے احباب واہ اور فاروقیہ کے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ عید کے موقع پر ڈھائی سو سے زائد احباب اور خواتین نے شرکت کی۔

عید کے موقعہ پر تقریباً-/۱۱۵۰ روپے فطرانہ۔ عید فنڈ اور مسجد فنڈ ہوا۔ جس میں ایک سو دس روپے مشرقی پاکستان فنڈ کے ہیں۔ الحمد للہ۔

مظفر الدین احمد
جوائنٹ سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی۔

---

خط و کتابت کرتے وقت نمبر چٹ کا حوالہ دیں

محترم شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے

# پیغامِ احمدیت

## کتاب "قادیانی مذہب" کے اعتراضات پر تبصرہ

### فصل ساتویں قسط نمبر ۷

### رجعت حقیقی کے تصور کا ازالہ معجزہ شق القمر پر بحث

### (۱۸) مرزا صاحب اوتار

فصل ساتویں - صفحہ ۳۵۷

"اس وقت خدا نے جیسا کہ حقوق عباد کے تلف کے لحاظ سے میرا نام مسیح رکھا اور مجھے خو اور بُو اور رنگ اور رُوپ کے لحاظ سے حضرت عیسٰی مسیح کا اوتار کرکے بھیجا ایسا ہی اس نے حقوق خالق کے تلف کے لحاظ سے میرا نام محمد و احمد رکھا اور مجھے توحید پھیلانے کے لئے تمام خو اور بُو اور رنگ و رُوپ اور جامۂ محمدی پہنا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اوتار بنایا سو میں ان معنوں میں عیسٰی مسیح بھی ہوں اور مہدی بھی ........ یہ وہ طریق ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں"

(ضمیمہ رسالہ جہاد - صفحہ ۵، ۶)

اوتار اور بروز کی بحث اعتراض ۱۶ کے ضمن میں گذر چکی ہے کہ ان الفاظ کو کن کن معنوں میں حضرت مرزا صاحبؑ نے استعمال فرمایا اوتار کے لفظ سے نہ تناسخ کے عقیدہ کی تائید مقصود ہے نہ رجعت حقیقی کے عقیدہ کی - اگر برقی صاحب نے ضمیمہ رسالہ جہاد کی تمہیدی عبارت ہی پڑھ لی ہوتی تو وہ اس مغالطہ میں مبتلا نہ ہوتے فرماتے ہیں :-

"اگرچہ میں نے اپنی بہت سی کتابوں میں اس بات کی تشریح کر دی ہے کہ میری طرف سے یہ دعوےٰ کہ میں عیسٰی مسیح ہوں اور نیز محمد مہدی ہوں اس خیال پر مبنی نہیں ہے کہ میں درحقیقت حضرت عیسٰی علیہ السلام ہوں اور نیز درحقیقت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، پھر بھی وہ لوگ جنہوں نے غور سے میری کتابیں نہیں دیکھیں وہ اس شبہ میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ گویا میں نے تناسخ کے طور پر اس دعوےٰ کو پیش کیا ہے اور گویا میں اس بات کا مدعی ہوں کہ سچ مچ ان دو بزرگ نبیوں کی روحیں میرے اندر حلول کر گئی ہیں - لیکن واقعی امر ایسا نہیں ہے"

(ضمیمہ رسالہ جہاد صفحہ ۱)

رجعت حقیقی کے عقیدہ کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"ناحق کلام الٰہی کے برخلاف یہ عقیدہ بنا لیا گیا کہ تمام گذشتہ روحیں نیکوں اور بدوں کی واقعی طور پر پھر دوبارہ دنیا میں آجائیں گی مگر اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ صرف رجعت بروزی ہوگی نہ حقیقی"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳۳ حاشیہ)

اگر ایک حقیقت کو بیان کرنے کے لئے کہ ہندی - فارسی یا انگریزی اصطلاحات استعمال کر لی جائیں تو اس سے اصل حقیقت پر پردہ نہیں پڑتا - انگریزی میں ایک مثل مشہور ہے گلاب کے پھول کو کسی نام سے بھی پکارو اس کی خوشبو میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا - حضرت مرزا صاحبؑ کا یہ احسان ہے کہ آپ نے ان اصطلاحات کا ایسا مفہوم متعین کیا جو قرآن اور حدیث کے مطابق تھا۔

### (۲۰) قادیانی تعلیم

فصل ساتویں صفحہ ۳۵۸ - خلاصہ اقتباس :

مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی کتاب تحفہ لارڈ ارون سے ایک اقتباس جس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے کوئی نئی تعلیم نہیں دی صرف مسلمانوں کی غلطیوں کی اصلاح کی ہے اور جو نئی باتیں بیان کی ہیں وہ بھی قرآن کریم سے باہر نہیں بلکہ قرآن کریم ہی سے ہیں لیکن چونکہ وہ اس زمانہ سے مخصوص تھیں دنیا کو اس سے پہلے ان کی معرفت عطا نہیں کی گئی تھی -

---

اس میں کوئی خاص امر قابلِ تبصرہ نہیں - ہر زمانہ میں قرآن مجید کے حقائق نئے انداز سے دنیا کے سامنے کھلتے ہیں اور قرآن کی ابدی صداقتیں ایک نئی طرز پر جلوہ گر ہوتی ہیں -

### (۲۱) ملائکہ اور شیطان

فصل ساتویں صفحہ ۳۵۹ - اقتباس

" اگر کوئی کہے کہ شیطان و ملائکہ کو دکھاؤ تو کہنا چاہیئے کہ تمہارے اندر یہ خواص کہ بیٹھے بٹھائے آناً فاناً بدی کی طرف متوجہ ہو جانا - یہاں تک کہ خدا تعالےٰ کی ذات سے بھی منکر ہو جانا اور کبھی نیکی میں ترقی کرنا اور انتہاء درجہ کی انکساری و فروتنی و عجز و نیاز میں گم ہو جانا یہ اندرونی کشش جو تمہارے اندر موجود ہے ان سب کے محرک جو قویٰ ہیں وہ ان دو الفاظ ملک و شیطان کے وجود میں مجسّم ہیں " (ارشاد حضرت مرزا صاحبؑ مندرجہ الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء)

---

حضرت مرزا صاحبؑ نے تو ایک ایسے شخص کو جو غیر مرئی وجود کو دیکھنے کا مطالبہ کرتا ہے ایک لطیف پیرائے میں یہ حقیقت ذہن نشین کرا دی کہ انسان کی زندگی میں نیکی و بدی کی تحریک کرنے والی قوتوں کو دوسرے الفاظ میں ملائک اور شیاطین کہا جاتا ہے - لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ملائکہ اور ابلیس کا خارج میں وجود نہیں - حضرت مرزا صاحبؑ کی کثیر تحریریں اس امر پر گواہ ہیں - توضیح مرام - آئینہ کمالاتِ اسلام - چشمہ معرفت وغیرہ میں اس امر پر مفصل بحث موجود ہے - آپ کے نزدیک ملائکہ وہ نورانی اور روحانی ہستیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے افعال کے ظہور کے وقت بطور وسائط کام آتی ہیں - انسان کے قلب پر نیکیوں کی تحریک کرنے والے اور انبیاء و اولیاء کی طرف وحی پہنچانے والے علوی ملائکہ ہوتے ہیں - شیطان انسان کے لئے اس کے بُرے اعمال اس لئے مزین کر دیتا ہے اور فحش اور برائی کا حکم دیتا ہے اور انسان کے قلب میں فاسد خیالات کی تحریک پیدا کرتا ہے فرمائیے اس میں ایسی کونسی بات ہے جو خلاف شریعت اسلام ہے ؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں :-

" میں کہتا ہوں منجملہ اس علم کے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو عطا فرمایا ملائکہ اور شیاطین کا حال اور ان کے زمین میں پھیلنے کا علم بھی اسی میں سے ہے فرشتے ملاء اعلےٰ سے عمدہ الہامات حاصل کر لیتے ہیں پھر اس کو بنی آدم کے قلوب میں ڈال دیتے ہیں اور شیاطین کے مزاج سے فاسد واہمے پیدا ہوتی ہیں جو عمدہ نظام کے بگاڑنے کی طرف اور حکم و قار کی مخالفت اور اس چیز کی مخالفت کی طرف متوجہ کرتی ہیں جو طبیعت سلیمہ کا مقتضی ہے شیاطین اس کو حاصل کرتے ہیں اور بنی آدم میں سے اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں" (حجۃ البالغہ آداب الطعام - اردو ترجمہ جلد دوم صفحہ ۵۱۸)

شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم بھی یہی بات فرما رہے ہیں جو حضرت صاحبؑ نے بیان کی ہے کہ نیکی اور بدی کی تحریکات جو انسانی قلب میں پیدا ہوتی رہتی ہیں ان کے محرک ملائکہ اور شیاطین ہیں -

### (۲۲) معجزہ کی تعریف

فصل ساتویں - صفحہ ۳۵۹

" ایک دفعہ منشی اروڑے صاحب نے حضرت اقدسؑ سے پوچھا کہ حضور معجزہ کسے کہتے ہیں آپ نے فرمایا :-

معجزہ کی مثال ایسی ہے کہ گرمی شدید پڑ رہی ہو - ایک پیر کے مرید ہوں وہ مرید اپنے پیر سے کہیں کہ دعا کرو کہ ٹھنڈی ہوا چل جائے - وہ دُعا کرے اور پھر اس کے بعد ٹھنڈی ہوا بھی چل جائے - اس سے مریدوں کا تو ایمان بڑھتا ہے کہ ہمارے پیر نے دعا کی اور ٹھنڈی ہوا چل گئی - مگر مخالف اس پر اعتراض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہوا کا کام تو چلنا ہی ہے - یہ کیا معجزہ ہے - معجزہ کی مثال ایسی ہی ہے۔

(اخبار الحکم قادیان صفحہ ۴۴ جلد ۳۷ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۳۴ء)

---

برسبیل تذکرہ کوئی صاحب ایک بات پوچھتے ہیں اور حضرت مرزا صاحبؑ ایک عام فہم مثال سے معجزہ کی حقیقت کے ایک پہلو پر روشنی ڈالتے ہیں لیکن مخالف اسے معجزہ کی جامع تعریف سمجھ کر اس پر اعتراض کر رہا ہے اور وہ بھی ڈائری کے الفاظ پر - معجزات کے متعلق اگر حضرت مرزا صاحبؑ کی رائے معلوم کرنے کی ضرورت ہو تو مخالف کو آپ کی کتب سرمہ چشم آریہ، براہین احمدیہ حصہ پنجم، ازالہ اوہام، چشمہ معرفت کی طرف رجوع کرنا چاہیئے - لیجئے ہم ازالہ اوہام سے ایک حوالہ پیش کئے دیتے ہیں :-

" معجزہ کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ ایک امر خارق عادت یا ایک امر خیال و گمان سے باہر اور امید سے بڑھ کر ایک اپنے رسول کی عزت و صداقت ظاہر کرنے کے لئے اور اس کے مخالفین کے عجز اور مغلوبیت جتلانے کی غرض سے اپنے

ارادہ خاص سے یا اس رسول کی دعا سے آپ ظاہر فرماتا ہے۔ مگر ایسے طور سے جو اس کی صفات وحدانیت و تقدس اعمال کے منافی و متغائر نہ ہو اور کسی دوسرے کی وکالت یا کارسازی کا اس میں دخل نہ ہو"

(ازالہ اوہام ص۳۱۶ حاشیہ)

## (۲۳) کمزوری پر پردہ

فصل ساتویں ص۳۵۹

مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۳ جولائی ۱۹۳۰ء کا ایک اقتباس پیش کیا گیا ہے جس پر تبصرہ کی ذمہ داری ہم پر عائد نہیں ہوتی۔

## (۲۴) معجزہ شق القمر کی تاویل

شق القمر کے متعلق چشمہ معرفت ص۲۲۲ سے ایک اقتباس کہ بعض نے یہ بھی لکھا

شق القمر کے متعلق چشمہ معرفت سے ایک اقتباس کہ بعض نے یہ بھی لکھا ہے وہ ایک عجیب قسم کا خسوف تھا۔ اسی قسم کی ایک عبارت نزول المسیح ص۱۲۸ سے کہ یہ معجزہ ایک قسم کا خسوف تھا۔ نیز اخبار بدر کا ذیل کا حوالہ بھی درج کیا گیا ہے:۔

"ایک صاحب نے (مرزا صاحب سے) پوچھا شق القمر کی نسبت حضور کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا ہماری رائے میں یہی ہے کہ وہ ایک قسم کا خسوف تھا ہم نے اس کے متعلق اپنی کتاب چشمہ معرفت میں لکھ دیا ہے۔" (اخبار بدر قادیان مؤرخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء)

---

اخبار بدر کی ڈائری میں چشمہ معرفت کا ذکر موجود ہے مخالف نے چشمہ معرفت کا ایک حوالہ ضرور درج کیا ہے لیکن دوسرا حوالہ جہاں اس مسئلہ کی مزید تشریح موجود تھی اس کو پیش کرنے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی۔ وجہ ظاہر ہے قارئین کو بار بار بتانے کی ضرورت بھی نہیں چشمہ معرفت کی متعلقہ عبارتیں یہ ہیں:۔

"شق القمر کی آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کافروں نے یہ معجزہ دیکھا اور کہا پکا جادو ہے جو آسمان تک پہنچ گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اقتربت الساعة وانشق القمر ۔ وان یروا اٰیةً یعرضوا ویقولوا سحرٌ مستمرٌ ۰

یعنی قیامت نزدیک آئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور جب یہ لوگ خدا کا کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایک پکا جادو ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر شق القمر ظہور میں نہ آیا ہوتا تو ان کا حق تھا کہ وہ کہتے کہ ہم نے تو کوئی نشان نہیں دیکھا اور نہ اس کو جادو کہا اس سے ظاہر ہے کہ کوئی امر ضرور ظہور میں آیا تھا جس کا نام شق القمر رکھا گیا۔ بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ایک عجیب قسم کا خسوف تھا جس کی قرآن شریف نے پہلے خبر دی تھی اور دیگر نبیاں بطور پیشگوئیوں کے ہیں۔ اس صورت میں شق کا لفظ محض استعارہ کے رنگ میں ہوگا کیونکہ خسوف کسوف میں جو حصہ پوشیدہ ہوتا ہے گویا وہ پھٹ کر علیحدہ ہو جاتا ہے ایک استعارہ ہے۔"

(چشمہ معرفت دوسرا حصہ ص۲۲۳)

حضرت مرزا صاحبؑ نے یہاں شق القمر کے متعلق دونوں اقوال کا ذکر کر دیا ہے اور اپنی رائے بھی لکھ دی ہے۔ کہ اگر یہ خسوف تھا تو ایک عجیب قسم کا خسوف تھا۔ شق القمر کے متعلق جو روایتیں ہیں ان میں ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ حضورؐ کے زمانہ میں چاند گہن ہوا۔ کافر کہنے لگے چاند پر جادو ہوا ہے اس پر یہ آیتیں مستمر تک اتریں۔" (تفسیر ابن کثیر) اگر شق القمر کی اس تاویل پر برقی صاحب معترض ہیں۔ تو

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

امام رازی اور امام غزالی اور امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے (شاہ ولی اللہ کی رائے آخر پر ملاحظہ ہو)۔ چشمہ معرفت سے ایک دوسرا اقتباس ملاحظہ ہو:۔

"ایسا ہی شق القمر کا عظیم الشان معجزہ جو خدائی ہاتھ کو دکھلا رہا ہے قرآن شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور کفار نے اس معجزہ کو دیکھا اس کے جواب میں یہ کہنا کہ ایسا وقوع میں آنا خلاف علم ہیئت ہے یہ سراسر فضول باتیں ہیں۔ کیونکہ قرآن تو فرماتا ہے۔

اقتربت الساعة وانشق القمر ۔ وان یروا اٰیةً یعرضوا ویقولوا سحرٌ مستمرٌ ۰

یعنی قیامت نزدیک آگئی اور چاند پھٹ گیا اور کافروں نے یہ معجزہ دیکھا۔ اور کہا کہ یہ پکا جادو ہے جس کا آسمان تک اثر چلا گیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ یہ نرا دعویٰ نہیں بلکہ قرآن شریف تو اس کے ساتھ ان کافروں کو گواہ قرار دیتا ہے جو سخت دشمن تھے اور کفر پر ہی مرتے تھے اب ظاہر ہے کہ اگر شق القمر وقوع میں نہ آیا ہوتا تو مکہ کے مخالف لوگ اور جانی دشمن کیونکر خاموش بیٹھ سکتے تھے وہ بلاشبہ شور مچاتے کہ ہم پر یہ تہمت لگائی ہے ہم نے تو چاند کو دو ٹکڑے ہوتے نہیں دیکھا ........ پس یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ضرور ظہور میں آیا تھا۔ اور اس کے مقابل پر یہ کہنا کہ یہ قواعد ہیئت کے مطابق نہیں یہ عذرات بالکل فضول ہیں۔ معجزات ہمیشہ خارق عادت ہی ہوا کرتے ہیں ورنہ وہ معجزے کیوں کہلائیں۔" (چشمہ معرفت ص۲۱۲ ضمیمہ)

اخبار بدر میں لکھا تھا کہ چشمہ معرفت میں اس مضمون کو بیان کر دیا گیا۔ امید ہے ان تشریحات سے مخالف کو حضرت مرزا صاحبؑ کا نظریہ پورے طور پر معلوم ہو گیا ہوگا۔

ایک حوالہ ازالہ اوہام سے بھی سن لیجئے۔ مخالف نے اس کتاب سے متعدد حوالہ جات مسیح علیہ السلام کے معجزات کے بارے میں پیش کئے ہیں (ملاحظہ ہو اعتراضات ۹، ۱۰ اور ۱۵۔ فصل ساتویں) تعجب ہے انہی صفحات میں انہیں یہ عبارت نظر نہیں آتی:

"سو واضح ہو کہ انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں:۔

ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہیں جن میں انسان کی تدابیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا جیسے شق القمر جو ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور خدائے تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اس کو دکھایا تھا۔

(۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے۔"

(ازالہ اوہام ص۳۰۱ حاشیہ)

ایک ڈائری کا حوالہ بھی ملاحظہ ہو:۔

"بعض نادان شق القمر کے معجزے پر قانون قدرت کی آڑ میں چھپ کر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن ان کو اتنا معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور قوانین کا احاطہ اور اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔"

(منظور الٰہی ص۶)

یہ درست ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اس قصہ کی تائید نہیں کی جو عوام الناس میں مقبول ہے کہ چاند کا ایک ٹکڑا نبی کریم صلعم کی جیب میں داخل ہو کر آپؐ کی آستین سے نکل گیا تھا۔

ان حوالہ جات کو دیکھئے اور پھر برقی صاحب کی کرشمہ سازیاں ملاحظہ ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے نظریہ شق القمر کے متعلق کیا اثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور جب ان سے اس قسم کے نامکمل حوالہ جات کو پیش کرنے کی شکایت کی گئی تو کس جسارت سے اس کی تردید کرتے ہیں:۔

"یہی تالیف کا علمی طریق ہے۔ تعلق کی حد تک پورے پورے اقتباسات پیش کئے گئے ہیں۔ کئی کئی اقتباسات جمع کئے گئے تاکہ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔ بخوبی تصدیق و توثیق ہو جائے۔ اس پر بھی قادیانی صاحبان کتر بیونت کا الزام دیئے جاتے ہیں۔"

(ق۔م ضمیمہ ص۸۹۳)

ہاں درست ہے تعلق کی حد تک اپنے مطلب کا حصہ پیش کر کے باقی عبارت حذف کر دی ہے کیا کہنے ہیں آپ کے "علمی طریق" کے!!

اس سلسلہ میں اور مزید تفصیلات دیکھنی ہوں تو حضرت مرزا صاحبؑ کی کتاب سرمہ چشم آریہ میں موجود ہیں جہاں شق القمر کے متعلق تاریخی شہادتیں پیش کی گئی۔ یا اور معجزات کے متعلق مفصل بحث کی گئی ہے۔ لیکن مخالف کی غرض تو اعتراض سے ہے نہ کہ حقائق سے۔ ظاہر ہے کہ ہٹ دھرمی

## شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نزدیک شق القمر معجزہ نہیں۔

بات ختم کرنے سے پہلے ذیل کا اقتباس غور سے پڑھ لیا جائے:۔

"میں نے معجزے کے باب میں وہ تمام آیتیں جمع کر دی ہیں جن میں کفار کی طرف سے معجزے کی فرمائش اور خدا کی جانب سے اس کا جواب مذکور ہے۔ ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن میں آنحضرت صلعم کے متعلق بجز قرآن کے کوئی اور معجزے کا ذکر نہیں ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ تفہیمات الٰہیہ میں تحریر فرماتے ہیں: "قرآن مجید میں (آنحضرتؐ کے متعلق) کسی معجزے کا ذکر نہیں ہے۔ **اور ہمارے نزدیک شق القمر معجزات میں سے نہیں ہے** ۔ ہاں وہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ قریب ہوئی ساعت اور پھٹ گیا چاند۔"

(کشاف الہدیٰ مقدمہ کتاب الہدیٰ ص۹۲ مرتبہ یعقوب حسن ناشر دفتر اشاعت میلاپور مدراس۔ سن اشاعت ۱۳۴۳ھ)

نوٹ:۔ کتاب الہدیٰ جس کی اشاعت نامکمل رہ گئی تھی اس کتاب کا دیباچہ علامہ سید سلیمان ندوی کا لکھا ہوا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تو شق القمر کے معجزہ ہونے کا سرے سے ہی انکار کر دیا ہے اب دیکھیں مخالفین احمدیت اس مسئلہ

# ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کا تاریخی اجلاس

## حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ کی

## اسلامی خدمات کو زبردست خراج عقیدت

حضرت امیر ایدہ اللہ کے دورہ ٹرینیڈاڈ کے موقعہ پر صدر ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ جناب ڈاکٹر محمد علی عزیز صاحب ایم۔ آر۔ سی۔ پی لندن نے ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کے تاریخی اجلاس میں حضرت ممدوح کی خدمت میں انگریزی میں ایک سپاسنامہ پیش کیا جس کا ترجمہ قارئین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

---

حضرت امیر قوم، عزت مآب سفراء اور جج صاحبان، معزز مہمانو! اور خواتین و حضرات۔

آج ہم یہاں دو بڑے ہی مبارک مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ ایک مقصد تو یہ ہے کہ ہم حضرت امیر مولینا صدر الدین صاحب روحانی پیشوا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور پاکستان کو خوش آمدید کہیں اور دوسرے ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کی تیئیسویں سالگرہ کی تقریب کو منائیں۔

میرے لئے یہ انتہائی خوشی کا مقام ہے کہ مجھے یہ فخر نصیب ہوا کہ میں ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کے جو کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے الحاق شدہ ہے صدر کی حیثیت سے یہ التماس کروں کہ آپ بھی میرے ساتھ شریک ہو کر ہمارے نہایت محترم قابل تعظیم اور معزز مہمان حضرت امیر قوم ایدہ اللہ اُن کے نہایت ہی قابل اور محترم شریک سفر مولینا شیخ محمد طفیل صاحب کو نہایت گرمجوشی سے خوش آمدید کہیں۔

زندگی میں ایسے قیمتی لمحات کبھی کبھار ہی نصیب ہوا کرتے ہیں جبکہ ایسے کسی نہایت پاکباز قابل فخر فرزند اسلام کی قدم بوسی کا موقع ملے۔ اس ملک کے سب لوگ آپ کے نہایت احسانمند ہیں کہ آپ نے پیرانہ سالی کے باوجود اس سرزمین کو اپنی آمد سے نوازا اور ہمیں مہمان نوازی سے سرفراز کیا۔ آپ کی عظیم شخصیت میں ایک ایسے شخص کی زندگی کی جھلک نمایاں ہے جس نے اسلام کی سربلندی کے لئے نہایت اخلاص اور قربانی سے اپنی زندگی کا ہر لمحہ صرف کر دیا ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ جب چودھویں صدی کی اسلامی تاریخ لکھی جائے گی تو اسلام کی احیاء کے لئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے کارناموں کو ایک نمایاں مقام حاصل ہوگا۔

آپ ساری انسانیت کو ایک نئی امید کا پیغام دینے کے لئے یہاں تشریف لائے ہیں اور ہمیں اس امر سے نہایت خوشی ہے کہ آپ کی آمد نے ہمیں یہ موقعہ فراہم کیا ہے کہ ہم آپ کے علم و فہم اور خزانہ سے مستفید ہو سکیں گے۔

آپ نے کئی اور دور دیکھے ہیں اور دنیا میں نت نئی تبدیلیوں کا مشاہدہ کیا اور ان تاریک سالوں میں سانس لیا جب دنیا دو دفعہ جنگ کی ہولناکیوں سے دوچار تھی۔ اپنی عمر کے بانویں (۹۲) سال میں قدم رکھنے کے باوجود آپ کا مغربی امریکہ کے دورے کا عزم جہاں آپ کی بلند ہمتی کا بیّن ثبوت ہے وہاں یہ اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ آپ کے دل میں دین اسلام اور انسانیت کے لئے عظیم جذبہ موجزن ہے۔

آپ ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کے لئے ایک اجنبی نہیں ہیں اور نہ ہی ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ سے آپ ناواقف ہیں۔ آپ اس ادارے کو اس وقت سے جانتے ہیں جب اس کی بناء مولوی امیر علی صاحب نے رکھی تھی۔ اس لیگ کے عقائد اور افکار و اعمال وہی ہیں جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (پاکستان) کے ہیں۔ یہ برادرانہ اور قریبی تعلقات لاہور (پاکستان) سے مختلف مبلغین کے دوروں کی وجہ سے زیادہ مضبوط ہوتے چلے گئے اور گذشتہ بیس سالوں سے یہ تعلقات اتنے زیادہ مستحکم ہو گئے کہ اب ہمیں برادری کے ایک فرد کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ یہ ایک خوش کن ابتداء ہے جو مذہب اسلام کی اشاعت و ترویج میں دور رس نتائج مترتب کرے گی۔

ٹرینیڈاڈ مسلم لیگ کی تیئیسویں سالگرہ کے موقعہ پر ہم کونسل برائے احمدیہ انجمن جنوبی امریکہ کے شریک کار کی حیثیت سے یہ فخر محسوس کر رہے ہیں کہ ہمارے ہمسایہ ملک گیانا اور سرینام کی جماعتوں کے تعاون سے آنجناب کے لئے ممکن ہوا کہ آپ نے ان سب ملکوں کا دورہ کیا ہم قرآن مجید کے اس فرمان کے مطابق کہ "تم میں سے ایک جماعت ہو جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے" ہم اسلام کی اشاعت و ترویج کے لئے آپ کی اور آپکے مشنوں کی کارکردگی کو سراہتے ہیں۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ آپ کا یہاں مختصر قیام آپ کے لئے یادگار اور مسرت کا موجب ہوگا۔ ہم آپ کی صحبت سے اسلامی تعلیمات کے بارے میں زیادہ روشن خیالات سے مستفید ہو سکیں گے۔

میں ایک مرتبہ پھر اپنی جماعت کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ جب آپ لاہور تشریف لے جاویں گے تو ہماری نہایت ہی نیک خواہشات اور دعائیں آپ کے ساتھ ہوں گی تاکہ بین الاقوامی شہرت کی اہل جماعت آپ کی قیادت میں اس نیک اور بابرکت کام کو جاری و ساری رکھے۔ ہمیں اُمید واثق ہے کہ آپ ہمیں اپنی نیم شبی دعاؤں میں یاد رکھیں گے تاکہ ہمیں کامیابی کی راہ پر رہنمائی کی توفیق ملتی رہے اور ہم اسلام کی عظیم تعلیمات کے صحیح علمبردار بن سکیں۔

---

**ہفت روزہ پیغام صلح**

خود مطالعہ کرنے کے بعد دیگر دوستوں تک پہنچائیں۔

---

# چک ۸۱ جنوبی سے مشرقی پاکستان کے لئے

## عطیہ

مشرقی پاکستان کے طوفان زدہ بھائیوں کی امداد کیلئے چک ۸۱ جنوبی کے احمدی احباب کی طرف سے 490.75 روپیہ چودھری فضل داد صاحب محصل کی معرفت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو موصول ہوئے ہیں۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء

---

# مشرقی پاکستان کے مصیبت زدوں کیلئے

## جماعت احمدیہ لاہور کا عطیہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اپنے ایک خاص اجلاس میں مشرقی پاکستان کے مصیبت زدوں کے لئے صدر پاکستان کے امدادی فنڈ میں پانچ ہزار روپیہ دینے کا فیصلہ کیا ہے، جماعت کے صاحب ثروت اصحاب بھی اس فنڈ میں جو کچھ دینا چاہیں وہ خزانہ انجمن میں بھیجدیں تاکہ مذکورہ رقم کے علاوہ ان اصحاب کی طرف سے اجتماعی طور پر مذکورہ فنڈ میں دیا جاسکے۔

محترم جناب محمد صالح نور صاحب مولوی فاضل ۔ لائلپور

# غیر از جماعت کی نماز جنازہ کے جواز میں حضرت مسیح موعودؑ کے خطوط کا عکس شائع کیا جائے

## کارپردازانِ جماعت ربوہ سے اپیل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریرات اور مکتوبات جو جماعت ربوہ کے ارباب حل وعقد کے قبضہ میں ہے آج تک زیورِ طباعت سے آراستہ نہیں ہو سکے چونکہ حضور علیہ السلام سے عقیدت اور محبت رکھنے والے لوگ جماعت ربوہ کے علاوہ بھی لاکھوں کی تعداد میں ہیں اس لئے اس زمانہ کے امام اور عقائد اسلامی کے بارہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے حکم اور عدل بنا کر مامور کئے جانے والی عظیم شخصیت کی ایسی تحریرات جن کا تعلق عقائد یا دینیات سے ہو انہیں ایک طویل عرصہ اور مدت مدید تک پردۂ اخفاء میں رکھنا اور انہیں دل کی روشنی سے بلا وجہ محروم رکھنا انصاف اور دیانت داری کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔

اس مختصر تحریر کے سپرد قلم کرنے کا مقصد اور مدعا یہ ہے کہ آج نصف صدی سے زائد عرصہ ہونے کو ہے کہ قادیان سے یہ اعلان کیا گیا کہ ایسا شخص جو جماعت میں شامل نہیں ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کی بوجوہ بیعت نہیں کر سکا اس کی وفات پر اس کے جنازہ کی نماز کا جواز حضورؑ کی تحریرات میں پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ خلیفہ صاحب قادیان مرزا محمود احمد نے اپنی ایک تقریر میں جو انہوں نے ۲۸ر دسمبر ۱۹۱۵ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کی تھی یہ بیان کیا:۔

"پھر ایک سوال غیر احمدی کے جنازہ پڑھنے کے متعلق کیا جاتا ہے اس میں ایک یہ مشکل پیش کی جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود نے بعض صورتوں میں جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض حوالے ایسے ہیں جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے اور ایک خط بھی ملا ہے جس پر غور کی جائے گی۔"

(انوار خلافت ۱۹۱۶ء۔ صفحہ ۹۱)

اسی سے ظاہر ہے کہ ۱۹۱۵ء میں خلیفہ صاحب نے تمام جماعت کی موجودگی میں یہ اقرار کیا تھا کہ حضورؑ کا جو خط غیر از جماعت کی نماز جنازہ کے جواز میں ملا ہے اس پر غور کی جائے گی مگر مدتِ غور وخوض کے طویل ہو جانے کی وجہ سے اور جماعت کے مسلسل سابقہ عمل کو برقرار رکھنے کی وجہ سے جماعت اور عامۃ المسلمین کے درمیان نفرت اور دوری کی خلیج دن بدن وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی گئی۔ گو بعض احباب کی طرف سے اس اقرار کی یاد دہانی بھی کرائی گئی مگر شنوائی اور پذیرائی نہ ہو سکی۔

بالآخر یہی مسئلہ ۱۹۵۳ء کے فسادات کی چھان بین کرنے والی عدالت کے سامنے آیا اور عدالت نے جماعت ربوہ سے یہ سوال کیا کہ کیا آپ کے نزدیک غیر احمدی کا جنازہ جائز ہے؟ تو اس کے جواب میں یہ کہا گیا:۔

"گو اس وقت تک جماعتی فیصلہ یہی رہا ہے کہ غیر از جماعت لوگوں کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے لیکن اب اس سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر اپنے قلم سے لکھی ہوئی ملی ہے جس کا حوالہ ایک مرتبہ ۱۹۱۵ء میں دے دیا گیا تھا اور حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس کے متعلق اسی وقت اعلان فرما دیا تھا کہ اصل تحریر کے ملنے پر غور کیا جائے گا لیکن وہ اصل خط اس وقت نہ مل سکا اب ایک صاحب نے اطلاع دی ہے کہ ان کے والد مرحوم کے کاغذات میں سے اصل خط مل گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا مکفر یا مکذب نہ ہو اس کا جنازہ پڑھ لینے میں حرج نہیں کیونکہ جنازہ صرف دعا ہے۔"

(عدالت کے سات سوالوں کا جواب صفحہ ۱۲)

مندرجہ بالا تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر از جماعت کی نماز جنازہ کے جواز میں حضرت صاحبؑ کی بعض تحریرات جماعت ربوہ کے عمائدین کے قبضہ میں ہیں۔ چنانچہ

(۱) ۱۹۱۵ء میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک خط اس سلسلہ میں قادیان میں ملا تھا۔

(۲) ۱۹۵۳ء میں پھر ایک اصلی خط حضرت صاحبؑ کا ربوہ میں دستیاب ہوا تھا۔

چونکہ معاملہ زیر بحث بہت اہم ہے اور حضورؑ کے دعوے پر ایمان نہ لانے والوں کے مسلمان ہونے اور جماعت کو سوادِ اعظم سے قریب تر کرنے کے ساتھ ساتھ نفرت اور دوری کی خلیج پاٹنے میں مذکورہ بالا خطوط بہت اہم کردار ادا کر سکتے ہیں اور بہت سے احمدی جو اپنے ماحول میں رہنے والے غیر از جماعت دوستوں کے علاوہ اپنے عزیز واقارب کے نماز جنازہ سے بھی محروم رہ جاتے ہیں ان کے لئے ان جواز کے خطوط سے بہت سی آسانیاں پیدا ہو سکنے کا امکان ہے۔ اور دوسری طرف جو لوگ جماعت ربوہ میں شامل نہیں ہیں مگر حضرت مسیح موعودؑ سے عقیدت اور الفت رکھتے ہیں وہ حضرتؑ کے اصل خط کو دیکھ کر رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں لہذا جماعتِ ربوہ کے اربابِ بست وکشاد سے یا ان لوگوں سے جن کے پاس یہ اہم تحریرات محفوظ ہیں ہماری عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ بلا تاخیر ان خطوط کے عکس (PHOTO STAT) شائع کروائیں تاکہ بہتوں کی رہنمائی کا باعث ہوں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔



# اخبار احمدیہ

## خواجہ محمد صدیق صاحب کی وفات

ہماری جماعت کے ایک نہایت مخلص رکن خواجہ محمد صدیق صاحب ساکن دھرمپورہ لاہور گذشتہ ہفتہ حرکت قلب بند ہو جانے سے راہیٔ عالم بقا ہو گئے۔ مرحوم نہایت ہی نیک اور جماعت کے ساتھ دلی لگاؤ رکھتے تھے، ان کے جنازہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور جماعت لاہور کے بیشتر افراد نے شرکت کی، اور نماز جنازہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے خانقاہ حضرت میاں میر صاحب میں پڑھائی اور وہیں قبرستان حضرت میاں میر صاحب میں دفن کیا گیا۔

مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ، تین لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑی ہیں، ان کے بڑے صاحبزادہ مسٹر عتیق بٹ آسٹریلیشیا بنک کراچی میں کام کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

تمام احمدی جماعتوں سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

## جناب میاں غلام شبیر صاحب تبسم پر دل کا دورہ

محترم میاں غلام حیدر صاحب تبسم کے بھائی محترم میاں غلام شبیر صاحب تبسم جھنگ پر دل کا دورہ پڑا تھا اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے آرام عطا فرمایا ہے ابھی تک انہیں بستر سے ہلنے جلنے کی اجازت نہیں ہے احباب تبسم صاحب کی دعاؤں میں انہیں یاد رکھیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ انہیں صحت کاملہ وعاجلہ سے نوازے۔ آمین۔

# اساتذہ وطلبائے مسلم ہائی سکول ۱ لاہور نے جناب گورنر کی آواز پر لبیک کہا

(۱) امسال ہمارے سکول کے طلباء نے جناب عتیق الرحمان صاحب گورنر پنجاب کے ہفتہ ریڈکراس کے افتتاح کے فوراً بعد ۷۰-۱۱۱۷ روپے نقد جمع کئے اور دفتر ریڈکراس میں جمع کرائے۔

(۲) جناب گورنر صاحب کی اپیل پر کہ مشرقی پاکستان کے طوفان زدگان کی عملی امداد کی جائے ہمارے اساتذہ نے ان کے مصائب وآلام کو بڑی شدت سے محسوس کیا۔ چنانچہ تمام اساتذہ نے اپنی تنخواہوں میں سے فی الفور تین صد روپے صدر کے امدادی فنڈ میں جمع کرائے اور اساتذہ اور طلباء کی متفقہ کوششوں سے برتنوں اور بوتلوں وغیرہ کے علاوہ دو ہزار سے زیادہ کپڑے برائے امداد طوفان زدگان سکاؤٹ ہیڈ کوارٹر ایبٹ روڈ لاہور میں جمع کر دیئے۔

برکت علی۔ انچارج پبلسٹی مسلم ہائی سکول ۱ لاہور

محترم محمد صالح نور صاحب - لائل پور

# حاصلِ مطالعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکۃ الآرا عربی تصنیف "مواہب الرحمٰن" زیر مطالعہ رہی بعض امور قارئین کی روحانی اور دینی چاشنی کے لئے پیش ہیں :-

## (۱) اپنی جماعت کیلئے تعلیم کا بیان

حضرتؑ صاحب فرماتے ہیں :-

"ہماری جماعت میں صرف وہی داخل ہو سکتا ہے جو دین اسلام میں داخل ہوا اور قرآن شریف اور سیدنا خیر الانامؐ کی سنت کی اتباع کرنے والا ہو اور اللہ تعالےٰ اور اس کے کریم و رحیم رسول پر بھی ایمان رکھتا ہو، اور ایسے ہی حشر و نشر اور جنت و دوزخ کو مانتا ہو، اور وہ یہ وعدہ اور اقرار کرے کہ وہ دین اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کی خواہش نہیں کرے گا اور اللہ تعالےٰ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے اسی دین پر جو دین فطرت ہے اسے موت آئے اور وہ اپنے تمام اعمال کو قرآن، سنت اور اجماع صحابہ کرامؓ کے تابع کر لے اور جو ان تین چیزوں کو ترک کرتا ہے تو گویا اس نے اپنے آپ کو آگ میں ڈال دیا اور اس کا انجام تباہی اور ہلاکت ہو گا۔ پس اے میرے بھائیو یاد رکھو کہ ایمان صرف تقوے اور عمل صالح سے متحقق ہو جاتا ہے پس جو کوئی تکبر سے عمل صالح کو چھوڑتا ہے تو حضرت کبریا کے نزدیک اس کا ایمان کسی کام کا نہیں، پس اے بھائیو تقوٰی اختیار کرو اور نیکیوں کی طرف جلدی کرو اور برائیوں سے پرہیز کرو قبل اس کے کہ تمہیں موت آ جاوے، اور دنیا کی تر و تازگی اور شادابی تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے اور اس عارضی گھر کی زیب و زینت تمہیں گمراہ نہ کرے کیونکہ یہ سراب ہے اور اس کا انجام تباہی ہے اور اس کی شیرینی تلخی ہے اور اس کا نفع در اصل نقصان ہے۔" (صفحہ ۹۶-۹۷)

## (۲) اپنے عقائد کا بیان

فرمایا :-

"ہم مسلمان ہیں اور ہم اللہ تعالےٰ کی کتاب قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ سیدنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نبی اور رسول ہیں اور آپؐ ادیان میں سب سے اعلیٰ دین لائے اور ہمارا ایمان ہے کہ آپؐ خاتم الانبیاء ہیں آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ مگر ایسا شخص جو آپؐ کے فیض سے تربیت یافتہ ہو اور وعدوں کے مطابق ظاہر ہوا ہو۔ اور اس اُمت میں اللہ تعالےٰ اپنے اولیاء سے مکالمات و مخاطبات کرتا ہے اور وہ انبیاءؑ کے رنگ میں رنگین ہوتے ہیں اور وہ درحقیقت نبی نہیں ہوتے کیونکہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا دیا ہے۔ اور وہ فہم قرآن عطا کئے جاتے ہیں مگر وہ اس میں کمی یا بیشی نہیں کرتے اور جو زیادتی یا کمی کرے تو گویا وہ ان شیطانوں میں سے ہے جو بدکار ہے۔ اور ختم نبوت سے مراد نبوت کے تمام کمالات کا آپؐ کی ذات پر ختم ہونا ہے کیونکہ آپؐ اللہ تعالےٰ کے تمام رسولوں اور نبیوں سے افضل ہیں اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ مگر جو شخص آپؐ کی اُمت میں ہے اور آپ کے کامل تابعداروں میں سے ہے اور جو آپؐ کی روحانیت سے فیض یافتہ اور آپؐ کے نور سے منور ہے پس اس طرح کوئی غیریت نہیں اور یہ کوئی الگ نبوت نہیں ہے جو مقام حیرت ہو بلکہ وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی ہیں جو دوسرے کے آئینہ میں تجلی فرما ہوئے ہیں اور کوئی شخص آئینہ میں اپنی صورت دیکھ کر کبھی بھی غیریت محسوس نہیں کرتا شاگردوں اور بیٹوں میں غیریت نہیں ہوا کرتی پس جو شخص بھی نبی کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے اور نبی کی ذات میں گم ہو جاتا ہے تو وہ تو در اصل وہی ہے کیونکہ وہ مکمل فنا کے مقام پر قائم ہے اور اس کے رنگ میں رنگین ہے اور اس کی چادر...... اوڑھے ہوئے ہے اور اس نے اس سے ہی اپنا وجود پایا ہے اور اس کے ذریعہ وہ نشو و نما کے کمال کو پہنچا ہے" (صفحہ ۱۶)

## (۳) اپنے دعوٰی کی مخالفت کا بیان

فرمایا :-

"اور میں نے ان سے کہا کہ مسیح موعود ہوں اور میں وہ امام معہود ہوں جس کا لوگ انتظار کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُمت کے اختلافات کو دُور کرنے کے لئے مجھے حکم بنایا ہے اور اپنی جناب سے مجھے علم عطا فرمایا ہے تاکہ میں لوگوں کو علیٰ وجہ البصیرت دعوت دوں۔ مگر اس کے جواب میں انہوں نے سوائے سب و شتم اور فحش گوئی، اور ایذا رسانی اور تکفیر و تکذیب کے کچھ نہ کیا اور مجھے ہر رنگ میں گالیاں دیں مگر میں نے ان کا جواب نہ دیا۔ اور ان کی باتوں اور تقریروں کی میں نے کوئی پرواہ نہ کی اور ان کی دشنام دہی بڑھتی چلی گئی اور ان کا فساد اور اشتعال کم نہ ہوا انہوں نے نشانات دیکھے مگر ان کا انکار کیا اور علامات کا مشاہدہ کیا مگر جھٹلایا اور انہوں نے افتراء کے تیروں اور خود تراشیدہ عیوب کی مجھ پر بارش کی اور نیچ لوگوں کو میری توہین پر برانگیختہ کیا اور عیسائیوں اور دوسرے دین اسلام کے دشمنوں کو اپنی مدد کے لئے پکارا اور ان کے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لگائے اور ہماری سرزنش کے لئے اس کی خوب اشاعت کی اور جس کسی نے ہم سے رشتہ اخوت جوڑا اس سے قطع تعلق کر لیا۔ اور ہم پر اس قدر مظالم کی بارش کی کہ تمام زمین تر ہو گئی اور ان کے بیوقوف لوگ بغیر علم کے ہمارا ٹھٹھا کرتے اور اپنے پروردگار سے ذرا نہ ڈرتے تھے اور قریب تھا کہ ان کی ہنسی مذاق سے ان کی باچھیں پھٹ جاویں اور انہیں ان کے علماء نے اس طرح نچایا جس طرح قلندر بندروں کو نچاتے ہیں اور ان کے مسخر کی اتباع احمق لوگوں نے ایسے کی جیسے سدھایا ہوا کتا کرتا ہے اور ان کے پیچھے ایسے لگ گئے جیسا کہ لنگڑا لنگڑے کے پیچھے لگ جاتا ہے اور ان کی کوئی محفل اور مجلس ایسی نہ تھی جس میں مجھ پر اور میرے مبائعین پر لعنت نہ کی جاتی تھی اور ان کو فاسق کہا جاتا تھا جو در اصل صالحین میں سے تھے اور ہمیں ان کے جس حلقہ کی بھی اطلاع آئی وہ یہی تھی کہ وہ شور و شغب کرتے اور لعنت کرتے ہیں اور ہم اپنے قلیل متبعین کے ساتھ ان فوج در فوج لوگوں کی طرف سے سخت ایذا دیئے گئے۔" (صفحہ ۱۸-۱۹)

## (۴) ماموریت اور ضرورت زمانہ کا بیان

فرمایا :-

"کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں شہرت کو پسند کرتا ہوں اس لئے وہ حسد کرتے ہیں تو سن لو خدا کی قسم میں تو کنج تنہائی کو پسند کرتا ہوں کاش وہ اس امر کو جان لیں اور میں ہرگز گوشۂ تنہائی سے لوگوں میں نہیں آنا چاہتا تھا۔ پس میرے خدا نے مجھے نکالا جبکہ میں تو دل سے اس امر کو ناپسند کرتا تھا اور میں شہرت سے سخت متنفر تھا اور خلوت نشینی سے بڑھ کر مجھے میرے حجرہ سے محض مخلوق کی بہبودی کے لئے باہر نکالا اور میں کوئی جلیل القدر علماء کے گروہ میں سے نہیں تھا اور نہ میں بنو فاطمہ کے قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا کہ مجھے یہ خیال آتا کہ اس طریق سے میں اپنے آباء کا منصب حاصل کر لوں اور یہ تو سراسر آسمانی فضل تھا۔ اور میں اس کے لئے اہل ہوا و ہوس کی طرح چشم براہ نہ تھا۔ پھر اس کے بعد علماء نے میری اس عمارت کو گرانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائی اور ہمارے مددگاروں کو پراگندہ کر دیا مگر آخر کار انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور خدا نے ہماری شیرازہ بندی فرمائی اور طالبانِ حق کی ایک فوج میرے حلقہ بگوش ہوئی اور اس کا وعدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے کتاب براہین احمدیہ میں پہلے سے ہی دے دیا گیا تھا جسے شائع ہوئے بیس سال ہو گئے ہیں کیا اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشان نہیں ہیں اور جبکہ اللہ تعالےٰ نے آسمان اور زمین سے نشانات ظاہر کئے ہیں تاکہ بصیرت رکھنے والے ان سے ہدایت حاصل کریں۔ اور زمانہ زبانِ حال سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اسے ایک مصلح کی ضرورت ہے جبکہ حد درجہ کی خرابی پیدا ہو چکی ہے اور تمام جہان میں ایک دردناک گردش پیدا ہو چکی ہے اور ایک عظیم تغیر رونما ہوا ہے جس کی مثال سابقہ زمانوں میں نہیں ملتی اور تمام توجہیں ذلیل دنیا کی طرف مائل ہو گئی ہیں اور قرآن کو چھوڑ کر فلسفہ کو اپنا قبلہ بنا لیا گیا ہے اور دلوں میں

(باقی برصفحہ کالم ۲)

# جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن میں تقریب ختم قرآن

لاہور۔ ۲۷ نومبر۔ بروز جمعۃ المبارک جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن، لاہور میں ختم قرآن کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں مسلم ٹاؤن، اس کے گرد و نواح اور شہر کے مختلف حصوں کی خواتین و احباب نے شرکت کی۔ ۷½ بجے نماز تراویح کا آغاز ہوا۔ اور ۸½ بجے تک یہ روحانی تقریب جاری رہی۔ نماز تراویح کے بعد مقامی جماعت احمدیہ کے جنرل سیکرٹری محترم ڈاکٹر شیخ مبارک احمد صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"خواتین و حضرات!

السلام علیکم۔

الحمد للہ۔ آج ہم یہاں ختم قرآن کی مبارک تقریب کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ رمضان شریف کا مہینہ عبادت و ریاضت اور رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے۔ اس ماہ میں خالق و مخلوق کے باہمی رشتے استوار ہوتے ہیں اور مسلمان عام طور پر خلق محمدی کا اظہار کرتے ہیں یہ مہینہ مسلمان قوم کے لئے سالانہ ریفریشنگ کورس ہے جس میں مسلمان اپنا محاسبہ کرتا ہے۔ اس مہینہ میں عالم اسلام میں قرآن کریم کی قرأت و سماعت عام ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مسجد میں بھی اس دفعہ نماز تراویح کا اہتمام ہوا۔ اور خواتین و حضرات یہاں قرآن کریم سننے کے لئے جمع ہوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر دے اور قرآن کریم کے مقاصد کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ غالباً اس مسجد میں تراویح کا اہتمام یا تو پہلی دفعہ ہوا ہے اگر پہلی دفعہ نہیں تو کم از کم یہ ضرور ہے کہ بہت دیر کے بعد ہوا ہے۔ بہرحال اس دفعہ ماہ رمضان کے لئے قرأت کا ضروری حصہ پایہ تکمیل کو پہنچا ہے۔ الحمد للہ۔

میں مقامی جماعت احمدیہ کے عہدیداران اور اراکین کی طرف سے محترم حافظ خدا بخش صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ نماز تراویح پڑھاتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر بخشے اور ان خواتین و حضرات کا بھی شکر گزار ہوں جو نماز تراویح میں شمولیت کر کے موجب رونق ہوئے۔ اور وہ خواتین و حضرات بھی شکریہ کے مستحق ہیں جو آج اس تقریب میں شمولیت کے لئے تشریف لائے ہیں۔

اب میں مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ اپنے ارشادات سے اس اجتماع کو متمتع فرمائیں۔"

چنانچہ بعد ازاں محترم حاجی اللہ رکھا درویش نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام۔

"جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے"

ترنم سے پڑھا۔ مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب نے اپنی تقریر میں مقامی جماعت احمدیہ لاہور کا شکریہ ادا کیا کہ جس نے اس سال جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن لاہور میں نہ صرف نماز تراویح کے اجراء کا اہتمام کیا، بلکہ اس کے انتظام و انصرام میں پوری پوری دلچسپی بھی لی۔ علاوہ ازیں محترم حافظ خدا بخش صاحب متعلم ادارہ تعلیم القرآن لاہور کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مکرم مرزا صاحب موصوف نے فرمایا کہ وہ ہمیں رمضان شریف کے بابرکت مہینہ میں بڑی خوش الحانی سے باقاعدگی سے احمدیہ بلڈنگس سے مسلم ٹاؤن آکر نماز تراویح پڑھاتے رہے ہیں۔ قرآن کریم سنانے کا اجر تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہی ملے گا البتہ ہم ان کی خدمت میں حقیر سی رقم اور معمولی سا تحفہ پیش کرتے ہیں۔ مکرم مرزا صاحب موصوف نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ قرآن مجید ہی دنیا میں ایک ایسی کتاب ہے جو بڑی کثرت سے پڑھی جاتی ہے۔ چھوٹے بڑے، عورتیں، جوان، بچے، بچیاں صبح شام قرآن شریف پڑھتے ہیں اور ساری دنیا میں پڑھا جاتا ہے۔ کتنا بڑا معجزہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ ساری دنیا میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ دنیا میں کسی کتاب کا کوئی حافظ نہیں نہ بائبل کا نہ انجیل کا۔ نہ وید کا نہ زرتشت کی کتاب کا نہ داؤد علیہ السلام کی کتاب کا مگر قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے کہ دنیا میں بے شمار حافظ قرآن کریم ہیں۔

آپ نے مزید فرمایا کہ:۔

۔۔۔۔۔۔۔ آپ کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جس جماعت سے آپ تعلق رکھتے ہیں اس کا قرآن مجید سے خاص تعلق ہے اس زمانے میں ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس چیز کی طرف سب سے زیادہ زور دیا ہے وہ قرآن مجید کا علم حاصل کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود کا اپنا عمل یہ تھا کہ ایک نیا مضمون جو وہ لکھتے تھے اس کے لئے سارے کا سارا قرآن کریم الحمد سے لے کر والناس تک پڑھ جاتے تھے اور اس مضمون کے مطابق جتنی آیات ہوتی تھیں ان کو مضمون میں درج فرماتے تھے۔ انہوں نے اس قدر قرآن کریم پڑھا کہ اس قرآن کریم کے نسخے کے ورق ورق ہو گئے تھے۔ وہ چھوٹی تختی کا قرآن کریم تھا اور وہ حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی صاحب کے پاس تھا اس کی میں نے زیارت کی ہے آپ اس قدر قرآن کریم پڑھتے تھے اور قرآن کریم کا عشق اپنے ساتھیوں اور اپنے ماننے والوں میں اس قدر پیدا کیا کہ لوگ حیران ہو گئے چنانچہ علامہ اقبال رح نے یہ شہادت دی کہ ہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعت خواں اور نعت گو اور آپؐ سے عشق کرنے والے تو بڑے دیکھے ہیں۔ لیکن قرآن شریف سے عشق کرنے والا صرف یہ شخص دیکھا ہے جس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہے۔ تو وہ عشق آپ کو ورثے میں ملا ہے۔ اگر ہم اپنے بزرگوں کی وراثت کو نہ سنبھالیں، تو پھر ہم بڑے نالائق ہیں۔ جو کوئی اولاد اپنے باپ کی وراثت کو ضائع کر دیتی ہے وہ بڑی نالائق اولاد ہوتی ہے۔ تو میرے دوستو اور عزیزو! ایسا نہ ہو کہ ہمارا نام نالائق رکھا جائے۔ اگر ہم اپنے بزرگوں کی وراثت کو قائم نہیں رکھیں گے ہمیں اور اضافہ نہیں کریں گے۔ اگر اضافہ نہیں کر سکتے تو قائم تو رکھئے۔ کوئی شخص یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کا نام نالائق رکھا جائے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے بھی آپ سے اسی طرح علم حاصل کریں جس طرح آپ نے اپنے بزرگوں سے علم حاصل کیا ہے تو پھر یہ سلسلہ جاری رکھیں قرآن مجید سے عشق پیدا کریں۔ یہ بڑی سعادت ہمیں نصیب ہوئی ہے کہ ایک مہینہ ہم نے قرآن شریف سنا اور میں اپنے عزیز دوست حافظ خدا بخش صاحب کا بڑا ہی شکر گزار ہوں اور آپ سب کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حافظ صاحب قرآن کریم کو بڑا خوبصورت پڑھتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں یہ بڑا قیمتی اضافہ ہے یہ بڑے صالح نوجوان ہیں ہمارے حافظ قاری بوستان صاحب بہت بوڑھے اور بیمار ہو گئے ہیں۔ انہوں نے عرصہ ۲۵ سال بڑی خدمت کی ہے اور جامع احمدیہ میں ان کی گونجتی ہوئی خوش الحان آواز اب تک میرے کانوں میں سنائی دے رہی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صحت و سلامتی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک اور حافظ دے دیا ہے اس کی یہ بڑی مہربانی ہے تو ہم ان کے بڑے قدردان ہیں اور بڑے شکر گزار ہیں اور مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے صدر صاحب اور سیکرٹری صاحب کا آپ سب کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس تقریب کے اہتمام میں بڑی دلچسپی لی۔ اور اس کے بعد میں آپ سے عرض کروں گا کہ رمضان شریف جو جذبہ اور ولولہ ہمارے اندر پیدا کرتا ہے وہ باقی گیارہ مہینے بھی جاری رکھیں۔ اگلے سال خدا جانے کس کو موقعہ ملتا ہے اور کس کو نہیں ملتا۔ یہ سعادت پھر ایک سال کے بعد آئے گی۔ تو اللہ کے علم میں ہے کہ یہ سعادت کس کس کو ملے کس کس کو نہ ملے۔ ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے۔ اور کہا یا رسول اللہ نماز پڑھتے وقت میری توجہ ادھر ادھر ہو جاتی ہے۔ ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ نماز میں کھڑے ہیں اور ہماری توجہ ادھر ادھر ہے۔ تو اس شخص نے کہا کہ طریق سکھلائیں کہ میں خضوع خشوع سے نماز پڑھا کروں تو حضور صلعم نے فرمایا کہ نماز پڑھتے وقت یہ سوچا کرو کہ شاید یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے۔ اس نماز کے بعد خواہ موقعہ ملے یا نہ ملے مگر کس انسان کو پتہ ہے کہ اس کی زندگی کتنی ہے مجھے کیا پتہ ہے کہ اب میں آپ سے باتیں کرتا ہوں میں کل صبح ہوں گا یا نہیں تو آپ یہ احساس کر کے نماز پڑھا کریں کہ شاید یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے اس کے اندر خضوع و خشوع پیدا کریں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

صدر مقامی جماعت احمدیہ لاہور مکرم میاں فضل احمد صاحب نے حافظ خدا بخش صاحب کی عزت افزائی کے طور پر مقامی جماعت احمدیہ اور احباب مسلم ٹاؤن لاہور کی طرف سے نقد رقم اور پوشاک حافظ صاحب کو پیش کی۔ اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سال کے باقی مہینوں میں بھی قرآن کریم پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آخر میں مکرم ڈاکٹر مبارک احمد شیخ صاحب نے مقامی جماعت احمدیہ کی طرف سے احباب مسلم ٹاؤن خصوصاً محترم میاں عبد الرحمٰن صاحب، محترم میاں عبد القدوس صاحب اور مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے مقامی جماعت کے اس انتظام کو بخیر و خوبی پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہر قسم کی سعی و جدوجہد کی اور حافظ خدا بخش صاحب کی مختلف رنگ میں حوصلہ افزائی کی اور ان کا خیال رکھا اور نماز تراویح کے انتظامات کی طرف پوری پوری توجہ دی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

اختتام تقریب پر دعا کے بعد خواتین و احباب میں شیرینی تقسیم ہوئی۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ گذشتہ ایک سال سے مسلم ٹاؤن کی احمدیہ جماعت میں نئی زندگی کی لہر پیدا ہو گئی ہے۔ مکرم میاں فضل احمد صاحب کی پرخلوص دیکھ بھال اور بے لوث مساعی سے جامع احمدیہ مسلم ٹاؤن کی مرمت کی گئی اور اس کی مناسب دیکھ بھال اور نگرانی جاری ہے۔ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا ہے، اور مکرم میاں نصیر احمد صاحب فاروقی ہر ہفتہ میں دو بار اپنے خاص انداز میں قرآن کریم کا درس دیتے ہیں۔

## جماعتِ اسلامی کو اقلیت قرار دے دیا گیا

سوموار ۷ر دسمبر ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں پاکستان کے بارہ کروڑ مسلمانوں نے متفقہ طور پر جماعت اسلامی کو اقلیت قرار دے دیا ہے۔ قومی اسمبلی کی کل ۳۰۰ نشستوں میں سے جماعت اسلامی بمشکل ۴ نشستیں حاصل کر سکی اور اس طرح اقلیت قرار پائی۔

حق کی فتح ہوئی اور باطل بھاگ گیا۔

مولوی مودودی صاحب کو خاتمۃ المسلمین کے اس فیصلہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے خدا کے ماموروں کی ایک جماعت کو جو محض اعلائے کلمۃ الحق کا فرض ادا کر رہی ہے اقلیت قرار دینے اور اسلام سے خارج کر دینے کے فتنہ پرور خیال سے تائب ہو جانا چاہیئے اللہ غفور رحیم ہے۔ عبدالرحمٰن جموی۔ لاہور


الورگرین پریس جیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور مورخہ ۹ر دسمبر ۱۹۷۰ء
رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۴۸-۴۹

# جلسہ سالانہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں

## یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے

### ارشادات حضرت مسیح موعود رحمۃ اللہ علیہ

Mhd Sadiq of Shaine class 10th Govt High School [illegible]

اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالےٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا۔ اور اس جماعت کے تعلقاتِ اخوت استحکام پذیر ہوں گے، ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ سو بھائیو! یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہونے والی ہے۔ خدا تعالےٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالےٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے۔ اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے۔ ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالےٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالفِ قرآن روایتوں کو ملانے والے، اور خداوند تعالےٰ اس امتِ وسطےٰ کے لئے بین بین کی راہ قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتداء سے صدیق، شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ یہی ہوگا اور ضرور یہی ہوگا جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔

بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالےٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرما دے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں اُن پر کھول دے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے اور تا اختتامِ سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر، اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ ہی کو حاصل ہے۔ آمین ثم آمین۔ (اشتہار۔ دسمبر ۱۸۹۲ء)

---

## مقامی احباب لاہور سے درخواست

جلسہ سالانہ سے متعلق احباب مقامی جماعت لاہور سے چند ایک گذارشات کرتا ہوں:—

(۱) جہاں بیرونجات سے احباب کرایہ دے کر اور سفر کی صعوبت باوجود موسم کی سختی کے برداشت کر کے شامل جلسہ سالانہ ہوتے ہیں۔ ایک قابل قدر اور مبارک اقدام ہے۔ وہاں مقامی جماعت لاہور کے احباب سے درخواست ہے کہ وہ بھی اسی ذوق و شوق سے سالانہ جلسہ کی جملہ نشستوں میں شمولیت کا التزام فرماویں۔

(۲) جو احباب بطور رضاکار کام کرنا پسند کرتے ہیں۔ وہ اپنے نام سے افسر جلسہ سالانہ کو اطلاع دے کر مشکور فرماویں۔

(۳) انجمن نے امسال یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ کھانے کے ضیاع کو کم کرنے کے لئے مقامی جماعت لاہور کے مکانوں پر کھانا نہ بھیجا جائے۔ اسلئے گذارش ہے کہ لاہور کے احباب اپنے اپنے مکانوں پر لنگر کا کھانا طلب نہ کریں۔ ان کے ہاں جن مہمانوں کو یا انہیں اپنے لئے اگر کھانا لنگر سے مطلوب ہو تو براہ کرم وہ تمام اصحاب بخوشی لنگر خانہ سے کھانا جلسہ کے انتظام کے ماتحت تناول فرما سکتے ہیں اس معاملہ میں احباب لاہور کا تعاون اخراجات میں بہت سے ضیاع سے بچانے کا موجب ہوگا۔

(۴) اگر مقامی جماعت کے بعض احباب جلسہ کے ایام میں جلسہ کے رہائشی انتظام سے بھی فائدہ اٹھا کر مثل بیرونجات کے احباب اقامت پذیر ہونا چاہیں تو اس سے بھی اپنے نام پتہ اور تعداد رہائش پذیر اصحاب سے افسر جلسہ کو مطلع کریں۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش
آنریری جنرل سیکرٹری

# پروگرام جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور

## مؤرخہ ۲۴ ، ۲۵ ، ۲۶ ، ۲۷ دسمبر ۱۹۷۰ء بروز جمعرات ، جمعہ ، ہفتہ و اتوار

۲۴ دسمبر ۱۹۷۰ء بروز جمعرات ۹ بجے صبح خواتینِ احمدیہ کا اجلاس احمدیہ ہال میں زیرِ صدارت بیگم میاں فاروق احمد شیخ منعقد ہوگا - بعد میں دستکاری کی نمائش ہوگی پروگرام علیحدہ شائع ہو رہا ہے

اسی تاریخ (۲۴ دسمبر ۱۹۷۰ء) کو مجلسِ معتمدین کا بجٹ سیشن بوقت ۳ بجے بعد دوپہر ہوگا

---

### ۲۵ دسمبر ۱۹۷۰ء بروز جمعۃ المبارک - ۹ بجے صبح تا ۱۵ - ۱۲ بجے دوپہر

#### اجلاس - زیرِ صدارت کرنل بشیر حسین صاحب

تلاوت قرآن کریم - - - حافظ محمد طارق صاحب - - - 9.00 بجے تا 9-10 بجے

نظم از دُرِّ ثمین - - - طلباء مسلم ہائی سکول نمبر ۱ - - - 9-10 تا 9-20 "

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ - مولوی دوست محمد صاحب - - - 9-20 تا 9-30 "

افتتاحی تقریر - - - حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر جماعت احمدیہ - 9-30 تا 10-00 "

"جری اللہ فی حلل الانبیاء" - چوہدری عبدالحمید صاحب - - - 10-00 تا 10-30 "

"افریقہ میں اشاعتِ اسلام" - مولوی بشیر احمد صاحب منّو - - - 10-30 تا 11-00 "

"اسلام کی تعلیمِ اخلاق" - - - حافظ محمد حسن چیمہ صاحب - - - 11-00 تا 11-45 "

"موجودہ بین الملّی اخلاقی بحران میں قرآنی تعلیم کی عالمی اشاعت کی ضرورت" } قاضی عبدالرشید صاحب - - - 11-45 بجے تا 12-15 بجے

---

### خطبہ و نمازِ جمعہ : 45-12 بجے تا 45 - 2 بجے بعد دوپہر

### ۲۵ دسمبر ۱۹۷۰ء بوقت ۳ بجے بعد دوپہر اجلاس مجلسِ معتمدین -

#### ۲۵ دسمبر رات کو ۷ بجے زیرِ اہتمام ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن

تقریری مقابلہ - - - موضوع : "مسلمان کا کردار" برائے طلباء مدارس
"اسلامی مساوات" برائے طلباء کالجز

---

### ۲۶ دسمبر ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ - احمدیہ کانفرنس بعد از نمازِ فجر

### اجلاس اوّل : زیرِ صدارت الحاج میاں فاروق احمد شیخ

#### ۹ بجے صبح تا 30 - 12 بجے دوپہر

---

تلاوت قرآن کریم - - : حافظ خدا بخش صاحب - 9.00 بجے تا 9-10 بجے

نظم از دُرِّ ثمین - - : طلباء مسلم ہائی سکول نمبر ۲ - 9-10 تا 9-20 "

"مردِ مومن اور مردِ ناآگاہ" - - : پروفیسر غلام محمد خادم صاحب - 9-20 تا 9-50 "

"پاکستانی مسلمانوں کے لئے سب سے اچھا دستور" } : مرزا مسعود بیگ صاحب - 9.50 تا 10-30 "

سالانہ رپورٹ - - - : آنریری جنرل سیکرٹری - 10-30 تا 11-00 "

تقریر - - - : حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ - 11-00 تا 11-45 "

"حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ کے دعاوی کی مخالفت میں کیا مخالف علماء کے ہاتھ میں کوئی شرعی دلیل ہے" } مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب - 11-45 تا 12-30 "

---

### اجلاس دوم :- زیرِ صدارت میاں غلام عباس صاحب

#### 30 - 2 بجے تا 45 - 4 بجے شام

تلاوت قرآن کریم - - : مولوی عبدالرحمان صاحب - - : 2-30 تا 2-40 بجے

نظم از دُرِّ ثمین - - - : مرزا محمد سلیم صاحب - 2-40 تا 2-45

"حضرت مسیح موعودؑ کا مقامِ مجددیت" : مرزا محمد لطیف صاحب مولوی فاضل شاہد سابق مربی مجاہد یوگنڈا - دس منٹ
"کوئی کلمہ گو کافر نہیں" - - : مرزا محمد سلیم صاحب - " دس منٹ
"مسئلہ خلافت" - - : مرزا محمد شفیق صاحب - " دس منٹ
} 2-45 تا 3-15

ریکارڈ کی ہوئی تقریر - - : ماسٹر محمد عبداللہ صاحب از سان فرانسسکو : 3-15 تا 3-30

"اسلام کا نظامِ حیات" - - : مولانا عبدالمنان عمر صاحب - - : 3-30 تا 4-05

تقریر - - - : مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی - - : 4-05 تا 4-45

---

### ۲۷ دسمبر ۱۹۷۰ء بروز اتوار - ۹ بجے صبح تا ۱ بجے بعد دوپہر

#### زیرِ صدارت خان بہادر غلام ربانی خان صاحب

---

تلاوت قرآن کریم - - : حافظ محمد زاہد صاحب - - : 9-00 بجے تا 9-10 بجے

نظم - - - : محترم سید احمد صاحب یدّو دہلی - - : 9-10 تا 9-20 "

"اسلامی آئین کے خد و خال" : شیخ انعام الحق صاحب - - : 9-20 تا 9-50 "

تقریر - - : شیخ محمد طفیل صاحب - - : 9-50 تا 10-30 "

تقریر - - - : خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب - - : 10-30 تا 11-00 "

"علیہا تسعۃ عشر" : محترم نصیر احمد صاحب فاروقی - - : 11-00 تا 11-30 "

عقل اور الہامِ الٰہی - - : ڈاکٹر اللہ بخش صاحب - - : 11-30 تا 12-15 "

تقاریر طلباء بلادِ غیر - متعلمین ادارہ تعلیم القرآن :
مسٹر ظفر - دس منٹ -
مسٹر مصطفٰے - دس منٹ -
مسٹر اسامے - دس منٹ -
} : 12-15 تا 12-45 " — ان طلباء کا تعارف مولانا اعجاز صاحب کرائیں گے -

اختتامی تقریر و دعا - - : حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ - - : 12-45 تا 1-00 "

---

نوٹ نمبر ۱ : ہر روز بعد از نمازِ فجر حضرت امیر ایدہ اللہ حسبِ سابق درسِ قرآن کریم دیا کریں گے -

نوٹ نمبر ۲ : نمازِ ظہر و عصر ۲ بجے اور نمازِ مغرب و عشاء ۵ بجے جمع ہوا کریں گی -

نوٹ نمبر ۳ : دوپہر کا کھانا 30-12 بجے سے 30-1 بجے تک اور رات کا کھانا ۶ بجے سے ۷ بجے شب تک کھلایا جائے گا -

**چوہدری فضل حق - آنریری جائنٹ سیکرٹری**

ہفت روزہ پیغام صلح — لاہور — مؤرخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۰ء

# جلسہ سالانہ کی اہمیت اور اسکے اغراض و مقاصد

جلسہ سالانہ کا پروگرام احباب کے سامنے ہے، اسی اخبار میں صفحہ اول پر حضرت مسیح موعودؑ کے وہ ارشادات بھی نقل کئے گئے ہیں جو جلسہ کی اہمیت اور اس کی اغراض سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان ارشادات میں حضرت نے جلسہ کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں، یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔"

اس سے ظاہر ہے کہ یہ جلسہ اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کتنی بڑی اہمیت رکھتا ہے اور اس میں شمولیت کس قدر ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد ہے کہ:۔

"لازم ہے کہ اس جلسہ میں جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور رسولؐ کی راہ میں ادنے ادنے حرجوں کی پرواہ نہ کریں، خدا تعالےٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔"

جلسہ کی جو اغراض حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمائی ہیں وہ یہ ہیں:۔

(۱) "ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالےٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔"

(۲) "اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت ترقی پذیر ہوں گے۔"

(۳) "یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔"

یہ تینوں اغراض اپنی جگہ نہایت اہم ہیں، اور جلسہ کے پروگرام کو اگر غور کی نظر سے دیکھا جائے تو ان تینوں اغراض کا اس میں خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے، حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات حضرت امیر ایدہ اللہ کے درس قرآن اور علمائے سلسلہ کی تقاریر دینی معلومات کے بڑھانے اور معرفت کے ترقی پذیر ہونے کے لئے بہت مفید ہوں گی، اور جلسہ میں آنے والے احباب کی باہمی ملاقات تعلقات اخوت کو بڑھانے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگا۔ اور احباب کی باہمی مشاورت سے یورپ و امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں گی۔

یہ اغراض اور حضرت مسیح موعودؑ کا فرمان اس امر کا متقاضی ہے کہ کثیر تعداد میں احباب اس جلسہ میں شامل ہوں اور اپنے ساتھ ان دوستوں کو بھی لانے کی کوشش کریں جو جماعت ربوہ یا غیر از جماعت احباب میں سے ہوں۔

پروگرام میں بتایا گیا ہے کہ وہ تین اصحاب جو حال ہی میں جماعت ربوہ سے منقطع ہو کر جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوئے ہیں، مسائل متنازعہ (نبوت مسیح موعودؑ، کفر و اسلام اور خلافت) کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ اس لئے جماعت ربوہ کے حق پسند دوست بھی اگر شاملِ جلسہ ہو سکیں تو ان کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔

## اسلام پسندی

ابو ارشد

جو بات کہو سو کھل کے کہو، یہ اچھی منڈی کیا شئے ہے
من اپنا اُجلا ستھرا ہو، وہ گندا گندی کیا شئے ہے
ہے سیدھا سادہ دین اپنا، ہے ایک خدا اور ایک نبیؐ
ہم اس کا ہے اسلام بھلا، "اسلام پسندی" کیا شئے ہے

# ربوہ سے آئے ہوئے دوستوں کا تعارفی دورہ

قبل ازیں ربوہ سے آئے ہوئے احباب (۱) مرزا محمد لطیف صاحب (۲) مرزا محمد شفیق صاحب اور (۳) مرزا محمد سلیم صاحب کا خلافت ربوہ سے قطع تعلق کا اعلان پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ تینوں اصحاب کچھ دنوں حضرت امیر ایدہ اللہ اور محترم شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کے زیر تربیت رہ کر ۱۱ دسمبر کو لائل پور، سرگودھا اور چک ۸۱ کی جماعتوں سے تعارف کے لئے روانہ ہوئے ان کے تعارفی دورہ کی رپورٹ درج ذیل ہے:

مؤرخہ ۱۱/۱۲ بروز جمعہ ہمارا وفد جناب جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی زیر ہدایت صبح سات بجے لائل پور کے لئے روانہ ہوا۔ جب ہماری بس لائل پور کے بس سٹاپ پر رکی تو مکرم ملک نذر حسین صاحب اپنی کار لے کر پیشوائی کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ وہ ہمیں مکرم حافظ شیر محمد صاحب کی ملاقات کے لئے پریمیئر فلور مل لے گئے، وہاں مکرم میاں رشید احمد صاحب کے صاحبزادے کے ہاں چائے نوشی کی۔ پھر نماز جمعہ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ خطبہ جمعہ برادرم مکرم مرزا محمد لطیف صاحب فاضل نے دیا جس میں جماعت ربوہ سے نکل کر جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت کے واقعات کو بیان کیا اور بتایا کہ اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمیں صراط مستقیم کی شناخت کی توفیق بخشی۔ ضمناً آپ نے اپنے خاندانی حالات اور والد مرحوم کی خدماتِ دینیہ پر بھی روشنی ڈالی۔

نماز جمعہ کے بعد ایک خاص اجلاس منعقد ہوا جس میں خاکسار نے ایک تربیتی تقریر کی اور احباب جماعت کو ربوہ کی نام نہاد تنظیم کے بارے میں کچھ معلومات بہم پہنچائیں۔ ایک بات جو خاص طور پر احباب کے ذہن نشین کرائی وہ یہ تھی کہ جماعت ربوہ کے خلیفہ صاحب نے ہم پر ایک جھوٹا الزام لگا کر ہمیں اخراج کی سزا دی ہم نے انہیں بارہا اس معاملہ کی تحقیقات کی دعوت دی بلکہ دعوت مباہلہ بھی دی مگر ان تمام خطوط کے جواب میں وہاں سکوتِ مرگ طاری رہا۔ اب اس تنظیم کی "برکت" سے ایک غلط الزام اور بے بنیاد بات پر ساری جماعت نے اتفاق کر لیا ہے، حالانکہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا ہے کہ میرے سچے پیروکار کسی غلط بات پر اتفاق نہیں کر سکتے چونکہ ربوہ والوں نے اپنی تنظیم کی طفیل ایک مفتریانہ بات پر اجماع کر لیا ہے، اس لئے یہ لوگ آنحضورؐ کے حقیقی اور سچے پیروکار نہیں ایسی تنظیمیں جو انسانوں کو غلط رستہ پر ڈال دیں ان سے اجتناب ضروری ہے وہ زمانہ جلد آنے والا ہے جب لوگ ایسی تنظیموں سے اظہارِ بیزاری کریں گے انشاء اللہ۔

جلسہ کے اختتام کے بعد دوستوں کی مٹھائی اور چائے سے تواضع کی گئی۔ چائے سے فراغت کے بعد مکرم ملک نذر حسین صاحب اپنی کار میں ہمیں مکرم علی محمد صاحب ماجی اور مکرم عبدالرب صاحب برہم کی ملاقات کے لئے لے گئے ان سے ملاقات کے بعد مکرم ملک صاحب نے ہماری ایک پُرتکلف دعوت کی۔ کھانے سے فراغت کے بعد ملک صاحب اپنی کار میں ہمیں پریمیئر مل چھوڑ گئے رات ہم مکرم حافظ شیر محمد صاحب کے ہاں ٹھہرے۔

صبح ناشتہ سے فراغت کے بعد ہم چک ۸۱ کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں دو گھنٹے کے لئے پنڈی بھٹیاں ٹھہرے، جہاں مکرم راجہ محمد افضل صاحب نے مفید معلومات بہم پہنچائیں اس کے بعد بس پر سوار ہو کر سرگودھا کے لئے روانہ ہوئے وہاں سے بذریعہ تانگہ چک ۸۱ پہنچے۔ وہاں کی جماعت نے جس خلوص اور محبت کا سلوک کیا اس کی یاد ہمیشہ تازہ رہے گی۔ خاکسار نماز تہجد کے بعد درس دیتا رہا جس میں احباب جماعت کو تلقین عمل کی جاتی رہی۔

مؤرخہ ۱۳/۱۲ بروز اتوار رات کو ایک تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا جس میں جماعت احمدیہ کے احباب کے علاوہ غیر از جماعت اور بلوائی احباب نے بھی شرکت کی اس جلسہ میں برادرم مرزا محمد لطیف صاحب فاضل اور مرزا محمد شفیق صاحب فاضل نے تقاریر کیں اور بتایا کہ آپ لوگ اپنے نیک نمونے کے ساتھ دنیا میں ایک تغیر پیدا کریں محض دلائل کسی کو مطمئن نہیں کر سکتے جب تک نیک نمونہ ساتھ نہ ہو۔ برادرم محمد لطیف صاحب نے جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت کی وجوہ بیان کیں اور بتایا کہ ہم علیٰ وجہ البصیرت اس بات پر قائم ہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور کا موقف تمام مسائل میں درست اور صحیح اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے۔ اختتام جلسہ پر خاکسار نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک نظم دوستوں کے اصرار پر سنائی۔ بعد دعا جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس جماعت کے خلوص سے ہم بہت متاثر ہوئے ہیں خاص طور پر مکرم چوہدری عبداللہ خاں صاحب، چوہدری محمود دین صاحب، چوہدری سردار علی صاحب، اور مولوی نور محمد صاحب کے دل میں جو تڑپ اشاعت اسلام کے بارہ میں ہے وہ واقعی قابلِ رشک ہے۔

۱۴/۱۲ کو ہم واپس سرگودھا آئے وہاں مکرم میاں محمد انور صاحب ملے اور مکرم ڈاکٹر عبدالمجید

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم نمبر ۲)

# حضرت الحاج شیخ میاں فضل الرحمن صاحب بھی چل بسے

## اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

## اِک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی۔

### حضرت امیر ایدہ اللہ کا خطبہ تعزیت

(محترم محمد صالح نور صاحب مقیم ملتان)

—— دینِ اسلام کے لئے اپنے دل میں بے پناہ جذبہ اور محبت رکھنے والے اور اشاعتِ اسلام کے لئے روپیہ کو بے دریغ پانی کی طرح خرچ کرنے والے، حضرت مسیح موعود و امام الزمان علیہ السلام کے مامورانہ مقاصد میں معاون اور مددگار، غریبوں اور بے سہاروں کے سہارا اور سچے ہمدرد اور خیرخواہ، سادگی کے پیکر، اپنی تمام تر زندگی کو اسلامی رنگ میں بسر کرنے والے جناب الحاج شیخ میاں فضل الرحمان صاحب ملتان اپنے خالق و مالکِ حقیقی کے بلاوے پر اس دارِ فانی سے رحلت فرما کر رفیق اعلےٰ کے ابدی آستانے پر حاضر ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

—— آپ کی سیرت اور بے مثال قابلِ نمونہ زندگی کے متعلق بہت سے نمایاں پہلو اس قابل ہیں کہ انہیں قوم کی رہنمائی اور رہبری کے لئے پیش کیا جائے لہذا آئندہ کسی فرصت میں تفصیل کیساتھ انکا ذکر کیا جائیگا۔

—— آپ پر مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۹۷ء بروز اتوار شام پانچ بجے دل کے دورے کا حملہ ہوا۔ آپ کی صحت بہت اچھی تھی جس کی وجہ سے آپ کے عزیزان کو آپ کے آخری وقت کا احساس تک بھی نہ ہوا۔ مگر مشیت ایزدی سے آپ نے چند گھنٹوں بعد ½ ۹ بجے رات داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

—— آپ کے تمام عزیزان کراچی، ڈھاکہ اور ملک کے دوسرے حصوں سے ملتان پہنچ گئے اور جماعت کے افراد بھی لاہور۔ لائل پور۔ اور ڈیرہ غازی خاں سے جنازہ کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت مولینا صدر الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے مورخہ ۷ دسمبر شام ½ ۶ بجے بعد از نماز مغرب پڑھائی۔ اور آپ کو فضل گنجی ملز ممتاز آباد کے احاطہ میں مسجد کے قریب ہی سپردِ خاک کیا گیا ہے۔ جنازہ میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔

—— مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۹۷ء بروز منگل صبح ۹ بجے آپ کی روح کو ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی کی مجلس منعقد ہوئی۔ اس مجلس تعزیت میں حضرت امیر مولینا صدر الدین صاحب نے خطاب فرمایا

### حضرت امیر قوم کا خطبہ تعزیت

آپ نے قرآن پاک کے ایک حصہ کی تلاوت کے بعد ارشاد فرمایا:—

"ایسے مجمع کو خطاب کرنا جس میں اعلےٰ تعلیم حاصل کرنے والے لوگ بھی شامل ہوں اور ایسے لوگ بھی جو بعض وجوہات کے باعث علم حاصل نہ کر سکے ہوں صرف قرآن کریم کا ہی کام ہے۔ جو حصہ میں نے تلاوت کیا ہے اس میں اللہ تعالےٰ تمام عالمِ انسانیت کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ انسانیت کے تمام طبقات خواہ وہ مشرق میں رہتے ہوں یا مغرب میں اور کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں سب کو ہم نے ہی زندگی عطا کی ہے اور ہم نے ہی تم سب کو پیدا کیا ہے۔ خدا تعالےٰ کا سب سے بڑا انعام زندگی ہے۔ اس سے بڑھکر کوئی انعام نہیں۔ جن لوگوں کے ہاں بچہ پیدائش نہیں ہوتا وہ خوب جانتے ہیں کہ زندگی کی کیا قدر و قیمت ہے۔ انسان ہزار علاج کروالے۔ روپیہ پانی کی طرح بہالے مگر بچہ خدا کے فضل کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ زندگی کا دینا اسی کے اختیار میں ہے۔ مجھوں میں ایک حکیم تھے جو یہ دعوے رکھتے تھے کہ میری دوائی سے نرینہ اولاد پیدا ہوتی ہے مگر خود ان کے ہاں سات لڑکیاں یکے بعد دیگرے پیدا ہوئیں اور وہ نرینہ اولاد سے محروم رہے۔ پس زندگی خدا تعالےٰ کا بہت بڑا انعام ہے اور بڑی ہی قیمتی چیز ہے۔ جب کسی خاندان کا کوئی بزرگ فوت ہو جاتا ہے تو کس قدر صدمہ پہنچتا ہے۔ اب اس جگہ جو اتنا بڑا مجمع جمع ہے یہ صرف اس لئے ہے کہ ایک نہایت ہی قیمتی وجود ہم سے جُدا ہو گیا ہے اور اس سے خاندان کو ناقابلِ تلافی نقصان ہوا ہے۔ شہر کو نقصان ہوا ہے، جماعت کو نقصان ہوا ہے۔ اس لئے آج ہم سب سوگوار ہیں۔ قائدِ اعظم رح جب فوت ہوئے تو تمام ملک سوگوار ہو گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات پر دنیا پر تاریکی چھا گئی تھی صرف اس لئے کہ آپ کا نفع سب سے زیادہ تھا۔ صدمہ ہمیشہ نفع کے لحاظ سے ہی ہوتا ہے آج جس عظیم ہستی کے سوگ پر ہم جمع ہیں یہ میاں فضل الرحمان صاحب میرے شاگرد تھے ان کے والد صاحب کو میں بچپن سے جانتا ہوں ان کے والد بہت بزرگ شخصیت تھے اور انہوں نے اخلاقِ فاضلہ اور بے مثال ذہانت اپنے والد سے ورثہ میں پائی تھی ایسے لوگوں کی زندگی سے بہت لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور اسی وجہ سے اس قدر کثیر تعداد میں لوگ آج غمزدہ اور سوگوار ہیں ایسے لوگوں کی زندگیاں اپنے اندر سبق رکھتی ہیں اور ہمیں سکھلاتی ہیں کہ ہم ایسی زندگی گذاریں جو فائدے والی ہو۔ اگر ہماری زندگی سے کسی کو فائدہ نہ ہو تو وہ حیوانوں کی مانند زندگی ہے۔ ایسے بے مثل لوگوں کی زندگی ایک سبق آموز زندگی ہے۔

یہ زندگی بہت ہی قیمتی چیز ہے اس کا پیدا کرنے والا صرف خدا ہے کوئی ڈاکٹر یا طبیب نہ تو زندگی دے سکتا ہے اور نہ ہی زندگی کو واپس لا سکتا ہے۔ زندگی دینے والے نے ہی تمہیں دل و دماغ عطا کیا جس کی وجہ سے تم کارخانوں، بنکوں، فیکٹریوں، کوٹھیوں اور کروڑوں روپیوں کے مالک بن گئے ہو۔ یہ تمام دنیا ایک مکان ہے اس کی زیب و زینت کے لئے اللہ تعالےٰ آسمان سے بارش نازل فرماتا ہے اس نے فرمایا وانزل لکم من السماء ماءً۔ خدا آسمان سے اس گھر کے لئے بارش نازل فرماتا ہے اور پھر اس گھر کی زیب و زینت کے لئے پھل، پھول، چرند پرند۔ مرغ۔ گائے بھینس الغرض تمام تر زندگی آسمانی بارش پر موقوف ہے۔ اور پانی کے ذریعہ خدا ہر چیز کو زندہ رکھتا ہے جیسا کہ ہم نے فرمایا وجعلنا من الماء کل شیءٍ حی جو لوگ سائنس اور پانی کا علم رکھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ علم قرآنی سائنس کا پتہ دیتے ہیں جب تک آسمان سے بارش نازل نہ ہو یہ زمین ناکارہ اور بنجر رہ جاتی ہے۔ جس طرح اس زمین کی زندگی کا آسمان سے تعلق ضروری ہے اسی طرح انسان بھی بالکل ناکارہ ہے اگر اس کا تعلق آسمان سے نہ ہو۔ آج تک کوئی مثال ایسی نہیں کہ آسمانی تعلق کے بغیر کوئی روحانی زندگی حاصل کر سکا ہو، خدا تعالےٰ فرماتا ہے فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ ہم نے آسمان سے روحانی بارش نازل کی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ذریعہ روحانی بارش نازل کی گئی جس سے تمام روئے زمین زرخیز ہوئی۔ اس روحانی زرخیزی سے علماء پیدا ہوئے اولیاء اللہ پیدا ہوئے اور قیامت تک اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ ظاہری بارش کی طرح ہمارے دل و دماغ اور روح کی تربیت کے لئے بھی اس نے روحانی بارش کا اہتمام فرمایا ہے۔ اور خوب یاد رکھو خدا واحد ہے اس کا یہ گھر واحد ہے، اس کی انسانیت واحد ہے۔ اور تمام انسانیت کو اس نے ایک ہی مکان میں رکھا ہے۔ ایسی تعلیم کے حامل اور قرآن کریم کی پاکیزہ اور بلند تعلیم کے حامل مسلمانوں نے تمام دنیا کے لوگوں کو اس مکان میں ایک جگہ اکٹھا کرنا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ انہوں نے آپس میں تفرقہ پیدا کر لیا قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ ولکل قوم ھاد۔ ہم نے ہر قوم میں ہادی اور رہنما بھیجے ہیں اور میں ان تمام کتابوں پر ایمان لاتا ہوں جو مشرق و مغرب شمال و جنوب کسی جگہ پر بھی نازل ہوئیں۔ میں سب پر ایمان لاتا ہوں۔ قرآن کریم نے قوم کو یہ تعلیم دی ان کو الگ الگ نہیں کیا۔ قرآن تو تمام انسانیت کو متحد کرتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ایسی قوم جس کے سپرد یہ قیمتی جاگیر تھی اور اس قدر بیش قیمت ورثہ رسولؐ تھا اس قوم نے اپنے آپ کو ٹکڑوں میں بانٹ دیا۔ خود کلمہ گو ہو کر دوسرے کلمہ پڑھنے والوں کو کافر کہا جاتا ہے نہایت ہی افسوس ہے۔ ہمیں ایسے موقع پر یہ عہد کرنا چاہیئے کہ ایسے بزرگ جو قابلِ فخر تھے ان سے سبق حاصل کریں

(باقی برصفحہ کالم ۱)

# اللہ تعالیٰ کی تاکیدی وصایا جن میں اعلیٰ اخلاق اور بلند تہذیب کا سبق دیا گیا ہے

**خطبہ جمعہ**
**مؤرخہ ۱۱ ؍ دسمبر ۱۹۷۰ء**
**فرمودہ**
**حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ**
**بمقام**
**جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور**

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئاً و بالوالدین احساناً ...... ذالکم وصّٰکم بہ لعلکم تتقون ——— (الانعام: ۱۵۱ تا ۱۵۲) ———

## توحید الٰہی کی جامع تعلیم

یہ تین آیات جو تلاوت کی گئی ہیں ان میں اسلامی تعلیمات کا نقشہ کھینچا گیا ہے شروع میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا ذکر ہے کہ وہ زمین آسمان کا بادشاہ ہے۔ اور اس کائنات پر پوری پوری حکومت و تصرف رکھتا ہے اور اس کائنات میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو اس کی تخلیق اور ایجاد نہ ہو۔ اور ان سب کے قیام کا موجب بھی وہی خالق و مالک ہے۔ یہ جامع توحید ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں بار بار کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس کائنات کا خالق و موجد خدا ہے۔ ایک ذرّے سے آفتاب تک۔ ایک کیڑے سے ہاتھی اور شیر تک، گھاس کے پتے سے لے کر پیپل، برگد اور بوہڑ کے بڑے بڑے درخت تک ان سب کا مالک اور بقا کا سامان کرنے والا خدا ہے۔ اسی لئے فرمایا لا تشرکوا بہ شیئاً۔ جب اس کائنات میں کوئی بھی چیز ایسی نہیں جس کی نشوونما اور قیام کا موجب خدا نہ ہو تو تم اس کی ذات کے سوا کسی دوسری چیز کو معبود نہ بناؤ۔ قطعاً قطعاً اس کائنات میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کا تصرف اس کائنات پر ہو، نہ پتھر۔ نہ انسان۔ نہ حیوان۔ نہ درخت۔ اور نہ ہی کوئی بڑے سے بڑا انسان۔

## حضرت نبی کریم صلعم کا خدائی صفات رکھنے سے انکار

ہمارے سردار حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا لا تجعلوا قبری وثناً۔ میری قبر کو بت نہ بنانا۔ اللہ تعالیٰ نے توحید کو کمال تک پہنچانے کے لئے حضرت نبی کریم صلعم کی زبانِ مبارک پر یہ بات بھی جاری کی لا اعلم الغیب ولا اقول عندی خزائن اللہ۔ نہ میں کوئی غیب کا علم رکھتا ہوں۔ نہ میں کسی کو لڑکا دے سکتا ہوں اور نہ دولت دے سکتا ہوں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ میرے اندر خدائی کا کوئی حصہ موجود نہیں ہے۔ ولا اقول انی ملک۔ میں فرشتہ بھی نہیں ہوں۔ نہ فرشتے کی صفات میرے اندر ہیں۔ انما انا بشر۔ میں انسان ہی ہوں۔ اس لئے میری قبر پوجا کی جگہ نہیں ہے باوجود اس معقول تعلیم کے اور اس اُمت میں ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں جو قبر پرست ہیں۔ اس برصغیر ہند و پاکستان میں بے شمار جگہیں ایسی ہیں جہاں کسی نہ کسی بزرگ کی قبر کی پرستش ہو رہی ہے۔ لوگوں نے جانوروں کی بھی پرستش کی ہے۔ گائے کی پرستش ہوتی ہے، پیپل کے درخت کی بھی پرستش کی ہے۔ رام چندر کرشن مہاراج۔ گوتم بدھ۔ کنفیوشس وغیرہم کی پرستش ہوئی ہے۔ ایک جامع توحید کے بیان کرنے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ ان تمام چیزوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ میری کسی طرح بھی پرستش نہ کی جائے انما انا بشر مثلکم جس کو سمجھ نہ آئے اس کو سمجھاتا ہوں کہ میں تمہاری طرح کا انسان ہوں۔ البتہ خدا تمہاری بہتری کے لئے ہدایات نازل فرماتا ہے جو میں تم تک پہنچا دیتا ہوں۔

## ماں باپ کی تعظیم و تکریم کا حکم

فرمایا وبالوالدین احساناً۔ توحید کامل کے بیان کے بعد مخلوق کی عزت کرنے کی تعلیم دی۔ سب سے پہلے ماں باپ کی تعظیم کرنے کا حکم فرمایا۔ ماں باپ کی تعظیم کرنا توحید کے بعد دوسرا اہم حق ہے۔ فرمایا ماں باپ کا لحاظ کرو۔ ان کی فرمانبرداری کرو۔ آج مسلمانوں کے گھروں میں ماں باپ کی تعظیم بہت کم نظر آتی ہے۔ ناولوں کا چسکا اور کتابوں کی وجہ سے گھروں میں ماں باپ کی تعظیم بہت کم ہو گئی ہے۔ بڑے بھائی اور بڑی بہن کی تعظیم بہت کم ہے۔ خالہ اور پھوپھی کی تعظیم بہت کم ہے۔ چچا اور ماموں کی تعظیم بہت کم ہے۔ اس کا خیال کرنا چاہیئے اور والدین اور رشتہ داروں کی تعظیم و تکریم کو اپنا شعار بنانا چاہیئے۔

## قتلِ اولاد کی ممانعت اور اولاد کی تکریم کا حکم

پھر فرمایا ولا تقتلوا اولادکم من املاق۔ ماں باپ کو حکم دیا کہ غربت اور افلاس کی وجہ سے اولاد کو قتل نہ کرو۔ رزق کی تنگی کی وجہ سے اپنے بچوں کو قتل کرنا جائز نہیں۔ اولاد کے متعلق فرمایا اکرموا اولادکم۔ ان کی تکریم کرو۔ ماں باپ، اولاد سے اچھے الفاظ میں گفتگو کریں۔ ان کے الفاظ میں محبت اور اکرام پایا جائے۔ کیسی خوبصورت تعلیم دی گئی ہے کہ جس پر عمل کرنے سے مسلمان کا گھر تعظیم و تکریم کا نمونہ ہو جائے۔ آج پاکستان میں ۱۲ کروڑ مسلمان مہذب نظر آ سکتے ہیں۔

## بدی کے قریب مت جاؤ

پھر فرمایا لا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن۔ ایک حصہ تہذیب کا یہ ہے کہ بدی خواہ وہ ظاہری ہو یا پوشیدہ۔ اس کے قریب مت جاؤ۔ چھپ کر بدی کرنے والی بات ہو تو بھی اس کے قریب مت جاؤ۔ کیسا پاکیزہ ماحول پیدا کیا گیا ہے ایک ایک گھر کے اندر پاکیزگی اور طہارت پیدا ہو سکتی ہے اور سب لوگ مہذب بن سکتے ہیں۔

## قتل و مقاتلہ کی ممانعت

اور فرمایا ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ۔ جہاں فواحش کا ارتکاب بداعمالی ہے اور موجب فساد ہے وہاں یہ بھی فرمایا کہ قتل مقاتلہ کرنے سے رک جاؤ کہ یہ بھی سخت فساد پیدا کرنے کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نفس کی عزت قائم کی ہے اس کی حرمت قائم کی ہے اس لئے فرمایا کسی کو قتل مت کرو۔ اس طرح فساد کی جڑھ کاٹ دی گئی۔ مسلمان کبھی فواحش کے نزدیک نہیں جاتا۔ وہ کسی کی عزت پر حملہ نہیں کرتا۔ اس کے ہاتھ سے دوسرے کی عزت، جان اور مال محفوظ ہوتی ہے۔

## اللہ تعالیٰ کی تاکیدی وصیت

ذالکم وصّٰکم بہ۔ یہ باتیں جو ہم نے وصیت کے طور پر تاکیداً کہی ہیں۔ تم نے ان پر عمل کرنا ہے۔ یہ باتیں صاف اور واضح نظر آتی ہیں اور معقول ہیں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ لعلکم تعقلون تاکہ تم عقل سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو عقل دی ہے۔ عقل سے کام لوگے تو تمہیں نظر آ جائیگا کہ اس وصیت پر عمل ضرور کرنا چاہیئے۔

## یتیم کا مال مت کھاؤ

پھر فرمایا۔ ولا تقربوا مال الیتیم۔ یتیم کا مال نہ کھاؤ۔ الا بالتی ھی احسن۔ البتہ کسی کے سپرد اس کی پرورش اور تعلیم و تربیت اور دیگر اخراجات کئے جائیں تو اس کے مال میں سے اس پر مناسب اور جائز طریق پر خرچ کرو حتّٰی یبلغ اشدہ اور جب بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کا مال اس کے سپرد کر دو۔

## ناپ تول میں کمی نہ کی جائے۔

واوفوا الکیل والمیزان بالقسط۔ تجارت میں، دکانداری میں، پورے کا پورا مال لوگوں کو دو۔ آٹے کی ملوں سے روزانہ چند ہزار من آٹا نکلتا ہے۔ بعض ملوں کے مالک نیک اور صالح ہیں۔ ان کی مقدار کم ہے وہ آٹے میں ملاوٹ نہیں کرتے۔ لیکن زیادہ تر

لوگ ایک من میں ۵ سیر ناقص غلہ ملا دیتے ہیں اور اس طرح ان کی کمائی میں بہت بڑا اضافہ ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں ذہین ہوں میری چالاکی کو کوئی نہیں دیکھتا۔ لیکن خدا تو دیکھتا ہے ایک طرف خدا تعالیٰ کی نافرمانی ہے جو ہر روز کرتے ہو۔ دوسری طرف اس کی مخلوق کی صحت برباد کرتے ہو صحت ایک دن میں برباد نہیں ہوتی۔ جب عمر کا کافی حصہ ناقص آٹا کھایا جائے تو صحت برباد ہو جاتی ہے۔ اس سے قیمتی اجزا پیدا نہیں ہوتے جو شخص چالاکی سے ناقص مال خدا کی مخلوق کو کھلاتا ہے وہ خدا کو ناراض کرتا ہے اور خدا کی مخلوق کی صحت کو برباد کرتا ہے اور اپنی عاقبت خراب کرتا ہے۔ فرمایا والمیزان۔ ناپنے تولنے کا آلہ ہو۔ گز ہو یا وزن کا پیمانہ۔ سیر میں ایک چھٹانک کی کمی کرتے ہو۔ تو یہ دھوکہ بازی اور ظلم ہے۔ بے شمار لوگ ایسے ہیں جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں اور اس طرح خدا کو ناراض کرتے ہیں اور اس کی مخلوق کا ناجائز مال کھاتے ہیں۔ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔ اللہ تعالیٰ ایسے احکام نہیں دیتا جو تمہاری طاقت سے باہر ہوں۔

## ہر معاملہ میں عدل و انصاف اور وفائے عہد کا حکم

اور آخر میں فرمایا واذا قلتم فاعدلوا یعنے تمہارے ہر کلام اور معاملہ میں عدل و انصاف سے کام لینا مدنظر ہو۔

جب میں ابھی مڈل میں پڑھتا تھا ان دنوں ایک دفعہ ہمارے گھر کے قریب ایک مکان کی تقسیم کا معاملہ پیش آیا۔ فریقین نے ایک بزرگ کو فیصلہ کے لئے منظور کر لیا۔ ان کا نام ملک گوہر دین تھا۔ بڑے معزز آدمی تھے۔ محلہ میں ان کی بڑی عزت تھی۔ وہ متنازعہ مکان کی چھت پر کھڑے ہو گئے اور دوسری طرف مجھے کھڑا ہونے کو کہا اور رسی لے کر ایک سرا مجھے دیا اور ایسے طریق سے نشان دہی کی کہ ایک کو زیادہ حصہ دیا اور دوسرے کو کم۔ میں نے کہا کہ یہ رسی سیدھی اور درمیان میں نہیں ہے لیکن اس نے نہ مانا۔ یہ ہے بے انصافی۔ خدا نے فرمایا ہے اذا قلتم فاعدلوا۔ ہمیشہ یاد رکھو۔ تمہارے فیصلہ جات میں عدل ہو۔ ولو کان ذا قربیٰ۔ اپنے قریبی رشتہ دار کے بارے میں بھی فیصلہ دینا ہو تو عدل کو ملحوظ رکھو وبعھد اللہ اوفوا۔ عہد خدا کے ساتھ ہو یا مخلوقِ خدا کے ساتھ اس کو پورا پورا ادا کرو یہ اللہ تعالیٰ کی تاکیدی وصیت ہے اور سیدھا راستہ ہے ذالکم وصّٰکم بہ یہ باتیں ہم تمہیں

وصیت کے طور پر کہتے ہیں لعلکم تذکرون یہ غور و فکر کرنے کی باتیں ہیں۔ پہلی باتیں جو ہم نے کہیں ان کو تو موٹی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے البتہ یہ آخری باتیں باریک ہیں۔ یہ غور و فکر کو چاہتی ہیں۔ ان میں غور کرو۔ وانّ ھٰذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ۔ یہ باتیں بڑی صحیح ہیں۔ اور یہی سب سے سیدھا راستہ ہے۔ اس کی پیروی کرو۔ ولا تتبعوا السبل اس صحیح راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستوں پر مت چلو۔ وہ تمہیں منزل مقصود سے دور لے جائیں گے فتفرق بکم عن سبیلہ۔ یہ تمہیں صحیح راستہ سے ہٹا دیں گے۔

## احکام بالا کے متعلق تاکیدی وصیت

ذالکم وصّٰکم بہ۔ یہ باتیں ایسی ہیں جن کا ہم نے تاکیدی حکم دیا ہے کہ یہ تمہارے کرنے کی باتیں ہیں۔ لعلکم تتقون۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرائض ہیں اور کچھ مخلوق کے فرائض ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کو پوری فرمانبرداری سے ادا کرو۔ اور مخلوق کے حقوق کی پوری پوری حفاظت کرو۔ ان کی خلاف ورزی نہ کرو۔ دور جاؤ۔

## ان احکام کے متعلق رسولِ کریم صلعم کی وصیت

ان احکام کی تائید میں کچھ حدیثیں بھی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عظیم الشان قوم پیدا کی کہ وہ ایک دوسرے کو ان احکام کی تلقین کرتے تھے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں من سرّہ ان ینظر الی وصیۃ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیقرأ ھٰذہ الآیات جو کوئی چاہتا ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو دیکھے تو اسے چاہیئے کہ وہ ان تین آیات کو پڑھے۔ یہ حضور نبی کریم صلعم کی وصیت ہے۔ قوم کے اندر ولولہ ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہے۔

اسی طرح سے صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو کوئی حضور صلعم کی وصیت کو دیکھنا چاہے تو وہ ان تین آیتوں کو پڑھ لے۔ وہ بار بار پڑھتے تھے اور ربیع نے بھی ایک مجمع کو مخاطب کر کے کہا کہ جو کوئی حضور اکرم صلعم کی وصیت پر مہر لگی دیکھنا چاہتا ہے تو وہ ان تینوں آیتوں کو پڑھ لے۔

## اصلاحِ قوم کیلئے رسولِ کریم صلعم کا ولولہ
## آیاتِ بالا کے متعلق ایک عرب ادیب کی شہادت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لما امر اللہ نبیہ ان یعرض نفسہ علی قبائل العرب فخرج الی منیٰ۔ حج کے دنوں میں مکہ سے منیٰ میں لوگ جمع ہوتے تھے تو حضور صلعم وہاں لوگوں کو اسلام کی باتیں سنانے جاتے۔ حضور صلعم کے اندر ولولہ تھا کہ خدا کا کلام قوم کو سنایا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپؐ جب منیٰ کی طرف گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ تھا میرے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپؐ کسی کے خیمہ اور کسی کے ڈیرہ کی طرف جاتے۔ ان قبائل میں ایک بہت بڑا شخص تھا۔ وہ بہت بڑا انسان تھا۔ اس کا نام مفروق تھا۔ حضور صلعم اس کی طرف بڑھے اور بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دھوپ سے سایہ کے لئے اپنی چادر حضور صلعم کے سرِ مبارک پر تان دی۔ حضور صلعم نے اسے کہا کہ میری قوم مجھے وطن چھوڑنے پر مجبور کرتی ہے۔ کوئی حق کی بات کہتا ہوں تو وہ مخالفت کرتے ہیں۔ میں تمہارے پاس آیا ہوں کیا تم مجھے پناہ دو گے؟ میری مدد کرو گے؟ اور میری حمایت کے لئے اٹھ کھڑے ہو گے؟ مخالف قوم کے لئے حضورؐ کے دل میں کس قدر ہمدردی ہے اور حضورؐ کے دل میں کس قدر تڑپ ہے کہ خدا کی راہ میں آپؐ کی نصرت کی جائے۔

پھر یہ آیتیں آپ نے پڑھیں۔ مفروق یہ سن کر کہہ اٹھا۔ کہ خدا کی قسم یہ اہلِ عرب اور اس زمین والوں کا کلام نہیں ہے۔ اگر یہ اہلِ عرب کا کلام ہوتا تو میں ضرور واقف ہوتا۔ یہ تو خدا کا کلام ہے دعوت واللہ الیٰ احسن اخلاق واحسن افعال۔ خدا کی قسم آپؐ نے اعلیٰ درجہ کے کلام اور اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اندازہ لگایئے کہ کس قدر مؤثر کلام ہے اور حضور نبی کریم صلعم کے دل میں کس قدر ولولہ ہے۔ آپؐ کے مصائب و مشکلات کی کتنی شدت ہے۔ اس سنت پر مسلمانوں کو عمل کرنا چاہیئے سنت یہ نہیں کہ داڑھی لمبی رکھ لی۔ ہاتھ ناف کے اوپر یا نیچے باندھ لئے سنت یہ ہے جو ان آیات میں بیان ہوئی ہے اس پر عمل کرنا اصل سنت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عملی زندگی پر چلنا ہی اصل سنت کی اتباع ہے۔



# قراردادِ تعزیت
## بر وفات الحاج شیخ میاں فضل الرحمٰن صاحب قمر مرحوم و مغفور
## منجانب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مجلس منتظمہ نے محترم میاں فضل الرحمٰن صاحب مرحوم و مغفور کی اچانک وفات حسرت آیات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے حسب ذیل قراردادِ تعزیت اپنے اجلاس مورخہ ۱۲/۱۱ میں منظور کی ہے:-

"مجلس منتظمہ کا یہ اجلاس گرامی منزلت الحاج میاں فضل الرحمٰن صاحب ملز اونر (ملتان) کی وفات کو ایک قومی المیہ سمجھتا ہے اور اسے جماعت کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان خیال کرتا ہے۔ مرحوم کے وجود میں ایک مردِ مومن مخلص ترین احمدی اور دین کے لئے تڑپ رکھنے والا دل تھا، انجمن کے تبلیغی اور اشاعتی کاموں میں ان کی گہری دلچسپیوں اور مالی قربانیوں نے بڑی حد تک انجمن کی امداد فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ اس نافع الناس وجود کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے آمین
انا للہ وانا الیہ راجعون
اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔"

ہدایت ہوئی کہ اس قرارداد کی نقول سلسلہ کے اخبارات اور محترم میاں صاحب مرحوم کے افرادِ خاندان کو بھیجی جائیں۔

خاکسار
(ڈاکٹر) اللہ بخش
آنریری جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ۱۲/۱۱

از جناب محمد انور ملہی

# موجودہ حالات میں کتاب "دی نیو ورلڈ آرڈر" کے متعلق ایک ضروری و مفید تجویز

امسال ماہ فروری میں میں نے حضرت امیر رح کی کتاب THE NEW WORLD ORDER (نیو ورلڈ آرڈر) کو بانی پاکستان کی ۲۶ مارچ و ۱۵ جولائی ۱۹۴۸ء کی ملکی و اقتصادی نظام کے بارے تقاریر (نقل منسلک ہے) کا ماخذ پاکر انجمن کو اس جانب توجہ دلائی تھی اور عرض کیا تھا کہ مذکورہ کتاب کی کاپیاں تمام سیاسی جماعتوں کے سربراہوں کو بھیجی جائیں۔ نیز ایک پریس کانفرنس بلاکر اپنی جماعت کے تحریک پاکستان کے سلسلہ میں حصہ پر روشنی ڈالی جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ موجودہ پریشان کن صورت حالات کو ختم کرنے میں کتاب نیو ورلڈ آرڈر کیا کام دے سکتی ہے۔

فروری ۱۹۷۰ء کے بعد THE NEW WORLD ORDER کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی کتب اس زمانہ کے اخبارات اور خود حضرت امیر مرحوم کی تحریرات سے اشارات نظر سے گذرے ہیں۔ وہ عرض کئے دیتا ہوں:۔

اخبار البدر مؤرخہ ۲؍ فروری ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے۔ حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں:۔

"مجھے ایک کتاب دکھلائی گئی اس پر لکھا تھا "لاٹف" یعنی زندگی۔"

حضرت امیر مرحوم کی سوانح حیات "مجاہد کبیر" کے صفحہ ۳۴۲ پر تحریر ہے

"ایک چھپی ہوئی کتاب جو میری تصنیف ہے۔ میرے سامنے لائی گئی اس کا نام تھا۔

"Life Assurance"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "ازالہ اوہام" میں ان کا الہام ہے:۔

"ولنحیینّک حیٰوۃً طیّبًا ثمانین او قریبًا من ذالک"

ہم تجھے ایک خوش نصیب زندگی دیں گے ۸۰ اسّی سال یا اس کے قریب۔

ازالہ اوہام ان کی ۱۸۹۱ء کی کتاب ہے۔ اس میں ۷۹ (ایک کم اسّی) جمع کرنے پر ۱۹۷۰ء بنتا ہے۔ پاکیزہ زندگی سے متعلق حضرت صاحبؑ کتاب "فتح اسلام" میں لکھتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت بھی دی کہ موت کے بعد میں پھر تجھے حیات بخشوں گا جو لوگ خدا تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں وہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جایا کرتے ہیں"

آگے لکھا ہے:۔

"میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤں گا۔ پس میری اس دوبارہ زندگی سے مراد میرے مقاصد کی زندگی ہے"

کتاب ازالہ اوہام میں ایک اور جگہ لکھا ہے:۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ عنقریب اسے ایک عظیم ملک دیا جائے گا اور خزائن اس پر کھولے جائیں گے"

وہ عظیم ملک یہی پاکستان ہے۔ جس کی بابت ۱۹۴۶ء میں (قائم ہونے سے ایک سال قبل) حضرت امیر مرحوم کو "پاکستان زندہ باد" کے الفاظ میں بشارت ملی (دیکھئے سوانح عمری "مجاہد کبیر" صفحہ نمبر ۳۴۲ - اور ۱۴۰) یعنی اس مملکت کا معرض وجود میں آنا اور کٹھن مشکل ادوار سے گذر کر زندہ و پائندہ رہنا احمدیہ سلسلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس جماعت کے بانی کی دعاؤں اور لٹریچر کی برکت سے یہ قائم ہوا۔ اور اسی جماعت کے لٹریچر کی طرف رجوع کرنے سے قائم رہے گا اور پھلے پھولے گا۔ حضرت صاحبؑ کے الہامی الفاظ بھی یہی ظاہر کر رہے ہیں جو یہ ہیں "اور خزائن اس پر کھولے جائیں گے"۔

ایک جگہ اور لکھا ہے:۔

"اس کے ہاتھ پر خزائن کھولے جائیں گے"

خزائن سے مراد انہوں نے حقائق و معارف بیان فرمائے ہیں۔ یہ کتاب "دی نیو ورلڈ آرڈر" ایک دروازہ کی اہمیت رکھتی ہے۔ غالباً ان موجودہ پریشان کن حالات اور جھگڑوں کا نقشہ سامنے رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ نے حضرت صاحبؑ کو اس الہام سے مشرف فرمایا ہے:۔

"میدان میں فتح خدا تجھے دے گا"

(اخبار البدر۔ مؤرخہ ۳؍۱۶؍۱۹۰۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب "آئینہ کمالات اسلام"۔ "کشتی نوح"۔ "چشمۂ مسیحی"۔ اور "کتاب البریہ" میں اس طرح کی عبارتیں ہیں:

"نرید نظامًا جدیدًا، سمآءً جدیدًا و ارضًا جدیدًا"

"ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں"

"خدا میرے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائیں گے اور حقیقی انسان پیدا ہوں گے"

کتاب THE NEW WORLD ORDER کی موجودہ اہمیت و حیثیت میں ظاہر ہونے کے بعد مارچ، اپریل، مئی ۱۹۷۰ء میں ایک دمدار ستارہ لوگوں نے دیکھا۔ دمدار ستاروں کی اہمیت کے بارے میں حضرت صاحبؑ کی ایک تحریر ملی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"اب اس عاجز پر خداوند کریم نے جو کچھ کھولا اور ظاہر کیا وہ یہ ہے کہ اگر ہیئت دانوں اور طبعی والوں کے قواعد کسی قدر شہب ثاقب اور دمدار ستاروں کی نسبت قبول کئے جائیں تب بھی جو کچھ قرآن کریم میں اللہ جلشانہٗ و عزّ اسمہٗ نے ان کائنات الجو کی روحانی اغراض کی نسبت بیان فرمایا ہے۔ اس میں اور ان ناقص العقل حکماء کے بیان میں کوئی مزاحمت اور جھگڑا نہیں کیونکہ ان لوگوں نے تو اپنا منصب صرف اسی قدر قرار دیا ہے۔ کہ علل مادیہ اور اسباب عادیہ ان چیزوں کے دریافت کر کے نظام ظاہری کا ایک باقاعدہ سلسلہ مقرر کر دیا جائے۔ لیکن قرآن کریم میں روحانی نظام کا ذکر ہے اور ظاہر ہے خدا تعالیٰ کا ایک فعل اس کے دوسرے فعل سے مزاحم نہیں ہو سکتا۔ پس کیا یہ تعجب کی جگہ ہو سکتی ہے۔ کہ جسمانی اور روحانی نظام خدا تعالیٰ کی قدرت سے ہمیشہ ساتھ ساتھ رہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۱۹-۱۲۰)

ستمبر ۱۹۴۳ء کا ایک واقعہ حضرت امیر مرحوم کی سوانح عمری کے صفحہ ۲۵۴ پر لکھا ہے فرماتے ہیں:۔

"۱۴ یا ۱۵ ماہ شعبان کی تھی کہ...... میرے معمول طور پر اٹھنے سے کوئی آدھ گھنٹہ پیشتر مجھ پر ایک نیم خوابیدگی کی حالت وارد ہو گئی اور اس حالت میں میری زبان پر یہ فقرہ تھا اور بار بار میں یہی کہتا چلا جاتا تھا "ربّ قرّبنی الیک و قرّب نصرتک الیّ" اے میرے ربّ تو مجھے اپنے قریب کر دے اور اپنی نصرت کو مجھ سے قریب کر دے یہاں تک کہ میرے اٹھنے کا وقت ہو گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ خواہ وہ میری زندگی میں ہو یا میرے بعد جماعت کو ملے۔"

حضرت امیر رح کی اس تحریر کو پڑھ کر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد آ جاتی ہے جس میں آپؐ فرماتے ہیں:۔

"مہدی کی وفات کے بعد ایک خلیفہ ہوگا اور جب وہ فوت ہوگا تو قرآن لوگوں کے سینوں سے اٹھ جائے گا اور لوگ فتنہ میں پڑ جائیں گے اس کے بعد لوگ اس کے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو اپنا خلیفہ بنائیں گے جس کا شر خیر سے زیادہ ہوگا اس کے خلاف ایک شخص خروج کرے گا جس کا لقب منصور ہوگا"

اور وہ **منصور** حضرت امیر مرحوم تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب، ان کے زمانے کے جماعت کے اخبارات کے مندرجہ بالا حوالہ جات کو پڑھنے اور قائد اعظم مرحوم کی تقاریر کے حضرت امیر مرحوم کی کتاب سے اقتباسات (جو ساتھ شامل کئے گئے ہیں) کے ساتھ موازنہ کرنے کے بعد آپ بخوبی معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ ایک ایسے وقت میں جب جماعت میں مایوسی کی سی کیفیت ہو۔ نہایت پُرحکمت طریق پر حضرت صاحبؑ کے مشن میں ایک نئی روح پیدا کرنے والا ہے۔ غالباً یہ وہی خدائی نشان ہے جس کے متعلق وہ پہلے فرما چکا ہے:۔

"وہ چمک دکھلائے گا اپنے نشاں کی پنج بار"

حضرت صاحبؑ کی تحریرات سے مندرجہ بالا حوالہ جات بھی واضح طور پر اشارے کر رہے ہیں۔

خاکسار نے اپنے طور پر بعض غیر از جماعت لوگوں کی اس کتاب کی جانب توجہ مبذول کرائی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انجمن کی بھی ذمہ داری ہے جس کا قیام ہی اس غرض کے لئے عمل میں لایا گیا ہے کہ وہ

حضرت صاحبؑ کے مشن کو آگے بڑھائے گی اس لئے حضرت صاحبؑ کے فرمان کہ "میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلافت منشا میری ہرگز نہیں کرے گی" نیز حضرت امیر مرحوم کی ایک تحریر کہ "جو کام بھی اور کرنا ہو اس نظام کے سامنے پیش کرنا چاہیئے" کے مطابق میں دوبارہ یہ معاملہ انجمن میں پیش کرنے کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ کوئی مفید قدم اٹھائے

اس سلسلہ میں بندہ کی ایک تجویز ہے کہ کتاب THE NEW WORLD ORDER کے بارے میں انگریزی اخبار میں اشتہار دیا جائے جو صفحہ آدھا ہو اور (۱) یہ ذکر ہو کہ قائد اعظم مرحوم کی ۲۷ مارچ و ۱ جولائی ۱۹۴۸ء والی ملکی اقتصادی نظام کے بارے تقاریر جن میں Islamic Islamic social justice اور Socialism کے الفاظ بیان ہیں۔ کتاب THE NEW WORLD ORDER (جو جنوری ۱۹۴۴ء میں لکھی گئی) سے ملخص ہیں۔ اور وہ اقتصادی نظام جس کو اپنانے پر بانی پاکستان نے زور دیا تھا۔ اور جو اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے وہ یعنی اسلامی زکوٰۃ، صدقات و خیرات، ۱/۲ حصہ تک جائیداد کی وصیت، زمین کے متعلق ایک منصفانہ انتظام پر مبنی ہے۔ ایسے اشتہار پر امید ہے ۔ ۱۰۰ روپے سے زائد خرچ نہیں آئے گا۔ کتاب THE NEW WORLD ORDER کے منظر عام پر آنے سے ملکی اقتصادی نظام کے بارے میں سیاسی سطح پر ملک میں موجودہ ڈیڈلاک ختم ہو جائے گی اور ملک میں سنجیدہ طبقہ جماعت کے لٹریچر کی افادیت کے پیش نظر اور بھی زیادہ متاثر ہو گا نیز ایک بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ جماعت ربوہ کے غالیانہ عقائد کے باعث غیر از جماعت لوگوں کے دلوں میں حضرت صاحبؑ کی نسبت نفرت جو پیدا ہو چکی ہے ۔ دور ہو جائے گی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل مقام کو دیکھنے کا انہیں موقع ملے گا (Preface میں حضرت صاحبؑ اور جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد کا ذکر ہے اور جماعت ربوہ کے عقائد کی تردید کی گئی ہے) والسلام

خاکسار۔ محمد انور دہلی۔ ممبر جماعت احمدیہ لاہور

## قائد اعظمؒ کی وہ تقاریر جو آجکل "اسلامی سوشلزم" کے داعی اپنے موقف کی تائید میں پیش کر رہے ہیں۔

(۱) جب آپ یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کی بنیاد **معاشرتی انصاف اور اسلامی سوشلزم** کے اصولوں پر رکھی جائے تو بنی نوع انسان کی اخوت و مساوات پر زبردست زور دیتے ہیں تو آپ محض میرے اور لاکھوں مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں ۔ اور اسی طرح جب آپ ہر شخص کے لئے مساوی مواقع مانگتے ہیں تب بھی آپ میرے خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں تو ترقی کے ان مقاصد کے متعلق پاکستان میں کوئی اختلاف رائے نہیں ۔ کیونکہ ہم نے پاکستان اس لئے طلب کیا تھا، اس کی خاطر جدوجہد کی تھی اور اسے حاصل کیا تھا کہ ہم اپنی روایات کے مطابق اپنے معاملات کو حل کرنے میں جسمانی اور روحانی طور پر قطعاً آزاد رہیں۔ اخوت و مساوات اور رواداری یہ ہیں ہمارے مذہب تہذیب اور تمدن کے بنیادی نکات ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (بمقام چٹاگانگ مارچ ۲۶ ۱۹۴۸ء) (اسلامی سوشلزم کے الفاظ اس میں استعمال ہوئے ہیں)

(۲) میں اشتیاق اور دلچسپی سے معلوم کرتا رہوں گا کہ آپ کی "مجلس تحقیق" بنک کاری کے ایسے طریقے کیونکر وضع و اختیار کرتی ہے ۔ جو **معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے اسلامی تصورات کے مطابق ہوں**۔ مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لئے لاینحل مسائل پیدا کر دیئے ہیں اور اکثر لوگوں کی یہ رائے ہے کہ مغرب کو اس تباہی سے کوئی معجزہ ہی بچا سکتا ہے ۔ جو مغرب کی وجہ سے دنیا کے سر پر منڈلا رہی ہے ۔ مغربی نظام افراد انسانی کے مابین انصاف کرنے اور بین الاقوامی میدان میں آویزش اور چپقلش دور کرنے میں ناکام رہا ہے بلکہ گذشتہ نصف صدی میں ہونے والی دو عظیم جنگوں کی ذمہ داری سراسر مغرب پر عائد ہوتی ہے ۔ مغربی دنیا صنعتی قابلیت اور مشینوں کی دولت کے زبردست ذخائر رکھنے کے باوجود انسانی تاریخ کے بدترین بحران میں مبتلا ہے ۔ اگر ہم نے مغرب کا معاشی نظریہ اور نظام اختیار کیا تو عوام کی پرسکون خوشحالی حاصل کرنے کے لئے اپنے نصب العین میں کوئی مدد نہ ملے گی ۔ (اس میں دراصل ۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء والی تقریر کی وضاحت کی گئی ہے)

اپنی تقدیر ہمیں اپنے منفرد انداز میں بنانی پڑے گی ۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک مثالی معاشی نظام پیش کرنا ہے جو **انسانی مساوات اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی تصورات** پر قائم ہو، ایسا نظام پیش کر کے گویا ہم مسلمانوں کی حیثیت میں اپنا فرض انجام دیں گے ۔ انسانیت کو سچے اور صحیح امن کا پیغام دیں گے کہ صرف ایسا امن ہی انسانیت کو جنگ کی ہولناکی سے بچا سکتا ہے ۔ صرف ایسا امن ہی بنی نوع انسان کی خوشی اور خوشحالی کا امین و محافظ ہو سکتا ہے ۔

(اسٹیٹ بنک کا افتتاح ۱۵ جولائی ۱۹۴۸ء)

(اس پیرا کو بغور پڑھنے پر معلوم ہو جائے گا کہ اصل حقیقت الفاظ "اسلامی سوشلزم" کی کیا ہے)

## اردو ترجمہ اقتباسات

### از : ــــ نیو ورلڈ آرڈر

ــــ انسانیت آج ایک فساد عظیم اور ایسے شدید بحران سے گذر رہی ہے ، جو شاید ہی کبھی دیکھنے میں آیا ہو، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ابھی تک موجودہ فتنہ کی آگ میں کسی قسم کے فتنہ کی کمی کا کوئی نشان پایا نہیں جاتا ، بلکہ ایک تیسری عالمگیر جنگ برپا ہونے کے متعلق سرگوشیاں ہو رہی ہیں (ص۱)

ــــ مادی ترقیات جو نسل انسانی کے لئے روز افزوں راحت و مسرت کا ذریعہ سمجھی جاتی تھیں، وہ بجائے اس کے ناگفتہ بہ تکالیف اور بہت بڑی ہلاکت کی موجب ثابت ہوئی ہیں ۔ (ص۲)

ــــ دنیا اپنی بہت بڑی مادی ترقیات سے اپنے آپ کو تکمیل کی اعلیٰ بلندیوں پر پانے کے بجائے ذلت و نکبت کی اتھاہ گہرائیوں میں گر چکی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ، (ص۳)

ــــ مغرب کی مادی تہذیب جس نے حصول دولت کو زندگی کا بلند ترین مقصد قرار دے رکھا ہے ۔ اس صورت حالات کی ذمہ دار ہے جو دنیا میں بدنظمی کی شکل میں پھیلی ہوئی ہے (ص۵)

ــــ مسیحیت نے ان نئے مسائل کے حل کرنے کے لئے جو تہذیب کی ترقی رفتار سے پیدا ہو چکے ہیں ، نہ صرف کوئی پیشکش نہیں کی بلکہ اس بارہ میں تمام اصلاحی باتوں کی سخت مخالفت کی جس کی وجہ سے لوگوں کے دل اس کی طرف سے متنفر ہو گئے (ص۱۰)

ــــ ہزاروں مادی مسائل کا حل کوئی امن و صلح پیدا نہیں کر سکتا جب تک سب سے پہلے مختلف اقوام کو ایک انسانیت کی صورت میں متحد کرنے اور ان کی لالچی ذہنیت کو تبدیل کرنے کی بنیاد معلوم نہ کی جائے جس رستہ پر سیاسی لوگ چل رہے ہیں وہ خدا کی بادشاہت کی راہ نہیں ہے انسانیت کو امن اسی وقت مل سکتا ہے جبکہ خدا کی بادشاہت زمین پر قائم ہو جائے ۔

(صفحہ ۱۴ - ۱۵)

ــــ صرف یہی نہیں کہ تہذیب اخلاقی بنیاد پر ہی قائم رہ سکتی ہے ، اور صحیح اور بلند اخلاق صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے سے ہی پیدا ہوتے ہیں، بلکہ باہم کٹتے جھگڑتے والے انسانی عناصر کا اتحاد جس کے بغیر کسی انسانی تہذیب کا قیام ایک دن کے لئے بھی ناممکن ہے مذہب کی متحد کرنے والی طاقت کے ذریعہ بہترین طور پر قائم ہو سکتا ہے ۔ (ص۱۶)

ــــ تہذیب کو اس صورت حالات کی وجہ سے جو چھٹی صدی عیسوی کی حالت کی مانند ہے ایک دفعہ پھر انتشار اور ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا ہے ۔ قومیں ایک دوسرے کو ہلاک کرنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی ہیں (صفحہ ۲۱)

ــــ اسلام نہ صرف انسانوں کی سول اور پولیٹیکل مساوات کو بلکہ ان کے روحانی حقوق کو بھی تسلیم کرتا ہے ۔ (ص۲۳)

ــــ اسلام میں انسانیت کے ایک سطح پر لانے اور متحد کرنے والے اثرات کسی دوسرے مذہب یا سوسائٹی یا دنیا کی کسی اور تنظیم میں نہیں پائے جاتے (ص۲۵-۲۶)

ــــ حقیقی عالمی جمہوریت جس میں تمام انسانوں کے درجات میں مساوات پائی جاتی ہے صرف اسلام ہی کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے ۔ (ص۲۶)

ــــ انسانیت کے نسلی اور لونی اور لسانی اختلافات کے باوجود اور تمام جغرافیائی حدود سے تجاوز کرتے ہوئے اسے ایک قوم سمجھنا اسلام کا انسانی تہذیب کے لئے ایک ایسا تحفہ ہے جس کی مثال نہیں مل سکتی ۔ یہ اس قومی تباغض و تحاسد کا واحد علاج ہے جس نے انسانیت کو مع اس کی تہذیب کے تباہی کے گڑھے پر لا کھڑا کیا ہے (ص۲۷)

ــــ تمام انسانوں میں مساوات اور مواخات کے بنیادی خیال کو ایک مسلمان کی زندگی میں نماز کے ذریعہ عملی صورت دے دی گئی ہے ، تمام مسلمان قیام نماز کے لئے روزانہ مساجد میں جمع ہو کر اپنے خالق کے حضور شانہ بشانہ کھڑے ہوتے ہیں، نماز میں ایک بادشاہ اپنی غریب ترین رعایا کے ساتھ ایک امیر آدمی اپنے زرق برق لباس میں ایک پھٹے پرانے کپڑوں والے گداگر کے ساتھ اور سفید رنگ کا آدمی کالے سیاہ انسان کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے ۔ تمام درجہ مرتبہ، مال و دولت اور رنگ و نسل کے امتیازات مساجد کے اندر مٹ جاتے اور ایک بالکل نیا ماحول، ایک برادری، مساوات، اور محبت و اخوت کا ماحول جو بیرونی دنیا سے بالکل مختلف ہوتا ہے اس مقدس چاردیواری کے اندر نمایاں نظر آتا ہے ، یہ مساوات اخوت اور محبت انسانی خوشیوں اور مسرت

کا حقیقی سرچشمہ ہے۔ (صفحہ ۲۸-۲۹)

— مال و دولت کی مساوی تقسیم کا گھڑا ہوا منصوبہ جو آج انسان کے فخر و مباہات کا موجب بنا ہوا ہے کبھی اعلےٰ جذبات پیدا کرنے کا موجب نہیں ہو سکتا۔ نہ اسے برگشتگی اور الحاد عوام الناس کو آہستہ آہستہ بربریت اور حیوانیت کے گڑھے میں غرق کر دے گا۔

(صفحہ ۳۳-۳۴)

— اسلام اپنے حقیقی مفہوم میں تمام دنیا کے لئے امن کا پیغام ہے۔ یہ سب سے زیادہ رواداری اور تحمل و برداشت رکھنے والا مذہب ہے، جس کی تلقین کبھی اس سے پہلے نہیں ہوئی، لیکن اس کو بالکل غلط طور پر ایک سب سے زیادہ ظالمانہ اور غیر رواداری مذہب کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ (صفحہ ۳۷)

— عیسائی ممالک میں حقیقی امن اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جب وہ اس عالمی نظام کو قبول کر لیں جو اسلام نے قائم کیا ہے۔ (صفحہ ۴۱)

— یہ امر کہ یورپ کی تہذیب اپنی یک طرفہ ترقی کی وجہ سے اپنی تباہی کا سامان کر رہی ہے یہ بھی اس خدائی منصوبہ کا حصہ ہے جس کو حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے، یورپ کی اس تہذیب کا قرآن کریم میں واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے چنانچہ فرمایا: قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالاً الذين ضل سعيهم في الحيٰوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا اولئك الذين كفروا بايات ربهم ولقائه فحبطت اعمالهم فلا نقيم لهم يوم القيٰمة وزنا ذالك جزاؤهم جهنم بما كفروا واتخذوا اياتي ورسلي هزوا۔

ترجمہ:۔ کہدے کیا ہم تمہیں عملوں میں سب سے بڑھ کر گھاٹے میں رہنے والوں کی خبر دیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت اعلےٰ درجہ کی صنعت کے کام کر رہے ہیں ایسے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی باتوں اور ملاقات کا انکار کیا سو ان کے عمل ان کے کام نہ آئے اس لئے ہم قیامت کے دن ان کے لئے وزن قائم کریں گے یہ ان کی سزا ہے یعنی دوزخ، اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری باتوں اور میرے رسولوں کو ہنسی ٹھٹھا کا مورد ٹھہرایا۔ (صفحہ ۴۱-۴۲)

— صنعت و حرفت مغرب کی واحد عظمت اور اس کے فخر کا موجب ہے۔ لیکن یہاں بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ صنعت اشیاء کی دوڑ میں اس قدر منہمک ہوں گے کہ ان کے دلوں میں خدا کا کوئی خیال تک باقی نہیں رہے گا............ آخر کار ان کی یہ صنعتیں ان کے لئے ناکارہ ثابت ہوں گی، ان کے دل باہمی نفرت سے بھر جائیں گے اور وہ رات دن ایک دوسرے کی تباہی کے لئے منصوبہ در منصوبہ بنانے میں لگے رہیں گے۔

— مسلمان کی دنیا کی طرف توجہ غفلت یا لاپرواہی کا رنگ نہیں رکھتی، بلکہ وہ مسلسل جد و جہد سے کام لے کر آگے ہی آگے بڑھتا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے کمال کو پہنچ جائے۔ (صفحہ ۵۴)

## دوسرے باب سے

### اقتصادی مسئلہ

— مغرب کی مادی تہذیب نے ایک طرف انسانیت کے بین الاقوامی تعلقات میں ایک قسم کی ابتری پیدا کر رکھی ہے اور دوسری طرف ہر قوم کے اندر فرقہ وارانہ جنگ برپا کر دی ہے۔ (صفحہ ۷۵-۷۶)

— معاشرتی میدان میں کشمکش سے مغرب دو کیمپوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ جہاں ایک طرف بہت دور کے مغربی ممالک میں سرمایہ داری نے بالائی صورت اختیار کر لی ہے اور مزدور طبقہ ظلم و ستم کا مورد ہے وہاں روس دوسری انتہا تک جا پہنچا ہے اور وہاں کا مزدور طبقہ متوسط الحال لوگوں سے حد درجہ غیظ و غضب کے ساتھ انتقام لے رہا ہے، لیکن معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا، ایک ملک میں مزدوروں کی فتح دوسرے ممالک میں اسی قسم کی فتوحات حاصل کرنے کی توقعات پیدا کر رہی ہے، اور ایک قوم کی اندرونی جنگ سے اب عالمی جنگ برپا ہونے کے اسباب پیدا ہو رہے ہیں......(صفحہ ۷۷)

— اس معاملہ میں بھی قیام امن کی تجاویز اسلام ہی کے ہاتھ میں ہیں کیونکہ صرف اسلام کے قائم کردہ معاشرتی نظام کے ذریعہ ہی سرمایہ دار اور مزدور کے متخالف مفادات کے مابین ایک درمیانی رستہ پیدا ہو سکتا ہے جس سے دونوں میں مصالحت ہو کر دنیا میں حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے............ اس لئے اسلام مختلف مغربی اقوام کے متحارب اقتصادی فرقوں کے مابین صلح کرانے والے کی حیثیت رکھتا ہے

(صفحہ ۷۸-۷۹-۸۰)

— اسلام کا معاشرتی نظام دولت کی منصفانہ اور مناسب تقسیم کا حامی ہے اس نے اس کے لئے ایک بے نظیر طریق وضع کیا ہے۔ (صفحہ ۸۷)

— کمیونزم سوشلزم کے نام سے پیدا ہوئی اور رفتہ رفتہ ترقی کر کے اس نے وہ صورت اختیار کر لی جس کو بالشوزم کہا جاتا ہے۔

(صفحہ ۹۰)

— اسلام کو نہ صرف دولت کے مسئلہ کو حل کرنے کا شرف حاصل ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی اعلےٰ جذبات کو ترقی دینے اور ایک ایسا کیرکٹر پیدا کرنے کا بھی اسے فخر حاصل ہے جس پر نسل انسانی کے لئے ایک پائیدار تہذیب کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔ (صفحہ ۹۲)

— صنعت اور جاگیرداری کو حکومت کے قبضہ میں لینے کے متعلق جو زکوٰۃ اور عشر کے اسلامی معاشرتی نظام کی دوسری صورت ہے بعض اوقات نہایت چرب زبانی سے اس طرح ذکر کیا جاتا ہے کہ گویا وہی اس دنیا کے لئے بہترین اقتصادی حل ہے۔ (صفحہ ۹۴)

— بڑے بڑے منصوبوں مثلاً ریلوے یا نہروں کے بنانے کے لئے کسی حکومت یا کمپنی سے قرضہ لینے میں بھی اسی طریق کی پیروی کی جا سکتی ہے اور عام طور پر بینکنگ کے طریق کو اگر کواپریٹو بنیاد کے مطابق کر لیا جائے جیسا کہ اسلام کے معاشرتی نظام کا تقاضا ہے تو یہ انسانیت کے لئے ایک رحمت ثابت ہوگا۔ (صفحہ ۱۰۶)

— وصیت کا طریق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی رو سے خیراتی اغراض کے لئے تھا اور یہ کسی شخص کی جائداد کے ایک تہائی سے زیادہ پر لاگو نہ تھا، تاکہ وصیت کنندہ کے ورثاء مفلس نہ ہو جائیں، وصیت کا طریق بھی غرباء کی امداد کے لئے ایسا ہی مفید ہو سکتا ہے جیسا کہ زکوٰۃ، اور اگر حکومت اس کو لازمی قرار دیدے تو یہ لفظاً اور مفہوماً قرآن کریم کے عین مطابق ہوگا۔ (صفحہ ۱۰۱)

## ڈاکٹر مبارک احمد صاحب کی طرف سے شیخ غلام محمد مرحوم کی یاد میں ایام جلسہ سالانہ میں مفت طبی امداد

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کے ڈاکٹر مبارک احمد صاحب ساکن احمدیہ بلڈنگس لاہور اپنے مرحوم والد شیخ غلام محمد صاحب کی روح کو ثواب کی خاطر حسب سابقہ امسال بھی جلسہ کے موقعہ پر شرکاء جلسہ کے لئے مفت طبی امداد فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ امسال انہوں نے یہ پیشکش مقامی جماعت احمدیہ لاہور کو کی۔ جسے مقامی جماعت کی مجلس عہدیداران نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۲ دسمبر میں شکریہ کے ساتھ قبول فرمایا لہذا احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جلسہ سالانہ کے ایام میں کسی صاحب کو طبی امداد کی ضرورت لاحق ہو تو وہ مبارک احمد صاحب کے مطب میں جو مسلم ہائی سکول کے بالمقابل واقع ہے مفت طبی امداد حاصل کر سکتے ہیں جماعت احمدیہ لاہور کے کم آمدنی والے افراد بھی سہولت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ڈاکٹر صاحب پانچ سال سے یہ فریضہ انجام دے رہے ہیں اب تک اس کار خیر سے سینکڑوں افراد فائدہ حاصل کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

سعید احمد۔ آفس سیکرٹری مقامی جماعت احمدیہ
۱۵۔ احمدیہ مارکیٹ۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

## مقامی جماعت احمدیہ راولپنڈی

### ممبران مجلس منتظمہ

پیغام صلح کی ایک سابقہ اشاعت میں جماعت کے عہدیداران کے انتخاب کی اطلاع شائع ہوئی تھی جس میں منتخب شدہ عہدیداران کے نام دئے گئے تھے لیکن ممبران مجلس منتظمہ کے نام نہ ہو سکے تھے جو حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ الحاج میاں فاروق اے شیخ صاحب
۲۔ خواجہ محمد عبداللہ صاحب
۳۔ میاں بشیر احمد منصور صاحب
۴۔ مولینا علی محمد اجمیری صاحب
۵۔ اقبال اے شیخ صاحب
۶۔ ملک الٰہی بخش صاحب
۷۔ محمد فاضل رمضان صاحب
۸۔ ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب
۹۔ میاں اقبال احمد صاحب ملزاو
۱۰۔ میاں مسعود احمد صاحب ملزاوز

(از مکرم) محمد صالح نور صاحب - لائلپور

# حاصلِ مطالعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکۃ الآراء تصنیف "کرامات الصادقین" زیر مطالعہ آئی۔ کتاب لاجواب میں حضورؑ نے عربی زبان میں سورۃ فاتحہ کی لطیف و بے نظیر تفسیر فرمائی ہے جس میں معارف کا ایک بحرِ بیکراں موجزن نظر آتا ہے۔ حضورؑ کی یہ کتاب ...کے معجزات اور نصرتِ ایزدی کی منہ بولتی تصویر ہے آپ کو فصاحت و بلاغت کے اعتبار ...عربی زبان میں ایک خارق عادت ملکہ عطا کیا گیا تھا اور اس کی مثیل لانے پر آپ نے ایک خطیر ...رقم بطور انعام مقرر فرمائی۔

## (١) کسی نبی کا نام پانے کے متعلق

کسی نبی کے رنگ میں رنگین ہو کر اور اس کے ...سے موسوم ہو کر آنیوالے کے متعلق "صراط الذین انعمت علیہم" کی تفسیر میں ...دہ نکات بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:-

"حاصلِ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو اس میں بشارت دیتا ہے گویا وہ کہتا ہے کہ اے میرے بندو! تم سابقہ انعام یافتہ بزرگوں کی طبیعتوں پر پیدا کئے گئے ہو اور تم میں ان کی استعدادیں ودیعت کی گئی ہیں لہٰذا ان استعدادوں کو ضائع مت کرو اور کمالات کے حصول کے لئے کوشش جاری رکھو اور یہ یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ کریم اور سخی ہے وہ کنجوس اور بخیل نہیں ہے اور یہیں سے مسیحؑ کے نزول کا بھید سمجھ میں آ سکتا ہے جس کے بارے میں لوگ جھگڑتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت کی پیروی کرتا اور کامل بزرگوں کے طور و طریق کو اپناتا اور ہدایت کے اعلیٰ مراتب حاصل کرنے والوں کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے اور اپنے تمام تر ارادوں طاقتوں اور دل و دماغ کے ساتھ ان کی طرف جھکتا ہے اور حتی الامکان سلوک کی تمام منازل طے کرتا ہے اور اپنے اعمال کو اقوال کے متعلق اور اپنے حال کو اپنے قال کے مطابق بنا کر ان لوگوں میں داخل ہو جاتا ہے جو خدائے ذوالجلال کی خاطر محبت کا پیالہ پیتے اور ذکرِ الٰہی کا جام نہایت تضرع اور زاری سے نوش جان کرتے ہیں اور رونے والوں کے ساتھ روتے ہیں۔ پس ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دریا جوش میں آتا ہے تاکہ اسے ہر قسم کے میل کچیل اور گندگی سے پاک کر دے اور روحانی بارش سے اس کو فیضان پہنچائے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی دستگیری فرماتا ہے اور عرفان اور ارتقاء کے اعلیٰ مراتب پر اس کو ترقی عطا فرماتا ہے اور اسے ان لوگوں میں داخل کرتا ہے جو اس سے پہلے صلحاء، اولیاء، رسول اور نبی گذر چکے ہیں اور اسے ان کے کمالات جیسے کمالات، اور ان جیسا جمال اور جلال عطا فرماتا ہے اور پھر مصلحت ایزدی اور اقتضائے زمانہ کے ماتحت یہ شخص کسی خاص نبی کا مثیل بن کر مبعوث کیا جاتا ہے اور اسے اس جیسا علم، اس جیسی عقل اور اس جیسا نور عطا کیا جاتا ہے اور وہ اس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کی رُوحوں کو آمنے سامنے کے دو آئینوں کی طرح بنا دیتا ہے۔ پس نبی اصل کی طرح ہوتا ہے اور ولی اس کے ظل کی مانند اس کے مرتبہ سے ہی وہ اخذ کرتا ہے اور اس کی رُوحانیت سے ہی استفادہ کرتا ہے یہاں تک کہ ان دونوں میں امتیاز اور غیریت ختم ہو جاتی ہے اور ایک کا حکم دوسرے پر صادق آتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور ملاء اعلیٰ کے حضور میں وہ دونوں شے واحد کی طرح ہو جاتے ہیں اور دوسرے پر پہلے کی رُوح میں مکمل حلول کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور تصرف نازل کیا جاتا ہے۔ اور یہ اسرارِ الٰہی میں سے ایک ایسا بھید ہے جس کو صرف رُوحانیت کے کوچہ سے باخبر لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اور خوب یاد رکھو کہ یہ شخص جس کا دل کسی نبی کے دل کے ساتھ شدید اور قوی طور پر مشابہت تامہ کاملہ رکھتا ہوگا اسی وقت ظہور پذیر ہوگا جب اس کے ظہور کی ضرورت شدت سے محسوس کی جاتی ہوگی۔ پس جب اس قسم کے شخص کی ضرورت پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو اس کام کے لئے منتخب کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمت اس کے لئے اپنی آغوش وا کر دیتی ہے جیسے وہ اس کے مورث (جس کا وہ وارث ہے) کے لئے کر چکی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص میں اس کے رُوحانی اسرار، اس کے جوہر کی حقیقتیں اور اس کی سیرت کی پاکیزگیاں اور اس کے شمائل کی بلندیاں حلول فرما دیتا ہے۔ اور اس کے ارادوں میں اس کے ارادے کو دخل انداز کر دیتا ہے اور اس کی توجہات میں اس کی توجہ کو شامل کر دیتا ہے یہاں تک کہ اس میں اس نبی مشبہ بہ کی تمام تر شانیں جلوہ گر ہو جاتی ہیں اور یگانگت کے لحاظ سے وہ اس میں فنا ہو جاتا ہے۔ پس وہ دونوں ایک ہی حقیقت (یک جان دو قالب) بن جاتے ہیں اور ان پر ایک ہی نام صادق آتا ہے اور ایک ہی مثال کی طرف وہ منسوب کئے جاتے ہیں گویا کہ وہ نبی جس سے اس کو مشابہت تامہ حاصل ہے آسمان سے نازل ہو کر زمین والوں کی طرف دوبارہ مبعوث کیا گیا ہے۔ پس عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول کے متعلق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا یہی مطلب ہے اور یہ ایسی حقیقت ہے کہ جو قرآن سے متعارض اور مخالف نہیں ہے جبکہ پہلوں میں بھی اس کی مثال گذر چکی ہے"۔

(صفحہ ٨٥-٨٦)

## (٢) اپنے عقائد کے بارہ میں حلف

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ اگر میں کسی کو اپنی آنکھوں سے چوری کرتے ہوئے دیکھ لوں مگر اس کے بعد وہ خدا کی قسم کھا کر کہے کہ میں نے چوری نہیں کی تو میں اس کی قسم پر اعتبار کر لوں گا۔ اس کے برعکس حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کی تمام عمر خدمتِ اسلام اور تجدید دین متین میں صرف ہوئی اور ہر موقعہ پر آپؑ نے حلفاً اپنے اسلام کا اعلان کیا مگر ہائے افسوس، اور برا ہو عناد اور عداوت کا کہ آپ کے خلاف کفر کے فتوے لگانے والے اور آپؑ کے اسلام میں شبہ کرنے والے آج تک اس قسم کی الزام تراشی سے باز نہیں آتے۔ آپؑ نے اسی کتاب کی ابتداء میں ایک حلف اُٹھایا ہے جسے یہاں نقل کیا جاتا ہے:-

"بالآخر پھر میں عامۃ الناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جلشانہٗ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے اور لٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسولؐ کے فرمودہ کے برخلاف نہیں اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائے گا میں اللہ جلشانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسولؐ پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلہ میں تو بفضلہ تعالیٰ یہی پلہ بھاری ہوگا"۔ (صفحہ ٢٥)

## شیخ میاں فضل الرحمان صاحب کا انتقال

(بسلسلہ صفحہ ۴)

قرآن کریم کی تعلیم پر کما حقہ عمل کرنے کی زندگی بھر کوشش کرتے رہیں"۔

— حضرت مولٰینا موصوف نے اس بے نظیر خطبۂ تعزیت کے بعد شیخ میاں فضل الرحمٰن صاحب مرحوم و مغفور کے بڑے فرزند شیخ میاں رشید احمد کو دستار پہنائی اور ایک بہت بڑے مجمع سمیت دعا فرمائی۔

— شیخ میاں فضل الرحمٰن صاحب مرحوم نے اپنے پیچھے نو (٩) لڑکے اور دو (٢) لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ آپ کے صاحبزادگان کے نام مندرجہ ذیل ہیں:-

میاں رشید احمد - میاں مختار احمد - میاں مسعود احمد - میاں نشاط احمد - میاں ناصر احمد - میاں نسیم احمد - میاں مبارک احمد - میاں عمر فاروق - اور میاں ظفر اقبال صاحبان

محترم محمد صالح نور صاحب (واقفِ زندگی) (لائلپور)

# "لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ وَلَاشَرِیْکَ مَعَہٗ"

## کا ترجمہ کیوں ترک کیا گیا ہے؟

### "وحی الٰہی" کے اُردو ترجمہ میں جماعتِ ربوہ کی مجرمانہ جسارت!

پیغام صلح کی گذشتہ اشاعت میں احباب جماعت احمدیہ اور خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور علم الکلام سے والہانہ عشق رکھنے والوں کے علم میں یہ امر لایا گیا تھا کہ جماعت احمدیہ ربوہ کے مصححین اور مترجمین حضور کی تحریرات کے بارے میں کوئی قابلِ تعریف کردار ادا نہیں کر رہے ہیں اور وہ جہاں اپنے من پسند اعتقادات کے مطابق تحریف و تغیر کر رہے ہیں وہاں اس امر سے بھی باز نہیں رہتے کہ حضور کے اصل متن کو حذف یا اس کے ترجمہ کو ترک کر دیں۔ اس کی بعض مثالیں جب سامنے آئیں تو ہماری رگِ غیرت پھڑک اٹھی اور اس قابلِ گرفت اور عمداً کئے گئے جرم پر سے پردہ اٹھاتے ہوئے انہیں باز رہنے کے لئے دو ایک شذرات سپردِ قلم کئے گئے۔ اسی دوران ایک اور امر نظر سے گذرا ہے اور یہ "وحی الٰہی" کے اُردو ترجمہ میں جان بوجھ کر خیانت کا ارتکاب ہے۔ خدا جانے کہ جب ہمارے دل اس قسم کی جرأت کے علم ہو جانے پر متفکر ہو جاتے ہیں تو اس قسم ارتکاب پر جرأت ہوتی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپریل ۱۸۹۵ء میں اپنی کتاب "منن الرحمان" (جو عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کے بارے میں عربی زبان میں ہے) کے صفحہ نمبر ۲ پر اللہ تعالیٰ کی ایک وحی نقل فرمائی ہے جسے آپ کے الہامات کے مجموعہ "تذکرہ" کے صفحہ ۲۷۳ پر بھی نقل کیا گیا ہے۔ اس وحی الٰہی کی اصل عبارت مندرجہ ذیل ہے:—

"اوحی الیّ انّ الدّین ھُوَ الاسلام وانّ الرسول ھُوَ المُصطفٰی السیّد الامام رسولٌ اُمّیٌّ امینٌ فکما انّ ربّنا احدٌ یستحق العبادۃ وحدہٗ فکذالک رسولنا المطاع واحدٌ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ وَلَاشَرِیْکَ مَعَہٗ وَاِنَّہٗ خاتم النّبییّن"

حضور کی یہ تصنیف آپ کی زندگی میں شائع نہ ہو سکی بلکہ بہت عرصہ بعد پہلی مرتبہ ۱۹۱۵ء میں (جماعت میں عقائد کے متعلق واضح اختلاف رونما ہونے کے بعد) قادیان سے شائع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں "لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ" اور "خاتم النّبییّن" کو ہم معنی قرار دیا ہے۔ چونکہ وحی الٰہی کی یہ عبارت جماعت قادیان کے عقیدہ "اجرائے نبوت" کے سراسر خلاف تھی لہٰذا اس کا اُردو ترجمہ کرتے وقت متن کی عبارت "لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ وَلَاشَرِیْکَ مَعَہٗ" کا ترجمہ کرنے سے جان بوجھ کر گریز کیا گیا ہے۔ ۱۹۱۵ء کے بعد بھی کئی مرتبہ یہ کتاب طبع ہو چکی ہے مگر ہر مرتبہ اس حصہ کا ترجمہ غائب رکھا گیا ہے جبکہ مصححین اور مترجمین حضور علیہ السلام کے عقائد اور حوالہ جات کی تصحیح اور ترجمہ پر مامور ہیں۔ ہم جماعت احمدیہ ربوہ سے یہ امر دریافت کرنے میں حق بجانب ہیں کہ وحی الٰہی کے اس حصہ کا ترجمہ کس مصلحت کی بناء پر عمداً ہر مرتبہ چھوڑ دیا جاتا رہا ہے کیا یہ وحی الٰہی سے استہزا نہیں ہے؟ — بَیِّنُوْا وَتُوْجَرُوْا!

## بسلسلہ صفحہ ۳ کالم ۲

صاحب ریٹائرڈ رسول سرجن۔ چوہدری عزیز احمد صاحب ڈرائیور ریٹائرڈ سیشن جج سے انکی قیام گاہوں پر جا کر ملاقات کی۔ مکرم حافظ شیر محمد صاحب نے جماعت ربوہ کے ایک ناظر صاحب سے ملاقات کی جو بازار میں ایک دکان پر بیٹھے تھے اور جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد کی برتری کا کر بیان کیا آپ نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو مشہور شارح گذرے ہیں ایک مکرم مولوی محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مکرم مرزا محمود احمد صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب تو اپنے بیان کردہ عقائد پر مرتے دم تک قائم رہے اور مرزا محمود احمد صاحب نے اپنے عقائد سے آخر رجوع کر لیا اب آپ کی مرضی ہے جس کو چاہیں قبول کریں۔

سرگودھا سے ہم ربوہ کے قریب ایک گاؤں احمد نگر اُترے تاکہ تبلیغی صورت حال کا جائزہ لیں مگر جماعت ربوہ کے "مخلصین" کی نیتوں کو بھانپ لینے کے بعد ہم رات کے دو بجے لاہور آ گئے اس طرح یہ دورہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ والسلام۔ مرزا محمد سلیم اختر

---

# ایبٹ آباد میں مہمانخانہ احمدیہ کی تعمیر کے لئے

## چندہ دینے والے اصحاب

مکرم و محترم جنرل سیکرٹری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ ایبٹ آباد کی مسجد کے ملحقہ مہمان خانہ کی تعمیر کے سلسلہ میں آپ نے جماعت سے چندہ کی اپیل اخبار پیغام صلح میں فرمائی تھی۔ جن احباب نے توجہ فرمائی ان کے اسمائے گرامی مع مرحمت کردہ رقوم درج ذیل ہیں اور ان کا شکریہ ادا کرنا میرا فرض ہے۔ اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ اجرِ عظیم معطی خواتین و صاحبان کو نصیب کرے۔ براہِ نوازش اخبار میں یہ فہرست شائع فرما دیں۔ والسلام۔

سعید احمد۔ دارالسعید۔ ایبٹ آباد

| نام | رقم |
|---|---|
| (۱) عبدالرحمان صاحب ابن مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم دیب گراں | 100.00 روپے |
| (۲) والدہ صاحبہ عبدالرحمان دیب گراں | 10.00 " |
| (۳) فضل احمد سابق ڈرائیور ڈاڈر سیلنی ٹوریم حال کندھ | 50.00 " |
| (۴) مولوی عبدالرحمان صاحب موقع تھاکھی بحق صدقہ جاریہ زوجہ خود | 50.00 " |
| (۵) محترم عبدالرحمٰن ابن ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب مرحوم | 10.00 " |
| (۶) ڈاکٹر عبدالکریم سعید پاشا حال نیوزی لینڈ | 100.00 " |
| (۷) کرنل بشیر حسین صاحب۔ قیمت اصل اراضی واقعہ توال شہر | 11.00 " |
| (۸) فضل احمد صاحب (نمبر ۲) | 10.00 " |
| (۹) ماسٹر صفدر علی صاحب پاک میڈیکل سٹور ایبٹ آباد | 100.00 " |
| (۱۰) میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب راولپنڈی | 500.00 " |
| (۱۱) محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ ہمشیرہ خان بہادر غلام ربانی خان صاحب مانسہرہ | 100.00 " |
| (۱۲) کرامت اللہ کاردار صاحب دیب گراں | 20.00 " |
| (۱۳) مرزا مسعود بیگ صاحب لاہور | 100.00 " |
| (۱۴) کرنل (بریگیڈیر) عبداللہ سعید صاحب | 50.00 " |
| (۱۵) محترمہ مس قمر مجید صاحبہ دختر ڈاکٹر عبدالمجید صاحب سرگودھا | 1000.00 " |
| (۱۶) مسز ز۔ سعید احمد۔ دارالسعید ایبٹ آباد | 100.00 " |
| (۱۷) مسٹر مصطفیٰ کمال طالب علم تبلیغی کلاس | 50.00 " |
| (۱۸) مسز صفیہ جاوید صاحبہ احمد پارک لاہور | 50.00 " |
| (۱۹) شیخ شریعت احمد صاحب۔ لائلپور | 50.00 " |
| (۲۰) ڈاکٹر نظیر الاسلام صاحب۔ ۴۱۔ جی ماڈل ٹاؤن۔ لاہور | 100.00 " |
| (۲۱) کرنل سید بشیر حسین صاحب المنظر۔ مری | 500.00 " |
| (۲۲) ایک محترمہ خاتونِ جماعت (نام کی اشاعت منع ہے) | 500.00 " |
| (۲۳) صاحبزادہ عبدالوہاب صاحب سرائے نورنگ | 10.00 " |
| (۲۴) سید مرتضیٰ شاہ صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر ہری پور ہزارہ | 10.00 " |
| (۲۵) مرزا عبداللطیف صاحب ایم اے آنرز کنٹونمنٹ پبلک سکول | 50.00 " |
| (۲۶) چوہدری عبدالحمید صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور | 100.00 " |
| (۲۷) نامعلوم الاسم معطی | 30.00 " |
| (۲۸) مسز ک۔ سعید احمد۔ دارالسعید۔ ایبٹ آباد | 100.00 " |
| (۲۹) محترم محمد عبداللہ صاحب مبلغ اسلام کیلئے فورنیا بذریعہ چیک | 500.00 " |
| (۳۰) محترم ظفر اقبال عبداللہ صاحب | 250.00 " |
| (۳۱) کیپٹن ناصر احمد سعید صاحب۔ دارالسعید۔ ایبٹ آباد | 50.00 " |
| (۳۲) جناب ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب۔ کراچی | 100.00 " |
| میزان | 4791.00 |

# اجلاسِ منتظمہ

مقامی جماعت احمدیہ لاہور کی مجلسِ منتظمہ کا ماہوار اجلاس ۱۹ دسمبر ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ تین بجے بعد دوپہر دفتر مقامی جماعت احمدیہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ اراکین مجلس کی خدمت میں ایجنڈا بھیجا جا چکا ہے ان حضرات سے اس اجلاس میں شمولیت کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ ڈاکٹر مبارک احمد شیخ جنرل سیکرٹری
مقامی جماعت احمدیہ۔ ۱۵ احمدیہ مارکیٹ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

ایورگرین پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

ہفت روزہ پیغام صلح لاہور ——— مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۰ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰۸ ——— شمارہ نمبر ۵۰

## جلسۂ سالانہ میں شرکت کیلئے

### تمام مخلصین و داخلین سلسلۂ بیعت کے نام

### حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد

قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کیلئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں، سو میرے خیال میں آج کے دن کے بعد جو ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں دسمبر کی یہ تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کیلئے اور دعا میں شریک ہونے کیلئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہو گی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جاوے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہو گا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہیگا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی۔ اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ رب العزت جلشانہٗ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہیں جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔

---

## لندن کے نئے احمدیہ اسلامی مشن کے لئے

### ٹرینیڈاڈ سے پانچ ہزار پونڈ کی متوقع امداد

### جنوبی امریکہ کی آئندہ احمدیہ کنونشن

### اگست ۱۹۷۱ء میں گیانا میں منعقد ہو گی

ٹرینیڈاڈ (جنوبی امریکہ) سے زرینہ یوسف صاحبہ سیکرٹری احمدیہ کانفرنس جزائر غرب الہند کے ایک تازہ خط سے یہ معلوم کرنا موجب مسرت ہے کہ وہاں لندن کے نئے احمدیہ اسلامک سنٹر کی امداد کے لئے جو تحریک حضرت امیر ایدہ اللہ نے کی تھی، اسے جاری رکھتے ہوئے شروع ماہ رمضان سے نماز تراویح کے بعد مختلف مساجد میں اپیلیں کی گئیں جن کے نتیجہ میں پانچ ہزار پونڈ کے عطیات کا اعلان کیا گیا ہے یعنے چار ہزار پونڈ ملک کے مختلف حصص سے وصول ہوں گے اور ایک ہزار پونڈ مسٹر عزیز احمد صاحب عطا کریں گے فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اسی خط میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنوبی امریکہ کی چوتھی احمدیہ کنونشن آئندہ سال اگست ۱۹۷۱ء میں منعقد ہو گی۔ کیونکہ یہی مہینہ مختلف ممبران کی شمولیت کیلئے موزوں ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ پہلے کی طرح اس کنونشن کو بھی کامیابی عطا فرمائے۔

# ترمیم شدہ پروگرام جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

## مؤرخہ ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۷۰ء بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ و اتوار

۲۴ دسمبر ۱۹۷۰ء بروز جمعرات ۹ بجے صبح خواتین احمدیہ کا اجلاس احمدیہ ہال میں زیر صدارت بیگم میاں فاروق احمد شیخ سلمہا ہوگا۔ بعد میں دستکاری کی نمائش ہوگی۔ پروگرام علیحدہ شائع ہو رہا ہے۔

اسی تاریخ (۲۴ دسمبر ۱۹۷۰ء) کو مجلس معتمدین کا بجٹ سیشن بوقت ۳ بجے بعد دوپہر ہوگا

### ۲۵ دسمبر ۱۹۷۰ء بروز جمعۃ المبارک۔ ۹ بجے صبح تا ۱۵-۱۲ بجے دوپہر

اجلاس۔ زیر صدارت کرنل بشیر حسین صاحب سلمہ

تلاوت قرآن کریم ۔ ۔ ۔ حافظ محمد طارق صاحب ۔ ۔ ۔ 9-00 بجے تا 9-10 بجے

نظم از درثمین ۔ ۔ ۔ طلباء مسلم ہائی سکول نمبر ۱ ۔ ۔ ۔ 9-10 " تا 9-20 "

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ ۔ مولوی دوست محمد صاحب ۔ ۔ 9-20 " تا 9-30 "

افتتاحی تقریر ۔ ۔ ۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب امیر جماعت احمدیہ ۔ 9-30 " تا 10-00 "

"جری اللہ فی حلل الانبیاء" ۔ چوہدری عبدالحمید صاحب ۔ ۔ 10-00 " تا 10-30 "

"افریقہ میں اشاعت اسلام" ۔ مولوی بشیر احمد صاحب منو ۔ ۔ 10-30 " تا 11-00 "

"اسلام کی تعلیم اخلاق" ۔ ۔ حافظ محمد حسن چیمہ صاحب ۔ ۔ 11-00 " تا 11-45 "

"موجودہ بین الملی اخلاقی بحران میں قرآنی تعلیم کی عالمی اشاعت کی ضرورت" ۔ قاضی عبدالرشید صاحب ۔ ۔ 11-45 بجے تا 12-15 بجے

**خطبہ و نماز جمعہ: 12-45 بجے تا 2-45 بعد دوپہر**

**۲۵ دسمبر ۱۹۷۰ء بوقت ۳ بجے بعد دوپہر اجلاس مجلس معتمدین۔**

**۲۵ دسمبر رات کو ۷ بجے زیر اہتمام ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن**

تقریری مقابلہ ۔ ۔ ۔ موضوع: "مسلمان کا کردار" برائے طلباء مدارس
"اسلامی مساوات" برائے طلباء کالجز

### ۲۶ دسمبر ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ۔ احمدیہ کانفرنس بعد از نماز فجر

#### اجلاس اوّل: زیر صدارت الحاج میاں فاروق احمد شیخ

۹ بجے صبح تا 12-30 بجے دوپہر

تلاوت قرآن کریم ۔ ۔ حافظ خدا بخش صاحب ۔ 9-00 بجے تا 9-10 بجے

نظم از درثمین ۔ ۔ طلباء مسلم ہائی سکول نمبر ۲ ۔ 9-10 تا 9-20 "

"مرد مومن اور مرد حق آگاہ" ۔ پروفیسر غلام محمد خادم صاحب ۔ 9-20 تا 9-50 "

"پاکستانی مسلمانوں کے لئے سب سے اچھا دستور" ۔ مرزا مسعود بیگ صاحب ۔ 9-50 تا 10-30 "

سالانہ رپورٹ ۔ ۔ ۔ آنریری جنرل سیکرٹری ۔ 10-30 تا 11-00 "

تقریر ۔ ۔ ۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ ۔ 11-00 تا 11-45 "

"حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؒ کے دعاوی کی مخالفت میں کیا مخالف علماء کے ہاتھ میں کوئی شرعی دلیل ہے" ۔ مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب ۔ 11-45 تا 12-30 "

#### اجلاس دوم: زیر صدارت میاں ممتاز احمد فاروقی صاحب

2-30 بجے تا 4-45 بجے شام

تلاوت قرآن کریم ۔ ۔ مولوی عبدالرحمان صاحب ۔ ۔ 2-30 تا 2-40 بجے

نظم از درثمین ۔ ۔ مرزا محمد سلیم صاحب ۔ 2-40 تا 2-45

"حضرت مسیح موعودؑ کا مقام مجددیت" ۔ مرزا محمد لطیف صاحب مولوی فاضل شاہد سابق مربی عجائب گھر ۔ دس منٹ
"کوئی کلمہ گو کافر نہیں" ۔ مرزا محمد سلیم صاحب ۔ دس منٹ
"مسئلہ خلافت" ۔ مرزا محمد شفیق صاحب ۔ دس منٹ
2-45 تا 3-15

ریکارڈ کی ہوئی تقریر ۔ ماسٹر محمد عبداللہ صاحب از سان فرانسسکو ۔ 3-15 تا 3-30

"اسلام کا نظام حیات" ۔ ۔ مولانا عبدالمنان عمر صاحب ۔ ۔ 3-30 تا 4-05

تقریر ۔ ۔ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی ۔ ۔ 4-05 تا 4-45

۷ بجے شب نائیجیریا مشن کے سلائیڈز قاضی عبدالرشید صاحب دکھائیں گے

### ۲۷ دسمبر ۱۹۷۰ء بروز اتوار۔ ۹ بجے صبح تا ۱ بجے بعد دوپہر

#### زیر صدارت خان بہادر غلام ربانی خانصاحب

تلاوت قرآن کریم ۔ حافظ محمد زاہد صاحب ۔ ۔ 9-00 بجے تا 9-10 بجے

نظم ۔ ۔ محترم سید احمد صاحب یدوکھی ۔ ۔ 9-10 تا 9-20 "

"اسلامی آئین کے خد و خال" ۔ شیخ انعام الحق صاحب ۔ ۔ 9-20 تا 9-50 "

تقریر ۔ ۔ شیخ محمد طفیل صاحب ۔ ۔ 9-50 تا 10-30 "

دنیا میں ایک نذیر آیا ۔ خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خانصاحب ۔ ۔ 10-30 " تا 11-15 "

"علیہا تسعۃ عشر" ۔ محترم نصیر احمد صاحب فاروقی ۔ ۔ 11-15 " تا 11-45 "

عقل اور الہام الٰہی ۔ ۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ۔ ۔ 11-45 " تا 12-30 "

تقاریر طلباء بلاد غیر متعلمین ادارہ تعلیم القرآن:
مسٹر ظفر ۔ دس منٹ
مسٹر مصطفٰے ۔ دس منٹ
مسٹر اسامے ۔ دس منٹ
12-30 تا 1-00 "
ان طلبہ کا تعارف مولانا احمد یار صاحب کرائیں گے۔

اختتامی تقریر و دعا ۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ ۔ ۔ 1-00 تا 1-15

---

نوٹ نمبر ۱: ہر روز بعد از نماز فجر حضرت امیر ایدہ اللہ حسب سابق درس قرآن کریم دیا کریں گے۔

نوٹ نمبر ۲: نماز ظہر و عصر ۲ ½ بجے اور نماز مغرب و عشاء ۵ ½ بجے جمع ہوا کریں گی۔

نوٹ نمبر ۳: دوپہر کا کھانا 12-30 بجے سے 3-30 بجے تک اور رات کا کھانا ۶ بجے سے ۷ بجے شب تک کھلایا جائے گا۔

**چوہدری فضل حق۔ آنریری جائنٹ سیکرٹری**

ہفت روزہ پیغام صلح ـــ لاہور ـــ مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۷۰ء

# معرکۂ تکفیر و عدم تکفیر

## قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے
## کافر جو کہتے تھے گرفتار ہوگئے

۷ دسمبر اور ۱۷ دسمبر ۱۹۷۰ء کے دن پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیں گے، جب اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان لوگوں کو جو کلمہ گو اور خدام اسلام مسلمانوں کو کافر قرار دے کر اقتدار حاصل کرنا چاہتے تھے ایسا نیچا دکھایا کہ جس کی بظاہر حالات امید نہیں ہو سکتی تھی۔ ایک طرف ۱۱۳ مولویوں کے فتوے کہ پیپلز پارٹی کے سربراہ جناب ذوالفقار علی بھٹو اور ان کے حامی کافر ہیں اور ان کا ساتھ دینا اپنے کفر پر مہر لگانا ہے۔ اور دوسری طرف وہ پارٹیاں جن کے سربراہ اپنی وجاہت اور اثر و رسوخ کی وجہ سے عوام میں مشہور و معروف ہیں، اپنے آپ کو "اسلام پسند" کہہ کر اور "اسلام خطرہ میں ہے" کے نعرے لگا کر عوام کو جناب بھٹو کے خلاف مشتعل کر رہے تھے۔ اور اس ضمن میں انہیں احمدیوں سے مدد لینے کا مرتکب قرار دے کر اس نام نہاد خطرے کو اور زیادہ بھیانک بنا رہے تھے وہ ایسی ذلیل و خوار ہوئیں کہ قدرتِ خداوندی کے آگے خواہ مخواہ سر جھک جاتا ہے۔ کون کہہ سکتا تھا کہ جماعت اسلامی کے سربراہ مولانا مودودی حصول اقتدار کے لئے تیئیس سال سے مسلسل جد و جہد کر رہے تھے، اور انتخابات میں فتح حاصل کرنے کے لئے تحریر و تقریر اور سیم و زر کے ذریعے عوام کے دلوں کو جیتنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے اور انہیں یقین تھا کہ جماعت اسلامی کے تمام امیدوار اپنے حلقوں میں بھاری اکثریت سے ووٹ حاصل کر لیں گے انہیں اپنے ہی حلقہ کے نائب امیر میاں طفیل محمد سمیت تمام جگہ ..... ایسی زبردست ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ کون کہہ سکتا تھا کہ جمعیتہ العلمائے پاکستان اور جمعیتہ العلمائے اسلام کی دو زبردست پارٹیاں جو اپنے دینی علوم کی وجہ سے عوام میں خاص اثر رکھتی تھیں، اور جن کے فتاوے کفر جلتی پر تیل کا کام دے سکتے تھے، نہایت بری طرح ناکامی کا منہ دیکھیں گے۔ کون کہہ سکتا تھا کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کا صاحبزادہ جاوید اقبال جو اپنی وجاہت و قابلیت کے علاوہ اپنے والد ماجد کے نام پر کاسۂ گدائی لے کر ووٹوں کی بھیک مانگ رہا تھا اور ساتھ ہی احمدیوں کو کافر اور مرتد کہہ کر اور ان کی وجہ سے پاکستان کو خطرہ میں قرار دے کر عوام کو مشتعل کر رہا تھا، تمام پارٹیوں کی حمایت کے باوجود ناکام ہو کر رہ جائے گا۔ حالانکہ ان کی کامیابی اس قدر یقینی تھی کہ سنڈے مشرق ۶ دسمبر نے پہلے سے یہ اعلان کر دیا تھا کہ:-

"اس حلقہ (۹۲) میں مقابلہ حکیم الامت علامہ اقبال کے جلیل القدر فرزند ڈاکٹر جاوید اقبال اور پیپلز پارٹی کے چیئرمین مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے درمیان ہے۔ ڈاکٹر جاوید اگرچہ کونسل لیگ کے امیدوار ہیں لیکن جماعت اسلامی، جمعیتہ العلمائے پاکستان اور جمعیتہ العلمائے اسلام اور دیگر اسلام پسند جماعتوں کی مکمل حمایت حاصل ہے اور ان کی پوزیشن روز بروز بہتر ہو رہی ہے"

نہ صرف یہی بلکہ انگریزی روزنامہ پاکستان ٹائمز میں بھی یہ اعلان کیا گیا کہ:-

"جمعیتہ اہلحدیث کے لیڈر علامہ احسان الٰہی ظہیر۔ پیر کرمانوالہ۔ سید عثمان علی شاہ اور ناظم جمعیتہ العلمائے اسلام مولینا عبید اللہ انور نے ڈاکٹر جاوید اقبال کے لئے جو حلقہ ۹۲ سے قومی اسمبلی کے امیدوار ہیں اپنی حمایت کا اعلان کیا ہے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر نے ہفتہ کے روز ایک بیان میں اس حلقہ کے ووٹروں سے بالخصوص یہ اپیل کی ہے کہ علامہ محمد اقبال کے فرزند کو کامیاب بنانے کے لئے کام کریں۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر نے کہا کہ اس سے بڑھ کر کوئی ذلت نہ ہوگی کہ علامہ اقبال کے فرزند رشید کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے۔"

اور آپ جانتے ہیں کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب وہ ہیں جنہوں نے اپنے ماہنامہ ترجمان الحدیث میں جماعت احمدیہ کو دھمکی دی تھی کہ:-

"ان کی عبادت گاہیں ہمارے نزدیک مسجد ضرار سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں کہ جب بھی اس دیس میں صحیح اسلامی حکومت قائم ہوئی انہیں مسمار کر دیا جائے گا اور اس میں آنے والوں کو اسلام میں واپس لوٹنا پڑے گا یا اسلامی دیس میں ایک الگ اقلیت بن کر رہنا پڑے گا جن کے معابد کو اور تو سب کچھ کہا جا سکے گا مساجد نہیں۔"

(ماہنامہ ترجمان الحدیث بابت ماہ نومبر ۱۹۷۰ء)

ہم نے اس کے جواب میں اس وقت لکھا تھا کہ ایسی نامراد اسلامی حکومت نہ کبھی ہوئی اور نہ انشاء اللہ کبھی ہوگی اور احسان الٰہی ظہیر کی عمر اسی حسرت کے ساتھ ختم ہو جائے گی۔

ہمیں افسوس ہے کہ اس شخص نے ڈاکٹر اقبال کے نامور صاحبزادہ کی حمایت کر کے اور احمدیوں کے خلاف اکسا کر انہیں بھی ناکامی کا منہ دکھایا اور خود بھی بدنامی کا ٹیکہ لگوا لیا، بقول کسے ؎

ہم تو ڈوبے تھے صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

جہاں یہ صورت حال ہو، اور تمام جماعتیں اور انتخابی پارٹیاں مل کر نہ صرف مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو کافر و مرتد ٹھہرا کر اسے شکست دینے کے درپے ہوں بلکہ اس ضمن میں جماعت احمدیہ کے متعلق بھی اس قسم کے ناپاک ارادے رکھتے ہوں جیسا کہ مودودی، جمعیت العلماء اور جمعیت اہل حدیث کے بیانات سے ظاہر ہے وہاں کسے توقع ہو سکتی تھی کہ ان تمام جمعیتوں اور تمام انتخابی پارٹیوں کے مقابلہ میں ایک اکیلا ذوالفقار علی بھٹو تمام انتخابی حلقوں میں سب پر فوقیت لے جائے گا، اور اسے پنجاب، سندھ، اور سرحد کی سیٹوں میں غالب اکثریت حاصل ہوگی ہم سمجھتے ہیں کہ یہ محض اس بات کا نتیجہ ہے کہ اس شخص نے کسی پارٹی اور کسی جمعیت کے فتوے کفر کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تمام کلمہ گوؤں کو مسلمان سمجھنے کا اعلان کر دیا تھا۔ خدا کو اس کی یہ ادا پسند آگئی اور نہ صرف بچہ بچہ کی زبان پر مسٹر بھٹو کا نام ایک وظیفہ آسمانی کی طرح جاری تھا، بلکہ حق و باطل کے اس معرکہ میں جو ۷ دسمبر کو پیش آیا تمام کفر باز پارٹیوں کو ان کی ہر قسم کی جد و جہد کے باوجود عبرتناک ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، اور مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو ایسی شاندار کامیابی حاصل ہوئی جس کی نظیر ملنی مشکل ہے کون کہہ سکتا تھا کہ مولوی مودودی اور ان کی جماعت اسلامی کو باایں نام و نمود اور لکھوکھہا روپیہ صرف کرنے کے باوجود قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا کون کہہ سکتا تھا کہ مرکزی جمعیتہ العلماء اسلام جس کے ۱۱۳ مولویوں نے مسٹر بھٹو پر کفر کے فتوے دیئے ہیں عوام پر اپنا اتنا اثر کھو دے گی کہ پنجاب میں اس کو ایک بھی سیٹ نہ مل سکی اور کس کو یہ خیال ہو سکتا تھا کہ علامہ اقبال کا فرزند باایں نام و نمود اور تمام پارٹیوں کی حمایت کے باوجود مسٹر بھٹو کے مقابلہ میں بری طرح شکست کھا جائے گا اور ایسا ہی جمعیتہ اہلحدیث کی خواہیں اضغاث احلام ہو کر رہ جائیں گی۔

آج ان نتائج کو دیکھ کر مامور الٰہی کا وہ الہام ہمارے سامنے آگیا جس میں اس آنے والی حقیقت کا اظہار پہلے سے کر دیا گیا تھا کہ "سب مولوی ننگے ہو گئے" اور یہ بھی اطلاع دی گئی تھی کہ

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

فی الواقعہ یہ قادر کے کاروبار ہیں، جس نے تمام کافر کہنے والوں کو گرفتار بلا کر دیا اور کفر گر مولویوں کے جبہ و دستار عوام کے سامنے اس طرح اُتر گئے کہ وہ عملاً ننگے ہو کر رہ گئے، اور معلوم ہو گیا کہ ان کا علم و فضیلت عوام کی نظروں میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ کاش وہ اس سے عبرت حاصل کریں اور اپنے نظریات اور کردار کو سنوار کر اور کلمہ گوؤں کی تکفیر سے توبہ کر کے اپنی کھوئی ہوئی پوزیشن کو دوبارہ حاصل کر سکیں

## منشور!

ابو ارشد

ہم یہ سنتے تھے کہ ماموُر لئے پھرتے ہیں،
"فتح اسلام" کا دستوُر لئے پھرتے ہیں،
بول بالا ہوا ماموُر کا، آنکھیں کھولو،
"شیخ جی" آپ بھی منشوُر لئے پھرتے ہیں،

محترم ماسٹر محمد عبداللہ صاحب سان فرانسسکو امریکہ

# مغربی ممالک میں کنونشن کی اہمیّت

## ہمارا جلسہ سالانہ اس سے بڑھ کر اہمیّت رکھتا ہے

## دو امریکن خواتین کا قبولِ اسلام

بگل کی آواز کے عنوان سے ایک مضمون آج سے تقریباً پینتالیس سال پیشتر جناب مولینا مصطفٰے خاں صاحب مرحوم کے قلم سے سالانہ جلسہ کی اہمیّت اور اس میں جماعت کے ممبران کو شامل ہونے کی ضرورت پر شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون اس قدر معقول اور مؤثر تھا۔ کہ اس قدر طویل عرصہ گذرنے کے باوجود مضمون کے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ اور دل میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی تمنّا پیدا کر رہے ہیں دعا فرماویں کہ خداوند کریم میری اس آرزو کو جلد منظور فرمائے۔ اور مجھے اس قابل بنائے کہ میں انجمن کے کسی سالانہ جلسہ میں شامل ہو کر بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت کی ملاقات کا شرف حاصل کر دں۔

مغربی ممالک میں مذہبی اور پولیٹیکل جماعتوں کی کنونشن کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ اور اس پر لاکھوں روپیہ صرف کیا جاتا ہے۔ مغربی ساحل امریکہ میں سانفرانسسکو "کنونشن سٹی" کے نام سے مشہور ہے۔ کسی ایک کنونشن کے دوران میں دوسرے مسافروں کو ہوٹل میں جگہ ملنی مشکل ہو جاتی ہے۔ ہر ایک فرد کا ہوٹل کا خرچ آمد و رفت کا کرایہ ہزاروں کی خبر لیتا ہے۔ امراء کے لئے تو یہ معمولی بات ہے۔ لیکن تعجب اس میں آتا ہے کہ مذہبی کنونشن میں شریک ہونے والے متوسط یا غریب طبقہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور وہ روپیہ پس انداز کر کے یا قرضہ لے کر کنونشن میں شریک ہوتے ہیں۔ ان کی یہ قربانی کی سپرٹ قابل رشک ہوتی ہے اور ان کی قربانیوں کا دلوں پر خاص اثر پڑتا ہے۔

امریکہ کی اسلامی جماعتوں کی طرف سے بھی سال میں ایک بار کنونشن ہوتی ہے اور اس میں شامل ہونے والے کو کافی روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ عام طور پر متموّل لوگ اس میں شامل ہوتے ہیں۔ اور بعض متوسط طبقہ کے مسلمان اسلامی جوش میں آکر شامل ہو جاتے ہیں۔ ہر سال کنونشن کے لئے شہر کی تبدیلی ہوتی ہے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ باوجود علماء ازہر کی موجودگی کے کنونشن کے دوران میں ہر رات ۲ بجے صبح تک مغربی اور عربی ناچ ہوتے ہیں اور پروفیشنل میوزیشنز اور بینڈ بجانے والے کو کافی روپیہ خرچ کر کے بلایا جاتا ہے۔ مجھے ۱۹۶۰ء میں جبکہ میں فلاڈلفیا میں تھا۔ اس کنونشن میں شمولیت کا موقعہ ملا۔ فلاڈلفیا کے ایک اعلٰے درجہ کے ہوٹل میں کنونشن کے اجلاس کا انتظام کیا گیا۔ نماز کے لئے ایک کمرہ ریزرو تھا۔ اور نمازیوں کی خاطر قالینوں پر سفید چادریں بچھائی گئی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود بمشکل پانچ فی صد لوگ نماز میں شریک ہوتے تھے۔ اور وہ بھی ایک ہندوستانی مسلمان کی کوشش سے۔ جو مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر نماز کے کمرہ میں لاتا تھا۔

بہرحال کنونشن کو اس ملک میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اور لوگ اس میں بڑے فخر و شوق سے شامل ہوتے ہیں۔ اور ان کا اس پر کافی روپیہ صرف ہوتا ہے۔ جب خاکسار کو معلوم ہوا کہ ہماری ٹرینیڈاڈ۔ گیانا وغیرہ کی جماعتوں کی طرف سے برٹش گیانا میں کنونشن ہوگی۔ اور اس میں شمولیت کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ اور جناب شیخ فاروق احمد صاحب کو دعوت دی گئی ہے۔ تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اور میں اس کی ہر ایک التوائی تاریخ کو ناقابلِ برداشت سمجھتا رہا۔ ہر ایک انتظار کی گھڑی پہاڑ بن رہی تھی ــــ اور "اَلْاِنْتِظَارُ اَشَدُّ مِنَ الْمَوْت" کا مقولہ سامنے آتا تھا۔ باوجود قلیل آمدنی کے میں نے اس میں شامل ہونے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اور جب میں وہاں پہنچا۔ تو اپنی ملازمت اور رخصت کی میعاد کی پرواہ نہ کی اور ایک ہفتہ مزید قیام کے لئے واپسی کے پلین ٹکٹ کی توسیع کرائی۔

ہماری جماعت کا سالانہ جلسہ آپ کے ملک پاکستان میں ہو رہا ہے۔ انجمن نے آپ کی رہائش اور خورد و نوش کا انتظام اپنے ہیڈ کوارٹرز پر کیا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے آپ ان اخراجات سے محفوظ ہوں گے جو اس ملک کے لوگوں کو کنونشن کی شمولیت کے لئے ہوٹلوں میں خرچ کرنے پڑتے ہیں، رخصتوں کے ایام عام طور پر گھر سے باہر ہی گذارے جاتے ہیں۔ غنیمت ہے کہ یہ جلسہ رخصتوں کے ایام میں ہو رہا ہے۔

ویسے تو ہر ایک سالانہ جلسہ، جو حضرت مسیح موعودؑ کے ایما پر کیا جاتا ہے، اہمیت حاصل ہے۔ لیکن اس سال کا جلسہ اپنی نوعیت اور اہمیت کی وجہ سے سب جلسوں سے نرالا ہے یہ جلسہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے تین ماہ متواتر سفر کے بعد ہو رہا ہے۔ اور آپ کا اس پیرانہ سالی کا سفر تاریخ احمدیت میں نہایت ہی کامیاب ثابت ہوا ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ بذاتِ خود اس جلسہ میں حاضر ہو کر حضرت امیر کو مبارک باد دیں۔ اور آپ کے اس جہاد میں شریک ہوں جس کے لئے آپ کو بلایا جا رہا ہے۔ اور آپ اپنے کانوں سے وہ تمام حالات سنیں جو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کو دوران سفر میں پیش آئے۔ آپ کے سامنے کئی ایک منصوبے رکھے جائیں گے۔ جن کو آپ لوگوں نے ہی کامیاب بنانا ہے۔ خدا کے لئے۔ خدا کے رسولؐ کے لئے۔ مجدد اعظم کی خوشنودی کے لئے اس جلسہ میں شامل ہو کر دکھا دو کہ آپ کی قوم اشاعت اسلام کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کے لئے کمربستہ ہے۔

### امریکن سکولوں کا نصابِ تعلیم

امریکن سکولوں کے نصابِ تعلیم میں مختلف مذاہب عالم کے مطالعہ کو ضروری قرار دیا گیا ہے تاکہ امریکن عیسائیت کے علاوہ دیگر مذاہب عالم کے اصولوں اور تعلیم سے بھی واقف ہوں گذشتہ ہفتہ خاکسار کو یہاں کے ایک مقامی ہائی سکول اور سان فرانسسکو یونیورسٹی کے ایک کالج میں تقریر کرنے کے لئے دعوت دی گئی تھی۔ ہائی سکول کی ایک کلاس کے طلباء یونائیٹڈ نیشنز کے نمونہ کی میٹنگ کر رہے تھے۔ میں نے تمہیدی طور پر ان کو بتلایا کہ لیگ آف نیشنز یا یونائیٹڈ نیشنز کے اصلی بانی حضرت محمد صلعم تھے۔ جنہوں نے فریضہ حج کے ذریعہ مکہ کو تمام دنیا کے ممالک کے مسلمانوں کا ذریعہ اجتماع بنایا۔

سان فرانسسکو یونیورسٹی کو کیتھلک مشن چلا رہا ہے۔ اس کے کالج کی کلاس میں ۳۶ طالبات تھیں۔ جن کو میں نے مخاطب کرنا تھا۔ میں نے ان کو بتایا کہ اگر کوئی شخص اسلام اور مسلمان کے معنے سمجھنے کے باوجود یہ کہے کہ میں مسلمان نہیں ہوں۔ اس کو فسادی قرار دیا جا سکتا ہے۔ یا وہ اپنے آپ کو فسادی خیال کرتا ہے

میں نے اپنی تقریر میں اسلامی ارکان پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ اگرچہ دیگر مذاہب میں نماز روزہ خیرات وغیرہ کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اور وہ کسی ایک سکول میں بھی جمع ہو سکتے ہیں۔ اور خدا کو بھی کسی نہ کسی رنگ میں ایک تصوّر کرتے ہیں لیکن اسلام کے ارکان مسلمانوں کے لئے زندگی کا ایک طریقہ پیش کرتے ہیں۔ اور اس زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے ان کے ذریعہ ایک خاص ٹریننگ ہوتی ہے۔

ہائی سکول کے ایک طالب علم کو اسلام پر مضمون لکھنے اور بحث کرنے کے لئے تیاری کرنی تھی۔ اس کی والدہ نے ٹیلیفون کیا تھا اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ اور پھر خود آکر خاکسار سے لٹریچر حاصل کیا۔ دو دن کے بعد وہ اپنے لڑکے کو ہمارے ہاں لائی تاکہ وہ مزید سوالات کر کے اپنی تسلی کر سکے۔

### دو امریکن خواتین کا قبولِ اسلام

۲۷ر نومبر کو جاین میری سمتھ اور مس سوسن سٹریٹر . . . . . . . . . .
. . . . . . . نے ۲ر دسمبر کو برضا و رغبت خود اسلام قبول کیا۔ الحمدللہ

کل رات میڈیکل کالج سان فرانسسکو کے ایک سینیر طالب علم اسلام سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے خاکسار کے مکان پر آئے۔ ان سے تقریباً دو گھنٹہ اسلام کے مختلف اصولوں اور ارکان پر گفتگو ہوتی رہی۔ ان کا ارادہ ایک ایرانی خاتون سے شادی کرنے کا ہے۔ میں نے ان کو بتایا کہ چونکہ اسلام عورت کو دیگر مذاہب کے مقابلہ میں بلند درجہ دیتا ہے۔ اس لئے مسلمان عورت غیر مسلم سے شادی کر کے اپنے سٹیٹس کو گراتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر مسلمان عورت غیر مسلم سے شادی کر لے تو اولاد باپ کا مذہب اختیار کرے گی۔ ان کی شادی ۲ر جنوری کو ہوگی۔ میں نے انکو اسلام کا مطالعہ کرنے کی دعوت دی ہے۔

### ضروری تصحیح

۹ر دسمبر ۱۹۷۰ء کے پیغامِ صلح میں صلا پر محترم چیمہ صاحب کے مضمون کے دوسرے کالم میں حضرت مسیح موعودؑ کے شعر کا ایک مصرع غلط چھپ گیا ہے۔ اصل شعر حسب ذیل ہے :-

در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اوّل کسے کہ لافِ تعشق زند منم

# انسانی زندگی اور اس کی بقاء کے سامانوں کے پیشِ نظر

## ہستی باری تعالےٰ کا انکار نہیں ہو سکتا۔

## زمین کی پیدا کردہ نعماء اور سورج اور ہوا کا تعلق زمین سے۔

## اللہ تعالےٰ کا باریک علم انسان کے ظاہری اور باطنی رازوں کو جانتا ہے

## اور دُنیا و آخرت میں اس کے اعمال کا بدلہ ملے گا

## حضرت نبی کریم صلعم کی پاک و مطہر قوم اور حضرت مجدّدِ وقت کی پاکباز جماعت

**خُطبہ جُمعہ**

مؤرخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۷۰ء

فرمودہ

حضرت امیرِ قوم مولیٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام

جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ثم استوٰی الی السماء فسوّٰھن سبع سمٰوات وھو بکل شیٔ علیم ———— (البقرہ ۲۔ ۲۸-۲۹) ————

### انسان مٹی کے مردہ اجزاء سے پیدا ہوا ہے۔

کیف تکفرون۔ اے لوگو! تمہارے لئے یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ تم خدا کا انکار کرو۔ تمہاری حالت تو یہ تھی کہ تم کسی وقت اس مٹی کے مُردہ اجزاء تھے، عورت ہو یا مرد بچہ ہو یا بوڑھا۔ عالم ہو یا جاہل۔ امواتاً تم سب کے سب مٹی کے اجزاء تھے فاحیاکم ہم نے ان مردہ اجزاء کو زندگی بخشنے کے لئے آسمان سے بارش نازل کی۔ جس سے یہ مردہ اجزاء سبزی کی صورت میں تبدیل ہو گئے۔ ہم روزانہ یہ دیکھتے ہیں کہ آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے تو اس مٹی کی شکل بدل جاتی ہے اور سبزی نظر آنے لگتی ہے۔ غلہ جات۔ پھل پھول نظر آنے لگتے ہیں۔ اس سبزی کو گائے بھینس اور دوسرے حیوان کھا جاتے ہیں۔ اور یہ چارا اور سبزی ہمارے لئے دودھ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اس طرح مٹی سے نہ صرف دودھ پیدا ہوتا۔ بلکہ حیوانات کا گوشت بھی ہمیں میسر آتا ہے۔ طرح طرح کے پرند میسر آتے ہیں، جن کا ہم گوشت کھاتے ہیں ہم مرغی کھا جاتے ہیں اور اس کا انڈا کھا جاتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں مٹی سے پیدا ہوتی ہیں۔ انسان ان تمام چیزوں کو کھاتا ہے جن سے خون پیدا ہوتا ہے۔ خون سے نسل پیدا ہوتی ہے، یہ نسل مٹی سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم خدا کا انکار کر سکو۔

### زندگی کے بعد موت

خدا ایسی قدرت رکھتا ہے کہ مٹی سے تمہیں زندہ کرتا ہے اور پھر جب وہ چاہے تم پر موت وارد کر دے۔ بڑھاپے میں تم پر موت آ جائے۔ جوانی کی حالت میں موت آ جائے۔ بچہ پیدا ہوتے ہی مر جاتے۔ ایسے تمہیں زندہ کرنے کے بعد جب چاہیں، تم پر موت وارد کر دے۔ بڑے بڑے قیمتی انسان ہمارے سامنے مر جاتے ہیں۔ کوئی طبیب ہو یا ڈاکٹر ہو، جو دوسروں کا علاج کرتا ہے وہ کسی کی موت کو نہیں روک سکتا۔ خود طبیب اور ڈاکٹر مر جاتے ہیں۔ مرنا بھی ایک قانون ہے اور یہ موت کا قانون خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے اگر پیدا کرنا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے تو اپنے پاس بلا لینا بھی اسی کے اپنے اختیار میں ہے۔

### میدانِ حشر میں دوبارہ زندگی اور اعمال کی جزا و سزاء

ثم یحییکم۔ جس طرح مُردہ اجزاء پہلے زندہ کئے گئے تھے اسی طرح تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے اور میدان حشر میں تم اپنے اعمال کا بدلہ پاؤ گے۔ یہاں پر بھی انسان اپنی بد اعمالی کی وجہ سے پکڑا جاتا ہے اس پر قانون کی گرفت ہوتی ہے۔ بعض بیماریاں اس کی بد اعمالی سے پیدا ہوتی ہیں۔ نا ہنجار انسان کے ناک پر پھوڑا نکل آتا ہے اور دنیا پر یہ حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے کہ وہ چھپ کر بدکاری کرتا رہا ہے۔ ناک پر پھوڑا اس کی بدکاری کا اشتہار بن جاتا ہے اور لوگوں کو معلوم ہو جاتا ہے۔ غرض حشر کا نمونہ اس زندگی میں بھی موجود ہے۔ اس کے بعد ہم نے ضرور بالضرور خدا کے حضور پیش ہونا ہے۔

### زمین کی تمام نعماء انسان کیلئے پیدا کی گئیں۔

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً۔ زمین میں جو بھی نعمتیں اللہ تعالےٰ نے پیدا کی ہیں تمام کی تمام تمہارے لئے ہیں۔ یہ سبزہ زار اور یہ جنگلات سب کچھ انسان کے لئے ہیں۔ جنگلات میں طرح طرح کے جانور تمہارے لئے پرورش پا رہے ہیں۔ یہ پہاڑ ہمارے لئے ہیں اور یہ آبشاریں ہمارے لئے ہیں اور یہ میوہ جات ہمارے لئے ہیں۔ سمندر ہمارے لئے ہیں۔ سمندر میں جہاں مچھلی وغیرہ کھانے کا سامان ہے وہاں زیب و زینت کے لئے طرح طرح کے موتی بھی موجود ہیں۔ اگر دریا اور سمندر کی اشیاء انسان کے لئے ہیں تو بلند پہاڑوں پر ہرن اپنی ناف میں کستوری لئے پھرتے ہیں۔ یہ نافہ بھی افراد کے لئے کام کی چیز ہے اسلئے فرمایا خلق لکم ما فی الارض جمیعاً زمین کی ساری کی ساری چیزیں تمہارے لئے پیدا کی گئیں ہیں۔ یہ انسانی زندگی بڑی قیمتی ہے۔ اس زندگی کے قیام و بقاء اور نشو و نما کے لئے یہ سب سامان خدا نے بنایا ہے۔ اگر زندگی اس نے دی ہے تو اس کو یاد آور کرنے کے لئے یہ سامان بھی پیدا کئے ہیں۔

### زمین کا تعلق آسمان سے

ثم استوٰی الی السماء۔ زمین پر زندگی کے بقاء کے سامان پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے آسمان کی طرف توجہ کی۔ فسوّٰھن سبع سمٰوات پھر سات آسمان بنائے ان کا تعلق زمین کے ساتھ ہے اگر آسمان کا تعلق زمین سے منقطع ہو جائے تو سردی کی وجہ سے تمام چیزیں جم جائیں گی۔ لہذا زندگی کی بقا کے لئے زمین و آسمان کا تعلق ضروری ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے کائنات میں برکات اور رونق نظر آتی ہیں۔ اگر آسمان ناراض ہو جائے، تو زمین کی زندگی ختم ہو جائے۔ اس کی خفگی سے کبھی سیلاب آ جاتے ہیں کبھی زلزلے اور طوفان آ جاتے ہیں۔ کبھی وبائیں پھوٹ پڑتی ہیں۔ ہمارے سامنے کی بات ہے کہ مشرقی پاکستان میں سمندری طوفان سے ایک قیامت ٹوٹ پڑی اور ہزاروں انسان موت کا شکار ہو گئے۔ تو زمین سے اُٹھ کر آسمان کی طرف دیکھو۔ بذاتِ خود زمین کچھ چیز نہیں نہ زمین کچھ پیدا کر سکتی ہے۔ جب تک آسمان کا اس سے تعلق نہ ہو۔ آسمان کی بارش آتی ہے تو روئیدگی پیدا ہوتی ہے۔

## سورج اور ہوا کا اثر زمین پر

آسمان کا سورج غلہ جات نکالتا ہے سورج کی حرارت سے ہی درخت حیوان اور انسان زندہ رہتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ سو میل تک ہوا ہے۔ ہوا پر زندگی کا مدار ہے۔ زمین ایک تو اپنے محور کے گرد گھوم رہی ہے۔ دوسرے سورج کے گرد گھوم رہی ہے۔ ہوا اس قدر پتلی ہے کہ وہ اس گردش میں علیحدہ ہو جانی چاہیئے تھی۔ لیکن اللہ تعالے نے زمین کو کشش ثقل عطا فرما رکھی ہے جس کی برکت سے ہوا زمین سے علیحدہ نہیں کی جا سکتی۔

ہوا کے بغیر نہ پودے زندہ رہ سکتے ہیں نہ جانور۔ جاندار آکسیجن گیس کی وجہ سے زندہ ہیں۔ پودے اور درخت وغیرہ خراب ہوا کو کھا جاتے ہیں اور صاف ہوا خارج کرتے رہتے ہیں۔ یہ کتنا بڑا انتظام ہے۔ پودے کا تعلق ہماری جان سے، اول ہماری خوراک سے ہے، ہمارے فرنیچر سے ہے اور ہم اسکو جلاتے ہیں۔

## ہر چیز کے متعلق خدا تعالیٰ کا علم

ان تمام چیزوں کو بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ وھو بکل شیء علیم چونکہ ہم ہر چیز کے خالق و مالک ہیں اس لئے ہم ہر چیز کے متعلق ہر طرح کا پورا پورا علم رکھتے ہیں۔ اس بادشاہ کے انعامات کو دیکھو اور پھر اس بات کو دیکھو کہ وہ ہمارے سینوں کے خفیہ در خفیہ رازوں اور بھیدوں کو جانتا ہے کوئی کتنا ہی چالاک اور ہوشیار بنے۔ کتنا ہی باریک بین ہو، اور اپنے آپ کو کتنا ہی چالاک بنائے خدا فرماتا ہے میں تمہاری خفیہ در خفیہ باتوں اور سینہ کے رازوں کو جانتا ہوں۔

## انسانی فریب کاریاں اور حضرت نبی کریم صلعم کی پیدا کردہ پاک اور مطہر قوم

تم باریک سے باریک رنگ میں چالاکیاں کر کے مخلوق کا روپیہ چھینتے ہو خدا کو علم ہے کہ خدا کی مخلوق سے دھوکہ کرتے ہو۔ تمہارا روپیہ بڑھ رہا ہے لیکن مخلوق پہ ظلم ہو رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پیدا کی جس کا اندرونہ اور بیرونہ پاک تھا۔ طہارت جسمی بھی تھی اور قلبی بھی۔ کاروبار میں بھی طہارت تھی اور لین دین میں بھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کا فلسفہ سمجھا اور بیان کیا اور ایک ایسی قوم پیدا کی۔ جس کے معاملات میں تزکیہ و طہارت نظر آتی تھی

## صدق مقال اور اکل حلال سے دل منور ہوتا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ امام بھی تھے اور تاجر بھی۔ ایک کارندے نے ان کی دوکان سے کپڑے کا ایک تھان فروخت کر دیا۔ آپ نے کہا کہ اس تھان میں داغ تھا۔ اس کو پوری قیمت پر نہ بیچنا چاہیئے تھا۔ ان کو یقین تھا کہ پاک طیب روٹی پیٹ میں جانی چاہیئے۔ زبان پر صدق اور پیٹ میں حلال جب روٹی دل کے اندر نور پیدا کرتی ہے ذالک ینوّر القلب جس نے حرام کی روٹی کھائی اور زبان کی چالاکی سے مخلوق خدا کو دھوکہ دیا اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔ وہ خدا سے اپنے تعلق کو قطع کر لیتا ہے وھو بکل شیء علیم۔ اللہ تعالے کا علم بڑا باریک ہے۔ ہر ایک شئے کا وہ علم رکھتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مسلمان قوم تزکیہ اور طہارت حاصل کرے۔ اس کے اٹھنے بیٹھنے۔ لین دین کرنے اور کاروبار چلانے سے پتہ لگ جائے کہ مسلمان کون ہے۔ علاوہ اس کی عملی زندگی دوسروں کو تبلیغ کرتی رہتی ہے۔

## حضرت مرزا صاحبؒ کی پیدا کردہ جماعت

اس مقصد کو دہرانے کے لئے حضرت مرزا صاحبؒ تشریف لائے اور انہوں نے بھی ایک پاکباز جماعت پیدا کی۔ اس جماعت پر قرآن کریم اور حضور نبی کریم صلعم کا احسان ہے جن کی تعلیمات کو واضح کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحبؒ مجدد بنا کر بھیجے گئے۔ اس طرح ہم پر دو طرح کے احسان کئے یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اور ان کے غلام حضرت مجدد زمانؒ کے باعث۔ اس لئے واجب ہے کہ جماعت سے تعلق رکھنے والے غیرت سے کام لیں اور اپنی زندگیوں میں طہارت و تزکیہ پیدا کریں۔



# قرارداد تعزیت

## دربارہ وفات جناب شیخ فضل الرحمٰن صاحب۔

## منجانب جماعت احمدیہ ملتان

جمعۃ المبارک۔ مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۷۰ء جماعت احمدیہ ملتان کا یہ خصوصی اجلاس جو صدر جماعت ملتان جناب محمد شریف خان صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا حضرت الحاج شیخ میاں فضل الرحمٰن صاحب کی وفات حسرت آیات پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ امام الزمان مجدد صد چہاردہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسیہ اور روحانی طاقت نے اس مادہ پرستی کے دور میں جو پاکیزہ روح چند نفوس میں پھونک کر انہیں فرش سے عرش تک پہنچا دیا تھا، ان مقدس اور پاکیزہ وجودوں میں سے ایک حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور تھے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ اور شمائل طیبہ اس قدر تھے کہ ان کے بیان کرنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے دین اسلام کی برتری اور بہبودی اور اشاعت اسلام اور تعلیمات قرآنیہ کی ترویج کے لئے ہر آن اللہ تعالے کے دیئے گئے اموال کو بے دریغ خرچ کرتے رہنا آپ کا بہترین شغل تھا اور اس میں آپ حد درجہ روحانی کیف و سرور محسوس فرماتے تھے اور احمدیت کی تاریخ گواہ ہے کہ باغ احمدیت کے چند ثمر آور درخت جو اشاعت اسلام کے میدان میں اچھے اچھے پھل اور پھول پیش کرتے رہے آپ ان چند نادر روزگار درختوں میں سے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ باقی ہمیشہ وہی چیز رہتی ہے جو نافع الناس ہو اسی لئے اللہ تعالے کا حکم ہے کہ جو لوگ خدا تعالے کی راہ میں قربانیاں پیش کرتے ہوئے اس جہان فانی سے رخصت ہوتے ہیں انہیں مردہ مت کہو ان کی یاد اول ان کی اعمال حسنہ سے بھرپور زندگی عطا کر دیتی ہے آج گو حضرت میاں صاحب ہم میں موجود نہیں ہیں مگر وہ اپنی خوبصورت اور حسین روحانی زندگی کے لئے ہم میں سے ہر ایک کے دل میں زندہ و تابندہ ہیں اور یہی انسانی زندگی کا معیار ہے کہ وہ مر کر بھی زندہ رہے اور اپنی یاد پیچھے چھوڑ جائے جو کبھی بھی قلوب سے محو نہ ہو سکے۔

جماعت کا یہ اجتماع ان کے انتقال پرملال پہ جہاں رنج و غم کا اظہار کرتا ہے وہاں ان کے اعزہ اور اقرباء خصوصاً غمزدہ اولاد سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ وہ حضرت میاں صاحب کو اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے اور اپنے خاص قرب سے نوازے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل کی نعمت عطا فرمائے۔ آمین۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالے آپ کی اولاد کو آپ کے حسین نقوش قدم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ یہ امر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نقش بر دیوار رہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ جس قدر خوبصورت، نافع الناس اور ثمردار درخت وہ خود تھا اسی قدر اس کی اولاد اپنے اندر روحانی حسن و جمال پیدا کرے اور اسے ہی اپنی زندگی کا نصب العین بنائے اور اپنے والد کی زندگی کو ہر دم مشعل راہ بنائے رکھے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ میں جو مقام حضرت میاں صاحب مرحوم کو حاصل تھا اس لحاظ سے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس خدائی عمارت کا ایک مضبوط ستون اپنی جگہ چھوڑ گیا ہے۔ مگر ایک پاک اور نیک نمونہ اور ستاروں سے سجی ہوئی راہ پیچھے چھوڑ گیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اس راہ کو ہمیشہ جگمگاتے رکھیں اور اس بات کو مدنظر رکھیں کہ اس زندگی کا اصل مقصد وہ ہے جسے حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور نے تمام عمر اپنائے رکھا یعنی رضائے الٰہی۔

(۱) نقل بخدمت آنریری جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

(۲) نقل بخدمت جناب میاں رشید احمد صاحب ملز اوز ملتان۔

(۳) نقل بنام ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔

محترم شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مبلغ انگلستان

# پیغامِ احمدیت

## کتاب "قادیانی مذہب" کے اعتراضات پر تبصرہ

### فصل ساتویں۔ قسط نمبر ۸

### (۲۵) قادیان کی مسجد

فصل ساتویں۔ ص۳۶۱

خلاصہ اعتراض:۔

من دخلہٗ کان اٰمِنًا۔ یعنی یہ امن کا مقام ہے یہی خصوصیت ساری دنیا میں صرف خانہ کعبہ کو ہی حاصل ہے (بحوالہ نکات القرآن حصّہ سوم ص۲۶ مرتبہ مولینا محمد علی صاحب) مرزا صاحبؑ الہام کی بنا پر یہی صفت اپنی قادیانی مسجد کی قرار دیتے ہیں۔ (بحوالہ براہین ص۵۵۸ حاشیہ در حاشیہ تصنیف حضرت مرزا صاحبؑ)

---

حضرت مرزا صاحبؑ اپنا الہام الم نجعل لک سھولۃً فی کل امر بیت الفکر و بیت الذکر و من دخلہٗ کان اٰمِنًا۔ درج کرکے اس کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

"کیا ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی۔ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا۔ اور جو شخص بیت الذکر میں باخلاص و قصد تعبد و صحت نیت و حسن ایمان داخل ہوگا وہ سوئے خاتمہ سے امن میں آجائے گا۔ بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے۔ اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے"

(براہین احمدیہ ص۵۵۸ حاشیہ در حاشیہ)

معلوم ہوا کہ حضرت مرزا صاحبؑ جس مسجد کا ذکر فرما رہے ہیں وہ ان کے اپنے الہام کی مصداق ہے یہ امر طفیلی اور ظلی ہے۔ اس لئے کہ کامل متبع کے تمام کمالات و مراتب کا سرچشمہ نبی کریم صلعم ہیں نہ کہ اس کی اپنی ذات۔ جس طرح حضور صلعم کی بعض صفات ظلی طور پر آپ کے متبعین کو حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی طرح خانہ کعبہ کی صفات بھی ظلی طور پر دوسری مساجد کو حاصل ہو سکتی ہیں۔

### (۳۲) بحث سے گریز

فصل ساتویں۔ ص۳۶۵

خلاصہ اعتراض:۔

برنی صاحب کے تین اقتباسات پیش کرنے سے مراد یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے مختلف اوقات میں پیر مہر علی شاہ صاحب، مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی ابراھیم صاحب سیالکوٹی سے مختلف مسائل پر بحث کرنے سے گریز فرمایا۔

---

حضرت مرزا صاحبؑ نے جب مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا تو مخالفت کی آگ بہت بھڑک اٹھی۔ مولویوں نے مسیحؑ کے آسمان پر زندہ ہونے پر بہت زور دیا۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے تحقیق حق کی غرض سے تمام علماء پنجاب و ہندوستان کو مباحثہ کے لئے پکارا۔ مولوی صاحبان گالیاں دینے اور پھبتیاں کسنے میں تو بہت مشتاق تھے لیکن جب سنجیدگی سے مباحثہ کی بات چیت ہونے لگی تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے کہ کسے آگے کیا جائے۔

جب حضرت مرزا صاحبؑ ۱۸۹۱ء میں لدھیانہ تشریف لے گئے تو وہاں مولویوں نے سخت شور و شر برپا کیا اور گالیوں کے بھرے ہوئے اشتہارات شائع کئے۔ کچھ مولوی لدھیانہ کے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے مرید تھے انہوں نے اپنے مرشد کی طرف رجوع کیا تو وہاں سے یہی ارشاد ہوا کہ کوشش یہی کی جائے کہ مباحثہ کو ٹال دیا جائے۔ خصوصاً وفات و حیات مسیح علیہ السلام میں ہرگز بحث نہ کی جائے ہندوستان کے حنفیوں کے بڑے قائد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جیسے لوگوں کی نظریں ان ہی کی طرف لگ رہی تھیں۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی جوان کے ہم وطن تھے اور حضرت مرزا صاحبؑ کے مریدوں میں سے تھے اس بات کے خواہشمند ہوئے کہ اگر حضرت مرزا صاحبؑ اجازت دیں تو وہ مولوی صاحب کو خط لکھ کر بحث کے لئے آمادہ کریں۔ الغرض مولوی صاحب کو خط لکھا گیا تو اس کا جواب یہ آیا:۔

"میں اس بات کا افسوس کرتا ہوں کہ تم مرزا کے پاس کہاں پھنس گئے۔ تمہارے خاندان گھرانے میں کس چیز کی کمی تھی اور میں بحث کو مرتبانے منظور کرتا ہوں لیکن تقریری اور صرف زبانی تحریری مجھ کو ہرگز منظور نہیں اور عام جلسہ میں بحث ہوگی اور وفات و حیات مسیحؑ میں کہ یہ فرع ہے بحث نہیں ہوگی بلکہ بحث نزول مسیح میں ہوگی جو اصل ہے"

اس کا جواب حضرت مرزا صاحبؑ نے یہ لکھوایا کہ مباحثہ میں خلط مبحث کرنا ٹھیک نہیں بحث تحریری ہونی چاہیئے تاکہ حاضرین کے علاوہ غائبین کو بھی پورا پورا حال معلوم ہو سکے۔ نیز نزول مسیح اصل کیونکر ہے۔ اصل مسئلہ تو وفات و حیات مسیحؑ ہے اگر حیات مسیحؑ کی ثابت ہوگئی تو نزول بھی ثابت ہوگیا اور ہمارا دعوے مسیحیت کا خود بخود باطل ہوگیا۔

گنگوہ سے جواب آیا:۔

"نزول مسیحؑ اصل ہے۔ مرزا صاحب اصل کو فرع اور فرع کو اصل بنا رہے ہیں اور مباحثہ تقریری ہوگا تحریری نہیں ہوگا۔ اور ہمیں غرض ہی کیا ہے کہ اس بحث میں پڑیں"

جب حضرت مرزا صاحبؑ نے کسی طرح سے مولوی صاحب کو آمادہ کرنا چاہا۔ تو وہاں سے پھر گھبرایا جواب ملا:۔

"تقریر صرف زبانی ہوگی لکھنے یا کوئی جملہ نوٹ کرنے کی کسی کو اجازت نہیں ہوگی۔ اور حاضرین میں سے جس کے جی میں جو آوے گا دفع شک کے لئے بولے گا۔ میں لاہور نہیں جاتا۔ مرزا جیسے بہار نپور آجائے میں بھی سہارنپور آجاتا ہوں۔"

اس خط و کتابت کا جو نتیجہ نکلنا تھا وہ ظاہر ہے تفصیلات دیکھنی ہوں تو پیر سراج الحق نعمانی کی کتاب تذکرۃ المہدی میں دیکھیئے۔

### مولوی غلام نبی صاحب خوشابی کے لیکچر

لدھیانہ میں ایک مولوی غلام نبی صاحب خوشابی نے جابجا حضرت مرزا صاحبؑ کے خلاف وعظ کہنے شروع کر دیئے۔ لوگوں نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا۔ وہ آیت پر آیت اور حدیث پر حدیث پڑھ پڑھ کر حیات مسیحؑ پر استدلال کرتے اور لوگوں کے تحسین و آفرین کے نعروں سے جلسہ گاہ گونج اٹھتا۔ جس جلسہ کا ذکر ہو رہا ہے وہ حضرت مرزا صاحبؑ کی قیام گاہ کے قریب ہی منعقد ہو رہا تھا۔ ادھر جلسہ ختم ہوا اور حضرت صاحبؑ زنانہ مکان سے مردانہ مکان کی طرف جانے کے لئے نکلے تو مولوی صاحب سے مٹھ بھیڑ ہوگئی۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے السلام علیکم کہہ کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اور انہیں اپنے ساتھ ہی مردانہ مکان میں لے گئے۔ باہر مولوی لوگ اور حاضرین چہ میگوئیاں کرنے لگے۔

مولوی صاحب نے بڑی حماقت کی جو مرزا کے ساتھ چلے گئے۔

مرزا جادوگر ہے خبر نہیں کیا کریگا

مرزا بڑے پیسے والا ہے اور مولوی لوگ لالچی ہوتے ہیں۔

نہیں نہیں مولوی صاحب مرزا کی خبر لینے گئے ہیں۔

دیکھنا مرزا کی کیا گت بنتی ہے۔ وغیرہ

باہر یہ چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں اور اندر مولوی صاحب ادب کے ساتھ حضرت مرزا صاحب سے گفتگو میں مصروف تھے۔ دو چار باتیں ہوئی تھیں کہ ان کے ذہن سے پردہ ہٹ گیا، کہنے لگے:۔

"معاف فرمایئے میری غلطی تھی جو کچھ آپ فرماتے ہیں وہی صحیح ہے قرآن مجید آپ کے ساتھ ہے"

حضرت اقدسؑ نے فرمایا جب قرآن مجید ہمارے ساتھ ہے تو آپ کس کے ساتھ ہیں؟

مولوی صاحب اس بات پر رو پڑے اور عرض کیا:۔

"یہ گنہگار بھی حضور کے ساتھ ہے"

اس کے بعد آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

جب بہت دیر ہوگئی تو باہر کے لوگوں نے شور ڈالا۔ مولوی صاحب نے کہلا بھیجا:۔

"میں نے حق دیکھ لیا اور حق پا لیا۔ تم بھی اگر چاہو تو آجاؤ اور اس امام کو مان لو"

جب یہ پیغام باہر پہنچا تو لوگوں نے کافر کافر کا شور مچایا۔ لوگ کہنے لگے ہم نہ کہتے تھے مرزا جادوگر ہے۔

مولوی صاحبان جو موجود تھے وہ یوں گویا ہوئے:۔

"غلام نبی جاہل تھا کبھی ہم سے مرزا کو واسطہ پڑے تو آٹے دال کا بھاؤ یاد آجائے"

کہاں مولوی غلام نبی صاحب حضرت مرزا صاحبؑ کو مباحثہ کے لئے بلاتے تھے اب مامور وقت کی جماعت میں شامل ہو کر مولویوں کو مباحثہ کی

دعوت دینے لگے لیکن کوئی مولوی باہر نہ نکلا۔ سب گریز کی راہ اختیار کر گئے۔

## مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے مباحثہ

آخر کار مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لدھیانہ میں آئے ان سے حضرت مرزا صاحبؑ کا تحریری مباحثہ شروع ہوا جو تیرہ روز تک جاری رہا۔ لیکن اصل موضوع حیات و وفات مسیحؑ پر پھر بھی بحث شروع نہ ہوئی۔ حیات مسیحؑ کے متعلق قرآن میں کوئی دلیل ہو تو وہاں مولویوں کا ہاتھ پڑے یہ مباحثہ "الحق مباحثہ لدھیانہ" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

دوسرا تحریری مباحثہ دلی میں مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی ثم بھوپالوی سے ہوا جو "الحق دہلی" کے نام سے طبع شدہ ہے۔

مولوی سید نذیر حسین صاحب جو اہل حدیث کے جید علماء میں سے تھے اوپر اوپر سے مباحثہ پر آمادگی ظاہر کرتے رہے لیکن کوشش میں لگے رہے کہ مباحثہ نہ ہو تو بہتر ہے۔

اسی عرصہ میں حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنی کتاب ازالہ اوہام مکمل کر کے چھپوا دی تھی جس میں اپنے دلائل کو تفصیل سے بیان کر دیا تھا۔

## حضرت مرزا صاحبؑ کی بحث و مناظرہ سے کنارہ کشی

مولوی لوگ دراصل سنجیدگی سے بحث کرنے کے حق میں نہیں تھے۔ وہ اپنے ہم خیال عوام کو ساتھ لے کر شور و غل مچانے اور کفر کے فتوے لگانے کو ہی کمال سمجھتے تھے حضرت مرزا صاحبؑ نے ان حالات میں تنگ آ کر انجام آتھم میں اعلان فرما دیا:۔

"یاد رہے کہ معمولی بحثیں آپ لوگوں سے بہت ہو چکی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن اور حدیث سے بپایہ ثبوت پہنچ گئی ہے۔ اس طرف سے کتابیں تالیف ہو کر لاکھوں انسانوں میں پھیل گئیں ....... اور تقریری اور تحریری بحثوں کے نتیجے اچھی طرح سے کھل گئے اب پھر اسی بحث کو چھیڑنا یا فیصلہ شدہ باتوں سے انکار کرنا محض شرارت بے ایمانی ہے۔ کتابیں موجود ہیں۔ ہاں علیٰ مباہلہ کے وقت پھر ایک گھنٹہ تک تبلیغ کر سکتا ہوں، پر فیصلہ کی یہی راہیں ہیں جو میں نے پیش کی ہیں۔ اور اس کے بعد جو شخص طے شدہ بحثوں کی ناحق درخواست کرے گا میں سمجھوں گا کہ اس کو حق کی طلب نہیں بلکہ سچائی کو ٹالنا چاہتا ہے۔" (انجام آتھم

ضمیمہ ۲۵ جنوری ۱۸۹۷ء)

حضرت مرزا صاحبؑ نے بحثوں کے طریق کو چھوڑ کر اب مولویوں اور سجادہ نشینوں کو ایک اور ہی طریق کی طرف بلایا۔ اور انجام آتھم میں ان لوگوں کے نام بھی درج کر دیئے۔ سجادہ نشینوں میں سے پیر مہر علی شاہ صاحب کا نام تیرھواں اور مولویوں میں سے مولوی ثناء اللہ صاحب کا نام گیارھواں ہے (انجام آتھم ص ۷۰) اور ان سب لوگوں کو یہ کتاب پیکٹ بنا کر بھیجی گئی اور لکھا کہ اگر کسی کو نہ ملی ہو تو دوبارہ بذریعہ رجسٹری بھیج دی جائے گی۔

پیر مہر علی شاہ صاحب کو اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ حضرت مرزا صاحبؑ منقولی بحث و مباحثہ سے کنارہ کش ہو چکے ہیں۔ حضرت صاحبؑ نے پیر صاحب کو فیصلہ کے ایک سہل طریق کی طرف بلایا کہ قرعہ اندازی کے طور پر

"قرآن شریف کی کوئی سورت نکالیں اور اس میں سے چالیس آیات یا ساری سورۃ اگر چالیس آیات سے زیادہ نہ ہو لے کر فریقین یعنی یہ عاجز اور پیر مہر علی شاہ صاحب اول یہ دعا کریں کہ یا الٰہی ہم دونوں میں سے جو شخص تیرے نزدیک راستی پر ہے اس کو تو اس جلسہ میں اس سورت کے حقائق اور معارف فصیح اور بلیغ عربی میں عین اسی جلسہ میں لکھنے کے لئے اپنی طرف سے ایک روحانی قوت عطا فرما اور روح القدس سے اس کی مدد کر۔ اور جو شخص ہم دونوں فریق میں سے تیری رضا کے مخالف اور تیرے نزدیک صادق نہیں ہے اس سے یہ توفیق چھین لے.....

........... اور پھر اس دعا کے بعد عربی زبان میں اس تفسیر کو لکھنا شروع کریں اور یہ ضروری شرط ہو گی کہ کسی فریق کے پاس کوئی کتاب موجود نہ ہو اور نہ کوئی مددگار ہو گا.......

..........

اور جب فریقین لکھ چکیں تو دونوں تفسیریں بعد دستخط اہل علم کو جن کا اہتمام حاضری و انتخاب پیر مہر علی شاہ صاحب کے ذمہ ہو گا سنائی جائیں گی۔ اور ان ہر سہ مولوی صاحبان کا یہ کام ہو گا کہ وہ حلفاً یہ رائے ظاہر کریں کہ دونوں تفسیروں اور دونوں عربی عبارتوں میں سے کونسی تفسیر اور عبارت تائید روح القدس سے لکھی گئی ہے ............ اور مجھے منظور ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب اس شہادت کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی اور مولوی عبداللہ پروفیسر لاہوری کو یا کوئی اور تین مولوی منتخب کریں جو ان کے مرید اور پیرو نہ ہوں ............

پس اس طرز کی تین مولویوں کی گواہی سے اگر ثابت ہو گیا کہ درحقیقت پیر مہر علی شاہ صاحب تفسیر اور عربی نویسی میں تائید یافتہ لوگوں کی طرح ہیں.......... تو...... میں اپنی تمام کتابیں جو اس دعوے کے متعلق ہیں جلا دوں گا اپنے تئیں مخذول اور مردود سمجھوں گا۔"

(اشتہار مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء)

## مخالف کا مباحثہ پر اصرار

پیر مہر علی شاہ صاحب اس اشتہار کو پڑھ کر بہت سٹ پٹائے خیر سوچ سمجھ کر ایک گریز کی راہ نکالی جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو جواب دیا ہم کو سب شرطیں منظور ہیں مگر ایک شرط ہماری بھی ہے۔ پہلے آپ سے دعاوی مہدی اور مسیح موعود پر ایک تقریری مباحثہ بالمشافہ ہو گا جس کے حکم مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی اور مولوی عبداللہ ٹونکی ہوں گے اگر وہ فیصلہ ہمارے حق میں دے دیں گے تو آپ اپنے دعوے مہدویت و مسیحیت سے تائب ہو کر ہمارے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اس کے بعد آپ کو اجازت ہو گی کہ تفسیر نویسی میں بھی مقابلہ کر لیں۔

سبحان اللہ کیا اچھا طریق نکالا ہے پہلے تقریری مباحثہ ہو جس کے حکم حضرت مرزا صاحبؑ کے مخالف مولوی ہوں۔ ان کے فیصلہ پر حضرت مرزا صاحبؑ پیر صاحب کی بیعت کر لیں اور اس کے بعد پیر صاحب سے عربی تفسیر میں مقابلہ ہو، کہنے کو تو پیر صاحب نے حضرت مرزا صاحبؑ کی تمام شرائط مان لی تھیں بس ایک چھوٹی سی شرط اپنی بھی رکھ دی۔ اب حضرت مرزا صاحبؑ اگر اس چھوٹی سی ایک ہی شرط کو نہ مانیں تو پیر صاحب اس ڈھنڈورا پیٹنے میں کیوں حق بجانب نہیں کہ حضرت مرزا صاحب بحث سے گریز کر گئے۔ العجب!!

جس طرح مولوی رشید احمد گنگوہی کو اصرار تھا کہ مباحثہ تقریری ہو، پیر مہر علی شاہ صاحب بھی تقریری بحث پر مصر تھے۔ پیر صاحب کے مریدوں نے ساتھ ہی پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ پیر صاحب تقریری مباحثہ کے لئے لاہور آ رہے ہیں۔ ۲۴ اگست ۱۹۰۰ء کو بڑی دھوم دھام سے اپنے مریدانِ خاص کو لے کر لاہور پہنچ بھی گئے اور جب حضرت مرزا صاحبؑ کے مریدوں نے جو لاہور میں تھے اصل مقابلہ یعنی عربی میں تفسیر نویسی کے متعلق یاد دہانی کرائی تو پیر صاحب نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ یہ حالات تھے جن کے بارے میں حضرت مرزا صاحبؑ نے اربعین نمبر ۴ ص ۱۹-۲۰ پر وہ باتیں لکھیں جن کو برقی صاحب بحث سے گریز قرار دے رہے ہیں۔ حضرت اقدسؑ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"وہ لوگ بھی اپنی ضد کو چھوڑ نہیں سکے کیونکہ میرے مقابل پر جھوٹی کتابیں شائع کر چکے ہیں اور اب ان کو رجوع امر من الموت ہے تو پھر ایسی حالت میں بحث سے کونسا فائدہ مترتب ہو سکتا ہے اور جس حالت میں میں نے اشتہار دے دیا کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کروں گا تو انصاف اور نیک نیتی کا تقاضا یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی نہ لیتے۔ کیا میں اپنے عہد کو توڑ سکتا تھا؟ پھر اگر مہر علی شاہ صاحب کا دل فاسد نہیں تھا تو اس نے ایسی بحث کا مجھ سے کیوں درخواست کی جس کو میں عہد مستحکم کے ساتھ ترک کر بیٹھا تھا۔"

برقی صاحب نے عبارت یہاں تک پہنچ کر ختم کر دی ہے۔ ہم قارئین کو ذرا آگے لئے چلتے ہیں تاکہ "بحث سے گریز" کی صحیح حقیقت قارئین کے سامنے آ جائے:۔

"اور اس درخواست میں لوگوں کو یہ دھوکہ دیا کہ گویا وہ میری دعوت کو قبول کرتا ہے دیکھو یہ کیسے عجیب مکر سے کام لیا اور اپنے اشتہار میں لکھا کہ اول منقولی بحث کرو۔ اور اگر شیخ محمد حسین بٹالوی اور اس کے دو رفیق قسم کھا کر کہہ دیں کہ عقائد وہی صحیح ہیں جو مہر علی پیش کرتا ہے تو بلا توقف اسی مجلس میں میری بیعت کر لو۔"

آگے چل کر حضرت مرزا صاحبؑ فرماتے ہیں:۔

"میں بصیرت سے دعوت کرتا ہوں اور یہ لوگ ظن پر بھروسہ کر کے میرا انکار کر رہے ہیں اور ان کی نکتہ چینیاں بھی اسی غرض سے ہیں کہ کسی جگہ ہاتھ پڑ جائے۔ اے نادان قوم! یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے۔ تم خدا سے مت لڑو۔ تم اس کو نابود نہیں کر سکتے اس کا ہمیشہ بول بالا ہے.............. اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اس سلسلہ کے بے قدری سے نہ دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کے لئے پیدا ہوا ہے اور یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور کوئی پوشیدہ ہاتھ اس کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ سلسلہ کب کا تباہ ہو

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

# ساؤتھمپٹن (انگلینڈ) میں عید الفطر

## دو سو مرد اور عورتوں کا اجتماع

ساؤتھمپٹن میں میرا قیام عارضی تھا۔ میری دو بیٹیاں یہاں مقیم تھیں ان کا عرصہ سے اصرار تھا کہ میں اُن سے ملنے آؤں آخر ان کا اصرار میرے انکار پر غالب آیا اور میں مئی گذشتہ میں یہاں آپہنچا اور ارادہ یہی تھا کہ گرمیوں کے دن گذار کر ستمبر میں واپس چلا جاؤں گا گھر والوں کے سوا یہاں کوئی احمدی اور شناسا نہ تھا کچھ دن اسی گمنامی اور تنہائی میں گزر گئے رفتہ رفتہ تنہائی رخصت ہونے اور واقفیت آگے بڑھنے لگی۔ کچھ لوگوں نے ایک جگہ درس قرآن مجید دینے کی فرمائش کی۔ اول تو مسلمانوں کی یہاں قلت پھر تعلیم کی کمی اور پھر پاکستان کی طرف سے سیاسی آندھیاں شیعہ سُنی وہابی وغیرہ وغیرہ کے علاوہ سندھی، سرحدی، بنگالی اور پنجابی مسلمانوں کو ایک دوسرے سے کوسوں دُور لے جا رہی ہیں جہاں دو مسلمان ملتے ہیں ان میں کلمہ طیبہ کا رشتہ کہا جاتا ہے کہ اب بھائی بھائی بننے والا نہیں وہاں ان حالات میں لوگ دین کے بارہ میں سننے کم ہیں اور سوچتے بالکل نہیں۔ تاہم لوگوں نے درس میں دلچسپی لینی شروع کر دی دوسری طرف پاکستان سٹیٹ بنک کا اس امر میں کافی لمبا ہاتھ تھا کہ مجھے جلد واپس جانے کی اجازت نہ ملے اس کا تقاضا تھا کہ میں یہاں سے پونڈ کما کر واپسی کا ٹکٹ خریدوں یہاں کد یہ تھی کہ میں مستقل پاکستانی ہوں ٹکٹ لوں گا تو پاکستانی سکہ سے لوں گا اس تکرار اور اصرار کا نتیجہ یہ ہوا کہ رمضان مجھے یہاں ہی گذارنا پڑا ادھر درس سننے والوں کا اصرار بھی بجا تھا کہ رمضان کا درس دیا ہے تو عید کا خطبہ بھی سنا کر جائیں۔ چنانچہ ۲۹؍ نومبر اتوار کے روز عید کی نماز پڑھی اور عید کا خطبہ دینا پڑا۔ میری اس میں کوئی خوبی نہیں۔ خوبی اور ہمت اعلان اور انتظام کرنے والوں کی ہے کہ اس دیارِ غیر میں ۲۰۰ مرد اور عورتوں نے اس میں شرکت کی اور خطبہ شوق سے سُنا۔ خطبہ کا خلاصہ بلکہ خلاصہ در خلاصہ یہ ہے۔ قرآن مجید کی آیت یسئلونک عن الاھلۃ کی تلاوت کے بعد کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پورے ایک ماہ کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے ۵ طویل آیات کے اندر بیسیوں احکامات روزہ موثر بنانے کے لئے دیدیئے۔ چاہیئے یہ تھا کہ عید بھی ایک ماہ منانے کا حکم دیا جاتا یا کم از کم ایک ہفتہ کہ ہماری عید کرسمس سے کم نہ ہوتی مگر حیرانی کی بات تو یہ ہے کہ روزوں کا بار بار ذکر کرنے کے بعد قرآن مجید نے عید کا نام تک نہیں لیا۔ فرمایا تو یہ فرمایا تجھ سے ہلالوں کے بارہ میں سوال کرتے ہیں ہمیں سوال کی اجازت ہوتی تو ہم عید کے بارہ میں پوچھتے کہ عید کیسے منائی جائے پھر سوال یا تو بغرض تحقیق ہوتا ہے یا بطور اعتراض یا اس کے متعلق احکامات اور اس کا فلسفہ دریافت کیا جاتا ہے سوال میں اس کی تفصیل نہیں مگر جواب کی خوبی یہ ہے کہ ہر قسم کے سوال کا جواب اس میں موجود ہے۔ میں نے اپنے درس قرآن میں بتایا تھا کہ قرآن مجید کی بیشتر آیات سمجھنے کے تین زاویے ہیں۔ ۱۔ الفاظ کی خوبصورت ترتیب جسے کلام کا حسن (جسے Aesthetic View) کہا جاتا ہے (۲) کلام محض شاعرانہ نہ ہو اس کے اندر فلسفہ اور حکمت ہو جسے ........ Philosophic view کہتے ہیں (۳) اخلاق اور تہذیب پر اثر انداز ہونا۔ حسن کلام کے ان تین زاویوں کو مدنظر رکھ کر زیر بحث آیت کا مطالعہ کیجئے ارشاد ہوتا ہے ہلالوں کے بارہ میں تجھ سے سوال کیا جاتا ہے ہلال نئے مہینہ کا چاند ہے جیسے یہاں نیا چاند ( new moon ) کہا جاتا ہے۔ نیا چاند سُن کر خیال پیدا ہوتا ہے پرانا چاند کہاں گیا اس کے لئے پرانی قوموں کے خیالات اور روایات دہرانے کا وقت نہیں قرآن مجید نے اسے نیا چاند نہیں کہا بلکہ ہلال نام دیا جسے نئے مہینہ کا اعلان۔ اسلام سے پیشتر اکثر قوموں میں رواج تھا۔ چاند نکلتا تھا تو نقاروں اور ناقوسوں کے ذریعہ اس کا اعلان ہوتا تھا انگریزی میں ہیلو یا ہالو۔ اعلان کا نام ہے جو فون کی وجہ سے عالمگیر ہوگیا ہے آپ جانتے ہیں اعلان اعلان کرنے والے کی حیثیت کے مطابق ہمیں خبردار کرتا ہے یہ ہلال کا ہالو اللہ تعالیٰ کا ہالو ہے خبردار ہو جاؤ نیا مہینہ شروع ہوگیا ہے۔ علمی رنگ میں ہلال تین کُرّوں سورج۔ چاند اور زمین کی گردش کا نتیجہ ہے۔ یعنے کتنا بڑا اہتمام ہے جو اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ یہ تقسیم اوقات کا اہتمام قدرتی ہے دوسرا اہتمام لوگوں کا بنایا ہوا ہے جو کانونشل Conventional کہلاتا ہے دسمبر ۳۱ دن کا جنوری ۳۱ دن کا فروری ۲۸ کا کیوں ہو قدرت میں اس کی کوئی دلیل نہیں پھر اس سنہ عیسوی میں چھ سال کی غلطی ہے مسیحؑ کی پیدائش کا سنہ مہینہ اور تاریخ سب غلط ہے پھر وقت کی اس تقسیم کو اللہ تعالیٰ نے مواقیت کہا ہے جو میقات کی جمع ہے اور اس کے معنے وقت مقرر اور وعدہ مقرر اور جگہ مقرر کے ہیں ہر ہلال عین حساب کے مطابق اور مقام مقرر پر طلوع ہوتا ہے اس حساب میں یا سال بھر کی لمبی گردش میں ایک منٹ کی کمی بیشی نہیں ہوتی۔ ان ہلالوں میں سے ایک ہلال عید کا بھی ہے عید کے معنی ہیں بار بار لوٹنے والی خوشی۔ اور خوشی اچھے کھانے اچھا پہننے اور فلم دیکھنے کی نہیں بلکہ کوئی نیک کام کرنے۔ کوئی بدی چھوڑنے۔ اور کسی کے ساتھ نیک سلوک کی خوشی ہو سکتی ہے جو آج کے دن کر دا اس کے بعد گھروں میں دروازوں سے داخل ہونے اور پیٹھ کی طرف سے نہ آنے کا ذکر ہے میرے نزدیک یہ دروازے مہینہ کے ہیں ہر کام کو اس کے ٹھیک وقت پر کرنا وقت کو ضائع نہ کرنا۔ اور مقررہ ٹائم ٹیبل کے مطابق کام کرنا یہ دین و دنیا دونوں میں فلاح حاصل کرنے کے دروازے ہیں جس کا اعلان ہلالِ عید کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

---

[1] ملکہ وکٹوریہ کا خاوند ایک رات دروازہ بند کر کے سو گیا ملکہ نے آدھی رات ہیلو کیا۔ خاوند نے آواز دی۔ کون ہے ملکہ نے کہا تمہاری بیوی تمہاری پیاری۔ جتنے پیار اور محبت کے الفاظ تھے دوہرائے مگر خاوند نے دروازہ نہ کھولا۔ بالآخر ملکہ نے ڈانٹ کر کہا ملکہ انگلستان تمہیں حکم دیتی ہے دروازہ کھولو تو خاوند نے جھٹ دروازہ کھول دیا۔

---

## ماسٹر محمد عبداللہ صاحب کا عطیہ

ـــــ ماسٹر محمد عبداللہ صاحب نے کیمبلپور سے یکصد روپیہ بطور عطیہ اشاعت اسلام اس خوشی میں انجمن کو ارسال کئے ہیں کہ انکی لڑکی سلمہ عبداللہ بی اے میں کامیاب ہوئی ہیں۔ نیز انکے فرزند ظفر اقبال صاحب کا رشتہ میجر عبداللطیف صاحب کی ہمشیرہ ذکیہ بیگم صاحبہ سے ہوا ہے۔

---

# دو مظلوم شخصیتیں

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۰)

اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم دین ہونے کے اور کوئی دعوے بالمقابل نہیں۔ اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افترا کرتا ہے ہم اپنے نبی کریمؐ کے ذریعہ فیض و برکات پاتے ہیں۔ اور قرآن کریم کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے۔ سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے ورنہ وہی خدا تعالےٰ کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا۔ اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابلِ مواخذہ ہے۔ زیادہ خیریت۔ والسلام

(خط حضرت مسیح موعودؑ مندرجہ الحکم مؤرخہ ۱۷؍ اگست ۱۸۹۹ء)

---

# اخبار احمدیہ

## اعلانِ نکاح

ـــــ مؤرخہ ۴؍ دسمبر ۱۹۷۰ء کو جناب میاں عبدالرحمٰن صاحب ریٹائرڈ ایس۔ ڈی۔ او۔ مسلم ٹاؤن لاہور کے صاحبزادہ محمد عبدالوہاب صاحب انجنیئر کا نکاح مسماۃ لیڈی ڈاکٹر سیدہ خالدہ سلطانہ دختر جناب سید محمد اسمٰعیل صاحب کراچی سے بعوض پانچ ہزار روپیہ حق مہر منعقد ہوا۔ جناب میاں صاحب موصوف نے اس خوشی میں دس روپے اشاعت اسلام کے لئے مرکزی انجمن کو اور پانچ روپے مقامی جماعت احمدیہ لاہور کو بیوگان کے فنڈ کے لئے عنایت فرمائے۔ جزاک اللہ

دعا ہے کہ یہ تعلق جانبین کے لئے موجب برکت اور موجب خوشنودی ہو۔

خاکسار۔ احمد گل

# آپ کے خطوط

## خدماتِ دینیہ میں استقامت کے لئے دُعا

بوساطت جناب آنریری جنرل سیکرٹری
جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

بندہ تقریباً بیس سال سے تبلیغ دین کے سلسلہ میں احمدیہ بلڈنگس میں مقیم ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کا لٹریچر اور کتب شائع کردہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام تقسیم کرنے کا کام کر رہا ہے۔ اللہ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے توفیق بخشی کہ مغربی پاکستان کے تقریباً ہر قصبہ میں جا کر لٹریچر تقسیم کرتا رہا، باوجود ہر طرح کی مصائب و مشکلات کے اور بغیر انجمن کے کرایہ وغیرہ، خراجات دینے کے محض اللہ اس خدمت کو سر انجام دیتا رہا۔ اور بعض قریبی رشتہ داروں کی اموات اور برادر بزرگوار اور ان کی اہلیہ کی وفات کی وجہ سے ان کے بچے بھی یتیم ہو گئے مگر یہ تمام مصائب میری خدمتِ دین میں حائل نہ ہو سکے۔

(۱) ان مصائب کے متعلق ربّ کائنات کے حضور دعائیں بھی کرتا رہا۔ حسبِ توفیق ایک عدد جلد قرآن شریف اور ایک عدد مصلّے قالینی ریشمی جو بموقع حج مکہ معظمہ سے خرید کئے تھے جامع مسجد احمدیہ) احمدیہ بلڈنگس کے لئے پیش کئے ہیں۔

(۲) اور مبلغ پانچ روپیہ مشرقی پاکستان کے سیلاب زدہ بھائیوں کی امداد کے لئے اور

(۳) پانچ روپے چندہ در تعمیر نا در منزل دفتر انجمن میں پیش کئے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی رضا کے حصول کے لئے دیئے ہیں۔

(۴) مسجد و توسیع مہمانخانہ ایبٹ آباد کے لئے بھی پانچ روپے دیئے ہیں۔

اب احباب جماعت کی خدمت میں التماس ہے کہ بندہ کے لئے دعا فرمائیں کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے جو خدمتِ دین کر رہا ہوں اس میں استقامت بخشے اور مزید توفیق مرحمت فرمائے اور میرے خاندان کو ان مصائب سے نجات دے۔ میرے مرحوم برادر بزرگوار اور ان کی اہلیہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے یتیم بچوں کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام
احقر العباد۔ حاجی اللہ رکھا
احمدیہ بلڈنگس لاہور

---

## مسلم ہائی سکول ۲ کی نابینا کلاس

کرمی ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح احمدیہ
انجمن اشاعت اسلام لاہور

السلام علیکم

مسلم ہائی سکول ۲ کی نابینا کلاس کے ایک ہونہار اور محنتی طالب علم خالد محمود نے سپلیمنٹری امتحان میٹرک میں ۴۴۸ نمبر لے کر اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

اس کی یہ شاندار کامیابی سکول کے اعلیٰ انتظام اور کارکردگی کا ایک بیّن ثبوت ہے نیز یہ کامیابی دراصل شوکت علی ملک بریل انسٹرکٹر اور سید منور حسین صاحب ہیڈ ماسٹر سکول ہذا کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔

آپ کو اس کامیابی کی اطلاع محض اس لئے دی جا رہی ہے کہ آپ ازراہ نوازش اسے اپنے مؤقر جریدہ میں شائع کر کے قوم کو یہ بتا دیں کہ یہ درسگاہ نابینا اور معذور بچوں کے لئے بھی کس قدر قابلِ قدر اور گرانقدر خدمات انجام دے رہی ہے۔ والسلام

مخلص سید خالق حسین شاف سیکرٹری سکول ہذا
شاف سیکرٹری سکول ہذا

---

## پیغامِ احمدیت

(بسلسلہ صفحہ ۳)

جاتا اور ایسا مفتری جلد ہلاک ہو جاتا کہ اب اس کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ چلتا۔ سو اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظر ثانی کرو۔ کم از کم یہ تو سوچو کہ شائد غلطی ہو گئی ہو اور شائد یہ لڑائی تمہاری خدا سے ہو۔"

(اربعین ۲ ص ۲۱-۲۰)

## برنی صاحب کی علمی خیانت

بات اس لئے طویل ہو گئی کہ برنی صاحب واقعات کو ان کے پس منظر سے ہٹا کر پیش کرنے کے عادی ہیں اور اس طرح پر ہر مقام پر قارئین کے دل پر غلط اثر پیدا کرنا چاہتے ہیں اور اس ہیرا پھیری کو ہی اپنا کمال سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جب حقائق سے پردہ اُٹھتا ہے تو امامِ وقت کے مشن پر ایک نیا ایمان پیدا ہوتا ہے۔ نہ برنی صاحب اعتراضات کی طویل فہرست تیار کرتے نہ احمدیت کے مختلف

---

محترم محمد صالح نور صاحب

# حاصلِ مطالعہ

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ۱۳۱۱ھ میں ایک شخص سید عبدالرزاق القادری نقشبندی بغدادی نے حیدرآباد دکن سے "آئینہ کمالاتِ اسلام" کے مطالعہ کے بعد ایک مکتوب بھجوایا تھا جس کے جواب میں حضورؑ نے عربی زبان میں ایک رسالہ "تحفۂ بغداد" کے نام سے شائع فرمایا اور اس کی غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے اسے اپنے حالات و عقائد اور دعاوی سے مطلع کیا۔ گذشتہ دنوں دورانِ سفر میں یہ کتاب میرے زیرِ مطالعہ آئی جس میں سے چند ٹکڑوں کا ترجمہ ہدیہ قارئین ہے۔"

## (۱) وفاتِ مسیح ابنِ مریم از رُوئے قرآن کریم

"حقیقی معنوں میں حضرت مسیح .... علیہ السلام کا نزول کیسے جائز ہو سکتا ہے جبکہ اللہ تعالےٰ نے اپنی پیاری کتاب میں فرما دیا ہے کہ وہ وفات پا گیا ہے اور اس پر موت وارد ہو چکی ہے اور فرمایا ہے:۔

(۱) اے عیسےٰ مَیں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں۔

(۲) پس جب تُو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان کا نگران تھا۔

(۳) پس روک لیتا ہے اسے جس پر موت وارد ہو جاتی ہے

(۴) اور حرام ہے اس بستی پر جس کو ہم نے ہلاک کر دیا کہ وہ نہیں لوٹیں گے اور فرمایا

(۵) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک رسول ہیں ان سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں یعنی تمام کے تمام وفات پا چکے ہیں۔ جیسے اس آیت سے حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت استدلال کیا۔ وفات اور اس کے واپس نہ آنے کے بارے میں اگر تم اللہ تعالےٰ اور اس کی آیات پر ایمان رکھتے تمہیں کیا شک باقی رہ جاتا ہے۔

اور اللہ تعالےٰ نے ہمارے رسولؐ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔ اور وحی نبوت منقطع فرما دی پس مسیح کیسے آسکتا ہے جبکہ ہمارے رسولؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا؟ کیا وہ معزولوں کی طرح نبوت سے معطل ہو کر آئے گا؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بشارت دی ہے کہ آنے والا مسیح میری اُمت میں سے ہو گا اور یہ کہ وہ مسلمانوں میں سے ہو گا۔" (ص۳)

## (۲) اپنی صداقت کے متعلق طریقِ استخارہ کی تجویز

"اگر آپ اس لمبے سفر کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو آپ کے لئے ایک اور طریق ہے۔ اگر آپ اس کو کرنا چاہیں تو سب سے پہلے میرے متعلق اپنے دل سے تمام بدظنی کو نکال دیں۔ پھر اُٹھیں اور وضو کر کے دو رکعت نماز بجا لائیں اور درود و سلام پڑھیں اور توبہ کرنے والوں کی استغفار کریں۔ اور اپنے مصلےٰ پر قبلہ رُخ ہو کر لیٹ جاویں اور اپنے مولیٰ کی مناجات میں محو ہیں اور میری باتوں کی حقیقت اور میرا حال منکشف کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ سے سوال کریں۔ پھر یہ کہتے ہوئے سو جائیں اے خبیر! مجھے احمد بن غلام مرتضیٰ قادیانی کے حالات سے آگاہ فرما۔ کیا وہ تیری درگاہ میں مردود ہے یا مقبول؟ کیا وہ ملعون ہے یا تیرا قرب اس کو حاصل ہے؟ تو یقیناً اپنے بندوں کے دلوں کی باتیں جانتا ہے اور تیری نظر سے کوئی چیز مخفی نہیں اور تو بہتر مشاہدہ کرنے والا ہے۔ اے ہمارے ربّ ہمیں اپنی جناب سے حق کی طرف مائل ہونے کا علم عطا فرما اور ایسی نظر دے جو گمراہیوں کے رستہ پر قدم زن ہونے سے بچائے اور ہمیں توفیق یافتوں میں شامل کر اور ہماری مجال نہیں کہ تیری جناب میں پیش قدمی کریں یا تیرے بندوں کے پوشیدہ احوال سے واقف ہوں۔ اے ہمارے ربّ ہمارے گناہ بخش اور معاملات میں زیادتی سے بچا اور ہماری آنکھیں کھول اور ہمیں ان لوگوں میں سے نہ کر جو تیرے اولیاء سے دشمنی کرتے ہیں یا فسادیوں سے محبت کرتے ہیں آمین ثم آمین۔ اور اے میرے بھائی یہ استخارہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کریں اور ان دو رکعتوں کے بعد نماز تہجد ادا کریں (ص۱۰)

(باقی — باقی)

## بشیر احمد سوز صاحب کی کامیابی

یہ امر موجب مسرت ہے کہ پیغام صلح کے نائب مدیر بشیر احمد سوز صاحب نے پنجاب یونیورسٹی سے اس سال ایم اے (عربی) کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں اعلےٰ نمبروں کے ساتھ پاس کیا ہے۔ الحمد للہ۔ موصوف نے اس امتحان کے ساتویں پرچے کے متبادل زائد از چار صد صفحات پر مشتمل ایک تحقیقی مقالہ بعنوان "حضرت مولانا محمد علی صاحب لاہوری — بحیثیت مفسر قرآن" رقم کیا تھا۔ جسے پنجاب یونیورسٹی نے منظور کر لیا ہے اس مبسوط مقالہ میں حضرت امیر مرحوم کی سوانح و سیرت، تاریخ تحریک احمدیت، آپ کی علمی و قلمی خدمات کے ساتھ ساتھ علم و تفسیر قرآن کی چودہ سو سالہ تاریخ پیش کی گئی ہے اور مفسرین قرآن میں حضرت مولانا کے مقام و مرتبہ کی عظمت بیان کی گئی ہے اور بتایا ہے کہ آپ کے ترجمہ و تفسیر نے علم تفسیر قرآن کے باب میں کیا اضافہ و اصلاح کی ہے اور اس نے عالم اسلام، مستشرقین یورپ اور مفسرین عہد حاضر پر کیا اثرات مرتب کئے اور خدمت اسلام اور اشاعت قرآن کے باب میں جو عظیم القدر حصہ لیا ہے اس پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔

---

ہفت روزہ پیغام صلح - مورخہ ۳ جولائی ۱۹۷۴
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳ شمارہ ۵۱

الکوثر پرنٹنگ پریس چیمبرلین روڈ لاہور میں باہتمام احسان الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا